ﻛﻮﭼﻚ ﺑﺎﺧﺘﺮ

ﺩﻓﺘﺮ ﺩﻭﻡ

ﺩﺍﺳﺘﺎﻥ ﺍﻣﯿﺮ ﺣﻤﺰﮦ ﺻﺎﺣﺒﻘﺮﺍﻥ

ﺗﻤﺎﻡ ﺯﻣﺎﻧﮧ ﭘﺮ ﻭﺍﺿﺢ ﮨﮯ ﮐﮧ ﺩﺍﺳﺘﺎﻥ ﺍﻣﯿﺮ ﺣﻤﺰﮦ ﺻﺎﺣﺒﻘﺮﺍﻥ ﻭﮦ ﻭﺍﺩﯼ ﻧﺎﭘﯿﺪﺍ ﮐﻨﺎﺭ ﮨﮯ ﺟﺴﮑﯽ ﺑﺎﻻﺩﻭﯼ ﻣﯿﻦ ﭘﯿﮏ ﺧﯿﺎﻝ ﺑﮭﯽ ﻣﻌﺘﺮﻑ ﺑﻌﺠﺰ ﻭ ﻗﺼﻮﺭ ﮨﮯ ﺟﻦ ﺣﻀﺮﺍﺕ ﺷﺎﺋﻘﯿﻦ ﻧﮯ ﺍﻥ ﺩﺍﺳﺘﺎﻧﻮﻥ ﮐﻮ ﺳﻨﺎ ﯾﺎ ﻣﻼﺣﻈﮧ ﻓﺮﻣﺎﯾﺎ ﮨﮯ ﻭﮦ ﮐﻤﺎﺣﻘﮧ ﻭﺍﻗﻒ ﻭ ﺁﮔﺎﮦ ﮨﯿﻦ ﮐﮧ ﯾﮧ ﺩﺍﺳﺘﺎﻧﯿﻦ ﺑﺮﺳﻮﻥ ﻣﯿﻦ ﺑﮭﯽ ﺗﻤﺎﻡ ﻧﮩﯿﻦ ﮨﻮﺗﯿﻦ ﺍﻟﺤﻖ ﮐﮧ ﺍﻧﮑﯽ ﺍﺻﻮﻝ ﻓﺎﺭﺳﯽ ﺳﮯ ﻣﺼﻨﻒ ﮨﻤﮧ ﺩﺍﻥ ﺷﯿﺦ ﺍﺑﻮﺍﻟﻔﯿﺾ ﻓﯿﻀﯽ ﻧﮯ ﺟﻮﺍﻥ ﺍﺳﺘﺎﺩﻭﻧﮑﻮ ﻭﺍﺳﻄﮯ ﺗﻔﺮﯾﺢ ﻃﺒﻊ ﺟﻼﻝ ﺍﻟﺪﯾﻦ ﻣﺤﻤﺪ ﺍﮐﺒﺮ ﺑﺎﺩﺷﺎﮦ ﮐﮯ ﺍﺳﻘﺪﺭ ﻭﺳﯿﻊ ﺍﻟﺒﯿﺎﻧﯽ ﺍﻭﺭ ﻧﺎﺯﮎ ﺧﯿﺎﻟﯽ ﮐﮯ ﺳﺎﺗﮫ ﺗﺼﻨﯿﻒ ﻓﺮﻣﺎﯾﺎ ﮐﺴﻘﺪﺭ ﺟﺎﻧﮑﺎﮨﯽ ﮐﯽ ﮨﻮﮔﯽ ﺍﺱ ﺩﺍﺳﺘﺎﻥ ﮐﮯ ﺁﭨﮫ ﺩﻓﺘﺮ ﮨﯿﻦ ﺍﻭﺭ ﺑﻌﺾ ﺩﻓﺘﺮ ﮐﺌﯽ ﺟﻠﺪﻭﻥ ﭘﺮ ﻣﺸﺘﻤﻞ ﮨﯿﻦ ﺣﺴﺐ ﺗﻔﺼﯿﻞ ﺫﯾﻞ

ﺗﻌﺪﺍﺩ ﺩﻓﺘﺮ	ﻧﺎﻡ ﺩﺍﺳﺘﺎﻥ	ﺗﻌﺪﺍﺩ ﺟﻠﺪ	ﺗﻌﺪﺍﺩ ﺩﻓﺘﺮ	ﻧﺎﻡ ﺩﺍﺳﺘﺎﻥ	ﺗﻌﺪﺍﺩ ﺟﻠﺪ
ﺍﻭﻝ	ﻧﻮﺷﯿﺮﻭﺍﻥ ﻧﺎﻣﮧ	۲ ﺟﻠﺪ	ﭘﻨﺠﻢ	ﻃﻠﺴﻢ ﮨﻮﺷﺮﺑﺎ	۷ ﺟﻠﺪ
ﺩﻭﻡ	ﮐﻮﭼﮏ ﺑﺎﺧﺘﺮ	۱ ″	ﺷﺸﻢ	ﺻﻨﺪﻟﯽ ﻧﺎﻣﮧ	۱ ″
ﺳﻮﻡ	ﺑﺎﻻ ﺑﺎﺧﺘﺮ	۱ ″	ﮨﻔﺘﻢ	ﺗﻮﺭﺝ ﻧﺎﻣﮧ	۲ ″
ﭼﮩﺎﺭﻡ	ﺍﯾﺮﺝ ﻧﺎﻣﮧ	۲ ″	ﮨﺸﺘﻢ	ﻻﻝ ﻧﺎﻣﮧ	۱ ″

ﺍﻥ ﺩﺍﺳﺘﺎﻧﻮﻥ ﮐﯽ ﺳﺐ ﺟﻠﺪﯾﻦ ﻃﯿﺎﺭ ﮨﻮﮐﺮ ﻣﻼﺣﻈﮧ ﻧﺎﻇﺮﯾﻦ ﻣﯿﻦ ﮔﺬﺭ ﭼﮑﯽ ﮨﯿﻦ ﺑﻠﮑﮧ ﺑﺴﺒﺐ ﺧﻮﺍﮨﺶ ﺧﺮﯾﺪﺍﺭﺍﻥ ﺍﻧﮑﮯ ﻣﮑﺮﺭ ﺳﮧ ﮐﺮﺭ ﻃﺒﻊ ﮨﻮﻧﯿﮑﯽ ﻧﻮﺑﺖ ﺁﺋﯽ ﮨﮯ ﺍﻭﺭ ﮨﺎﺗﮭﻮﻥ ﮨﺎﺗﮫ ﻓﺮﻭﺧﺖ ﮨﻮﺭﮨﯽ ﮨﯿﻦ ﭼﻨﺎﻧﭽﮧ ﺍﺏ ﺑﺎﻟﻔﻌﻞ ﮐﻮﭼﮏ ﺑﺎﺧﺘﺮ ﺟﻮ ﺩﺍﺳﺘﺎﻥ ﺳﺤﺮ ﺑﯿﺎﻥ ﺍﻣﯿﺮ ﺣﻤﺰﮦ ﺻﺎﺣﺒﻘﺮﺍﻥ ﮐﺎ ﺩﻓﺘﺮ ﺩﻭﻡ ﮨﮯ

ﺍﻭﺭ ﺟﺴﮑﻮ

ﺑﻠﺒﻞ ﮨﺰﺍﺭﺩﺍﺳﺘﺎﻥ ﺷﺎﺧﺴﺎﺭ ﺑﻼﻏﺖ ﮔﻞ ﺳﺮﺳﺒﺪ ﭼﻤﻨﺴﺘﺎﻥ ﻓﺼﺎﺣﺖ ﻣﺎﮨﺮ ﺧﻮﺵ ﺑﯿﺎﻥ ﮐﺎﻣﻞ ﺷﯿﺮﯾﻦ ﺯﺑﺎﻥ ﺷﯿﺦ ﺗﺼﺪﻕ ﺣﺴﯿﻦ ﺻﺎﺣﺐ ﺩﺍﺳﺘﺎﻥ ﮔﻮ ﻧﮯ ﺣﺴﺐ ﺍﯾﻤﺎ ﺷﯿﺦ ﺣﺎﻣﺪ ﺣﺴﯿﻦ ﺻﺎﺣﺐ ﻧﺎﺋﺐ ﻣﮩﺘﻤﻢ ﻣﻄﺒﻊ ﺍﻭﺩﮪ ﺍﺧﺒﺎﺭ ﺑﮍﯼ ﻣﺤﻨﺖ ﺷﺎﻗﺖ ﺳﮯ ﺯﺑﺎﻥ ﺍﺭﺩﻭ ﻧﮩﺎﯾﺖ ﻓﺼﯿﺢ ﻭ ﺑﻠﯿﻎ ﺗﺮﺟﻤﮧ ﻓﺮﻣﺎﯾﺎ

ﺑﺎﺭ ﺩﻭﻡ

ﻣﻄﺒﻊ ﻧﺎﻣﯽ ﻣﻨﺸﯽ ﻧﻮﻟﮑﺸﻮﺭ ﻭﺍﻗﻊ ﻟﮑﮭﻨﻮ ﻣﯿﻦ ﻃﺒﻊ ﮨﻮﺍ

ﺳﻨﮧ ۱۹۰۱ﺀ

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مشمول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے تیئیل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنہین بعض کتب قصہ جات اردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصص جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہے جسکو ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی - چونکہ شے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہٰذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے	
۱- نوشیروان نامہ جلد اول۔	عگا/ پ
۲ " جلد دوم۔	عگا/ پ
۳- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع	للعہ/ پ
۴- ہرمان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم۔	عگہ/ پ
۵- کوچک باختر۔	عگا/ پ
۶- بالا باختر۔	عگا/ پ
۷- ایرج نامہ جلد اول	عگا/ پ
۸- " جلد دوم۔	عگا/ پ
۹- طلسم ہوش ربا جلد اول۔	عگا/
۱۰- " جلد دوم۔	عگا
۱۱- " جلد سوم۔	عگا
۱۲- " جلد چہارم۔	ے/
۱۳- " جلد پنجم کا حصہ اول۔	عگا/
۱۴- " حصہ دوم۔	عگا/
۱۵- " جلد ششم۔	ے/

نام کتاب	قیمت
۱۶- طلسم ہوش ربا جلد ہفتم۔	ے/
۱۷- بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر	عگر/ پ
۱۸- ایضاً حصہ دوم۔	عگا/ پ
۱۹- صندلی نامہ دفتر ششم۔	عگا/ پ
۲۰- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ	ے/ پ
۲۱- تورج نامہ جلد دوم "	صہ/ پ
۲۲- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	عگہ/ پ
۲۳- ایضاً۔ جلد دوم۔ "	عگہ/ پ
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول جسکی خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے۔	ے/ پ
۲- " جلد دوم۔	ے/ پ
۳- " جلد سوم۔	للعہ/ پ
ایضاً۔ کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیے۔	لعہ/ پ
طلسم ہفت پیکر مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول۔	عہ/ پ
۲- " جلد دوم۔	عگر/ پ
۳- " جلد سوم۔	ے/ پ
طلسم خیال سکندری جلد اول از منشی احمد حسین قمر	عگا/ پ
ایضاً۔ جلد دوم۔	عگا/
ایضاً۔ جلد سوم۔	عگا/
قصۂ [illegible] - در سہ حصہ مطبوعہ غیر۔	عہ/ پ
ایضاً۔ حصہ چہارم "	۱۲/ پ
پیرنا بالغ - در دو حصہ "	عہ/ پ
سوانح عمری عمرو عیار۔ "	عہ/ پ
سیرت محمدیہ۔ "	ے/ پ

فہرست داستانہائے کوچک باختر جلد دوم

کوچک باختر

دفتر دوم

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

تمام زمانہ پر واضح ہو کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقرانؑ وہ وادی ناپیدا کنار ہو جسکی بالا روی مین پیک خیال بھی معترف بعجز و قصور ہو جن حضرات شائقین سنے ان داستانون کو سُنا یا ملاحظہ فرمایا ہو وہ کماحقہ واقف و آگاہ ہین کہ یہ داستانین برسون مین بھی تمام نہین ہوتین الحق کہ انکی اصول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی نے جوان داستانونکو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اسقدر وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف فرمایا کہ بقدر جانکاہی کی ہوگی۔ اس داستان کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کئی جلدون پر مشتمل ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۱ "

ان داستانون کی سب جلدین تیار ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذر چکی ہین بلکہ بسبب خواہش خریداران انکے مکرر سہ کرر طبع ہونیکی نوبت آئی ہے اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہو رہی ہین چنانچہ اب بالفعل کوچک باختر جو داستان سحر بیان امیر حمزۂ صاحبقران کا دفتر دوم ہو

اور جسکو

بلبل ہزار داستان شاخسار بلاغت گل سرسبد چمنستان فصاحت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب حکم شیخ حامد حسین صاحب انچارج مطبع اودھ اخبار بڑی محنت و شفقت سے بزبان اُردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

سنہ ۱۹۰۱ع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپاس بیقیاس اُس خالق یکتا و صانع بے ہمتا کو زیبا ہے جسنے دو حرف کاف و نون سے طلسم ہستی کو بنایا اور اپنی عجیب و غریب صنعتون کے خزانون کو انسان کو تفویض فرمایا ہر چند عیار وہم و خیال ہزار ہزار شکل سے اپنی طراری دکھائے مگر ممکن نہین کہ اس نقشبند عالم و قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا بھید سمجھ مین آئے کیا مجال طائر تیز پرواز عقل بشری کی کہ اسکے میدان حکمت مین تیز پروازی کر سکے ممکن نہین کہ اس راہ مین کوئی قدم دھر سکے کیسے کیسے صاحبان فہم و ادراک نے اپنے اپنے پیک خیال کو اسکی معرفت کے میدان وسیع مین دوڑایا مگر سوائے ناچاری و مجبوری کے کچھ نہ ہاتھ آیا کہتے کہ ہمارے پیغمبر برحق نبی مطلق شفیع روز جزا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان معجز بیان سے اقرار عدم معرفت تامہ فرمایا اور ما عرفناک حق معرفتک ارشاد فرماکے سیاحان بیدائے معرفت کو تنگ ہونے گمراہی سے بچایا شعر

اگر در میدان استدراک کنہ ذات	رستم وہم و خرد تیغ و سپر انداختہ

نعت سرور کائنات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین جناب محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا

طبع مرصع کار و جواہر نگار درود نامحدود نثار بارگاہ عرش پناہ سردار پیغمبران مرسلین محبوب رب العالمین بارگاہ نشین رسالت سریر آرائے بزم نبوت صاحب قرآن و معراج بخشندۂ تخت و تاج شفیع الامم جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنھون نے کفر و ظلام کے دربندون کو شکست فرمایا بڑے بڑے کفار نابکار و ساحران غدار کو بزور شمشیر مطیع اسلام کیا

منقبت امام ہمام مظہر العجائب مظہر الغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام

تحف تحیات و مناقب اس امام عالیمقام خویش و وصی رسول زوج بتول کو زیبا ہے جسنے رجب سے پہلوان کو زیر کیا قلعۂ خیبر کو مثل صنوبر کا فرکے انگلیون پر اٹھالیا دوش صاحب معراج پر معراج پائی ذوالفقار سی تلوار ہاتھ آئی اشعار

سابق الاسلام شیر کبریا	جان نثار و جانشین مصطفیٰ	چرخ چارم پر ہو تصویر کی	جس سے ہو شان الٰہی منجلی

سبب تالیف کتاب و التماس بخدمت ناظرین اولوالالباب

ناظرین صحر تمکین کی خدمت فیض موہبت مین یہ ذرۂ حقیر سراپا تقصیر خاکپاے صاحبان علم و کمال خادم ارباب جاہ و جلال
بے بساط و بے بضاعت سرگشتۂ وادی حیرت مرکب بہ جہل و نادانی ناآشناے بحر رموز سخندانی ضعیف البنیان کج مج زبان
ازل کوزین تصدق حسین متخلص ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے کل دفترون ضخیم کا ترجمہ جسکا ہر دفتر ایک بحر
زخار ہے میرے نزدیک بہت دشوار تھا اور کیجہتی مین اپنے کو اس امر کی انجام دہی کے قابل نہین سمجھتا مگر جناب فیضمآب معلی
القاب آفتاب سپہر صولت و حشمت فرہ برج صولت و شوکت متکی اریکۂ جاہ و جلال زیب دہ مسند حشمت و اقبال عالی ہمم
والاحشم مخزن علم و شعور جناب منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم و مغفور کے ارشاد فیض بنیاد
اور اطراً بعض احباب مثل دوست یکرنگ محب خوش آہنگ صورت بند مرقع اتحاد نقاش نگارخانۂ وداد منشی شیخ
حامد حسین صاحب سے مجبور ہو گیا اور چار و ناچار اس خدمت کی انجام دہی کو اپنے ذمہ لیا مجھے مثل بعض حضرات ستودہ
صفات کے اپنی رطب اللسانی اور خوش بیانی کا دعوی نہین بلکہ اپنی ہرزہ گوئی کا مین خود ہی مقر ہون نہ مین فصاحت
سے واقف نہ بلاغت سے آگاہ کوچۂ نظم و نثر سے بالکل نادانستہ راہ مگر ہون وقوۃ آلہ قدردانون کی قدرافزائی پر بھروسا
کرکے اس دفتر کوچک باختر کا ترجمہ جو دوسرا دفتر داستان امیر حمزۂ صاحبقران کا ہے ترجمہ شروع کرتا ہون اور
ہر وقت درگاہ قاضی الحاجات حلال مہمات مین دست بہ دعا ہون کہ مثل نوشیروان نامہ وغیرہ کے یہ ترجمہ بھی بخیر و خوبی
انجام کو پہونچے واضح ہو کہ اس داستان عظیم الشان یعنی داستان امیر حمزہ صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور ان
دفترون مین سے بعض دفتر کئی جلدون ضخیم پر مشتمل ہین چنانچہ حضرات ناظرین کو تفصیل اسکی ذیل پچ اس کتاب سے
بخوبی واضح ہوگی اگر حیات مستعار اس رو کلان کی وفا کرگئی اور مالک مطبع ذی وقار کی توجہ ہوگی تو انشاء اللہ کل
دفترون کا ترجمہ پیشکش ناظرین والا مقام ہوگا ناظرین حقایق بین و اولوالابصار سے دست بستہ امیدوار ہون کہ
ہیچمدان کی ہرزہ گوئی کا کچھ خیال دلمین نہ لائین بلکہ جہان کہین کوئی غلطی ملاحظہ کرین دامن عنایت و مرحمت سے
اسکی عیب پوشی فرمائین دعاے خیر سے اس کمترین کو یاد کرین

اب دو کلمے داستان شوکت بیان آنا شاہزادۂ بدیع الزمان کا فتح کرکے لشکر دیو بند کو لشکر مین
امیر کے در بند بربر برادر جمشید ڈانا عنقاے بربر کا اور کشتی لڑنا قاسم کا بدیع الزمان سے پھر قاسم کا نقاب
نوچ کر پہچاننا چچا کو اور بظاہر رنج و ملال و بباطن فکر قتل کرنا بیان ہوتے ہین۔

کرون نشہ مین بات معقول کی	لبالب پلا جام ہو تم کی خیر	پیا پر پلا مجھکو گلرنگ جام	کدھر ہو تو ای ساقی لالہ فام

نغمہ سرایان شاخسار گلشن سخندانی زمزمہ سنجان بلبل گلزار خوش بیانی گلشن نغمہ داوراک مین پرواز کرکے یون زمزمہ
پرواز ہین کہ جب در بند بربر پر لشکر امیر حمزہ صاحبقران صف آرا ہوا چاؤش صداے دلیری اور جوانمردی دینے لگے ای
جوانان دلیر و تاباک پہلوانان خوش کردار یہ دن نام کا ہے عنقاے بربری سے سامنا ہے جانین اپنی لڑائی مین لڑاؤ
اس ناہنجار بدکردار کو مقتول سزا دو یہ سنکر کار آزماے میدان جنگ بصد ولولہ و امنگ لیئے یلان تیغ زن و گردان لشکر
شکن پرے سے نکل نکل کر عنقاے بربری کا مقابلہ کرنے لگے اور شاہزادۂ ملک قاسم نوجوان بصد عز و شان
قبضۂ تیغ پر ہاتھ رکھے تماشا جنگ و جدال کا دیکھ رہے ہین کبھی گھوڑا بڑھا کر آگے بڑھتے ہین کبھی بائین طرف
سے دہنی جانب کو آجاتے ہین ناگاہ دیکھا کہ ایک طرف سے گرد عظیم برنگ کاہی نمودار ہوئی کہ رنگ بیابان
سبزہ زار نظر آنے لگی ہر ذرۂ خاک ریزۂ زمرد تھا رنگ روے آفتاب نیلگون ہوا دھوپ کا رنگ آسمانی صورت پکڑ

ہر گل بیابانی ہوگیا جب دامن غبار خلوفری باد تند سے قریب آکر چاک ہوا دیکھا کہ ایک سوار نقابدار سبز پوش بعد جوش و خروش مع لشکر ظفر پیکر باگ اٹھائے رومین گھوڑا اڑائے چلا آتا ہے سب جوانان لشکر امیر و پہلوانان بے نظیر مع قاسم شیردل تھم کر دیکھنے لگے اور جنگ موقوف کرکے ٹھہر گئے میان لشکر کو اپنے نقابدار سبز پوش نے ایک مقام پر ٹھہرا کر اسپ پر کی بیکر کو جولان کیا اور نعرۂ شیرانہ کرکے عنقائے بربری پر حبیباد دیکھا کہ سرداران قاسم شیردل مقابلے پر ہین بس آتے ہی نیزہ عنقائے بربری پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ اسکے دست زبردست سے کس پھرتی اور چالاکی سے نکال لیا کہ وہ پہلوان قوی تن باصورت بیلتن دنگ ہوگیا اور ازبس تاب دریائے خجالت مین ڈوبا بسنا بچانی کا ہاتھ سے نکلنے لگا چاہا کر تلوار میان سے کھینچے نقابدار سبز پوش نے بڑھکر کمر زنجیر مین دست زبردست ڈالکر جھٹکا دیا کہ وہ پہلوان منہ کے بل گھوڑے سے زمین پر آیا بس نقابدار سبز پوش بھی مثل شیر گرسنہ بادیہ بمائے کو دیڑا اور اس روباہ خصال کو مثل پارچہ کہنہ کے چیر کر پھینکدیا تمام پہلوان دلگیر متحیر ہوگئے یہ ماجرا دیکھکر قاسم ذیشان نور چشم صاحبقران کو غصہ آگیا نعرہ کیا کہ نعرۂ آفتاب مشرق دین پروری و شہسوارے لال پوش خاوری ہو او نقابدار سبز پوش تو نہین جانتا کہ یہ شکار روباہ شکار شیر انتقا اسکو تو نے اپنا صید بنایا ہوش باش طائر حواس کو روک مجھ جیسے شیر دلکو تو بھلا لوک یہ کہا اور ایک ہاتھ تیغۂ پلارک افراسیابی کا مارا اگر وہ ہاتھ ضرب گران سنگ سخت پر پڑتا دو پارا ہوکر پیوند زمین ہو جاتا نقابدار سبز پوش نے خالی دیکر عمود دست پکڑکر جھٹکا دیا قاسم بھی لپٹ گئے زور پہلوانی کے ہونے لگے تمام سرداران لشکر و پہلوانان قوی پیکر دور سے قریب آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے کبھی قاسم دہنی طرف سے پیچ کا ٹکر بائین طرف کو لاتے ہین نقابدار سبز پوش توڑ کرکے تیر کے مانند نکل جاتے ہین یہ صورت ہر رفاقت سنگ چاہتے ہین کر پلاد کر دست ماردن نقابدار کا ارادہ ہے کہ مین بزور قوی زیر کرون مگر ایک دوسرے پر کسیطرح غالب نہین آتا ہر ایک دلیر ایک جرأت دکھلاتا ہے اشعار

دو بیل گنجے ہین بے کارزار　　دو شاہین ہین بادل ہوشیار
دو طائر زبردست با پیچ و تاب　　دکھاتے ہین ہر سونگ انقلاب

دونون لشکر دیکھو خموشی ہر عالم فراموشی ہر صورت تصویر تصور تسہد ما ئینہ دار حیرت مین ہر فرد لشکر سوار زین پوش کھیجائے سکے ہین پیدل اسپ اپنے مقام سے تیور تک رہے ہین مگر دونون مین نکوئی غالب نہ مغلوب ایک شرمندہ دوسرا محجوب ہیا تک کہ چار دن مقابلہ بصورت مجادلہ رہا چوتھے روز شاہزادۂ قاسم ذیشان نور دیدۂ امیر حمزہ صاحبقران نے دست درازی کی کہ ہاتھ نقابدار سبز پوش پر ڈالا اور بغیظ و غضب پردۂ حجاب کو چہرۂ نورانی سے نوچکر پھینکدیا جلوہ رخ نے تابندگی کی چھوٹ چہرۂ انور کی جا بجا پڑنے لگی رخ آفتاب زرد ہوگیا آنکھون مین ذرہ کی چکا چوند ہونے سے مثل اختر تابان ہر ذرہ چمکنے لگا قاسم نے نگاہ بھر کر دیکھا کہ قرۃ العین صاحبقران زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادۂ بدیع الزمان ہین قاسم نے کہا واہ واہ بھوجان سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا خوب پردۂ سبز پوشی مین آپنے دھوکا دیا تھا مگر بڑی خیر ہوئی ہنسکر سینے سے لپٹ گئے امیر نے بڑھکر سینے سے لگایا نہایت دل مسرور و شاد ہوا سب سرکار بقواعد شاہانہ تسلیم بجا لائے با عزاز و اکرام بدیع الزمان کو لشکر مین لائے بعد صحبت جشن بدیع الزمان اپنے لشکر فیروزی اثر مین تشریف لائے کچھ فاصلے سے خیمے استادہ ہوئے بارگاہ شاہزادۂ عالیجاہ زینت دہ صحرائے پر فضا ہوئی اور سب لشکریان لشکر ظفر پیکر گرد بارگاہ شاہزادہ فروکش ہوئے اور چمن خیمۂ زنگار گون شاہزادۂ بلند مرتبت آراستہ ہوا وہ رفعت و بلندی اس بارگاہ فلک قدر کی جسکے آگے گنبد مینائے لاجورد پست پردۂ چرخ اطلس سانے قنات ہائے خیمہ بلند نشان کے دل شکست طنابون کی ڈوریان ریشمی اس حسن کی کہ خطوط شعاعی خجالت سے تار تار گیسو سے

پرویان روزگار بہ ہزار جان و دل نثار پریزادان حور وش کو تنگی دربانی کی آرزو حوروں کو دریوزہ ہاے گلزار ارم سے لطافت کی جستجو بازار لشکر ایسا آراستہ کیا وہ فلک کو رشک جرّار نامدار لشکر شاہزادۂ خوش کردیا کے صحراے سبزہ زار کی ہواے دلکش تھا کہ شگفتہ مزاج ہو رہے تھے مردان پردہ نشین چشم لشکر میں خستگان چشم سے کل نکلگو جا بجا اُس فرش مخملی پر سو رہے تھے، اشعار

لہکتا ہوا چار سو سبزہ زار — گلستان عالم کی صدقے بہار
کہ جسپر اپنی مردم اٹھائے — تماشا ہو سوئے کی دل لوٹ جائے

یہان تو ہوا حال ان بدیع الزمان مسرور و شادمان خوش و خرم تھے کہ وہان قاسم سے یہ شوکت و شان لشکر شاہزادہ بدیع الزمان کی دیکھکر امیہ بن عمرو عیار کی زبانی شاہزادہ بدیع الزمان سے کہلا بھیجا کہ اے شہریار خبردار و ہوشیار کل اس دشت نبرد میں میرے آپ کے مقابلہ ہو جسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان کو یہ حال معلوم ہوا لشکر میں بندوبست لشکر کا حکم دیا امیہ بن عمرو عیار بدیع الزمان براے حصار اٹھا اور ایک پہاڑی جو قریب اُس صحراے دلکش کے تھی اُسپر جا بیٹھا چونکہ وہ دن ہی ڈھلا یہ چڑھنے کا آفتاب جو امیہ بن عمرو اس پہاڑی پر پانہایت دل فرح ناک اور باغ باغ ہوا اور سے وہان کی تختہ دل کو ایسی شگفتگی ہوئی کہ معطر دماغ ہوا اشعار

گل خود رو کی جا بجا وہ بہار — سنگ ریزے وہان کے سبزہ زار — وہ چمک اس پہاڑی کی وہ دور
ہو خجل جسکے آگے کوہ طور — رفعت اسکی فلک سے نجود تھی — شرم سے گردن اپنی خم کرلی

الغرض امیہ عیار شاہزادہ بدیع الزمان شاہ سے رخصت ہو کر ایک جانب آ کر بیٹھا اور یک نگاہ کو ہر جانب دوڑانے لگا ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک نقابدار اشہب تیز رو پر سوار تیغ آبدار کمر میں نیزۂ برق تمثال ہاتھ میں باگ اٹھائے ہوئے سمند باد پیما ہے خوش رفتار کی چلا آتا ہے امیہ نے بڑھ کے ٹوکا کہ اے جوان گرم عنان تو کون ہے اور کہان جائیگا اُس نقابدار نے جب آواز دی کہ بتلا بدیع الزمان کسکا نام ہے وہ شہریار کون عالیمقام ہے امیہ نے کہا وہ شاہزادۂ عالی وقار میرا آقاے نامدار ہے نقابدار نے کہا کہ مین بہ ارادۂ مقابلہ و مجادلہ آیا ہون کیا بیٹھے ہو جاؤ جلد خبر کرو یہ سنکر امیہ خدمت باسعادت شاہزادۂ بدیع الزمان مین آیا اور کہا اے شہریار عالی وقار ایک نقابدار گھوڑے پر سوار واسطے مقابلہ کے آیا ہے یہ سنکر شاہزادۂ بدیع الزمان اٹھ کھڑے ہوئے غصّے سے چہرہ سرخ ہوا مسلح و مکمل ہو کر خیمہ سے باہر آئے اور گھوڑے پر سوار ہوئے مع ہواخواہان جرّار و جوانان خنجر گذار بمقابلۂ اُس نقابدار نعرۂ دلیرانہ کیا کہ منم شاہزادۂ بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران نقابدار گوہر پوش نے کہا کہ سنبھلو کام فرمائیے دلیری و بہادری سے جیسے کہ مجھ اکیلے سے آپ مع لشکر جرّار بمقابلہ کارزار کرنے کو آئے ہین مین چاہتا ہون کہ علیحدہ تنہائی مین آپ سے مجادلہ کرون اگر دعوی بہادری و دلیری ہے تو میرے ساتھ آئیے ہنر بازی دیکھیے اور دکھائیے یہ کہکر نقابدار گوہر پوش نے باگ اسپ صبا رفتار کی اٹھائی شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی اپنے لشکر کو وہیں ٹھہرایا اور عقب مین اُس نقابدار کے گھوڑا اڑاتے جاتے ایک مقام پر دیکھا کہ دریاے زخار حسین موجزن ہے بیشمار حباب اسکے دیدۂ فلک سے آنکھیں لڑاتے ہین گرداب اسکے گردۂ آفتاب کو شرماتے ہین مردم آبی اس دریاے بے کنار کی ماہیت بیان نہین کرسکتے مگر گھڑیال گھڑی گھڑی جوش و خروش کرتے پھرتے ہین پانی وہ شفاف و آبدار کہ جیسے گوہر آبدار و پر آب اُس پانی مین عکس جو آفتاب جہانتاب کا پڑتا ہے ہر حباب کندلی نظر آتا ہے عکس فلک نیلگون سے معلوم ہوتا ہے کہ تہ آب فرش اطلس زنگاری بچھا ہے اس دریا کے کنارے پر ایک خیمہ نورانی ایسا ایستادہ ہے جسکی خوشنمائی سے ہیچ بہ فلک مشرشدہ ہے رفعت و منزلت پر اُس خیمہ کی فلک دوار دوار سرگردانی کرتا ہے شمسہ پر اُس خیمہ کے شعاع شمس نثار ماہ چادر وہ بار بار اسکے عشق کا دم بھرتا ہے وہ نقابدار گھوڑے سے اترکر ایکبار خیمہ مین داخل ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان یہ دیکھکر غیظ و غضب سے کہنے لگا کہ یہ سوار کیا نامرد بے روزگار ہے کہ مجھکو مقابلے کے حیلے سے دیا اور یہان چھوڑکر آپ خیمہ مین چلا گیا یکایک محل دار گلعذار حوروش طرحدار بانکی ترچھی ناز و انداز مین بے مثال عشوہ و غمزہ مین طاق و باکمال چہرے

سے ہو یدا دلربائی رنگ رخسار پر صفائی بڑی بڑی آنکھین جنگی بھوین ابرو کمان پلکین ناوک دلدوز پھول سے گال لب پان کی سرخی سے لال لال دلفریب جامہ زیب آڑا جوڑا باندھے ہوے پاجامہ طلسی پاؤن مین آب رواں کا دوپٹہ شبنم کی کرتی جسم مین غضب کی پھرتی مزاج مین معشوقانہ پن دل مین عشق کی گھاتون کے چین خیمے سے نکل کر باہر آئی شاہزادہٗ بدیع الزمان کو بقواعد شاہانہ سلام کیا بدیع الزمان نے بہ نگاہ غضب دیکھکر کہا کہ ایک نقابدار گھوڑے پر سوار مجکو اپنے ساتھ برائے مقابلہ لایا تھا اور آپ گریز کرکے اس خیمے مین چلا گیا یہ خلاف مردی و بہادری ہے اُس گلرو نے نیازمندانہ دست بستہ عرض کی کہ غصہ کو کام نہ فرمائیے آپ بھی خیمے مین تشریف لیجائیے یہ سنکر شاہزادہٗ بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے درانہ خیمے مین چلے آئے کیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حور نژاد رشک وحسن پریزاد پیشانی نورانی بہتر از ماہ تابان تابندگی رخسار مثل خورشید درخشان ابروے خمدار ماہ نو بلکہ کہ پلی ہوئی تلوار مژگان تیرون کی برابر چہرہ مثل آفتاب گیسوے مشکین پیچ و تاب مین نایاب مسند جواہر نگار پر جلوہ آرا ہے شاہزادہٗ بدیع الزمان دیکھتے ہی دنگ ہو گیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اشعار

یہ نور ہے روے مہ جبین کا کہ ہو خجل چاند چودھوین کا	جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا وہ ایک نافہ ہے مشک چین کا
یہ اُسکے ہے ساعدون کا عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم	نیام تیغ قضاے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا
کرون رقم کیا مین حسن کاکل کہ زلف پیچان ہے رشک سنبل	عذار مین ہے شباہت گل دہن مین عالم ہے یاسمین کا
بُرا ہو بدبخت عاشقی کا نہ دین ہو برباد یون کسیکا	بنا ہے عشق بتان کا ٹیکا نشان سجدہ مری جبین کا
اگر ہو پیدا ہے سکندر یقین ہے ہو خاک دم مین جلکر	ستارہ جو ہو آفتاب محشر کمر بند ہے داغ آتشین کا

شاہزادہٗ بدیع الزمان یہ اشعار بار بار پڑھکر متبسم ہوے اور دلمین خیال کیا کہ شاید اُسی نقابدار عالی وقار کا یہ ناموس ہے کہ جب شعر عجیب حسن خداداد و مرقع دکھا: خدا کی شان نظر آئی اُسکو کیا دیکھا: یہ شعر پڑھکر منھ اپنا اُسکی جانب سے پھیر لیا اور ہاتھ کی رخ پر آڑ کرکے فرمایا کہ یہ نقابدار بے غیرت ہوکر مجکو اپنے ناموس کے سامنے بلا لیا اور پردہ داری کا کچھ لحاظ و پاس نہوا وہ مہ جبین مہ تمکین بہت قہقہہ مارکر ہنسی پلٹکر جو شاہزادہٗ بدیع الزمان نے دیکھا کہ گویا باغ حسن مین نخل جوانی کے پھول بکھرے ہین غنچہ لب سے ظاہر ہے کہ گل مراد شگفتہ و شاداب ہونے والا ہے شعر

ہنسا اندر کل و نے ہنسی کا اب نکالا ہے کہ منھ سے پھول جھڑتے ہین چمن خوبی نرالا ہے: اُس غنچہ دہن نے لبہاے نازنین کو کھولا کہ اے زینت وہ مسند شہریاران شاہزادہ بدیع الزمان آپ نے مجکو نہ پہچانا کہ مین دختر گنجاب بن تنجور ملک حرمان دیو کش ہون جسکو آپ نے بعد جرأت و ہمت و صولت و شوکت طلسم طہمورث دیو بند سے رہا کیا تھا آپ تشریف لائیے رونق بخش مسند جہان آرا زینت افزاے محفل تنہا ہوجیے جسوقت اے جان جہان آرا آپ نظر پڑی ہے عجب دل کا حال ہے کہ جسکا بیان محال ہے شعر الفت نے تیرے ہوش ہمارے اڑائے ہین + کن مختون سے اپنے گلستان مین لاے ہین: شاہزادہ بدیع الزمان رونق افزاے بزم عشرت ہوے ملکہ گوہر دختر گنجاب نے تمام واقعہ گذشتہ من وعن شاہزادہٗ بدیع الزمان سے بیان کیا بعد اسکے آراستگی بزم عشرت کا حکم دیا خواصان خاص و مطیعان فیض اختصاص مشغول سامان بزم عشرت ہوئین تمام اشیاے نادرہ عیش کرکے زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کئے نظم اشعار

وہ چھتگیریان زینت انجمن	وہ فرش زری کی ہر اک پھبن	تکلف کے وہ جھاڑ اور وہ کنول	بلوریں وہ مردنگیان بے بدل
وہ دیوار گیری سرا کی خوشنما	جھلا جھل کے پردے وہ ہر اک جا	بچھے تھے جو قالین ہر جا تمام	تصدق فلک ہوتا صبح و شام

آقاے نامدار کو ایک نقابدار بہادر کار زار اپنے ساتھ لیگیا وہ تشریف نہین رکھتے ہین ہمین معلوم کیا امر گزرا مجکو بھی تشویش
کمال ہے دل مضطر کا بیقراری کے سبب سے عجب حال ہے قاسم نے کہا کیون واہی تباہی بکتا ہے دھوکا دھڑی کی باتین
کرتا ہے جا اپنے آقا کو بلا امیہ نے کہا مین خلاف نہین عرض کرتا ہون کوچہ دروغگوئی مین قدم نہین دہرتا ہون قاسم چین بجبین ہوکر
غصہ کرنے لگے کہ پوشیدہ ہونے سے کیا حاصل ہمکو اس بات کا زیادہ رنج و ملال ہے امیہ نے عرض کی آپ ایسا نہ فرمایئے شک
دل سے دور کیجیے خود ملاحظہ کر لیجیے پھر تو شاہزادہ ملک قاسم نامدار نے بغیظ و غضب بیشمار مثل شیر غضبناک بیباک ہوکر
تیزی سے قبضہ حربے پر ہاتھ ڈالا دلیرانہ ترچھی نگہ سے امیہ بن عمرو کو دیکھا اور فرمایا کہ جا میری طرف سے پیام کہنا کہ نری
و بہادری سے بعید ہے کیا خیمہ مین چھپکے بیٹھے ہو مردون کا سامنا کرو مین کچھ عذر کسی کا نہ مانونگا اب مین خود وہان چلا آؤنگا
امیہ بن عمرو نے آبدیدہ ہوکر کہا قسم آپ کے سر اقدس کی میرے آقاے نامدار کو ایک نقابدار فلک اقتدار بہادر اوہ کار زار
اپنے ساتھ لیگیا مطلق پتا اور نشان مجکو نہین معلوم کہ وہ آقا میرا کہان ہے کس برج مین مہر درخشندہ صاحبقران پنہان ہے
یہ سنکے قاسم نے کہا تو سچ کہتا ہے اسنے عرض کی آپ مجھے جیسی چاہیے قسم لیجیے مین کبھی آپ کی خدمت مین خلاف نہ عرض
کرونگا یہ بات سنکر قاسم پریشان و مضطر و حیران وہان سے پھرے اور کچھ دل مین سوچکر ایک طرف اسپ تیز رو کی باگ
اٹھائی بتلاش بدیع الزمان روانہ ہوے راہ کی صعوبتین سفر کی مصیبتین پہاڑون کی سختیان دھوپ کی حدت پتھرون کا
پتنا زمین کا جلنا ریگستان کے ذرے مثل شعلہاے آتشین خاک کا رنگ آفتاب کی گرمی سے کندنی زمین پر جگہ کی صورت
تابہ آہن صحراے لق و دق مثل گلخن لون کا چلنا برگہاے درختان سبز و شاداب کا صورت خس و خاشاک جلنا ہر نخل [illegible]
آتش چنار ہر غنچہ سربستہ شکل خار گل خود بخود مرجھاے ہوے بچے پھول تمازت آفتاب سے کمہلاے ہوے سبزے کا رنگ
زعفرانی نہالون کے تھالون کا خشک پانی سایہ راہ مین نایاب دلکو گرمی سے اضطراب طیور پر و بال ہلاتے [illegible]
مین پنہان درندے زیر زمین چھپے ہوے کہ جان کو سون نقش پاے انسان کا پتا نہین سواے آسمان و زمین کی [illegible]
کوئی پیدا نہین نظر آتش کے شعلون کا تماشا اس غبار مین ذرگی سے [illegible] پھونک رہے تھے کہسار مین گوشہ ہر اک تنور [illegible]
[illegible] صحراے لق و دق کرہ نار ہوگیا تھا اس گرمی مین لخت دل امیر حمزہ عالیجاہ نور دیدہ عمر شاہ یعنی ملک قاسم ذیشان بعجب
[illegible] سرگردان حیران و پریشان بحیل چلے جاتے ہین لیکن بدحواس عالم یاس آگ کے شعلے آسمان
[illegible] ہوتا ہو گو ترستے پانی کا کہین نام نہین زبان کو تراوت سے کام نہین اسی عالم مین دیکھا کہ صحرا مین
ایک جانب کچھ خیمے [illegible] کے نشان مین جگہ بجد و نہایت سامان ہین مگر بالکل سناٹا پڑا ہے وہ مقام
ہو مارتا ہے ایک شخص [illegible] زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہے جان اپنی کہو رہا ہے قاسم یہ دیکھکر قریب اس شخص کے پہونچے
اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کیون گریہ و زاری بصد بیقراری کرتا ہے کسکے خیال جدائی مین رخسارون کو اشک گرم سے تر کرتا ہے
کون ایسا محبوب تجھ سے چھوٹ گیا کہ رشتہ قوت دل تیرا ٹوٹ گیا اسنے جواب دیا اے شاہزادہ والا تبار واے سرگروہ لشکر جرار
نام مہتر مرجان ہے مین کوکا ہون ملکہ گوہر ملک دختر نجاب بن گنجور کا مین بیہوشی کی پڑیا شہزادی کے پاس [illegible]
پلانے کو چلا گیا اس عرصہ مین ملکہ نقابدار گوہر پوش جنگ شاہزادہ بدیع الزمان نور دیدہ صاحبقران کو دھوکے سے لگوائی
اور انکو بیہوش کرکے طرف سنجان لیگئی قاسم نے کہا اے مرجان ہم فرزند دلبند علم شاہ عالیجاہ نبیرہ امیر حمزہ صاحبقران
ملک قاسم نوجوان ہین ہم بھی اپنے نامدار شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقدار کی تلاش مین نکلا ہون آؤ بھائی ہم تم دونون ساتھ
چلین اتفاق سے خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو مرجان نے کہا وہ جو دریاے بے کنار دکھائی دیتا ہے یہی رستہ سنجان
کا ہے چلیے کوئی کشتی ہاتھ آئے تو سوار ہوجئین [illegible] دل خشکیدہ صحراے [illegible] مگر یہ سنکر قاسم نوجوان حیران

پریشان مرجان کے ہمراہ روانہ ہوئے جب کنارے پر اُس دریا کے پہونچے دیکھا موجون کو پیچ و تاب ہے ساحل کو گرداب ہے گرداب مثل شیر غضبناک لہراتے مین حباب ایسے ہیبتناک ہو رہے دکھاتے مین نازنین پڑتی مین لہرین بیسمین تڑتی ہین گھڑیال گھڑی گھڑی شور کرتے ہین مگر سانس بیگردم بھرتے ہین کنگر جس سمت رُخ کرتے ہیت مین آجاتے ہین وہ نوش جان کیے سب کھا جاتے ہین ماہیان دریا بہنسا ہے پڑتی ہین دیست کمائی اُس طرح جب کھاتی کھاتی مین پانی شفاف مثل آئینہ صاف ہے عکس آفتاب ماہتاب اب دکھاتا ہے مرجان تہ مین جھلملاتے ہیں مروارید بے بہا صدف خوش آب کی پرورش پاتا ہے قاسم ساحل پر بیٹھ رہا تھا بیت
حسرت و رنج و ملال ہمراہ سفر بحر اس دق کے دیکھے اور سوچے منزل کی تنگ دستی ہو جو تی بند قبا کھول دیے دل فسردہ کو فرحت ہونی
کنارے پر پہنچا یا تھ منہ دھویا آب خوشگوار پیا سیراب ہو کر شکر خدا کیا دے کر حمد و ثنا ے خالق مسبب الاسباب زبان پر جاری کیے ناگاہ دیکھا کہ ایک ملاح کشتی کھیتا ہوا چلا آتا ہے سفینہ پر اپنی ہرن دکھاتا ہے مرجان نے ملاح کو آواز دی کہ جلدی آ ہم دونون کو سوار کر کے منزل مقصود پر پہونچا دے وہ ملاح کشتی کو لایا دونون کو سوار کیا جا دو پر نا و کو ڈالا جلد روانہ ہوا قاسم نے جو ملاحظہ دریا بے پایان شاہد کیا بیساختہ یہ شعر با دل نالان ورد زبان کیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسا ہا اب ناظرین پر واضح ہو کہ ملک قاسم و مہتر مرجان کو دریا مین چھوڑیے اور حوال شاہزادہ بدیع الزمان و ملکہ گوہر ملک کا طرف ختن کے روانہ ہونے میں عرض کرتا ہون ملاحظہ فرمایئے

دوکلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزمان و ملکہ گوہر ملک کو درمیان دریا کے گھیرنا سلیمان زنگی کا پھر ہوشیار کر کے صندوق سے نکالنا بدیع الزمان کا اور مقابلہ کرنا سلیمان سے اور زیر کرنا سلیمان کو اور نقاب پوش سلیمان ہونا سلیمان کا جان کے خوف سے اور پھر جزیرہ ارغوان میں اپنے مکان پر بلا کر بہانہ دعوت کے حیلے سے گرفتار کرنا سلیمان کا آمادہ ہونا قتل بدیع الزمان پر اور ملکہ کا سفارش کر کے بدیع الزمان کو بچانا اور پھر بدیع الزمان کو صندوق مین بند کر کے دریا برد کرنا اور گوہر ملک کا بھاگ کر جانا کشتی پر اور پھر سلیمان کا گھبرا کر دریا مین گھوڑا ڈالنا اور نقابدار پشمینہ پوش کا آنا اور قتل ہونا سلیمان کا دست نقابدار سے اور مسلمان کرنا ساکنان ارغوان کو اور سکہ جاری کرنا بنام بدیع الزمان پھر ملکہ گوہر ملک کا جانا طرف ختن کے اشعار

ساقیا دے جام مجکو بادہ گلفام کا
بحر مین سامان نظر آتے ہین مجکو جنگ کا
دور مین دور گردون کا دکھاتا ہے حباب
گرد ہے بادے کا یاد کی نظر آتی ہے موج
سبز ہے دریا سے ہوا ہی بحر اٹھا ہے سحاب
گرتی ہے کار دم خنجر ہے دل پر شراب
یاد چشم مست مجکو خون رلاتی ہے مدام
رنگ چہرے کا مرے کرتی ہے اخضر شراب
ساقیا کیا پوچھتا ہے ہم وہین کے مست ہین
دیجیے جو کچھ سمجھے یا ساقی کوثر شراب

غلغلہ ہو روز میخانون مین تیرے نام کا
سرخ ہے دریا کا پانی ہو رہی ہے یا شراب
سر بسر موجین ہین دریا کی کہ قوس آسمان
ماہی بے آب کیسے صورت ہے اب رندون کا
صاف ساغر مین نظر آتا ہے عکس آفتاب
دور مین ہفت آسمان سے یہ ملا سامان
فرقت ساقی مین ہم کھاتا ہون مین بیکار
چشم میگون کے تصور مین مجھے کام تمنا
جس جگہ جاتے ہی سرکہ بنی اگر شراب
بیت منقش کی نقش معنی بسان

آج تو دریا بجا دے بادہ گلرنگ سے
منقلب ساغر نظر آنے لگے سارے حباب
تا کدین دریا مین نہین گویا کہ ہین مینا
لوٹتے ہین جا بجا ہین غرق ہوگی ہے مشعل
خون روتا ہون شب فرقت مین یا بلبل
ہے مطرب یا ساقی فصل گل ساغر شراب
ہجر ساقی مین جو گھٹتا ہون ہو جاتی ہے بہر
نچ ہے یہ میخوار کو کردی ہے لاغر شراب
اپنے سوا سے کھونگا حشر مین کی بس مین
رقم کرد اینجا چنین داستان بخوبی اعیان

دریاے حسرت و حرمان و ماہی آشنایان قلزم مصیبت دریغ و ہراس گوہر سخن بسعود رود و سخن صدف طبیعت خوش طبیعت سے نکال کر یعنی آبدار کرتے ہین کہ جب ملکہ گوہر ملک نے شاہزادہ بدیع الزمان کو بیہوش کیا اور صندوق مین لٹایا قفل کر کے کشتی پر سوار کیا

اور روانہ ہوئی دیکھا عجیب دریاے بے پایان ہے کسی طرح نظر اس پار کے کنارے کا نشان ہے جو مین شہزادہ دون و پہونچا قطرہ پانی کا
شور بے انتہا تلاطم آب جا بجا سواے پانی اور آسمان کے کوئی شی نظر نہین آتی جو تو بان دریا کی آواز سے روح جسم مین تھراتی ہے سواے
خدا کی ذات نہ دوست نہ ہمدم تنہائی کا عالم جسم مین تھرتھری تھی آنکھون مین اشکون کی تری اور خود مین جو ہمراہ تھی بن وحشت صغر دل
تری مین ایسی عالم مین ناو بہاو پر جانے جاتے قریب جزیرہ دار عوان کے پہونچی وہان کا سلیمان زنگی حاکم ہے جا بجا لشکر مین قصہ عاملون کو
خبر ہوئی کہ ملکہ گوہر مالک دختر شہنشاہ بن گنجور کشتی پہ سوار اس دریاے نا پیدا کنار مین اس طرف سے جاتی ہے یہ مردود بھی عرصہ دراز سے
فریفتہ حسن و جمال بے مثال با امید وصال ہے سنتے ہی مسلح و مکمل ہو کر گھوڑے پہ سوار ہوا اور جستجوے ملکہ گوہر ملک مین چلا جب دریا پر
پہونچا کشتی کو روکا کنارے دریا کے اترا اور پیام وصال اور عشق اپنا بدرجہ کمال ظاہر کیا اور کہا کہ اے ملکہ ایک مدت مدید سے مشتاق تھا
اتفاق الاتفاقیہ خورشید امید جلوہ گر ہوا کہ تجھ ایسا ماہتاب رونق افزاے کلبۂ احزان عاشق مضطر ہوا ملکہ نے کہا اے سلیمان مین شہزادہ
بدیع الزمان کو ہمراہ اپنے لیے ہوے طرف سنجان کے جاتی ہون تو مجھسے ہرگز مزاحمت نہ کر ورنہ وہ شیر بیشہ صاحبقرانی تجکو سزا
مقتول و بیگانہ تیغ آبدار کریگا سلیمان نے کہا بدیع الزمان کہان ہے ملکہ نے کہا اس صندوق مین پنہان ہے سلیمان نے کہا جلد اسکو
نکالو مین اسکا مقابلہ کرونگا ملکہ نے کہا اے سلیمان کیون تکرار کرتا ہے میرے وصل کا دم بھرتا ہے تو مجھکو میرے باپ کا ہے خیر تیرے حال
پر رحم آتا ہے مفت تیری جان جائیگی عزرائیل تجکو منہ دکھائیگا کسواسطے کہ یہ بیٹا ہے زمرد شاہ کا جسکا لقب نام ہے اسکی قدرت کا پرا
عالم ہے اور نواسہ ہے یاقوت شاہ کا جسکا جبرئیل قدرت لقب ہے او بے ادب وہ بڑا صاحب جرأت عالی منصب ہے سلیمان زنگی
کسی طرح نہ مانا کہا کہ مجھکو کیا دھمکاتی ہے بیکار باتین بناتی ہے یہ سب کچھ جانتا ہون بغیر وصل ہوے مین کب ٹلتا ہون اب بدیع الزمان
کو نکال بیٹھا دیکھ جمیل و قول مین بھی دیکھون وہ کیسا بہادر و جرار ہے اور کیسا شجاع و اولوالعزم و نامدار ہے مجبور نا چار گوہر ملک
نے کہا کہ افسوس تو نے میرا کہنا نہ مانا اچھا جاو پھر خبر ہے اے سلیمان یہ کہکر بیٹھا گوہر ملک نے قفل صندوق وا کیا بدیع الزمان کو نکال کر
صدا احوال کہا پھر ہاتھ باندھ کر عذر کیا تو ہی سب تری خطاے اشنائی بیہوشی ہے آپ کو بیہوش کر کے صندوق مین بند کیا اور یہان تک
معاف فرمائیے رحم کیجے جو کچھ چاہیے مجھکو سزا دیجے لیکن یہان ایک معرکہ عظیم درپیش ہوا ہے سلیمان زنگی میرے باپ کا ملازم ہے کہ وہ
بھی عرصے سے مجھپر فریفتہ تھا مگر مین نے کبھی اسپر کچھ اعتنا کی نسبت آگہی ہے تو تمہاری سے پھر اسے نہین معلوم اسکو میرے طرف سے
کی کیونکر خبر ہوئی کہ طبیعت اسکی مائل شر ہوئی تیغ آبدار ہاتھ مین لیجیے اور اسکو سزاے مقتول دیجیے یہ ذکر تھا کہ وہ بدایمان طالب وصل
جانان یعنی سلیمان بھی آگیا اور شیر بیشہ صاحبقرانی یعنی بدیع الزمان لاثانی کو دیکھا بدیع الزمان بعید غیظ و جلال تیغ بے مثال
کو نیک کر اٹھ کھڑے ہوے اور نعرہ رستمانہ کیا کہ دل اس نامرد کا سینے مین تھرتھرانے لگا نعرہ مستان پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان
شاہ انجم گروہ سلیمان زنگی نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے خالی دیکر پنجۂ دست زبردست زنجیر مین ڈالا اور جھٹکا دیکر
زمین پے جس وہ پہلوان سلیمان زنگی زمین پر گرا بدیع الزمان مثل شہباز تیز پرواز اس شکار کو چھاپ بیٹھے اور چاہا کہ سر اس نامرد کا
کاٹ لون ملکہ نے بھی اشارہ کیا کہ ہان اے ... جب تیغ جرات و ہمت اے ... رستم و ہمتن خصلت اس بدکار کو چھوڑنا مناسب نہین کہ یہ دشمن
بد طینت ہے سلیمان نے دیکھا کہ اب جان بچنا محال ہے گڑگڑا کر زبان پر لایا کہ مین ... ہون فریاد ہے کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون مجکو کلمۂ توحید تعلیم کیجیے
مجکو چھوڑ دیجیے بدیع الزمان نے چاہا کہ سلیمان کو چھوڑ دون ورنہ ... ملکہ مانع ہوئی اور آواز دی کہ اے شہزادے مین
کو چھوڑ دینا عقل سے بعید ہے یہ دغاباز پلید ہے بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ جب تو حید زبان پر جاری کیا ہے توبہ کر کے مسلمان ہوا ہے مین باشرع
ہون اسکو مار ڈالنا ہرگز جون سے نہ ہوگا ملکہ نے کہا یہ دغا کریگا معلق عہد برنہ ووفا کریگا بدیع الزمان نے کہا جو کچھ ہوا سو ہوا
مشیت ... کرتا ہون ... یہ کہکے سینے پر سے اٹھے اور اسے چھوڑ دیا شرع پر عمل کیا سلیمان زنگی
بظاہر تیغ و غیرہ نذر دار ہوا جان و دل سے نثار رہا الغرض کئی روز کے بعد بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک عالیشان کو پیام موت کا دیا

پہنچنا بدیع الزمان و قرۃ العین صاحبقران صندوق مین بند ہوکے دریاے کار خوان مین بہائے گئے تھے نہین معلوم اونپر کیا گذری اوشو کے دونون کے حالات و کیفیت ملاقات آگے بڑھکر بخدمت ناظرین نکتہ بین انشاء ان کیے جائینگے بخوبی فہم و ادراک و ذہن چالاک مین آئیگی اب یہان سے احوال ملک قاسم نوجوان لخت جگر دل امیر حمزہ صاحبقران فرزند ارجمند علم شاہ عالیشان کہ جنکو ہمراہ مہتر جان کے گروہ کوکا بہو ملکہ گوہر ملک خرکنجاب بن تنجور ملک حرمان بو کش کا دریاے ناپید اکنار مین چھوڑ اتھی ہوتر کیجاتا ہے قابل ملاحظہ دوستان ہے

دو ورق کا داستان حیرت افزاے پیر و جوان ٹوٹ جانا کشتی کا ملک قاسم کی اور بہہ جانا قاسم کا ایک تختہ پر اور پہونچنا قاسم کا اس جگہ جس کنارے پر دھوبی کپڑے دھورہے ہین اور پھنسنا ایک صندوق کا جال مین قاسم کا ماہی گیر کے شریک ہوکے اسکو نکالنا صندوق کھولنے کے پہچاننا بدیع الزمان کو پھر مقابلہ ہونا قاسم و بدیع الزمان کا رستہ کی فیصلہ کرنا تقاجار بند پوش کا دونون مین پھر صحرا نورد ہونا قاسم و بدیع الزمان کا جدا جدا براے فتح ملک سنجان اور ملاقی ہونا جوح طلسم سے اور مرید ہونا بدیع الزمان کا

پلا ساقیا مجکو تازہ شراب	کرے جو چہرہ دل کو تازہ شراب	شراب کہن سے ہے نفرت مجھے	تر و تازگی سے ہے رغبت مجھے
پلا ساقیا آج جو کچھ ہو ہو	کرون نشہ مین راہ دریا کی طے	ہوے آگے ساقیا غم کے تم	ہون اسقدر ہون بیہوش گم
سنبھالا ایک دو جام مین ہوگا کیا	ہو کے ہو سامنے دریاے	ذرا سی نہین چاہیے ہے شراب	نہ تھما وے تو مشکون مین پر زر
روان کر تو دریاے مے کر زور	کرو چھک جو ون ہو جاؤن پی کے	ہر اک رند کو پرآشوب مین	وہ ہے آب مواج سرد و سپید
کسی کی ہے اب جستجو بھی کمال	پلادے بیو مار گرن کا زلال	ہے ہے جو میخانہ سے بہ رنگ	نظر آئے کشتی کی صورت فلک
جدائی ہون کی ہو حیا ہے وان کمال	سفینہ مرا آب پر ہو استوار	جو ہو زور مین آب کی کا بہاؤ	پہونچ جاے یک آن مین میری ناؤ
تحریر دعا صبح اور شام ہے	کہ آغاز سے بہتر انجام ہو دیگر	ور چشم خود زار کی حیرت شل جان شوم	این خوب شد کہ غم و بلا نشان گہم
عشقت تمام کرد مرا در شباب چنگ	چون رو شود فصل بہار خزان	سر گنجوی او چہ عہد تم تر دطن	ماتند سرو از تن خاکی دوان شوم
دار و عجیب یار تن داغدار ما	ور الفت گل رخ تو پرستان شوم	تا سینہ کرد الفت ابروی از جہان	تیر مژہ فتاد بسینہ کمان شوم
عشق میان یار مرا کرد ناتوان	از کاہش الم چہ شد ای تیچ شوم	یک عمر رنج زقت جانان کشیدہ ام	چون نام وصل رود دلخراب شوم
ول را خیال سیب ذقن یار او خوشتر	ہر گہ گر من ضعیف شدم ناتوان شوم	در باغ دہر زادہ ام مثل بوی گل	آخر چرا نگاہ طرہر کس گران شوم
نالہ زدل کشم لب یاران رفتگان	خوار دین سر جہت روان شوم	شاید کہی مرادیہ پر ساغر شراب	بر این امید بندہ پیر مغان شوم
بقا انی عشق غبارم تبا کرد	درکوی یار خاک رہ رفتگان شوم	دل وا ندار یا فتم درا شک ارغوان	در خانہ باغ الفت او مہمان شوم

شعر نوشتہ شد خامہ ہو عندہ کہ زیبائش داستان دل پسند خواصان بحر مواج سے بیان واہیت شناسان طوفان دریاے غم زدگان سے حل مراد پر گوہر جوش بہاے مضمون آبدار کرتے ہین کہ جب مہتر جان کوکا ملکہ گوہر ملک دختر کنجاب بن بنجور ملک حرمان دیو کش کے ہمراہ شاہزادہ ملک قاسم نوجوان فرزند ارجمند علم شاہ کشتی پر سوار ہوکر جانب سنجان روانہ ہوا اور کشتی دھارے پر ڈالی وہ دریاے خونخوار کا شور و گرداب طوفانی کا شدہ موجون کا اضطراب تلاطم آب مین حباب ماہیان کلان کا اچھلنا پانی کا اٹھنا گھڑیال کا گھڑی گھڑی خروش دریاے قہار کا جوش سے ہوش کام کشتی کر انگر کا ڈوب کے ابھرنا یاد قیامت تھا طوفان نظر آتا تھا دل ہلا جاتا تھا کشتی کا یہ عالم تھا کہ کنارے تک پانی ہو مین ایسی طوفانی کہ جب تھپیڑا پانی نے مارا معلوم ہوا کہ اب ڈوب گئے غرق دریاے فنا ہوے جان پر بنی ہوئی تھی دل مین گھٹی ہوئی اس عالم مین کشتی بیچ دھارے مین چلی جاتی ہر ہر دم موت کی صورت نظر آتی ہے سواے ذات پروردگار کے کوئی مددگار راست و چپ پیش و پس نہین معلوم ہوتا ہے وہی ناخداے سفینہ کون و مکان حافظ و ناصر ہادی مبین و مددگار باطن و ظاہر ہے ناگاہ آثار قیامت نظر آئے طوفان کے سامان دکھائی دیئے

پانی کو تلاطم ہوا موجیں آب پاشون دریا سے بلند دیکھا ایک ماہی کلان جانب راست سے موج مارتی ہوئی پانی کاٹتی آئی بیچ مین
جو تصادم اس کشتی کو پایا ایک کا شانہ کشتی پاش پاش ہوئی ہر طرح کا سامان کشتی کا نشان نہ رہا ایک تختہ پر شہزادہ ملک قاسم ایک
پہ پر مہتر مرجان تنبل وہم جال ڈوبتے اُبھرتے وہ کہین بہ گئے یہ کہین بہ گئے قاسم کو مرجان کا نشان نہ ملا اور مرجان کو قاسم
کا پتا نہ لگا مگر ناظرین پر واضح ہو کہ قضائے کار باتفاق روزگار شہزادہ ملک قاسم خستہ شکستہ تختے پر بہتے ہوئے کئی روز کے مضطر و نالان
حیران و پریشان بیحواس عجب ہراس بھوک سے پیاس کرتی آتش پاس ایک مقام پر کنارہ دریا کے تختہ ٹھہر گیا قاسم اچک کر تختہ سے
خشکی مین آئے کچھ کچھ حواس درست ہوئے مگر بھوک کے مارے آنکھون مین دم چشم پرنم نقاہت آشکار ضعف بیشمار در حقیقت کئی
روز گذرے تھے ایک دانہ اس شکستہ کشتی پر شغل ماہی مردہ کے دم بخود تختہ سے لپٹے ہوئے آئے کیونکر ہو سکتا اور کیا سانس پیٹ
مین سما انسان اسی دلیرا ہوا ہی سے زندگی کا وسیلہ ہو دوسرے ہلاکت جان گر لب عدو اختلاط غرض کہ کنارے کنارے دریا کے
آہستہ آہستہ چلے دیکھا کہ سامنے دھوبی کپڑے دھوتے ہین چھوا چھو کر کے شاد ہوتے ہین دوپہر کا وقت ہے کچھ دھوبی بیٹھے بھسلونی
کھاتے ہین دیکھتے ہی قاسم بیتاب ہو گئے جلد قدم بڑھا کے ان دھوبیون کی طرف چلے کئی دن سے جو دانہ آنکھ سے نہ دیکھا تھا
پانی بھی نہ پیا تھا جاتے ہی بسم اللہ کہکے ان دھوبیون کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھ گئے کھانا کھانے لگے بڑے بڑے نوالے مار کر
جلدی جلدی منہ چلانے لگے دھوبی یہ دیکھکر گھبرائے کچھ دھوبی آپس مین یہ کلام زبان پر لائے اے شخص تو کون ہے
کہان سے آیا ہے کیا تجھ کو ملین سوایا ہے ایسا بیباک چالاک کہ بے صلاح کہے کھانے کو بیٹھ گیا قاسم نے ان دھوبیون کی باتون پر
کچھ اعتنا نہ کی اپنے کام سے کام رکھا جب تو وہ دھوبی دو دو روٹیان ہاتھ مین لیکر کھڑے ہو گئے قاسم بھی آگے آئے چھینا چھین
کا ملنے لگے جس دھوبی نے کچھ بھی چین چپڑ کی اسکی کمر مین ہاتھ دیکر زمین پر مارا اور روٹی اسکی چھین کر کلے مین بھر لی منہ چلانا
مشکل ہوا آنکھ گل لنگار کھانے لگے پھر تو یہ رنگ ہوا کہ کسی کو طمانچہ دیا کسی کو زمین پر دے پٹکا کسی کا ہاتھ جھٹکا ساری
روٹیان چھین جھپٹ کر ان سب کھا گئے وہ دھوبی بیچارے آفت کے مارے بھوکے تاپتے رہ گئے کوئی کہین بھاگا کوئی کہین
بھاگا دھوپ مین دریا کے کنارے ایک چلبلور مچی غوغا بلند ہوا اگر کوئی انکے پاس نہین آتا دور ہی سے گیدڑ بھبکیان بتاتا ہی گیدڑ
کے مانند ہم ایک کی طرف جھپٹتے ہین دھوبی آگے نہین بڑھتے ہین پیچھے ہٹتے ہین آتش دہشت سے بھٹی مین کپڑون کی
طرح جلے جاتے ہین ایسی سوندن مین پڑے ہین دل دہل رہے ہین گلے جاتے ہین پیٹ کی آنچ سہتے ہین روٹی کھا نہ سکے
بیٹھتے ہین الغرض دھوبی ایسے پیٹے گئے اور تھپڑیان کھا کھا کر شرابور ہوئے کہ سابن کے گولے کی طرح پانی مین بہ گئے تن منہ سے جاری ہے
کہ کیطرح ہانپنے لگے ڈنڈوں کے کانپنے لگے جب سب دھوبی استری کے مانند گڑگڑا کے ہاتھ جوڑ کے سر قدمون پر جھکانے لگے
قاسم مسکرائے تن تازہ کرکے پانی سا گئن ہوئے شکر خدا کیا ادھر ادھر ٹہلنے لگے اور یہ اشعار بعد مسرت و شادمانی پڑھنے لگے نظم

دوستی اہل عشق زلف مین سخن
دل کا سامنا ہی گناہ ہی کی سر کر
یوسف کیطرح دو مین جو سیلے
آئینہ تکو بسبزہ خط کی بنا وجہ عیان
یہ وجہ بکری بطرح جو ہارا ہوا دعا

پھرتے ہین ادھر یار کے ابھی گھر سے
روتے مین منہ چھپائے چھپ کر
لٹ سمجھے اٹھتے ہین جا وطن
آگ بجھے نہ ہرا بھون اندر مین
رکھتے ہین عشق دین کی گنبد

یاد وطن کی بھی بھی جنگل کا ہی خیال
جز خار غم ہوا نہ محبت مین کچھ حصول
بلبل تجھے نثار کرتے مین ہم
بکو بھی ان پتونگی نوائی ہے کچھ
داغ کی شاعری یہ ہمین

ای دل جنگل مین سب سے جدا
کیا خاک دل لگا مین کسی کی
پر جا کے دل آپ مین
پر چھینکے ایت جائے کشتی
آگاہ کب مین

شہزادہ عالیشان قاسم نوجوان شغل سیر و سخن مین تھے کہ ایک طرف کنارے پر دریا کے نگاہ پڑی دیکھا کہ ماہی فروش شکار کھیلتے
ہین جال جنجال پھیلائے بیٹھے ہین کوئی شست پھینکتا ہے موجہ دریا دور سے گوشت کے بانٹے لیے جاتا ہے مچھلی کوئی نہین
پھنستی ہے تاجالت آپس والون مین ہوتی ہے کوئی جال کھینچتا ہے مچھلیان نکال نکال کر ٹوکرے مین رکھ لیتا ہے قاسم کھڑے

دور سے تماشا دیکھ رہے ہیں مگر ایک ماہی فروش نے جو جال کو اپنے کھینچا تو وہ اس سے کھنچ نہ سکا کبھی کمر یا ہاتھ پانو کبھی خوب زور کیا مگر
وہ جال بالشت بھر بھی نہ کھنچا ماہی فروش عاجز ہوا سب ماہی فروشوں کو آواز دی کہ بھائیو آؤ ایک گرو جال لایا ہو بلا کا بار سر سے پانو تب
ماہی گیر آئے مل کر جال کھینچنے لگے دریائے عرق میں غرق ہوئے گر زور میں نہ فرق ہوا یکایک زور لگا کر کنارے تک کھینچ لائے
اب جو دیکھا تو ایک صندوق نظر پڑا بہت شاد و مسرور ہوئے حسرت کے رنج سب کے دلوں سے دور ہوئے کہنے لگے کہ بھائیو آج تو
تقدیر نے یاوری کی بڑی دولت ہاتھ لگی جھانک جھانک کے اندر صندوق کے دراز سے تکنے لگے خیالی پلاؤ پکنے لگے جھٹ پٹ
خوش ہونے لگا کوئی پسینہ پونچھ کے دریائے ہاتھ منہ دھونے لگا کوئی بابا سر کو پیٹ کے چیخنے لگا کوئی ہو اپنے زور لگا کھڑا ہونے لگا کسی نے
جھکڑ زور لگایا کسی نے ریلا دیکر ہنسایا مگر وہ صندوق اپنی جگہ سے مطلق نہ سرکا نپٹ بہت مجبوں نے زور کیا شہزادہ وہ اولو العزم قائم
ہوئی چشم بد ملکر بیٹھے اور ماہی فروشوں کے پاس آکر کہا کیوں بھائیو یہ صندوق نہیں نکل سکتا اپنی جگہ نہیں چھوڑتا اگر ہم اس
صندوق کو باہر نکالیں گے تو آدھا مال جو کچھ اس میں ہوگا وہ لے لیں گے سب ماہی فروشوں نے اقرار کیا ایک ایک اس بات پر
راضی ہوا قاسم نے زور کر کے اٹھایا اور چاہتے ہیں کہ آگے بڑھا کے ہٹائیں کہ یکایک صندوق کے اندر سے بکا پڑا قاسم کے ہاتھ
چھوٹ کے گر گیا کچھ بڑا عجیب اتفاق ہوا قاسم چپ ہو کے ٹھہر گئے دیکھا کہ ناظرین پرداخت کو کر بدیع الزمان کو جو سلیمان نے قتل
کرنا چاہا تو پہلے شربت بیہوشی پلا کر بیہوش کر دیا تھا جب مگر تو پھر ملک فتح ہوئی تو سلیمان نے اسی عالم بیہوشی میں بدیع الزمان
کو صندوق میں بند کر کے دریا برد کر دیا تھا اب اتنا زمانہ انکو بیہوش ہوئے ہو چکا تھا اور صندوق میں پانی ہر وقت رہا تراوت کی
سردی پاکر بدیع الزمان ہوشیار ہوگئے ہیں اور قاسم کی آواز سن رہے ہیں جب قاسم صندوق کو زور کرکے اوٹھایا کرتے ہیں
بدیع الزمان اندر سے صندوق کے پکار کر زور تو زور دیتے ہیں وہ صندوق ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے قابو میں کسیطرح نہیں آتا ہے قاسم
نے کہا یارو غور کرو کہ اس مال میں جان ہے اس میں کوئی ذی روح مجکو معلوم ہوتی ہے یہ کیسا مال ہے یہ صندوق عجب جن کا جنجال
ہے ماہی فروشوں نے کہا ابتو جو کچھ ہوا اس میں مثل مشہور ہے مثل بالقسمت بالنصیب اب صندوق کھولیے تو سہی جو کچھ مال قسمت
ہوگا وہ ملیگا قاسم نے بیٹے کے بزرگوں کا نام لیکر ایک زور جیل جو کیا تو اسی مرتبہ وہ صندوق اٹھ کے گھٹنوں تک آیا دوسرے زور
میں قریب کمر کے آئے تیسرے زور میں اوبھار کے دھرے کنارے پر دریا کے خشکی میں لا کر پھینکا یاد وہ واہ کا غل ہوا ایک
نے بیٹھنا قاسم نے فورا قفل کھولے جو صندوق کا پٹ اٹھایا فلک نے عجب رنگ دکھایا قاسم نے جو جھک کر دیکھا تو پایا
شہزادہ بدیع الزمان ہیں قاسم نے کہا واہ میری جان آپ کہاں آپ تو خوب ادھر اودھر آوارہ ڈھونڈتے پھرتے ہیں اب فرمایئے
قتل کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں بدیع الزمان نے کہا کہ قتل تو میں ہرگز نہ ہونگا اگر دیکھو گے تو زور دونگا قاسم کی یہ
صندوق سے نکلنے نہ دونگا جب تک مطلقا قتل نہ کرونگا یہ کہکے بدیع الزمان نے تیغ برق مثال پر قبضہ کیا اور تڑپ کے صندوق
سے نکلے اور مقابلے میں قاسم کے کھڑے ہوگئے ماہی فروشوں نے اور دھیموں نے جو یہ معرکہ دیکھا ماہی گیر ڈوبے اور جال
مچھلیاں جو کر شکار کرکے ٹوکروں میں بھری تھیں پھینک کر بھاگے وہ ہی سب اسباب اپنا ادھر گٹھری کر ادھر وقت کی دھر
دلدل گوٹ چھوڑ کر رہے ہوئے سب کہتے تھے کہ بھائیو بھاگو جان بچا کر کہیں عجب رہا ایک تو وہ شخص بلا ذوق یا دوسرے صندوق
میں سے آسیب نکلا یہ دونوں مل کر ہمکو مار ڈالیں گے کہا جا پنگے جان نہ چھوڑینگے مگر وہ کہاں ڈھونڈتے تھے مگر یکے ناظرین ناظر
قصہ خواں میں بیان قاسم اور بدیع الزمان دونوں مقابل ہوئے معرکہ آرائی پر مائل ہوئے تلواریں کھینچ لیں تماشہ دیکھنے
کے لیے دیکھنے والوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے دو چار ہاتھ تلواروں کے دونوں نے ایسے بڑھ بڑھ کے کئے کہ نام و ساتھ
گرد اڑی زمین تھرائی گھوڑے کی ٹاپوں کی صدا آئی جھومنے لگے ہوا کے چلنے لگے اشجار دشت کے ہلنے لگے جب دامن گرد چاک
ہوا ایک لشکر پر زور پوش نظر پڑا خارستان دشت نے یکایک پر شور مچایا اشجار مزاحم بادہ خوار کی طرح گلشن میں جھانکتا تھا

کھلے میخانہ کا در ساقی رنگین عذار آئے
یہان تک مجکو ڈھونڈھا مٹ گئے ہم خاک تن آخر
ترے کوچے مین ہم دوڑے بچے بے اختیار آئے
وصال یار مین سونا نظر بازی کو مانع ہو
وہ آئے وصل کی شب بھی تو کیسے شرمسار آئے
جنون کا شور ہو صحرا کے دامن پر پڑے ہون
محبت جس سے ہو بے اُسکے دیکھے کیا قرار آئے

دو یار سرو کرین کیا جسکو دوستی ہوئی حاصل
لحد مین پاؤن اپنے اب دبانے کو یار آئے
نہ پایا چین مرکر بھی تو انکے ہاتھ سے بچنے
وہ آنکھیں پھوٹ جائین جنکا خمین رار آئے
کدورت ہی نہین دشمن سے بھی وہ صاف باطن ہین
سنے گر شور کی بھی بن آئے ابھی وہ بہار آئے

گئے تھے کوچۂ قاتل میں بار ہا آزار سے
نہین معلوم یہ کیسی کشش پیدا ہوئی دل مین
ہوا اک حشر برپا وہ جو بالین مزار آئے
سحر تک منتظر رہ کھلایا نہ کی اک بات بھی مجھسے
نکالون دل کو پہلو سے اگر آئین غبار آئے
فراق یار مین ای یاس کیونکر سر نہ ٹکراؤن

یہ ذکر تھا کہ وہ نقابدار نمد پوش بصد جوش و خروش اسپ صبا رفتار کو دوڑاتا ہوا جنگل وحشت کو آگے سے ہٹاتا ہوا قریب ان دونون معرکہ آرائون کے آیا اور آتے ہی داہنا ہاتھ قبضۂ شمشیر بے نظیر شہزادہ بدیع الزمان پر ڈالا اور بائین ہاتھ سے تلوار دشمن شکار شہزادہ قاسم نوجوان کو تھا با جھٹکا دیکر دونون غازیون کی تلوارین نکال لے گئے اور رشتۂ آرائی دونون بہادرون کے قطع کردیے اور کہا ای بھائی تم دونون کیون لڑتے ہو قبضۂ شمشیر بے نظیر کیون پکڑتے ہو دونون شہزادون نے کیفیت جنگ کی بیان کی جب تو نقابدار نمد پوش دست اصلاح رکھکر دوش بدوش دونون کو سمجھانے لگا اور کہنے لگا اگر تم دونون میری بات منظور کرو اور پھر آپسمین سرگرم پرخاش نہو تو مین ایک بات کہون تم دونون کو راہ بتادون شہزادہ بدیع الزمان اور قاسم عالیشان نے قبول کیا اور گوہر بے بہائے کلام بطور اصلاح اس درجے صلاحیت اور شجاعت سے حصول کیا نقابدار نمد پوش نے بصد جوش و خروش فرمایا ای جوانو وای بہادرو جو تم دونون مین بضرب شمشیر آبدار و شوکت و شجاعت بسیار ملک سنجان کو زیر و زبر کرکے فتحمند ہو اور بجرأت و ہمت و نام آوری حق پسند و بہرہ مند ہو وہ شخص اسکا ہی یہ سب پرخاش اور معرکہ آرائی اور شمشیر کشی بجا ہے رکھے دست شفقت پشت پر پھر کہا غزل

وا ہوے ہرگز نہ عقدے وہ جو تھے تقدیر کے
قتل ہوتے ہین ہر دم اس کی ذبح پیر کے
ایک میرے قتل سے دو لطف ای قاتل ہے
داغ جتنا اس عشق مین تھے اپنے بھی تقدیر کے
شہرہ ہے گیسوے پیچان کا تمہارے ہر طرف
صید کے تو سے لگا دینگے یہ رستے تیر کے

پک زاری ہر دم تک عاشق دلگیر کے
سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
آشنا معنی سے بھی ہو جائینگے صورت پرست
رنگ دل تیرا شنا جوہر کھلے شمشیر کے
گفتگو ای بت غرور حسن سے تو نے نہ کی
غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے
چہچہے کرتے ہین مثل کلک نالون کے طوق

اس نشانے کو اڑا کر پر رنگین مگر تیر کے
بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار
دیکھ لینگے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
کھاتے ہین دو چار گل خوبان گل رخسار پر
رہ گئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلے کا شکار
عاشق شیدا تمہاری چاند سی تصویر کے

نقابدار نمد پوش یہ اشعار بآواز پرجوش پڑھکے شہزادۂ بدیع الزمان و قاسم عالیشان سے کہنے لگا کہ میرے کہنے کو مانو اور تم دونون علحدہ علحدہ طرف سنجان کے راہ لو بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑکے ایک طرف لیچلا اور کہا تم ادھر جاؤ اب یہان نہ ٹھہرو قدم جلد اٹھاؤ شہزادۂ بدیع الزمان کو تھوڑی دور پہونچا کے پھرے اور بعد تھوڑی دیر کے کہ جب دیکھا کہ بدیع الزمان نظر سے غائب ہوا قاسم عالیشان سے کہا کہ تم بھی اب دوسری جانب سدھارو مین بھی اسی دم تمہارے جب قاسم بھی نکل گئے اور نگاہ سے پوشیدہ ہوئے آپ بھی روانہ ہوئے اب ناظرین پر واضح ہو کہ اول حال شہزادۂ بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے اشعار

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین
وہ ظلوم ہو تو ہی قابل محبت نہین
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے مجکو قرار
رہ ذرہ لیجئے چپل قدمی مگر فرصت نہین

سیر کے قابل ہی یہ ہر سیر کی زحمت نہین
خواہ پھرتا ہو فلک اور خواہ پھرتی ہو زمین
ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہین
میری وحشت پاؤن پھیلائے تو پھر دونون جہان

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
یہ ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم
ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین

غرضکہ شہزادہ بدیع الزمان وہ دشت پر آفت ہوائے وحشت طے کرتے چلے جاتے ہیں کہین وادی سرسبز کہین بیابان پُرخار
کسی مقام پر گرد نواح سڑک کے دیہات کی آبادی کہین منزلون سنسان پُرآشوب وادی کسی جا کیفیت لکھتے ہوئے طائر نغمہ زن
اُڑتے کسی مقام پر اشجار خار شعلۂ آتشین سے دہکتے ہوئے کہین گل خودرو کی بہار صبا کا جھونکا آیا ہار طائرون کا چہکنا نافۂ خضر کا
پکارنا بدیع الزمان کا صبا کیطرف خطاب کرکے یہ شعر پڑھنا کبھی دم بھر ٹھہر جانا کبھی آگے بڑھنا شعر صبا بگلشن جانان اگر تو بگذری
از انقیت جیبی قتل زخبری وار کبھی چلتے چلتے جو کچھ خیال اپنے محبوب گلعذار و معشوق گل رخسار کا آگیا تو راہ مین یہ اشعار گریان
پڑھتے چلے جاتے ہین نغمہ سرائی طائران خوش الحان و زمزمہ پردازی قمریان دیوان پر کان لگاتے ہین نظم

سایہ مین جیسے پھول خوشنا وہان چلے
کیا کچھ چمن سے سیر کو باغبان چلے
منظر ہو جسکو پیر امتحان چلے
اب فیصلہ ہی چھوڑکے کیونکہ نیم جان چلے
کشتی جا بجا نہ اگر آسمان چلے
ایسا ہو گر یری کبھی کوئی زبان چلے
قریب پر جھکائے استخوان چلے
اس طرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے
ہمدم سنا اس جہان سے ہم شادمان چلے

دار فنا مین ایک بھی نیا نہین ہے
تجکو یہ اُنکی بد مزگی کا خیال ہی
ہے چمن بہار مین جھٹتا ہو بلبلو
جو بن پہ اندلون ہو گلستان ہے
ہو دو تو میں پیر ہو اٹھے کو سب دو
گل توڑنے پہ دیتے ہین شادمان
قاتل میں خوش ہو شوق سے
یون کہہ رہا ہو گلشن ہری
جھکے گے پاس کوئی زلف سیاہ ہین

اس دوستون کا خوب لیا امتحان چلے
جانین کہین وہ کہ نہین جنکا گمان چلے
رکھا نہ گل کی پاؤن مین بیڑیان چلے
اب اس چمن مین نہ باد خزان چلے
کو چہ سے یاس کے تجھے لیکر کمان چلے
سچ ہو کسیکا ہاتھ کسیکی زبان چلے
گردن پہ کون اٹھا کے یہ بار گران چلے
جیسے قفس پکڑ کے کوئی ناتوان چلے
تاریک شب مین تیر و کمان لے کہکشان چلے

کی خوب سیر باغ کی، فغان چلے
آتے ہی تیر بزم سے تم نغمہ کرکے جہ
رکھو و تنگنا پر کاٹ کر قافلے
بسمل بنا چلے مجھے تیر نگاہ سے
صحرا نوردیون کی ہو یہ شوق ہی کل
روز آپ چلتے مجھ رکنے دیتے ہین
ہین کیا سگان کو چہ دلدار خوف
لکھتا ہو اپنے ضعف کا مین حال اگر قلم
آمادہ وقت مرگ عبادت کو ہم

اسی سمت اُس وادی پُرہول مین چار طرف میدان کا ہجوم ہوم گرمی دشت کی دھوپ ہوا تون کا عمل چلا اور درندون کا مہیب آوازین لگانا آفتاب کی تیزی دھوپ کی
شدت دوپہر کا وقت زمین کا تپنا ریگستان کا جلنا وہ ہوائے گرم وہ لون وہ تپش گرد و غبار وہ بگولون کا اٹھنا حلق خشک پانی پایا
حلق تر کرنے کو نہین قطرۂ آب جگر گرمی سے کباب دل بیتاب کو رشک سنبل پیچ و تاب اُس جنگل مین نہ آدمی نہ آدم
زاد بصفت خدا کی ذات نہ کہین سایہ درخت پہاڑون کی منزلین سخت دو دو چار چار دن والے کا نام نہین پانی سے کام نہین
تمازت آفتاب سے چہرے کا رنگ سونولایا ہوا دل سینہ مین گرمی سے گھبرایا ہوا گرد و غبار راہ سے پھول سا جسم سب اٹا ہوا دامن قبا کا
کانٹون سے کوئی پھٹا ہوا کوئی پھٹا ہوا پاؤن مین چھالے جان کے لالے وحشیون کیصورت شاہانہ خصلت تکلیف بے انتہا راحت
عنقا کبھی مسکرائے کبھی آنکھون مین آنسو بھر لائے کبھی روئے کبھی ہنسے کبھی فلک کیطرف دیکھ کے تھرائے کبھی یہ اشعار زبان پر لائے

اشعار بہار آئی جنون خیز کی پھر وحشت کا سامان ہی
ہجوم داغ سے سینہ ہمارا رشک گلستان ہی
محبت کھیر لاتی ہے یہ کیسکے پاس جائے گا
وہ مجنون ہون کہ سایہ دیکھا جسکو گریزان ہی

جدی دامن کے پُرزے مین کبھی ٹکڑے گریبان ہی
کہین گل مسکراتے ہین کہین ہے چشم پرشبنم
ہمارا دل ہمارے پاس کچھ دن اور مہمان ہی
رقم کرتا ہون جب اوصاف تیغ آن قاتل کے

چمن تازہ کھلا ہے داغ گلگشت جانان ہی
کوئی خندان ہے باغ دہر مین کوئی گریان ہی
بلا مین کیون نہ پھنسا کہین عاشق زلف پریرو
صدا دیتا ہے خامہ آج جیسے بادہ میدان ہی

القصہ وہ نور چشم و روح جان امیر حمزہ صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان بعد قطع منازل و طے مراحل جو راستہ
ہولناک گریبان دریدہ و دامن چاک چہرے پر بالون پر بیابان و دشت کی خاک پاؤن مین آبلے تھکے ماندے نہایت ہلاک جس جگہ
بیٹھ جاتے ہین اُٹھنا محال جان خود کسلمندی سے بیحال ہے دل سست جی ڈھول ہر ایک قدم کی راہ ایک سال ہے بے غذا ضعف سے
غش آتا ہے بن پانی منہ خشک چہرہ اترا جاتا ہے اسی حالت جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے کچھ درخت سرسبز لگے ہین کچھ جانور بھی بول
رہے ہین کچھ آدمیون کے بھی بولنے کی آواز آتی ہے بوئے آب و طعام بھی ہوا لاتی ہے گویا دل کو تازگی ہوئی قدم آہستہ دار کو

میرا نام فضل تیغ‌زن ہے اور نام میرا بھی چلبی ہے تمھارا کیا نام ہے اور کہان مقام ہے آپ نے کہا میرا نام ہمایون بن شداد ہے اور سند کا رہنے
آباد ہے ملک شدادی مین مقام ہے میرا بڑا انتظام ہے ای فضل تیغ‌زن آپکا قصد کدھر جانیکا ہے فضل تیغ‌زن نے کہا ملک سنجان
کیطرف دنگل لیجیے ہمایون نے کہا مین اور آپ ساتھ چلونگا رفاقت سے اپنی انکو جانے کرونگا ایسا شخص بہادر کہان ملتا ہے تقدیر سے
آپکی ملاقات حاصل ہوئی خوشی و تیری کامل ہوئی یہ کہکے قائم کو ہمراہ لیے اپنے مقام پہ آیا بڑی خاطر و مدارات کی نہایت لطف و کرم کیا
آپکی بہادری اور شجاعت پر فریفتہ ہوا انکی ہمت و جرأت پر شیفتہ ہوا پھر بعد کئی دن کے کہا کہ ای فضل تیغ‌زن آ چل میرے ساتھ سنجان مین
کہ تجکو سیر کراؤن نئی نئی بہار دکھاؤن پھر بولا کہ ای فضل تیغ‌زن جی چاہتا ہے کہ شکار چلے کھیلیے اور دل بہلائیے فضل تیغ‌زن نے کہا کہ بسم اللہ
چلیے دیر نہ کیجیے راہ دشت و بیابان ابھی ابھی لیجیے یہ سن کے ہمایون بن شداد رہ نورد بیابان ہوا ہمراہ فضل تیغ‌زن بھی روان ہوا اور سا
ہوا خواہان ہمایون بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہو جسوقت ہمایون بن شداد بادل شاد وارد دشت ہوا سامنے غول کے غول
غزالان صحرائی کے معلوم ہوے جابجا گروہ گروہ ہرن کے ہجوم ہوے ہمایون نے پرے کے سبب کہا کہ شکاران بے پایان غزالان جانے
نہ پائین سب کو چار طرف گھیر لیجیے انکو علحدہ علحدہ شکار کرائین یہ کہکے ایکطرف ہمایون نے اسپ شبدیز شکار کو اڑایا ایکجانب فضل تیغ‌زن نے
نے سمند صبا رفتار [illegible] آہو کو جولان کیا اور دوڑے اور ہوا خواہان ہمایون نے گھوڑے اٹھا کر دوڑے ہرن دشت متفرق
ہو کر گریزان ہوے کوئی کسی طرف کوئی کسی طرف گیا بھاگا اور لوگون نے کئی ہرن زخمی کیے اگر فضل تیغ‌زن کے بھی ہاتھ سے شکار ہوے ہمایون
بن شداد کئی آہوون کے پیچھے گھوڑا اڑائے چلا گیا کسی تیر کسی تیغ سے انکے کسی آہو پر کام نہ کیا نہایت عاجز و شرمندہ ہوا ہرن جو کہ یان بھرے ہوے
جنگل کیطرف نکل گئے ہمایون گھوڑا روک کر ٹھہر گیا ناگاہ اسی جنگل سے فورا ایک شیر بر بصد کر و فر ڈکارتا ہوا بیچ زمین پر آیا ہوا نکلا ہمایون
نے گھوڑے کی باگ پھیری اور شیر نے پیچھا کیا ہمایون ڈر کر سہم گیا گو تیر کمان مین جوڑ کر مارا ناوک تیر پر بھی چوک کے رہ گیا ہمایون خطا سے اسکی نشانہ
اور روز کا تیر نشانے پر نہ لگا شیر بپھر گیا اور [illegible] غصہ آیا جھپٹ کر بڑا شیر چاہتا ہی کہ ہمایون کو ایک گرا کر پھاڑ مارے ناگہان فضل تیغ‌زن بھی
آنکلا اسکی جو نگاہ پڑی دیکھا شیر ہے اس غضنفر شکار کی [illegible] سے نعرہ کرکے للکار کر بولا کہ او شیر ہوائی مین آن ہو کہ ہمایون پر حملہ کرتا
شیر لپکا اور فضل تیغ‌زن پر آ پڑا یہ گھوڑے سے کود پڑا اور شیر سے لپٹ کر دے ہلا شیر سوند زمین پر [illegible] غضنفر شکار فضل تیغ‌زن نامدار نے
شیر کے کانون مین ہاتھ ڈالے اور بکر دست زبردست سے پکڑ کے جو زور کیا دونون کلّے شیر کے چیر کر ڈال دیا زمین پر زور سے دے پٹکا شیر
دم توڑا اور تڑپ کر رہ گیا ہمایون بید سا کانپتا بہت خوش ہوا اور دوڑ کر گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بھائی جان تمنے بچایا نہین تو شیر مار چکا تھا کچھ باقی نہ
تھا تمھارے سبب جان بری ہوئی واہ کیا کہ [illegible] تمنے جو کیا اسکو [illegible] کیا اب چلو شکار سب لیکر [illegible]
ہمایون گھر کی طرف [illegible] اور بعد کئی روز کے عازم ملک سنجان ہوا فضل تیغ‌زن اور کچھ ہوا خواہ انکو ساتھ لیے ہمایون جب داخل سنجان
ہو چکا تو فضل تیغ‌زن سے کہنے لگا بھائی صاحب چلیے ذرا گنجاب بن گنجور ملک حرمان و یوش کو دکھاؤن اور آپکی ملاقات بادشاہ
سے کراؤن فضل تیغ‌زن نے بصد جرأت و صف شکنی جواب دیا کہ ای بھائی ہمایون بن شداد جس جگہ مجھے [illegible] دونگا ملک سنجان کا بادشاہ مجکو کرو
گنجاب کو تہ تیغ کرکے خون مین بھر دونگا [illegible] سے بھی نہ ڈرونگا ہمایون بن شداد نے کہا ایسا نہ کرنا چاہیے یہ کہکے یہ دونون ہمایون بن
شداد اور فضل تیغ‌زن مع رفقا ادھر روانہ ہوے انکو تو یہین چھوڑا اب حال بیان کیا جاتا ہے بدیع الزمان کا

اب وہ ٹکڑا داستان شہزادہ بدیع الزمان سے کہ بسبب طعنہ زنی حقیرون کے کشکول گدائی لیکر نکلنا شہزادہ بدیع الزمان کا اور روپیہ اشرفیان لا کر دینا عوج قلندر اپنے مرشد کو اور پھر مانگنے جانا راہ مین ملاقات ہونا حکیم فاروس سے اور سواری دیکھنا ملکہ گوہر ملک کی اور علاج کرنا ملکہ گوہر ملک کا اور دربار مین گنجاب کے جانا ہمراہ حکیم فاروس کے ساقی نامہ

ساقیا بادۂ گدائی دے	جو سمان اب نیا دکھائی دے
ہان تتاب ہے وہ ساغر کشکول	دین نہ رندان دہر سا کا مول

ایک کوچہ مین گذر ہوا دیکھا کہ ایک کمرہ مین ایک حکیم کہ نام اُسکا فاروس ہی بیٹھا ہوا مطب کرتا ہی اور مریضون کا مجمع ہی بدیع الزمان
بھی جا کر با ادب سامنے خاموش بیٹھ گئے جب حکیم صاحب نے اُن مریضون سے مہلت پائی بدیع الزمان کیطرف نگاہ کرکے پوچھا کہ
کیا مطلب تمھارا ہی اور مزاج کیسا ہی بدیع الزمان نے نبض دکھانے کو ہاتھ بڑھایا اور حال بیان کیا کہ مین علیل ہون بخار ہی اور دل
ضعیف رہتا ہی حکیم فاروس نے پوچھا کہان مکان تمھارا ہی کیونکر گذارہ ہی بدیع الزمان نے کہا کہ یہان تو ایک مکان بھی نہین ہی نہایت
مضطر و حیران ہی مین رہنے والا ایران کا ہون خانہ بدوش رنج و ملال کا حلقہ بگوش ہون حکیم فاروس نے کہا کوئی تمکو رکھے ہو
بدیع الزمان نے کہا کیا مضائقہ جو کچھ تقدیر کا لکھا حکیم صاحب نے کہا کہ تم میرے یہان رہو کھاؤ پیو عیش کرو یہ کہکے مطب برخاست کیا بدیع الزمان
کو ہمراہ لیا مکان مین بدیع الزمان کو ہمراہ دیکے زوجہ سے کہا کہ خوش ہو شادی کرو کہ ہمارے اولاد نہ تھی خدا نے بالا بالا بیٹا دیا پھر اسنے
پوچھا تمھارا کیا نام ہی بدیع الزمان نے کہا حکیم بدیع میرا نام ہی یہان رہنے سے دل بہت شاد کام ہی حکیم فاروس نے بدیع الزمان کو حمام
کروایا پوشاک و لباس سے آراستہ کیا یہ رہنے لگے ہر روز حکیم فاروس کے مطب مین بیٹھنے لگے نسخہ نویسی کرنے مین علاج معالجہ مین شریک
حکیم فاروس کے ہوتے ہین ایکروز بدیع الزمان مطب مین حکیم فاروس کے بیٹھے تھے کہ ایکایک شور و غل ہوا ہٹو بچو کی صدا آئی جب ادھر
نگاہ اٹھائی دیکھا کہ جلوس شاہی ہی سانڈنی سوار جوانان چابک سوار پیادے گرد و پیش نقیب و چوبدار خدمتگار خاص ہمراہ ہین بیچ مین محافہ شہزادی ملکہ گوہر
ملک کی کہاریان خوش جواہر لباس فاخرہ پہنے ہوے زیور آراستہ کیے ہوے گرد سواری محافہ کے دوڑتی آتی ہین نقیب نگاہ روبرو کی صدا دیتے
جب اس کمرے کے محاذی مین پہونچی جسمین بدیع الزمان بیٹھے تھے ہوا سے پردہ آڑ گیا دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک بصورت حور و پری محافہ مین بیٹھی ہوئی
ہی اور ملکہ گوہر ملک کی نگاہ بھی بدیع الزمان پر پڑی ایک ہی نگاہ مین ملکہ غش کرکے بیہوش ہوئی بدیع الزمان کے دل پر چھری عشق کی چل
گئی کلیجا پکڑ لیا بدیع الزمان نے سر جھکا لیا سواری بڑے تزک و احتشام سے نکل گئی آدمیون سے پوچھا یہ کسکی سواری ہی لوگون نے کہا
کہ یہ بادشاہ کی بیٹی سواری ہی کہ شکار کھیلنے گئی تھی مدت کے بعد آئی ہی بادشاہ کو بڑی شادی ہی روز جشن ہی شور برپا ہی تمام شہر آراستہ
ہی دربار شاہی پیراستہ ہی نذرین وغیرہ ہوتی ہین صدقے اوتارے جاتے ہین غرضکہ سواری شاہزادی کی دربارگاہ پر پہونچی ملکہ محافہ سے اترکے داخل
محل ہوئی ماں باپ اور تمام ارکین کو خوشی و مسرت ہوئی صدقے اوترنے لگے جرچے شادمانی کے گذرنے لگے نذرین وغیرہ ہوئین ماں نے ملکہ گوہر ملک کی
بلائین لین خدا کا شکر ادا کیا بہت شاد خاطر دل آباد ہوئے جون جون ساعتی ہی آرایش ملکہ گوہر ملک ایک ایک کو دکھاتی ہی خلعت و انعام کا مین سکوت
زر و جواہر تصدق کیا بادشاہ نے دربار آراستہ کیا رنگ رنگ اندر سے باہر تک ہونے لگے خلعت فاخرہ سے ارکین دولت کو ممتاز کیا
لشکر کو انعام دیے سب دعا و ثنا مین خرد و کلان مصروف ایک ایک کی زبان پر یہی جلدی ہی جاری کی بادو جلال دوست شاد دشمن پامال
یاور اقبال روز افزون اقبال مگر ملکہ گوہر ملک نے اپنے کو بیماری مین ڈالا عارضہ دل سے بیکار چہرہ زرد پڑتی رہی ملکہ نے بیٹھی ماں نے کہ
اے بیٹی مین قربان مزاج کیسا ہی دل کا حال کیا ہی طبیعت کی ناسازی بیان کرو حکیم فاروس کو بلاؤ علاج ہو ملکہ نے کہا کہ حضور کیا عرض
کرون کچھ طبیعت سست ہی حرارت معلوم ہوتی ہی سر مین درد ہی دل پر گرد چہرہ زرد غرضکہ وہ رات جشن اور عیش و عشرت راگ رنگ
مین گذری صبح کو چوبدار بھیجی حکیم فاروس کو طلب کیا حکیم صاحب مع حکیم بدیع ہمراہ چوبدار کے آئے شہزادی نے اپنی نبض دکھائی
کیفیت طبیعت سنائی شہزادی نے کہا اے حکیم آپ اب ضعیف ہوگئے تشخیص بھی ضعیف ہی صاحبزادہ جو یہ آپ کے ہمراہ ہین
نبض دکھلایئے کہ یہ جوان ہی تشخیص بھی جوان ہوگی حکیم فاروس نے حکیم بدیع کو اشارہ کیا حکیم بدیع آگے بڑھے پردے کے پاس جاکر
بیٹھے ملکہ نے ہاتھ بڑھایا پردے کے اندر حکیم بدیع ہاتھ ڈالکر نبض دیکھنے لگے کہ ملکہ نے ہاتھ سے بدیع کے ہاتھ مین چٹکی لی بدیع الزمان
سمجھ گئے چپکے سے ملکہ نے کہا کہ تم اور ہی اور پر رقعہ بھی پڑھ لینا ادھر ملکہ ادھر بدیع الزمان ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرا کیے
نبض خوب دیکھا کیے بڑی دیر کے بعد حکیم بدیع نے ہاتھ پردے سے نکالا یہ نسخہ لکھا النسخہ نسخہ دیدار حبیب مجنبل الطیب زلف پیچان
عرق رخسارہ عاشق۔ عناب لب معشوق۔ خاشیر گیسو دخاطر محبوب۔ نبات سفید لب ہائے قند مکرر ۴ شربت دید حبیب

یہ نسخہ لکھکر حکیم بدیع نے ہاتھ میں ملکہ گوہر کے دیا خدا کو ہر طرف سے حکیم صاحب کو رخصت کیا بعد اسکے حکیم دربار بادشاہ گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش میں آئے دیکھا دربار جمع ہے بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے حکیم نے سلام کیا باادب بیٹھ گئے حکیم بادشاہ نے پوچھا کہ حکیم صاحب آپ بہت عرصہ کے بعد آئے کیا سبب ہے کہاں تھے حکیم فاردس نے کہا کہ ایک میرا بیٹا تھا وطن میں لے چلا گیا تھا اب زمانہ آخر عمر کا ہے ورکر وہ لڑکا بدی بن کے آیا اس سبب سے میرا آنا نہو سکا بادشاہ متعجب ہوا اور کہا ای حکیم صاحب آج کتنے روز کا عرصہ ہوا کہ تمہارا بیٹا ایران سے آیا ہے اور بیٹے کو دکھایا حکیم فاردس نے سر جھکایا باادب عرض کیا کہ غلام زادہ حاضر خدمت فیض درجت شاہنشہی ہوگا انشاء دوسرے روز حکیم فاردس حکیم بدیع کو جہم کرا کے پوشاک درباری پہنا کے بتکلف ہمراہ اپنے دربار میں بادشاہ گنجاب کے ملنے لے گئے ہجوم ہوئی دربار میں کر حکیم فاردس اپنے بیٹے حکیم بدیع کو ہمراہ لائے ہیں بادشاہ نے بھی سر اٹھا کے دیکھا حکیم فاردس نے حکیم بدیع کو آگے بڑھایا حکیم بدیع نے بادشاہ کو آداب سلام بجا لا کے نذر گذرانی جیسے ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا تاج بادشاہ گنجاب کا گرا بادشاہ متوحش ہوا اور بدیع نے تاج اٹھا کر جھاڑ کر پونچھا بادشاہ کے سر پر رکھ دیا بادشاہ خاموش ہو رہا اگر حکیم بدیع کی بشاشت و متانت و حسن و جمال چہرہ بشرہ دیکھ کر بہت پسند کیا اور نہایت خوش ہوا خلعت فاخرہ سے خلع کیا پوچھا کیا ملکہ گوہر ملک کا علاج اسی صاحبزادہ نے کیا ہے حکیم فاردس نے عرض کی حضور اسی صاحبزادے نے علاج شہزادی کا کیا ہے بادشاہ اور زیادہ خوش ہوئے اور بہت واہ واہ کہا حقیقت میں حکیم صاحب بلکہ رہنما صاحب کمال ہیں اور متانت اور فراست چہرہ بشرہ سے ظاہر ہے اسکے مجموعہ اور یہ شعر پڑھنے لگا **اشعار**

کلام صاف کو اپنے جو دیکھے آنکو حیرت ہو
ادائی ہے یہ زلف یار جب پوشاک ہو
سرِ خورشید روشن کا یک عالم ہوگا دیوانہ
شفا ہوتی ہے کسکی آستان کی خاک سے پیدا
عزیز جان رنگین باغ عشق زلف خدا کو پہنچ

ہوا ہی عشق ہمکو آنکھ کے حسن پاک سے پیدا
یہ آئینہ ہوا ہے جوہر ادراک سے پیدا
دل صد پارہ ہمارا ہے خوش محبت ہی
ہزاروں ہو گئے چاک گریبان چاک سے پیدا
قدم سے تیرے دیوانوں کے آبادی کا عالم
یہ گل بکھرے ہیں کس حسن خانہ نار سے پیدا

کیا ہے نور کے کیوں کوچہ خاک سے پیدا
دل غم حضرت یعقوب عاشق انکو کہتے ہیں
کہاں ہو سکتے ہیں ایسے نگیں جکا کی سے پیدا
مسیحا ہے ہمارے عیسی مریم کو کیا نسبت
ہوا ہے شہر اک صحرا سے وحشت ناک سے پیدا

بدیع الزمان نے جو نگاہ اٹھا کے چاروں طرف دیکھا تو دربار گنجاب بعدد بے حساب سرداران نامی و پہلوانان گرامی سے آراستہ و پیراستہ ہے اور رعب و دبدبہ سے کسی کو مجال کلام نہیں بغیر تہذیب اور بے ادبی کا مقام نہیں کہ بڑے بڑے اولوالعزم مثل ترک جوشن پوش و گیا ہمد خون آشام و مہلیل دراز ترکیب و فضل تن گیا ہور۔ ودکیس۔ وقیس۔ ولیس۔ والماس و تیماس۔ وبیح۔ ولیح وتمور خون آشام۔ وقدیرین عادیر خون آشام۔ وسہراب زرین رخت۔ ومہران بن سہراب زرین۔ وخدیو کشور کشا۔ ومیو کشور کشا۔ و طراق بن مطراق شیرگیر و ہیراق۔ وقیسات بن نزاق پیل زور بازو و چشم۔ وقابہ گہرہشم و مکلل و مخلل و مخلل و سلسل دراز ترکیب۔ وطاہر بن طہیر روشن رائے۔ و خنجر خوان بخت۔ وطویل بن ارطال۔ ودشمن بن بلند آواز و دشمن بر سیاہ و علقمہ دراز ابرو۔ وشتر نیزہ۔ وفریطہ وتیر بن علقمہ ایسے ایسے سردار ہیں نامور و نکلوں اور کرسیوں پر بیٹھے ہیں مجال کسی کو نہیں کہ ادھر کے ادھر چلی جاوے دشمن کی جان رکھتا ہے کہ ناگاہ ہمایوں بن شیر داد و ساتھ ایک جوان رعنا خوبصورت حسین شکیل جمیل طرحدار جرار بہادر صف شکن ہم تفضل تیغزن دربار گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش میں آیا اور لیقوا محمد ہاتھ آداب تسلیمات بجا لایا گنجاب نے حکم بیٹھنے کا دیا پہلے تفضل تیغزن نے مجرا کیا اسکو بھی حکم بیٹھنے کا دیا اگر تفضل تیغزن سے جرأت و بہادری وطاقت تنتنی وصف شکنی ہر ایک سردار سے شیرانہ آنکھ ملانا شروع کیا جس سردار نے پلک جھپکا لی آنکھ چرائی الغرض کہ وہ مارا ہمایوں نے ہر طرف سے زانو پر اشارا کیا کہ چپ رہو دم نہ مارو یہ دربار بادشاہ گنجاب کا ہے ایسا نہو کہ عتاب آئے غضب شاہی میں گرفتار ہو تفضل تیغزن نے کہا جس سردار نے مجھسے آنکھ ملائی اور میرے کرسی آنکھ ڈالی اسنے آنکھ چرالی اور پلکیں جھپکا لیں میں نے

کہا وہ ارادہ ای ہمایون یہ سب سردار جو بیٹھے ہیں یہ جو دو بیٹھے ہیں ہر ایک تو نامی اب ہے نئی وقت چین کے ابھی مجلو بجا دون اور طرہ پھیری ادو دون ہمایون نے کہا ای فضل تیغ زن کیا کہتے ہو خاموش رہو ایسی بات منہ سے نہ نکالو دربار میں غضب ہو جائیگا تم کوئی سزا پاؤ گے اور جو سردار قریب بادشاہ کے بیٹھے تھے انھون نے جھک کے بادشاہ سے کہا کہ حضور نہیں معلوم کہ ہمایون بن شداد کے ساتھ یہ کون جوان رعنا آیا ہے بڑا بہادر اور دلاور معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں سے جسنے اسکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا اور آنکھ ملی تو اسنے ایسی آنکھ لڑائی جیسے شیر غضبناک نکلتا ہو والی ہو اور ہم نے ہاری آنکھ جھکی اسنے کہا وہ ارادہ جو بادشاہ سے کسی نے کہدیا تو لگا آب نے سر اٹھایا اور ہمایون بن شداد کیطرف دیکھکر خطاب کیا ای ہمایون یہ جوان آج تمھارے ساتھ کون آیا ہے اور کہان کا رہنے والا ہے ہمایون نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ حضور بادشاہ سلامت یہ میرا چھوٹا بھائی ہے نام اسکا فضل تیغ زن ہے صف شکن ہے دو سو سے یہ زیادہ بہادرون اور جرارون سپاہیون کی لڑائی ہے نہایت جسیم ہے اور رجابل دربار شاہانہ سے ہے حضور مجلو بدل عزیز ہے ایک بار صاحب حضور میں ایک صحرا میں ہم شکار کو گئے وہان ایک شیر ببر نے مجھکو گھیر لیا مجھ پر آ پڑا اسوقت عجیب یاس و ہراس ہوا کوئی آس پاس نہین تھا میرے ہوش و حواس جاتے رہے فضل تیغ زن نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گھوڑا اڑا کر جھپٹا آتے ہی اسکے کلون میں ہاتھ ڈال کے چیر ڈالا اور زمین پر اس زور سے پٹکا کہ وہ شیر مثل دیوار ہو کر زمین ہوا یہ بے بدل بہادر بے نظیر یکتائے فن تیر کبھی نشانہ سے چوکا نہیں جرات ایسی ہمت ایسی ہی طاقت ایسی ہی بادشاہ فضل تیغ زن کے اوصاف حمیدہ سن کر بہت مسرور و دلشاد ہوا اور خلعت فاخرہ سے مخلع کیا کہ ایکایک فضل تیغ زن سفر دار نامدار و جراران دربار سے نگاہ ملاتے ملاتے جو حسن اوبات کیطرف رخ کیا بدیع الزمان کو بڑا اشارہ کیا کہ وہ مجوجان آپ یہان بھی موجود ہین بدیع الزمان نے اشارے سے کہا کہ اتنا مجھکو دستو نہین ورنہ برا ہوگا مگر فضل تیغ زن نے دست بستہ ہو کر بادشاہ سے پوچھا حضور حکیم صاحب کا کیا نام ہے اور حکیم صاحب کے بیٹے کا کیا نام ہے بادشاہ نے کہا ای فضل تیغ زن انکے باپ کا نام حکیم فاروس ہے انکا نام حکیم بدیع ہے اب فضل تیغ زن ادھر پھرا اور کہا حکیم صاحب میں تسلیمات عرض کرتا ہون ذرا میری نبض ملاحظہ فرمائیگا کہ مجھکو حرارت لگے ستار رہی ہے دو چار روز سے طبیعت بے مزا ہے کوئی نسخہ مرحمت فرمائیے کہ جس سے اصلاح طبیعت ہو دور وحشت ہو حکیم بدیع ظاہر تو بہت اچھا کہا چپ ہو رہے مگر اشارہ سے کہا کہ دیکھو غضب کرتے ہو بس زیادہ نہ چل نکلو چپکے بیٹھے ہو غرضکہ جب دربار برخاست ہوا سب سرداران نامور و ارکان دولت بادشاہ کشورستان اپنے اپنے مقامات کو بعد رخصت ہو گئے اور حکیم فاروس مع حکیم بدیع کے اپنے گھر آئے اور ہمایون بن شداد بھی سوار ہو کر روانہ ہوا اور خلل کلام سنی ہو ملا تو بہر ملک نے باپ کی اجازت سے ایک بڑا غلیچہ تیار کر کے باغ اندر میں ایک کوٹھی دلچسپ بنوا کے انکو دیا آراستہ و پیراستہ کیا تھا کہ گلشن شداد کو بھی اسپر رشک آتا نمونہ بہشت عنبر سرشت گویا وہ باغ غیرت بستان کی طرح حقیقت کی پری رو بیون کے دل کا داغ تھا جو کوئی اسکو دیکھتا تو وجد میں آتے یہ اشعار پڑھتا تھا شعر

زمین سبز جسکی چارم آسمان ہے　　گر میری تو دست باغبان ہے
دل روشن ہے یہ وہ مشتری کی منزل　　چمن ہونا ہے یہ خوشبو سے اسکا
یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے　　کسی گرد کا غنچہ عطردان ہے
یہ کس بہشت پیا کا مکان ہے　　چمن کی سیر پر ہو تو ہو جگا لیا
سحر ہو گل کھلے شبنم آسے لیج　　گل و بلبل سے دربار زمان ہے
انس کی یہ بھی نو گل ہو

وہی شب دل ربا کہ ہر چیز سے مزین و مرتب کیا بہت بڑے فرش فروش گدے مسند و پچھونے کول گلابی بلورین برتن دیوار و در پر جن شیشہ کے حباب برنگ شیشہ آلات چہار طرف آئینہ بندی تصویرین لگی ہوئی تھین چھپر پلنگ لگا ہوا آگے اسکے مسند مرصع کا بچھی ہوئی اور سب اشیاء فروریات مہیا باغ نہایت شگفتہ اشجار تیار و بار آور تیرے جھوم رہے ہین شاخ خوش نوا غنچون کا منہ چوم رہے ہین جا بجا رنگ رنگ کے پھول سرسبز و شاداب کھلے ہین قدرت صانع ازل اس چمن لالہ زار کو کیا رنگ سے ہین بیلا چنبیلی موتیا موگرا سمن و یاسمن نسرین و نسترن گیندا گل دوپہریا شبو عباسی سوسن و ریحان وغیرہ کھلکھلا کر سب ہنس رہے ہین نرگس کے دبیوم اشارے سے

گذشتہ بیان کی اور کہا اے بدیع الزمان تم سب یہ آؤ میں تھا ایک اور مکان میں جو چار دن جو شخص مجھے مارنے کو آیا تھا معلوم ہے اسلوکمان کا اعتقاد وہ اقرار ہی ہو پلنگ پر سوتے تو جیسے وہ وار دات دیکھو ہار کے پڑے پڑے لے کے چلا گیا میری تو اسکے ڈر کے مارے عجب حالت تھی جب وہ یہان سے چلا گیا تو مین نے بھی غنیمت سمجھی ورنہ مجھے اپنی زندگی سے ناامیدی ہو چکی تھی یہ بات شاہزادہ عالی مرتبت غضہ میں نہ آ کر اور کہا کہ حکیم صاحب آپنے پہچانا بھی یہ وہ شہوا تیاں قاسم یعنی قفل تیغ زن تھا جو مجھے ملنے کو آیا ہوگا جب پلنگ پر نہ پایا تو غصے سے آپکو ہوا سے کاٹ دیا یہ قاسم بڑا شور و پشت دیوانہ مزاج ہے کل دربار میں ہمارا ایک پہلوان سے مقابلہ تھا جسکی آنکھ جھپک جاتی تھی کہتا تھا وہ ادا تھا اس سودے کا کچھ علاج ہے وہ بجز میرے اور کسی سے ڈرتا نہیں مین ہوتا اور انکو شمالی دیدیتا وہ جیسا یہان سے چلا جاتا پھر کچھ تدفیں نہ کرتا حکیم صاحب نے کہا کہ وہ دنگل رستم مانگتا تھا اسکا مطلب میری سمجھ میں بالکل نہ آیا بدیع الزمان اس بات پر خوب ہنسا اور کہا بیشک ہی لوازم ہوگا حکیم صاحب مطلب انشاء اللہ آپ بہت جلد کھل جائیگا

دوگرہ داستان جرأت و شوکت بیان مردم رباے زین خنگ شیر بیشہ جنگ نہنگ دریاے شجاعت مالک ملک جرأت و ہمت خداوند صولت و شوکت خسرو قوت و طاقت حلقہ قلقن گوش گردن کشان و زیر کنندہ پہلوانان نام آوران سلطان سلطانان شاہان داماد نوشیروان و شہپال ابن شہرخ یعنی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ثابت ہونا کہ شہزادہ بدیع الزمان کو ایک نقاب دار مرصع پوش نے گرفتار کیا اور قاسم بھی اپنے چچا کی جستجو میں چلے گئے اور ڈھائی سو سردار چوری گئے پھر امیر باتوقیر کا تلاش پھر نا پھر مظفر کامیابی کا امیر کو بیہوش کر کے گرفتار کرنا گنبد جمشید میں پھر عمرو کا تلاش امیر میں نکلنا اور عجائب عیاریان اور سردارون کا معلوم ہونا اور جنگ جدل لشکر اسلام اور خنجر خان بن گنجاب سے اور شلیط خان بن گنجاب سے بشرکت لشکر کا ڈنگی گاؤ سوار کے گرد و کو آسے بچے اور مسلمان ہونا اسکندر کوفی اور اسکی دختر کا کہ نام اسکا فتانہ ہے اور رہائی سب سردارون کی پھر کرب کا سبکو ہمراہ لیکر مراجعت طرف لشکر اسلام کرنا۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ | کہ زندون سے نکلا نہ بیتاب ہو | ادے جو کے لاب سے آنکھین | کہ ہی اور وہ دور چرخ بریں
گرہ و ندرے بادۂ مشک فام | کہ بیہوشی کا جسین ہے انتظام | نہ عیاریان تو دکھا ساقیا | زوال معنا پلا ساقیا
ادے پھو ہمہ گردگان کی خبر | کہ نہین خانۂ مرآج تیرے گوہر | ہوا چاہتی ہے وہ جنگ جدال | کہ بیخانہ ہو خون سے لال لال
تو آمین نظر جام او نہ سبو | نہ محو نہ قرابے نہ مینا نہ تو | سحر سب کی سے کہ کام ہی | بہت اپنے مطلب کا اک جام ہی

اشعار مرے آنکھون کے گئے آنکھ یا جو ایا | ہمیشہ صوت ساحل تو زبان جوش مین دریا | نکالا چاہے اے غواص تو جلدی نکال انکو
خدا جانے کہ کیا ہونگے جو بیٹ دل مین پڑا | خموشی اور گویائی مری اک ہے تیرا | سکوت مین یہ قطرہ ہو گہر تو جوش مین دریا
سر کرجا وے جو میری چشم تر سے گوشہ دامن | نہ دیکھی ہو کسی نے ایسا اپنے سوش مین دریا | کیا جو ضبط گر یہ تو کیا کوزے کو در دامن
ابھی دل کھو کر دیا تو آیا جوش مین دریا

معرو نیند وو دفتر جواب نمودہ ارقام دو دفتر شتاب کشور کشایان اقلیم عیاری دسیتے گنندہ کان مراحل طراری و گم شدہ گان بہت وشجاعت و برق جہندگان صولت و شوکت نشان علم لشکر ظفر حشم میدان دوشت سفید قرطاس ملک وساس پر علم کرکے کار زار رنجت مین رواں کرتے ہین کہ جب وقت مردم رباے زین خنگ شیر بیشہ جنگ نہنگ دریاے شجاعت مالک ملک جرأت و ہمت خدیو مملکت صولت شوکت خسرو سلطنت قوت و طاقت حلقہ قلقن گوش گردن کشان و شکست دہندہ پہلوانان نام آوران سلطان سلطانان شاہان داماد نوشیروان و شہپال ابن شہرخ یعنی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو زبانی بیٹے معلوم ہوا کہ شہزادہ بدیع الزمان کو ایک نقاب دار کوہر پوش بردے مشعل لگا کر کسی طرف لیگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قاسم نوجوان فرزند دلبند علم شاہ عالیشان بر سر جستجو نہ مادرانجن

بدیع الزمان عالی وقار امیر سے حال لشکرکشی بجانب کوہ کے انکو بھی نشان نہ ملا اور علاوہ واسطے زنہار لی سو داران مو بولاد
لشکر سپاہ صفدر تیغ زن صف شکن یعنی لندھور بن سعدان گرد و ملک شداد و بہرام گرد و خاقان ملک ختن و طوس
تیغ زن و مرزبان خراسانی و شہپال ہندی وغیرہ ویسے ایسے سردار لشکر ظفر پیکر سے چوری ہوئے یہ لشکر امیر باتوقیر کو نہایت تشویش
عظیم و فکر و تردد و غیظ و غضب تھا سکوت میں بیٹھے تھے پہلوان عادی نے اگر عرض کیا آج قلعہ کا دن حضور کا رہتے ہی ہم
باتوقیر نے بصد جرات و ہمت فرمایا بہتر اچھا آج میں قلعہ کو پہونچونگا وقت شام شب اختیار امیر شیر گیر مقبل وفادار و عمرو بن امیہ نامدار کو
ہمراہ لیا گرد و لشکر فیروزی اثر کے قلعہ کرنے لگے بعد چند ساعت کے گرد و پیش جبکہ ایک مقام پہونچے اور صحبت شراب کباب برپا کی جب سب پی چکے
شراب کم ہوئی عمرو کو واسطے شراب لینے کے بھیجا تا طرف پرواز ہو کر جب عمرو باہر لشکر کے ہوئے ناگاہ مظفر [illegible] اپنے لشکر کی طرف
مقام ناگزیر آیا اور ہاتھ میں اسکے ایک شیر برنج کا کاسہ نہایت لطیف وعمدہ تھا خوش ذائقہ لا کر مجالس امیر باتوقیر کے سامنے
لا کر رکھ دیا اور کہا ای آیا میں نے پروردگار عالم کی نذر مانی تھی خیال کرتا تھا کہ یہ کاسہ شیر برنج لیکر [illegible] کوئی متبرک شخص جو تو
اسکے سامنے پیشکش کروں ای بابا اسوقت تیرا حال معلوم ہوا کہ آپ وخورش یاد خدا میں مشغول ہو بس تجھسے زیادہ متبرک کون ہوگا
یہ شیر برنج بسم اللہ کہکے نوش کر امیر شیر گیر وہ کاسہ شیر برنج دیکھکر بہت خوش ہوئے کہ رزاق مطلق نے تو اس وقت شب ایسی نعمت
عنایت کی شکر نعمت قلبی بجا لانا چاہیئے اور کھانا چاہیئے یہ کہکر امیر باتوقیر اور مقبل وفادار [illegible] نے وہ شیر برنج نوش کی بس واسطے ہی
بیہوش ہوگئے مظفر فاریابی نے دونون کا پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لادا اور لیکے بھاگا یہان عمرو عیار بن امیہ نامدار جو شراب لیکر
آئے دیکھا نہ امیر ہین نہ مقبل وفادار ہین عمرو گھبرایا چارطرف دوڑا دوڑی تلاش کیا مگر کہین نہ پایا پلٹ کر لشکر میں آیا فورا بادشاہ
جمجاہ والعزم و نامدار سعد بن قباد شہریار سے عرض کیا کہ ای خداوند حضور گیہان مطیع امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار
کو قلعہ پر سے کوئی لے گیا اور یہان مظفر فاریابی نے امیر اور مقبل کو گرفتار کرکے بیچ گنبد جمشید میں قید کیا یہ سنکر بادشاہ ذیجاہ
نے عمرو بن امیہ نامدار و عیاران عالی وقار سے کہا کہ جلد جاؤ اور چارطرف تلاش کرو اور پتا لگاؤ و مجھکو خبر لاکے سناؤ
حکم حکم سنکر عمرو مع عیاران طرار چارطرف فرد فرد روانہ ہوئے ادھر کا حال [illegible] آگین ملاحظہ فرمایئے کہ تلیت خان
بن کنجاب و خنجر خان بن کنجاب یہ دونون برادر سوداگر [illegible] قدرت یعنی کاؤ دمی کالو سوار کی کمک کو آئے ہوئے تھے
انھون نے سنا کہ امیر حمزہ صاحبقران نامی نام آور مع سلیمان شکوہ مع اڑھائی سو اہل لشکر و سرداران سرآوردہ کے گرفتار ہو
گنبد جمشید میں قید ہوئے ہین اس سے بہتر کوئی اور وقت ہاتھ نہ آئیگا ابھی لشکر اسلام خوش انجام کو مار کر ایک ایک مردانہ
کا سرتن سے اوتار لو یہ سوچکے تبکو انھون نے طبل جنگ بجوا دیا اور فوج کفار نابکار کو تکرار [illegible] لشکر اسلام سے مقابلہ [illegible]
فوج میں کمربندی ہونے لگی ایک ایک سپاہی ایک ایک سردار اسلحہ تن پر درست کرنے لگا کمر چست کرنے لگا صبح ہوتے ہی [illegible]
بندی ہوئی سپاہیون کے غول چلنے لگے سردار خیمون سے نکلنے لگے میدان میں فوج کفار مردود نابکار صف آرا ہوئی کالے
کالے پھریرے نشانون کے کھل گئے پہلوانان نامی سب رسالے پر تل گئے ہزار ہا نعرے ظاہر ہوئے نعرے جرارون کے [illegible]
ہوئے برق کے مانند سنانین چمکنے لگین نامردون کی چھاتیان دھڑکنے لگین چلون سے تیر سے کمانین کڑکین پیدل بڑھے سوارون
نے گھوڑون کی باگین لین جاوش نعرے مارنے لگے بڑھ بڑھ کے پکارنے لگے ای پہلوانان جرار و ای نام آوران نمودار ای
سرداران ذی وقار و گردن کشان جرات شعار ہوشیار باش یہ روز نام و ننگ ہے لشکر اسلام [illegible] جنگ ہو قدم آگے بڑھاؤ
لڑائی میں جان لڑا دو اپنے جوہر دکھاؤ کام کرو کارزار میں وہ کام کرو تلوار [illegible] دکھانے کا وقت ہے جرات دکھانے کا وقت ہے
نقاب نامردی چہرے سے ہٹاؤ تلوار پکڑ کے معرکہ میں آؤ بڑھ بڑھ کے ہاتھ چلانا چاہیئے [illegible] دکھانا چاہیئے جب لڑائی
ہوکر کی فتح کروگے انعام میں زر و جواہر سے بھر دیئے جاؤگے گھر کیتون نے جو یہ [illegible] دلیری و جوانمردی انکا [illegible]

ہو لکر بیان کرنا شروع کیا فوج کا دل بڑھتون بڑھا سپاہی پر سپاہی سوار پر سوار نے ریلا کیا ادھر لشکر ظفر پیکر کو شاہ اسلام سعد بن قباد
زندہ دو جامہ نے حکم صف آرائی دیا اب نوجوان نے لشکر اسلام کو درست کیا ایک ایک گردن لشکر شکن سجوان فرو بلیتن رستم صورت و تہمتن سیرت
غرق بسلاح جنگ لیس دلاور شجاعت و نام و ننگ بے درنگ مرنے کو تیار رکاب میں تیغ آبدار ہاتھ میں نیزہ خونخوار دوش پر کمان کیانی
ترکش تیروں سے بھرا دادہ سے خنجر خونچکان لگا ہوا برابر جانے تانے کھڑے ہوئے بدو شجاعت و ہمت سے سرشار آنکھوں میں برق
بہادری کا خو جھوم جھوم کر نو سے رسنے لگے شیرانہ پلنگانہ ہاتھ قبضہ شمشیر پر رکھ کر لشکر روباہ کو دمبدم دیکھنے لگے جوش و دلوہ شجاعت
لشکر جب بیت پر جا پڑیں پروں کو مسمار صفوں کو تہ و بالا کریں ادھر سلیمان رعب و جلالت بادشاہ جم جاہ سعد بن قباد و نیم نہاد حکم
تو فوج حریف کو جیونٹیوں کی طرح سے مسل کر ڈھنسک دیں ایک ایک کو نوک نیزہ دم تیر بے غل اعدا زمین کا پیوند کریں، **اشعار**

ہوا ایک یکبارگی رن میں قرنا کا جوش　　لگا کرنے باجے نقاروں خروش　　فلک کانپا گویا زمین ہل گئی
پرے سے پرا صف سے صف مل گئی　　مقابل ہوئے دونوں لشکر بہم　　سب از ز طلب سب ہوئے دمبدم
ابھر کنے لگے جابجا بید رنگ　　سواروں کے گھوڑے کمیت و سمنگ　　جوان ہاتھ قبضوں پہ ڈالے ہوئے
دلیری سے بھالے سنبھالے ہوئے　　بڑھے جب نبرد ار جنگی جوان　　وہ دبدبے کے پیچھے ہٹے پہلوان

جب دونوں طرف لشکر مقابلہ میں صف آرا ہو چکے ادھر کرب غازی شیر بیشہ جانبازی اور بادشاہ سعد بن قباد و سہرباد
خود رو سادار اور سرداران نامدار و عیاران طرار مستعد بجنگ بیدرنگ ادھر لشکر کفار جفاکار و نابکار بدل سوار با ارادۂ جدال
و قتال تیار ہیں خنجر خان بن گنجاب و شلید خان بن گنجاب سرگرده فوج دریا موج میں ہیں خنجر خان بن گنجاب نے گھوڑے
کو کڑا کیا صف سے نکل کے نبرد آزما ہوا نعرہ کیا کہ ہاں کوئی بھی ایسا ہے کہ میرا مقابلہ میدان کارزار میں کرے قبضہ شمشیر آبدار
پہ ہاتھ دھرے یہ ایک بہادر و دلاور نے ارادہ کیا کہ گھوڑا چھیڑ کر پرے سے نکل کر پچھے پڑا سے افلون کرب غازی شیر حجازی نے
اشارے سے سبکو منع کیا اور چاہا کہ سمند تیز رفتار کو اڑاؤن غول سے آگے بڑھ آؤن کہ یکایک ایک سمت سے ابر زمردی نمگاہ
تیجے اس ابر کے شکوہ دکھاتی تھی اور گرد زمردی اڑی کہ آسمان نیلی پوش اس گرد زمردی سے چھپ گیا تھا اور سے خشک کے
تیجے زرد زرد دھوپ سے تو نے ہوئے کھلے ہوئے وہ گیاہ زعفرانی حدت خورشید سے مرجھائی ہوئی اس گرد و غبار زمردی سے
سر سبز نظر آنے لگے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا دو سوار اسپ صبا رفتار پر ایک نقابدار زمرد پوش دوسرا نقابدار سرخ پوش
سامنے آئے گو نقابدار زمرد پوش نے وہیں سے نعرہ شیرانہ کیا کہ باش او مرد و دازلی میں آن پہونچا شعر تیز زن رستم کارزار
زیرکوب کفر و ضلالت شعار ہے جب وہ نقابدار نامدار مقابل اس نابکار کے آیا خنجر خان بن گنجاب نے نیزہ اٹھایا چاہتا ہے کہ
کر بند باندھ کے نیزے کو سینہ بے کینہ کی جانب نشان دے کہ نقابدار نے پیچھے شہرکی سے نیمچہ سر شگاف کہ جسکی دھوم قاف سے
تا قاف ہے کھینچا جھپٹ کر ایک ہاتھ جو مارا نیزہ مانند نیشکر خشک کے قلم ہوا دو ٹکڑے ہو کر چار ہاتھ اونچا ہو کر بیچ پر جا کے
گرا سنان نیزہ قلمی پیچھے میں اسکے گھوڑے کے ورزی گھوڑا اسکا زخمی ہو کر جراغ پا ہوا اچھلا کودا آخر لت ہو گیا کہ خنجر خان بن گنجاب
گرتے گرتے بچا گردن سے رہوار کی لپٹ گیا مردار اسکے لشکر کے جو کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے قہقہہ مار کر ہنس پڑے نقابدار
کمال دلیر و سنبھل سنبھل ایک ہی ہاتھ میں گھبرا گیا گھوڑے کو چمکار کر سامنے آیا یہ سنکر خنجر خان بن گنجاب کو غصہ آیا تازیانہ
لگا کر گھوڑے کو دوہرا کیا برابر نقابدار کے آکر تیغ سیاہ فام میان سے کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال کے تیغ اسکی
چھین لیا اور بند دست اس ملعون کا دست زبردست سے تھام کر سر سے اونچا لیا اور دو بار پیچ دیکر عمرو عیار بن امیہ
نامدار کے آگے پھینکا یا عمرو نے فوراً کاٹ سے کمند دیکر اسکو گرفتار کیا اور اپنے عیاروں سے کہا کہ اسکو بیچ کر لشکر میں خوب
جکڑ کے قید کر دو پھر نقابدار فلک وقار نے پکار کر آواز دی کہ عمرو عیار بن امیہ نامدار امیر تو کہ حمزہ شیر گیر صاحبقران عالیشان

یاقوت و زمرد و کہرباء و نیلم کی سے گلے میں جو زیور تھا سبزہ خط بنا ہوا جوبن ابھرا ہوا سینہ تنا ہوا چہرہ بھبھوکا بنا ہوا دوش پر چین باغوں کی انگیا جس پر لی
ہوئی جلوہ مستانہ ناز و انداز عشوہ و غمزہ اشعار

باتھ سے تھام کے دل دیکھے گر عاشق زار
وان آنکھوں نے ڈورے کا رنگ گرفتار

غمزہ و آفت ہر قیامت کج ادائی کی
آنکھیں دونوں وہ نشیلی خود خنجر سے

خنجر ہر پلک سے ہر گام پہ وہ عشوہ گری
اور تیغ مگر عاشق جانباز دہر سے

سینہ تنے جو سینے پہ وہ جوبن ابھار
بادہ جوش جوانی کا وہ آنکھوں میں خمار

غرض اسطرح وہ جوبن جتیا نازہ قدم اٹھاتے ہوئے مستانہ بے تکلف خیمہ میں کرب غازی کے پاس آئی کرب غازی
نے اسکو دیکھتے کہا تو کون ہے سچ بتا یہ کہکے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اس جوبن نے نازو ادا سے کرب کی گردن میں بانہیں ڈالدین اور کہا میں فتانہ
دختر اسکندر کوفی ہوں تیرے جان و دل سے عاشق و فریفتہ ہوں کوئی صورت تمہاری خدمت میں آنیکی نہو تی تھی اب شکل جوگن آئی طالب
وصل تمہارے جدائی ہون قرار دل بیتاب کو دیجیے شربت وصال عطا کیجیے یہ کہکے سب لباس جوگنی اتارا صورت اصلی دکھائی کرب غازی کو
بہت بھلائی دیکھتے ہی جمال جہان آرائے فتانہ مفتون و بیقرار ہوئے وہ حسن جمال اسکا چہرہ مثل آفتاب درخشان رخسارے رشک ماہ تابان زلف
گرہ گیر رشک سنبل عاشقون کے دل پھسانے کی زنجیر ابروے خمدار ہلال عید یا دو پلی ہوئی تلوار مژگان ناوک دل دوز جس سے عاشق بیتاب جگر خون
لعل لب دونوں یاقوت کے ٹکڑے گوہر دندان موتیوں کی لڑی چاہ زنخدان وہ جس میں عاشق غوطے کھاے کبھی نہ ابھرے سینہ چاند سا گریبان سے
ابھرا ہوا جوبن ابھرا ہوا بیت جوانی کا عالم وہ جوبن غضب کہ عاشق جو دیکھے ہو در تعجب کرب غازی کا دل بے چین ہو گیا بیساختہ
آغوش میں لیا فتانہ نے کہا میں اسلام قبول کر کے صدق دل سے مسلمان ہوتی ہوں کرب ستارہ کے زیب دو گوہر مجھے خوش خند ساخت
شغل لہو و لعب میں کرب غازی کو لا بد تھوڑی دیر کے وہ فتانہ کسی حیلے سے اٹھی اور اسطرف گئی جہاں اسکا باپ تھا اسکو اٹھا کے لیا گی
ابن خواجہ اور عشر قران جو آئے خیمے میں کرب غازی کے کرب غازی نے کہا اے خواجہ ابھی ایک جوگن آئی تھی نہیں معلوم کدھر چلی گئی
خواجہ نے کہا اسکندر کوفی کو تو نہیں اٹھا لیگئی خواجہ نے جو جا کر دیکھا تو اسکندر کوفی نہیں ہے خواجہ نے کہا اے کرب غازی وہ فتانہ
بیٹی سکندر کوفی کی تھی اپنے باپ کو اٹھا لیگئی یہ سنتے ہی کرب غازی اٹھ کھڑے ہوے اور کوچ کی تیاری کی قلعہ ارشاد و نقب زن پر
چڑھائی کی اور کمیند علی کو قلعہ اسکندریہ پر چھوڑ دیا اور جو سردار زندہ وہ پہلوان جنہوں نے اسلام قبول کر کے ایمان لانے تھے انکو کرب غازی
نے ہمراہ لیا وہ تھوڑا لشکر آراستہ کر کے طرف قلعہ ارشاد و نقب زن کے چلے در قلعہ پر جو پہنچے ارشاد و نقب زن کو خبر ہوئی اسنے بھی اپنی فوج
کو درستی کا حکم دیا طبل بجایا جاسوس نے صدا دی کہ آج سب سرداران نامور و پہلوانان پر جگر ہشیار رہے کار زار جیت و جلال دمبدم ہو جائیں
کہ کل لشکر اسلام و غازیان خوش انجام سے مقابلہ ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سا عیار خبرگذار عشر قران سا عیار طرار کرب غازی شیر حجازی
سا دلاور وغیرہ کا سامنا ہے جا میں عزیز نہ کرنا دل لڑا دینا اندر قلعہ کے تیاری جنگ لشکر ہوا کہ طبل و دف و دہل کی آواز آئی باہر قلعہ کے
دو رہٹ کے میدان میں خیمے لشکر اسلام کے برپا ہوے سرداران اولوالعزم و غازیان عالیشان بیان آکے خیموں میں ہشیار آمادہ بقتل
کفار ہیں شب کا وقت کرب غازی اپنے خیمہ میں ہیں خواجہ عمرو و عشر قران طلایہ لشکر میں مصروف ہیں وہان دختر اسکندر کوفی شکل اپنی
تبدیل کر کے پوشاک فاخرہ پہنکر زیور مرصع کار سے مزین ہو کر ایک پری کی صورت بنکر قلعہ سے نکلی اور نقب باہر سے دیکر خیمہ کرب غازی میں آئی
اور نقب کا دہنہ خیمہ کرب میں چھوڑا اسوقت کرب غازی جاگ رہے تھے کہ آواز کان میں زمین کے سرکنے کی آئی انھوں نے خیال کیا کہ زمین
پھٹ گئی ایک شکل نمایان ہوئی عقل سے سمجھے کہ کوئی عیار لشکر کفار کا نقب دیکر آیا ہے کہ آہٹ پاؤن کی معلوم ہوتی ہے کرب غازی نے آنکھیں
بند کر لین جیسے کہ سونے والوں میں شمار کر کے خاموش پڑے رہے فتانہ دختر اسکندر کوفی نکلنے دہنہ نقب سے سر نکال کر دیکھا معلوم ہوا کہ
کرب نادر بیدار نہیں سوتے ہیں یہ سکر وہ دہنہ نقب سے نکلی اور زمین بیہوشی بھر کر قریب کرب غازی کے آئی اور چاہا کہ جھک کے نیچے کون اور
کرب غازی کو بیہوش کروں کہ فوراً کرب غازی نے ہاتھ ڈالی پر زور سے بقوت شیرانہ ڈالا اور ہاتھ پکڑ کے اٹھ بیٹھے کہ فتانہ نے نہایت ملائمت سے
کہا شہزادے کیسے اور ہی وہ ہے ہاتھ ٹوٹا جاتا ہے نیچے کے پاس سے اکھڑا جاتا ہے میں مرتی گئی چھوڑو دو کوئی عورت سے لیا ہوا کرتا ہے کوہ
بڑی بے مروتی سے دم ناک دم نکلا جاتا ہے جان پر بنی ہے سبب ہمدردی ہے میں تمہاری شیفتہ ہوں دل سے فریفتہ ہوں کرب غازی نے کہا اے مکارہ تو کیا ہے

جواب دینے آئی ہو اگر بہتر تو مجھ سے اسلام قبول کر کے دغا دی اب پھر وہی فریبانہ باتیں کرتی مرتدوں پر دم بھرتی ہے اب میں کب فقرے میں آتا ہوں
اور جلسازی میں پھنستا ہوں بیٹھ چرخہ تو نے برائی میں ڈالکر سرگردان کیا ہے وہ تو جا میں مجھکو تہ تیغ کرتا ہوں شمشیر آبدار سے گلے پر دھرتا ہوں
قتانہ فتنہ انگیز آفت و بلا خیز گھبرائی تازہ فقرہ گڑھا اور کہا اے کرب نامور شہسوار عرصۂ کارزار میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ اس خیال سے
مجھکو بہت پریشان کیا جناب ابراہیم خلیل اللہ نے مژدۂ فرحت افزا دیا تمھارے عشق میں بے تم بسمل تو میں پہلے ہی سے تھی اب زیادہ بیقرار ہوئی
خلیل اللہ فرماتے ہیں وقتانہ کرب نامور کے پاس جا صدق قبول کر بصدق دل ایمان لا امیر کو اور سردار و نکو دعا کر تیری نجات اسی میں ہے
لہذا برائے عفو تقصیر و بحصول دولت اسلام حاضر ہوئی ہوں سوائے اسکے کشش الفت و شوق وصلت آپکا اس مشقت سے لایا ہے اب
دست بستہ عرض کرتی ہوں نقش قدم حضور پر سر فخر رو مرتی ہوں خطا کو معاف کیجیے جان کو بچا دیجیے در حقیقت میں آپ سے اب
منفعل ہوتی ہوں اور توبہ کرتی ہوں بصدق دل ایمان لاتی ہوں سر نیاز پاؤں پر جھکاتی ہوں آپ میرے ساتھ جس سردار کو دیا
کریں تمنائے دلی لونڈی کی بھی بر آئے تمام عمر خدمت حضور میں رہونگی اطاعت سے آپ کی سرتابی نہ کرونگی اس قتانہ فتنہ انگیز قیامت
نے ایسے فریبانہ کلام اور ایسی ایسی باتیں بنا کے جھوٹے جھوٹے دم دیے کہ کرب حق شناس فریفتہ ہو سمجھے کہ سچ کہتی ہے اب اسلام بصدق
دل قبول کرچکی دغا نہ کریگی یہ سوچ سمجھ کے ہاتھ اسکا چھوڑ دیا اور بہ شفقت پاس اپنے بٹھلا لیا اس خیمہ میں اسوقت کوئی نہ تھا خانہ خلیلی صحبت
شروع کی اور جام جہان نما گردش میں آیا شراب ارغوانی کے دور چلنے لگے نشہ چڑھ رنگ بدلنے لگے قتانہ نے گلابی اٹھا کے ایک جام پر
کیا بیہوشی ملا کے ہاتھ میں لیا اور ناز سے باہیں گردن میں ڈالدیں اور کہا شوق اے یار گلعذار رہا ما سوا ہے اگر بی بہ شوق یہ ساغر شراب کا
کرب نامدار نے بسر و چشم وہ جام لب بلب بادۂ گلرنگ قتانہ کے ہاتھ سے لیا اور یہ شعر ورد زبان کیا شعر گر یار دے تو زہر کیوں نہ پیجے
زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں پھر وہ جام منھ سے لگا کے غٹا غٹ پی گئے سم کا خیال مطلق ذہن میں نہ آیا پیتے ہی تڑاق سے
گرے بیہوش ہوگئے قتانہ نے جلد چاندنی فرش کی اٹھا کے پشتارہ باندھا اور اسی نقب کی راہ لیکر روانہ ہوئی جلدی جلدی نقب سے نکلی
اور صحرا طرف چلی بہ طرف قلعہ ارشاد نقب زن کے گیا مگر سیدھا رستہ چھوڑ کے پھیر کا رستہ لیا ناگاہ اس جنگل میں پہلو کی جانب سے کسی
شیر کے ڈکارنے کی صدا آئی قتانہ بہت گھبرائی دلمیں ڈری چل نہ سکی پاؤں بھاری ہو گئے گویا لنگر پڑ گئے ناو ٹھم گئی پیچھے پھر کے جو دیکھا تو مہتر
قران چلا آتا ہے وہی شیر کیطرح ڈکارتا ہے قتانہ کا دم نکل گیا کلیجا دہل گیا منھ فق ہو گیا خون خشک ہو چہرہ اتر گیا قوت دل کا اثر گیا دل میں کہا
دیکھیے اب کیا ہوگا قتل کریگا یا گرفتار کریگا مہتر قران نے اسکو دیکھا جھپٹ کے قریب آگیا قتانہ کی کلائی تھام لی پشتارہ دوش سے رکھ کے
بیٹھ گئی مہتر قران نے پوچھا کہ او بڑی فتنہ انگیز کو پکارا جلد بتا یہ کیا ہے کہاں سے لائی ہے کیسی قیامت ڈھائی ہے قتانہ نے کہا اے میری جان
مہتر قران تیرا استاد خواجہ عمرو میرا عاشق ہے مگر مجھکو اسکی طرف مطلق رغبت نہیں میری تجھ پر جان جاتی ہے تجھسے بوے وفا آتی ہے تو میرا وصل
قبول کر دل عاشق نہ ملول کر مہتر قران نے جھنجھلا کر کہا او مکارہ تو کیا بیہودہ بکتی ہے میرے ساتھ بھی عیاری کی باتیں دغابازی کی گھاتیں کرتی ہے
میں کب تیرے فریب میں آتا ہوں میں خود ایسے شعبدے صدہا جانتا ہوں وہ کرب نامدار بھی جرار تھا جو تیرے کر میں آ گیا دیدہ و دانستہ دھوکا کھا گیا
یہ کہکے مہتر قران نے کمند کے حلقہ میں باندھ کے گرفتار کیا اور پشتارہ کھولکے دیکھا کہ کرب نامدار نشہ شراب میں سرشار بیہوش پڑے ہیں تو آیا کہ
ایک جوتا اٹھا کر مارے کہ دو ٹکڑے ہو مگر کچھ سوچ کے چپ ہو رہا جب بعد تھوڑی دیر کے کرب غازی کو ہوش آیا مہتر قران نے اٹھا کے بٹھایا
کرب غازی نے کہا یہ کیا میں یہاں کہاں مہتر قران نے عرض کی اے شہسوار میدان یکہ تازی واہ کرب غازی انکو قتانہ پشتارہ باندھ کے
اٹھا لائی میں اس جنگل میں سیر کر رہا تھا میں نے اسکو دیکھا گرفتار کیا پشتارہ چھین کے آپکو ہوشیار کیا یہ سنکے کرب غازی مع مہتر قران
و قتانہ اپنے خیمے میں گئے خواجہ عمرو کو خبر ہوئی وہ بھی تشریف لائے قتانہ کو بہت لعنت ملامت کی اور کہا او مکارہ یہ جعلسازی پھر تو نے دغا کی
اور فریبانہ ایسی باتیں بنائیں کہ مجھکو یقین آئیں ہے شرط مجھکو قتل کرو قتانہ نے کہا اب معاف کیجیے خطاوار ہوں اور معتقد ایمان ہوں اب میں قسم کھاتی ہوں
واقعی اسلام بجا لاتی ہوں مجھکو آئین دین اسلام تعلیم کیجیے دامن جو اسلام میں جگہ دیجیے کرب غازی نے کہا تو ہر چند یہی کہتی ہے تیری باتوں کا

نعرہ آواز دیتے کفاروں سے بل گئے شعلہ نہیب مردانہ سے نار جل جل گئے نعرہ لاتحصور جزیرہ ہاے دریا از خرم تا بہ ہندوستان
اگر نام نمیدانی منم لندھور بن سعدان بعد اس کے فوراً تیسرا بھی نعرہ ہوا نعرہ خواجہ عمرو عمرو مرد کہ تا دو از سر فقیر ہر بزم ہو خان رنگ ہنگ
باختر ہر بزم در محفل خسروان چو گردم ساقی جام و قدح وسبو و ساغر بر بزم ساقی ہی نعرہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار عیاران در فن
خنجر گذاران کے نعرہ مہتر قران بھی ہوا نعرہ مہتر قران سر تیغ اسیر چون بادبہاری ز جوان سر ہنگ در خنجر گذاری ہر میدان آزدن
شنا خند نعرہ مہتر قران شیر یزدان بعد اسکے اور جتنے پہلوان تھے دلاوران شیر افگن و جوانان لشکر شکن تھے بجلے بجلے برابر تلوار تیز لئے
پر پرے ہوے تلواریں کھینچے سر و بیان تیز سر آشوب سے جیسے آ پڑے اور لشکر کفار میں غت پٹ ہونے تلوار چلنے لگی سر مثل برگ
خشک کے بل قد سے زمین لئے ہوے جا بجا ہر جا چلی شعلہ شمشیر غازیان دین سے بستی کفر کی جلی کشتون کے پشتے سر و گل نمایان لالہ
گنو رتوں کے ذخیرہ جامدوں کی قسمت کا پھیر غازی خون میں نہائے ہوے زخم از سرتا پا جسم پر کھاے ہوے کھاے زخم کی پٹیاں
بچے ہوے سپر سپر روک تلواریں تولے ہوے غول میں دھنسے جاتے ہیں ریلوں کو ہٹاتے ہیں بدن تیر و نیزہ و شمشیر سے چھپنے چوگان
شجاعت کی امنگ میں تھے جس غول پر آ پڑے دس بیس کے سر اڑا دیے ایک ایک نے پرے کے پرے الٹ دیے اس طرح سے داد دیا دلاور
خود ارصف شکن تیغ زن نامی دلیر زنگار کے شیر شجاعت دہیبت و صولت و شوکت سے رستے میں گر غالب نہیں آتے کفار شکست نہیں کھاتے دل انکے
ہراسان ہوے جاتے ہیں دیکھ دیکھ کر رنگ جنگ گھبراتے ہیں ناگاہ ایک سمت سے ابر زمردی اٹھا اور چشم زدن میں پھیلا دامن تیغ گرد چاک کیا
فلک بھی فام کے مانند رنگ خاک ہوا دیکھا کہ ایک سوار نقابدار زمردپوش بصد جوش اس ہیبت سے نعرہ کرتا ہوا گھوڑا اٹھائے ہوے چلا آتا
ہے دستہ لگام خوش خرام کا زیر ران نیزہ یک دستی تھامنے ہوے کچھ تنقا شمشیر بصد جاہ و حشم دست میں تولے ہوے سپر و قبضہ کمان بر دوش
ترکش بکمر یہ نعرہ جانگداز کرتا ہوا سمت عدو آیا باشیں کا زان بربری شعلہ سوز و خرمن ہستی چنان برق تپان آمدہ و باین گاہ وبادہ ما
شیر ژیان آمد بیت آن زمین باشمر کہ روز جنگ بینی پشت من ؛ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سری ؛ یہ نعرہ کرتے ہی وہ
نقابدار زمردپوش دشمن سوار دی ہوش کچھ جیسے آ پڑا اور قتل و قمع کرنے لگا شور لگا یا ہتھ انکو اسکو ڈانٹا اسکو دو سے مارا ادھر آیا

ادھر گیا ہے مارا ہے ادا اشعار
وہ بھاگا گر نصف جب وہ گرا ؛ تو گھوڑے نے بے ٹنک دی پا تو گا
جسے ہاتھ مارا وہ دو ہو گیا ؛ جو دو ہی طرف کو کوئی آ پڑا
ذرہ ڈپٹ کر جو مر گھوڑے کو آ گیا ؛ غبار جسد سب فرد ہو گیا
سر دہی کا ہاتھ آ سپہ پورا پڑا ؛ سکاب اجل لب میں جھا گیا
جھپٹ کر لگا یا جسے کچھ ؛ کوئی بچے گر گیا بالکار
نقابدار زمردپوش کی تلوار

کیا ملک گویا ملک الموت کا پنجہ تھا جس پر پڑی آسنے پانی بھی نہ مانگا الیسا تلوار نے اپنے حاف مارا وہ بچارہ ہا ساری سپہ سارا میان
تلوار سے کٹ کٹے نار جی گرنے لگا وہاں جہنم پیٹ بھرنے لگا ملک خوشی خوشی ہاتھ بڑھاتا دس دس بیس بیس کو پکڑ لاتا ہر اللہ رے ری
نقابدار زمردپوش کی جنگ بیچ پرے نامی پہلوان زبردست جان سے تنگ ادھر تو کرکیتون کا نعرہ کرکے ردا ہون کا دل
بڑھاتا ولولہ دلاتا دلا کے لڑاتا ادھر نقابدار زمردپوش کا تلوار زنا بیاد بذت ضعا لشکریان بربری کے دانت کھٹے ہو گئے جان پر
بن گئی لڑنا کیسا جو گر دشوار ہو گیا وہ جنگ عظیم ہوئی روح جسم میں دو نیم ہوئی وہ تلواروں کی جھنکاریں نیزوں کی زاندون کے
سنانے تیروں کے سنانے الیسا کشت وخون ہوا دامن ترک فلک پر خون کی چھینٹیں ہو چھیں قباے زمین دشت لالہ گون ہوئی
جدو فلک کانوں پر ہاتھ رکھکے کانپنے لگا عقرب نیش زنی بھول گیا دہر عید رشت گھوڑوں کے نیچے پرنے لگا زحل سج حمل تیغ
چھپ گیا عطارد نے قلم روک لیا تلواروں سے غازیوں کی وہ گھمسان پڑا کہ دشت تیرہ لرزان و ترسان ہوا شعر چنان چاق بہر
بگردون رسید ؛ زہندوستان خون بہ جیحون رسید ؛ گاؤ لنگی گاؤسوار نے جو ملاحظہ دریاے کارزار کا دیکھا لب حواس باختہ ہو
گھبرا گیا جان پر بنگئی بھاگا دم دبا کے مثل روباہ کئی ہزار کا خون ہوا باقی لشکر اپنے سردار بھگوڑے کے ساتھ بھاگ کے مع مردار
قلعہ میں گھس گیا جو ادھر ادھر تا بچے رہ گئے انکو غازیوں نے تہ تیغ کیا امن و امان ہوئی کفاروں سے نجات ملی مستعد

ہوا لشکر اسلام ادھر پھرا نقابدار زمرد پوش گھوڑے کی باگ پھیر کر خواجہ عمرو کے قریب آیا اور نیزہ اوٹھا کر سینۂ خواجہ کیطرف اشارہ کیا اور کہا اے عمرو ہمارے کہنے پر تو نے عمل نہ کیا امیر یا توقیر کا پتا نہ لگا جستجو سے غافل رہا تیرے کیا ہوش و حواس میں فرق آیا اسرور بتا کیا تجھے کہ مدیا تھا اور ابتک امیر کا پتا نہ لگا بس اسی میں خیر ہے تجکو تین دن کی مہلت دیجاتی ہے کہ اس عرصہ میں جس طرح سے ہو سکے امیر یا توقیر کا جلد پتا لگا اور کوشش و جستجو کرکے رہا کر لا نہیں تو قسم اسی پیدا کنندہ معبود ازلی و ابدی کی یہ نیزے کی انی تیرے سینے کے پار ہوگی برچھی موت کی کلیجے کے دوسار ہوگی یہ کہکے وہ نقابدار زمرد پوش ایک سمت کو گھوڑا اڑا لے چلا گیا خواجہ عمرو تھر تھر مثل بید کے کانپنے لگے کہتے تھے یا خدا یہ نقابدار مجکو بیشک مار ڈالیگا اگر امیر کا پتا نہ لگا اور نہ رہا ہو کر آئے تو نقابدار زمرد پوش مجھے چھوڑے گا نہیں تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیگا جو کہہ گیا ہے وہی کریگا یہ نیزے کا پھل سینے کے پار ہوگا الغرض بادشاہ بجاہ اپنی بارگاہ میں آئے اور سردار نامدار و غازیان جرار اپنے اپنے خیموں میں داخل ہوئے زخمیوں کی مرہم پٹی ہونے لگی کشتے اپنی دفن کیے گئے خواجہ عمرو ہمراہ کرب غازی کے بارگاہ فلک اشتباہ میں سامنے بادشاہ بجاہ کے روتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے کہ اس نقابدار زمرد پوش سے کیونکر بچیں گے یہ بیشک مجھکو نہ چھوڑیگا مار ڈالیگا امیر یا توقیر کا کیونکر پتا لگاؤں کہاں ڈھونڈھنے جاؤں وہ نقابدار کہہ گیا ہے کہ اے خواجہ اگر تین دن میں تجھ سے امیر کا پتا نہ لگا تو قسم ہے سوا اگر تیرے کی تجکو مار ڈالونگا اور نیزہ سینے کے پار کرونگا کیا میری جان عذاب میں پڑی کہ نہیں بن پڑتی کوئی تدبیر ذہن میں نہیں گزرتی پھر بعد گریہ و زاری آہ و بیقراری ہاتھ بلند کرکے کہنے لگا نظم

گنہگار ہوں روز شمار کیا ہوگا
یہ ڈر ہے اے مرے پروردگار کیا ہوگا
تری اور رحمت بیحد کا کہ حساب نہیں
کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا
نہ ہو سکے گا مقابل وہ چشم تر کے کبھی
برس پڑیگا جو ابر بہار کیا ہوگا
ہدوں کے قریب نیند کب رہیگا
نگون سے گری جو رہے ہیں کیا ہوگا
وہاں بھی ساتھ دل بیقرار لیے چلے
قرار ہی ہمیں زیر مزار کیا ہوگا
بیقراری و رہ آہ و زاری بعد

انکساری اس مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کی جو دختر گاؤ تنگی گاؤ سوار نے سنی کہ معائنہ کرتا ہے لشکر امیر یا توقیر میں خواجہ عمرو نامدار کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے بھیا تو کیوں اسقدر زار زار مثل ابر بہار روتا ہے مجکو سنکے بڑا صدمہ ہوا کہ السلام عمرو شوار ہے جس سے تو اسطرح بیقرار ہے خواجہ نے کہا کیا بتاؤں نقابدار زمرد پوش میری جان کا خریدار ہے امیر یا توقیر کا پتا لگنا دشوار ہے وہ کہہ گیا ہے اگر امیر کا پتا نہ لگا تو میں تجکو قتل کرونگا کیا کروں کدھر جاؤں کہاں ڈھونڈھوں کیونکر امیر کا پتا لگاؤں دختر گاؤ تنگی گاؤ سوار نے کہا تو کیوں روتا ہے دل کو مطمئن رکھ میں امیر کا پتا بتاتی ہوں سن امیر گنبد جمشید میں قید میں وہاں کا راستہ میں تجکو بتاتی ہوں تو فلاں صحرا میں جا کہ زنجیر وہاں ایک محل شمشاد ہے مثل قد معشوق آزاد ہے اسکے نیچے ایک سنگ طلائی نہایت گران رکھا ہے اسکو تو اٹھا خوف نہ کھا تجکو وہیں نقب ملیگا وہ سرا وہی اس نقب کا میرے باپ کے تخت کے نیچے ہے تو اسی نقب میں چلا جا کہ وہی راستہ گنبد جمشید کا ہے خواجہ اسکے پتا لگنے سے بہت خوش ہوئے اور دعا میں دیں اسکو دیں چونکہ عیار ہیں چلیں اس سے کرنے لگے کہ امیر یا تو تیرے تمہاری مدح و ثنا بیان کرونگا اور تمکو باعث موجب رہائی آپ کی ملکہ دختر گاؤ تنگی گاؤ سوار ہوئی تم اب سب سے زیادہ چاہ پیار ہوگا اور حصول مطلب دلی کا شمار ہوگا وہ بولی کہ میں جلد جا اپنا کام کر ابھی نسوسے بہانا تھا میں نے مسرت و خوشی کی راہ بتادی جا جلدی کی نہیں تو نقابدار زمرد پوش کے ہاتھ سے مارا جائیگا تو مجکو مطمئن کر کہ میں بھی جالیس شاد ہوں غم سے آزاد ہوں بموجب نظم

میرے گھر آئے اگر وہ گل خندان میرا
بزم شادی ہو ابھی کلبۂ احزان میرا
دیکھے ای گل دل پر داغ کے پھول ہی
آجکل سیر کے قابل ہی گلستان میرا
الفت ابرو خمار میں نیزہ خنجر
ہنس کرنے لگا خود بخود گریبان میرا
میں بھی اک صورت بسمل ہاتھ تماشائی میں
آئینہ دیکھتا ہی کیا رخ حیران میرا
غرق ہو جائے ابھی کلبۂ احزان
جوش پر آئے اگر دیدۂ گریان میرا
الفت ابرو و قاتل رہے گلے کو خنجر
آجکل دشت جنون میں ہی گریبان
لعنتہ لعنتہ دم بند کیے جائے تو
ہر گلا گھونٹے آئی شب ہجران میرا
آف جو کرتا نہ ہو مشہور ستم عشق کو
ہو سکے تیا ہی ہر آتش دل سوزان
یاد محبوب میں فریاد کیا کرتا ہی
میں ہوں وہ ہیں شادان میرا

یہ اشعار گہربار اسکی زبان سے سنکر خواجہ جیسے سر دھننے لگے کہ نہ گھبراؤ سب مدعا ہے خیریت امیر یا توقیر لاؤ انشاء اللہ وہ دن بھی آئیگا

خدا خوشی دکھایا کہ بیٹھے خواجہ آہستہ اور بدو شاہ مجاز و کرب و غیرت رخصت ہوئے جانب صحرا پہنچے عجب صحرا ے دلکشا پر فضا دیکھا جس کی خوشبو
کے پھولوں کی ہر جا بہار کہیں سبزہ زار اور کہیں خیابانہ جا بجا اشجار جھومتے ہوئے نکلے ہوئے اثر جانور خوش الحان چہکتے ہوئے ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا کا جھوم جھوم کے آنا شبنم کے گل کا جوش پن بچے کو خبر نظم

کہیں سرو استادہ وہ شرف سکوت
کہیں بیلے چنبیلی نظر گئے بجی
کہیں دشت تھا جا وہ لایوت
جواہر کے تھے سب گل شرفی
وہ غنچوں کی بو بھینی بھینی تمام
وہ کلیاں کے تھے سوسن جو برگ گیاہ
کہ سبزہ تھا سب گلشن سنگ فام
وہ بات فرش مخمل کا تھا اشتباہ

کہ تھوڑے دل و دیدہ گل خیز خواجہ ذکر کے کودے بھاگے
پہنچے میں تر اہوا و ذوق مرغ کا شور کر رہی ہیں ہر سبزہ و شاداب شاخیں زیب شور سرود و باغ بیک پائے ستاد است کہ ہر کا پکڑو دو
اربورش پائے دائرہ خواجہ ریر مجھ پر دستہ نگاہ شگفتہ ہوئے دیکھا کہ ایک سنگ تخت مثل گران نجس و مخمت زیر درخت رکھا ہو بڑی شکل سے
بقوت تمام زور کرکے پہروں میں اسکو سرکایا مگر از سر تا ناخن عرق عرق ہوئے پسینا بہنے لگا دل دھڑکنے لگا بدنے لگے کانپنے
لئے دم بھول گیا سارا اوسان وقت بھول گئے بیٹھ گئے سستانے یہ شعر پڑھ کے دل کو سنانے نظم

بیدل کہاں ڈھونڈھوں وہ گل بدن ملا
پھر لو یہ گیسوے عنبر نہیں ملتا
کیسے کھوئیں اٹھتے ہے جی میرا
دنیا میں کوئی ایسا میں نہیں بیٹا

یہ اشعار پڑھتے تھے کہ کچھ خیال اور آگیا پھر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

حشر ہو یگا یہیں قیامت کی
ایک دفتر ہو مصیبت کا حقیقت کی
ایک تو ہجر تازہ دوسرا فرقت دلکی
ہجر میں جان پر بنی ہو قیامت کی
جا کے ان گیسوؤں میں الجھے دل
دونوں عالم کو ڈبو دیں کی گھٹیں گیسو
گرنی ہو روح کو نہیں اذیت کی
دیکھ ایمان اجا ہے شست دلکی
فرقت یار میں یہ ہیں عجب جان کی
کتب میں ہم چاو کر کن تیغ کی
سودائی ہوا خاک کہاں کی بیچ کی
آپ کہتے ہیں کیو حقیقت دلکی
آکے بیٹھو میرے پہلو میں کچھ کم کرو
اٹھو نہ پہلو سے کہ ہو شاق بہت دل کو

یہ اشعار پڑھکر خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری بسم اللہ کہکر اس دہنہ نقب میں اترے اور آہستہ آہستہ خاموش چپکے یہاں تک کہ زیر تخت گاؤ لنگی گاؤسوار بدبخت کے پہنچے وہاں صحبت
جلسہ میں ہو ہر فرد و امرو گاؤ لنگی گاؤسوار بختیارک بیٹھے ہوئے شراب خواری کر رہے ہیں اور مدہوشی چوگنی ہو رہی ہے یہ ذکر شغلوں کا ہے
کہ پہلوانوں اور سرداروں کی لڑائی کا تذکرہ ہو جاری ہو داوری کا چرچا ہو لقا بدانہ مردود کا اور سرداران لشکر امیر کا حال اور جوش
و خروش بیان ہو رہا ہو کہ سب امیر ہو تو قریب رہائی مشکل ہو وہ ایسی جگہ قید ہیں کہ جہاں طائر وہم و خیال بھی نہیں جا سکتا عمرو کی کیا تاب
ہو کہ اس تخت کے ادھر اسلام تک پہنچے اور پھر لاوے کہ بختیارک نے کہا چپ رہو ایسی بات تیری زبان سے نکلو ایسا نہ ہو کہ خواجہ عمرو سن
لیوے اور فوراً پہنچنے کی تدبیر کرے گاؤ لنگی گاؤسوار نے کہا کہ یہاں عمرو کہاں اسکے فرشتے بھی یہاں نہیں آسکتے پہرہ چوکی بہت
ہوشیار دربان نہایت خبردار ہیں بختیارک نے کہا وہ یہیں موجود ہو اسکو پہرہ چوکی کیا کرنی ہو جہاں چاہتا ہو وہ چلا جاتا ہو اسے کون
روک ٹوک سکتا ہو پھر بختیارک نے کہا وہ تخت کے نیچے نہ بیٹھا ہو اور کیفیت سنتا ہو کہ لشکر کے ساری حقیقت اور اوقات زنی جلادوں سے
سرا و شمشیر آبدار کے بغل کا جھاڑے گاؤ لنگی گاؤسوار نے کہا کہ نہیں اس تخت کے نیچے نہیں ہو بختیارک نے تب تو کہا کہ نہیں تخت
کے نیچے بیٹھا ہو سب ماجرا سنتا ہو مگر خواجہ عمرو اپنے دل میں کہتے تھے کہ بختیارک کمبخت نے شاید مجھکو دیکھ لیا نہیں تو کیونکر اسکو معلوم
ہوا کہ خواجہ تخت کے نیچے بیٹھا ہو کہ اتنے میں کسی جانب دربان نے آکر دست بستہ عرض کی کہ در قلعہ پر بڑی دیر سے ایک پیادہ سپاہی
کہیں کا چیخ رہا ہو بار بار یہ کہ حضور چاہتا ہو انکو کیا حکم ہوتا ہو زمین پر واضح ہو کہ جب سے گاؤ لنگی گاؤسوار جنگوں میں شکست کھا کے
بھاگ آیا ہو سب لشکر بھی اندر قلعہ کے ہو اور قلعہ کا پھاٹک بند کروا دیا ہو اور حکم دیا ہو کہ کوئی آئے پکارے خبردار ہرگز پھاٹک نہ کھولنا
بغیر ہمارے اطلاع کیے ہوئے اسی سبب سے اس دربان نے عرض کی ہو کہ ایک پیادہ سپاہی آیا ہو کیا حکم ہو گاؤ لنگی گاؤسوار نے
کہا کہ وہ تنہا ہو کہ کچھ لوگ اسکے ساتھ ہیں اس نے کہا کہ اکیلا ہو حکم دیا کہ بلالو وہ دربان گیا اور پھاٹک کھولکے اس پیادے کو
بلا لیا پیادہ سامنے گاؤ لنگی کے آیا اور بعد قواعد آداب عرض کیا کہ غلام نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سرگروہ لشکر اسلام

ومرکوب کا قزاق کو گرفتار کرکے گنبد جمشید یہ میں قید کیا ہو اُسکو عم کیا ہوتا ہو قید میں رکھون یا تیغ آبدار کردن پر سکا کاٹ دے
یہان بھیجدون گاؤ لنگی گاؤ سوار نے پہچانا کہ یہ پیادہ مظفر قاریابی ہو کہا کہ او مظفر قاریابی میں کا سر کاٹنے کے لیے آؤ یہ سنتے ہی خواجہ عمرو نے
اسپہ عمری میں سے بہاری سنگ ریہ زرد وزارہ کا شیر بیشہ تیغ گذاری عمر نظر کا نپنے لگا یقین تھا کہ نکلا تخت کے نیچے سے ایک ہی ہاتھ شمشیر آبدار
انتقام کا مارے کہ مظفر قاریابی کے دو ٹکڑے ہوں مگر عقل کے خلاف تھا ضبط کرکے اپنی بوزبان پہ دانت سے بجوش شجاعت کاٹنے لگا غضب
بارے تھوڑا سا خشک ہوگیا کہ زبان سے ہو بجھ جاتے تھے بختیارک نے شور مارا کہ اے گاؤ لنگی گاؤ سوار یہان تو یہ حکم تو دیتا ہے عمرو یہین موجود ہے
نکلے قیامت برپا کرونگا خون کے جل تھل بھر دونگا بہ آتش وخون ہوگا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ تو کچھ دیوانہ ہوا ہے خواب دیکھا ہے بختیارک
خواب غفلت سے بیدار ہو عمرو کے فرشتے بھی یہان نہین اور اگر بالفرض عمرو یہان ہے بھی تو منہ کی کھائے ایسا پٹکے کہ روتا ہوا بھاگے جائے عمرو کی
ایسا بیوقوف آدمی ہو کہ جو اس قلعہ مین آکر اپنی جان مفت دیگا رہا یہ کہ ابھی تو مین عمرو کو لشکر مین چھوڑ آیا ہون وہ انتظام رزمیان مین مصروف
ہوگا کہ کب کی مرہم پٹی کا سامان کرے گا یا تلاش کا ہزیمتیکا یہ خیال کرنا ہو خلاف عقل ہو بختیارک نے کہا ابھی تخت اٹھوا کے دیکھو تو معلوم ہو جائیگا
غبار شک آئینہ دل سے دھو جائیگا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے حکم دیا کہ تخت یہان سے اٹھا دو عمرو کو دیکھو جب تخت اٹھے کا بند وبست ہوا
خواجہ نے دل سے کہا کہ خواجہ عمرو اب پوشیدہ رہنا بیکار ہو پھر میدان رد بکار شمشیر آبدار ہو نکل کھڑے ہو تلوار میان سے لو خدا کے نام پر کار زار
کرو دو قزاقون کو مارو مگر پہلے مظفر قاریابی سے اس سخت کلامی کا بدلا لو اول اسکو تہ تیغ آبدار کرو یہ سوچکر جب تلوار میان سے لی اور تخت کے نیچے
اچک کر میدان مین آیا اول مظفر قاریابی پر جا پڑے جیسے ہی چاہتا ہو کہ ہاتھ شمشیر خونچکان کا مارے مظفر قاریابی دو ہو کر آگے مظفر قاریابی
اچک کر باہر آیا اور وہان سے بھاگ کھڑا ہوا اور کہا کہ ارے یارو مین اپنی جان بچا کر بھاگتا ہون دوڑو عمرو کی غضب ہی تلوار چلنے کی ہے
سنتے ہی گاؤ لنگی گاؤ سوار بھی گھبرا کر اٹھا ہر چند وہ فوراً زمین سے سلنے سے ہٹ گئے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے لشکر کو حکم دیا کہ قلعہ بہت بڑا ہو لشکر گاؤ لنگی
گاؤ سوار پھیلا ہوا ہو وہ قلعہ بھی مثل شہر کے ہو نقارہ رزمی بجا سرداران نامی وپہلوانان رزمی تلوارین پکڑ پکڑ کے دوڑے قلعہ مین تلاطم ہوگیا
بلند ہو گئی تلوار چلنے لگی شمشیر خواجہ عمرو رنگ بدلنے لگی ادھر اچک کے ادھر جھپٹ کے حملہ کیا ایک خواجہ نے قیامت برپا کردی کہ جب کچھ
ہستی کہین ایک ہزارون سے لشکر مین لڑ سکتا ہو بختیارک کا یہ حال ہو کسی کو ڈانٹتا ہو کسی کو للکارتا ہو دل جو دھڑکتا ہو پیٹ کر اٹھے ادھر ادھر تھا
ہو جب خواجہ کے پاس آکے ہو تھا خواجہ نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کہنے لگا حضور مجھکو اپنا خیال ہر وقت رہتا ہو یہ روپیہ اشرفیان جلدیان
حاضر ہین اسکو لیجیے اور مین آپ کی گھر سے تو قبل نہین ہون جو کچھ میسر ہو حاضر کیے جاتا ہون خواجہ نے اسی ظلم و مکر مین روپیہ اشرفیان سمیٹ لین
بختیارک سے بکر و اشرفی زنبیل مین لیے اور پھر جا کر لڑنے مین مصروف ہوگئے بختیارک نے اپنی جان اس طرح بچائی جب خواجہ نے دیکھا کہ یہان سے منہ موڑنا
مشکل ہے جان بچانا محال ہے دو چار حقے آتش بازی کے ادھر ادھر مار دیے تمام قلعہ مین دھوان دھار ہو گیا بس خواجہ گھبرا اور دھوئین کے رو پوش ہو کے
اور ایک جست جو کی تو قصر کے برآمدے کے اوپر آئے وہان سے جست جو کی محل پر گاؤ لنگی گاؤ سوار کے آکر دیوار قلعہ پر پھاند کے پشت قلعہ پہ باہر
کودے اور ایک طرف جنگل مین بھاگے ناظرین پر واضح ہو کہ مظفر قاریابی ہر چند کہ پہنچے تب گاہ ہو وہ خواجہ سے پہلے ہی زیادہ وہ طرف سے کی
سمت کو بھاگا جاتا ہو خواجہ اور طرف سے دوڑے آتے ہین اسی طرف اب خواجہ آگے نکل آئے مظفر قاریابی پیچھے رہ گیا گرتا پڑتا بھاگا جاتا ہو اور
پیچھے پھر پھر کے دیکھتا ہو کہین عمرو تو پیچھے تعاقب نہین آتا ہو اب سنیے خواجہ دوڑتے دوڑتے تھک گئے ایک درخت کے نیچے ٹھہرے خیال کرکے دیکھا
کہ سامنے کچھ درخت ہین اور کچھ آدمیون کی آواز بھی ادھر ادھر درختون کے آتی ہو کہ جیسے اہل زراعت کام کر رہے ہین عقل سے معلوم کیا کہ
یہان جو کوئی مسافر کے ٹھہرنے کی جگہ ہو اسطرف دوڑے چوکی پر پہونچکر دیکھا کہ ایک دکان کلوار کی ہو وہ اور اسکی جورو وہان شراب بیچتی ہو خم و مینا
بادہ رنگارنگ کی بھری ہوئی برابر رکھی ہین مٹی کی کوزیان کونے مین ڈھیر ہین اندر دکان کے قرابے شیشے سبو خم شراب کے لبالب بھرے
ہین کلوار بیٹھا حقہ نارجیل پی رہا ہو جورو اسکی ٹہل کرتی ہو ابھی چوکا دیا ہو کھانا پکانے کے سامان مین ہو یہ اسکی دکان کی پشت پر آکے ایک
درخت کے نیچے بیٹھ گئے ناگاہ جورو کلوار کی بولائی ہوئی دکان سے اتر کے درختون کی جھنڈیون کی آڑ مین پیشاب کرنے کو بیٹھی خواجہ

جھکے سے اُٹھ کے آئے اور اسی درخت کی جھنڈیوں کی آڑ میں اُس عورت کو بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنکر اُسکے کپڑے اور زیور سب
اُتار کر پہنا اور منھ پر ہاتھ رکھے مسکراتے دکان کے اندر چلے گئے جس کام میں وہ مصروف تھی وہی کام آپ کرنے لگے چونکہ کلوار جوان تھا
اور اُسکی جورو بھی نہایت کم سن سبزہ رنگ جوانی کی امنگ بھری پڑتی تھی آنکھیں جیسی بھوئیں گویا اپنی ہوئی تلواریں تھیں مژگان اوک دار زور تھا
ہونٹ مستوان ناک بڑی چالاک و بیباک رخسارے پھول سے لب گلشن حسن کے غنچے دانت موتی سے پان کھائے اُنکا جوبن مستی کی ادا بہت غضب
ڈھا رہی ہے سوسن کی کلی شرما رہی ہے آنکھوں میں گہرا گہرا کاجل جس سے عاشق کے دل کو چل چل اُٹھے سینہ و رسے ابھری ہوئی ہاتھ پاؤں میں مہندی لگی
ہوئی ناک میں نتھنی کانوں میں جھمکے ہاتھوں میں بھر بھر چوڑیاں پاؤں میں پھول کے بچھوے بالوں کا جوڑا بندھا ہوا آگے کے بال منھ پر پڑے ہوئے رو نکھار ہے
لنگام کا لنگا نینوں کی گلابی کرتی جسم میں غضب کی بھرتی تیزی کی پھرتی قیامت ڈھا رہی ہے چال ہر قدم پر دلوں کو مار رہی ہے دکان کے اندر کام
بنا کر لیا جاتی ہے خاوند کو یہ باتیں بنا بنا کر سناتی ہے کہ کمبخت خاوند میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کچھ کبھی اپنا حال نہیں کہتے دکان کا مال نہیں بکتا
کر کب آتا ہے کیا جاتا ہے نظر میں کتنے پیسے ہیں کتنے روپے ہیں ہم فقیروں کی طرح رہتے ہیں پڑے پڑے پیٹ بھرتے ہیں کلوار نے کہا اے دولت تو گھر کی مالک ہے
یہ سب مال و اسباب تیرا ہے جو کماتا ہوں تیرے واسطے جوڑ جوڑ کے رکھتا ہوں میں کیا کرونگا جو کچھ غلہ میں ہے تو وہ ابھی دیکھ لے جان تجھ پر فدا کرتا ہوں
مال کیا چیز ہے کوئی چیز کب تجھ سے عزیز ہے کلوار جورو سے یہ باتیں کر رہا ہے کہ مظفر فاریابی بدحواس گھبرایا ہوا دکان پر کلوار کی آیا اور کلوار سے
پوچھا کہ ابھی کوئی شخص اِدھر سے دوڑا ہوا تو نہیں گیا کلوار نے کہا میاں اس جنگل میں کون آتا ہے یہ رستہ بھی [illegible] میں سویرے ہی سے یہاں بیٹھا
ہوں آج صبح سے اسوقت تک سوا تمھارے کوئی نہیں آیا کسی کو میں نے دارو کا ایک کوزہ بھی نہیں پلایا دیکھ لیجیے ہاتھ خالی ہے بوتلیں بھری ہوئی
ہیں بیٹھیے دم لیجیے تنباکو پیجیے کوئی بوتل چڑھائیے نشہ جمائیے ذرا بدحواسی راہ کی دور ہو دل کو فرحت ہو یہ باتیں جو کلوار کی جورو نے سنیں اندر
سے دکان کے جھانک کر دیکھا کہ مظفر فاریابی ہے کس صورت سے بدحواس عجلہ پاس گریبان چاک سر پر چھپر یا بیابان کی خاک بھرا پہنچا
یہ کس خوف کھایا ہوا خواجہ نے کہا اب مار لیا ہے کہاں جاتا ہے عنقریب میں پھنسا کوئی دم میں میں نے حلقہ کمند میں کسا خواجہ نے یہ باتیں
کر رہا تھا کہ جورو نے مارے [illegible] کیا بات ہے کیوں جلال نے میاں صاحب کو بھی [illegible] کا سہارا کیا ہے میاں صاحب [illegible] نکلے دل [illegible]
ہیں ذرا بچا پا کھاٹ باہر نکلے والدے ذرا جلد [illegible] ہمارے حضور دے [illegible] زبان پر دے نشے ہمارے میان صاحب حسین
معلوم کہاں کے رہنے کہاں سے آئے ہیں کہاں جانے میں عجلہ [illegible] کر چلے کہ کسی کلوار کے یہاں گئے تھے خوب پی خوب نشے جما
ہوتے گھر کو چلے آئے یہ سنتے ہی کلوار کی نقلی جورو اٹھی جھومتی جھامتی چھم چھم کرتی اندر سے قدم زمین پر دھرتی دکان کے باہر آئی چارپائی
اُٹھا لائی بچھائی میں بچھا دی مظفر فاریابی کو بیٹھنے کی جگہ دی حقہ بھرا چلم دھرے تمباکو کر کر خوب بلایا مظفر فاریابی کے آگے رکھا کلوار نے
بوتل دی کہا اے دوست بھی آئے کہا بوتل رہنے دے میں اندر سے شیشہ بہت تیز ہے وہ دوست نے لائی ہوں دیکھیے تو کیسا [illegible] نشہ جاتی
ہوں کہ یہاں کی بھی کچھ دنوں کو بیکل یاد کریں مجھ کو بھی سر دے شادی [illegible] یہ کہکے مسکرائی مظفر فاریابی کی طرف انکھیوں سے دیکھ کر [illegible] جبھی اپنی
مظفر فاریابی دل سے ہو گیا اوسان جو کچھ باقی تھا وہ بھی کھو گیا کہا جان جہان جلدی لاؤ ایک جام دو نشہ کا دور ہو دل کو سرور ہو کلوار
کی نقلی جورو اندر گئی شیشہ شراب کا اٹھا لائی خوب بیہوشی میں ملا کلوار کیطرف [illegible] اٹھلاتی یہ کہتی ہوئی وہیں سے آئی ارے
تو تو بھی اک جام میرے ہاتھ سے پی لے پھر میاں کو دوں ایک جام میں بھی پیوں جی یہی چاہتا ہے کہ ہم تینوں کے نشے جمیں کچھ باتیں بھی
اڑیں آج میاں صاحب کو اپنا گانا بھی سناؤں دل بہلاؤں یہ کہکر پہلے ایک جام مظفر فاریابی کو دیا پھر ایک جام کلوار نے بنا شیشہ
خالی کرکے رکھ دیا ہاتھ سے باپ اُٹھا لیا [illegible] بجانے لگی پھر وہیں اڑانے لگی یہ غزل گانے لگی تان [illegible] تک جانے لگی غزل

بہار آئی ہے ساقی ہاتھ میں دے شیشہ مل کو
لگا [illegible] جو تو اے باغبان گلشن میں سنبل کو
گنہگار آج قاتل [illegible] لغت سے اتر جائیگی

لب مینا سے سن لیں مست تیرے شور قلقل کو
نہ تو نے کی خبر مرتا ہے عاشق [illegible] وقت سے
اگر اس گھاٹ پر تو کھینچ دے تلوار کے پل کو

[illegible] بلا میں کیا کسی [illegible] طبل کو
کبھی تو آکے دیکھ اس کشتہ تیغ تغافل کو
بہار آ جائے یارب باغ سے جلدی خزاں کے

دل مشتاق بلبل دیکھے رو سے شاہد گل کو
یقین آتا نہین معشوق کو جو اپنی الفت کا
نظر آیا کبھی گلچین کبھی صیاد بلبل کو
نظر آنے لگے مار سیہ گلشن مین لہرائے
خدا اخر دون کرے ای بت ترے جاہ و تجمل کو
خدا جو مجکو دیتا ہے اسی پر شکر کرتا ہون
یہ دیوانہ ہوا شکر ہے زنجیر کے غل کو
شرابین پی کے کیون کلکتے مین میخوار کیا کیا
غضب بجز کاری ہے کہ آہ بلبل آتش گل کو

ہمارا آئی ہوا الفت سے ہر پر سرشار ہو جائے
گواہی مین دھر بیٹھے دیکھنا ہم شاہد گل کو
چمن مین آج بلبل امتحان ہو تیرے رونے کا
جو بلبل دیکھے چھوڑ آج پاس گریہ گل کو
چمن پر خار مین ایسا خزان سے انقلاب آیا
جہان مین اپنا توشہ جانتا ہون مین توکل کو
چمن کی سیر کو یہ کونسا میخوار آیا تھا
کہ ہر روز سنتے آئے ہین شیشے کی قلقل کو

صبا مشتاق جب سے لگا دے ساغر گل کو
تیا گلنگار ہا ہر روز سے فصل بہاری مین
جبھی جا نہین کر اشکون سے بجھاوے آتش گل کو
ترقی حسن کی ہو و مہ بہ عاشق زیادہ ہون
کہ شب کو شبنمین دیکھتی مین شمع کے گل کو
ہمارا نہین اسقدر جو قیس کی وحشت کا شہرا ہے
کہ توڑا جسنے غنچے کے سبو کو ساغر گل کو
ہوا ثابت یہ اکدن آگ گلشن مین لگا دی

یہ غزل حسب حال جو بعد ناز و ادا گلوار کی نقلی جورو نے طبلا بجاکر بھیرون مین گائی سمان بندھ گیا عالم وجد ہوا مظفر فاریابی کو غفلت سی آئی گلوار تو بے از خود رفتہ ہوگیا کیونکہ اسنے شراب سے سادی دی تھی کہ مظفر فاریابی کے آگ لگ گئی دل سینے مین مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا گلوار کی جورو کو محبت کی نگاہ سے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور کہا ای جان جہان یہ شراب کیسی تھی کہ جسنے آگ لگا دی شعلہ جہنم کی خاصیت دکھا دی پھر دونون ہاتھ بڑھا کے کہا خیر جیسی تھی ویسی بھی آؤ ذرا گلے سے لگ جاؤ تم منہ ملاؤ یہ سنکے گلوار کی نقلی جورو اٹھ کھڑی ہوئی کہا یہ آسی طرح کی شراب تھی جسطرح کہ شیر برنج تونے میرا تو قہر شاہ شاہان سلطان سلطان صاحبقران زمان کو کھلائی تھی مظفر فاریابی سنکے سمجھا یہ خواجہ عمرو ہے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور خواجہ عمرو نے نعرہ کیا کہ ہا مردودکا فرازلی نعرہ عمرو دمدمہ کہ کلاہ از سر قیصر بپرد شعلہ خوف رخ چنگیز بدا ختر بپرد در قتل خسرو دین چوگردم ساقی جام و قدح و سبو و ساغر بپرد منم مہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ کہکر تو ڈھیلا بیہوشی اور مظفر فاریابی اٹھکے بھاگا چاہتا تھا کہ حلقہ ہائے کمند مارے اور بیہوشی تو اسکو بہ اثر کچی بھی گرتے ہی بیہوش ہو گیا گلوار جپک کے دکان پر سے بھاگا عمرو کی آکر یہان یہ جورو کیسی ہے کہ جب کہ عمرو نگیا گلوار تو ادھر بیل کے دکان کے پیچھے جنگل جھاڑی مین چھپ رہا یہان خواجہ نے میدان خالی پاکر فرصت پائی دکان لوٹنے لگے تعالی شہوئی تو ادست بناہ وزول کر اتنا اسباب دل غلب سب اٹھا اٹھا کے داخل زنبیل کیا اور مظفر فاریابی کا پشتارہ باندھ کے لے نکلے دوڑے ہوسے آئے اپنے لشکر مین داخل ہوئے وہ پشتارہ مظفر فاریابی کا لا کر آگے بادشاہ جہاہ سعد بن قباد شہریار کے رکھدیا اور ساری کیفیت اپنی معیت و عیاری کی بیان کی اور کہا کہ حضور مظفر فاریابی کو قید کرین اب مجکو جانا اور نشان اور راستہ گنبد جمشیدیہ کا معلوم ہو گیا ہے جاتا ہون امیر با توقیر کو رہا کرکے لاتا ہون مگر جبتک مین نہ آؤن مظفر فاریابی کو چھوڑیئے گا نہین ہرگز ہرگز رہا نہ کیجیے گا تم کو راہ نہ دیجیے گا یہ کہکے مظفر فاریابی کو تو قید خانے مین قید کیا آپ پھر مثل باد صرصر ہوسکے گھوڑے پر سوار بعد منظر آب تجھے رہائی امیر لیہارین جس کی طرف چلے جاتے جاتے جب تھوڑی دور گنبد جمشیدیہ رہا ایکدرخت کی آڑ مین بیٹھ ایک روغن عیاری نکال مظفر فاریابی کی شکل بنے اور جلد بطرف دروازہ قلعہ جمشیدیہ کے چلے یہان پہنچے کہ مظفر فاریابی یکایک بیساختہ زار زار مثل ابر باران چنچین مارکر رونے لگا لوگون نے پوچھا ای مظفر فاریابی کیون روتے ہو جان گھٹتے ہو مظفر فاریابی نے کہا کہ ابھی مین نے ایک خواب دیکھا ہے تمسے نہین بیان کرونگا بادشاہ پاس چلو تو بیان کرون اور تعبیر لون بادشاہ سے لوگون نے عرض کیا کہ حضور مظفر فاریابی نے کچھ خواب دیکھا ہے تو زار زار بے اختیار رو رہا ہے کہتا ہے تم اپنے بادشاہ کے پاس چلو تو بیان کرون پس بادشاہ نے کہا لاؤ جب وہ سامنے بادشاہ کے آیا پوچھا بادشاہ نے ای مظفر تو کیون روتا ہے جان کھوتا ہے آسنے کہا حضور مین مسلمان ہوتا ہون دین اسلام قبول کرتا ہون مین نے خواب مین ابھی جناب ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا ہے فرماتے ہین ای مظفر فاریابی تو مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کر اور امیر باتوقیر کو رہا کرکے جلد مین سے عرض کی حضور بادشاہ کو خواب دکھائین اور یہ حال بادشاہ سے فرمائین ورنہ وہ میرے خواب کو جھوٹا

جو دیکھے، اعتبار میرے کہنے کا نہ ہو ہمیشہ یقین ہے کہ حضور نے بھی یہی خواب دیکھا ہو تو عجب نہیں جلیل اللہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ خواب بار بار
سے بیان کرو وہ اعتبار کرینگے اور تم کو دین اسلام میں لاینگے بادشاہ نے کہا اے مظفر فاریابی مجکو تیرے کہنے کا اعتبار ہے تو نے فی روز خواب
دیکھا ہوگا سے میں مجکو آئین دین اسلام تعلیم کرتا ہوں غرض مظفر فاریابی کو مسلمان کیا اور ... مظفر فاریابی نے کہا کہ اب حضور میں
مبارک نے امیر بانو تیر صاحبقران زمان کو جاتا ہوں کیا حکم ہوتا ہے فرمایا بادشاہ نے کہ جا امیر بانو تیر صاحبقران زمان اور مقبل کو رہا کر لا مظفر
فاریابی رہا ہوکے طرف قلعہ جمشیدیہ کے چلا اور بے تحاشا دوڑا وہ بداحواس ہانپتا ہوا ہوکے دوڑا جاتا کہیں کہیں گر گیا کبھی ٹھہر جاتا اور کبھی دوڑتا
اور کبھی کہتا ہے کہ خواجہ عمرو بڑا عیار ہے ایسا نہو کہ قلعہ میں کسی ترکیب سے پہونچ جائے تو غضب ہو جائے امیر رہائی پا چکا یہاں خواجہ عمرو نامدار
عیار بلا ہے شکل مظفر فاریابی بعد مقصود مثالی تنہا تیز مثل شبدیز ہوا سے وحشت خیز جیتے چلے قلعہ جمشیدیہ کے پھاٹک پر پہونچے اور دربانوں کو
آواز دی کہ کھولو پھاٹک کہ مظفر فاریابی آیا ہے عمرو نے عجیب غریب رنگ دکھایا ہے جلدی پھاٹک کھولدیا تو کہ عمرو حبشی جاتے لشکر سے آنچ
جل چکا ہے دربان جب تک پھاٹک کھولیں کہ پشت سے مظفر فاریابی نے آواز دی کہ یار پھاٹک نہ کھولنا یہ مظفر فاریابی نہیں ہے خواجہ عمرو
ہے عمرو نے ان لوگوں سے کہا کیوں میں کہتا ہی تھا کہ عمرو ضرور آتا ہوگا لشکر سے جل چکا ہے اب لوگ آپس میں کہہ رہے ہیں کہ ایک مظفر فاریابی
کھڑا ہوا پھاٹک کھلوا رہا ہے دوسرا مظفر فاریابی پیچھے آتا ہے کچھ عقل نہیں کام کرتی ایمن کونسا مظفر فاریابی ہے کسکو قلعہ میں آنے دیں اور
کسکو روکیں یہ کہتا ہے وہ عمرو ہے وہ کہتا ہے یہ عمرو ہے ایمن کون اصلی مظفر ہے یہ باتیں تھیں کہ مظفر فاریابی بھی قریب پہونچا وہ کہتا ہے یارو
میں مظفر فاریابی ہوں خواجہ کہتے ہیں کہ یہ عمرو ہے ہرگز اسکو قلعہ میں نہ جانے دینا میں مظفر فاریابی ہوں آخر کار خواجہ نے تلوار کھینچی اور
مظفر فاریابی نے اپنی تلوار کھینچی دونوں میں لڑائی ہونے لگی چل بچوں سے چمکنے لگے چہرے دیکھنے لگے خواجہ عمرو نے شمشیر خونچکان کے
دو ہاتھ لگائے کہ مظفر فاریابی پسپا ہوا اور بھاگا اور عمرو اسکے پیچھے لپکا مظفر فاریابی جب گرد کے مارے دور کھڑا ہوا اور پکار کر اہل قلعہ سے
کہا کہ بھائیو ہم ایک بات کہتے ہیں تم اگر مانو تو یہ جو مظفر فاریابی ہے اور مالک وحاکم اس قلعہ کا ہے اور باشندہ اس مقام کا ہے تو اسکو سب
حال قلعہ کا معلوم ہوگا اس سے پوچھو کہ جو عمر مظفر فاریابی کے رہنے کا ہے اسکے کتنے در ہیں اور کس رخ پر ہے اور کس قطع کا ہے چونکہ عمرو قلعہ
سے بالکل ناواقف تھا گھبرا کے کہنے لگا کہ رخ در ہیں اور فلان رخ پر ہے اور ایسی قطع ہے مظفر نے کہا کیوں بھائیو یہ عمرو ہے کہ نہیں اب اسکو گھیر کر
مار ڈالنے نہ دو خبردار ہیں بھی آیا جب دیکھا خواجہ عمرو نے کہ یہ عیاری نہ چلی اور خالی گئی اب تم پھنس جاؤگے بس تڑپ کر نعرہ کیا نعرہ
عمرو عمروم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ۔ خال رخ نجنب بداختر بہ برم ۔ از محفل خسروان چو گرم ساقی ۔ جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم منم منم
سپہر عیاری و ماہ تابندہ و فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ کہکے تلوار لی اور جھپٹ جھپٹ کر حملہ کرنے لگے جس جس کو جان
سے مارا سو پچاس کو زخمی کیا کہ دیکھا قلعے کے پھاٹک کے دونوں کواڑے کھل گئے اور قلعہ سے جوانان پلٹن و پہلوانان دریدہ دہن نکلنے
لگے اور ہاتھ تیغہ ہائے فولادی کے چلنے لگے بھیڑ کی بھیڑ قطار کی قطار غول کے غول ریلے کے ریلے غٹ کے غٹ تھا دے تلوارین ننگی
چمکاتے غل مچاتے چلے آتے ہیں شور ہے کہ عمرو کو مار ڈالنے نہ دو بہادر وشاباش کیسا ہشیار وخبردار رہنا عمرو کسی طرف سے بچ کے نہ جانے پائے
خود سر کاٹ لو جان پر ہاتھ دے خواجہ نے دیکھا کہ یہاں اب بچاؤ نہیں تم اکیلے ہو یہ لشکر سارا تمھارے لیے امنڈا آیا ہے اب نکل چلو بہادری
کو کام نہ دو یہ سوچکے دو چار حقے آتشبازی کے مارے کہ میدان دھواں دھار ہو گیا عمرو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے اور چل کھڑے ہوے اور
وہاں سے نکل کے جلدی جلدی دوڑے اپنے لشکر میں داخل ہوے مظفر فاریابی مع لشکریان وسرداران مجروحان و شہدائے پہلوانان
قلعہ میں آیا اور حکم کیا کہ امیر کو زنجیر ہائے آہنی سے جکڑ کے قلابے میں لٹکا دو جسقدر کوشش ہائی کی مسلمان عیاران سلام کرنے آسیب پہونچے
اور زیادہ ایذا دونگا غرض حکم مظفر فاریابی امیر بانو تیر کو زنجیر آہنی میں باندھ کر گنبد جمشید کے قلابے میں لٹکا دیا امیر بانو تیر بھی پروردگار
کرتے ہیں کبھی نالہ بادل بیقرار کرتے ہیں یہاں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بادشاہ مجاہ سے کہنے لگے آپنے غضب کیا مظفر فاریابی کو چھوڑ دیا
یہ آفت ڈھائی ساری کیفیت بادشاہ سے خواجہ نے بیان کی بادشاہ نے کہا مظفر فاریابی نے مجھسے مسلمان ہونیکا کر کیا وہ خواب ہی اسنے

اور دروغ بیان کیا میں بڑا دھوکھا کھا گیا خواجہ نے کہا ایک تدبیر ہے مجھکو چالیس سردار جو ہمرے ملازمین صف شکن لشکر شکن تیغ زن شجیع اور بہادر عنایت
کیجیے تو میں پھر قلعہ جمشیدیہ پر جاؤں اور امیر بانو قیر کو رہا کروں بادشاہ نے چالیس سردار خواجہ کو دیے خواجہ نے چالیس صندوق بنوائے
اور ان صندوقوں میں سرداران نامی و گرامی کو بند کیا اور مقفل کر کے کشتی پر وہ صندوق لدوائے اور آپ تاجر بنکے چلا خواجہ کو بابت
قلعہ جمشیدیہ تو معلوم ہی تھی مثل امواج دریا کے بے پایان دوڑ گیا باد آب بجز خاران ناخداے کشتی ملاحہ عالیان کا نام لیتا ہوا قلعہ جمشیدیہ
پہونچا سفینہ تجارت کو لنگر کیا ساحل بحر پر اور آپ تراول قلعہ سے پکارکر کہا کہ اے دربان مظفر فاریابی جلد جاو خبر کرو کہ ایک تاجر کچھ مال ہر قسم کا بیوپاری
سترہ قلعہ میں آیا ہے دربانوں نے جاکر عرض کیا کہ ایک تاجر چالیس صندوقوں میں مال تجارتی لایا ہے اسکو میں قلعہ کے باہر روکا ہے اسکو کیا حکم ہے
مظفر فاریابی نے کہا کہ اسکو قلعہ کے اندر بلاؤ صندوق مال کے کشتی پر سے اتروا لو جس وقت خواجہ تاجر بنے ہوے مع صندوقوں کے قلعہ میں آئے مظفر
فاریابی خود آیا صندوق دیکھتے ہی خواجہ عمرو کو پہچانا ہنسنے لگا کہا کہ صندوق کھولو دیکھیں کیا مال ہے خواجہ نے کہا کہ ایک مقام مجھکو آپ نے کیوں واسطے
بتلا دیجیے کہ وہاں صندوق یہ اتروا کے لیجاؤں پھر آپکو دکھاؤں یہ سنکے مظفر فاریابی نے صندوق اٹھوا کر میدان فوج میں کھلوائے اور لگا کر
نشانیاں دوا دوے کہا کہ یارو یہ تاجر نہیں ہے وہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہے جو کہ مظفر فاریابی کی شکل بنکے آیا تھا کیا دیکھتے ہو مارو گرفتار کرو
خبردار جانے نہ دو فوراً سر کاٹ لینا ہے تمے چار طرف سے فوج نے خواجہ پر ہلہ کیا تلوارین کھینچ لین اور سپاہ فوج میں پڑین شمشیروں کی چمک لگین
خواجہ نے بھی تیغ خونچکان میان سے لی تلوار چلنے لگی خواجہ نے پھر خنجر سیاہی کا دعوے کیا کہ درہٹ کر خواجہ نکل گئے وہ بیچارے سردار جو کہ
صندوقوں میں بند تھے پھنس گئے مظفر فاریابی نے جب دیکھا کہ عمرو بھاگ گیا صندوق کھلوائے دیکھا کہ سردار لشکر امیر ان صندوقوں میں ہیں
انکو گرفتار کرکے جہان امیر بانو قیر زنجیر آہنی میں جکڑے ہوئے تھے وہیں ان سب سرداروں کو بھی قید کیا وہ سردار جب اس زندان گنبد
جمشیدیہ میں پہونچے امیر بانو قیر کا حال دیکھکر صدمہ و اندوہ سے رونے لگے کیونکہ جس بلا و مصیبت میں امیر بانو قیر تھے وہ حال قابل دیکھنے کے
نہ تھا نہ قابل تھی کہ وہ حال امیر کا دیکھکر لشکر بے تاب ہوے امیر نے اس کرب اور بے چینی میں اپنے لشکر کے سرداروں کو دیکھا اور متفسر ہوے کہ اے
بھائیو تم اس حال خراب میں کیونکر گرفتار ہوے عرض کی سرداروں نے اے امیر خواجہ عمرو نے ہمکو صندوقوں میں بند کرکے اس شکل سے قلعہ جمشیدیہ
میں آپکی رہائی کے واسطے لائے تھے مظفر فاریابی نے پہچان لیا خواجہ تو لڑ بھڑ کے نکل گئے ہم صندوقوں میں بند تھے پھنس گئے امیر نے
کہا شکر خدا بجا لاؤ اس مسبب الاسباب کو یاد کرو پروردگار عالم رہائی کا ہماری تمہاری کوئی نہ کوئی سامان کریگا آفرین پر راویٔ ہو کہ جب
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری لڑ بھڑ کر ملازمان مظفر فاریابی سے پوشیدہ ہو کر بھاگ گئے ہر گلی و کوچہ میں حیران و پریشان پھرتے پھرتے یکایک حمام کی
طرف سے خواجہ اندر پہونچے تو دیکھا کہ ایک شخص نہاتا ہے اسنے خواجہ کو دیکھکر کہا کہ عمرو تو ہی ہے خواجہ نے کہا کہ تجھکو کیونکر ثابت ہوا کہ میں عمرو ہوں
اسنے کہا میں نے رات کو خواب میں دیکھا تھا کہ تو کل حمام میں نہانے کو جا خواجہ عمرو سے حمام میں ملاقات ہوگی میرا نام گلخن تابدار ہے آپ
میرے گھر چلیے میں آپکو مہمان کرونگا خواجہ نے کہا چلو گلخن تابدار لباس فرو تجار پہنا ہوا کے پوشاک پہن کے حمام سے چلا خواجہ سے کہا
کہ تو اکیلا نہانے کو آیا تھا ابجو میں تیرے ساتھ چلونگا تو جو کوئی دیکھیگا کہ یہ دوسرا شخص حمام میں کدھر سے آیا اور کون ہے تو چل میں گلیم اوڑھ
کے آتا ہوں گلخن تابدار چلا اور خواجہ گلیم اوڑھ کر اسکے ساتھ ساتھ گھر پہونچے گلخن تابدار نے خواجہ کو مہمان کیا کھانا عمدہ عمدہ ہر قسم
کا پکوایا اور دسترخوان پر چنوایا جام شراب ارغوانی آب خنک صاف شفاف خواجہ کو کھلایا پلایا بڑی خاطرداری اور مہمان نوازی
کی تواضع اور مدارات سے پیش آیا خواجہ نے پوچھا اے گلخن تابدار تجھکو کچھ امیر بانو قیر فرزند صاحبقران زمان کا حال معلوم ہے گلخن تابدار
نے کہا اتنا جانتا ہوں کہ گنبد جمشیدیہ میں بڑی قید شدید میں ہیں خواجہ نے پوچھا کہ گنبد جمشیدیہ کہاں ہے اور اسکا راستہ کدھر سے ہے کہ
میں رہائی امیر بانو قیر کے واسطے اسقدر خراب و خستہ ہو رہا ہوں گلخن تابدار نے کہا یہ مجھکو نہیں معلوم ہے کہ گنبد جمشیدیہ کہاں ہے اور اسکا
کون سا راستہ ہے کس لیے کہ ابھی میں اس شہر میں نو وارد ہوں میں ساکن بربر تھا جب مجھکو یہ معلوم ہوا کہ گلخن تابدار خدا پرست
ہے میرا گھر اسنے لوٹ لیا اور مجھکو قتل کرنیکا قصد کیا میں وہاں سے مع اہل و عیال کے نکل آیا اب چند روز سے یہاں مقیم ہوں تجارت کرتا ہوں

دیکھا اور کہا تربد پہلوان تجھے کیا سبب ہوا جو لوٹے پہرا دینے مین عرصہ کیا تربد پہلوان کا ساتھی پہرے والا جو ہاتھ پکڑ کر تربد پہلوان
نقلی کو لایا تھا اُسنے کہا کہ حضور تربد پہلوان کے راہ مین درد اٹھا تھا ایک مقام پر بیٹھا ہوا تھا مین آتا تھا مین نے جب یہ حال دیکھا تو
ہاتھ پکڑ کر یہان تک لایا ہون داروغہ نے کہا ای تربد آجکل پر آشوب شہر ہی عمرو کے آنیکا خطرہ ہی گھر سے سویرے آیا کرو پہرے پر بہت ہوشیار رہا
کرو اگر کسیطرح کی بے عنوانی ہوگی تو عتاب مظفر قاریانی آئیگا ہر ایک پہرے والا سزا پائیگا خواجہ نے کہا بہت خوب کیا مجال جو حکم کے خلاف ہو
لیکن خواجہ پہرے پہ بیٹھے بیٹھے نیبو یو شکال کے کھانے لگے داروغہ نے کہا ای تربد کیا کھاتے ہو کہا حضور دوائی کھاتا ہون درد کو سلاتا ہون تب داروغہ
نے کہا اے بھائی یہ کیسی دوائی ہی درد کے لیے بنائی ہی خواجہ نے کہا ایک مرد نے دیا ہی اسمین بڑی بڑی تاثیرین ہین کھاؤ تو مزا اٹھاؤ گھر کا راستہ
بھول جاؤ رنڈی ڈھونڈھتے پھرو تنخواہ ساری اسمین خرچ دو جورو اگر مین رونے بیٹھے غل مچانے نا تے کے مرجائے داروغہ بھی بڑا میلا
عیاش بدمعاش تھا کہا میان تربد کیا کہا تجھے کیسی دوا ہی ہم بھی دیکھین خواجہ نے کہا حضور اس دوائی پر کیا ہی میرے پاس ایسی دوائیان
ایسی ایسی عمدہ و نایاب ہین کہ کبھی چشم فلک نے نہ دیکھی ہونگی اور خصوصًا مرد کیواسطے تو اکسیر اعظم ہین لات منات کی دیا سے اب میری چار جورو
ہین اور انھین دعا دیتی ہون کیونکہ سب میری عاشق ہین دوسری کی طرف آنکھ اٹھا کر نگوڑی نہین چاہتی ہر وقت تکیہ ہوئے ایک نئی جان نثار کرتی
ہی گھڑی بھر کی جدائی شاق ہی وصل پر مرتی ہی یہ کہکے دو چار پڑیان اپنی تھیلی سے نکالین اور کھولکے دکھائین داروغہ کے منہ مین پانی بھر آیا خرچ
کو زر نقد کھولکے دکھایا کہا اگر اس صفت کی دوائی ہی تو ہمکو دو آج کھا کر دیکھینگے قدر سے زیادہ زر نقد لو آگے کو تمہین بہت خوش کرینگے خواجہ
نے کہا یہ دوائی مطبوع برات عاشقان پر شیخ آہو خود ہی وہ نہین ہی ای حضور ابھی کھا لیجیے امتحان کیجیے یہ وہ چیز ہی کہ کھاتے ہی جیتا تو پاؤ مشکل
ہوگا داروغہ نے کہا تربد میرے سر کی قسم لاؤ جلدی دو دیر نکرو مین تمکو ایسا نہین جانتا تھا اسی وجہ سے تم ہمارے ساتھ ہو تمہارا کمال ظاہر ہوا
کیون نہ استاد مجھے رستم ہو بڑے صاحب فن ہم ہو خواجہ نے اُسکے ایک پڑیا داروغہ کو دی اور ساتھ والون سے چپکے کہا تم بھی کھاؤ
تم لوگ پہرے والے ہو ہم چپکے بیٹھنے نہین دعا بر کن تمنے زر نقد تمام لیے داروغہ نے وہ پڑیا شراب مین ڈالکر پی لی اور جام خدمتگار کو دیا
خدمتگار نے اُس جام مین جو کچھ دُرد تھا پی لیا بلکہ جام کو خوب چاٹ لیا ادھر ایک پڑیا خواجہ نے شراب مین ملا کر ایک ایک جام تربد کے ساتھ
والون کو دیا اُن سبنے پیالے شراب پیتے ہی سب کے سب مع داروغہ و خدمتگار چاق چاق زمین پر گرے اور بیہوش ہوگئے خواجہ عمرو نے اٹھکے
تلوار کھینچکے جتنے پہرے چوکے والے دربان زندان خانہ تھے اُن سبکے سر کاٹ کے پھینک دیے پھر داروغہ کیطرف بڑھا سامنے سے
مظفر قاریانی کو آتے دیکھا جھٹ پٹ دروازہ کھولکر اندر گھس گیا وہان دیکھا کہ دو زنگی پڑے سورہے ہین ایک ایک ہاتھ تلوار کا اُن دونو کے
لگا کر ہلاک کیا سر کٹ کے بدن سے جدا ہوگیا دیکھا کہ ایک دروازہ مقفل اور ہی اُسکو کھولا تو ایک دہنہ نقب کا نظر پڑا اسمین زینہ بنا ہوا تھا اُس زینہ
سے اُترکر جو خواجہ عمرو گئے تو دیکھا ایک میدان وسیع ہی اسمین ایک گنبد مستحکم بنا ہوا ہی کہ جسکا نام گنبد جمشیدیہ ہی اس گنبد کا بھی دروازہ
مقفل پایا جب اُس دروازے کو خواجہ نے کھولنا شروع کیا اندر سے آہ و زاری کی آواز آتی ہی اور ساتھ ہی اُسکے یہ آواز بھی آتی ہی افسوس کہ میرے
بھائی خواجہ عمرو کو میرے حال کی خبر نہین کیا جانے کہ کیا سبب ہوا جو خواجہ میری رہائی مین کوشش نہین کرتے نہین معلوم کہ خواجہ کس کیفیت و تشویش
کیسی بلا مین وہ بھی پھنسے تو نہین خدا انکو مجھ تک پہونچائے کہ رہائی کی صورت کچھ نظر آئے یہ صدا دردناک سنکے دل بیچین ہوگیا خواجہ نے
رو دیا اُسوقت کو مجبور ہو کے ایک روغن لگا کر اپنے کو بشکل عجیب بنایا اور بسم اللہ کہکے اُس گنبد کے اندر داخل ہوا سب سردار اور مقبل
دمیر بانو قیر صورت دیکھا خائف ہوئے اور کہا تو کون ہی اُسنے کہا مین لات منات ہون اگر تم سب مجھکو سجدہ کرو تو ابھی سبکو رہا کردون امیر
بانو قیر نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہم لات و منات پر لعنت کرتے ہین محراب درگاہ الٰہی مین برائے سجدہ سر دھرتے ہین اگر ہمارا
بھائی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آجائیگا تو ابھی شعلۂ آتش شمشیر برق تاب سے جلا دیگا دور ہو کمبخت اگر ہزار برس قید سخت مین بند رہین
تو بھی تجھکو سجدہ نکرین پروردگار عالم کا جسوقت حکم ہوگا فورًا رہا ہو جائینگے لات نقلی نے کہا اگر کچھ روپیہ یا مال وغیرہ دو تو تمکو
رہا کردون جسوقت امیر بانو قیر نے روپیہ کا نام اُسکی زبان سے سنا پہچان گئے کہ یہ عمرو بن امیہ ضمری ہین انھین کو روپیہ مال دردو دست

دل مسلمان کیا صاحبقران نے لات مت کو چھوڑ دیا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر مظفر فاریابی کے مسلمان ہونے میں مجکو شک ہے اگر یہ ایک مرتبہ مسلمان ہوکر دغا کر چکا ہے صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ہم پابند شرع شریف ہیں اور حکم خدا بجا لاتے ہیں ہمکو گمان بد کرنا چاہیے لات مت نے سر عبودیت نقش قدم صاحبقران زمان پر جھکایا مسند پر آکر بیٹھا صحبت جشن برپا کی صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ایک شخص کو ہمارے لشکر میں بھیجکر جاکر ہمارے آنے کی خبر کرے مظفر فاریابی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ تابعدار بہ سر عجز و انکسار جا کر حضور کے لشکر ظفر اثر میں خبر کرے امیر باتوقیر نے مظفر فاریابی کو اپنے لشکر ظفر پیکر کیطرف آگے روانہ کیا اور آپ نے انھیں لات مت کو قلعہ جمشیدیہ کا حاکم کیا اور اپنے لشکر کیطرف بجماعت کثیر امیر باتوقیر مع سرداران نامدار و مقبل وفادار و خواجہ عمرو ذو الفقار بصد جاہ و جلال و شوکت و اقتدار روانہ ہوئے وہان بادشاہ مجاہد سعد بن قباد شہریار نے کل سرداران لشکر اسلام کو برائے استقبال امیر باتوقیر شاہان شہان و سلطان سلطان جناب صاحبقران زمان بھیجا سب سرداران بے نظیر و نامداران صاحب شمشیر امیر باتوقیر صاحبقران شیر گیر کو بصد عزو فخر و جاہ و جلالت و وقار بارگاہ فلک اشتباہ بادشاہ مجاہد سعد بن قباد والا نژاد میں استقبال کرکے لائے

اب دو کلمہ داستان شجاعت بیان آنا رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار کا ملک باختر سے مع لشکر جرار بیس ہزار کے در بار پر بیکار گاؤ لنگی گاؤ سوار کی خدمت میں پدر پر اور کہنا پدر نابکار سے کہ آپ لشکر اسلام سے کیوں نہیں مقابلہ کرتے کہنا گاؤ لنگی گاؤ سوار کا بیٹے سے کہ سرداران لشکر اسلام سے سر برآ نہ ہم ہو سکینگے یہ سنکے طبل جنگ بجوانا اور مجادلہ و مقاتلہ ہونا لشکر اسلام سے اور زیر ہوکر مسلمان ہونا رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار کا پھر لیجانا سکے رستم خان کا گاؤ لنگی گاؤ سوار کے پاس آنا مسلمان کرنے کو پھر جنگ و جدل باپ سے ہونا اور گرفتار ہو جانا رستم خان کا — ساقی نامہ —

پلا ساقیا مجھ کو وہ شراب	سنو دل کبابوں کو پھر اضطراب	نہ ہے جام تو دور کا ساقیا	زوال تو تو پلا ساقیا
ارے پھر ہو رندوں میں میدان جنگ	چڑھی ہے ہر اک کے نشے کی ترنگ	ہر اک موج مے کی ہے تلوار اگر	نظر آتا ہے جام شکل سپر
ترا جام ہے گرچہ جام شراب	یہیں بجا ہے جھنکار شمشیر تاب	یہیں بجا ہوا شور قلقل عجب	صدائے بگیر و بزن ہے یہ اب
لیکن طلسک رقص کی ہے سماں	سر رزم بجا ہے طبل وغا	سمجھو ان ہیں رندوں کا اب تو ہجوم	گھٹا آئے جوں فوج کی ہو ہجوم

شمار اپنے ہیں کہاں بادل مد اگر ہو گئے ہیں	کرم مست شراب ناز پرور ہو گئے ہیں	میسر آیا اب اک دن سرو صنوبر ہو گئے ہیں
کر اہال خرام ناز دلبر ہو گئے ہیں	جو دل شیشے سے نازک ہیں وہ پتھر ہو گئے ہیں	بہت جور رقم کرتے ہیں ستمگر ہو گئے ہیں
ہم اک دن عاشق زلف معنبر ہو گئے ہیں	مگر دیوانہ لیلی کے ہمسر ہو گئے ہیں	حسینان پریرو میں شرارت ہو تو ہو لیکن
ہمارے شیشہ و لیکن مسخر ہو گئے ہیں	خدا کو رحم آ جائیگا ہر اشک ندامت پر	یہ قطرے موجزن ہو ہو کے گوہر ہو گئے ہیں
گواہی دینگی روز حشر قاتل خون کی چھینٹیں	ترے دامن ہمارے خون کے عنبر ہو گئے ہیں	ابھی کمسن ہے گر قاتل مگر ہیں قہر کی پلکیں
یہ چھوٹے مجھ نشتر برہنہ کے خنجر ہو گئے ہیں	ترے نالوں سے کیا تو آج گھبراتا ہے ای دلبر	ہمارا کل تلک ترے کوچے میں محشر ہو گئے ہیں

بیت نویسندۂ ماجرائے عجیب ؛ رقم سنجندۂ این نو کلک خطیب ؛ معرکہ آرایان میدان کارزار و نبرد آزمایان دشت قتال و جدال روز نامہ ہدایت شمامہ کو صفحۂ قرطاس فلک اساس پر یون جاری کرتے ہیں کہ گاؤ لنگی گاؤ سوار بصد فخر و اقتدار بارگاہ میں بیٹھا ہوکر ہرکاروں نے آکر خبر مسرت اثر یہ سنائی کہ صاحبزادۂ حضور رستم خان پہلوان ملک باختر سے آتا ہے اور ہمراہ اپنے بیس ہزار فوج جرار ایک میدان میں پہلوان نامدار و گردان معرکۂ کارزار کہلاتا ہے گاؤ لنگی گاؤ سوار سنکے بہت مسرور ہوا انتظار الم جدائی فرزند دلبند دل سے دور ہوا کہ یکا یک رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار آیا باپ کو بصد تعظیم و تکریم آداب بجا لایا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے بیٹے کو گلے سے لگایا ہاتھ پکڑ کے پہلو میں بٹھایا رستم خان باپ سے کہا کہ میں نے سنا ہے امیر باتوقیر صاحبقران شیر گیر مع مقبل وفادار گنبد جمشیدیہ میں قید ہیں اور کئی سو سرداران نامدار لشکر اسلام باتوقیر گرفتار ہو گئے ہیں اب بھی آپ نے لشکر مسلمانان کو زیر نہ کیا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا اے فرزند لشکر ظفر پیکر امیر باتوقیر کا زیر کرنا کیا تو سہل ہے

وہ فرامرز نے توڑ کے رد کر دیا کبھی رستم خان ریل کر ادھر سے گیا کبھی فرامرز ریل کر ادھر آیا گر لشکر فرامرز کا رستم خان نے دانتون دبا
رستم خان کا لشکر فرامرز سے اکھڑا اسی طرح چار روز تک کشتی رہی سب لشکری دونون طرف تماشا دیکھا کیے دونون پہلوان دونون
لڑا کیے ایک ایک سے کہتا تھا دونون برابر کے جوان ہین دونون مین ایک سی طاقت کے نشان ہین ایک سی جرأت ایک سی
ہمت ایک سی قوت ایک سی شجاعت ہے دیکھیے کون زیر ہو کے گرے دیکھیے کسکی فتح ہو کسکے ہاتھ میدان جنگ رہے غرضکہ چوتھے روز
رستم خان بن گاؤ دنگی گاؤ سوار تھکا سانس پھولی زور گھٹا فرامرز نے ایک پیچ زبردست باندھا کہ اسکا توڑ کر کے زور رد کیا بیت سنگ
تھا لنگر اُس سنگ گران کا زمین سے اُٹھا از بسکہ قوت و شجاعت و طنطنہ سے رستم خان بن گاؤ دنگی گاؤ سوار کو پچھاڑا لشکر
کفر کا امیر بالو قبر مین شور ہوا وہ مارا وہ مارا کہتا فرامرز شیر دل رحمت خدا بڑے پہلوان ای کو زیر کیا اور دو کو زندگی سے سیر کیا فرامرز شیر دل غنیم
مدد گار جرار و نامدار گرانے ہی رستم خان کو چھاتی پر چڑھے اور خنجر نکالے گلے پر رکھ دیا اور کہا کہ وحدانیت پروردگار مین کیا کہتا ہے
رستم خان نے کہا برحق تمہارا دین سچا اور بخیہ ادر مین دین اسلام اب قبول کرتا ہون دولت حقیقی حصول کرتا ہون بتون پر لعنت کرتا ہون اقرار
وحدانیت کرتا ہون اب کبھی طاعت سے باہر نہونگا ہمیشہ مطیع اہل دین اسلام رہونگا یہ ہین پر واضح ہو کہ جس وقت فرامرز شیر دل نے
اُس روباہ کو زیر کیا لشکر اکھاڑ کر زمین پر گرا یا فوج کفار بہلے لشکر سردار یعنی رستم خان بن گاؤ دنگی گاؤ سوار تلوارین کھینچ کھینچ کے آ پڑے اور
شب تلوارین چلنے لگیں ادھر سے بھی غازیان لشکر اسلام تلوارین تول تول کے غٹ پہ بھنے فرامرز نے رستم خان بن گاؤ دنگی گاؤ
سوار سے کہا کہ منع کر اپنی فوج کو نہین تو پانی اس خنجر آبدار کا تیرے حلق مین ہوگا تیری جان ابھی جنت مین جائیگی پھر نہ بن پڑیگا رستم خان
زیر خنجر سے پکارتا چیختا ایک ایک کو للکارتا ہو گر کوئی نہین سنتا ہے رستم خان نے عرض کیا کہ حضور اب مجھکو چھوڑ دین مین ابھی بند و بست
کرتا ہون میری طرف سے آپ مطمئن رہے اپنا تابعدار و غلام درگاہ امیر بالو قبر کا ہون یہ سنکے فرامرز نے رستم خان کو چھوڑ دیا رستم خان نے تھا
ہر ایک کو پکارتا ہو منع کرتا ہو مگر کوئی اسکے کہنے پہ عمل نہین کرتا تلوار چل رہی ہے ندی خون کی دشت کارزار مین ابل رہی ہے گو یا سیلاب کی
سر کٹ کٹ کے گر رہے ہین مثل حباب تیر رہے ہین کہ ناگاہ بیابان سے گرد اڑی دن کی شب ہو گئی ذرے زمین سے اٹھے اختر مثل سیارگان
چمکنے لگے جیب دامن گرد چاک ہوا فوج غبار خاک ہوا ایک لشکر آتا ہوا ایک چشم زدن مین لشکر آ پہونچا وہی تو ہے صاحبقران زمان امیر
ہو چنیم روزگار نیہ بود صف شکن خسرو نامدار دو زخم میدان جنگ آوران با ہر جا شور الامان الامان وساتھ ہی اس نعرہ شیرانہ کے
دوسرا نعرہ ہوا نعرہ لندھور جرید ہے در یار اگر ختم تا بہ ہندوستان اگر نام نیاید نی منم لندھور بن سعدان بعد اس نعرے کے
وہ نعرہ ہوا کہ کفاران نابکار آواز ہیبت ناک سے دہل گئے نعرہ خواجہ عمرو عیار کہ واز قیر یہ برہم خال بی بی جنگ بداختر ہم
کہ محفل خسروان چو گردم ساقی جام و قدح و سبو و ساغر بہ برہم منم ہر سپہر عیاری وماہ فلک خنجر گزاری نمودار عیار نامدار خواجہ عمرو
ہین میہ ضمری یا سید رہے اور پر انوے ہوئے تلوارین کڑکڑ کے لشکر کفار پر آ پڑے قیامت کی تلوار چلی آسمان تھرایا زمین کانپنے
لگی خون جنگل مین ایسا بہا کہ نمونہ دریا نظر آیا آسمان بشکل حباب معلق دریا سیلاب خون نے صد ہا شقی تن ڈبو دیے ایسی پر خون
کی طغیانی ہوئی کشتی حیات طوفانی ہوئی

اشعار

سر تن سے تھے جو بہتے حباب آسا / میدان رزمگاہ مین تلاطم تھا اشک کا
طوفان رزمگاہ مین کشتی کا تھا [illegible] / تھا حال ایسا لشکر کفر امتیاز کا
بسمل تھے جسم ہی بے آب کی مثال / طوفان مین جیسے ہوتا ہے [illegible]

امیر بالو قبر کا یہ حال تھا ہاتھ مین لیے ہوئے شمشیر آبدار جسپر جا پڑے ایک وار مین اسکو ٹھنڈا کیا وہ سیدھا دوزخ مین مالک کی
جہنم مین گیا کسیکو تا ش زین سے اُکھاڑ کر زمین پر مارا وہ پیوند خاک ہوا جسپر لندھور تیغ کو نشان کیے ہوئے گذرے مثل روباہ میدان
خواجہ عمرو نے قیامت برپا کی اُنکو ایک نے مارا اسکو چھیٹ کے دو کیا کسیکو حقہ آتشبازی سے جلایا کسیکو آب دم شمشیر دلان
پلایا ہر سردار اسی طرح ہر جگہ لڑ رہا تھا سیکڑون ہزارون کا کھیت پڑ رہا تھا سرون کے انبار میدان کارزار تنون کے ڈھیر و ہم اجل کا
ہر پھر غازیان لشکر اسلام بھی بہت سے جان بحق ہوئے ملک بجر رفتار کو انکے قتل ہوئے سیکڑون مجروح اکثر غازی گھائل

زخم کی بدھیان مچنے جھوم رہے ہین چل تمشیر آبدار کا جوم رہے ہین عندلیب شجاعت یہ نغمہ سرا ہے کہ باغباں دیکھو چمن کارزار کھلو میا
اجل فارزوح باغبان شکار کر رہا ہے قفس جسم کی تیلیان شکست ہین نخل مراد لشکر اسلام بارور ہے شجر حیات کفر خشک زیادہ تر ہے
معرکہ کارزار مین عجب تزلزل ہے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے ہر طرف غل ہے فوج کفار بے سر و پا بھاگی جاتی ہے غل ہے کہ جلو موت پیچھے لگی
چلی آتی ہے جدھر جسکے منہ اٹھا بھاگا پھر پیچھے پھر کے نہ دیکھا گویا ہوا بگولا ہین آنکھون کے تلے اندھیرا ہے بیٹے کو باپ نہین سجھائی دیتا باپ کو بیٹا
نہین دکھائی دیتا بھائی کو بھائی نہین پہچانتا دوست کو دوست نہین جانتا یہ کون ہے وہ کون ہے لشکر اسلام ایسا غالب ہے کہ ہر ایک کے دل مین
خوف سمایا ہے سب بدحواس ہین جان پر بنی ہین دل قابو مین نہین زور بازو مین نہین ترکش مین تلوار ڈھونڈھتے ہین میان سے تیر
نکالتے ہین کوئی ہول و جی کے لشکر کو پال کچھ کے کھینچتے ہین تنگ گھوڑون کے ڈھیلے ہو گئے ہین رکابین کاب سے جو سی ہین پڑاون
رکھکر گھوڑے پر چڑھتے ہین الغرض اسطرح فوج کفار قطار در قطار پھیر در پھیر آگے پیچھے سب جا لی گھوڑے چھوٹ چھوٹ دل پڑے
بڑے پہلوانون کے ٹوٹ لوٹ گئے ہتھیار سپاہیوان کے رہ رہ گئے بہتون نے تلوارین پھینک دین سپرین ڈالدین ایک چشم زدن مین
میدان کارزار بیابان سے وہانتک صاف ہو گیا کفار بھاگ بھاگ کر قلعہ بر برین پوشیدہ ہوے قلعہ بند ہو گیا گاؤلنگی گاؤسوار سے بھگوڑے
سردارون نے کہا کہ فوج نے شکست فاش کھائی سردار رستم خان سے معرکہ پڑا وہ زیر ہوا شاید کہ گرفتار کر لیا گیا گاؤلنگی گاؤسوار کو نہایت
تاسف اور رنج و ملال ہوا بیان سنئے جب فوج کفار سب فرار کر گئی غازیان لشکر اسلام نے ہاتھ روک لیا امیر باتوقیر صاحبقران زمان
داخل بارگاہ خلافت پناہ ہمراہ بادشاہ جمجاہ ہوے سرداران نامدار سب اپنی بارگاہون مین مقیم ہوے زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی زخم
سلے گئے امیر باتوقیر بادشاہ سے ملے سجدہ شکر بجالاے حمد پروردگار بیشمار کی فرامرز اپنے ساتھ لیکر رستم خان بن گاؤلنگی گاؤسوار کو بارگاہ
مین آئے کیفیت معرکہ آرائی امیر باتوقیر سے بیان کی امیر باتوقیر صاحبقران زمان نے دست شفقت پشت پر رستم خان کی پھیر کر تحسین
و آفرین کی خواجہ نے ایک خیمہ اسکے واسطے استادہ کرایا اسمین رستم خان بن گاؤلنگی گاؤسوار مقیم ہوا بعد دس پانچ روز کے رستم خان
دربار دُربار امیر باتوقیر صاحبقران زمان مین حاضر ہو کے عرض کیا کہ اگر حکم قضا شیم صادر ہو تو مین اپنے باپ کو جا کر مسلمان کرون اور
حضور مین لاؤن کہ مختار کی نے اسکو بیکار کیا ہے اور زنگ کفر آئینہ دل سے نہین نکلنے دیتا ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے بھائی تو وہان
تنہا نہ جا اسنے عرض کیا کہ انشاء اللہ مین اسکو مسلمان کر کے حاضر خدمت کرونگا امیر باتوقیر نے بہت بہت منع کیا اور سمجھایا مگر رستم خان نے
نہ مانا اور اجازت چاہی جب رستم خان بہت مصر ہوا اور امیر باتوقیر نے دیکھا کہ رستم خان کسیطرح نہین مانتا ناچار اجازت دی اسکو رخصت کیا رستم خان
بن گاؤلنگی گاؤسوار چلا مگر پیچھے اسکے براے خبر صورت بدل کے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی روانہ ہوے کہ کیفیت دریافت کرون
کہ باپ بیٹے مین کیا معاملہ پیش ہوتا ہے جب رستم خان قلعہ پر پہونچا پہرہ دارون نے گاؤلنگی گاؤسوار کو خبر دی کہ رستم خان لشکر
مسلمان سے آیا گاؤلنگی گاؤسوار نے بلوایا جب باپ کے پاس آیا کہا اے پدر بزرگوار آپ دین اسلام کیون نہین قبول کرتے دولت
کونین کیون نہین حصول کرتے لقا پر لعنت کیجیے امیر باتوقیر کی اطاعت کیجیے بت پرستی کو چھوڑیے زنار کو توڑیے خدا پرستی اختیار کیجیے توبہ بارگاہ
خداے نادیدہ کیجیے یہ دین حق بہت اچھا ہے خدا کی وحدانیت کے قائل دین اسلام پر مائل ہو جیے یہ سنکر گاؤلنگی گاؤسوار کو غصہ آیا اور
یہ کلمہ زبان پر لایا رستم خان تو خدا پرست ہو گیا کیا مجکو بھی آپ خدا پرست کرنے آیا ہے یہ کیا تیرے دل مین سمایا ہے یہ کہکے گاؤلنگی گاؤسوار تلوار
کھینچکے جھپٹا رستم خان نے بھی تلوار کھینچی گاؤلنگی گاؤسوار نے سردارون کو اشارہ کیا زور کے پہلوان لشکر کے تلوارین کھینچ کھینچ آپڑے چہار طرف سے
گھیر لیا رستم خان سے تلوار چلنے لگی بہت سے کفار رستم خان نے مارے اور بہت پہلوان سردار زخمی ہوے مگر یہ تنہا وہ کفار ہزارون رستم خان
سر برہنہ ہوا پیچھے ہٹتا ہٹتا بارگاہ مین رستم خان کا پانو الجھا کر منہ کے بل زمین پر گرا فوج زغہ کر کے اسپر آ پڑی حلقہ ہاے کمند مارے آخر کار
گرفتار کر لیا پابند رستم خان کی مشکین باندھ کے سامنے گاؤلنگی گاؤسوار کے لاے گاؤلنگی گاؤسوار نے حکم دیا کہ رستم خان کو جلدی
قتل کرو کہ پشت پر سے آواز آئی قسم ہے مجکو اسی پروردگار عالم کی کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کہ امیر باتوقیر صاحبقران

زمان شیر بیشہ پیر و روزگار صیغہ سوز نگار سرکوب کافران برباد کن ملک کفرستان اکبر بربر کو ایسا تباہ و تاراج کر نیچے کہ نیست و نابود ہو جائینگا اور اس قلعہ اور بارگاہ کا پتہ و نشان بھی عنقریب ناظرین پر واضح ہوگا یہ صدا مہیب جباری ماہ فلک خنجر گذاری خواجہ عمر بن امیہ ضمری کی تھی لب یہ صدا سنتے ہی گاو دنگی گاو سوار کا بند بند تھرا گیا جسم بید کی مانند کانپنے لگا حکم کیا کر رستم خان کو قید کر دو شاید کہ بندہ کی جو آکا سمجھ

دوگر داستان قوت بیان شہزادہ بدیع الزمان کسنوور تن تشتہ سے کشتی ہونا اور بڑے سامان و تزک سے اکھاڑے کی تیاری زیر دیوار باغ ملک گوہر ملک دختر گنجاب بن گنجور ملک حرمان دلوکش اور تمام خلق کا جمع ہونا تماشا دیکھنے کو ساقی نامہ

ساقی کدھر ہے بادۂ گلگون کا جام　　کم ہو گیا خمار مجھے دور جام دے
لبریز کر کے دے تو مجھے جام ارغوان　　ہوتا ہے آج تیری بھی قوت کا امتحان
لڑکی لگی ہوئی ہے اڑ بھڑنے کی چوٹ　　کھلتا ہے کیا اکھاڑے کو یہ بادہ چشم
ان بھیون کیسا اوٹے کے تو اب زر　　وہ پہلوان مقابلہ کا شور کرے

جلدی پلا دے مجھ کو تو ای جام ارغوان　　ہمت کا جوش و رجوالی کی ہے ہما
دے رند بادہ خوار کو می دو دل　　مے خانہ کے اکھاڑے میں کشتی نکال لو
ہے میں بہت ہے تو خلقت کا ہجوم　　طاقت کا تیری شہرہ ہو کشتی کی ہے دھوم
دکھلا دے ساقیا تو بھی ہے اگر جری　　شہرت ترے مقابلہ والے کی ہے بڑی

مطلب یہ داستان کے اب جلد ہو تمام　　مضمون وہ چست نظم کرے نام ہو جسکا

غزل

تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے　　وہی تشویش ہے سبزہ ترا گور غریبان پر
تعلق ہے وہی تا حال ان زلفون سے سودے کے　　سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے　　ہے روح عشق کے آئین وہی ہین کشور دل میں
وہی جی کا جلانا ہے لگانا ہے وہی دل کا　　وہ اسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے　　فراق یار میں جیسا کہ مرتا تھا مرتا ہوں
وہی سودے کا کل کا ہو عالم جو کر سابق تھا　　ہے شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے　　ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا　　لہ وہ رسم وفاداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
نیاز خاندانہ ہے وہی فضل الٰہی سے　　وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

بیت نگارندۂ داستان گہر نوشتند

با نازکی سخن ذہ زور آوران احاطۂ سخن و قوت نمایان دائرہ ملک طبع کہن عنان خامہ و زبان و شیرین بیان بسمت معرکہ نظم و نثر یون پھیرتے ہین کہ جب دربار گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش مین شہزادۂ بدیع الزمان نور دیدۂ شاہان سلطان سلطان امیر حمزہ نور صاحبقران زمان یعنی حکیم بدیع یعنی حکیم فاروس نے کمان قہار بن قہرمان عجمی کی بزور و قوت بمقابلۂ قاسم نوجوان توڑ ڈالی اس روز سے بادشاہ گنجاب بن گنجور حکیم بدیع کو بہت دوست و عزیز رکھتا تھا اور آنکھون مین آسکی انکی بہادری و طاقت و زور آوری کھپ گئی اور دربار مین انکی بڑی قدر و منزلت بادشاہ گنجاب کیا کرتا تھا اور بڑی خاطرداری سے پیش آیا کرتا تھا اور حکیم بدیع کا یہ معمول تھا دن کو دربار گنجاب بن گنجور مین آتے ہین رات کو باغ مین ملکہ گوہر ملک کے مثل باد بہاری و نسیم صبح جاتے ہین ہر شب ماہ جلوے گل نخل نو میدہ و غنچہ خندیدہ و پسندیدہ مین بسر ہوتی ہے حیلت سےستار بدیع الزمان نامدار گلشن عیش مین یون بسر ہوتی ہے اک روز قاسم نوجوان تلاش بدیع الزمان مین نکلا بدیع الزمان سے ملاقات نہ ہوئی ایک پرچہ کاغذ بھر کر رقم تحریر کرکے ... مسند یعنی تکیے کے نیچے رکھدیا اور چلے گئے جب بدیع الزمان آئے تو انھون نے دیکھا کہ تکیے کے نیچے ہوئے ہین اور ایک پرچہ کاغذ ... دست قاسم نوجوان رکھا ہے پرچہ کاغذ پڑھا مضمون مجھکو بہت متنفس و کبیدہ خاطر ہوئے اتفاقاً الغرض دربار گنجاب بن گنجور جمع ہوا اور تمام سرداران نامدار و پہلوانان قوت شعار کرسی نشین و دنگل نشین ہین اور حکیم فاروس کے پاس حکیم بدیع بادب جلوہ افروز ہین اور قاسم نوجوان بصد عز و شان پہلوے ہمالون بن شداد مین ضیا اندوز ہین کہ ناگاہ کستور بن قسطار کشتی گیر دربار مین گنجاب کے آیا آداب سلام بجا لایا اور ایک کاغذ تحریری بمضمون کشتی و زور آوری کہ جسپر صد ہا مہر و دستخط سلاطین و امرا و وزرا کی تھین حضور مین بادشاہ گنجاب کی پیش کیا اور عرض رسا ہوا کہ یا حضور بھی اس کاغذ پر مہر اپنی ثبت کر دین تاکہ کوئی اگر پہلوان جوان زور آور جری و صفدر طاقت دار نمودار و نامدار آپ کے دربار عالی وقار مین ہو تو مین اس سے

ورود مقابلہ کرون بادشاہ سنکے کلام نستور بن نسّار کا خاموش ہوئے اور دربار مین تمام حضار کیطرف دیکھا اور اشارہ کیا جو کوئی اسکے
دربار مین بڑے بڑے پہلوان وطاقت دار زوردار جوان تن توش کے شکن یہ دنگل وکری تھے مگر سب اُس جوان کو دیکھکر سر جھکا لیا
کرانیے کو کسی نے موافق اُس پہلوان نامی کے نہ دیکھا لیکن قاسم نوجوان زبان کھلائے اور ہمایون بن شداد سے چپکے سے کہا کر مہلا
مقابلہ اس کشتی گیر کا کرا دو پھر تماشا دیکھو ہمایون نے چپکے سے کہا کہ خاموش بیٹھے رہو کیا دربار مین گنجاب مجکو ذلیل کروگے اور آپ بھی خجل ہوگے
اپنے قوی اور ہاتھ پانون دیکھو اور اسکے تن و توش پر نگاہ کرو تم اسکے ہم بر و ہم قوت ہوسکوگے قاسم نے کہا کہ انشاءاللہ تجھون کا کہ حق
اپل منہ کے اسوقت بھی تمہین نے روک روک کر رکھا کمان قہار بن نہران عجمی پر ہاتھ نہ ڈالنے دیا جو مین کہتا تھا وہی ہوا حکیم مریخ نے کمان توڑ
ڈالی اب بھی تم منع کرتے ہو ایسا نہو کہ حکیم مریخ بول اٹھے اور اس سے کشتی کی شرط قرار پائے اور وہ کشتی نکال لیجائے تو بڑا غضب ہوگا
اور مجکو اس سے سبکی اور خفت ہوگی ہمایون مین تو کھڑا ہوتا ہون اور کہتا ہون کہ مین اس سے مقابلہ کرونگا ہمایون ہاتھ سے چپکے
چپکے زانو دبا رہا اور قاسم بولا چاہتے ہین کہ حکیم مریخ سنتے اٹھے ہو کر عرض کیا اے بادشاہ گنجاب اگر مجکو حکم ہو تو مین اس پہلوان نامی سے مقابلہ
کرون اور کشتی لڑون گنجاب نے کہا اے حکیم مریخ بھلا تم اس سے مقابلہ کیونکر کرسکوگے اپنے قوی دیکھو اور اسکے تن و توش پر نظر کرو مصرع
چہ نسبت مور را بہ حشم سلیمان • کہاں تم کہاں یہ تم ایک نازنین حسین طفل کمسن یہ ایک پہلوان جوان صاحب تن و توش جہان دیدہ نشیب
و فراز کشیدہ ہین کبھی حکم تمکو اس پہلوان کے مقابلے کے لیے نہ دونگا حکیم مریخ نے کہا کہ حضور اس پہلوان نوجوان کی کیا حقیقت ہے آپکے
اقبال سے زیر کرونگا انشاءاللہ آپ ملاحظہ فرمائیے گا اکھاڑے مین مثل برگ خزان دیدہ اٹھا کر پھینک دونگا یہ شجرۂ قد تن و توش تناور
نخل حیات دیکھنے کا ہے اب یہ صیاد ہمت و قوت و شجاعت کا میری صید ہے جو کچھ عرض کرتا ہون بفضل تعالی یہی امید ہے قاسم نوجوان سنکر ہمایون
بن شداد سے کہا یہ شکار بھی تمنے ہاتھ سے کھو دیا کیا کہون تم مانع ہوئے نہین مین بہت خفا ہوا آخر کار قاسم متاسف ہوئے ہاتھ ملکر
رہ گئے کہا اے ہمایون تمنے غضب کیا میرا شکار حکیم مریخ صید کریگا مجکو بڑا رنج و ملال ہوا وہان نستور بن نسّار کشتی گیر نے بادشاہ سے عرض
کیا کہ حضور مین چاہتا ہون کہ پہلے زور آزمائی اکھاڑے مین ہو جائے ایک نال سنگی بارہ من سو من کا بنوا کر اکھاڑے مین رکھا جائے اسکو مین
اٹھاؤن اور یہ بھی اٹھائے اگر یہ اس نال کو ہاتھون سے اٹھا کر بلند کریگا تو مین اسسے کشتی لڑونگا اور جو نہ اٹھا سکیگا تو مین اسکے ہم
مقابلہ نہونگا حکیم مریخ نے سب شرطین اس پہلوان کی قبول کین اور کشتی قرار پا گئی پھر گیا ہوش ہون قاسم نے بھی منع کیا اے حکیم تم کیا
غضب کرتے ہو تم اس کشتی گیر سے مقابلہ کر سکتے ہو کیا نادانی کرتے ہو تم اسکے کسیطرح سر نہین ہوسکتے آخر کو سبکی ہوگی مجکو جو بات ہاتھ آئیگا محل شمت
اگر جانینا مصرع چہ کار سے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی • حکیم مریخ نے کہا ہو گیا ہو رخون قاسم تم منع نکرو ذرا تماشا دیکھنا اکھاڑے مین کیا ہوتا
یہ بھی کشتی یادگار رہیگی جو دیکھیگا یاد رکھیگا گنجاب نے حکم دیا کہ جاری جائے منادی کرا دے کہ حضور منظور ہوا و حضور مشہور ہے کہ کل دن روز روشن
ملکہ گوہر ملک اکھاڑا تیار ہو کے وہان کشتی حکیم مریخ سے اور پہلوان نستور بن نسّار کشتی گیر سے ہوگی اور منادی وقت کا امتحان مقابلہ نستور بن
نسّار کشتی گیر ہوگا چاہیے کہ تمامی شہر فرود کا عالی و ادنی خاص نقیبین و ناظرین تماشا دیکھنے کو آئین درجہ بدرجہ استقامت کرین اور ملاحظہ
فرمائین کہ یہ کشتی بھی یادگار زمانہ رہیگی چشم فلک نیلوفری نے بھی نہ دیکھی ہوگی گوش ۔ یہ بیان نے بسماعت دل نہ سنی ہوگی کہ تہم
مین مشتری مرجان کو ملکہ گوہر ملک نے دیا تھا اور عدشا نہ آداب تسلیمات بجا لایا اور ایک پرچہ نامہ بطور عرضی پیش کیا جب گنجاب نے وہ کاغذ
پڑھا سلام و سوا یہ عرضی ملکہ گوہر ملک کی یہ تحریر تھا کہ بحضور فیض رجت عالی منزلت والا شان عالی مکان بادشاہ اکرم سلطان المعظم
کیہان خدیو فلک شکوہ بادشاہ جمجاہ گنجاب بن گنجور ملک حریان دیوکش خلد اللہ ملکہ و حشمتہ فدویہ گوہر ملک بحضور حاشیہ بوسان
بساط فیض نماط عرض پرداز ہے سنا ہے کہ آج کوئی پہلوان نوجوان مسمی نستور بن نسّار کشتی گیر بدعوی زور و طاقت و قوت و ہمت
کلیمین سے آیا ہے اس سے مقابلہ حکیم مریخ سے قرار پایا ہے مترصد ہون کہ اکھاڑا ایسے مقام پر بنوایا جائے کہ جہان سے اس فدویہ کو بھی
تماشا دیکھنے کا موقع ہو زیادہ حد ادب گنجاب نے وہ پرچہ عرضی ملکہ گوہر ملک پڑھکر مشتری مرجان سے کہا اے مرجان کہدینا

کہ اے نور چشم راحت جان اقبال نشان دختر نیک اختر زیر دیوار باغ تمہارے اکھاڑا تیار ہوتا ہے وہیں کشتی ہوگی اور روز ہوشنبہ بھی چونکہ
پر فضا ہے تماشا دیکھنا وہیں ہجوم خلائق وانبوہ عام تماشبینان ہوگا بلکہ ایک میلہ جمع ہوگا یہ بھی تماشا قابل دید ہے ورادہ عزم شہر میں حشر ہوگا
بیشمار خلق خدا دو چار ہزار ملک لقا ہے بےبقا اور عزم بیجر مرسل گنجاب کا کل حکیم بدیع پسر حکیم فاروس ور نستور بن ستار کشتی گیر
زیر محل ملکہ گوہر ملک کشتی ہوگی اذن عام ہے جسکا جی چاہے تماشا کشتی کا آکر دیکھے ادھر سنجانی عیار نے عین دیوار ایوان عالیشان ملکہ
کے نیچے ایک مقام پر کہ ہزارہا درختان خودرو اور سایہ گستر تھے اور میدان بھی بہت وسیع تھا چاروں کونوں پر چار درخت بہت بڑے بڑے بلند
تھا اور خود سو دو گز چالیس گز سے چالیس گز مربع پیمایش کرکے آدھ آدھ قد زمین کو کھدوایا اور وہ تمامی مٹی وہاں کی نکلوا کے اور تختہ مٹی پنڈول
کی خوب باریک کرا کے سنگریزے کنکریاں اسمیں سے چنوا کے پھنکوا دیں اور اسی چالیس گز کے دور میں بھروا کے کئی سو من عطر مٹی اور
کیوڑہ اور خس کا اسمیں ڈلوا دیا کہ وہ تمام مٹی عطر کے پڑنے اور غوطہ ہونے سے گل کرشل پنبہ کے ہوگئی تھی اور چاروں طرف سبزہ دانہ سکی بچھا دی بہت
پاکیزہ بنوا کے کوسوں تک جتنا کہ خس و خاشاک اور جھاڑی جھنڈ میں تھیں تبر دارانِ ورتمہ کاروں سے صاف اور شفاف کروا دیا اور ہزار ہا سقہ و کھڑے والے
واسطے آبپاشی کے جھکے ہوئے تھے غرض بیکہ شام ہوتے ہوتے تیاری اکھاڑے کی بخوبی تمام ہوگئی اور منادی تمام شہر سنجان میں بلکہ بیرون شہر فوج وسپاہ
کی چھاؤنیوں تک ہوگئی کہ کل صبحکو زیر قصر عالیشان شہزادی کے اکھاڑا کشتی کا تیار ہوا ہے اور نستور بن نستار کشتی گیر پہلوان قدرت سے فدو خرم
حکیم فاروس کے بیٹے حکیم بدیع کی کشتی قرار پائی ہے اذن عام ہے جسے تماشا کشتی کا دیکھنا منظور ہو وہ بخوف و خطر آئے اور دیکھے ممانعت اور
مزاحمت کسی کی نہیں ہے غرض وہاں تو تیاری اکھاڑے کی اور خلقت تمام شہر سنجان کی اس فکر میں کہ کل اشد باہم خاص و عام کا اس درجہ ہوگا
کہ کچھ بھی تمام سیر و تماشا کشتی کا دیکھنے نہ پائیں اور کوئی جا اس وقت ہمکو نہ ملیگی جو شام سے چلیے وہاں کوئی مقام اچھا دیکھکر بیٹھ رہیں تاکہ کیفیت کشتی
کی دیکھیں چار طرف سے ادنیٰ و اعلیٰ زن و مرد کہ و مہ وضیع و شریف خرد و کلان پیر و جوان امیر و وزیر محتاج فقیر دوڑے آتے تھے یہانتک کہ اندھے لولے لنگڑے
بھی اوروں کے کاندھوں پر چڑھ چڑھ کر چلے تھے کہ ہم بھی کشتی زنکا تماشا دیکھیں گے اور زنبلہ یہ خبر دم بھر میں محلہ اور منزلوں تک مشتہر ہوگئی تھی
جس کو سی پکوسی رمایا یا وغیرہ تو شے کی روٹیاں کمروں میں باندھ کے کشتی کے دیکھنے کے اشتیاق میں چلے آتے ہیں غرضکہ بیان کی دھوم دھام
اور ہنگامہ خاص و عام کی شرح تو اسکی کل صبحکو بیان کیا جائیگی اب حال شہزادہ والا اقبال کا سنیئے کہ یہ جو اپنے مکان میں بخدمت حکیم فاروس
تشریف لائے تو حکیم صاحب نے ان سے کہا کہ اے فرزند تمہاری عقل و فہم اور ذہن اور شعور سے نہایت دور ہے یہ بات کہ تمہارے خیال میں آگئی کہ
تم نے سر دربار اس نستور بن نستار کشتی گیر سے اقرار کشتی کر لیا اور اس دیو خصال پہلوان قدرت نے تمہارا اپنے زور و طاقت کے امتحان کرنے پر
آمادہ ہوا اور طبابت ہلوگ مشہور ہیں ہمیں نبض اور قارورہ دیکھنا چاہیئے ہاں اگر ہو اور مباحثہ علمی یا کوئی مسئلہ طب ہو تو ہمیں ہمکو کلام کرنا چاہیئے
یہ کارخانہ شیطانی اور طرز حیوانی ہے کشتی لڑنا پہلوانوں کا پیشہ ہے جو کوئی کہ انسان دانشمند ہوگا وہ اس وضع سے عذر کریگا شہزادہ نے کام
سے عرض کیا کہ اے بزرگو ہر چند کہ یہ حرکت مجھ سے خلاف اپنی وضع کے واقع ہوئی مگر کیا کروں مجبور ہوں کہ غیرت اور حمیت میری مقتضی اس بات
کی ہوئی کہ بدنامی پیمبر مرسل کی اور ذلت سرداران بارگاہ سنجانی ہو لہذا اتنا جو یہ خیال اسکے مجمع میں رو کر گویا کہ نزن بہ از دست وعدہ حتی
کر چکا ہوں جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے سر نوشت پیشانی پر میرے بروز دیوان تخت گاہ قدرت سے اپنے رقم کیا وہ بلا شبہ ظہور آیا
اور آئے گا آپ اس مقدمہ میں تردد و فکر نہ کریں حکیم فاروس مجبور ہو کر خاموش ہو رہا اسمیں دن تمام ہوا اور وقت شام کا آیا شہزادہ
عالی مقام بعد انفراغ تناول طعام نماز مغرب و عشا سے فارغ ہو کر واسطے آرام فرمانے کے پلنگ پر تشریف لیگئے ناگاہ وقت خواب کچھ بھی
خیال آگیا کہ آج یہ حال کشتی کا سنکے بےشبہ و شک ملکہ گوہر ملک کو اضطراب بیحد کل ہوگا بہر صورت چلکے ملکہ سے بھی ملاقات کرنا
از جملہ واجبات ہے صبحکو واللہ اعلم بالصواب شب حائل است خدا چہ زاید آدھی رات کے عمل میں لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ
و پیراستہ کرکے بعادت معہودہ حسب طریق سے کرد وا کیبار سابق میں تشریف لے گئے تھے آسی طور پر آج بھی عرصہ راہ کو طے کر کے زیر قصر
ملکہ کے جو پہنچے اور کمند کی راہ سے دیوار پر چڑھکر اندرون قصر داخل ہوئے وہاں ملکہ صحن خانہ باغ کے چبوترے پر ایک نگیرہ جواہر نگار

تو یہ جاہل مطلق کچھ اندیشہ اور پس و پیش نیک و بد کا نہ کرے اور تلوار سے بھی الٹنے مرنے مارنے مرجانے کا ارادہ کرے بعد ازان جو گفتگو سخت و درشت
شاہزادہ قاسم نے سر دربار دستور بن تتار سے کی تھی وہ سب بیان کر کے کہا کہ بس تم اب یہی دعا جناب باری سے مانگو کہ ہماری آبرو
رہجائے اور قاسم کے مزاج مین ہر وقت کشتی دستور ہماری طرف سے کچھ جہالت نہ آجائے ملکہ گوہر ملک یہ حال شاہزادہ قاسم کی طبیعت
اور جہالت کا سنکے کانپ اٹھی اور کہنے لگی کہ صاحب برائے خدا تم وہ دخل رستم شہزادہ قاسم کو دے ڈالو تو یہ تماشا اور دغدغہ رفع ہو جائے
اور پھر تو وہ تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری کریگا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای ملکہ مین خاور سیاہ کی گوشمالی اور چشم نمائی کے لیے
ہر وقت اور ہر جا پر موجود ہون انکی جہالت پر کیا کر سکتی ہو ملکہ گوہر ملک بولی کہ ماشاء اللہ ماشاء اللہ واہ تم تو انسے بھی کچھ زیادہ تر جاہل
معلوم ہوتے ہو ایک کرسی چوبی کے لیے اپنے ایسے بھتیجے کو کہ بجائے اپنے فرزند جگر بند کے ہو نا رضا مند کرنا یہ کون سی عقل کی بات ہی القصہ
تا نصف شب یہی گفتگو رہی بعد ازان شاہزادہ عالی مقام کا جی چاہا کہ استراحت اور آرام فرمایئے جانب ملکہ مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ آج
شبنم کثرت سے پڑنے لگی ٹھکر اندر چلکے پلنگ پر جو باتین بھی تھوڑی سی رہ گئی ہین کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہان سے برخاست کر کے اندر
چلے اسی ضمن مین ہر ایک کوئی کسی کام کے حیلے سے کوئی کسی بہانے سے ادھر ادھر ہو گئین شاہزادہ عالم مع ملکہ پلنگ پر تشریف لے گئے
اور گرد و پیش جو کشتیان گلابی شراب کی چنی ہوئی ہین شاہزادہ والا رتبت نے ایک کشتی کا تورہ پوش اٹھا کر ایک گلابی کو ہاتھ مین اٹھا لیا
اور اسکی شراب کو ملاحظہ کرنے کے لیے ملکہ گوہر ملک نے ساغر زر مرصع اٹھا کر شاہزادہ عالم کے ہاتھ سے اس گلابی کو لے لیا اور دو ایک
جام شراب کے باتفاق طبع نوش فرمائے اور سرور دونون صاحبون کی طبیعت کو ہوا اول تو ڈورے نشہ صہبائے عشق کے آنکھون مین معلوم
ہونے لگے نوبت بوس و کنار کی پہونچی مگر از بسکہ رسم اور طریقہ خاندان صاحبقرانی کا یہ ہے کہ تا وقتیکہ سر رشتہ عقد و مناکحت مستحکم اور استوار
نہو یہ لوگ مرتکب فعل حرام کے نہین ہو سکتے چنانچہ سابق ازین بھی ملکہ گوہر ملک سے یہ گفتگو ہو چکی تھی بس باقی اور سب راز و نیاز
عاشقی اور معشوقی کے سوائے وصلت اور پیوند کے فیما بین ہو رہے تھے اسی مین دیکھا کہ کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان
مادار پلنگ پر سے اترے اور ملکہ سے مضمون اس مصرع کے کہا ای ملکہ مصرع اگر زندگی ہے تو پھر آملینگے گھبراؤ نہین انشاء اللہ تعالی ہم تم جلد
ایزدی پھر تمسے ملاقات کرینگے اور یہ کہکر رخصت ہوئے بوقت وداع ملکہ نے اپنا گریبان کرتی کا اور دوپٹہ مثل خط شعاع کے تار تار کر ڈالا اور مثل
ابر نوبہار زار زار اشکبار ہو کر کہنے لگی کہ شعر گر زیست سے نہ مجھ خفا تو خفا ہو سر تن سے میرے کر تو جدا پر جدا نہو اور دامن پکڑ کے کہنے
لگی کہ عند اللہ آپ دستور کشتی ہرے کشتی لڑنے کا ارادہ نہ کرین میرے دل کو تسکین و صبر کسی وجہ سے نہین آتا اور لاکھون طرح کے وسواس جی کو ستاتے
ہین یہ تقریر ملکہ کی سنکے شاہزادہ والا تو تریپنے مچلین ہوا اور چپ ہتا تھا کہ کچھ جواب سخت دیکر دامن چھڑائے ہو بنور جو دیکھا کہ ملکہ کا حال غیر ہے
اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی ہوئی ہے بات نہین کیجاتی ہے آپ بھی باچشم پر آب دم بھر عالم سکوت مین رہے بعد آسکے ملکہ کو اپنے گلے سے
لگا فرمایا کہ ای ملکہ تم ہمارے مزاج سے خوب آگاہ ہو اور یہ بھی ہم تمسے بار ہا کہہ چکے ہین کہ ہمارے خاندان عالی مین کاذب و دروغگو نہین
ہوتے پس تمسے کمال تعجب ہے کہ تم ہمکو اسوقت روکتی ہو جو ہمنے زبان سے کہا ہے جسطرح سے کہ مرگ و زیست برحق ہے ہم کرینگے اب بھلا ہم انکار
کرینگے لعنت ہے اس بیحیائی کی زیست پر ای ملکہ بس اسوقت تم خدا کریم کارساز پر رکھ کے عوض اس گریہ و زاری کے جناب باری سے دعا
طلب ہو کہ اس مہم کو فیروز اور انجام بخیر کرے تم اس معاملہ مین ہماری آبرو رہجائے یہ کہکر شاہزادہ عالم نے اپنے دامن سے گوہر ملک کے آنسو
پونچھے اور خوب سی دلجوئی اور تسکین دیکر تشریف لے گئے اسطرف پر باغ کی دیوار سے اترکر اپنے مکان پر رونق افروز ہوئے وہان تمام خواصین حسین
جلیسین ملکہ کو سمجھاتی ہین اور ایک زبان ہو کے سب کہتی ہین کہ واری ہم لونڈیان صدقے آپ کچھ سراسیمہ اور مکدر نہون اور کسی طرح کا اندیشہ
و غم و وسواس نکرین خدا نے چاہا تو جس طرح سے شاہزادہ والا شان نے اس کمان کو توڑ کر پھینکدیا تھا دم بھر مین چن لینا کیا مقدر اپنی نگاہون
سے دیکھ لیجیگا اس ملعون شیطان پہلون کو خاک مار مار کے آتا ہے دوجہان شاہزادہ عالم و عالمیان نے دو مٹے سے سر کھینچ کے پیوند زمین
کر دیا اور جہنم واصل کیا غرض اسی طرح تسلی و تشفی کی باتین کر کے ملکہ کو بہلاتے اور کہاتے ہوے صبح جو ہو گئی تو بسجون سے

عرض کی کہ ملکۂ عالم اب آپ اُس برج مین چلیے سامنے میدان کشتی ہے اور فرش فروش پردے چلمنین وہان سب تیاری منقوش ہو چکے ہیں
اجلاس فرمائیے اور تماشائیون کا اژدہام اور اجتماع خاص و عام اور تماشہ کشتی شاہزادہ عالیمقام اور اُس پہلوان شیطان کا ملاحظہ فرمائیے
ملکہ نے فرمایا اچھا چلو یہ کہکر ہاتھ منہ دھو کر گوری پان کی خاصدان والی سے لیکر کھالی اور اس برج مین جاکر جلوہ فرما ہوئی اور دیکھا کہ دور
دور تک امیرون کا ہجوم اور تماشائیون کی دھوم ہے لاکھون ادنی اعلی برنا و پیر جمع ہین کھوے سے کھوا چھلتا ہے سیکڑون ہزارون لیپا پوتی کئے ہوے سوکھا
بڑے بڑے سیٹھ جوہری نیچے ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار ہین ہزارون سیکڑون کھڑے ہوے سیکڑون نے اول سے اسی لکھاڑے
کے اندر کنارے پر شطرنجیان چاندنیان قالینین اور دریان بچھاکر بیٹھ رہے ہین سیکڑون درختون پر چڑھے ہوے بیٹھے ہین اکثر درختون کی ٹہنیان
آدمیون کے بوجھ سے پھٹ پڑے کتنون کے منہ پھٹ گئے اکثرون کے ہاتھ پاؤن ٹوٹ گئے بعضون کے کوکون مین چوٹ آئی دو چار کے
پیٹ مین صدمہ ہوا انکے منہ سے خون جاری ہے دو ایک تمام ہوگئے جان سے گئے ہین کوسون تک حلوائیون نے تختہ تختہ چبوترے
مٹی کے باندھ باندھ کر دکانین لگائی ہین دوکان اسمین لگاے بیٹھے ہین بھٹیان گرم ہین پوری کچوان تر حلوا بیچ رہے ہین سیکڑون خوانچہ والے
لونگ چڑے کباب بیچے نقل والے سو سوال سونٹھ والے پھرتے ہین سیکڑون دکانین شیشہ سوتی والون کی ہزارون دکانین گلوری کی دوکان
لگی ہین غرض کہ ایک میلا سا لگا ہے اور چپ و راست اُس لکھاڑے کے دنگل کے میان صندلیان نیم تخت بچھے جاتے ہین اکثر سرداران لگاتے
گنجاب اور رنگ کے باطل امیرون وزیرون کے جو جوق جوق باریاب دربار پیغمبری ہین اور بعضے خاندانی رؤساے شہر اور اہالیان مملکت اور
ارکین دولت آن آنکر بیٹھے جاتے ہین مگر ابھی گنجاب کی سواری نہین آئی ہے اور مستور مین منتظر کشتی گرایا ہے ان جلوس سواری کا
آنا ہوا مین خبر ہوا اور آواز ڈنکے کی گوش زد ہوئی اور آگے آگے سانڈنی سوار بڑھ آئے اور ہزار بارہ سو حاجب دربان لیسالل نقیب
چوبدار عصابردار گھوڑون پر سوار بہت ذی ہوش اہتمام سواری کا کرتے ہوے ہزار ہا سو سنتے نوارے ہزارے کے ہاتھون پر شکون کے
چڑھے ہوے آیا ہاتھی کرتے ہوے مشعل بردار عود سوز عنبر سوز ہاتھون مین لیے بخورات جلتا ہوا گنجاب تخت رواں پر سوار اور عقب
وزیر اعظم دستور المعظم خاص مین بادبیکلار و صطاوسی سے مگس رانی کرتا ہوا سوا خرقہ نشین اور سید خرقہ نشین دو جانب گنجاب کے
تخت کے برابر اپنے اپنے مرکبون بازین و لجام مرصع کار پر سوار اور گیا ہور خون آشام وغیرہ دست راست کو اور جلیل درازگردن
شتر سوار دست چپ کر پشت پر کئی لاکھ سوار و پیادہ ملازمین اور نمکخوار سرکاری ہین بارے تخت گنجاب کو اُس لکھاڑے کے کنارے پر رکھا گیا
اور تمام سپاہ اور ماہالیان دربار اپنی اپنی سواریون سے اُتر اُتر کے دنگلون کرسیون پر بیٹھے کہ ناگاہ غل ہوا کہ پہلوان قدرت آتا ہے اور دیکھا
کہ آگے آگے تو ایک شاگرد اُسکا بہت بڑا ڈھول گلے مین ڈالے ہوے چوب مارتا ہوا ڈھول بجاتا ہوا اور پیچھے اُسکے وہ مستور کہ خود وہ بھی ایک
عجیب طرح کی ضخیمت اور ہئیت سے ساڑھے آدھ گز کا قد و قامت ہم پانو بڑے زبردست جانگیہ لنگوٹ باندھے گلے مین پھولون کے ہار پڑے
ہوے ایک چوب دست آہنی دو سو من کی کاندھے پر رکھے گرد و پیش اُس لعین بدکیش کے چار سو شاگرد کشتی لڑنے والے جام شراب پیتا ہوا
پنجون کے بل اکڑتا تنتا قریب اُس لکھاڑے کے آکر جیسا کوئی کبھی ایڑا دیتا ہے سلام گنجاب کو کیا اور وہ جو چوب دست اسکے ہاتھ مین تھی
اُسکو اس زور سے اُس لکھاڑے مین مارا کہ وہ آدھی زمین مین غرق ہو گئی بعد ازان گنجاب کیطرف خطاب کرکے پکارا کہ وہ حلیم زادہ کہانہے
ہو آسمان تو سر پر اٹھا رکھا تھا اب بیہودہ گوئی کر چکا اب سر دست یہ چوب دست جو مین نے پھینک دی ہے اور وہ قد سے زمین مین بھی دھنس گئی ہے
اسکو تو اکھاڑ لے پھر لڑنے کو میرے سامنے آئے نام کشتی لڑنے کہنے کو اب چپ و راست دیکھنے لگا گیا ہور خون آشام نے عرض کی
کہ حضور کیا مقدور کسی کا جو اس چوب دست کو اکھاڑتا تو بجز زمین سے حرکت بھی نہین دے سکتا اور حلیم مدبر تو ابتک تشریف فرما نہین
ہوے پس ایسی ہی بات حق گوئی ہے تو تمام خلقت خاص و عام ہنسے ہین اور کہنے مین بڑا فرق ہوتا ہے جلیل درازگردن نے بیجا بات
ان ملا کے کہا کہ یا صبر جمیل زیادہ گوئی آخر انسان کو شرمندہ کرتی ہے ابھی یہ دونون سپاہ بھی گفتگو مین تھے کہ پھر غل ہوا کہ حلیم
بھی تشریف لاتے ہین اور حسب اتفاق قبل ہر دو شہزادہ بدیع الزمان والا شان کے شمشاد شاہ اور بالیون بن سعد او

اور فضیل تیغ زن پہلوان نامی و گردن کشان روے زمین میدان کشتی مین آ پہنچے تھے اور شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے تھے جس وقت کہ گیا ہو
اور جلیل نے ازراہ عیب جوئی یہ گفتگو غیبت مین شاہزادہ والا مرتبت کے کی تھی سمر یعنی فضیل تیغ زن نے در جواب اسکے نہایت پیچ و تاب کھا کر
کلمات سخت و درشت زبان سے ادا کیے اور کہا کہ اس خوک وحشی نستور پر غرور کی اصل و حقیقت کیا ہے کہ کوئی شخص اس بیچارے بے حقیقت کے خوف کے
مارے معرکہ مین نہ آئیگا اور ایسے بزدلے کے مقابلے مین واسطے سے ڈر جائیگا مجھے فقط اسبات کا خیال آتا ہے کہ وہ حکیم زادہ کشتی لڑیگا اور اسکو زیر کریگا
اقرار اور وعدہ حتمی کر چکا ہے ورنہ اس چوب آہنی کو جو اسنے بڑے زور و طاقت سے زمین مین گاڑ دی ہے ایک اشارے مین اکھاڑ کر مین پھینک دیتا ابھی
کا کوئی جواب دینے نہین پایا کہ شاہزادہ بدیع الزمان بھی اس اکھاڑے کے قریب آن پہونچا اور گنجاب کو سلام کرکے ملتمس ہوا کہ کیا حکم ہے گنجاب نے کہا
ابھی تو زمانہ تنگ غیرت ہے تم اس پہلوان قدرت سے لڑنیکا ارادہ نہ کرو شاہزادہ عالم نے جواب دیا کہ یا حضیر مرسل سوا اسکے جو کچھ ارشاد ہو تعمیل کرون
الا یہ میری اور اسکی کشتی کا ذرا آپ تماشا ملاحظہ فرمائین یہ کہکر شاہزادہ عالیمقام نے پوشاک اپنی اتاری اور جانگیہ پہن کر لنگوٹ کھینچا تو جس وقت
کہ اس رشک مہر خورشید ماہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ کے جسم اطہر پر نگاہ سب کی پڑی اور تمام خاص و عام نے تن نازنین اس والا مقام
کا دیکھا سب متعجب اور متحیر ہوکر کہتے تھے کہ فی الحقیقت رستم کا دل اور دیکھا اس حکیم زادے کا ہے واہ کیا ارادہ اور کیا حوصلہ کر بیٹھا ہے بلاشبہ و شک
یہ بڑا دلیر و بہادر ہے کس لیے کہ اگر اس سے اور اس سے نسبت ارض و سما یا مقابلہ کوہ و کاہ کا کہا جاے تو بجا ہے خداوند تعالی اس حکیم زادے کی آبرو رکھے
نستور بن نستار نے شاہزادہ عالیمقدار کی طرف نگاہ غیظ دیکھکر آواز بلند کہا کہ اے حکیم زادے رحم کر اپنی اس نوجوانی اور جان شیرین پر شور دنیا مین
ذرا دیکھ ہوسناک تماشا یہ پھر خاک مین کیا دیکھیگا تو خاک تماشا کہان تیرا جسم نازنین اور خوبصورت خوبصورت ہاتھ پانون اور کہان تیرا تن و توش
اور قد و قامت اور زور و طاقت مجھمین تجھمین کسی طرح کی مناسبت نہین اگر تو آسمان ازراہ نادانی بے ساختہ ایک بات زبان سے نکال بیٹھا
اور مجھسے وعدہ کشتی لڑنیکا کیا تو کچھ قباحت نہین سہو و خطا سب سے ہو جاتی ہے بلکہ ایک ذنب نادیدہ خداے آسمانی کے پرستارون کا دامن گیر
انبیا دین ایمان و انسان مرکب من الخطا و النسیان جانتے ہین مین نے بخوشی معاف کیا کیلیے کہ خداوند تعالی نے تجھے خاص حسن و جمال مین
عدیم المثال خلق کیا ہے تیری شکل دیکھکر میری کہ تماشا ہے اور اسدرجہ تجھپر پیار آتا ہے کہ تجھے اپنے گلے لگاؤن اور صاحبزادے تمنے سنا نہین شعر ہر کہ بازو
پنجہ کرد ساعد سیمین خود را رنجہ کرد پس مجھے کشتی … اشکال ہوا امر محال ہے شاہزادہ با اقبال نے بکمال آشتی اور نرمی جواب دیا کہ تم پہلوان
قدرت ہو البتہ تمہے … مشکل ہے لاحول شرافت نجیب الطرفین ہین وہ جو کچھ کہ اپنی زبان سے اقرار کرتے ہین وہ پورا کرتے ہین اب ہمارے تمہارے تو
کشتی ہونا مقدر اور مقرر ہو گیا پھر اب توقف اور تامل کیا نستور ہنسا اور اپنے شاگردون کی طرف دیکھکر کہا کہ صاحبو ہر چند مین نے ترس اور رحم کی
جان پر کیا لیکن قضا و قدر مین مجھکو کیا داخلت ہے مین مواخذہ سے اسکے خون کے بری ہو چکا محض معذور اور مجبور ہون یہ کہکر پکارا کہ اے شخص تو
کشتی تو مجھسے کیا لڑیگا پہلے یہ چوب آہنی جو مین نے میدان مین پھینک دی ہے تو ہلادے تو اکھاڑ اور اسکے بعد کچھ کر فضول زبان سے نکال شاہزادہ
والا مرتبت کو یہ گفتگو کبر و نخوت کی نہایت ناگوار طبیعت اقدس ہوئی اور ہر چند کہ شاہزادہ عالیمقام بہت حلیم اور سلیم ہے مگر اسکی بیہودہ گوئی سے ایک
حالت غیظ کی مزاج پر طاری ہوئی اور اپنے دلمین یہ سمجھے کہ قطع نظر اسقدر صبر و تحمل نہ کرنا کہ مانند زمین پامال باشی نہ توئی از خاک و باد و آب و آتش
نمی شاید کہ بیک حال باشی یہ کہکر اس چوب آہنی کے پاس پہونچا اور اسمین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ زمین سوکھ کر دہل گئی اور … مین جس مکان اس
چوب آہنی کو اٹھا کر سر سے بلند کیا اور دوسرا زور کرکے جو مارا تو وہ چوب تمام زمین مین غرق ہو گئی فقط ایک دستہ اسکا نظارہ گیا تھا ہر ایک کی زبان سے
مرحبا صد مرحبا بلند ہوا اور از زمین تا آسمان صداے آفرین و تحسین گوش زد ہوئی بے ساختہ فضیل تیغ زن کی بھی زبان سے واہ واہ نکل گئی اور گنجاب
بہت خوش ہو گیا اور پکارا کہ اے نور چشم یہ دہ مرحبا صد مرحبا کیا ہور و غیرہ جو کہ معاند و حاسد تھے انکو عجب طرح کا داغ رشک دلپر ہوا کہ دیکھا انہا دونون …
نے تمام کر دیے اور … مین مار سکتے تھے اسمین شاہزادہ نامور نے پکار کر کہا کہ اے نستور بن نستار اب یہ چوب دست آہنی مجھسے اگر اکھڑ سکے
تو اکھاڑ اور جواب نہ لکھ دے … تو اس مجمع خاص و عام مین تیری تو … رہ جائیگی نستور بن نستار کشتی گیر اپنے دلمین نہایت حیران
پریشان تھے … حرکت خاموش کھڑا ہوا شاہزادہ … کا منہ دیکھ رہا تھا کہ دوبارہ شاہزادہ نے اس چوب دست آہنی کے دستہ پر ہاتھ ڈالکر

زور کیا اور اسکو اکھاڑ کر علیحدہ پھینکدیا نستور کا یہ حال ہوا کہ مارے خفت کے زمین میں گڑا جاتا تھا اور زمانہ نظر وں میں تاریک معلوم ہوتا تھا بار بار کہا اے حکیم مدیح شاید تجھے اسطرح کی مشق اور کثرت بہت ہے کہ تو نے ایسی چوب آہنی کو اکھاڑ کر گاڑ دیا اور پھر اکھاڑ لیا لیکن اس سے ہوتا ہے خدائی اور کتخدائی میں بڑا فرق ہے ٭ مصرع ٭ شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر است ٭ یہ باتیں متعلق کثرت اور مشق کے ہیں اکثر کرتب بھی ایسا کام کرتے ہیں اور کشتی تو انکا زور و طاقت سے علاقہ ہے یہ کہکر اسنے خم ٹھونکا اور آؤ نہ بیٹھ کہا کر پھر اب تاخیر کیا ہے آ میرے مقابل میں تماشا یہ اس نستور بدانجام کے منہ سے پورا نہیں نکلنے پایا تھا کہ وہ شیر بیشہ شجاعت ٭ یکتائے روزگار ٭ اشعار ٭ چو تیرے ز کف جستہ سوئے نشان ٭ بجوش غضب ہمچو پیل دمان ٭ چو باز گرسنہ بصید کلنگ ٭ چو شیر ژیان سوے آہوے لنگ ٭ قریب اس اجل نصیب نستور مغرور جاہل پہلوان قدرت رتبہ کے پہونچ کر دبوچ لیا ٭ فقرا ٭ اسنے اس شاہزادہ عالی وقار کی گردن میں ڈال کر زور و کشمکش کا کرنے لگا اور تماشائیوں کا یہ عالم ہوا کہ آدمی پر آدمی گرتا تھا سیڑھوں سنگروں میں سر دوڑائے ہوئے سیڑھوں نقبوں پر تھے سیڑھوں کا ندھوں پر سر رکھے دیکھ رہے تھے اور جیحون سے جاوان ریلا کرتے تھے وہ دو ہزار اور تین تین ہزار آدمی تھاؤں پر جاتے تھے سیڑھوں پانوں کے تلے پسے جاتے تھا اور یہاں کھاڑے میں شاہزادہ رستم دل سہراب توان اس نستور بن فسار پہلوان سے کہ ہزار مشت ہشت پنجے کشتی ہوتی تھی ایکبستی و دو دستی نغلی اور لنگر دو اور عقب ہمیری کو اور گردن اڑنگی وغیرہ تین سو ساٹھ بند کشتی کے جو کہ نہ پہلوان اس نستور کا واقف کے تھے سب کر کے تھک گیا کوئی پیچ اسکا شاہزادہ والا تبار پر نہ چلا اسوقت یہ سوچ کے کہ پہلے تو میں یہ جانتا تھا کہ یہ حکیم زادہ اسقدر کیا رکھتا ہے زور اور دل میں اسکو زیر کر دونگا در اسمان جھکا دونگا مگر معلوم ہوا کہ یہ سو کمی سو کمی ہے اور زبان اسکی فولادی ہے پھر مجھے لازم ہے کہ ہوشیار ہو کر حریفانہ اور استادانہ زور کرکے اسکو پشت بزمین کروں حالت غیظ و طیش میں زور کرنے لگا گنجاب مسند جو یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ حکیم مدیح کسی مقام پر نستور بن فسار کی کشتی سے کم نہیں ہے بلکہ زور طبیعی سے بڑھا ہے بہت خوش ہوکر علقمہ اضطراری اپنے وزیر اعظم سے پوچھنے لگا کہ کیون صاحب تمہاری رائے میں ان دونوں میں فتحیاب کون ہوگا علقمہ اضطراری نے عرض کیا کہ علم غیب تو خدا ہی کو ہے لیکن عقل و قیاس کی مقتضی یہ ہے کہ حکیم مدیح مقبل لایزال ہے سرکار کے غالب ہو اور کشتی میں یہ پہلوان مغلوب ہو جائے گنجاب نے کہا کہ فتحیاب ہونا اس پہلوان دیو نژاد نستور پر علاوہ اس خیال سے کہ یہ پہلوان قدرت ہے اور خداوند یکدہ ہزار ملک باختر نے اپنی زبان سے اسکو فرمایا کہ کسی سے روئے زمین پر زیر نہوگا تو فرمانا خداوند کا بمنزلہ التقدیر کے ہے اگر یہ کشتی گر حکیم مدیح سے برابر بھی رہ جائے تو گویا غلبہ و فتح حکیم مدیح کے نام پر ہے اور یہ خدا مشہور جیسے ہوا ہے پہلوانان دور و امکان سے تیار کروا یا ہے سب مہر یہی ہے داغ ہے سینہ اس ناپکار کی نظروں میں ہوجائیں اور ہم اس خدا مشہور پھر کرنے سے نجات پائیں ہرگز مہر کرین اور سرداران گنجاب گیا ہو رنگ آسلم اور فضل بن گیا ہو رادہ جلیل وزیر وغیرہ جو کہ معاندین اور حاسدین شاہزادہ مہوش تمکین ہیں وہ یہ تماشا کشتی کا دیکھ کر مثل مار سر دم بریدہ پیچ و تاب کھا رہے ہیں اور جل جل کر کباب ہوئے جاتے ہیں اور آپس میں سرگوشیاں کرکے کہتے ہیں کہ یہ حکیم زادہ بلاے بے درمان ہرگز ہرگز یہ حکیم فاروس کا بیٹا نہیں ثابت ہوتا ایک عجب دو بارہ سے ہکوا سکے مقدمے میں تامل و تحیر ہے جلیل وزیر کیب نے جو بدرگر یہ گمان غلط ہے خیال خام ہے کبھی زمانہ اچھے بندوں خالی نہیں رہتا حکیم فاروس کے بیٹے ہونے سے اسکی شجاعت اور کشتی میں کیا نقص اور عیب لگسکتا ہے تم سب صاحب عاقل و فہمیدہ ہو دیکھو تو کیسے کیسے گوہر بیش بہا بطن صدف سے پیدا ہوتے ہیں اور لعل رمانی و بدخشانی سینہ سنگ سے نکلتے ہیں یہ نیرنگیاں اسی قدرت کاملہ خداوند تعالے خدائے یکدہ ہزار ملک باختر کی ہیں اسمیں عقل کو کیا دخل ہے زور و طاقت جرأت و شجاعت یہ امور خداداد ہیں اسمیں حسب نسب ذات و صفات سے کیا علاقہ ہے غرض یہاں تو سرداران میں یہ چرچا اور مذکرہ ہو رہا ہے کوئی کہتا ہے صاحب نستور بن فسار کشتی گیر پہلوان قدرت خداوند تعالے کا ہے یہ کبھی پشت بزمین کشتی میں سنا ہی نہیں کہ کہیں ہوا ہو ابھی وہ رعایت مروت اپنی آدمیت کر رہا ہے جسوقت کہ وہ زور کریگا پھر حکیم مدیح ایکدم تو ٹھہر نہیں سکتا چاروں شانے چت پڑا ہوگا دو چار کہتے ہیں کہ تم عجب ہار تے ہو پہلوان قدرت کی حالت تو اسوقت بہت بری ہو رہی ہے صاف معلوم ہوتا ہے اور حکیم مدیح کے تیور سے بشرے سے چہرے پر کچھ بد حواسی کی کوئی علامت پریشانی کی نہیں پائی جاتی ہے

ہمارے نزدیک تو کوئی دم بھر میں یہ ہوتی ہی کہ حکیم بدیع نے جبروت سے قہرمان عمر کی کمان توڑ کر پھینک دی اور اسکی چوب بنی دو سو من کی گرز
کاروہی پھر اسکو اٹھا لیا اُسی صورت پر نستور کو بھی دیکھا کوئی گھڑیاں گذرتی ہیں اُٹھا کر دونوں شانے چت دیتے پٹکا غرض کوئی کچھ کہتا ہی
کوئی کچھ کہتا ہی کوئی ہوا خواہی شاہزادہ بدیع الزمان میں سرکف آمادہ رزم ایکطرف کھڑا ہی کوئی طرفداری میں نستور کشتی گیر کے خنجر کھینچے بر عزم
جنگ مباحثہ اور تکرار کرہا ہی دس بیس شخص ہزار دو دو ہزار اشرفیوں کی بازی لگاکے کہتے ہیں کہ حکیم بدیع اس نستور کو پچھاڑ دیگا دو چار
بالعکس کہتے کہ حکیم بدیع بیچارہ نسخہ نویس نبض و قارورہ دیکھنے والا نستور ایسے پہلوان قدرت پر کیا غلبہ پائیگا شرطیں بدرہے ہیں اور قسمیں
کھا کھا کر حجت کرتے ہیں کہ پھر ہمکو کوئی بُت پرست نہ کہنا خداوند سے منکر جانکر ہمکو تم سب خدا پرست سمجھنا جو پہلوان قدرت حکیم بدیع کی کشتی سے بار
اب یہاں تو یہ بلوہ ہو رہا ہوا ان تماشائیوں کو اسی انتظار میں فتح و شکست کے رہنے دیجیے وہاں حال ملکہ گوہر ملک کا سنیے کہ یہ جو
اس برج میں بیٹھی تماشا کشتی شاہزادہ باتوقیر اور نستور کشتی گیر کا دیکھ رہی تھی جسوقت دیکھا ہیں ان دونوں کے زور کشمکش کے ہونے
لگے اور دونوں کو از پا تا فرق پسینے میں غرق دیکھا تو نستور اہرمن طلعت دیو خصال کے قد و قامت اور زور و طاقت اور شاہزادہ
والا رتبت کے حسن و جمال اور جسم اطہر اور تن نازنین کا خیال جو دلکو آیا تو فرط محبت سے ہزار طرح کی الجھن اور تشویشات اور تردداتِ اور تمنیات
اور خیالات اور وسوسے اندیشے جیکو پیدا ہوے پھر ضبط کر لی تھی آنسو آنکھوں سے نہیں تھمتے تھے اور کلیجا چار چار ہاتھ اچھل اچھل جاتا تھا گویا
بیٹھا جاتا تھا نہایت بیتاب ہوکر حالت اضطراب میں گھبرا کر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک جانب سجادہ بچھاکے بسمت قبلہ ہو کر تسبیح
صد دانہ اشک کو تار نظر میں پیوستہ کیے بحضور قلب اور خلوص نیت بمضمون اس رباعی کے رباعی ای آنکہ ملک خویش پاسندہ توئی و ز ہرا
شب صبح تابندہ توئی در کار من بیچارہ تو ای بستہ شدہ بکشائے خدایا کرکشایندہ توئی بجناب کبریا سے دعائیں مانگ رہی تھی اور
التجا کرتی تھی کہ اے رب کریم میں جدید الاسلام ایک ادنی کنیز عاصی و خاطی تیری وحدانیت اور الوہیت کی ہوں زبان فیض ترجمان شاہزادہ
بدیع الزمان قدسی سیرت سے مجھے معلوم ہوا کہ تو ایزد کائنات و قاضی الحاجات مجیب الدعوات سمیع و بصیر علیم و خبیر ہر شی پر قادر و قدیر کئی
شعر تو نگاری ز خاک صورت پاک ہم تو تو آمرش بازگردن خاک نقد اتنی ہی تجھ سے کہوں کہ صدقہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک احمد مختار
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے اس دوست دلخواہ شاہزادہ عالیجاہ کو اس نستور روسیاہ پر فتحیاب کرکے صحیح و سالم بعد جاہ و حشم
نکال اس عذاب کشتی سے اور تمامی تماشائیوں کے گروہ امرا و رؤساء خاص عام اور مقربین و مصاحبین بارگاہ اس مقرب رسل یعنی گنجاب کے
سامنے شاہزادہ عالیجناب کو سرخرو کر اور پھر میں اور وہ تیری خدائی کا صدقہ کیا ہوں اور باتفاق باہم نذرین نیازین گذرانیں علی ہذا القیاس تمام
انیسین جلیسین خواصین ہمدمین محرمین مقربین لونڈیاں باندیاں وغیرہ ملازمین اور متوسلین ملکہ کی سب سر برہنہ سمت قبلہ منہ کیے خاک
پر پڑی ہوئی کمال تضرع و زاری جناب باری سے دعائیں مانگ رہی تھیں اگر ملکہ کے پانوں پر سر نثار کیے یعنی صدقے اور نثار ہو ہو کر یہ شعر پڑھتی تھیں

اگر پیے پیل است ور پر مور	چو برہس ہدا و ضعیفی و زور	چو بر دار واز ... زور درا	خود دلیشہ ... زور درا
چو بر لشکر دشمن آرد رحیل	بجبران کشند فیل و اصحاب فیل	کی را لبسر بر نہد تاج بخت	کی را بنچ ک اندر آرد ز تخت
گلستان کند آتش بر خلیل	گروہے بہ آتش بر دز تب نیل	کلاہ سعادت کی بر سرش	گلیم شقاوت کیے در برش
سری بادشاہان گردن فراز	بدرگاہ او بر زمین نیاز		

سمجھائی تحسین کر تصور کا کہ ہر خیال ہر وہ دن کیا بجو لی گئیں یہ
تو کیجیے کہ اس گوہر نایاب دریائے صاحبقرانی کو صندوق میں بند کرکے تہ الق سلیمان نبی علیہ السلام نے کیسے دریائے زخار بیکرانہ
ساحل ناپیدا کنار میں کہ جسمیں دو دو ہزار من کا پتھر مثل برگ کاہ بہتا چلا جاتا تھا ڈال دیا اور آپنے جوش محبت اور ولولۂ شوق سے اپنے
دشمنوں کی ہلاکت پیش خود تجویز کرکے آپ کو کشتی سے گرا کے ہم آغوش اسی دریا کا کر دیا تھا پھر از روے انصاف فرمائیے جلکہ
آپ پر کچھ موقوف نہیں جو کوئی شخص یہ حال سنے کا اسکو اس دریا سے شاہزادہ والا رتبت سے زندہ و سلامت نکلنے پر اضطرابا اور بھی
سلامتی اور زیست کا وہم و خیال میں بھی یقین نہ آئیگا کہ دیکھیے قدرت تعالیٰ اور کبریائی اس رب العالمین جامع المتفرقین کی کہ پھر وہ دونوں جیتے جی

کو اُس ادبار کی آفات سے نجات دیکر بار بیان فضل و کرم سے اپنے ساحل مراد پر پہونچایا اور از سرِ نو حیات دوبارہ عطا فرما کر دونون کو پھر ملایا
پس ملکہ عالم اس قدر بدحواسی اور اضطراب کرنے سے کچھ فائدہ نہین نظر بافضال کردگار ساز رکھو اپنے دلکو سمجھاؤ اور جی کو تسکین دیکر دیکھ تماشا
دیکھو تائیدین اسلام کی قدیم الایام سے ہوتی آئے ہین اور یہ تو اولاد صاحبقرانی گل گلدستۂ ابراہیمی کس باپ کا بیٹا مشہور و معروف
ہو کر جو شکنندۂ مکان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران موصوف
کا ہو جسنے کہ اپنے زور پنجۂ دست سے سمندون ہزار دست کو پست اور پیوند خاک کیا اور میدان مصاف مین دیوان پردۂ قاف کو شکست
فاش دی اس نالائق ذلیل و مقہور خدا نسطور پہلوان قدرت تعالیٰ کی کیا اصل و حقیقت ہے بھی کچھ اور ہوا و ہنبا کی اسے کھاتا ہے سوا اپنی
پیمانی سے یہ زندہ ہاتھ پانون مار رہا ہے لو ابسکے حضور ملاحظہ کیجیے گا تھوڑی دیر مین ہاتھون سے شاہزادہ رستم صولت کے پامال ہو کر جہنم
واصل ہوا چاہتا ہے ملکہ گوہر ملک نے باچشم پر آب جواب دیا کہ بیوہ یہ مین بھی جانتی ہون کہ یہ لوگ اقبالمند ہین اور ہمیشہ یہ لطف و عنایت اور تائید
غیبی اور امداد یزدی آفات و بلیات سے محفوظ رہے اور کامیاب ہوئے ہین کہ سینے کو کیونکر چاک کر کے تمہین دکھلاؤن اور اپنے دل کی بیتابی
بیتابی کو کیا کرون شعر کس سے کہین اور کون سنے اور کون ہماری مانے ہے ؛ صدمہ جو کچھ جان پہ ہے وہ دل ہی ہمارا جانے ہے ؛ گل اندام نے عرض
کی کہ قربان گئی آپ فرمایا کو سہرے سے اٹھا کر بیان تشریف لائین اور ملاحظہ تو فرمائین کہ شاہزادۂ رستم صولت کس شان و شوکت سے کشتی
لڑ رہے ہین آپکے اقدام عالی پر لونڈی ہاتھ رکھکر قسم کھاتی ہے اور غلط کہنے والی قربان گئی سر مو یہین فرق نہین سچ سچ عرض کرتی ہے کہ
ابھی شاہزادۂ عالی نے نسطور کو چھ سات قدم پسپا کر دیا تھا ملکہ یہ کلمے سنکے از بس خوش ہوئی اور پھر اس برج مین آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگی القصہ
یہ کہ چار پہر دن شاہزادۂ عالیمقدار اور نسطور بن نستار سے برابر زور کشتی کا رہا مگر دونون مین غالب اور مغلوب کی تمیز کسی کو نہوئی آخر جبکہ
دن تمام گذر گیا اور وقت شام کا ہوا گنجاب نے حکم دیا کہ ان روشنی کی تیاری جلد ہو جائے حسب الحکم گنجاب کے ہر طرف میدان مین سیکڑون ہزارون
ہزارون پنجشاخے لگا دیے سنہری گلوکھار ستیان مشعلین روشن کر کے سب پنجشاخے والے دستی بردار چار طرف حاضر ہوئے تماشائیون
کا یہ حال تھا کہ کھانا پینا وغیرہ حوائج ضروری اپنے سب بھولے ہوئے محو تماشائے کشتی تھے جہانتک نگاہ کام کرتی تھی آدمی پر آدمی گرا
پڑتا تھا سیکڑون ہزارون آدمیون کے کاندھون پر آدمی سوار کھڑے دیکھ رہے تھے اور گنجاب کا یہ حال ہے کہ اگر ذرا بھی حکیم مریخ کو غالب
اور نسطور کو مغلوب دیکھتا ہے تو بہت خوش ہو کر تعریف و توصیف دلیری اور تمتنی شاہزادہ عالم کی اپنی زبان پر لاتا ہے اور بنگاہ غور چار طرف دیکھکے
اصحاب کا منکر اور گوش بر آواز رہتا ہے اور لوگ بھی تعریف حکیم مریخ کی کرتے ہین یا نہین پس یہ بات تو مشہور ہے شعر اگر شہ روز را گوید
شب است این ؛ بباید گفت اینک ماہ و پروین ؛ حاکم اور مالک کے جھوٹ کو بھی سچ کہنا لازم ہے نہ کہ ایک بات حقیقت مین راست ہو کہ
کہ سب اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے کیونکر نہ تعریف کرتے بیشتر تو جو مزاج دان ہین وہ پہلے ہی سے واہ واہ کر دیتے ہین کہ وہ لوگ جو
انصاف پسند ہین وہ اپنے دل سے احسنت احسنت اور مرحبا مرحبا کر رہے ہین منافقین اور حاسدین نابکار بخیال اسکے کہ الناس علیٰ دین
ملوکہم بظاہر یہ مدح اور بباطن مین جلے بھنے آتش کے رشک و عداوت اور اپنی بد ذاتی سے سرنگون ہین یہ اشعار چپکے چپکے پڑھتے ہین اشعار

زہے گردشے چرخ نیرنگ ساز	کہ گنجشک دارد سر صید باز	دریغ زنبیر پی دمر بیسہ	کند روبہی جنگ نخچیر شیر

اب حال اس نسطور خوک خصال کا سنیے کہ جب ایکدن ایک رات زور کشتی کا کرتے کرتے دوسرے دن وقت دوپہر کا ہوا تب اسنے بحال
غیظ و طیش یہ کہا کہ ای حکیم زادے بس اب خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مین نے تجھے ہوشیار نہ کر دیا دیکھ پہلوان اسطرح لڑتے ہین اور زور صرف
کرتے ہین شاہزادۂ والا صفات کے لنگوٹ مین ہاتھ ڈال اور سر اپنا سینے کے پر رکھکر ایک نعرہ کیا کہ یا خداوند باختر اور زہرہ و
تمام زیر کر لیا اور سب شاگرد اس بدذات کے پکارے شعر ہر کس کہ زعد تند ہر دن گام ؛ بایست سزاے آن بدانجام ؛ ای حکیم زادے
اب استاد کے ہاتھ سے نجات پانا خیال اشکال اور بہت محال ہے اور فی الحقیقت وہ نامی شیطان پہلوان نسطور علیہ اللعنۃ العذاب اسی
زور و شور سے شاہزادۂ رستم توان عالیجاہ کو چاہتا تھا کہ زیر کر دے اٹھا لیجائے اور پسپا کرے اور کوئی اپنا پیچ کام کرانے استاد جی چلے

لیکن شاہزادۂ عالم نے زور اسکا سنبھالا بجز اسکے کہ جو دستادم تھے قیادہ بہنا کر بائین قدم پر لنگر مارا وہ بانی فساد شتاب دیوزاد دو
قدم کو بھی حرکت دیکر پانچ قدم پیچھے ہٹانے گیا چھٹے قدم پر شاہزادۂ عالم نے لنگر اپنا قایم کیا تو یہ عالم تھا کہ تابڑ توڑ دونون پانون زمین میں چھ انگشت
گڑ گئے تھے اور اب نستور حتی المقدور کوئی اپنے زور و طاقت میں قصور نہیں کرتا ہو مگر زمین نے از خود خوشی سے پانون اس عرش تمکین کے
چھوڑے نہیں اور شاہزادۂ عالم کو کسی قدرت سے پہلوان قدرت جس اور حرکت وہاں سے نہیں دے سکتا تھا اسمین نستور کے شاگردون نے
غل کیا کہ مار لیا استاد نے اور لیا ہوا اور خلیل وغیرہ جو کہ حاسد اور کینہ جو تھے نہایت خوش ہو کر نستور کی تعریف کرنے لگے گیا ہو خواجہ عطا
انجناب سے عرض کی کہ ہر چند فدوی نے جناب میں کرر التماس کی کہ نستور پہلوان قدرت ہے ایک حکیم زادے کا اسکا مقابلہ کرانا بہتر نہ
مصلحت اور صلاح دولت نہیں اب بجز مضحکہ کے اور کوئی بات پیش نظر نہیں فضل بن گیا ہو ربول اٹھا کہ خداوند تعالی نے نستور کو اپنی
زبان سے پہلوان قدرت مامور کر کے تقدیر کی ہی کہ میرا پہلوان نستور کہیں روے زمین پر کشتی سے مغلوب نہو گا کل پہلوانان عرصۂ کائنات
پر مین نے اسے غالب کیا ہی بس معلوم نہیں کہ پیر پرست نے کیا سمجھکر اس بیچارے ضعیف الجثہ عاجز اور ناتوان حکیم فاروس کے بیٹے کو اس
پہلوان جہان سے لڑوا دیا آپ کے واسطے تو کچھ موجب ضرر و قباحت کا نہیں تمام عالم میں بلاگون کی ذلت اور ننگ و حرمت ہوگی کچھ نہ کچھ
جواب نہ دیا لیکن فرط الم و غصے سے نہایت بیتاب اور بکمال اضطراب با چشم پر نم لقاے مشترک خداے دست بدعا تھا کہ یا خداوند یہ عزت و
حرمت حرم پیغمبری کے عطا کر نیکی دکھلا دے اور اس حکیم فاروس کے بیٹے کو حافظ اسد عطا اور حسب منشا اس نستور کشتی گیر کے مقابلہ مین سرخرو
کرنا اسمین فضل تیغ زن بجوش خون فرزندی نہایت غیظ و طیش میں پائی پری پر سے اٹھکر کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا کہ ای حکیم زادے تجھے
پیشہ طب اور قارورہ شناسی اور نسخہ نویسی کو چھوڑ کر پہلوانون سے کشتی لڑنا اور مباحثہ اور مقابلہ کرنا کیا فرض تھا یہ کام تیرے مستحق ہی تب
بھی جدا ہوا ہم ابھی اس نالائق کو اس تمتنی اور کشتی کا تو مزا چکھلائے دیتے ہیں اور کس طرح سے پیوند خاک کرتے ہیں کہ اسکے حال پہ یا
ور یا اور ہر خان ہو اگر یہ وزاری کرین اور واپسے ولیعہد فضل تیغ زن بھی یہ سوچ رہا تھا کہ خدا نخواستہ اگر عم بزرگوار شاہزادۂ بدیع الزمان نہ
اس تیرہ روزگار نستور ناہنجار کے ہاتھ سے زیر ہو گئے تو یہ صاحب حمیت ہین ما ننگ و شرم سے اپنے آپکو ہلاک کر دینگے اسوقت مجھے کیا لطف زندگی
باقی رہیگا میرے اسکے بظاہر و ننگل رستم کے مقابلے میں تزلزل نفسی واقع ہو سو یہ بھی بطریق امتحان شجاعت کہ بابت و ندہ قوت اور کبھی
تنہا و تیغ در میان میں آجاتی ہی وہ مہرانی جان گرامی فرہاد نثار ایک سر و پا اس عم بزرگوار کے ہی تو گویا آج ہم دونون غریب الدیار بیدرلی
کا خوف اس شہرستان میں تھا فضل تیغ زن ابھی اس سوچ میں تھا کہ وہاں شاہزادۂ عالی شان نے اپنا کلمہ زبان سے فضل تیغ زن
کی منشا و حالت غیظ کی مزاج اقدس پر طاری ہوئی اور رگ ہاشمی جوش میں آگئی تمام جہان لوحی میں اور آسمان نظرون میں تیرہ و تار تھا
جہان قدم ثابت شہسواری پر لنگر اپنا قایم کیا تھا وہان سے جنبش کر کے باواز بلند فرمایا کہ ای نستور تیرا کر و فر اور زور و طاقت تو مین دیکھ چکا اب ذرا تو
بھی خوب سا ہوشیار اور خبردار ہو کہ ایک زور میرا تو روک اور میری طاقت کا تحمل ہو اگر کچھ حمیت اور غیرت اور دعوی تمتنی اور پہلوانی کا رکھتا ہو
تو آگے بڑھا کہ اب زنہار قدم اپنا پیچھے نہ ہٹانا اور یہ کہکر زسکی بیجر کر مین ڈال اور زور ادھین مین لیکر زور اسکا توڑ دیا اور پیچھے کو دوڑ ایلا
ہر چند نستور ہر قدم پر چاہتا تھا کہ لنگر اپنا قایم کرے مگر شاہزادۂ عالم نے کہین جمنے نہ دیا اور ایک قدم دو قدم تین قدم چار قدم پانچ
قدم چھ قدم ساتوین قدم پر لپیٹا کر کے جھٹکا مارا کہ منھ کی کھا کے آگے آ رہا اسوقت اس رستم صولت سہراب توان کی یہ صورت تھی
کہ جیسے کہ شیر ژیان ایک صید لاغر کو دبوچ کر بیٹھتا ہو پشت پر اسکی چڑھ بیٹھے تو خوب سا اسکے سر کو زمین سے رگڑا اور اسکے لنگوٹ مین ہاتھ
ڈالکر نعرہ کوہ شگاف جگر سے کھینچکر سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر مار کر چاروں شانے چت تھا اسیحالت مین پھر شاہزادۂ والا مرتبت جست
کر کے اسکے سینے پر جا بیٹھا اور آہستہ اسکے کان مین فرمایا کہ ای نستور بن نستار کشتی گیر دہ جو تو اندر سے طاقت لاف و گزاف کرتا اور
نسیب ہو چلا آتا تھا کہ کہان بیلان سیستان اور کہان پہلوانان لشکر صاحبقرانی بدیع الزمان شاہزادۂ قاسم عالیشان آنکھیں کھولکر
چشم عبرت دیکھ کہ وہ کمترین بندگان خداے عزوجل بدیع الزمان تو مین ہون اور شاہزادۂ خاور سپاہ کو خداے نگاہ او کچی کر کے دیکھ

دیکھ کر وہ شہباز اوج شجاعت سامنے تیرے کھڑا ہوا اب یہ کہو کہ در شناختن پروردگار عالم چہ ارادہ داری نستور مقہور علیہ اللعن والعذاب نے جو
یہ جانا کہ یہ حکیم مریع نہیں ہے یہ شخص بدیع الزمان فرزند صاحبقران ہے چاہتا تھا کہ غل کرکے کہے کہ اے گنجاب یہ تو غضب ہو گئی تو کس
خواب خرگوش میں بیٹھا ہے حکیم زادہ نہیں ہے یہ شخص نادیدہ خدا کا پرستار بدیع الزمان بیٹا امیر حمزہ صاحبقران کا ہے کہ شاہزادہ عالیمقام
تیور اسکے دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ نالایق تاریک دل ہے کبھی مسلمان نہوگا میں اتمام حجت کر چکا اگر اب ذرا توقف کرتا ہوں تو میرا راز افشا کریگا اور یہاں
تمام کفار تشنہ خون میرے ہیں ان سب سے معرکہ رزم و پیکار ہوگا اور خوب ہتھیار چلے گا ہم دونوں چاہیئے بدرجہ شہادت فائز ہونگے پس قبل نزول
قبل لابد توقف کرنا کیا ضرور بیساختہ دونوں سے جبڑوں میں نستور کے دونوں ہاتھ اپنے ڈالکر جو زور کیا تو تمام کلہ تا بہ گلو شق ہو گیا
دوسرے زور میں تا جگر سینہ تا بہ ناف زور میں دو پرکالے کرکے پھینکدیا لاش اس جہنمی بدمعاش کی پھڑکنے لگی ادنی اعلی شاہ و گدا صغیر و کبیر پیر و جوان
زن اور مرد کہ و مہ وضیع و شریف کی زبان سے واہ واہ کا شور و غل ہوا اور صداے تحسین و آفرین اور مرحبا میدان میں چار طرف سے
از زمین تا آسمان بلند تھی گنجاب بیساختہ شاداں اور فرحاں اپنے تخت پر سے اٹھکر پکارا ایہا الناس کچھ میرے پاس اور لحاظ سے نکو
براہ حق جو واجبی اور چشم عدالت سے دیکھو وہ بہو کو اگر یہ چرخ دوار ہزار برس گردش کرے اور چرخ مارے تب بھی ایسے شہسوار عرصہ کارزار
جولانگاہ ہستی میں نہیں دیکھنے کا اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کے شاہزادہ والاشان کو اپنے سینے سے لگا کر خوب سا پیار کیا شاگردان
نستور بن فسار کشتی گیر دو پرکالے لاشہ خونچکاں اپنے استاد کے دیکھکر خنجر و تلواریں اور چوب و چماق ہاتھوں میں لے کر چو طرف سے
شاہزادہ والا بدیع الزمان نامور کے اوپر دوڑے اور شور و غل کرکے کہتے تھے او حکیم زادے تو نے بڑا غضب کیا کہ ہمارے استاد کو مار ڈالا اب
ہم تجھے کبھی جیتا نہ چھوڑینگے گیا یور خون آشام وغیرہ کہ یہ سب لعین اعداے دین اور حاسد اور عدو شاہزادہ با تمکین کے
تھے انہوں نے بھی از راہ بغض و کین بطریق تائید شاگردان نستور جہنم واصل کے ساعی و حامی ہوئے گنجاب نے ان لوگوں کیطرف مخاطب کرکے کہا کہ
یہ میدان کارزار نہیں ہے میدان کشتی تھا جسپر عنایت اور اعانت خداوندی کی ہوئی وہ مظفر و منصور ہوا پھر اب یہ حرب و ضرب کا جو ملازم جو
لے آئے ہو سب بیکار ہے ہو جو ہونے والا تھا وہ ہوا اب آپس میں لڑائی جھگڑے اور فساد برپا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں گیا یور
خون آشام نے مع فوج اپنے بیٹوں اور باتفاق بلیل دراز ترکیب شاگردان نستور تیرہ انجام کے بہت سی سعی اور سفارش کرکے عرض کیا کہ
یا پیغمبر مرسل شورش اور داد و بیداد شاگردان نستور کی برحق ہے حکیم مریع نے فقط پشت زمین کرکے چھوڑ دیا ہوتا جو طریقہ کشتی کرنے کا ہے گو
یہ زیادتی اور تیز دستی نہیں لازم تھی کہ پہلوان قدرت کا کچھ مطلق پاس و لحاظ نہ کیا اور نہ اصلا آداب پیغمبری کا خیال کیا حکیم مریع کو خوف
خداوند لقاے بے بقا کا واجب تھا اور قہر خداوندی اور غضب پیغمبری سے ہر ایک کو خائف اور اندیشہ ناک ہونا چاہیے اسکی کیا وجہ تھی کہ اسنے
اسکی چھاتی پر چڑھکر مار ڈالا یا پیغمبر مرسل آپکو عدالت اور انصاف کرنا چاہیے اور ریاست بے سیاست نہیں ہوتی گیا یور وغیرہ برابر
تو ابھی یہ گفتگو کر رہے ہیں مگر شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم یعنی فضل تیغ زن نے جو شاگردان نستور کو ہجوم کرکے دست بقبضہ شمشیر بر شاہزادہ
بدیع الزمان آتے دیکھا بیساختہ مانند شیر ژیان نہایت غیظ و غضب میں ڈال قبضہ مبارک افراسیابی پر ہاتھ ان سب پر جا پڑا اور
بے خوف و خطر دوڑ کر جسکے تیغ ماری دو پرکالے کرکے گرا دیا ستر باقی نہ رکھا آن واحد میں پانچ سات ان فتنہ کیشان بدذات شاگردان نستور
ابلیس صفات جہنمی کو جہنم واصل کر دیا دس پانچ زخمی اور مجروح خاک پر لوٹتے پھرتے تھے باقیماندہ بھاگ کھڑے ہوئے گیا یور خون آشام
یہ تماشا دیکھکر خدمت گنجاب پھر عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل یہ کیا خداوندی اور منصفی اور ظلم سرکار میں ہے کہ وہ حکیم صاحب تو کشتی ہی سے اگر
اسکے ہاتھوں سے نستور بن فسار کشتی گیر ایک قتل ہوا یا مارا گیا تو خیر ہوا ایک اور یہ بزرگوار کون ہیں جنہوں نے بیوجہ بے سبب پانچ سات اسکے
شاگردوں کو جان سے مار ڈالا اور سیم دختان خوب اللہ یاروں کے بر سر قتل اور آمادہ خونریزی ہیں اور کوئی ان مقتولوں اور زخمیوں
کا داد رس اور باز پرس کرنیوالا نہیں گنجاب نے ہمایون بن شداد کو حکم دیا کہ یہ شخص تمہارا رفیق ہے یا کوئی عزیز یگانوں میں ہے اسے کیا
مداخلت کیا واسطہ ہے جو شاگردان نستور کو قتل کر رہا ہے جلد اسے جاکے روکو اور منع کرو شاہزادہ بدیع الزمان برابر گنجاب کے کھڑا تھا یہ کلمہ

مارے جا بیٹھے یہ سوچ کر بدیع الزمان نے گنجاب کے سامنے وعدہ کشتی لڑنے کا قاسم سے کیا گنجاب نے جانب ہمایون بن شداد مخاطب ہو کر کہا
صاحب مجھے یہ سبب کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ فضل تیغ زن کو بدیع الزمان سے کیا عداوت ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے عرض کیا کہ یا نیّر
مرسل یہ لوگ عیار اور دلاور مشہور شعار شجاعت آثار ہیں ہنگام غیظ و کین لاکھوں میں کروڑوں میں انکی آنکھ نہیں جھپکتی آپ اسکو خصومت
نہ سمجھیں یہ ان لوگوں کی خصلت اور عادت ہے قاسم نے یہ کلمہ سنکر برخندہ کیا اور کہا کہ شاہزادہ بلند اقبال صاحب میں اس نرم نرم باتوں پر
تمھاری ہرگز رضامند نہیں ہونے کا تاوقتیکہ سر میدان تمھیں پشت بر زمین کر کے آسمان نہ دکھا دوں اور تمھاری مشکیں نہ باندھ لوں
بدیع الزمان متبسم ہو کر فرمایا کہ بہت بہتر یا تم میری مشکیں باندھنا یا میں تمھاری گیا ہو رخون آشام نے از راہ عداوت گنجاب سے عرض کیا کہ
یہ دونوں صاحب اسقدر کشتی لڑنے کی رکھتے ہیں اور اسی بات کا مباحثہ و مجادلہ کر رہے ہیں پھر آپ حکم کیوں نہیں دیتے انکی کشتی کا بھی
تماشا دیکھ لیں گنجی نے کہا کہ ای گیا ہو رتیری عقل و شعور سے یہ بات کنایت دور ہے ہرگاہ دو دن اور ایک رات کامل گذرے شاہزادہ
بلند اقبال نے منستور کشتی گیر ایسے پہلوان قدرت لقا سے زور کشمکش کا کر کے اسے مارا ہے اور اسوقت تک کوئی شے کھانے کی قسم سے کھائی
نہ پانی پیا نہ دم بھر بیٹھ کر آرام کیا جائے بشریت ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں ابھی اجازت دوں فضل تیغ زن نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں مجھے
بھی تو یہ امر منظور نہیں سبب یہ کہ اگر میں نے چت پٹ زیر و زبر کر کے انکی مشکیں باندھ لیں تو بھی عذر باقی رہ جائیگا کہ ہاں بہت تھکے ماندے
تھے لہذا کل کے روز اسی میدان میں بتعمل کشتی کریگے جو گان میری اور انکی کشتی کا سب صاحب تماشا دیکھیں چنانچہ یہ رضامند
ہو لیں گنجاب نے بھی ناچار ہو کر سنجانی کو حکم دیا کہ تمام شہر میں منادی کرو کہ کل صبح کو شاہزادہ بلند اقبال اور فضل تیغ زن سے زور کشتی
قرار پایا ہے تماشا دیکھنے کو جسکا جی چاہے آئے بعد پھر اس حکم دینے کے شاہزادہ بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ ای فرزند اب مرکب پر سوار
ہو اور چلو چنانچہ شاہزادہ بلند اقبال کو اپنے ہمراہ سوار کر کے بکمال حشمت و صولت تمام و شوکت ما کلام شادیانے بجواتا چلا اور منستور کشتی گیر کی
لاش کے واسطے سنجانی عیار کو یہ حکم دیا کہ یہ شخص پہلوان قدرت مشہور تھا بہتر اور مناسب ہے کہ اسکی لاش کو اسکے شاگرد اٹھا لیجا کر دفنا دیں
قدرت خداوندی میں بعید ہیں اور اسکے مرنے کا کچھ اندیشہ نہ کریں انکی نور وز کو خداوند اپنی قدرت کاملہ سے پھر زندہ کریں گے اور حیات
تازہ بخشیں گے بارے گنجاب اپنی دولت سرا کو روانہ ہوا اور یہاں اسی وقت حسب الحکم اپنے مالک کے سنجانی عیار نے دونوں پہلوانوں کو بہ
تو بنقدمہ بلند اقبالی کہ خبردار جو کوئی صغیر و کبیر حکیم بدیع نام لیگا اسکا گھر بار تاخت و تاراج ہو جائیگا اور زبان اسکی قطع کروا دی
جائیگی دوم در باب کشتی شاہزادہ بلند اقبال بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور فضل تیغ زن بروز یوم موعودہ فردا از جہت احضار اہالیان
دربار اور سرداران والا اقتدار اور وضیع اور شریف ادنی اعلی تمام رعایائے شہر کے منادی کروادی اور اسوقت سے ہر گلی کوچے میں ہر ایک
کی زبان پر یہی چرچا ہو رہا تھا کہ شاہزادہ بلند اقبال ایسے دلاور زبردست رہے کہ جنہنے قہرمان عجم کی کمان کو تنکے کی طرح سے توڑ کر پھینکا
منستور ایسے کشتی گیر پہلوان قدرت کو خداوند کے بخوف و ہراس مانند ایک چھوکرے کے زیر و زبر چت پٹ کر ڈالا اور قتل کر پاس جہیر کر دیا
کر کے لڑال دیا فضل تیغ زن دیوانہ ہے یہ انکے ساتھ کشتی لڑنے کا ارادہ جو صلاکر بیٹھا ہے بعضے لوگ جو سن رسیدہ اور تجربہ کار ہیں وہ یہ بات
کہتے ہیں کہ صاحبو تم اپنے جی میں یہ غور کرو اور ذرا انصاف سے سوچو کہ یہ تو تیغ کسے بھی کہ حکیم بدیع یعنی اب جسکو شاہزادہ بلند اقبال ثانی
بدیع الزمان گرد لشکر شکن گنجاب نے خطاب عطا کیا وہ منستور بن نستار کشتی گیر سے چت پٹ کشتی مار کر جیت لیں گے یہ قدرت خداوند تعالی
چاہے زبردست سے زبردست کو پست کر دے چاہے چیونٹی سے فیل مست کو شکست ہو اوے کیا عجب ہے کہ فضل تیغ زن کبر و غرور شاہزادہ
بلند اقبال کا شاد ہو سکا اور مندیر کرے اب حال فضل تیغ زن یعنی شاہزادہ خاور سپاہ کا سنئے کہ گنجاب بلند اقبال ہوا لا خطاب ثانی بدیع الزمان
گرد لشکر شکن کو اپنے ساتھ سوار کروا کے لے گیا تب ہمایون بن شداد بھی فضل تیغ زن کو منت سماجت کر کے اپنے ہمراہ اپنے خیمہ گاہ میں لے
داخل ہوا اور اپنے دل میں کمال متردد اور مشوش تھا بخیال شاہزادہ بلند اقبال کے زور و طاقت سے کہ فضل تیغ زن کو مقابلے کی کیا
مثال اور مجال فی الحقیقت یہ شخص مجنون ہے اور دونوں باپ بیٹے از قبیلہ قاسم کے مزاج سے بھی بخوبی آگاہ ہیں در حالیکہ

کات اس مفصلاً اور مشروح تیرے روبرو نہ بیان کرونگا تیرے ذہن اور فہم مین کچھ نہ آئیگا اور مدار اس بات کا یہ ہے کہ مذہب حق اختیار کرنا
ہی اگر تو اس دین باطل کو ترک کرکے ملت بیضاء دین اسلام کو قبول کرے تو کیا مضائقہ ہمایون بن شداد نے عرض کیا کہ مین آج سے
لقائے مشرک خدا پر لعن و نفرین کی اور امیدوار ہون کہ جو طریق عبادت اور خداپرستی اور یزدان شناسی کا ہو وہ مجھے ہدایت کیجئے کہ مین
بصدق دل اسکو قبول کرون شاہزادہ خاور سپاہ نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا اور ہمایون از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکر مسلمان ہوا اسوقت
شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم نے اٹھکر ہمایون کو اپنے گلے سے لگا لیا اور از ابتدا تا انتہا اپنا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کا حال اتنی تربیت
اور مقید و دنگل ستمگر تھیہ مین نزع نفسی کا آنا اور سبب وارد ہونیکا ملک سنجان مین بدریعۂ تقشق ملکہ گوہر ملک مدد و ہمایون کے بیان فرمائے ارشاد
کیا کہ اے ہمایون بن شداد اسوقت کی یہ بات ہماری تم یاد رکھنا کہ جب عرصہ مین یہ تمام ملک اسلام آباد ہو جائیگا اور شمشیر عنقریب اس سرزمین میت
کفر اور کافری کی بیخ و بنیاد نقرنی کیلی اور یہ لقائے مشرک خدا اس ذلت و خواری سے مارا جائیگا کہ اسکے حال پر ہامین دریا اور مرغان ہوا
گریہ و زاری کرینگے متواتر از روئے پرچۂ اخبار ہمکو معلوم ہوا کہ شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد مع فوج دریا موج اور لشکر نصرت اثر لیسپادر حلبی بن
ظفر اعتصام امیر حمزۂ عالی مقام کا و دنگی کہ دو سوار سرخیل دستگاہ لقا کو زیر و زبر کرکے ملک بربر کو مسخر کر چکے ہیں اور عزیمت اس دیار سنجان کی تہیہ
جہاد اور کفار کشی کے فرما چکے ہیں بس اے ہمایون بن شداد یہ جو تو لطیب خاطر ایمان لایا اور مشرف باسلام ہوا انشاء اللہ تعالی بالعوض
اسکے اپنے رتبہ اور مرتبہ اور ماند یادہ عزت اور آبرو کو بارگاہ سلیمانی مین کر جہان باتحزار کمین سرداران نامی ہیں نان گرامی جوانان صف شکن اور
شیر افگن دلاوران تہمتن اور ہمسران شجاعت شعار شہامت کردار حاضر رہتے ہین یہ طرز دکھینا اور خدا کرے کہ شداد شاہ پدر ہمایون کو بھی مسلمان کیا
اور وہ بھی بصدق دل کلمۂ طیبہ پڑھکر ایمان لایا اور یہ دونون باپ بیٹے حلقہ بگوش ہو کر سابق سے دو چند محبت اور جان نثاری رکھتے
تھے ابتو گویا اپنا پیرو مرشد آقا سے کونین فضل متعززین یعنی شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کو سمجھتے ہین لاکھ جان دل سے اطاعت و فرمانبرداری
شاہزادۂ قاسم کی پیشانی تو کو دیکھتے ہین و سعادت دارین جانتے ہین خفیہ خفیہ انکے طرف شاہزادہ کو ہدایت کرکے سیدھے طریق پر لانے اور کلمۂ شہادت
پڑھانے کے اور بھی مسلمان کیا جب مان شداد شاہ نے عرض کیا کہ اتو غلامون کو آپکی اور شاہزادے بدیع الزمان کی قوت اور یگانگی کا حال
مفصل معلوم ہو گیا فقط ایک تردد لاحق ہے کہ کل جسکو آپ کے اور شاہزادے بدیع الزمان کے کشتی قرار پائی ہے اور دیوان لاکھون کفر بکا
آپ دونون صاحبون کے جامہ و وجود مین اور آپ دونون جانتے ہی غریب الدیار غریب الوطن ہو کوئی یار نہ مددگار خدانخواستہ اگر دونون
صاحبون مین کسی کو چشم زخم پہونچا یا خدانخواستہ کوئی ضائع ہو گئے تو پھر دوسرے صاحب کا اپنی نسبت کیونکر گوارا ہوگی وہ بھی قصد اپنی
ہلاکت کا کرینگے سنئے یا حضرت لقا شیطان فرخوشت آپ دونون صاحبون کا اس مناقشہ نجاوینے مین کسی صورت پر رازنشا ہو گیا تب بھی
بجا مین غلامون کو بڑا تردد ہو کہ انجام اسکا کیا ہوگا شاہزادۂ قاسم نے کہا شکر کرو سازۂ ابحکار کار راست و فکر او در کار ما از دراست اے شداد
شاہ جو کہ حق محبت اور دوستی اور دولتخواہی اور خیراندیشی کا ہوتا ہے وہ تو ادا کر چکا اور یہ سب گفتگو تیری بجا اور بکار ہین مگر اس مقدمے مین مداخلت
کرنی نہ چاہیے جبکہ جنگ حرب و ستیز کو محفل نشاط اور بزم انبساط جانتے ہین اور جو یقین کی ماسل ہو کر تار قدر رشتۂ حیات منقطع ہوگا اسوقت
ملک الموت کبھی توجہ نفرمائینگے اور علی ہذا القیاس درد رکو اس سے بازنہ شیشہ پر دو دوگا کیسے نقش اور عناد اور بدہ و مکار سے ہمارا کچھ
مضرت و خطر نہین ہے مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تراست شداد شاہ اور ہمایون بن شداد نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ ارشاد فرمائے
ہمکو ذوق شوق آمنا و صدقنا اور برحق اور بجا مگر تسلیم کرنا واجب ہے دوسری کیا تاب و طاقت جو جواب دیسکین کس لیئے کہ حلقہ غلامی کا اپنے
کانون مین ڈالکر آپ کو اپنا آقا سے کونین جانتے ہین مگر یہ بات خدمت عقل اور بعید از قیاس ہے جو منظور نظر اقدس ہو بہتر اور مبارک
غرض یہان قاسم اور شداد شاہ اور ہمایون بن شداد سے یہی تذکرہ اور مباحثہ تھا مین ہو رہا تھا اب دیکھئے

اب تھوڑی داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب گنج بے حد شاہزادۂ عالی جناب علی مقام کو شاہزادۂ بلند اقبال شاہ بدیع الزمان رو لشکر تحمل دعاب دلیر صادی جیرہ دی خرد

تو ہائے بیدماں آفت روزگار نکلا اسوقت عجب طرح کا وسواس میرے دلکو ہوا ہے اور یہ بن مکر کو ہر طلب کہ پیچ میں نہ پڑی اسیون جسوقت
کہ خوش بیٹھی ہوئی تماشا کشتی کا دیکھ رہی تھی پسینا ہو شہزادہ بدیع الزمان کا دیکھ کر پسینے پسینے ہو گئی اور ایک حالت غش کی طاری ہوئی حالت
بیقراری مین بصد گریہ و زاری کہتی تھی کہ ای خداے پاک یہ تو ہیچ مدان ہیچ میرز ہر طرح پر عاجز و مضطر ہے اسوقت عجب طرح کے فتنے و عذاب الیم مین مبتلا ہون کہ
کسکی فتح کی دعا مانگون اور کسکی شکست کیواسطے استدعا کرون وہ کون ہے یہ کون ہے خدانخواستہ اگر ایک کا اندونہ بھی بال بیکا ہو گیا تو مجھے خود کشی کرنا
ہی ہوگی اے مالک الملک اپنے انکو زندہ رکھیگا خداوندا تو کارساز حقیقی ہے امیدوار ہون تیری قدرت نمائی اور کارسازی سے کہ ایسا کوئی سبب کر کہ ان دونون بیچارون
کی آبرو و جان بچے اور صحیح وسالم اس معرکہ کشتی سے نجات پائین ابھی یہی دعا مانگ رہی تھی کہ دفعتاً نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان گوش زد ہوئی گھبرا کر
اٹھ بیٹھی اور اسی بیچ سے جو خیال کیا تو دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد شکر شکن نے جا بجا قدم پیچھے ہٹ گیا تو خود دیکھا اور غیرت سے اس بیکار
زمین و زمان تا بہ آسمان نظر و نہین تاریک ہو رہا تھا ایک معلوم ہوا پانچ گز و دراز تا بزانو زمین مین دھنس گیا تھا اور ہر چند قاسم نے زور کیا کیا مجال تھی کہ
ایک وجب ہٹا سکتا اور اسوجہ طرفین سے زور کشش کیے ہوئے کہ دونون کے پاؤن تا بزانو زمین مین غرق اور بدن عرق عرق ہو گئے اسوقت وہ نعرہ
شاہزادہ بدیع الزمان نے کر کے کربند مین قاسم کے ہاتھ ڈالا اور سر اپنا سینہ مین قاسم کے مارے اور ڈالا اور پسپا کر چلا تو شوت غضب سے رنگ تمام جسم پر کھڑ
ہو گئے اور تھر تھر مین کمتر آ گیا تھا دونون کی آنکھین خون آلودہ تھین کچھ پیش بیش و ہلنے کی یہ خیال تھا کہ مین بدیع الزمان ہون اور یہ قاسم ہے اور مین
بچا ہون اور یہ بچا ہی ارادہ تھا کہ اب سے نقش زمین دریہ خود زمین کر دون اور قاسم کا یہ حال کہ یہ کس کشش زور کر چاہتا تھا کہ قدم اپنا قائم کرے اور
قدم اپنا پیچھے نہ ہٹنے دے کہ استغفار ذکر کیا تھا کہ یہ قدم اسکا ٹھہر سکتا طرفہ اسین مین سات قدم پسپا کر کے چاہتا تھا شاہزادہ بدیع الزمان کہ کمر قاسم کا
زمین سے اکھاڑے کہ ناگاہ ایک گولہ خاک کا اٹھا اور غلطان اور پیچان بہ زور و شور سے اندر اس اکھاڑے کے ممتور ہو گیا اور عجیب غریب صدائین
وحشت اثر آوازین تشتیل فرمائین سے پیدا ہوئین کہ تمام تماشبین اور سرداران گنجاب از امل تا علی شاہ و گدا میر و وزیر بادل پریشان ہو گئے اور
کہنے لگے یا خداوندا یہ کیا بلا نازل ہوئی انتہا یہ کہ دونون دلاور یعنی شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم اس گولے مین مخفی اور پنہان ہو گئے سب دونون
دیکھا کہ وہ گولہ بلند ہونے لگا اور فضل تیغ زن اس گولے کے ساتھ اوپر اٹھا چلا جاتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ جسطرح کوئی زبردست شخص فضل
تیغ زن کی کمر مین ہاتھ ڈالے اٹھائے لیے جاتا ہے شاہزادہ بلند اقبال بطاہر خشمگین اور باطن مین بکمال رنج و آلام بچشم حیرت قاسم کو دیکھ کر کہا
کہ او دیوانے کسی اپنے دوست کو سکھا رکھا ہوگا کہ وہ اسوقت میرے پنجہ زور سے تجھے بفریب نجات دلا کے لیے جاتا ہے اور قاسم بے دست اسکے
کہ اس بلا مین مبتلا ہو پاؤن زمین سے اکھڑ گئے ہین مفصل جو بہت وہا ہے لیکن اسحالت مین بھی ویسی ہی گفتگو سے جہالت کے جواب دیا کہ او کشتی گیر
یہ زندہ نہین یہ کوئی تیرا ہی اور مددوست ہے جو کہ تجھے میرے ہاتھ سے جانبر ہونے نہ دیگا اسوقت تیرا ہیشر بد حال ہوا اور مجھے بزور بحر لیے جاتا ہے
غرض یہ کہتے کہتے قاسم نظرون سے ناپدید ہو گیا اور تماشائیون مین ایک ہنگامہ یوم النشور رہا تھا ہر ایک موافق اپنے اپنے فہم و قیاس کے بقدر
شاہزادہ بلند اقبال اور فضل تیغ زن اپنی اپنی رائے کو دخل دیتا کوئی تو کہتا تھا کہ اس دیوانے کو کوئی دیو زاد اٹھا لے گیا اور کوئی کہتا تھا کہ نہ تیغ کو
ثابت ہوا کہ یہ حکیم زادہ ساحر زبردست ہے ورنہ دستور ایسے پہلوان قدرت کو مرتے ہوئے کہ جسے کیطرح پر بچھاڑ کر پھینک دیسکتا تھا اور اسی طرح جب
اسنے دیکھا کہ مین فضل تیغ زن کے ہاتھ سے زندہ نہین بچتا تب اسنے سحر کیا اور کوئی جادو کا بیر گولا بنکے فضل تیغ زن کو اٹھا لیگیا ہے غرض اسیطرح
اپنے طور پر ہر ایک شخص گفتگو کر رہا تھا مگر گنجاب جو یہ شاہ دیکھ تو نہایت خوش ہو کر قہقہے مارتا سیٹی بجاتا اپنے سرداروں کی جانب مخاطب ہو کر
کہنے لگا کہ تم سب لوگ کچھ سمجھے ہو کہ یہ کیا امر ہے قدرت ہے اور فضل تیغ زن کو کون کہاں لیگیا اہلکارون اور سردارون نے عرض کیا کہ ہم غلامون کی
اسقدر سمجھ کہاں اور ادراک کہاں کہ مقدورات خداوندی مین مداخلت کرین اور کنہ حقیقت کو سمجھین یہ رتبہ اور مرتبہ خداوند نے آپ ہی کو عطا کیا ہے
رازِ سربستہ اور اسرار قدرت خداوندی کا آپ سے مخفی اور پنہان نہین ہے حضور تو ہی محرم تھا کہ راز و مقدرات کا کسکی خیال مین تیرے پر اسکے مخارج راز
پنہانی ہے گنجاب نے ہنسکر کہا کہ فی الحقیقت اسمین سر مو بھی شبہ نہین اب مین ملخص یہ حال مفصل کہتا ہون او راس سے اصل کو کس سہولت سے
حل کر کے تمہارے ذہن نشین کرتا ہون کہ تم میری ہی پنجبر کہ فضل تیغ زن از بسکہ جاہل مطلق اور دیوانہ نہایت گستاخ تھا تو اسکی حرکات خلاف

اور شاہزادہ عالم بروز بدستور معمول دربار میں گنجاب کے آتا اور بوقت برخاست دربار پھر اُسی باغ میں جاکر سرگرم عیش و نشاط رہتا اور ہم
عمر میں اور مصاحبین اہلکار اور سرداران اور بڑے بڑے شاہ اور شہریار اور روسائے نامدار متوسلین و متعلقین اور ملازمین اور عاملان گنجاب میں اب
کوئی ہم پلہ اور ہم رتبہ شاہزادہ والا جناب کا نہیں ہے دنگل شاہزادہ عالی مرتبت کا متصل تخت مہر پیکر بچھتا ہے اور جہاں تک کہ بارگاہ نشین ہیں سب بالا
آداب اور حفظ مراتب شاہزادہ بلند اقبال کا بھی بجان و دل کرتے ہیں مگر گیا ہور خون آشام وغیرہ چند سردار تیرہ انجام بازرادہ تیرہ دلی اور خبث باطنی
کے روز اول سے مدوجان بنے ہیں یہ البتہ اقتدار اور اختیار اور مزاج اور حاجب اور مراتب عالی شاہزادہ عالیشان کو دیکھ دیکھ کر آتش حسد میں رات دن جلا
کرتے ہیں مقدار ہمہ و نیاسازی اور ظاہرداری پیش آتے ہیں اور ہر وقت کینگے میں رہتے ہیں مگر خدا ہوا اور اختیار کا کبھی کچھ نہیں چلتا ہے اگر وزیر کی نقل کر
تقاعدہ بستر مجھکو تمہاری دربار میں جمع ہیں اور سرداران خاموش علم ہو کر اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے ہیں شاہزادہ والا خطاب بدیع الزمان بھی
جاہ تخت گنجاب کے اپنے دنگل پر بیٹھا ہے اور گنجاب تعریف اور توصیف شاہزادہ عالی کی کر رہا ہے چند سرداران راستی کیش اور حق گو ملازمان خیراندیش
سرکار کے تو بخلوص نیت اور بدل ان اوصاف اور امور [illegible] سکے اور چند اشخاص حسب مرضا و مرضی اور خوشنودی خاطر حضور ولی نعمت لب کشا
کے ان میں ان ملازمین حق اور ہیکار رہے ہیں کہ بیساختہ گنجاب کے منہ سے نکلا کہ شاہزادہ بلند اقبال کی شجاعت اور رقت اور مستعدی اور تہور اور
جرأت اور زور و طاقت میں تو کچھ کلام کرنے کی جا نہیں لیکن طریقہ حرب و ضرب اور قواعد اور قوانین سپہ گری سے شاید کہ ابھی آگاہ اور مطلع نہیں ہیں
لہذا منظور خاطر اقدس ہماری یہ بات ہے کہ اگر کوئی شخص جہاندیدہ اور جنگ آزمودہ اس فن میں مہارت رکھتا ہو تو شاہزادہ بلند اقبال کی تعلیم کو
مقرر کریں عشقر اصولانی وزیر باتدبیر نے عرض کیا کہ ملازمان سرکار مہر پیکر ایسے ایسے جادو اور صاحب جوہر اور باکمال آنجناب روزگار ہیں کہ اقبال عالی
سے شاہزادہ عالم کو چند روز میں آداب سپہ گری بخوبی سکھلا سکتے ہیں گنجاب نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو مگر ہم ایسے شخص کی تلاش میں ہیں کہ وہ بجمیع
صفت موصوف ہو اول تو یہ کہ عالی خاندان صحیح النسب نجیب الطرفین قوم اشراف سے ہو دوم یہ کہ سن رسیدہ جہاندیدہ جنگ
آزمودہ عقیل اور فہیم ہو سوم یہ کہ قانون مصاحبت اور فنون سپہ گری سے بخوبی آگاہ ہو تاکہ حسب دلخواہ باطاعت و فرمانبرداری شاہزادہ
بلند اقبال کے مزاج میں داخلت اور آنکی طبیعت سے وقفیت حاصل کرکے اس خوبصورتی اور سہولت سے قاعدے فنون سپہ گری کے بتلادے
کہ شاہزادے کو خود ذوق اور رغبت اس طرف ہو اور بدل خاطر ہو کر سیکھے اور صحبت میں بھی ناگوار اوقات نہ ہو حسب اتفاق ترک جوشن پوش بھی ایک سردار
جلیل القدر اور محکوم درباری گنجاب کا کئی انجوت و توقیر اسکی دربار میں بہت ہے اور نہایت مرد دلیر فنون سپہ گری سے آگاہ جہاندیدہ اور سن رسیدہ اور
علم آموز رسم و حیلہ و عیار اور فریب علم شعبدہ اور سحر میں بھی صفت موصوف ہے ایک کرسی پر بیٹھا تھا وہ یہ گفتگو گنجاب و عشقر اصولانی کی سنکے اٹھا اور حضور
گنجاب کی دست بستہ ملتمس ہوا کہ اگر شہنشاہ بدولت و سطوت مہر پیکر اس بندہ کو واسطے تعلیم قواعد سپہ گری بخدمت شاہزادہ بلند اقبال سرفراز ہو تو قبل
از زوال مہر سپہر [illegible] کرتا ہے کہ روز تحصیل علوم اور فنون سپہ گری سے شاہزادہ عالم کو بخوبی بہرہ ور کرے اور کوئی دقیقہ استادی کا اس فن میں
فروگذاشت نہ کرے گنجاب بھی ترک جوشن پوش کی استادی اور فن سپہ گری اور عزت علو مرتبہ سے مطلع تھا اس التماس کے سبب مطلع اور پسند خاطر ہوئی اور فرمایا کہ
اے ترک جیسا شخص معزز با کمال ہم ڈھونڈتے تھے خداوند تعالی نے بسعی و تلاش تجھے بہم پہنچایا اور ہم نے آج کی تاریخ سے تجھے شاہزادہ بلند اقبال کی رفاقت میں
معین اور مامور کیا لازم ہے کہ شاہزادہ روز باطاعت وقت شاہزادہ کے حاضر رہتا اور تعلیم فنون سپہ گری میں کوشش بلیغ کرے جتنا جلد اُن کو طیار کرے گا اسیقدر خوشنودی
خاطر ہماری اور باعث ازدیاد عزت و آبرو کا ہوگا ترک جوشن پوش نے آداب بجا لاکر عرض کیا کہ یہ غلام دعا کرتا ہے کہ اقبال عالی سے ایک سال کے عرصہ میں شاہزادہ
بلند اقبال تمام علوم اور فنون سپہ گری اور مکر و حیل و فنون سے بخوبی آگاہ اور ہوشیار ہوکر دستیار اور فرزانہ ہو جاینگا اور بڑے بڑے استادوں میں
شاہزادہ عالی کے شمار ہونگے القصہ جب وقت برخاست دربار کا ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان اور گنجاب کو مجرا کر کے رخصت ہوا ترک جوشن پوش بھی ہمراہ
مکان تک شاہزادہ بلند اقبال کے باتیں کرتا ہوا داخل باغ نازل کی خیمہ میں ہوا اور اسکی وضع اور ترکیب اور تقریر دلپذیر سے شاہزادہ والا گہر بہت خوشنود ہوا
اور اُسی باغ میں ایک مقام طلعت مہر ترک جوشن پوش کی سکونت کیواسطے عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ جو کچھ تمکو حاجت اور ضرورت در پیش ہووے
بے تامل بیان کرنا ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ اب یہ غلام یہی استدعا اور التجا کرتا ہے کہ تا قید حیات اپنی دولت آپکا اپنے ہاتھ سے [illegible]

تصدق ذوق مبارک ہو کر سرخروئی دارین حاصل کرے القصہ بعد اس گفتگو کے ترک جوشن پوش نے عرض کی کہ شاہزادہ عالم اول ورزش کی
میں ورزش یعنی ڈنڈ اور مگدر اور لیزم کی بھی کسرت لازم اور مقدم ہے حضور ڈنڈ دس بیس بیس پچاس شروع کریں اور ہلکی جوڑیاں مگدر کی
استعمال کریں اور لیزم کے دس بیس ہاتھ ہلائیں تاکہ دم بڑھے آپ نے فرمایا کہ ان میں نے یہ کسرت اور ورزش تو کی ہے لیکن میں جانتا ہوں کسرت
وہ ہو ایک ہاتھ بانک بنوٹ کی اور تیراندازی وغیرہ سپاہی کو چاہیے وہ تم مجھے بتلاؤ ترک جوشن پوش پیرن بانس کی تیلیوں کی ریشم سے بنی
ہوئی بہت خوبصورت چھوٹی چھوٹی اور بڑی بڑی سوا سوا گز کی مدور بنی اور گز کے بلے بلے بچن کو لڑکی گڑی اور بانس کے چرکے تحفہ تحفہ بنی
خوش قطع اور بہت خوشنما اور بانس در بید کی بنی اور سقرلاتی اور بند تھیلی خول اُن پر چڑھے گریبان پر چون کی تخمی نرم نرم بڑے تکلف سے بنی ہوئی
اور چند گز کے اسطرح کہ کام میں کر تو بھاری بھاری گز بانسوں کی اور بعضوں میں کچھ لادی ہوئی اور بعضوں پر چون پر گریبان فقط چمڑے کی لٹو
اور خول ندارد سقدر بھاری لیکن کر دفعتہً ہر کس و ناکس نامہ کے کسرت کرنے کا ذکر و مذکور کیا ہوا اپنے مکان سے منگا کر ایک صحن باغ میں جا کے
تعلیم مقرر کی اور وہاں ایک طاق بہت خوبصورت بنا کے پنڈول مٹی سے لپوا دیا اور یاسمین شیرینی اور ہار گجرا خوشبو کے لٹکائے اور ایک چراغ
روغن زرد سے مملو اس طاق میں رکھوا دیا اور کچھ چند نوکر ان شیرینی کی آگے تکے رکھیں بعد ازاں شہزادہ بدیع الزمان سے ملتمس ہوا کہ حضور کسرت
کی ایک استاد اس فن کی اپنی اپنی وضع پر کرتے ہیں چنانچہ ضرور ہے کہ ایک ایک حاشیہ علی مدد اور ایک حاشیہ دکھنی نہایت پسند ہے شاہزادہ والا رتبت
نے پوچھا کہ اے ترک جوشن پوش علی مددی کیا طرز ہے اور دکھنی حاشیہ کس طریق پر ہے اور دونوں کے فرق اور تفاوت اور فائدے بیان کر ترک
جوشن پوش نے بیان کیا کہ علی مددی کسرت کی اول تو سپر یعنی چھوٹی پھری ہوتی ہے اور گتکا بہت ہلکا لیتے ہیں اور داہنا پاؤں آگے بڑھاتا ہے اور
سپر کا ہاتھ چلتا پھرتا اور [illegible] لنگوٹ بندھ [illegible] پشت سراپا [illegible] وغیرہ بیچ [illegible] شاہزادہ کو کھلاتے ہیں
اور چار ہاتھ سپاہ [illegible] اول [illegible] بیان کھلاتے ہیں جب [illegible] دیکھا کہ شاہزادہ مشاق ہو گیا تو چوٹ [illegible] وہ چوٹ استادوں کی جو
سینہ چلی آتی ہیں بتھانے میں [illegible] حقیقت میں بہت خوب ہے لیکن [illegible] پھرتی چالاکی ناک [illegible] میں بہت چاہیے جہاں سر جھک کر
نہیں چوٹ سکتی اور چوٹ حریف کی پہونچی وہاں گز کے سے بچاؤ کر لیتے ہیں اور دکھنی کسرت کا جسے راوی کہتے ہیں اور راوت لوگ کرتے ہیں اس میں فقط
وہی چوٹ حریف کا دیکھنا اور پوری چوٹ اپنی بچانے اور جسم کے محفوظ رکھنے کا یہی قاعدہ اور راستہ اسکی اس طریق اور انداز پر ہے کہ دونوں
پاؤں برابر کھڑا میں فرق رہے مثل کمان خمیدہ قامت ہو کر بہت بڑی سپر اپنے منہ کے مقابل [illegible] ہاتھ کے سپر کو تانے اور داہنے ہاتھ سے گتکا
سر سے ملائے ہوئے جہاں کھڑا ہے تا وقتیکہ حریف چوٹ نہ ڈالے اور جنبش طرف ثانی کے ہاتھ کو نہ ہو آپ چوٹ دفعتہً اپنی یا سپر کے سے اور چھوٹ کرنے میں
بھی خائف اور ترسان ہو کر پیچھے کو قدم نہ ہٹائے اسکی چوٹ کے ساتھ اپنا وار کرتا ہوا فقط داہنا قدم بڑھائے جس قاعدے سے کھڑا ہو دونوں پاؤں
سے برابر بڑھتا ہوا [illegible] کھلنے پائے اور حریف کو مارنے فقط ایک اپنے سپر کی چوٹ اور گھرا [illegible] کا خیال رکھے باقی کوئی بالشت بھر [illegible]
اور کسی چوٹ کا حریف کی کسی طرح سے اپنے [illegible] دفعتہً اور [illegible] و خوف کرے حریف اگر بس لیکر کھڑا ہوگا اور مارنے کا ارادہ کریگا تو بیساختہ ارادی
سبقت کرنیوالے پر چوٹ نہ مار سکیگا آپ ہی بے موت مارا جائیگا چنانچہ ایک ذرا ہی [illegible] شاہزادہ عالم میں [illegible] دونوں پر عمل کیجے اور [illegible] سپاہی
حکمت اور مشق پر دوست ہو جی کی چوٹ [illegible] جسم [illegible] وہی ہر مقام پر چوٹ کھا جائیگا اور پیچھے ہٹتا جائیگا [illegible] اسکو [illegible]
اُٹھنے مارنے چلے [illegible] شاہزادہ بدیع الزمان [illegible] پوچھا کہ اے ترک جوشن پوش وہ [illegible] کہ اسکا مضمون [illegible]
[illegible] دو [illegible] گھومنے [illegible] گول سپر رکھو [illegible] چوٹ کا دھیان [illegible] سامنے [illegible] اور حرکت
جھک [illegible] پاؤں نہ ڈالے چوٹ کو کیجے مانے ترت پھرت اور [illegible] راوت ہوگا ہاتھ لے پر چوٹ پڑے تب لڑنے والا جانے
شاہزادہ والا رتبت نے پھر پوچھا کہ علاوہ اسکے پوچھتا ہوں کہ سپر بڑی گتکا بہت بھاری ہاتھ میں [illegible] وہ کہ پاؤں کوئی آگے بڑھائیں کہ چوٹ
پہلے کرانی چاہیے وہ حریف کو کس چوٹ پر مارے ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ شاہزادہ عالم دشمن کے مارنے میں کام بڑی سپر کا ہے اس سے حفاظت
جسم کی ہوتی ہے کچھ قباحت کی بات نہیں بھاری گتکا [illegible] ہاتھ میں طاقت ہے اگر کوئی استاد ہی پائے تب بھی گز کے کو ہاتھ میں لئے [illegible] میں

اسلام سے کہ بے غم مین راہ راست یہی ہے عہد طفولیت سے بدل محبت اور اعتقاد رکھی لیکن بسبب یہان کے روزگار اور سکونت اس ملک اور دیار کے کہ
اور اعلی شاہ و گدا باشندے سب لقا پرست مین ہنوز اسلام کو پوشیدہ کیے چلا آتا ہون آج حضور پر میرا یہ راز فاش ہو گیا ہر چند فدوی کو کچھ ذات و قدر
اور اعلی سے یہ توقع نہین کہ اپنے بندہ جان نثار کے قتل کو گوارا فرماوین لیکن جو مشیت پروردگار ہو پردہ پوش داور بندہ نواز کن ہے شمشیر خفا کا انکو مین جت
گوارا نہین یہ جو چاہو ہمکو کرو مجھ بے گناہ نہین مگر فی الحقیقت غلام مسلمان ہے اور نماز پنجگانہ غلام کی حتی المقدور کبھی قضا نہین ہونے پائی یہ گفتگو ترک
جوشن پوش کی سنکے پہلے تو اسے اپنے گلے سے لگا کے خوب سا پیار کیا پھر زبان فرمایا کہ پہلے ہم بھی نماز سے انفراغ حاصل کر لین تو پھر بھی تمام سرگزشت ال
اپنا بیان کرینگے ہمارا بھی طریق اور ملت اور مذہب یہی ہے کہ کچھ اپنے دلمین خائف و ترسان نہ ہو اور یہ کہکر شاہزادہ والا رتبت نے وضو کیا اور بعد فرض نما
اپنا حسب و نسب اور باعث اس ملک مین وارد ہونیکا اور راز بتا تا اسنے حال شاہزادہ خاور سپاہ کا مفصلا اور مشروحا بعد ترک جوشن پوش کے
بیان کیا ترک جوشن پوش یہ حال سنکے باغ باغ ہو گیا اور ہر بار تصدق اور نثار اس شاہزادہ عالی مقدار کے ہو کر کہتا تھا کہ زہے اقبال اس بندہ جان نثار
کا کہ ایسے شہریار کی غلامی مین مشرف ہوا غرض پہر رات گئے تک صحبت رہی بعد اسکے ترک جوشن پوش کے پاس سے اٹھکر شاہزادہ والا رتبت نے اپنی
آرامگاہ مین آکر آرام فرمایا صبح کے وقت بدستور معمول قدیمہ بارگاہ کنجاب مین جا کر مجرا کیا اور دنگل پر بیٹھا ابھی کوئی ساعت گذری ہوگی کہ وقائع نویس نے پرچہ وقائع
ملک بربر کا کنجاب کی نظر سے گذرانا مضمون اسکا یہ تھا بادشاہ فوج اسلام اور امیر حمزہ علیہ السلام اور تمام لشکر اور سپاہ نادیدہ خدا کے پرستار دلن
کا اس فیل درگاہ کا دنگل کا سوار ہر لحظہ ہو اور اسد رجز زور پکڑتا ہے اور اس فیل درگاہ لقا کو عاجز اور تنگ کر رکھا ہے کہ کوئی صورت حفظ آبرو و بد
بیان گاؤ دنگل کی نہین معلوم ہوتی اور تمام سکان شہر لقا پرستون کی نہین نظر آتی ہے اور یقین کلی ہے کہ عنقریب ملک بربر بھی از فیل قدرت و قبضہ اسرتوخ
کے ہاتھون سے شکست فاش کھا کے یا مارا جاوے یا فراری ہو کے کسی طرف کو نکل جاوے اور تمام ملک اسلام آباد ہو جاوے اور بعد میسر کرنے اس ملک
شاہنشاہ لشکر اسلام امیر حمزہ صاحبقران اور پانچ ہزار پانچسو لعین سرداران نامی پہلوانان گرامی جوانان صف شکن و شیر افگن شجاعت شعار شہامت آثار
ہین کہ گفار زبان دینداران اور کارداران حرمسکار زار اور فوج دریا موج لشکر ظفر پیکر کرے تمام نادیدہ خدا کے پرستار مین کیا عجب ہے کہ قصد و قوت کامت ملک سنجان کرین
اور پیغمبر مرسل کنجاب بن کنجور ملک حریان و دکش ہتھے ناسد آکر آمادہ رزم و پیکار ہون کنجاب نے یہ پرچہ اخبار کا پڑھکر کہا معلوم ہوتا ہے کہ خدا پرست بڑے
زبردست مین اکثر سردارون نے عرض کیا یا پیغمبر مرسل حمزہ کا حال ہمنے تو بڑے بڑے محققین اور مورخین کے سنا ہے کہ اسنے پردہ قاف مین کیون
ہزار دیو اور عفریت وغیرہ و دیوان کو میدان معارک مین بزور بازو اور بضرب شمشیر ہلاک اور پیوند زمین کیا ہے اور اکثر یہ بھی لکھا ہے دیوان پر جو شیطین
ان سے آمادہ رزم و پیکار رہا ہے اور وہ تو درکنار یا پیغمبر مرسل بیٹے پوتے اسکے بدعوے شجاعت اور تہمتنی رستم اور سہراب کی حقیقت اور اصل نہین سمجھتے
مین اتنا کہ سنکے گیا ہور خون آشام اور محسن بن گیا ہور اور طبیل دراز ترکیب وغیرہ چند سردار بارگاہ نشین کنجاب نہایت پیچ و تاب کھا کے بول
اٹھے کہ یا پیغمبر مرسل حمزہ کا کیا منہ اور دل اور جگرہ ہے جو اسطرف کو رخ کرسکے اقبال پیغمبری سے اس بارگاہ مین خانہ زاد و جان نثار اور ادنی ادنی
ملازم اور گنہگار سرکار کے ایسے ایسے پڑے ہین کہ امیر حمزہ صاحبقران کو مع اسکے جتنے بیٹے عمرو بن حمزہ یونانی اور علم شاہ رومی اور بدیع الزمان
اور ہاشم مغربی اور فرخ شہسوار قلندر اور شیرویہ بن حمزہ اور شیر افگن اور چوگان بن حمزہ وغیرہ اور سعد بن عمرو اور قاسم و شیرو بن رستم
وغیرہ جتنے پوتے اور بھانجے نواسے اور سرداران لشکر اور بہنیوے سپہ سالار اسکا شاہ اور شہریار نامی اور نامور ان ہنگام رزم و کین میدان جدال و قتال
مین لینے اور بات کرنے کی مہلت نہ دین مارے گھونسون کے از غروب تا شرق و از جنوب تا شمال جگہ دین ان نادیدہ خدا کے پرستارون کی فقط
دور سکو مرتے ہین باقی ایسے ہی کے بودے اور نامرد ہین کہ ہم شیرون کے مقابلہ مین مثل روباہ ہزار ہزار حیلہ پیدا کرکے بجز بھاگ جانے کے
قدرت اور مقدور نہین رکھتے کہ ٹھہر سکین غرض کہ اسطرح کے مزخرفات اور بیہودہ کلمات گیاہور وغیرہ بدذات اور سرداران بارگاہ کنجاب نشین کی
زبان سے نکلے کہ شاہزادہ بدیع الزمان نامدار نے جیسے یہ آتش غضب کا فون سینہ مین مشتعل اور دو دیدہ فی دار جان سے اٹھا مانند شیر
گشتہ و گرسنہ حالت غیظ اور طیش مین خاموش اور خود فراموش آنکھین دونون سرخ گلنار خون کبوتر ہو گئین چین عرق پیشانی اندہ بر
آگیا تھا چہرہ پر تمتماہٹ شورش غضب سے تمام جسم مین رعشہ پڑا ہوا تھا اور ہر مرتبہ یہ چاہتا تھا کہ اسی وقت ایک ایک ان پیچ گویون کو زخم اور

ے دھڑ ان پاسے سرون کو کھینچ یون ایک ہی ایک ضرب تیغ بران زر نگاری علیہ اللعن کو واصل جہنم کردون لیکن بمقتضاے ذات خوب سا آپ غصہ ضبط کر کے
جانب گیا ہور خون آشام مخاطب ہوکر اتنا کہا کہ ای گیا ہور خون آشام بادشاہان سپہر احتشام اور فرمانروایان ذوالاحترام کی شان مین پس
غیبت ایسے کلمے زبان پر لانا ہرگز شایان نہین شرفا اور نجبا جو کہ نجیب الطرفین مین وہ کبھی کسیکو پیٹھ پیچھے برا نہین کہتے قطعہ خواہی کہ پسندیدہ عالم
شوی بہ مقبول قبول خاص و عام شوی ÷ ہرگز پس مردم دیدہ ودانستہ بدگوے مباش تا نکو نام شوی ÷ آفتاب پر خاک ڈالنے سے خاک نہین پڑتی
وہ لوگ آفتاب و ماہتاب مین دلاور اور بہادرون کو اگر گفتگو کرنا منظور ہوتی تو زبان تیر و خنجر اور دم شمشیر سے گفتگو کرتے ہین لیکن کبھی اپنی زبان
کوئی کلمہ کسی کے حق مین نہین کہتے مختصر یہ کہ شہزادہ عالی مقام یہ باتین کرکے بوقت برخاست دربار گنجاب سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا
اور پوشاک اوتارکر مسند پر بیٹھا اور ترک جوشن پوش سے ادھر ادھر کا ذکر مذکور کرکے فرمانے لگا کہ ای ترک جوشن پوش اصطبل مین حکم ہو جائے
کہ ایک گھوڑا ہماری سواری کا زین کھچا ہوا ہر روز رات گئے سے صبح تک ڈیوڑھی پر حاضر رہا کرے اکثر جی چاہتا ہے کہ کہین ادھر ادھر کی سیر کیجیے اپنے
شہر مین تو ہمیشہ سیر و شکار کو نکلتے تھے یہان تو پردہ نشینون کی طرح سے نہ کہین شکار کو جانا ہوتا ہے نہ کہین سیر و تماشے کو سوار ہوتے اتفاق سے جو کبھی
اکثر رات کو جو دل گھبراتا ہو تو اس وقت سواری کہان لہذا ایک گھوڑا ہی کسا ہوا چوکی مین بلا ناغہ ہر روز لگا رہا کرے ترک جوشن پوش نے
عرض کی کہ بہت بہتر اور اسیوقت بموجب ارشاد کے اصطبل مین حکم بھجوا دیا اور ایک مرکب برق جہندہ صبا رفتار مطابق اس شعر کے شعر بعد طوفان
فگندہ وحش غرق ÷ بدریا موج بر روے ہوا برق ÷ بازین و ساز مرصع کا رہنے کو محل مین ایک شاطر بچہ لیکر باغ مین حاضر ہوا اور حسب الحکم
شاہزادہ والا کرام لیکر وہ شاطر مرکب کو لیے چوکی مین مستعد و حاضر ہوا یہان شاہزادہ والا رتبت نے پلنگ پر جاکے دوپٹہ منہ پر لیا اور آرام
فرمایا ترک جوشن پوش رخصت ہوکر اپنے مکان مین گیا اور خدمتگارون نے جب دیکھا کہ شاہزادہ عالم خواب راحت مین غافل ہو گیا اور نیند خوب
بلند ہو آہستہ آہستہ دبے پاؤن اٹھ اٹھکر اپنی اپنی جگہ پر سو رہے جب رات گذری تب شاہزادہ والا قدر بدیع الزمان نے کروٹ لی اور آنکھ کھولکر
دیکھا کہ شمعین فانوس مین روشن ہین باقی شاہزادہ کے سوا کوئی خدمتگار بیدار معلوم نہین ہوتا پلنگ سے اٹھکر صحن چبوترے پر تشریف لائے اور
سیارگان فلک کو دیکھکر جانا کہ نصف شب کے قریب شب آ پہونچی اسوقت اس رستم صولت سہراب دل شہزادہ بدیع الزمان والا رتبت
عالی منزلت نے لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کرکے زرہ زردی کریون کی گلے مین ڈالکر فولادی خود سر پر دستانے فولادی
ہاتھون مین موزے پاؤن پر چڑھا کے سپر فولادی پشت پر تیغ آبدار مرصع بند داب مین کمان کاندھے پر جوڑی خنجر کی کمر مین غرض مسلح
اور مکمل ہوکر اس مرکب پر سوار ہوا اور اس شاطر بچہ سے حکم دیا کہ تو یہین پر سو رہ ہم تفریحاً بطور ہوا کھانے کے اس جنگل مین سیر کرکے ابھی چلے آتے
ہین اور اگر تجھے جگا دیتے شاطر بچہ نے عرض کی کہ خانہ زاد کی خدمت پر منصوب ہے جہان حضور تشریف لے چلین ہمراہ رکاب حاضر رہے آپ نے
فرمایا کہ تجھے اس سے کیا مطلب ہم بیفائدہ تجھے جنگل مین کہان دوڑاتے پھرین اور تیری نیند بھی جاے ہم تو بسبب خفقانت کے کہ دل بہت
گھبراتا ہے تفریح ادھر ادھر اس جنگل مین پھر کے چلے آتے ہین یہ کہکر باگ لی مرکب کی اور سمت شہر سنجان چلا اور سابق ازین گذارش کیا گیا
ہے کہ بیرون شہر دو کوس کے فاصلہ پر اٹھارہ لاکھ سوار و پیادہ کی چھاؤنی پڑی ہے اور دونون سپہ سالار یعنی گیا ہور خون آشام دست راست
اور طہیل دراز ترکیب دست چپ بعد برخاست دربار شاہ چھاونی مین آکر رہتے ہین خلاصہ یہ کہ شاہزادہ والا قدر بطرفۃ العین بہ ہر چھاونی
کے آکر موجود ہوا اور ایک ٹیکرے پر جاکر چارون طرف بغور ملاحظہ فرمایا کہ سوے کہین کہین ایک ایک جوان سر پہرے والون کے اور کوئی بیدار
اور ہوشیار نہین ایک عجیب طرح کا سناٹا ہے اور سب سوار و پیادے خواب غفلت مین پڑے دنیا و مافیہا سے محض بیخبر ہین اور جو کسی خیمہ پر سے
پال ہٹا ولے دیکھ رہے ہین سو دو سو سو رہا کہین پیادے بے سبب تنگے جاگتے نظر آتے ہین تو وہ کوئی رسالدار اپنی دکھی رہا ہے آنکے ساتھ دس بیس
بیٹھے ہین لیکن کسی جگہ کپتان کیدان ڈیرے مین قول و فعل کررہے ہین اس تماشے مین مشغول ہین کہین سو کاس تکتے جاگتے نظر آتے ہین کہین گٹھوا
سج بیٹھے ہین ایک شخص کے گلے مین ڈھولک اور پھولون کے ہار پڑے ہین الاپ گا رہے ہین وہ سب سنتے ہین کہین کسی پال مین مالکیے چھان
کہین چرنے والیان گا رہی ہین کہین کوئی باندو کی چارپائی پر کسی درخت کے نیچے پڑا مثنوی پڑھ رہا ہے دو چار یار آشنا اسکے واہ واہ کر رہے ہین کہ

پہرہ والے جہاں تہاں بیٹھے اونگھتے ہیں کچھ بیٹھے بیٹھے سو گئے ہیں کچھ نیند میں بھرے ہوئے کبھی کبھی بیساختہ پکار اٹھتے ہیں ہوشیار باش بیدار باش
جاگتے جو دس بیس ادھر ادھر پہرے پر کھڑے ہیں وہ فقط سنگین خالی کرے لگائے نہ چہرا کا بندوق پاس ہے نہ کوئی کرچ پاس ہے فقط بیلی یا
ڈنس کی لاٹھی کسی کسی کے ہاتھ میں ہے ہاں ان وردیاں البتہ پہنے چہل قدمی کرتے ہوئے پکارتے ہیں حکم پیغمبر مرسل کا کہیں کچھ
سوار اپنی چھاؤنیوں اور لینوں خیمے ڈیروں میں کسبیوں کے ساتھ شراب پیے بیہوش کہیں خمار کہیں ہو نشہ میں سرشار نسے اختلاط میں لبریز
رہے ہیں مگر ایک سردار کو ان فیل زور نامے ہزار سوار کی جمعیت سے علاوہ گشت کا دیتا پھرتا ہے باقی سب لشکر غافل پڑا کسیکو اپنے تن بدن کی خبر
نہیں سوتا نظر آتا ہے خیموں ڈیروں کے اندر کہیں شمع کہیں چراغ کی روشنی اور بعض بعض خیموں کے آگے ایک ایک دو دو بخشلے خیمے جلتے ہیں شاہزادہ
رستم صولت بیلچ بزدان دانا مرتبت نے یہ تماشا غفلت کا وہاں دیکھکر اپنے دلمیں خیال کیا کہ اگر اس لشکر پر شبخون ماریے اور نعرہ کرکے ایک ہنگامہ
قیامت برپا کر دیجیے اور صاف آپ نکلکر اپنے باغ میں جا کر سو رہیے تو بڑی کیفیت ہوگا بجز فریب اور عیاری یہ موقع اور ایسی گھات اور بات
ہاتھ نہیں پڑ سکتی کیسلیے کہ شبخون بدون جمعیت اور اعانت یار و مددگار اور بہادران جان نثار کے اس فوج بیشمار فوج کفار میں خلاف قیاس تھا
اگر یہ منصوبہ وہی جو پیش خود تجویز کیا ہے بتائید ایزدی و فضل ربانی بن پڑے تو سبحان اللہ یہ سرکرده نام ہمارا بھی تا روز جزا جریدہ روزگار میں
یادگار رہ جاے اور ارباب فنون سپہ گری جو ہماری جرأت اور قوت اور دلیری اور جوانمردی کا خیال کرینگے تو ابد الآباد تک تحسین و آفرین کیا
کرینگے اور کہیں گے شعر آفرین باد ازین مرد ہے ٭ کہ از رو ماند ایں چنین یسرے ٭ اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے میں ایک تن تنہا جاکر شبخون
مارے اور زندہ و سالم صاف بچکر نکل جاے اور خدا نخواستہ اگر تدبیر ہماری خلاف تقدیر ہوئی تو بھی کوئی مضائقہ نہیں غرض یہ دلمیں
سوچکر اس بلا کے پہ پہنچے اتر کر جانب لشکر آہستہ آہستہ اپنے مرکب کو بیکھڑا کر اندر چھاؤنی کے داخل ہوا اور جو کسی نے دیکھا بھی تو اسنے یہ
سمجھا کہ اٹھارہ لاکھ سواروں میں سے لشکر میں کوئی غنیم کی فوج کا غیر آدمی تو کاہے کو آئیگا ہمارے ہی ساتھ والوں سواروں میں کوئی کہیں
سیر و تماشا کو گیا ہوگا اب وہاں سے پھرا ہوا آتا ہے اور اپنے ڈیرے کو جاتا ہے کچھ تعرض نہ کیا اور اتنا بھی نہ پوچھا کہ یہ شخص تو بیگانہ ہے یا بیگانہ ہے کہاں
سے اسوقت آتا ہے کہاں جائیگا القصہ یہاں شاہزادہ رستم دل سہراب توان نے تھوڑی دور آگے جاکے دیکھا کہ ایک لین گھوڑوں کی کہ قریب
بارہ ہزار اس سے کم نہوگی نظر آتی ہے اگاڑیاں پچھاڑیاں گھوڑوں کی بندھی ہوئی ہیں اور اپنے اپنے تھان پر کھڑے ہیں اور آگے اگاڑیوں میں
سائیسوں کے بستر لگے ہوئے ہیں سائیس بھی غافل پڑے سوتے ہیں گھاس کے چار چار ڈھیر اور توبڑے دانوں کے کھونٹیوں پر لٹکتے ہیں متصل
متصل قریب قریب اس لین کے خیمہ ڈیرے چھوٹے رسالداروں افسروں کے استادہ ہیں اور چونکہ آدھی رات کا عمل ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل
رہی ہے اور شب تیرہ و تار ہو تو اس سرے سے اس سرے تک کوئی متنفس سوار و پیادہ بیدار و ہوشیار نہیں معلوم ہوتا ہے سب خواب غفلت پڑے
خراٹے لے رہے ہیں شاہزادہ بلند اقبال نے پہلے تو بمقتضاے فراست و مآل اندیشی تیغ آبدار نیام سے کھینچکر سو کے اس گھوڑوں کی اگاڑیاں
پچھاڑیاں کاٹ ڈالیں اور تیس چالیس خیموں ڈیروں بارگاہوں کے چوبوں جو ترکیوں بالوں کھونٹوں رسیوں وغیرہ کی طنابیں جھٹ پٹ قلم کرکے
اپنے مرکب کو جھکا کر دور جا کھڑا ہوا اور وہاں باطمینان تمام بشوکت والا کلام طنطنہ اللہ اکبر جو بڑے کھینچکر نعرہ کیا اشعار منہ بیج خوبی ستارہ انجمن ٭
منم تہمتن تو ان گرد لشکر شکن ٭ منم آن دشمن و بر رستم شکوہ ٭ فلک رتبت شاہ انجم گروہ ٭ بدیع الزمان گرد رویین تن ٭
تو امم زدن آسمان بر زمین ٭ زتیغم بسے ملک اسلام شد ٭ کہ سر فتنہ با خستہ نام شد ٭ ای لشکر کفار نابکار اور ای فوج لعینان
شقی بخت تیرہ روزگار خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ کہ سلطان ظفر اقتدار امیر حمزہ عالیقدر جنے تمام فوج اسلام ملک بریہے بعد استقبال اور استخراج
کا ولی گاؤ سوار افریل ہم کو لقا شرک خدا اتنیہ جہاد اور کفار کشی اور اسلام آباد کرنیکو اس ملک سنجان کی عبور دریاے ذخار کرکے گھوڑے سے ناصل
زمان سے نزول اور ورود اقبال فرمایا ہے شبخون جند پڑ بڑے الوع اور چشم نمائی اس مشرک خدا انتخاب علیہ اللعنۃ ابواب سے ابتدا نعرہ کرکے شاہزادہ عالیجناب
تو اُلٹے پاؤں کو چلا اور وہاں کا حال سنیے کہ ساتھ نعرہ کی آواز کے سوکاس ان گھوڑوں نے کہ جنکی اگاڑیاں پچھاڑیاں کٹگئیں تھیں جست و خیز کا شروع کیے
اور کچھ گھوڑے نکلکر سرپٹ بھاگے دو چار کہیں کھڑے پشتکیں مار رہے ہیں کچھ الف ہو رہے ہیں جہاں تہاں دس بیس ہنہنا کر اور گھوڑوں پر

جا پڑے باہم خوب لڑے ہیں سپاہیوں کی جو آنکھ کھلی تو سوتے سے لیکر اپنے اپنے گھوڑوں کے پرتلے اٹھا کر دوڑے اور جو پیچھے ڈیروں کی
جو ایک قسم سب طنابیں شہزادہ دلاور حشمت نے کاٹ دیں جتنی وہ سب کچھ ہوا کے جھونکوں میں کچھ گھوڑوں کی ٹاپوں سے چار طرف ادھر
ادھر گرنے لگے سیکڑوں سوار پیادے تو گرجانے کے چوبوں کی ضرب سے منہ پھٹ پھٹ کے نکل پڑے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے کتنے دب کے
پڑے تھے کچھ لوگ گھبرا کر سوتے سوتے جو ادھر باہر نکل آئے تو دیکھا کہ چار طرف گھوڑوں کا شور و غل ہے اور سائیسوں کا رولا اور ہنگامہ کر
رہا اور خیمے بالکل اور سوتے لیے دوڑتے اور گھوڑوں کو مارتے پھرتے ہیں ان سب مردوں نے ایکبارگی چار طرف پکارنا شروع کیا کہ دوڑیو غافل
پڑے سوتے ہو کسی غنیم کی فوج کا شبخون آیا اور جا بجا سے سوار پیادے ہیں اپنی چھاؤنیوں لشکروں خیموں ڈیروں میں سے سوتے سوتے
جو چونک چونک کر اٹھے اور ہنگامہ قیامت شور برپا ہوا الغرض شور گھوڑوں کے چھٹنے اور سائیسوں کے مارے مرنے کا اور سیکڑوں خیموں کے گرنے سے ہزاروں
آدمیوں کے ضایع اور ہلاک ہو جانے کا غل ہوا ملکوت سے کسی نوع کو شکایت اس فرزند نازپرورد قاآن ثانی سلیمان شاہزادہ بدیع الزمان کے چھٹنے تو
اپنے دل میں یہ خوب یقین کر کے کہ قصہ کا سامنا ہی بڑا غضب ہو گیا شیشت و شبہ جو ہم سنا کرتے تھے کہ فرقہ خدا پرست بڑے زبردست ہیں خداوند مجید بڑا
ملک سے منحرف ہو کر دیں خدائے آسمانی کی پرستش کرتے ہیں اور ہمیشہ ہر تن اس پر نہیں قدرت پر دم مرے کھے ہوئے پڑے ہیں وہ ہی سب خدا کی
لشکر شاید اس ملک پر یورش کرنے آیا ہے اور انہیں لوگوں نے شبخون مارا ہے غرض نہایت سراسیمہ اور مضطرب کامل جو جس حالت میں تھا اسی طرح
گھبرائے ہوئے وہیں سے تلواریں کھینچے ہوئے سپریں ڈالے سو دو سو فقط سپریں لیے گنواروں کی خبر نہیں چالیس پچاس خالی نیام تلواروں کے
لیے سو دو سو تو اپنی شیر بچے تپنچے دو نالیاں یک نالیاں لیے گر اس بدحواسی سے کہ بعضوں نے دو نالیوں میں ایک نالیوں میں گولی بارود
تو نہیں بھری فقط گھسی تمام زنگ بھاریوں میں آ کر دونوں پاؤں پر چڑھالی اکثر نے فقط بارود بھر دی ہے گولی چھرے ڈالنا بھول گئے ہیں
دس بیس تو اپنی شیر بچے جیب ہے لیکن چقماق نہیں چڑھائے ہاتھوں میں لیے اندر ہی سے چھاتی پر رکھے ہوئے کچھ برچھیوں کی جا پر خالی بانس
بانس کی لیے کوئی تیروں کو کاندھے پر رکھے کوئی تلوار کو ترکش میں یہ مار لینا ز لینا کرتے آنکھیں ملتے تنبے ڈیرے میں سے نکلے کوئی پاجامے کی جب
پڑا تین نکلے کی پاؤں میں ڈال کھینچ کر کہتا ہے کیا نالایق درزی چور تھا میرے پاجامے کے پائنچے کتنے تنگ کر دیے ہیں کہ پاؤں میں نہیں پڑتے کوئی
انگرکھا سمجھ کر پاجامے کے پائنچے ہاتھوں میں پہنے پکارا ہے کہ لاحول ولا قوۃ کیا نالایق بیوقوف درزی تھا جس نے یہ بڑی بڑی آستینیں میرے انگرکھے کی
سنکر خوب کر دیا ہے اور بند تک نالایق نے نہیں لگائے اب میں خاک پہنکر نکلوں وہ چار سراسیمہ اور مضطر آنکھیں ملتے جو اٹھے تو جھٹ پٹ اپنا سپر
تیر تلوار اٹھا لی اور باہر آ کر سائیس تو ملے نہیں جلدی میں اپنے ہاتھوں سے گھوڑوں پر زین رکھ کر تنگ کھینچا تو بھول گئے یونہیں قاش زین
پکڑ کر اچھل کر جو چڑھ آئے ہیں اور گھوڑا سرپٹ ملکوت کو چلا یہ چاروں شانے چت زمین پر زین چار جانے کی چھاتی پر یہ سب زین کے تلے دبے ہاتھ پاؤں
مار رہے ہیں دس بیس گھوڑوں پر اپنے زین کچھ بھی کھینچا اگاڑی پچھاڑی تو جلدی میں کھولیں مگر بدحواسی میں پچھاڑی کھولنے کا حواس نہ رہے اور چٹ
پٹ سوار ہو کر ہر چند گھوڑے کو اڑاتے ہیں گھوڑوں کے پچھلے پاؤں تو بندھے ہیں وہ کیونکر چلتا ہیں یہ سب جھلا کر آپس میں کہتے ہیں کہ یارو
دیکھا کیا غضب کا مقام ہے کیسا ہی اچھا معمولی کا گھوڑا ہو مگر عین وقت پر اڑ جاتا ہے تو یہ جی چاہتا ہے کہ مارے تلواروں کے ایسے گھوڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیے
کسی نے کہا صاحب گھوڑا اتنا تو یہ وقت طرح دینے کا نہیں گھوڑا بگڑتا ہے یہ کہکے تڑاق تڑاق کوڑے جو گھوڑوں کے مارے حسب اتفاق چابک گھوڑے کی ٹ
گھوڑوں کے قدموں پر پڑی اور گھوڑوں نے جو تڑپ کر زور کیا اور لپک کر بھاگے تو وہ کھونٹیاں اکھاڑیں ان کی اور جوان سواروں کی پشت پا کی جگے سے
سر میں لگیں تو ہائے کر کے یہ کہتے ہوئے کہ یارو دوڑیو مارا اور کام تمام ہو گیا غنیم کے لشکر کی رفتے گویا ہاں برس رہی ہیں ہماری زندگی اسے قدر تھی یہ کہکر غش کھا
کر بار بار گر جو اٹھے تو اوکھ کے دانت بیٹھ گئے آنکھیں بند بیہوش مانند مردے کے پڑے تھے جتنے ہوشمند ہوں جو زندہ رہ کر بلا کے درنگا ہی کوئی ذرا سا چوبی مٹی
ٹکو پاؤں لگتے تھے دو چار کے چھاتیوں پر سے گھوڑے دوڑتے ہوئے نکلے وہ زخمی مارے جہنم واصل ہوئے اور کچھ پسے ہوئے تھے وہ چار زخمی بہتیرے
لوگ اپنے پاؤں میں ڈیروں میں کسبیوں کو لیے غافل پڑے سوتے تھے ایکبارگی یہ شور و غل سنکے جو اٹھے تو پاؤں تک نہیں پہنچے گھوٹ باندھے
وہیں سائیسوں کو پکار پکار کر یہ کہتے ہوئے کہ ایسے ہی چاکر و چوبدار ہو کر سائیس کے موڑھے جلد کسو اور آپ کو ڈھونڈتے تھے ڈھونڈتے اپنے پلنگ پر ادھر ادھر

مار کر زیر پایہ ہزار اور ہنگامہ سنکے شہر سجان سے گیا ہور وغیرہ اکثر چھوٹے بڑے سردار اپنے اپنے محلون سے مکانون سے گھبرا گھبرا کے نکل کے اور جمعیت کثیر جتنے
سوار ہمراہ لیے اسوقت یہان پہونچے کہ جب بخوبی صبح ہوگئی تھی یہان کا عجب حال دیکھا کہ چار طرف لاشے مقتولون کے پڑے ہوئے ہین لکھوکھا چیلین
کوے چیلین گوشت میدان مین چھائے ہوے ہزارون گیدڑ اور کتے مردون کا گوشت کھا کھا کے شور وغوغا مچا رہے ہین ہزارون زخمی پڑے تڑپ رہے ہین
ہزار ہا جان سے گئے ہین گیا ہور خون آشام یہ رنگ اپنے لشکر کا دیکھا نہایت رنگ خاموش اور خود فراموش گھڑی بھر کا ل کھڑا رہا بعد اسکے حکم دیا کہ لاشون کو
مقتولون کی اگر کسیکا مکروہ ہے گڑوا دو اور زمین میدان خاکروب کو اور بہشتون کو بلا کے تمام خون میدان کا کھڑا ہے دھوا کے پاک صاف کرو اور اگر جو وارث
کسی لاش کا کوئی آجائے تو وہ لاش اسکے حوالہ کرو ورنہ خود اسے بیجا کر دفن کفن کی فکر کرے اسمین دیکھا کہ لوگان فیل زور کی لاش کو وزراء اور عزیز یگانے
اقربا اسکے چارپائی پر ڈالے لیے جاتے ہین کہ بیجا کے کہین دفن کرین گیا ہور خون آشام نے ان سبکو مانعت کرکے کہا کہ جو ہمراہ کی لاش کو
ابھی لیجا کے دفن کرو چلے اسے بحضور گنجاب لیجانا مصلحت وقت ہی اور یہ کہکر لوگان فیل زور کے لاشے کو اور جو بہت سے قسم کے زخمی تھے
ان سبکو ہمراہ لیکر گیا ہور سمت بارگاہ گنجاب روانہ ہوا

اب دوگاہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت باغ مین پہونچے تو کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی تھی دیکھا کہ چاروں گھوڑے کا دامن چادر منہ سے لپیٹے پڑا سوتا ہی آپ نے آکے ہوشیار کیا گھوڑا
اسکے سپرد کیا اور اسی مکان مین تشریف لیجا کے بعد فراغ غسل جامہ ہمایون پوشاک پہنے بیٹھے اور بدلے ہوئے کپڑے تھے انکو خوب دھو کے
کنارے وسط خشک ہونے کے پھیلا دیا اور آپ پلنگ پر جا کر دو گھڑی آرام فرمایا بعد اسکے بوقت صبح صادق بیدار ہوئے نماز وضو ادا کی تھے کہ ہمین
ترک جوشن پوش نے گرم کیا اور دونون صاحبون نے اتفاق باہم وظیفہ عمر کو جناب باری ادا کیا بعد ازان شاہزادہ عالیشان پوشاک دربار کی
ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کر کے مرکب پر سوار ہوا اور ترک جوشن پوش کو ہمراہ لے اثناء راہ مین باتین کرتا جاتا تھا کہ یکبار ترک جوشن پوش نے
عرض کی کہ شہر یار یہ غلام کی قدیم عادت ہی کہ پہر رات پچھلی باقی رہے سے اٹھکر تا صبح بیدار اور وظائف مین مشغول رہتا ہی آج شب کو جسوقت سے غلام کی
آنکھ کھل گئی چھاونی کیطرف سے اسقدر شور و غل تھا کہ جس طرح کہین معرکہ جدال و قتال مین ہنگامہ برپا ہوتا ہی معلوم نہین کہ کیا ماجرا ہی چونکہ حضور بھی
پانچ چار گھڑی رات سے بیدار تھے یقین ہی کہ یہ غلغلہ آپ کے بھی سمع اقدس تک پہونچا ہو شاہزادہ عالم نے فرمایا البتہ کچھ شور و غل تھا لیکن اس لشکر مین
اس ملک مین نووارد ہون مین یہ سمجھا کہ یہان کوئی میلا یا کسیکے یہان تقریب ہوگی شادی بیاہ کی واللہ اعلم کہ کیا معاملہ ہی کچھ زیادہ ترجیح غور و فکر
نہین کیا غرض یہ باتین کرتے اب قریب بارگاہ گنجاب کے پہونچے ترک جوشن پوش نے اکثر آیندہ روندون سے بھی دریافت کیا تو یون معلوم ہوا کہ یہان کچھ
عجب اتفاق ہوا کہ شب کو گنجاب کے لشکر مین ہزارہا سوار اور پیادے مارے گئے ترک نے پوچھا کہ فساد کس سے ہوا اور ایسے لشکر جرار اور ایسی فوج
بیشمار مین کہ جہان کیسے کیسے سپہ سالار اور سردار منتظم اور ہوشیار اور سرگرم کار رہتے ہین وہان ایک فتنہ عظیم کا برپا ہونا اور ہزارون بہادرون کا مارا جانا
یہ معاملہ کیا تھا لوگون نے کہا کہ صاحب کوئی بدیع الزمان نامے نبیرہ حمزہ صاحبقران کا دشمن کہین سے آکر بطور شبخون کی لڑائی سے شبخون
مار ہزار ہا آدمیون کی خونریزی کرکے صاف نکلا چلا گیا ترک جوشن پوش یہ حال سنکے محو حیرت سکتے کی صورت چپ ہو رہا پھر دلمین کہا اے تعجب ادب
متحیر ہو کہ یہ کیا معاملہ ہی شاہزادہ عالم تو نازل کی شب کی مین موجود چار گھڑی رات باقی رہے مین نے بچشم خود جا کے دیکھا کہ وضو کر رہا تھا اور سوتے
اور چار گھوڑے میں خود خستگارون کے پیچ وتاب کا تو کیا ذکر وہ کروہ جیسی سوار و پیادہ سلاح بند ہمراہ تھے اور یہ بات مطلق وہم و خیال مین نہین آتی کہ
شاہزادہ عالم کیونکر تنہا لاکھ سوار و پیادہ کے لشکر مین جا کر شمشیر زنی کرے اور ہزارون آدمیون کو مار کر زندہ و سالم بے لاگ صحت بچ کر نکل آسکے
سو یہان تنہا جانا ہمین بھولا تا ترک جوشن پوش تو اس فکر مین تھا کہ شاہزادہ معلوم ہے یہ اخبار سنکے ترک جوشن پوش سے فرمایا کہ ہمین تشویش
اور فکر کرنا لاحاصل ہے اب دربار مین چلتے ہین مفصل حال معلوم ہو جائیگا آخر یہی گفتگو کرتے اسی چھاونی مین سے کہ راستہ ہی ہو کر نکلے تو دیکھا کہ
چار طرف دریا خون رواں ہین لاش پر لاش مقتولون کی پڑی ہی اور جھنڈے نشان بازارون کے بچھے ہوئے گرے پڑے ہین لکھوکھا آدمی ادنی
اعلی رعایا برایا زن و مرد کا ہجوم تماشائیون کی دھوم ہی خلقت تمام ملک سجان کی ٹھٹھ کے ٹھٹھ دیکھ رہی ہی نکلنے کا راستہ نہین ترک جوشن پوش

نے وہان بھی دریافت کیا تو یہی سنا کہ لبسپر حمزہ نے آدھی رات کو شبخون مارا اور پھر شکست ہوا اور کسی نے نہ دیکھا کہ کدھر گیا اپنی فوج و سپاہ
کو ادھر سے اوہان لشکر کو نکالا چلا گیا غرض خلاصہ یہ کہ شاہزادہ عالی مقام مع ترک جوشن پوش بارگاہ گنجاب مین جا کے گنجاب کو مجرا کیا اور
اپنی کرسی پر متمکن ہوا وہان بھی دیکھا کہ عجیب طرح کا ہنگامہ برپا ہو رہا ہے اور یہی چرچا ہر ایک کی زبان پر ہے کہ دیو زاد لبسپر حمزہ صاحبقران نے
شبخون فوج بہیر پر کل پر آکر مارا شاہزادہ والا رتبت نے گنجاب سے عرض کیا کہ بہیر پر کل ایسا کو لشکر و غنیم زبردست تھا کہ جسنے دو پہر رات کے عرصہ
قلیل میں ایسے لشکر کو ویران و پریشان کر دیا اور ہزارون سوار و پیادون کو ان کے عدت تک کیا اور کوئی جرار و سپہ سالار و پہلوان خونخوار و جان نثار
سرکار کا اس سے مقابلہ نہ کر سکا اور حریف کی فوج کو صاف بچکر نکل جانے دیا ابھی گنجاب کچھ جواب دینے نہین پایا تھا کہ ہور خون آشام نے آکر مجرا کیا اور پیشتر نقل
پڑھنے کے چند افسران و سواران مجروح کو کہ انکے جسمون پر کچھ ہلکے ہلکے زخم پڑے تھے اپنی سرخروئی کے واسطے روبرو گنجاب طلب کیا اور بعد اسکے الوان
فیل زور کی لاش کو وارث اور عزیز و اقربا انکے چارپائی پر ڈالے ہوئے درون بارگاہ پہونچے گیا ہور نے گنجاب سے اجازت لیکر اس چارپائی کو بیچ
لاش اندر بارگاہ کے منگا کے رکھوا دیا دیکھا کہ پیٹ در خون آلودہ اس لاش پر پڑی ہوئی اور خون نکلنے سے ابھی تک بند نہین ہوا ہے [illegible]
ماموں چچا بھتیجے عزیز اقربا انکے سرہانے دادخواہوں نے مجرا کیا اور لاش پرسے چادر کو کھینچ لیا تو گنجاب اور تمام سردارون اور بارگاہ نشین اور
حاضرین نے دیکھا کہ برابر دو ٹکڑے لاش کے ہین گنجاب نے کہا کہ صاحبو اس طرح تلوار کو کاٹنے اور ضرب دست کسی کی آج تک دیکھی سنی ہے لاش کو الوان کی
دیکھکر ایک ہیبت آئی کہ فضل بن گیا ہور خون آشام نے کہا یا بہیر پر کل فی الحقیقت یہ تلوار کا کاٹ نہین ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص پر بجلی گری اور برابر دو ٹکڑے
کرکے نکل گئی ہے اسمین ہر دو فا اخبار نے ہر چند دقیقہ گنجاب کو دیا تب پڑھکر گنجاب کو دریافت ہوا کہ تیس ہزار سوار اور پیادہ جان سے مارے گئے اور باقی بہت
آدمی زخمی اور مجروح پڑے ہیں گنجاب نے ہور خون آشام سے پوچھا کہ لبسپر حمزہ کی ہمراہی فوج میں سے کسقدر سوار پیادے مارے گئے اسکو تفصیل بیان کرو ہور نے
عرض کی کہ یا بہیر پر کل فدوی اسی امر میں نہایت متعجب و متحیر ہے کہ لشکر ادھم سپاہ غنیم سے کوئی متنفس کیا کوئی زخمی سوار اور پیادہ کسی کی لاش کو کہین کیا
کہ کسی کو زخمی پڑا ہوا پایا شاہزادہ با اقبال نے عرض کیا کہ فی الحقیقت یہ حرف بجا ہے در میدان کارزار عجیب طرح کا سنا کہ قریب پچاس ساٹھ ہزار آدمی ملازمان
سرکار تو مارا جاسکے علاوہ زخمی ہے اور فوج غنیم میں سے کوئی نہ مارا جائے نہ زخمی نظر آئے پس معلوم ہوتا ہے کہ لبسپر حمزہ کوئی پری زاد یا کوئی قوم اجنہ ہے یا اسکے ہمراہ
فوج و سپاہ جنون کی آئی ہے جو شمار [illegible] سوار و پیادے اور کیسے کیسے پہلوانون اور رسالدارون اور افسران اور سوارون پیادون شیرون کو مارا ہور
جان [illegible] سرکار کے شبخون مار جبکو تہ و بالا کر دیا اتنے سوار و پیادہ و الوان فیل زور ایسے پہلوان زبردست کو کشتہ کرکے اور [illegible]
زخمی کرکے اچھی طرح نکل گیا گنجاب [illegible] سکوت مین نہایت متفکر اور حیران ہوا آخر کار [illegible] الوان فیل زور کی لاش کو انکے وارثون سے کہہ
کر لیجا کے دریا کے قریب مین جلادین اور باقی جتنے مقتول اور کشتون کی لاشون کے وارث اور عزیز یگانہ تھا [illegible]
کو پہچان کر دریا قریب مین بہا کر غرق کردین [illegible]
خون آشام [illegible]
خوب اسکا [illegible] لشکر لبسپر حمزہ کہان تھا اور کسقدر جمعیت فوج و سپاہ کی اسکے ہمراہ ہے یہ کہکر گنجاب تو محل مین داخل ہوا اور سب امرا اٹھکر اپنے اپنے
مکانون کو رخصت ہوئے گیا ہور خون آشام شاہزادہ بلند اقبال کیطرف بدگمان ہوکر اپنے مصاحبین [illegible]
قیاس ہے کہ اسقدر سوار و پیادے ملازمان سرکار بہیر پر کل کے مارے جائین اور غنیم کی فوج کا کوئی نہ مارا جائے مجھے شک گزرتا ہے اور یقین کلی ہے [illegible]
کے پر شورش انگیزی ہے اور فتنہ پردازی اور کسی کی نہین لیکن غضب تو یہ ہے کہ میرے کہنے کا کسیکو اعتبار و یقین نہوگا اور گنجاب سے اگر عرض کرونگا تو وہ
سمجھیگا کہ یہ از روے رشک و حسد کہتا ہے پس یہ معاملہ ہم مانے کا نہین [illegible]
مجھے سبب معلوم ہوتا ہے القصہ گیا ہور اپنے مکان کو گیا اور یہان شاہزادہ عالیشان اور ترک جوشن پوش گنجاب سے رخصت ہوکر بارگاہ سے
باہر نکلے اور اپنے مرکبون پر سوار ہوکر اثنا راہ مین شاہزادہ والا جاہ سے ترک جوشن پوش نے مکرر شکر و عرض کیا کہ خدا کے فضل سے یہ مطلق نہین
تو یہ کہ آپ اگر اس خیمہ پر تشریف نہ لیجاتے تو اس جان نثار کو ضرور [illegible]

از قیاس ہی کہ حضور بے استعانت اور امداد فوج اور سپاہ کے کبھی بمقتضاے فراست ایسے لشکر گران پر یکان واحد یکہ وتنہا جاکر شبخون مارنے کی جرات نکرتے اور اسقدر سوار وپیادے تنہا حضور کے باقوت کیونکر مارے جاتے شاہزادہ عالم نے فرمایا تم سچ کہتے ہو یہ بات خلاف قیاس ہی لیکن کسی شخص شجاعت شعار مرد دلاور اور شیر ببر شجیع ونگار ہی کہ تنہیہ جا دانگر میرا نہ لیکہ شبخون مار گیا ہی گر واقعی کار رستمانہ اس بہادر سے ظہور میں آیا ہی غرض یہ باتیں کرتے ہوئے اسی باغ مین آکر داخل ہوا اور شاہزادہ والا مقام نے خاصہ طلب کیا اور بعد الفراغ تناول طعام برائے استراحت وآرام پلنگ پر جاکے لیٹ رہا ترک جوشن پوش اپنے مکان پر گیا اور اسی فکر اور تردد مین تھا کہ یہ ماجرا کیا ہوا کسنے شبخون مارا کچھ مطلق ترک جوشن پوش کے خیال مین یہ بات نہیں آتی تھی اور کسی طرح سے گمان شبخون ادنے کا شاہزادہ عالیشان بدیع الزمان پر نتھا یہ تو بات ذہن مین آتی ہی کہ شاہزادہ عالم شبکو بطور سیر سوار ہوکر تشریف لیگئے تھے پر ملکہ گوہر ملک کے پاس تشریف لے گئے ہونگے اور باقی ہرگز یقین نہیں آتا تھا کہ شاہزادہ عالم نے یکہ وتنہا جاکر شبخون مارا ہوگا القصہ اسی فکر وتردد مین وہ دن بھی آخر ہوگیا اور اب وقت شام کا ہوا شاہزادہ عالی مقام نے بعد الفراغ نماز مغرب مین کھانا تناول فرمایا اور ترک جوشن پوش اپنے مکان مین جاکے سو رہا میان حال شاہزادہ با اقبال کا سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے جبکہ دیکھا کہ آدھی رات کا عمل ہوا پلنگ پر سے اٹھے لباس شبروی ذات اقدس پر آراستہ وپیراستہ کیا اور سپر تلوار اپنی لیکر حسب معمول تنہا جانب ملکہ گوہر ملک سوار ہوا اور عرصہ راہ کو طے کرکے بدستور قدیم ایوان ملکہ مین بذریعہ کمند داخل ہوا خواصون نے ملکہ کو اطلاع کی کہ ملکہ عالم حضور تشریف لائے ہین ملکہ گوہر ملک نے تو شاہزادہ عالم کی سنکر جلدی سے پلنگ پر جاکے دوپٹہ منہ سے لپیٹ لیا اور بافسون جلیسون خواصون سے کہدیا کہ شاہزادہ عالم اگر میرے سونے کا سبب پوچھین تو کہنا کہ کل سے کچھ طبیعت ناساز ہی ملکہ ابھی یہی کہہ رہی تھی کہ شاہزادہ والا قدر قریب آپہونچا اور ملکہ کی سب مقربون مصاحبون لونڈیون باندیون نے اٹھکر مجرا کیا شاہزادہ عالم نے پوچھا کہ آج ملکہ خلاف معمول ابھی سے آرام کیون کرتی ہین خواصون اور مصاحبون نے عرض کی کہ قربانت شویم کہ نصیب دشمنان کچھ طبیعت ناساز ہی شام سے آرام فرماتی ہین شاہزادہ عالم نے دوپٹہ کو منہ سے ہٹایا اور جبین پر بوسہ دیکر فرمایا کہ اے ملکہ آنکھ کھولو ہوشیار ہو کیون مزاج کیسا ہی ملکہ تو جاگتی ہی تھی اگرچہ چشم نیم وا سے شاہزادہ عالم کو دیکھا کروٹ لی شہر کر کہ تمہ ہی مدد ہی سے دم نہ مارا تم کہے یوچھتے کیون حال مرا کہو کیا شاہزادہ والا تبار نے فرمایا ملکہ معلوم ہوا کہ آج کچھ تم کنہ معاذ کشیدہ وخاطر ہو اگر ذرا اٹھکے تم مجھسے بیان کرو تو واسطے باعث سبب موجب جہت کچھ بات بھی + کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر مین نے کیا کیا + تو مین اپنے دل مین منجبہ اور معقول ہوون یا اسکا کچھ عذر معذرت کرکے جواب دون یہ سنکر ملکہ گفتگو شاہزادہ والا رتبت کی سنکے اٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ اے شہریار اصل حقیقت تو یہ ہی کہ خود کردہ را چارہ نیست جیسا مین نے کیا ویسا پایا بجا اور خوب اگر مین آپکو نہ لاتی تو یہ صدمہ کاہے کو اٹھاتی بیدلی کی ملاقات بقول شخصیکہ مصرع چاہت مین الفت کی ہرگز مزا نہین ہی آخرکار مقام خوف اور جاے انصاف ہی اٹھارہ ہزار سوار وپیادے کے لشکر مین ایک شخص یکان واحد اگر دعوی رستمی اور شمشیر زنی کا کرے تو آل اسکا کیا خیال مین آئے تھے جو یہ جہالت اور میرے دل کے دکھانے اور جی جلانے اور رلانے ستانے پر کمر باندھی ہی اور اس سے کہین کیا حاصل ہی سہمان جانا جان کو نہین چھوڑ سکتا قطعہ شیر جو پرشدی نہ ذلیل ما + با ہمہ مستی وصلابت کہ اوست + مور چگان را چو بود اتفاق + پیل دمان را بدرانند پوست + کیون میرے در پے ہلاکت ہوئے ہو خدا نخواستہ کسی آفت مین دشمن مبتلا ہو جاینگے تو مین اسی وقت اپنے تئین ہلاک کروں گی پھر کسکے جو چاہنا سو پھر کرنا ابیات

جو مر جاؤں گی مین تو کیا کیجیے گا	سدا ہاتھ مل کے کہا کیجیے گا
نہ بھولون گی مین یہ دل تمھارا	تمھارے جان صفت اسکی کرو
مجھے یاد ہر دم کیا کیجیے گا	یہی رو کے ہر دم دعا کیجیے گا
میرے جیتے ہی جو جفا کیجیے گا	عجب دوست معشوق عاشق کا

شاہزادہ عالی مقام نے ملکہ کو اپنی چھاتی سے لگا کے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جا + نبرد رگے تا نخواہد خدا + ہم نظر کرم کریم کارساز پر رکھتے ہین اور خوب جانتے ہین کہ جو کچھ منشی تقدیر کاتب ازل نے نامیہ پر ہمارے بندگان قضا کلک قدرت سے اپنے مرقوم کر دیا ہی وہ بہر صفت ظہور آیا اور آئیگا اور اسمین کبھی سر مو فرق اور تفاوت فضل خدا سے نہوگا

جنگ کا دیکھا کہ جتنے پیادے اور سوار فوج کفار کے تھے سب باہم لڑتے مرتے چلے جاتے ہین کسیکو کچھ تمیز اپنے بیگانے کا نہین رہا
دیکھ یہ سونچکر یہان ٹھہرنا محض بیکار ہی کفار آپس مین مرا کرین اپنے مرکب کو تیز گام کر کے صاف نکل گیا اور جو کوئی اجل رسیدہ
سامنے آگیا ایک ہی ضرب مین اسے فی النار والسقر کر کے اپنے باغ مین آکر داخل ہوا تو اسوقت کوئی پہر چھ گھڑی رات باقی ہوئی ہوگی
کو دیکھا کہ جہان بیٹھا تھا وہین لنڈھک کے غافل پڑا سوتا ہی شاہزادہ عالم نے گھوڑے پر سے اتر کے اسکو جگادیا اور وہ کمر سے کو
باندھنے اور زین کھینچنے مین مشغول ہوا آپ نے اپنے مکان مین تشریف لیجا کے پوشاک تبدیل کی اور جہان جہان جسم اطہر پر
لہو کے چھینٹے پڑ گئے تھے انکو دھو کر پاک کے کوئی دو گھڑی پلنگ پر دراز ہو کر استراحت کی بعد ازان پلنگ پر سے اٹھ کر وضو کیا بعد وضو
دو رکعت نماز سے فارغ ہو کر کچھ اوراد و وظائف مین مشغول تھا کہ سامنے سے ترک جوشن پوش نے آکے مجرا کیا اور حسب الایما
ایکجا پر باادب بیٹھ گیا جب شاہزادہ والاقدر وظیفہ پڑھ چکا تب ترک جوشن پوش نے پھر عرض کیا کہ شہریار فدوی کے ذہن
مین یہ بات نہین آئی کہ یہ کیا شعبدہ اور ماجرا ہی آج شبکو پھر وہی غلغلہ اور ہنگامہ تھا اور سنا کہ پھر شبخون پڑا یہ کون صاحب
ہین کہ آپکے نام سے آکے شبخون مارتے ہین کیا جرأت اور کیا بہادری مزاج مین ہی کہ ایسے لشکر جرار اور فوج بیشمار مین تلاطم ڈالکے
الٹو کھا پلٹنون کو باہم لڑوا دیتے ہین اور آپ کس دلاوری اور کیسے حواس سے صاف نکل جاتے ہین اگر غلام حضور کی جانب یہ
خیال کرتا ہو تو آپ کی وفور حلیمات خداوندانہ سے دلکو یہ یقین نہین آتا ہی کہ غلام کو ہمراہ رکاب سعادت انتساب نہ لیجاتے شاہزادہ
بدیع الزمان والاشان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ ای ترک جوشن پوش یہ جرأت اور قوت اور صولت و شجاعت جناب احدیت نے واسطے
اولاد صاحبقرانی کے عطا فرمائی ہی یہ دونون شبخون مین نے مارے اور بخیال اس مآل اندیشی کے کہ تمکو ہنگام اطلاع میری رفاقت
بہرحال واجب ہوجائیگی اور اس خیال سے کہ اس عالم پیرانہ سالی مین یہ عمر قابل حرب و پیکار کے نہین ہوتی دانستہ تمکو اطلاع نہین
دی گئی ترک جوشن پوش نے آنکھون مین آنسو بھر کے عرض کیا کہ غلام کو یہ توقع حضور سے نہ تھی کہ آپ ایسے وقت مین فدوی
کو فراموش فرمائینگے خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا الا آیندہ فدوی بہر صورت ہمراہ رکاب سعادت انتساب برائے سرفروشی و جان نثاری حاضر
رہیگا غرض ہرچند ترک جوشن پوش نے مکرر سکرر اصرار کر کے عرض کیا شاہزادہ عالم نے قبول نہ فرمایا اور بقاعدہ مستمرہ پوشاک
دربار کی ذات اقدس پر آراستہ کر کے مع ترک جوشن پوش بسمت بارگاہ گئی اب روانہ ہوا وہان حال لشکر کجاب کا سنئے کہ تا وقتیکہ
روز روشن نہین ہوا اسپ سوار اور پیادے باہم شمشیر زنی اور ناوک فگنی مین مشغول ستم و پیکار رہے جبکہ دن نکل آیا ایک ایک کو پہچان ا
ہان ہان کر کے کہنے لگا کہ واہ واہ صاحب واہ واہ ایسے بدحواس ہو کہ اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ارے بھائی صاحب مجھکو قتل کیا تم
کہین باپ نے دیکھا کہ مین نے اپنے بیٹے کو تلوار ماری اور چہرہ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا دم بھر مین پھڑک پھڑک کر آخر ہوگیا
باپ بھی گھوڑے پر سے گر کر لاش سے چمٹا ہوا سر دے دے مارتا ہی اور کہتا ہی کہ ہائے مثل رستم سہراب کو مار کے آج بے اولاد ہوگیا
واے مین نے کیا کیا کوئی ہمائی بھائی کو قتل کر کے دو ہتڑ اپنے سر پر مارتا ہی اور چیخین مار مار کر روتا ہی کہین سسر نے داماد کو
نیزہ مار کے نیزے کو توڑ کر پھینک دیا ہی اور اپنی داڑھی نوچ نوچکر سر اور سینہ خوب سا پیٹ پیٹ کر کہتا ہی کہ ہائے بیٹی کو مین نے
اپنے ہاتھون رانڈ کیا یہ کیا ستم ہوگیا چچا بھتیجون کے قتل سے منفعل بھتیجے چچاؤن کو مار کر غل ہائے ہائے کر رہے ہین قصہ مختصر
ایک عجیب طرح کا شور باہم فوج و سپاہ مین بپا تھا اور چارطرف لاش پر لاش دھرے پھر وہ عضر مردے پر مردہ سر پر سر پڑے لوٹ
رہے تھے چار و ناچار سب پیادے و سوار وہان سے پھر کر ہزارون زخمی اور گھائلون کو انکے عزیز و اقربا دوشالا ڈولیون مین
چارپائیون پر ڈالکے لیچلے ہزارون اپنے عزیزون یگانون بھتیجے بھانجون باپ چچا مامون کے لاشے کو لاشون مین مقتولین کے
ڈھونڈھتے پھرتے ہزارون مقتول تشنہ لب پیاس پیاس پانی پانی پکار رہے ہین ہزارون جان بلب پڑے سسکتے ہین ہزارون
مانند مرغ بسمل کے جراحتہائے کاری سے خاک و خون مین تڑپتے اور لوٹتے پھرتے تھے گاؤن گراؤن قریہ و دیہات والے

دس کوس چکوسی رہا یا چار طرف سے دور پڑی خلائق ہو کر تماشا دیکھ رہی ہو اور سبکو تعجب اور تحیر ہو کہ یہ کیا ماجرا ہو کہ غنیم پر سل کی
فوج و سپاہ مین تو ہزارون مارے گئے اور ہزارون زخمی پڑے ہین لشکر غنیم کا کوئی فرد بشر پیادہ یا سوار کہین نہ زخمی ہوا نظر
آتا ہو نہ کسی کا لاشہ معلوم ہوتا ہو غرض یہان تو یہ حال ہو ان سبکو تو یہین چھوڑیے اور حال شاہزادہ نامور کا سنیے کہ مع
ترک جوشن پوش کے دروازہ گنجاب مین جا کے داخل ہوا اور بدستور و معمول مجرا کر کے اپنی کرسی پر برابر تخت گنجاب کے جا کر بیٹھا تمام
سرداران بارگاہ عالم تحیر مین بہ سکوت خاموش اور از خود فراموش بیٹھے تھے اس مین دارو غہ اخبار نے پرچہ وقائع کا گنجاب کو دیا
مضمون یہ تھا معلوم ہوا کہ آج شب کو بدیع الزمان پسر حمزہ نے لشکر پر شبخون مارا اور قریب تیس چالیس ہزار جوانان شجاعت شعار مارے
اور ہزارون سے زیادہ زخمی ہوئے ایک جان نثار ہے اور زخمی ہین گنجاب نے پوچھا کہ ہمراہیان بدیع الزمان سے بھی کچھ لوگ مارے
گئے یا زخمی ہوے خبر رسان نے عرض کی کہ کوئی شخص اس طرف کا نہ مرا نہ زخمی نظر آیا اور نہ یہ تاب و طاقت ہر کارون کی کبھی نہ تھی کہ جو ایسی
مخفی رہتے اور نہ لکھواسکتے گنجاب نے کہا پھر یہ کیا اسرار قدرت خداوند لقا ہو کہ تیس چالیس ہزار آدمی ہمارے لشکر کا مارا جاے اور زخمی ہو اور
فوج غنیم مین سوار اور پیادے کی نکسیر تک نہ پھوٹے نہ کسی کی لاش کہین پڑی ہوئی نظر آئے نہ کوئی زخمی مجروح پکڑا جاے عجب طرح کی
غفلت اور بیخبری ہمارے یہان سردارون اور سپہ سالارون اور افسرون اور فوج و سپاہ کے پہرے والون کی ثابت ہوتی ہو فوج غنیم
اور پسر حمزہ کوئی پری زاد اور دیو زاد یا توام اجنہ سے ہو کہ آسمان سے اوتر کے شبخون ہمارے لشکر پر لیکر آتے ہین اور ہزارون کو مار کر
صاف زندہ و سلامت پلٹ جاتے ہین گیا ہو رخون آشام اور صلیل درانہ ترکیب وغیرہ سرداران گنجاب اپنے اپنے دلون مین
پیچ و تاب کھا کھا کر سرنگون خاموش بیٹھے تھے اور بجز اپنی خطاے فاش کے مقر ہونے اور ندامت کھینچنے کے کچھ اور عرض معروض نہین
کر سکتے تھے گیا ہو رو غیرہ اکثر مغروران خدا لوگمان واثق اور یقین صادق شبخون مارنے کا شاہزادہ بدیع الزمان پر رکھتے
تھا پاس ادب اور خوف ناراضی گنجاب کچھ کہہ نہین سکتے تھے مختصر گنجاب تو دربار برخاست کر کے داخل محل ہوا اور شاہزادہ عالیجناب مع
ترک جوشن پوش رخصت ہو کر اپنے مکان پر آکر سو رہا جبکہ نصف شب کامل ہوا اسوقت شاہزادہ جم اقتدار بدیع الزمان نے
خواب راحت سے بیدار ہو کر لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ کیا اور سپر تلوار لگا کے کمند کو ہاتھ مین لپیٹ لیا اور ملاقات ملکہ گوہر ملک
کے لیے باغ کی طرف روانہ ہوا اور داہنے بائین دوست دشمن کو دیکھتا بھالتا زیر ایوان ملکہ پہونچا اور کمند مار کر دیوار پر چڑھ گیا وہان
ملکہ گوہر ملک کا یہ حال ہو کہ جسوقت سے شاہزادہ با اقبال کو خوب سا سمجھا کے عاجز ہوئی اور شاہزادہ بدیع الزمان مراجعت فرما کے
ملکہ کے پاس سے اوٹھ کر اپنے باغ کو تشریف لیگئے تھے ابھی تک مطلق ہوش و حواس بجا نہین اور بجز بیتابی اور گریہ و زاری کے کھانا
ابھی بخوبی نہین کھایا اور ہر مرتبہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر پڑھتی تھی اور روتی تھی شعر اور دے است اندرون دل اگر گویم زبان
سوزد و گر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ہر چند انیسین جلیسین ہمدمین مقربین مصاحبین خواصین محبت والیان سب بلائین
لے لے کر صدقے ہو ہو کر سمجھاتی تھین اور عرض کرتی تھین کہ ملکہ عالم آپ کو لازم ہو کہ ذرا اپنے آپ کو سنبھالتی رہیے اور نظر بافضال
ایزدی رکھیے بجز صبر کے چارہ نہین شاہزادہ عالم کے مزاج مبارک مین جو بات سما گئی ہو وہ ہزار کچھ حضور صدمہ اور اپنے دشمنون کے
واسطے رنج اوٹھائین گی وہ اپنی ہی کرینگے دلیر اور شیر کا کوئی روکنے والا نہین ہوتا مآل بخیر چاہیے اس گریہ و زاری اور بیقراری کے عوض
حضور ہر وقت جناب باری سے التجا کرین اور شاہزادہ عالم کی حفظ آبرو اور جان کی دعا مانگین تو بہت بہتر ہو باقی ان باتون سے
نقصان اپنی جان کا نقصان ہو بظاہر تو کچھ فائدہ نہین نظر آتا وہی ملکہ کچھ جواب نہین دینے پائی کہ سامنے سے ایک خواص نے آکر عرض
کیا لو وہ شوہر شاہزادہ عالم تشریف لاتے ہین ملکہ گھبرا کے چاہتی تھی کہ اوٹھے اس عرصہ مین شاہزادہ عالی مقدار قریب ہو پہنچا
اور حضور گوہر ملک کو اس حال پر اختلال بصد حزن و ملال دیکھکے پوچھا خیر باشد ای ملکہ گوہر ملک کیسا مزاج ہو ملکہ نے کہا
بفضل خدا سے خیر ہر حال ہو مصرع کیا پوچھتے ہو مجھسے دل افگار کا مزاج + اب اپنے مزاج کا حال فرمایئے کہ اب آپ

کو ان خونریزی اور فتنہ انگیزی سے بچو لی منو اور خوش دلی ہو چکی ابھی کچھ دور کسر باقی ہے شاہزادہ عالیمقام نے ملکہ کو اپنے گلے سے لگایا اور تعجب
ہوئے اسی خلوتخانہ میں جہاں کہ ہمیشہ صحبت رہتی تھی تشریف فرما ہوئے اور تادیر سمجھایا کئے کہ اے ملکہ تمکو ہماری جان عزیز کی قسم ہے ان باتون
میں تم شاق و خلل کبھی نہ دینا اور نظر بکرم کردگار رکھنا کبھی کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا اشعار اے جان جو ہر آن قادر مطلق تو بے بستہ
پیوند ہو اور نہ وخیال ہے از حد بست مایوس و پریشان مشو از گردش دوران ہر شکل کرتی ہے پیدا آن سہرے بست اور ایک بات ہماری
سمجھو یہ گرہ ش دست تن رکھو کہ جو شبانہ ہماری حیات کا باقی ہے ملک الموت کبھی اس طرف رخ کرنے کا حوصلہ نہیں کرسکتے اور جبتک کہ موت نہیں آئی کسی
کیا مجال اور کیا قدرت کسی کی کہ ایک موئے جسم کو ہمارے کسیطرح مضرت پہونچا سکے پس یہی بہتر ہے کہ تم مطمئن رہو اور کچھ رنج و غم نہ کرو شعر کار
ساز ما بفکر کار ما ست فکر ما در کار ما آزار ما ست غرض ایسے کلمات نصیحت آمیز و محبت آیات کرکے ملکہ کا جی بہلایا اور ہنسی ہنسی کہتا دو چار شعر
حسب حال زبان پر لائے اشعار آدمی کے تئین کچھ گرمی صحبت بھی ہے ضرور وہ بھی انسان ہے دنیا میں جو ہوتا ہے خشک گزری وضع زمانے سے ہی
دن خسروہ ہے ہم کہ ہیں تیرے گھر میں لو صرد لیکہ تو نک اے فلک شیخ و برہمن ہیں طرب میں مصروف دیر میں بھی ہے مردنگ حرم میں لو مولک
ثواب ہو وہ قلقلوں سے رہیں کیوں محروم پاس سے بیٹھے ہیں مینا سبو جھکتا آپ بھی جھک گل اندام وغیرہ خواصوں نے بھی دست ادب
بستہ ملکہ گوہر ملک کی خدمت میں عرض کیا کہ اے ملکہ عالم قربت شوم دیکھیے تو شاہزادہ عالم و عالمیان سچ فرماتے ہیں شعر غنیمت جان اس مل
بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے بارے ملکہ نے جام و صراحی اپنے ہاتھ میں اٹھا کر دو ایک ساغر آپ نوش فرمائے اور شاہزادہ نامور کو
پلائے آنکھوں میں ایک سرور آیا گلے میں شاہزادہ عالم کے اپنا ہاتھ ڈالکر اور انگڑائی لیکے فرمایا کہ اسوقت مجھے نشہ بشدت ہو گیا ہے دل یہ چاہتا ہے
کہ سو رہوں جی الکسایا ہے بیٹھا نہیں جاتا ہے شاہزادہ والا مرتبت نے فرمایا کہ بہتر لیس ساقہ تا زمانہ کے خواصین اور مصاحبین کچھ تو اول ہی سے
ادھر ادھر ہو رہی گئیں تھیں جو دو چار باقی حاضر تھیں وہ بھی آنکھ بچا کے اٹھ گئیں میان پردے پھر کھٹ کے کھول دیئے گئے دونوں عاشق اور معشوق
سینہ بسینہ لب بلب ہم آغوش اور ہمدوش پلنگ پر پڑے ہوئے لطف عیش جوانی و زندگانی کا اٹھا رہے تھے کہ ناگاہ وہ شب وصل بطرز امین
آخر ہو گئی اور کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی رہ گئی یہ دور ہی صحبت سیا گان فلک پر دیکھ کر شاہزادہ والا قدر گھبرا کر اٹھ بیٹھا ملکہ گوہر ملک
اشک آنکھوں میں بھرے چاہتی تھی کچھ کہے اور سینہ رو کئے کا کرے شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ ملکہ ہر دو ضرورت اور ہر مرتبہ تمکو سمجھاتے ہیں کہ
میری جان اسوقت کا رونا مقتضاے فراست اور محبت نہیں بلکہ اس میں بہت سی مضرتیں اور قباحتیں ہیں ہماری جان کی قسم کچھ غم
نہ کرو اور کچھ کلمہ زبان سے نہ نکالو اور ہمیں جانے دو یہ فرما کے اسی کمند کی راہ سے دیوار کے نیچے اترا اور اپنے باغ میں کر داخل ہوا وقت نماز
نماز کا ہے لہذا بفراغ وضو و دو رکعت نماز پڑھی ابھی کچھ اوراد و وظائف میں مشغول تھا کہ ترک جوشن پوش خدمتگار حاضر ہوا صبحدم آکر بجا لایا
اور شاہزادہ نامور نے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر پوشاک درباری پہنی اور ترک جوشن پوش کو ہمراہ لیے باتیں کرتے دربار گیتی ماب میں تشریف
لے گئے اور موافق قاعدہ مستمرہ اور ضابطہ قدیمہ کے مجرا کرکے اپنی کرسی پر جا کر متمکن ہوا اور بوقت برخاست دربار گیتی ماب سے رخصت ہو کر اپنے
باغ میں پھر تشریف فرما ہو کر بعبادت معمولہ خاصہ تناول فرماکے سو رہے اور دو چار گھڑی کے بعد بیدار ہو کر ظہر کی نماز پڑھی شام کے وقت
ترک جوشن پوش سے کہا کہ آج ہماری طبیعت کچھ بے لطف ہو رہی ہے جی چاہتا ہے کہ دم بھر سو رہیں ترک نے عرض کیا کہ پیر و مرشد بہت مناسب ہے
حضور آرام فرمائیں شاہزادہ عالیمقام پلنگ پر جاکے لیٹ رہا ترک جوشن پوش بھی رخصت ہو کر اپنے مکان کو گیا یہاں شاہزادہ والا مرتبت
دوپہر رات کے عمل میں خواب راحت سے بیدار ہوا اور سیر باغ کی ٹہلتا ہوا کہ ناگاہ آواز آئی کہ یا بلود کے خسپد چشمہ کہ رو خار بود کے خسپد اول
چسان ترا بدست چون مخنچی آکمس کرد کزار بود کے خسپد پلنگ پر سے اٹھکر لباس شب وہ ذات اقدس پر آراستہ کیا اور مسلح اور مکمل ہو کر جیسے
چیتا اور کفار کشی سمت لشکر گیا ہو خون آشام گھوڑے کو سبک خرام کیا اور جبکہ وہ گھوڑے کے قریب گیا ہو خون آشام کے
سوار و پیادوں کی چھاؤنی میں پہونچا تو وہاں سے ایک چراغ میں نظر پڑا سپر پشت ہو کر چاروں طرف جو نور دیکھا تو خفتہ بختوں اور تیرہ روزگاروں
کیطرح پیادوں اور سواروں کو پہلے سے بھی زیادہ تر غافل اور خواب خرگوش میں بیہوش پڑا ہوا دیکھا کہیں کہیں بیچ اپنے خیمے کے سامنے روشن

خیمے اور ڈیرون مین شمع اور چراغ کی روشنی معلوم ہوتی دستے شراب کے چارون طرف خیمے ڈیرون مین لنڈھے پڑے ہین شیشے صراحیان گلابیان
پیالے جہان تہان خالی رکھے نظر آتے مین سیکڑون سوار پیادے سالار دیون کسبیون خانگیون چونے والیون کلاونت بھکون سرود بینون ومغنیون
کشمیری بھکیون وغیرہ اپنی آشناؤن کو لیے ہزار لونڈون کو شراب پیے بہت نشہ مین پڑے سوتے مین کسی کو اپنی ازار تک کی خبر نہین بستر طوار کا
کیے ڈنگر ہوچوکی پہرے والے بیٹھے بیٹھے سوگئے ہین کہین دس بیس اونگھ رہے ہین دو چار کہین کہین سوتے سوتے چونک چونک پڑتے ہین
اور پکار اٹھتے ہین کون آتا ہے کہان جاتا ہو شاہزادہ رستم شوکت نے تیکرے پر سے اترکے بطور سابق آہستہ آہستہ اندرون چھاؤنی جاکر حکم
دیا مین خیمے ڈیرون کی اور طنابیان پھاڑیان گھوڑون کی قطع کرین اور آپ مطابق مین دستور سابق بروزہ کے الگ دور جاکے کھڑا
ہوا اور نعلون مین ہاتھ ڈالکر [illegible] الله اکبر خنجر سے کھینچا اور یہ نعرہ کیا نظم مادوح اقبال فیروز گردہ : شہ آسمان رخش رستم شکوہ + کشند عدو [illegible]
ستم عیان [illegible] نون ابن صاحبقران [illegible] زمانم [illegible] شکن : زنام [illegible] سر [illegible] کشور باختر + شجاع جہانم [illegible]
[illegible] شیرخدا ابوتراب : نعرہ قاتل لشکر بیجاب نعرے کے ساتھ تمام چھاؤنی مین افواج گیا ہو رخون آشام کے مجیب [illegible]
پڑ گیا اور چارون طرف اسکے ایک شور بپا تھا ایک تو وہ شبخون اوس پر ہوگیا اور کشت وخون چھاؤنیون مین لشکر [illegible] کی
سب کے گوش زد بلکہ چشم دید تھا دم صداے [illegible] خیمے ڈیرون کے گرنے کی اور ہنگامہ گھوڑون کے چھوٹ کر باہم لڑنے کا اور
سیکڑون آدمیون کو تنبیٹ مار مار کر زخمی کرنے کا اور شور غل سائیسون کا کہ لٹھ سونٹے بانس لیکے گھوڑون کو مارنے اور پکڑنے کے لیے
دوڑتے پھرتے تھے سوم نعرہ کو [illegible] اس فرزند [illegible] کا تھا کہ طائران روح کفار لعین پرواز کیے جاتے تھے چارون چار سر برہنہ تلوار
لیکے چھاؤنیون مین سے [illegible] کے سامنے جتے تو دیکھا کہ اس طرف سے خیل خیل زیل زیل [illegible] قشون قشون دستے
دستے گروہ گروہ انبوہ انبوہ سوار اور پیادون کے تیغ وتبر نیزہ وخنجر گرز وکمان وغیرہ سلاح اپنے اپنے لیے مارے مارے کرتے چلے آتے ہین
یہ سمجھا کہ فی الحقیقت یہی لشکر جرار وفوج بیشمار امیر حمزہ کی ہے خوب گتھم گتھا لپٹ لپٹ کے تلوارین آپس مین ایک دوسرے کو مارنے لگے تو ادھر
شبخون کی آمد اور ہزارون سوار وپیادون کے شور غل سے وہ شب تیرہ کالی اندھیاری برسات کی رات کا سمان دکھلاکے فوج کفار کی نگاہون
مین قیامت سی آتی تھی اور کالی کالی [illegible] ان سیہ بختون تیرہ روزگار لعینون کے سرون پر بطور کالی گھٹا کے چھائی ہوئی لگ لگ
تلوارین میان سے کھچی ہوئین بجلیون کی طرح چمک چمک کے گرتی تھین اور گولیون کی گلی الاتصال بطور اولون کے بوچھارین
پڑتی تھین صدا بندوق کی اور غرش تفنگ کی میدان جنگ مین صداے رعد پر خندہ زن اور چمک دمک کی شعلہ برق جانستان
پر چشمک افگن تولے شیر دلیرون کے مانند جگنو کے چارطرف اڑتے اور خنجر شعلہ زبان افعی خونخوار لپکتے تھے بارش تیر تند باران
قیامت خیل تھا اور طغیانی دریاے خون سے [illegible] مشتعل سرہاے مقتولین مثل حباب موج خوناب سے تلاطم مین آکے گرداب
فنا اور نار جہنم مین غرق ہوتے جاتے تھے اور بال انکے بطور سوار کے نظر آتے تھے ہاتھ نیچے نیچے دست وبازو چھوٹی بڑی مچھلیون کی طرح
رحینپے تھے اور لاشے بطور کشتیون کے دریاے ناپیدا کنار خون مین ہر طرف تیرتے ہزارون دل چلے اوچھلے اندر [illegible] اس دریا
حرب وضرب مین شناوری کرتے باہم لڑتے جاتے تھے اور برچھے بھالے بطور ملاحون کے بانسون کے نظر آتے تھے علم اور نشان
علمدارون کے ہاتھون مین بصورت بادبانون کے کھلے ہوئے ہوا سے لہراتے تھے ڈھالین جو زخمیون کے ہاتھون سے چھوٹ کر
گرین تو اس دریاے خون مین مانند بھنوران کے اچھلتی اور کودتی ماری ماری پھرتی تھین اور [illegible] ہین کٹ کٹ کر جوانون کے
جسم سے جو جہان تہان گر پڑتی تھین وہ بطور جالون کے پھیلی تھین [illegible] ان بندوقون کے چھوٹنے کا تمام میدان مین ایسا گھٹا ہوا تھا
کہ شدت تاریکی سے زمین آسمان کچھ نہین سوجھتا تھا شاہزادہ والاقدر جو لپادہ نعرے کرتا تھا تو صداے نعرہ لشکر کفار کے دلون
سے مانند تیر اور نیزے کے پار گذر جاتی تھی اور شدت برودت شبنم اور ہوا کے زور شور اور کثرت ہول اور بدحواسی سے
بڑے بڑے شیر دل کفار عاجز وناچار [illegible] دندان [illegible] : چون شخص دوتک زبان : جاڑے کی سی [illegible]

چڑھی تھی صولت تو جھپٹ کا تیغ سمور سنجاب اور دو شالون کماون مین سر سے پانون تک آپ کو چھپائے بھاگ بھاگ کر دور جا جا کر تیغ درخشون سے
تبیح کرتے اور لگاتے آپ رہے مین تھوڑے تیرون پر جنات تھے جو تیغ جان ستان سو داغ فرق ہو گیا اور کچھ تھوڑے باہر بھی رہ گئے مین تو یہ تیغ تو
کر زمین کو بھی رعب اور خوف سے اس تیغ دو سر شمشیر بیچارے روزگار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے جوڑے کی تپ چڑھی وہ تیر زمین مین جا کر
زمین کے ٹکڑے ہوگئے این غرض طول تا چند مختصر بیان کرتا ہون کہ شاہزادۂ عالم یہ رنگ دیکھ جا تھا کہ ایک سمت کو ٹکڑے دفعۃً دست
چپ سے نعرۂ خاور سپاہ گوش زد ہوا اور سب نے بخوبی سنا کہ کسی شخص نے یہ نعرہ کیا نعرہ ملک قاسم شہ خاور سپاہ ؛ زند تیغ برابر و نیزہ گذار
ز تاب دم تیغ سستم زمین ؛ ہمہ باختر شد بزیر نگین ؛ اگر تیغ بر کوہ خارا زنم ؛ ز بن شق گاو زمین بر کنم ؛ ای کافران بی باور نابکاران
ہر دو عالم کہ داند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و بشناسد کہ منم نور حدیقۂ بسالت و شہامت صاحب عزم مبارز رزم شاہزادۂ خاور سپاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری نعرۂ آفتاب مشرق دین پروری ؛ شہسوار لعل پوش خاوری ؛ شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان
نامدار یہ آواز قاسم کے نعرے کی سنتے نہایت متعجب دیکھتے تھے اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ قاسم نے اس پنجہ سے کیونکر رہائی پائی اور کیسے
یہان جھٹ پٹ آن پہونچا مگر چونکہ مقابلہ اور مجادلہ ہزارون غولون سے درپیش تھا اور سوائے اسکے اس میدان جدال و قتال اور
اس شب تیرہ و تار مین قاسم تک پہونچنا بھی جیسے اشکال اور بہت محال تھا سو جیسے پنی ڈوب مزید پیچ شیا اور غور و ارسا اور زیادہ سعی اور
تلاش مین شاہزادۂ خاور سپاہ کی نہ رہا لیکن تا صبح یہ حال تھا کہ جب شاہزادۂ بدیع الزمان نعرہ کرتا تھا ساتھ ہی اسکے آواز نعرۂ قاسم
کی بھی گوش زد ہوتی تھی غرض خلاصہ یہ کہ اس شب بھی ہزارون کفار علف تیغ بیدریغ ہوئے کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی رہ گئی
تھی کہ شاہزادۂ والا شان بدیع الزمان اس عرصہ رزمگاہ سے بجنگ وامان صاف نکلکر سمت چار باغ روانہ ہوا اور وہان بدستور
آپس مین تلوار چلتی رہی اور لاش پر لاش گرا کی اور پھر صبح کو جب بخوبی روشنی ہوئی تو اسی وقت سے ایک نے دوسرے کو پہچان
کے ہان ہان کر کے شمشیر زنی اور خونریزی فیما بین سے اپنے اپنے ہاتھ کو کھینچ لیا اور چار طرف فوج غنیم کو ڈھونڈھ کر سرد سینہ
کوبان اور دست تاسف ملتے آپس مین یہ کہتے ہوئے کہ خیر آج پھر پسر حمزہ نکل گیا اور کہان جا کے چھپا بعضے کہتے تھے کہ یہ روا اس بات کا
تو علم خداوند بیچون و ہزار ملک باختر کو ہر کر یہ نے کیا جانفشانی کی اور کس کس طرح سے گھس گھس کر لپٹ لپٹ کر تلوارین ماری ہین
کہ خدا پرستون کے بھی رنگ چہرون سے پرواز کر گئے ہونگے اور وہ سب بھی اپنے دلون مین ہماری شمشیر زنی اور دلاوری کے
قائل ہو سہم گئے غرض انکو تو یہین چھوڑیئے

اب ذکر داستان شاہزادۂ بدیع الزمان بیان کیا جاتا ہے

کہ یہ بدلجی تمام وعدہ گاہ معرکہ سے صاف نکلا اپنے باغ مین جا کے داخل ہوا اور لباس شب روی اتار کے اور پوشاک ذات
اقدس پر آراستہ کر کے وضو کر کے نماز مین سر بسجود تھا کہ سامنے سے ترک جوشن پوش آ کر کھڑا ہوا جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا
تب ترک نے مجرا کیا اور حسب الحکم ایک مقام پر بیٹھ گیا بعد انفراغ نماز شاہزادۂ والا مناقب بدستور معمول قدیم اپنے مرکب پر سوار
ہوا اور مع ترک جوشن پوش سمت بارگاہ گنجاب روانہ ہوا اثنائے راہ مین شاہزادۂ عالیمقام نے فرمایا کہ ای ترک جوشن پوش
مجھکو عجیب اتفاق درپیش ہوا کہ میرے کان مین ہر مرتبہ آواز نعرۂ قاسم کی آتی تھی معلوم نہین کہ شاہزادۂ خاور سپاہ نے اس
بلائے آسمانی اور آفت ناگہانی سے کیونکر نجات پائی اور یہان آکر کہان مقیم ہے ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ شہریارا
حقیقی نے شاہزادۂ قاسم کو اس پنجہ سے نجات بخشی ہوگی اور لشکر ہمایون مین شہداد تو یہین قریب پڑا ہے کیا عجب ہے کہ شاہزادۂ
خاور سپاہ اپنے لشکر سے آکر بطور اعانت اور مساعدت شریک شبخون ہوئے ہون غرض یہ باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین پہونچے
اور شاہزادۂ والا مرتبت گنجاب کو مجرا کر کے اپنی کرسی پہ بیٹھا تو دیکھا کہ بارگاہ گنجاب مین عجیب طرح کا تلاطم اور ہنگامہ بپا ہے
اور گنجاب نہایت غضبناک اور خشمگین بیٹھا ہے اپنے سردارون سے کہہ رہا ہے کہ قدیم الایام سے ہزارون صف

اڑائیاں اور لڑائیاں سنین اور چشم دیکھین یہ تماشا کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا تھا کہ کئی سو ہزار دن سوار و پیادے قتل ہوں اور
غنیم کی فوج مین ایک چاکر کی بھی لاش نہ کہین پڑی کسی نے دیکھی کہ بھور خون آشام نے عرض کیا کہ پیر پرس ہم سب جز و مجبور ہین
اور کچھ جرم او قصور ہماری فوج و سپاہ کا نہین ہو تو اب سرکار کی عرض حروف بھی نہ پڑ پڑا یا مین تو ہم سب کیا کرین حضور جو ازراہ دولت
خواہی اور خیر سگالی اور گدائی کے کوئی بات التماس کرتے حضور فرماتے وہ کچھ نہیں رشک و حسد سے کہتے ہین گنجاب نے کہا کہ مین نے
اسی روز کہا تھا اور اب پھر کہتا ہوں اور تجھے پوچھتا ہوں کہ وہ دن دولتخواہی اور نمکحلالی تا کب ہوگا اور وہ کون سی ساعت سعید
ہوگی جب تم وہ بات ہوگے قبل از مرگ واویلا کوئی بات تونے مجھسے کہی جسکو مین نے برون بھیجا تجھے گمان رشک اور حسد کا پیر کہنے لگا
گیا بھور خون آشام اپنے دنگل پرے اٹھکر تخت کے پیچھے گیا اور سرگوشی مین عرض کیا کہ یا پیر پیرل میری عقل اور ذہن مین تو یہ بات
آتی ہو کہ یہ ساری فتنہ انگیزی اور مفسدہ پردازی اس حکیم زادے کی ہو جسکو آپ نے فرزند نامور فرمکے شاہزادہ بلند اقبال خطاب عطا کیا
ہو گنجاب نے یہ کلام گیا بھور خون آشام کا سنکے جو بدیا کہ او گیا بھو تشریح این دیکھے تو کہ تو نا شناسد مین تجھے خوب جانتا ہوں کہ شاہزادۂ
بلند اقبال کا تو دشمن جانی ہو یہ بات رشک و حسد کی نہین تو اور کیا سمجھون تو ہی مجھے معقول کر اور ذرا اپنے گریبان مین منہ ڈالکر سوچ اور
جواب دے گردہ بیگا وہ یکہ و تنہا سواے چار چند سگاردون کے اور اسکے پاس کون سی فوج اور سپاہ ہو خوا نخواہ اسپر افترا اور اتہام
نقص التہ جو تو کرتا ہو مجھے کیونکر یقین آئے گیا بھور نے عرض کیا کہ فدوی نے تو پہلے ہی عرض و التماس کیا تھا کہ جو بات حق اور خیر سگالی
کی عرض کرونگا سرکار کو اسکا کبھی یقین اور اعتبار نہوگا آپ مالک و مختار ہین غلام کو اس سے کچھ سروکار نہین لیکن آخر یہ راز
چھپا نہین رہیگا کھل ہی جائیگا گنجاب نے کہا بس زیادہ ہرزہ زبان نہ بک اور سب سرداروں کی جانب مخاطب ہوکر حکم دیا کہ یہ تمام شکوہ و
بلا ہو گیا اور ہزاروں سوار و پیادے میری فوج کے قتل ہوگئے اور تم سب صاحب اپنے اپنے گھروں مین پاؤں پھیلاے پڑے سویا کیے
مگر وہ آج سے تم جتنے سردار اور افسران فوج ہو سب کے سب جا کے چھاونی مین سکونت اختیار کرو اور جو کوئی کہ تعمیل میرے حکم کی نکریگا
اور چھاونی مین نہ رہیگا اسیوقت اسکو برطرف کرکے بعذاب الیم مبتلا کرونگا القصہ بعد درہم اور برہم دربار برخاست کرکے داخل محل ہوا
اور ان دونون سپہ سالاروں یعنی گیا بھور خون آشام اور طلیل دراز ترکیب کو اپنے پاس بلا کے کہکر رہنا کہ تمام سمجھایا
کہ غافل رہنا نہین چاہیے اور اسکا سراغ لگانا چاہیے بعد ازان سنجانی عیار کو طلب کرکے فرمایا کہ ایک ہفتہ عشرہ کا عرصہ گذرا کہ مین نے
تجھے کس تاکید بلیغ سے حکم دیا تھا اور تو نے آج تک کہین کچھ سراغ اور پتا لشکر حمزہ کے لشکر کا نہ بہم پہونچایا اور نہ کچھ آکے سعی اور تلاش
کرکے مجھسے عرض کیا اب تجھے تین دن کی مہلت دے کر تہدید بلیغ اور بسوط واشتی بیہک کے حکم دیتا ہوں کہ جہان لشکر حمزہ کا پڑا ہو جلد
پتا لگا کر مجھے اطلاع کر ورنہ مین تجھسے بہت بری طرح پیش آؤنگا یہ کہکر محل مین داخل ہوا یہان تمام سردار اور افسران فوج مین ایک
تہلکہ پڑ گیا ہے اور سب باہم کہتے ہین کہ فی الحقیقت گنجاب کا بھی فرمانا بجا ہے اس طرح کی رزم و پیکار تو کبھی سلف مین بھی نہین سنی خود ان
نے رستم اور سہراب اور گیو اور افراسیاب کی بھی کوئی داستان اس طرح کے شبخون مارنے کی نہین لکھی کہ ایک طرف تو لوگ مارے
جائین اور طرف ثانی کی فوج مین نکسیر تک کسی کی نہ پھوٹے آیا یہ خدا پرست جادوگر ہین یا کچھ اعجاز اور کرامات ان مین ہو کہ یہ
ہزار اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی فوج مین ہزاروں کو مار کے چلے جاتے ہین اور نہ کوئی انمین سے مارا جاے نہ زخمی ہو نہ کوئی
گرفتار ہو اور نہ کسی کی لاش کہین پڑی نظر آئے نہ کوئی انکی فوج کو آتے جاتے کہین سے دیکھے یہ بات تو مطلق کچھ ذہن مین اور
فہم مین نہین آتی آسمان سے اترکر یہ لشکر آتا ہو یا زمین سے پیدا ہوتے ہین یا یہ کہ ہمارے لشکر پر ہماری فوج و سپاہ سوار و
پیادوں پر گنجاب طلزمون گھوڑوں جان نثاروں پر قہر خداوند لقا کا نازل ہوا ہو غرض سب کے سب متفکر و حیران
اپنے اپنے مکانون کو چلے گیا بھور خون آشام اور طلیل دراز ترکیب دونون سپہ سالاروں نے افسران فوج رسالدار
کمیدان کپتان اجٹینون کو اپنے پاس بلا کے تنبیہ کی کہ یہ روز تک یہ نہین چاہتا کہ عدول حکمی اپنے مالک کی کوئی کرے

تھی کہ باغبان قدرت نے روز ازل سے بروے عدل بیدینون کے واسطے دوزخ رکھا ہے اور دوسرا جانب گذشتگان نار جہنم کر وہ بجلی
خلیندان قدرت واسطے کفار بیدین کے دوا تھا اور اذن عام ہے کہ باب جہنم بیدین لوگون کے لیے کھلا ہوا دنی اعلی وضیع و شریف خرد و کلان
پیر و جوان سوار و پیادے لشکر چارگونہ جگناب سے جسکا جس صورت سے جی چاہے بھاگ کر زخمی ہو کر اڑتے مرتے بیباکانہ چلے آئین ممانعت
و مزاحمت اس فرقہ میں کسی کی نکرتا ادھر ماہی اور بجاے سرکشی سواے بیان کے بیرے زمین پر نہیں ادھر مرغان روح بندگان جحیم پسلان
اور نوجوان دست حق پرست بے غلطے بیجان سے یہان تک آشیانہ اور نشیمن اپنے اپنے بنا لیں ہزارون سر کٹے ہوئے بشکل نارنج و
ترنج ادھر اودھر سے دستا ہیون کے چار طرف ٹپے لوٹے پھرتے تھے اور بال سرون کے بشکل سنبل پریشان خاک و خون میں غلطان نظر آتے تھے
آنکھیں مقتولون کی مانند چشم نرگس کے بحیرت وا اور ہاتھ و پاؤن اُن بیدینون کے بشکل شاخہاے درختان خشک بیخ زدہ قلم کردہ کے
جدا جدا ہزارون پیاسے ہلاکت فرش ہیں مثل غنچہ سوتیا خشک منھ کھلے ہوئے اور سیکڑون سنگ سیرت مجروح تشنہ لب مارے
عطش کے مثل سوسن زبانیں منھ سے باہر نکلی ہوئی کثرت جراحتہاے نیزہ و تیغ و خنجر سے مقتل پسلان تختہ لالہ زار چمنستان ادھر دکھاتی
بہار میدان مدام دیکھ کر گلہاے زخم ہزاران ہزار خندہ زن صورت تفنگ کے بشکل گل نیلوفر کے میدان جنگ میں نمودار اور گولیان
بندوق کی مانند موگرے کے پھولون اور گلہاے رنگا رنگ کے شمار و تیر بیرون کمان جستے کے بطور انارہاے سفالی و کثرت
بارش تیر سے سرو تن برنگ گل خاردار لب زخم مانند فوارون کے خونفشان اور فوارون کے ہزارون کا زخمون کی کثرت پر گمان
طغیانی آب تیغ سے جاری ہوا وان اور شدت خونریزی سے بہت سے حوض خون کے سر میدان گھوڑے کی انتہا دیا پانی تھے کے ہم
رزمگاہ میں جوان اور کثرت گرمی غضب سے عرق انفعال کا تمام اعداے بیدین کی پیشانیون پر مانند قطرات شبنم کے نمایان صدالکن
کمانون کی کڑکون کی اور سپاہیون کے تفنگ کی بہرارت سے گوش زد ہوتی تھیں اور عندلیبان جان دلیران کا نالہ و مرغان روح
بیدینان جہنم ماواے انکا قفس عنصری سے پرواز کنان شاخسار فنا پر جا کر بیٹھی تھیں حضرت عزرائیل بشکل صیاد دام اجل گسترده
ہر کیفیتگاہ بیٹھے ہوئے اور حلقے کمندون کے مانند حلقہ ہاے دام گلوگیر سرکشان گمراہ نظر آتے تھے اور از بسکہ اس بوستان جہان میں
بیبات تو بطور ہواے عالمگیر کے مشہور ہے کہ بہار و خزان قدیم الایام سے بسبب مشیت گلچین قدر ہم آغوش اور خارون میں گل اور
گلون میں خار ہمدوش رہتے ہیں ویسے اچھے برے ہر ایک قوم میں سب یکجا ہوتے آئے ہیں جہان لکھو کہا ہم خصال بشکل افغان
بدفال و فرقہ بے پیر اعداے شریعت ملعون ابدی وحشی کینہ ور گرد پیش شاہزادہ با اقبال کے مصروف جنگ و جدال تھے وہان
ہزار پانچسو اسی قوم میں حلال زادے شریعت و نجیب ارباب فراست اصحاب خرد استبار جگو با انصاف ایسے بھی تھے کہ ہر چند بسبب
مخالفت و بوجہ عداوت دلاوری و شجاعت جستی و چالاکی و تیزدستی و خونریزی اس شاہ بیشکار شاہزادہ والا کی دیکھ کر مانند عندلیبان
گلشن تصویر عالم سکتہ میں محض بے پر و بال تھے اور زبان طوطیان شیرین بیانان کیجون کی شکرستان مدحت شجاعت و تہور اور فنون
میں اس ہماے اوج سعادت کے یہ وفور عجز الال الا از بسکہ ضبط نہیں ہو سکتا تھا تو بیساختہ واہ واہ کرکے باہم کہتے تھے کہ اے دل
صغیر وہی ہے بسکہ شاہزادہ بدیع الزمان عالی مناقب والا توقیر کہ ہے کہ ایک جان واحد پر یہ مجمع کثیر اور انبوہ غفیر پا و تیز اشقیاے
شریر با نیزہ و شمشیر چہرہ دون کا منہ سا برسا رہے ہیں اور اسکی تیوری پر بل نہیں پڑتا کس خوبصورتی سے لڑتا اور آپ کو بچا کر سیکڑون
کو تیغ بیدریغ کرتا چلا جاتا ہے قسم ہے اپنے دین و ایمان و طریق کی کہ گر یہ فلک پیر لاکھون برس دوڑے تین چرخ دیکھائے تب بھی ایسا نونہال بااجل
صاحبقران اور سرو چراغان گلزار ابراہیمی کے ثانی اور کسی کو اس عہد میں جہان بارین شگفتہ مثالی گلگشت بہار میدان رزم کرتے
دیکھیگا واہ واہ ہو واہ شعر آفرین باد آنچنان پدری ❀ کہ زنا زادین چنین پسری ❀ ادھر فوج کفار بدکار کا یہ حال ہے کہ
وہ جو دو سو نوجوان گبرو گھبرو اپنے زور و طاقت پر نازان ہواے کبر و نخوت دماغون میں بھری ہوئی جوش خون سے
وحشت زدہ و بے تحاشا اور یزید و مردودے تھے وہ سب تو قوت و دست و بازو حتی الامکان خوب ہی بلند پروازیان کرکے بے شکل ہوتے اور تیر ترچھے ہو کے ہم

اور مہلیل وراز ترکیب تک پہونچی کہ شاہزادہ بلند اقبال بنام بدیع الزمان پسر حمزہ اور ترک جوشن پوش بنام شاہزادہ
تھا اور سیاہ ملک قاسم نعرہ کرکے مبنی فتنہ انگیزی اور فساد انگیزی اور موجود خونریزی و ہنگامہ پردازی تیغون کے تھے سوکچ دونون کو
افواج قاہرہ پیغمبری نے محاصرہ کرکے چیئن لیا اور ابتک کسی طرف سے نکلنا مدد و سالم جانے نہیں دیا اسوقت دونون مودون نے
زہر خند کیا اور اپنے رفیقون سے کہا کہ صاحب شعر ستمزا حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
جسدن کہ حکیم فاروس نے بتقریب عالیجاہ ملکہ گوہر ملک اُسکی ولایت پیغمبر جبل سے آئی تھی اور معرکہ کمان قہرمان اور کشتی نسبتون میں لشکر
ایسے پہلوان کا دکھی ام سمجھے ہوئے تھے بعد اسکے دو شبخون لینی سے بارہا پیغمبر جبل جبل کو ہزیمت کا تیر بھی تھا یہ کہ ناچار ہو کر اسوقت
بر ملا صاف کر دیا کہ اوگئی اب یہ تمام فساد پردازی اور شوخی تیغون بسبب جوش شباب تھا ب والا اب شاہزادہ بلند اقبال کے جی
اس خانہ خراب نادان اور احمق نے حلق بر کہا نانا اور اہا بو دانی سمجھا بلکہ تو اس بات میں نہایت تحیر اور استعجاب ہے کہ خداوند تعالیٰ نے
اسکو طرہ پیغمبری کس حساب سے اور کیا اپنی مشیت میں بہتر سمجھ کر عطا کیا مگر ایہا الناس آج تم سب دیکھنا کہ جیسا کہ اس سردار زادے
حکیم زادے کے شتا فتادہ سرکشی کی ذرہ کیسا اسکی تھی اور کبر و نخوت کو ابھی بلکہ طرفۃ العین میں خاک میں ملا دیتے ہیں اور اسکو طوق گردن
مشق قمری کرکے نعرہ کو ہو نہیں گے اور تمھو دیکھنا ہو گئیگا اب جب سے بہت جھک کر سلام کرینگے یہ کہکر اپنی پلٹنون اور سب سرداروں اور فہرون فوج
کو ہمراہ لیکے گیا ہو رخون آشام اور مہلیل وراز ترکیب دونون سوار ہوئے دو سالہ ہزار سوار و پیادے کی جمعیت سے اُس
میدان کارزار میں جہان کہ شاہزادہ جلیل الاقتدار معرکہ آرا تھا پہونچے تو اب وہ وقت ہے کہ باغبان فلک انوار انجم و خوشہ پروین اور
گل چاندنی کو دست شب میں چھپائے سمت مغرب روانہ ہوا اور گلشن جہان میں شہرہ شگفتگی گل خورشید کا مشرق سے تا مغرب ہوا انتشارات
آخر ہو گئی اور بدولی روز روشن ہو چکے جوان دونون سپہسالاروں نابکاروں نے دیکھا کہ وہ شیخ و پیر شاہ قاب فوج گئیا ہے چھایا ہوا ہے
اور سہیرون گل کشتہ ہو رہی سیکڑوں کفار کو جا بجا شیر شمشیر دیو بند سے مانند صید لاغر کے بسمل کرکے خاک و خون میں لٹا دیتا ہے اور
ایک طرف ترک جوشن پوش کا یہ حال ہے کہ سر سے پاؤن تک زخمون سے چور ہو کمال سر در معروف جنگ و جدال ہو آخر الامر
جبکہ وہ بہر کمال خوب شمشیر زنی کر چکا تو بوفور زخمہائے کاری اور شدت سوزش خون کے غش پر غش طاری ہو چلا اشقیائے بیدین
فوج اعدائے شہرہ نے کمندین ڈال کر ترک جوشن پوش کو اسیر پنجہ تقدیر گرفتار دام بلا کر لیا شاہزادہ والا تبار نے جو حال گرفتاری
ترک جوشن پوش کا بچشم اپنے دیکھا تو رفاقت اور محبت اور جان نثاری اور وفاداری پر اُس دلاور کی آفرین تحسین کی
در حالیکہ نہایت متاسف ہوا اور بعد درد و غم باچشم پرنم یہ مصرع پڑھکر ع درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است
اپنے جی میں سوچا کہ فی الحقیقت سرسبزی گلشن فتح و ظفر اور بہار رزم و پیکار کی موقوف اور منحصر فقط آب بخشی سحاب رحمت باغبان
قدرت و تائیدات بخشندہ کائنات پر ہے کسی دلاور اور مرد دشمن شور کو زنگ ہو رہے گلزار شجاعت اور اپنی بلند نامی اور سرخروئی پر نازان ہو
کے پابند رہنا مقتضائے فراست نہیں اور ہوا داری عمرو ورود کوشش کی سمجھنا میں حماقت اور جہالت ہے جنگ دو سردار
اور بدیع الزمان سوچا تھا کہ ابھی نہیں پہونچ سکیگا شعر مو چگان را چو بود اتفاق ٭ پیل دمان را بدر انند پوست تاکہ
جان واحد اور یہ تیرہ دل لکھوکھا کفار سوار و پیادے دو پیٹنی اور گرد اور چار طرف سے ہجوم اور دھوم کیے ہیں پس بقول
کسی اُستاد کے شعر بڑی پر غفلت یہاں گر بیا طلسم باغ جہان ہر خیال خیال سر و چمن میں ہر صبح پھول بنستے میں کھلکھلا کے جہان
وقت اور مقتضائے فراست یہی ہے کہ بزور و قوت دست و بازو جنگ رستانہ اور صید افگنی کرتا اب یہاں سے نکل چل غرض یہ سوچکر
ایک نعرہ کو تشنگان جگت سے کھینچکر لکھو کھا کفار کے سینون سے مانند ناوک پیچھا کے پار کر گیا اور دو غول دس بارہ ہزار
سواروں کا تلواریں کھینچے برچھے ترچھے کیے برابر سے معرکہ آرا تھا اُسی جانب کو مخاطب ہوا اور جو دس بیس اجل رسیدہ سامنے
اور مقابلہ میں آگئے انکو تو ایک ہی طمانچہ ضرب تیغ میں حل ہی و مرغ بسمل خاک پر لٹا دیا اور باقی سوار و پیادے بدحواس

اور کسی کو کچھ تاب ستیز اور ستیدین اور بہادر دستطر کی نہیں سمجھتا ہے ایسے وقت پر ایسے کام میں میری یاد ہوتی ہے جلدی سے نکلی بالوں میں کی
اور ایک آدمی سے کہا کہ ذرا لشکر مارے ہیں جو کہ جلد آتا ہوں جب تک لوگ اُس میں ایک دم تھے وہ ترکی لوگ بھی یہی باتیں کرتے
تھے کہ سامنے سے دو ہزار پیادے کالے کالے بال گلگڑیان کالے کالے انگرکھے زرد وشتی میں رنگے پاجامے پہنے ترکیہ اربند تین کا ندھوں پر
سینگ کے کمر سے لگائے تلواریں برچھیاں ہاتھوں میں پکڑے ترکی اور نرسنگا پھونکتے ڈھول اور تاشے بجاتے پہنچے اور کچھ پیادے
کیسے تیر و کمان لیے ہوئے اور بھی حلقہ کیے اندر ان کے ہاتھوں میں نیچے حائل کیے پشت پر تو بڑے تھیروں کے لگائے ہوئے سر پر بدلے تاج
سر پر رکھے تنخواہ ہے رنگتی پر سب ستھرائی بندھے کچھ بیلدار بچھڑے والے کچھ پاکھی در دو گرغرض ایک مجمع کثیر انبوہ غفیر سے وہ لوگ
پہونچے اور طرہ باز خان ایک سب کی پگڑی پر بندھے بڑی بڑی کاکلیں چھوڑے خوشبودار تیل اُن میں پڑا ہوا اکڑی کھڑی مونچھیں اور
اودی کا انگرکھا آستینوں میں کھڑ بائی موتی چنے دوپٹہ کمر سے باندھے کوتہ خانی کٹاری کمر میں لگائے تلوار ہاتھ میں پانجامہ بڑے پائنچے کا
بانات کفش نوکدار لوک کی باؤں میں چنے جوڑے پھولوں کے گلے میں لپیٹے ہوئے وہ کورہ مارے خوشبودار تھا کہ بھرا ہوا پیتے خون کے جل
تنتے اکڑتے مونچھوں پر بل دیتے ہوئے ایک ٹٹو پر کہ اُس کے گلے میں کوئی تعویذ بطور زنگلے کے بریکی پڑی ہوئی چار جامہ بہت تکلف کا کھنچا ہوا
سوار ہوئے اور بڑی شوکت اور کبر و نخوت سے بطور دوڑ کے روانہ ہوئے وہاں ازبسکہ حکیم فاروس ایک شخص جہاں دیدہ و سرد و گرم
زمانہ چشیدہ تھا جس وقت سے یہ حال سنا کہ غفار ہرہ دو شبخون کے معرکے کا پسر حمزہ کی فوج سے نہ تھا یہ تمام مفسدہ اور فتنہ انگیزی
اور خونریزی لشکر کی سب بدذات پاک خانہ شاہزادہ بلند اقبال کے تھی جسے میں نے اپنا فرزند کر دیا ہو سو وہ آج زخمی ہو کر شاید
نکل گئے ہیں اسی وقت سے اس روز کار نے بہ خیال مآل اندیشی اپنی نجات اور حفظ آبرو و جان کے واسطے ایک عرضی بدیں مضمون
کی عرضی شعر مقرر تھا کاہوں میں حاجت کیا دعوے میں جو چاہیں ظلم کریں آپ کہ گناہ نہیں ہو خانہ زاد موروثی نمک خوار قدیم نے بسبب
لاعلمی کے بخط محبت دل سے نہ تحقیق شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنا فرزند نامزد کیا تھا اور گویا فلک دون پرور غلط نواز کو یہی
حیلہ باعث میری خانہ بربادی اور تباہی اور ہلاکت کا ہاتھ آگیا نتیجہ آج بجرم محبت اور سررشتۂ پدری اور بسبب مجھ خانہ زاد پر جھڑکی
عتاب پیر پر گنجاب کا نازل ہوا ہے شاہزادہ کیا جاہے کس عذاب الیم سے غلام گردن مارا جائے چونکہ غلام اب بجز آپ کی ذات
الاصفات کے اور کوئی اس جہان میں دنیا میں مانند غریق جہاز کے کوئی ذریعہ اور وسیلہ اپنا کہیں نہیں دیکھتا غریق دریائے
غم و الم ہو رہا ہے للہ تفضلات خداوندانہ اس وقت میں میری دستگیری اور اعانت کر کے اس گرداب بلا سے نکال کے ساحل مراد
پر پہونچا دے ورنہ آبرو و جان بھی جائے تو بعید از غلام نوازی اور خانہ زاد پروری نہیں لکھکر بحضور فیض گنجور ملکہ گوہر ملک
کے بھیجی تھی وہاں حال ملکہ گوہر ملک کا سنئے کہ جس وقت سے معرکۂ میدان جدال و قتال میں حصاری ہو کر افراط
زخم ہائے کاری سے غش ہونا اور لشکر سے جدا ہو جانا شاہزادہ بلند اقبال کا اور بے تکلفانہ گھوڑے کا سمت صحرا
جانا اور بعد ازاں گرفتار ہونا ترک جوشن پوش کا سنا تھا بہ کمال حزن و ملال خاموش اور خود فراموش بیٹھی رو رہی تھی
اور بخیال مآل اندیشی حتم کرم اپنے جی ہی جی میں لیتی تھی شعر عجب درد بیست درد دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان
سوزد یہ دوہرا بھی ہندی کا پڑھکر دوہا بیت کرے سکھ لین کو تو سب سکھ کیو ہراے ہو گئے کا سپنا بھیو مجھ کچھ پتا سے وہ روزی
تھی اتنے میں وہ عرضی حکیم فاروس کی جوانی اور ملکہ نے لکھ کر پڑھی تو مضمون وحشت مشحون حکم تا خت و تاراجی اور گرفتاری حکیم
فاروس کا بجرم محبت شاہزادہ والا قربت پڑھ کے بو فور صدمہ جانکاہ اور تصور مصائب شاہزادہ عالیجاہ اسی خیال سے علم

ہوئی جوش وحشت میں جیسے یہ پیر — لگیا نوچ کر سر کے بالوں کا ڈھیر	لگی سر کو ٹکرانے وہ لاعلاج — پڑے لالے عاشق کے جینے کے کچھ	وہ نازک طبیعت وہ نازک مزاج — نہ تھا مضمون کا غم کسی کا نہ تھے

خوب رو پیٹ کے اور ہوس اپنے جی کی نکال کے ملکہ غنچہ تقاضو
کے پاس گئی ملکہ غنچہ خاتون نے اپنی لخت جان و جگر قرۃ العین نور بصر اپنی بیٹی ملکہ گوہر ملک کو جو بایں خستہ حالی تمام تمنا یا ہوا

آنکھیں لال ہوئے سوجے ہوئے بال سر کے پریشان نہایت مغموم اور آنسو بہتے ہوئے دیکھا جوش خون جگری اور فرط محبت مادری سے
اٹھکر بیٹی کو اپنی چھاتی سے لگایا اور بہت سا پیار کرکے پوچھا کہ واری مان صدقے خیر باشد نصیب دشمنان طبیعت کیسی ہے تمھارا منہ کیون
اترا ہوا ہے آنسو چلے آتے ہیں باعث کدورت اور افسردگی خاطر کیا ہے کسی نے کچھ خلاف آداب کوئی کلمہ منہ سے نکالا سو تو مین اسکی زبان گدی
کی طرف سے نکلوا ڈالون کسی بات کی تمکو تکلیف ہوئی ہو تو مجھسے کہو اسدرجہ مغموم اور آزردہ کیون ہو آخر کچھ معلوم ہو ملکہ گوہر ملک کو تو
بشدت گریہ ہچکی سی لگی ہوئی بات گرہ در گلو تھی ابھی مان کو کچھ جواب دینے نہیں پائی تھی کہ دلارام اور شمعرو وغیرہ خواصون نے ملکہ کی
دست بستہ ملکہ غنچہ خاتون سے عرض کی کہ حضور حکیم فاروس نے بسبب لاعلمی و خستگی بخت و گردش اپنے دنون کے جسکو اپنا
بیٹا کیا تھا اور گنجاب نے شاہزادہ بلند اقبال خطاب دیا تھا وہ سنتے ہیں کہ شاید شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران امیر
گیتی ستان تھے اور لوگ کہتے ہیں کہ وہی شبخون بھی آکے فوج ہیبر سیل پر مارتے تھے اور آج رات کو وہ گھیرے گئے اور لاکھو کھا سوار اور
پیادون میں سیکڑون کو قتل کرکے سیکڑون کو زخمی کرکے آپ بھی زخمی ہوئے مگر پکڑے نہیں گئے میدان جنگ جدال سے صاف نکلے کسی طرف
کو چلے گئے ہیں اس بھید میں جنہون نے تصور کیا انہیں پکڑ نسکے اب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کو ان نالائق سردارون اور فوج
وسپاہ کے افسرون نے کچھ ہیبر سیل کو جھانسا دیا اور سکھا دیا ہو کہ قہر غیبی حکیم فاروس پر نازل ہوا اور حکیم صاحب کے پکڑ لانے اور گردن
مارنے کو حکم ہوا ہے اور چاہتے تھے کہ انکا گھر بار لوٹنے کو گئے ہیں غنچہ خاتون نے کہا اوہو مین نے بھی سنا ہے جس
سے کیا مطلب ہے وہ جیسا کریگا ویسا پائیگا کمبختو تم سب خاک میں ملو یہ تو کہو کہ ملکہ اسطرح سے رو رہی ہے اپنے دیدون کو خاک میں
ملاتی ہے سر پر دو ہتڑ مارتی ہے جان کیون دیتی ہے انسے تو کسی نے کچھ نہیں کہا کسی نے کچھ رنج اور صدمہ تو نہیں پہنچایا ملکہ گوہر ملک نے
پہچانا دونون ہاتھون سے منہ پیٹ کر کہ اوہ وا دادا مان تم تو خوب انصاف کرتی ہو اگر تقصیر وار تھا تو اسکا بیٹا تھا اسکو کیون نہ
سبب نے پکڑ کھا دیا لاکھون سوار و پیادے دیدہ و دانستہ کیا اندھے ہوگئے تھے کیون نکل جانے دیا جب وہ پکڑا نہ گیا تو بادشاہ جان ہو جانتے
وہ قہر ہوا اسکو دیتے اس سے تو کچھ زور نہ چلا میرے حکیم صاحب نے کونسا قصور اور جرم و گناہ ایسا کیا ہے جسکے قصاص میں انکے
پکڑنے کو گردن مارنے لوٹ لینے کو بادشاہ جان نے فوج بھیجی ہے مجھے حکیم صاحب نے گود میں کھلایا ہے بیٹی بیٹی کہتے زبان خشک ہوتی ہے
میرے نام پر وہ لوجان و دل سے ہمیشہ نثار رہتے ہیں انکے اگر رونگٹے کو ایذا پہونچیگی اور مین سنونگی تو اسی وقت اپنی جان
بادشاہ جان پر دیدونگی یہ بادشاہ جان کی سرکار میں انصاف نہیں ہے عجیب مغفل ہے عدالت نہیں ہے کہ جلے منھ والا پکڑا جائے
داڑھی والا غنچہ خاتون نے اپنی الحمیر ملکہ گوہر ملک با توقیر کا دریافت کرکے جیسے تو گوہر ملک کی آنکھون سے آنسو اپنے ہاتھ
سے پونچھے بہت سی دلجوئی اور خاطرداری اور تسلی کرکے کہا کہ بیٹی تو تو جانتی ہے کہ سب بیٹیون میں جو محبت تجھسے ہے وہ کسی سے
نہیں تیرے دشمنون کی سرمو ایذا سے مجھے اپنی زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور یہ بات تو واری سچ کہی نہیں کوئی تجھے جھوٹا کیونکر
کریگا شعر کور کے گر بعقل پیر بود + نزد اہل خرد کبیر بود ... واقعی کوئی کسی کے دل کا حال کیا جانے حکیم فاروس نے اسے اگر
بنظر محبت بیٹا کیا تو اس جرم پر وہ جب اسکا قتل کسی طرح سے نہیں ہو سکتا اگر شبخون مارے خونریزی کی جو کچھ جرم و خطا اور مفسدہ
کیا بدیع الزمان پسر حمزہ نے کیا تھا اسی اپنے باوا کو کیون نہ پکڑ کے تہ تیغ کر دی وہ تو لاکھو کھا سوار اور پیادون میں نامردون
کے سر پر جوتیاں مار کے چلا گیا اسکا تو کچھ نہ کر سکے بیگناہ اور بے قصور بچارے میری بیٹی کے حکیم فاروس کو غریب اور عاجز
دنا چار ہوا رشتہ سمجھکر حکم دیا کہ پکڑ لاؤ اور اسکا گھر بار لوٹ لو اس بدذات کی وہی مثل ہے کہ عراقی سے زور نہ چلا گدھیا کے کان
مروڑے اسے مان کر ساکوئی چھوکری ڈیوڑھی پر جا کے حکم پہونچا دے کہ ایک چوبدار جاکے قاتل زنگی اور مقاتل زنگی
میرے دونون خانہ زادون کو بلا لائے چنانچہ ایک لونڈی نے سرا پردے کے برابر جا کے محلدار سے کہا محلدار نے
ڈیوڑھی پر سے ایک چوبدار کو بھیجکر ان دونون حبشی بچون کو بلوایا ازبسکہ بچپن سے وہ دونون محل میں پرورش پائے ہوئے

ہین اور ملکہ گوہر ملک کی ناکا دو دو چہا ہو ملکہ کے دو دو شریک بھائی بھی ہین تو انسے کوئی محل مین پردہ نہین کرتا دو بیاختہ اندر محل کے
بحضور ملکہ غنچہ خاتون جا کے مجرا کر کے عرض کرنے لگے کہ حضور کچ خانہ زادون کی کیسلیے ارشاد ہوئی ہے ملکہ غنچہ خاتون نے انسے کہا لاؤ ہے جو کچھ
حال تم مجھے بہ تفصیل بیان کرو کہ تم خانہ زاد ہمارے ہو یا گنجاب کے اور کبنی اب سے دیکھے اگر غرض ہو جائے تو تم دونون کیسکے
شریک حال ہو قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون نے باتفاق باہم دست بستہ عرض کیا کہ ای ملکہ آفاق ع ستی موجب بقاے حیات
اگر یہ حضور پوچھتی ہین اور سچ کہلاتی ہین تو حق یہ ہے کہ ہم دونون خانہ زاد زر خرید اور غلام بے مکر و بے ریا ہین آپ کے باپ سے پیغمبر مرسل کی بھی
جانتے ہین انکا پاس ادب کرتے ہین ورنہ قطعہ گر ہمہ آفاق پر گردو زر لغو بیان ہیچ + در ہمہ عالم بود کاوس دارا و قباد + جز تو نشناسیم کسے
را بود در چشم نور + جز تو نشناسیم کسے را تا توام لب کشود + ہمکو حضور کے حکم کی تعمیل از جملہ واجبات ہے ابھی حضور ارشاد فرمائین تو تعمیل
اسکا سر کاٹ لین غنچہ خاتون نے فرمایا شاباش یہی چاہیے خیر اب ہم تمکو حکم دیتے ہین کہ گنجاب نے بیعمد قصور میری بہن ملکہ
گوہر ملک کے حکیم فارس مرد پیر اور بیگناہ کو بے حرمت کر کے پکڑ لانے اور گردن مارنے کو اور اسکے گھر بار مال اسباب کے
ضبط کرنے کو کوتوالی چبوترے کے پیادون کو بھیجا ہے تم جلد اپنے ساتھ کے سوار لیکے جاؤ کہ حکیم صاحب کو کسی طرح کا صدمہ اور رنج ان
حرامزادے پیادون کے ہاتھ سے نہ پہونچنے پائے اور انکی عزت اور آبرو اور جان مین فتور و خلل نہ پڑنے پائے اگر ایک کوڑی اور ایک
پیسے کی چیز پر انکی کسی نے دست اندازی کی ہو تو اسکا ہاتھ قلم کر ڈالنا اور پاس یہی ہو سفارش کا اور آداب اور لحاظ اور مروت اور
خاطر کسی کی نہ کرنا جھٹ پٹ بحفظ و امان لیکر میرے پاس بھیجدو پھر آگے جیسا کچھ ہوگا مین سمجھ لونگی قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون
حبشی بچون نے عرض کی کہ خانہ زاد ابھی جا کے حکیم صاحب کو بحفاظت اور بخوشی و خرمی تمام لیے آتے ہین اور حضور کا اقبال
کیا مجال کسی کی جو حکیم صاحب کی طرف بہ نگاہ بد دیکھ سکے ایذا پہونچانا تو در کنار اور مال اور اسباب کا اگر ایک ذرہ جائے تو غلام
ذمہ دار ہین یہ کہکر وہ دونون حبشی بچے ملکہ غنچہ خاتون سے رخصت ہو کر باہر نکلے اور اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہو کر اسی ہزار
سوارون سے روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین وہ دل ہو کر قاتل زنگی تو چالیس ہزار سوار زنگیان خونخوار اپنے ہمراہ لیکر
واسطے محاصرہ کر لینے پیادگان چبوترہ کوتوالی کے اور مقاتل زنگی چالیس ہزار سوار سے واسطے حفاظت مال و اسباب اور
ناموس اور گھر بار اور حکیم موصوف کے جدا جدا ہو کر چلے تو اول قاتل زنگی اسوقت قریب چبوترہ کوتوالی کے پہونچا کہ پیادے
چبوترہ کوتوالی کے حکیم فارس کو مطوق اور مسلسل کر کے عین چبوترہ کے تلے پہونچ چکے تھے اور سامنے سنجانی عیار
برآمدے مین چبوترے کے بیٹھا ہوا حکم دے رہا تھا کہ اس حرامی پیر فرتوت تیرہ انجام حکیم فارس کو اسی سے بجلد جلد ان
شہر مین پہونچاؤ اور ابھی گردن مار کے اسکی لاش کو ہاتھی کے پاؤن مین بندھوا کے سارے شہر مین تشہیر کردو اور سر اسکا
فلان دروازے مین یہ چوک جہان گذرگاہ خاص و عام ہے چھینکے مین رکھکر لٹکا دو کہ اوسکو عبرت ہو اور پھر کوئی مرتکب ایسے طرح
مکاری کا نہو اتنا کہ چالیس ہزار سوار سے قاتل زنگی کو بھی آتے دیکھا سنجانی عیار تو جھٹ پٹ چھپ کر چبوترہ کوتوالی کے اس پار
نکل گیا اور سیدھا براے اطلاع گنجاب بھاگا یہان قاتل زنگی نے اپنے ساتھ والے سوارون سے کہا کہ ان پیادون
پاجیون کو تلوار سے تو خبردار کوئی نہ مارنا کوڑے مارنا شروع کرو اور حکیم صاحب کو چھین لو ہر چند ہرکارے چپراسی اور
افسر پیادے وغیرہ نے چبوترے کی داد و فریاد کر کے کہا کہ ان میان کیا کرتے ہو یہ بندہ ہوا پیغمبر مرسل کا ہے انجام اسکا اچھا نہین
حبشیون نے کچھ خیال نہ کیا اور ہمارے کوڑون کے کسی کو تلوار کھینچنے تک کی فرصت نہ لینے دی ہزار بارہ سو پیادون کے بدن
کو پاش پاش کر کے زمین مین پچھڑ کا دیا اور صاف حکیم فارس کو چھین کر ہتکڑیان ہاتھون کی بیڑیان پاؤن کی جھٹ پٹ مین کٹ
گلے سے کٹوا کے اپنے جلو کے ایک گھوڑے پر سوار کر لیا اور بحضور ملکہ غنچہ خاتون روانہ ہوئے اور وہان مقاتل زنگی کا حال سنیے
کہ جسوقت چالیس ہزار سوارون سے حکیم فارس کے مکان پر پہونچا تو اسنے دیکھا کہ وہی طرح بازرگان محمد ارکونی

ہزار بارہ سو پیادہ ساتھ لیے تمام مال و اسباب نقد و جنس حکیم صاحب کے گھر کا نکلوا کے باہر ویرانہ میں جمع کر کے تھوڑا کے ایک سفید
کاغذ پر لکھا جاتا ہے اور اپنے ساتھ والے پیادوں سے کہتا ہے کہ یارو خبردار زنہار یہ چھپا کے کوئی شے خورد برد یا بالا نہ کرے جب تک
یارو تم سب جانتے ہو کہ میں پانچ روپیہ کا نوکر تم سب کا افسر ہوں اور جو پیغمبر مرسل سے کہونگا وہی ہوگا دیکھو نشان کے تلے سب کو
قسم کھانا پڑیگی ایک پیسے کا تو اب تک درف نہ نے پلے بچا آگے میں ایسا حریص اور طامع بھی نہیں جو کچھ کہ تم سمجھو ان کا حصہ رسد تجویز
ہوگا کہیں بھی جو ذکر دونگا ابھی وہ جمعدار یہی اپنے ساتھ والوں پیادوں سے کہہ رہا تھا کہ سامنے مقاتل زنگی کو مع چالیس سوار
سوار زنگیان مردم خوار کے جو آتے دیکھا تو پیش خود یہ تجویز کر کے کہ یہ بھی میری مدد اور تائید کے واسطے آتے ہیں وہیں سے [illegible]
ایک بانکپن اور تمکنت سے صاحب سلامت کر کے کہنے لگا کہ اب آپ کے آنے کی احتیاج نہ تھی میں پیادہ شطرنج کا ہوں کہ
اس مہرے کی ذکری کی بدولت تمام شہر سنجان کے بڑے بڑے امیروں وزیروں کے گھوڑے ہاتھیوں کو میں نے ایک چال
سے قدم آگے نہیں بڑھانے دیا اور بڑے بڑے منصوبہ باز شاطروں کا میرے سامنے رخ نہیں پڑا اس بیچارے حکیم کی تو کیا
اصل و حقیقت تھی میں کب کا تمام مال و اسباب نقد و جنس دستبرد کر چکا ہوں یہاں خاتمہ بالخیر ہی بات پر ہے تم صاحبوں کو تضیع
اوقات کرنا کیا ضرور مقاتل زنگی نے یکلخت عیاری و طراری اس جمعدار کی سمجھ کے اپنے ساتھ والے سواروں سے اشارہ کیا
کہ ہاں ذرا اس مرے جیلے حرامزادے کی مع اس کے ساتھ کے پیادوں کے ایک ایک پاؤں کی جوتیاں تو اتروا لو خبردار اور کسی
جوتی پیزار نہ کرنا کہ یہ مدنا وہ جمعدار یہ کیا دیکھ سواروں کی دیکھکر اپنے جی میں نہایت خشمناک و حیران ہو کر کہنے لگا کہ صاحب
ہمارے ایک ایک پاؤں کی جوتیاں اتروانے سے تمہارا کیا مطلب ہے مقاتل نے کہا کہ جمعدار صاحب تمکو خلع خلعت کر کے
پیچھے لگا اپنے ادھر کیا حدث بیت حبشیوں نے گھوڑوں پر سے تڑاتڑ کر تمام پیادوں کو محصور کر لیا اور تلواریں کھینچ کھینچ کر کہا بس خیریت
اسی میں ہے کہ اپنے پاؤں کی ایک ایک جوتی اتارو پیادوں نے مارے ڈر کے جلد جلد ایک ایک جوتی پاؤں سے اتار کر ایک ڈھیر
لگا دیا تب مقاتل نے اسی ترتیب جوڑے کے چار چار جوڑے گلوا منگوا کے اور ان سے دو دو جوتوں کے ہار بنوا کے ایک تو ان جمعدار کے گلے میں ڈلوا دیا
اور دوسرا ٹٹو کے گلے میں ڈال کے حبشیوں سے کہا کہ ہاں اب کوئی دیکھو حکیم صاحب کے مال و اسباب خانہ میں کہیں کوئی
تابہ آبی [illegible] کا ہاتھ آ جائے تو ڈھونڈھ کر جلد لاؤ حبشیوں نے بجستی ظروف جو وہاں سب لوٹ میں آنے رکھے تھے انہیں سے
ڈھونڈھ کے توے نکال لیے مقاتل نے کہا کہ ان توؤں کی سیاہی سے جمعدار صاحب کا منہ خوب سا سیاہ کر کے کہدو کہ آپ اپنے
ٹٹو پر سوار ہو کر بحضور پیغمبر مرسل تشریف لیجائیں حبشی بچوں نے جمعدار کو پکڑ کے تمام سیاہی ان توؤں کی منہ پر انکے ملی ہر چند جمعدار
صاحب داد بیداد کر کے چلا چلا کے کہا کیے کہ اے مقاتل زنگی میں وہ ذی رتبہ اور با عزت پانچ روپیہ کا نوکر ایسا مجھے کسی بات
میں زیر دست نہیں یہ کیا بدعت اور زبردستی تم کرتے ہو میں نے تو کام سرخروئی کا کیا ہے میرا کالا منہ نہ کرو مقاتل نے کہا کہ
چپ رہ او بدذات ہم تجکو اپنا ہمرنگ بنا کے چھوڑے دیتے ہیں یکرنگ ہو رہنا اچھا ہوتا ہے خیریت اسی میں ہے کہ اپنی جان بچا کر
جلد یہاں سے چلا جا اور جو ہٹ ہے تو اس صورت سے گنجاب کے پاس جائیگا تو یہی باعث تیری سرفرازی کا ہوگا تو نے وہ مثل
نہیں سنی شکل کالا منہ کر جنگ دکھلا دے ہے تب لالوں میں لالی پاوے ہے اور تو امتحان کر دیکھیو ابھی تیرا پانچ ہی روپیہ درماہہ
سرکار سے ہے اب جو پیغمبر مرسل تیرا منہ دیکھینگے تو بہت سا اضافہ تیرا ہو جائیگا اور جو یہاں زیادہ بکبک کریگا تو او بدذات
ابھی تجھے ذبح کر ڈالونگا جمعدار نے کہا بہت خوب بہت بہتر جو آپ فرماتے ہیں دیکھ لیجیے کہ ہم بھی سپاہی زادے کوتوالی چبوترہ
کے پیادے ایسے وضعدار اور اپنی بات کے پورے ہیں کہ اگر اسی طرح سے پیغمبر مرسل کی بارگاہ میں نہ جائیں تو پھر ہمکو نمک
پرست نہ جانیو اور جمعدار صاحب نے کتنا القصہ بطول دینا تا چند مختصر یہ کہ وہ جمعدار تو مع ہزار بارہ سو پیادے اپنے ساتھ
والوں کے ٹٹو پر سوار ہو کر اسی ہیئت سے سمت بارگاہ گنجاب روانہ ہوا اور مقاتل زنگی نے تمام اسباب نقد و جنس

بیگم فاردوس کا پھر اُلٹ کے اسی مکان میں بجنسہٖ تمام بھجوا دیا اور سو سوار اپنے ہمراہ کے وہاں تعینات کرکے حکم دیا کہ اگر کل آفاق رستم
لشکر گنجاب کا تیر اگر پیش کرے پہلے تم ایک سوار کو دوڑا کے ہمکو خبر کرا دینا بعد ازاں تا وقتیکہ تمھارے بچے دھڑ پر سر رہے خبردار خبردار
کسی کو یہاں تک آگے قدم نہ بڑھانے دینا اور ایک ادنیٰ دمڑی کی چیز بیگم صاحب کی ضائع جانے نہ پائے یہ کہکر مقاتل دنگی ہی مراجعت
کرکے حضور ملکہ فرخندہ خاتون جاتا ہے اب یہاں جبتک شمہ حال اُن جمعدار صاحب کا بیان کیا جاتا ہے کہ جمعدار صاحب جب ٹٹو پر
سوار ہوکر چلے ہیں تو تھوڑی دور پر جاکے ساتھ والے پیادوں نے ہر چند کہا کہ جمعدار صاحب خدا کے لیے اور یہاں تالاب وغیرہ یا
کسی جھیل پر منہ ہاتھ دھو ڈالیے اور ہار کو گلے سے نکال کر پھینک دیجیے تو چلیے جمعدار نے جواب دیا کہ تم سب محض نادان اور احمق ابن احمق ہو
یقین عین مدینہ کے پیادے ہو تمکو حال دربار کا اور امیروں اور خداوندوں کے مزاج کا کیا معلوم ہو اور ہم وضعداری اور سپہ گری کیا جانو
میں ایسا دیوانہ اور احمق نہیں ہوں اب یہ جوتیوں کا ہار اپنے گلے سے اتاروں اور کالا منہ کرلے پھر آپ دھو ڈالوں تم ہو خدا وند تعالیٰ کی
اسی صورت سے سامنے پیغمبر مرسل کے جاؤں تو کسی کو کیا چاہیے کہ میری باتوں میں میری وضع میں میری سپہ گری میں و فلان کے
ہبکے فرق لائے سو کبھی نہیں ہوگا ہمارے منہ سے جو بات نکل وہ ہی مصرع ہر مرد کہ گوید نکند زن بہ از دست مرد حیض کی طرح سے
جمعدار نے پیادوں کا کہنا نہ مانا اور تا وقتیکہ بیرون شہر چلا آیا کسی نے کچھ نہ کہا جبکہ اندرون شہر سنجان پہونچا تو یہ صورت جمعدار کی
دیکھکر کہ ایک شخص منہ کالا کیے جوتیوں کا ہار گلے میں پہنا ہوا ٹٹو پر سوار اور گرد و پیش ہزار بارہ سو پیادے ایک ایک جوتی پاؤں
میں ہر کالی کالی وردیاں پہنے ہیں سب ہتیار لگائے خاموش اور خود فراموش چلے آتے ہیں ایک سانگ ہول کا سمجھ کر تماشائی کے
ہزاروں بچے لڑکے بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے سیکڑوں نوجوان گھبرو گنڈے شہر کے غریب و غربا ادنیٰ اعلیٰ کے بیٹے پوتے
دو ٹرٹرے ہاتھوں میں خنجریاں مرچنگ ڈھول لیکن پھرے لیے ڈنڈے بجاتے تالیاں پیٹتے چاروں طرف سے ہنستے قہقہے مارتے دوڑتے
چلے آتے تھے جبکہ پیادے کسی کو منع کرتے یا گھڑکتے تلواریں پکڑ کے مارنے کو دوڑتے تھے اُس وقت جمعدار صاحب نہایت درہم برہم ہوکے
کہتے تھے کہ تم کون ہو جو سب کو منع کرتے ہو میں تمھارا جمعدار افسر ہوکے تو کسی کو منع نہیں کرتا اور چاہتا ہوں کہ یونہیں میرے ساتھ
چلے لیکن تم خلاف مرضی اور بدوں میرے حکم کے روکنے اور منع کرنے والے کون ہو وہ پیادے سب چپ ہو جاتے ہیں غرض
نوبت بعد سے سید کہ قریب پانچ ہزار لونڈوں کے ساتھ ہو گئے اور کرتال خنجریاں وغیرہ بجاتے قریب بارگاہ پیغمبری پہونچا جمعدار
جمعدار صاحب اپنا ٹٹو بڑھا کر چاہتے تھے کہ دروازہ بارگاہ میں قدم رکھیں کہ چار طرف سے خاص بردار دربان مرد بے چوبدار
عصا بردار اسبان دوں کرکے کہ ارے کون ہو ارے او منحوس سامنے سے بدوں حکم پیغمبر مرسل کے یوں بے ادبانہ کہاں چلا جاتا ہے چلا
کہ روکیں جمعدار نے تو یہ کہا کہ حاضر میں فلاں جمعدار کوتوالی چبوترے کا ملازم پیغمبر مرسل ہوں مجھے کیوں روکتے ہو جسکا جو رہیے
زور اور حق بزور ہوگا اسکا یہی حال ہوگا اور یہ میرا منہ کالا نہیں ہوا یہ تو پیغمبر مرسل کا منہ کالا ہوا ہے مرد ہے چوبداروں دربانوں
نے آخر کو جبکہ پہچانا اور جانا کہ فی الحقیقت یہ طرہ باز خان جمعدار قدیم چبوترہ کوتوالی کا ہے کسی مخالفت کبھی نہیں تھی اُس وقت
اتنا تو کہا کہ اچھا جمعدار صاحب تم ذرا ٹھہر جاؤ ہم پیغمبر مرسل سے تمھاری اطلاع کرکے اجازت لے آئیں تو تم اندر جاؤ آپ
جمعدار تو چاہتا تھا کہ ذرا تحمل بھی جائے مگر چاروں طرف سے لونڈوں کا اور تماشائیوں کا اسقدر ہجوم اور بلوہ ہوا کہ پھر چند
چوبداروں دربانوں عصا برداروں نے سونٹے اور عصے ان سبھوں کے مارے مگر توبہ و استغفار وہ شیطان میں لونڈوں
کا بھلا رولا اور بلوہ تماشائیوں کا کوئی روک سکتا تھا سب بیساختہ اندر بارگاہ کے گھس پڑے جمعدار بھی اُسی ریلے کے
ساتھ مع تمام اپنے پیادوں کے اندر بارگاہ پہونچا اور شور و غل جو بکثرت شدت ہوا تو گھبرا کے گنجاب چاہتا تھا کہ پوچھے
یہ کیا ہنگامہ ہے کہ ناگاہ وہ جمعدار سامنے گنجاب کے جاکے ٹٹو پر سے کود پڑا اور تمام بارگاہ نشین ان ان کرکے کہتے ہے
کہ اے کوتوال کے لوگ یہ کیا ان منحوسات گستاخ سیاہ رو شوخ چشم کو یہ کون ہو جو بے ادبانہ دیوانہ وار بایں ہیئت و صعوبت بارگاہ پیغمبری

میں چلا آیا جمعدار نے جلدی سے وہ جوتیون کا ہار پٹے گلے سے اُتار گنجاب کے صدر پر دیکھا اور با آواز بلند کہا کہ یہی طرح بانخان جمعدار کوتوالی
چبوترہ سرکار کا قدیم ملازم اور نمکخوار ہون مگر جو میں نے بی بی ذی قدر عیض سنا کہ اُسکے نوکر کا ذکر کیا اسکا خود یہی حال ہوتا ہو قاتل و مقاتل حبشی بچون
خانزاد و ملکہ آفاق ملکہ غنچہ خاتون محل خاص نے بیگناہ حکیم فاردوس کے مال و اسباب نقد و جنس کی ضبطی کرنے اور حکیم فاردوس کے
گرفتاری کرکے لانے کے عوض مین منہ کالا کرکے جوتیون کا ہار خلعت دیا داہ کیا ظلم بیخبری ہو یہ سب صاحب چشم عدالت اور بنظر انصاف
دیکھا فرمائیں کہ یہ کیا ماجرا ہی سرا پیغمبر مرسل کے دشمنوں کی روسیاہی ہو گنجاب نے وہ جوتیون کا ہار اپنی مسند کے قریب گرتے دیکھا اور کہیں جمعدار
کریکار کرتے جو سنا تو اپنے دل میں نہایت ذلیل اور خفیف ہوا اور جی میں یہ خیال کرنے لگے کہ ملکہ غنچہ خاتون اور میری بیٹی ملکہ گوہر ملک یقین ہو
کہ مجھے بہت ناراض اور کشیدہ خاطر ہو گئی ہین بہت سا خائف و ترسان و ہراسان و پریشان نہایت و برہم و درہم ہو کے کہنے لگا کہ اسکو کوئی حاضر
کرے جمعدار سے پاجی بدذات کو یہان سے نکالو اور پاجوان کر کے زندانخانہ میں سونچا دو میں نے کیا غضب کیا میں نے کیا حکم دیا کہ حکیم فاردوس
کو قید کرلاؤ اور اسکا گھربار تاخت و تاراج کردیں اس ملعون حرامزادے پاجی نابکار نے ذلت اور رسوائی کی حرکت کی قاتل و مقاتل نے بہت
خوب کیا جو اسکو سزا دی بلکہ اپنی میری مرضی کے موافق تعزیر ترا ہہ بھی اسکو نہیں دی اور نوکری سے تو آج سے موقوف اور تنخواہ سب اسکی ضبط
کرکے داخل خزانہ عامرہ کرو اور بقید شدید اسکو لیجا کے زندانخانہ میں رکھو کیا غضب کی بات اور کیا ظلم صریح اس مفسد نے کیا ہو کہ وہ بیچارہ
حکیم فاردوس بڈھا آدمی ضعیف نکو اہ میری بیٹی ملکہ گوہر ملک کا معالج یگانہ محض بے قصور تھا اُسکو اُسنے گرفتار کرکے چبوترہ کوتوالی
میں پہنچا اور اسکا گھربار روپیہ کا مال و اسباب ضبطی کرنا چاہا تھا کیا ہو خون آشام بھلا میں تجھے پوچھتا ہون کہ جسوقت یہ خبر
ملکہ غنچہ خاتون اور میری بیٹی کو پہونچیگی تو بتلاؤ کہ میری طرف سے انکو کیا ملال گذریگا غرض یہ کہکر نہایت اپنی جان سے تنگ
اور دل میں تھراتا اور کانپتا اسی وقت دربار برخاست کرکے طرف محل کے روانہ ہوا

تتمۂ داستان ملکہ غنچہ خاتون بیان کیا جاتا ہے

جسوقت قاتل زنگی حکیم فاردوس کو بحفظ آبروے تمام اُن پیادون کے ساتھ سے نجات دے کے ڈیوڑھی پر لایا اور مقاتل نے
اُس جمعدار کو خوب ساذلیل کرکے اسباب و مال حکیم فاردوس کا اُس سے لے کرکے یہ دیکھی اور بجنسہ ہی پہونچکے مکان میں رکھوا کے اُس
مکان کو مقفل کردیا اور پھر اپنے سوارون کا بٹھلا کے بحضور ملکہ غنچہ خاتون آ کے سب حال مفصلاً اور مشرحاً عرض کیا
تب ملکہ غنچہ خاتون نے حکیم فاردوس کو تو علاوہ ایک مکان میں رہنے کو حکم دیا اور کہا تم گھبراؤ مت حکیم صاحب کیا طاقت کسی
کی ہو کہ تمسے کسی طرح کا تعرض کرسکے بعد ازان تمام اپنی خواصون اور ملازمون سے یہ کہکر کہ خبردار آج جسوقت پیغمبر مرسل محل میں آئے
تم سب لپٹ کر ایک بال اُسکی ڈاڑھی کا نوچ ڈالنا آج میں مہمان خیرت کی ساری پیغمبری اوسکی کرکری کیے دیتی ہون وہ
نامعقول اپنی پیغمبری مجھکو دکھلانے چلا ہے بعد ازان آپ جا کے لیٹ رہی یہان تمام لونڈیان باندیان جو مین مصاحبین مقربین
دامائین مغلانیان منتظر تھین دائمین دودھ پلائین چوبدارنیان نوکرین چاکرین ملکہ غنچہ خاتون اور ملکہ گوہر ملک کی قدیم الایام سے گنجاب
کے ہاتھوں تنگ آکر جلائی ہوئی تھین آج جو ملکہ غنچہ خاتون نے نہایت غیظ و غضب سے اسطرح کا حکم دیا تو سارے محل میں دھوم تھی
اور لونڈیان باندیان خوش ہی خوش تھیں سارے گھر میں پھرتی تھین کہ پیغمبر مرسل نے خوب ہمکو ستا رکھا ہے اور جوتیان مارتی ہین ہمیشہ بے سبب
کیا کرتے تھے آج ہم بھی ذرا کیفیت خوب دیکھینگے اور اپنے دل کی بھڑاس کو نکال لینگے اور تکلف یہ کہ نہ اسکی بازپرس ہوگی نہ اسکا
مواخذہ ہمسے ہوگا ہم تو اسی ملکہ آفاق کے تابعدار ہین جو انکا حکم ہو کیونکر اسکی تعمیل نہ کرینگے ملکہ گوہر ملک اپنے مکان مین خاموش
پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی اور اپنی ہمراز ہمدم کنیزون سے وہی تذکرہ شاہزادہ بدیع الزمان کے رونا دھونا اپنے بچھڑے کا تھا اور اپنی ہجران
مین اور پھر بیہوشی دیگر اپنے لانے کا کرکے کہہ رہی تھی کہ ہائے مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسی افتادین ہونگی دلارام وغیرہ سب
خواصین سمجھاتی تھین کہ اے ملکہ عالم آپ بدحواس نہون دیکھیے فضل الٰہی شامل حال ہوا چاہتا ہے شاہزادہ بدیع الزمان بہت

صاحب اقبال ہو ع کہ آسکے بخت کی کھاتا ہے آسمان سوگند * حضور نے بچشم اپنے ملاحظہ فرمایا کہ کن کن بلیات سے جناب حضرت نے
اسکو محفوظ رکھا ہے انشاء اللہ تعالی عنقریب پھر دو چار دن میں کہیں نہ کہیں سراغ حضور کے لیے نے کا ہم اللہ میں ہو جاتا ہے
ہے اور مژدہ صحت وتندرستی شاہزادہ والا صفات سے پھر دو جشن عیش ونشاط ملاحظہ فرمائیگا ابھی یہی باتیں کر رہی تھیں کہ دربان
گنجاب نے ڈیوڑھی پر محل کی محلدار سے پوچھا کہ محلدار ملکہ غنچہ خاتون کیا کرتی ہیں او بس شغل میں ہیں محلدار دوڑی اور ہاتھ سے
اشارہ ممانعت کا کیا اور قریب آکے کہنے لگی کہ پیغمبر رسل واسطے خدا کے چپ رہو گوہر ملک کے آپ ایسے وقت یہاں سے تشریف
لیجائیں یہاں اسوقت ٹھہرنا آپ کا مناسب نہیں آج ملکۂ آفاق نہایت درہم اور برہم ہیں اور لونڈی کیا عرض کرے جو کچھ انھوں نے
حکم اپنی خواصوں کو دیا ہے گنجاب کا یہ حال ہوا کہ عنقریب تھا کہ پیشاب خطا ہو جائے بہت گڑگڑا کے اور بہت منت کرکے کہنے لگا
کہ محلدار میں تجھے بہت بڑا بھاری خلعت اور تیرے دونوں بیٹوں کو دو دو روپیہ روز کی اسامی سواروں میں اسپ اور فقیہہ معاف کردونگا
تو ذرا جا کے میری بیٹی ملکہ گوہر ملک کو میرے پاس تک بلا لا محلدار نے کہا پیغمبر رسل میں بیشک لونڈی تابعدار ہوں مگر اسوقت
میں نہیں جا سکتی ملکہ غنچہ خاتون کی نہایت مناہی اور ممانعت ہے کہ خبردار کسی کو پیغمبر رسل تو نہ لا قربان گئی کہ جوتی پٹی کون کھاوے اپنی
آبرو بڑی چیز ہے گنجاب نے کہا محلدار تو بڑی احمق ہے کبھی تیرے واسطے کوئی بات [illegible] تو وہاں تک ذرا جا تو سہی فقط میری
بیٹی کو میرے آنے کی اطلاع کرکے چلی آنا یہ کہکے گنجاب نے پانچ اشرفیاں محلدار کو دیں اور کہا کہ میں یہاں سے رجعت کرکے جسوقت بادشاہ
میں گیا اسوقت تجھے خلعت بھجوادونگا اور تیرے دونوں لڑکوں کی اسامیاں دستخط کر دونگا غرضکہ محلدار بہت سے حیلے حوالے عذر و معذرت
کرکے بہزار دشواری یہ کہکر کہ آج تک حضور نے کبھی دو روپیہ کا سلوک لونڈی کے ساتھ نہیں کیا اب جو قیامت کا سامنا ہے تو مجھے آگ
میں جھونکنے کے لیے آپ یہ دم دلاسے کی باتیں مجھسے کرتے ہیں خیر میں جاتی ہوں اگر موقع پاؤنگی تو شہزادی سے کہ آؤنگی پردہ
اٹھا کر اندرون محل کے ابھی محلدار نے قدم رکھا ہے کہ خواصوں لونڈیوں باندیوں نے محلدار کو آتے دیکھکر کان کھڑے کیے اور تیوریاں
بدلیں ہمیں محلدار جا کے ملکہ گوہر ملک کے مکان تک پہونچی کہ دس بیس خواصیں بھی پیچھے پیچھے محلدار کے دوڑیں دو چار نے پوچھنا
شروع کیا کہ محلدار کیا پیغمبر رسل تشریف لائے ہیں محلدار نے کہا نہیں بی بی پیغمبر رسل سے مجھے کیا واسطہ تھا مجھے سوائے ملکہ آفاق
کے حکم کے اور کوئی واسطہ غرض کسی سے نہیں اپنے کچھ کام کے لیے شہزادی کے پاس جاتی ہوں یہ سنکر وہ سب چلیں خواصیں لونڈیاں
باندیاں دوڑیں کہ کیوں محلدار کیا کام شہزادی سے اسوقت تیرا کام کیا درپیش ہوا مگر یقین کلی ہوا کہ پیغمبر رسل نے کچھ پیام بھیجا ہے
یا خاصے کا وقت ہے اب تشریف لائے ہونگے تو نے ڈیوڑھی پر روکا ہے اور کچھ سکھا پڑھا کے اندر نہیں آنے دیا محلدار ہر چند ہاں ہاں
نہیں نہیں کرتی تھی پھر تو یہ عالم تھا کہ چاروں طرف سے چھ سات سو لونڈیاں باندیاں لاٹھیاں چلی ہوئی لیکر دوڑیں اور اسطرح کا ردولا
اور بلوہ ہوا کہ محلدار کو اپنی عزت اور جان بچانا اُن سبھوں کے ہاتھ سے مشکل ہوا یہ خبر ملکہ گوہر ملک تک پہونچی ہر چند ملکہ کی بھی
خواصیں سب گنجاب کی دشمن ہو رہی تھیں مگر بلحاظ و پاس ملکہ کے کچھ بظاہر بول نہیں سکتی تھیں گوہر ملک نے کہا کہ یہ کیوں
نے کیا محلدار کے پیچھے شور و غل کر رکھا ہے ذرا دریافت تو کرو کہ ماجرا کیا ہے دلارام نے کہا ملکۂ عالم ماجرا یہ ہے کہ محلدار جو آئی تھی حضور کی خواصوں
نے پوچھا کہ محلدار کیا پیغمبر رسل آئے ہیں محلدار نے کہا نہیں میں تو شہزادی کے پاس کچھ اپنے کام کو جاتی ہوں اس پر سبھوں نے بولی
اور کہتی ہیں شہزادی سے تجھے کیا کام ہے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر رسل آئے ہونگے تو نے کچھ بطمع دنیا سکھا پڑھا کے اندر آنے نہیں
دیا اور انھیں کا شاید کچھ پیغام لیکے ملکۂ عالم کے پاس جاتی ہے گوہر ملک نے کہا تو جا اور ان سب نالائقوں کو منع کر کہ
محلدار میرے پاس آتی ہے تم اسے کیوں نہیں دیتی ہو دلارام نے آ کر سب کو روکا اور کہا شہزادی نہایت خفا ہوتی ہیں دوڑتی
ہیں کہ محلدار کو میرے پاس کیوں نہیں آنے دیتی ہو غرض یہ سنکر جوں توں محلدار کو دلارام اپنے ہمراہ ملکہ گوہر ملک کے پاس لائی
لیکن دس پانچ چھوکریاں لونڈیاں باندیاں ملکہ غنچہ خاتون کی بھی آہستہ آہستہ محلدار کے پیچھے پیچھے چلی آئیں جبکہ محلدار ملکہ گوہر ملک

پہونچ سکتی ہون گنجاب نے کہا بیٹا ہین تجنے کیا کہا اُسکا کیا گناہ اور کیا قصور وہ قدیم میرے گھر کا نوکر تنخواہ لینے کو مین کھلایا غریب مسیم
مردہ پیر ودتنخواہ میر انجمن ہجرم مو خطا اُسکو بھلا مین کیون گرفتار کرنے اور اُسکا گھر لوٹنے کو حکم دیتا جرایہ ہوا کہ گیا ہو خون آشام نے شاید
بدون میرزا ناظم الملک کے یہ حکم دیا تھا کوئی جلکے حکیم فاروس کو بھی بلالاؤ تا اُن سے دریافت کرین کہ تجنے پسر حمزہ کو کیونکر پنا جا یا تھا اُسکا
سرلیا قہ مستقات سکی ذوشکو معلوم ہو تو بیان ذرا جبین چکہ مین نے یہ حال سُنا تو مین بہت خفا ہوا اور گیا ہو خون آشام کو اُسی وقت سے مین نے
نظر بند کیا ہے یہ تو بات کوئی ایسی نہین جسمین مین تمھاری امان جان مجھسے ناراض ہون یاد انستہ ایک بات اگر کسی اور سے ہوگئی اور مجھے اطلاع
مطلق نہتھی پسر مین نے اُسکی تقصیر قبل تمھارے کہنے کے ہی پھر وجہ بخش کیا ہے خیر تم جاؤ اور اپنی ماں کو میری طرف سے عذر کر کے سمجھاؤ
کہ مین قسم خداوند یجیبہ ہزار ملک باختر کی کھا کے کہتا ہون میرا ایسا مین سرہو لگاؤ نہ تھا اور اے ملکہ گوہر ملک بیٹا سُنو مجھے تمھاری ماں کے
بگڑ جانے کا کچھ ڈر نہین خداوند تعالےٰ تجھے سلامت رکھے مین تجھے اپنا دم وسیلہ ایسا رکھتا ہون کہ ہزار وہ بگڑینگی تو میرا کچھ نہ کر سکینگی بقول سعدی
شیرازی کے چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان - قصہ مختصر ملکہ گوہر ملک یہ کہکر کہ خیر بادا جان آپ ذرا یہین تشریف رکھین
مین پھر جا کے اماں جان کو سمجھاتی ہون اور آپ کو آکے بلوائے لیے جاتی ہون گنجاب کے پاس سے ملکہ غنچہ خاتون کے پاس
گئی اور غنچہ خاتون کے گلے سے لپٹ کے منہ سے منہ ملاکے کہنے لگی کہ اماں جان ایک بات مین کہون جو آپ مانین ملکہ غنچہ خاتون
نے بیٹی کی بلائین لیکر بہت سا پیار کر کے کہا کہ واری میری تو جان اور سو ہو تو کہے اپنے بدن کی بوٹی بوٹی کاٹ کے تجھپر تصدق کردون
لیکن بغیر دار صدقے گئی تو اس مردود گنجاب کے باب مین مجھسے کچھ سفارش نہ کر مین ہرگز نہ مانونگی گوہر ملک نے اپنی آنکھون
مین آنسو بھر لا کے کہا اماں جان میرے سر کی قسم میری جان کی قسم میرا جلوا کھائیے میری مٹی پکائیے مجھے پیٹیے مجھے زہر دیجیے ویسا
کہنا مانیے خیر جو میری قسمت کا لکھا تھا وہ پورا ہوا اب آپ کچھ خفا نہ فرمائین اور باوا جان سے ملیئے جو ہونا تھا ہوچکا باوا جان تو
ہزارون قسمین کھا کے کہتے ہین کہ مجھے مطلق خبر نہین میں نے بیچارے حکیم فاروس کے گرفتار کرنے اور تاخت و تاراج کو ہرگز
حکم نہین دیا تھا شاید گیا ہو نے واسطے تحقیقات کے حکیم صاحب کو بلایا تھا سو جس وقت کہ مجھے خبر ہوئی مین نے اسی جرم پر گیا ہو کو
عہدے سے معزول کر کے نظر بند کر دیا ہے ملکہ غنچہ خاتون نے کہا بیٹی مین دھڑ ادھڑ اپنا سر پیٹ کے ابھی خنجر مار کے اپنے آپ کو
ہلاک کر دونگی جھلسا لگے اُسکے منہ کو مین تو تنگ آ گئی ہون جاکے سو رہتی ہون تو اپنے باوا جان کو بلا کے کھانا زہر مار کرا اب بیٹی مجھے بلانے کو
اور آپس میں ملنے کو پھر نہ کہنا ہان جو تجھے میرا اچھا گوارا ہو تو مجھے صاف صاف کہو مین اپنی جان آپ کھو دون مگر اب جیتے جی منہ اسکا مجھے
نہ دکھلائے غرض غنچہ خاتون بپاس خاطر ملکہ گوہر ملک واسطے آنے اور کھانا کھلانے گنجاب کے پروا نکی دیکھئے آپ تو مکان
مین جاکے سو رہی اور یہان ملکہ گوہر ملک نے دلارام سے کہا کہ تو جاکے محلدار سے کہدے کہ باوا جان کو اپنے ساتھ لیکے اندر لے آئے
اور خواصون ولونڈیون باندیون سے چین بچین ہو کر فرمایا کہ و مردار و مشغول خبردار جو کسی سے کوئی حرکت خلاف ادب باوا جان کے سامنے
کی تو ناک اور چوٹی کٹوا کے اسقدر کوڑے تمکو مارونگی کہ پرزے پرزے بدن کے اڑ جائینگے خیر امان جان کا مقدمہ اور تھا وہ دونون
میان بی بی جا ہین آپس مین خشش کرین چاہین لڑین مجھے کیا دخل لڑا دو تم جیسی اُنکی لونڈیان ویسے باوا جان کی تمھاری یہ مجال ہے
کہ تم باوا جان کی طرف آنکھ اُٹھا کر تو دیکھو پھر سب خواصین لونڈیان باندیان بخوف ملکہ گوہر ملک چپ ہو کر جہان تہان چھپ رہین
اس مین دیکھا کہ آگے آگے گنجاب اور پیچھے پیچھے محلدار اور دلارام اندرون محل نمودار ہوئین اور باوجود اسکے کہ ملکہ گوہر ملک
نے خوب ڈانٹ رکھا تھا لونڈیون باندیون ملازمون میں سے کوئی بے ادبی نہین کر سکتی تھی مگر اسپر بھی سلام اور مجرا کسی نے
گنجاب کو نہین کیا گنجاب خود بخود ایک ایک کی جانب مخاطب ہو کر پوچھتا ہے کہ کیون ہیبو تمھارا جی کیسا ہے صاحب تم
تو ہماری قدیم نوکر ہو اور بڑی دو تنخواہ ہو ہم تمسے نہایت شرمندہ ہین مگر تمھارے فلان عزیز کے لیے پچاس روپیہ مہینا
فلان کام پر معین کر دینگے اور اس نمود وہ چپکے چپکے کہتی ہین کہ لو مہربانی بنے بغیر مطلب کی آج مجھپر ہوئی میرے عزیز کا مہینا کرتے ہین

کہیں کسی خواص سے کہتا ہے تم ہی کہو کیوں بیٹھی ہو شاید کچھ تکلیف خرچ کی ہوئی ذرا میرے پاس آؤ پانچ اشرفیاں میں دیتا ہوں وہ جواب
دندان شکن دیتی ہے کہ حضور خداوند مجید و عز و ملک باختر ہماری ملکہ آفاق کو سلامت رکھے ہمکو تکلیف کیوں ہونے لگی آپ یہ
اشرفیاں کسی اور کو عنایت فرمائیں کبھی اگر لونڈی خوکردہ ان اشرفیوں کی ہوتی تو آج بھی لیتی اور جا طرف بھو کریاں تمہیں پٹ کر
ملکہ گوہر ملک کے ڈر سے کچھ آفت برپا نہیں کرتیں مگر پھر بھی چپکے چپکے باہم کہتی تھیں کہ دیکھو یہ ایسا تھا آج کیسی مکاری جلسا ہی کی تھی
چکنی چپڑی میں سے کتا ہو غرض یہ کہ ملکہ گوہر ملک نے باپ کو بٹھلا کر خاصہ طلب کیا اور کہا اباجان ناشتہ نوش فرما کر تشریف لیجائیں گنجاب
نے کہا بیٹا اپنی ماں کو تو بتاؤ میں نے کبھی تیرے آگے تنہا کھانا نہیں کھایا ہے ملکہ گوہر ملک نے کہا اباجان واسطے خداوند لقا کے اسباب
زیادہ کچھ نہ فرمایئے کیا جانے بیچی کیونکر اسوقت یہ منع شر کرایا ہے گنجاب نے کہا اچھا بیٹا تمہاری خوشی میں کھانا کھائے لیتا ہوں مگر تم
میری طرف سے بیبی ماں سے جا کر اتنا تو کہدو کہ مجھے تمہاری رنجش کا اور تمہارے ظلم کا کچھ گلہ نہیں الا تم تو واسطے خداوند مجید ہمزاد
ملک باختر کے میری طرف سے آب سکدر سے صاف ہو جاؤ قطعہ دست ناز کی شکست خالے رفت رفت ما ز جنون جان
من جلوے رفت رفت گروم ناز کو دل لینا ہے ہر دیدہ دور میان جان وجنان ماجرائے رفت رفت گوہر ملک نہایت رنجیدہ ہو کر
کہنے لگی کہ ابا جان میں آپ سے ہر چند عرض کرتی ہوں کہ آپ کھانا نوش فرمائیں سو آپ کچھ اور ہی فرماتے ہیں لہذا مجھے اس پیام سلام سے
مطلب آپ کو ایسی باتیں میرے سامنے زبان پر لانا شایان نہیں آپ جانیں وہ جانیں مجھے جو کچھ ہو سکا میں نے اماں جان سے بہت خوشامد
کرکے صورت یکجائی کی کردیا اور آپ کو نامہ بولیا اب حضور میرا کہنا نہیں مانتے تو میں اٹھی جاتی ہوں آگے آپ کو اختیار ہے جسکی بابلی ہو چاہیے
سو اماں جان سے آپ کہلا بھیجے جب یہ کہکر ملکہ گوہر ملک اٹھنے لگی تب گنجاب نے اپنی بیچ میں ملکہ درمیان ہوکر چار نوالے کھانا کا یاد الٰہی کا کھایا

وہ کل داستان ترک جوشن پوش کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ ترک جوشن پوش زخمی اور مجروح جو کہ نصف شب سے معرکہ رزم و پیکار میں رہا بعد اسکے حالت عشق میں اسیر کمند بلا ہو کر جو بارگاہ
گنجاب میں آیا تو اب کوئی چھ گھڑی دن باقی ہو گا کہ اسی حالت غش میں خود رفتہ بدون اجازت گنجاب کے جہاں کھڑا تھا
وہیں کھڑا رہ گیا سیلی اور کل گروہ پیش کھڑے ہوئے حکم گنجاب کے منتظر ہیں اس عرصہ میں اب جو گنجاب بارگاہ میں آکر بیٹھا تو لوگوں
نے عرض کیا کہ ترک جوشن پوش سکتے میں کیا دستا دہا ہے گنجاب نے کہا کہ بامعنی تو اسے طوق اور سلسل اسی طرح جیجا کے زندانخانہ
میں پہنچا دو اور کوتوال کے نام حکم پہنچا دو کہ تمام شہر شنجان میں اسوقت منادی کردے کہ آج کے تیسرے روز ترک
جوشن پوش بہ جرم گمراہی و رفاقت و شرکت پسر حمزہ میدان شہر دار پر کھینچا جائیگا تا کہ اوروں کو بھی عبرت ہو اور خلائق اس گمراہ کے
قتل ہونے اور دار پر چڑھنے کا تماشا دیکھے بعد ازاں سرداروں کو حکم دیا کہ رزمگاہ میں جلکے جاروب کشی کراؤ اور سقوں سے پانی
گرا کے تمام میدان کو صاف کراؤ اور جو لوگ کہ زخمی ہیں انکے مرہم اور پٹی کی تدبیر میں مشغول ہو اور جو لوگ کہ مارے گئے اور جیتے ہیں
ان سب کی لاشوں کو لیجا کر دریائے قدرت میں بہا دو آج شب کو جسوقت کہ جبرئیل درگاہ لقا رمی خداوند کی لیکر میرے
پاس تشریف لائینگے تو میں اپنی فوج وسپاہ کے دلاوران مقتول کی دعائے شفاعت کرونگا اور خداوند میری دعا مستجاب کرکے
کیا عجب ہے کہ ابھی تیسرے دن سب مردوں کو پھر زندہ کردے ترک جوشن پوش یہ تقریر گنجاب علیہ اللعن والعذاب کی سنکے زہر خندہ
خوب کیا اور اپنا منہ پھیر کے کہنے لگا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس لقا سے بشرک خدا مردود اور مکار نے دعوی الوہیت کیا
ہے اور اس بچیا نجوستے کاذب نے دعوی پیغمبری اور نعوذ باللہ جتنے ناشخص بارگاہ نشین و مقربین اور سلاطین اسکے
ہیں ان نادانوں نے واسطے حصول دنیا دین فرخرافات قبول کیا ہے غرض یہ باتیں کرتا ہمراہ پیادگان ترک جوشن پوش
زندانخانہ میں جاتا ہے اور یہاں گنجاب نہایت بددماغ اور کدر بار برخاست کرکے پھر اندرون محل جاتا ہے اب انکو
یہیں رہنے دیجیے اور چند ذرا

دو کلمہ داستان ندرت بیان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بیان کیے جاتے ہین

سابق ازین گزارش کیا تھا کہ جسوقت وہ پنجہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کو عین کشتی مین شاہزادۂ بدیع الزمان سے جدا کرکے
سوے آسمان لیگیا ہر چند اسی حالت مجبوری مین شاہزادۂ خاور سیاہ نے گالیان کش دیکر کہا کہ بدذات لطفہ جو وقت تو کون ہے جو
اُسوقت مجھے اُس میدان کشتی سے اُٹھائے لیے جاتا ہے مین اُس کشتی گیر بدیع الزمان کو زیر کر چکا تھا چھوڑ دے مجھے لیکن کسی طرح سے
نجات دربائی نہ پائی بعد دو گھڑی کے اُس پنجہ نے لیجا کر ایک پہاڑ پر اُتار دیا ازبسکہ شدت پیچ مین شاہزادۂ خاور سیاہ کی بندھین
جبکہ پاؤن اُسکے زمین سے آشنا ہوئے تو بیساختہ آنکھین کھول دین اور دیکھا کہ مین ایک پہاڑ پر کھڑا ہون اور سامنے
ایک پریزاد حسن خداداد شعر ہے کہ دیدن آن شکل و رخسار بہ بندد زاہد صد سالہ زنار ہر برس چودہ یا پندرہ کا سن و سال سراپا حسن و
جمال کیفیت وامین عجیب عجائب دیکھا کو سکات چاند سورج مین بھلا کہان یہ سنسناہٹ ہے پان مین نہ کنول چین نہ کھل مین وہ تو
مرجھاے دیکھت یہ کول ناسے ہے کیوڑہ اور کیتکی سیوتی گلاب کسوا کی سگند تو عطر ہو بیاہے ہے بو سے نرد لکن کی بیج کر
جولانی تو پانی مین وارے جیسے سندری سی نکلتے ہے استبرق پر دۂ قاف کی دھوم دھامی پوشاک پہنے زیبا فرق دریاے جواہر
مین غرق بہ نگاہ حسرت میری طرف کھڑی دیکھ رہی ہے شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم اپنے دل مین نہایت متوحش و متوہم ہو کر
چارطرف دیکھنے لگا اور سوچتا تھا کہ کیا مین مر گیا ہون اور یہ سلسلہ بہشت ہے اور وہ جو سنا کرتے تھے کہ واسطے مومنین کی خدمت کے
حورین حاضر ہوتی ہین سو وہی حور آکے میرے سامنے کھڑی ہوئی ہے ناگاہ اُس پریوش نے کہا کہ اے شہریار کو خریال ہو اے
آپ کس فکر مین بچشم تحیر چارطرف ملاحظہ فرماتے ہین شاہزادہ قاسم نے فرمایا کہ اے طلعت تو کون زاد اور یہ کیا مقام ہے اور کون
ملک ہے اور یہان مجھے کون لیکر آیا ہے اُس پریزاد نے عرض کی کہ شہریار اِس پہاڑ سے پچاس کوس کے فاصلہ پر ایک شہر ہے کہ اُسکو
دربند رضوانیہ کہتے ہین اور وہان کا حاکم میرا باپ رضوان شاہ ہے اور یہ ملک متعلق قاف چہارم سے ہے اور حاکم اور فرمانروا
اُس ملک کی شہنشہ وپردۂ قاف ملکۂ آسمان پری ہے اور ملکہ قریشیہ سلطان مین لونڈی تقصیروار گنہگار حضور کو اُس کشتی
کے اکھاڑے مین سے اُٹھا کے لے آئی ہے وہ واسطہ میری لونڈی کا نام ہے آپ کو جو لونڈی گستاخانہ عاجزانہ جرأت کرکے اُٹھا لائی
ہے تو اُسکا سبب یہ ہے کہ متصل اِس پہاڑ کے دامان کوہ مین ایک حوض طلسم ہے کہ نام اُسکا چشمۂ درخیز ہے اور حضرت سلیمان
پیغمبر علیہ السلام کے وقت سے ایک دیوزاد کہ نام اُسکا غراب زاغ چشم کہ تھا اُس چشمے کا ہے اور سال مین ایکبار اُس چشمہ پر
میلا پریزاد اور پریزادوغیرہ کا ہوتا ہے اُس مین وضیع اور شریف ہفت قلم قاف کے سب ہی جمع ہوتے ہین اور اِس چشمۂ درخیز کا پانی تبرک
و تیمناً اپنی اپنی آنکھون سے لگاتے ہین اور پیتے ہین چنانچہ تین مہینے کا عرصہ گذرا کہ وہ میلہ ہو چکا ہے حسب اتفاق ایک سال یہ کنیز
بھی بطریق زیارت اُس چشمہ پر گئی تھی وہ غراب زاغ چشم لونڈی پر عاشق ہوا لونڈی اُس بدذات کی آنکھ ورندی اور مکاری
کی پہچان کر وہان سے مع اپنی ہمراہیون کے اپنے مکان کو چلی آئی اُس دیوزاد نے بسبب وابستگی طبیعت کے میرے
باپ سے رسم و راہ کے لیے تحفہ تحائف بھیجنے شروع کیے اور ازبسکہ بسبب داروغگی اُس چشمۂ سلیمانی کے سب وضیع و شریف
ساکنان قاف کے اُس بدذات کو معزز و ممتاز سمجھ کے بعزت اور توقیر پیش آتے تھے میرا باپ بھی پاس و لحاظ اُسکا بہت
کرتا تھا بعد چندروز کے اُس غراب زاغ چشم نے میرے ساتھ شادی کی استدعا کی اور اِس بات سے پدر بزرگوار میرا اُس سے
نہایت خشمگین ہوا اور اپنے سلام مین سے حکم دیا کہ یہ دیوزاد ہمارے شہر مین نہ آنے پائے مین بہ پاس ادب چشمۂ درخیز کی
ہی نعلت سے مجبور ہون ورنہ اِس دیو کو بدرجۂ قتل پہونچاتا جب غراب زاغ چشم نے دیکھا کہ رضوان شاہ میرے دام تدویرو
وتدبیر مین نہ آیا شعشعہ سہ چشمی نامے ایک سردار سرکشان قاف سے نہایت جوانمرد بدذات کافر ازلی اور دشمن جان و ایمان
اہل اسلام ہے یہ تلاش غراب زاغ چشم پیش خود یہ تجویز کرکے کہ رضوان شاہ فرقۂ اہل اسلام سے ہے شعشعہ سہ چشمی کو کہ ابلیس پرست ہے

اغوا کرکے اپنا طرفدار بنا ڈالیں اور اسی وجہ سے رضوان شاہ پر دباؤ ڈالیں کہ اپنی بیٹی دردانہ پری کا میرے ساتھ نکاح کردے
چنانچہ اسی گوہر شب افروز کے چشمہ درخشندہ نکلکر شعشعہ سہ چشمی کے پاس گیا اور وہ دانے بطور نذر پیشکش کیے اور میرے
مقدمے میں میرے باپ کا استغاثہ کیا شعشعہ سہ چشمی نے کہا اے غراب زاغ چشم تو بھی مسلمان اور وہ پریزاد اور اسکا باپ رضوان شاہ
بھی یزدان پرست ہیں تم دونوں مدعی اور مدعا علیہ غیر ملت ہو میں اسمیں مداخلت کیا کروں اگر تو ابلیس پرستی اختیار کرے
تو میں تیرے شریک حال ہوں اور جسطرح سے ہوسکے رضوان شاہ کی بیٹی تجھے دلوا دوں یہ سنکے غراب زاغ چشم علیہ اللعن
والعذاب کہتا ہوا شعر عشق از بس بسیار کرد است و کند • سبحہ را زنار کرد است و کند • ابلیس پرست ہوگیا شعشعہ سہ چشمی نے
نہایت خوش ہوکر ایک نامہ بدین مضمون کہ تم اپنی بیٹی کی غراب زاغ چشم کے ساتھ شادی کردو اگر اسمیں سرمو بھی تمنے عذر داری کیا
تو میں فوج بیشمار لیکر تمہارے ملک پر لا کر سب تاج و تخت تمہارا چھین لونگا لکھکر ایک دیوزاد کے ہاتھ میرے باپ رضوان شاہ
کے پاس بھیجا اور ہر چند کہ اس بات میں طول بہت سا ہے مگر مختصر مطلب یہ ہے کہ میرے باپ نے نہایت برہم ہوکر وہ نامہ
پھاڑ ڈالا اور جواب جنگ دیا اسپر شعشعہ سہ چشمی بارہ ہزار نبرد شاہین دیو اپنے ہمراہ لیکر میرے باپ کے ملک پر آیا اور چند
روز لڑائیاں اس سے ہوئیں مگر کیسے کیسے جلیل القدر امرا اور نامور میرے عزیز واقارب مارے گئے آخر ناچار ہوکر باپ میرا قلعہ بند ہوا اور
جبتک رسد اور غلہ بہم پہونچا شعشعہ سہ چشمی سے لڑا کیا جب غلہ نہ رہا اور نوبت بہ ہلاکت پہونچی تب ناچار جلا وطن ہوکر اس جنگل
کے کوہ میں پناہ لی ہے شاہزادہ خاور سیاہ نے یہ سرگذشت دردانہ پری کی سنکر فرمایا کہ اے پری یہاں تو فقط تنہا ہے اور تیری قوم
کے دیوزاد اور پریزاد اور تیرا باپ اور تیرے عزیز واقارب کہاں ہیں دردانہ پری نے عرض کی کہ شہریار وہ سب حاضر ہیں اور
استدعاے زیارت اقدام عالی میں اسی پہاڑ کے اسطرف منتظر بیٹھے ہیں شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اچھا تم انکو
ہمارے پاس بلالو دردانہ پری نے آداب بجا لاکے ایک آواز دی طرفۃ العین میں چارطرف سے پریزادوں کے غول کے
غول آکے وہاں ہو پہنچے اور ایک شخص باریش سفید تاج شاہی برسر تخت رواں پہ سوار قریب ہزار پریزاد کے گرد و پیش آگے آگے
ان سب کے آیا اور دردانہ پری نے عرض کی کہ اے شہریار رضوان شاہ باپ اس کنیز کا یہی ہے شاہزادہ خاور سیاہ نے
اسطرف منہ پھیر کر جو نگاہ کی تو رضوان شاہ نے تخت پر سے اتر کے باادب تمام ہاتھ سر پر رکھا اور باآواز بلند آبدیدہ ہوکر
کہا اے شہزادۂ آفاق و ثانی سلیمان اللہ تعالے نے آپ کو خوب بروقت پہونچایا اور بعد اسکے سب حال بیان اور ابتداے
فتنہ انگیزی غراب زاغ چشم اور فوج کشی و معرکہ و رزم و پیکار شعشعہ سہ چشمی بیان کرکے رونے لگا قاسم نے کمال تسکین اور
خاطرداری رضوان شاہ کی کرکے فرمایا کہ اے رضوان شاہ شاہان ہفت کشور اور سلاطین زمانہ کو اکثر ایسے مرحلے درپیش ہوتے
ہیں مگر تم اپنے دل میں کچھ اور تردد نہ کرو وہ مسبب الاسباب جو شعر خدا ہے کہ بالا و پست آفریدہ • زبردست بر زیردست
آفریدہ • خدا نے چاہا تو وہ غراب زاغ چشم اور شعشعہ سہ چشمی دونوں اپنی سزاے اعمال کو پہونچینگے لیکن مجھے نہایت فکر
ان دو باتوں کی ہے اول تو یہ کہ تم از فرقہ اہل اسلام ہو پھر تمنے بخدمت شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری اور ملکہ
قریشیہ سلطان کیوں نہ التجا کی اور جو تمکو مہلت اور فرصت نہ تھی تو تمنے بذریعہ عرائض اپنے حال زار کی اطلاع کی ہوتی
اور دوسرے فکر اور تردد مجھے اس بات میں ہے کہ تمنے اس مہم کی کامیابی میرے اوپر کیا سمجھکر موقوف اور منحصر رکھی اسکی وجہ
کیا ہے بعد ازاں مجھے تمنے کیونکر جانا رضوان شاہ نے عرض کی کہ شہریار میں نے ابتدا میں کئی عرائض بخدمت شہنشاہ ہفت
قاف ارسال کیے اور جواب ایک کا بھی وہاں سے صادر نہوا آخر کار معلوم ہوا کہ شہنشاہ پردۂ قاف اور ملکہ قریشیہ سلطان
دونوں صاحب مالک اور خداوند نعمت ہمارے جو ہیں انکو بھی تو فتنہ ہاے دیوزادوں سے معرکہ جنگ و جدال درپیش ہے اور
فتنہ ہاے دیوزادوں نے ملکہ آسمان پری کو نہایت تنگ کر رکھا ہے اس سبب سے انکو ہماری تائید و اعانت کی فر

زتھی اور آپ کے طلب کرنے اور تکلیف دینے کا سبب یہ ہی کہ ایک کاہن زبردست قدیم الایام سے ہمارے ہمراہ ہو اسکے احکامات
میں کبھی فرق نہیں پڑا جبکہ میں شعشعہ سہ چشمی سے نہایت عاجز ہو کر اس دہن کوہ میں آ کے چھپا اسوقت اُس کاہن نے اندازے
علم کے مجھسے کہا کہ اے رضوان شاہ تو اس شعشعہ سہ چشمی پر فتحیاب ہوگا لا بتائید و امداد اُس آدم زاد کے کہ جو اولاد صاحبقرانی
ہو جب میں نے سُنا تو میں اپنے دل میں نہایت متحیر ہوا اور جی میں کہتا تھا کہ کسے لشکر فیروزی اثر میں امیر حمزہ صاحبقران کے بیٹوں
اس بندہ زادی وردانہ پری نے بذریعہ اپنی ماں کے مجھسے اجازت طلب کی کہ میں جا کر بدانائی تمام کسی پہلوان جہان اولاد
حمزہ عالیمقام کو ابھی لے آتی ہوں اور فدوی نے اجازت دی اور یہ کنیز جا کے آپ کو لائی پھر شاہزادہ خاور سپاہ نے فرمایا کہ کیا
مضائقہ پہلے واسطے اتمام حجت کے ایک نامہ شعشعہ سہ چشمی کے نام پر لکھوا کے بھیجو پھر جیسا کچھ ہوگا جوں وقت آئی سمجھ لینگے غرض
پہلے تو رضوان شاہ نے حال سرکشی اور تکبری شعشعہ سہ چشمی کا بہت بیان کرکے کہا کہ وہ بڑا ہی مغرور اور بدذات ہے وہ حضور
کے نامہ کو کبھی نہ مانیگا مگر جبکہ شاہزادہ خاور سپاہ نے فرمایا کہ تمھیں اس سے کیا غرض ہم لوگ بے اتمام حجت کوئی کام نہیں کرتے
تب لاچار ہو کر ایک نامہ اُس شعشعہ سہ چشمی کو بدیں عبارت بدیں مضمون تحریر کیا کہ اے شعشعہ سہ چشمی بدان و آگاہ باش کہ منم نبیرۂ
زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم نعل حقتان خونریز خاوری حال سرکشی اور
تمردی کا تیری سنکر خیال اسکے کہ اتمام حجت اہل اسلام کو واجب ہی تجھے لکھا جاتا ہی کہ تو بمجرد مطالعہ اس فرمان قضا جریان کے اپنے
دونوں ہاتھ باندھ کے حضور میں آکے حاضر ہو اور لعنت کر ابلیس پرستی اور اس کفر کافری پر کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرکے ملت
بیضا دین اسلام قبول کر تیرا ملک مال سب تجھے معاف رہیگا اور ہمسر ہمارے حکم میں کوشش تیر قضا پھرتا نہیں عمداً و تجاوز کیا
تو اس طریق سے مارا جائیگا کہ تیرے حال پر آسمان دریا اور مرغان ہوا گریہ وزاری کرینگے اشعار اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ
وگر جنگ جوئی ندارم درنگ * دم از صلح زن یا بکین و پیام * حکایت برین ختم شد والسلام * اور وہ نامہ ایک پریزاد کے
ہاتھ شعشعہ سہ چشمی کو بھجوا دیا جبکہ اُس پریزاد نے لرزان و ترسان جا کے وہ نامہ شعشعہ سہ چشمی کو دیا شعشعہ سہ چشمی اُسے پڑھکر جب
قہقہہ مار کر ہنسا اور اپنے سرداروں سے کہنے لگا کہ رضوان شاہ کس درجہ احمق اور بیوقوف ہی کہ اس سے زیادہ کوئی بیشعور
بھی ناداں و بیوقوف نہوگا مرتیں آدم زاد ہماری غذا ہی اور یہ احمق رضوان شاہ بتائید ایک آدم زاد کے نازاں ہو اب
اُس آدم زاد نے اس گستاخی سے مجھے نامہ لکھا ہی دیووں نے جو مقربین اور ہمنشین اُسکے تھے کہا کہ اے شہنشاہ دیوان ہر کہ دست
از جان بشوید ہرچہ در دل آرد بگوید شعشعہ سہ چشمی نے کہا خیر دیکھو ابھی یہ حال تم سب پر منکشف ہوا جاتا ہی یہ کہکر نامے کو تو
چاک کر ڈالا اور اُس پریزاد سے یہ کہکر کہ ایلچی کو زوال نہیں لہذا ہم تیری جان بخشی کرتے ہیں اور رضوان شاہ سے زبانی
ہماری اتنا کہدینا کہ وردانہ پری کو غراب کے حوالہ کردے ورنہ تو بہت خراب ہوگا غرض طول تا چند خلاصہ یہ کہ وہ پریزاد
وہاں سے مراجعت کرکے رضوان شاہ کے پاس آیا اور سارا حال من وعن بیان کردیا قاسم نے فرمایا کہ اے رضوان شاہ کچھ
قباحت کا مقام نہیں خوب ہوا ہم تو حجت کر چکے بارے وقت شام کا ہوا اور شاہزادہ عالیمقام نے آرام فرمایا صبح کو مع کل
پانچہزار پریزاد کہ ہمراہ ان رضوان شاہ کے باقی رہ گئے تھے رضوان شاہ کو اپنے ہمراہ سوار کرا کے نفیر اور قرنا بجاتے
اُس پہاڑ سے نیچے اُترے اور اُس طرف آواز قرنا کی سنکے شعشعہ خوک پیشانی مع بارہ ہزار دیوزاد کے چلا اور مقابلہ رضوان شاہ
آیا بیساختہ متوجہ رزم و پیکار ہوا چار گھڑی کے عرصہ میں ہزار بارہ سو دیوزاد اور پریزاد طرفین سے کھیت رہے بہادر مارے گئے
اور قاسم کے ہاتھ سے بھی اکثر دیوزاد داخل جہنم ہوئے اس میں دیکھا کہ غراب نابکار مع ہزار بارہ سو دیوان زرہ پوش آن پہنچا اشعار

جفا پیشہ دیوان گردون کلاہ	جہان در جہان تیغ گردون پناہ	بسے نخل برکندہ و بیدہ دستہ	بسے پارہ کوہی بسر داشتہ
بسے گرز و شمشیر بر کف	اگر دو گروہ ... سر شکست	و دیدند لب تشنہ در خون خا	لگن کردہ از تیغ خونریز جا

جھٹ پٹ بروے ہوا نمودار ہوا اور میدان حرب و پیکار مین آ کر کے یہ نہیب دیتا ہوا کہ ای آدم زاد باش باش کو گندم تر از زندہ
و سلامت معلوم ہوا کہ تو قریب میرا ہے اور یہ لشکر وارژنشاد دیکھکر حملہ آور ہوا تو اُسوقت رضوان شاہ کے ہمراہ کے پریزادون کا بہت
قافیہ تنگ تھا اور اسدرجہ شکستہ دل تھے کہ وہ قریب تھا پسپا ہوکر بھاگ کھڑے ہون ناگاہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور اُس ابر
مین سے صداے قہر اور نعرہ اے کوہ شگاف مثل رعد کے گوش زد ہونے لگے سب کے سب طرفین سے بنگاہ حسرت اوپر کو
دیکھنے لگے شعشعہ سیہ چشمی نے اپنے سردارون سے پوچھا کہ ذرا دریافت کرنا کہ یہ عجیب و غریب آج دیکھنے مین آیا ہو کہ جسمین ایسی
صداے مہیب پیدا ہو وہ جو دیوزاد جہان دیدہ اور بست سن رسیدہ تھے اُن سبھون نے عرض کی کہ ای شہریار یہ وہ ابر ہو کہ اگر برسے
تو سواے بارش خون اور آب تیغ تیز قطرہ پانی کا بروے زمین کبھی نظر نہ آئے اور بجاے برق اس سحاب مین شعلہ برق شمشیر چمکے کہ خرمن جان
دیوان قاف کو آن واحد مین جلا کر خاک کر دے یہ کسی کا لشکر عظیم الشان دیوان قاف سے آتا ہو مگر نہین معلوم کہ یہ فوج کسی اپنے
دوست کی ہو یا کسی دشمن کی ہو ابھی یہ گفتگو تھی کہ سامنے سے ساٹھ ہزار پریزاد اور دیوان نبرد شہ مین قاف وارشمشاد
آسیا سنگ ارہ پشت نہنگ چار چہاق ترسول زاغ دول زنجیر الکلعاڑا ہاتھون مین لیے اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچے
آگے آگے ایک نقابدار سرخ پوش مرکب فلک سیر پر سوار یہ نہیب دیتا ہوا کہ منم نقابدار سرخ پوش ہوا خواہ شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم لعل خفقان خونریز خاوری اُس میدان کارزار مین اتر پڑے اور چار طرف سے بارہ ہزار دیوزادون کو
شعشعہ سیہ چشمی کے محاصرہ کر کے قتل عام کرنا شروع کیا اس عرصہ مین غراب جو ہتیہ جنگ بمقابلہ شاہزادہ خاور سیاہ آیا تو ازبسکہ
طویل القامت تھا اس بدذات نے از روے کبر و نخوت یہ کہکر کہ ای آدم زاد تجھ بیچارے صید لاغر پر اگر مین کوئی حربہ
کرونگا تو تو ابھی پیوند زمین ہوکر محض بیکار ہو جائیگا اور تیرا گوشت خاک و خون مین آغشتہ ہوکر کرکرا ہو جائیگا قابل میرے
کھانے کے نہ رہیگا لہذا مین تجھے لپیٹ کے کانٹے مین سالم نگلا کے نگل جاؤنگا تجھے تکلیف بھی نہونے پائیگی یہ کہکر جو نہین چاہتا
تھا کہ منہ کھولکر شاہزادہ نامور کو اپنے کانٹے مین رکھے اس رستم دل نے برابر سے اُسکا ایک سینگ پکڑ کر جو کھینچا اور جھٹکا
ملا تو وہ سینگ علیحدہ کھوپڑی سے اُسکی ٹوٹ کر جا پڑا اور ایک نالا خون جیسے کا اُسکے کاسہ سر سے روان ہوا دیو بدذات
چاہتا تھا کہ تڑپ کر سامنے سے بھاگ جاے شاہزادہ والا قربت نے پھرتی تمام وہ تیغہ پلارک افراسیابی جو دوال کمر پر
اُس دیو بدذات غراب علیہ اللعن والعذاب کے مارا تو برابر سے دو ٹکڑے ہوکر خاک و خون مین لوٹنے لگے اُسطرف نقابدار
سرخ پوش سے بمقابلہ شعشعہ سیہ چشمی کا ہوا نقابدار نے ایک ضرب تیغ سے شعشعہ سیہ چشمی کا کام تمام کیا باقیماندہ دیوزاد
ہمراہیان شعشعہ سیہ چشمی کے حال اپنے مالکون کا دیکھکر بھاگ کھڑے ہوے رضوان شاہ نے شادیانے فتح کے بجوا دیے
پریزادہ جو کہ سرداران افسران فوج تھے وہ سب نذرین لیکر رضوان شاہ کے گرد و پیش ہجوم اور دھوم کیے ہوئے تھے
اس عرصہ مین نقابدار سرخ پوش قریب شاہزادہ خاور سیاہ آکے دست بوس ہوا اور بعد خیر و عافیت مزاج مبارک کی دریافت
کرنے لگا قاسم نے نقابدار کی طرف خوب بغور دیکھکر فرمایا کہ الحمد للہ والمنۃ مزاج میرا اچھا ہو الا مجھے بعض بعض خدمات نے
عجب طرح کا خلجان اور تردد پیدا ہوتا رہتا ہو اکثر مین نے امتحان کیا جہان کسی مغلوک تنہا حضرت نے ایک برقع حیا کی
ذات کے کپڑے کا یا ارچہ چرمی اپنے منہ پر ڈال لیا اور بس نقابدار مشہور ہو کر وہ شخص آپ کو اس درجہ متکبر اور مغرور
بنا لیتا ہو اور اپنی تمتنی اور دلاوری کے مرد رستم اور سہراب کو بھی موجود نہین جانتا گویا کبھی کوچہ راست مین اُسکا گذر بھی نہین ہوا
اور مطلق آدمیت سے بہرہ نہین رکھتا ہو نقابدار یہ کلام شاہزادہ ذوالاحترام خاور سیاہ کا سنکے کمال متعجب ہوا
اور قاسم سے کہنے لگا کہ ای خاور سیاہ یہ تو آپ نے فرمایا جیسے کسی استاد کا مصرع میرے حسب حال ہوا مصرع اگر
ایسی بندگی ہو تو انعام ایسا ہو شاہزادہ خاور سیاہ نے کہا ایسی کونسی آپنے رستمی کی اور کیا کام دلاوری اور مردانگی

کہا کیا نقابدار نے کہا حیرت فرمایئے کہ مجھسے کون قصور سرزد ہوا قاسم نے کہا ای نقابدار تو خود اپنے دل مین انصاف کرکے مجھل
او منفعل ہوکر رضوان شاہ نے برائے استعمال شعشہ خوک پیشانی مجھے طلب کیا اور تو نے بدون میری اجازت کے
اُسکو اک عیدالفطر بجھکر مار ڈالا یادہ تو شکار میرا تھا تجھے پیش دستی کرنا اس مین کیا ضرور تھی نقابدار سرخ پوش تو اُنکے مزاج کی
جہالت سے خوب آگاہ تھا اپنے جی مین یہ سوچ کر کہ خواہ مخواہ اپنے دوست کو دشمن بنانا مقتضائے فراست نہین لاعلم ہوکر
کہنے لگا کہ فی الحقیقت یہ قصور مجھسے ہوگیا آپ معاف فرمائین یہ گفتگو عجز و انکسار نقابدار سرخ پوش کی اور کلمات سخت
شاہزادہ خاور سیاہ کے سنکے رضوان شاہ اور تمام پریزاد اُسکے ہمراہ کے اور دُردانہ پری اپنے دل مین نہایت
متعجب ہوے اور کہتے تھے کہ نقابدار کی خدمتگذاری دیکھو اور شاہزادۂ قاسم کے عتاب و خطاب کا خیال کرو خلاصہ یہ
کہ نقابدار نے بعد عذر خواہی بسیار ملتجی اس امر کا ہوا کہ اب آپ میرے کفش خانہ پر تشریف لیچلین اور چند روز دعوت قبول
فرمائین قاسم نے ہرگز قبول نہ کیا اور فرمایا کہ اتحاد اور محبت تمہاری اور اس رضوان شاہ کی مقتضی اس بات کی ہے کہ ہمکو
یہان سے بہت جلد جہان سے ہمکو طلب کیا ہے وہین پہونچا دو نہین معلوم کہ اس عرصہ مین کشتی گیر نے اُس شہر و دیار مین
کیا کیا اپنے رتبے اور مرتبے بہم پہونچائے ہونگے نقابدار نے عرض کی کہ اسقدر تو مجھے بھی معلوم ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن نے بلا شرکت غیرے یکجان واحد ستامیس شبخون لشکر گنجاب پہ مارے اور اٹھارہ لاکھ سوار و پیادون کی چھاونیون
مین تلاطم ڈالکر ویران برباد کر دیا یہ کلمہ زبانی نقابدار کے سنکے بہ رشک ہم چشمی شاہزادہ قاسم کی آنکھون مین ایک تاریکی
سی آگئی اور بعد ازان سمت رضوان شاہ دیکھکر فرمایا کہ اے عزیز تجھے قسم ہے خدائے عز و جل کی کہ اسوقت تا وخصت کرکے
جس سرزمین سے اُٹھا لایا ہے وہین پہونچا دے ہرچند رضوان شاہ نے اور نقابدار سرخ پوش نے بہت سا اصرار
کرکے کہا کہ دو تین روز ابھی آپ ہمارے یہان دعوت کھائین اور رہین مگر شاہزادۂ قاسم نے ہرگز ہرگز نہ مانا تب ناچار ہوکر
رضوان شاہ نے چار پریزادون کو حکم دیا کہ شاہزادۂ خاور سیاہ کو ایک تخت پر سوار کرکے جہان ارشاد فرمائین وہان
جاکر بحفاظت تمام پہونچا دو اور رسید مہری شاہزادۂ عالم کی لاکے ہمکو دو چنانچہ حسب الحکم رضوان شاہ ان چارون پریزادون
نے شاہزادۂ قاسم کو تخت پر سوار کرکے پرواز کنان شہر سنجان کے نواح مین لائے اور بموجب ایمائے شاہزادۂ خاور سیاہ
تخت کو متصل دریائے قدرت لقا کے کہ سنجان سے آٹھ سات کوس کا فاصلہ کنارے دریا اُتار کر رسید کا بہ مہر
شاہزادہ نامو لکھوا لیا اور رخصت ہوکر چلے گئے یہان قاسم نے دیکھا کہ وقت صبح ہے لب دریا وضو کرکے نماز پڑھی اور کنارے
کنارے اسی دریا کے آہستہ آہستہ ایک سمت کو روانہ ہوئے تھوڑی دور پر جاکر دیکھا کہ لب دریا کارخانہ مچھلیون کا ہے اور ایک طرف
ایک بنگلہ خس کا بہت پر تکلف بنا ہوا اس مین کرسیان مونڈھے بچھے ہین اور ایک ہو کا تخت کا لگا ہوا شطرنجی چاندنی نہایت
نفیس بچھی ہوئی ایک شخص با محاسن سفید پوشاک پاکیزہ پہنے بیٹھا ہوا ہے دو چار گماشتے اور کارندے اور دو تین متصدی سامنے
اُسکے بیٹھے ہین اتنا تیار ہو رہا ہے اور سیکڑون ٹپے باندھ باندھ کر باربردار اور بیلدار لے لیکر سمت شہر سنجان چلے جاتے ہین
شاہزادہ و... نے اس مکان کو غنیمت جان کر اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر آجکی شب یہان رہجائیے تو کیا خوب بات ہے پھر کل
جو مشیت پروردگار عالم ہوگی وہ ظہور مین آئیگی یہ پیش خود تجویز کرکے اس طرف دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ اس پیر سفید ریش
کی جو بنگلے کے اندر تخت پر بیٹھا تھا شاہزادۂ خاور سیاہ کی جانب پڑی تو بعین حسن و شباب اُس شاہزادہ عالیجاب کا دیکھکر
سوچا کہ یہ شخص ضرور کوئی شاہزادہ یا وزیرزادہ یا رئیس زادہ اور بہت بڑا جلیل القدر عالی خاندان ہے اشعار

ہو دی نصفت و فراست　　از روے مبارکش ہویداست
آثار شجاعت از جبینش　　چون جوہر ذوالفقار پیداست

بیساختہ اُٹھکر دوڑی سلام کیا اور زبان ... ملتمس ہوا کہ آپ تشریف لائیے قاسم نے جا اُسکو بادیدت پیش آتے دیکھا تو

نہایت سراسیمہ اور محظوظ ہوکر اس بنگلہ میں جاکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے وہ مالک اس بنگلہ کا بسبب رعب اور دبدبہ اور شوکت شان
شاہزادۂ والامرتبت خاور سیاہ کے ڈرتے ڈرتے دست ادب باندھکر مستفسر حال ہوا کہ آپ کا تشریف لانا اس سرزمین پر کیونکر
ہوا اور حضور کا اسم مبارک کیا ہے قاسم نے اسکا عجز اور فروتنی دیکھکر فرمایا کہ میں غریب الوطن و غریب الدیار ہوں بطریق سیر و شکار اس
دیار میں بھی وارد ہوا اگر تم پہلے اپنا حال بیان کرو کہ تم کون شخص ہو اور یہ پیشہ آبائی تمھارا ہے یا تمنے اپنی ذات سے برائے اپنے صرف اختیار
کیا ہے تو اسنے کہا کہ حضور اصل حقیقت یہ ہے کہ میں ملازم گنجاب بن تگنجو ملک حرمان دیوکش کا ہوں اور یہ کارخانہ آسیابانی کا
میری تفویض ہے اور آپ کی عنایت سے فدوی کو کچھ دولت دنیا کی محتاجی کسی صورت سے نہیں ہے اور فدیجہ ہزار ملک باختر نے
ہاتھی گھوڑے پالکی روپیہ اشرفی جواہرات سب کچھ مجھے عطا کیا ہے کسی قسم کی مجھے فکر نہیں فیروز آسیابان اس فدوی کا نام ہے قاسم
نے دیکھا کہ فی الواقع یہ بہت مراتب یہ شخص متمول معلوم ہوتا ہے سواریاں بھی متعدد ہیں ایک طرف کو کثرت سے اصطبلہ ہے جس میں گھوڑے بندھے
ہوے چار ہاتھی بھی نظر آتے ہیں ایک طرف گاؤخانہ شیرخانہ بھی ہے بیس پچیس گماشتے کارندے پانچ سات خدمتگار بنگلہ پر بہت
معقول تیار ہوا ہے اپنے دل میں سوچا کہ یہ شخص ملازم اور مقرب گنجاب ہے اس سے حال کشتی گیری خوب دریافت ہو جائیگا یہ
سوچکر پوچھنے لگا کہ اپنے شہر کا حال کچھ بیان کرو کہ یہ شہر کیسا ہے اور یہاں کے حاکم شہر کی عدالت اور شجاعت اور سخاوت
اور رعیت پروری اور غربانوازی کا کیا طریق ہے فیروز آسیابان نے چشم تر ہو بہت سی تعریف شہر کی کرکے کہا کہ حضور چند روز
سے اب یہ شہر سنجان پرآشوب ہو گیا اور عجب طرح کے حادثے اور واردات اس شہر پر گذر گئے ہیں کہ اب قابل کسی کے
رہنے اور دم بھرنے کے نہیں رہا قاسم نے کہا کہ بڑے تعجب کا مقام ہے کہ گنجاب پیغمبر مرسل بندہ خاص بلکہ خاص مقرب درگاہ
خداوند لقا مشہور و معروف ہو چکا ہے کہ یہ شہر و ملک ہر ایک آفات ارضی و سماوی سے محفوظ ہے اور تمھارا بیان خلاف مجھے
پایا جاتا ہے اسکی کیا وجہ ہے فیروز آسیابان نے عرض کی کہ اے والا مرتبت فی الحقیقت یہ شہر نمونہ گلزار جنت تھا اور روسائے شہر
اسمیں کمال سلامتی و آرام سے ہمیشہ بسر اوقات کرتے رہے مگر چند روز سے دو شخص ایک تو بدیع الزمان پسر حمزہ واللہ اعلم
بالصواب کہ کس حیلے اور ذریعہ اور تدبیر سے اس شہر میں آکے وارد ہوئے اور ایسی ہنگامہ پردازیاں اور فساد اور خونریزیاں
کیں کا شمارہ لاکھ سوار و پیادوں کی چھاؤنیاں ویران و برباد کر دیں اور قریب لاکھ دو لاکھ مرد لقا پرست جیسے جرے زبردست
سوار و پیادے مارے گئے اور خداوند مقدس عجیب ضرب بیہوش ہوا اور حیرت افزا دیکھی کہ پسر حمزہ نے یکجان و احد عالم
تنہائی اور بے مونسی اور بیکساری میں ایسے لشکر بیشمار و فوج اور سپاہ بیکبری پرستا ئیں شبخون مارے اور طغیانی آب تیغ
تیز میں اسکے کیسے کیسے رستم صولت نہنگان بحر شجاعت غریق گرداب فنا ہو گئے اور کسی کو گھاٹ کا اسکی تلوار کے کچھ پتا نہ لگا اب
اسکی صولت اور قوت کا یہ رعب اور دبدبہ یہاں پڑا ہے کہ ساکنان شہر ادنی اعلی کے روبرو اگر نام بدیع الزمان عالیمقام کا
کوئی لے تو سامعین کو تپ و لرزہ اور اسہال کا حال جم پہنچ جاتا ہے چنانچہ انجام کار یہ ہوا کہ آج تیسرے دن کا ذکر ہے کہ
سرداران اور سپہ سالاران دلیر و شیر اور جوانان لقا پرست زبردست نامداران اور جان نثاران پیغمبر مرسل نے حسب الحکم
اپنے اپنے اطمینان تمام بخوبی انتظام اپنی فوج کا کرکے شاہزادہ بدیع الزمان کو محاصرہ کر لیا جب صبح کا وقت ہوا تو دیکھا کہ
وہ مرد دلیر یکہ و تنہا جس طرف حملہ آور ہوتا اور اپنی شمشیر کو علم کرکے جا پڑتا ہے تمام فوج مثل گلۂ گوسفند درہم برہم ہو کر بھاگتی
پھرتی تھی اور وہ خوف اور ہراس تمام لشکر گنجاب پر چھا گیا کہ بدیع الزمان کا وصف اسلئے کہ دو پہر رات کے معرکہ
ہی میں ہو گیا تھا اور تمام جسم اسکا زخمہاے کاری سے مانند تختۂ ارغوان کے شگفتہ نظر آتا تھا مگر یہ بھی منہ بلند رستمانہ کرتا
بہ ہمت صولت اسکا چلا گیا اور کسی کو یہ حوصلہ اور یہ جرأت نہوئی کہ تعاقب اسکا کرتا اور ایک شخص مسمی ترک جوشن پوش نامے کہ
استاد فن علم آموز رستم کہا چاہیے ملازم قدیم گنجاب کا تھا اور حسب الحکم سرکار کے واسطے تعلیم فنون سپہ گری دو ہمراہ

بدیع الزمان کو پیغمبر مرسل نے ُسے شہزادہ بلند اقبال خطاب دیا تھا متعینہ تھا اُس پیر نابالغ نکو کار نے وہ گمراہی کی کہ دین اور ملت
قدیم اور طریقہ آبائی کو اپنے چھوڑ کر باندھ وے بدیع الزمان دیدہ خدائے آسمانی کی پرستاری اختیار کی اور رفاقت مین
بدیع الزمان خلاف مذہب کے ہر روز بنام قاسم کرکے پوتا حمزہ صاحبقران کا اور بھتیجا اس بدیع الزمان کا لوگ
مشہور کرتے تھے مین نغرہ کرکے شہر کیساحال بدیع الزمان ہوتا تھا اور ہر روز معرکہ کلے میدان شبخون رہتا تھا مدد و جھٹ پٹ زخمی ہوکر
اور حالت غش مین سخت رہا اور ان فوج گنجاب نے کمندون مین مانند شیر کے اُسے اسیر اور دستگیر کر با حسب حکم
پیغمبر مرسل زندانخانہ مین بھیجا گیا ہے چنانچہ کل صبح کو بیرون شہر حکم گنجاب وہ سزائے اعمال کو اپنی پہونچیگا اور گردن مارا جائیگا
آج ابھی منادی ہو گئی ہو کہ سب لوگ ساکنان شہر گیتی اب ہنگی تغریر دینے اور قتل کا تماشا جائے دیکھین دس کوس تک جو ہی
یہان سے جو دیہات اور قریے بستی کا تون گزارون کی رعایا گزارزمیندار وغیرہ مین وہ بھی سب بیرون شہر تماشا دیکھنے کے لیے
جمع ہوتے جاتے ہین علی الصباح اس بندہ پیر کا بھی قصد ہو کہ اُس مجمع مین ہو جبکہ خونریزی اس نکو کار کی دیکھکر داخل ثواب ہو
یہ گفتگو فیروزآسیابان کی سُنکے شاہزادہ فتح ور سپاہ نہایت متفکر اور مغموم ہوا اور اپنے دل مین بخلوص نیت کہتا تھا کہ او خالق
تو سمیع اور بصیر ہر شی پر قادر قدیر ہو تو واقف حال اور شاہد میری مقال کا ہو کہ مین بندۂ عاصی بعد از نماز پنجگانہ ہمیشہ ہی
تیری جناب سے یہی درخواست رہتا ہون کہ تا قید حیات اپنی روز بد شاہزادہ بدیع الزمان اپنے عم بزرگوار کا آنکھون
سے نہ دیکھون اور نہ یہ خبر نامسعود میرے کان تک پہونچے اب تو ہی میرے عم بزرگوار کا نگہبان اور حافظ ہو اور مجھے علم
کر وہ زخمی ہوکر جو عرصہ کارزار سے نکلا ہو تو گھوڑے نے کس جنگل مین کس مقام پر اپنی پشت پر سے گرا دیا ہو اور کیا اُسپر
گذری ہو وہان جراح کہان مرہم کہی اسوقت کثرت آلام و غم اور جوش خونریزی سے عنقریب تھا کہ چیخین مارنے لگے اور
دریائے اشک آنکھون سے روان کردے مگر بمقتضائے فراست اور صلاح وقت ضبط گریہ کیا اور خوب سا اپنے دل کو
سنبھالے دیر تک لب بہ سکوت اور محو حیرت بیٹھا رہا فیروز آسیابان نے حال شاہزادہ باقبال فتح ور سپاہ کا دیکھکر پوچھا کہ کیون
آپ اسوقت متحیر اور مغموم ہو رہے ہین اور باعث تکدر خاطر اقدس کیا ہو قاسم نے فرمایا کہ مجھے اسوقت تمھاری زبانی حال سُنکے کمال
رنج ہوا ہو چنانچہ مین نے کبھی ان لوگون کا نام یعنی بدیع الزمان اور ترک جوشن پوش کا نہین سُنا تھا اور نہ کبھی صورت اُنکی دیکھی
مگر مجھے ترک جوشن پوش کی ثابت قدمی اور رفاقت اور وفاداری نہایت پسند آئی واہ واہ ایسے ہی دلیر اور شجیع دنیا مین
پیدا ہوتے ہین آسیابان نے کہا کہ حضور یہ تو آپ اتنی تقریر خلاف عدالت فرماتے ہین وہ نکو کار تو دشمن خدا و مرتد ہی لائق کون
لقا پرستون کا خون اُسکے گردن پر ہی میرا تو مذہب ہی اور یہی چاہتا ہو کہ اگر پیغمبر مرسل جسقدر کہ اس نکو کار ظالم پر تشدد اور عذاب
کرے ایک ایک عضو جسم کو اُسکے کاٹ کاٹ کر یا سنگسار کرکے مارے تو گویا عین عدالت گستری اور عدل پروری اور
ثواب عظیم ہی قاسم تو جاہل بجہل ہی اتنی جو تقریر آسیابان کی سراسر خلاف اپنے مزاج کے سُنی عنقریب تھا کہ طیش اور غیظ مین آکر
ایک طمانچہ مارے کہ ضرب سے اُسکا سر اُڑ جائے لیکن کچھ فضل الٰہی شامل حال تھا کہ پیر ضعیف سمجھکر ایسی حرکت تو نہ کی نہایت درہم و برہم
ہوکر اتنا ہی فرمایا کہ وہ مرد کیسا ہوتے تو کیا جانے اور تجھے اس مین کیا دخل ہو اگر ہزار برس یہ فلک دوار چرخ مارے تب بھی ترک
جوشن پوش ایسا شمسوار جنگجو کا سنا چراغ لگاکر بستی مین کبھی نہ دیکھے گا تو اپنے آٹے دال کے بھاؤ کی خبر لے اور باتین کر
پیر آسیابان کی ہمت نہ رہا تھر پاؤن سرد ہوگئے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ عالم یاس و ہراس مین تھرا کے عجز و انکسار کرنے لگا
اور اپنے دونون ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ حضور مین نے نادانستہ گفتگو کی فی الحقیقت ہم لوگ ان باتون کو کیا جانین اور
کل صبح کو اگر حضور بھی وہان تشریف لیچلین تو سواریان متعدد حاضر ہین اور خلاصہ اس خوشامد کا اور الحاح سے یہ تھا کہ
آسیابان نے اپنے جی مین خیال کیا کہ یہ نوجوان نووارد دلشک ولایت دیوانہ بطور مجنون مجسم ہی اور طرہ اُسپر یہ کہ سپاہی

وضع سلاح بند مبادا کسی وقت کوئی بات ایسی منہ سے نکل جاے اور یہ شخص دیو وپنے سے مجھے پہچان لے تو یہ بیت کہ مصرع بعد از سر من کن نیکوں شد شدہ باشد * میری تو جان جاتی رہے اسکا پھر کوئی کیا کریگا یہی تدبیر خوب ہو کہ اب یہ ذات شریف کسی حیلہ بہانہ سے تشریف لیجائیں غرض قاسم اسکی منت اور سماجت سے خاموش ہوا اور کچھ غنودہ ہوا بعد ازان آسیابان نے ایک پلنگ منگا کے اسی جنگل میں بچھوا دیا اور عرض کیا کہ حضور دم بھر آرام فرمائیں قاسم نے کہا کہ ابھی تو مین سونے کا نہیں شب کو آرام کرونگا مگر تم ایک کام کرنا کہ ایک گھوڑا ہماری سواری کے لیے کسوا کے یہان چوکی پر لگا رکھنا کہ ہم بھی بعد نصف شب اس صحرا مین بطور سیر و تماشا سوار ہو کر آئینگے آسیابان نے عرض کی کہ بہت خوب غلام بہت عمدہ گھوڑا بازین و لجام مرصع کار اول شام سے تیار کرا کے یہان حاضر رکھیگا کہ جسوقت حضور کے مزاج مبارک مین آئے سوار ہو کر جہان جی چاہے سیر و تماشا کو تشریف لیجائیں قصہ مختصر جب کہ وقت شام کا ہوا اسوقت شاہزادہ خاور سیاہ نے تھوڑی دیر کے لیے پلنگ پر آرام فرمایا یہان پیر آسیابان نے اپنے گھر جا کر علیحدہ بیٹھکر سارا حال شاہزادہ با اقبال کی بدمزاجی اور غصے اور جہالت کا بیان کیا اُسکے سب نوکرون نے کہا اگر آپ فرمائیں تو فرما دین ہم ابھی اس جوان کو یہان سے نکال دین پیر آسیابان کی روح نکل گئی مارے ڈر کے ایک ایک سے تنہا تنہا کرکے کہنے لگا کہ اے خدا واسطے خداوند مجید و منزہ اسلک باختر کے کہیں ایسا غضب نہ کرنا یہ ایک بلا ہے سر پر ہے کوئی حیلہ و تدبیر سے اس آفت ناگہانی کو مین اپنے سر سے ٹالا چاہتا ہون سو تم ایک گھوڑا بازین و لجام عمدہ اُسکی سواری کے لیے تیار کرا رکھو آدھی رات کے بعد یہ سوار ہو کر چلا جائیگا نوکرون نے کہا کہ آپکے یہان گھوڑے بہت بیش قیمت ہین تو ایک سپاہی بھی معتمد اور معتبر اور ہوشیار اس جوان کی سواری کے ہمراہ کر دینا چاہیے کیلیے کہ جو یہ شخص گھوڑا لیکے کسی طرف کو چلا جائے اور پھر نہ آئے تو اسے کوئی کہان ڈھونڈتا پھریگا پیر آسیابان نے کہا کہ تم سب بڑے نادان ہو مثل مشہور ہے کہ عزت کا صدقہ جان اور جان کا صدقہ مال اس دیوانے کا جی چاہے تو دو گھوڑے لیجائے مگر کسی صورت سے خداوند تعالی اس بلا کو میرے سر سے دفع کرے اور یہ کہکر ایک راہوار کہ تیز رفتار اور بیش قیمت تھا اُسنے حکم دیا کہ اسی گھوڑے کو جلد تیار کر کے لاؤ چنانچہ اُسکے نوکرون نے اُس مرکب کو بازین و لجام تیار کر کے لا رکھا جسوقت شاہزادہ خاور سیاہ نے کوئی ڈیڑھ پہر رات پچھلی باقی تھی کہ خواب راحت سے بیدار ہو کر پیر آسیابان کو آواز دی اور فرمایا کہ وہ گھوڑا ہماری سواری کے واسطے تم نے تیار کروا کے کہان کھڑا کیا ہے آسیابان کے دل مین وہ خوف سمایا ہوا تھا کہ تمام رات نیند آنکھ سے نہین پڑی آواز کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ حضور گھوڑا شام سے کسا ہوا کھڑا ہے قاسم نے کہا کہ تمھارا بھی تو ارادہ چلنے کا تھا اُسنے کہا کہ غلام ضعیف و ناتوان حضور کے ہمرکاب نہین پہونچ سکیگا آپ تشریف لیجائیں مین بھی حاضر ہوتا ہون یہ سنتے ہی شاہزادہ خاور سیاہ مسلح و مکمل ہو کر مرکب پر سوار ہوا اور اپنے دل مین یہ سوچتا اور تجویز کرتا ہوا کہ اگر قاسم کی تقدیر یاوری کرے اور خدا اپنی خدائی سے مدد کرے تو اگر اس مجمع کثیر وانبوہ عظیم مین اس مرد مسلمان و فا یعنی ترک جوشن پوش کو دیکھ چھین لائے اور قتل سے بچا لیجے تو ایک مرتبہ حسنات عظیم ہوگا کہ ایک مرد مومن کو پنجۂ کفار سے چھڑا لیا دوم یہ کہ رفیق جانی شریک شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے تلوار کے نیچے سے بچایا اور کس قید شدید سے نجات دی گویا ہمیشہ یہ باعظیم میرا عمر بھر کو اسکی گردن پر رہیگا خلاصہ یہ کہ جی مین نہایت خوشی خوشی اس میدان قتل گاہ کی طرف روانہ ہوا

اب شمہ داستان با شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان والا شان گذارش کیا جاتا ہے

کہ جسدم گرد و سخن شاہ دوستان صاحبقران ابن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر فلک نے حالت کمزوری اور غشی مین اپنے دونون ہاتھ گھوڑے کے گلے مین ڈال دیے اور وہ مرکب وفا جنگ سے تمانہ کرتا ہوا سمت صحرا نکل گیا اور باوجودیکہ گھوڑا بھی نہایت زخمی تھا دس بارہ کوس تک تو بگٹٹ چلا گیا اسمین کوئی پہر بھر سوا پہر دن چڑھا ہوگا کہ ایک مرغزار سرسبز اور سیر اب بہت ... اور صحراے لطیف امر فضا ملا کہ وہان کا سبزہ فیروزہ گون لہلہا رہا تھا جہان تہان چشمے بہتے پانی

سے بھرے ہوئے اُس گھوڑے نے دیکھا ازبسکہ دو دن سے بے آب و دانہ معرکۂ نبرد مین رہا تھا کثرت گرسنگی سے اُس چراگاہ کی جانب مخاطب ہوکر گھاس پر منھ ڈالا ہوا جو اُسکے جسم کو لگی تو پسینا خشک ہوا اور اُسنے چاہا کہ زمین پر لوٹون یہ ارادہ کرکے جیسے ہی جابیٹھا تھا کہ نیچے شاہزادہ بدیع الزمان پر تو حالت غش کی طاری تھی بیساختہ دونون پاؤن رکاب سے نکل گئے اور قاش زین سے جدا ہوکر فرش خاک پر گرا اور ایک سمت وہ گھوڑا لوٹنے لگا اس عرصہ مین شاہزادہ والاگوہر کے جسم اطہر مین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو دونون کی لگی زخم تو آلے تھے ان مین درد پیدا ہوا اور اسی صدمۂ جانکاہ کے سبب سے آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ شور زدشمنے سر نخشم شد آست تانے بہت ہی عجیب واقعہ وطرفہ ماجرا سے بہت مین یہان بیجان وحیدیکہ و تنہا خاک پر پڑا ہون اور گھوڑا ایک طرف چراگاہ مین مشغول ہی اسوقت شاہزادہ والا حشمت نے اپنے دل مین خیال کیا کہ شاید میدان جنگ سے یہ گھوڑا مجھے لے نکلا ہو اور یہان سبزہ زار مین پہونچکر مین پشت زین سے جدا ہو گیا ہون یہ سوچکر اُٹھ بیٹھا اور جسم اطہر کو دیکھی تو از سرتا پا زخمون سے چور ہی سجدۂ شکر ادا کرکے بحضور قلب اور خلوص نیت رو رو کر کہنے لگا کہ اے رب جلیل عہد طفولیت سے ابتک سواے تائید اور تیرے فضل وکرم کے کبھی کسی کی امداد واعانت کا طالب اور خواہان نہین ہوا اور اپنی رضا ہون مجھ اپنی کیسی اور بے مونسی اور غمخواری اور تنہائی کا اسقدر غم اور رنج مجھے نہین فقط کو وہ غم والم گرفتاری یار وفادار یعنے ترک جوشن پوش سرفروش اور جان نثار کا ٹوٹ پڑا ہی اس صدمۂ عظیم سے مین تیری جناب مین مستدعی اور ملتجی ہون کہ صدقہ اپنی وحدانیت کا اُس دوست باوفا کو ایکبار پھر مجھسے ملادے اگرچہ اسباب ظاہر عقل مقتضی اس بات کی نہین ہوتی کہ ترک جوشن پوش بقید کفار بدکار مبتلاے صد گونہ آفات ہو چکا ہو وہ سب مشرکین دشمنان دین تشنۂ خون اس مرد مومن کے ہین زندہ وسلامت چھوڑین اور طرہ اُسپر یہ کہ تین دن سے آب و دانہ اُسے بہم نہین پہونچا ہی اور نوبت مرہم پٹی کی بھی زخمون پر نہین پہونچی یکایک سنبھل جانا غیر ممکن اگر آج اُسکی کوئی مرہم پٹی کرے تو دو تین مہینے کے عرصہ مین شفا حاصل ہو لیکن اے کریم تیری ذات قادر مطلق ہی تیری قدرت کاملہ سے کچھ یہ امر محال نہین کہ پھر ان آنکھون سے مین ترک جوشن پوش کو زندہ اور سالم دیکھون یہ کہکر حال رفاقت وجان نثاری اور حسن خدمت اور وفاداری ترک جوشن پوش پر نہایت بیتاب ہوکر بصد درد وآہ چشمہ چشم سے اشک کے قلزم اور محیط موج زن کرنے لگا ناگاہ دیکھا کہ دو طائر لڑتے لڑتے ایک درخت سے نیچے گرے اور زمین پر بھی پنجون اور منقارون سے خوب زخمی ہوکر حل وشل ہوگئے اور خون اُنکے زخمون سے بدرجۂ نہایت جاری ہوا تب وہ دونون بہزار دشواری اُسی صحرا سے طرب زا مین کہ قسم قسم اور طرح طرح کی جڑی بوٹیان گھاس کی لگی ہوئی تھین ایک جھاڑی پر جاکے لوٹنے لگے اور دو دو چار چار پتیان اُس جھاڑی کی توڑکر منقار سے اپنے اپنے زخمون پر رکھلین فوراً خون بند ہوگیا اور بطرفۃ العین وہ دونون جانور صحیح وسالم ہوکر ایک سمت کو اُڑتے چلے گئے شاہزادۂ بدیع الزمان والاشان یہ تماشا اُن طیرون کے زخمون کے اندمال اور صحت کا دیکھکر اپنے جی مین سمجھا کہ اے بدیع الزمان یہ معاملہ طائرون کا تیرے واسطے بطور ہدایت اور الہام غیب سے ہی شاید اسوقت باب اجابت وا ہوا کیا عجب کہ ترک جوشن پوش سے بھی پھر مجھے بقید حیات ملاقات حاصل ہو جاے اور یہ سوچکر وہان سے اُٹھا اور اُسی جھاڑی کے قریب جاکر تھوڑی سی پتیان توڑلین اور اُنکو خوب سا ہاتھ سے ملکر اپنے زخمون مین بھر دین دم بھر بعد جو خیال کیا تو سب تمام جسم اقدس مین کہین نشان تک زخمون کا نہ پایا اسوقت شان بے نیازی وقدرت کارسازی اس ایزد کائنات مالک حیات وممات کی کمال حالت وجد مین بمضمون اس شعر کے الحمد للہ شعر از دست وزبان کہ برآید * کز عہدۂ شکرش بدرآید * ہمہ تن بمعروف حمد وسپاس رہا بعد اُسکے ایک سمت ایک چشمۂ آب نہایت لطیف اور پاکیزہ تھا وہان جاکر تمام اپنی پوشاک خون آلودہ کو دھویا اور پاک اور صاف کرکے پھر اپنے جسم اطہر کو آراستہ کیا اور گھوڑے کا زین اُتارکر اُسکے بھی زخمون پر اُسی جھاڑی کی پتیان

توڑ کر لیتین اور اسی طرح سے بعد مرنے کے جو ملاحظہ کیا تو تمام زخم اُس گھوڑے کے اندمال کر کے ویسے ہی لائے تھے اور نشان باقی نہ تھا شاہزادہ عالی شان نے گھوڑے کے تمام بدن کو دھو کر خوب ملا یا اور چراگاہ میں چھوڑ دیا اور اُسی صحرا میں جا بجا سے کچھ میوہ صحرائی درختوں میں سے توڑا تو نوش فرمایا اور بعد ازان پھر زین مرکب پر شبدیز کر سمت شہر سنجان سوار ہو کر چلا ابھی کئی کوس پر بھی نہ پہونچا ہو گا کہ سامنے سے چند مسافر آپس میں یہ باتیں کرتے ہوئے دکھائی دیے کہ دن کیا کیجے بہار ہنسا اور شہر سنجان میں نہ ہوا ورنہ ہم بھی ترک جوشن پوش کی گردن مارے جانے کا تماشا دیکھ لیتے ایک اُن میں سے کہنے لگا کہ بھائی ہم کو ایسا تماشا خدا وند تعالیٰ نہ دکھائے تو یہ مقام تاسف و حسرت نہیں [illegible] جو وقت یہ سانحہ پر جوش اور واقعہ جانگزا گردن مارے جانے کا اُسکے پسر حمزہ کے گوش زد ہوگا تو فرمائیے انہیں اُسکی رفاقت اور جان نثاری اور محنت اور وفاداری کے [illegible] کے دل پر کیسا صدمہ عظیم ہوگا اور اُسکی صولت اور شجاعت اور جمعیت اور مروت سے عجب نہیں کہ وہ شیر تشنہ دست [illegible] ہائی اور نجات اُس رفیق اور جان نثار یار وفادار کے آئے اور [illegible] کہ اگر کل آفاق اور تمام فوج و سپاہ گنجاب بالاتفاق جمع ہو کر اُسوقت اُسکا مقابلہ کرے تو وہ کسی میں بند نہیں ہونے کا وہ تماشا البتہ قابل دیکھنے کے ہو کہ کیسے سوار و پیادہ لشکر گنجاب کے مثل صید لاغر اُس شیر بیشہ خونریزی سے خاک و خون میں پڑے لوٹتے اور پھڑکتے ہیں اور کتنے مانند بز و میش کے چار طرف بھاگتے پھرتے ہیں اور کیا رنگ اُس میدان قتل گاہ کا نظر آتا ہو مگر افسوس ہزار افسوس وہ جو کہتے ہیں صحیح کوئی انسان نہ آجائے کسی انسان کے قابو میں + اب وہ ترک جوشن پوش مرد پیر زخمی اور مجروح سیروں خون اُسکے جسم سے نکل گیا دو تین دن کا بھوکا پیاسا اسیر و دستگیر بہ غل و زنجیر [illegible] بے دست و پا ہی ایک پیر زال عورت بھی ہو جا ہے سو اُس سے سلوک کیے بھائی ہم تو اس بات کو جوانمردی اور بہادری نہیں سمجھتے ہیں یہ تو عین نامردی اور بے حمیتی اور نا منصفی گنجاب کی ہے اُسکو تو پالکے خلع بخشنا کرتا تھا اور ایسے بہادر کو اپنا رفیق بنانا اور ملک میں رکھنا غنیمت سمجھنا تھا خیر ہوا جو ہم آج وہاں سے چلے آئے شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ خبر وحشت اثر سنکے اُن لوگوں سے بیگانہ وار پوچھا کہ صاحبو اُس شخص نے کیا تقصیر کی کس جرم پر اُسے قتل کرتے ہیں راہگیروں نے کہا کہ صاحب وہ ملازم پیغمبر مرسل تھا ایک غیر شخص [illegible] غیر ملت نادیدہ [illegible] کے پرستاروں میں کوئی بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ملک سنجان میں تازہ وارد ہوا تھا ہر چند کہ وہ داستان بہت طولانی ہے مختصر مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ بدیع الزمان بے واسطہ اور بے جہت ہر شب شبخون فوج گنجاب پر آکر مارتا تھا اور یہ شخص جو مسمیٰ بہ ترک جوشن پوش ہے ہوا خواہی اور رفاقت بدیع الزمان میں کوئی شخص قاسم ہے اُسکا نام لیکر شریک معرکہ شبخون ہوتا تھا اور ہزارہا سوار و پیادوں اور اکثر سرداروں اور سپہ سالاروں کو ان دونوں نے میدان رزم و پیکار میں تہ تیغ آبدار کیا اور تمام لشکر گنجاب میں تلاطم ڈالکر [illegible] خیموں کو ویران و برباد کر دیا تھا آخرش سچ تو یہ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے ایک روز دونوں گھرے بدیع الزمان تو زخمی ہو کر کسی طرف نکل گیا دستیاب نہیں ہوا مگر یہ ترک جوشن پوش پکڑا گیا اسی جرم پر آج پیغمبر مرسل نے علم دار پر کھینچنے اور اُسکے قتل کرنے کا دیا ہے اور کل سے اس بات کی منادی تمام شہر میں ہو گئی ہے کہ ادنیٰ و اعلیٰ شاہ و گدا وضیع و شریف زن و مرد از خورد تا کلان از پیر تا جوان بلکہ دس کوس تک جو کسی رعایا برایا قریہ و دیہات کے زمیندار گنوار سب آکے تماشا اُسکے قتل کا دیکھیں شاہزادہ بدیع الزمان یہ ذکر سن حال کے زیادہ تر مضطر اور پریشان ہوا اور وہیں سے اپنے مرکب کو تیز گام کر کے سمت شہر سنجان روانہ ہوتا ہے اور سابق ازین گذارش کیا ہے کہ شاہزادہ قاسم بھی نزد آسیابان کے پاس سے بلباس [illegible] کے بتہیہ رہائی ترک جوشن پوش روانہ ہو چکا

اب وہ ٹکڑے داستان اضطراب اور بے قراری جناب عصمت مآب ملکہ گوہر ملک کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت سے اُسے حال [illegible] جاری ہو کر بحالت زخمداری نکل جانے شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کا مشتہر ہوا اور بعد اُسکے یہ سانحہ حیرت زا اور حادثہ جان گزا ترک جوشن پوش کی گرفتاری کا اور علم گردن مارنے کا علی التواتر [illegible] ہر ایک کے گوش زد

ہوا ہی ملکہ گوہر ملک نہایت اندوگین اور پریشان مثل قالب بیجان بادل بریان اور سینہ سوزان خاموش و از خود فراموش نیچے قصر
دلکشا مین ایک شہ نشین پر اپنی پلنگڑی پر پڑی ہوئی رو رہی ہی یہ ثابت ہوتا ہی کہ دونون آنکھیان نہین ہین دو سحاب حسرت ہین کہ
مزرعۂ دہر پر متصل و پیہم برس رہے ہین ہرچند خواصین مقربین مصاحبین انیسین جلیسین محرمین ملکہ کو سمجھاتی و تسکین دیتی ہین مگر ملکہ بجز
آہ و زاری اور شغل اشکباری اور کسی طرف مطلق توجہ نہین کرتی ہی سب کی نقل ہو رہی سب حیرت والیان گرد و پیش کھڑی بعجز و الحاح
کہہ رہی ہین کہ قربانت شوم آج تیسرا دن ہوا کہ حضور نے کچھ خاصہ تک تناول نہین فرمایا نہ خطہ بھر آرام فرمایا ہی نہ آپ کچھ اپنے دل کا حال
کہتی ہین نہ کسی سے کچھ بات کرتی ہین سارے محل مین ایک ماتم بپا ہو رہا ہی خدا کے لیے کچھ تو فرمائیے اس صدمہ اٹھانے اور غم کھانے سے
بجز نصیب دشمنان ہلاکت کے اور کیا تصور کیا جائے ابس ہم سب لونڈیان بھی کوئی دم کی مہمان ہین حضور کے رنج و غم دیکھ دیکھ کر ہم
بندوں کی آنکھین ہرنی ہو کر پھوٹے بدن مین ہین سب جاتے ہین کو دم دمڑے کہتی ہین ہم عنقریب تصدق ہو جائینگی یہ گفتگو و التماس
وغیرہ اپنے ہمدمیون و دمسازون کی سنکر ملکہ گوہر ملک نے مثل باتیان غمدیدہ اور سوگواران ستم رسیدہ کے ایک آہ جانکاہ
دل سے کھینچکر فرمایا شعر مرا درد یست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ہماری کمبختی
شعر اگر گویم کہ با این درد جانسوز ٭ طبیبم قصد جان ناتوان کرد ٭ کیا اپنا حال دل کہون اور کس سے کہون مین تو مرنے پر راضی
ہون پر موت کو موت ہی آگئی زندگی بھی گلے پڑی آئی مین کیا دوا کرون پس مجھے چپ پڑا رہنے دو جو لطف کہ اس خاموشی مین
مجھے حاصل ہو وہ مجھے قسم ہی اپنے دین اور ایمان کی کہ اور کسی بات مین مجھے وہ آسایش اور کیفیت نہین ہی اے افسوس یہ
مثل ہو کہ خود کردہ را علاجے نیست ہرچند شاہزادۂ عالیمقام نے مجھے سمجھایا کہ تقدیر کے کارخانہ مین کسی کو کیا مداخلت ہی کمبخت
نصیب ازلی نے انکا کہنا نہ مانا اور اس شہریدہ کو اسکے شہر و دیار اور خویش و تبار اور والدین بزرگوار سے بمکر و فریب جدا کرکے اس
ملک کفار مین لیکر آئی اب خدا جانے کہ اس تن اطہر اور جسم نازنین پر اسکے کثرت جراحت ہائے کاری سے کیسی کیسی ایذائین اور
کیا کیا صعوبات ہونگی کسی نے بھی مرہم کہان کوئی یار مددگار رفیق اور دلسوز غمخوار اسکا افسوس ایک مین ہون سو اس سے دور
سیکڑون کوس معلوم نہین کہ گھوڑے نے لیکے کہان اسے اپنی پشت پر سے علیحدہ کرکے گرا دیا کس جنگل مین کس حال مین اے
ہائے افسوس صد افسوس کیونکر ہوگا کہان پڑا ہوگا شعر افسوس پڑا ہو وہ کدھر کو بیچون کسے اسکی مین خبر کو ہیہات زمانہ یہ جسوقت
سے یہ خبر میرے کان مین پڑی ہی کہ وہ عاشق زار رفیق جان نثار اسکا یعنی ترک جوشن پوش نامار گردن مارا جا چکا اسکی بیجہ
جانفشانیان اور سرفروشیان مجھے یاد آتی ہین اور اسکے صدمہ انجام اور عوض مین اسکی گردن مارے جانے کا اور قتل
ہونے کا مین حال خستگی اور بیہوشی جسوقت کہ تصور میرے دل پر گذرتا ہی جان شیرین مجھے تلخ معلوم ہوتی ہی اور ذائقہ حیات
بدتر از تلخی سکرات میرے کام و دہان مین ہی اب کسی کھانے اور پینے کا مزہ نہین رہا بس اسوقت اتنی ہی تمنا اور دعا
میری اس خالق ارض و سما سے ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو دیرگاہ زندہ و سلامت بجاہ و حشمت رکھے اور میری
آبرو اور میرا پردہ اس وارث کی سلامتی مین رکھے اور مجھے جلد دنیا سے اٹھا لے اور پیوند خاک کردے اشعار

وہ خوش رہے سینہ بیکس کرن مین	جیتا رہے وہ داغ ہون تن مین	مطلوب ہی اسکی زندگانی	گو مین نہون درجہان فانی

اور سنو دیکھو تم سب عہد طفولیت سے میرے ساتھ رہی ہو اور انیس خاص جلیس با اخلاص میری غمگسار اور جان نثار بھی رہی ہو مین
یک ایک عاقل اور قابل اندیش نشیب و فراز دنیا کے سب کچھ جانتی ہو کچھ کسی کو سکھلانے اور سمجھانے کی احتیاج نہین اس
دنیا سے ناپایدار اور زندگانی مستعار کا ہرگز اعتبار نہین دم مرنا ہی جینے کا کیا بھروسا دم مین بیان کیا جائے کیونکہ سب
ہین پس لہذا مین تم سبھون سے اتنی امید رکھتی ہون کہ شاید بعد میرے کوئی سبب ایسا ہو کہ شاہزادۂ والا مرتبت کے قدم
عالی کی زیارت تمہین نصیب ہو اور کہین ملازمت حاصل ہو جائے تو حق گذاری اور وفاداری یہ ہی کہ اتنا پیام مجھ سوختہ

قسمت مسافر ملک عدم کی طرف سے گزارش کرنا اشعار

سو حسرتین اور ہزارون ارمان — دل مین لیے اسے سوتی جوان جاتی
ناشاد و نامراد ہو وا سے — دنیا سے مین اسطرح چلی ہے
ہو ذکر سا مین بھی مجھے تری یاد — رنجی مری کیا ہوئی ہے برباد
ازبسکہ کڑی ہے پہلی منزل — بیتاب ہے اس سے یہ مرا دل
تو تجکو قسم اُسی خدا کی — خوبی تجھے جس نے یہ عطا کی
ماتم مین مرے نہ کیجو جید — جز صبر و ضبط نالہ و آہ
ان دل سے مجھے نہ بھولیو — تربت پہ بھی تُو تجہ کو آنا

اور روح روان مرے عدو کیا — مین تجھے جدا ہون کہ دون گا
الفت ہوئی دشمنی جانی — افسوس یہ میری نوجوانی
جبتک کہ مرے لبون پہ دم تھا — دوری کا تری مجھے الم تھا
مرجانے کے بعد گور مین بھی — حسرت رہی تیرے دیکھنے کی
ہون تجھسے یہ ملتجی کہ یکبار — گر تو نے مری گئی وہ بیمار
اک دم مین ترے ہزار دم ہو — رشتہ تری عمر کا نہ کم ہو
پھر دل مین نہ اپنے لائیو غم — رہنا مری جان شاد و خرم

یہ کلمات عبرت آیات اور گفتگوے یاس حسرت ملکہ گوہر ملک کی سنکے سب صحبت والیان مثل قالب بیجان محو حیرت سکتے کی صورت ہوگئین اور جتنی ہمدمین اور محرمین انیسین خاص اور جلیسین بااخلاص تھین وہ اُٹھ اُٹھ کے ہر ایک کام کے بہانے سے علحدہ جا جا کے منھ ڈھانپ ڈھانپ کر روتی تھین دو چار ہم اپنے اپنے سرون پر مارنے لگین تمام مجلس مین ایک تلاطم اور شور ماتم بپا ہوگیا تھا اور سب باہم کہتی تھین کہ صاحبو ملکہ صدمۂ جانکاہ دوری شاہزادۂ عالیجاہ مین جانبر ہوتی نہین معلوم ہوتی اور ملکہ گوہر ملک یہ باتین کر کے عجب طرح سے بیتاب اور حالت اضطراب مین کبھی تو دریا اشکون کے آنکھون سے بہاتی تھی کہ تکیے چادر توشک پلنگ کے سب تر ہو جاتے تھے اور کبھی گھبرا کے بعد نالہ و آہ یہ شعر زبان پر لاتی تھی شعر قلق ہے دل پر فغان ہے لب پر جگر پہ آہ اور مژہ پہ طوفان + اجل خبر لے کہ جان واحسرہ یہ سو طرح کے عذاب مین ہے + اور کبھی عالم وحشت مین دیوانہ وار باچشم اشکبار پلنگ پر سے اُٹھ کر چمنستان مین بطریق تفریح طبع جاتی تھی اور ادھر ادھر گلگشت کرتی پھرتی اور کہتی تھی کہ اے گل اندام افسوس صد ہزار افسوس اب ہم کہان اور جلوۂ دیدار شاہزادۂ بدیع الزمان کہان دل کو صد حیف یاس کلی حاصل ہوگئی ہے گل اندام وغیرہ سب خواصون نے عرض کیا کہ اے ملکۂ عالم فی الحقیقت بدگمانی لازمۂ محبت ہے لیکن حضور اپنے دل کو تسکین دے کے بچشم غور ملاحظہ فرمائین کہ اُس جامع المتفرقین نے کس طرح سے سامان وصال بہم پہونچایا تھا اور کن کن بلیات اور آفات سے کہ اُسوقت ابھی ملاقات سے شاہزادہ والا صفات کی یاس ہم سبھون کے جی کو ہوگئی تھی مگر کس خوبصورتی سے بے سعی و تلاش ملاقات ہوئی اسی صورت سے کیا عجب ہے کہ پھر زیارت اقدام اعلی اُس عالی منزلت کی ہمکو نصیب ہو اور یہ ساری کلفت اور مصیبت مبدل بعیش و عشرت ہو جاے عبارت شوم مصرع چنان نمانہ چنین نیز ہم نخواہد ماند + ملکہ گوہر ملک نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہان تم سچ کہتی ہو اِلا یہ جہان فانی عالم اسباب ہے خواصون نے عرض کی کہ حق تعالی حضور کو صد دو صد سال سلامت رکھے جسوقت کہ دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوتا ہے کوئی سبب درکار نہین ابھی ملکہ سے اور خواصون سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جس دیوار کی طرف سے شاہزادۂ عالیمقام قدیم الایام سے تشریف فرما ہوئے تھے ادھر ایک کھٹکا معلوم ہوا اور ملکہ نے گھبرا کر اُس طرف کو جو دیکھا تو بالاے دیوار سے ایک سیاہ پوش باغچہ مین اُترتا ہے ملکہ گوہر ملک از حد مضطرب اور سراسیمہ ہوئی اور اُدھر کو چلی کہ دوپٹہ کاندھے پر سے زمین پر گر پڑا اور اسکا کچھ خیال نہ کیا اور یہ کہتی ہوئی کہ اے گل اندام خدا جھوٹ نہ کرے میرے دل کو یقین ہوتا ہے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان رونق افزا ہوئے ابھی تھوڑی دور نہین پہونچی تھی کہ اُدھر سے شاہزادۂ والا تبار تبسم فرماتے قریب آ پہونچے اور ہاتھ ملکہ کا پکڑ کے پوچھا کہ ملکۂ عالم فرمائیے اندنون حال مزاج مبارک کا کیا ہے ملکہ گوہر ملک نے بچشم حیرت شاہزادۂ والا حسب کو دیکھکر کہا شعر حال گفتنی نہین میرا تُم نے پوچھا تو مہربانی کی + اور پلک پر سے ڈھلک کر آنسو دامن پر گرنے لگے اور یہ حال بہم پہونچا کہ ہچکی سی لگی ہوئی بات نہین کہی جاتی تھی گل اندام

نے عرض کیا کہ اے شہریار خدانخواست اگر حضور اسطرح پر رونق افزا ہوا کرینگے اور یہی طریقہ ملازمت کا رہیگا تو نصیب دردو دوری اور مہجوری
سے حضور کے ہم لوٹیدیون کو ملکہ عالم کی زندگانی کی طرف سے قطع امید اور یاس کلی ہو چکی شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ شعر محبت لگائی ہم
پانی میں آگ ہو محبت سے ہو تیغ گردن میں لاگ ہمسوا سے رحال کیا ہی نخل محبت میں اور ثمر کیا ہو جو کچھ کہ ملکہ کے دشمنوں پر بدولت
اسد دل اور اپنی محبت کے نمودہ تعجب ہی یہ کہکر اپنے رومال سے ملکہ کی آنکھوں سے آنسو پونچھکر فرمایا کہ اب یہ رونا دھونا تمہارا حق
بیکار ہی خود کردہ را درمان نیست ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ شہریار خدا تعالے نے بھی اپنے کلام مبارک میں فرمایا ہی والکاظمین الغیظ
والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین گناہ بندے کے معاف کرتا ہی فی الحقیقت مجھسے ایسا ہی جرم سرزد ہوا ہی کہ تمہارا کہنا نہ مانا
مگر شعر مجھے گنہ در خور سزا وار آپ کے ہو بخشو نہ بخشو یہ ہی تنہا آپکے ہو شاہزادہ نامور نے یہ سنکر فرمایا کہ اے ملکہ گوہر ملک
تمہاری جان عزیز کی قسم اب تو مجھے مطلق اختیار باقی نہیں ہی ان دنون قفس کا جاماں اڑا فرخ نہیں ہوا تھا بہر کیف پوشیدہ و پوشیدہ
تمہارے ساتھ اوقات بسر کرتے تھے اور اب تو اس ملک اور دیار کے در و دیوار بھی ہمارے سایہ سے متنفر اور گریزان ہین اور
ایک ایک فرد بشر انکا نامرد لن و مردم تشنہ خون اور دشمن جان ہمارا ہو رہا ہی بجز افضال لایزال قادر ذوالجلال کے اور کوئی
صورت اب ملاقات کی نظر نہیں آتی ہی ہان الصبر مفتاح الفرج صبر کرو اور رات دن جناب احدیت سے دعا مانگو غرض یہ باتین
کرتے ہوئے اسی خلوتخانہ مین جہان کہ قدیم سے صحبت نوشست رہتی تھی آکر بیٹھے اور بعد ذکر اذکار سلسلۂ سخن یہان تک پہونچا
کہ کل صبح کو بیرون دروازہ شہر ترک جوشن پوش گردن مارا جائیگا اور تمام مکان شہر ادنیٰ اعلی تماشا اسکا دیکھنے کو جاوینگے
شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقدار یاد وفاداری اور جان نثاری مین اسکی بے اختیار ہوکر زار زار مانند ابر بہار کے رونے لگا
اور فرمایا کہ اے ملکہ اب تحسین از روے انصاف کہو کہ ایسے اپنے رفیق عاشق زار سرفروش اور جان نثار کی ہم خبر قتل سنکر بخوف
جان ہم چشم پوشی کرین اور حق القدر اپنے اسکی رہائی اور نجات کی تدبیر سے غافل رہین استغفار مصرع خندہ مرگ بر چنین
است ہو کوئی نامردانلی اور مجھ سے یہ ننگ گوارا نہ کریگا اگر لاکھ جانین میری اس راہ مین کام آئین تو بھر ب کیا ایسی موت کو
ہزار زندگانی جاوید بہتر ہون ملکہ گوہر ملک نے عرض کی کہ آپ بجا فرماتے ہین اس مین سر مو فرق نہیں ایسے دوست اور
بامروت لوگ کہان پیدا ہوتے ہین جس محبت سے ترک جوشن پوش نے تمہارے واسطے اپنی آبرو اور جان تک نثار نہیں کی کر
ایک بات مجھے آپ یہ تو فرمائیے کہ مجھے طرز تقریر سے آپ کی یہ ثابت ہوتا ہی کہ شاید آپ کا بھی یہ ارادہ ہی کہ اسکے شریک حال
ہون شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ فی الحقیقت ایک جانب کو لاشہ خونچکان ترک جوشن پوش بر سر دار آویزان ہوگا اور دوسری
جانب متصل اسکے سر بدیع الزمان بھی نیزے پر جلوہ نظر آئیگا گوہر ملک نے کہا کہ یہ آپ جو فرماتے ہین سب برحق و بجا الا ایک
بات مین بھی کہتی ہون کہ ایک کی دار و دو دو کی جا جہان کہ تمکو کیا دشمن پر سر قتل تشنہ خون ہون وہان ایک تنہا کیا کر سکیگا
سوائے اسکے کہ بے موت مارے جائیے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ تا وقتیکہ رشتہ حیات باقی ہی کیا اب کسی کی جوکیدی
ایک مین ہو کو مضرت پہونچ سکے اور جو قضا ہی آ پہونچی ہو تو ہزار لوہے جان چھپانے تو دا و ہر گنا مین اگر دب کے چھپے کا رہا
بھی مارا جائیگا غرض اسی طرح کی بہت گفتگو اور بہت سی قسمین اور دلاسا دے کے ... کوئی ... تسلی باقی نہ رہی
اسوقت شاہزادہ عالی قدر اور چہرا شگفتہ ملکہ ... سے ... رخصت ہونے لگا گوہر ملک نے دامن شاہزادہ عالم
کا پکڑ کر کہا اے شہریار اللہ واسطے دین و آئین کے شعر زیست ... تو ... سر تن سے کر تو سراجدا پر جدا نہ
تمہین میرے سر کی قسم ایسی جہالت نہ کرنا چھڑا لینا ترک جوشن پوش کا کچھ کھیل دشمنوں سے سہل و آسان نہیں دو تین
مرتبہ تو شاہزادہ والا قدر نے بمحبت درد آمیز سمجھایا اور فرمایا کہ ملکہ اسوقت تم ... کو مین ایسے مقدمات مین بجز اتمام
کہا نہیں مانونگا ایسی بیہودہ گفتگو کرنا تمکو لازم نہیں ہمکو تمہارے بغیر زیست کسی طرح سے گوارا نہیں جو کچھ کہ مشیت تقدیر

کہ کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے کلک قدرت سے اپنے بزور دیوان قضا رقم کر دیا ہے وہ بہر صورت ہو کر رہیگا اور آئیگا اس مین فکر و تردد کرنے سے کیا حاصل جب ملکہ گوہر ملک نے دامن نہ چھوڑا اور کسی طرح کہنا نہ مانا اُسوقت شاہزادہ والا مرتبت نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا کہ ملکہ سنو اگر تم کہو مین اپنا سر کاٹ کر تمہارے سامنے رکھدون الامر بکہ مصرع گر سر رود و دین رود پرواے سر ندارم جو شریک حال ترک جوشن پوش کا ہونگا اس مین خواہ مارا جاؤن خواہ بفضل ایزدی و تائید ربانی کے چھڑا لاؤن کچھ تکلف باقی نہ رہیگا جو مین دامن چھڑا کر چلا جاؤنگا اس سے بہتر یہ ہے کہ میری جان اپنے دل پر ایک بھاری پتھر رکھ کار کہ و اور راضی برضا صابر اور شاکر ہو کر اسکے عوض مین جناب باری سے دعا مانگو اور مجھے پس جانے دو مت روکو اگر زندگی مستعار اور حیات ناپائدار باقی ہے تو خاطر جمع رکھو پھر تمسے عنقریب ملاقات ہوگی ملکہ نا کام غمگین انسو بہا کے دامن چھوڑ دیا اور شاہزادہ عالم ملکہ کی بہت سی تسکین اور دلدہی کر کے اُسی دیوار کی راہ سے کمند لگا کے زیر قصر اور اب بزودی تمام میدان قتل گاہ کی طرف روانہ ہوتا ہے

دو کلمہ داستان صعوبت بیان ترک جوشن پوش گذارش کیے جاتے ہین

از بسکہ دو روز پیشتر سے حسب الحکم گنجاب تمام شہر سنجان مین منادی ہو چکی تھی کہ پرسون کے روز ترک جوشن پوش گردن مارا جائیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ بیرون شہر فلان مقام پر آکے ٹھہرے تو اُس دن پہر رات پچھلی باقی رہنے سے ہزارون رئیس زادے اور امیرزادے اعلیٰ و ادنیٰ وضیع و شریف کہ و مہ زن و مرد از خرد تا کلان از پیر تا جوان ساکنان شہر سنجان اور دکاندار اہل حرفہ بازاری دس کوس کے گاؤن کی رعایا برایا کاشتکار اور راجے زمیندار گنوار مقدم مہتو چودھری قانون گو وغیرہ گاؤن گاؤن قصبون قصبون سے وہان آکر جمع ہوتے جاتے ہین اور چار طرف سے غول کے غول چلے آتے ہین ہزارون ٹیلون ٹیکرون پر کھڑے ہین سیکڑون درختون پر بیٹھے ہین لکھو کھا سر ہی سر اُس مجمع کے منتظر ہین ناگاہ دیکھا کہ ہزار بارہ سو سپاہی ننگی تلوارین کھینچے برچھیان پکڑے گرد و پیش ایک ارابے پر ترک جوشن پوش کو طوق اور سلاسل کیے بٹھلائے ہوئے بڑی ہوشیاری سے انتظام اور اہتمام کرتے ہوئے آگے آگے سنجابی عیار کو ہاتھون مین لیکر سو سوا سو عیار ہمراہ لیے اُس میدان مین آکر پہنچے اور جلادون کو طلب کیا اس عرصہ مین سواری گنجاب کی بھی پہونچی اور جتنے مقربین اور مصاحبین اور سردار اور سپہ سالار ہمراہ رکاب تھے وہ بھی سب آکر چپ و راست اپنے اپنے مرکبون کو روک روک کر ٹھہر گئے گنجاب نے جلادون کو حکم دیا بس اب دیر نہ کرو جلد اس نمک حرام کو گردن مارو اور جلادون نے بوریۂ ہلاکت کا بچھایا جو بارۂ ریگ کا بنایا تیغ آبدار کو سنگ پر تیز کرنا شروع کیا اور چار طرف سے ہاہاکار اور شادیون کا یہ عالم تھا کہ خلقون مین لگے ہوئے تنگ گلیون مین سر گھسے ہوئے کاندھون پر سر رکھے دیکھنے کو جھکے پڑتے تھے گنجاب نے حکم دیا کہ ان لیجاؤ ترک جوشن پوش کو جلادون نے سنجابی کے ہمراہ جاکے ارابے سے ترک جوشن پوش کو اُتار کے کشان کشان اس بوریہ پر بٹھلا دیا تمام خلق خدا دیکھتی تھی کہ ایک پیر باریش سفید نورانی صورت شیر صولت بوصف اسکے کہ تین دن سے زخمی اور مجروح بے مرہم اور بخیہ دوزی کے ہر لب زخم پہ خون جم گیا ہے اور دہان زخم کھلے ہوے کھانا پینا کچھ میسر نہین ہوا حالت ضعف و ناتوانی مین ہے اور رعب و دبدبہ اور شوکت و شان چہرے پر اسکے آشکارا ہے کہ دفعتہً کسی کو یہ حوصلہ اور جرأت نہین پڑتی کہ قریب اُسکے جا کے ہمکلام ہو ترک جوشن پوش نے چار طرف نگاہ حسرت و یاس دیکھا شعر ہمہ نے جو کسی امید ہے نا امیدی اُسکی دیکھا چاہیے ہے اور ایک مرتبہ بکمال استقلال اور درستی حواس خمسہ کچھ سرداران گنجاب سے کہا چاہتا تھا کہ آگاہ ہو گیا ہے خون آشام نے اُسکی جانب متوجہ ہو کر کہا کہ اے نمک حرام شرفا اور نجبا اپنے خداوند نعمت سے ایسی ہی حرکت کرتے ہین جو تجھ سے وقوع مین آئی الا ان تو نے حسب ستمگر فاز ادون کی عزت و آبرو برباد کی جزل شخصیکہ شعر چو از قومے یکے بیدانشی کرد نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

ہر چند کہ تو نے وہ جرم کیا ہی کہ اُسکا قصاص اور سزا دیہی ہی کہ جو تو بچشم اپنے دیکھ رہا ہی مگر ذات پیغمبر مرسل منبع دریاے علم و مروت اور مجمع خلق اور عنایت رحیم اور کریم عطا پاش خطا پوش جرم بخش عذر نیوش ہی اگر تو اسوقت بھی اپنے اعمال اور افعال سے متنبہ اور منفعل ہو کر سر اپنا اقدام عالی پر پیغمبر مرسل کے رکھ دے اور یہ کہے کہ ای آقاے ولی نعمت میرے شعر جرم من بخش کہ آوردہ ام شفیع دو اشک ندامت و عرق انفعال را ۔ اور ہم لوگ سب تیرے ساعی اور ممد و معاون ہو کر عرض معروض کرینگے تو کیا عجب کہ پیغمبر مرسل از راہ بندہ نوازی اور رفیق پروری عفو جرائم تیری کر کے جان بخشی کر دے ہو گو کہ فقط پاس و لحاظ اور صدہا طرح بات کا ہی کہ تمام عمر تو نے ہماری صحبت مین صرف اوقات کی اور شریک رنج و بزم رہا اور اس ملک مین تو غریب الوطن بیکس و بے مونس مفلس عاجز مجبور ہی ہمارے حتی المقدور ہمارے سامنے تو گردن مارا جاے یہ نہین دل گوارا کرتا ہی ترک جوشن پوش نے یہ سنکر حل شہر شتہ و گسستہ خشمگین ہو کر جواب دیا کہ اوکافر نا ہل یہ کیا گفتگو ہے لاطائل اور پوچ کرتا ہی شکر صد شکر اُس خالق اکبر خداے عز و جل کا کہ مین زمرۂ غازیان و ہوا خواہ شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند امیر حمزہ صاحبقران والا شان نامور ہو کر کس ثابت قدمی سے مسافر ملک عدم ہوتا ہون تا وقتیکہ میرے دست و بازو مین یارا ے جہاد تھا ہمرہ رکاب شاہزادۂ عالی جناب معرکہ آرا ے رزم و پیکار رہا آخر کار کفار کے ہاتھون سے بدرجۂ شہادت فائز ہو کر سرخرو ے کونین ہوا صد شکر کہ گلزار جنت وا ہوا اور حوران خلد جام شراب کوثر ہاتھون مین لئے مجھے دکھلا رہی ہین اور تجھ کمبخت کو کیا سوجھ رہی ہی وہ مشرک خدا ناشناس خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت جسکو تم اپنا معبود جانتے ہو وہ نا اہل کاذب و بیحیا ہی اُسکے روبرو گردن ترک جوشن پوش کی نہین جھکتی یہ کہکر ترک جوشن پوش نے خلق اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آواز بلند کہا کہ ایہا الناس اگر تم مین سے کوئی مرد مسلمان خدا ترس ہو تو میری شہادت کے گواہ رہنا انشاء اللہ تعالیٰ سلامت رکھے میرے آقاے نامدار شاہزادۂ بدیع الزمان والا تبار کو کہ زندگی ما عیش است جو شخص کہ جیتا رہیگا وہ دیکھ لیگا کہ عنقریب اس ملک مین وہ ایک روز شاہزادۂ قسیم شکار یہاں خروج کر کے تن واحد مین تمام اس ملک کو اسلام آباد کریگا اگر تم مین سے کسی شخص کو زیارت اقدام عالی کی اُس شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کی نصیب ہو تو اس خانہ زاد جان نثار مسافر عدم کی طرف سے اپنا پیغام کہدینا کہ اس غلام کو دم واپسین سواے زیارت اقدام پاک کوئی حسرت اور ارمان دل مین نہ تھی اور باقی تو الحمد للہ شعر این سر کہ براہ دین فدا شد چہ بجا شد ۔ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد ۔ یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے زمین پر مار کے تیمم کیا اور داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور بعد ازان سوے فلک دیکھکر کہا کہ ای رب جلیل تو حاضر و ناظر سمیع و بصیر ہر شی پر قادر و قدیر ہی کس زبان سے حمد و شکر تیری کارسازی و بے نیازی کا کرون تمام عمر اس بندۂ عاصی اور گنہگار کی جس طرح سے ذی عزت و آبرو بسر ہوئی ویسی ہی دم آخری بھی یہ عاصی بندۂ پر معصیت اس سراے فانی سے سمت عالم جاودانی سرخرو جاے اور جلاد کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ او نابکار اب تو انتظار کسکا کرتا ہی توقف دغا خیر کرا ورنہ مجھے قتل کر جلاد نے خدا کو لگے کا ترک جوشن پوش کی گردن پر کھینچکر تیغہ اُٹھایا اور با آواز بلند کہا کہ خلق خدا کی ملک پیغمبر مرسل کا حکم پیغمبر مرسل کا وہ شخص جلاد و اسطے آدھ سیر کے اور اس دوزخ یعنی اپنے پیٹ کے بھرنے اور اہل و عیال کی پرورش کے لیے یہ پیشہ خونریزی و جلادی کا کرتا ہی لیکن شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ۔ ہر چہ فرماید بلا شد غمزہ بر صیاد چیست ۔ ترک جوشن پوش نظم ۔ دنیا مجاہت کش عدم تعبیر است

طعم اجل ست گر وان ویر است		ہم ستہ زمین ہست آہم روے سنان	این قطرہ خاک ہر دو وسعہ تعبیر است		جو کچھ تجھے کہنا ہی دیکھنا سی

ست یہ کہتا ہو کوئی حسرت اپنے دل مین رکھ کے پھر تشنۂ کا پانی اور ٹھنڈ می ہوا بے کس انسان نصیب ہوگی ترک جوشن پوش نے کہا کہ او ملعون خدا میرا گواہ ہی کہ سواے زیارت شاہزادۂ بدیع الزمان گردش شکل کے نہ کھانے کی حاجت ہی نہ پانی کی پیاس ہی اور نہ مجھے کسی سے کچھ کہنا ہی نہ سننا ہی نہ کوئی حسرت و تمنا میرے دل مین ہی بسم اللہ مین

راضی برضاے الٰہی سر جھکائے بیٹھا ہون تو یہ سر حاضر ہے اب وبال دوش ہے جلد قلم کر جلاد کو دو حکم پے در پے پہونچ چکے ہین فقط یہی حکم کا
منتظر تھا کہ ناگاہ چار طرف ایک زلزلہ اور تلاطم سا برپا ہو گیا اور غلغلۂ اللہ اکبر کی صدا بلند ہو گئی یہ نعرہ گوش زد ہوا فوراً آفتاب شرق
دین پروری روشن ہوا. لال پوش خاوری ہ تمام فوج وسپاہ گنجاب اور ساکنان شہر سنجان تو اس آواز سے مثل بید لرزان اور حیران
تھے سب پر ایک وہم اور اضطراب طاری ہوا اور اپنے اپنے دلون مین یہ سوچکر کہ جسنے اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی چھاونی تباہ کر دی
اور ہزارون بڑے بڑے نامی اور نامور سردارون وسپہ سالارون کو تباہ کر دیا اب جو دن دوپہر اس طرح بکشادہ پیشانی آ گیا ہو تو خدا جانے
لاکھ سوار دو لاکھ سوار کسقدر فوج وسپاہ ساتھ ہو گی لکھوکھا تماشائی بدحواس ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے ہزارون کی جوتیان
پاؤن سے نکلکر میدان مین پڑی رہگئین سیکڑون کی پگڑیان اُتر گئین فوج وسپاہ والون کا یہ حال ہوا کہ پیچے کٹاریان قرولیان
کمرون سے نکل پڑین اور انکو خبر مطلق نہین ہوئی ایسے سراسیمہ ومضطر ہوکر بھاگے کہ اپنے تن بدن کا کسی کو ہوش نہ رہا آدمی
تلے اوپر ہو گئے اپنی اپنی جان بچانا سب کو دو بھر تھی جلاد نے یہ ہڑ بڑ جو دیکھا وہ پیش خود یہ تو مزکر کے کہ جان ہے تو جہان ہے پہلے وہ
شخص آکر بھی کہ جلاد اور قاتل اس ترک کا بھی کر قتل کرے گا مضطرب اور بدحواس ہوکر ایک طرف کو بھاگا اور شور
وغل اور ہنگامہ مین ایک مرتبہ جلاد نے جو ترک جوشن پوش کی طرف خیال کیا تو اُسنے دیکھا کہ ایک نوجوان نے کچھ کھینچکر
ترک جوشن پوش کے منہ پر مارا اور ترک جوشن پوش چکر کھا کر حالت غشی مین گر پڑا اور اُس نوجوان نے جھٹ پٹ
ترک جوشن پوش کو بطور گٹھری کے باندھکر پشت پر اپنی ڈال لیا اور اُسی غول مین جا گھسا جانے والون کے چلا چلا دنے ہر چند
پکار پکار کر شور وغل کیا اور کہا کہ صاحبو لینا لینا جانے نہ دینا ہان ہان دیکھنا کون ہے جو ترک جوشن پوش کو لیے بھاگا جاتا ہے
یہان اُسوقت سبکو اپنی اپنی جان کی پڑی تھی صداے نعرۂ قاسم مانند صداے عزرائیل کے لوگون کے کانون مین سمائی ہوئی
تھی ایسے خودرفتہ اور بیہوش وحواس باختہ تھے کہ جلاد مسخرے کی بات کون سنتا تھا اتنا بھی خیال کسی نے نہ کیا کہ یہ کون
بکتا ہے اور کیا جھک مارتا ہے اور ترک جوشن پوش کیسا سیر وتماشا کہان کا اُسوقت تو بدحواسی اور گھبراہٹ مین یہ عالم
سب کا تھا کہ اگر کوئی گنجاب کو پکڑ کے تلوارین یا جوتیان مارتا تو کوئی پرسان اور خبر لینے والا نہ تھا سوار اور افسران فوج اور
پیادے اور سوار جو وہان موجود تھے وہ کچھ تو بمقابلۂ شاہزادۂ خاور سپاہ اپنی اپنی سپرین تلوارین سنبھال سنبھال کر پیچھے چلے
یہان تھان واسطے سد راہ ہونے کے کھڑے ہوئے تھے اس عرصہ مین وہ شیر بیشۂ شجاعت اُس مجمع روباہ صفت مین تیغ زنی
کرتا شیر آیا جو سامنے اُس دشمن دین کو مارا ادھر جسطرف رخ کیا دو چار لعین کو مارا قریب اُس قتل گاہ کے پہونچا تو اُسنے دیکھا
کہ ایک طرف تو ایک خالی ارا ہے جسپر ترک جوشن پوش کو بٹھلا کے لائے تھے کھڑا ہے ایک جانب کو تکبت کا چبوترہ اور شیر
بوریہ بچھا ہوا اور تھوڑی دور پر وہ جلاد دستر تم کا پتلا ہے خاموش اور از خود فراموش اُس بلوا اور ہنگامے کو دیکھ رہا ہے قاسم نے یہ سمجھکر
کہ شاید میری آمد کا شور وغل سنکے میرے ڈر سے ان کافرون نے ترک جوشن پوش کو کہین یہان سے الگ لیجا کر چھپا دیا ہے
جلاد کے برابر پہونچکر ایک تیغہ جو اُسکی دوال کمر پر مارا تو تسمہ باقی نہ رہا اور مثل خیار تر دو پر کالے ہوکر لاش اُس جہنمی بدمعاش کی
زمین پر گر کے پھڑکنے لگی گنجاب نے شاہزادۂ قاسم عالیجناب کو یکہ وتنہا شمشیر زنی کرتے اور یہ کاٹ تیغ بازی کی اور اسپائی (؟)
اور قوت دیکھکر اپنے سردارون اور سوار وپیادون سے آواز بلند کی کہ اے بہادرون تیرہ حمزہ بیبان واصحزادون کم ایسے
دلیر اور شیرون مین پناہ کہین دکھلا رہا ہے ایسا نہو کہ اب یہ زندہ وسلامت بچکر یہان سے نکل جائے اور یہ کیا نامردی اور بے غیرتی ہے
کہ تم سب دور دور الگ تھلگ نیزے اور تلوارین اُسے دکھلا کے دار بازون کا کھیل تماشا کر رہے ہو جو ہی وقت
ہے چار طرف سے یلو کرکے جھٹ پٹ لپٹ پڑو اور اگر زندہ ہاتھ آئے تو پکڑ لو ورنہ اسکا سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ یہ کلام اور احکام
اُس تیرہ انجام اپنے ولی نعمت کا سنکے کیا ہوئے جوان آشام وجلیل ہر دم از ترکیب اور جلیل جلد بکلاب در سعید جو گرفتیاب فصل ہین

گیا ہور خون آشام لعین بن گیا ہو قیس بن گیا ہو محسن بن گیا ہور خون آشام وغیرہ سردار اور افسران فوج سب دست بقبضہ ہو کر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوئے اور چاہتے تھے کہ سیر بن تلوار بن بڑھا کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں شاہزادہ قاسم یورش کریں ناگاہ دست راست سے یہ غلغلہ و شگاف بدیع الزمان ہر ایک کے گوش زد ہوا

شعر

ز اوج اسلام انجم گروہ ستارہ آسمان نخش رستم شکوہ

بہ میدان کین بچہ تاب یلان دل و جان سلطان صاحبقران

ہمہ برزدن لشکر گنجاب ہزیمت دہ گیو و افراسیاب

چو مانند اعداے دین کین ستم گہے رزم سہراب و بہرام و گن

اگر کشتہ گردد بروز مصاف بیکدم شکستہ کمان نجم

شکستن توان گردن گرد شکن فتد لرزہ در جسم دیوان قاف

دریدم چو کرباس ستور دو بدیع الزمان گر در روز جنگ

ز تیغش بسے ملک اسلام شد فگندم بسے گبر عیدوم

بدرم دل شیر و چرم پلنگ گرفتند بالشتہ نام شد

اور اعداے نے دیکھا کہ وہ رستم صولت سہراب توان آفتاب شہر صاحبقرانی شاہزادہ عرش جناب بدیع الزمان گردن کش شکن تیغ صورت دیو بند خون چکان علم کیے ہوئے گلابی ہاتھ کی کہنی تک خون میں غلطاں ایک مرکب فلک پا دیو پا پر سوار اُس ہجوم لشکر کفار میں کہ ہزاروں سوار او پیادے مانند غرندہ ابر کے چار طرف سے جھکے آمادہ کارزار تھے نمودار ہوا اُس وقت فوج گنجاب کا یہ حال تھا کہ جس طرح سے ہنگام طلوع خورشید جہانتاب ظلمت شب اور تیرگی آسمان کی دور ہو جاتی ہے سوار پیادے فوج کفار نابکار کے اور ملاعین گنجاب تیرہ روزگار کے متفرق اور پراگندہ ہو کر دہنے بائیں ہٹ گئے اور دور دور نظر آنے لگے مطلع میدان کا صاف تھا اور تمام سرداران اور جملہ سپہ سالاران اور جتنے افسران فوج تھے انکے چہروں پر ہوائیاں اور مردنیاں سی چھا گئیں تھیں اور ساری فوج و سپاہ کی رنگتیں زرد اور دلوں میں دھاکتیں اور قالبوں میں رعشے تھیں کس شان و شوکت اور عظمت و جودت سے شمشیر زنی و کفار کشی کرنے لگا اور سلاش پر لاش و ظرپہ دھڑ سرپہ سر گرتا جاتا تھا شعر ہر جا کہ شمشیر اوکار کرد بیے راہ و گرد و دو سا چار کرد ہر چار طرف کو آثار قیامت تھے بازار ملک الموت گرم تھا ولولہ اجل و سکار نسخ جان اندان کوئی کوچہ خط و امان برو کفار بجز کوچہ زخم و نہیں معلوم ہوتا تھا اور کوئی گوشہ عافیت سواے گوشہ کمان کے کہ وہاں بھی زہ گماں مارے ہول کے قالب بیجان تھا اعداے بیدین کو نہیں نظر آتا تھا اُریان ہمہ تن بچشم ہو کر معرکہ شمشیر زنی اُس شجیع و ہر شاہزادہ نامور کا دیکھ رہیں تھیں اور چار آئنے جلوہ شجاعت اور تیغ تنی اُس رستم صولت شاہزادہ والا مرتبت کا دیکھ کر عالم حیرت میں تھے شعر ترک خنجر دار گردون از سر حیرت برین رزم جنگ او سید یدہ میگفت

آفرین صد آفرین نظم

دمادم ہم از خنجر پردہ خاک کشیدہ سر آفتاب بلند

بیک بدر بر دشمنان تاختند فلک اندانست زیبائے خوشی

نمایان دو شب انجمن از آسمان شنیدم ہمی را اندر ان تا خدا

ز شستش خدنگ آنچنان جست تیز بہ اد سایہ گرستاد چرخ پیر

ز نعل ستوران آتش نژاد بیکدم شد انگیختہ روزگار

ز بس برق تیغ آتش افروختہ بدریاے خون کشتی بادپا

کہ سیمرغ عنقا پرو بست قاف سر افگندہ از دم شمشیر تیز

بدریاے تیپلزہ ماہی قلو ز گرد سیہ صورت زنگبار

ہوا غرین کہکشان سوختہ ز لوک سنانش فلک بستہ چاپ

چو خیاط شاہی بہ نجم گست عنان در دلیران رہا ساختند

زمین دیبا پر ہوا جا سے خوشی ز گرد سپہ لوک رخشان سنان

آخر کار فوج گنجاب علیہ اللعن والعذاب نے منہ پر ستہ کیا قریب تھا کہ سبکے پاؤں نہیں اُس وقت گنجاب ہٹ گیا ہور خون آشام مخاطب ہوا اور کہا اے گیا ہور کیا کچھ دیکھتا ہے جس وقت تمام فوج کام آئیگی تو شاید تمہاری باری آئیگی تم لوگوں کو شرم و حیا مطلق نہیں ہے اتنا بھی نہیں ہوتا ہے کہ ان دو بون مغلوکوں کو سزاے اعمال دو گیا ہور خون آشام نے دست بستہ عرض کیا کہ یا پیغمبر ہول مجھے مروت اس بات کا خیال ہے کہ جب ان مغلوکوں کو سزا پہونچاؤنگا لوگ خیال کرینگے کہ ادنی ایک یا دو شخص کو زیر و زبر کیا یہ میری شان کے خلاف ہوگا یہ بات سنکر گنجاب کو نہایت غصہ آیا قریب تھا کہ فرط غضب سے قالب تہی کرے لیکن عرصہ

میں شاہزادۂ قاسم نوجوان نے یہ خیال کیا کہ آج موقع خوب ہوا اگر بن پڑے تو ایں گنجاب علیہ اللعن والعذاب کو گرفتار یا
قتل کریں یہ سوچکر گھوڑے کو کڑا کیا ادھر شاہزادۂ بدیع الزمان گردنکش شکن نے جونہی قاسم کو بارادۂ قاصد گنجاب کی
جانب جاتے دیکھا فوراً جوش دلاوری سے سپ سبک خیز کو جولان کیا اور شاہتہ شہاب قریب گنجاب کے پہونچ گئے بجنور جولان
میں تھا کہ داہنے طرف سے آواز نعرۂ بدیع الزمان بلند ہوئی نعرہ ۔ مہر برج خوبی شہ انجمن ٭ بدیع الزمان گردنکش شکن ٭
ہم ہزبر لشکر گنجاب ٭ ہزیمت دہ گیو و افراسیاب ٭ ساتھ اس نعرے کے بائیں طرف سے دوسرے نعرہ کی آواز
بلند ہوئی نعرہ آفتاب مشرق دین پروری ٭ شہسوار ملک جوش خاوری گنجاب ان دونوں نعروں کی آواز سنکر گھبرا گیا
گیا ہور اور صلیل کی طرف مخاطب ہوا اور گھبرا کر کہنے لگا کہ کمبخت کیا مجھے تم قتل کراؤ گے تمھاری شان بہادری جہنم میں
جاے اپنی شان و شوکت کو لیے کھڑے رہنا دیکھو وہ دونوں شیر آپہونچے تھوڑی دیر میں ہمکو بھی مثل سگ گرفتار کرینگے یہ سنکر
گیا ہور تو جانب شاہزادۂ بدیع الزمان اور صلیل دراز ترکیب شاہزادۂ قاسم عالی شان کی طرف بارادۂ فاسد یہ کہتے ہوئے
کہ پیغمبر حل نے ہمکو اپنے خیال خام میں بالکل بزدل تصور کیا ہے دیکھنا آج ہم ان دونوں کے سر کاٹے لاتے ہیں یہ خیال کرکے گیا ہور
نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو ڈانٹا کہ او لڑکے شہزادے کیا بیچارے تین روپیہ کے پیادوں کو قتل کرتا ہے آ مردان عالم سے مقابلہ
کر شاہزادۂ عالم تو خدا سے یہی چاہتا تھا فرمایا او مردود ازلی و ابدی میں بھی تیری تلاش میں تھا کہ آج کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے
بس گیا ہور نے تلوار علم کرکے کہا او بدیع الزمان خبردار میں نے ہوشیار کر دیا ہے مردان عالم کی ضرب سے یہ کہکر وار تیغۂ
آبدار کا کیا شاہزادۂ عالی شان نے اسکی ضرب کو سپر پر روکا تھا اور خبردار خبردار کہکر وہی تیغۂ دودمہ سکندری خون چکان جو
ہاتھ میں تھا کھینچ گیا ہور خون آشام پر ملا کہ تا دماغ و ابرو اثر کیا گیا ہور نے دستانہ مارا نہیں تو خاتمہ ہوچکا تھا تیغہ تو جھٹکا کر
نکل گیا ایک چادر خون کی منہ پر جھلکے آ گئی گیا ہور تو حالت غش میں تھا مگر اور ہزاروں سوار و پیادے اسکے ہمراہی بیچ میں
آگئے انسے تلوار چلنے لگی علیٰ ہذا القیاس اس طور پر شاہزادۂ خاور سپاہ سے اور صلیل دراز ترکیب سے مقابلہ ہوا
اور صلیل نے شاہزادۂ قاسم کے ہاتھ سے زخم کھایا ایک سمت کو نکلا فوج و سپاہ سے ہتھیار چل رہا تھا جبکہ لشکر گنجاب
نے اپنے دونوں سپہ سالاروں کو زخمی ہوتے اور گنجاب کو مع ملتزم اضطرابی وعدہ گاہ مصاف سے صاف نکل جاتے دیکھا
سب کو واہمہ نے گھیرا اور ہر ایک کو یقین کامل ہو گیا کہ گنجاب بھاگ نکلا ہے اب تو یہ حال ہوا کہ ہزاروں سوار اور پیادے
از راہ نامردی اور بزدلی سراسیمہ اور بدحواس ہوکر آپس میں یہ کہتے ہوئے کہ یارو اب ہمکو ٹھہرنے اور لڑنے مرنے سے
کیا حاصل مالک ہمارا تو ہزیمت فاش کھا کے نکل گیا ہماری کیا شامت کی جا میں ہیں جو خواہ مخواہ کھو دیں خداوند تعالیٰ نے یہ آفت
خوب ہمارے سر سے ٹالی اور اکثر ان میں سپاہی وضع نوکری پیشہ مرد دلیر تھے ہر چند ان سب کو روکا کیے سمجھایا کیے مگر کون کسکا
کہنا مانتا تھا وہ لوگ کمبخت نامرد بزدلے یہی کہتے ہوئے کہ پیغمبر حل زیادہ کرینگے ہمکو برطرف کر دینگے تو اب ہمکو گھاس کھود کر کھانا
فاقہ کرکے مر جانا گوارا ہے لیکن اس دیو سے شیر مہم قضاے مجسم شیران نہ رزم ملک قاسم اور اس رستم دستان بدیع الزمان
سے مقابلہ اور مجادلہ ہرگز ہرگز نہ کرینگے جس طرف جسکا منہ پڑا روانہ ہوا اور اب وقت شام کا ہو گیا ظلمت شب دیکھکر
وہ دونوں نامور شیر چچا بھتیجے یعنی شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم نے ہر چند کہ زخمی تھے مگر فضل الٰہی سے ایسا کوئی زخم
کاری نہ تھا کہ جس سے کچھ ہرج واقع ہوا ہو اچھے اچھے اکثر زخم جسم اطہر پر دونوں بہادروں کے پڑ گئے تھے لڑتے لڑتے
اس میدان رزم و پیکار سے اپنے مرکبوں کو کوڑا مار کر ایک سمت کو روانہ ہوئے جس وقت شاہزادۂ والا تبار
بدیع الزمان نامدار میدان پیکار سے نکل کے کوئی سات آٹھ کوس کے فاصلہ پر دامن کوہ کے قریب پہونچا تھا
ناگاہ ایک طرف سے دو شخص نہایت سلیم الطبع کریم و حلیم گر شکل گدایان خرقہ پوش نمایاں ہوئے اور سلام علیک

کر کے کہنے لگے کہ ای شہریار جلیل القدر اگر تم مقام آرامگاہ کا چاہتے ہو تو ہم فقیرون کے تکیے مین قدم رنجہ فرماؤ شعر قدر و شوکت
سلطان نگشت چیزے کم ز التفات بہ مہمان سراے دہقانی ۔ شاہزادۂ عالی مقدار نے جو یہ کلام ان دو شخصون کا سنا اور اپنے
جی مین یہ سوچا کہ مین انھین کچھ پہچانتا ہون اور مین نے ضرور انکو دیکھا ہے اور کسی جا پر ضرور انسے ملاقات ہوئی ہے اسی خیال سے
انسے فرمایا کہ ای صاحبو اشعار کرتے ہو جو گفتگو سے الفت ✚ کچھ کمی ہو تم سے ہوے الفت ✚ نام اپنا بتاؤ کہ یقین ہو ✚
دل شک سے جدا مرا کہین ہو ✚ ان دونون صاحبون نے کہا کہ ای شہریار ہم وہی دونون تیرے ترقی خواہ جان نثار ہین
کہ سہروز شہر سنجان قلندر کے تکیے مین آپ بہ کسوت قلندری رونق افزا ہوئے تھے اور ہمسے آپ سے ملاقات ہوئی تھی بس اتنا
سنکے شاہزادۂ عالم نے پہچانا کہ یہ دونون جمشید اور خورشید پسر گنجاب ہین نہایت شادان اور فرحان ہو کر گھوڑے پر سے اتر پڑا
اور جمشید بن گنجاب سے بکمال محبت بغلگیر ہو کر انکے ہمراہ اسی تکیے مین تشریف فرما ہوا جمشید اور خورشید بن گنجاب نے
بے تکلفی سے جو کچھ کہ کھانا تیار تھا واسطے شاہزادۂ عالیمقام کے دسترخوان بچھا کے رکھدیا اور دو تین گلابیان شراب
کی کہین سے لا کر حاضر کین شاہزادۂ عالیمقام نے بعد تناول طعام دو ایک جام شراب کے نوش فرمائے اسوقت یاد ملکۂ رشک
صد پریزاد گوہر ملک کی آئی نہایت بیتاب اور باچشم پر آب ہو کر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور بے ساختہ یہ شعر زبان پر
لایا شعر گر یار نہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا ✚ معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا ✚ جمشید اور خورشید نے یہ شعر شاہزادۂ عالیمقام کا
سنکے ہر چند پوچھا کہ ای شہریار وہ دوست دلخواہ حضور کا کون ہے مگر شاہزادۂ بدیع الزمان نے کچھ جواب انکو نہ دیا اور جب
کہ نصف شب کامل ہوا اور جمشید بن گنجاب اور خورشید بن گنجاب دونون خوب غافل ہو کر سو گئے تب شاہزادۂ عالیمقام نے
اسباب شب روی ذات اقدس پر آراستہ اور پیراستہ کر کے کمند کو اٹھا لیا اور سپر تلوار پکڑ کے سمت سنجان روانہ ہوا اور
بدستور معمول قریب برج دیوار ایوان ملکۂ گوہر ملک کے آگے کمند کو پھینکا اور جسوقت کمند بالاے دیوار مستحکم ہو گئی اسکو
پکڑ کر بالاے دیوار پہونچا اور آہستہ آہستہ دیوار سے اتر کر اندرون باغ قدم زن ہوا تو ایک آواز رونے کی گوش زد ہوئی اور
معلوم ہوا کہ ملکۂ گوہر ملک نہایت گریہ و زاری اور بیقراری کر کے یہ کہہ رہی ہے کہ ای شہریار افسوس صد افسوس ہے مین نے تجھے
تیرے مان باپ سے جدا کر کے اپنے محل مین لائی اور ہر چند تو نے مجھے سمجھایا اور بعجز ہو کر کہتا تھا کہ میرا اس طرح کا یہان سے چلنا
اچھا نہین اور مین نے اسکا ہر گز کہنا نہ مانا اور تجھے بیہوش کر کے یہان لگوا کر دشمنون مین لا کے ڈال دیا اب ندامت اور
اپنی خطا سے تیری تلاش اور تفحص مین ہر آن یہ کہ اپنی جان عزیز تیرے نام گرامی پر نثار کردون اور کوئی تدبیر
نہین سوجھتی اشعار

کس جا پہ ہو وہ باش تیری
کیا جانیے تجھپہ کیا بنی ہے
ملنا دے واسطے تیرے غم نے
ہر وقت مری یہی دعا ہے
جیتا رہے تو ہلاک ہون مین

ای باغ بہار زندگانی
افسوس پڑا ہے تو کدھر کو
غم ہو تیرے دشمنون پہ داغ ہو
آرام سے کر جہان کی سیر
اک دم مین ترے ہزار دم ہو
مطلوب ہے تیری زندگانی

کس سے کہون یہ غم نہانی
بھیجون مین کسے تری خبر کو
وہ حادثہ میرے جی کہان ہے
ہر جا ہے تیری جان کی خیر
رشتہ تری عمر کا نہ کم ہو
گو مین نہون در جہان فانی

کس سمت کرون تلاش تیری
جی ہی پہ مرے تو ون بنی ہے
وہ خون کیے عشق کے تم نے
دل تیری طرف ہی لگ رہا ہے
تو خوش رہے سینہ چاک ہون مین

شاہزادۂ بدیع الزمان نے
یہ نالہ و فغان اور بیان ملکۂ گوہر ملک کا جو سنا تو نہایت غمگین اور اندوہگین ہو کر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عنقریب
تھا کہ جامۂ صبر کو چاک کر کے دیوانہ وار چشم اشکبار آپ بھی نالہ اے زار کرے لیکن بخیال مآل اندیشی خوب ساضبط کیا
اور سنگ ریزہ اٹھا کے سمت ملکہ پھینکا ملکۂ گوہر ملک کھٹکا ڈھیلے کے گرنے کا پا کے بے ساختہ اپنے خلوتخانے سے
اٹھ کھڑی ہوئی اور صحن چبوترہ پر آ کے جو چار طرف بغور خیال کیا تو دیکھا کہ ایک سیاہ پوش دیوار سے اترا ہوا اسیر کی

طرف تو آ ہی ملکہ کے دل کو یقین کلی ہو گیا کہ سوائے شاہزادہ والا شان اور کیا امکان جو کوئی اور بشر میرے اس ویران خانہ کی سمت آسکے بس یہ سوچ کے ملکہ نے کہا کہ اے شہریار کس انتظار مین آپ دونون ٹھہرے ہین آئیے شاہزادہ عالی وقار نے نزدیک آ کے ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور بیکایک اپنے گلے لگا کر فرمایا کہ اے ملکہ تم نے حافظ شیرازی کا وہ شعر نہین سنا شعر الایا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا * کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا * خیر جو کچھ کہ نوشتۂ تقدیر تھا وہ بہر صورت ظہور آیا اب جلد بیٹھو دو چار گھڑی غم غلط کرو شراب پیو مشغول ہو اور رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہین شعر غنیمت جان لے مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے * بیٹھے تو تم سے روز اولین بہت سا سمجھایا تھا کہ حکواپنے ساتھ ہے چلو ہم لوگ مثل آفتاب اور مہتاب کے کسی ملک مین پوشیدہ و پنہان نہین رہ سکتے تمکو اسوقت ہمارے کہنے کا یقین نہ آیا اور تمرکیا کہ شدنی تو یون ہی تھی اب اور کچھ ہمین کسی بات کی فکر اور تشویش نہین فقط یہ رنج ہے کہ سر دست ہمدون کسی مکان سکونت اور استقامت کے کہ وہان جھگڑ دم بھر آرام کرین پاس نجات ہمارے ٹھہر نہین سکتا ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ اے شہریار اب آپ مکان کے واسطے کچھ اندیشہ نہ فرمائین چار باغ ملک مرجان دیکشا میرے پر دادا کی املاک سے میرے ورثے اور ترکے مین آیا ہے اور میرے قبضۂ تصرف مین ہے اور وہ باغ بہتر از قلعہ ہے حضور ملاحظہ فرمائینگے تو میرے حق و باطل کو سمجھینگے اور نکات یہ کہ اس میرے باغ مین بادشاہ جہان کو کچھ داخلت نہین مجھے اختیار کلی ہے اگر مزاج مبارک مین آئے اور مقتضائے مصلحت ہوئے تو ابھی آپ وہان تشریف لیچلے قیام پذیر ہون بلکہ اگر کوئی موقع اور نگہداشت بنتی ہو تو مین بھی وہین چل کے حضور کے پاس رہونگی شاہزادہ عالی مرتبت نے یہ سنکے فرمایا کہ کیا مضائقہ بہت خوب بات ہے مین وہین جاکے رہونگا مگر مجھے اسوقت ایک اور صدمہ جانکاہ پیدا ہوا ہے اور بڑا رنج دل کو ہے کہ گنجاب نے ترک جوشن پوش میرے سر فروش جان نثار رفیق کو واسطے گردن مارنے اور قتل کرنے کے بھیجا تھا اور وہان ایک مجمع کثیر اور انبوہ خلق خدا کا ہزارون سوار و پیادے اور سردار ملازمین گنجاب بھی باوا سے عام اور اندوہ عام کے واسطے تماشا دیکھنے کو آئے تھے جسوقت کہ وہان ایک طرف سے قرۃ العین نور البصر پارہ زبان لخت جگر بھتیجا میرا شاہزادہ تاج و سپاہ ملک قاسم نامور بہ نیت نجات و رہائی اس اپنے رفیق باصفات کے قریب اس قتل گاہ کے پہونچا تو مین نے سنا کہ کوئی شخص ترک جوشن پوش کو وہان سے اٹھا لے بھاگا پس یہ تمکو تمین کچھ حال ترک جوشن پوش کا معلوم ہے کہ اسے گنجاب نے کس سے پکڑوا کر کہان قید کیا اور اسپر کیا گذری قتل ہوا یا کہین مقید ہے یا کوئی اسے اور شخص لیگیا ہے کیا ماجرا درپیش ہوا ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ اے شہریار کچھ فکر اور تردد کا مقام نہین ترک جوشن پوش حاضر ہے مین نے اپنے مرجان عیار کو بھیجکر ترک جوشن پوش کو وہان سے چھڑا منگایا اور قریب اسی اپنے چارباغ کے فلان پہاڑ کے درے مین بحفاظت تمام رکھا ہے اور حکیم فاروس بھی میرے پاس آرام سے ایک مقام پر ہے اب آپ ایک کام کرین کہ صبح کو یہان سے جاکے آج ہی رات مین وہ جو فلان مقام پر ایک درخت چنار کا بہت بڑا افلاک فرسا ہے وہان دو چار گھڑی ٹھہرین مین صبح ہوتے ہوتے اماں جان سے اجازت لیکے سوار ہونگی اور آپ کو وہان سے ہمراہ لیکے چارباغ جاؤنگی پھر وہان جو کچھ صلاح دولت اور مقرون مصلحت ہوگا اسپر عمل کرونگی غرض یہ باتین کرکے اور ذکر مذکور مین مشغول ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے ملکہ کل کی بات کل کے ساتھ ہے آج شب تو بیشہ طرب بسر کرلین یہ کہکے ہاتھ ملکہ کا پکڑے ہوئے پلنگ پر تشریف فرما ہوا اشعار

اُٹھے شعلے دلون مین کر دوکے
لب بیٹھا ہوئے قلقل کے مشتاق
بنی حاصل جو تنہائی جوان کو

ہوئے مشتاق لب جام سبو کے
کیا شیشون نے عزم رخصت طاق
لیا آغوش مین آرام جان کو

لپٹ کر شوق سے وہ سینہ تا تا
لگے ملنے سبو ساغر گلے سے

لگے دل کی لگی دل سے بجھانے
لگا مستی ٹپکنے دو صلے سے

القصہ رات بھر عجب کیفیت راز و نیاز رہی اس صحبت پاکباز مین
عجب لطف تھا طرفین کے حوصلے دلون مین اُمنگون کے جوش وہ داری ثابت قدمی کہ لطف ظاہری کے مزہ باطنی کی طرف

طرفین کا رجحان بھی نہین ہوتا تھا مگر صبح دم شوق وصل کی بطر مین ایسی نہ تھین کہ تھوڑے عرصہ مین کل جاتین رات بھر کی بوسہ بازی کبھی دست درازی
کبھی ملکہ گوہر ملک کا بگڑنا اور کبھی شاہزادہ کے گدگدی کرنا ہنساتے ہنساتے لٹا دینا اشعار

زبان اُس رشک گل کی لی دہن مین
اٹھا بستر سے خورشید جہانتاب

نکالے وہ جو سے دست ہوس کے
لیے کچھ رخصت شب نے ستارہ

لیے بوسے نصیب دست رس کے
ہوئی برخاست بزم ستارہ

ہجوم جوش کیف موج زن مین
سو کو جب خمار آلودہ خواب

اُسوقت شاہزادہ عالی مقام گرد لشکر شکن ملکہ گوہر ملک سے کہیں سے رخصت ہوا اور بذریعہ کمند دیوار پر سے اُتر کے مرکب پر سوار ہوا تو اسوقت کوئی دو گھڑی رات پچھلی باقی تھی شاہزادہ والا مرتبت مرکب کو سبک دامرکے بیرون شہر سنجان کوئی دو کوس کے فاصلہ پر اُس درخت چنار کے نیچے جہان کا پتا ملاقات کا اور اشارہ ٹھہرنے کا اور اسپنے آنے کا انتظار شاہزادہ والا تبار سے کیا تھا جا کر گھوڑے کو روک لیا اور برچھے کو زمین پر گاڑ کے منتظر ملکہ گوہر ملک کی سواری کی آمد کا تھا بیان حال ملکہ کا سُنیے کہ صبح کے وقت اُسنے اپنی ماں ملکہ غنچہ خاتون پاس جا کے مجرا کیا غنچہ خاتون نے بیٹی کو گلے سے لگا کے بہت پیار کیا اور پوچھا واری کیون مزاج کیسا ہے ملکہ گوہر ملک نے عرض کیا کہ امان جان کیا عرض کرون حال میرا قابل گذارش نہین ایک تو چند عرصہ سے طبیعت میری علیل بگڑی ہوئی ہے اور اشتہا مطلق نہین ہے خیر وہ جو کچھ تھا سو تھا اب یہ عجب سے شور ہنگامہ کشت و خون کا اور لڑائیون کا کہ آج فلان شخص مارا گیا فلان شخص پکڑا گیا اُسکو گردن مارنے اور قتل کرنے کوئی جاتا ہے فلان شخص کے گھر بار کے لوٹنے کا حکم ہوا امان جان مارے ہول کے اور دہشت کے دل کے دھڑکنے سے دل کی خفقانیت اور وحشت مجھے ہو گئی ہے اور ہر وقت یہی جی چاہتا ہے کہ یا تو منھ ڈھانپے خاموش اور خود فراموش اپنے پلنگ پر پڑی رہون نہ بولون نہ کسی سے بات کرون نہ اپنی کچھ کسی سے کہون نہ کسی کی سنون اور یا دل مین یہ آتا ہے کہ ادھر ادھر اپنا منھ چھپائے مثل اُن مجنون ماری ماری پھرون یا کپڑے پھاڑ کر کسی طرف کو نکل جاؤن اسوقت ذرا میری طبیعت ٹھہری ہوئی ہے غرض بحال ہر سو خیال ایک شعر

کچھ روز وہان کی سیر کراؤن
کہنے مین جو دل کے اب نہ ہووے
شاید کہ ہوا وہان کی راس آئے

جوان لالہ و غنچہ باغ بو سے
گلگشت چمن سے جی بہل جائے
لیجیے تو مین چل باغ تک جاؤن

ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ ائی مین تیرے صدقے اور لاکھ جان میری تجھ پر نثار ہے ہی دیر نہ کرو ابھی سوار ہو اور جب تک تمھارا جی چاہے وہان رہو اپنا جی بہلاؤ مگر ایک کام کرنا کہ مجھے بھول نہ جانا شعر تجھی کو اگر جلوہ افزا نہ دیکھا * برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا * گھڑی گھڑی کی خیر اپنی صحت و سلامتی کی مجھے بھیجنا تاکہ میرے دل کو ایک صورت تسکین کی رہے ورنہ مین تیرے بغیر دم بھر مین تڑپ کر مر جاؤنگی گوہر ملک نے کہا کہ امان جان یہ کیا تم فرماتی ہو مین وہان سے آدمیون کی ڈاک بٹھا دونگی جو حال میرے مزاج کا ہوگا آپ کو اطلاع دونگی ملکہ غنچہ خاتون نے کہا تو کیا مضائقہ اور یہ کہکے اُسی وقت بجلدی نواب ناظرون سے تمام جلوس سواری کا طلب کیا اور بڑی دھوم دھام سے ملکہ گوہر ملک کو پالکی مین سوار کروا کے رخصت کیا انیسین جلیسین محرمین ہمدمین مقربین مصاحبین ہمراہین دسارین لونڈیان باندیان خواصین وغیرہ سب ملازمین اور متوسلین ملکہ گوہر ملک کی فینسون بیانون رتھون مین سوار ہو کر ہمراہ چلین شاہزادہ عالی تبار جو اُس درخت چنار کے نیچے انتظار مین سواری کے چشم براہ کھڑا تھا ایک مرتبہ دور سے دیکھا کہ سامنے سے ایک تیرہ گرد اٹھا اور جسوقت کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو آگے آگے سات آٹھ سو فیلان کوہ شکوہ کے جسم بڑے انکے رنگے ہوئے چوڑے مکلل بجواہر دانتون پر چڑھے ہوئے کلکلین پڑی ہوئین چاند اور سورج الماس کے مستکون پر لگے علماے زرنگاری پشت پر اور بعد انکے کوئی چار ساڑھے چار سو سانڈنیان بطور ہودیون کے آراستہ سقرلاتی اور مخملی جھولین کار چوب الماس تراش ٹوپیان داؤدی یاقوت احمر کی مرصع کی بیل جھالرین مقیش کی ٹکی ہوئی زندی زربفت طاش اور بادلے کا کام بعد انکے کوئی ہزار بارہ سو خاص بردار کی پگڑیان سرخ سرخ سرون پر باندھے کمر سے پرتلے لگاے عصاے نقرئی اور طلائی ہاتھون میں لیے بعد انکے غلامان زرین پوش بندوقین رومی اور ولایتی اور فرانسیسی اور چقماقین

یک ناہیان اور روناليان کاندھوں پر رکھے ہوئے اُنکے سو سوا سو حاجب دربان دراز نشی پوربئی پیادل مرد ہے چوبدار بقول میر حسن قدس سرہ

نقیب اور جلودار اور چوبدار	یہ کہتے تھے آپس میں ہر دم پکار
اُسی اپنے معمول و دستور سے	ادب سے تفاوت سے اور دور سے
بڑھو جوانو بڑھے جائیو	دو جانب سے باگیں لیے جائیو
بڑھے جائیو آگے چلنا قدم	بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

بھانان ٹھکا کر ہزار بلہ سو سقے بادلے کی تنگیان تمامی کے لنگوٹ باندھے کوئی اور سکا تری سو ہے سنہرے سروں پر مندیے امراج کے کانوں میں جوتے پشوری سیلے ستارے کے دردوزی کام کے پانوُن میں پہنے مشکیزہ سے خوشبودار چمڑے کے پشت پر دوادے ہزارے کے داونوں پر چڑھائے گلاب اور کیوڑا اعرق بہار بید مشک اُنمیں بھرے ہوئے عطر بیزی اور گوہر افشانی کرتے چھڑکاؤ لگاتے چلے آتے ہیں بعد اُنکے غول دوستی چوکی داروں کا ملت بھیروں بہاس شنا بُہنا نے بہو گئے سناتے سر دن کے بچلے معلوم ہوتے تھے شعر دہ تحفہ نوازوں کی پیاری دھنیں جنھیں کان رکھکر ملائک سُنیں بعد اُنکے کوئی چار سو ساڑھے چار سو مشعلہ بردار عود سوز اگر سوز عنبر سوز ہاتھوں میں لیے بخورات طرح طرح کا جلتا ہوا فرسنگ تک نسیم عنبر شمیم اُنکی دماغ جہان معنبر و معطر کر دیتی تھی اور بیچ میں ملکہ عالم سکھپال میں سوار دو ڈھائی سو کہار۔ باں و مہربان زرق برق پہنے آگے آگے نواب ناظر اور چند خواجہ سرا گھوڑوں پر سوار اور گرد و پیش بارہ ہزار سوار اور پیادے مسلح اور کمل نمودار ہوئے شاہزادہ ذوی الاحترام جس مقام پر کھڑا تھا اسی طریق پر اپنے مرکب کو روکے تماشا سواری کا دیکھا کیا جب کہ سکھپال ملکہ کا اُس چنار کے درخت کے قریب جہاں شاہزادۂ والا مرتبت کھڑا تھا پہونچا اور ملکہ نے چلمن میں سے دیکھا اُسی وقت چوبداروں کو حکم دیا کہ دیکھنا یہ شخص جو گھوڑے پر سوار کوئی غریب الدیار کھڑا ہوا ہی شاید تلاشی روزگار ہمارے ملک میں وارد ہوا ہی اسکو ہماری سواری کے ہمراہ لیتے آؤ حسب الحکم ملکہ کے چوبداروں اور مردہوں نے شاہزادۂ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار سے عرض کی کہ اے شہسوار تجھے ہماری شہزادی نے یاد فرمایا ہی جلد حاضر ہو چنانچہ شاہزادۂ عالی مقام کو مردہوں اور چوبداروں نے اپنے ہمراہ لیا جس وقت سواری ملکہ گوہر ملک کی اندرون باغ جا کے داخل ہوئی اور مردہے وغیرہ بھی ڈیوڑھی پر پہونچے اور زنانی محل دار سے عرض کی کہ وہ جوان حاضر ہی ملکہ نے فرمایا کہ اُسے اندر بھیج دو چنانچہ شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اطمینان تمام جا باغ ملکہ مہربان دیو کش میں جا کے ایک مسند پر ہم مسند ملکہ گوہر ملک بیٹھا اسکے ملکہ نے ترک جوشن پوش کو بھی بلوا کے بحضور شاہزادۂ والا مرتبت حاضر کیا ترک جوشن پوش قدموں سے شاہزادۂ والا شان کے لپٹ کے خوب رویا اور شاہزادۂ عالم نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھ کے گلے سے لگایا اور ایک مکان واسطے بود و باش ترک جوشن پوش کے معین فرمایا اور آپ مع ملکہ جشن نشاط و محفل انبساط میں مصروف عیش ہوتے ہیں آگے دیکھیے فلک تفرقہ پرداز کیا کرتا ہی

تتمہ داستان شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم بیان کیا جاتا ہی

کہ شاہزادۂ ملک قاسم عرصۂ رزمگاہ سے چل کے کوئی دو تین گھڑی رات گئے فیروز آسیابان کے مکان پر پہونچا اور آسیابان نے شاہزادۂ قاسم کو پھر آتے دیکھکر اپنے جی میں کہا کہ خداوند تعالی خیر کرے یہ شخص پھر یہاں آیا میں نے تو یہ جانا تھا کہ خداوند تعالی نے سہولت اور آسانی سے فقط ایک گھوڑے کے جانے پر یہ آفت ناگہانی میرے سر سے ٹالی ہی سو وہ حضرت پھر تشریف فرما ہوئے ابکی مرتبہ دیکھیے کہ اس شخص کے ہاتھ سے میری عزت اور جان کیونکر بچتی ہی اور یہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہی مین شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم نے فیروز آسیابان سے کہا کہ جلد ہمارے واسطے کچھ گلابیاں شراب کی تحفہ تحفہ طلب کرا کہ ہم دو چار پیالے اسکے پی کے جس وقت کہ اندے طبیعت کو سرور حاصل ہو گا دو چار گھڑی آرام کرینگے بعد اسکے ایک معرکۂ عظیم درپیش ہی آج رات۔ القصہ معلوم ہی کہ وہاں سوا ہو کے جب یہ فیروز آسیابان نے جو یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سنا تو اپنے دل میں نہایت متعجب اور متحیر ہو کے سوچنے لگا کہ یہ نوجوان غریب الدیار غریب الوطن جو یہاں اس بے کسی میں

گو معلوم کہ آدمی مشتعبر ہو اور سبب اسکے دو پہر رات گئے سوار ہو جانے کا پایا۔ مگر میرے دل کو یقین کلی ہوتا ہے کہ شاید برباد کنندہ مسلمان در
موجد ہجوم اور برہم زن فوج و سپہ خراب کن لشکر گنجاب یہی نوجوان ہے ایک تو وہ حکیم فاروس کا بیٹا بنگ جو پہلے معروف
بہ حکیم بدیع اور بعد ازاں بخطاب شاہزادہ بخت اقبال موصوف ہوا تھا وہ حکیم فاروس کی نواسی ملکہ گوہر ملک کے شوہر کا
قتل کیا اس جرم کے قصاص اور تعزیر سے فرصت اور جان بچی اور عذاب گنجاب سے محفوظ رہا خداوند لقا کرے اگر یہ نو
اس جوان کے یہاں میرے مکان پر وارد اور قیام پذیر ہونے کا منکشف ہو جائے اور یہی شخص قاسم ہو بلکہ اسمیں مظنہ
مجھے ناحق ہے حقیقت میں قاسم یہی شخص معلوم ہوتا ہے اور کیا عجب کہ ہزاروں عیار اور خبردار ادھر کا سے جاسوس اسکی تلاش
اور سراغ بود و باش میں چاروں طرف پھرتے ہوں یہاں بھی کوئی پتا لگاتے لگاتے آپہونچا ہو اور یہ خبر شدہ شدہ اور رفتہ رفتہ
پیغمبر مرسل کے کان تک پہونچے تو اسوقت کیا جانے گنجاب مجھے کس عذاب الیم میں مبتلا کریگا اور میرے گھر بار اہل و عیال کو
قہر پیغمبری نازل ہو بس یہ خفقان اور وہم جو اس آسیابان کے دل کو پیدا ہوا تو اسنے بکمال حیرت زبانی شاہزادہ خاور سپاہ سے
یہ کہہ کے کہ بہت خوب حضور اندکے توقف فرمائیں میں آپ کے واسطے شراب بھی جا کے لیے آتا ہوں وہاں سے اٹھا اور پیش خود
یہ تجویز کرکے کہ اگر میں قبل از انکشاف اس حال کے خود جا کے اظہار اس جوان کے اپنے مکان پر وارد ہونے اور اپنی لاعلمی سے
اسکو اپنے پاس رکھنے کا گنجاب سے کروں تو باعث میری حفظ آبرو اور جان کا ہوگا ورنہ ہزاروں بندگان لقا کا خون اسکی
گردن پر ہے چھپنے کا نہیں اسکے ساتھ میری جان مفت میں جائے گی یہ سوچکر گنجاب کی بارگاہ میں گیا اور بکمال عجز و انکسار
بچشم اشکبار گنجاب کے پاؤں پر سر اپنا رکھ کے کہنے لگا کہ یا پیغمبر مرسل یہ خانہ زاد موروثی قدیم الایام سے نمک پروردہ
سرکار دولتمدار کا ہے حتی المقدور غلام سے کبھی کوئی کام نمک حرامی اور خیانت کا اسدم تک وقوع میں نہیں آیا اور اقبال عالی
سے امید یہ ہے کہ تا قید حیات غلام سے ایسی حرکت نہو لیکن یہ درپیش ہے اور بدتر از گناہ وہ جو کہتے ہیں الانسان مرکب من الخطاء
والنسیان مقتضا کا بروئے حالت گو وہ نہیں جو چاہو تنبیہ کرو منتظر ہیگا کہ حسب اتفاق اندنوں بسبب لاعلمی اور نادانستگی
کے ایک قصور ... ہوگیا ہے اور مکافات میں اسکی جو سزا اور تعزیر سرکار سے میرے حق میں ہو وہ عجب نہیں گنجاب
نے پوچھا کہ آخر تقریر طول اور گفتگوئے فضول سے حاصل مطلب کا مختصر بیان کر آسیابان نے کہا کہ یا پیغمبر مرسل ماجرا یہ ہے
کہ ایک شخص غلام کے مکان پر آکے وارد ہوا اور خانہ زاد نے ظاہر اسکا شریف اور نجیب نہایت باوضع مرد مردانہ جوان
وجیہ غریب الدیار دیکھا اسکی بہت سی خاطرداری کرکے اپنے مکان میں اسکو مقیم کیا تھا اور جو کہ طریقہ آدمیت اور طرز شرافت
کا غلامان سرکار کا ہے اس شخص کی خدمت میں فروگذاشت نہیں کی آج حسب اتفاق بسبیل گفتگو اسکے فحوائے کلام
سے غلام کو یہ ثابت ہوا کہ جس نے لشکر فیروزی اثر سرکار کے شجون نام قاسم مارے ہیں وہ قاسم یہی شخص ہے لہذا خانہ زاد
نے بخوف اپنی جان اور آبرو کے اور بخیال قہر و عتاب پیغمبری اپنے دل میں خائف و ترساں ہوکے حقیقت حال کو مفصلاً اور
مشروحاً جامع اقدس و ہمایوں تک گذارش کر دیا ہے آگے جیسا ارشاد ہو غلام مطابق اسکے بجا لائے گنجاب یہ حال سنکے
نہایت خوش ہوا اور آسیابان کو بہت بھاری خلعت دیکر گیاہور خون آشام کو اشارہ کیا کہ تم اسی وقت اپنی فوج و سپاہ
لیکر فیروزہ آسیابان کے مکان پر جاؤ وہاں قاسم یا مہ ہو اگر زندہ ہاتھ آئے تو فہو المراد ورنہ جلد اسکا سر لیکر حاضر کرو
گیاہور خون آشام حسب الحکم گنجاب کے اسی دم مع چالیس ہزار سوار اور کئی سرداروں کے بہ نیت گرفتاری قاسم بیٹھ
پشت مرکب پر آسیابان کو ہمراہ لیے اسکے مکان کی طرف روانہ ہوا بعد روانہ ہوجانے گیاہور خون آشام کے گنجاب نے
مہلیل دراز ترکیب کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ تم بھی اپنی فوج کو لیکر گیاہور خون آشام کی مدد کے واسطے جاؤ اور
اگر قاسم زندہ دستیاب ہو سکے تو زندہ لاؤ اور جو حوصلہ مقابلے اور بیجا دے کا کرے تو اسکا سر کاٹ لاؤ مہلیل

در از ترکیب بھی بائیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر بارادۂ جنگ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم تھا تب یہ گیاہور خون آشام
کے چلا جانے پہلے گیاہور خون آشام بہ عظمت و جودت تمام مع فوج کے قریب مکان آسیابان پہونچا اور وہان جو شاہزادہ قاسم
اس عیاری اور مکاری سے اس آسیابان کے مکان پر محض بے خبر و غافل بیٹھا تھا ایک مرتبہ آواز گھوڑون کے ٹاپون کی اور
شور و غل آمد فوج کا سنکے مکان سے باہر نکلا تو اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان باتیغ و سنان گھوڑے جولان کیے سامنے سے
نمایان ہوا اور کثرت گرد و غبار سے از زمین تا آسمان زمانہ تیرہ و تار نظر آتا ہو اور آگے آگے فوج کے آسیابان آکے اپنے دروازہ
مکان پر ٹھہرا اور کھڑا ہوا شاہزادہ قاسم کو یقین کامل ہوگیا کہ یہ آتش اندازی اور فتنہ پردازی اسی بدذات ابلیس صفات
آسیابان کی ہے اور یہ سب فوج کفار تیرہ روزگار فقط میرے قتل پر آمادہ کارزار ہو کر آئی ہے بس یہ بیش خود تجویز کرکے
جھٹ پٹ اپنے ہاتھ سے اپنے گھوڑے پر زین رکھا اور بسرعت تمام اُسے کھینچکر قاش زین پر جا بیٹھا اور نظر بہ کرم کریم کارساز
کرکے یکہ و تنہا پلارک از اسیابلی چہ انگل میان سے کھینچے بمقابلہ گیاہور خون آشام جا میں شاہ ماہ پر آکر گھوڑے کو روک لیا
اور منتظر پیشدستی کا طرف فوج غنیم سے تھا دلیران فوج گیتی جناب نے جو اُس عالیجناب شاہزادۂ خاور سیاہ کو
بجان واحد مسلح اور مکمل باین شان و شوکت بر سر راہ آمادہ رزم دیکھا تمام سردار اور سوار اور پیادے اپنے دلون مین نہایت
تعجب اور متحیر ہو کر جرأت اور شجاعت پر اُس شاہزادۂ والا مرتبت کی تحسین اور آفرین کرتے تھے لیکن مقدمہ اطاعت لحد
فرمانبرداری بہت نازک ہوتا ہو سوائے اسکے وہ سب فرقہ کفار نابکار بڑے شریر اور بے پیر لعین اور بے دین
حسب الایماے گیاہور مقہور خدا ایک مرتبہ چارطرف سے ریلا اور بلوہ کرکے یہ کہتے ہوئے کہ ہان لینا لینا نہ جانے دینا
جلد ایسے شخص مغضوب بارگاہ پیغمبری کو گرفتار کرلو برچھے ترچھے کرکے اور تلوارین میان سے کھینچ کھینچ کے بر سر شاہزادۂ
رستم صولت آپڑے اور ہنگامہ جدال و قتال گرم ہوا وہ اتنچی و ہر نیزہ چہ جاے زمانہ یعنے شاہزادۂ خاور سیاہ مردانہ وار
جنگ رستمانہ کرتا مصروف کفار کشی تھا او جسطرف حملہ آور ہوتا دس دس بیس بیس کافرون کو طعمہ تیغ آبدار کرکے
واصل جہنم کرتا تھا اور چارطرف سے بارش تیر کی اُس والا توقیر پر ہورہی تھی اور ہزارون برچھے اور تلوارون کے وار
ہوتے تھے مگر افضال لایزال قادر ذوالجلال شامل حال تھا کہ ہر ایک حربے سے وہ آسمان صولت بچا اور آپ کو
بچاتا کس خوبصورتی سے شمشیر زنی کررہا تھا کہ دشمنون کی بھی زبان سے بے ساختہ صداے مرحبا نکل جاتی تھی اور
وہ شہسوار عرصہ کارزار خاور سیاہ لڑتے بھڑتے اب قریب گیاہور خون آشام کے آپہونچا لیکن کئی ہزار سوار
گرد و پیش گیاہور کے حائل اور سد راہ ہو کر مصروف جنگ تھے اس باعث سے قاسم اُسکے برابر نہین پہونچ سکتا
گر گیاہور خون آشام نے شاہزادۂ عالیمقام قاسم کو اپنی جانب متوجہ دیکھکر نہایت خائف و ترسان ہوا اور بیش خود
تجویز یہ کرکے کہ مین قاسم کو چرب زبانی اور فسانی آکے اپنا رام کرون بعد ازان جیسا کچھ موقع اور محل ہوگا سمجھونگا
بکمال ملائمت اور گرم جوشی گفتگو آشتی اور مصالحہ کی کرنے لگا اور قاسم بھی اُسکی باتون کا جواب باصواب دیتا گو
وہ پیش ہر ایک کا فریب و دغا کی حرب ضرب سے غافل نہ تھا تا کہ پیچھے سے جلیل در از ترکیب جو مع اپنی فوج سیاہ
کے وہان پہونچا تو اُسنے گیاہور خون آشام کو شاہزادۂ ظفر احتشام قاسم سے ہمکلام دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا کہ
گیاہور خون آشام چاہتا ہو کہ کسی عیاری اور مکر و فریب سے قاسم کو بلا کے گرفتار کرے اور اپنی شجاعت اور دلاوری کی
دھوم ڈالے پس گیاہور مین کیا قلعت ہو مصرع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند یہی وقت گھات کا ہو قاسم کا
ایک ہی ضرب تیغ مین کام تمام کردون اور سوچکر پشت پر سے شاہزادۂ نامور کے سر اقدس پر تلوار ماری قاسم نے جو
چمک تلوار کی دیکھی تجبی تمام اپنے گھوڑے کو جھکا کے اسکی ضرب خالی دی اور تلوار جلیل کی قاسم کے گھوڑے پر

پڑی قاسم جست کرکے گھوڑے سے جُدا ہو گیا اور ضرب شمشیر تیغہ پلارک افراسیابی کھینچا چاہا تھا کہ مہلیل کو جہنم واصل کرے کہ ایک
مرتبہ گیا ہور خون آشام نے یہ پیشدستی اور چالاکی مہلیل و ساز ترکیب کی دیکھکر بکمال غیظ و طیش باواز بلند کہا کہ اے مہلیل
یہ کیا حرکت نالائق تو نے کی تو جانتا تھا کہ یہ صید میرا ہے پھر تو نے جو پیش دستی کرکے پشت پر سے اسکے سر پر تلوار ماری تو گویا میرے
سامنے یہ اپنی شجاعت اور بانکپن تو نے دکھلایا ہے کیا میں اس سے کسی بات میں عاجز تھا مہلیل دراز ترکیب نے جواب دیا کہ
اے گیا ہور حسب الحکم سرکاری کے تو بھی آیا ہے اور میں بھی تعمیل حکم سرکار کے لیے آیا ہوں پھر اس میں پیشدستی اور پس دستی کیسی جسطرح
تو اپنی نمود چاہتا ہے اسی طرح سے میں بھی چاہتا ہوں کہ اپنا نام کروں گیا ہور نے کہا اس سے نام نہیں ہوتا بلکہ ایسی بات میں انسان
ذلت اٹھاتا ہے مہلیل دراز ترکیب نے کہا کہ اے گیا ہور میں کسی کی اپنے آگے اصل حقیقت نہیں سمجھتا جو تجھے ذلت دے غرض
اس گفتگو کا طول یہاں تک ہوا کہ نوبت سپر تلوار پہونچی اور گیا ہور خون آشام نے حالت غیظ و غضب میں بضرب شمشیر
مہلیل و ساز ترکیب کو زخمی کیا اور مہلیل نے اسی حالت زخمداری میں وار کر تیغ مارا گیا ہور خون آشام بھی زخمی ہو گیا فوج
و سپاہ نے طرفین کی جو اپنے اپنے سرداروں کو زخمی دیکھا تو سپریں تلواریں پکڑ پکڑ آپس میں آمادہ جدال و قتال ہوئے عیار
اور جاسوسوں اور ہرکاروں نے یہ حال جاکے کُنجاب سے بیان کیا کُنجاب نے یہ خبر وحشت اثر سُنکے نہایت غیظ و
طیش میں مثل مار سر و دم بریدہ پیچ و تاب کھانا اور اسی وقت قریب سالہ ستر ہزار سوار پیادے کے اپنے ہمراہ لیکر سوار ہو کر اس
میدان کارزار میں پہونچا اور باواز بلند کہکر کہ او نالائقو تمکو واسطے گرفتاری قاسم بھیجا تھا یا آپس میں کشت و خون کرنے کو
اور اپنا اپنا بانکپن دکھلانے کو ایک ایک تازیانہ مار کے دونوں کو جدا کیا بعد ازاں دونوں طرف سے فوج و سپاہ کو جنگ
و جدال سے روک کر بخیال اس مآل اندیشی کے کہ مبادا ایسا نہو کہ یہ دونوں سردار بڑے جلیل القدر میرے لشکر
کے سپہ سالار اور میرے گھر کے مختار میں مجھسے منحرف ہو جائیں بہت سی باتیں دلدہی اور دلاسے کی کرکے حکم دیا کہ صاحبو
یہی صورت و باعث زیان دولت اور میرے ادبار کی ہے جو تم سب آپس میں رزم و پیکار کرتے ہو واہ واہ اگر تمہیں ایسی
باتیں کروگے تو میں پھر کیا کرونگا اب توقف اور تساہل نکرو جسطرح سے ہو سکے نبیرہ حمزہ سامنے موجود ہے جھٹ پٹ
اسے گرفتار کر لاؤ پھر بہزار دلجوئی اور خاطر داری گیا ہور اور مہلیل کو سمت شاہزادہ خاور سپاہ متوجہ کیا اس عرصہ
میں قاسم نے جو فرصت پائی تو ایک سوار کو بضرب تیغ فی النار و السقر کرکے نیچے گرا دیا اور آپ جھپٹ تمام
اُس کے گھوڑے پر سوار ہو کے مقابلے اور محاربے میں مصروف ہوا حسب اتفاق جو وقت بموجب اظہار میر آسیابان
کُنجاب نے گیا ہور خون آشام اور مہلیل دراز ترکیب کو حکم دیا تھا کہ تم دونوں جاکے قاسم کو گرفتار کر لاؤ مرجان عیار
کہ ملکہ گوہر ملک کو کا خانہ زاد جان نثار کہیں کھڑا یہ سب حال سُنتا تھا اُسنے یہ ساری سرگذشت اور روانگی گیا ہور
خون آشام و مہلیل دراز ترکیب کی حسب الحکم کُنجاب کے تبیہ فاسد اسیری شاہزادہ قاسم کے سن و عن چار باغ
فلک حریان ادیکش میں جاکے بحضور شاہزادہ والاشان بدیع الزمان بیان کی وہ انجم و مہر ضمیر بیجاسے کارزار شاہزادہ نامدار
بمجرد استماع اس خبر ناسمود کے جوش خون خرزیزی سے نہایت بیتاب ہوکے اُسوقت سپر تلوار اپنی پکڑ کے اٹھ کھڑا ہوا
اور بیٹھ اپنے مرکب پر سرپٹ گھوڑے کو ڈالے آن واحد میں قریب اُس میدان مصاف کے پہونچکر طنطنہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچ کر آمادہ رزم اور کفار کشی کا ہوا شاہزادہ قاسم نے جو آواز نعرہ بدیع الزمان والاشان کی سُنی تو اپنے
دل میں یہ کہکر کہ اس کشتی گیر کے نوبت کُنجاب تک پہونچنے کی نہ آنے پائے کہ میں خود یکہ و تنہا چلکے اس کُنجاب کو
پکڑ لوں یا واصل جہنم کروں تاکہ یہ کشتی گیر بھی میری شجاعت و دستی دیکھکر اپنے جی میں متنبہ اور منفعل ہو مثل شیر ژیان
اپنا پیل دمان تیغہ پلارک افراسیابی کو علم کیے صفوں کو درہم برہم کرتا سمت کُنجاب چلا اس طرف شاہزادہ

بدیع الزمان نے بھی قاسم کو بحال غیظ و غضب جانب گنجاب مخاطب دیکھا اپنے جی میں کہا کہ قاسم جاہل مطلق ہوا ایسا نہو کہ
سرایت کر کے گنجاب کو جا لگے اسے یا کوئی اس سے بہتر یہ ہے کہ میں سبقت کر کے گنجاب کو پکڑوں یا جہنم واصل کر دوں یہ
کہکر جنگ رستمانہ کرتا اور کشتوں کے پشتے لگاتا متصل گنجاب کے پہونچ گیا یہ تماشا شمشیرزنی اور دلیری کا دونوں چچا بھتیجوں کی دیکھکر
گنجاب اپنے دل میں نہایت ارزان اور ترسان ہوا اور بآواز بلند اپنی فوج سے کہنے لگا کہ اے بہادرو اب تم سب انتظار
کس کا کرتے ہو جلد ان دونوں کو گرفتار کرلو یا چار طرف سے بلوہ کرکے مار لو یہ حکم اپنے مالک کا سنکے ہزاروں سوار پیادے
نیزے شمشیریں پکڑ پکڑ کے شاہزادگان والا تبار عالی مقدار یعنی قاسم اور بدیع الزمان نامدار پر گرے اور یہ دونوں بہادر بھی
کس تمکنت اور شان سے معرکہ آراے میدان کارزار تھے کہ گوش سپہر نے کبھی ایسی شمشیرزنی رستم اور سہراب کی سنی اور
نہ چشم ماہ نے کبھی ایسی جنگ و جدال گیو اور افراسیاب کی دیکھی ہوگی ناگاہ بسبب بارش تیرہاے جگردوز اور کثرت جراحت
نیزہ و شمشیر گھوڑا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا مارا گیا اور قاسم پیادہ پا ہو کر سرِ رزم تھا شاہزادہ بدیع الزمان
گرد لشکر شکن نے جو قاسم کو پیادہ پا ہزاروں سواروں میں حرب و پیکار کرتے دیکھا با دل حزین اور جان ریش نہایت
خشمگین اور غیظ و طیش میں تیغ طہمورث دیوبند کمر سے کھینچے سر پر سر اور دھڑ پر دھڑ لاش پر لاش گراتا اس میدان رزم و
کین کو طے کرکے شاہزادہ خاور سیاہ کے متصل پہونچا اور بچستی تمام اپنے مرکب پر سے کود کر شاہزادہ خاور سیاہ سے کہا کہ
بسم اللہ اے خاور سیاہ تم تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر آمادہ کارزار ہو ابھی قاسم کچھ جواب نہیں دینے پایا نہ اس
گھوڑے پر سوار ہوا ہو کہ اتنی دیر میں لشکر کفار نابکار سے کسی نیزہ دار نے ایک نیزہ شاہزادہ بدیع الزمان کے بھی
مرکب کے پیٹ میں مارا کہ وہ گھوڑا بھی چیخ مار کر زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا اور فوج بے پیر و اعداے شریر نے جو ان
دونوں شاہزادگان آسمان توقیر کو بر روے زمین پیادہ پا دیکھا ہر چہار طرف سے بلوہ کرکے محاصرہ کرلیا اور نیزہ و تیر کی
بوچھار کردی تھی اور سیکڑوں تلواریں کھینچے حملہ آور تھے اور اکثر زخم ہاے کاری بھی تیروں اور نیزوں کے جسم اطہر پر ان
دونوں شجاعان نامور کے پڑے تھے مگر ان دونوں دلاوروں کو یقین کلی ہوگیا تھا کہ آج ہم دونوں خلعت شہادت
پہنینگے مسافر ملک عدم ہونگے اور اب کوئی صورت زیست کی نظر نہیں آتی مگر اسپر بھی یہ حال تھا کہ جس طرف تلواریں پکڑ کر
متوجہ ہوتے تھے ہنگامہ قیامت اور شور یوم النشور برپا ہوتا تھا اور لاش پر لاشیں مردے پر مردہ گرتا نظر آتا تھا
اسی طرح سے تین شبانہ روز گذرے اشعار

ادھر فوج کفار اور سارے گبر　　تھے ہر طرف مثل غرندہ ابر
غلوے عدو بادلوں کا تھا شور　　کڑک برق کی تھی کمان کی ٹکور
لہو کے لگے بہنے نالے وہاں　　ہوا چار سو خون کا دریا رواں
کٹے دست و بازو کہیں پاے و بر　　تڑپتی تھیں جون مچھلیاں چار اور
نظر آتے تھے بن سر کے سوار　　سگوں کی صورت ہر اک نابکار

ادھر مثل شیران دل ارجمند　　ادھر ہی دونوں شہزادے نیک بخت
وہ سپریں تھیں کالی گھٹائیں سی ان　　چلتی تھیں تلواریں جون بجلیاں
جھڑی سی لگی ان پہ تھی تیر کی　　ہر اک سمت تھی چھاری تیر کی
ہزاروں ہی سپر میں اک شست　　کبھی پھرتی تھیں ہچیان سنگ و خشت
ہوئی موج خون صورت موج آب　　ہر اک کا سر بشکل حباب

اسوقت شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا یہ حال ہوا
کہ جب لڑتے لڑتے شدت تشنگی اور گرسنگی اور کثرت زخم ہاے کاری سے طاقت شمشیرزنی اور کفار کشی کی مطلق باقی نہ رہی
تب حالت اضطراب میں باچشم اشکبار بحضور قلب اور خلوص نیت سے بجناب باری دست دعا دراز کرکے التجا کرنا
شروع کی کہ اے خداے قادر و ذوالجلال و الاکرام اگر وقت مرگ ہمارا آپہونچا اور رشتہ حیات ہمارا منقطع ہو چکا ہے تو بیت
سر رفتنی تو بہتر نصیب * ہرچہ آید بسر من بنصیب * مرنے اور مارے جانے کا کچھ غم اور رنج نہیں ہے بلکہ
بلکہ یہی استدعا اور التجا باری ہے کہ بدرجہ شہادت فائز ہوں ورنہ صدقہ اپنی وحدانیت کا اب اس

کشاکش سے نجات دے یکبار دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور تیر دعا اُن دونون بہادرون کا بدرجۂ اجابت پہونچا یعنی
از سپیدۂ بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ سر گرد با سمان رسیدہ باے گرد بزمین وز دیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف
عروسان ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار نمدپوش بکمال جوش و خروش یہ نعرہ
کرتا ہوا شعر کہ یا سام نریمان پیکر مردانہ میکوشم بہ بدست جنگ چون شیر نیستانی نمدپوشم ہمہ ای کفاران عیار و ای نابکاران
پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و شناسد کہ منم نقابدار نمدپوش ہوا خواہ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم
لعل خفتان خون ریز خاوری یہ کہکر مع چالیس ہزار سواران نمدپوش جب حملہ آور ہوتا ہے چالیس ہزار تلوار کا جھٹکا سوار
و پیادگان فوج کفار پر برابر پڑتا ہے اور چالیس ہزار سر جدا و چالیس ہزار دھڑ جدا ایک قلم قلم ہو کر خاک و خون مین
تیرتے پھرتے ہین بڑی عظمت و جرات اور شوکت و شان سے قتل عام کرتا متصل شاہزادۂ بدیع الزمان و ملک قاسم
کے پہونچا اور دونون بہادرون کو بکمال گرم جوشی و کمال اتحاد آمیز دو گھوڑے برق آہنگ صبا رفتار با ساز و یراق
مکلل بزمرد بجواہر طلب کر کے سوار کر دیا اور تا غروب آفتاب لشکر گیتی تاب سے مقابلہ و مجادلہ رہا بعد ازان شاہزادہ
بدیع الزمان اور قاسم کو بخوبی تمام او باطمینان لا کلام اُس فوج کفار کے بلواے عام سے نکال سکا اپنے ہمراہ
لیے سمت ایک دامن کوہ کے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر اپنے لشکر کا قیام کیا اور اپنے خیمہ مین لا کے تیاری دعوت
مین مشغول ہوا جب کہ دونون شاہزادے تناول طعام سے فارغ ہوئے اور دو چار پیالے شراب کے پی کے دونون
بہادرون کو ایک سرور حاصل ہوا اُسوقت نقابدار نمدپوش نے ہوا خواہی قاسم بے ساختہ یہ کلام کہا کہ فی الحقیقت
خیاط ازل نے جامۂ شجاعت ذات پر شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کی قطع کیا اور قاسم جو کچھ دعوی رستمی او تہمتنی
کرے سب برحق اور بیجا ہے ای بدیع الزمان تو اس ملک باختر مین کس لیے آیا تھا بدیع الزمان نے جواب دیا کہ مجھے بھی کمبختی
کی یہان لے آئی تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ دعوے یہ رکھتا ہون کہ جب تک لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان ظفر
احتشام امیر حمزہ عالیمقام اِس سرزمین مین نزول اجلال اور ورود اقبال فرماے مین بحول و قوت پروردگار عالم تمام
باختر کو مسخر کر لونگا اور یہی عہد و پیمان دل سے رکھتا ہون کہ جو کوئی اِس ملک مین کارنمایان مجھسے زیادہ کر جاے وہی
نامور اور دلاور اور شجاع روزگار ہے بس اتنا کہنے ازبسکہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو گفتگو سے ہوا خواہی قاسم سے
جو نقابدار نے کی تھی دل مین ایک ملال پیدا ہوا تھا اُسی وقت نقابدار سے رخصت ہو کر بیٹھا اپنے مرکب پر سمت
چار باغ ملک حیران دیوکش روانہ ہوا اور تھوڑی دیر مین عرصہ راہ کو طے کر کے چار باغ ملک حیران دیوکش مین پہونچا
اور ملکہ گوہر ملک کے ساتھ عیش و طرب مین مشغول ہوا بعد رخصت ہونے اور اٹھ آنے شاہزادۂ بدیع الزمان
کے نقابدار نمدپوش نے شاہزادۂ قاسم سے کہا کہ مین ہوا خواہ تیرا ہون لیکن مین تجھسے پوچھتا ہون کہ بدیع الزمان
نے تو اگر کوئی افتاد یعنی بدی کی پڑ جاے اپنی آسائش و آرام کے واسطے ایک مقام چار باغ ملک حیران دیوکش کا کہ
وہان فی الحقیقت بڑی جگہ حفظ و امان کی ہے تجویز کر لیا اور قرار دیا ہے تو بتا کہ اگر خدا نخواستہ کوئی ایسی افتاد پڑ جاے
تو کہان جا کے رہیگا قاسم نے کہا مین بے مکان ہون نقابدار نے کہا تجھے لازم ہے کہ پہلے اپنے رہنے کے لیے کوئی مکان
مہیا کر لے بعد اسکے کفار کشی اور جہاد کا ارادہ کرنا اور نہین تو بہت خراب ہوگا شاہزادہ خاور سپاہ یہ کلمہ خلاف مزاج
اپنے نقابدار سے سنکے نہایت کشیدہ خاطر اور مکدر ہو کے اٹھکر کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہوا کہ اب مین اسوقت مکان
اپنے آرام کے واسطے تجویز کیے لیتا ہون جھٹ پٹ مرکب پر سوار ہو کے ایک سمت کو روانہ ہوا ہر چند نقابدار
نے کہا کہ ای خاور سپاہ ٹھہر ذرا توقف کر اچھا جانیو قاسم وہ جاہل مطلق ہے اُسنے کہنا نہ مانا اور اپنے راہوار کو

گرم رفتار کے دو شبانہ روز برابر چلا گیا روز سوم دور سے ایک پہاڑ بہت بڑا اور اُس پہاڑ پر ایک قلعہ فلک فرسا نمودار ہوا قاسم اُس پہاڑ پر اور اُس قلعہ کو دیکھا ایک اونچے ٹیکرے پر چڑھ گیا اور وہاں سے اُس پہاڑ اور اُس قلعہ کی طرف جو بغور خیال کیا تو دیکھا کہ زیر کوہ ایک غول آدمیوں کا برہنہ اور اکثر ان میں چوڑے ہیں بہت سے بیٹھے رو رہے ہیں اور اوپر قلعہ کے ایک غول مسلح اور مکمل ہنستے اور قہقہے مارتے کچھ مال اور اسباب آپس میں تقسیم اور حصہ کر رہے ہیں قاسم نے جانا کہ بے شبہ و شک یہ لوگ زخمی اور مجروح باسم عریان زار و پریشان کوئی سوداگر ہیں کہ ساتھ کے معلوم ہوتے ہیں اور یہ مجمع سرہنگوں اور سرکشوں کا ہے جو مال و اسباب لیے ہنستے اور قہقہے مار رہے ہیں باہم کچھ لین دین کر رہے ہیں شاید قطاع الطریق اور قزاق ہیں القصہ شاہزادہ یہ سمجھکر اُس ٹیکرے پر سے نیچے اُترا اور آہستہ آہستہ زیر کوہ اُن لوگوں کے قریب جو ننگے اور زخمی بیٹھے تھے پہونچکر پوچھنے لگا کہ صاحبو تم کون ہو اور تم سب کو اسطرح لوٹ کر کسنے عریان کر دیا اور زخمی کر دیا ہے ان سبھوں نے قاسم کو دیکھکر کہا کہ ای جوان واسطے اپنے دین و ایمان کے اپنی نوجوانی پر رحم کر اور جلد یہاں سے کہیں بھاگ جا خدا نہ کرے اگر یہ قزاق تجھے دیکھ لینگے تو یہ گھوڑا اور سب اسباب تیرا چھینکر تجھے زندہ نہ چھوڑینگے جب ہم لوگوں کو کہ کئی ہزار کا مال قافلہ میں تھا زبردستی سے لوٹ لیا اور زخمی کیا تو تیری کیا حقیقت ہے قاسم نے اُن لوگوں سے کہا کہ تم سب خاطر جمع رکھو میرا گھوڑا اور اسباب وہ قزاق ملعون آنکھ بھی اُٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تم یہیں سب بیٹھے رہو دیکھو کہ میں تمہارا سب کا مال و اسباب ان قطاع الطریقوں سے ابھی پھیروائے دیتا ہوں اس عرصہ میں اُس قطاع الطریق نے کہ نام اُسکا خسرو قزاق تھا قلعہ پر سے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کو دیکھا اور دو جوانوں کو اپنے ساتھ والوں میں سے اشارہ کیا کہ ہاں جلد جاؤ اور یہ جو نوجوان گھوڑے پر سوار کھڑا ہے اُسکا گھوڑا اور سلاح وغیرہ اسباب لیکر جلد میرے پاس چلے آؤ وہ دونوں جوان سپریں تلواریں لیکر قلعہ سے نیچے اُترے اور شاہزادۂ قاسم سے بآواز بلند یہ کہنے لگے کہ ای نوجوان تو اپنی سب پوشاک اور ہتھیاروں کو اور گھوڑے کو ہمارے حوالے کر دے اور جدھر تیرا جی چاہے بدو گوشش و یک بینی چلا جا ورنہ یہ اپنے دل میں خوب سمجھ لے کہ مفت نقد جان بھی تیرے ہاتھ سے جائیگا یہ کہتے ہوئے برابر شاہزادہ کے نزدیک پہونچے اور چاہتے تھے کہ لپٹ کر پکڑ لیں قاسم نے اپنے مرکب کو چھوڑ کر تیغہ پلارک افراسیابی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ او نادان کیا بکتے اور گوہ کھاتے اور جھک مارتے ہو بس ساتھ اتنا کہنے کے دونوں نے ایک نے داہنی طرف سے اور ایک نے بائیں طرف سے چمک کر تلواریں برسر شاہزادۂ والا قدر ماریں اور قاسم نے بھپتی تمام بفن سپہگری داہنے ہاتھ سے داہنے سوار کے اور بائیں ہاتھ سے بائیں سوار کے تلوار کی باڑھ بچا کے بند دست کو پکڑ کے ذرا جو فشار دیا تو دونوں کی تلواریں ہاتھ سے چھوٹ کر علحدہ جا گریں اُسوقت اُس شجیع دہر شاہزادۂ قاسم نامور نے دونوں کے کمربندوں میں ہاتھ ڈال کے پہلے زور میں قاش زمین سے اُٹھا لیا اور دونوں ملعونوں کو سر پر چیسا کے پھر دے زمین مارا کہ دونوں نقش زمین و پیوند زمین ہو گئے خسرو قزاق قلعہ پر سے یہ جرأت اور زور و طاقت شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کی دیکھکر اپنے دل میں بہت خائف اور ترساں ہوا اور جی میں یہ خوب سمجھکر کہ وہ جو نبیرہ زادہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کا نام میں سنا کرتا تھا شاید یہ وہی شخص ہے اپنے مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ پکڑ کر بمقابلہ شاہزادۂ قاسم آیا اور یہ کہکر کہ باش ای اجل رسیدہ غضب کیا تو نے میرے دو جوانوں کو ہلاک اور پیوند خاک کیا اب میں تجھے کب زندہ اور سلامت یہاں سے جانے دونگا برچھا سینہ بے کینہ شاہزادۂ قاسم پر مارا قاسم نے بھپتی تمام اُسکے نیزے کو گلوگاہ سے پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پھر قاسم نے ڈانڈا اُسی نیزے کی اس زور سے خسرو قزاق کے سر پر ماری کہ خسرو قزاق اُسکی ضرب سے چرخ مار کر گھوڑے پر سے چاروں شانے چت زمین پر گر پڑا اور قاسم مرکب پر سے جست کر کے اُسکی چھاتی

پر جا بٹھا کر اُسے ذبح کروا دے ایک مرتبہ خسرو قزاق نے کہا اے بہادر معلوم ہوتا ہے کہ یہ زور طاقت تیرا دین ہی کے سبب برکت
اور تائید تیرے دین و ملت کی ہے بس جو تیرے دین کو قبول کرے وہ کیا ہے۔ شاہزادہ قضا و سپاہ نے [illegible] لیا وہ
از سر صدق کلمہ پڑھ کے اُس چاہ کفر و ضلالت سے نکلا اور بسر چشمہ ہدایت پہنچا تا ہم اُسکی چھاتی پر سے اتر کر علیحدہ ہوا
اور اُسنے زمین پرستش [illegible] عرض کیا کہ اے شہریار میں نے تو بصدق دل حلقہ غلامی کا اپنے کان میں ڈالا ہے
بجان و دل اطاعت تیری قبول کی لیکن اب امیدوار ہوں کہ از راہ بندہ نوازی اپنا نام تو مجھے بتا دے۔ شعر جو نہی کہ [illegible]
دام تو ام [illegible] درم ناخریدہ غلام تو ام ہم قاسم نے نام اور حسب و نسب سب اپنا بیان کر کے فرمایا کہ میں نبیرہ [illegible]
قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کا ہوں خسرو قزاق نہایت شادان و خندان شاد ہوتا اور [illegible] شاہزادہ قاسم کو
اپنے ہمراہ بالائے کوہ اُس قلعہ میں لیگیا اور بارہ ہزار اپنے ہمراہی سواروں سے کہا کہ یارو میں نے تو اطاعت اور
فرمانبرداری اس بہادر کی قبول کر کے ملت بیضا دین اسلام قبول کیا جسکو میری رفاقت کرنا منظور ہو کلمہ شہادت
پڑھ کے مسلمان ہو میرے ساتھ رہے اور جسکو نہ منظور ہو وہ جہاں چاہے ابھی چلا جائے مجھے کچھ واسطہ اور سروکار
نہیں سبھوں نے کہا کہ اے خسرو قزاق ہم سب تیرے رفیق اور تیرے تابعدار ہیں جو تو نے قبول کیا ہمکو بھی وہی منظور ہے
خسرو قزاق نے باواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اُن سبھوں نے بصفائی نیت کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا جب تمام اپنے
ساتھ والوں کو مسلمان کر چکا تب خسرو قزاق نے تیاری دعوت اور محفل رقص و سرود آراستہ کی قاسم نے
تمام مال اور اسباب اُن سوداگروں کا جو بہت اور اکثر زخموں میں چور زیر کوہ بیٹھے تھے خسرو قزاق سے واپس کرا کے
دلوا دیا اور وہ سب قاسم کو دعائیں دیتے اپنے ملک اور دیار کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں قاسم نے یہ قلعہ
گویا اپنی آسائش اور آرام کی جا تجویز کر کے دل میں کہا کہ اب فوج کشی پر سرگنجاب کیا چاہیے اور خیال کر کے نگہداشت
ملازم سوار و پیادوں کی جاری کردی اسکو تو ابھی یہاں فوج و سپاہ میں رہنے دیجیے

اب تتمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان مع ملکہ گوہر ملک چاہ باغ ملک سعربان دلکش میں مصروف عیش و طرب ہو کر رہنے لگا تو
ایک روز کی نقل ہے کہ ملکہ گوہر ملک نے صبح سے اُس باغ میں لب نہر تختوں کا فرش امیر سطر نجیان و چاندنیاں بہت تکلف
بچھوا کے سوزن ستارا گرد گرد لگوا دیا اور ایک شگیرہ جواہر دوز با سلاک اسے مروارید وہاں استادہ کر کے
زیر شگیرہ ایک پلنگ جواہر نگار بہت پر تکلف پیچ بندوں سے کسا ہوا اسکے پرچھائے نرم نرم دھرے ہوئے آگے اسکے
ایک مسند زرتاری گاؤ تکیہ بہت بھاری لگا ہوا عطردان پاندان چنگیریں و گلدستے قرینے قرینے سے چنے ہوئے ہزار
بارہ سو ڈالیاں میووں کی ہزار بارہ سو چنگیریں پھولوں کی رکھی ہوئی کشتیاں شراب اور گلابیاں کی پیالے
الماس تراش کے ہوئے توڑے چڑھے ہوئے ملکہ مسند پر مع شاہزادہ عالیمقام اجلاس فرمائے اور حسین جلیسین
ہمدمین ہمرازین مصاحبین خواصین ملازمین سب گرد پیش با ادب بیٹھی ہوئی سامنے کچھ طائفے کلاونت بچوں کے دو ایک
بھروپیے کچھ طائفے کشمیری بچوں نقال بچوں کے کچھ گائنیں حاضر صحبت ناچ و رنگ کی تھیں دور شراب کا چل رہا تھا
حسب اتفاق ایک لونڈی شبو نامی کہ بڑی زبان دراز اور بدذات قدیمی ملکہ کی تھی وہ بھی شریک صحبت تھی کاروبار کر رہی
تھی اور ملکہ گوہر ملک کو آتشہ صہبائے محبت میں شاہزادہ والا قدر کے ساتھ [illegible] ہم آغوش
بیٹھے دیکھکر جل جل کر بار بار ہر ایک سے کہتی تھی کہ دیکھو کیا غضب ہے دیکھو تو پیغمبر زادی نے کیسی حیا و شرم اٹھا دی
ہے اور کیسی بیباک اور بے خوف اور نڈر ہوئے عمل کھیلی ہے کہ جو شخص دشمن خداوند تھا اور برباد کنندہ

وہیں اور مخزن سرکار اور عدو پیغمبر مرسل کا ہو اُسے جاکے کہان سے اپنے ساتھ رکھا اور کیسے کیسے زبا چلتر کرکے
کیسے کیسے مکر و فریب سے جو چھپا لے۔ اتون کا گھر مین بلا بلا کے رکھا جب حال کھل گیا تب آپ گھر سے نکل اس بان
باغ مین اُسے لاکے کھلاتی اور حیثیت کرتی کچھ اسے نہ تو قہر خداوندی کا دھیان ہی نہ اس سے اپنے سنگیتر جبرئیل
درگاہ یاقوت شاہ کا کھٹکا اور خطرہ کردہ شرپا نہ واقف کہ تیرا کیا ہے کیون باپ اپ رسوائی کو نادان درپئے ہر چند کہ
اور سب لونڈیان ساتھ والیان منع کرتی اور سمجھاتی تھین کہ نیک بخت کیون اپنی ناک چوٹی کے پیچھے پڑی ہو ابھی
کوئی جاکے ملکہ سے کہہ دے گی تو وہ کیا جانے تیرے ساتھ کیا سلوک کرینگی مگر وہ علامہ کسی روز گار کسی کا کہنا اور سمجھانا
نہین مانتی تھی بلکہ کہتی تھی کہ صاحب مین کٹنی نہین ہون یہ کیسا پنے کی باتین تھین سب کو مبارک رہین ابھی یہی باتین
یہان ہو رہی تھین کہ وہان ملکہ گوہر ملک نے پکار کے کہا کہ شبو ذرا تو میرے پاس آ اس شامت زدہ اجل رسیدہ
نے مارے بدذاتی کے جواب نہ دیا دوبارہ ملکہ نے کہا کہ شبو مین تجھے بلاتی ہون تو نے سنا نہین یہان جا اور آسکی
ساتھ والیان تھین آنکھون سے یہ کہتے کہ شبو تو آج دیوانی کیون ہو گئی ہی ملکہ عالم پکارتی رہین جواب نہین دیتی نہ وہان
جاکے حاضر ہوتی ہی غرض بہزار خرابی اور دشواری اُسے ملکہ کے پاس بھیجا ملکہ گوہر ملک تو نشۂ عشرت مین مدہوش
اور خود فراموش تھی پھر اسکے دیر مین آنے اور جواب دینے نہ دینے کا خیال نہ کیا شاہزادۂ با اقبال کے گلے مین ہاتھ
ڈال کے اُسکی جانب مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ شبو شاہزادۂ عالم نے تجھے یاد کیا ہی اور فرماتے ہین کہ اُس وقت رہین
کیچکی کی شراب بہت تحفہ تیار ہوئی ہی اُسمین سے دو چار گلابیان لاکے پلا ہم تجھے خلعت دینگے اُس قحبہ کے منہ
سے بے ساختہ نکل گیا کہ صاحب زادی اتنا ہی کم کھیلنا اچھا نہین یہ کیسا ظلم ہی کہ منگیتر تیرا پیرزادہ یاقوت شاہ جبرئیل ہوگا
بڑا ایسا خداوند مجید ہزار ملک باختر کا سسر اتیرا خداوند تھا ایسا باپ پیغمبر مرسل ایک زمانہ تجھے پیغمبر زادی
اور ولی نعمت اپنا سمجھکر عتبۂ دولت پر جبہ سائی کرتا ہو اور تو نے اس خانہ برانداز فتنہ ساز مفسد بیدرد دشمن
خداوند اور اپنے باپ کے عدو کو اپنے گھر مین لاکے جلوہ کیا کیا تجھے اپنے باپ کی حرمت اور آبرو کا پاس اور
لحاظ اور قہر خداوندی کا کھٹکا اور اندیشہ نہین ہی یہ بے حیائی اور بے شرمی تو تجھے نہ چاہیے اور یہ تیری سب صحبت
والیان مشاطہ کٹنیان ہین یہ تجھے بہت سا خراب کرینگی بس اتنا کلام اُس شبو تیرہ انجام کی زبان سے نکلنا تھا کہ ملکہ
گوہر ملک کا سارا نشہ ہرن ہو گیا اور ایک آتش غضب کا نون بسینے مین جو مشتعل ہوئی تو دود بدماغی دماغ جان سے اٹھا اور
مانند زلف و کاکل اپنی کے پریشان ہو کے وہ جو گلابی لعل شراب ناب سے اُسکے ہاتھ مین تھی پہلے تو اُسکو کھینچکر شبو کے منہ پر
اس زور سے مارا کہ وہ گلابی ٹوٹ کر تمام کرچین اُسکے دماغ مین پیوست ہو گئین اور خون جاری ہوا بعد اُسکے خواصون سے
کہا کہ ارے ہان لینا لینا اس قحبہ کو پکڑ کر اسکی زبان تو قطع کر ڈالو اسنے مجھے کیا کہا اور لاو کشان کشان میرے پاس
کرین اُسے باندھ کر کوڑے مارتے مارتے اسکا پوست تمام جسم کا کھینچ لون اور سزائے اعمال کو پہونچا دون خواصون نے
دوڑکر اُسکو چوٹیان گھسوٹنے لاتین مارنا شروع کین شاہزادۂ بدیع الزمان نے ہان ہان کرکے سب کو روکا اور ملکہ گوہر ملک
کو اپنے گلے سے لگا کے خوب سا سمجھایا کہ ملکہ کیا کرتی ہو کیا کرتی ہو انجام کو دیکھو غصہ حرام ہوتا ہی دور کرو جانے دو
پھر کہ لینا جاؤ سر کی قسم اسوقت طرح دیجا وُ غرض خدا خدا کرکے اُسکو وہان سے ہٹا دیا اور ملکہ کی بہت سی
دلجوئی اور تسلی کرکے وہ غصہ رفع کرا دیا اور اُسی طرح سے سرمست جام نشاط اور مصروف محفل انبساط ہوئے

قصہ حال اس شبو تیرہ بخت بد افعال سے گذارش کیا جاتا ہی

اُس مکارہ نے درد اُٹھا چار پہر اگے اور ہاکی خانے سے مراکو بلاکے کہا کہ مجھے ملکۂ عالم نے ایک کام سے لیے اپنی

اماں جان ملکہ غنچہ خاتون کے پاس پہنچی ہو تو مجھے بہت جلد پہونچوا دو مین بہت سا اُن مرد ہو دونگی ... نے جھٹ پٹ کہارون
کی بٹھا دی اور ایک محافے مین اُسکو سوار کر کے کوئی ڈیڑھ پہر دن باقی ہوگا روانہ کر دیا اور کہارون کی طرح اُسے لیے ہوئی پرچھائیان
... وہ مین بیلی کرتے اُڑے سے چلے جاتے تھے اور وہان محل مین غنچہ خاتون کو یہ حال تھا کہ ... سے منعقد کو جو ملک
ان سے رخصت ہوئی اور یہان سوار ہوکر چار باغ مین تشریف لائی ہر لحظہ غنچہ خاتون ... دروازہ کو دیکھا کرتی ہے
اور ہر ایک سے گھبرا گھبرا کے پوچھتی ہو کر ہو اب تک کچھ لڑکی کی خبر نہیں آئی ... جیسی ہو جیسے کھانا پینا
بات کرنا کچھ خوش نہین آتا جب تک اُسکے پاس سے کوئی آدمی خبر لیکر نہین آتا سین کوئی دو تین گھڑی رات گئی ہوگی
کہ وہ کہار ڈاک والے شبو کی سواری لیے ہوئے ڈیوڑھی ملکہ غنچہ خاتون پر پہونچے اور محل ... نے یہان تحقیق کرکے اُس
کی سواری اور کہان سے آئی ہی اندر جاکے عرض کی کہ قربانت شوم ہمیر زادی کے پاس سے شبو خواص قبیلی آئی ہی ملکہ
غنچہ خاتون نے نہایت خوش ہو کے کہا کہ اُسے جلد اُسے لاؤ باہر سے محل دار نے باہر ... شبو کو اتر وا لیا ... پوچھا
کہ شبو خیر تو ہی اِس تعجب سے یہان تو کچھ ذکر نہ کیا اپنا منہ لبولبان چادر سے چھپائے اندر محل کے چلی اور پہنچتے ہی ملکہ غنچہ خاتون
جاکے مجرا کیا غنچہ خاتون نے پوچھا کیون شبو کہ ملکہ گوہر ملک کا مزاج کیسا ہی اور اس وقت تجھے یہان بھیجا ہی ... اُس
مشفق بذات شبو نے ابھی اتنا ہی کہ ... سے نکالا تھا کہ ای ملکہ عالم داد بیداد فریاد ہاے مین کیا رسوائی بیان کرون یہ دیکھیے
کرنیکا بدلہ جو ہی بہن سے کونسی بات بُری کہی تھی جو صاحبزادی نے میرا یہ حال کیا ملکہ غنچہ خاتون تو بڑی وقت زمانہ دیدہ
ہو اُسنے کچھ اپنے جی مین سوچکر کہا دم لے خبردار ابھی کچھ منہ سے نکالنا مین تیرا حال ... مفصل علحدہ مشغولی ہو کے ایک
بجرو بالا خانے پر تھا وہان ملکہ غنچہ خاتون شبو کو ہمراہ لے گئی اور سب کو ممانعت کردی کہ خبردار میرے پاس کوئی
نہ آئے بعد ازان وہان لیجاکے اِس شبو سے پوچھا کہ اب بیان کر اُسنے ... احوال ... شہزادہ بد اقبال کا ہمیشہ رات دن
کے آنے کا اور ملکہ گوہر ملک کے یہان سے جانے اور راہ مین سے شاہزادہ بدیع الزمان کو باغ مین لیجا کے
صحبت نمبر رنگ اور مے نوشی کی برپا کرتا اور بوقت ... شراب کے اپنا جواب دینا سب کا سب بیان کیا ملکہ
غنچہ خاتون کی ہر چند کہ آنکھون کے سامنے ایک اندھیرا سا آگیا تھا مگر بخیال اِسکے کہ مقدمہ بیٹی کا ہی ایسا نہو یہ حرامزادی
بیسوا لونڈی تو ہی ہی کہین کسی سے ذکر کرے تو موجب رسوائی کا ہوگا برابر سے ایک خنجر اُسکے پیٹ مین مارا کہ
وہ تڑپ تڑپ چیخ مارکر گر پڑی اور دم بھر مین پھڑک پھڑک کر جہنم واصل ہوگئی بعد اُسکے اُسی غیظ و غضب مین بھری کوٹھے پر
سے نیچے اتری اور ساعت بھر توقف کرکے سوچی کہ اب کیا تدبیر کرون خواصون سے کہا کہ ارے کوئی جاکے
ڈیوڑھی پر محلدار سے کہدو کہ کسی چوبدار کو بھیجکر میرے دونون خانہ زاد قاتل زنگی اور مقاتل زنگی ... سلامیون
کو جلد بلالائے اور حسب الحکم ایک خواص نے محلدار کو حکم پہونچایا اور محلدار نے چوبدار کو بطلب قاتل اور مقاتل
اُسی دم بتاکید تمام روانہ کیا اب حال سنیے اِن دونون حبشی ہونے کا کہ قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون خانہ زاد
موروثی غلام زر خرید ملکہ غنچہ خاتون کے تھے اور بہت چھوٹے چھوٹے صغیر سن تھے جب سے یہ مول لیے گئے تھے
اور جس دائی کا دودھ ملکہ گوہر ملک نے نوش فرمایا ہی اُسی کا دودھ اُن دونون کو پلوا کے بڑے ناز و نعم سے
اُنکو پرورش کیا ہی اور اب یہ دونون بڑے زبردست اور قوی ہیکل تنومند جوان دلاور اور شمشیر زن ہوئے ہین
اور چالیس چالیس ہزار سوار اُنکے پاس نام سرکار سے ہین کہ وہ سب مطیع اور فرمانبردار ملکہ غنچہ خاتون کے ہین کچھ سبب
سے اُنکو سروکار نہین ہی نوکری چاکری اطاعت اور جان نثاری مین ملکہ غنچہ خاتون کی رہتے ہین قصہ مختصر یہ کہ
جسوقت اِس چوبدار نے جاکے ابلاغ حکم کیا اُسی دم وہ دونون مسلح اور مکمل ہوکر اپنے اپنے مرکبون

پہ سوار ہوئے اور ازبسکہ بچپن سے بطور فرزندون کے پرورش پائے ہوئے ہین تو نہ اُنکا پردہ نہ ملکہ غنچہ خاتون کرتی ہین نہ
ملکہ گوہر ملک یہ دونون ڈیوڑھی پر آن کے بیساختہ اندرون محل پہونچے اور ملکہ غنچہ خاتون کو مجرا کیا اور دونون نے
عرض کی کہ خانہ زادون کو کیون یاد فرمایا ہے ملکہ غنچہ خاتون نے اُن دونون کو علیحدہ لیجا کے کہا کہ بیٹے تم دونون مجھے کہو
کہ تم خانہ زاد اور فرمانبردار کسکے ہو اگر مجھسے اور پیغمبر مرسل سے کوئی رنجش درمیان مین آجائے تو تم تعمیل کسکی کروگے انہون
نے عرض کیا کہ خانہ زاد آپکے ہین ہمکو پیغمبر مرسل سے کیا واسطہ آپ کی نسبت سے ہم اُنکو بھی اپنا ولی نعمت اور مالک جانتے
ہین ابھی آپ جسکو حکم دین ہم اُسکا سر کاٹ لائین غنچہ خاتون نے کہا کہ خیر معلوم ہوا اب تم سنو ماجرا یہ ہے کہ ملکہ گوہر ملک تو ابھی
محض بچہ نادان کچھ نشیب و فراز زمانے کا جانتی نہین وہ کیا جانے کہ نیک کیا ہے اور بد کیا ہے یہ میسوا مین صحبت والیان
صاحبزادیونکو جس راہ پر چاہین لگا دین اور جو چاہین سو یہ کرین یہ تو ایک داستان طولانی ہے مختصر مطلب مین تمسے کہتی ہون کہ
وہ جو تمنے سنا ہوگا کہ حکیم فاردس نے ایک شخص کو اپنا بیٹا کیا تھا اور حکیم بدیع اُسکا نام تھا اور اُسکو شدہ شدہ بذریعہ معالجہ ملکہ
یہ رتبہ اور مرتبہ اس سرکار سے بہم پہونچا کہ مقرب خاص گنجاب ہوا اور اُسنے جابرین قہرمان عجم کی کمان کو توڑا اور
نستورین نستار پہلوان قدرت کو مارا اور گنجاب نے بلند اقبالی کا خطاب اُسکو دیا پھر اُسنے وہ فساد بپا کیا کہ شبخون
مارے اور کیسی کیسی خونریزیان کین غرض بجے کون شاید آن بذات محبت والیون نے آپس کی تقریب کرکے ملکہ گوہر
ملکسکو کیا جانیے کیونکر ورغلانا اور اُسے نوکر رکھوا کے چارباغ ملک عریان مین شاید اب گوہر ملک کا ہم صحبت کیا
ہے تو یہ بات غیرت کی ہے مین چاہتی ہون کہ تم دونون جاکے وہ زندہ اگر ہاتھ آئے تو پکڑ لاؤ اور نہین تو اُسکا کاٹ
کے میری لڑکی کو مجھ تک پہونچا دو قاتل زنگی مقاتل زنگی دونون نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ ملکہ عالم آپ ہماری
مالک ہین اور ہم آپ کے زرخرید غلام آپ کو تو ہم کچھ جواب نہین دے سکتے ہان اگر پیغمبر مرسل ایسا کلمہ زبان پر
لاتے تو ہم اُنسے البتہ کچھ کہتے بھلا آپ انصاف تو کرین کہ کہان تو وہ ایک مصیبت زدہ مرد مفلوک غریب الدیار غریب الحال
عاجز و ناتوان بدیع الزمان اور کجا ہم دونون خانہ زاد آپ کے ہمکو یہ امید تھی اور یہ دعوی تھا کہ اگر ایک بار حکم
ہوتا تو ہم ملک بربرین امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر کا جاکے مقابلہ کرکے اور وہان سرفروشی اور جان نثاری
کرکے کچھ نام پیدا کرتے مگر حیف صد حیف کہ قدردانی اور جوہر شناسی دنیا سے اُٹھ گئی اور سوا اسکے آپ سے
بھی کچھ اسکا گلہ شکوہ نہین آپ پردہ عصمت مین بیٹھنے والی عورت ذات آپ کو ہماری شمشیر زنی اور شجاعت اور
حرب کا حال کیا معلوم ہو یہ تو جو کوئی مرد مردانہ والا اور بادشاہ یا کوئی رئیس ہوتا تو وہ اِن ہماری باتون کو
اور ہماری حرمت اور عزتون کو سمجھکر حکم دیتا تو یہ خاک چاٹے کہ ہم گستاخانہ آپکے سامنے عرض کرتے ہین کہ اول
تو جسوقت ہم یہان سے کوچ کرینگے اُسی وقت بدیع الزمان کو خبر پہونچے گی اور وہ ایسا نادان نہین وہ بڑا مآل
مآل اندیش ہے جسوقت کہ وہ ہمارا دونون کا نام سنیگا اُسی وقت وہ چارباغ سے سوار ہوکے ہزار کوس پر نکل جائیگا
دوم یہ کہ فرض کیا جئے وہان جاکے پکڑ لیا یا اُسکا سر کاٹ لیا تو کیا نمود اور عزت ہماری ہوگی بھلا بدیع الزمان
بیچارے کی یہ حقیقت ہے جسکے اوپر ہم اسی ہزار دلاور نامدار زنگیان مردم خوار کو لیجائین غرض آپ مالک ہماری
ہین جو چاہین وہ فرمائین ملکہ غنچہ خاتون نے دونون کی بہت سی خاطر اور تعریف کرکے کہا کہ بیٹا مین جانتی ہون کہ
تم ایسے ہی بہادر ہو لیکن یہ مقدمہ میری عزت اور آبرو کا ہے بھلا تم اپنے جی مین سمجھکے مجھے جواب دو کہ بیٹی کی
آبرو ریزی اور میری جدائی جیسی رسوائی ملکہ گوہر ملک کی ویسی میری ہوئی پھر بھلا سوائے تمہارے مین
اور کسکو کہون کہ راز فاش اور پردہ دری ہونے پائے اور مطلب ہوجائے اور جسطرح سے بنے ملکہ گوہر ملک

میرے پاس آسنے جب ملا حضیہ خاتون نے اس طرح سے کر رشکر کہا اور خوب سا سمجھایا تب قاتل اور مقاتل دونون حبشی نے ملکہ
سے یہ کہا کہ بہت خوب اگر یون آپ فرماتی ہین تو کیا مضائقہ فانہ زادابھی جاکے زندہ بدیع الزمان کی مشکین باندھ کے و
پیغمبرزادی کو سوار کراکے حضور مین لیے حاضر ہوتے ہین جھٹ پٹ رخصت ہوے اور باہر نکل کے مع اسی ہزار اپنے ہمراہیون
حبشیون کے سوار ہوے اور بیرنین بیچے یا اکر سمت چار باغ روانہ ہوے اور صبح ہوتے ہوتے دروازہ چار باغ پر پہونچے
بعد ازان فوج کو دروازہ چار باغ پر چھوڑ کر قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون اندرون باغ تبلاش ملکہ گوہر ملک اور
شاہزادہ بدیع الزمان کے تھے ناگاہ قریب اُس نگیرے کے جہان لب نہر ملکہ نے صحبت گانے بجانے کی ترتیب دی تھی
جاکے ان دونون نے دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان دونون عاشق اور معشوق زانو بزانو ہم دوش ہم
آغوش بیٹھے بغیر دین سُن رہے ہین اور سامنے کچھ طائفے ارباب نشاط کے اور چپ وراست انیسین جلیسین مقربین
مصاحبین باادب بیٹھی ہوئی ہین اور لونڈیان اور باندیان باری واریان فراشنیان وغیرہ گرد وپیش دست بستہ کھڑی
ہین پس یہ رنگ صحبت کا دیکھکر قاتل زنگی اور مقاتل زنگی نے وہین سے تلوارین کھینچین اور بقصد فاسد سمت شاہزادہ
والا قدر چلے اس مین لونڈیون کی نگاہ جو ان دونون کی طرف پڑی تو ایکبار سب کی سب چیخین مار مار کر بھاگین اور
ملکہ گوہر ملک قاتل مقاتل کو باشمشیر عریان دیکھکر چاہتی تھی کہ گود مین سے شاہزادہ بدیع الزمان کی اُٹھکے بھاگے
شاہزادہ عالم نے ہاتھ ملکہ کا پکڑ کے پھر اپنی آغوش مین بٹھا لیا اور ان دونون حبشیون کو دکھلاکے ملکہ کو یکایک
اپنے گلے سے لگاکے اس طرح سے بوسے لیے کہ آواز بوسون کی ان دونون حبشیون کے کان تک پہونچی اتنی دیر
مین قاتل زنگی مقاتل زنگی دونون یہ کہتے ہوے کہ باش اے خیرہ سر تیرہ روزگار یہ کیا حرکت بے ادبی کی تونے کی کر
خاص بیوخداوند لقا سے خداے باختر اور سنگ بزرجبرئیل درگاہ یا قوت شاہ کی پیغمبر زادی ہماری مرشد زادی ہی
آسکے تو بوسے رہا ہر ایک نے دست راست سے دوسرے نے دست چپ سے وار تلوار کے سر اقدس پر شاہزادہ
نامدار کے کیے شاہزادہ عالیمقدار جس طرح سے جہان بیٹھا تھا اُسی طرح سے بیٹھا رہا اور جسوقت دونون تلوارین جسد مبارک
سے جھکین وہین سے دونون زانو اُٹھکے داہنے ہاتھ سے قاتل زنگی کے اور بائین ہاتھ سے مقاتل زنگی کے
بند دست پر ہاتھ ڈالکر ذرا جو فشار دیا تو دونون کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر الگ جا پڑی بعد ازان دونون کے
کمر بند میں ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور دونون کے تگر تولکر زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر جس
نہر کے کنارے پر صحبت رقص وسرود کی اور جلسۂ عیش ونشاط کا تھا اُسی نہر مین دے مارا اور پھر باطمینان تمام مع
ملکہ گوہر ملک اسی اپنی مسند پر بیٹھ گیا قاتل زنگی مقاتل زنگی دونون نے کئی غوطے اُس نہر مین کھاے اور بڑی مصیبت
او رسعی اور جہد سے باہر اُس نہر کے نکلے اور دونون اپنے اپنے ہاتھ باندھکر شاہزادہ عالیمقام کے قدمونپر گرے اور
بعد عجز وانکسار عرض کرنے لگے کہ اے شہریار معلوم ہوا کہ دین تیرا برحق ہے جو اس دین کو اختیار کرے وہ کیا سے کیا ہے
شاہزادہ والا مرتبت نے کلمۂ شہادت ارشاد فرمایا پس وہ دونون کلمہ پڑھ بصدق دل مسلمان ہوگئے اور بعد ازان دونو
نے عرض کی کہ اے شہریار اگر اجازت ہو تو اب ہم باہر جائین اور اپنے سب ساتھ والون کو بھی تلقین کرین شاہزادہ
والا تبار نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے قاتل زنگی مقاتل زنگی نے حسب الایماے والا اُس شاہزادہ عالیمقدار کے
چار باغ سے باہر نکلے اپنے ہمراہیون سوارون سے باواز بلند کہا کہ یارو بجنے بر ہمونی بخت اور رہبری اُس
سالک مسالک طریقت وحقیقت شاہزادہ والا مرتبت کے کلمہ طیبہ پڑھ کے اطاعت اور فرمانبرداری اُسکی
اختیار کی اب تم سبکو اگر ہماری رفاقت منظور ہو تو کلمہ پڑھکے تم بھی مسلمان ہو جاؤ اور افتخار دارین حاصل

کرکے سرفرازی اور جان نثاری مین ہمارے شریک حال رہو اور جو تمکو منظور نہ ہو تو جہان جسکا جی چاہے چلے جاؤ
سبھون نے جواب دیا کہ اے قاتل زنگی و مقاتل زنگی تم ہمارے افسر اور مالک ہو اور ہم تمھارے عہد طفولیت سے
مطیع اور فرمانبردار ہین جس بات کو تمنے قبول اور منظور کیا ہمکو اُس مین کیا عذر ہے وہ کونسا کلمہ ہے ارشاد کرو کہ ہم بھی پڑھ
کے بجان و دل تمھارے حکم کی تعمیل کرین اور دین اسلام قبول کرکے اس لات پرستی کو چھوڑ دین قاتل اور مقاتل
نے کلمۂ طیبہ پڑھا اور وہ تمام اسی ہزار سوار کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گئے فقط آن واحد مین چند روسیاہ گمراہ تیرہ بخت سیہ
دل باریک درون ایسے تھے کہ انھون نے اپنے جی مین یہ کہا کہ ہمتو اپنے دین آبائی اور اجدادی کو کبھی نچھوڑینگے
لیکن بخوف جان طوطے کی طرح سے کلمہ پڑھکے مسلمان ہوئے آخرکار قاتل اور مقاتل زنگیون نے سبکو مسلمان کرکے
بحضور شاہزادۂ بدیع الزمان جا کے عرض کیا کہ اے شہریار اقبال عالی اور افضال الٰہی سے غلامون کے ہمراہی جو اسی
سوار تھے سبھون نے کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوئے اب اگر ارشاد ہو تو خانہ زادان سبھون کو جا بجا چوکی پہرے
کے واسطے متعین اور معین کردین شہزادۂ عالم نے فرمایا کہ بہتر مصرعہ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست؛ چنانچہ
حسب الحکم شہزادۂ عالم کے قاتل مقاتل زنگیون نے دروازہ ہاے باغ اور برجون پر اور جہان جہان کہ محل اور
موقع تھا پہرے اور چوکیان اپنے سوارون کی مقرر کرکے انتظام چار باغ ملک حرمان دیوکش کی محافظت کا بخوبی
تمام کیا اور آپ باطمینان تمام و طمانیت مالا کلام اطاعت اور فرمان برداری مین سرگرم کار ہوئے وقت شب وہ
جو چند برگشتہ بخت تیرہ روزگار سوار نابکار از راہ فریب اور مکر مسلمان ہوئے تھے اپنے اپنے بسترون پر سے
اُٹھ کے خاک ذلت اور خواری اپنے سرون پر ڈالتے سمت سنجان براے اطلاع و اظہار حال قاتل اور مقاتل
کے مع اسی ہزار سوار مسلمان ہو جانے اور شاہزادۂ بدیع الزمان کی ملت اور طاعت قبول کرنے کے روانہ
ہوئے قاتل زنگی اور مقاتل زنگی نے جو سنا کہ کچھ سوار میرے ساتھ کے برخاستہ خاطر ہو کر سمت سنجان چلے گئے
آن دونون نے یہ تمام حال جا کے شاہزادۂ عالیمقام سے بیان کیا ابھی شاہزادۂ عالم کچھ جواب نہین دینے
پایا تھا کہ ملکہ گوہر ملک یہ ساری سرگذشت سنکے نہایت سراسیمہ اور بے قرار ہوئی اور اُسی حالت اضطرار مین باچشم
اشکبار مرجان تیز رفتار عیار اپنے کوکا کو طلب کرکے کہا کہ تو بہت جلد جا اور یہ نمک حرام آتش انداز فتنہ انگیز جو یہان سے
بھاگ گئے ہین اماں جان کے پاس یا باوا جان کے پاس جہان جا کے ہون اور مفسدہ پردازی کرین تو سب حال خوب
دریافت کرکے مجھے آکر بیان کر مرجان عیار حسب الحکم ملکہ کے اُسی وقت آلات عیاری اپنی ذات پر آراستہ
کرکے واسطے ادراک حال کے روانہ ہوا ہے

اب اولاً اول آن چند مغرور گمراہون کا حال گزارش کیا جاتا ہے۔

کہ وہ ہمہ شیطان سیاہ رو تیرہ ایمان جو یہان سے بھاگے تو سیدھے ملکۂ غنچہ خاتون کی ڈیوڑھی پر پہونچے اور
داد بیداد و فریاد کرکے منظہر اس حال کے ہوئے کہ ملکہ گوہر ملک اُس مقہور درگاہ خداوندی اور مغضوب بارگاہ [illegible]
یعنی بدیع الزمان کو آشنا بنا کے ہمراہ اپنے لیکر چار باغ ملک حرمان دیوکش مین تشریف لے گئین اور
وہان صحبت جشن نشاط کی تھی آپ نے جو قاتل زنگی اور مقاتل زنگی ہمارے افسرون کو واسطے گرفتار کرانے
بدیع الزمان کے بھیجا تھا سو یہ دونون افسر ہمارے مع ہم سب اسی ہزار غلامون کے جسوقت کہ دروازۂ چار
باغ پر پہونچے تو ہم سبکو باہر چھوڑ کر اندر گئے پھر نہین معلوم کہ کیا بدیع الزمان نے ان دونون پر افسون یا سحر
کر دیا یا کچھ طمع دنیا اس طرح کی ان دونون کو دی کہ ملکہ عالم دونون افسرون نے ہمارے بلا عذر و حیلہ

اور بلا اکراہ و اجبار کلمہ بطور نادیدہ خدا کے پرستارون کے پڑھ کے بدیع الزمان کی غلامی اور اطاعت اختیار کر لی اور پھر بخوشی خاطر چار باغ سے باہر نکل کے ہم سبھون سے کہا کہ تم سب بھی کلمہ پڑھو تو ہمارے پاس رہو خداوند نعمت ہم کیا عرض کرین ایک گندی مچھلی سارے تالاب کو خراب کر دیتی ہے وہان تو اسی ہزار سوار ہم صورت اور ہم جنس ہمارے تھے سبھون سنے بطمع دنیا کلمہ پڑھ لیا اور شریک اُنکے ہوگئے ہم غلامون نے بپاس نمک خواری اور اس خیال سے بھی کہ خداوند لقا جسکا پچپن گز کا قد بیس گز کی ڈاڑھی بال بال داڑھی مین موتی پروئے اور جواہر بیش بہا پرویا ہوا ہی سجدہ ہزار ملک باختر جسکو بخداوندی اور بالوہیت بجھکر سجدہ کرتے ہین اور دین آبائی اور اجداری ہمارا ہی بلکہ عالم ہم غلامون نے نادیدہ خدا کی پرستش نہین قبول کی مگر بخوف جان کہ یہ اسی ہزار اور ہم اسیلے ہین ظاہر مین طوطے کی طرح سے اُنکا کلمہ پڑھ کے رات کو بھاگے اور حضور مین واسطے اطلاع کے حاضر ہوئے آئندہ اب جیسا ارشاد ہو بجا لاوین ملکہ غنچہ خاتون نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی تو پہلے تو خوب دھڑا دھڑ سر پیٹ پیٹ کر روئی بعد اسکے اپنے دل مین یہ سوچکر کہ اب چھپانا ایسے راز کا گنجاب سے مصلحت نہین کیلئے کہ مصرعہ نہان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلہا + آخر کسی حال سے گنجاب کو خبر پہونچ جائیگی اسوقت پھر کوئی تدبیر مجھسے نہ بن پڑیگی جس وقت کہ شہ کو گنجاب داخل محل ہوا غنچہ خاتون نے گنجاب کو تخلیہ مین بٹھلا کے کہا کہ اے گنجاب کیا کہون اور کیا کرون مین تو عجب ایک مخمصے مین گرفتار ہون بقول اس مصرعہ کے مصرعہ زمین سخت ہی آسمان دور ہی + کیونکہ اپنے آپ کو مار ڈالون نہ ہم اُٹھا لون کہین جا کے ڈوب مرون اب تو اسوقت مجھسے کوئی بات نہین ہوتی ناچار ہو کے تجھسے کہتی ہون کہ ہر چند گوہر ملک ابھی صغیر سن محض نادان کچھ دنیا کے نشیب و فراز سے آگاہ نہین لیکن یہ چالاکین صحبت والیان جو چاہین سو کرین جس راہ پر چاہے شاہ و شہر یار زادیون کو لگادین مین نہین جانتی کہ ان علاماؤن نے کیا جادو اور سحر لڑکی پر کر کے اُسکی عقل کو کھو دیا ہی اور کون سا افسون اُسکے کان مین پھونک دیا کہ اُسنے حیا و شرم و خوف و ڈر سبکا اُڑا دیا ہی اور اس کمبخت حکیم نوروس کے بیٹے دشمن خداوند لقا بدیع الزمان کو چار باغ مین پہونچا کے عجب نہین ہی مین سنے اُڑتے اُڑتے یہ خبر سنکے بخیال اسکے کہ اُسکی رسوائی اور میری رسوائی ایک ہی کہین یہ راز کسی اور پر روشن نہ ہو جائے قاتل مقاتل کو یہ خوب سا سمجھا کے کہ تم جاکے جس طرح سے ہو سکے میری لڑکی کو مجھ تک پہونچادو اور اس دشمن خداوند کو جیتا اگر ہاتھ آئے تو جیتا پکڑ لاؤ ورنہ اسکا سر کاٹکر جلد بلاؤ چار باغ پر بھیجا تھا سو ابھی وہان سے چند سوار ان دونون کے ساتھ کے آئے اُنکی زبانی مین نے سنا ہی کہ بدیع الزمان نے کچھ ایسا سحر کیا کہ قاتل مقاتل دونون مع اسی ہزار سوارون کے مسلمان ہوگئے اور مطیع و فرمانبردار بدیع الزمان کے ہوگئے اب تو جان لین نے تجھے اطلاع کر دی جیسی صلاح مصلحت ہو وہ پیش خود تجویز کر کے ملکہ گوہر ملک کو باغ سے مجھ تک بھجوادے گنجاب نے یہ حال سنکے ایک آہ سرد دل سے کھینچکر کہا شعر از ان حسن مہارا فزا کہ یوسف داشت دانستم + کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را + اے ملکہ غنچہ خاتون مین تمھارے کہنا سے کچھ نہین ہو سکتا تھا ورنہ مین تو ایک مدت سے اس لڑکی کے رنگ ڈھنگ دیکھکر حیران تھا اور جو مین خیال کر کے دیکھتا تھا تو وہ چتون وہ تیوری اُسکی نہین پاتا تھا خیر جو کچھ ہوا اب تم خاطر جمع رکھو دیکھو مین اسکی تدبیر واقعی کرتا ہون یہ کہکے محل سے برآمد ہو کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور تخت پیغمبری پر اجلاس کر کے گیا ہور خون آشام سے یہ سارا حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ تو اپنا لشکر لیجا کے بدیع الزمان کو چار باغ سے پکڑ لا گیا ہور نے سرنگون ہو کے عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل مین تو ایک مرد مفلوک آوارہ خانمان بدیع الزمان

پر نوش کشی کرکے کیا جاؤن، یعنی سوا ے ننگ حرمت اور ذلت کے میرے واسطے کوئی صورت نیک نامی اور نمود کی نہین اتنا
فضل بن گیاہور خون آشام نبیرہ زادہ رستم جد سہراب زمانہ ہے اسے بھیجے دیتا ہون وہ جا کے بسہل و آسانی تمام اگر ارشاد
ہو تو سر کاٹ لائیگا ورنہ زندہ و سالم مطوق اور سلاسل کرکے حضور مین حاضر کریگا گنجاب نے کہا کیا مضائقہ چنانچہ گیاہور
خون آشام نے فضل بن گیاہور خون آشام کو بلا کے کہا کہ پیغمبر مرسل فرماتے ہین کہ تم جا کے بدیع الزمان کا سر کاٹ
لے یا شہزادی کو چارباغ ملک حرمان دیوکش سے سوار کر لاؤ فضل بن گیاہور نے دست ادب باندھ کے عرض
کیا کہ یا پیغمبر مرسل فی الحقیقت خانہ زاد نمک پروردہ موروثی اسی سرکار دولت مدار کا ہے لیکن غلام کو اسوقت آپکی
رتبہ دانی اور جوہر شناسی سے نہایت استعجاب ہے کہ حضور مجھے ایک عاجز و ناچیز غریب الوطن غریب الدیار سرگردان
و خوار بدیع الزمان خستہ جان کے مقابلے اور مجادلے کے واسطے بھیجتے ہین غلام کو تو ذات اقدس اور اعلےٰ سے یہ
چشم داشت تھی کہ آپ بشر و شناس اور قدردان لیبر جو ہر تیغ شجاعان عرصۂ کارزار پیغمبر مرسل خداوند پیدہ ہزار ملک
باختر کے ہین اپنے خانہ زاد کو کسی بڑی مہم پر بھیجکے سر فروشی اور جان نثاری غلام کی ملاحظہ فرماتے یا سمت بربر لشکر
فیروزی اثر امیر حمزہ صاحبقران نامور کے استیصال کے واسطے اجازت دیتے تو حال میری دلیری اور شجاعت کا
حضور پر منکشف ہوتا کہ جہان پانچ ہزار پانچسو پچپن پہلوان نامی اور سردار گرامی جوانان صف شکن اور شیر افگن
بہادران تہمتن شجاعت شعار شہامت کردار مین وہان غلام جا کے کار نمایان کرکے حق نمک کا ادا کرتا اور کتنے خدا
پرستون اور سرکشون کے حلقہ غلامی کا کان مین ڈال کے باغیون کے سر کاٹ کے حضور مین لاتا اور یون اگر غلام
جا کے بدیع الزمان کا سر کاٹ لائیگا یا زندہ پکڑ لائیگا تو کیا غلام کی نمود ہوگی شعر شاہین بشکار پشہ نکشاید چنگ ؛
باناز بچہ صعوہ کے نمید آہنگ ؛ گنجاب نے بہت سی تعریف فضل بن گیاہور کی کرکے کہا کہ ای فضل مین تجھ
خوب جانتا ہون کہ تو ایسا ہی بہادر اور شجاع روزگار ہے مگر مقدمہ عزت کا آن پڑا اس باعث سے مین ناچار ہون
اور کسی غیر کو بھیجنا مصلحت نہین جانتا ہون اب تو میری خاطر سے وہان جا کر یہ کام کر آ پھر جیسی تیری خوشی ہوگی
ویسا ہی کیا جائیگا خاطر جمع رکھ فضل بن گیاہور خون آشام نے سرنگون ہو کر عرض کیا کہ بہت بہتر جو ارشاد آپکا
ہو غلام کو اس مین کچھ عذر نہین غلام جاتا ہے گنجاب نے خلعت رخصت کا دیا اور فضل خلعت پہنکر باہر نکلا اور مع
اپنے ساٹھ ہزار سوار اور دلاوران جرار و شیران و بہادران کے وہان سے کوچ کرکے دس کوس اس طرف
چارباغ ملک حرمان سے اتر پڑا۔

اب حال مرجان تیز رفتار عیار کا بیان کیا جاتا ہے۔

نکلے محل مین جا کے سب اظہار ان نکاموں حبشیون قاتل مقاتل کے ہمراہیون کا جنھون نے بکروز کلمہ پڑھ کے
اسلام قبول کیا تھا اور شبگو وہان سے بھاگ کر ملکہ غنچہ خاتون کے پاس آکے یہ تمام فتنہ پردازی کی تھی اور بعد
اسکے گفتگو ملکہ غنچہ خاتون اور گنجاب کی اور محل سے باہر نکلکر گنجاب کا حکم براے گرفتاری شاہزادہ بدیع الزمان
نام گیاہور کے دینا اور گیاہور کی استدعا ے رہائی فضل اور فضل کے عذرات اور گنجاب کے جوابات التفات
آمیز اور آخر کار روانہ ہونا فضل بن گیاہور خون آشام کا مع ساٹھ ہزار سوار سمت چارباغ ملک حرمان
دیوکش بقصد فاسد بر سر شاہزادہ بدیع الزمان گردن شکن کے خوب تحقیق کرکے جس طرح سے ہوائی گنج سے
یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہے وہان سے شبگین مہر آتش بہ سبق وار اڑتا ہوا بسرعت و تعجیل تمام چارباغ مین
حضور شاہزادہ عالیمقام پہونچا اور سارا حال از ابتدا تا انتہا بیان کرکے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ عالم فضل بن

گیا ہور خون آشام آپ میان سے کوئی دس کوس کے فاصلے پر مع ساٹھ ہزار سوار کے فرودکش ہوا ہے یقین ہے کہ کوئی دو چار
گھڑی دن چڑھے تک میان پہونچے ہنگامہ پرداز ہوگا ابھی شاہزادۂ عالیمقام کلام تمام نہین کرنے پایا تھا کہ ملکہ گوہر ملک فضل بن گیا ہور
کا نام سنکے سراسیمہ اور متحیر ہوکر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گئی اور بعد دم بھر کے جب ذرا انکے ہوش بات کرنے کا ہوا تو آنکھون
مین آنسو بھر کے کہنے لگی افسوس صد ہزار افسوس شعر ہر دم زمانہ داغ غم بر جگر نہد + یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد ای
شہریار فضل بن گیا ہور بڑا جادوگر اور نہایت مرد دلیر ہے اب میرے نزدیک تو یہ صلاح ہے کہ آپ دو گھڑی کے واسطے تہ خانۂ
چارباغ مین جاکے بیٹھ رہیے یہ فضل بن میرا دودھ شریک بھائی ہے جسوقت کہ وہ میان آئیگا مین اُسے ہزار طرح سے
سمجھا لونگی شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش شکن نے فرمایا کہ ای ملکہ تم کسکو کسکو سمجھاتی پھروگی اور کس کس سے کہان کہان
کب تک مین تہخانون اور حجرون مین چھپتا پھرونگا مین نے آگے بھی اکثر مرتبہ تمکو بہت سا سمجھایا اور منع کر دیا تھا اور
اب بھی تمکو سمجھائے دیتا ہون اور ازروے قسم کہتا ہون کہ تم ایسے مقدمات مین کبھی مجھے منع نہ کرنا یہ مقدمہ سپاہ گری
اور آبرو کا ہے مین تمہارا کہنا کبھی نہ مانونگا یہ باتین ملکہ سے کرکے مرجان عیار کو حکم دیا کہ تو میرا گھوڑا جلد تیار کراکے لا اور
مرجان اصطبل کی طرف چلا یہان ملکہ گوہر ملک چیخین مار مار کر رونے لگی اور تمام مصاحبین اور خواصین ملکہ کی آہ و نالہ
کنان دست بدعا تھین ناگاہ سامنے سے ترک جوشن پوش اور قاتل اور مقاتل دونون زنگی بچے مسلح اور مکمل
سپر و تلوارین لیے بحضور شاہزادۂ عالیمقام آکے ملتمس ہوے کہ خانہ زادون کو اجازت ہو ہم جاکے فضل سے مقابلہ و
مجادلہ کرینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ صاحبو ابھی تم ہمارے مہمان ہو مجکو لازم نہین ہے مین تمکو بھیجون تم بخدمت
ملکہ گوہر ملک حاضر رہو اور چارباغ سے باہر نہ نکلو ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ ای شہریار پھر یہ پیر جان نثار
کس دن کے کام کا ہے لہذا امیدوار ہے کہ فقط غلام جاکے تصفیہ فضل بن گیا ہور خون آشام سے کرآئے بعد تصدق
ہوجانے غلام کے حضور مالک و مختار ہین شاہزادۂ والاتبار نے فرمایا کہ ای ترک جوشن پوش ابھی تو تیرے زخم تک
بخوبی اچھے نہین ہوے اور تو نے وہ وہ کام سرفروشی اور جان نثاری کے میرے ساتھ کیے ہین کہ مین اسکی تعریف
نہین کرسکتا مگر مجھے تیرا وہان جانا منظور نہین اور تیرے میان رہنے سے مجھے بڑی تقویت اور طمانیت ہے الامر فوق
الادب جو ہم تجھے کہتے ہین اُسپر عمل کر ترک جوشن پوش تو خاموش ہورہا قاتل زنگی مقاتل زنگی یہ دونون زیادہ تر
مصر اور مجوز ہوکر کہنے لگے کہ ہم دونون خانہ زاد جاکے فضل بن گیا ہور سے مقابلہ اور مجادلہ کرتے ہین حضور سر راہ واسے
برج مین بیٹھکر تماشا ہماری جان فشانی کا ملاحظہ فرمائین کہ ہم دونون خانہ زاد سوے فضل بن گیا ہور جاتے ہین اور
کس خوبصورتی سے بہ سہولت و آسانی تمام یا تو فضل بن گیا ہور خون آشام کو زندہ و سالم گرفتار کرکے یا اسکا
سر کاٹ کے حضور مین لاکے حاضر کرتے ہین شاہزادۂ والا مرتبت نے فرمایا کہ تم جو کہتے ہو سب سچ ہے اس مین سر مو فرق
نہین بلکہ مین تم دونون کو اس سے زیادہ تر دلاور اور بہادر سمجھتا ہون مگر تمہارا جانا مقتضاے فراست اور مصلحت
وقت نہین اسلیے مین تمکو ممانعت کرتا ہون تم دونون اسی مقام پر ملکہ گوہر ملک کی خدمت اور اطاعت مین ہوشیاری
تمام حاضر رہو اور چارباغ کی حفاظت کے واسطے اپنے ساتھ کے سوارون کو معین کرو کس لیے کہ میرے ہمراہ
چلنے سے تمہین زیادہ تر چاہیے کہ میری حرمت اور آبرو کا کہ مقدمۂ ناموس کا ہے خیال اور پاس رکھو ہان بعد میرے
جو کوئی اس طرف کو قصد آنے کا کرے تو تمکو اختیار ہے سرفروشی اور جان نثاری مین قصور نہ کرنا اس عرصہ مین
مرجان عیار گھوڑا تیار کرکے لایا اور شاہزادۂ والاتبار پوشاک اور سلاح ذات اقدس پر آراستہ اور پیراستہ
کرکے چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ گوہر ملک نے بنگاہ یاس عالم ہراس مین شاہزادۂ عالم کی طرف دیکھ کے دریا

اُنھون کے آنکھون سے بہا دیے اور یہ رباعی پڑھ کے رباعی: آئی تو کرب بے تو زیستن نتوانم ٭ دانی و گر بے تو زیستن نتوانم
چون از تو وصے جدا شوم سے میرم ٭ جانی تو کرب بے تو زیستن نتوانم ٭ کہا اے شہریار تم تو آمادۂ رزم و پیکار بر سر فضل
بن گیا ہور خون آشام تشریف لیے جاتے ہو مجھے بھی اپنی جان تم پر نثار کی اور معلوم ہوا رباعی ٭ زو زگر تو سن ذات
زین کردند ٭ آرایش مہر و ماہ و سپہر و دین کردند ٭ این بود نصیب ما ز دیوان قضا ٭ در روز ازل قسمت ما این کردند یہ کہکر
ایک آہ جانکاہ جگر سے کھینچکر حالت غشی مین گر پڑی شاہزادۂ عالم ہر چند کہ حال زار ملکہ کا دیکھکر بادل بیتاب و رحال
پر تنواب نہایت مغموم اور مکدر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے طاقت ضبط کی نہ رکھتا تھا مگر خوب سا آپکو سنبھال کے
ملکہ کو پلنگ پر سے اُٹھا لیا اور گلے لگا کے فرمایا کہ اے ملکہ تا وقتیکہ رشتۂ حیات منقطع نہین ہوتا کل آفاق بالاتفاق ہوکر
اگر چاہے کہ میرے موے جسم کو ایذا پہونچا سکے تو کیا مجال ہے اور جو مشیت پروردگار یہی ہے اور وعدہ میرا برابر آپہونچا ہے تو
بقول کسی اُستاد کے مصرعہ قضاے نوشتہ نیاید سترد ٭ اگر مین فولاد کے قلعہ مین یا تہ زمین مین جا چھپون گا تو بھی پہونچا
اور مارا جاؤنگا لہذا مین تمسے چند وصیتین کرتا ہون کہ انکو تم گوش ہوش سے کبھی فراموش نہ کرنا کہ یہ دنیا محض عبرت
کدہ اور سراے فانی ہے اور اس زیست ناپائدار اور حیات مستعار کا کچھ اعتبار اور بھروسا نہین تضمین ٭ ٭

دام کہنہ کیا گردش فلک سے ہو	نہ سکندر ہے نہ دارا ہے نہ جمشید کی	صحبت اہل عدم کی کیفیت ہے یہی جو ہ
دم مین پھر ہم ہین نہ محفل ہو نہ ساغر کی	صحبت ہم نفسان طرب آباد کجا	بعد ازان بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا

خدا نخواستہ اگر چہ کوئی ایسی خبر نامسموعہ تم سنو کہ وعدہ گاہ مصاف مین فرزند زلزلۂ قاف ثانی سلیمان یعنی بدیع الزمان
جنگ رستمانہ کرکے اور خلعت گلگون شہادت پہنکے رہرو ملک عدم ہوا تو میری جان تو حرف فریاد کو کبھی لب پر نہ لانا اور
راضی برضاے ایزدی رہکر سواے صبر و شکر کے شیون اور شین غم و ماتم گریہ و زاری کرنا یہ محض بے سود ہے اور
اگر کوئی تدبیر بن پڑے اور کوئی راہ ایسی نکلے تو مرجان تیز رفتار کو ہمراہ لیکر ملک بربر جہان لشکر فیروزی اثر امیر حمزہ
صاحبقران نامور کا ہے اپنے آپ کو پہونچانا اور زیر ظل عاطفت اُس سلطان ظفر اختشام امیر عالیمقام کے اپنی زندگانی کا
نگر ناتھ سے مجکو فراموش نہ کرنا اور جو لکھا کہ ملک بربر تک پہونچنا دشوار ہو تو جس طرح سے ہوسکے آپکو شاہزادۂ
خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری تک پہونچانا کہ وہ لخت جگر پارۂ دل قرۃ العین نور بصر بھتیجا میرا
قوت بازو اور عاشق زار ہے وہ تمھین بجاے مادر سمجھکر از راہ سعادتمندی تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری اور عبودیت
اور خدمتگزاری مین تا قید حیات اپنی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریگا اور تمھارا زمانہ بخوبی تمام کٹ جائیگا اور
رونا اور پیٹنا اور نالہ بکا کرنا کچھ ضرور نہین بیفائدہ ہے بموجب اس شعر کے شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن ٭ القصہ ملکہ تو ششدر و حیران مثل قالب بیجان بنظر حسرت دیکھا کی اور شاہزادۂ
بدیع الزمان ملکہ کے پاس سے اُٹھکر باہر برآمد ہوا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر مرجان کو ہمراہ لیے چار باغ
ملکات حرمان سے کوئی پانچ کوس آگے جاکے ایک میدان وسیع دیکھکر ٹھہر گیا اور برچھے کو زمین پر گاڑکر اور بایان
پانون اپنا رکاب سے نکالکر زمین پر رکھا اور دوسرے پانون کے رکھ لیا اور منتظر آمد لشکر فضل بن گیا ہور
خون آشام کا تھا اب وہ وقت ہے کہ دو گھڑی دن چڑھا ہوگا مرجان عیار تب بہیئت عیاری جہتہ سراغرسانی
آمد فضل بن گیا ہور کے بڑھا بیان حال ملکہ کو ہر ملک کا سنیے کہ جسوقت شاہزادۂ والا مرتبت ملکہ کے پاس سے
اُٹھکے بیرون باغ نکلا اور مرکب پر سوار ہوکر مع مرجان عیار بقصد مقابلہ اور مجادلہ فضل بن گیا ہور
خون آشام روانہ ہوا تو ملکہ سراسیمہ دیوانہ وار وہان سے اُٹھکے ایک برج مین باغ کے کہ سر راہ واقع تھا

اور کوسون تک وہان سے تمام کیفیت اور حال اس میدان کا معلوم ہوتا تھا صبح تمام اپنی انیسون جلیسون مقربون
مصاحبون کے جا کے بیٹھی اور دور بین ہاتھ مین لیے شاہزادۂ عالیمقام کو تیور دیکھ رہی تھی اور لحظہ بلحظہ اور دمبدم
وہان سے اُٹھکر بیرون برج بروے زمین اتار دوپٹہ سر سے اُتار کر بچھائی اور سمت قبلہ رو ہوکر بحضور قلب اور خلوص
نیت جناب باری سے دست دعا دراز کرکے کہتی تھی رباعی اللہ بفریاد من بیکس رس لطف و کرمت یار من بیکس
و بس ۔ ہر کس بکسے تا ز دو حمایت باس ۔ جز درگہ تو ندارد این بیکس کس ۔ اے رب جلیل مین ایک ادنے
کنیز عاصی ہون اور سواے تیری جناب کے اس حال ناامیدی و یاس مین کوئی ذریعہ اور وسیلہ نہین رکھتی اُمید
ہون کہ صدقہ اپنی وحدانیت کا شاہزادۂ بدیع الزمان کو اس معرکۂ جدال و قتال سے محفوظ رکھ اور میرا تاج سہاگ
قائم رکھنا اور اسی طرح سے تمام مصاحبین اور خواصین صحبت والیان ملک کی بلبلا بلبلا کے واسطے فتح یابی شاہزادۂ عالم
کے دعائین مانگتی تھین غرض بیان کا تو یہ حال تھا اب حال سنیے کہ وہان فضل بن گیا ہور خون آشام پہر رات
باقی رہے سے مع ساٹھ ہزار سوار تہیۂ رزم و پیکار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار روانہ ہوا اور جسوقت شاہزادۂ
نامدار چار باغ سے لشکر اس میدان مین پہونچا اور اپنے مرکب کو روکے سیر میدان کی دیکھ رہا تھا اور انتظار آمد لشکر
مشتمل بر چشم براہ تھا فضل کوئی کوس بھر اُس طرف آ پہونچا از بسکہ فوجون اور لشکرون کا یہ معمول ہے کہ جو بادشاہ
وزیر لین کسی طرف کو سوار ہوتے ہین تو اگر سو سو دو دو سو سوار اپنی اپنی ٹکڑیان جمائے کچھ آگے کچھ دست راست
کچھ دست چپ کو کوس کوس بھر نکل جاتے ہین علی ہذا القیاس اسی طرح سے فضل کے ساتھ کے بھی سوار
ہزار ہزار بارہ بارہ سو کی ٹکڑیان جمائے باہم بیٹھے چرچا اور تذکرہ کرتے ہین کہ شاہزادۂ بدیع الزمان ایسا نادان
نہین جو اب تک غافل بیٹھا رہا ہوگا اُسے تو جسوقت کہ ہم لوگ سنجان سے اس طرف کو چلے ہونگے اُسی وقت خبر
پہونچی ہوگی اور وہ اسی دم ہزار کوس پر نکل گیا ہوگا باقی رہی ملکہ گوہر ملک اُسکو اگر فضل بن گیا ہور خون آشام
چار باغ مین گھسکے پکڑ لاے اور پیغمبر مرسل کے پاس لیجا کے پہونچا دیگے تو یہ کیا نمود ہوئی افسوس ہمارا آنا نہ آنا برابر
ہوا مزا اور لطف جب تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا چار باغ مین فضل بن گیا ہور خون آشام سے مقابلہ ہوتا
اُسوقت حال شجاعت اور تہمتنی کا طرفین کی کھلتا کہ کون اچھا تھا اور کون بُرا تھا خلاصہ یہ کہ وہ کچھ سوار جو آگے
آگے بڑھے ہوے آتے تھے ان مین سے کسی کی نگاہ جو شاہزادۂ عالیجاہ پہ پڑی تو اُسنے دوسرے سے اور دوسرے
نے تیسرے سے کہا کہ یارو دیکھنا یہ سوار جو سامنے گھوڑے پر بر چار زین مین کاڑے تیغہ پکڑ لیے مثل شیر نیستانی
انتظار مین کسی اپنے شکار کے کھڑا ہے کتنا ہم شبیہ شاہزادۂ بدیع الزمان معلوم ہوتا ہے کہ سر مو فرق نہین پایا
جاتا وہی نقشا وہی چہرہ وہی رعب وہی جلال دو چار نے دیکھکر کہا کہ تو یہ یارو تمہارا کو مرخیال ہے
کیا ایک صورت کا کوئی اور نہین ہوتا بدیع الزمان ایسا تو احمق اور بے وقوف نہین جو دیدہ و دانستہ خود آکے
اژدر ہفت سر کے منھ مین گر پڑیگا اور کیا اُسے خبر نہوگی کہ میرے قتل کے واسطے حسب الحکم گنجاب سے کے
فضل بن گیا ہور خون آشام اشجع دہر بہادر دوران آتا ہے بھلا وہ دو کوس آگے بڑھکے تو کھڑا کیا جسوقت
اُسنے تمام فضل کا سنا ہوگا چار باغ ملک حرمان دلکش مین دم بھر نہ ٹھہرا ہوگا اور پانچسو کوس پر جاکے
دم لیا ہوگا خدا جانے یہ کون شخص ہے اور کس لیے اور کس کا رو دیکھ رہی مین یہان آکے اس میدان مین اپنا
مرکب کو روکے کھڑا ہے اور کسکے انتظار مین ہے دو سی تین نے دیکھکر کہا کہ صاحب واہ وا ہو واہ یہ کیسا ماجرا ہے
ارے یارو یہ تو وہی بدیع الزمان ہے جسے پہلے حکیم فاروس نے بیٹا بنایا تھا اور اُسنے قاہر بن قہرمان مجمی کی

کمان توڑی تھی اور لستور بن لستار کشتی گیر سے زور کشتی کا کرکے پچھاڑا اور مثل کرباس بوسیدہ کے چیر کے پھینکدیا اور شب مین
شبخون لشکر گنجاب پر مارے اور شاہزادہ بلند اقبال مشہور تھا سنیون ہم اور وہ ہم صحبت رہے سات دن گفتگو ہمارے
اُسکے رہی ہی کیا ہم اُسے پہچانتے نہین ہین مگر کچھ عقل نہین کام کرتی کہ یہ شخص کوئی بشر ہی یا کوئی فرشتہ قدرت خداوند
اور دل و جگر اسکا فزود کا ف اوند بجد ہزار ملک باختر نے بنایا ہی رستم و سہراب اور سام و نریمان سے بھی یہ جرأت اور یہ
بہادرت ہو سکتی کہ یکہ و تنہا یون بے خوف و خطر کشادہ پیشانی دیکھو تو کرا اسکی تیوری پر بلکہ بل تک نہین پڑتا پیشوائی
کرکے بمقابلہ فضل بن گیاہور خون آشام یہان آیا اور اپنے گھوڑے کو روکے کن تیورون سے اس طرف کو دیکھتا
اور منتظر آمد لشکر کھڑا ہی غرض یہ چرچا جو پھیلا تو سوارون نے جاکے اپنے رسالدارون اور افسرون سے کہا سب رسالدار
اور افسر انکے یہ تقریر سوارون کی سنکے نہایت متعجب ہوے اور یہ کہکے کہ یارو بغیر آنکھون کے دیکھے ہمکو یقین نہین آتا
سوارون کے ہمراہ وہان آئے اور اُن سب رسالدار اور افسرون نے بھی خوب دیکھا اور پہچانکر متحیر اور ششدر ہوگئے اور آپس مین
یہ کہتے ہوے کہ واقعی شعر آفرین باد آن کمان پدرے ؛ کہ ازو ماند این چنین پسرے ؛ شاہزادہ بدیع الزمان کا رستم کا دل و
گردہ ہوا ایسے بہادر اور ایسے دلاور اگر لاکھ برس آسمان چرخ ماریگا تو روے زمین پر نہ دیکھیگا وہین سے پھرے اور کوئی
آدھ کوس مراجعت کرکے قریب سواری فضل بن گیاہور خون آشام کے پہونچے اور غول کے غول سوارون
اور پیادون کے طے کرکے سامنے جاکے فضل کو سلام کیا فضل بن گیاہور نے اپنے ہمراہی سوارون کو چار باغ کی طرف
سے پھرے آتے دیکھکر کہا کہ تم کیا مجھسے کہوگے جو تمھارے دل مین ہی اور جو تم مجھسے کہنے کو آئے ہو وہ مجھے اول سے
حال معلوم ہی کہ بدیع الزمان میرا نام سنتے ہی چار باغ ملک دومان سے بخوف جان نکلکے دو چار کوس پر ہوگا
میرا اب وہان جانا بیکار ہی اُن رسالدار اور افسرون نے عرض کیا کہ اے فضل بن گیاہور خون آشام یہ آپ کیا
فرماتے ہین یہان تو آپ کے خلاف تشخیص اور بالعکس معاملہ ہوا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان مسلح اور مکمل مرکب پر سوار ہوکر
چار باغ سے دو کوس ادھر مین شاہراہ پر آپ کی آمد کے انتظار مین آمادہ رزم و پیکار کھڑا ہی فضل نے کہا کہ اے
صاحبو تمنے کیا کہا رسالدارون افسرون نے کہا کہ ہم شاہزادہ بدیع الزمان کو آمادہ مرگ اور مہیاے قضا وہ سامنے
والے اگلے میدان مین مسلح اور مکمل کھڑا بچشم اپنے دیکھ آئے ہین فضل بن گیاہور خون آشام نے اُسی مقام پر اپنے
گھوڑے کو روک لیا اور پھر پوچھا کہ صاحبو تم کیا کہتے ہو بدیع الزمان کو تم خوب پہچانتے ہو یا اُسکے ہم شکل کسی اور
کو دیکھ آئے ہو اور اُسکے شبہہ مین تم مجھسے کہتے ہو رسالدارون نے اور افسرون نے عرض کیا کہ کیا مجال ہماری جو ہم
کلمہ ناقوا در غلط آپ کے سامنے کہتے ہون ہمنے خوب غور و دیکھا اور پہچانکر عرض کیا ہی آگے اگر آپکو ہمارے کہنے کا اعتبار
اور یقین نہین آتا تو کچھ دور نہین دس بیس قدم آگے چلکے دیکھیے ہمارا جھوٹھ سچ کھل جاے فضل بن گیاہور
خون آشام یہ کلام اُنکا سنکے نہایت متعجب اور متحیر ہوا اور اپنے مجزون عیار کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ تو جاکے خوب
دیکھ اور پہچانکر کہ یہ گھوڑے پر سوار ہمشکل بدیع الزمان کون شخص کھڑا ہی دراصل وہی حکیم زادہ جسے گنجاب نے
بلند اقبالی کا خطاب دیا تھا یا کوئی اور ہی جلد مجھے خبر دے مجزون عیار نے بھی قریب شاہزادہ عالیمقدار کے جاکر بخوبی
پہچانا اور آکر فضل سے کہا کہ حضور بیشک و شبہہ وہ شخص بدیع الزمان ہی جسے بلند اقبالی کا خطاب پیغمبر مرسل نے
دیا تھا فضل بن گیاہور نے کہا کہ اب مجھے ثابت ہوا کہ اے مجزون تو بھی اُن سبکی طرح سے دیوانہ ہوگیا ہی بھلا
یہ بات قیاس مین آتی ہی اور کوئی سچ جانیگا کہ بدیع الزمان ایسا بیوقوف اور عقل سے خارج ہی وہ تنہا ساٹھ
ہزار سوارون سے بارادہ جنگ و جدال آئیگا مجزون عیار نے کہا کہ پیر و مرشد برحق فرماتے ہین ؛ غلام دیوانہ

ہو گیا ہی یا شاہزادہ بدیع الزمان کا سودا ہو گیا ہی کہ یون بے خوف و خطر حضور سے اور حضور کی فوج سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے
کے لیے ہمراہ تھوڑے لوگون کے آیا ہی فسنل اظہار رسالہ ارا و افسرون کا اور ہمراہ امرا و شرارہ مجزون عیار کی سنکے ایک
عالم تحیر مین حیران کھڑا تھا گھڑی بھر [illegible] کی صورت خاموش اور خود بھی بیہوش کھڑا رہا بعد ازان اپنے دل مین یہ سوچکر
کہ کیا عجب بدیع الزمان ہو اپنے ہمراہ کے سب سوارون کو وہین روک کر حکم دیا کہ خبردار اگر بدیع الزمان نے یہ جرات کی ہی
تو تم سب خبردار رہنا جب میرے [illegible] اور میرے تعاقب مین آنے کا قصد نہ کرنا [illegible] کھڑے رہنا ابھی مین یکہ و تنہا وہان جاتا ہون
اور بچشم خود اسے دیکھکر جیسا محل اور موقع ہوگا سمجھ لونگا بعد اسکے جب تمکو بلاؤن تب تم میرے پاس آنا اور سنو
اگر کسی نے ارادہ میرے پیچھے آنے کا کیا تو میرے ہاتھ سے بے دریغ مارا جائیگا ۞ جب یہ کہکر فسنل بن گیا ہور اپنے مرکب کو
جھکا کے جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادہ عالیمقام بشوکت تمام و شوکت [illegible] مرکب پر سوار آمادۂ رزم و پیکار کھڑا
اسی طرف کو دیکھ رہا ہی فسنل بن گیا ہور یہ جرات اور دلیری و شجاعت شاہزادۂ رستم صولت کی دیکھکر وجد کرنے لگا اور اسکے
دل مین محبت شاہزادہ والا مرتبت کی پیدا ہوئی لیکن بظاہر [illegible] ہو کے با آواز بلند کہا کہ ای شخص تو کون اور یہان کس
لئے اور کس کی تلاش اور کس کام کے واسطے یکہ و تنہا آمادۂ حرب اور [illegible] کھڑا ہی شاہزادۂ والا تبار نے جواب دیا
کہ تو اپنا مطلب اور مافی الضمیر بیان کر اور مجھے اس تحقیقات اور میرے اور کے حال سے کیا غرض ہی جس کام کو آیا ہو
یا مین جاتا ہو وہ کر فسنل نے کہا کہ [illegible] ہی کہ میرا نام جو تو نے سنا ہو فسنل بن گیا ہور خون آشام وہ مین ہون اور
حسب الحکم [illegible] برائے گرفتاری اور [illegible] بدیع الزمان کے کہ وہ ایک مرد سپاہی وضع بڑا سرکش غریب الوطن
غریب الدیار [illegible] اتفاقات روزگار سے اس ملک و دیار مین وارد ہوا اور اسنے بڑے بڑے معرکے بیان کیے اور [illegible]
لاکھ سوار و پیادے کی چھاؤنی پر شبخون مارے ہین مین اپنے ساتھ ہزار سوار ہمراہ لیکر سمت چار باغ ملک حیران کوش
جاتا ہون اگر میرے ہمراہ کے سوارون کو تجربہ شعبدہ [illegible] ان سبھون نے مجھے کہا سو مین واسطے رفع
اس فتنہ و تشکیک کے کہ خون ناحق کسی کا نہ ہو تجھسے پوچھتا ہون کہ بدیع الزمان بڑا عاقل اور دور اندیش ہی کسی
نادانی و جہالت وہ کبھی نہ کرتا کہ میرا نام سنکے چار باغ سے سو دو سو کوس دور نہ نکل جاتا اور یہان دیدہ و دانستہ
آپ آکے کام جنگ مین کیون کرنے کا ارادہ کرتا اب جو تو بیان کر اور کہ تو مجھے اطمینان ہو اور یہ وسوسہ اور دغدغہ
میرے دل سے نکلے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا ای فسنل شعر راستی موجب رضائے خداست کس ندیدم کہ گم شد
از رہ راست ۞ وہ جس ارادے پر اور جسکی تلاش مین تو مع ساتھ ہزار سوارون کے یہان تک آیا اور چار باغ کی
طرف جاتا ہی وہ کمترین بندگان خدائے عزوجل بدیع الزمان گرد لشکر شکن مین ہون جسوقت سے سنا کہ تو میری
تلاش مین آتا ہی مین بخیال اسکے کہ اب اور اتنی دور تجھے آنے کی تکلیف نہونے پائے مین ہی جاکے تیرے
دلکا ارمان اور جی کا حوصلہ پورا کیون نہ کردون صبح سے تیرے انتظار مین یہان کھڑا تھا شکر خدا کا کہ میری اور تیری
ملاقات ہوگئی پھر اب توقف کرنا کیا ضرور شعر بیا تا چہ داری ز مردی نشان ۞ کمان کیانی و گرز گران ۞ فسنل بن گیا ہور
خون آشام نے جواب دیا کہ ای بہادر فرض کیا مین نے کہ تو مرد مردانہ سہراب عصر اور رستم زمانہ ہی لیکن بجان واحد تو لشکر کا بے
سے مقابلہ و مجادلہ کرنے کیونکر عہدہ برا ہو سکےگا اور کیا کرےگا لہذا از راہ محبت اور یاری تجھسے کہتا ہون کہ تو ملکہ
گوہر ملک کو اپنے ہمراہ لے کے سمت ملک بربر اپنے والد بزرگوار امیر حمزہ صاحبقران نامدار کے لشکر مین چلا جا بلکہ
مین تیرا کفیل اور ممد و معاون ہو کر اس دریا سے پار اتروا دونگا شاہزادہ عالیمقدار یہ گفتگو فسنل کی سنکے خوب
ہنسا اور فرمایا کہ ای فسنل ہنسے رونا [illegible] ملکہ گوہر ملک سے کہا تھا اور بہت سا سمجھایا تھا کہ تم ہمکو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤ

ہم لوگ مثل آفتاب اور مہتاب کسی سرزمین اور کسی شہر اور دیار مین مخفی اور پنہان نہین رہ سکتے ماکہ سنے ہمارے کمانے اور ہمکو یہان
دلی اور اب جو بخت اس سرزمین مین قدم رکھا ہے تو بعون و قوت پروردگار کے اس تمام ملک کو اسلام آباد اور کل باختر کو مسخر
کیے بغیر کہین نہین جائے تو شعر در کوے نیک نامی مارا گذر ندادند * گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را ۔ یہ کلام مردانہ وار زبان فیض
ترجمان شاہزادہ عالیمقدار سے سنکے فضل کے دل مین عجب طرح کی ایک محبت پیدا ہوئی اور اسوقت خود سر دربار و حالت
وجد مین کھڑا جھوم رہا تھا اور ہر مرتبہ کہتا تھا کہ ای شہریار کٹ جائین وہ ہاتھ جو بجز دعاے آفات گیری اور لغار کشی تیری جانب
خلاف آداب اٹھین اور پھوٹ جائین وہ آنکھین جو خواب مین بھی بنگاہ بد تجھے دیکھین بعد اسکے اپنے مرکب سے کود کر
چاہتا تھا کہ رکاب سعادت سے لپٹ کر اقدام اطہر شاہزادہ عالیمقام کے اپنی آنکھون سے لگائے اور بوسے دے شاہزادہ والا
مرتبت یہ حال فضل کا دیکھکر ہان ہان کرکے جھٹ پٹ گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور ہاتھ فضل کا پکڑ کے سر اُسکا اپنی چھاتی
سے لگا لیا فضل بن گیا ہور نے عرض کیا کہ ای شہریار اب غلام امیدوار ہے کہ وہ کلمہ جس سے انسان طاہر ہو جاتا ہے مجھے
تلقین کیجیے تاکہ مین اس چاہ کفر و ضلالت سے نکلون اور لب چشمہ ہدایت پہ پہونچون شاہزادہ والا نژاد نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا
اور فضل بصدق دل کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور پھر ملتمس ہوا کہ اگر حکم جہان مطاع صادر ہو تو غلام اپنے ہمراہ
کے ساٹھ ہزار سوار اور رسالہ دار اور افسرون کو بھی جاکے سمجھائے اور دائرہ اسلام مین لائے شاہزادہ عالیمقام نے
فرمایا کہ اس مین تمھین اختیار ہے جیسا مناسب جانو کرو چنانچہ فضل شاہزادہ والا تبار سے اجازت لیکر اپنے لشکر مین گیا
اور جتنے رسالہ دار اور افسران فوج اور ساٹھ ہزار سوار تھے اُن سب سے بآواز بلند کہا کہ یارو مین نے تو
بطیب خاطر لقا پرستی پر لعنت کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کیا اور حلقہ غلامی شاہزادہ بدیع الزمان ذی الاحترام
مین نے بلا اکراہ و اجبار اپنے کان مین ڈالا اب تم مین سے جسکو میری محبت اور رفاقت منظور ہو وہ کلمہ شہادت
پڑھ کے اسلام قبول کرے اور جسکو لقا پرستی کا خیال ہو وہ جہان چاہے چلا جائے مجھے اُس سے کچھ سروکار و واسطہ
نہین ہمراہیان فضل سب بالاتفاق کہنے لگے کہ اے فضل بن گیا ہور خون آشام ہم سب عہد طفولیت سے
تیرے خادم اور فرمانبردار ہین اور قدیم الایام سے تیرے ساتھ محبت دلی اور اتحاد قلبی رکھتے ہین اور سوا اسکے
یہ بھی خوب جانتے ہین کہ تو شعر عقل مین کعقل مجسم ہوش مین ہوشنگ دہر فہم مین عین فراست دین مین عین کمال
دانائے دہر اور شجاع عرصہ کارزار و وحید عصر اور انتخاب روزگار ہے ہر ایک بات مین سب سے بہتر اور افضل تر خود کیش آل
اندیش ہے کہ تجھ سے سوا ہم عقلمند نہین جو تیرے فرمانے مین پس و پیش کرین جو کچھ کہ تو نے کہا کچھ اچھا ہی سمجھ کر کہا ہوگا
پس ہم سب راضی ہین کہ جو طریقہ حق پرستی اور یزدان شناسی کا ہو ہمکو بتلا دے کہ ہم بدل و جان اُسکو اختیار
کرکے تیری اطاعت اور فرمانبرداری مین بکار سر فروشی و جان نثاری بدستور قدیم حاضر اور مستعد رہین اور
تا قید حیات تیری خدمت سے جدا نہ ہون فضل نے کلمہ شہادت اُن سبکو تلقین کیا اور قریب دو لاکھ آدمیون کے
کہ اس مین ساٹھ ہزار سوار اور اُسی قدر بلکہ کچھ زیادہ چاکر اور جلودار اور عملہ شاگرد پیشہ کے لوگ تھے سبھون نے
کلمہ پڑھکے دین اسلام قبول کیا مگر چند تیرہ دل تاریک درون اُن مین ایسے بیٹھے تھے کہ اُنھون نے جو یہ تماشا دیکھا
کہ فضل بن گیا ہور خون آشام نے مع اپنے سب ساتھ والون کے اسلام قبول کر لیا از راہ سیہ بختی اور تاریک درونی
آپس مین یہ گفتگو کرنے لگے کہ لو یارو فضل کیا کیا گھمنڈ اور کیا غرہ اور دبدبے اپنی شجاعت اور تہمتنی کا کرتا تھا اور کیسا کبر و
نخوت اور بانکپن اسکے مزاج مین تھا مگر یہان آکے وہ ساری شیخی کہان جاتی رہی کہ مقابلہ اور مجادلہ تو درکنار
کچھ ایسی گفتگو بھی تیز و تند نہ ہونے پائی کہ وہ خود بدیع الزمان کی غلامی اختیار کرکے مسلمان ہو گیا

اور اپنے ساتھ تمام فوج و سپاہ کے دین کو خاک مین ملا دیا ہمتو اپنے دین قدیم کو کبھی ترک نہ کرین پھر باہم یہ مشورہ کرنے لگے کہ تم
جو خدا کا کلمہ پڑھنے مین انکار کرتے ہین تو یہ سب جو ہمارے ساتھ والے بیدین ہوگئے اور خداوند تعالی کی پرستش چھوڑ کے نادیدہ
خدا کے پرستار ہوگئے ہین یہ ہمکو جیتا کاہے کو چھوڑینگے مار ڈالینگے اس سے صلاح وقت یہ ہے کہ اگر کچھ پکے یہان سے بھاگ چلو
اور جس طرح سے بنے بحضور پیغمبر مرسل پہونچکر فریاد کرو وہ برگشتہ بخت یہ مصلحت کرکے ادھر ادھر دیکھ گھوڑے سرپٹ دوڑا کے
سیدھے سمت شہر سنجان روانہ ہوے فضل نے ان لوگون کو جاتے دیکھ جانا کہ کچھ سوارون کو براے گرفتاری اونکے
تعزیر دینے کے لیے تعاقب مین بھیجے شاہزادہ والا قدر نے فرمایا کہ اے فضل ان برگشتہ بختون کے تعرض اور قتل کرنے
سے کچھ فائدہ نہین جہنم واصل ہونے دو جہان چاہین جائین خلاصہ یہ کہ وہ سب تو اس طرف کو جاتے ہین یہان شہزادۂ
عالم مع فضل بن گیا ہور خون آشام اور ساٹھ ہزار سوارون کے وہان سے مراجعت فرما کے سمت چار باغ ملکہ حرمان
دلنوکش روانہ ہوتا ہے اور مرجان تیز رفتار کو حکم دیا کہ تو پہلے جا کے ملکہ گوہر ملک کی تشفی اور طمانیت بہت سی کرنا اور
کہنا کہ صاحب تمہاری دعا سے یہان کسی کی نکسیر تک نہین پھوٹی افضال الہی سے فضل بن گیا ہور خون آشام نے
ہماری اطاعت اختیار کی اور ہم مع فضل باطمینان تمام آتے ہین چنانچہ مرجان عیار قبل از داخل ہونے شاہزادۂ
عالیمقدار کے چار باغ ملکہ حرمان دلنوکش مین آیا ہے

جشنک تمہ داستان ملکہ گوہر ملک کی بیان کی جاتی ہے

کہ ملکہ جو اس سمت مین بیٹھی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان کی مراجعت کے انتظار مین بہ نگاہ حسرت اس میدان کی طرف دیکھ رہی
تھی اور جناب اقدس سے دعاے فتح و نصرت اس شاہزادہ والا مرتبت کی مانگ رہی تھی ناگاہ مرجان عیار نے آگے
ہو کیا اور کہا کہ ملکہ عالم مبارک ہو شاہزادہ والا تبار مظفر اور منصور فضل بن گیا ہور خون آشام کو مع ساٹھ ہزار سوارون
کے اپنا حلقہ بگوش کیے تشریف لاتا ہے ملکہ یہ مژدۂ راحت فزوش اور مژدۂ جان بخش سنکے فرط شادی سے مثل
گل پیرہن مین پھولی نہین سماتی تھی جیتا نہ پھرا اسی برج مین گئی اور سامنے جو خیال کیا تو فی الحقیقت لشکر شاہزادہ
امور کی معلوم ہوتی ہے کہ آگے آگے تو شاہزادۂ عالیمقام بحشمت و صولت تمام و بشوکت مالا کلام مرکب پر سوار نہایت مسرور
اور شاد کام اور برابر اسکے فضل بن گیا ہور خون آشام مع اپنے ساٹھ ہزار سوار وغیرہ فوج و سپاہ بہیر و بنگاہ اسی
وقت کو رونق افزا ہے ملکہ مارے خوشی کے منقریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے شادان و فرحان اس برج سے باہر
نکلی اور پھر بعد عجز و انکسار سجدات شکر بجناب باری کرتی تھی انیسین ہمنشینین ملازمین مصاحبین اور خواصین ملکہ
کی تیاری نذر اور نیازون کی کرنے لگین اس عرصہ مین شاہزادۂ عالی مقام مع فضل بن گیا ہور خون آشام
داخل چار باغ ہوا ترک جوشن پوش قاتل زنگی مقاتل زنگی وغیرہ رفقاے جان نثار اور دلیران عرصۂ کارزار
نے بعد زیارت اقدام اعلی اور حصول دولت ملازمت تازہ زرین دین چار باغ مین شادیانے بجنے لگے ملکہ گوہر ملک نے
آمد شاہزادۂ عالی کی سنکے جلدی سے حمام مین جا کے غسل کیا اور ایک جوڑا سفید پہنکے جس جا پر کہ خواصون نے
زمین کو نیلوفل مٹی سے پوت کر سامان نذر و نیاز کا کر رکھا تھا وہان آ کے بالون سے سر کے زمین کو جھاڑتی تھی
اور سجدات شکر کرکے منتظر شاہزادۂ والا قدر تھی یکایک شاہزادۂ والا تبار جو اندرون بارہ دری پہونچا تو چند
خواصین جو وہان حاضر تھین ان سبھون نے الحمد للہ شکر بجا لایا اور بلائین لے لیکر مبارکبادیان دین شاہزادۂ عالم
نے پوچھا کہ ملکہ کہان تشریف فرما ہین ان سبھون نے عرض کیا کہ قربانت شوم حضور کی آمد سنکے ابھی اس
طرف کے درجہ مین تشریف لیگئین ہین اور کچھ نذر و نیاز کر رہی ہین شاہزادۂ والا مرتبت یہ سنکے

وہان رونق افزا ہوا تو دیکھا گرد و پیش تو ہجوم خواصون کا ہزار در ہزار بیچ مین طلائی کمین سوتی اور کافوری سبز اور سرخ رنگ
رنگ کے وہان رکھی ہوئی ہین اور انکی تیاریان اور کچھ تجوزات سلک رہا ہر طرف زبان مشاطیون کی اور دوسرے اوچی والون سے
کوزے عودون کے بھرے ہوئے تیرت حیرت کی پڑیا لگرستہ پیر کاوہ تھا اور جو کچھ سامان نذر و نیاز کا ہوتا ہے وہ ان سب رکھا ہے
اور ملکہ کی آنکھون سے اشک شادی علی الاتصال روان ہین اور عود و سپاس مین اُس خالق حیسم وہان خلق کون و مکان
کی بحضور قلب رطب اللسان ہے اور آپس مین انیسین جلیسین مقربین مصاحبین ہمدمین محرمین ہمرازین دمسازین مصاحب
والیان ملکہ کی سب کی سب غسل کیے ہوئے گئے تھے بال سرون کے پریشان سفید سفید جوڑے نفیس اور پاکیزہ پہنے سمت قبلہ
منہ کیے زمین پر سجدہ شکر کر رہی ہین اور جناب احدیت سے دعائین ازدیاد جاہ و اقبال کی مانگ رہی ہین شاہزادہ عالم نے
تبسم کر کے کہا کہ ای ملکہ یہ کیا رسم کیا کر رہی ہو ملکہ گوہر ملک نے شاہزادہ والا شان کو دیکھ کر کہا کہ ای شہریار لٹد اس وقت آپ
کوئی کلمہ نہ فرمائین کہ دلشکنی ہوتی ہے جلد یہان آکر اس شیرینی پر نذر دیجیے کہ آج کریم کارساز نے میرا تاج سہاگ قائم رکھا ہے
اور مجھ کنیز عاصی اور خاطی کو یہ دن خوشی کا دکھایا شاہزادہ عالم نے خوب ہنسکے نذر دی اور فرمایا کہ اب تم اس شیرینی کو تقسیم کر کے
جلد آکر کہیلیے کہ ہمیشہ کہا کرتی تھین کہ فضل میرا دودھ شریک بھائی ہے سو وہ بتائیدات غیبی اور عنایات ایزدی سے مشرف باسلام
ہو کر میرے ہمراہ آیا ہے اور امیدوار تمھاری ملازمت کا ہو ملکہ نے کہا کہ الاتاج فضل میرے بھائیون سے بھی سوا ہے اُسنے میری
انّا کا دودھ پیا ہے میرا بھائی ہو چکا اُس سے تو پردہ بقول میر حسن۔ مصرع۔ چھپی ہے کہین بھائی سے بھی بہن + مین نے کبھی
نہ کہا ہے وہ نہ کرو گی آپ جا کے اُسکو بُلا لائین مین پوشاک بدلکے آتی ہون بارے شاہزادہ عالیمقدار ملکہ کے پاس سے
بارہ دری مین تشریف فرما ہوا اور فضل بن گیا ہور خون آشام سے تبسم ہو کر کہا کہ یہ صاحب ملکہ نے تمھاری بہت سی
سفارش کر کے کہا ہے کہ میرے بھائی فضل کو باعزاز و اکرام بٹھلا کے اُسکی بہت سی دلجوئی اور خاطر داری کرنا مین بھی
آتی ہون فضل نے عرض کیا کہ شہریار یہ فقط بندہ پروری اور غلام نوازی ملکہ عالم فرماتی ہین لاشک و لاریب کہ غلام
نے اُنکی انا کا دودھ پیا ہے الا یہ منہ میرا نہین ہے کہ دعوی عزیزداری رکھون تخوار موروثی اس سرکار کا ہون غرض میان
تو ابھی یہی ذکر مذکور ہوتا تھا کہ ناگاہ سامنے سے دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک ایک جوڑا بہت رحوم دھام کی پہنے اور از پا تا فرق
دریاے جوہر مین غرق مثل طاؤس طناز ہزارون کرشمہ و ناز سے خرامان خرامان چلی آتی ہے اور گرد و پیش قریب دو ڈھائی
سو انیسین جلیسین مقربین و مصاحبین خواصین اور درگوش مرصع پوش جوڑے زرق برق پہنے ہوئے ہمراہ ہین **نظم**

بجا وہ در اطراف او دختران | جو گرد مہ چار دہ اختران
جیسے کہ خورشید ربلفت نوشا | لیے آفت عقل و آشوب ہوش

لیے سیم ساقان لیے پیش | لیے دل ربایان ساعد کشن
ربائے دل و آفت جان ہمہ | ہر رفتار زیبا چو غلمان ہمہ

القصہ ملکہ گوہر ملک باین خوبی و رعنائی بصد شان دلربائی آکے برابر شاہزادہ عالیمقام کے مسند پر بیٹھی اور بعد عیش و سرور
تیاری جشن کا حکم دیا

اب تتمہ داستان اُن تیرہ بختون ہمراہیان فضل بن گیا ہور خون آشام کا کہ جو یہان سے بھاگ کر سمت
سنجان براے اظہار حال گنجاب کے پاس گئے تھے بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت وہ تیرہ دل تاریک درون سنجان مین پہونچے اور دروازہ بارگاہ گنجاب پر جا کے داد بیداد فریاد کرنے لگے اُسوقت
گنجاب نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہے سنجانی عیار نے عرض کیا کہ وہ جو سوار فضل بن گیا ہور خون آشام کے ہمراہ
بر سر قتل بدیع الزمان گئے تھے اُن مین سے چند سوار پھر کر آئے ہین اور کچھ سرکار سے عرض کیا چاہتے ہین گنجاب
نے کہا اچھا بلالاؤ چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے وہ سب بدذات اندرون بارگاہ طلب ہوئے اور سب نے گنجاب

نزدیک جا کے عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل ہم سب خانہ زاد و نمک خوار موروثی سرکار دولت مدار کے قدیم الایام سے مطیع فضل بن گیا ہور
خون آشام کے رہے اور جس وقت کہ بموجب ارشاد سرکار کے ہم سب ہمراہ فضل کے قریب چار باغ ملک حیران دیو گوش کے
پہونچے تو وہ چار افسرون سے آگے فضل بن گیا ہور خون آشام سے طلاق کی کہ جسکی تلاش مین آپ آئے ہین تو بدیع الزمان
باہر و تنہا چار باغ سے نکلکے میدان سے کوئی دو کوس پر ٹہلے اور ٹہل اپنے مرکب کو ہنکائے تستو جب کھڑا ہو یہ سنکے فضل نے
ہم سب ساٹھ ہزار سوارون جان نثارون کو ممانعت کی کہ خبردار تم کوئی میرے ہمراہ نہ آنا پہلے مین جا کے اُسے دیکھون کہ
بدیع الزمان ہی یا کوئی اور شخص راہ گیر ہو اسکے جب مین تمکو بلا بھیجون تو تم سب میرے پاس آنا اور جو یون کوئی خلاف میرے حکم
کے میرے تعاقب مین آئیگا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ہم سب خانہ زاد بموجب حکم فضل کے جہان تک پہونچے تھے وہین اپنے
اپنے گھوڑون کی باگین روک کر کھڑے رہے فقط فضل بن گیا ہور خون آشام وہان گیا اور کچھ گفتگو ایسی معلوم ہوتی
ہے کہ جس مین نوبت سپر تلوار کی پہونچی ہاتو نہین کہ ایک تکسیر تک کسی کی نہ پہوئی تھی فضل اپنے گھوڑے پر سے کود کے
بدیع الزمان کی رکاب سے لپٹ کے مسلمان ہو گیا اور وہان سے خوشی خوشی آکے ہم غلامون سے کہنے لگا کہ جسکو
میری رفاقت منظور ہو وہ مسلمان ہو جائے ساٹھ ہزار سوارون نے کچھ جواب نہ دیا اور سب کے سب کلمہ اُسکا پڑھ کے
مسلمان ہو گئے اور غلامون کو یقین کلی ہو گیا کہ بدیع الزمان ساحر زبردست ہے آخر کار ہم غلامون نے یہ تاثیر اُسکی
زبان سحر بیان مین دیکھکر پاس اپنے دین آبائی اور اجدادی کے کہ ہمارے سب بزرگوار ترکھا پرستی کرتے رہے ہمکو ہرگز
اپنے دین قدیمی کو چھوڑ کر نادیدہ خدا کی پرستش اختیار کرین اور بیدین ہو جائین اور نمک حرام کہلائین اُسکے ساتھ سے
بھاگے اور براہ خیر خواہی براے اطلاع سرکار مین حاضر ہوئے ہین اب حضور کو اختیار ہے جناب یہ اظہار ان سب کا
سرداران تیرہ روزگار ہمراہیان فضل بن گیا ہور کا سنکے مثل شعلۂ جوالہ کے آتشا اور حالت غیظ و غضب مین جانب
گیا ہور خون آشام کے مخاطب ہو کے یہ کلام کیا کہ اے نمک حرام باعث وبال دولت کا تو اور تیرا بیٹا ہوا فضل جو کہ
مسلمان ہوتا اور مع ساٹھ ہزار فوج کے اُسکا شریک ہوتا تو یہ جمعیت اور طمانیت بدیع الزمان کی کبھی نہوتی یہ بات
خون آشام نے سر نگون ہو کر کہا کہ یا پیغمبر مرسل اگرچہ اس ناخلف ننگ خاندان سے ایسی حرکت نالائق و نا
ذوش وقوع مین آئی تو مین نے اُسے عاق کیا اب بیٹے کا بھی منہ نہ دیکھونگا ہمی گیا ہور اور زیادہ کچھ نہین کہنے پایا تھا
معلوم ہو کہ تیرہ بیٹے گیا ہور کے اور تہین چنانچہ اُن مین چار تو ایک ماں سے حقیقی بہائی فضل کے اور پانچ بیٹے گیا ہور کے
اور ہین کہ قیس بن گیا ہور اور نیس بن گیا ہور اور الماس بن گیا ہور اور عباس بن گیا ہور اور ...
بن گیا ہور اور قوس بن گیا ہور اور گودرز بن گیا ہور اور آذر بن گیا ہور اور محسن بن گیا ہور منشور اور موتی
بن گیا ہور خون آشام فضل کو سب سے زیادہ تر چاہتا تھا اور سب سے سوا عزت اور قدر و منزلت شوکت
و شان فضل کی تھی اسی باعث سے وہ بیٹے گیا ہور کے ہمیشہ اپنے دلون مین رشک و حسد کھایا کرتے تھے آج جو ان
سبھون نے یہ حال فضل کا سنا تو موقع پاکے وہ سب بیساختہ کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار اسوقت یہ فساد نا
اور افزون کیا تیرا محض بیکار ہے قدیم الایام سے تو نے فضل کو رتبہ اور مرتبہ دیا اور ہمیشہ اُسکی ترقی چاہتا رہا
اور ہمارا کچھ قدر اور حرمت تیری نگاہون مین نہ تھی اور کبھی ہمکو از راہ محبت پدری پیار سے کوئی کلمہ نہ کہا
وہی آج دیکھئے کہ بدولت فضل کے یہ رسوائی اور بدنامی تجھے حاصل ہوئی اور ابھی ہمکو حکم دے اور اشارہ
کر کہ جا کے بدیع الزمان کو مع فضل مشکین باندھ کے لے آئین گیا ہور نے جو یہ گفتگو بیٹون کی سنی تو مرحبا
مرحبا کہکے کتاب سے بہت سی سعی اور تعریف اپنے بیٹون کی کی اور نامی ایک ایک بیٹے کو پانچ پانچ ہزار

سوار کا رسالہ دے کے اپنے بیٹون کو مع پینتالیس ہزار سوارون کے برسر رزم شاہزادہ بدیع الزمان روانہ کیا اور وہ
سب بہ یگانگی ہوکے لشکر سے کوچ کرکے کوئی دس کوس پر جاکے اُتر پڑے اور باہم مشورہ کرکے کہ چار گھڑی رات رہے
یہان سے ہم سوار ہونگے صبح ہوتے ہوتے چار باغ کو محاصرہ کرکے بدیع الزمان اور قفقل کو اگر زندہ ہاتھ آگئے
تو مشکیں باندھ کر اور جو اُنکے حرارت سپہ گری کی مزاج میں آگئی تو دونوں کا سر کاٹ کے ملکہ گوہر ملک کو محافہ میں سوار
کرینگے اور چار باغ تاخت و تاراج کرکے قاتل مقاتل ترک جوشن پوش وغیرہ غلامون کو گرفتار کیے بحضور پیغمبر
مرسل لے جائینگے غرض یہ کر اپنے لشکر کے گرد و پیش خوب سا انتظام کرکے اور چوکی پہرے بٹھلا کے سو رہے اب یہان حال
شاہزادہ بلند اقبال و دلاور گروہ رستم شکوہ تہمتن توان ابن صاحبقران عالیشان بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا سنیے کہ
شاہزادہ عالی مقدار اور ملکہ گوہر ملک تو جام شراب عیش و طرب سے مدہوش اور خود فراموش بیہوش و ہم آغوش ہوکر
دو پہر رات کے بعد غافل پڑے سوتے تھے مگر مرجان عیار کو ایسی نیند کہان چار سمت باغ میں بڑی ہوشیاری اور خبرداری
سے قاتل مقاتل کے ساتھ والے حبشیون کے چوکی پہرے دیکھ رہا تھا بارہا وہ تو باغ سے باہر نکلا اور نہایت
عیاری سے چپ و راست دیکھتا ہوا جب قریب آٹھ نو کوس کے پہونچا تو اُسنے دور سے دیکھا کہ کچھ جوق جوق آدمیون کی
اور کچھ خیمہ و ڈیرے استادہ نظر آتے ہیں اور آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہے مرجان عیار یہ تماشا دیکھ کر اپنے
دل میں کہنے لگا کہ اس وقت یہان یہ لشکر کس کا ہے کیونکر اُترا ہے اور کہان سے آیا ہے اور سردار اس لشکر کا کون ہے
ذرا چلکر اس لشکر میں دریافت تو کرلون یہ سوچکر ایک خوانچہ والے نوجوان کی صورت بنا اور لال پگڑی سر پر باندھ کے
مرزائی گلے میں دھوتی باندھے زنجیر چاندی کی کمر میں پہنے پشاوری جوتا پاؤن میں خوانچہ میں کچھ شیرینی کچھ ریوڑیان
دال موٹھ سموسے وغیرہ سجے ہوئے چراغ روشن اُسپر ایک ٹھیکری ہوا کے بچاؤ کے واسطے رکھی ہوئی آواز دیتا ہوا قریب
لشکر کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان پڑا ہے جا بجا خیمے اور [illegible] ہیں . روشنی میں جوان چوکی پہرے کے
جہان تہان آواز دے رہے ہیں اور پکار رہے ہیں کہ کون آتا ہے اور کہان جائیگا علاوہ اسکے سوار چار طرف پھرتے ہیں
غرض اور سپاہ میں جاگ پڑی اور بڑی چہل پہل تھی ایک پل میں سے کسی نے پکارا کہ ابے خوانچہ والے ادھر آ شیرینی تو دیتا جا
مرجان تیز رفتار نے وہان جا کے شیرینی اور جو چیز کہ اُسنے مانگی خوانچہ رکھکر تول دی اور باتون ہی باتون میں ناواقف بنکر
پوچھنے لگا کہ میان صاحب یہ لشکر کسکا ہے اور تم سب صاحب آج کس مہم پر جاتے ہو اُن میں سے ایک شخص بول اٹھا
ابے جو تو نے سنا ہو کہ ایک شخص دشمن خداوند لقا دیدہ خداے آسمان اُنکے پرستارون میں بدیع الزمان ملک
اسفنجان میں وارد ہوا اور اُسنے قاہر بن قہرمان عجمی کی کمان کو توڑا اور نستور بن نستار ساحر اور قدرت کو مارا اور
ستائیس شخون لشکر گنجاب پر لایا ہے اور ان چاروں سوارون کو ہلاک کر ڈالا اسود شاہ [illegible] ملک حران دیوکش
میں جاکے چھپا ہے اور ایک بیٹا ہمارے سپہ سالار کا یا ہے خون آشام کا قفقل بن گیا ہے اور نامے اسکی گرفتاری
کے واسطے آیا تھا سو بدیع الزمان نے ایسا کچھ سحر آسیر کر دیا کہ وہ پیغمبر مرسل اور لقا پرستی سے منحرف ہو کر شریک
بدیع الزمان کا ہو گیا ہے اس واسطے پیغمبر مرسل نے کیا ہے خون آشام کو بتاکید تمام حکم دیا کہ تم اُسے گرفتار کرکے
یا اُسکا سر کٹوا کے منگواؤ تو حسب الحکم پیغمبر مرسل کے کیا ہے خون آشام نے اپنے نوشیروان کو پینتالیس ہزار سوار
کے ہمراہ برسر قتل بدیع الزمان و برائے گرفتاری قفقل بھیجا ہے ہم سب اُنکے ہمراہ ہیں صبح کو چار باغ میں جا کے
تعمیل حکم جناب کرینگے اور بدیع الزمان کو قفقل اگر زندہ ہاتھ آگئے تو زندہ اسیر اور دستگیر کرکے
اور جو وہ کوئی سرکشی کرینگے تو ان دونوں کے سر کاٹ کے بحضور پیغمبر مرسل لیجائینگے مرجان عیار تیز رفتار

نزدیکی اُنکی سُنکے اور خوب سا تحقیق کرکے وہان سے پھرا اور جب شب سے ہنوز کچھ رات شہزادہ خانہ سے نکل جاتا تو
کوئی دو گھڑی رات پچھلی باقی ہوئی اُسی وقت چوبدار باغ مین جو بچارہ ساری سرگذشت روبرو شاہزادہ بدیع الزمان
کے گذارش کی شاہزادہ والا مقام نے فرمایا کہ تو بیشک ہماری اسپ سواری ہوئے بقاب پر اوران فضل بن گیا ہو
خون آشام جا بیٹھے فضل بن گیا ہو رخون آشام اپنے دونون ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا کہ اے شہریار آپکے
سوار ہونا اور ان چھوکردن کے مقابلے اور مجادلے مین جانا خلاف آپکی شان کے ہو غلام کبھی نہ جانے دیگا وہ
سب میرے بھائی ہین اور اُن سبھون کو دعوے رزم و پیکار جو ہے ہر غلام جان نثار حضور کے اقبال سے دیکھئے
کس سہولت و آسانی سے اُن سبھون کو لیسپا اے اشمال نیست و نابود کر دیتا ہے اسمین کچھ اس مین حضور کچھ نہ فرمائین
اور غلام کو اجازت دین اور اگر آپ غلام کی عرض کو پذیرہ نہ فرمائین تو غلام قدام عالی پر ابھی اپنا گلا تلوار سے
کاٹ کر تصدق ہو جائیگا غرض شاہزادہ والا تبار عالی مقدار نے چار و ناچار فضل بن گیا ہو رخون آشام کو اجازت
رخصت دے کر کہا اے فضل کیا مضائقہ ہمکو تمہاری خوشی ہر حال منظور ہے لیکن ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم دور ہی سے
کھڑے ہوکر تمہارے بھائیون کی لڑائی کا تماشا دیکھین فضل نے عرض کی کہ حضور نے بے افتخار اور زہے سعادت
بہت بہتر حضور تشریف لے چلین الفضلۃ افضلکم حسنا نہ زاد سراقدس پر تصدق اور نثار نہ ہو جائے حضور تھمہ
میدانداری کا نہ فرمائین شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ہاتھا مین نے تم سے کہدیا کہ مین فقط مشتاق تمہارے
تماشا مین بھائیون کی لڑائی کا ہون باقی مین بدون تمہاری خوشی کے ہرگز شریک نہ ہونگا فضل نے عرض کی اب پھر
توقف کیا ہے حضور غلام کے پشت پناہ رہین افضال الٰہی اور اقبال عالی سے غلام اُن سب کی شجاعت اور شتنگی سے
خوب آگاہ ہے آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ آن واحد مین کس خوبصورتی سے سرمیدان ایک ایک کی مشکین باندھکر لے آتا ہون
یہ کہکے فضل بن گیا ہو رمسلح اور مکمل ہوکے ہمراہ شاہزادہ عالی جاہ کے سوار ہوا اور شاہزادہ والا مرتبت نے ترک جوشن
پوش اور مقاتل زنگی اور مقاتل زنگی کو خوب سمجھا کے کہا کہ اے بہادرو مین ذرا فضل کی اور فضل کے بھائیون کی رزم
و پیکار کی سیر اور کیفیت دیکھکر ابھی آتا ہون تم سب بخدمت ملکہ گوہر ملک باطاعت و فرمانبرداری آسی صورت
سے یہان مستعد اور حاضر رہنا اور چار باغ کے گرد و نواح کی خبرداری اور ہوشیاری رکھنا غافل نہو جانا اور ملکہ
ملکہ گوہر ملک کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ ملکہ تمہین ہماری جان کی قسم کچھ اپنے جی مین وسواس نہ لانا بلکہ تم جلسہ
آسی بیچ مین بیٹھکر تماشا دیکھو کہ مین فقط دور سے سیر دیکھکر ابھی چلا آتا ہون یہ کہکے مع فضل بن گیا ہو رخون آشام
چار باغ سے برآمد ہو فضل نے عرض کی کہ شہریار اب سرکار تو مع مرجان تیز رفتار آگے تشریف لیجائے وہ جو یہان سے
کوس بھر کے فاصلہ پر ایک میدان وسیع پر فضا نظر آتا ہے وہان کسی ٹیکرے پر جا کے اپنے مرکب کی باگ روکئین اور سیر
غلام کی سرفروشی اور جان نثاری کی ملاحظہ فرمائین چنانچہ شاہزادہ عالم تو وہان جا کے ٹھہر اور یہان فضل بن گیا ہو ر
خون آشام نے مع اپنے ساٹھ ہزار سوارون اور رسالدارون اور افسرون کے چار باغ سے کوئی دو کوس پر جا کے میدان
جنگ قرار دیا اتنی دیر مین اُس طرف سے قیس بن گیا ہو رادھ لیس بن گیا ہو روغیرہ نو بیٹے گیا ہو ر کے
مع چالیس ہزار سوار کے نمودار ہوئے اور آکے فضل بن گیا ہو رسے اسی جا پر ٹھہر گئے اور تیاری میدان جنگ
طرفین سے ہونے لگی تبر دارون نے جھاڑی جھنڈی جنگل کی کاٹکر میدان کو صاف و شفاف کر دیا اور بیلچہ کاری
کرکے انگل کے گئے سقے آب پاشی پر جھٹے گرد و غبار بٹھلا رہے تھے اور شور و شیشے قیاس سے کرہ ہوا کرہ خاک ہو گیا اور اندام ہستی
لرزندہ و معلوم ہوتا تھا اشعار دو لشکر برابر شد آراستہ ❊ ز ہر طرف بانگ برخاستہ ❊ یلان غرق آہن ز سر تا بہ پا ❊ چو شیر غرندہ بدشت وغا

گشاده دہن اژدہاے علم | کہ پیر فلک را در آورد دم | زمین آمد از نعل تازی بتنگ | سنان شد بہ گرد آسمان دو رنگ
دلیران دگرداں ز روے غضب | بدندان غیرت گزیدند لب | ز بیم سنان ناف دزدیده چرخ | سر از جاده مہر پیچیده چرخ
ز غریدن کوس غیرت فزا | زمین گشت بیکار و گردون زجا | صدا ہا برون آمد از طبل جنگ | ز زنگار زنگ و ز زنگار رنگ

چاؤش اور میدانیوں نے میدان میں نکلے میمنہ اور میسرہ قلب اور جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول چو دو جون صفین بآئین بہین آراستہ و پیراستہ کردیں اور کرکیتوں نے طرفین سے بآواز بلند نشیب و ہی ای مردان بکوشید تا جاودان نام تان چو خورشید مشہور روز جنگ است جنگ بابا بپا کردہ کوشش نام و ننگ بابید ز دہ کہاں این رستم و سہراب کہاں

بیژن و برزو **شعر**

نہ اندیشہ مرگ چون زنگ باخت | باحوال جم جاے عبرت نگوست | لسانی نہ از کاسۂ مغز افراسیاب | سکندر کہ یک خیمہ عالم ازو ساخت
نداری ز کاؤس و دارا بیاد | نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ | کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ | کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
کہ گشتی از و زہرۂ شیر آب | زدیدون خداوند اکلیل و تخت | ز دیبا بتا چار پر بست رخت | جگر خون شد از دہر و از اسباب
نماند آن یل بر زوے نامدار | بخاک سیہ فرق رستم نگر | کہ در دیدی از گرز او کوہ سر | چہ بیژن چہ و یلہ شد ہزار
بماند نکو نام غیرداے حشر | جہان با کسے پائداری نکرد | مکن این جفا پیشہ یاری کند | مگر آنکہ نام شجاعان عصر
کراید بمیدان تیر و کمند | شجاعت خدا و رسل را پسند | شجاعان دنیا نجست رستہ | کدام است بس آن جو جہند
| دہد جلوۂ نام جد و پدر | بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر | بس کونسا ایسا بہادر ہوگا

آج اس معرکہ روز کا بادہ اتیل و نہار میں نام اپنے باپ دادے کا روشن کرکے ان بہادروں کا نام مثل حرف غلط مٹا دے دوبالو بالو باسب لمحین لو باری باے پلنگ آگے پٹ اترے اور بگ پیچھے پٹ جاے نہ آواز کرکیتوں کی سنکے جوانوں کی آنکھوں میں نشہ شجاعت کے دل بدل ڈورے پڑگئے تھے اور ہر ایک مردو لیر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالے بر چھے ترچھے لیے منتظر تھے کہ دیکھئے ہراول لشکر کا کون ہوتا ہے اور پیش دستی کون کرتا ہے ایک بار فضل بن گیا ہو کے جانبوں میں قیس بن گیا ہو اپنی فوج کے پرے سے نکلا نافت میدان میں آکے قائم ہوا اور یہ آواز بلند پکارا کہ ای فضل بن گیا ہو کس خواب غفلت میں سوتا ہے ذرا آنکھ تو کھولکر دیکھ کہ وہ دن گزر گئے جو تو بابا جان کی بدولت لاؤلا بنا ہمیشہ اپنی تخفیف اور تمکنت کو دکھلاکے جو چاہتا تھا سو بکتا تھا زبان درازی کرتا تھا اور ہم پاس آداب والد بزرگوار کے کچھ عوض اسکا تجھسے نہیں کرسکتے تھے سوا بقول تکنے کہ مصرع آن قدح بشکست وان ساقی نماند تو نے خداوند یجدہ ہزار ملک باختر کی پرستش چھوڑکر اور حق نمک پیغمبر رسل کا فراموش کرکے اپنی قوم سے منحرف ہوکے نادیدہ خداے آسمان کو بالوہیت اور وحدانیت قرار دے کر اور اسکی پرستش اور ایک شخص غیر کی رفاقت اور شراکت اختیار کی اور اپنی کل حرمت اور آبرو خاک میں ملاکے ہم سبکو حضور پیغمبر رسل ذلیل و بیعزت اور انکے دلاور بارگاہ نشینوں کے سامنے خجل و منفعل کیا اور قابل آنکھ چار کرنے کے نہ رکھا اب کیا ضرور کہ اور ہزار دو ہزار آدمی بے واسطہ طرفین سے مارے جائیں اور بے فائدہ آپس میں لڑیں مرین بہتر یہ ہے کہ اب توقف اور تامل نہ کر ہم اور تو سر میدان نکل کے امتحان زور بازو کریں اور بزبان نیزہ اور دم شمشیر گفتگو کریں بدون اعانت اور شرکت غیر کے تصفیہ نزاع کریں فضل بن گیا ہو رخون آشام نے اپنے لشکر سے مرکب کو گرم تازکے جواب دیا کہ ای قیس اس گفتگوے فضول اور تقریر مجہول سے کیا حصول اگر تجھے عقل و فہم ہو تو بچشم انصاف دیکھ اور بگوش ہوش بغور سن کہ تو بہ سے مشرک خدا ایک کیڑا بخور خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت گمراہ کنندہ عالم ہے اسکو خدا کہنا عین کفر و کافری ہے مطلے ہذا القیاس کہ جناب حیدالانس والعذاب لائق پیغمبری نہ تھا یہ بھی بقول تمسکہ شرع وزیرے چنین شہریارے چنان ہی کی مثال کے موافق ہے تجھے لازم ہے

کہ اُن دونون ملعونون پر لعنت اور نفرین کرکے مشرف بہ اسلام ہو ورنہ مین اتمام حجت کر چکا شعر: بیا تا چہ داری ز مردی نشان
کمان کیانے وگرز گران * قیس بن گیاہور نے غیظ و طیش مین آکے برچھا سینہ بے کینہ فضل پر مارا اور فضل بن گیاہور
خون آشام نے اُسکے نیزے کو اپنی سنان نیزہ پر کاٹ لیا اور نیزہ وری باہم ہونے لگی بیس یا تیس طعن برابر دنگل کے
چوبیسوین طعن مین فضل نے نیزہ قیس کا ہوائی کردیا قیس کی نظرون مین تو زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ
ڈالکر پکارا کہ اے فضل نیزہ بازی خیال بازی عمود بازی محال بازی شمشیر بازی راستبازی دیکھ کیا ہوتا ہے الماس ہیرو کشا
کر مین نے تجھے خبردار نہین کردیا یہ کہکے قاش زین پر قائم ہوکے بقوت تمام ایک وار تلوار کا فضل بن گیاہور خون
آشام کے سر پر کیا فضل نے اُسکی تلوار کو آتے جو دیکھا تو بازو کو بچاکے بغل سپر ری ہنددست کو پکڑ لیا پس تلوار اُسکے ہاتھ
سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی اُسوقت قیس نے فضل کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور طرفین سے زور کشمکش کے ہونے لگے
لوگون نے کہا کہ صاحبو اگر اتنی ہی زور منظور ہو تو ان بچارے گھوڑون کو کہ بے زبان ہین کیون ہلاک کرتے ہو دونون
صاحب میدان مین کود پڑو اور کشتی لڑو یہ سنکے دونون شخص گھوڑون سے اُترکے کلہ بکلہ کر یہ کر سینہ بہ سینہ دوش
بدوش بہ کمال جوش و خروش زور کشتی کا کرنے لگے ناگاہ شاہزادہ بدیع الزمان عرش جاہ نے دیکھا کہ چار گھڑی
کے عرصہ مین فضل بن گیاہور خون آشام نے ڈال کر زنجیر مین ہاتھ ضبطہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور قیس کا لنگر توڑ کر
زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر مارکر چارون شانے چت گرا تھا اُسوقت فضل نے جھٹ پٹ مشکین قیس کی باندھ کر
اپنے جلودار کے حوالہ کیا ساتھ ہی قیس کے گرفتار ہو جانے کے لیس بن گیاہور بھائی اُسکا مرکب چمکاکے میدان مین
آیا اور پکارا کہ ہوش اے فضل کے گذارم ترا کز دست من زندہ و سلامت روے فضل بھی اپنے مرکب پر سوار ہو کر
مقابل مین آئے لیس نے وہ گرز تلوار ماری فضل بن گیاہور نے اُسکی ضرب کو سپر پر روک کر بوقت برگشتن تیغہ
مارا کہ اُسکی سپر کو کاٹ کر زخم کاری اُسکے سر پر لگا اور لیس چکر کھاکے چاہتا تھا کہ گھوڑے پر سے گرے فضل نے اپنے
مرکب کو دباکے جھٹ پٹ اُسکے بھی کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور قاش زین سے جدا کرکے اپنے ملازمون کو حوالہ کردیا
اس مین قریب دوپہر کے دن آچکا تھا کہ یہ حال زخمداری اور گرفتاری قیس اور لیس دونون اپنے بھائیون کا بدست
فضل بن گیاہور خون آشام دیکھکر الماس بن گیاہور اور قیماس بن گیاہور نے طبل آسائش بجوا دیا اور صداے
طبل بازگشت سنکے فوجین طرفین کی پھرین اُدھر تو وہ ساتون بھائی باقی ماندہ بیٹے گیاہور کے مع اپنے لشکر کے
خیمے ڈیرون مین گئے اِدھر فضل بن گیاہور خون آشام مع ساٹھ ہزار سوار میدان سے مراجعت کرکے بحضور
شاہزادہ عالیمقام آیا اور قیس بن گیاہور اور لیس بن گیاہور خون آشام دونون بھائیون کو مطوق اور مسلسل کیے
ہمراہ لیے بحضور شاہزادہ عالیجاہ داخل چار باغ ملک حرمان دلکش ہوا شاہزادہ عالیمقدار نے تعریف فضل کی
شجاعت اور تہمتنی کی فرماکے حکم دیا کہ اے فضل سنو تم اب اپنی فوج و سپاہ سے بدلجوئی اور خاطرداری خوب سا واسطے
ہوشیاری اور خبرداری کے سمجھاکے آرام کرو ہم بھی اب ملکہ کے پاس جاتے ہین کل جیسا کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا یہ کہکے
شاہزادہ بدیع الزمان تو بارہ دری مین جاکے مع ملکہ عیش مین معروف ہوتا ہے اور فضل اپنی فوج و سپاہ سے انتظام
مین مشغول ہوتا گاہ کوئی دو گھڑی دن پچھلا باقی ہوگا کہ مرجان تیز رفتار نے بحضور شاہزادہ عالیمقدار کے بعد دعا و ثنا کے

خداوندی دست ادب بستہ عرض کی قطعہ

جہان تا ہست قبایت جوان باد ۔ بہار دولت ایمن از خزان باد ۔ بہر جانب کہ رو ست روے آرد ۔ ظفر ہمدوش و دولت ہمعنان باد

شہریار کی عرض ہے از لشکر الماس بن گیاہور اور قیماس بن گیاہور مین طبل جنگ بجا صبح کو وہ ساتون بیٹے

گیا ہور کے پھر معرکہ آرا ہونگے شاہزادہ والا مرتبت نے فرمایا کہ فضل بن گیا ہور خون آشام سے جا کے کہدو کہ تم بھی
بحکم و بفضل ایزدی اور تائید ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ حسب الحکم فطام شاہزادۂ عالیمقام کے فضل بن گیا ہور
خون آشام نے اپنی فوج میں طبل جنگ بیدرنگ بجوا دیا صدائے کوس حربی اور نعرہ ہائے نری سے زمین متحرک
آسمان متزلزل نظر آتا تھا غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار آمادۂ مرگ اور مہیائے قضا ہوکر باہم گفتگو کرتے تھے دیکھیے
شب حاملہ است فردا چہ زاید اشعار ور اندیشہ گردنکشان یک بیک کہ فردا انجام کہ باشد فلک ؛ زمانہ کرا کار سازی کند ؛
ستارہ بجان کہ یاری کند ؛ کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید ؛ ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید ؛ بعدازاں پھر دونوں لشکروں میں
بڑی چہل پہل اور جاگ رہی طلایہ طرفین سے پھرا کیا آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہوئی غرض اسی لیت و لعل میں
رات بسر ہو گئی اور گریبان سحر چاک ہوا فوجیں جانبین سے نکل نکل کر میدان میں آکے قائم ہوئیں فضل بن گیا ہور
خون آشام مسلح اور مکمل ہو کر بحضور شاہزادۂ عالیمقام برائے اجازت رخصت آیا اور اجازت طلب ہوا شاہزادۂ والا
مرتبت نے فرمایا کہ بھائی ہم بھی تو سوار ہوتے ہیں لطف اور کیفیت میدان جنگ کی تو آج دیکھنے کے قابل ہے یہ فرما کے
شاہزادۂ عالم نے پوشاک ذات اقدس پر آراستہ کی اور سلاح سب لگا کے ملک گوہر ملک کو بہت سا سمجھا کے اور نصیحت
کرکے کہ تم پردے میں بیٹھی ہوئی تماشا دیکھو فضل الٰہی شامل حال ہے گھبرانا مت بعد ازاں مع فضل بن گیا ہور
خون آشام گھوڑوں پر سوار ہو کے سمت میدان رزم روانہ ہوئے چنانچہ فضل تو بدستور روز اولین رخصت ہو کر اپنے
لشکر میں جا کے ملحق ہوتا ہے اور شاہزادۂ والا تبار مع مرجان عیار ایک ٹیکرے پر جا کے نیزہ گاڑ دیا اور رنگ ڈھنگ
میدان جنگ کا ملاحظہ کیا کہ بیلداروں نے دونوں طرف سے نکل کے نشیب و فراز میدان کا ہموار کر دیا اور میدانیوں
نے میمنہ میسرہ قلب و جناح آگے کا ہراول پیچھے کا چنڈاول آراستہ اور پیراستہ کرکے جو سوار کہ پیچھے ہٹا تھا اسکو
آگے اور جو فوج کے پرے سے آگے بڑھا تھا اسکو مار مار کے پیچھے ہٹا دیا مگر گرد و پیش غبار کا یہ عالم تھا کہ آسمان
تمام گدلا نظر آتا تھا اور زمانہ خاک بسر تھا سقے جانبین سے آبپاشی پر جھکے ہوئے گرد و غبار کو بٹھا دیتے تھے اب
جو دیکھا تو کوئی دو گھڑی دن چڑھ چکا ہے اور مطلع میدان کا صاف ایک ایک کو بخوبی دکھتا ہے لیکن کسیکو یہ جرأت
نہیں کہ قدم آگے بڑھائے دو دریائے لشکر موج زن ہیں یا دو اژدر ہفت سر منہ کھولے نظر آتے ہیں نقیب اور
کڑکیتوں نے میدان میں نکلکر نقابت اور کڑکیتی کرنا شروع کی اے بہادران بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر
روز جنگ است جنگ باید کرد ؛ کوشش نام و ننگ باید کرد ؛ ساتھ ہی کڑکیتوں کے سبب دینے کے طرفین سے
جوانان شمشیر زن اور دلیران تہمتن آمادۂ رزم و پیکار ہو کر انتظار میں کھڑے تھے کہ دیکھیے ہراول فشا کون
ہوتا ہے ناگاہ الماس بن گیا ہور اپنا گھوڑا چمکا کے بمقابلہ فضل بن گیا ہور آیا اور بعد جنگ نیزہ و شمشیر نوبت کشتی
پر پہونچی اور فضل عالی مرتبت نے چار گھڑی کے روز میں الماس بن گیا ہور کو زیر کر کے باندھ لیا اور اسی طرح
سے قیماس وغیرہ اور پانچ بیٹوں کو گیا ہور کے زیر کیا اور مشکیں باندھ حوالے اپنے ملازموں کے کر دیا فقط
محسن بن گیا ہور نواں بھائی فضل بن گیا ہور خون آشام کا باقی رہ گیا تھا اسنے جب یہ دیکھا کہ آٹھ بھائی
میرے میدان حرب و ضرب میں فضل بن گیا ہور سے ہر ایک بات میں مغلوب ہو کے گرفتار ہو گئے ہیں کسی
صورت سے اسپر غالب نہیں ہو سکتا از راہ غداری اور مکاری بے ساختہ اپنے دونوں ہاتھ رومال سے باندھ
گھوڑے پر سے کود پڑا اور دوڑ کر یہ کہتا ہوا کہ اے بھائی غلطی ناکردہ گناہ درجہان کیست بگو ؛ آنکس کہ گنہ نکرد چون
زیست بگو ؛ من بد کنم و تو بد مکافات دہی ؛ پس فرق میان من و تو چیست بگو ؛ بقول شخصے از خوردان خطاست

و از بزرگان امید عفو و عطا ست تو نے جو پہلے ہم سبکو ہدایت کی ہماری شامت ایام اور برگشتگی طالع سے کچھ ذہن اور فہم
مین نہ آئی اب ہمارے دلکو یہ یقین کامل ہو گیا کہ جو تو فرماتا ہی سب برحق و بجا ہی ہم غلطی پر تھے اور تو راہ راست پر ہی یہ
فتح اور ظفر فقط تیرے دین اور مذہب کی تائید سے تجھے نصیب ہوئی ورنہ کیا باعث کہ تو تنہا کجان و احد اور ہم نوجا نی
جس باپ کا تو بیٹا اُسی باپ کے ہم بیٹے جو ہاتھ پانوٗن تیرے وہ ہاتھ پانوٗن ہمارے ہم سب زور و طاقت شمشیر زنی سپاہگری
کی گھات مین تجھسے کمتر نہین تو معلوم ہوا کہ تیرا دین برحق ہی لہذا امیدوار ہین کہ عفو جرائم ہماری فرما کے وہ کلمہ ارشاد کر جسکے
باللسان ظاہر ہو جاتا ہی کہ ہم بھی مشرف باسلام ہو کے تیری غلامی اور فرمانبرداری مین سعادت دارین وافتخار کونین
حاصل کرین فضل کے پانوٗن سے جا کے لپٹ گیا فضل بن گیا ہور خون آشام نے حسب الحکم شاہزادۂ عالیمقام کہ
مومن کے دل مین کینہ نہ چاہیے اور حکم شرع ظاہر پر ہی جو شخص اقرار باللسان اسلام قبول کرنے کا کرے قتل اُسکا
واجب نہین آگے نیتون کا اُسکے حال عالم الغیب کو معلوم ہو گا بقول کسی اُستاد کے شعر تو چہ دانی کہ درسرایش چیست؛
محتسب را درون خانہ چہ کار؛ بمقتضائے ذات اور آدمیت فضل بھی اپنے مرکب پر سے ہان ہان کرتا کود پڑا اور
محسن کو گلے لگا کر کہا کہ نہین بھائی مین تجھے خوب جانتا ہون اگر تو بصدق دل اسلام قبول کرتا ہی تو جو رتبہ اور مرتبہ میرا ہی
مین بدل و جان تجھسے راضی ہوا بسم اللہ کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو اور جو کچھ ذریب منظور ہی تو ولیا کہ خدا سے
بزرگ است محسن بن گیا ہور بکمال عجز و انکسار زار زار رو کر کہنے لگا ای بھائی فی الحقیقت مین ایسا ہی عاصی اور
خاطی روسیاہ ہون لیکن اب تیرے اقدام عالی پہ اپنا سر رکھتا ہون کہ مجھسے کبھی کوئی تقصیر اور خطا نہو گی اور کوئی بات
تیرے خلاف نہ کرونگا قطعہ گر گنہ کردم و گر عصیان نمودم عفو کن؛ در گذر از ما کہ در دام کاخر غلام خانہ زادہ ورنباشم قابل
عفو تو اینک طشت و تیغ؛ کس سے دارم کہ خواہد خواست از دست تو داد؛ فضل نے یہ گفتگو محسن بن گیا ہور کی
سنکے کلمہ طیبہ ارشاد کیا اور وہ بدذات از راہ مکر و زور کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا اُسوقت فضل نے اپنے سب بہا یون
کی فوج و سپاہ سے پکار کر کہا کہ ای بہادرو یہ سب میرے بھائی تھے انکا تو حال تمنے بچشم خود دیکھا اب تمکو کیا منظور
ہی اگر تم حق و باطل مین تمیز کر کے کلمہ شہادت پڑھو تو یار و سب میرے بجائے بھائیون کے ہو جو وہان سے
تمکو ملتا ہو اُس سے المضاعف یہان حاضر ہی اور میرے ہمراہ عیش کرو اور جسے نہ منظور ہو وہ جہان جی چاہے
چلا جائے اُن چوالیس ہزار سوارون مین سے چالیس ہزار دلیران عرصۂ کارزار نے تو یہ سُنکے کہا کہ ای فضل بن
گیا ہور خون آشام ہم لوگ قدیم الایام سے غلام موروثی اسی سرکار دولتمدار کے ہین اور آگے بھی رتبہ
اور مرتبہ اور عزت اور آبرو اور عقل اور فہم اور لیاقت اور شجاعت اور دلیری تیری کل امیر اور امرا اور
ادنی اعلےٰ روٗسائے ملک سنجان سے افزونتر جانتے تھے اور اپنا مالک و ولی نعمت تجھے سمجھے تھے اور اب تو ہمکو
یقین کامل اور اعتقاد بدل ہو گیا کہ تو بڑا صاحب اقبال اشجع روزگار رمیدان کارزار ہی جو تو نے کوئی کام کیا
ہو گا کچھ اسے اپنے نزدیک سبز سمجھا کیا ہو گا وہی باعث تیری ترقی جاہ و دولت اور فتح و نصرت کا ہی اور لاشک
ولاریب دین تیرا برحق ہی بس ہمکو کیا اس مین عذر اور تامل ہی جو طریق خدا پرستی کا ہو ہمکو ہدایت کر کہ ہم
اختیار کرین اور تجھے اپنا پیشوا سمجھ کر پیرو تیرے ہون فضل بن گیا ہور نے کلمہ شہادت اُن سب کو باواز
بلند پڑھ کے سنایا اور وہ سب چالیس ہزار سوار بصدق دل کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے اور باقی ماندہ وہ
چار ہزار سوار تیرہ روزگار یہ کہتے ہوئے کہ ہم تو اپنے دین قدیم کو کبھی نہ چھوڑینگے اپنے اپنے گھوڑون کی
باگین موڑ کے سیدھے سمت شہر سنجان فراری ہوئے فضل نے چاہا کہ تعاقب اُنکا کرے شاہزادہ

والا مرتبت نے دور سے ہاں ہاں کر کے مخالفت کی اور فرمایا کہ ای بہادر جانے دے بھاگتے کا پیچھا نہیں کرتے بعد ازاں شاہزادہ
فتح کے بجائے بعظمت و جرأت تمام و شوکت مالا کلام شاہزادہ عالیمقام مع فقفس بن گیاہور خون آشام بڑی دھوم دھام
سے مراجعت فرما کے داخل چار باغ ملک حیران دیو کش ہوا ترک جوشن پوش قاتل زنگی مقاتل زنگی وغیرہ
سب سرداروں نے شاہزادہ عالم کو نذریں دیں فقفس سے ملاقات کی چونکہ جشن شادی اور غلغلہ مبارکبادی بلند
تھا اندرون دروازہ دری ملکہ گوہر ملک نے تیاری نذروں اور نیازوں کی اور سامان رنگ رلیوں کیا بعد مختصر روز دوم
شاہزادہ عالم مع تمام اپنے سرداروں کے دیوان عام میں صدر جاہ و حشمت پر اجلاس فرما تھے کہ یکمرتبہ فقفس
بن گیاہور خون آشام نے اپنے آٹھوں بھائیوں کو بحضور شاہزادہ عالیمقام طلب کیا اور حسب قہر سوز مرابیان
فقفس قیس بن گیاہور ولیس بن گیاہور وغیرہ آٹھوں بیٹوں کو لیے ہوئے! جوان سب کے سامنے لائے اسوقت
شاہزادہ والا مرتبت نے اُنسے پوچھا کہ ای بہادرو تم لوگ کون ہو فقفس بن گیاہور خون آشام نے مردانگی ظاہر کیا
یہ بقریب اور اپنے کو اب تم سب کس حال میں دیکھتے ہو حسب اتفاق جسوقت کہ آٹھوں بھائی فقفس کے روبرو شاہزادہ
والا قدر کے آئے اور انھوں نے شان و شوکت شاہزادہ عرش آستان کی دیکھی خود بخود سینے دل میں ایک محبت پیدا
ہوئی تھی ورنہ زنگ کفر آئینہ ضمیر سے اُن سبکے یکقلم شک ہوگیا تھا اس عرصہ میں یہ کلام شاہزادہ عالیمقام نے اُنسے جو کہا
تو وہ سب بے ساختہ دست ادب باندھ کے ملتمس ہوئے کہ ای شہریار بیشک دلاور تیرے دین برحق ہو اور تو بڑا اقبالمند
اور بخت ارجمند ہو شعر: این شجاعت بزور بازو نیست ٭ جز بتفضل و بتفضل نیست ٭ معلوم ہوا کہ یہ ساری برکت تیرے
دین متین کی ہو پس جو اور کوئی دین تیرا قبول کرے وہ کیا ہے شاہزادہ والا نژاد نے کلمہ ارشاد کیا آٹھوں بیٹے
گیاہور کے بصدق دل اور حسن عقیدت کلمہ پڑھکر مشرف باسلام ہوئے اور شاہزادہ والا مرتبت نے از رہ شادی و مردور
سے پسران گیاہور کو اپنے سینے سے لگا کے خلعت عطا کیے اور ہر ایک کو ڈنگل بیٹھکے دیے سب سے مرحمت فرمایا اور آپ
باطمینان خاطر شاہزادہ والا گہر معروف جشن و نشاط اور شریک محفل انبساط ہوا ہی

جتبک دو کلمہ داستان اُن پانچ ہزار سواروں کے جو کہ برگشتہ بخت میدان سے بھاگ کر سمت شہر بجان گئے ہے گزارش کیا جاتا ہی

کہ وہ پانچ ہزار سوار نابکار تیرہ روزگار جو میدان سے مفرور ہوکے گنجاب کے پاس گئے تو اُن سیہ بختوں نے ازابتدا
تا انتہا سارا حال پسران گیاہور کا بیان کر کے کہا کہ ہم خانہ زاد فقط بپاس وفاداری اور گزاری اپنی جان کا کے
واسطے اطلاع سرکار کے یہاں تک آئے ہیں باقی وہاں تو سب بیٹے گیاہور خون آشام کے اور تمام سوار اور غلام
شاگرد پیشہ نے بدیع الزمان کا کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہوگئے گنجاب نے یہ اظہار اُن سواروں کی
زبانی سُنکے: منہ مار سر دوم برید کے پیچ و تاب کھایا اور اپنی داڑھی کو نوچ اور دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ پیٹ کے گیاہور
خون آشام سے کہنے لگا کہ ای بدذات یہ بربادی اور خرابی میرے لشکر کی اور باعث افزونی دولت اور فوج و حشمت
بدیع الزمان کی تیرے بیٹوں کی بدولت ہوئی اگر تیرے سب بیٹے ایسی نمک حرامی کر کے مسلمان نہو جاتے اور جو اُن
سے نہ سازش کرتے تو اسقدر جمعیت فوج اُسکے پاس کہاں سے ہوتی گیاہور خون آشام نے عتاب گنجاب سے
نہایت ترسان و لرزاں ہوکر بکمال عجز و انکسار عرض کی کہ یا خمیر مرسل فی الحقیقت جو کچھ حضور اس واسطے تاش
کے خونریز غلام کے حق میں سرکار تجویز فرمائیں غلام سزاوار اُسکے ہے لیکن اتنا امیدوار ہوں کہ جو خیرہ چشموں نے تو ہو کیا تو
اُسکی سزا اور تعزیر عنقریب سرکار میں پہنچے گی غلام نے آنکے واسطے کیا لیا اب غلام کو اجازت ہو کہ آپ

مرتبہ غلام بھی ذوراج کے رستم اور تستی اس بدیع الزمان کی دیکھے اقبال عالی سے دعوے و قدم کو یہ ہے کہ سب بیٹون
کے سر کاٹ کر اور سر میدان بدیع الزمان کی مشکین باندھکر غلام آکے سرکار کو منہ دکھلائیگا اور بکی مرتبہ بیدون
تسفیہ کے بقول تحفیہ مصرع جمع ہوں خون نیں کب یادہ نہیں با ہم نہیں ؛ غلام اگر میان سے چرے تو خدا پرست کوئی غلام
کو تکے سب خدا پرست ہی اور مسلمان غلام کو کہیں یہ کہکے اپنی سپر تلوار پکڑ کے اٹھ کھڑا ہوا اور گنجاب سے رخصت ہوکر
باہر نکلا اور لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت سے بعزم شبخون گرن پر سمت چار باغ ملک حرمان دلکش روانہ ہوا
علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم دستور معظم گنجاب کا کہ بظاہر مشرکی تھا پرست معروف اور باطن مرد مسلمان خدا پرست موصوف
علم رمل میں وحید روزگار ہے۔ ایک روز قاعدہ رمل سے دیکھا تھا کہ بدیع الزمان فرزند ارجمند ثانی سلیمان
امیر حمزہ صاحبقران کا تمام ملک باختر کو اسلام بہ کر لیگا جسوقت اس وزیر نے حال روانگی گیا ہور خون آشام
کا بہ تہیہ جنگ سمت چار باغ ملک حرمان دلکش کے سنا بعد برخاست دربار گنجاب کے اس وزیر نے اپنے گھر میں
آکے وفور بن علقمہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے فرزند تو اپنے ہمراہ فوج و سپاہ لیکے شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ
کی خدمت میں جا کے اتفاق کو میں اور سعادت دارین حاصل کر اور جان تک تجھسے ہو سکے اس شہریار عالیمقدار کے کام
جان نثاری اور سرفروشی میں تامل نہ کر وفور بن علقمہ نے کہا کہ اے قبلہ و کعبہ فدوی کا بھی دل یہی چاہتا تھا کہ کسی ذریعہ
سے زیر اقدام عالی اس شاہزادہ ذی رتبہ کے پہونچکے سرخرو ہے جاوید ہوں یہ کہکے مع چالیس ہزار سوار باپ
سے رخصت ہوا اور سمت چار باغ ملک حرمان دلکش روانہ ہوا اثنائے راہ میں اپنے جی میں سوچا کر یون خالی ہاتھ
بحضور شاہزادہ والا صفات جانا نہ چاہیے یہ گیا ہور خون آشام جو کچھ کر خزانہ اپنی فوج کے صرف کے لیے
ہمراہ لیے جاتا ہے اگر کوئی گھات ان پڑے تو اپنے قبضہ میں لاکے بطور نذر اور پیشکش کے بحضور شاہزادہ بدیع الزمان
لیجاؤں۔ بس یہ پیش خود تجویز کرکے بمشورہ دلیران فوج آدھی رات کے عمل میں چالیس ہزار سوار سے لشکر گیا ہور
پر شبخون مارا اور تمام خزانہ اپنے قبضہ تصرف میں لاکے شادان و فرحان بخدمت شاہزادہ والا شان روانہ ہو گیا
اور لشکر گیا ہور میں تا طلوع آفتاب آپس میں کشت و خون ہوتا رہا اور خوب تلوار چلی جبکہ روشنی صبح کی تجلی
ہوئی ایک نے دوسرے کو دیکھا [illegible] تحقیقات یہ ثابت ہوا کہ وفور بن علقمہ اضطرلابی نے شبخون مارا اور خزانہ لے
گیا گیا ہور خون آشام نے یہ حال شبخون مارنے اور خزانہ لیجانے وفور بن علقمہ اضطرلابی کا گنجاب کو لکھ بھیجا گنجاب
وہ عرضی گیا ہور خون آشام کی پڑھکے علقمہ اضطرلابی سے بہت آزردہ ہوا اور کہا کہ جب تیرے بیٹے سے ایسی
حرکت ناشائستہ اور نمک حرامی ہو تو اور کسی سے مجھے کیا توقع ہو علقمہ اضطرلابی نے جواب دیا کہ اے گنجاب تو پیغمبر
مرسل ربعدہ ہزار ملک باختر کا ہے جس حالت میں کہ پیغمبر زادی یعنی تیری بیٹی اور خداوند لقا کی بہو ملکہ گوہر ملک
جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ خداوند زادے کی منگیتر پسر حمزہ کے ساتھ رابطہ دوستی اور اتحاد بہم پہونچا کے مسلمان ہو جائے
تو میرا بیٹا اگر مجھسے منحرف ہو گیا اور بدیع الزمان کا شریک ہو کر مشرف باسلام ہوا تو اس میں میرا کیا قصور میں
کیا کروں میں بھی تیری طرح سے مجبور ہوں گنجاب نے یہ گفتگو علقمہ اضطرلابی کی سنکے بہت پیچ و تاب کھایا اور
لاجواب ہو کر رہ گیا وہاں وفور بن علقمہ خزانہ گیا ہور خون آشام کا اپنے ہمراہ لیے جسوقت قریب دروازہ چار
باغ پہونچا ایک عرضی بدین مضمون کہ خانہ زاد باستدعائے جبہہ سائی عتبہ فلک تکریم ملایک مقیم بمشورہ و اجازت
والد بزرگوار امیدوار باریابی بارگاہ اور زیارت اقدام عالی کا ہے آئندہ جیسا ارشاد ہو بجا لائے لکھکر ایک
اپنے مقرب خاص کے ہاتھ مرجان تیز رفتار کے پاس بھجوا دی اور مرجان نے وہ عرضی لیجاکے بنظر اقدس

سے صاف نکلا ہوا سمت صحرا چلا گیا یہاں قفل بن گیا ہو خون آشام کی فوج نے جرمٹ کیا اور شکست فاش ہوگئی اُس وقت عالم
ازخود وارفتہ میں قفس پس پا ہو کے چارہ باغ طلسم حیران دلکش میں آیا اور دروازے کو قفل اور مسدود کرکے چار سمت فصیل باغ
توپیں چڑھوا دیں اور فصیلہ در و زنے پر تیل کے کڑاہا و کڑک کے پوٹے ہنڈیں بارود کی لیے ہوئے کچھ گولا انداز سرخ سرخ سنہری ہوئی
پٹیاں سروں پر اور سرخ سرخ بجنی کاسنی پچھے کمروں سے باندھے ہوئے ان توپوں کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے یہاں روشن کیے ہاتھوں میں لیے
ادھر ادھر ٹہلتے پھرتے تھے اور انتظام باغ بالطمینان تمام کرکے قفل بن گیا ہو خون آشام اب معالجہ زخم میں مشغول ہوا ہے

اب شمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان والاشان سے گزارش کیا جاتا ہے

گروہ راہوار شاہزادہ بدیع الزمان ادا کرتے ہوئے قریب دس بارہ کوس کے فاصلہ پر نکل گیا اور ایک میدان وسیع الفضا اور
صحرائے فرحت افزا میں جاکے وارد ہوا وہاں کوسوں تک سبزہ و دوب کا فیروزہ گوں فرش ترو تازہ اکی طراوت آنکھوں میں کھپی جاتی تھی دیکھ
از بسکہ دو شبانہ روز کا بھوکا اور پیاسا تھا چراگاہ میں گھاس کھانے لگا جب خوب پیٹ بھر کے گھاس کھا چکا تو پانی کی تلاش میں
چلا چلتے ایک نہر آب کہ پانی اُسکا مثل مروارید صاف اور شفاف تھا بہہ رہی تھی اُس نہر کے قریب گیا کنارے پر پانی پینے لگا
جب پانی پی چکا تو یہ بھی ایک معمول ہے کہ گھوڑا پانی پینے کے بعد جھرجھری لیتا ہے اُس گھوڑے نے جو جھرجھری لی تو شاہزادہ عالیمقدار
اُس راہوار کی پشت پر سے جدا ہوکے نہر میں گرا اور زخموں کے جو اُسکے سر میں جم گئے تھے وہ کھل گئے پانی میں مخلوط ہوکر
بہے حسب اتفاق اُس صحرا میں خواجہ آشوب سوداگر فروکش تھا اسوقت لب نہر وہ اپنے خیمے میں بیٹھا سیر اُس نہر کی کر رہا تھا کہ
پانی میں اس نہر کے ایک لکیر خون کی نمودار ہوئی دم بدم زیادہ خون اور پانی مخلوط نظر آیا خواجہ آشوب نے آمد آمد خون کی اُس
نہر کے پانی میں دیکھ کر اپنے خواص اور خدمتگاروں سے کہا کہ بارہا میں نے تم سبھوں سے بتاکید تمام ممانعت کردی ہے کہ نیل گاؤ اور گورخر
اور چیتل اور غزالان صحرائی جو اس چراگاہ میں نہر کے کنارے پھرا کرتے ہیں اور پانی پینے کو آتے ہیں خبردار کوئی انکو صید نہ کرنے پائے وہ تم
سبھی کو نہیں منع کرتے ذرا جا کے دیکھو تو کسنے کس جانور کو شکار کرکے اس نہر کے کنارے ذبح کیا ہے کہ خون اُسکا بہتا چلا آتا ہے حسب الحکم
اپنے مالک کے دو ایک خدمتگاروں نے جو وہاں گئے تو دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ وجیہ و شکیل بہر صولت آفتاب طلعت شعر
سیہ تو جبین چہرہ ماہ کمال وہ ماتھے پہ بکھرے ہوئے سر کے بال سراپا چور زخموں سے چور گلا دھڑ اور سر تو پانی میں اور کمر سے نیچے
کا حصہ لالہ اور دونوں پاؤں نہر سے باہر خون میں آغشتہ زخمہائے کاری سے مثل تختہ لالہ زار ارغوان شکستہ بیہوش اور مدہوش از خود
فراموش پڑا ہے اُن خواصوں نے خواجہ آشوب سے بیان کیا کہ خواجہ سلامت کوئی جانور تو نہیں ہے مگر ایک نوجوان بہت خوبصورت
نہیں معلوم کہ کسی ملک کا بادشاہ یا کوئی شاہزادہ آسمان جاہ یا کوئی سوداگر بچہ ہے کسی سے زخمی ہوکر لب نہر آکر گرا ہے یا زر قطاع الطریق
نے اسے بطمع زر تلوار سے مار کر یہاں ڈال دیا ہے اور آپ مال و اسباب سکا لیکر چلے گئے ہیں اسی کے جسم سے یہ خون جاری ہے اور وہی
خون نہر کے پانی میں ملا ہوا چلا آتا ہے خواجہ آشوب یہ نقل سنکر اسی وقت بیتابانہ اُٹھ کھڑا ہوا اور وہاں جاکے شاہزادہ عالم کو بایں
ہیئت کذائی دیکھ کر اپنے جی میں سوچنے لگا کہ یہ شخص تو کوئی بڑا جلیل القدر عالی خاندان کچھ صورت آشنا معلوم ہوتا ہے شاید اسے کہیں
کہیں دیکھا ہے ناگاہ نگاہ خواجہ آشوب کی جو نگین انگشتری شاہزادہ والا گہر پر جا پڑی تو اُس میں نام شاہزادہ عالیمقام کا
کندہ دیکھا تو یہ شاہزادہ انجم گروہ گردون شکوہ صاحبقران ابن صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان ہے گھبرا کے خواصوں خدمتگاروں
سے کہا کہ جلد میرا پلنگ تو اٹھا لاؤ وہ سب خدمتگار اور خواص جھٹ پٹ خیمے میں جاکے ایک پلنگ لے آئے اور خواجہ آشوب نے جلد
خدمتگاروں کے ذریعہ سے بڑی نفاست سے شاہزادہ عالم کو پانی سے نکالا ورنہ خود جسم اطہر کے اپنے ہاتھ سے دھوکر اور خوب پاک
صاف کرکے بصد احتیاط پلنگ پر لٹایا اور اپنے خیمہ میں لایا حسن اتفاق سے یک جراح شہر نیشاپور کا بہنے والا مدت سے خواجہ آشوب کے پاس مدت
رکھتا تھا اور ہزاروں سلوک اور صد ہا احسانات اسکے کرتے رہتے خواجہ آشوب نے اُسکو ایک پانچ سو ہزار روپے دیے اور شاہزادہ

دولتخان کے زخمون مین ٹانکے دلواکے مرہم کی پٹیان چڑھوادین اور اس جراح سے اقرار کیا کہ اگر تو اس شاہزادے کو جلد اچھا کردیگا تو مین کمال
ممنون تیرا ہونگا اور بہت سا سلوک کرونگا چنانچہ جسوقت زخمون پر مرہم کی پٹی رکھی گئی اور دھونے اور پاک کرنیکے باعث سے ذرا [illegible] اور
ہوا دماغ مین پہونچی تو آنکھ شاہزادۂ عالم کی کھل گئی اور آپنے دیکھا کہ ایک پلنگ پر پڑے ہوئے ہون اور گرد و پیش میرے کچھ لوگ جمع ہین اور سرہانے
میرے ایک مرد بزرگ تاجر وضع اشک ریزان نہایت مغموم اور پریشان بیٹھا بنظر حسرت و محبت مجھے دیکھ رہا ہے شاہزادۂ عالم کو پہلے تو ایک
تحیر ہوا کہ مین یہ کیا معاملہ ہے مین یہان کہان لیکن انکو خیال آگیا کہ شاید مین میدان رزم مین گیا ہور خون آشام کے ہاتھ سے زخمی ہوچکا
تھا تو حالت غش مین گھوڑا میرا یہان سے لے آیا ہے یہ سمجھکر اُٹھ بیٹھا خواجہ اسوقت نہایت شادان ہوکر بولا کہ کیون صاحبزادے مزاج
مبارک کیسا ہے شکر ہے خدا کا کہ آپ کو مین نے ہوشیار ہوتے دیکھا شاہزادۂ بدیع الزمان نے پوچھا کہ آپ کون بزرگوار ہین اور مجھے یہان
کون لایا خواجہ آشوب نے سر سے پانون تک تصدق ہوکر کہا کہ مرشدزادۂ عالم میرا نام خواجہ آشوب مشہور ہے اور مین ہمراہ سلطان صاحبقران
لشکر میمنت نشان سے آیا تھا اور امیر بانو تیرنے از راہ بندہ نوازی مجھے اپنی زبان مبارک سے بھائی اپنا فرمایا اور دستار بدل کی ہے مین نے
کنارہ جدول آپ کے حضور کو دیکھا اور آپ کی مہر نگین سے مین نے آپ کو پہچانا کہ آپ شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند ارجمند
ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کے ہین تب وفور رحم سے عبودیت اور جوش محبت سے مین یہان اپنے خیمہ مین حضور کو اٹھا لایا
اور جراح کو طلب کرکے ٹانکے لگوا کے مرہم کی پٹیان چڑھوا دین شاہزادۂ باقبال یہ حال سنکے نہایت خوش ہوا اور بہت سی
تعریف خواجہ آشوب کی کی یہ تو وہان سوق افزا مین بحال اُس گیا ہور خون آشام کا بیان کیا جاتا ہے کہ گیا ہور نے ایک منادی
ہم مضمون کرائی کہ پیغمبر مرسل میدان جنگ مین بوقت مقابلہ بدیع الزمان میرے ہاتھ سے زخمی ہوکر کسی سمت کو نکل گیا ہے اور وہ
نالائق فضل بیٹا میرا بھی میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور بھاگ کر چار باغ مین چھپا ہے مین اس تدبیر مین ہون کہ فضل کو چار باغ
مین گھس کر گرفتار کرون اور ملکہ گوہر ملک کو مع اُسکی خواصون اور تمام ملازمون کے اسیر اور دستگیر کرکے یہان سے
سوار کرا کے اُس محل مین پہونچادون لہذا امیدوار ہون کہ تو حاکم وقت اور پسندیدہ ہزار ملک باختر کا مالک اور پیغمبر مرسل خداوندگار
اپنی فوج کو خواہ کچھ اور ہرکارے چپراسی وغیرہ ایسے لوگون کو چارون طرف بھیجکر بدیع الزمان کو پکڑوا منگا کہ وہ اسوقت
بے دست و پا نہایت زخمی اور مجروح ہے کچھ بن نہین کرسکتا آخر کہین اسی گردنواح مین گھوڑے سے گر پڑا ہوگا غرض اور
اپنا حال جو کچھ تھا لکھکر گنجاب کے پاس بھیجی اور گنجاب نے وہ عرضی پڑھکر سنجانی عیار کو حکم دیا کہ تو پہلے تو تمام
شہر سنجان مین اور آسکے تیس تیس چالیس چالیس کوس تک منادی کرواے کہ جہان کہین جسکے گھر مین بدیع الزمان زخمی
ہوکر آئے یا جو کوئی اُسے گرفتار کرے یا کسی کو وہ کہین ملجاے یا جہان اسکا گھوڑا پکڑا جاے اور وہ شخص اگر سرکار پیغمبر
مرسل مین اُسکا سراغ لگاکے خبر کرے تو اُسے اسقدر گنجینہ سرکار سے عنایت ہوگا کہ پھر اُسے دولت دنیا کی احتیاج کبھی عمر
بھر نہ ہوگی چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے سنجانی عیار دس بیس عیار اور پیادے چوبترے کے اپنے ہمراہ لیے ایک ڈھنڈھورچی
سے منادی کرواتا شہر سے باہر گشت دیہات کے چلا جاتا تھا کہین اودھر سے وہ سعید جراح خواجہ آشوب کے پاس سے شاہزادۂ
بدیع الزمان کے زخمون پر مرہم پٹی چڑھا کے اپنے گھر کو پھرا ہوا جاتا تھا اُسنے جو یہ منادی سنی اور سنجانی عیار کو دیکھا اس
جراح ولد الزنا علیہ اللعن والعذاب نے سنجانی سے کہا کہ اگر تم مجھے گنجاب کے پاس لیچلو تو مین سراغ بدیع الزمان کا
بتادون سنجانی عیار اُسے اپنے ساتھ لیے گنجاب کے پاس گیا اور یہ وقائع گنجاب کے سامنے بیان کرکے ملازمت اُسکی
گنجاب سے کروائی گنجاب نے اُس سے پوچھا کہ سچ سچ بتا تو نے بدیع الزمان کا سراغ کسکے مکان مین لگایا اور کہان سے بہم پہونچایا
اُسنے عرض کی کہ غلام رعایاے شہر سرکار سے ہمیشہ جراحی کا کرتا ہے جہان کوئی زخمی ہوگا وہان ہم غلامون کی رسائی خواہ مخواہ ہوگی
چنانچہ ماجرا یہ ہوا کہ ایک سوداگر اسی گردنواح مین یہان سے کوئی دس کوس کے فاصلے پر فلان نہر کے کنارے اُترا ہوا ہے

خیمے میں بدیع الزمان کے غلام نے اُسکے سر کے زخم میں ٹانکے لگائے مرہم کی پٹیاں چڑھا دیں اور خواجہ آشوب سے کہا کہ ہم تو زبان کو
لگام دے لو یہ حال کسی سے نہ کہنا چُپ چاپ ہو جاؤ کہ ارباب باختری ایک افسر کیطرف متوجہ ہو رہا ہے تو اسی وقت جا کے بدیع الزمان کا
سر کاٹ کر خواجہ آشوب کو بخشش دی اور خواجہ کو گرفتار کر لاؤ حسب الحکم گنجاب کے ارباب باختری مع اپنے تیس ہزار سوار کے اُسوقت بنگاہ سے
نکلکر روانہ ہوا اور کوئی پہر بھر کے رستہ میں قریب دُو تین کوس کے پہونچا حسب اتفاق ایک غلام خواجہ آشوب کا کچھ سودا خرید کر کے گو خیمہ ہاں جیرت
سے جو فوج کو دیکھا تو پوچھا یہ سب کہاں جاتے ہیں چاکروں نے کہا کہ ارباب باختری چار ہزار مع تیس ہزار سوار کے خواجہ آشوب
کو ... [illegible] کو اپنے گھر میں چھپا رکھا ہے گرفتار کرنے اور گھر بار لوٹنے کو جاتے ہیں یہ خبر وحشت اثر سنکے وہ غلام دوڑا پھلا
اور دوڑ کے سارا حال ... خواجہ سلامت آپ غافل کیا بیٹھے ہیں ارباب باختری تیس ہزار سوار سے حسب الحکم گنجاب آپ کے گرفتار کرنے کو
آتا ہے اور مال و اسباب آپ کا ... خواجہ آشوب نے جو یہ ماجرا سنا تو جلدی سے ایک پیالہ شربت کا تیار کرکے اسمیں قدرے بیہوشی مخلوط کر دی اور
شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس بھیج کے کہا شہزادہ عالم اس شربت کو نوش فرمائیں بہت مفید ہے شاہزادہ عالم نے بے تامل اُس شربت کو پی لیا
اور دم بھر بعد بیہوش ہو گیا اسوقت خواجہ نے شاہزادہ عالم کو ایک صندوق میں لٹا کے تہ خانہ میں چھپا دیا اور ہزاروں صندوق لعل سیاہ سے
وہاں رکھوا دیا فضل بن آشوب خواجہ آشوب کا بیٹا تھا اُسنے عرض کی کہ بابا جان شاہزادہ عالیمقام کو تو آپ نے اسطرح چھپا لیکن ارباب
باختری پوچھیگا کہ وہ زخمی کیا ہوا اور وہ جراح گواہی کو ہاں اور شہادت دیگا و گفتگو کریگا تو کیا جواب دیجیگا خواجہ آشوب نے کہا بیٹا جو مرضی الٰہی
اسکا تو مجھے کوئی جواب یاد نہیں فضل نے کہا کہ بابا جان میں اپنے ہاتھ سے ایک تیر اپنے سر پر مارتا ہوں اور آپ اسی مرہم کی پٹی میرے سر پر
رکھکے اسی پلنگ پر جہاں شہزادے کو لٹا دیجیے جسوقت ارباب باختری آئے تو باہر ... سے اندر چلے آنے دیکھا اور کچھ جواب نہ دیجیگا
یہ کہکر فضل نے تیر اپنے سر پر مارا کہ ایک زخم فضل کے کاسہ سر میں لگا خواجہ آشوب ہر چند کہ جوش خون شفقت پدری بیتاب ہو گیا تھا مگر دل
اپنا سنبھال کے یہ کہتا ہوا کہ اگر ہزار بیٹے میرے مرد ہیں پر شاہزادہ بدیع الزمان کے نثار ہو جائیں تو بھی کمی ہے اُسکے زخم کو کستی تمام پاک کیا اور مرہم
کی پٹی اسپر چڑھا کے اُسے اسی پلنگ پر لٹا دیا اور منہ پر سے چادر ڈال کے برابر بیٹھ رہا تھی دیر میں ارباب باختری مع جراح کو ساتھ
لیے تیس ہزار سوار سے آ پہونچا اور چاروں طرف سے محاصرہ کر کے آپ باشیطان زادہ خیمے پہ چڑھ آیا گھر یا دیکھا خواجہ آشوب گھبرا کے بولا کہ ارباب
باختری نے مع سید جراح اندر خیمے کے جا کے دیکھا کہ خواجہ آشوب مغموم اور رنجیدہ بیٹھا ہے اور برابر اُسکے ایک پلنگ پر کوئی شخص شکل بیمار در
مجروح کے سر سے پاؤں تک چادر اوڑھے بیہوش پڑا ہے ابھی ارباب باختری قریب اُس پلنگ کے نہیں ہونچا تھا کہ خواجہ آشوب ارباب باختری
کو دیکھکے کہا ہاں ہاں صاحب یہ کیا ظلم ہے کہ مسافروں اور سوداگروں کے مکان میں لوٹ مچا رکھی آپ گھسے ... آتے ہیں وہیں ٹھہرے وہیں
ٹھہر لیے اور یہ کیسے ... دیکھتے کو دوڑا اُدھر ارباب باختری نے مارے غیظ و غضب کے یہ کہا کہ او بد ذات تو عتاب گنجاب سے کچھ بھی نہ ڈرا جو تو نے
یوں خوف و خطر اُس دشمن خداوند کا اور منسوب درگاہ عزرائیل یعنی بدیع الزمان کو اپنے گھر میں چھپا کے رکھا دو کہتے خواجہ آشوب کو مارے
خواجہ آشوب ہلا کے رہ گیا اور پھر سنبھل کے ہاں ہاں کرکے کہنے لگا کہ صاحب ٹھہرئیے ذرا میری عرض سن لیجیے یہ تو میرا بیٹا ہے بدیع الزمان اسکا نام
نہیں ہے وہ جراح جو ساتھ تھا اُسنے ارباب باختری سے اشارہ کرکے کہا کہ سرکار یہ سوداگر بڑا ہی مکار ہے اسکا بیٹا نہیں ہے یہ سوداگر بات بنا
رہا ہے اور جھوٹ بولتا ہے ابھی تو میں مرہم کے پھاہے رکھ کر یہاں سے گیا ہوں یہ بدیع الزمان ہی ہے جسے عزرائیل نے خطاب اندر اقبال کا دیا تھا جب
اسکی چادر اُٹھا کر منہ تو دیکھیے میرا مجوزہ مرہم سب کھل جائیگا ارباب باختری نے برابر پلنگ کے جاکے چادر جو کھینچ لی تو فضل بن آشوب نے ایک واویلا کھینچا
کہا کہ ہائے بابا جان آپنے یہ کیا غضب کیا مجھے چادر کھینچنے سے بڑی ایذا پہنچی ارباب باختری صورت فضل بن آشوب کی دیکھکے ایک سکتے
کی حالت میں رہ گیا اور نہایت اپنے جی میں خجل ہو کر ایک تلوار اس جراح نابکار کے ماری کہ سر تن سے جدا ہو گیا بعد اُسکے ارباب باختری نے
بہت سا عذر خواجہ آشوب سے کیا اور پوچھا کہ یہ حادثہ کیا تھا اس جراح کو تمنے کیا عداوت پیدا ہوئی جو اس نمک حرام نے یہ فتنہ انگیزی کی تب خواجہ آشوب
نے کہا اے ارباب باختری ... آج کل میرا بیٹا بقصد سیر طلسم عالمان کوہستان میں جا نکلا تھا وہاں چند قطاع الطریق مجتمع تھے اور ... [illegible]

انھون نے محاصرہ کرکے چاہا تھا کہ گھوڑا مع زین و لگام میرے بیٹے کا چھین لین فضل نے بمقتضاے عمر شباب تلوار پکڑی زخمی ہو گیا اور دو ایک ادھر بھی
انکے ہاتھ سے مارے گئے اسمین کچھ اور لوگ میرے نوکرون مین سے جو اُسکے ساتھ گئے تھے پہونچ گئے وہ قطاع الطریق بھاگ گئے میرے ملازم اُسکو
پالکی مین ڈالکے میرے پاس لائے مین نے اس جراح کو بلا کے پاس تو بٹھا دیکر زخم کو بخیہ کرایا اور کہا کہ مین تجھے جس وقت کہ میرا بیٹا غسل صحت کریگا خلعت
دونگا اس بدذات جراح کو طمع دامنگیر ہوئی اسنے کہا کہ دو ہزار روپیہ نقد اور مجھے دیجیے تو مین جلد غسل صحت کرا دونگا مین نے اسمین عذر کیا اُسنے کہا اگر تم مجھے
ہزار روپیہ نہ دوگے تو مین تمھارا مال اسباب سب لٹوا دونگا اور مفت مین تمھاری جان اور عزت جائیگی مین نے کہا کہ مینے کسی کی چوری نہین کی
خون نہین کیا مین تجارت پیشہ سوداگر ہون … بدون جرم و خطا میرا گھر اور اسباب کون لوٹیگا اور کون بیقصور میری گردن ماریگا
بس اتنی بات پر اس بدذات نے یہ مفسدہ پردازی کی ارباب باختری عذر معذرت کرکے مع اپنے بیس ہزار سوارون کے وہان سے چلا اور گنجاب نے
ہماری حقیقت اور شرارت اس جراح کی بیان کی اور کہا مین نے مارے ذلت اور ندامت کے اس جراح کو جہنم واصل کیا گنجاب نے کہا کہ یہی اسکی
سزا تھی مختصر کیا غرض یہ سنکے گنجاب تو خاموش ہو رہا ارباب باختری اپنے دنگل پر جاکے بیٹھا وہان کا حال سنیے کہ جب ارباب باختری خواجہ
آشوب کے پاس سے گنجاب کی بارگاہ کیطرف سوار ہوا تب خواجہ آشوب نے شاہزادہ بدیع الزمان کو صندوق مین سے نکالکے پلنگ پر لٹایا اور فتیلہ
رفع بیہوشی کا دیا شاہزادہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ بائین طرف برابر میرے ایک پلنگ پر فضل بن آشوب بھی زخمی پڑا ہے شاہزادہ عالی وقار نے
پوچھا کہ خواجہ سلامت خیر باشد یہ فضل کیونکر زخمی ہو گیا خواجہ آشوب نے سب سرگذشت اس بدجراح کی مفسدہ پردازی اور ارباب باختری کے
سبب کلم گنجاب کے آنے کی اور … فضل کا اپنے ہاتھ سے تیر مارکے زخمی ہونے کی شاہزادہ عالم سے بیان کی شاہزادہ والا رتبت نے
خواجہ آشوب سے یہ حال سنکے کہا کہ آپنے بڑا غضب کیا مجھے ہوشیار کر دیا ہوتا وہ جو بابا جان یعنی سلطان صاحبقران آپ کی تعریف و توصیف
ہمیشہ فرمایا کرتے تھے فی الواقع کہ مین نے آپکو ویسا ہی دیکھا اور مین نے آج سے فضل کو اپنا بھائی کہا القصہ اب چند روز کے شاہزادہ
بدیع الزمان اور فضل بن آشوب کے زخم اچھے ہو چکے اور غسل صحت کی تیاری ہوئی خواجہ آشوب نے بڑی دھوم دھام سے تیاری جشن کی
اور کئے طائفہ ارباب نشاط کے بلوائے ہنگامۂ رقص و سرود گرم ہوا شاہزادہ عالم اور فضل بن آشوب دونون پاس بیٹھے ناچ دیکھ رہے تھے
قضاے کار رفقاے مہتر گردمرد اور ارم زاد بخشی اپنے دو کون عیارون کو بدیع الزمان اور قاسم کے ملک سنجان مین خروج کرنے
اور شبخون مار کر قتل عام ڈالنے کا واقعہ پڑھ کے واسطے تحقیقات اس حال کے گنجاب کے پاس بھیجا تھا وہ دونون عیار جو سابق سے حسب الحکم خدا
باختر کے چلے تو کوئی پہر رات گئی ہوگی جہان یہ صحبت ناچ رنگ کی خواجہ آشوب نے قرار دی تھی وہین آکے نکلے اور ان دونون عیارون نے جو
دیکھا تو بہیئت عیاری محفل مین جاکے تماشا دیکھنے لگے ناگاہ نگاہ ان دونون کی شاہزادۂ عالیجاہ بدیع الزمان کی جانب آپڑی دونون نے
بدیع الزمان کو تو دور دیکھ پہچانا اور باہم کہنے لگے کہ خداوند تعالی نے ہمکو اسی بدیع الزمان کی خبر کے واسطے گنجاب کے پاس بھیجا ہے اب یہ چال چلیے
گنجاب سے کہیں کہ بدیع الزمان خواجہ آشوب کے خیمہ مین رہتا ہے ہم نے اسے ناچ گانے کی صحبت مین بیٹھا دیکھا ہے قصہ مختصر یہ کہکے دونون
شتلنگین بھرتے سمت سنجان روانہ ہوئے اور جبکہ بارگاہ گنجاب کے دروازے پر پہونچے تو آواز لگائی یہ دونون مقرب درگاہ لقا اور طاؤس مین ہیں
مشرک خدا کے مشہور تھے گنجاب نے انکے آنے کی خبر سنکے بڑی عزت اور توقیر سے ان دونون عیارون کو بلایا اور کرسیان بیٹھنے کو دین مہتر گردمرد و ارم
زاد بخشی گنجاب کو سلام کرکے بیٹھے اور حقیقت لعنت اس مشرک خدا کیطرف سے جو کچھ کہ کہنا تھا وہ پیام پہونچایا اور بعد اسکے ان دونون عیارون نے بہ سبیل
تذکرہ کہا یا بضمیر مرسل ابھی ہم چلے آتے تھے اثناے راہ مین بدیع الزمان کو خواجہ آشوب کے خیمہ مین فلان جھیل کے کنارے دیکھا ہے کہ محفل رقص و سرود مین
بیٹھا ہے اور فضل بن آشوب شراب پی رہا تھا گنجاب نے جو یہ حال شاہزادہ بدیع الزمان کا سنا تو شل و سراسیمہ ہو گیا مع فوج کے سمت ارباب باختری متوجہ
ہوا اور کہا کہ … ارباب باختری پر نہایت خفا ہو کے غلطاں پیچاں وہ … یعنی ارباب باختری نہایت غیظ و طیش مین پیچ و تاب کھا کر
پڑے کہ … اور … بدعلم یہ کلام کرکے کہ لوگ سپاہی پیشہ متحمل گفتگوے وطن کے نہین ہوتے تھے وہ اس خیال سے کہ تیرا چند دن
اپنے نمک کھایا ہے اسوقت کچھ تجھے نہین کہ سکتے ہرچند کہ مینے بدیع الزمان کو نہین دیکھا تھا فضل بن آشوب زخمی پلنگ پر پڑا تھا اور اگر

کی اگر سرکوہ پر پڑتی تو چور ہو جاتی برش کا دھوکا جاتی اپنے زعم میں قاسم کا مرشاہزادہ عالیمقام کا تمام کر چکا تھا اسوقت شاہزادہ بدیع الزمان
نے بھی یہ سوچا کہ قاسم جاہل ہے اور تلوار کا کام کا نشانہ ہے اب جینا بااقتضائے مشیت پروردگار ہو فیضتہ تیغ شعورش دل خیر ہاتھ ڈالے اور اسکا
جین بڑا ہی ظلم کیا اگر یہ نہ کہتا کہ ہوشیار ہو کر دیتا تیغ مارا قاسم نے بھی اپنی سپر پر روک لیا اور اب آپسمین خوب چوٹین چلنے لگین خسرو قزاق بولا
شاہزادہ قاسم کے ہو چکے شاہزادہ بدیع الزمان سے گستاخانہ تیوری بدلکے کہنے لگا کہ ای شاہزادہ بدیع الزمان حق تو یہ ہے کہ شاہزادہ خاور سیاہ
کی پہلے تلوار گیا ہو خون آشام پر پڑی تھی آپ فقط اپنی نمود کے واسطے دم بھرتے ہین کہ مین نے کیا ہو خون آشام کو ارباب باختری
نے جواب دیا کہ ز جہد خویش لاشناس او خسرو قزاق نہیے تو اپنی حقیقت اور اصل اپنی اور اپنی اوقات اپنے رتبے مرتبے کو دیکھ مجھے دخل د
معقولات کرنا کیا ضرور وہ دونون صاحب جو سمجھتے ہین آپسمین سمجھ لینگے جیسا تو خادم شاہزادہ خاور سیاہ کا ویسا خادم شاہزادہ بدیع الزمان کا
ہم بھی اور تمہارا اب کوئی کلمہ خلاف آداب زبان پر نہ لانا ورنہ اپنے اعمال کو پہونچیگا خسرو قزاق نے یہ گفتگو ارباب باختری کی سنکے جواب دیا
کہ ای زبان دراز تو کون ہے جو آلین بنکے مجھے نصیحت کرنیکو آیا ہے ورنہ شاہزادہ خاور سیاہ نے کیا ہو خون آشام کو وصل جہنم کیا اور بدیع الزمان
خواہ مخواہ اپنی تمکنت ظاہر کرتے اور کہتے ہین کہ مین نے مارا ہے ارباب باختری نے کہا کہ او بے گو تو جھوٹا ہے لگتا اور بیہودہ بکتا ہے شاہزادہ بدیع الزمان
نے گیا ہو کو قتل کیا ہے شاہزادہ خاور سیاہ نے سچ ہین اگر چہ فقط از راہ جہالت کرتے ہین گیا ہو کی تیغ مارا خسرو قزاق نے تلملا کے ارباب
باختری کو تلوار ماری ارباب باختری نے اسکی ضرب کو اپنی سپر پر گانٹھ کر اسکو تلوار ماری ان دونون مین تلوار چلنے لگی فوج وسپاہ نے
جو دیکھا کہ ہوئے ملون سے باہم شمشیر زنی ہوتی ہے یہ سب بھی آپسمین باہم لڑنے لگے ابھی کوئی ساعت بھر نہیں گذری تھی کہ ایک طرف سے صدا
نعرہ نقابدار نمد پوش بدین عبارت آئی کہ منم نقابدار نمد پوش ہوا خواہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان تیغ زن خاوری جسنے یکی
کہ نقابدار نمد پوش ساٹھ ہزار سوار سے مسلح اور مکمل چلا آتا ہے برابر اسکے دوسری طرف سے دیکھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش بھی ہزار سوار سے
یہ نعرہ کرتا ہوا آیا کہ منم نقابدار پلنگینہ پوش ہوا خواہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور دونون نقابدار ابھی
شاہزادگان والا تبار کے پہونچ گئے نقابدار نمد پوش نے کہا کہ ای شاہزادہ بدیع الزمان بھلا شاہزادہ خاور سیاہ کا تو نام جاہل مشہور ہے
تمنے کیا سمجھا جاہل پر کیا باندھی ہے مجھے تحقیق خبر پہونچی ہے کہ پہلے تلوار شاہزادہ قاسم کی گیا ہو پر پڑی تھی بعد اسکے تمنے مرے پر تلوار
ماری یہ کلمہ چاہیے تھا نقابدار پلنگینہ پوش نے متبسم ہوکے جواب دیا کہ سبحان اللہ مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی اسے نقابدار نمد
پوش جب تمہین یہ کلمہ منہ سے نکالو اور کہو کہ قاسم نے پہلے تلوار ماری تو پھر اور کا کیا ذکر ہے نقابدار نمد پوش نے کہا کہ مین نے ایسی کیا جھوٹ کہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے فقط مردہ کشی کی ہے تلوار پہلے خاور سیاہ کی پڑی تھی نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ کلام اللہ مین اللہ تعالی فرماتا ہے لعنة اللہ
علی الکاذبین پس اب اتنا جھوٹ نہ بولو تلوار شاہزادہ بدیع الزمان کی گیا ہو کے سر پر پڑی اور جب جگر گاہ تک کاٹ چلی تھی تب قاسم نے پیچ سے
اسکے تیغ ماری ہو نقابدار نمد پوش نے کہا تو خیر کیا مسلمانون مسلمانون مین رزم و پیکار نہین ہوتی بسم اللہ اگر مجھے کاذب کہتے ہو تو اسکا لطف تمہین
یہ کہا تیغ پر سر نقابدار پلنگینہ پوش مار پلنگینہ پوش نے سپر پر کاٹ کر نقابدار نمد پوش پر وار کیا فوج وسپاہ دونون نقابدارون کی اپنے ڈنکے
لڑنے و دیگر طرفین سے نیزہ و شمشیر و خنجر تیغ کھینچکر معروف جدال و قتال ہوئی اور آپسمین لڑنے مرنے لگی ہنگامہ قیامت اور شور یوم النشور
برپا ہو گیا لاش پر لاش دھڑ پہ دھڑ سر پہ سر رووے پر صدہ چلہ و معلق کرنا تھا کہ ایک آسمان پر ایک شور وغل پیدا ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار
سرخ پوش تخت مکلل بزر و مرصع بجواہر پر سوار گرد و پیش اسکے ایک لاکھ ساٹھ ہزار پہلوان ترہ شاہین قاف اور نقابدار یہ نعرہ کرتا ہوا کہ
منم نقابدار سرخ پوش ہوا خواہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری ہوا سے آسمان سے پردہ زمین پر آکے
بمقابلہ شاہزادہ بدیع الزمان آیا اور سب سلاف گزاف کرکے کہنے لگا کہ ای بدیع الزمان تجھے کیا مناسب شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
سے اس اسی و ہر شاہزادہ بدیع الزمان ناموری باوصف اسکے کہ قاسم سے تلوار چل رہی تھی جواب دیا کہ ای نقابدار تراز زین راز جہان کا تو
اپنا خون ناحق کرنیکو بیان کیون آیا ہے تیرا خیر ہے کر تو میرے روبرو جلد ہٹ جا نقابدار سرخ پوش نے بکمال جوش و خروش درجواب کہا کہ دو کہ

بدیع الزمان اور قاسم کے بنا تخت لا کر قائم کیا اور دونوں کو شمشیر زنی سے روکا بدیع الزمان نے ملکہ قریشیہ سلطان کی دایہ کا دودھ
پیا تھا سوائے اسکے بڑی بہن تھی انھوں نے تعجب کے بندگی کی اور قاسم نے ملکہ کی صورت دیکھتے ہی کہا کہ پھوپھی جان آداب بجا لاتا ہوں
ملکہ قریشیہ سلطان نے پہلے تو جانب شاہزادہ بدیع الزمان مخاطب ہو کر فرمایا کہ سبحان اللہ یہ شاہزادہ بدیع الزمان نے سلیم الطبع اور
با وضع ہو کر قریب اپنی پھوپھی اور غریب الوطنی میں اپنے آداب بزرگی کو پاس رکھا اور خورد کے منہ چڑھے نہایت مقام استعجاب کا ہے شاہزادہ عالی
جناب بدیع الزمان نے سرنگون ہو کر عرض کی کہ اے ہمشیرہ صاحبہ قسم ہے سر اقدس سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران کی کہ میں ہمیشہ بزرگ و خورد
قاسم کا پاس خاطر اور رعایت کرتا ہوں اور وہ کبھی اپنی اسی شیخی کی طرح سے جاتا ہوں مجبور ہوں کہ یہ کسی مقام پر سرکشی اور اپنی جہالت سے باز
نہیں آتا آج اسنے وقت رزم گیا ہوں خون آشام سے تیغہ ذو الفقار نما تڑپا کہ اسنے آکے بیچ میں تلوار اسکی کرید ماری اور پھر چیخ چیخ کر کہا کر
یہ کیا حرکت تو نے کی بس تیغ کشی پر آنے دور کر مجھے تلوار ساری لہذا میں نے فقط اسی خیال سے کہ جب میں بھی شمشیر بکف آمادہ رزم ہونگا تو
اسکو ایک خوف رہیگا اسمیں جو کچھ قصور ہوا ہو وہ آپ فرمائیں تب ملکہ قریشیہ سلطان بسمت شاہزادہ قاسم متوجہ ہو کے کہنے لگی کیوں رے قاسم
تو اپنے شہدے پن سے باز نہیں آتا ہمیشہ میں تیری فریاد سنا کرتی ہوں خیر دیکھ تو سہی آج تجھے کیسی سزائے معقول دیتی ہوں کہ تو بھی خوب یاد کرے
قاسم نے کہا پھوپھی جان آپ انصاف فرمائیں کہ میرے باپ کو دشمن اسنے غضب کر لیا اور مجھے نہیں دیتا سوا اسکے آج مر گیا اسنے مجھے دیکھا تھا کہ
میں برسر قتل گیا ہوں قریب آ پہونچا تھا چرا کے آنکھیں اپنے کے میرے سامنے دکھلاتا گیا ہو بر فریب کرتا کیا ضرور تھا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا کر
قاسم لٹنے ملا بیٹے دولتی کہ تیرا منہ لال ہو جائیگا تو اپنی فیلسوفی کی باتیں میرے سامنے کرتا ہے خیر کیا مضائقہ چل اب میں تجھے اور بدیع الزمان
کو دونوں جان کے پاس لیے چلتی ہوں وہیں برسوں رہنا اور دیووں سے لڑا کرنا یہ کہکے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم دونوں کو اپنے تخت
پر بٹھا لیا پھر ہر چند قاسم نے منت سماجت کی اور کچھ بھی اون مجھسے قصور ہوا معاف کیجیے اب میں کبھو چچا جان سے مقابلہ نہ کرونگا ادھر شاہزادہ
بدیع الزمان نے بھی بخیال مفارقت اور بیتابی ملک تو ہر طرف قاسم کو اشارہ کیا کہ اچھا تو اب ہم اور تم باہم چلا چاہیں حسین ہمشیرہ مجھکو اور تجھکو کوہ
قاف میں لیجائیں قاسم نے کہا لو پھوپھی اماں اب مجھے مار بیٹھا رہے علاوہ ملکہ نے کہا کہ میں تیری چوری اور فریب میں کبھی نہیں آنے کی بلا خیر
اماں جان کے پاس لیجائے وہاں تو ہزار باتیں بنائے ایک نہ مانوں گی غرض یہ کہ ان دونوں صاحبوں کو تخت پر بٹھا کے نقابدار نقاب پوش اور
پلنگینہ پوش سے کہا کہ واہ واہ ای بزرگوار تمکو لازم ہے کہ جہاں تم ہو فساد رفع ہو جائے اور نہ کہ خلاف اسکے اور تم دونوں صاحب خود شریک
فتنہ انگیزی اور مفسدہ پردازی ہو بس اب اپنے اپنے مکانوں کو تشریف لیجائیے اور یہ کہکے دونوں نقابداروں کو جنگ و جدل سے باز رکھا اور آپ مع
اپنے پریزادوں پریزادوں اور دونوں بھائیوں قمرزاد و گوہر زاد کے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کو لیے سمت کوہ قاف روانہ ہوئی اور
میں بارگاہ سلیمانی میں جہاں شہنشاہ کوہ قاف ملکہ آسمان پری سریر سلطنت پہ اجلاس فرما کے جشن دیکھ رہی تھی تخت پر سے اتر کے مع شاہزادگان
والا تبار عالیقدر اور دونوں بھائیوں کے بخدمت ملکہ آسمان پری پہونچی اور مجرا گاہ پر سے مجرا کر کے جو تعظیم آگے بڑھی کہ ملکہ آسمان پری نے
دور سے بدیع الزمان اور قاسم کو دیکھ کے پوچھا کہ قریشیہ سلطان آج یہ دونوں بزرگوار کہاں مل گئے اور کیونکر یہاں تک تشریف لائے ہیں ملکہ
قریشیہ سلطان نے کہا اماں جان میں انکا حال عرض کی ہوں آپ میں بدیع الزمان اور قاسم نے برابر جا کے جھک کے مجرا کیا اور ملکہ آسمان پری
نے دونوں کو لپٹنے گلے لگا کے بہت سا پیار کیا اور چپ و راست اپنے تخت پر بٹھلا کے پھر پوچھا کہ ہاں قریشیہ سلطان مجھے حقیقت مفصلہ
بیان کر کہ یہ دونوں صاحب کیونکر آئے ہیں قریشیہ سلطان نے از ابتدا تا انتہا سارا حال جنگ و جدال کا مفصلاً و مشروحاً بیان
کیا کے کہا کہ اماں جان حملہ یہ تو جو کچھ کرتے ہیں خوب کرتے ہیں اور تکلف سنیے کہ قمرزاد اور گوہر زاد یہ دونوں صاحب ایک تو طرفدار
بدیع الزمان اور دوسرا خواہ قاسم بنکے پردہ دینے پر جاتے ہیں اور آج تو ان دونوں نے قیامت بپا کر دی تھی اگر میں نہ جا پہونچوں تو کلوا
دیوزاد مارے جاتے اور انسانوں کا تو شاید دو دو ہزار دو ستاک نام و نشان باقی رہتا اور پھر وجہ یہ کہ جو صلح تو بہت سا کہے ہوا خواہ بنکے
جاتے ہیں مگر سوا ذلت اٹھانے کے تنکا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا قمرزاد نے تلوار قاسم پر ماری اسنے تلوار رکھا کے آپ صاف بچ گیا اور لکھوئے

ضرب مین زخمی کرکے گرا دیا گلزاد نے شاہزادۂ بدیع الزمان سے مقابلہ کیا انکے ہاتھ سے یہ زخمی ہوکر انے ملکہ آسمان پری نے قمرزاد گلزاد
دونون کو روبرو بلاکے بہت ساخت وسست کہا بعد اسکے شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم سے فرمایا کہ خیر تم بڑے شمشیرزن ہو کہ ہوئین
ہون کہ تم دونون کے باوا اور دادا کو اٹھارہ برس یہان سے پردۂ دنیا کی صورت نہین دیکھنے دی اب تم دونون میرے پاس ہو یہان جان
بھی ہوگی تحسین میبیہ ونگی دیوون سے لڑاکر نا شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم دونون کے رنگ زرد ہوگئے اور ہم شوں باہمی دونون نے ہاتھ
جوڑکے عرض کی کہ اب ہماری کیا مجال جو کبھی ایسین ہنگامہ پرداز ہون ہم سے قصور ہوا یہ قصور ہمارا معاف فرمایئے بار دگر اگر ایسی خطا ہمسے
ہو اور آپ نہین تو پھر ہمارے حق مین جو مزاج مبارک مین آئے وہ سزا تجویز کیجیگا اب رخصت فرمانے بارے ملکہ آسمان پری نے پھر محبت سے
ابھی کے دونون کو گلے سے لگایا اور پیار کیا بعد اسکے کچھ تحفہ تحائف پردۂ قاف کے شاہزادہ بدیع الزمان کو اور کچھ قاسم کو مرحمت فرمائے اور دو
دیوزادون کو انکے حکم دیا کہ ان دونون کو جہان جہان یہ کہین پردۂ دنیا پر جاکے پہونچا دو چنانچہ وہ دیو شاہزادۂ خاور سپاہ کو تو بحسب فرمانے
خاور سپاہ کے خسرو کوہ پر اور شاہزادہ بدیع الزمان کو چار باغ ملک حرمان دیوکش مین پہونچاکے رسید مع ایکے دونون صاحبون کی
مہری لکھوا کے بخدمت شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری جاتے مین یہان ملکہ گوہر ملک نے یہ مژدۂ راحت فزوش شہزادہ بدیع الزمان
کی تشریف آوری کا جو سنا تو گویا قالب مردہ مین جان تازہ آگئی اور بیتاب ہوکے مع اپنی چند خواصون کے واسطے استقبال کے دوڑی اسطرح
سے شہزادہ بدیع الزمان ملکہ گوہر کو دیکھکر مسکراتا ہوا قریب آپہونچا اور ملکہ کو بیتابانہ اپنے گلے سے لگالیا خواصین مصاحبین ملکہ کی پروانہ وار گرد
چلین غرض وہان صاحبقرانی پر تصدق اور نثار ہوئین غرض ملکہ اور شاہزادۂ عالم اب دونون عاشق و معشوق ہاتھ مین ہاتھ لیے اسی بارہ دری
مین آکے صدر جا دیکھین پر جلوہ فرما ہوے نقل بن گیا ہور خون آشام ترک جوشن پوش ارباب باختری سعد بن علقمہ قاتل زنگی
قاتل زنگی الماس بن گیا ہور خون آشام وغیرہ بجای نقل کے نقل بن آشوب اور تختے دیران نامدار اور رفیق شاہزادۂ جم
اقتدار کے سجے ہو سبھون کے آگے نذرین تہنیت اور مبارکبادی کی دین چار طرف باغ مین ہنگامۂ شادی اور غلغلہ مبارکبادی بلند تھا ملکہ نے جشن نشاط دار
محفل نشاط آراستہ کی طائفے طوائفون اور ڈومنیون کے طلب کیے ہو تو اب ناچ دیکھ رہے اور گانا سن رہے ہین دور شراب کا چل رہا ہے معروف عیش
طرب مین انکو تو یہین چھوڑئے اب حال خاور سپاہ کا سنیے کہ جب وہ دیو قاسم کو خسرو کوہ مین آنکے اور رسید لیکے چلا گیا قاسم نے دیکھا کہ خسرو کوہ
قلعہ کوئی اسمار اور ویران کرکے چلا گیا ہوا اور دروازۂ قلعہ مین قفل بند پڑا ہوا ہے سو اسکے نام انسان کا وہان نہین سیکڑون وحشی کی کوچون مین ہرطرف
مین زاغ و زغن کرگس جمع مین شور وغل کررہے ہین شاہزادہ قاسم یہ ویرانی خسرو کوہ کی اور شہر کی بربادی کو دیکھکر نہایت ششدر اور حیران چار
طرف بحسرت دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک طرف سے دس بارہ عورتین نوجوان نمایان ہوئین قاسم نے انکے پاس جاکے جو دیکھا انکو سبکو زخمی پایا
پوچھا کہ کمبخت اس خسرو کوہ پر کیا آفت آئی اور تم سب کون ہو اور کسنے تمکو زخمی کیا انمین سے ایک عورت نے جو نہایت حسینہ اور سرسے پانون تک
زخمون مین چور اور خون مین آغشتہ وقت بیتابی مین تھی یہ واسطے [illegible] اور عورت تھی اسکی طرف اشارہ سے کہا کہ تو اس شخص سے سارا حال پوچھ
اسنے کہا کہ ای شہریار یہ بلی بی جیسے زخمون مین چور یہان مجبور دیکھتے ہو یہ خسرو قزاق کی بہن ہے جب آپ اور شاہزادہ بدیع الزمان کو دیوان
قاف میدان جنگ سے اٹھا لیگئے اور خسرو قزاق چار باغ ملک حرمان سے چھوٹکے یہان آیا اور انکے درد دوری مین مغموم اور ملول سرزنان
سینہ کوبان بصد آہ و فغان اشکریزان تھا ایکروز خبر ہوئی خبر دی کہ ایک سوداگر چار سو شتر میوے کے لیے واسطے تجارت کے شہر [illegible] کی طرف جاتا ہی
خسرو قزاق نے یہ جو خبر سنی تو وہ چار سو شتر میوے کے اس سوداگر سے لوٹ کر یہان لے آیا اور خسرو کوہ مین بدستور اپنے جشن عیش اور محفل رقص و
سرود مین معروف ہوا اور وہ میوہ اپنے سب قد کے قزاقون کو تقسیم کر دیا چنانچہ وہ میوہ خسرو قزاق اور سبنے جو کھایا تو اس میوے مین بیہوشی ملی
ہوئی تھی سب بیہوش ہوگئے اور وہ سوداگر نہ تھا وہ شاہ مراد کوہ کے بادشاہ کا وزیر تھا اور نقطہ اس عیاری سے خسرو قزاق کی گرفتاری اور خسرو کوہ
کی ویرانی اور خواری کے واسطے آیا تھا جب اسنے دیکھا کہ سب بیہوش ہوگئے تب کیفیت کو غنیمت جانکے خسرو قزاق اور تمام اسکے ساتھ والون
کی مشکین باندھ لین اور اپنے ہمراہ لے کے سمت مراد کوہ چلا گیا چنانچہ خسرو قزاق کے کوئی بھائی اور بیٹا تو نہین تھا فقط یہ ایک بہن ہے بولو

ہو کر زخموں میں چور خون میں آغشتہ حضور کے روبرو با دل خستہ اور جان رنجور کھڑی ہے جب اسنے خسرو قزاق کی گرفتاری کا حال سنا
جوش خون عزیزی سے بیتاب ہو گئی اور دستے مردوں کی طرح نقد جان کو اپنے ہاتھ پر رکھکر دلکو جنے پر باندھا اور ایک نقاب منھ پر باندھکر اور
سو سوا انیس جلیس مقربین مصاحبین خواصین نے ہمراہ لیکر سبو لقا رفتار تابک کے گھوڑے پر سوار ہو عنان گسستہ سمت مرادکوہ پر سر وزیر مراد شاہ
روانہ ہوئی اثناء راہ میں وہ قافلہ ملگیا ماہ رو بانو نے شب کو اس قافلہ پر آکے شبخون مارا اور اپنے بھائی خسرو قزاق کو قید سے چھڑا لیا اور اس
وزیر کو مع تمام اسکے ساتھ والوں کے معلوق اور مسلسل کرکے پھر بیان لائی چونکہ وہ وزیر پر تزویر بڑا عیار اور مکار تھا اسنے ازراہ حیلہ سازی
اور اقرار اسلام قبول کرنے کا کیا اور بعیاری و مکاری کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا خسرو قزاق نے وزیر کو مع اسکے سب ہمراہیوں کے رہا کر دیا اور
جشن فتح میں مسرور میں مصروف ہوا مگر اس وزیر پر تزویر نے اکرو شراب میں بیہوشی ملائی اور خسرو قزاق کو مع تمام صحبت والوں کے بیہوش کرکے
گرفتار کر لیا اور تمام شہر کو تاخت و تاراج و قتل کرکے ملکہ ماہ رو بانو کو کہ یہ بھی بیہوش تھی اسی حالت میں اپنے زعم میں اس سے قتل کرکے دروازہ
قلعہ کو مقفل کیا اور آج تیسرا دن ہے کہ وہ وزیر بیان سے سب مال و اسباب نقد و جنس خسرو قزاق اور رعایاے شہر کا لیکے سمت مرادکوہ چلا گیا ہم
سب خواصین اور مصاحبین بخوف جان ملکہ ماہ رو کو دامن کوہ میں لیجا کے چھپے بیٹھے تھے آپ کی تشریف آوری کا حال سنکے ابھی وہ نکلے ہیں
اور استغاثہ وزیر مراد شاہ کے ظلم و تعدی کا کرتی ہیں بقول شخصے شعر بکار دم چہ کنم بر در کرد آیم ؛ بجز تو کیست کہ چشم کرم ازو دارم ؛ خاور سیاہ
نے یہ حال خسرو قزاق کا سنکے بکمال غیظ و غضب اس عورت سے کہا کہ ایک گھوڑا اگر کہیں سے میری سواری کے لیے ملجاتا تو کیا خوب بات
تھی ماہ رو بانو نے شرمگین ہو کر عرض کی او شہریار چند گھوڑے ایسے ایسے تحفہ باد رفتار میں ان سب آپ روانہ طویلہ میں بندھے کرتے
ہیں اور بسبب تشنگی اور گرسنگی کے اپنی جان توڑ رہے ہیں، نہ دانہ اور گھاس کی خبر کون لے ہم سب تو اپنی بلا میں آپ مبتلا ہیں شاہزادہ
قاسم نے فرمایا کہ انمیں سے ایک مرکب تیز رفتار ہمارے لیے لاؤ اور باقی تم باطمینان تمام قلعہ کے دروازے کا قفل توڑ کر اندر جاکے بیٹھو
اپنے زخموں میں ٹانکے دلواؤ صحت کی تدبیر کرو انشاء اللہ تعالی اگر حیات مستعار میری اور خسرو قزاق کی باقی ہے تو وہ لعین وزیر اگر بارگاہ مراد شاہ
میں بھی پہنچ چکا ہوگا تو میں بحول و قوت پروردگار اگر وہین جاکے مع مراد شاہ اسکو سزاے اعمال نہ پہنچاؤں اور گوشمالی قرار واقعی دوں
تو نام میرا خاور سیاہ نہ رکھنا ماہرو بانو یہ جو شاہزادہ قاسم کا دیکھا بیتابانہ و بے اختیار قدموں پر گر پڑی اور بصد عجز و انکسار کہنے لگی کہ
ای شہریار ہرگز ہرگز یہ خیال دل میں نہ لائیے مراد کوہ جانے کا زنہار قصد نہ کیجیے مراد شاہ تین لاکھ سوار کا مالک اور فرمانروا ہے اور جو یہی منظور خاطر
اقدس ہے تو ایک خط اپنے عم بزرگوار شہزادہ بدیع الزمان نامدار کو کہ وہ صاحب تیغ و علم ہے چار باغ ملک حرمان دلکش میں بھیجیے وہ
آپ آئینگے یا اپنی فوج کو بطور اعانت کے بھیجینگے پھر کچھ اندیشہ اور خوف نہیں آپ مرادکوہ کا جب عزم کریں شاہزادہ خاور سیاہ نے یہ کلام ماہرو
بانو کا سنکے نہایت درہم و برہم ہو کر کہا کہ ای نامرد اگر تو عورت نہوتی تو تجھے ابھی قتل کرتا مگر مجبور ہوں کچھ تجھے نہیں کہہ سکتا قسم ہے مجکو اپنے خالق
کی جب سے طفولیت سے تا حال کبھی بجز ذات خدا کے کسی سے اعانت طلب نہیں کی اور میں بدیع الزمان سے تو تا وقتیکہ رشتہ حیات میرا منقطع
نہیں ہوتا کبھی مدد نہ چاہونگا یہ کہکے قاسم اٹھ کھڑا ہوا اللہ بیگ قاش زین پر مرکب کو سمت مرادکوہ گرم عنان کیا اور بعجلت طی مراحل و قطع منازل
اسی دن چار گھڑی رات گئے شہر مرادکوہ میں داخل ہوا اور دروازہ بارگاہ مراد شاہ پر گھوڑے سے اتر پڑا اور پیادہ پا تیغ مبارک کو چار انگل میان
سے کھینچے بسم اللہ کہکر اندرون بارگاہ قدم رکھ دیکھا کہ مراد شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور گرد پیش قریب سو سوا سو مصاحبین اور مقربین گردن کش
مسلح اور مکمل دنگلوں پر بیٹھے ہوے ہیں شاہزادہ خاور سیاہ نے بآواز بلند کہا السلام علیک سلام من عدین محفل برآن کسے باد کہ داند خدا
یکے است و رسول او برحق جتنے بارگاہ نشین تھے مع مراد شاہ ان سبھوں نے کچھ جواب نہ دیا کچھ متعجب و پریشان ہو کے سمت شاہزادہ خاور سیاہ
دیکھنے لگے دفعۃً غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی علیک السلام اتنی دیر میں قاسم مانند برق و مع چمکتا برابر مراد شاہ کے ہو پہنچا اور تیغ مبارک
میان سے کھینچکر برسر مراد شاہ رکھدیا اور فرمایا کہ ای مراد شاہ اگر زیست اپنی چاہتا ہے تو اسیوقت خسرو قزاق کو زندان خانے سے طلب
کرکے میرے ہمراہ کر دے اور جو ذرا تو نے کچھ عذر و حیلہ کیا تو پھر تو نہوگا یہ کہکے تخت پر زانو بڑھا کر مراد شاہ کو پکڑ کے بیٹھ گیا مراد شاہ نے

اور بہت سے شاہزادہ خاور سپاہ کے عشق [illegible] ہو [illegible] تو [illegible] خسرو
قزاق کو زندانخانے سے لاؤ اور باقی جتنے مقفل نشین اُسمین تھے [illegible] سب ان [illegible] پڑ [illegible] ہوئے جبکہ
شاہزادہ قاسم مراد شاہ کو پاؤن کے بیڑی کیا تب وہ سب بخیال [illegible] کہ اگر [illegible] بیان سے جنبش کی [illegible] شخص ہمارے بادشاہ کو مار ڈالیگا ہم
جہان بیٹھے تھے عاجز اور مجبور ہوکر خاموش بیٹھ رہے اور عذر و معذرت کرنے لگے [illegible] سے زندان خانے میں جا کے خسرو قزاق
کے طوق و زنجیر کھلوا دیے اور بعزت اور آبرو دلجوئی اور غمخواری خسرو قزاق کو روبرو مراد شاہ کے لائے مراد شاہ نے شاہزادہ خاور سپاہ سے
کہا کہ وہ صاحب خسرو قزاق حاضر ہوا اور خسرو قزاق نے جو شاہزادہ خاور سپاہ کو برابر مراد شاہ کے ایک تخت پر بیٹھا دیکھا دیکھتے ہی یہ شعر
پڑھتا ہوا مجرے کو جھکا شعر امروز مبارک است مطلع کا شاہ نظر بین جانم صد شکر خداست آسمان راہ کا فر [illegible] آمادہ و بالم [illegible] اور بعد
عرض کرنے لگا کہ ای شہریار ایک سو کئی رفیق میرے یہاں زندان خانے میں [illegible] آکے قید ہوئے ہیں مراد شاہ نے کہا کہ ای گنجو ان لوگوں
کو کیون نہ اوے جلد لاؤ چنانچہ وہ لوگ بھی سب زندان خانے سے نجات پاکے آئے اسوقت شاہزادہ قاسم نے فرمایا کہ ای مراد شاہ خالق خلق
پروردگار عالم چہ ارادہ داری مصرع راستی موجب رضائے خداست [illegible] المغیرا [illegible] تو نے بیان کیا تو خیر ورنہ ایک ضرب میں
ابھی تجھے جہنم واصل کرتا ہوں مراد شاہ نے دست ادب باندھ کر عرض کی [illegible] تھوڑی دور پر ایک پہاڑ جبال قفقاف سے ہے اسکے
ایک میدان وسیع الفضا ہے اور اس میدان میں ایک غار [illegible] اور [illegible] بہت [illegible] ہے اور چاروں طرف بہت سے درخت ثمردار سایہ
گستر ہیں انکے نیچے ایک کرسی جواہر نگار بچھی ہے اسپر ایک معشوقہ [illegible] ہاتھ میں ایک نفیر لیے بیٹھی ہے جو کوئی اس غار کے قریب جاتا ہے تو وہاں ہم
سی غار سے ایک مشکی گھوڑا نکل کے اس درخت کے گرد جہاں وہ معشوقہ کرسی [illegible] نفیر طلائی ہاتھ میں لیے بیٹھی ہے چکر مارتا ہے اور وہ
معشوقہ اُسے دیکھ کر وہی نفیر طلائی بجاتی ہے کہ چرند اور پرند جانور سب کے جمع ہو جاتے ہیں [illegible] چہچہے [illegible] اور جتنے پتے درخت کے ہیں وہ سب
بصورت ساز آواز دیتے ہیں بعد دم بھر کے وہ معشوقہ پھر اُس نفیر طلائی کو بجاتی ہے [illegible] نفیری آواز سنکے وہ گھوڑا اُس نو
وارد شخص کو لیکے سیدھے آسمان پر پرواز کر جاتا ہے اور پھر [illegible] معلوم نہیں [illegible] کہ وہ گھوڑا اسکو کہاں لے گیا اور پھر کیا
ہوا ای شاہزادہ خاور سپاہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے [illegible] ثانی سلیمان [illegible] مشہور عالم مشہور و معروف ہیں اور
آپ یہ گلدستہ باغ ہمایون گل گلزار صاحبقرانی موصوف ہیں اگر یہ عقدہ لا ینحل مجھپر حل کر دیجیے کہ وہ معشوقہ کیا بلا ہے اور وہ غار کیسا ہے
اور وہ گھوڑا اس سوار کو لے کے کہاں مفقود الخبر ہو جاتا ہے تو جو کچھ آپ فرمائیے بجان و دل قبول کروں و مع تمام اپنے عزیزوں
اور یگانوں اور فوج و سپاہ کے مسلمان ہو جاؤں شاہزادہ خاور سپاہ نے [illegible] مراد شاہ سے [illegible] کہا کیا مضائقہ مجھے وہ پہاڑ اور وہ
میدان اور وہ غار چلکے دکھلاؤ مراد شاہ نے کہا بہت خوب یہ کہکے [illegible] اس پہاڑ کی طرف چلا اور خسرو قزاق
بھی ہمراہ شاہزادہ قاسم کے ہو لیا قاسم اور خسرو قزاق [illegible] اس پہاڑ پر غار کے قریب پہنچے تب شاہزادہ
قاسم مراد شاہ اور خسرو قزاق سے رخصت ہوکر اس غار کے دروازے پر [illegible] طلائی ہاتھ میں لیے کرسی پر بیٹھی تھی پہنچا
اور بسم اللہ کہکے اس غار میں کود پڑا اور تیسرے دن ایک مشکی گھوڑا اس غار سے باہر نکلا اور جس درخت کے نیچے وہ معشوقہ نفیر نواز
بیٹھی تھی اُسکے گرد چکر دینے لگا ناگاہ اس معشوقہ نے [illegible] بجائی [illegible] چرند اور پرند وہاں آکے جمع ہوگئے اور
تمام پتے اس درخت کے مثل ساز طنبور صدائیں دینے لگے [illegible] دوسری مرتبہ اُس معشوقہ نے نفیر بجائی تو جیسے ہی
نے دیکھا کہ دونوں طرف دامن زین اس گھوڑے کے بصورت پروں کے [illegible] لگے تیسری مرتبہ اس معشوقہ نے نفیر کو بجایا تو وہ گھوڑا شاہزادہ
قاسم کو لیکر پرواز کرتا ہوا سیدھے آسمان جا کے غائب ہوگیا خسرو قزاق شاہزادہ خاور سپاہ کو مفقود الخبر ہو جاتے دیکھکر سر زانو
اور سینہ کوبان شیون و شین کرنے لگا اور ایک خیمہ وہاں استادہ کر کے منتظر شاہزادہ قاسم کا رہنے لگا [illegible] دل بیان کا سنیے
کہ قاسم نے دیکھا کہ میں اس گھوڑے پر سوار ایک صحرائے ہولناک میں چلا جاتا ہوں اور اُس جنگل میں سب سے گھر بنے ہیں [illegible]

مین ایک دیو آدمی بیٹھا ہی اور ہر طرف کے دروازے پر ایک تیر تھمی ہی قاسم گھوڑے پر سے اتر کے ان آدمیون کو غور دیکھنے لگا حسب الاتفاق ہمایون بن شداد کو بھی وہان ایک گوشہ مین بیٹھا دیکھا دوڑ کے ساتھ اور معرفت سے ہمایون بن شداد بیتاب ہوکے دوڑے دونون جوش محبت سے خوب لپٹ کر روئے قاسم نے پوچھا کہ ای ہمایون بن شداد یہ کیا بات ہی اور یہ قبرین کیسی ہین ہمایون بن شداد نے کہا ای شہریار یہ طلسم ہی ہر چہار شنبہ کو کئی ہزار گھوڑے پرواز خان بیابان سے آتے ہین جو کوئی اس جنگل مین وارد ہوتا ہی گھوڑا اسکو اپنے کے اس میدان مین پہونچا دیتا ہی اور اس میدان مین ایک گنبد ہی دروازہ اسکا ہمیشہ بند رہتا ہی جسوقت گھوڑا کسی سوار کو یہان لاتا ہی اسوقت اس گنبد مین سے ایک سوار زرہ پوش نقابدار نکلتا ہی اور اس نووارد سوار کو لیکے روبرو گنبد کے کشتی لڑتا ہی اور آن واحد مین اسکو وہ نقابدار زرہ پوش گنبد مین پکڑ لیجاتا ہی اور بعد تین دن کے لاش اس سوار کی تابوت مین رکھکے باہر آتی ہی اور ہمین قبرون مین دفن کرکے چلا جاتا ہی قاسم یہ حال سن طلسم کا ہمایون بن شداد سے ایک ہفتہ وہان مقیم ہو جب دوسرا چہار شنبہ آیا نوجوان اور دس بارہ جوان نووارد گھوڑون پر سوار اس میدان مین آئے وہان شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم بھی اسی گھوڑے پر سوار میدان مین آکے قائم ہوا دیکھا کہ وہی نقابدار زرہ پوش اوس گنبد سے نکلا اور پہلے قاسم ہی سے مقابلہ ہوا اور جبر بجبر زور کرکے نقابدار نے قاسم کو پکڑ لیا اور اندرون گنبد لیگیا کے دروازہ گنبد کا بند کیا اور سنسان و انجمن ہوگیا آگے دیکھیے کیا ہو

اب تتمہ داستان کنجاب علیہ اللعن و العذاب بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت لشکر لیا ہور خون آشام شکست فاش کھاکے لاش اسکی لیے بھاگ کے شہر سجان مین کنجاب کے پاس پہونچا اور رسالدار اور فوج وغیرہ نے سارا حال از ابتدا تا انتہا مفصلاً بیان کیا کنجاب نہایت مغموم و مکدر ہوکر کہنے لگا کہ پسر حمزہ کی روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہی اب بجز اسکے کہ مین خود لشکر کشی کرون اور چار باغ پر جاکے کام اسکا تمام کرون کوئی چارہ نہین ابھی کنجاب یہی کہہ رہا تھا کہ استنے مین مروارید غلطان بھائی مرجان کا آیا اور کنجاب سے کہنے لگا کہ یا پیغمبر برحق آپکو خداوند لقا نے ہیجدہ ہزار ملک باختر مین اپنا پیغمبر برحق کر دیا آپ کا یہ رتبہ اور مرتبہ نہین ہی کہ ہر ایک ادنی پر لشکر کشی کرین اور تشریف لیجائین خانہ زاد کو اگر حکم ہو تو بدیع الزمان کو دم مین ملک گوہر ملک کردیا اگر موقع ہوگا دونون کو پکڑ لاؤنگا کنجاب نے کہا دو بات کس طرح کیونکر ہوسکیگا اور کیونکر پکڑ لاؤنگا مروارید غلطان نے عرض کی کہ کل مجھکو بوقت دربار جب خانہ زاد دو سطے مجرے کے حضور مین آئے تو آپ خانہ زاد کو دیکھکے فرمائین کہ انھین نمک حرامون نے جیسے خانہ دولت کو برباد کیا ہی ہر وقت کے کرگ نیل بابا تین یہی جلسا ز دو چار مفتری لشکرون مین چڑھتے ہوئے ہین اسوقت خانہ زاد کچھ گستاخ جواب دیگا حضور در پردہ ہوکر حکم دین کہ ہان کوئی حاضر ہی اس بد ذات کو گردن پکڑ کے بارگاہ سے باہر نکالدو غلام پھر کچھ اور گفتگو کریگا اسپر غصہ کرکے یہی فرمائین کہ جلاد سے گردنیان دیکے بیان سے نکالدو بس غلام روتا ہوا اور یہ کہتا ہوا کہ خیر خدا ماتنگ تر کرانہ تھا کہ جب مجھے نمک حرام جانتی ہی تو اب ضرور اور خوشامد کرنا کیا ضرور اب چاہیے آپ مجھے گردن مارنے کا حکم دین مگر مین اب ضرور جاکے شاہزادہ بدیع الزمان کی کفش برداری کرونگا اور مسلمان ہوجاؤنگا بارگاہ سے نکلکے چار باغ کی سمت روانہ ہونگا آپ کی بارگاہ مین اگر خفیہ نویس بدیع الزمان کے ہین وہ یہ وقائع ضرور لکھینگے جب بدیع الزمان کو خبر مسلمان ہونے کا یقین آجائیگا مین وہان پہونچکے چند روز بظاہر مسلمان بنکے رہونگا جسوقت کہ موقع ہوگا بیہوش کرکے پکڑ لاؤنگا کنجاب نے ہنسکے کہا کہ تدبیر اور عیاری تو خوب ہی بشرطیکہ بن پڑے غرض وہ دن گذر گیا دوم جب سب سردار بارگاہ مین کنجاب کی واسطے مجرے کے گئے اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر جاکے بیٹھے سب بار حضور ہوچکا اسوقت مروارید غلطان بھی گیا اور مجرا کیا کنجاب نے منہ پھیر لیا اور سردارون کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ یہ مروارید غلطان بڑا بد ذات ہی انھین دو چار نمک حرامون نے میرا گھر برباد کردیا مرجان تیز رفتار اسکے بڑے بھائی نے کیسی نمک حرامی کی ہی کہ تم سب صاحب دیکھتے ہو بدیع الزمان کی رفاقت و شراکت مین کیسی کیسی حرکتین نالائق کررہا ہی پھر یہ کون ہی آسی بد ذات کا چھوٹا بھائی جو اسی سے سنو وہ تعجب ہی مروارید غلطان نے عرض کیا کہ یا پیغمبر برحق تو نمک حرام نہین ہوتا خاوند اور نمک حرام کر دیتے ہین آپ کی سرکار مین کسی کی آبرو نہین جو آپکے جی مین آتا ہی وہ بیساختہ زبان سے

اسی باعث سے اکثر اشخاص بیان سے برگشتہ خاطر ہو کے بدیع الزمان کے پاس چلے گئے اور یقین ہو کہ جب آپ ایسی دلشکنی و سختی
کی گفتگو کرینگے وہ برخاستہ خاطر ہو کے بدیع الزمان کے پاس چلا جائیگا گنجاب نے نہایت برہم ہو کر کہا کہ او مروارید بذات تو نے
کیا جھک مارا ہے اور بکتا ہے تو بھی چلا جا مجھے کسنے روکا ہے مروارید غلطان نے کہا بس یا مغیرمرسل اب زیادہ کچھ زبان مبارک سے نہ فرمائیے
میں نے کون سی گمراہی کی ہے اور جو آپ چلا جا بار بار فرماتے ہیں تو پھر دیکھیے کہ میں بھی جا کے مسلمان ہو جاؤنگا اور بدیع الزمان کے پاس
جہاں میرا بھائی مرجان ہے اگر وہ مجھے جوتیاں مار کے بھی رکھیگا تو اپنی بات کی پچ پر دو دن پڑا رہونگا گنجاب نے یہ تقریر مروارید کی سنکے حکم دیا
کہ ہاں اس دریدہ دہن کو گردنیاں دیکے خوب سا مار کے بارگاہ سے باہر نکال دو اور خبردار پھر کوئی سے اندر نہ آنے دے لوگوں نے مروارید
غلطان کو گردنیاں دیکے ہاتھ پکڑ کے گنجاب کے روبرو سے ہٹا دیا اور بپاس لحاظ سنجالی عیار کے زیادہ مارپیٹ تو نہیں کی مگر ایک طمانچہ مار
کہا کہ خبردار اب بارگاہ میں قدم نہ رکھنا مروارید غلطان روتا اور یہ کہتا ہوا بہت خوب یا مغیرمرسل آپ نے تو اب مجھے ذلیل کر کے اپنی بارگاہ
سے نکلوا دیا تو بھی میرا نام مروارید غلطان کہ میں بھی اب بذریعہ اپنے بھائی مرجان کے شاہزادہ بدیع الزمان ہی کی خدمت میں جا کے
مسلمان ہو جاؤنگا اور اُسکی نمک برداری میں اپنی عمر بسر کرونگا غرض جسوقت کہ مروارید غلطان نطفہ شیطان یہ عیاری کر کے بارگاہ
گنجاب سے نکل کر سمت چار باغ ملک حسان و یوکش چلا گیا تو صقرا صفراہی نے یہ حال مروارید غلطان کا مفصلاً لکھ کر خفیہ بخدمت شاہزادہ
بدیع الزمان والا مرتبت روانہ کر دیا اور قبل از پہنچنے مروارید کے وہ پرچہ وقائع کا بنظر شاہزادہ نامور گذرا شاہزادہ عالی مقام نے حال دیکھ
کا پڑھ کے مرجان تیز رفتار کو طلب کیا اور فرمایا کہ مرجان تیرا کوئی بھائی مروارید غلطان بھی ہے مرجان نے کہا فی الحقیقت غلام کا چھوٹا
بھائی مروارید ہے مگر بڑا فیلسوف اور مکار ہے شاہزادہ عالی مقدار نے فرمایا کہ اے مرجان اب تو اسکو بڑا نہ کہنا کس لیے کہ کچھ گفتگو اس سے اور گنجاب سے
درمیان میں آئی اور گنجاب نے اسے ذلت دلوا کے بارگاہ سے نکلوا دیا وہ یہ کہکر کہ اب میں شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس جا کے مسلمان ہو جاؤنگا
یہاں آتا ہے تو اسکی بڑی خاطر داری اور دلجوئی کر کے میرے پاس لانا مرجان تیز رفتار نے نہایت سراسیمہ و مضطر ہو کے عرض کی کہ شاہزادہ عالم
حق تعالی حضور کو ہزار سال بصد جاہ و جلال سلامت باکرامت رکھے مروارید غلطان کی بدذاتیوں اور مکاریوں سے حضور آگاہ نہیں میری
عقل ناقص میں یہ جنگ زرگری اُسکی خالی از حکمت نہیں اسمیں بھی اسنے کوئی عیاری پیش خود تجویز کر کے گنجاب سے بگاڑ کیا ہوگا یہ فقط
اسکا چھل اور فریب معلوم ہوتا ہے غلام تو کبھی اُسکے اسلام لانے کا اعتبار نہ کریگا اور نہ اسکی طرف سے کبھی غلام کو اطمینان ہوگا مگر تعمیل آپ
کے حکم کی از جملہ واجبات ہے جسوقت وہ آئیگا نہ بزبانی بغیر اسکا دریافت کر کے حسب حکم جو کچھ غلام سے ہو سکیگا عمل میں آویگا یہ کہکے مرجان
چار ہی قدم باہر نکلا تھا کہ پارچہ ہائے کپڑا اٹھا کر سامنے سے مروارید غلطان گریبان دریدہ ننگے پاؤں روتا ہوا نمودار ہوا اور مرجان تیز رفتار کو دیکھ
اور زیادہ تر چیخیں مار مار کے رونے لگا اور دوڑ کر مرجان سے لپٹ گیا مرجان نے پوچھا کہ خیر باشد اے مروارید کیا ہے بیان کر مروارید نے تمام
حال بیان کیا مرجان نے کہا مصرع این راکہ تو گر ترانشناسد مروارید غلطان از راہ مکاری گریہ و زاری کر کے پاؤں پر مرجان کے گر پڑا
اور کہنے لگا کہ اے بھائی اگر مجھسے کبھی کوئی حرکت خلاف ظہور میں آئے تو آپ مجھے اسیوقت جوتیاں لگوا کے یہیں سے نکلوا دیجیگا مگر آپ مجھے اپنا بھائی
نہیں سہی غلام سمجھ کر وہ کلمہ ارشاد کیجیے کہ میں مشرف باسلام ہوں اور بقیہ عمر بخدمت شاہزادہ عالی مقام بسر کروں مرجان نے کہا کہ دیکھ اے مروارید
میں تو تیرے عجز و انکسار سے تجھے اسیوقت بحضور شاہزادہ نامدار لیجا کے ملازمت کرائے دیتا ہوں مگر تو بصدق دل اسلام قبول کریگا اور بخلوص نیت
اطاعت اور خدمت میں شاہزادہ والا مرتبت کی حاضر رہیگا تو بہتر ورنہ یاد رکھنا کہ بار ستہ تیرا ہو جائیگا ورنہ جیسا تو کریگا اسکا ویسا عوض پائیگا مگر مجھ پر جائیگا
مروارید غلطان الملعون قسمیں جھوٹی کھانے لگا اور منتیں اور خوشامدیں کر کے کہنے لگا کہ اے بھائی میں نے اپنا خون تجھکو بخش دیا اگر کوئی بھی حرکت
مجھسے ہو تو اسی وقت مجھے تم قتل کرنا غرض یہ کہ چار ناچار مرجان تیز رفتار بہت سی گفتگو اور تکرار کر کے اپنے ہمراہ بحضور شاہزادہ عالیجاہ لے گیا
اور مروارید غلطان بڑی نسلی اور چرب زبانی سے ہزاروں دعائیں شاہزادہ عالی مقام کو دیکے رو رو کر کہنے لگا شعر بر حسیم لایق در درگاہ
سلاطین امیدوار امید ہا شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ہے یہ نکلا ہے اور پھر اسکے سارا حال بیان کر کے مترصد اسلام ہوا شاہزادہ

والا نے کلمۂ شہادت تلقین کیا مروارید غلطان نے بظاہر اسلام قبول کیا اور ہر وقت اسی فکر و تدبیر میں رہتا تھا کہ کوئی موقع پاؤں تو شاہزادے اور گوہر ملک کو پکڑ لیجا کے پیغمبر مرس کے پاس پہونچا دوں القصہ لے اسی فکر و تردد میں تھا اور معمول شاہزادہ بااقبال کا یہ تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے چار پہر شب میں ایک بارگاہ استادہ کرائی تھی اور معمول یہ رکھا تھا کہ کبھی ماگوہر ملک کے پاس شب کو جاکے استراحت فرماتا تھا اور کبھی شب کو بارگاہ میں رہجاتا اور کبھی کسی رفیق کے خیمہ میں اور کبھی کسی رفیق کے خیمہ میں چنانچہ آج محسن بن گیاہور کے خیمہ میں شب کو استراحت فرمائی اور چونکہ یہ بدذات محسن بن گیاہور بھی از راہ فریب و دغا مسلمان ہو کر منتظر کسی وقت کا تھا اسروز جو شاہزادۂ عالیمقام نے اسکے خیمہ میں آرام فرمایا وہ ملاعین نہایت اپنے دلمین خوش ہو کر تجویز کر رہا تھا کہ کیا تدبیر کروں جو کام شاہزادۂ عالیمقام کا تمام کروں حسب اتفاق فضل بن گیاہور خون آشام کہ اسکو سب بھائیوں کی طرف سے تو دلجمعی اور طمانیت تھی فقط اس بدذات محسن بن گیاہور کی طرف سے فضل ہمیشہ اندیشہ ناک رہتا تھا اور مطمئن نہ تھا اور جسدن کہ محسن بن گیاہور کے خیمہ میں شاہزادہ عالم تشریف لاتا تھا فضل بھی ہمراہ رہتا تھا اسروز کوئی پہر رات گئے اسی فکر و اندیشہ میں فضل جو اپنے خیمہ سے اٹھا تو محسن کے خیمہ میں آیا دور سے اسنے دیکھا کہ محسن بن گیاہور شمشیر کھینچے ادھر ادھر چہل قدمی کرتا دیکھتا ہوا گھبرایا سا پھرتا ہے فضل یہ رنگ ڈھنگ اور تیور محسن کے دیکھ کر بخیال آل اندیشی قریب خیمہ جاکے سر پردے کی آڑ میں کھڑا ہو رہا اس عرصہ میں آدھی رات کامل ہوا تھا فضل نے دیکھا کہ محسن نے چراغ اور شمعین سب گل کردین یہ دیکھ کر فضل جلدی سے خیمہ میں جاکے ایک ستون کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو رہا دیکھا کہ محسن تلوار کھینچے بہ نیت قتل شاہزادۂ بدیع الزمان چاہتا ہے کہ اپنا وار کرے کہ برابر سے فضل نے چپکی تمام ایک تیغ دو دال کمر اس نابکار کی ماری کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو کر لاش اس جہنمی بدمعاش کی زمین پر گری فضل نے جلدی سے اسکی لاش کو اٹھا کے ایک تخت کے نیچے قالین کے نیچے دبا دیا اور وہان سے ہٹ کے تلوار اپنی اٹھا کے چاہتا تھا کہ خون اسکا کسی کپڑے سے صاف کر کے میان میں کرے از بسکہ تاریکی نہایت تھی فضل نے جو تلوار اٹھائی تو پیچھے اسکے دیوار میں دو کنول ایوارگی کے زنجیر پشت تلوار کی ٹکرانے میں لگی دونوں کنول ٹوٹ گئے انکے جھنجھنانے سے آنکھ شاہزادہ والا کی کھل گئی دیکھا کہ کوئی شخص تلوار کھینچے میرے سر پر کھڑا ہے یہ دیکھ کر مثل شیر غران اپنے پلنگ پر سے جست کر کے ایک طمانچہ جو اسکے گلے پر مارا تو فضل چرخ کھا کر فرش پر گرا اور شاہزادۂ والا قدر نے چھاتی پر چڑھ کے تلوار چھین لی اور شمشیر بند کو آواز دی کہ ارے کوئی ہے روشنی لاؤ دیکھو اس شخص نے تلوار ماری تھی خدا نے مجھے محفوظ رکھا یہ سنکے چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور فراش و مشعلچی فانوس بردار روشنی لیکر حاضر ہوئے دیکھا کہ وہ اشجع دہر نایب خشمگین چھاتی پر بیٹھا ہے اور فضل بن گیاہور کی مشکین بندھی ہوئی برابر پلنگ کے خاموش اور خود فراموش سرنگون کھڑا ہوا علی الاتصال شکر گذار ہے بہرہ ور ہو شاہزادۂ نامور نے فرمایا کہ ابھی اس بد خو ناشناس کو لیجا کے گردن مار دو چونکہ صبح ہو چلی تھی حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے جلادوں نے آکر رسن گلے میں فضل کے ڈالدیا اور بیرون بارگاہ لیجا کر باندھ [illegible] کا چہرہ [illegible] اور چاہتا تھا کہ قتل کرے حسب اتفاق جہان فضل بن گیاہور نے لاشہ خون چکان محسن بن گیاہور کا لاکر زیر قالین چھپا دیا تھا وہاں کسی فراش کا جو پاؤن پڑ گیا تو وہ گیلا گیلا دیکھ کر [illegible] آشفتہ محسن بن گیاہور دکھائی دیا تب سراسیمہ پکارا کہ صاحبو دیکھو یہاں قالین کے نیچے کوئی ایک لاش کسی کی دبا ہے [illegible] لوگوں نے وہاں جاکے جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ لاش محسن بن گیاہور کی ہے شدہ شدہ یہ شور و غل شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو سنا تو وہاں قدم رنجہ فرما کے دیکھا کہ واقعی محسن بن گیاہور ہے فوراً ایک کھٹکا شاہزادۂ والا گہر کے دلمین گذرا اور فرمایا ارے یہاں کوئی جاکے دیکھو کہ فضل بن گیاہور کو جلادوں نے ابھی قتل تو نہیں کیا اگر زندہ ہو تو جلادوں کو ممانعت کردو کہ خبردار ابھی ہاتھ اسکے قتل کا نہ کرے چاروں طرف سے لوگ چلاتے ہوئے دوڑ پڑے کہ او جلاد دست خود را نگہدار خبردار ابھی فضل پر تلوار نہ مارنا از بسکہ ترک جوشن پوش کو فضل سے محبت دلی تھی یہ سنتے ہی دوڑ کر قریب فضل کے آیا ترک جوشن پوش نے آتے ہی فضل بن گیاہور سے پوچھا کہ ای بہادر مجھے اسوقت نہایت تحیر اور استعجاب ہے کہ تو ہزار جان سے عاشق زار نام کا شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے تھا یہ کیا ماجرا درپیش ہوا خدا کے لئے بیان کر اور یہ لاش محسن بن گیاہور تیرے چھوٹے بھائی کی زیر قالین کس نے دبا کے چھپائی ہے فضل نے ایک آہ جگر سے کھینچ کر کہا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد کیا کہوں جو کچھ رسوائی اور بدنامی

منشی تقدیر اور کاتب ازل نے بروز دیوان قضا یہی لوح جبین پر کلک قدرت سے رقم کر دی تھی وہ ظہور میں آئی اور تمام ماجرا جو ہو چکا تھا
تمام رفیق اور مصاحبین شاہزادہ والا تمکین کے گریہ و بکا کرنے لگے اور ترک جوشن پوش نے یہ مقدمہ حضور شاہزادہ عالمیان کیا شاہزادہ
والا قدر بجرد سننے کے نہایت مجوب اور دم بخود ہوکر اٹھ کھڑا ہوا اور فضل بن گیا ہور خون آشام کو جھک کے اپنے گلے سے لگایا اور بدیدۂ پرنم
کہا اے فضل بن گیا ہور الانسان مرکب من الخطا و النسیان مجھسے غلطی ہوئی اب تو بدل عفو آج سے تو بجائے میرے بھائی کے ہے فضل
گیا ہور یہ خطاب خداوندزادہ شاہزادۂ عالم کے دیکھ کر زار زار رویا اور بعد چند ماجرا مختصر شاہزادۂ عالی مقدار فضل کو اپنے ہمراہ لیکر جانب خیمہ بارگاہ
بارگاہ استادکرامی تھی صدرجاہ و حشمت پر تمکن ہوا جشن عیش و طرب میں مع فضل بن گیا ہور خون آشام اور ترک جوشن پوش اور
ارباب خرمی وغیرہ مصاحبون اور ہمنشینوں کے مصروف ہوا اور ادہر ملکہ گوہر ملک خیال سے کہ آج باری شاہزادۂ عالم کے تشریف
لانے کی ہے اپنے مکان میں تیاری بزم نشاط اور محفل انبساط کی حسب معمول کرکے انتظار میں شاہزادۂ عالی مقدار کے بیٹھی تھی آخر اسی انتظار
میں بیٹھے بیٹھے دو پہر رات گذر گئی گا کی ہیدا سکے سوئی مروارید غلطان بھائی مرجان شیر کا یہ عجب جوگی بن سے اسی گھات میں رہتا تھا
اسنے ملکہ کو غافل عالم خواب میں اور تمام انیسوں جلیسوں مصاحبوں خواصوں کو خود غلط اور محفل بخبر پڑے سوتے دیکھ جھٹ پٹ بیداری
میں دارو بیہوشی بکھر کر ملکہ کو سنگھائی ملکہ بیہوش ہو گئی یہ بانذہ پشتارہ ملکہ کو لیکے بذریعہ کمند کے دیوار چار باغ سے نیچے اترا اور جنگلہ ...
سیدھا سمت شہر سنجان روانہ ہوا یہان شاہزادۂ بدیع الزمان جو مع مصاحبوں اور جوانمردوں کے بارگاہ میں بیٹھا جشن دیکھ رہا تھا
کوئی پہر بھر رات پچھلی باقی تھی کہ آنکھوں میں غنودگی معلوم ہونے لگی اسوقت محفل سے برخاست کر کے پلنگ پر تشریف لیگیا اور ذرا آنکھ جھپک
گئی تھی تو خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ کتا ملکہ گوہر ملک کو پکڑے لیے جاتا ہے فوراً اٹھا اور نہایت بیتاب ہو کر اندرون محل تشریف لیگیا
فضل بن گیا ہور اور مرجان تیز رفتار پانوں کی آہٹ پاکے چونک پڑے دیکھتے شاہزادۂ والا خواب بیان کرکے سمت محل قدم زن
ہوا تو یہ بھی ساتھ ساتھ قریب دروازۂ قصر آگئے اور جونہیں شاہزادۂ عالم نے دروازے کے اندر قدم رکھا تو ملاحظہ کیا کہ چار طرف محل میں
اندھیرا پڑا ہے مرجان تیز رفتار نے جلدی سے فتیلہ بیداری روشن کیا اور شاہزادۂ عالی جاہ اندرون محل جاکے خواصوں ملازموں وغیرہ کو
پکار کر کہا کہ ارے اسقدر غافل سوتی ہو ذرا ہوشیار ہوکے دیکھو شاہزادہ عالم تشریف لائے ہیں یہیں شاہزادۂ والا قدر نے چند قدم آگے بڑھ
کے پلنگ پر دیکھا کہ ملکہ نہیں ہے شاہزادۂ عالی مقدار نے خواصوں سے پوچھا کہ ملکہ کہاں ہے سبھوں نے دست بستہ عرض کی حضور یہیں پر
آرام فرماتی تھیں بس پھر تو یہ حال تھا کہ شاہزادۂ والا اقبال کو عجب طرح کا رنج و ملال پیدا ہوا اور قریب تھا کہ اس صدمہ جانکاہ سے قصد
اپنی ہلاکت کا کرے ناگاہ مرجان تیز رفتار نے بعد تفحص بسیار جو خیال کیا تو فرش پر بستر اجنبی نشان مروارید غلطان کے پانوں کا دیکھ
واویلا کرنے لگا اور اپنا سر پیٹ کر کہنے لگا کہ شہ بار غضب ہو گیا مروارید غلطان ملکۂ عالم کو بدعیاری نشہ دے میں باندھ کے لیگیا ہے یہ اسی کے پانوں
کا نشان معلوم ہوتا ہے شاہزادۂ بدیع الزمان یہ حال سنکے گریان و نالان محل سے برآمد ہوا اور فضل بن گیا ہور خون آشام سے یہ سب ماجرا
بیان کیا فضل نے عرض کی کہ شہریار آپ بیتابی اور بیقراری اور اشکباری نہ فرمائیں یہان سے سنجان کیطرف جانے کی تین راہیں ہیں
ایک رستہ تو جنگل کا ہے اور ایک راہ سمت کوہستان ہے اور ایک یہ شاہراہ گذرگاہ بھی ہے اب حضور بسم اللہ سوار ہوں اور جنگل کی راہ سے
تلاش میں بدمعاش کے تشریف لیجائیں اور غلام سمت کوہستان تلاشی اسکا جاتا ہے اور مرجان تیز رفتار شاہراہ پر اسکے تعاقب میں
جائے جس شخص سے اسکا سامنا ہو جائے بلا تامل جسطرح ہو سکے آتے اسے قتل کرکے ملکۂ عالم کا پشتارہ چھین لے ...
غرض یہ تجویز اور مشورہ قرار دے کے سب اپنی اپنی راہ پر چلے وہان اول فضل بن گیا ہور جو پہاڑیوں سے ہو کر ...
میں چلا جاتا تھا تھوڑی سی رات باقی تھی کہ دامن کوہ سے کسی نے یہ آواز بلند کہا کہ باش اے شخص تو کون ہے اور اسوقت اس بیابان میں
سے کہاں جاتا ہے فضل بن گیا ہور نے کچھ جواب نہ دیا جسطرح چلا جاتا تھا آگے چلا اور دیکھا کہ ایک شخص بدمعاش کی شکل
کی قد سے منہ پر ڈالے ہیبت ناک ہو کر وہان ٹھیرا آگے قدم نہ رکھا پہلے بیان کرنا ہی کہ یہ شخص کون ہے ... خواہندۂ درگاہ مقام ...

خود روانہ ہوا اور جس وقت در باغ میں پہونچا مروارید غلطان نے یہ آواز سنکے جو پلٹ کر دیکھا ایک نقابدار پلنگینہ پوش شمشیر بکف اور نیزہ بدست
بہ کمال جوش و خروش گھوڑا ڈالے مجھے للکارتا چلا آتا ہے ڈر گیا اور ہاتھ پاؤں پھول گئے کانپنے لگا اس عرصہ میں نقابدار نے برابر
پہونچ کر پوچھا ہے تو کون ہے اور کس جرم پر اسکو تو ذبح کرتا ہے مروارید غلطان سمجھا کہ یہ نقابدار کوئی دوست اور مددگار ہے خنجر مرجان کا ہاتھ پر سے
کہنے لگا کہ اے نقابدار میرا نام مروارید غلطان ہے اور میں بیٹا سنجانی عیار کا اور خانہ زاد خنجر مرجل کا ہوں ایک شخص دشمن خدا دولت
بدیع الزمان نامی اس ملک میں وارد ہوا ہے چنانچہ اسکا قصہ بہت طول ہے خلاصہ یہ کہ وہ ملکہ گوہر ملک بنت شہزادی کو اغوا کر کے یا بزور جبر
قصر قیصری سے نکال لیگیا تھا سو آج شب کو میں حسب الحکم گنجاب کے ملکہ کو بہزار سعی و جہد عیاری کر کے واسطے جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ
خداوند زادے کے چار باغ سے چرا کر لیے جاتا تھا یہ اس بدیع الزمان کا عیار آ کے سد راہ ہوا تھا میں نے ناچار ہو کے مقابلہ اسکا کیا اور
بڑے زور و جہد سے اسکو پچھاڑا ہے نقابدار نے مرجان تیز رفتار سے پوچھا کہ تو بیان کر یہ کیا کہتا ہے مرجان تیز رفتار نے کہا کہ واقعی یہ نام مرجان
ہے میں غلام شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کا ہوں یہ میرا چھوٹا بھائی ہے عیاری کر کے میرے پاس آیا اور منت و خوشامد کر کے مجھسے کہا کہ میں مسلمان
ہوتا ہوں اور شاہزادہ بدیع الزمان کی کفش برداری میں رہونگا ہر چند کہ اس موذی دغاباز کا اعتبار مجھے نہ تھا مگر حسب الحکم شاہزادہ عالم کے
اسکو مسلمان کیا یہ چند روز تو باز رہا آج شب کو فرصت پاکے اسنے ملکہ کو کہ ناموس میرے آقا کی ہے بیہوش کر کے پشتارے میں باندھا اور لے
نکلا پہر رات باقی ہوگی کہ اسوقت شاہزادہ عالم نے خواب پریشان دیکھکر محل میں جاکے ملکہ کو جو پلنگ پر نہ پایا تو متعجب ہوا آقائے ولی نعمت میرے
متفکر جب تھے کہ آپ کو بیدار کرے میں نے جو خیال کیا تو اسکا نشان قدم پہچانا اور یہ شہرہ فصیل بن گیا ہو خون آشام کر کے بھی ایک
خاموش قیمت کیش میرے ولی نعمت کو ہے ایک طرف تو میں ایکطرف فصیل بن گیا ہو خون آشام ایکطرف شاہزادہ عالی مقام اس ملکہ
کی تلاش میں بیٹھے اُن دونوں صاحبوں کا تو حال مجھے کیا معلوم مگر میں نے یہاں آکر اسے دیکھا اور مقابلہ اور کاوا کر کے اسے دے مارا تھا
اسنے سینے سے ہاتھ بڑھا کر میرے سینے پہ ملا میں بیہوش ہو گر پڑا یہ مجھے ذبح کیا چاہتا تھا خدا کی عنایت سے تجھے پہونچا یا نقابدار نے یہ دونوں
سنکے کہا کہ او مروارید غلطان جلدی اسکی چھاتی پر سے اٹھ اور یہ کہکے نیزہ مروارید کی جانب سیدھا کیا مروارید سراسیمہ ہو کر مرجان کی چھاتی پر سے
اٹھ کھڑا ہوا چاہتا تھا کہ بھاگے مرجان نے پھرتی تمام اسے خنجر سے ذبح کر ڈالا اور جلدی سے پشتارہ ملکہ گوہر ملک کا لے کے سمت چار باغ
ملکہ جہان دلکش چلا نقابدار پلنگینہ پوش نے مرجان سے کہا کہ ذرا ٹھہر جا بات تو سن مرجان نے دست بستہ وہیں سے عرض کی
کہ اے نقابدار ہر چند کہ تو محسن میرا ہے لیکن یہ مقدور نمک حلالی کا ہے اسوقت اب میں ٹھہرنے کا نہیں یہ کہکے جلد جیسے کہ ہوائی بیج سے یا شہزادہ
تفنگ سے نکل جاتا ہے دو چار جستوں میں نقابدار پلنگینہ پوش کی نظروں سے غائب ہو گیا اور وہ بھی تمام و باطمینان بلا کلام چار باغ میں آکے
داخل ہوا اور ملکہ کو پشتارے میں سے نکالکے نیلوفر بیہوشی کا دیا ملکہ کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی اسوقت سارا حال از ابتدا تا انتہا مرجان
تیز رفتار نے بیان کیا ملکہ نے سجدات شکر جناب باری ادا کر کے زر و جواہر بہت سا اپنے اوپر سے تصدق کیا اور ہزاروں مساکین اور محتاجین کو
کھانا تقسیم کیا اب دوری شاہزادہ بدیع الزمان میں اپنی خواصوں اور مصاحبوں سے بے کل رہی ہے اسکو تو یہیں چھوڑیے ؛

اب تحریر حال شاہزادہ بدیع الزمان با اقبال کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ شاہزادہ بدیع الزمان چار باغ سے نکلکر جو بہت مرکب کو گرم تازیانہ بتعاقب مروارید غلطان روانہ ہوا تو تمام صحرا چپ و راست دیکھا بھالا
ڈھونڈا کے وہ پہر رات پچھلی اور چار پہر دن اور تین پہر رات اسی جستجو و تلاش میں رہا دوسرے روز پہر رات باقی تھی کہ کسل راہ سے ایک درخت کے نیچے گھوڑے
پر سے اتر پڑا اور زین پوش بچھاکے چاہا کہ دم بھر استراحت کروں تو پھر کسی طرف جاکے ڈھونڈھوں وہیں لیٹ رہا از بسکہ دو شبانہ روز
کچھ خاصہ تناول نہیں فرمایا تھا اور کسل راہ سے سستی اور نیند کی شدت تھی سو گیا قضا کار سنجانی عیار باپ مرجان تیز رفتار و مروارید غلطان
کا بادہ دوری سے پھرا ہوا شہر سنجان کو جاتا تھا اسنے جو شاہزادہ عالیقدر بدیع الزمان نامدار کو وہاں اسطرح غافل پڑا دیکھا تو جلدی سے
دارو بیہوشی کچھ عیاری میں سے نکالکے سنگھائی شہزادہ بیہوش ہو گیا اسنے جھٹ پٹ چادر عیاری میں پشتارہ باندھ کے اپنے کاندھے پر رکھا اور اسی

اگر ہم تمکو طلب کرین حاضر ہونا لیس یہ حکم دے کے دونون کو رخصت کیا اور آپ مع رستم خان اور سعد و سعید جرگہ نشین قلعہ سے برآمد ہو کر اپنے لشکر
مین داخل ہوا دوسرے روز وقت صبح وہ شہزادہ جلیل القدر سوار ہوا اور رستم خان بن گنجاب اور سعد و سعید جرگہ نشین سے باتین کرتا مع
فوج و سپاہ ابھی کوئی دو تین کوس کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا کہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی اور جب وہ گرد پھٹی تو دیکھا دو جوان بزبر توانا
قوی ہیکل خوبصورت نہایت حسین اور خوشرو مرکبون پر سوار آگے آگے اور پشت پر انکے اسی ہزار سوار کا پرا باندھا اسب سجے اور کل تحفہ گھوڑے
ساز و یراق مکلل بزمرد و جواہر نیزے اٹھائے اسی طرف کو چلے آتے ہین شاہزادۂ عالیشان نے رستم خان اور سعد و سعید جرگہ نشین سے پوچھا
کہ ذرا دیکھو تو یہ دونون شخص کون ہین انھون نے عرض کیا کہ ای شہریار یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک درہ کوہ ہے کہ نام اسکا درۂ خون ریز
ہے یہ درہ کوہ لب دریا نہایت پر فضا قابل سیر کے ہے اور سوز خنگ تک اس درجے کی ایکجانب تو دریائے زخار ساحل نا پیدا کنار اور تین طرف بڑے
بڑے پہاڑ فلک فرسا اور بیچ مین اسکے قلعہ فولادی ہے اگر بادشاہ ہفت کشور تمام روے زمین کی فوج و سپاہ لیکر آئے تو بھی وہانتک دخل نہ پائے تین
پہاڑون کے اندر وہ قلعہ ہے طائر وہم و خیال اور کمند فکر کو وہانتک پہونچنا اشکال و محال ہے سوا اسکے اس درے کے اندر ہر طرف ایک ایک درہ
ہے اور درہ دیگر پہاڑون مین ملحق ہین اگر خداوند خدیجہ و ہزار ملک لقا خداے باختر اپنے چوالیس لاکھ سوار و پیادے اور اٹھارہ سو پہلوان ہر سال دہر میل
اور پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ کو ہمراہ لے کے وہان کے دونون دیرون سے آ دھوکہ رزم پیکار ہوا چاہے کہ بدون انکی سازش کے ایک قدم
درے کے اندر دخل کر سکے تو کیا مجال تمام ان پہاڑون سے سرفراز ہے یہ دونون بھائی نوجوان جو آگے آگے چلے آتے ہین حاکم اس درے کے
ہین ایک کا نام حارب خونریز اور دوسرے کا نام ضارب خونریز ہو غرضکہ سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین اور رستم خان بن گنجاب
اور تمام سردار اور افسران فوج مع تین لاکھ تیس ہزار سوارون کے بخیال اسکے کہ شاید یہ برسر جنگ آتے ہون ہوشیار ہوگئے اور اپنی اپنی
سپرین تلوارین سنبھال کے ہمراہ شاہزادۂ عالی مقام با اطمینان تمام آہستہ آہستہ چند قدم آگے بڑھے تھے کہ وہان حارب خونریز اور ضارب خونریز
کو جو یہ معلوم ہوا کہ فوج و سپاہ شاہزادۂ بدیع الزمان کی آتی ہے دونون بھائی اپنے اپنے گھوڑون سے اتر کے پیادہ پا اسطرف کو چلے جب قریب پہنچے
تو دوڑ کر شاہزادۂ عالی نسب کی رکاب ظفر انتساب سے لپٹ کر قدم عالی چومنے لگے شاہزادۂ عالم کیفیت دیکھتے ہی بانبان کر کے گھوڑے پر سے کود
پڑا اور دونون کو اپنی چھاتی سے لگا کر پوچھا صاحبو تم اپنا حال بیان کرو دونون نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار ہم دونون بھائی درۂ خونریز کے
حاکم ہین شب کو عالم خواب مین ہمنے دیکھا کہ در آسمان شق ہو گیا ایک تخت مکلل اور مرصع بجواہر ایک بزرگ نورانی صورت قدسی سیرت کو
بٹھائے چند ملائکہ دوش بدوش لیے ہوے زمین پر اترتے چلے آتے ہین ہمکو جلوۂ جمال باکمال اس فرشتہ تمثال کے دیکھنے کی تاب نہ رہی
آنکھین جھک گئین ناگاہ ایک آواز ہمارے گوش زد ہوئی کہ ای بیدارو خواب غفلت سے چونکو اور ذرا آنکھ کھول کے جانب چپ دیکھو اور مآل اعمال
نیک اور افعال بد کا خیال کر کے بازپرس فرداے قیامت سے ڈرو اور عذاب الیم و نار جحیم سے خائف و ترسان ہو کے کفر و کافری سے عذر کرو
صداے غیب سنکے ہم دونون نے آنکھ کھولکر دست چپ کو جو دیکھا تو ایک مکان نظر آیا اشجار سیاہ و تنگ چون غار درۂ تیرہ مثل سال گذشتہ
طول و زنجیر و درش بستہ بقفل نا امیدی نہ دیدہ نہ شنیدہ سفیدی نکلا ہین از زمین تا آسمان شعلے آگ کے بلند ہین اور ہزارون مغضوبان
بارگاہ ایزدی پڑے جلتے ہین ہم دونون بیتاب ہو کر پکارے مصرع و قنا ربنا عذاب النار یہ ساتھ سنکے دو بارہ یہ صدا ہمارے کانون مین آئی کہ
اب تم دونون دست راست کو دیکھو ہمنے سمت راست جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک باغ آراستہ ہو شعر رشک روئے زمین جسم آنجم نہ دیدہ بیاد و خلقت ہم کسی
شنیدہ ہوائے روح پرور اور فضائے دلچسپ سے وہان کی ہم دونون کے ہوش و حواس درست ہوے پھر جو غور کیا تو سینکڑون مکان اور
قصر عالیشان مثل شب چراغ اور گوہر شاہوار اور یاقوت احمر اور زمرد اخضر کے بنے ہوے تھے اور نہرین آب کوثر کی جاری تھین پانی انکا مثل آب مروارید
صاف و شفاف موج زن تھا طیور خوش رنگ و خوش الحان لحن داؤدی نغمہ سرا اور زمزمہ سرائے حمد و سپاس آن خالق جز و کل خوب طرح جلوہ
کے ہین اکثر مومنین سجادے بچھائے عبادت الٰہی مین مشغول ہین سینکڑون حوران بہشتی جام شراب کوثر ہاتھون مین لیے انکی پرستاری مین
حاضر ہین ہم دونون بھائیون نے یہ تماشا خلد و نار کا دیکھا ان بزرگوار سے پوچھا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین اور وہ مکان

جہان شعلے آگ کے سر بفلک کشیدہ ہین اور ہزارون آدمی اُسمین پڑے جلتے صد گونہ عذاب مین مبتلا ہین کیا ہی اور یہ باغ جہان یہ فضا اور سبزہ ہے جانفزا ہی اسکا کیا نام ہی اُن پاک طینت نے فرمایا کہ صاحبو پہلا نام تو ہاویہ جہنم ہی اور دوسرا جحیم ہی واسطے مشرکین اور منافقین کے اور یہ باغ بہشت ہی واسطے اہل دین اور مومنین کے تب ہمنے گھبرا کے پھر عرض کیا کہ یا حضرت ہم اس جہنم اور عذاب الیم سے کیونکر مفر پائین اور اس باغ بہشت مین کسطرح جائین اُن مقدس نے ارشاد کیا کہ تم دونون کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہو اور نکل جاؤ اس درے سے باہر نکل کے دیکھو کہ ہماری اولاد مین سے ایک شاہزادہ ہے کہ نام اُسکا شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش شکن ہی و قصر شکستہ ملک دران کو مسخر کر کے مع رستم خان بن گرگاس اور سعداد و سعید اور قیس لاکھو تیس ہزار سوار کے یہان آیا ہی اُس سے تم دونون سعادت ملازمت حاصل کر کے اُسکے ہمراہ جہاد کرو بس یہ سنتے ہی ہم دونون بھائیون کی آنکھ جو کھل گئی تو ہمنے پھر اُن بزرگ کو تو نہ دیکھا مگر تمام مکان ہمارا معطر تھا تب ہم نے دلمین سوچ کر کہ اگر یہ خواب ہمارا سچ ہی تو لاشک اور لاریب ہمکو زیارت شاہزادہ بدیع الزمان والا رتبت کی نصیب ہوگی اپنے اپنے رکیون چار ہزار اسوار کو چلے تھے سو الحمد للہ والمنہ کہ شرف قدم حضور سے افتخار دارین حاصل کیا شہزادے نے کلمہ شہادت اُنکو تلقین کیا وہ دونون بھائی کلمہ طیبہ پڑھ کے مع اپنے اسی ہزار سوار کے از سر صدق مسلمان ہوگئے پھر دونون بھائی ملتمس ہوئے شہزادہ صاحب کرامت شہزادہ کرامت روزے معتقد ہے کہ درویش منوار یعنی الا ایک روز بجائے خان نعمت سمان جوین قناعت فرمایئے تو زہے افتخار ہم غلامون کا ہو شاہزادۂ عالم نے منظور فرمایا اور ہمراہ اُنکے داخل درہ ہو اُن کو وہین چھوڑ دیجیے

جب تک وہ دلکے داستان لشکر فیروزی اثر از زفاف ثانی سلطان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

ازجسوقت گاؤ دُنبی گاؤسوار لشکر اسلام سے شکست فاش کھا کے قلعہ بربرین حصاری ہوا تو حسب حکم شہنشاہ والا جاہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام کے غازیان دیندار اور مجاہدان بے شمار گرد و پیش اس قلعہ کے محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے ایک روز کی نقل ہی کہ بیان بارگاہ سلیمانی مین شہنشاہ لشکر اسلام سریر سلطنت پر اجلاس فرما ہین اور امیر حمزہ صاحبقران دنگل آ و جبر پر تکیہ مین بادلی پانچ ہزار پانچسو پچپن گرد گردن کش دوست راستی و دست چپ اپنے اپنے دنگلون پر باادب بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہین وہان حال گاؤ دُنبی گاؤسوار کا سُنیے کہ اُسنے اپنے بیٹے رستم خان کو جیسے اپنے بجرم عذار پرستی مقید کیا تھا قید سے بار کھلے بلایا اور اپنے گلے سے لگا کے بہت سا پیار کیا خلعت فاخرہ پہنایا پھر اُسکو تخلیہ مین لیجا کے بمکر و فریب کہا کہ اے فرزند آج شب کو مجھے خواب مین زیارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نصیب ہوئی اُن جناب نے مجھے ہزار خوف ورجا اور امید و بیم سے گلزار الخلیل و مغفرت شادہ جہنمی دکھلا کے کلمہ شہادت تلقین کیا مین بدل و جان کلمہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوا ہون اب چاہتا ہون کہ تیرے ذریعہ سے شرف ملازمت امیر حمزہ صاحبقران کا حاصل کر کے افتخار کونین و سعادت دارین حاصل کرون رستم خان نے نہایت خوش ہو کے اُسیوقت ایک عرضداشت بمضمون مذکورہ لکھکر بخدمت سلطان صاحبقران ارسال کی بعدہ گاؤ دُنبی گاؤسوار کو ہمراہ اپنے لیکے امیر حمزہ صاحبقران روانہ ہوا القصہ مختصر جبکہ وہ عرضداشت بنظر اقدس امیر حمزہ با توقیر گذری نہایت خوش ہو کے فرمایا کہ خوشا حال گاؤ دُنبی گاؤسوار کا کہ زیارت حضرت ابراہیم کی نصیب کی اور لذت بیعت دین اسلام قبول کیا اور چند سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا وہ با عزاز و اکرام لے آئے گاؤ دُنبی گاؤسوار نے اپنے دونون ہاتھ رومال سے باندھے تھے اور جسوقت کہ اندرون بارگاہ داخل ہوا تو ایک شعر پڑھا پھر حرم مین پیش کر کے اور دم منبع و اشک ندامت و عرق انفعال بادۂ دوتا جا پہونچا اور قدم اقدس پر گر پڑا امیر با توقیر نے اپنی چھاتی سے لگایا اور ہاتھ پکڑ کے روبرو تخت بادشاہ اسلام کے نذر دلوائی بادشاہ نے نذر قبول فرما کے دست رحمت اسکی پشت پر رکھا اور دست چپ اشارہ دنگل پر بیٹھنے کا کیا گاؤ دنبی گاؤسوار آداب بجا لاکے بیٹھ گیا اور بہت سا عجز و انکسار کر کے ملتمس اس امر کا ہوا کہ غلام اس ملت و دین سے محض نا بلد ہی لہذا امیدوار عنایات شاہانہ اور مراحم خسروانی سے یہ ہی کہ واسطے ہدایت طریق اسلام اور تلقین مسائل دین کے کسی مرد مومن کو ارشاد ہو سلطان والا شان نے جانب بہرام گرد بن خاقان چین اشارہ فرمایا کہ خسرو بہرام گرد نے طریقہ وضو اور نماز پنجگانہ اور مسائل دین وغیرہ جو کچھ مسلمان کو چاہیے سب آگاہ کیا دوسرے دن صبح کو بوقت دربار جبکہ شہنشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا اور پانچ ہزار پانسو چھپن شاہ و شہریار نامدار گرد و گردن کش اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے امیر حمزہ عالیمقام نے دنگل شاہزادہ بدیع الزمان و شاہزادہ ملک قاسم کا خالی دیکھ کر ایک سردار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

وہ صورتیں والی کس ملک سیستان میں ہیں اب دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں بعد ازاں خواجہ بزرگ امید اور صدیادول وغیرہ کو اپنے پاس
بلا کے پوچھا کہ ای بزرگوارو ایک مدت دراز سے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم مفقود الخبر ہیں نہیں معلوم کس سرزمین پر اور کس ملک میں اور کس
حال میں ہیں بطریق علم نجوم اور رمل سے ملاحظہ کیجئے اتنا تو فرمائیے شاید انکی آنکھوں میں دیکھوں ایسا ہی خدا کبھی کریگا ان چاروں
مقدسوں نے اصطرلاب کو تیر آفتاب کے مقابل کیا بعد اسکے زائچہ کھینچکر ستارگان سعد و نحس کی گردش کا شمار کرکے عرض کی کہ یا امیر ہمارے
حساب اور ہمارے علم سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انفضال ایزدی سے سرزمین باختر کوئی اقلیم ہے وہاں وہ دونوں آفتاب سپہر صاحبقرانی طالع اور
جلوہ فرما ہوکے آفاق گیر ہیں خصوصاً شاہزادہ بدیع الزمان تو بڑا ہی صاحب جاہ و حشم ہے بہت سے ملک اور بہت سے قلعے اسکے قبضہ اقتدار
میں ہیں اور اسوقت کی ساعت سعد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آج خبر فرحت اثر اور مژدہ صحت و سلامتی ذات ستودہ صفات شاہزادہ بدیع الزمان
عالی شان کوئی شخص اس سرزمین سے اسکے سمع اقدس عالیوں میں پہونچائیگا واللہ اعلم بالصواب امیر با توقیر ان بزرگواروں کو خلع خلعت کرکے
منتظر و چشم براہ اخبار شاہزادہ بدیع الزمان عالیقدر کے تھے کہ ناگاہ محمد عیار نے آکے عرض کی کہ ایک سوداگر عتبہ فلک مرتبہ پر حاضر ہوکر امیدوار
باریابی کا ہے سلطان عالیمقام نے ارشاد کیا کہ کیا مضائقہ بلاؤ حسب الحکم سلطان باکرم کے اس سوداگر نے اندرون بارگاہ حاضر ہوکے مجرا گاہ پیش
مجرا کیا اور قریب تخت شاہی کے پہونچکے نذر دی کرسی بیٹھنے کو ملی صاحبقران نے پوچھا کہ ای تاجر کیا نام تیرا ہے اور کہاں سے آتا ہے اسنے عرض کی
کہ ای سلطان یہ بندہ ترقی خواہ قدیم بیدہ قاف سے ہمراہ رکاب حضور کے پردہ دنیا پر آیا تھا عاصی کا نام خواجہ آشوب ہے بالفعل بطریق تجارت شہر
سنجان میں وارد تھا حسب اتفاق شاہزادہ بدیع الزمان سے ملاقات ہوگئی اس شاہزادہ عالی صفات نے ایک عرضداشت مجھے دی ہے اسکے ذریعہ
سے سعادت اندوز آستان دولت کا ہوا ہوں سلطان صاحبقران نے یہ مژدہ تازہ سنکے وہ عرضداشت طلب کرکے ملاحظہ فرمائی اور فرط شادی
سے بہرہ تبسم ہاتے تھے مصرع ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی بعد ازاں خواجہ آشوب کو خلع خلعت کرکے پوچھا کہ خواجہ تم مجھے یہ تو لکھو کہ
یہاں سے شہر سنجان کتنی دور ہے خواجہ نے عرض کی کہ یا امیر اگر سواری کشتی اور جہاز میں جائیے تو کوئی چھ مہینے کا راستہ ہے اور اگر خشکی کی راہ سے
جائیے تو ساٹھ ہزار فرسنگ کا راستہ ہے اور راستہ بہت خراب ہے ایک جنگل بیچ میں پڑتا ہے کہ نام اسکا بیابان جبل القمر مشہور ہے اس بیابان میں کوسوں تک
اول تو پانی نہیں میسر کوئی جھیل کوئی دریا نہیں اور سوا اسکے ہزاروں آفات اور بلیات ہیں ایسی ہیں کہ انسان کا گذر غیر ممکن سکندر ذوالقرنین جیسے
ساتھ دونوں حضرت خضر اور الیاس رہبر اور رہنما تھے اور لقمان جیسا حکیم ارسطاطالیس سا وزیر صاحب تدبیر تھے تین لاکھ سوار سے اس بیابان میں گیا تھا چھ مہینے
کے بعد راہ کو طے کرکے بگی بارہ ہزار سوار سے کہ وہ بھی لب گور تھے اس بیابان سے باہر نکلا تھا باقی سب سوار و پیادہ اور لشکر اور بہیر و بنگاہ سکندر ذوالقرنین
ایسے بادشاہ کا اس بیابان میں ہلاک ہوگیا شعر نقش پاے رفتگان ڈھونڈھے سے نہیں جنکا پتا ممکن کہئی انکو کہاں ڈھونڈھیے
چنانچہ سکندر ذوالقرنین نے اثنائے راہ میں اسکے سات منار تعمیر کیے میں ہزار ہزار فرسنگ پر ایک منار بطور نشان منزل کے بنایا ہے یعنی جب
بلا ہر ایک منار کے پہونچے تو گویا منزل پر پہونچا اور آب و طعام بھی سوائے ان مناروں کے اثنائے راہ میں کہیں بہم نہیں پہونچتا اس باعث سے وہ
راستہ مسدود ہے پھر امیر با توقیر نے خواجہ بزرگ امید اور صدیادول وغیرہ سے پوچھا کہ اب ذرا اپنے علم سے یہ بھی دیکھیے کہ کوئی اب بھی بندہ خدا ہے کہ
جبل القمر ہفت میل کی راہ سے جائے اور شہر سنجان سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لے آئے خواجہ زادوں نے زائچے میں لکھکر قرعہ پھینکا
اور اسکے حرفوں کو مطالعہ کرکے کہا کہ یا امیر با توقیر خدائے عزوجل کی قدرت بہت بڑی ہے ایسے بھی لوگ دنیا میں موجود ہیں کہ آج چاہیں تو ایسے
دو بیابانوں کو طے کرکے بہ عافیت تمام پھر آئیں اور دست مراد عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار بچشم پر شما
کیا اشارہ بزرگ امید اور صدیادول کی طرف کا دیکھکر عمرو نے کہا کہ خواجہ سلامت یہ کیا ہے اور اشارہ مجھ بیچارے کی جانب کیوں ہے یہ فرصت کسی اور کو
تفویض ہو امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای عمرو سبب کیا ہے دوری شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم سے جو کچھ صدمے دل پر ہیں کچھ بیان نہیں کرسکتا شعر
تا بدان مقصد عالی نتوانیم رسید * ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامے چند * عمرو نے کہا ہو جب مجھے سوائے اپنے مطلب کے اور کسی کی جان کی کیا
ہے خدا جانے ان دونوں پر کیا گذرتی ہے ہر روز فاقہ موجود رہتا ہے تنگدستی سے میں عاجز ہوں غیر بیان تک تو حاجت نہیں کرتو پی

بحر و بر جمع و زمیون ہے گیا تو بارہ برس میں اُس صورت سے باہر نکلا تھا اگر کوئی شخص بارہ مہینے میں بیابان ہفت میل کو طے کرکے
پھر آئے تو آپ کیا کیجیے گا گاؤ دنگی گاؤسوار نے کہا کہ اے عمرو سال بھر کا خراج ملک بربر کا میں اُسے اسیوقت دیتا ہوں عمرو نے کہا
کہ اور جو کوئی چھ مہینے میں جائے اور آئے گاؤ دنگی نے کہا تو تین برس کا خراج ملک بربر کا دوں عمرو نے کہا بھلا جو کوئی تین مہینے
میں اُس بیابان کو طے کرکے آئے گاؤ دنگی گاؤسوار نے کہا کہ پانچ برس کا خراج ملک بربر کا میں دیتا ہوں عمرو نے کہا اے
اسرافیل درگاہ لقا زیادہ نہ بڑھتے جاؤ فقط دس سال بھر کے خراج پر تا عمر رہو جو دے بھی سکو تین مہینے بھی جانے دو اگر کوئی چالیس دن
دشت گردی اور صحرانوردی اُس ہفت میل کی کرکے پھر تمھارے پاس آ جائے تو کیا دوگے گاؤ دنگی نے اپنا منہ پیٹ لیا اور داڑھی
کو نوچا انگشتری اپنے ہاتھ سے اُتار کر آگے عمرو کے پھینک دی اور کہنے لگا کہ میں بارہ برس کا خراج ملک بربر کا اسے دوں اے داری
سلطان صاحبقران یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ کل میں سجدہ بزرگ باختر میں اسرافیل درگاہ خداوند لقا مشہور تھا اور آج
یہ حقیقت میری ہو گئی کہ ایک پیادہ یک بیک نفرہ میری ہتک حرمت اور ننگ عزت چاہتا ہے صریح جیسے چاہے ویسے
خدا عزوجاہ لے جایا بیابان ہفت میل صحرائے قدرت خداوند لقا در کنار طے کر جانا عمرو کا میں نے تو کہدیا کہ میری مہر موجود ہے ایک اقرار نامہ
مجھسے لکھوا کے وہ مہر اُس پر ثبت کر لیجیے کہ بارہ برس کا خراج ملک بربر کا بشرط طے کر جانے بیابان جبل القمر کے دینے کو حاضر ہوں عمرو
نے انگشتر بھر گاؤ دنگی کی لے لی اور امیر بالو قیر نے پھر مکرر [illegible] گاؤ دنگی کو منع کیا کہ اے اسرافیل درگاہ لقا تو عمرو سے مباحثہ نہ کر عمرو کا
مقدمہ بہت نازک ہے گاؤ دنگی گاؤسوار نے کہا یا سلطان صاحبقران اب حضور اس مقدمہ میں معاف رکھیں کچھ نظر آ میں یہ
عیاری نہیں ہے بیابان ہفت میل عمرو کو طے کر جانا بابت کیفیت دکھلائے گا عمرو نے بھی کہا کہ حمزہ میں سال بھر کا خراج ملک بربر
کا تجھ سے لوں گا اگر تو گاؤ دنگی کو بہکا کے اور افواء کرکے بے اس شرط سے باز رکھے گا گاؤ دنگی گاؤسوار نے کہا کہ اے عمرو میں سال
بھر کا خراج ملک بربر کا تجھسے لونگا جو تو نہ جائیگا اور یہ کہکے اُسی حالت غیظ و طیش میں ایک اقرار نامہ بدین مضمون کہ اگر عمرو بیابان
جبل القمر ہفت میل کو طے کرکے شہر سنجان میں ہو آئے تو میں سال بھر کا خراج بلا اکراہ و اجبار دوں اور اس امر میں نہ کچھ حجت اور
عذر حیلہ پھر نہ کروں اور اس اقرار نامہ پر اپنی مہر کرکے عمرو سے کہنے لگا کہ بسم اللہ آپ جائیے عمرو نے کہا کہ صریح ابن را کیجیے گو کہ تیرا
لشا سالا گاؤ دنگی گاؤسوار یہ کاغذ تو محض بیکار ہے اگر تم منکر ہو جاؤ یا تجھے مجھے روپیہ وصول ہو تو میں اس کاغذ کو لیے پھرونگا
یا شہر شہر لگاکے چاٹونگا امیر حمزہ صاحبقران اور تمام درگاہ نشینوں کی مہریں گواہیوں کی بھی ثبت ہو جائیں تو کیا مضائقہ ہے یہ اقرار
نامہ تمھارا لوں اور عازم منزل مقصود ہوں گاؤ دنگی گاؤسوار وہ اقرار نامہ لیے جلدی سے مارے غصے کے کانپتا اور تھرتھراتا اور ہونٹ
اپنے چباتا ہوا روبروے امیر بالو قیر کے آیا اور ملتمس ہوا کہ یا سلطان صاحبقران عند اللہ آپ اس کاغذ کو اپنی مہر سے مزین فرمائیں امیر بالو قیر
نے فرمایا کہ دیکھو اسرافیل درگاہ لقا جو کام کرو سمجھ کے کرو مباحثہ اچھا نہیں دور کر جانے دو گاؤ دنگی نے کہا کہ اے سلطان صاحبقران
اب غلام کی اتنی بھی خاطر اور توقیر آپ کو منظور نظر نہیں حضور فقط اپنی گواہی کی مہر اُس پر ثبت فرما دیں بتی آپکو کچھ کام نہیں عند اللہ
میری بات رکھیں صاحبقران دوران نے کہا اے گاؤ دنگی میں تمھاری بہتری کے واسطے ممانعت کرتا تھا تم واسطے کیوں دلاتے ہو
میں مہر کیے دیتا ہوں اب تم جانو یہ فرما کے امیر بالو قیر نے اپنی مہر اُس پر ثبت کر دی بعد اسکے تمام سرداران بارگاہ کی مہریں گواہی کی
اُس اقرار نامہ پر ثبت ہو گئیں گاؤ دنگی نے کہا کہ اب اے عمرو لیکر اپنے پاس رکھو مگر ایک اقرار نامہ تم بھی مجھے لکھدو کہ اگر تم بیابان
جبل القمر میں نہ جا سکو تو میں پھر سال بھر کا خراج تجھسے لونگا عمرو نے کہا بچشم مادوشن بسم اللہ ابھی یہ کہکے عمرو نے بھی ایک اقرار نامہ
اسی مضمون سابق الذکر سے لکھ کر تمام سرداروں کی گواہیاں کرکے کہا کہ اے گاؤ دنگی لو میں نے بھی اقرار نامہ لکھدیا مگر یہ تو فرمائیے
کہ جسوقت میں بیابان جبل القمر کو طے کرکے ملک باختر سے مراجعت کرکے یہاں آؤں اور اسوقت تم بھاگ جاؤ یا حیلہ حوالہ دینے
میں کرو تو موجب رنجش کا ہو اور میرا روپیہ کیسی سی اور جھیدو ریاض کا کام میں چھوڑنے کا نہیں لہذا تمھارا اعتبار تو ہے مجھے مطلق

نہیں کرتے مجھے روپیہ وصول ہو جائیگا اپنا ضامن دو اگر تم بھاگ جاؤ تو مین ۱۰۰ روپیہ سال بھر کے خراج کا اُس سے
وصول کرون گا دُنگی گا دسوار نے کہا کہ مین ملک بربر کا حاکم اور فرمان روا ہون میرا اعتبار تمکو نہین تو مجھسے زیادہ تر معتبر
اور صاحب کون ہوگا عمرو نے کہا حمزہ و بڑا صاحب ہے اور بڑا معتبر مرد متدین میری نظرون مین ہے اگر ضمانت اپنی لکھدے تو کیا مضائقہ
ہے تو معاملہ ہے اسمین پاس و لحاظ مین کسی کا نہین کرتا گاؤ دُنگی گا دسوار نے بخدمت سلطان والا تبار عالی منزلت اگر عرض کی کہ ای
صاحبقران دوران اگر حضور کی نظرون مین غلام کی کچھ آبرو اور معتبری ہو تو امیدوار ہون کہ از راہ بندہ نوازی آپ میری ضمانت
کرو مجھے امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای امیر قبیل مددگا ولا حول ولا قوة استغفار تمہاری آبرو اور عزت و توقیر اور معتبری کا کیا
ذکر ہے مجھے تمہاری ضمانت کر دینے مین کچھ انکار نہین مگر مآل کار کو تم سمجھ دیکھو گاؤ دُنگی نے کہا غلام نے خوب سمجھ لیا ہے آپ ضمانت
غلام کی کردین صاحبقران عالی شان نے فرمایا کہ جو تمہاری خوشی اور یہ کہکے قطعہ ضمانت پر مہر خاص امیر باتوقیر نے لگا کر گاؤ دُنگی کے
حوالہ کیا تب گاؤ دُنگی نے عمرو سے کہا کہ لو صاحب تمہے تو کوئی دقیقہ اپنے اطمینان مین فروگذاشت نہین کیا پھر مین کیون تمہارا لحاظ
کرون اگر تم راہ مین سے پھر آؤ اور بیابان ہفت میل کو منہ کرکے تو تم عیار پیشہ ہو تمہارا مجھے کیا خاک اعتبار ہوگا یہ سنتے مجھے
منا کیا مگر تم بھی اپنا کوئی ضامن سجھے دو عمرو نے کہا اچھی ضامن لو اور یہ کہکے سمت خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران
رستم زمان لندھور بن سعدان دلگیر عمرو نے کہا کہ کیون ہندی تو ہمارا ضامن ہوگا لندھور نے جواب دیا کہ بجان و دل
مین حاضر ہون ایک سال کا خراج ملک بربر کا کیا بلکہ مین دس برس کے خراج کا خواجہ سلامت تمہارا ضامن ہون یہ کہکے
قطعہ ضمانت اپنی مہر سے لکھکر لندھور نے عمرو کے حوالہ کر دیا اور بعد اسکے خواجہ پانچہزار پانچسو چھپن سردارون کے بذریعہ سلطان
صاحبقران اقرار نامہ مہری گاؤ دُنگی مع قطعہ ضمانت عمرو کا اور اقرار نامہ مہری عمرو مع قطعہ ضمانت لندھور گاؤ دُنگی گا دسوار
کو تقسیم ہو بعد اسکے عمرو نے بخدمت سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران عرض کی کہ ای حمزہ واتوکہ کرین جو بدیع الزمان
کی خبر شہر سنجان مین جاکے تجھے لا دون تو مجھے کیا دیگا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ تم نے گاؤ دُنگی گا دسوار سے شرط کی
اور خراج ایک سال ملک بربر کا لیگا اب اس سے زیادہ کیا چاہتا ہے ابھی کیا حرص و ہوس باقی ہے عمرو نے کہا معقول یہ تو جو
مجھے جلد اطلاع کر دی مجھے کیا یہ شعور نہین ہے کہ واسطے اطمینان خاطر اور معقول کرنے گاؤ دُنگی کے اور ثبوت دعوی شرط اور اپنی
حقیقت کے ایسا ایک سردار کو جیسے گاؤ دُنگی گا دسوار اور تمام رؤسائے ملک بربر پہچانتے ہونگے گرجاب کے ملک سے
بیہوش کرکے پکڑ لاؤنگا اور شاہ اپنے حال کا اُسے قرار دیکے روپیہ جو گاؤ دُنگی سے بموجب شرط اور اقرار گاؤ دُنگی سے وصول ہوگا تو تیری
ضمانت ہے مجھسے دونگا مجھے بدیع الزمان اور قاسم کی خبر دینے سے کیا غرض اور مطلب ہے امیر عالی مقام یہ کلام عمرو کا سنکے بے
ساختہ ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خبردار ای عمرو ایسی حرکت نکرنا اور جو تجھے احتیاج ہو اور تو مجھ مین دینے کو انکار نہین کرنے موجود ہے
عمرو نے کہا استغفر اللہ حمزہ مین نے کبھی کچھ تجھسے نہین مانگا ہے اور مین جب مانگون اور تو دے تو پھر لطف کیا رہا حاشا یہ وضع میری
نہین ہے کہ مضمون اس شعر کے شعر عرض مطلب ہے ارباب قناعت کو گزند صورت تخاریان لب پر آ حرف دعا سلطان والا قدر عالی منزلت
نے تبسم فرما کے شاہ صفا خزانچی کو اشارہ کیا کہ پانچ تھیلیان زر سرخ کی بطریق زاد راہ عمرو کو دو چنانچہ شاہ صفی نے باواز بلند کہا کہ
لو خواجہ اب تو خوش ہوئے سرکار سے پانچہزار اشرفیان تمہاری راہ کے خرچ کو مرحمت ہوئین مین عمرو دین تحسین کل گیتی و جہان لا
ثانی ہے سب ہی حمد و ثنا کرنے لگے مین بھی اور یہ کہتا ہوں اشعار کہ کف جود سے تیرے ابر گوہر افشان کی

صدف نے برسے منہ کھول کر گہر ...
ستانہ گوش فلک نے کوئی ترے مانند
تری جناب مین شاہا عروس دہر ہے

ترے کرم نے دیے بے سوال حاجت مند
مدام تا کہ عروسان ماہ و انجم کی
الٰہی تو ہی ہو اقلیم صنع کا خداوند

مناسبت نہ رہے طبع تند تیغ پسند
نہ چشم مہر نے دیکھا ترا کوئی ثانی
ہو بارگاہ لب بام آسمان بلند
رہے یہ تو رہے اشرفوں سے مجھی مدد ...

گئے اور [illegible] سفر میں [illegible] واسیان امیر بانوقرنے حکم دیا کہ آج بارگاہ سلیمانی کوہ بربر پر لیجا کے استادہ کرو اور جتنے شاہ
شہریار ہے بارگاہ نشین ہیں سب وہیں چل کے جمع ہوں ہم وہاں سے عمرو کو رخصت کرینگے کس لیے کہ کوہ بربر سے بیابان جبل القمر
نزدیک ہے اور وہاں تک [illegible] تمام کیفیت زنگون کی معلوم ہوتی ہے چنانچہ حسب حکم معظم سلطان عالی مقام کے نیل
[illegible] عمرو معدی کرب پہلوان عادی نے بارگاہ سلیمانی کو لیجاکے کوہ بربر پر استادہ کر دیا اور امیر
بانوقرنے بعد [illegible] اپنی بارگاہ میں جاکے آرام فرمایا سوتے سوتے کوئی دوپہر پہلے یا دو گھڑی شب کی
باقی ہوگی کہ [illegible] صاحبقران دوران کی آنکھ کھل گئی اور بخیال مآل اندیشی کہ عمرو اسیا دلسوز جان نثار یار غمگسار تنہا
اس سفر سے آفت [illegible] بیابان جبل القمر میں کیونکر تنہا جاوے خدانخواستہ کوئی پیچ پڑجاوے یا کسی بلا میں مبتلا ہو کے ایسا دوا
[illegible] تمام زندگی خاک ہو اور [illegible] عمرو [illegible] کہنا اور [illegible] گا نہیں بس مقرون مصلحت
[illegible] سال بھر کا خراج ملک بربر کا عمرو کو دے کے وہاں کے سفر سے روک لیجیے اور سال بھر کا خراج باقی
شرط [illegible] گاؤ لنگی [illegible] صادق القول تھا اور کاذب نہیں ہو واقعی یہ بیابان ایسا ہی ہوگا تم دونوں دریائی
[illegible] خود تجویز کر کے فرمایا عمرو کو ذرا طلب کرو اور حسب حکم چوبدار نے جاکے عمرو کے خیمہ میں
[illegible] دیکھا سامنے سے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار دیو جامہ گلے میں پہنے
[illegible] کیے قطرے [illegible] باقی باندھے حلقہ کمند عیاری اور حقہ آتش بازی ہاتھ میں
[illegible] حمائل تو بڑہ پتھروں کا پشت پر [illegible] تھے پر لگا ہوا زنگ گنگا جمنی پانوں میں [illegible]
ہوا امیر بانوقر [illegible] عمرو خدا حافظ میں نے تجھے حوالہ خدائے کریم کیا اب میں رخصت ہوتا ہوں جو کچھ
کہ جرم و خطا مجھ سے سرزد ہوئے ہوں امیدوار ہوں کہ مجھے معاف فرمانا اور میرے اہل و عیال کی پرورش سے غافل نہ رہنا سلطان
عالی مقام نے یہ کلام سنکے فرمایا کہ خواجہ اچھا جو ابھی تو یہ بات پچھلی باقی ہے آخر تو جاتے ہو دو چار باتیں ہم سے تو کر لو یہ کہکے
صاحبقران دوران نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا کہ خواجہ سلامت تمہارے بیابان ہفت میل طے کر آنے
اور اس راہ سے شہر سنجان کے جانے میں کوئی شک اور شبہ نہیں رہا مجھے بفضل خدائے عزوجل یقین کلی ہوگیا کہ تم بے شبہ اسی راہ سے
جاکے شہزادہ بدیع الزمان کی خبر لاؤگے اور بیشک تم گاؤ لنگی گاؤسوار سے جیت چکے مگر اب میری خوشی یہ ہے کہ تم سال بھر
کا خراج ملک بربر کا مجھ سے لو اور اس بیابان ہفت میل کی طرف جانے کا قصد نہ کرو اور اگر تمکو یہ خیال ہو کہ گاؤ لنگی کچھ خرخشہ
اور مباحثہ میرے نہ جانے سے کریگا تو اسلیے میں نے یہ تجویز کی ہے کہ سال بھر کا خراج ملک بربر کا گاؤ لنگی کو بھی میں حوالہ کر دونگا مجھے
تمکو نہ گاؤ لنگی سے مواخذہ نہ بیابان جبل القمر کے جانے سے سروکار رہیگا گاؤ لنگی سے تمہے کچھ مطالبہ اور نہ ملک سنجان اور باختر
میں اس بیابان کی راہ سے جانے اور [illegible] رہنے سے غرض اور واسطہ ہے عمرو نے کہا اے حمزہ میں ہر چند کہ دنیا کا حریص اور طماع ہوں
لیکن توبہ استغفار یہ گمان تیرا غلط ہے کہ میں طمع خراج ملک بربر سے آمادہ سفر ہوں قسم ہے تیری جان عزیز کی اور قسم ہے اسی خالق کون
و مکان کی کہ جو میں نے زبان سے اقرار کیا اب اسمیں سر مو فرق نہو گا تا وقتیکہ اس بیابان جبل القمر کی سیر کر کے شاہزادہ بدیع الزمان کی
خبر ملک سنجان سے نہ لاؤں اب ایک دم یہاں رہنا اور کھانا پینا مجھ پر حرام مطلق ہے ایک سال کا نہیں اگر تو دس برس کا خراج
ملک بربر کا مجھے دیگا تب بھی [illegible] یہاں [illegible] میں [illegible] کا بس اب مجھے چھوڑ دے اور بخوشی رخصت کر کہ میری منزل کھوٹی ہوتی ہے
امیر بانوقر نے فرمایا کہ عمرو میں تجھے جانے نہیں دونگا ہزار تو حیلہ شرعی اور دلائل و براہین سے تقریر کو طول دے میں ہرگز نہ جانے دونگا
اس عرصہ میں اور سب شاہ و شہریار [illegible] خسرو بادشاہ ہندوستان اور مالک اژدر صاحب نیزہ و دسر اور بہرام گرد بن خاقان
چین اور فرامرز [illegible] مغربی اور [illegible] وغیرہ [illegible] حضور سلطان صاحبقران آگئے اور یہ مباحثہ تھا میں امیر بانوقر اور عمرو کے

گر دن اور شام کو رخصت ہوکے راہ منزل مقصود کی لی شب آہنگ اختر شناس کے بنگلے کے قریب گیا تو دیکھا کہ
پردے پڑے ہیں عمرو نے پکار کے کہا کہ اے شب آہنگ اختر شناس کیا آپ نماز سے فارغ ہوکے وظیفہ پڑھتے ہیں
کچھ جواب نہ پایا تب عمرو نے پردہ اٹھا کے جو دیکھا تو درویش حلق ہیں اور شب آہنگ ایک بوریے پر چادر سفید منھ پر ڈالے
غافل پڑا سوتا ہے عمرو اندرون بنگلہ گیا تو دیکھا کہ کئی کورے کورے گھڑے پانی سے بھرے رکھے ہیں اور کچھ روئی تھوڑا سا
کافور ایک پڑیا میں لپٹا ہوا رکھا ہے اور ایک قبر لحدی ہوئی تھی اسکے برابر قبر کے دوسرے میں ایک کفن سیا ہوا برابر
بوریے کے پڑا ہے یہ رنگ وہاں کا دیکھ کر نہایت پریشان اور متوحش ہوا اور شب آہنگ اختر شناس کو ہاتھ پکڑ کے
جگانے لگا تو یہ معلوم ہوا کہ شب آہنگ اختر شناس قالب بیجان محض مردہ پڑا ہے عمرو نے اپنا منھ پیٹ لیا اور نہایت رنجیدہ
اور مغموم اپنے جی میں کہتا تھا کہ یہ شخص مرد مسلمان تھا شاید اس نے اسیواسطے شب کو رخصت نہیں کیا اپنی میت کے دفن
اور کفن کرنے اور گاڑنے اور نماز میت پڑھنے کو اپنے پاس رکھ لیا تھا فقیر شب آمد و بخت آمد ناچار شب آہنگ اختر شناس
کو بطریق اہل اسلام اور حسب الاحکام شریعت غسل دیکر کفنایا اور اُس قبر میں دفن کرکے نماز میت پڑھی بعد ازاں وہ پردے اور فرش
فروش اور جو کچھ وہاں تھی سب عمرو نے لیکے نذر زنبیل کی اور اپنے دل میں یہ سوچے کہ یہ شخص شب آہنگ اختر شناس
سالہا سے دریا کے بیچ رہتا تھا یہاں یہ نچیت اور پردے اور اسباب اور سامان ظاہری اسکا تھا آخر کچھ نقدی بھی ہوگی مگر
کہیں دفینہ کرکے رکھا ہوگا چار طرف خوب ڈھونڈھ کر اور جابجا زمین کو کھود کر دیکھا کہیں ایک پیسہ بھی نقد نہ ملا تب ناچار عاجز
ہوکے بڑا اچھا کہتا ہوا زبان سے کیا مقدس صورت سلیم الطبع کریم الوضع عارف اللہ بزرگ اور زاہد شب آہنگ
اختر شناس تھا انہوں تو جانتا تھا کہ صبح کو میں مر جاؤنگا عمرو مرد مسلمان ہے اسکو کچھ تدبیر ہے اسطے اپنے کفن دفن کے
آج شب کو اپنے پاس رکھوں جانے ندوں یہ خیال نہ آیا کہ آخر وہ بھی مرد مسلمان ہے اس درجہ مشقت اور ریاضت میری
میت اور غسل دینے کفنانے دفنانے میں جو کریگا کچھ اسکے لیے تلافی اس خدمت کی بطور اجرت کے تجویز کر جاؤں تو اسکی
روح کو ثواب حاصل ہو سو کچھ بھی نہیں واہ واہ غرض یہ شکوہ و شکایت کرتے اسی قبر پر گلیم عیاری بچھا کے سو رہا خواب
میں عمرو نے دیکھا کہ شب آہنگ اختر شناس اسیطرح فقط لنگی کمر روے کی باندھے تسبیح ہزار دانہ ہاتھ میں لیے سرہانے کھڑا
مسکرا رہا ہے اور کہتا ہے کہ خواجہ جالت فقیر کے پاس سوائے دعا کے اور کیا ہے جو آپ کی تواضع کرے اندر اس باغ کے دست چپ
کو ایک تہ خانہ ہے اُس تہ خانہ میں ایک طاق پر ایک قلماخن اور تین پتھر رکھے ہیں وہ میں نے تمکو نذر دیے ان
پتھروں کا یہ خواص اور معجزہ ہے کہ اگر ایک چیونٹی پر ماریئے تو تاثیر کریگا اور جو فیل مست پر یا کسی پہاڑ پر ماریے تو بھی وہ پتھر اپنا کام
کر جائیگا اور پھر بدستور جہان سے اٹھا لیکے حد بہ کروگے وہیں پر موجود ہوگا کبھی پاس سے گم نہو گا یہ خواب دیکھنے کے ساتھ عمرو کی
آنکھ کھل گئی اور گھبرا کے اس تہ خانہ میں جو گیا تو واقعی ایک طاق پر تین پتھر اور ایک قلماخن دیکھے دیکھا عمرو نے
اٹھا لیے اور یہ کہتا ہوا کہ مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ٭ خیر اس فقیر سے جو کچھ ملگیا قسمت ہے ورنہ مصرع زر ز دست
مفلس بخیل آید بیرون ٭ اس شخص سے مجھے ملنا کیا تھا دن تو وہاں بسر کیا جب وقت شام کا ہوا شاہ عیاران عیار عمرو
بن امیہ نامدار انھیں ستاروں کو خوب سا پہچان کر انھیں کے مابین میں جستجو کرتا روانہ ہوا دو چھاگلیں پانی کی عمرو کے
پاس تھیں ایک کا پانی تو خرچ ہو چکا تھا ایک میں باقی تھا جبکہ برابر دوسرے میل کے پہونچا تو اُس نے دیکھا کہ برابر میل کے
ایک تالاب ہے کہ آب ہے لیکن اُسمیں لوکھاتے درختوں کے اور خس و خاشاک اور کھالیں جانوروں کی بہت سی پڑی
ہوئی ہیں اور ایک درخت چنار کا بہت بڑا کنارے پر تالاب کے ہے عمرو نے اس تالاب کو دیکھ کر خوشی خوشی ایک چھاگل
جس میں پانی بھرا تھا درخت میں باندھ کر لٹکا دی اور دوسری چھاگل خالی لیکر تالاب پر پانی بھرنے کو گیا تو اُس نے دیکھا کہ پانی تالاب

نے کہا یہ سب محض واہیات کہاں ہر جو مشیت پروردگار ہو گی وہی ہو گا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا اور زنبیل میں سے کچھ نان
کباب اور شیرینی نکال کے کھائی اور باقی جو بچا اُسے دسترخوان میں لپیٹ کر سرہانے رکھ لیا اور سو رہا کوئی چار گھڑی دن
چڑھا ہوگا کہ عمرو کی آنکھ کھلی اور اُسنے دیکھا کہ گدھے کے برابر چیونٹے کھا گئے سرہانے اور گرد بیچ روڑنگ پھیلے ہیں عمرو
نہایت سراسیمہ اور بدحواس ہو کر اُٹھا اور بہت سا بُرا بھلا اُس بیابان ہفت میل کو کہتا ہوا کہ لعنت ہو اس کمبخت جنگل پر جہاں
کہیں دو پیسے کی آدمی کا سامان یا نہ ہے طاق آسایش و راحت بھی دم بھر نہیں ملتی زندگی شاق ہو گئی عجیب و غریب آفات اور
بلیات کا سامنا ہوتا جاتا ہے مگر شعر کیا وہ خوبی کام آگئی ہاتھوں سے اُسکے بچ گیا چیونٹے ہزاروں بات کو ڈھونڈھا کیے پر یون
مجھے وہ لیجا سکے جھلاکے وہی گو ٹھین اور وہی ٹیون پھر شب آہنگ ختم شناس کے زنبیل سے نکال کر نشاستہ تاک تاک کر مارنے شروع
کیے اور دو پہر ڈھائی پہر کامل پھر مار مار کے کچھ ہی چیونٹے مار ڈالے کہ چاروں طرف آدھ آدھ کوس تک چیونٹوں کے انبار لگ گئے
مگر کسی طرح سے آمد چیونٹون کی کم نہیں ہوتی تھی اب عمرو کا ہاتھ شل ہو گیا اور نہایت تنگ ہو کے بیابان جبل القمر ہفت میل پر
ہزار ہزار لعنت اور نفرین کرتا جاتا تھا کہ دیکھا دن کوئی پہر ڈیڑھ گھڑی باقی رہ گیا تھا اور وہ چیونٹے بھی اب کم ہوتے جاتے تھے
مارے خدا خدا کرکے آفتاب غروب ہوا اور وقت شام کا ہوا عمرو جھٹ پٹ گٹھری پیٹھ باندھ کے کھڑا ہوا اور انھیں ستاروں کے
سایہ میں قطع منازل اور طے مراحل کرتا ہوا جب کوئی پہر رات بھی باقی رہی تو میل چہارم کے قریب پہونچا اور وہان بھی یہی
لکھا دیکھا کہ اے شخص اگر تو شاید اپنی واژونی طالع اور گردش لیل و نہار سے یہان تک پہونچ گیا ہو تو اب بھی بہتر ہی تیرے
حق میں کہ یہانسے پھر جا ورنہ آگے کو قدم اپنا نہ بڑھا ورنہ بلاے صد گونہ میں مبتلا ہو کر بہزار حسرت اور ناکامی جان سے جائیگا اور
پھر اپنا آباد تنگ گور میں بھی کف افسوس ملیگا اور کچھ مطلب نہ بر آئیگا عمرو نے کہا سب واہیات ہے خدا سے بزرگ است
یہ کہکر وہین زیر میل گلیم عیاری بچھا کے بیٹھ گیا اور دم لینے لگا حسب اتفاق آج شب چاردہم ہے تو چاندنی کوسون تک
چھٹکی ہوئی پڑ شعر زمین نور کی آسمان نور کا، جدھر دیکھیے ہے سماں نور کا، عمرو شب ماہ کی فضا دیکھتے دیکھتے سو گیا اور کوئی
چار گھڑی دن چڑھے سو کے جو اٹھا تو اُسنے دیکھا کہ سامنے چند قدم پر ایک مختصر سا باغیچہ کسی کا ہے اندر سے درخت کیلون
کے لہراتے ہوے اور منڈیرون پر دیوار سے نکلے ہیں طاؤس پھر رہے ہیں اور دروازہ اُسکا باہر سے مقفل ہے عمرو نے کہا
اس باغیچہ میں چلیے سیر کرنے اور کچھ نہیں ہو تو تماشا کرکے پہر ڈیڑھ گھڑی سو رہون تو پھر آگے چلون یہ کہکر عمرو وہانسے اُٹھا
اور اُس دروازہ کے قفل کو کھولکر اندر گیا تو دیکھا صحن میں ہزاروں درختان پر ثمر اور نہالان بارور اور ہر چمن میں گلہاے بوقلمون
کے ہیں اور مہندی اور گرد اُس کی ٹٹیان بہت پُر تکلف گڑی ہوئی ہیں بیچ ٹٹیون پر داب بیل بنا ہوا ہے اور شمال رو پھر ایک مختصر
سی بارہ دری اور سفیدی معقول پھری ہوئی چھت پر دے بہت پُر تکلف فرش نفیس اور پاکیزہ گسترده کہین انبار اشرفیون
کا کہین ڈھیر ہان روپیون کی کہین دانہاے گوہر شب چراغ اور یاقوت اور زمرد اور پکھراج اور نیلم اور فیروزہ وغیرہ
جواہرات بیش بہا اور نایاب پڑا ہے ایک جا پر چند خوان کھانے کے لگا تحفہ تحفہ اقسام اقسام طرح طرح کی نعمتون میں
پیالون میں طشتریون میں بھرا ہوا خوانپوش اُس پر ڈھکے ہوے توسے پوش تامی کے پڑے ہیں ایک پلنگ سونے کا بہت
پُر تکلف اور نفیس بیچ بند کھنچے ہوے تکیے بہت نرم نرم لگے ہوے ایک صحنچی میں بچھا ہے عمرو یہ سامان وہانکا دیکھ کر وجد
کر گیا اور سجدات شکر کے اپنے دلمین کہنے لگا کہ یہ نعمت غیر مترقب جناب احدیت نے اپنی قدرت کاملہ سے مجھے عطا کی
مصرع، ذوق راه روزی رسان پر میدہ ہوا ورنہ کہان یہ کمبخت نجس ناپاک بیابان جبل القمر اور کہان یہ دولت عظمی غرض
پہلے تو عمرو نے دسترخوان بچھا کے خوب شکم سیر ہو کے کھانا کھایا بعد اسکے یہ سوچنے لگا کہ پہلے جو شخص کہ مالک اس گھر کا
اور اس اسباب کا ہو اُس سے فیصلہ کر لون تو اس نقد و جنس و مال و اسباب کو زنبیل کرون یہ خیال کرکے پلنگ پر

جاکے سو رہا سوتے سوتے ایکمرتبہ ایک آواز عمرو کے گوش زد ہوئی کہ کوئی شخص باہر سے پکار پکار کہتا ہی کہ اے شخص تو کون ہی
جو میرے گھر مین گھس آیا اور دروازہ اندر سے بند کر لیا اور مین بڑی دیر سے پکار رہا ہون جواب نہین دیتا ہی عمرو نے دل مین
کہا کہ یہ کوئی وارث بیابان کا پیدا ہوا اب چلون اس سے گفتگو کرون اور دیکھون کہ یہ شخص اپنی حقیقت اور ملکیت اس
مال واسباب پر کن دلائل اور براہین سے ثابت کرتا ہی آخر جو گھر کا مالک ہوگا اور یہ نقد وجنس اسکا ہوگا تو اور بھی کوئی
گواہ شاہد اسبات کا ہوگا یا نہوگا غرض یہ کہکے عمرو دروازے کے قریب آیا اور اندر سے جواب دیا کہ اے تو کون ہی جو بے واسطہ
بے جہت شور وغل کر کے مجھے بدخواب کرتا ہی اور مجھے آرام کرنے نہین دیتا باہر سے اُسنے کہا کہ جی تو کیا کہتا ہی مین تو نجم الدین
غول اسکا مالک ہون مین نے اس مکانمین درختان باردہ سایہ گستر بوئے اور نخل گل لگائے ہین اور سامان
ایک بارہ دری تیری جہت پر روے لگائے فرش شیشہ کیا جواہرات اشرفی روپیہ مین نے لا کے رکھی ہی تو کہان سے
پیدا ہوا ہی ذرا نام تو اپنا مجھے بتلا عمرو نے کہا کہ تو عجب احمق ہی اور مجنون دیوانہ جیسا معلوم ہوتا ہی شاید کچھ نشہ پیکے آیا ہی بکی بک
کر رہا ہی یہ مکان میرا ہی اور مین نے اسمین وہ جو تو بیان کر گیا ہی سب سامان مہیا کیا ہی میرا نام شمس الدین غول ہی اُس
غول نے باہر سے کہا کہ تیری پہچان کیا ہی تو اپنا کچھ پتا سراغ مجھے دے تا مین جانون اور معقول ہون کہ مین راہ بھول
گیا یہ امکان یہ نہین ہی یہ کسی اور کا مکان ہی عمرو نے کہا تو بھی کچھ اپنا نشان مجھے دے تا مین جانچ لون مین خجل اور منفعل
ہون اور اپنا گھر تیرے واسطے چھوڑ کر کہین بیابان اور جگہ چلا جاؤن نجم الدین غول نے کہا کہ میرے سر مین ایک بال بہت
بڑا ہی عمرو نے کہا تو یہ گھر تیرا نہین یہ مکان میرا ہی کس لیے کہ میرے سر مین بھی ایک بال بہت بڑا ہی اگر تیرے سر کا بال میرے سر کے
بال سے زیادہ ہو تو البتہ مجھے یقین آئے کہ ہان تو سچ کہتا ہی اُس غول نے کہا ذرا تو اپنا بال میرے سر کے بال کے برابر کہا اگر میرا
بال تیرے بال سے بڑا نکلے تو پھر تو کیا کہیگا عمرو نے کہا اچھا میرا بال اور اپنا بال مجھے دے کہ میرے اور تیرے بھی فیصلہ ہو جائے
چنانچہ عمرو نے تو کمند اصفہانی بافتہ کو جھنڈے سے کہ لتے چاہے بال کے برابر بتلائے اور چاہے کر آسے کمند کو اسنے زنبیل
سے نکال کے غول کے ہاتھ مین سرا اُسکا دیا اور اُسکے سر کا بال اپنے ہاتھ سے لیکے کہا اے اب تو ناپ لے اس مردود غول
کا بال کیا بلا تھا جو کمند کی برابری کر سکتا کمند کو عمرو چاہے تو معجزہ طلب کرکے ہزاروں گز کا کرے غرض وہ نجم الدین غول
قائل ہو کر کہنے لگا کہ ایکبال پر کیا خاتمہ ہو گیا ابھی تو میرے کئی نشان اس مکان کی ملکیت اور وارثی کے ہین ذرا تو اندر دروازہ
کے بیٹھکر میرے ساتھ پیشاب تو کر جو زیادہ کرے وہ مالک اس گھر کا ہو عمرو نے کہا بہت خوب بس اتنا سنتے نجم الدین غول
غیظ وطیش مین بیٹھکر پیشاب کرنے لگا عمرو نے بھی مشکیزہ حضرت خضر علیہ السلام زنبیل سے نکال کے دہانہ اُسکا کھول یا
پانی جاری ہو گیا نجم الدین غول تو کوئی چار گھڑی اتنا سے درجہ پیشاب کرکے ٹھہر گیا عمرو نے جو مشکیزہ خضر کا منہ کھول
دیا تو دم بھر مین ایک نہر پانی کی جاری ہوئی اور اُس صحرا مین آدھا آدھ کوس تک صحرا تو پانی ہو گیا جب غول نے
یہ طغیانی پانی کی دیکھی نہایت خائف اور لرزان ہوکے بولا کہ بس بس اے شمس الدین غول اب تماشا کرنا موقوف کر ابھی
ایک پہچان اور نشان میری حقیقت کا اس مکان پر اور بھی ہی اگر اسمین تو زیادہ ہوگا تو البتہ مجھے یقین ہوگا کہ واقعی تو ہی
اس مکان کا مالک ہی مین اپنا مکان بھول گیا عمرو نے کہا وہ کیا ہی نجم الدین غول نے کہا کہ جو گوز ایسا مارے کہ کوس
بھر تک آواز اُسکی جائے عمرو نے کہا کیا مضائقہ ہی تو پاد تو مجھے یقین ہو اور مین جانون کہ تو سچ کہتا ہی اور کوس بھر تک تیرے
گوز کی آواز جاتی ہی جو اسکے مین تجھے معقول کرونگا اُس نجم الدین غول نے ایک گوز مارا کہ کوس بھر تک اُسکی آواز
گئی عمرو نے سفید مہرہ زنبیل سے نکال کے بجایا کہ آواز اُسکی سات فرسنگ تک جاتی تھی نجم الدین غول آواز مہرہ
کی سنکے گھبرا گیا اور مارے ڈر کے یہ کہتا ہوا کہ اے شمس الدین غول تو سچا ہی اور مین مجنون تھا معلوم ہو کہ یہ مکان تیرا ہی

ایک میل باقی ہو لیکن بس اب تیرے واسطے کوئی جا خوف وخطر کی نہین تو باطمینان تمام اپنی منزل مقصود کی راہ پر چلا جا
عمرو نے کہا کہ جہان خوف وخطر تھا وہان میرا کسی نے کیا کر لیا یہ بھی واسطے احمقون کے ڈرانے کے کسی نے یہ چار فقرے
استادانہ ہر میل پر لکھ دیئے ہین غرضیکہ عمرو اُسی میل کے پاس اپنی گلیم عیاری بچھا کے بیٹھ گیا اور ساعت بھر دم لیکے پھر
سوچا کہ رات کو تو مین نے ان ستارون کو خوب سا اپنے ذہن مین غور کر کے دیکھ لیا کہ یہی طور نکلا تا دم سحر چلتا ہو اور روز راہ مین
ہے مین اسی راہ پر چلا یا تیغ تک مہر و کا زرد نہین دیکھا پھر رات کا انتظار کرنا کیا ضرور ہی راہ پر سیدھا چلا چلون اپنی منزل
کھوٹی کیون کرون غرض یہ سوچ کر پھر وہان سے اٹھا اور اُسی راہ راست پر کہ عمرو کی نظر وہین چڑھی ہوئی تھی چلا راہ کو طی
کرتے کرتے وقت شام ساتوین میل پر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ اُس میل پر کندہ ہو کہ زہے جرأت اور خوشا قسمت تیری ای شخص مسافر
تو طالع سکندری رکھتا ہی جو بیابان تمام بیابان ہفت میل کو طی کر کے پہونچا اب کوئی خطرہ راہ اور کسی طرح کا کھٹکا آگے
نہین ہو بے خوف وخطر سجدات شکر ایزدی کرتا ہوا جہان جی چاہے چلا جا عمرو نے کہا شکر ہی خدائے عزوجل خالق بزرگ
کہ اس صحرائے وحشت زا سے مین بعافیت تمام نکل آیا اب کوئی پہر ڈیڑھ گھڑی اسی مقام پر آرام کر لون تو پھر آگے کو
چلون یہ سوچ کے ساتوین میل کے تلے بستر استراحت کے بچھا کے کچھ زنبیل مین سے کچھ اور روٹیان نکالین وہ کھائین اور ایک چشمہ آب پر
جاکے پانی پیا اور سو رہا جب کہ آدھی رات کا عمل ہوا اُسوقت عمرو اپنی گٹھری باندھ کے ایک سمت راہ پکڑ کے روانہ ہوا اور
چند دوا دوش لیا جسوقت کہ اشعار لگے ہونے نظر و لتنے تاری سنان ؛ چھپا نور مین جادہ کہکشان ؛ رخ شمع مائل بزردی
ہوا ؛ لباس فلک لاجوردی ہوا ؛ مسیحا نفس تھی نسیم وزان ؛ اٹھے لوگ ہے کے انگڑائیان ؛ لیئے گریبان سحر چاک
ہوا اور شاہ زرین کلاہ آفتاب خلوتخانہ مغرب سے نکلکر تخت نیلگون سپہر پر جلوہ آرائے عالم ہوا عمرو نے دور سے دیکھا کہ ایک
شہر دکھلائی دیتا ہو اور اُسکے گانون گراؤن قصبے پورے چپ و راست معلوم ہوتے ہین کچھ مسافر راہ گیر بھی ملنے لگے تھوڑی
دور آگے جا کے اب جو دیکھا تو دروازہ شہر پناہ کا کھلا ہوا ہو اور خلق اللہ آیندہ روند اُسمین سے آتے جاتے ہین عمرو
بسم اللہ کہکر اندرون شہر داخل ہوا تو شہر بہت بڑا اور پر فضا خلقت انبوہ در انبوہ سکان شہر گروہ گروہ چوپڑ کا بازار پختہ
بنا ہوا چاندنی چوک اُردو بازار جوہری بازار کشمیری بازار اعلیٰ بازار چینی بازار خاص بازار صراف بزاز سب کھلا
ہوا دکاندار بھی آتے جاتے ہین اور دُکانین کچھ کھل چکی کچھ کھلتی جاتی ہین غرض عمرو سیر کرتا ہوا جسوقت چاندنی
چوک مین پہونچا تو دست راست کرا ننے ایک دکان بہت پُرتکلف سجی ہوئی دیکھی اور اُسمین دیکھا کہ ایک
درزی بچہ شروع کا پائجامہ پانون مین اور انگرکھا ململ کا گریبان مین سیاہ فیتہ لگا ہوا بہت ٹھیک ٹھاک سیا
ہوا گلے مین پہنے ٹوپی درودوزی بہت بھاری سر پر رکھے دونون بازوؤن پر جوڑی نورتن کی باندھے برس
سترہ اٹھارہ ایک کا سن وسال سراپا حسن وجمال بہت چست و چالاک ایک سوزنی بہت نفیس اور پاکیزہ بچھائے
بیٹھا ہو اور گردو پیش اُسکے دس بارہ اور درزی پیر و جوان بیٹھے کپڑے سی رہے ہین عمرو نے اُس درزی بچہ کی
آنکھ گرما گرم اور چتون بہت چالاک دیکھ کر اپنے جی مین کہا کہ ای عمرو یہ شخص تو درزی بچہ نہین ثابت ہوتا ہی یہ کوئی عیار
پیشہ ہی لا واسکی تحقیق کرتے چلیے یہ کہکے عمرو نے زنبیل پر ہاتھ مار کے مجرہ طلب کیا اور کہا بابا آدم سر دست میری
مین رنگ روغن عیاری کا متے دیر لگ جا گی لہذا امیدوار ہون کہ میری صورت ایک جیتا آزاد فقیر کی ہو جائے ساتھ
اتنا کہنے کے عمرو بصورت آزاد بن گیا اور اُس دُکان پر سامنے اس درزی بچے کے آکے صدا دی کہ عشق اللہ کیون
بابا نام معبود بھی چہ فقیرون سے واحد شاہد ہوتا ہی اُس درزی بچہ نے عمرو کو جو دیکھا بے ساختہ تُہمر سے اُٹھا اور یہ
کہتا ہوا کہ یا حضرت آئیے آئیے دوڑ کر قدمون سے عمرو کے لپٹ گیا اور بڑی گرمجوشی اور تعظیم و تکریم سے عمرو کو بچا کے اندر دُک

دکان اُسی سوزنی پر بٹھایا اور جھٹ پٹ پانی گرم کر اُسکے منہ ہاتھ پانوں شاہ صاحب کے دھلوائے بعد ازان پوچھنے لگا کہ یا حضرت
کہان سے آنیکا اتفاق ہوا عمرو نے جواب دیکر بابا فقیر سیاح جہان گرد ہی آتا جاتا تو اس سرائے فانی مین لگا ہی رہتا
ہی قطعہ از گلشن دہر ہر کہ آمد شد ہمہ ٭ بلقیس فنا شود ارو پادر ہمہ ٭ امروز ضعد اسے ہر کہ خواہی بشنو ٭ فردا ست کہ نشنوی
صدائے خود ہمہ ٭ یہ کہکے جھولی مین سے کچھ ٹکڑے گدائی کے نکال کے اُس درزی بچے سے کہا کیون بابا یہ کچھ تو ذرا
فقیر کا ہی جی چاہے تو حضر ہو نوش کر اُس نے کہا بہت اچھی راہ اور خوش طالع میرے یہ ٹکڑا کہان میسر آتا ہی یہ تو تبرک الہٰی ہی
یہ کہکے دو چار ٹکڑے اس درزی بچے نے بھی کہالئے اور کچھ شاہ صاحب نے کھائے اور پانی پیکر منہ ہاتھ دھویا جب کہانیکے
کہا کیون بابا ہمین ایسی جگہ بھی ہو کہ تیرے یہان شب کو ذرا ہم سو رہین درزی بچے نے کہا یا حضرت بسم اللہ آپ آرام فرمائین
وہ کوٹھری مین پلنگڑی لگی ہوئی ہے عمرو نے کہا تو بابا ایک کام کر کہ فقیر کا معمول یہ ہی کہ اگر جاگتا ہو تو کچھ اُٹھنے جو سوتا نہین
اور اگر سوتا ہو تو کچھ چھو نہینے تک سویا ہی کرتا ہو جانتے کا ذکر کیا وہ درزی بچہ یہ حال شاہ صاحب کا سنکے کہنے لگا کہ حضرت
آپکی جو بات ہو خالی از بات نہین کیا اندیشہ ہی آپکا جب تک جی چاہے آرام کیجیگا غرض عمرو اندر کوٹھری کے جا کے اُس پلنگڑی
پر تھوڑی دیر تب سے پڑ رہا پڑے پڑے جب کہ شام کا وقت ہوا تو سب درزی اُٹھ اُٹھ اپنے گھرون کو گئے اور کٹھریان کپڑون کی باندھ
باندھ کے دو دو اُٹھ گئین اب فقط وہ درزی بچہ اکیلا بیٹھا ہی اور ایک شاگرد اُسکا چراغ جلا کے رہ گیا ہی باقی اب سوائے اُس درزی
بچے کے کوئی وہان نہین اسی عرصہ مین گھڑی دو ایک رات آگئی کہ ایکبارگی عمرو نے کوٹھری مین پڑے پڑے دیکھا کہ روشنی
مشعل کی نمود ہوئی اور سامنے ایک عورت برس چالیس ایک کا سن نہایت حسینہ گوری رنگت شبنم کا کرتہ پہنے ہین اور گلبدن
کا پائجامہ کلیون دار بڑے بڑے پائچون کا پانون مین پہنے دوپٹہ آب روان کا سر سے ڈھلکا ہوا سونے کے موٹے موٹے
کڑے ہاتھون مین پہنے آگے اور پیچھے سے ایک مزدور کی نگہام کا لنگا پہنے چادر سوتی دھوتر کی میلی سر پہ اوڑھے ایک خوان
کھانیکا کسا ہوا تورہ پوش اُسپر پڑا ہوا لئی اور اُس درزی بچے کی دونون ہاتھون سے سر سے پانون تک بلائین لیکے
کہا کہ قربان جاؤن حضور نے فرمایا ہی یہ شعر یعنی کہ نایم بتو روزہ وعدہ درست ٭ این وعدہ کہ راست شود روز قیامت ٭ ای شہریار
تجنے وعدہ کیا تھا کہ چند روز اور صبر کرو سو اب صبر و ضبط تا چند تجنے سنا نہین کہ بابا جان اب اس بات پر آمادہ ہین کہ
امروز فردا مین میرا عقد جہان تم جانتے ہو وہان کر دین سو ہر چند کہ تا روز حیات کیا تاب و طاقت کیسکی جو میرے اوپر ہاتھ
ڈال سکے اور جب ایسا ہی دیکھون گی کہ اب کسیطرح سے میری آبرو نہین بچتی تو ناچار ہو کر شعر وصلت کی شب اضطراب کرکے
رکھونگی گلے پہ اپنے خنجر ٭ ہذا مین امیدوار ہون کہ آج کسی گھات سے رات کو تم آجاؤ تو کچھ باتین ہم تمسے کر لین اور کچھ حسرت
اپنے دل کی نکال لین کیونکہ فہ نخواستہ مصرع فردا کہ نہ دیدم چہ سود اشک ندامت ٭ اُس درزی بچے نے اُس عورت سے
کہا کہ میری طرف سے تم کہدینا کہ مین نے جو وعدہ کیا ہی اُسے جھوٹھا نہ سمجھنا اور تم چلو تمھارے پیچھے مین بھی آج کوئی آدھی رات
کے عمل مین ضرور بضرور آؤنگا شعر آن یار کہ گفتہ تو امام دل نگرانست ٭ گو می رسم اینک بسلامت نگران باش ٭ پھر اُس
عورت نے کہا کہ واری کل کے برتن جو خالی ہون تو مجھے دیجیے مین لیجاؤن اُس درزی بچے نے کہا ٹھہرو لیتے جاؤ یہ کہکے
وہ درزی بچہ اُسی کوٹھری مین جہان عمرو شاہ جی بنے ہوئے پڑا تھا گیا ایک کونے مین ایک ٹوکرا برتنون سے بھرا ہوا
رکھا تھا اُٹھا کے باہر لایا اور اُس عورت کو دیکے رخصت کیا عمرو نے یہ تماشا دیکھ کے اپنے دل مین کہا کہ کیا قدرت
خدا کی ہی کہ یہ درزی بچہ بڑے دل مارتا ہے کسی بادشاہزادی سے اس سے آشنائی ہی اُسکے بیان کے یہ تحفہ تحفہ
برتن مین ورنہ کسی غریب کو تو یہ ہزار برس دیکھنے کو میسر نہ آئینگے غرض ایک دو گھڑی کے بعد اُس درزی بچہ نے
دسترخوان بچھایا اور تمام کھانا چنا بعد اُسکے عمرو کے پاس آکے کہنے لگا کہ شاہ صاحب ذرا بیدار ہو جیے تو

کچھ نان و نمک حاضر ہے اسے تناول فرمایئے عمرو نے وہ خرمے لینا شروع کیے کہ ہر چند وہ جگایا کیا عمرو نہ اٹھا
تب اس درزی بچے نے کہا کہ شاہ صاحب سچ مچ سو گئے کہ میں چھیڑتے سوتا ہون جنبش نہیں یقین ہوا کہ یہ سوتے ہونگے
اب اسوقت میرا جگانا بھی بیکار ہے عمرو کے پاس سے جا کے کھانا کھایا اور باقی بچا رکھا اور ہاتھ منہ دھو کے بیٹھا رہا
جب کہ دو پہر رات کامل ہوا تو اُسنے ایک روغن عیاری ملکے اور نئی صورت اپنی بنا کے اور قلندرے پائجامے باندھ کے
چھوٹی خنجری کمر میں رکھی حلقے کمند کے ہاتھ میں لیکے ایک چادر عیاری اوڑھ لی اور واسطے اپنے اطمینان خاطر کے پھر
عمرو کے پاس آیا اور دو چار مرتبہ عمرو کو جگایا کہ شاہ صاحب شاہ صاحب کیا آپ بیدار ہیں کچھ حقے سلگانے کی حاجت ہو تو
حاضر ہے عمرو نے ایسا ظاہر میں آپ کو نیند میں ڈالدیا کہ بالکل اسپر ثبت ہوا جب اسے صدق ہو گیا کہ شاہ صاحب نہایت
غافل سوتے ہیں تب اُسنے دیوار پر کمند ماری اور کمند پکڑ کے اپنے مکان کی دیوار سے نیچے اترا عمرو بھی ساتھ ہی
جھٹ پٹ تعاقب میں اُسکے دیوار پر کمند مار کے نیچے اترا اور آگے آگے وہ درزی بچہ اور پیچھے پیچھے عمرو لپٹ تمام منڈی
چوک اردو بازار جوہری بازار صرافہ طے کر کے زیر ایوان شاہی پہونچے وہاں جا کے اُس درزی بچے نے کمند دیوار ایوان
شاہی پر پھینکی اور جسوقت کہ لٹو کمند کا دیوار پر جا کے قائم ہو گیا وہ درزی بچہ کمند پکڑ کے دیوار پر چڑھ گیا اور اندرون قصر
سلطانی اُتر گیا عمرو بھی ساتھ ہی اسکے بچتی بچا کے اپنی کمند مار کے اُسی کمند کی راہ سے دیوار پر چڑھا اور باہستگی تمام
قصر شاہی پر اتر کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر دیکھنے لگا کہ زیر قصر سامنے شمال رویہ ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بہت تکلف
بنی ہوئی اور چھت و پردے تمامی اور زربفت کے تنے ہوئے آگے اسکے ایک سائبان زرتاری جھالرین مقیش کی
ہا ساتھ ہائے مروارید آویزان اندر بارہ دری کے ہزار پانچسو جھاڑ ہونے میں شمعین مومی اور کافوری شمعین چڑھی ہوئیں
روشن ہین کنول دیوارگیریان سورج مکھیان قد آدم شیشہ نقدوینر شاہان نشین اور اکثر پریزادون کی گت مین تیاری
بہت معقول ہے اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین برس بارہ ایک کا سن و سال سراپا حسن و جمال مشہور ہے کہ دیدن
آن شکل و رخسار بہ ہندو زاہد صد سالہ زنار بست ۔ سندر روپ سروپ موہن یون ہے جیسے اگن مین سے نکلے کندن
مول کلیون کو بن دیکھے جی چھپ دیکھے ہی بنے ؛ بیرہ کی چوٹ سہی نہیں جات نہ مرے ۔ اور کو دیکھیں دیکھا کوئی اور
بنا دینے نہ بنے ملک بیٹھے ہی کچھ دیکھے ہی بنے ؛ گر چہرہ مانند گل پژمردہ کے زرد و بال ہے کے مانند سنبل پریشان آنکھیں
مانند چشم نرگس کے بحسرت نگران باغ جوانی پر پالا سا پڑا ہوا ہر مرتبہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر کبت حسب حال اپنے
پڑھتی ہے اور روتی ہے کبت سوچت جات سبھی دن رات کچھ نہ بسات کیا کرنے ؛ اب جنگل مین پڑے نینن چین
یہ ساری رین جرا کرنے ؛ اوت لالن کو جیرا الجھات لوکن لاج ہیاو دینے ؛ ڈرلیے مینہ بھرے رہی تھی بدھ یون ہی
لکھی تو کیا کرنے ؛ ابھی وہ نازنین یہی گفتگو اپنی مقربین ہم نشین انیسون خواصون سے کر رہی تھی کہ یہ درزی بچہ
کوٹھے پر سے اتر کے پہونچا اور آتے دیکھا جتنی مصاحبین اور خواصین صحبت والیان اس بادشاہزادی کی تھین
سب کی سب گھبرا کے اٹھ کھڑی ہوئیں اور جھک جھک کر تسلیمات اور مجرے کرنے لگیں اور شاہزادی اس درزی
بچہ کو دیکھ کر متبسم ہوئی اور کہنے لگی کہ واہ واہ صاحب واہ واہ شعر اپنی غرض کے ہیں سب یار ؛ کیا کہوں تجھکو نگوڑے
خدا کی سنوار ؛ آجکل وہ شکل ہے عاشق کی ؛ آنکھ ہوئی چار دمیں آیا پیار ؛ کیا خوب تمکو ہماری یاد رہتی ہے یہی
وعدہ اور یہی عہد و پیمان تمھارا ہم سے تھا اس درزی بچے نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا کہ ماں قسم ہے مجھکو اپنے
دین و ایمان کی کہ میں نے تجھسے وعدہ غلط نہیں کیا تھا میرا قول صادق اور عہد واثق ہے خدا چاہے تو کبھی اسمیں
فرق نہ پڑیگا ماجرا یہ ہے کہ آج ایک بزرگوار بوضع آزادانہ میرے مکان پر تشریف لائے ہیں کیا عجب کہ وہی بزرگوار شام

شکل سے غافل پڑے ہیں اور لغیر خواب بلند ہے بارے مطمئن ہو کے اپنے ہاتھ سے سارے شکاف میں جھاڑو دی اور بوریے
بچھا کے پھر اُسپر ٹکڑے ٹاٹ کے ڈال دیے گٹھریاں کپڑوں کے سینے کی جو اُس درزی باندھ کر رکھے تھے وہ سب
کوٹھڑی میں سے نکال کر اُس بوریے پر رکھیں بعد اسکے پھر آپ اُسی حجرے میں جا کے عمرو کو جگانے لگا کہ اٹھیے صاحب
بادشاہ صاحب یا حضرت دن بہت چڑھ آیا آپ ذرا بیدار ہو کے منھ ہاتھ دھویے غرض جب خوب سا عمرو کو جگایا تو عمرو
نہایت گھبرا کے اور یہ کہتا ہوا کہ ہے غضب او ناشدنی ارے کمبخت خدا تجھے سمجھے یہ تو نے کیا ستم کیا مجھے اس وقت
تو نے کیوں جگا دیا ہائے کیا خوب میں خواب دیکھ رہا تھا او کمبخت ہائے خدا تجھے غارت کرے ارے لاحول ولا قوۃ توبہ استغفار
ارے اسی واسطے مجھے تو نے اپنے گھر میں مہمان رکھا تھا ارے یہ کون سی دشمنی اور کس وقت کی عداوت تجھے
مجھسے تھی اب دیکھوں وہ باقی خواب مجھے دیکھنا کب نصیب ہو وہ درزی بچہ نہایت حیران و ششدر ہو کے پاؤں پر
گر پڑا اور اپنے دونوں ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ یا حضرت ایسا مجھسے کیا قصور ہوا میں نے تو یہ سمجھ کر آپ کل پہر دن چڑھے
سے غافل پڑے آرام کرتے تھے نہ آپ نے کچھ کھانا کھایا نہ اسوقت سے پانی پیا نہ بول و براز کرنے کو اٹھے لہذا آپ کو
جگا دوں تاکہ اس حوائج ضروری سے آپ فراغت کر کے پھر سو رہیں عمرو نے کہا ارے کمبخت افسوس ہے کیا کہوں اس
وقت تو تو نے عجب طرح کا داغ اور صدمہ میرے دل کو دیا ہے مجھے میں ابھی پڑا ہوا کیا خوب خواب دیکھ رہا تھا کہ تو دوندوں
کی صورت سے ایک آن واحد میں عیار کی صورت بن گیا اور فتورے زنبیلی پاس ہے سفر وتی باندھ کر اس سامنے والی دیوار
پر سے باہر اترا اور جس طرح سے کہ ہوائی کنج سے یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہے بطرفۃ العین تو ایک بڑا محل کسی بادشاہ
کا ہے اسکے نیچے پہونچا اور اُس محل کی دیوار پر کمند پھینک کر چڑھ گیا پھر کیا دیکھتا ہوں کہ تو اُس محل کے اندر ایک
بارہ دری سنگ مرمر کی بہت پر تکلف بنی ہوئی اور سجی ہوئی ہے اُسکی طرف چلا اور وہاں ایک نازنین مہ جبین باتمکین
صاحب حسن و جمال سراپا غنج و دلال حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چہاردہم اشعار قامت ایسا تھا کہ ہنگام خرام اُسکے اگر
آگے آ جائے قیامت تو یہ بولے کہ سرک ؛ زرق برق آب سے پوشاک ہے اُسکی کہ جیسے کوندا بجلی کی کہوں یا کہوں شعلے کی
بھڑک ؛ اور گرد و پیش اُسکے سو سو سواسو حسینیں مہ جبینیں ہم نشینیں ہمرازیں مقربیں مصاحبیں خاصیں لونڈیاں باندیاں
زر در گوش مرصع پوش ہجوم اور دھوم کیے ہوئے بیٹھی ہیں جسوقت کہ تو وہاں پہونچا تو اُس نازنین نے بنظر حسرت
تیری طرف دیکھ کر مضمون اس شعر کے شعر ادا کیے بر میرے گریہ ورفتہ باشد و در دام ماندہ باشد و صیاد رفتہ باشد
بلب لشکایت وا کیا اور تو اسی بہت سی دلجوئی اور خاطرداری کر کے تمام شب ہنگامہ عیش و طرب میں مشغول
رہا ابھی کچھ اور لطف در بہت وہاں کی دیکھنا باقی رہی تھی کہ ہائے تو نے مجھے جگا دیا اب مجھے یہ صدمہ عظیم ہے کہ
بروقت رخصت مجھے اور اُس نازنین کو دم رخصت سے کیا رمز و کنایہ عاشقانہ اور معشوقانہ ہونے ہونگے وہ میں
نے پایا ہائے وہ اب باقی خواب میں کیونکر دیکھوں اُس درزی بچے نے جو یہ گفتگو عمرو کی سنی تو بیتاب ہو کے عمرو
کے پاؤں پر گر پڑا اور رو رو کر کہنے لگا کہ یا حضرت آپ نے تو میرا جو کچھ حال تھا سب بچشم اپنی ملاحظہ فرمایا اور کوئی راز
میرا آپ پر اخفا نہیں رہا اب میں امیدوار ہوں کہ آپ بھی اب مجھسے پردہ نکریں یہ فرمائیں کہ آپ کون صاحب ہیں
عمرو نے کہا کہ میں آزاد منش فقیر ہوں اُس درزی بچے نے کہا عند اللہ آپ یہ نفرمایئے آپ کے دشمن منوا فقیر
ہوں عمرو نے کہا پھر تو مجھے کیا جانتا ہے تو ہی کہدے اُسنے کہا کہ میں تو یہ جانتا ہوں کہ آپ شاہ عیاران عیار
عمرو بن امیہ نامدار ہیں عمرو نے کہا میں اس امر سے مطلق آگاہ نہیں اُسنے کہا کہ اور لمبر کوئی نہیں حضرت آپ کا نام عمرو
ہے عمرو نے کہا بابا امر ذات اللہ کی ہے امر نام اللہ کا ہے میں عمرو کہاں ٹھہرے ہو گیا اُسنے کہا بس یا حضرت زیادہ آپ انکار ورنہ

نہ کیجئے مجھے اسوقت صدمۂ عظیم ہے عجب نہین اس صدمۂ جانکاہ سے ہلاک ہوجاؤن عنداللہ سچ سچ آپ فرمائین کہ حضور
آپ عمرو ہین یا نہین مجھ ہی کو دھوکھا ہوتا ہو عمرو نے خنجر پر ہاتھ رکھکے کہا کہ گو فرض کیا مین نے کہ مین عمرو ہون پھر تو میرا
کیا کرلیگا پس جونہین اُس درزی بچے نے جانا کہ حضرت شاہ صاحب عمرو ہین پھر تو یہ عالم تھا کہ کئی بار عمرو کے گرد تصدق ہوکر
نثار ہونے کے مارے خوشی کے پھولا ہوا پیراہن مین نہین سماتا تھا اور کہتا تھا شعر شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا ٭ بر منتہاے ہمت
خود کامران شدم ٭ بعد اُسکے اُس نے اسطور پر اظہار حال اپنا کیا کہ یا شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار ماجرا یہ ہو کہ یہ ملک
طولانیہ مشہور اور معروف ہو اور طولان شاہ میرا باپ حکمران اور فرمان روا اس ملک کا تھا سواے میرے اور کوئی اولاد
نہین رکھتا تھا اور میلان شاہ چچا ہی تک حاکم وقت اور بادشاہ ہو یہ میرا چچا ہی چنانچہ اسکی ایک بیٹی ملکہ انجمن آرا ہو جسے
آپ نے شب کو مجھسے بہت مانوس دیکھا ہو میرے باپ طولان شاہ نے بہت خردسالی سے ملکہ انجمن آرا کو میرے ساتھ نام
زد کر دیا تھا چنانچہ ہم دونون اسی مین طفولیت سے آپسمین کھیلتے تھے اور ایک عجب طرح کی محبت اور اتحاد دلی ہمارے
اور ملکہ انجمن آرا کے فیما بین تھا حسب اتفاق وہ جو کہتے ہین کل نفس ذائقہ الموت جب کہ میرا باپ مرض الموت
مین گرفتار ہوا اور قریب بہ ہلاکت پہونچا تو ایک روز بصحت نفس وثبات عقل طولان شاہ میرے والد بزرگوار نے
میرے عمو یعنے اسی میلان شاہ کو بلاکے وصیت کی کہ بھائی اب مین صبح و شام مین مسافر ملک عدم ہوا چاہتا ہون جو
بچہ فرزند میرا فتاح زرین کر ابھی بہت صغیر سن ہو بنا برین تمکو مالک و مختار اپنی سلطنت کا کرکے وصیت کرتا ہون کہ تم بعد وفات
میرے اس فرزند دلبند فتاح زرین کر کو تخت پر بٹھانا اور آپ بطور رشدت کے کاروبار سلطنت کرنا جبکہ یہ سن تمیز کو پہونچے
تو وارث تاج و دیہیم اور مالک فوج و اقلیم کا یہی ہو تمسے کچھ علاقہ نہین ہان ایک کام کرنا کہ مین نے تمھاری بیٹی کو اپنے
اس لخت جگر قرۃ العین نور بصر فتاح زرین کر کے ساتھ جو نامزد کیا ہو تو بوقت بالغ ہونے ان دونون کے طریقہ عقد کا کردینا
اور جو تمھارے واسطے منصب اور جاگیر اور رتبہ مرتبہ آج تک اسپر اپنے قانع رہنا بطمع نفسانیت خبردار اور زنہار میری
وصیت مین فرق نہ لانا کہ میری روح کو صدمہ پہونچے اور گور مین بھی مجھے چین نہ آئے چنانچہ اس میلان شاہ میرے
چچا نے بہزار عجز و انکسار میرے باپ کے روبرو عہد و پیمان اور بہت سی قسم اقسام کرکے اپنی بیٹی کی شادی کا بھی میرے ساتھ
اقرار کیا اور مجھے تخت پر بٹھلانے کا بھی اور اپنے ولیعہد ہونے کا بھی اقرار کیا آخر جسوقت وہ شہنشاہ گردون بارگاہ طولان شاہ
باپ میرا فردوس آرامگاہ ہوا تو یہ چچا میرا آپ تخت پر بیٹھا اور مجھے نظر بند رکھا بعد چند سال کے جبکہ مین سن تمیز کو پہونچا تو
ایک روز کی نقل ہو کہ سعد مبارک نامے ایک دادی پیارا کہ جان و دل سے میرے نام پر فدا اور نثار ہو وہ مجھے پوشاک
پہناکے اپنے ہمراہ لیکر دربار میلان شاہ مین لیگیا اور عمو یعنے میلان شاہ نے مجھے دیکھکر کہا کہ اے سعد مبارک آج
تو ان صاحبزادے کو یہان لایا میرے دادی مبارک نے بعد دعاے ثناے شاہی عرض کی کہ شاہزادہ اب چشم بد دور
سن تمیز کو پہونچا ہو امیدوار عنایات خاقانی اور مراحم خسروانی کا ہے کہ اپنے حق کو پہونچے میرے عمو میلان شاہ نے کہا
اچھی بہت بہتر یہ کہکے مبارک کو اشارے سے اپنے پاس بلاکے کان مین کچھ کہا کہ مین نے دیکھا کہ مبارک کا رنگ
متغیر ہوگیا اور اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے ہوے مجھے بارگاہ سے لیکر باہر آیا اور اپنے ہمراہ لیکے کوئی دو چھ کوس
شہر سے علحدہ ایک پہاڑ پر لیجاکے میرے دادی مبارک نے مجھسے کہا کہ لاکھ جانین غلام کی تصدق آپ کے نام پر اے
شہزادۂ عالم اسوقت آپ کے عمو جان نے مجھے حکم دیا ہو کہ تو فتاح کو کسی صحرا مین لیجاکے قتل کر سو مین آپ کو اُس ظالم
کے سامنے سے یہان تک نکال لایا ہون اب آگے جو مشیت پروردگار ہو اسمین کسی کو کیا دخل ہو مین یہ حال سنکے
سراسیمہ اور مضطر ہوکے بڑی دیر تک رویا کیا اور روتے روتے میری آنکھ جو جھپک گئی تو مین نے خواب مین دیکھا کہ

آسمان پر سے ایک تخت چند ملائک لیے زمین پر اترے ہیں اور اس تخت پر ایک شخص باریش سفید نورانی صورت بیٹھے تھے انھوں نے میری دلجوئی کرکے فرمایا کہ تو اس کفر و کافری کو اور لقاپرستی کو ترک کرکے کلمہ شہادت پڑھ اور ملت بیضا دین اسلام قبول کر میں نے کہا کہ جو کچھ آپ فرمائیں میں اسے بجا لاؤں چنانچہ اُن بزرگوار نے کلمہ شہادت مجھے تلقین کیا اور میں نے بخلوص نیت کلمہ پڑھکر اسلام قبول کیا تب پھر اس بزرگ نے فرمایا کہ اب تو گھبراہیں کیا تاب و طاقت تیرے چچا میلان شاہ کی جو تیرے جسم کے رونگٹے کو بھی ایذا پہونچا سکے مگر چند مدت بیماری بقول شخصے مصرع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز ہاں تو اپنی ہیئت کو تبدیل کرکے تا کوئی تجھے پہچان نہ لے اور یہاں سے شہر میں جاکے محنت مزدوری کرکے بسر اوقات اپنی کر اور باقی خوف اندیشہ کسی بات کا مگر فلان تاریخ اور فلان مہینے میں اور فلان دن تجھے زیارت شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کی ہوگی کیونکہ وہ حسب الحکم سلطان صاحبقران بیابان ہفت میل طے کرکے سمت شہر سائل جاینگے تو بعد حصول شرف قدمبوسی اس یک طراز عمرو بن امیہ نامدار کے اپنی غرض حال کرنا یقین ہے کہ بسبب وجہ شاہ عیاران عیار سے پھر سریر شاہی ورثہ و ترکہ آبائی تیرا تجھے ملے اور تو بھی فرمان روا شہر طولانیہ کا ہو بس اتنا خواب دیکھا میری آنکھ کھل گئی اُس دن سے میں اس لباس اور اس ہیئت کذائی سے دکان پارچہ دوزی کی یہاں کرکے رہتا ہوں اور ملکہ انجمن آرا کو کسی ذریعہ سے خبر میری یہاں رہنے کی ہو گئی تو میرے اُنکے ہمیشہ رسم نامہ و پیام کی رہتی تھی کبھی کبھی میں کمند مار کے دو گھڑی کیواسطے اُنکے پاس بھی ہو آتا ہوں چنانچہ میں نے یہ خواب تو بپاس ادب ملکہ سے نہیں کہا تھا مگر اسی خواب کی امید پر یہ اقرار اور وعدہ محکم ملکہ سے کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالے اے ملکہ عنقریب یہ دن جدائی کے دور ہونے جاتے ہیں اور شب عیش وصال نصیب ہوتی ہے سو الحمد للہ والمنۃ کہ آپکے اقدام عالی کی زیارت سے مشرف ہوا اب میرے حق میں جو بہتر اور مناسب سمجھیے وہ کیجیے عمرو نے یہ سرگذشت فتاح زرین کمر کی سنکے کہا کیا مضائقہ کہ خدا کے فضل و کرم سے یہ کام تیرا بخوبی ہو جائیگا لیکن وہ جو تو نے سنا ہو کہ زر کار کند مرد لاف زند ہیچ زر بے پر کے مرغ سے کوئی کام دنیا کا نہیں ہوتا خصوصاً یہ بڑا مقدمہ کہ بہت مشکل ہے اسکو مبلغ کثیر چاہیے فتاح زرین کمر نے کہا کہ بادشاہ عیاران عیار میرے باپ طولان شاہ نے تین تہخانے خزانے کے میرے اس چچا میلان شاہ سے مخفی حالت نزع میں مجھے بتلا دیے تھے وہ موجود ہیں اُنمیں سے جسقدر کہ خرچ ہوگا مجھے انکار نہیں ہے جو آپکا جی چاہے لے لیں عمرو نے کہا مصرع راستی موجب رضائے خداست ۔ اے فتاح اسوقت جو تو وعدہ زبانی کرتا ہے اسمیں فرق نکرنا صادق القول رہنا خبردار مجھے جھوٹا نہ بنانا اگر وہ تینوں تہخانے خزانے کے نہ نکلینگے تو یہ خوب یاد رکھنا کہ پھر تیرا انجام بہت برا ہوگا اور روپیہ بموجب حساب ان تہخانوں کے برابر تجھے دینا پڑیگا فتاح نے کہا کہ بادشاہ عیاران عیار کیا قدرت اور کیا طاقت جو میں آپ کے سامنے سر مو بھی غلط عرض کروں گا وہ تینوں تہخانے کیسہ ہائے زر و سیم سے مملو ہیں عمرو نے کہا خیر کچھ دیکھینگے یہ سنکے عمرو نے دیکھا کہ دن کوئی دو تین گھڑی کل چڑھا ہے بس پیش خود یہ تجویز کرکے کہ اے عمرو جانا بدیع الزمان کے پاس اور چالیس روز کے عرصہ میں پھر بدستور لشکر فیروزی اثر میں جاکے زر خطیر سال بھر کا خرچ ملک بہ بہ کا بابت شہر کے لینا ہے کار امروز را بفردا مگذار اسیوقت چلیے اس فتاح زرین کمر کے مقدمہ کو میلان شاہ بادشاہ سے تصفیہ کرا دینا چاہیے جھٹ پٹ فتاح زرین کمر کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دور پر جاکے اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکا برس بارہ کا ایک کاسنی پوشاک فاخرہ پہنے ایک مرکب گلگون خوشخرام پر سوار ہزار بارہ سو خاص بردار علم بھیجے ہیاے بردار اور کچھ جلوس کے لوگ ہمراہ چوبدار اعصا بردار آگے آگے اہتمام کرتے بڑی دھوم دھام سے اپنے باپ میلان شاہ کے مجرے کے واسطے جاتا ہے ایک خواص خاصدان سونے کا لیے پیچھے تھا ذرا ٹھہر سکے

پیشاب کرنے لگا عمرو نے برابر اُس خواص کے جاکے بیضۂ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ چھینک کھا کے وہین بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو نے اِدھر اُدھر دیکھ کے جستی تمام اُسے اُٹھا لیجا کے ایک غار مین ڈال دیا اور جھٹ پٹ ایک روغن عیاری کا اپنے منھ پر ملکے ہو بہو اُس خواص کی صورت بن گیا اور پھر جلدی سے وہ خاصدان لیے اُس شہزادے کے گھوڑے کے برابر جا پہونچا جب کہ وہ شہزادہ دروازہ بارگاہ پر اپنے باپ کے پہونچا تو گھوڑے پر سے اُترکے گلوری پان کی اُسنے اُس لیکے مرشد کامل ہادی و رہنما شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار سے طلب کی مرشد کامل نے ایک گلوری بہت تحفہ عطر مین بسی ہوئی بیہوشی آغشتہ خاصدان مین سے نکال کے برابر جاکے کھلا دی اور چپکے سے دونون اپنے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ شہزادۂ عالم کی عمر دراز ہو خانہ زاد کو کچھ بہت ضروری عرض کرنا ہے ذرا آپ ابھی اس صحنچی مین توقف فرمائین تو غلام گذارش کرے شاہزادے نے کہا اچھا آؤ اور سب سے علحدہ لیجا کے عمرو سے پوچھا کہ کیا تو کہتا ہے عمرو نے پہلے تو وہ گلوری بیہوشی آغشتہ کھلائی تھی اب اس نے بیضۂ بیہوشی مارکر جھٹ پٹ بیہوش کر دیا اور باندھ پشتارہ اپنی زنبیل مین رکھ جلدی سی زنبیل پر ہاتھ مارا اور معجزہ طلب کرکے ہو بہو اُس شاہزادے کی صورت بنگیا اور اُسی لباس اور پوشاک سے باہر نکلکر اندرون بارگاہ میلان شاہ کے پاس گیا اور مجرا کرکے برابر میلان شاہ کے بیٹھ گیا اور بوقت دربار برخاست کرنے کے یہ شاہزادہ یعنے عمرو بھی ہمراہ سواری میلان شاہ کے محل کی ڈیوڑھی پر اپنے گھوڑے پر سے اُترکے میلان شاہ کے ساتھ اندرون محل چلا زنانی ڈیوڑھی مین دیکھا کہ اب سوا سے میرے اور میلان شاہ کے اور کوئی نوکر چاکر اپنا بیگانہ نہین ہے عمرو نے کہا قبلۂ عالم آج شب کو مین نے عجیب خواب دیکھا ہے یہ سُنکے میلان شاہ ٹھہر گیا اور پوچھنے لگا کہ ہان بیٹا کہو تو کیا خواب تمنے دیکھا ہے عمرو نے کہا کہ مین نے یہ دیکھا ہے کہ دروازہ آسمان شق ہو گیا اور اُسمین سے ایک بزرگ تخت پر سوار ملائکہ اُس تخت کو دوش بدوش لیے زمین پر اُترتے چلے آتے ہین مجھسے اُس بزرگ نے فرمایا کہ ای لڑکے ذرا بائین طرف اور داہنی طرف دیکھ چنانچہ مین نے عذاب نار جہنم اور فضاے گلزار نعیم کی دیکھ کر پوچھا یا حضرت یہ کیا مقامات ہین حضرت نے مجھے ارشاد فرمایا کہ وہ دوزخ ہے واسطے لقا پرستون اور مشرکون کے اور یہ گلزار بہشت ہے واسطے مومنین کے تو اس لقا پرستی کو ترک کر اور کلمہ شہادت پڑھ مین اُس بزرگ کو کچھ جواب دینے نہین پایا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی معلوم نہین کہ اسکی کیا تعبیر ہے میلان شاہ نے حال خواب کا سُنکے جواب دیا کہ بیٹا تو اس کا مطلق خیال نہ کرنا اور حاشا کچھ وسواس اپنے دل مین نہ لانا یہ خواب شیطانی ہے عمرو نے کہا آپ برحق فرماتے ہین لیکن یہ کون صاحب ہین جو آپ کی پشت پر کھڑے مجھے آنکھ سے اشارہ کرتے ہین کہ میلان شاہ کا کہنا نہ مانیو یہ باپ تیرا کافر ہے میلان شاہ نے یہ کہکر کہ کہان کون ہے جو نہین پلٹ کر دیکھنے کا ارادہ کیا عمرو نے برابر سے بیضۂ بیہوشی مارا چارون شانے چت تھا اُسوقت عمرو نے جلدی سے پشتارہ اُسکا بھی باندھ کے زنبیل مین ڈال لیا اور اپنے منھ پر رنگ روغن عیاری ملکے ہو بہو میلان شاہ کی شکل بنکے اندر محل کے داخل ہوا اور پہلے تمام محلات اور ملازمین اور منتظرین اور خواصین وغیرہ کو یہ حکم دے کے کہ سب میرے پاس سے ہٹ جاؤ جب تک مین نہ یاد کرون بجز اس کوئی بارہ دری مین نہ آنا جب کہ سب بیبیان بہوین بیٹیان نوکرین چاکرین لونڈیان باندیان باری داریان فراشنیان بارہ دری سے نکلکر اور کسی مکان مین جاکے چھپین اُس وقت عمرو نے پہلے اُن تینون تہ خانون کو جاکے کھولا اور جسطرح سے فتاح زرین کمر نے خزانہ کا حال بیان کیا تھا اُسی طرح سے وہ تینون خانہ گنج زر و سیم سے ملو تھے عمرو نے جھٹ پٹ جال الیاسی کو زنبیل سے نکالکے چارطرف پھیلا دیا

سو پیاشرفیون کے توڑے اُس جال مین کھینچ کھینچ کر اپنی زنبیل مین بھرتا جاتا تھا اور ایک دو گھڑی کے عرصہ مین اُن
تینون تہخانون مین سوائے خاک کے ایک روپیہ تک باقی نرکھا جب اسکے پھر بدستور اُن تینون تہخانون کو مقفل
اور مسدود کرکے واپس بارہ دری مین آیا اور زنبیل سے میلان شاہ کو نکالکر زمین پر لٹا دیا اور چھاتی پر چڑھکے
فتیلہ رفع بیہوشی کا اُسکو دیا میلان شاہ کو چھینک آئی اور آنکھ کھل گئی تو اُس نے دیکھا کہ میری صورت کا ایک
شخص خنجر کھینچے میری چھاتی پر چڑھا ہوا مجھے ذبح کیا چاہتا ہے نہایت عجز و انکسار سے باچشم اشکبار کہنے لگا کہ آپ مجھے
کیون ذبح کرتے ہین عمرو نے کہا کہ مین فرشتہ قدرت نادیدہ خدائے آسمان کا ہون وہ جو تو نے کہ گستاخانہ اپنے
بیٹے کا خواب سنکے زبان سے نکالا تھا اُس جرم کے قصاص مین تجھے ذبح کرنے کو آیا ہون اور سمت جہنم پہنچاؤنگا میلان
شاہ نے گڑگڑا کے کہا یا فرشتۂ قدرت مجھے خطا ہوئی آپ معاف فرمایئے بیشک وہ بیہودہ خواب میرے فرزند کا صادق
تھا اور مین نے اپنی بے خردی اور شامت اعمال سے اُس خواب کو بیہودہ سمجھکر خواب شیطانی کہا تھا آپ جو کچھ مجھے
ارشاد کیجیے مین قبول کرون عمرو نے کلمہ شہادت میلان شاہ کو تلقین کیا اور وہ از سر صدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگیا
تب عمرو نے یہ اُس سے کہا کہ اے میلان شاہ اب تو نے کلمہ طیبہ پڑھا اور مشرف باسلام ہوا خبردار اب جو بات کہ حق
ہو میرے سامنے کہنا بھلا مین تجھے پوچھتا ہون کہ تیرے بھائی طولان شاہ نے وقت رحلت تجھے وصیت کی تھی کہ
میرے بیٹے فتاح زرین کمر کو تخت پر بٹھانا اور تو ولیعہدی کا کام کرنا اور جسوقت کہ وہ سن تمیز کو پہنچے تو اپنی بیٹی
ملکہ انجمن آرا کا میرے فرزند کے ساتھ عقد کر دینا سو تو نے برخلاف اُسکی وصیت کے سلطنت اُسکی غصب کر لی اور
بیٹی کو اپنی اُسکے ساتھ منعقد نہ کیا اور حکم قتل کا دیا تھا یہ کیا ماجرا ہے مفصل بیان کر تب میلان شاہ نہایت
خجل اور منفعل ہوکے کہنے لگا شعر مقر خطا کا ہون تو حاجت گواہ نہین : جو چاہو سو کرو ہم تو بے گناہ نہین : فی الواقع
یہ خطائے فاش مجھسے سرزد ہوئی مگر اب آپ کے سامنے عہد کرتا ہون اور قسم کھاتا ہون کہ اسی وقت مین فتاح زرین کمر
اپنے بھتیجے کو تلاش کرا کے بلاتا ہون اور سلطنت اُسکے باپ کی اُسے دیکے اپنی بیٹی کو اُسکے عقد مین کر دونگا اور
مین تارک الدنیا ہوکے کسی صحرا مین جا بیٹھونگا بقیہ حیات یاد الٰہی مین رہونگا عمرو نے کہا تو اے میلان شاہ دنیا و عقبیٰ
تیری دونون بخیر ہونگی مگر تو یہ بتا کہ جتنی مدت تو نے اس طولانیہ کے ملک مین حکمرانی اور سلطنت کی ہے کسقدر خزانہ
زر و سیم کا جمع کیا اور راہ خدا مین تو نے کیا دیا ہے میلان شاہ نے روکے کہا کہ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ واقعی آمد
ممالک محروسہ سے بعد صرف تنخواہ فوج و سپاہ وغیرہ کے کئی خزانے میرے قبضۂ اختیار مین ہین مگر مین نے کبھی ایک کوڑی
کسی کو راہ خدا مین نہین دی یہ کنجیان خزانہ کی حاضر ہین مین نے وہ خزانہ راہ خدا مین دیا اور وقف مومنین کیا عمرو
نے کہا اب مجھے دے مصرع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست : اور یہ کہکے وہ سب کنجیان خزانہ میلان شاہ کی عمرو نے
لیکے نذر زنبیل کین اور آہستہ کہکے کہ بس اب اے میلان شاہ حق نمکی نہ کرنا اور سلطنت طولانیہ کی اور فرمانروائی اس
ملک کی فتاح زرین کمر اپنے بھتیجے کو دیکر اپنی بیٹی ملکہ انجمن آرا کا عقد اُسکے ساتھ کر دینا یہ کہکے تو جان عمرو گلیم اوڑھکر
غائب ہوگیا اور جہان خزانہ میلان شاہ کا تھا وہان جا کے اُنھین کنجیون سے قفل کھول کر سارا خزانہ اُٹھا کے
نذر زنبیل کیا اور فتاح زرین کمر سے آکے سارا حال میلان شاہ کا بیان کرکے کہا کہ مین نے جو تجھسے وعدہ کیا تھا
مین پورا کر چکا سلطنت اور حکمرانی اس ملک کی اور ہم بستری اپنے محبوب دلخواہ کی تجھے مبارک ہو میلان شاہ
تیرا چچا ترک دنیا کر کے بقیہ عزلت نشینی سمت صحرا جاتا ہے اب تو آپ کو ظاہر کر اور سریر سلطنت پہ جاکے بیٹھ وہ جو کہ تو نے
تینون گنج کا مجھسے عہد و پیمان کیا ہے اُسکو وفا کر تاکہ مین صبح کو یہان سے روانہ منزل مقصود ہون فتاح زرین کمر

نے کہا کہ میں تو غلام حلقہ بگوش آپکا ہوں وہ سچ کی حقیقت رکھتے ہیں اور جو کچھ کہ مجھسے خدمت ہوسکے گی میں بجان و
دل حاضر رہونگا غرض یہان تو یہ گفتگو عمرو سے اور فتاح زرین کمر سے ہو رہی ہے وہان میلان شاہ کا حال سنیے کہ یکایک
اسنے جو دیکھا کہ وہ فرشتۂ قدرت جو میری صورت بنکے آیا تھا میری نظروں سے غائب ہوگیا تو گھبرا کے بارہ دری سے باہر
نکل آیا اور کسی بی بی اور باندی سے کچھ کلام نہیں کیا فقط محل سے برآمد ہو کے حکم دیا کہ شہر طولانیہ میں جا بجا تلاش
کرو اور دس دس بیس بیس کوس تک جاکے ڈھونڈھو جہاں کہیں فتاح زرین کمر میرا بھتیجا کہ وہی وارث اور مالک
اس سلطنت کا ہے ملجائے تو اُسے جلد لاؤ کہ میں اُسکی امانت بموجب وصیت اپنے بڑے بھائی کے حوالہ کرکے بہ نیت یاد الٰہی
کے واسطے صحرا نوردی اور دشت گردی کے لیے جاؤنگا چنانچہ یہ خبر تمام شہر میں عالمگیر ہوگئی کہ میلان شاہ بادشاہ
عالیجاہ اب مثل ابراہیم ادہم سلطان بلخ و بخارا کے ترک سلطنت کرکے بصورت گدایان خرقہ پوش بہ نیت صحرا نوردی
اور دشت گردی جاتا ہے اور اپنے بھتیجے فتاح زرین کمر کو فرمان روا اس ملک کا کرکے اُنکو طلب کیا ہے ادہر فتاح زرین کمر نے
وہ ہیئت کذائی اور وضع درزیوں کی تبدیل کی اصلی صورت اپنی بنا کے اور عمرو بھی آزادانہ شکل سے تھا فتاح زرین کمر
سے باتیں کر رہا تھا کہ ناگاہ ایک طرف سے کچھ مرد جو چار ہرکارے چپراسی تلاش کرتے اور چار طرف ڈھونڈھتے
پوچھتے وہاں بھی آنکلے فتاح زرین کمر کو پہچان کے سبھوں نے جھک جھک کر مجرا کیا اور بلحاظ اسی مجمع خاص و عام
ہوگیا اور اسی مقام پر تمام جلوس سواری کا اور سوار و پیادے ہزاروں آدمی جمع ہوگئے اور فتاح زرین کمر
کو سوار کرا کے میلان شاہ کی بارگاہ میں لے گئے میلان شاہ نے فتاح زرین کمر کو دوڑ کر اپنے گلے سے لگا لیا اور
بہت سا عذر و معذرت کرکے کہا کہ او بیٹا تخت و تاج اور ملک و مال اور چتر و علم اور یہ جاہ و حشم سب تمہارے باپ کا
تمکو مبارک ہو اور میں خوشی سے اپنی بیٹی ملکہ انجمن آرا کی رسوم شادی اور مناکحت کی کرکے وصیت میرے بڑے
بھائی صاحب کی ہے ادا کرکے آپ کسی صحرا میں جاکے یاد الٰہی میں بسر کرونگا غرض یہ کہکے تخت زرین پر فتاح زرین کمر
کو بٹھلا دیا اور سامان جہیز اور تیاری شادی اپنی بیٹی ملکہ انجمن آرا کی کرنے لگا شاہ عیاران عیار اسی صورت
سے آزادوں کی مشیر خاص زرین کمر بنے ہوئے تا غروب آفتاب تو شریک صحبت رہے وقت شام فتاح زرین کمر
عمرو کا ہاتھ پکڑکے اندرون محل جہاں وہ تینوں تہ خانے خزانے کے تھے وہاں لے گیا اور جس تہ خانے کو کھولا دیکھا
سوائے خاک مٹی کے اور کچھ وہاں نہ تھا اپنے جی میں نہایت خفیف اور ذلیل ہو کر سکتے کی صورت محو حیرت عمرو
سے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا عمرو نے مسکرا کے کہا کہ سبحان اللہ اے فتاح ابھی تو یہ پہلا مقام ہے مصرع سالے کہ
نکوست از بہارش پیداست۔ فتاح زرین کمر نے کہا کہ کچھ غلام کی عقل کام نہیں کرتی اگر مو جان بھی اس خزانے
کو صرف کرتے تو دو چار برس میں ایک تہ خانہ خالی ہوتا عمرو نے کہا ہاں صاحب سچ ہے جب مجھ بڈھے بولنے پر
آئے تو پھر جو جی چاہا اُٹھا لے گئے پھر وہ خزانہ آخر کیا ہو۔ فتاح زرین کمر نے سرنگوں ہو کر کہا کہ شاہ عیاران عیار
اسوقت تو آپ کے سامنے فی الواقع بہت ذلیل اور خفیف اور محض کاذب ہوا مگر انشاء اللہ تعالیٰ تا زندہ ام
بندہ ام بالفعل سر دست دو صندوقچے جواہرات کے ایک مقام پر مدفون ہیں میں انکو لا کر آپکی نذر کرتا ہوں اور جب
آپ وہاں سے مراجعت فرما کے تشریف لائیے گا اسی وقت میں وہ سب پیشکش کرونگا یہ کہکر وہ دونوں صندوقچے
جہاں گڑے تھے وہاں سے نکال کر لایا اور عمرو کی نذر کیے عمرو نے انکو زنبیل میں رکھکے فتاح زرین کمر سے کہا
کہ میں فقط اس خیال سے کہ تیری دل شکنی نہو یہ نذر تیری قبول کیے لیتا ہوں مگر اپنے جینے میں سے جو کہ تجھے میرا حصہ
دینا منظور ہو وہ اور تینوں تہ خانے کے خزانہ کا روپیہ جو محسوب ہو وہ بطور امانت کے رکھنا انشاء اللہ تعالیٰ سے

مین باختر سے پھر کر تجھے لیتا جاؤنگا اور اب مین رخصت ہوتا ہون فلاح زرین کمر اپنی آنکھون مین آنسو بھر کر کہنے لگا
کہ یا شاہ عیاران عیار غلام نے اپنی معشوقہ سے ہاتھ کھینچا اور اس سلطنت سے درگزرا آپکے ہمراہ چلیگا اور اب غلام
کے دل کو یہی آرزو ہی کہ اقدام عالی سے جدا نہو عمرو نے کہا کہ اے فلاح مین گاؤ ننگی گاؤ سوار سے پانسو برس زمین
بیابان جبل القمر کو چھوڑ کے ملک سنجان سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لیکے پھر پہنچتا وعدہ وعید اور بھر کرکے آیا ہون
میری چال اور تیری رہروی سے زمین و آسمان کا فرق ہو تو میری گرد کو بھی کسیطرح سے نہین پہنچ سکتا اچھے
یہی منظور ہی تو شہر سبائل مین مجھسے ملاقات کرنا یہ کہکے عمرو نے شاہین تیز پر فلاح زرین کمر کے پاس سے آگے روانہ
ہوا اور دور سے اسنے دیکھا کہ لاکھون آدمی ادہر کو دوڑا خلق ہر چار طرف سے خیل خیل اور ذیل ذیل گروہ گروہ اور انبوہ
انبوہ سوار و پیادے ادنی اعلی وضیع و شریف کوزہ امیر و فقیر برنا و پیر زن و مرد کپڑے تحفہ تحفہ پہنے ہزارون فیل نشین
اور پالکی نشین سیکڑون میانون پر رتھون پر سوار پوشاکین دھوم دھامی آراستہ پیراستہ کیے شادان و خندان
سامنے چلے جاتے ہین ہزارون کھلونے والے ہزارون نٹ نٹنیان بازیگر کٹھ پتلی والے بندر خرس نچانیوالے
ہیجڑے زنانے جوگی بچے جان ہتی کھان تیان ہزارون طائفے رس کی تی پچ کوی دیت کے مزدور دونکے سر پر
سازسا نگیان ڈھولکین طبلے چنگ تال کی جوڑیان لیے کسبیان گاڑیون اور الون پر سوار سپہ دلی پیادہ پا چلتے
ٹھٹھے مارتے اچھلتے کودتے اور یہ کہتے ہوئے کہ آج خداوند لقا کے اس نوروزے میلے مین سال بھر کی فکر قوت سے
ہم لوگ مطمئن اور مستغنی ہو جاوینگے کام فرسا مین ہزارون ساتھ کاروبار ہوکار نکے گردا والے بنیے ہزارون علاقہ
داری سلاری گھیرا آلی لکولکہ کفار و انفار بڑے بڑے نیزے بانسون کے غلاف اسے تمامی اور زری زربفت سے
منڈھے ہوئے پھریرے بہت عریض و طولانی ہوا سے لہراتے اور جھونکے کھاتے سو سو پچیس پچاس آدمی لنگر سے
دکھنی آن بانسون کو تھامے ہوئے ڈھول دمامے بجتے ہزار ہا لکھو کھا ساہوکار بنجارن رستولی کچھیان مماجنیان اور
کھترانیان مجیرے اور ڈھول بجاتین قلادے گردنون مین ہار پھولونکے پہنے دونے اور ٹوکریان مٹھائیون کی
چنگیرین ہارون پھولونکی سبزہ سینج مومی اور کافوری بتیان اور لوبان لیے لقا سے مشرک خدا کے نام سے
گیت گاتی چلی جاتی ہین عمرو نے یہ تماشا دیکھ کر لوگون سے پوچھا کہ یہ میلہ کیسا ہی اور کہان ہی ان لوگون نے جواب دیا
کہ اے شخص شاید تو پردہ دنیا پر نہین رہتا اوسے آجکے دوسرے دن یعنے کل صبح کو روز نوروز عالم افروز خداوندی
ہو اور زیر قبول خداوند لقا کہ برس برس دن کی راہ سے یہ لوگ میلے کے دیکھنے کو آتے ہین صبح ہونیکے وقت
نصف النہار کے خداوند بجدہ ہزار ملک لقاے خداے باختر اپنا چہرہ زشت دریچہ سے نکالے گا تمام لقا
پرست اس شکل و ہیئت کو دیکھ کر سر بسجود ہونگے اور سجدے کر کے جو جسکی مراد ہوگی وہ مانگیگا اور اپنی مراد پائیگا
عمرو یہ گفتگو ان لوگونکی سنکے خاموش ہو رہا اور تھوڑی دور علیحدہ جاکے رنگ روغن عیاری کا اپنے تمام بدن پر
ملکے ایک بڑے بوڑھے سپاہی مسافر کی صورت بنا جوڑی دار پائجامہ پانون مین دوہرا انگرکھا چکن کا گلے مین
چکا سبت عیاری کمر سے باندھے ایک پچہ کاسنی سر پر ڈھال کا پٹہ آگے پگڑی مین دھوپ کے بچاؤ کے واسطے
کھونسے لمبی تاڑی کی کنار کمر مین حلیم خانی کی تلوار ڈاب مین ایک ٹٹو بلا کر ہڈیان اوسکی پوست سے نمایان تھین
اوس پر سوار ہو کے ہمین میلے والون کے ساتھ ساتھ کوئی آدھ کوس آگے گیا اب جو دیکھا تو سبحان اللہ ذ شگون تک
سیکڑون باغات لگے ہین ہزارہا خیمے ڈیرے تنبو اسپک ماہ ونیان قلندریان بارگیان چوپڑ کی بارہ دریان
پال نگیرے پھولداریان استادہ ہوتی جاتی ہین چار طرف ہا مین کھنچی ہین بازار لگتا جاتا ہر دکان ہر دکاندار نے

لگاتے جاتے ہین کہین حلوائیون نے چبوترے مٹی کے تختہ تختہ نفیس اور پاکیزہ باندھ کر کسی نے پال کسی نے
جازم کسی نے چاندنی تان لی ہین کسی نے قناتین گھیر لین کوئی سب سے بڑی دُکان ہر کروہان ٹھیرے ہیجو باستاد
ہین تھال مٹھائیون کے لگے ہین تختہ تختہ شیرینی لڈو پیڑے برفی خرمے بتاشے امرتیان جلیبیان پاکڑیان نکتیان
سیوے کی لوزین گزک جوزین مٹھائی بیجے کی شکرپارے دربہشت کڑاہون مین چڑھے ہوے بھٹیان گرم ہین کڑھائی
چڑھے ہین پوریان کچوریان پھلکیان ترحلوا کچوریان وغیرہ پکوان پکتا جاتا ہر خوانچے والے خوانچون مین بازار
مین بیچتے پھرتے ہین کہین بالائی کھویا ربڑی دہی دودھ بک رہا ہے کہین سموسے دال موٹھ مٹر کے ٹٹے چنے سنہال بٹی
ریوڑیان حلوا سوہن دودھیا حبشی انواع اقسام طرح کا تخم خربزہ قند کے قوام مین بناے ہوے لائچی دانے
دخمسرہ خوانچے والے لیے پکارتے پھرتے ہین سیکڑون فقیر جلالی مداری آزاد وغیرہ دست پنجے ہاتھون مین اور
کڑے لوہے کے لیے زنجیرین باندھے سیکڑون سٹھڑے تسمے چمڑے کے گلے مین باندھے سر ننگے استرے ہاتھون مین سر سے
لہو بہتا ہوا سیکڑون ستھرے شاہی کالی کالی سیلیان گودڑیان ڈنڈے بجاتے بانیان سنا رہے ہین دس بیس سنگ زن
بھاری بھاری پتھر اپنی چھاتیون پر مارتے ہوے کہین دو چار ننگے بچے اپنی چادرون کو بچھائے ہوے نے قطعے
بناے اور جلاے ہاتھون پر زانو پر رکھے گل کھاتے نفس اور چراہین گوشت کے جلنے کی چار طرف پھیلی ہوئی ہے کہین [illegible]
چار گھوری فقیرا تخوان اور رنمان انسان اور کھوپریون کا بندرون کی ایک مالا اپنے گلے مین ڈالے غلاظت تمام
جسم مین مے کاسہ سر آدم مین بول و براز بھر بھر کے پیتے ہوے دکاندارون کے سامنے بیٹھے ہین کہین پانچ سات جوگی
ننگے گیروے کپڑے پہنے ناقوس سنکھ رون کے ملے گلے مین ڈالے ایک ایک نادیہ بیل کو کہ اُس پر جھولین کوڑیون سے
منڈھی ہوئی پڑے بڑے سکورے ان بیلون کے کھونٹون پر لگاے اپنے ساتھ لیے گھنٹی ہلاتے دکانون پر
لیے کھڑے ہین کہین دو چار مشرکین یعنی ایک محافہ کمارون کے دوش پر ہمراہ لیے اور اُس محافہ مین پتھر تصویر
لقاے مشرک خدا کا رکھے ہر ایک ادنی اعلی وضیع و شریف کو دکھلاتے پھرتے ہین اور تمام کفار اُسے زیارت
بمقدار اپنے حوصلے کے اشرفی روپیہ انگوٹھی چھلے وغیرہ زیور اُسکو دیتے ہین کہین دس بیس اشقیا کفار ایک
نقشہ قیلولون کا اور تماشا دوزخ اور بہشت کا لقاے ایک کتاب پر کھنچوا کے بہت پرتکلف کار طلائی اور نقرئی سے
بنوا کے اپنے اپنے دوش پر رکھے ہر ایک امیر و فقیر صغیر و کبیر کو مع زن و مرد کو اُسے کھول کر دکھلاتے ہین اور
عذاب دوزخ اور سے لقائی اُس شخص کو خائف و ترسان کرتے جعلسازی اور افسانہ پردازی اور لسانی
اور چرب زبانی سے کچھ مانگتے ہین اور اسی فکر و تلاش مین پھرتے ہین اکثر سرمیدان جلتی ہوئی ریت مین کھڑے
ہین بعضے کیچڑ مین پڑے لوٹتے ہین دس بیس خنجریان بجا کے دو چار ڈھولک طنبور لیے لقاے مشرک خدا کی
توحید سیکڑون تھیا ہین انھا کے گاتے ہین لوگ راہ گیر میلے والے روپے پیسے کوڑیان پھینکتے جاتے ہین کہین دم
چار حبشی پل بنے ہوے تختیان ہاتھون مین لیے ڈھنگین بھرتے کودتے پھرتے ہین کسی دکان پر ہیجڑے زنانے
ڈھولک مجیرے لیے تالیان بجا بجا کے ناچتے ہین ایک سمت جو دیکھا تو سیکڑون دکانین شیشے موتی والے بساطیون
کی لگین ہین دوسری طرف ہزارون دکانین کبابی اور نان پز و شیرمال باقرخانی نانفتان سیخ کباب شیرینی
چپاتیان پراٹھے زردہ پلاؤ چلاؤ مزعفر شیر برنج فیرنی میٹھے چاول شب دیگ قورمہ قلیہ کباب اقسام اقسام
طرح کے بک رہے ہین کہین تنبولی بیڑے پان کے ورق نقرہ لگی ہوئی گلوریان تختہ تختہ لگاے دکانون پر بیٹھے
پانو نکو الٹ پلٹ رہے ہین کہین باغبان گلشن پھولون کا ہار پھولون کے بدھیان پھولون کی نکچیان پھولون کی بناے چنگیری مین

لگائے پکار رہے ہیں مصرع مطر بہ رمیں کیا موتیے کے؛ کہیں ترہ فروش گنجڑیں شوخ وشنگ چالاک اور ہاگم ترکاریاں اور میوہ
خشک ٹوکروں میں لگائے بیٹھی ہیں کہیں ساقنوں کی دکانوں کی فضا و کیفیت ہے کسی نے پال کسی نے تیگیرہ بچھوا استادہ کیا
ہے کسی نے چھپر تان لیا ہے تخت اونچے اونچے لگائے کورے کورے دھرے تختہ تختہ گورگوریاں دکان پر سجی ہوئیں گلنار گلابی کاسنی
زنگاری دوپٹے سروں پر کنگھی چوٹی کیے مسی کی دھڑی جمائے پان کھائے لکھوٹا جمائے پائجامے مشروع اطلس گلبدن کے چوڑے
پائنچوں کے پہنے ہوئے والی مال تیغے لگے ہوئے انگیاں کرتیاں فوق البھڑک پہنے ہوئے زرق برق بنی ٹھنی ہیں جھانگ
گھٹ رہی ہے چرس گانجے کے دم پڑ رہے ہیں ڈھاک لوگ جمع ہیں دائرہ مرچنگ کھڑک رہا ہے کوئی ڈھولک کوئی چکارا کوئی کرنال
کوئی چینی کے ٹکڑے بجا رہا ہے کوئی سنکھ بجاتا ہے کوئی گت بول رہا ہے کوئی پچکارڑتا ہے دو چار سو کہار کسی خیمے کے دروازے
یا کسی باغیچہ آموں کے درختوں کے تلے جماؤ کیے مردنگ بجا رہے ہیں کہروا ناچ ہو رہا ہے مچا مجنون کا غل ہے کہیں متوالوں
میں شراب بٹ رہی ہے شرابی اور مے خواروں کا ہجوم اور دھوم ہے مصرع بھینسوں پر کہیں مجبور پڑے متوالوں کے کوئی نشے میں
بیٹھا جھومتا ہے کوئی حالت سرور میں کہتا ہے شعر ہوں بندۂ پیر مغاں ساقی کچھ جاے تکلف سمجھے نہیں ؛ لاذر دہی کے مگر عادت
نہیں کہ چلو ہی میں گر جام نہیں ؛ کوئی اکڑا ہوا چلا جاتا ہے کوئی بدمست ہوکے کیچڑ میں پڑا لوٹتا ہے کہیں تاڑی کے سیندھی کے گھڑے
اور لبنیاں دھری ہیں لوگ تاڑی پی پی کے بدمستیاں کر رہے ہیں کوئی بڑ ہانک رہا ہے کوئی فحش بک رہا ہے آبکاری کے پیادے
ہرکارے چار طرف سے جھکے ہوئے محصول وصول کرتے جاتے ہیں کہیں سود وسوا افیونیوں کی ٹکڑیاں نظر آتی ہیں لوگ
خشخاشیوں کی دھری ہیں کوئی گٹ چھیلتا ہے کوئی گنڈیری کھا رہا ہے کوئی پینک میں بیٹھا اونگھ رہا ہے کوئی حقہ پی رہا ہے کوئی کہانی
کہہ رہا ہے گھوڑ گھوڑ ہے کہیں جوا ہو رہا ہے جواری جمع ہیں کوئی کھٹین کوئی سولہی کوئی چوسر کوئی گنجفہ کوئی سے سر کوئی گی کوڑی
کھیل رہا ہے دس بیس ہارے بیٹھے ہیں پانچ سات جیت کر اٹھے ہیں دو چار سے چھین جھپٹ تکرار بحث کر رہے ہیں ایک
کشتم کشتا گتھم گتھا مناوات کی دھول دھپا اسکے پنے اسکے ہاتھ میں اور اسکے پتے اسکے ہاتھ میں لڑ رہے ہیں جو
بھی بیچ بچاؤ کر رہے ہیں مال والے اپنی اشرفیاں روپے پیسے جمع کیے سنبھال رہے ہیں چپراسی ہرکارے دھمکا دھمکا کے
کچھ اپنی مطلب براری کرتے جاتے ہیں کہیں کسی سے تلوار چلی ہے کسی کا ہاتھ اڑ گیا ہے کسیکا منہ ڈھرا کھل گیا ہے کوئی بہت زخمی
ہوکر پڑا سسکتا ہے کوئی تلوار مار کے بھاگا جاتا ہے دو چار کھڑے ہیں مرنے مارنے پر مستعد ہیں ایک دو کی مشکیں بندھی ہوئی
پیادے کوتوالی چبوترے قبضے تلواروں کے دبتے پکڑے کوتوال کے پاس لیے جاتے ہیں چار طرف تماشائیوں کا ہجوم ہے
کہیں کوئی چور پکڑا گیا ہے دس پانچ اٹھائی گیرے جیب کترے اچکے گٹھ کٹے لٹیا چور گرفتار ہوے ہیں انکے ہاتھ بندھے
ہوئے لوگ انکے سروں کے بال پکڑے جوتی پیزار کرتے لات گھونسا مارتے ہوے لیے جاتے ہیں کہیں کسی شخص کی جورو
بدخو حرام کاری مکاری میں پکڑی گئی ہے کہیں پر کوئی رنڈی منڈی مسنڈی اپنے یاروں سے فرمائشات اقسام اقسام
کی ہزار ناز وانداز کرتی ہے کوئی اپنے چھوٹے بھائی کو کہیں پکارتا پھرتا ہے اور کہیں پر کسی مرد کو کسی کا لڑکا کھو دیا گیا ہے
ڈھونڈھنے میں سودائی دیوانہ سا بنا پھرتا ہے کسی کا ٹٹو چھوٹ گیا ہے سوار ٹو گر کے جو اٹھا پیچھے پیچھے اسکے دوڑا جاتا ہے چار
طرف سے مار مار ہو رہی ہے لوگ قہقہے لگا رہے ہیں ٹٹو کے مالک کو بنا رہے ہیں مگر وہ اسکا بھاگنا نہیں چھوڑتا ٹٹو دولتیاں لگاتا
پھرتا ہے کہیں کسی بیل نے کسی ساہوکار بنیے کے منجھے کو الٹ دیا ہے سیکڑوں آدمی وہاں کھڑے تماشا دیکھ رہے ہیں کسی کو کسی
گھوڑے نے لات ماری ہے وہ تو سر جھکا ہوا زمین پر تڑپتا پھرتا ہے لوگ گھوڑے کے گرد وپیش کھڑے میں سوار سے حجت تکرار
ہو رہی ہے کہیں کھلونے والوں کی دکانیں لگی ہیں مٹی کے کاٹھ کے ابرک کے موم کے لاکھ کے شوشے کے کھلونے بک رہے ہیں
کہیں عیسیٰ مجنونوں کا لگا ہے کہیں مسخروں کا انبار پڑا ہے کہیں ہنڈولا گڑا ہے کہیں بندر ناچتا ہے کہیں ریچھ کودتا ہے کہیں بازیگر بیرے نہ

اور سانپ کا تماشا کر رہے ہیں کہیں بازیگر نیان کہیں کٹھ پتلی والے بہروپیے اپنا اپنا جدا جدا رنگ جماتے ہیں کہیں نقال نقلیں کرتے ہیں
کہیں نٹ بانسوں پر چڑھتے ہیں نٹنیاں ناچ رہی ہیں کہیں دو چار جڑی بوٹی گھانس جنگل کی تھیلیوں میں بھرے بیر بٹیاں کچھ دھان
دو چار کھلیاں دو چار کپیاں تیل کی کسی میں سانڈے کا تیل کسی میں سونس کا تیل اور کہیں دو ایک بسکھپرے کہیں دو چار سانڈے لگے
دوکان پر پھیلائے ایک شطرنجی بچھائے بیٹھے ہیں کہیں کوئی مونڈھا ڈالے چادر پھیلائے داستان کہتی کہہ رہا ہے سامعین مجمع تماشائی
کھڑے ہیں کہیں کچھ مچھولیاں [illegible] پہلے میاں نے [illegible] پر سے والیوں کی سیکڑوں خاگینوں کی چلی جاتی ہیں غرض بڑی دھوم
دھام میلے کی اور ہجوم میلے والوں کا ہے اور سمت شہر سائل جہاں یہ زیر قیلول لقا مبتلا ہو گا جو دور سے عمرو نے خیال کیا تو معلوم ہوا
کہ جو نسبتاً ذر سنگ کا یہ شہر ہے اور چالیس دروازے ایسے ایسے مرتفع اور بلند آمد و رفت کے ہیں جنہیں پانچ پانچ فیل مست کے
قد کے برابر بلندی اور بارہ بارہ برج چھجے کے برابر نکلنے کا راستہ ہے اور کوہ طلا اور کوہ نقرہ اور مار کوہ اور اژدر کوہ یہ چار پہاڑ
بہت بڑے فلک فرسا شہر پناہ کے چپ و راست واقع ہیں اور اندر سے شہر سائل کے ساتوں طبقے قیلولوں کے اور
قصر اور ایوان مرصع بہشت کے اور مکانات ہولناک دوزخ ہاویہ کے اور لب گردان چاہ ماران کی کہ لقائے مشرک
خدا نے بہ دعویٰ الوہیت یہ علامت اپنی کفر اور کافری کی رکھی ہے سب بخوبی نظر آتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ نقشا اور لطف
ان مقاموں کا بوقت ایلچی گری خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند سلطان صاحبقران یعنے رستم زمان
اللہ منصور بن سعدان مفصلاً اور مشرحاً بخوبی تمام بیان کیا جائیگا القصہ تا چند طول دیجیے مختصر یہ کہ اب مرشد کامل ہادی
و رہنما نے یہ کیفیت اور فضا شہر سائل کی اور سیر و نجات و دیہات میں میلے والوں کے ازدحام اور دھوم دھام کو اور مالا مال
اور بڑے متمول اور اہل دول وہاں کے رہنے والے ادنی اعلی کو دیکھ کر پیش خود تجویز کیا کہ ای عمرو بعد مدت بسیار زبونی
طالع بیدار ہے اب کچھ امید پڑتی ہے کہ اس فاقہ کشی اور عسرت اور دو دو کوڑی کی محتاجی سے کچھ دنوں کو تو بے فکری اور
دلجمعی ہو جائیگی اور کیا عجب ہے کہ کوئی گوشہ زنبیل کا بھی معمور ہو جاوے اور یہ تجویز کر کے جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری
کا اپنے منہ پر مل کے ایک سوداگر کی صورت بنایا مرفہ مغربی جامہ گلے میں کتان کی پگڑی قدم رسولی سر پر دو آنچلا
پٹکا کمر میں بندھا ہوا مشروع کا پائجامہ پاؤں میں زیر پائی زربفتی اس میں دانہ ہائے یاقوت اور زمرد وغیرہ جواہرات
ٹنکے ہوئے پاشنہ کے درمیان میں چند صدف بے بہا کا نصب کیا ہوا ہاتھ میں آبنوس سفید عصا سے مرصع از سر تا پا ایک
ایک دانہ گوہر شب چراغ کی طرح ایک ڈال اور پر شام الماس بے بہا کی اور کئی لعل شب چراغ ایسے اس میں جڑے تھے کہ سات
سات سلطنت کا خراج ایک ایک نگینہ کی قیمت تھا غرضکہ یہ لیے عجیب ایک عظمت اور صولت اور شوکت و شان سے اندرون
دروازہ شہر سائل قدم زن ہوا تو اس نے دیکھا کہ تمام شہر فی الحقیقت ایک کارخانہ طلسمی بنا ہوا معلوم ہوتا ہے نہایت
وسیع اور پُر فضا سکان شہر لا انتہا ملک زرریز زمین حسن خیز رعایائے شہر مالا مال ادنی اعلی مرفہ حال چاندنی چوک
اردو بازار جوہری بازار کشمیری بازار اسلحہ بازار صرافہ بزازہ سب کھلا ہوا تمام دکانیں شہر کی رنگامیزی کی ہوئیں چھت
پڑے تمامی وزربفت کے آگے سائبان زربفتی زرتاری کھینچے ہوئے دکاندار پوشاکیں دھوم دھامی پہنے لال لال
پگڑیاں باندھے باندھ کر اپنے لڑکے بالوں کو جوڑے بھاری بھاری پہنا کے لا لا کے دکانوں میں بیٹھے ہیں چار طرف مکان
بالش کے گرے ہیں سرو چراغان کی روشنی کا سماں درخت تمام طاش بادلے تمامی کمخواب مشجر اسادری اطلس سے
منڈھے ہوئے قمقمے کنول روشنی کے روشن چھوٹے بڑے بیچ بیچ میں درمیان قلعے آتشبازی کے گڑے ہوئے تمام چھتیں مکانوں کی جو
جو کر بے پر وہیں اس پر ہزار ہا انڈین [illegible] غریب بیوہ [illegible] بوڑھی عورتوں کے غول کے سفید بال الجھے کچے چاندی کے سے
جھلکتے ہوئے سفید سفید محمودی کی چادریں سروں پر ڈالے سفید سفید پائجامے گاڑھے کے پاؤں میں پہنے زرد بانات کی جوتیاں پاؤں میں سر کھلا

ہوا دکانپر بیٹھی سیر دیکھ رہی ہین اور جو مکانات پردے کے مثلاً گھرے بنگلے برج پختہ اور خام ہین بعض کہین چقین لٹکتی ہین کہین تنگ بندی کی
کہین زربفتی زرتاری سقرلاتی کارچوبی مخملی پردے کہین بانتی پردے کہین ٹاٹ کے پردے بہین سینٹھے کے کہین بکری
کے پردے پڑے کسینے چاندنی گھیر لی ہو کسی نے قنات کسی نے جاجم کسی نے پلنگپوش کسی نے شطرنجی کی آڑ کر لی ہو دس بیس
چارپائیان کھڑی کر کے پردے کر لیے ہین کسی نے کسی بڑی بوڑھی کو ٹٹی بنا کے آگے بٹھا لیا ہو کوئی کسی لڑکی کو آگے بٹھائے
آڑ کیے ہنس ہنس کے کہہ رہی ہو کہ کوئی بھڑوا میں کیا دیکھے گا میلے ٹھیلے کا دن ہو ذرا اپنی اماں جینیا کی جا کے خیر تو لے دو کیا کرتی
ہونگی ہزار ہا پریزادین حور طلعتین ان پردے چلنون مین سے جھانک رہی ہین ہر طرف اٹھریان اٹھریان سنقراتی ہین گلستان
کھلا ہو زیر مکانات سر حوک ہزار ہا عاشق بیدل اور مشتاق جمال کوئی شجر فی تہمد لنگوٹے باندھے بیٹھے بیراگا اور مشت خار
ہاتھ مین پکڑے کتنے طوطی کے پنجرے لیے ادھر ادھر اشعار مشتاقانہ بصد درد و آہ پڑھتے نعرۂ عاشقانہ کرتے پھرتے ہین کوئی کہتا ہو
شعر فقیرانہ آئے صدا کر چلے ؛ میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے ؛ کوئی درد فراق اور شدت اشتیاق سے کسی اپنے محبوب مرغوب
کو یہ سناتا چلا جاتا ہو شعر سینکے ہوے کیجے ٹھنڈے اپنے دلکا ؛ سوز گیا نہ گلے ملے تم آکے ؛ پیارے اپکا بھی نوروز گیا ؛
کوئی کسی کرسے کے تٹ کھڑا ہوا کہہ رہا ہو شعر اپنی کھڑکھڑیون کے پٹ دونون برابر کھولدے ؛ دیکھ میرا حال باہر چلمن اندر کھولدے
کوئی زار و ناتوان عاشق خستہ جان مثل ہلال انگشت نماے عام اشعار لاغر تا استخوان ذرے ؛ تن شاخ خزان رسیدہ جیسے ؛
چہرے پہ غبار یون نمایان ؛ جون ابر تنک مین ماہ تابان ؛ شوریدہ سر و شکستہ احوال ؛ جامے ہین بدن قلم ہین بال ؛
کسی درخت کے تلے مثل ثمر پختہ پڑا ہوا ہے ہم کسی اپنے معشوق سے آنکھ لڑائے کہہ رہا ہو سوبر پر نہین اڑ کر کھائے پاس جو
آجائین ہم دل ہی دل مین کب تلک خون جگر اب کھائین ہم ؛ زخم دل اور داغ سینے کے کسے دکھلائین ہم ؛ دل کھجاتا ہی نہین کیونکر
اسے سمجھائین ہم پھوٹ جائین تیکے ہاتھ سے جو نکلے دم کہین ؛ خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین ؛ بیٹھے تماشا مین میلے والے
اور راہگیر حال اور قال اسکا دیکھ کر اور سنکر کہتے جاتے ہین سبحان اللہ شعر لوٹتے ہین خاک پر آنکھین لگی ہین سوے بام ؛ طالب
معراج ہین افتادگان کوے دوست ؛ کوئی شوخ چشم اپنے بالاخانے کے دریچے کا ذرا سا پردہ اٹھائے دیکھ رہی ہو ایک شخص اپنے
ساتھ والون آشناؤن سے اسکی طرف اشارا کر کے کہہ رہا ہو شعر اٹھا اٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین ؛ ہزار دلین وہ در پردہ راہ کرتے ہین
کوئی نازنین مہ جبین مہر تمکین ڈولی مین سوار ذرا سا پردہ ہٹائے جھانکتی میلے والون کی سیر بہار دیکھتی ہوئی چلی جاتی تھی
ایک شخص عاشق جمال اور فریفتہ تمثال اس عشوہ گر سحر انداز سراپا غمزہ و ناز کا ہو کر افتان و خیزان پیچھے پیچھے سواری کے دوڑتا
اور یہ شعر سنا سنا کے پڑھتا ؛ شعر پیچھے جائیگی سواری تیری چلے میری جان ؛ ہو کفن میرا یہی ڈولی کی چادر کھول دے ؛ ہزارون
اشراف زادیان پردہ نشین چالاکین او باشین خانگیان ڈومنیان بہوین بیٹیان اکثر درختون کے تلے سر راہ قناتین
کھڑی کر پردے چلمنین لگا کر بعضے بعضون نے چاندنیان جاڑ مین تان لی ہین پردے کر کے بیٹھی ہین نوگٹی چھپی جو
گنجیفہ شیر بکری کھیل رہی ہین بجاری عماری پاندان چاریان تحفہ تحفہ صندوقچے پاس رکھے آپسین اختلاط کی باتین
کر رہی ہین قہقہے مارتی ہین کوئی گا رہی ہو کوئی ڈھولک بجا رہی ہو کوئی ستار چھیڑ رہی ہو کوئی پائین کو ملا رہی ہو کوئی گھوری
بنا رہی ہو کوئی ڈلی کتر رہی ہو کوئی پھولون کے ہار پھولون کا گہنا پھولون کا طوق اور کل زیور پھولون کا پہن رہی ہو کوئی
بڑی بڑی بدھیان گلے مین ڈالے کر جھمکا زمین بوسہ لے رہی ہو بیٹھے ہو اور کوئی گلوریان تحفہ تحفہ بنا کے عطر مین بسا
کے چاندی کے خاصدان مین کسی اپنی ماما اصیل کے ہاتھ کسی کو بھیجتی ہو کوئی اپنی عزیز یگانون اور ساتھ والیون سے
پاس و لحاظ و شرم و حیا سے کسی اپنے مشتاق کو سنا کے یہ شعر پڑھ رہی ہو شعر اپنی تو وہ صورت ہو کہ جون بلبل تصویری
پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہو ؛ کوئی شوخ و شنگ نہایت گرما گرم کسی اپنے عاشق بے نام و ننگ کو بحال زار

جو ہری بچھوون بستو کی چھون کے اونکے پانو نٹے کر دن کی آواز سنے کیسے ہی کڑے سے کڑا سنگ دل ہو تو بے اختیار مانند
موم کے نرم ہو جائے اساوری اطلس کمخواب زربفت تاش کی لہنگے مشروع تافتے کے لہنگے پہنے بنارسی زرد سرخ دھوتیاں
ساریاں باندھے لہنگوں کو ہاتھوں پر اٹھائے ٹھوڑی سی تہنیاں شفاف رانیں آدھی کھلی ہوئی دوپٹے بیل کاری کے
دو رنگے کی چادریں سر سے اوڑھے آدھا منہ کھولے آدھا منہ ڈھانپے ہوئے کی سی کلائیوں میں ہاتھوں کی سبز سبز سرخ سرخ چوڑیاں
پہنے ہنستی مسکراتی پان کھائے چلی جاتی ہیں ایک عالم محو نظارہ جمال انکا ہو کر پامال انکی چال کا ہو رہا ہے بعضے کہتے ہیں شعر
او دامن اٹھا کے جانے والے ٹھمک ٹھوکر بھی تو خاک سے اٹھائے ۔ اشعار ان چوڑیوں کی سنتے ہی چھنکار دو دستی ۔ کھائی دل
مجروح نے تلوار دو دستی ۔ رسوائی عاشق سے تو واقف نہوا اور ۔ یاں بہ گئے نالے سربازار دو دستی ۔ کوئی کہہ رہا ہے
شعر او جانیوالے شخص تک اب مڑ کے دیکھے ۔ یاں بھی تڑپ رہے ہیں کشتگاں چار پانچ ۔ کچھ لوگ کسی مقام پر کھڑے
کہہ رہے ہیں شعر یاد کر اسکے چلے منہ پہ دوپٹہ ڈالے کمان جاتے سو بھلا او میاں جانیوالے ۔ ہزاروں چونے والیاں
بھی ناشپاتی کھنڈ سے نقال کشمیری بچے کلاونت بچے ڈومنی بچے جہاں تہاں ہر چوک کوٹھوں پر جماؤ کیے ڈھولکیں منجیرے
ساز سارنگیاں لیے اپنا اپنا جلسہ اور اکھاڑا جدا جدا جمائے دھوم میں مچا رہے ہیں زیر قبول خداوندی چوتھے لاکھ
سوار و پیادوں کی چھاونی پڑی ہوئی ہے چار سوئے بازار میں چبوترہ کوتوالی کے آگے سات ہزار عیار کمال نابکار فتور سے
زر لفتی پٹاپٹے سقرلاتی باندھے حلقہ ہائے کمند عیاری کلائیوں میں لپیٹے آتشبازی کے جھنڈے بیہوشی کے اور گولیاں
ہاتھوں میں پکڑے جوڑیاں خنجرونکی کمروں میں لگائے ڈفلے بجاتے جوتارے چھیڑتے شلنگیں بھرتے صلاح مشورے باہم
کر رہے ہیں اور اندرون چبوترہ کوتوالی معتبر گردم و ادسام زادہ حبشی عیار طاؤس حرمیں دونوں لقا کے بیٹھے ہیں اور
ایک شخص تاج مرصع پہنے بہت مغضوب صورت گوشہ نشین بیٹھے سپاہی لوٹ کوتوالی کے کوڑے مار رہے ہیں شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ نامدار نے کہ اب بھی سوداگرون کی صورت بہت منتشی وضع بنے میلے کی سیر کرتے جاتے تھے اس شخص پر
مار پڑتے دیکھ کر کسی سے پوچھا کہ صاحب یہ کون شخص ہے اور کس بات میں یہاں گرفتار ہو کر آیا ہے اور کس جرم کی تعزیر اسے
دیتے ہیں ایک عیار ان عیاروں میں سے جو صلاح مشورے باہم کر رہے تھے عمرو کو گفتگو اسکے مقدمہ میں کرتے دیکھ کر
نہایت تند ہوا اور کہنے لگا کہ ای شخص یہاں میلہ ہے تجھے اس تحقیقات سے کیا مطلب ہے عمرو نے کہا کہ صاحب آزردہ نہو میں
اسلیے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ شخص مجرم سرکار کسی کا قرضدار ہو تو میں اسکے عوض قرضہ اسکا ادا کرکے اس عذاب جحیم سے
اسے نجات دلواؤں مجھے حسنات ہوگا گردم عیار نے چبوترے پر سے یہ گفتگو جو سنی اور عمرو کی صورت سوداگرون
کی سی دیکھی تو وہیں سے کہنے لگا کہ ای خواجہ ماجرا یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نادیدہ خدا کے پرستاروں کا جو سردار ہے
اسکا عمرو نامے ایک عیار ہے اسکے سر پر تاج عیاری بہت پر تکلف اور گران قیمت میں نے دیکھ کر اس سے زیادہ تکلفات
کر کے اپنے واسطے ایک تاج تیار کرایا ہے اب فرق کیا باقی ہے کہ عمرو کے تاج میں کئی لعل اٹھارہ اٹھارہ مثقال کے
لگے ہوئے ہیں میں نے اس سوداگر بدذات سے کہا کہ مجھے بھی تو ایک لعل اٹھارہ مثقال کا تلاش کرکے لا دے
سو یہ بدذات ہر روز مجھسے وعدہ امروز و فردا کیا کرتا ہے اور لعل نہیں پیدا کرتا ہے اسواسطے اسے میں کوڑے مارتے
مارتے جان سے مار ڈالونگا عمرو نے پوچھا کہ داروغہ صاحب تم لعل کی قیمت دینے کا اقرار کرتے ہو یا زبردستی مفت
اس سے منگاتے ہو معتبر گردم نے کہا کہ ای سوداگر میں داروغہ نہیں ہوں میں طاؤس حرمیں لقا معتبر گردم عیار ملک شہر
مسائل کا ہوں میں باوصف ایسی حکومت کے اس لعلوں کو قیمت خاطر خواہ جو یہ مانگتا ہے وہ میں دیتا مفت نہیں لیتا عمرو نے کہا کہ
اگر معتبر صاحب تم قیمت دیتے ہو تو پھر اسکا عذر بیجا ہے میں آپکو انیس مثقال کا ایک لعل کیا حقیقت رکھتا ہے کہو تو دو لعل ابھی اسیوقت

یہیں دفعہ مو سوا ظلاق سال سال جبر کی راہ سے اس امید پر کہ لقا کا روے ناموافق آج دیکھینگے اور دعا ئیں ذنیں کے اس شہر میں ہمکنج وقتی ہر عمرو یہ حال سنکے بہت ہنسا اور تمام رات بآرام وہان بسر کرکے صبح کو یہ نکلے عزرا ئیل بھی یہ سیا اور یہ کیفیت دیکھی کی اور لقاے مشرک خدا کی فرود گاہ کی ٹہیہ آون وہان سے باہر نکلا اور ایک گنوار دیہاتی کی شکل بنا کر ذیل طویل القامت گنوار کے سے ہاتھ پانوں ایک انگوچھا لپیٹی ایک دو ہتہ کا گیرا سر سے لپٹے تھوڑے بدن چپڑا ہوا اشلوکا پہنا ہاتھ پر کڑا پاؤں میں بیچ لوہا بند عالیہ کا ندھے پر رکھے سالنڑا رکھ ادوچار دانے چیچک کے منھ پر اس تیل اور بیرنی سے میلا دیکھتے جیسے ہوا زمین گھسنے چٹ زیر قبول صحراے محشر میں آکے ایک بہت اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا اور سامنے دریچہ جہان نما کے نہایت شوش اور مغموم سرجھکا کے بیٹھ رہا ناگاہ ایک گرغیبی قوی ہیکل تنومند بلند و نہایت خائف نسل کر اسنے لقاے مشرک خدا سے فرشتہ روزی رسان خطاب دیا ہوا اس ٹیلے پر چڑھ آیا اور عمرو کو مغموم اور مدہوش بیجا دیکھ کر پوچھنے لگا کہ ای بندۂ خداوند لقا تو کون ہے اور یہاں مغموم اور ماندہ و حزین اپنا مسکین بنا کیوں بیٹھا ہے جو تجھے تلاش رزق اور حاجت دنیا ہو وہ مجھسے مانگ سے میں فرشتہ روزی رسان خداوند سجدہ ہوا ملک باختر کا ہوں عمرو سنکر روے اور بہت سی اپنی محتاجی اور مفلسی ظاہر کرکے کہا اشعار فاقت پہ فاقے کرتا ہوں شدت سے بھوکی کی بیلوں کی طرح رہتا ہوں تمکنون لوچ شکے بلاور حال تنگدستی و محتاجی یہ ہو رہا ہے جینے کو مرنے سے بدتر جانتا ہوں کہ مجھے کچھ ایسا دے کہ میری مفلسی رفع ہو اُس فرشتہ روزی رسان نے پانچ تھیلیاں اشرفیوں کی عمرو کو دے کر کہا کہ ابھی سال میں الفعل تو خداوند نے تجھے یہ زر نقد واسطے صرف قوت کے تقدیر کردیا سو تجھے میں دیتا ہوں اور آگے پھر جو تیرے لیے وہ تقدیر کریگا جہان تو ہوگا وہان پہونچا دونگا یہ کہکے وہ چلا گیا عمرو سے وہ پانچوں تھیلیاں اشرفیوں کی نذر زنبیل کرلیں اور پھر وہیں بیٹھ کے تماشا میلے کا اور بھیڑ میلے والوں کا دیکھنے لگا یکایک ایک شور دم الشور اٹھا اور چار طرف غل ہوا کہ یا خداوند یا خداوند عمرو نے گھبرا کر جو اُس دریچہ جہان نما کی طرف خیال کیا تو دیکھا کہ لقاے مشرک خدا نمرود شاہ باختری مردود آکر اُس کھڑکی میں سے سر نکالے بیٹھا ہے اور از غرب تا مشرق اور از جنوب تا شمال فرسنگوں تک لکھو لکھا آدمی کروڑ ہا مرد و زن امیر اور فقیر ادنی اعلی شاہ و گدا صغیر و کبیر برنا و پیر اہل حرفہ بازاری دکاندار پیادہ سوار اشراف اجلاف اور جتنے زمیندار گنوار رعایا برایا ٹھاکر راؤ راجے بابو منتو چودہری قانونگو اقعدار و کتھا میں سب او نہے زمین پر سمت دریچہ جہان نما پڑے ہوے ایک کے چوتڑ پر ایک گرا اس پر جسے وہ سجود میں کوئی دست بدعا اور کیے کہتا ہے کہ یا خداوند میرے اولاد نہیں مجھے بیٹا عطا کر کوئی سخرا پکارتا ہے کہ یا خداوند مجھے دولت دنیا سے مستغنی کر کوئی کہتا ہے کہ مجھے عارضہ جسمی سے صحت دے کوئی کہتا ہے کہ میری حرمت دشمنوں کے ہاتھ سے بچا یہ سب تماشا دیکھ کر عمرو کی عقل دنگ ہوگئی اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ سبحان اللہ کیا کہے بیوقوف جمع ہیں مصرع آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت جو اُس گرغیبی فول پیکر خبیث بادیہ ضلالت علیہ اللعن والعذاب کو سجدہ کرتے ہیں توبہ اور استغفر ربی بے ساختہ جو اوپر عمرو کی آنکھ اٹھ گئی تو لقا کی داڑھی کو دیکھا کہ کیسی گزبھر داڑھی کا خوب کنگھی کیا ہوا بال بال صاف اور شفاف جدا جدا گوہر شاہوار اور لعل شبچراغ اور یاقوت اور زمرد اور پکھراج اور فیروزہ اور الماس بے بہا ان ہر دون میں پرو دیا ہے عمرو ایسا جواہرات لقا کی داڑھی میں پرویا ہوا دیکھ کے زیادہ تر بیتاب ہوگیا اور پانی منھ میں بھر آیا دل میں کہتا تھا کہ افسوس صد ہزار افسوس یہ فلک کج رفتار اور گردون غدار اشعار یا پر جنسہ فاد پر تحقیق حد دوسے در دو

خار کے سر پر کرے وا دامن گل کا سائبان	خس کو موتی جگہ دا ہر صدا یہ بے تمیز	پوست کھینچے ہر نہ دا دے سائے شجر کو
بیل کھینچے دیدۂ بینا میں یہ تاریک خفقان	پر کرے کحل الجواہر لیکے چشم سرمہ دان	تا کجا کیجے بیان اس سفلۂ گردون کا ظلم
ایک ڈھیرے پر نہیں کا ہے چنین بے جا	ہم تو روز دو پیسے کو محتاج ہیں اور اس مشرک خدا لقا کی داڑھی میں یہ جواہرات	

ہفت اقلیم کی سلطنت کا پروانہ ہو واہ واہ غرض بہت سا افسوس کر کے ایلچی شاہ عیاران عیار نے کہا کہ یا حضرت
خواجہ خضر علیہ السلام اسوقت میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اگر یہ لولا داڑھی کا لقا کی مع تمام ان جواہرات کے میرے ہاتھ لگے
تو زیادہ تو مجھ میں استعداد اور مقدور نہیں ہے مگر یہ سمجھئے کہ کار دنیا بدون کچھ خرچ کیے کسی سے نکلتا نہیں لہذا سو اشرفی کی نذر
کی نیاز کی میں دلوا دونگا اپنی اوقات موافق گویا میں نے بڑا کام اور بڑا حوصلہ کیا ہے مگر عند اللہ آپ میرے حق میں جناب باری
سے دعا کیجیے اور یہ جواہرات لقا کی داڑھی کا مجھے دلوا دیجیے اور میں سعی اور تلاش میں کوتاہی نہیں کرتا لیکن بعد اس دعا مانگنے
کے اب عمرو نے ان دعا مانگنے والوں کو کہ جو فرشتوں تک اوندھے پڑے سربسجود تھے لقا سے دعائیں مانگتے دیکھا پہلے
ولیکن خیال کیا کہ ای عمرو کچھ تو بھی اس علیہ اللعن لقا سے مشرک خدا کو لطف دکھا شاید اسی عیاری سے وہاں مطلب حاصل ہو جائے
یہ خیال کر کے اپنا لنگوٹا کھول ڈالا اور برہنہ اور عریان ہو کے اسکی طرف منھ کر کے کھڑا ہو رہا ایک مرتبہ لقا نے جو دور سے اسطرف کو
دیکھا کہ ایک گنوار دیہاتی ننگا دھڑنگا کھڑا ہوا ہے اور سجدہ نہیں کرتا آگے اپنا سر دریچہ جہاں نما سے اندر کھینچ کر پٹ دریچے کا بند کر لیا
اور دم بھر پیچھے کھڑکی کو کھولکر جو دیکھا تو پھر عمرو برہنہ نظر آیا اسوقت لقا سے مشرک خدا کو بیحد غیظ طاری ہوئی اور
نہایت درہم و برہم ہو کر پکارا کہ ای جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ جلد آ یاقوت شاہ قریب آکے حاضر ہوا لقا نے کہا کہ ای جبرئیل درگاہ
میں نے تجھے اپنے نور قدرت سے پیدا کیا اور فرشتہ مقرب خاص جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ کے نام سے نامور کیا ہے تو اسوقت کچھ لوگ
اپنے ہمراہ لیکے جا اور وہ جو بندہ مغضوب و رشت سامنے دریچہ دیوان خانہ کے کھڑا ہوا ہے اسے گرفتار کر کے میرے پاس لے آ حسب الحکم لقا کے
یاقوت شاہ غیظ و طیش میں بھرا ہوا تازیانہ ہاتھ میں لیے تخت طاؤس پر سے اترا اور کچھ لوگ مسلح اور مکمل اپنے ہمراہ لیے اس تکیے
پر عمرو کے پاس پہونچا اور ایک تازیانہ عمرو کو ننگا کے کھینچ کر لگا کر او بدذات یہ حرکت گستاخانہ تو بحضور خداوند لقا کر رہا ہے جلد
اپنے لنگوٹے کو باندھ عمرو نے کہا کہ صاحب تم چاہو مجھے حلال کرو تو میرا گلا کاٹ ڈالو لیکن میں تمہارا کہنا کبھی نہیں مانونگا نہ
لنگوٹ باندھونگا اسی طرح سے ننگا دروازہ پر کھڑا رہونگا اور اسی طرح ہزار ہزار دفعہ لاکھ سجدے خداوند لقا کو کرونگا منتی چرودی سے
اپنے خداوند سے پاؤنگا یاقوت شاہ نے ہر چند بسہولت اور آشتی اور بدرشتی و سیاست عمرو کو سمجھایا اور منع کیا کہ تو ایسی گستاخی
خداوند لقا سے مت کر غضب نازل ہوگا لنگوٹے کو باندھ لے عمرو نے نہ مانا تب یاقوت شاہ نے عاجز اور ناچار ہو کر کہا کہ یہ گنوار
بڑا بیوقوف ہے اور بیعقل اوندھی کھوپڑی ہے کسی طرح کسیکا کہنا اور سمجھانا نہیں مانیگا اسے میں خداوند کے پاس لیے جاتا ہوں چاہے
اس پر وہ مہربانی کرے چاہے قہر کرے میں بدون تقدیرات خداوند کے نہ اسے قتل کر سکتا ہوں کہ اس گستاخی کی اسے تعزیر دے
اور نہ اسے چھوڑ جا سکتا ہوں یہ کہکے عمرو کو گرفتار کر کے یاقوت شاہ زیر قیلول خداوندی لایا اور وہاں عمرو کی آنکھوں میں
پٹی باندھ کے قیلول شمسی پر جہاں تخت گاہ لقا سے مشرک خدا کے آگے حجاب قدرت پڑا ہے اور اٹھارہ سو پیغمبران مرسل اور
نامرسل اور جلوہ داران قدرت اور ستونان درگاہ لقا اور بادشاہان اقالیم مالک تاج و دیہیم دست ادب بستہ زانوؤں پر بیٹھے ہیں
وہاں یاقوت شاہ نے عمرو کو لیجا کے سنگ سیاہ پر قدم رکھا اندر سے آواز پیدا ہوئی کہ ای جبرئیل قدرت فرشتہ مقرب خاص
چہ تقدیرات کردیم یاقوت شاہ نے عرض کی کہ وہ بندہ گستاخ جو روبروے دریچہ جہاں نما اس تکیے پر گستاخ ننگا کھڑا تھا بحسب
تقدیرات خداوندی اسے گرفتار کر کے لایا ہوں لقا نے کہا تقدیر کردیم کہ اسکی آنکھوں میں پٹی باندھ کے برابر حجاب
قدرت کے روکے کھڑا کر دے یاقوت شاہ نے اسی صورت سے عمرو کو برابر حجاب قدرت کے کھڑا کر دیا لقا نے پوچھا کہ ای بندۂ
گستاخ یہ کیا حرکت نالائق تو کرتا تھا عمرو نے جواب دیا کہ گسائیں موری آنکھیں تو مندی ہیں کیا جانوں کہ گسائیں اور مالک ان
پھر جب تک گسائیں اپنے مالک سے مورا سامنا ہوئے تب میں اپنا حال کہوں لقا نے حکم دیا کہ اسکی آنکھیں کھول دو اور حجاب
قدرت میرے سامنے سے اٹھا دو کہ یہ بندہ میرا اپنے خداوند حقیقی کو دیکھ کر سجدہ کرے اور اپنے اقوال نازیبا اور افعال ناسزا سے بچیگا

آنکھوں کی پٹی کھولکر کہا کہ ای بندۂ گستاخ سجدہ کر عمرو نے دیکھا کہ نظر اور منظور اور معقول و منقول وغیرہ خوبصورت خوبصورت نوجوان نوجوان
چند لونڈے کہ گروہ فرشتگان مقرب درگاہ مشہور ہین چپ و راست کھڑے ہوئے ہین اور تخت پر لقاے مشرک خدا بیٹھا ہی عمرو نے
سجدہ تو نہ کیا اور وہی حرکت گستاخانہ کی لقا نے نہایت غیظ و طیش مین آکے کہا کہ او بندۂ گستاخ یہ کیا تیری شامت آئی ہی ابھی تجھے
دوزخ ہاویہ مین ڈال دونگا عمرو نے کہا کہ گسیان تو میرا مالک ہی تجھسے کوئی بات ظاہری اور باطنی مخفی اور پوشیدہ نہیں پہلے میری
فریاد سن لے پھر جو تیری خوشی ہو کرنا مین فلان ملک مین جو فلان قصبہ ہی وہان کے زمیندار کا بیٹا ہون اور وہان اس گانون کی
یہ رسم ہی کہ جو قومی جسیم ہوتا ہی اسکو اپنی بیٹی دیتے ہین اور جو کمزور اور پست قد ہوتا ہی اسکے ساتھ کوئی اپنی بیٹی کی شادی نہین کرتا
اور مین ایک برادری کی لڑکی پر عاشق ہون اور چاہتا ہون کہ میری شادی اسکے ساتھ ہو لیکن چونکہ قد آور نہین ہون اسلیے
تیرے یہان آیا ہون کہ تو گسیان مالک ہی دنیا کو تو پیدا کرتا ہی کسی کو دولت دیتا ہی اندھے کو آنکھین کوڑھی کو کایا بانجھ عورت کو
بیٹا غرض جو کوئی تجھسے جو مراد مانگتا ہی اسکی مراد ملتی ہی میری مراد یہی ہی کہ تو گسیان میرے جسم پر ذرا اپنا یہ قدرت پھیرے کہ موٹا ہو
اور بڑھ جاؤن اور یہ قدرت خداوندی کی سب عالم پر ظاہر ہو اور وہ میری جورو مطلوبہ اور مرغوبہ میرے ہاتھ آئے لقا نے اپنا ہاتھ
پھیرے کہا کہ یہ وجہ گنوار ہی اسکی عقل اور فہم مین مین نے اسی طرح تقدیر کی ہی اسکا کچھ قصور نہین یہ بندۂ خاص نخاص پیارا ہی ایک
حکم نامہ اس ملک کے بادشاہ کو لکھ بھیجو کہ وہ اس زمیندار سے کہدے کہ اس لڑکی کی شادی اسکے ساتھ کرادے اور کوئی عذر اور
حیلہ درمیان مین نہ لائے عمرو نے کہا گسیان اگر وہ بھگے حاکم نے زبردستی اسکے ساتھ میری شادی کرادی تو میرا مطلب کچھ نہ نکلا
کیونکہ وہ میری معشوقہ تو مجھسے کبھی راضی نہوگی اور نہ میرے جی کو تیری خداوندی کی طرف سے اعتقاد زیادہ ہوگا جب تک تو اپنا یہ
قدرت میرے جسم پر پھیرکے نہ بڑھاویگا لقا نے کہا اچھا جا کچھ روز مین بڑھا دونگا عمرو نے کہا تو گسیان مالک ہی جب تجھے میری
مراد ابھی نہ دیگا اور قدرت اپنی مجھے نہ دکھائیگا تو اب مجھکو تو چاہے دوزخ مین ڈالدے چاہے تو بیر گا کٹوا ڈال لیکن مین اپنی غرض
کو ندیدہ نہ سے آسمان کی جانب کے آج سے پوجا اور پرستش کرونگا لقا نے جو یہ گفتگو عمرو کی سنی تو اوس مشرک خدا علیہ اللعن کو
یہ کہان گوارا ہی کہ میرا بندہ اور کی پرستش کرے نہایت عاجز اور ناچار ہوا اور بہت پیچ و تاب کھا کے کہنے لگا کہ بیر جانے کا لٹھ
اوندھی کھوپڑی کی بے عقل کا گنوار ہو ذرا اسے میرے پاس لاؤ عمرو وہین دوڑتا آگے بڑھ گیا لقا نے اپنا منہ پھیرکے عمرو کے
جسم پر اپنا ہاتھ رکھکر کہا بس جا عمرو نے شور و غل مچانا شروع کیا کہ واہ واہ گسیان واہ واہ میرے مالک کیا کہنا تیرا وہ دیکھو میرا
جسم بڑھ گیا تو نے جو اپنا یہ قدرت اسپر پھیرا تو پیچ و خم وہ ہاتھ بڑھ گیا اب مین تیری قدرت کا قائل ہوا لقا نے کہا جلد اسے یہان
سے لیجا کے فیلوں سے اتار آؤ فرشتگان مقرب نے پھر عمرو کی آنکھون مین پٹی باندھکر جھٹ پٹ فیلوں پر سے اتار کر
باہر نکالدیا اور عمرو کی آنکھ کی پٹی کھولدی عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا اور دولت فیلوں کی دیکھتے ہی عمرو کی رال ٹپکی
پڑتی ہی کہتا ہی کہ ہاے کیونکر مین یہ سب مال اسباب نقد و جنس یہان کا لوٹ کر اپنی زنبیل مین رکھلون اور جھٹ پٹ شاہزادہ
بدیع الزمان کی خبر لیجیے یہان سے بھرون اور گاؤ لنگی گاؤ سوار سے شرط جیت کر سال بھر کا خراج ملک بربر کا لون
غرض عمرو تو اسی فکر و تدبیر مین ہی اب اسکو تو یہین رہنے دیجیے

جنبک دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکرشکن کے بیان کیے جاتے ہین

اوسوقت گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش کو خبر پہونچی کہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے قلعہ شکستہ حرمان
دیوکش مین جاکے اپنا دخل کر لیا اور وہ جو خزینہ اور دفینہ کئی برس سے خراج کل باختر کے سیم و زر کا اس قلعہ مین تھا
سب پر قابض اور متصرف ہوا اور اہرمن وسارنج دونوں قلعہ دار وہان کے کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہوگئے اور

اب مطیع اور فرمانبردار بدیع الزمان کے ہوکے قدردانی اس فاحی کی کرتے ہیں گنجاب یہ سنکر حالت اضطراب میں مغموم اور
اندوہگین تھا اور ابھی کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ چند اشخاص سراسیمہ اور مضطر بارگاہ گنجاب میں باریاب ہوکر منتظر اس حال کے ہوے
کہ یا پیغمبر مرسل شاہزادہ بدیع الزمان سے حارب خونریز اور ضارب خونریز حاکم درہ خونریز جاکے ملگئے اور بدار دو جبر
بطیب خاطر اپنے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوگئے اور بدیع الزمان کو بطریق دعوت اپنے ہمراہ درہ خونریز میں لیجا کے جتنا کہ خزانہ
وہان تھا سب بدیع الزمان کی نذر کیا اور ابھی تک بدیع الزمان وہان جشن نشاط اور تجمل رقص و سرود میں بیٹھا جام صہبا کے
عیش وانبساط سے مدہوش اور بادہ نوش ہو بس یہ حال سنکے گنجاب کا پھر تو یہ حال تھا کہ شل مار سردم بریدہ ہر دم ہزار
پیچ و تاب کھاتا تھا اور کف افسوس ملکے کہتا تھا شعر کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت ۔ یارب از مادر گیتی بچہ طالع زادم
آخر کے شدت رنج و تعب سے بہزار غیظ و غضب جانب ہلیل دراز ترکیب متوجہ ہوکے کہا کہ اسیوقت چالیس ہزار سوار
اپنے ہمراہ لیکے برسر بدیع الزمان سمت درہ خونریز جا اور ان دونوں نمک حرام مفسدوں حارب خونریز اور ضارب خونریز
دشمنان خداوند لقا کو اسیر اور دستگیر کرکے و بدیع الزمان کا سر کاٹ کر میرے پاس لا حسب الحکم گنجاب کے ہلیل دراز ترکیب
فوج چالیس ہزار سوار سمت درہ خونریز روانہ ہوا اور بعد کوچ کر جانے ہلیل دراز ترکیب کے از بسکہ گنجاب کو طاقت
صبر اور ضبط کی نہ رہی تو بیش خود یہ تجویز کرنے لگا کہ مجھے میرے ملک اور میرے گھر بار کی تباہی بربادی ہوئی سب اس خانہ
خراب میری بیٹی گوہر ملک کی ذات سے ہوئی بہتر ہے کہ اس شوخ دیدہ گیسو بریدہ گوہر ملک کو چار باغ ملک حرمان
سے مع فضل بن گیا ہو اور ارباب باختری وغیرہ نمک حراموں کے گرفتار کر لاؤن اور ان سبکو بسزائے اعمال پہونچاؤن
تو بعد اسکے جیسا محل اور موقع ہوگا بدیع الزمان سے سمجھ لونگا غرض یہ کہ گنجاب بھی لشکر فراوان اور فوج وسپاہ بیکران لیکر از ششخ
جنگ مثل مور و ملخ کے لگاتار نکارہ پیٹ دے اور سوار نظر آتے تھے سمت چار باغ ملک حرمان دیو کش روانہ ہوا دوسرے روز دوسری
منزل میں ایک عیار شاگردون میں سے سنجانی عیار کے گرد میں آلودہ پسینے میں غرق روڈ ہوا سامنے گنجاب کے آیا اور دعا
و ثنائے گنجاب میں یہ رباعی پڑھی رباعی تو نفرخراسانی دنیا ساقطا زندہ ۔ گوہر بہمن داری در اساقطا زندہ روزان شبان
رحق لقاے خواہم ہر کجب دہرت خدا و باسقطا زندہ پیغمبر صاحب کی عمر دراز ہو بیٹے جو آپ کے سمت ملک بربر تشریف لیگئے تھے
سو وہ واسطے مراجعت زنانے کے مع ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان اور ملک بختیارک شوہر کا زمین فلان تلم لب
دریا آ ہو پنچے ہیں گنجاب نے جو یہ سروش راحت فروش اپنے بیٹون کے آنے کا سنا تو زود سرور اور جوش خون پدری سے بیتاب ہو
نے لگا کہ اب چلکے جا کے لب دریا اپنے فرزندون سے ملاقات کرون اور انھین سے تو میں اس بہانے سے گویا استقبال ہرمز
اور فرامرز بن نوشیروان کا بھی ہو جائیگا بعد اسکے چار باغ پر فوج کشی کرونگا اور ملکہ گوہر ملک کو پکڑ لاؤنگا غرض یہ کہ گنجاب
نے اپنی تمام فوج وسپاہ کے سمت دریا واسطے اپنے تینون بیٹون کے دیکھنے اور ملاقات کرنے اور پیشوائی اور استقبال ہرمز اور
فرامرز بن نوشیروان کے جاتا ہو اب آگے دیکھیے کیا ہو

اب شمہ داستان فطرت بیان ہمراوج عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری سے بیان کی جاتی ہے

کہ جب عمرو لقا سے مشرک خدا سے لبیاری اپنے جسم پر ہاتھ رکھواکے پھرا اور فیترلون پر لوگون نے عمرو کی آنکھون پر پٹی باندھکر
نیچے اتار دیا تو عمرو اور شکل اپنی بناکے سیر کرتا سر چوک چلا جاتا تھا کہ سامنے سے ایک سواری نمود ہوئی عمرو نے دیکھا ایک
لڑکا بہت خوبصورت برس پندرہ سولہ ایک کا سن وسال سراپا حسن وجمال کج بہت عیاری منصا کچھ لگا ہوا سر پر رکھے انگرکھا
شبنم کا گلابی رنگا ہوا بہت چست پہنے زو پٹہ پٹکا لگا ہوا کمر سے باندھے پائجامہ اطلس کا کار چوبی یاقوت احمر کے

سرخ سرخ بوسے اور زمرد کی بیل اور پتیان بنی ہوئین گھونگرو دار پاؤن مین پہنے جوتہ مٹ بانی رو تین اشرفی کا ایک جوڑ لیسی ذکی گر
مین گھونٹے ایک سرکب باد پا گلگون عذار بازین و لجام مرصع کار اور دیکھی پونہ کی ساز و یراق سنگل جواہر پر سوار
سو سوا سو مردہ چوبدار عصا بردار نقیب ہزار بارہ سو خاص بردار پانچ ہزار سوار بڑے بڑے رسالدار سپہ سالار جلوس
سواری کا ہمراہ لیے بڑے ایک شان و شوکت سے گھوڑے کو چکاتا کراتا چلا آتا ہے اور دو چار سو امیرزادے شہزادے
وزیرزادے مقربان درگاہ تھا اپنے اپنے گھوڑون پر سوار گرد و پیش ہیں کہ باتین کرتے چلے آتے ہین عمرو نے لوگون
سے پوچھا کہ صاحبو یہ کون صاحب ہین لوگون نے کہا کہ یہ ایک کتخب کا وزیر طیفور زر نواز اسکا نام تھا منظور نظر خداوند
لقا ہو گیا خداوند نے مقبول پری چہرہ اسکو خطاب دیا اور معشوق اپنا گردانا اب اسکا یہ رتبہ اور مرتبہ ہو کہ بیچ و ہزار
ملک باختر کے امیر امرا شاہ و گدا اسکی بڑی عزت اور توقیر کرتے ہین اور دست نگر اسکے رہتے ہین جو یہ کہدے وہی
خداوند باختر تقدیر کرے عمرو نے جی میں خوب یہ تجویز کی کہ عیاری تو خوب سوجھی ہے پڑ نہ شروع کی جھٹ پٹ ایک سو قدم
آگے جاکے زنبیل پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ یا داتا آدم میری صورت ایک مہنت کی ہو جائے ساتھ معجزہ طلب کرنے
کے اب عمرو نے آئینہ میں دیکھا کہ مین ایک مہنت کی صورت برس اسی پچاس کا سن رنگت سرخ و سفید میدے اور
شہاب کی سی توند یعنی پیٹ کا مندا بہت بھاری ایک گیروا تہ باندھے گیروی چادر اوڑھے سر کے بال سب غائب چٹ بال
گھٹی ہوئی پلکین بھوین ریش و بروت سب سفید ہین پھر تو عمرو زنبیل سے جوڑی زر کی نکال کے ایک دکان مین
جا بیٹھا اور بکمال داؤدی اس غزل کو زمین گانے اور بجانے لگا غزل

زلف کر کسی تم مین اپنے ہما ہو جائینگے
چشم کرسے خاکسارون کو نہ دیکھا چاہیے
گریہ ہی تو مرے سب روزے قضا ہو جائینگے
منع کیون کرتا ہے ناصح آہ و زاری سے ہمین
رفتہ رفتہ ہم کسی کے مبتلا ہو جائینگے

ہر گل تو ہو خواب رحمت پر غضب اک ور
آج ہین محتاج کل حاجت روا ہو جائینگے
چشم وحدت بین کا سرمہ ہونگے ہم زار و نحیف
ہے کسے ان خوش تھے وہ جواب نما ہو جائینگے

گر فرو تنا کسان سے آشنا ہو جائینگے
لیجیے کیسے آشنا سے جدا ہو جائینگے
لوگ کہتے ہین کہ روزہ ہو مسافر پر حرام
آسیائے چرخ مین جب سرمہ سا ہو جائینگے
اگر یہی شوق خیال موشگان ہر اک ہوس

تو یہ عالم ہوا کہ ہزار بارہ سو راہ گیر اور حرفہ پیشہ بازاری دکاندار زن و مرد ادنی اعلے
شاہ و گدا صغیر و کبیر غرض سب صدا سے زمین کے گو حیرت ستے کی صورت جہان کھڑے تھے وہین محض بے ہوش اور خود رفتہ ہو
کھڑے او بیٹھے جس حالت مین تھے اسی طرح سے رہ گئے شور ہوا بند ہو گیا ہر گھڑی سب احوال بھول گئے جانور اپنا بھول
درختون سے لگ لگ کے بادصبا کی وجد مین بہتے واہ واہ رہاتے بند ہو گئے اسقدر بھیڑ آدمیون اور راہ گیرون کے
رک کر کھڑے ہو رہنے سے ہو گئی تھی کہ سواری طیفور زر نواز کی رکی اور آواز بانسری کی جو طیفور کے گوش زد ہوئی
تو ایک بے کلی سے اسکے دل کے پار ہو گئی کلیجہ پکڑ کے رہ گیا اور اپنے نوکرون ساتھ والون سے پوچھنے لگا کہ یہ بھیڑ بھاڑ کیسی ہے اور
یہ زر نوازی کون کر رہا ہے لوگون نے کہا کہ ایک بوڑھے مہنت جوگیشر ہین کہ وہ بیٹھے بانسری بجا رہے ہین اسکے دھنون اور
بانسری کی سننے کو یہ سب لوگ بھیڑ لگائے کھڑے ہین طیفور کا یہ حال تھا کہ زر کی آواز سنتے سدھ بدھ دل گداز ہو گیا
کہ آنسو نہین تھمتا تھا اور کلیجا مسلا جاتا تھا نہایت بیتاب ہو کر جھٹ پٹ وہین گھوڑے پر سے کود پڑا اور پیادہ پا اس طرف
کو دوڑا چوبدار مردہے عصا بردار اور بڑے بڑے امیر امرا آگے پیچھے داہنے بائین لوگون کی بھیڑ بھاڑ کو ہٹاتے اہتمام
کرتے غرض ہزار دشواری جبکہ اس دکان تک جہان مرشد کامل زر نوازی کر رہے تھے پہونچے تو طیفور حضرت مرشد کامل کے سامنے
عمرو کے اپنے دونون ہاتھ با ادب باندھے کھڑا رہا مگر مرشد کامل جو اپنے آنکھین بند کیے مصروف زر نوازی تھے خلق خدا ہو
اور نہ آنکھ کھولکر دیکھا کہ کون آیا اور کون کھڑا ہے ایک گھڑی بھر کے طیفور نے جب طاقت ضبط نہ دیکھی تب دوڑ کر عمرو کے

قدمون پر سر رکھا اسوقت عمرو نے آنکھ کھولی اور طیفور [illegible] گھر لگر کہا بیٹھ جا اور یہ کہکے پھر کوئی ساعت بھر بانسری
بجا کے رکھدی اور طیفور [illegible] اور یہ بات کیونکر آیا اُسنے کہا کہ شاہ صاحب میرا نام
طیفور ذولنواز معروف و مشہور [illegible] پیدا ہوا ملک باختر کا ہوا ہون خداوند نے مجھے
مقبول پری چہرہ و خوب [illegible] سے ذرا اپنے گھر کو جاتا تھا یہان آپ کی نے کی دھن
اور آواز سنکے مین [illegible] نوازی مین مجھے بھی شاگرد اپنا تو کیا تھا جو مین کہون کیجے
لیکن اپنا ایک [illegible] مضائقہ دوا جن ڈھونڈھتا اُن پا یہان لگے پانی پیتے
خدمت سے [illegible] مجھکو کیا آگاہی فقط یہ قدرت خداوند تعالی کی ہے ان مگر
جو کچھ [illegible] نے پالکی منگا کے کہا مین امیدوار ہون کہ آپ چند روز
میرے [illegible] بدل و جان منظور ہے قصہ مختصر یہ کہ عمرو کو پالکی مین
سوار کرکے طیفور ذولنواز [illegible] اور کئی سو امیر امرا بڑے بڑے رسالدار اور سپہ سالار
جب طیفور ذولنواز معشوق خداوند تعالی کا [illegible] ہو کے گھوڑون پر سے اتر پڑے اور ساتھ ساتھ
طیفور کے پیچھے [illegible] عمرو [illegible] کہ تو بھی سوار ہو مگر طیفور نہین مانتا تھا آخر کار عمرو نے
بہت سا کہکے طیفور کو گھوڑے پر [illegible] طیفور عمرو کو لیے اپنے مکان مین آیا اور بڑی دھوم سے عمرو کی دعوت کی
تیاری مین مصروف ہوا [illegible] اور ہفت ہزاری اور بارہ ہزاری وہ وہ کہ جو بادشاہان
ذی شان کے یہان نہین جاتے تھے اور بڑے بڑے [illegible] تھے کچھ تو پاس آداب اُسکے رتبے اور مرتبے
کے کچھ بجا لائے کہ یہ خداوند کا معشوق اور منظور نظر ہے کچھ ایسے تھے کہ ہزار جان و دل سے اسکی صورت کے فریفتہ اور
شیفتہ تھے بسبب وابستگی طبیعت [illegible] آئے اور شریک محفل رقص و سرود ہوئے تھاپ طبلون پر پڑی
مجیرون کی آواز لہرا سارنگی کا [illegible] گانے لگی شعر ہولی گانے والون کی اک دھوم دھام تھا شائقون
کا ہوا اژدہام ہوئے اہل رقص و طرب کے [illegible] کرنے پروانے پابوس شمع، طیفور ذولنواز نے دست ادب باندھکر
عرض کی کہ یہ فدوی امیدوار [illegible] ذرا آپ [illegible] کیجیے یہ ساری صحبت مشتاق ہے دو چار بول بجا کے اُنکے دلون
کو خوش کر دیجیے اور مجھے کچھ بتا دیجیے عمرو نے [illegible] شعر مرحوم دولت بیدار ہے ؛ بار مسیحانہ کشند ہر خرے
مین چاہتا ہون کہ تو منظور نظر خداوند ہے اور تو متحمل اس بارگران کا ہوسکیگا اس لیے مین نے تجھسے وعدہ کیا اور اقرار کیا تھا
کہ مین تجھے کچھ بتلاؤنگا لیکن اس بلوے مین نہین کوئی لحظہ بھر تخلیہ کی صحبت مین چلکے بیٹھ فقیر کوئی کلاونت قوال مطرب
ڈھاڑی گویا نہین ہے حال خداوند تعالی کا نام اس نے کے پردے مین سے لیتا ہے فقیر جو کچھ جانتا ہے وہ تجھے بتا دیگا طیفور
نے کہا پھر توقف کیا ضرور ہے کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑکے محفل سے اٹھ کھڑا ہوا اور علحدہ ایک صحنچی مین جا کے مسند پر عمرو کو بٹھا
اور آپ با ادب سامنے بیٹھ کے کہنے لگا کہ اب جو ارشاد ہو مین بجا لاؤن عمرو نے کہا لاؤ گلابی شراب کی طیفور نے جلدی
سے ایک گلابی خون کبوتر عقیق احمر کے رنگ کی اور ایک جام زمردین لے عمرو کے سامنے رکھدیا عمرو نے گلابی کو اٹھا
کے شراب کے [illegible] جنسنے مین ایک چٹکی بیہوشی کی اسمین ملا دی اور پیالے مین بھر کے جیسے منھ ذرا اپنے منھ سے لگا کے
طیفور ذولنواز کو وہ پیالہ دے کر کہا کہ [illegible] اگر یہ جام تو نوش کرے زمین و آسمان کے ساتون طبقون کا حال تجھپر روشن ہو جاوے اور
جو کچھ سارا تا سین بجو باوے اور دھونا نک کو بھی خواب مین بھی تال اور بھید اس گانے مین نہ سوجھی ہوگی اُسکی تجھ
اسوقت ایک پیالے کی پینے سے سوجھ بوجھ ہوجیگی طیفور نے جلدی سے وہ پیالہ شراب بیہوشی آغشتہ غٹ غٹ کرکے

پی لیا اور پینے کے ساتھ ہی ایک دم غش ہو کر بیہوش ہوا اور چکر کھا کے تڑاق سے زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا عمرو نے جھٹ پٹ اسکا پشتارہ باندھ کے ایک تخت کے نیچے ڈال دیا اور رنگ و روغن عیاری کا ہٹا کے آپ ہو بہو طیفور زلفواز کی شکل بنکے باہر نکل آیا اور تمام محفل والوں اور اپنے نوکروں کے سامنے تعریف اور توصیف مست جی کی کرنے لگا اور واہ واہ واہ واہ کہنے لگا یارو ان مست جی کے ارشاد اب مجھے یہاں نصیب ہوئے وہ ولی صاحب کشف و کرامات صاحب خداوند لقا سے تھے ایک پیالہ مجھے دے کے تمام دولت کشف اور علم موسیقی کی عطا کر دیا تمام طائفے اور اہل محفل مشتاق ان باتوں کے ہو کر کہنے لگے کہ ہاں طیفور ایسے لوگ دوست تیرے کو تو مشکور نظر خداوند لقا کا ہے اور دنیا میں کسے ملتے ہیں ہم سب امیدوار ہیں کہ وہ جو تو نے حاصل کیا ہے ہم سب کو بھی سنا دے محروم نہ رکھ طیفور نقلی یعنی مرشد کامل نے کہا مجھے خود منظور ہے کہ دیکھو میں ابھی انکی تعریف کرتا ہوں یا جو ملے سات تھالیاں ڈلی کے چونک دیں اور یہ غزل گانا شروع کی

غزل

همه عاجز اندو خسته چه من و چه تو چه دیگر
همه باد من کن شد چه گیو چه جم چه قیصر
زوال حزین شد خاک چه دی بی [illegible] خاک

همه بیقرار و بیخود چه فلک چه مهر چه اختر
شمر کر دو ستانند همه دشمنان جان اند
نفسے شوند غمناک چه پدر چه عم چه مادر

همه راروان زرق شد همه را فنا کفن شد
همه طالبان نان اند چه پسر چه زن چه دختر
کیت جو جو سر کے سب سنه جه بر کو

جھول گئیں تھر تھر تھرا سے اٹھیں پھر پھر کے ساتھ سری ذکولی سن لوٹ گئیں کوئی لوٹ پوٹ گئیں کا ہو کی آنکھیں سے نکس گئے بانسری: امیں بہ جیت میں پکارے کر بات ہے کیجیے نکی ایسی جسوار ن کو بانسری ڈھونڈھ ڈھونڈ بانس ڈوب گئے ندیہ آنچینچے بانس نا یہ باجے گی بانسری: چار طرف سے وجد واہ واہ اور ہاہا کی اٹھی طائفے ارباب نشاط اور جتنے کہ حاضرین محفل تھے سب ایک عالم محویت میں بیٹھے جھوم رہے تھے وہ مرشد کامل طیفور نقلی نے بانسری بی کے رکھدی اور کشتیاں شراب اور گلابیوں کی منگا کے ایک ایک گلابی کی شراب دیکھتے دیکھتے جنگی بیہوشی کی دوا شروع کی اور وہی شراب کی گلابیاں عام صحبت کو تقسیم کر کے کہا کہ چلاؤ تم لوگوں نے شراب تو بڑے بڑے امیروں کے یہاں کی پی ہے یہ لطف اور ذائقہ شراب کا کہیں نہ دیکھا ہوگا ذرا پیو اور منصفی سے کہو کہ مجھے شراب خانہ ساز کیسی تیار کروائی ہے جنھوں نے گلابیاں خوشی خوشی سے کے پینا شروع کیا اور لعوذ نہ العین ہر ایک کے دماغ میں بیہوشی سرایت کر گئی چار طرف تڑاق پڑاق چھینکیں آنے لگیں اور سارے صحبت والے چرخ مار مار کے بیہوش ہو گئے اور فرش پر لوٹ گئے عمرو نے جب دیکھا کہ اب تمام محفل میں ناچیز تک سرگاس کی ہو چلی تب جیتنی تمام اٹھکر دو چار دو بار سنار زنبیل میں سے نکالے اور انسے کہا کہ ہاں جلد جلد یہ سب اسباب اٹھا کے گٹھڑ باندھ باندھ رکھتے جاؤ وہ سنار لوہار وغیرہ جو قیدی زنبیل میں سے نکلے تو ایک ایک ٹوپی ایک ایک لنگوٹی کا ندی باندھ ایک یک گر کے ڈھیر کرتے ہیں محفل والوں کے کپڑے رنڈیوں کے زیور اتارنے لگے اور آن واحد میں عطر دان پاندان چنگیریں چوگھڑے شمعدان فانوس اور ظروف اور جو کچھ مال اسباب نقد و جنس طیفور کے گھر میں تھا سب لوٹ کر گٹھریوں میں باندھا اور عمرو نے جاب الیاس کی مار مار کے وہ سب اپنی زنبیل میں بھر لیا بلکہ پرانی شطرنجیوں کے ٹکڑے اور لوہے تک محفل کے نذر زنبیل کیے اور کہا کہ داشتہ آید بکار کسی وقت یہ بھی کام آجائینگے نقش بوریہ کو چاہتا تھا کہ اٹھا لے مگر وہ کسی صورت سے نہیں اٹھ سکتا تھا بعد اسکے جب طیفور کے گھر میں بجز خاک کے اور کوئی چیز باقی نہ رہی اور وقت صبح کا ہوا تب عمرو نے پوشاک طیفور کی پہنکر سب کو مٹے اور تجربے سے دو مقفل کر دیے اور باہر مکان سے نکلا سواری طلب کی نوکر چاکر جلوس والے شاگرد پیشہ سب حاضر تھے گھوڑا اسکی سواری کا حاضر تھا طیفور نقلی سوار ہوا اور بدستور معمول ہوا اور پیادے و چوبدار و نقیب ہمراہ شاگرد پیشہ جلوس والے سب لوگ سواری کے ہمراہ گرد و پیش آئے ہم کنان زیر قیلول خداوندی جب سواری پہنچی تو اس وقت تک نقیب چوبدار رستے بتا سے ہوئے پہنچے تھے [illegible]

پہونچی اور سر دہون نے اُنکے سجدہ کیا اور ہر خداوند نے کئی مرتبہ آپکو یاد فرمایا اور رات حیرت خداوند کو ہنسی آپ کے خوب
نہین یہ جلد شرابیت سے چلیے شیفور تھی یہ کہا کہ خداوند تو مجھے ایک دن کی مہلت نہین دیتے ہین چین اور آرام میرا سب
جب بہ خبر خوشیت خداوندی ہوئی بندہ کسی ہون مجھے کیا مقدور عذر و معذرت کا کیسا دم مارنے کا نہین سنتوین فیلوون
کو دیکھے گا سیر اور نہ فیلوون کی برقت نہین رہی لندھور نے بخوبی تمام بیان کیا گئی دیکھا ہوا برابر حجاب قدرت کے
پہونچی اور لقا کی خدمت مین اپنے گرتی پڑتی کہنے لگے کہ یا خداوند آج شب خواب مین تو نے مجھے بیا نظر کردہ کیا اور
یہ قدرت تیری پیچیدہ پرستش سب دن مین سب نے منہ مین ڈالا ہوا اور ذرا کہ موسیقی مین تو تاتک زندہ ہوگیا اور جو چیز
دو ہو کسی ذات مین ہو تو ہوا اور ... ہیگا اور ہمیشہ نوجوان اور صاحب حسن و جمال رہیگا اب یہ خواب
دلپذیر تیری مجھ کو کل کی تو مین اب چاہتا ہون امتحان تیری قدرت کاملہ کا کرون اور تمام بارگاہ نشین پیغمبر مرسل اور
نامرسل اور پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ اور دوشاہان روے زمین جتنے تیرے تیری کرامات اور اعجاز نمائی کا
تماشا دیکھین لقا سے مشرک خدا نے یہ خواب طیفور زنواز کا سنکے کہا کہ فی الحقیقت مین نے یہی تقدیر کی ہو اور آج سے جتنے
تمام قدرت اپنی تیرے جسم مین بھر دی ہو پس اب ساز ون کو بجا اور جو راگ کہ بہت مشکل ہو اُسے تو گا کسی مقام پر تو بند نہین
رہیگا اور جو تو طلب کریگا وہ مین تجھے قبل از سوال عطا کرونگا کوئی حاجت مجھے نہین یہ کی طیفور نقی نے کہا کہ خوب یاد آیا
مین نے خواب مین یہ بھی دیکھا ہو کہ تو نے ریش مبارک مجھے عطا فرمائی ہو اور حسب الحکم تیرے مین نے خواب مین گستاخانہ
تیری ریش مبارک کو مونڈ لیا ہو لقا نے کہا اے مقبول پری چہرہ خاموش یہ خواب شیطانی ہو اور یہ کہکر حکم دیا کہ آج بپاس
خاطر مقبول پری چہرہ مین نے تقدیر کی کہ جتنے مطرب نچے اور سرودیے اور قوال اور کلاونت او مغنی اور گوے اُستاد گانے
بجانے کے شہر سبال مین ہین اور جتنے طائفے ارباب نشاط کے ادنی اعلی ہین اور کشمیری نچے اور نقال بچے ڈوم ڈھاڑی
غرضکہ اس فرقہ کے کہ وہ سب جوڑے اور پوشاکین دھوم دھامی جتنے زیور مین آراستہ و پیراستہ ہوکے بارگاہ خداوند
لقا مین حاضر ہون اور حوران بہشت بریں کو بھی حکم ہونچے کہ آج خداوند نے تقدیر کی کہ تم بھی سب ساکنان گلزار جنت
شریک جلسۂ رقص و سرود ہو اور تعمیل حکم خداوندی کرو بعد ازان تمام بارگاہ نشینون کو حکم دیا کہ آج تم سب لباس
فاخرہ اور پوشاکین بھڑکیلی جتنے جشن خداوندی مین حاضر ہو چنانچہ حسب الحکم لقاے مشرک خدا کے چار گھڑی دن رہے
سے دو ڈھائی ہزار طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوئے اور تمام حوران بہشت زیور مرصع پہنے آکے جمع ہوئین اور جتنے
بارگاہ نشین مقربان درگاہ تھے وہ سب کے سب قریب پانچ چھ ہزار کفار تیرہ روزگار کے اپنے اپنے دنگلون پر بااوب
بیٹھے تھے لقا نے کہا اے مقبول پری چہرہ تقدیر کردیم کہ کو اعجاز قدرت کاملہ کا میرے بندگان خاص الخاص پر ظاہر کر
اور کچھ بالکان داؤدی نغمہ سرا میری وحدانیت اور خداوندی میں ہو عمرو نے یہ کلام لقا سے مشرک خدا تیرہ انجام کا جو
سنا جوڑی زلی کرسے نکالی اور ساتون قفلیان اُسکی ملا کے یہ غزل اُس مین گانا شروع کی

غـــزل

رہ و رسم دنیا بغیر خدا ہی	فنا میں بقا ہر بقا میں فنا ہی	یہ جاہ و حشم عارضی ہین جہا کہین	منڈی آنکھ تب پھر خدا ہی خدا ہی
پرستش گرا نکی ہین دیر و مساجد	پڑھتا یا ہمین آیۂ رستہ ہا ہی	حرم میں کبھی دیر و بتخانہ دیکھے	بیان کی ہر اک رسم و آئین جدا ہی
کہین اکہ تحرو داذان واقامت	کہین صورت ناقوس شنا سا ہی	کہین زمزم میں اپنی مست غضب	ہر اک غنچہ نا ہر بلے ربا ہی
حقیقت میں سبکو محتاج دیکھا	پہ آشنا سبکا حاجت روا ہی		

پھر تو یہ عالم ہوا کہ الیاس خون آشام وغیرہ سترہ، نظارہ ہو

مقبول نشین پیمبران مرسل و نامرسل اور پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ اور مقربان درگاہ اور جالوت رعدآواز
وغیرہ فرشتگان قدرت لقا اور قریب پانچ ہزار کسبیان ڈومنیان کشمیری بچیان قوال کلاونت بچیان سرودنین

نقالین بہروپئے وغیرہ ارباب نشاط اور حور و غلمان بہشت اور پری زاد نازنین پردہ نشین جو جو کہ حاضرین صحبت تھین سب کے سب
محو حیرت سکتے کی صورت سیکڑون اپنا کلیجا پکڑے رو رہے تھے سیکڑون حالت وجد مین کھڑے ہو کر ہر شے پر ذوق سے دھوم آہ و اور واہ
واہ کی تھی لقا کا یہ حال تھا کہ اپنی ریش نامبارک کو ہلاتا تھا اور فرط سرور سے مستون فلک سے جھوم رہا تھا اور کہتا تھا کہ از بندہ عہدہ
جمشید تماشا سے قدرت خدائی مین پھر عمرو نے کہا کہ یا خداوند جسکو خواب مین تو نے مجھے دو سرا المال یہ عشق فرمایا ہوا تو از نو زندگی
کرتا جاے اور ناچتا بھی جاے اور ساغر شراب سے مملو ہاتھ میں لیے ہر ایک کو پلاے اور کیا مجال جو قطرہ بھر شراب پیالہ سے
چھلکنے پاے لقا نے ہنس کے کہ یہ بھی تقدیر مین نے ستر ہزار برس پہلے کی تھی کہ مین نے خواب مین مقبول پری چہرہ
کو اپنا فرزند کرکے ہر ایک علم و فن مین وحید زمانہ اور فرید عصر کر دونگا اچھا تو تمام ہنسنجان آج مین نے بخش دیا جسکو تیرا جی چاہے
شراب پلا اور اپنا کمال دکھلا عمرو نے بیٹے کشتیان شراب کی منگا کے سب گلابیون مین شراب الٹ پلٹ کرکے اور جتنے شیشے
اور قرابے اور گلابیان شراب کی علیحدہ رکھین تھین ان شیشون مین بیہوشی مخلوط کرکے بالچی سے زنانوے پاؤن مین
باندھے اور اسی طرح سے جوڑی اُن کی بجاتا اور پیالے شراب کے اور گلابی شراب کی ہاتھ مین لیے رقص کرنے لگا اور حالت
رقص مین نے نوازی کرتا تھا مگر تال مین سم مین کسی مقام پر کیا دخل ہو کہ کچھ فرق پڑنے پاے اور عمرو اسپر یہ تھا کہ اسی حالت
مین شراب کو گلابی سے پیالے مین بھر بھر کے کس چستی اور سرعت سے تمام بارگاہ نشینون ادنی و اعلی زن و مرد کو شراب
پلاتا تھا اور کیا امکان ہو کہ قطرہ شراب کا پیالے سے گرنے یا چھلکنے پاے اور ایک دو گھڑی کے عرصہ مین ایک دور گزرا
جب عمرو نے دیکھا کہ نشہ سرکار تاثیر کر چلا ہر ایک کی آنکھ مین سرور اور دماغ مین گردش کی علامت پائی جانے لگی دوسرا دور شروع
کا تھا کہ رنگ صحبت دگرگون ہو چلا عمرو نے اپنے جی مین کہا کہ اب پہلے اس مشرک خدا نما کو شراب پلاؤن تب تیسرے دورے
کو جاؤن ناچتے ناچتے نے نوازی کرتا ایکمرتبہ چھم چھم کرکے جیسے قدرت اٹھ کے برابر لقا کے آپہنچا اور باقی پیالہ بیہوشی آمیز
شراب کا منھ سے منھ ملا کے لقا کو پلا دیا لقا نے ہنس کے کہا کہ او مقبول پری چہرہ شعر گر یار پلاے تو ہم کیون نہ پییے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ؛ اور پینے کے ساتھ یہ عالم ہوا کہ لقا کی دونون آنکھین گلنار خون کبوتر کے رنگ کی ہوگئین
اور زبان مین لکنت آگئی عرق عرق پسینے پسینے ہو گیا دوسرا پیالہ شراب کا جو عمرو دینے لگا تو منھ سے بات نہین نکلتی تھی ہاتھ
سے اشارہ کرتا تھا کہ اب نہ پیونگا یہ شراب بہت تیز ہے عمرو نے اپنے آپ کو بھی مخمور بنا کے کہا یا خداوند گستاخی معاف مجھے تو
اپنی زبان سے معشوق بھی کہتا ہے اور پھر مین کبھی نہ کبھی آج جو تجھے شراب پلانے آیا ہون تو تو اپنی خدائی کا غرور مجھے دکھلاتا ہے
اور شراب نہین پیتا انکار کرتا ہے مین ابھی اس گلابی اور جام کو مع تمام مینے کے خاک مین ملا کے صحراے قدرت مین جا
بیٹھتا ہون اور فقیر ہو جاؤنگا تو واہ واہ یہ تو وہی مثل ہوئی شعر سگ چہ داند قیمت آب حیات ؛ خر چہ داند قدر حلوا و نبات
تمام عمر تو تقدیرات کرتا رہا تجھے لطف اور حظ اپنی خدائی کا کیا خاک ہی یہ کلمے عمرو کے جو خالق نے اشارے سے
کہا مصرع تو جرم کردی و خواہم ترا سزا برسد و اسوقت تو کیا گستاخانہ گفتگو کرتا ہے مگر مین از راہ رحیمی و کریمی اور بخیال
اسکے کہ مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ؛ اپنا معشوق سمجھ کر تیری خوشی منظور کرتا ہون اور اے مقبول تیری رنجش مجھے
گوارا نہین لا دے عمرو نے دوسرا پیالہ بھی جلدی سے لقا کے منھ مین ڈال دیا اور وہ غٹ غٹ کرکے پی گیا ساتھ پینے کے
چیخ مار کے تڑاق سے زمین پر گرا عمرو نے ادھر اُدھر دیکھ کر جلدی سے لقا کو اسی صورت سے تخت پر بٹھا دیا اور بیہوشی
کی دماغ پر چڑھا کے حجاب قدرت کے باہر نکل آیا تو یہان عجیب و غریب رنگ صحبت دیکھا کہ ایک سمت
چار سو دنگل جیسے تھے ان دنگل نشینون کو شدت نشہ بیہوشی سے دماغون مین گردش اور ہاتھ پاؤن مین لغزش
جو معلوم ہوئی تو آپس مین کہنے لگے کہ دیکھنا آج ذات شاہ کی بے تمیزی اور ناروائی ہمارے منھ سے دنگلون کو اٹھا

چھا گئے ہیں ہر مرتبہ لحظہ بہ لحظہ ... معلوم ہوتا ہے کہ ہم کانپ رہے ہیں اور اب گرے پڑتے ہیں وہ نگل اٹھے جاتے ہیں جو ن منے
کہا تم آپ کتے ہو یہی حال ہمارا ہے یہ کہہ کر گرے پڑتے ہیں وہ تھی خداوندی بارگاہ کے فراش بڑے تردد میں ہیں بے وقوفی سے
وہ جھباز ی سے وہ نگل سے چھا گئے ہیں پڑا انکو سیہ جھاڑ کے بیٹھیں یہ لگے سب کے سب اٹھ کے دنگلوں کے پاس اور پیٹے اور
انھیں الٹ کے بیٹھے ہوئے تو سر تنے زمین اور چار طرف سب ارے اور بیہوش ہو کے اسی وضع سے دوسری طرف چار سو ساٹھ
چار سو دنگل نشین جو عمرو کی ناز و نوازی میں رہے تھے ایک ایک نشہ بیہوشی کی حالت میں ہو ایسا ہو دوسرا شخص بیٹھا تھا اس
سے کہتا تھا کہ صاحب ذرا ٹھہرو ذرا ٹھہرو مجھ پر سو چیونٹی پر تو کاٹ رہا ہے مگر سو جھتی ہے اسکی پڑ جوتی اپنی لیکے پوچھتا کہ کہو
سے مارون وہ کہتا ہے کہ ان صاحب دیر نہ کیجئے اسے تو مار دیجئے مگر آپکی بھی موچھ میں مجھے جھینگر سا لپٹا معلوم ہوتا ہے اسے
کیا کیجائے تم بھی یہ احسان مجھ پر کرو جوتی سے اسے مار لو اور نہیں تو یہ جھینگر تو بہت بڑا جانور ہے پھر دم بھر بعد ایذا پہونچائیگا
یہ باہم گفتگو کر کے اسنے اسکے منھ پر اسنے اسکے منھ پر جوتی ماری اسنے اسکے منھ پر دونوں اٹھتے ہی طمانچہ لگا بیہوشی کا چکر مارکے گر پڑے
اور بیہوش ہو گئے تیسری طرف چار سو پانچ سو پہلوان مرسل اور نامرسل پہلوانان قدرت ستونان بارگاہ اور مقربان درگاہ
اتفا جو رہ قاضی اور ساقی ... عمرو کی دیکھ رہے تھے تو سب سرایت کر جانے بیہوشی کے یہ کہہ کے کہ دیکھا آج مقبول پری چہرہ
ناچ رہا ہے کہ زمین و آسمان اور تمام عالم ہماری نظروں میں گردش کھا رہا ہے بعد اسکے وہاں فرش چاندنی جو گسترده تھا کی
طرف دیکھ کے کہنے لگے کہ لو اور قدرت خدائی آج دریائے رحمت خداوندی بھی جوش مار تا یہاں تک آپہونچا اب کوئی دم میں
کیونکر جائیں ساتھ والوں نے کہا کہ واللہ جبٹ دریا سے پار چڑھ آئے ہیں تنا گھبراتے ہو ابھی ناک کان اپنے بند کر کے اسی
پانی میں غوطہ لگا کے پار نکل چلو یہ سنکے سبھوں نے کہا کیا خوب تدبیر تمنے بتائی آؤ غوطہ لگائیں اور اس دریا کے پار اتر کے
اپنے اپنے گھروں کو پہونچیں یہ کہکے جتنے تھے سب اپنے اپنے ناک کان بند کر کے دنگلوں پر سے اتر پڑے اور اس چاندنی کے
فرش کی سفیدی کو دریا کا پانی سمجھ غوطے لگانے کو جو ٹھیں جھکے بیہوش ہو کر وہیں اوندھے منھ گر پڑے ایک جانب دنگلوں
کے آگے قالینوں کا فرش بچھا تھا وہ دنگل نشین کر بڑے بیٹھے شاہان روئے زمین اور شاہزادگان صاحب تمکین تھے اور
قالینوں کے نقش و نگار باغ و بہار سمجھ کے باہم کہنے لگے کہ کیا قدرت خداوند ہے یہ ہزار ملک باختر کی سیر دیکھو تو کہاں
قبول خداوندی اور یہ جلسہ مقبول پری چہرہ کے گانے بجانے کے اور کہاں آن واحد میں بہار باغ بوستان لالہ و ریحان
کھائے بوقلمون میوہ ہائے گوناگون پیش نظر ہے جی چاہے کیر کرتے ہو بقول شخصے بیکار مباش کچھ کیا کر آؤ گینده بازی
اور گلبازی کریں یہ کہکے سب کے سب اچھلنے کودنے لگے اور تڑاق پڑاق بیہوش ہو ہو کر چار طرف گر سے مختصر
یہ کہ تمام بارگاہ میں کئی ہزار آدمی بے ہوش اور خود فراموش چار طرف اوندھے سیدھے پڑے تھے کچھ تن بدن کی خبر کسیکو نہ تھی
عمرو یہ کیفیت وہاں کی دیکھ جھٹ پٹ بارگاہ سے باہر نکل آیا یہاں دیکھا کہ کئی ہزار چوبدار موجود ہے حاجب دربان رو بھی
یوزباشی یساول فرش خواص دستکار مشعلچی دوکاندار وغیرہ مع شاگرد پیشے کے لوگ جو بیٹھے تھے وہ عمرو کو مقبول پری
چہرہ سمجھکر گھبرا گھبرا کے دعائیں دیتے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے دست ادب باندھ باندھ کر کہنے لگے کہ خداوندا آپ تو
محبوب و مرغوب منظور نظر خداوند لقا ہیں اور آج آپکی بدولت ایک زمانہ کا میاب ہوا اور ادنی اعلی شاد کام اسکو شراب عنایت ہوئی
ہے سوائے ہم غلاموں کے کہ ہمکو ایک بھی گلابی شراب کی مرحمت نہوئی شعر جیتے آئے ترے مینے میں سب جھوم چلے ساقی اک ہمیں تیرے
بزم سے محروم چلے عمرو نے کہا صاحبو تم ایسا گلہ کس کا زبان پر لاتے ہو شراب موجود ہے لو جتنی چاہے پی جائے یہ کہکے اشارہ کیا کہ وہ
جو سامنے والے ڈیرے میں تراپے اور شیشے شراب کے رکھے ہیں وہ سب تم دو دو آدمیوں میں ایک شیشہ تقسیم کر لو اور پھر پیو اور خداوندی
قدرت کا تماشا دیکھو وہ تمام شاگرد پیشے والے خوشی خوشی دوڑ پڑے اور جھٹ پٹ شیشے شراب کے اٹھا لا کے پینے لگے اور آن واحد

مین بیہوش ہو ہو کر جہان بیٹھے تھے وہین گر پڑے عمرو نے جب دیکھا کہ اب کوئی فرد بشر ملازمین اور متوسلین اور حاضرین صحبت در
بارگاہ نشین لقا ہوشیار نہیں سب کے سب بیہوش پڑے ہین چُستی تمام اپنی زنبیل مین سے سوسو اسو سبز صوے وہی ایک ٹوپی ایک
لنگوٹ باندھے ایک گُدڑی ڈالی ہاتھون مین لیے کھاتے نکلے عمرو نے کہا ارے ان جلدیہ جو سب کافر چٹے سوتے ہین اُٹھ پڑے تھے
زیور اور ہمیان جنس اذرش فرش خیمہ ڈیرہ مال اسباب نقد جنس جو سب تھا اتنا کر گٹھریان باندھ باندھ کے تیار کر دو دیر بنو مین تجھی آ
پہنچے کے عمرو بیر حجاب قدرت اُٹھا کے لقا کے پاس گیا اور زنبیل سے ایک استرا بہت تیز دم اور ایک کٹوری چاندی کی نکالکر اُس کٹوری
مین پیشاب کیا اور لقا کی چھاتی پر چڑھ کے ایک کپڑے کا پچارا بنایا اور اُس سے وہی پیشاب لقا کے منہ پر چھڑک چھڑک کے
استرے سے تمام ڈاڑھی لقا کی مونڈلی مگر دو بال باقی رکھکر ایک بال مین تو ایک ذرا سا پرچہ کاغذ کا بدین مضمون اشعار مرقوم کر کے
سر فقیر ببرم بہ زنگ از رخ تخنک بہ اخر ببرم ۔ از نقش خسروان چو گردم ساقی ۔ تیغ و سپر و صبود ساغر ببرم ۔ ای مشرک خدا علیہ اللعن و
العذاب لعاتم شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کیا کرون مجبور ہون کہ مجھے حکم سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران
کا نہین ہے ورنہ مین تجھے ابھی جہنم واصل کر کے چلا جاتا فقط بطور چشم نمائی تیری ریش نا مبارک کو پیشاب چھڑک چھڑک کر مونڈے
لیے جاتا ہون نام میرا سر بر ندہ جا ۔ دگران و باج ستانندہ ریش کافران مشہور و معروف ہے اور مین بہ دو نوید مبارز نگ قلعہ گیر
بے جنگ موصوف ہون تجکو لازم ہے کہ اول تو اس کفر و کافری سے باز آ اور دعوے الوہیت نہ کر کہ شہادت پڑھ کے نکل اس
چاہ کفر و ضلالت سے اور سمجھ لے بسر چشمۂ ہدایت لیکن از انسکہ تو سیاہ دل ہے شعر ۔ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ۔ گلیم بخت کسے را
کہ بافتند سیاہ ۔ لہذا تو جان جو جاہ سو کر گزر لکھا ہے مثلاً خراج اس اپنی ڈاڑھی کا جہان لشکر فیروزی اثر امیر حمزہ صاحبقران
نامور کا ہو وہان میرے پاس ہنڈی کر کے بھجوا دیا کرنا ایک دن کیسا ساعت بھر کا فرق اگر اس مین پڑ گیا تو پھر مکرر آن کر
مین تیری ریش تراشنے کے واسطے پھر اسی وقت موجود ہونگا اور ایک بال تیری ڈاڑھی مین نہ نکلنے دونگا غرض یہ خط ایک بال
مین باندھ دیا اور دوسرے بال مین گھنگرو چھوٹے چھوٹے باندھکر لقا کو ایک ریچھ والے کی صورت اس طرح سے کہ ایک خیمہ چاندنی
کے پاٹ کو پھاڑ کر آدھا تو اسے سیاہ کیا اور آدھا سفید رہنے دیا اور دونون کو ملا کے سِل دیا تو عجب ایک قطع اُسکی ہو گئی اُسکا تو
ایک چُغا لقا کے سر پر باندھ دیا اور ایک لہارے کی پگڑی سکھ کر کے باندھکے چند زنگ بطور گھنگرو کے باندھ دیے اور ایک
لکڑی ہاتھ مین لقا کے دے کے دو بڑی بڑی لکڑیان بغلون مین لقا کی لگا کے لقا کو قائم کیا اور آگے اُسکے ایک زنجیر مقوے کا
زنبیل سے نکال کے لٹکا دیا بعد اسکے وہان سے باہر نکلا اتفاقاً پیاس کی شدت ہوئی گھڑونچی پر گھڑون مین پانی صاف و شفاف
بھرا ہوا تھا اُس مین سے پانی پیتے ہی ایک غنودگی سی آئی عمرو گھبرایا چاہتا تھا کہ اُٹھے وہیں بیہوش ہو کے گرا اور تھوڑی
دیر کے جب ہوشیار ہو تو اپنی مہر انگشتری مین سیاہی بھری پائی دل مین خیال آیا ضرور کوئی نامشدنی چالاک وغیرہ میرے
پیچھے آیا ہے یہ اُسی کی چالاکی ہے اور کوئی خط جلی کمبخت نے بنایا کیونکہ اور کوئی عیار لقا کی طرف کا مجھے بیہوش کرنے کو کاہے کو
آتا ہر چند تلاش کیا اُس عیار کا پتا نہ معلوم ہوا آخر کو ناچار ہو کر وہ جو بندھے ہوے زنبیل کے چار طرف نقد و جنس لوٹ کر
گٹھریان باندھ باندھکر رکھتے جاتے تھے عمرو نے جال الیاسی ہمہ کے اپنی زنبیل مین سب بھر لیا اور کوئی شے نقد و جنس سے
وہان باقی نہین چھوڑی پہلوانون اور سردارون کے پانون مین فقط ایک ایک پائجامہ رہنے دیا تھا باقی خاک نہ تھی بعد ازان
چار سو ساڑھے چار سو بڑے بڑے جلیل القدر شاہ اور شہریار گردن کشون شل القاش بخون آغشتہ اور شیم خون آشام
وغیرہ کا آدھا منہ کالا آدھا سرخ کسی کا آدھا کالا آدھا زرد کسی کی ایک طرف کی ڈاڑھی کسی کی ایک طرف کی مونچھ مونڈلی
ہزار بارہ سو کفار نابکار کو اس صورت سے کہ کسی کو خوبصورت لونڈا بنایا کسی کو حبشی کی شکل بنا کے چھوڑ دیا ہزار بارہ
سپاہیون کو اوندھا کر کے لٹا دیا اور اُنکے چوتڑون مین چربی کی شمعین روشن کر کے رکھ دین کہ چار طرف

انھین سمجون کی رشنی ہو رہی ہر اسی طرح سے خوب سا تمام بارگاہ نشینون کو لقا کی ذلیل اور روسیاہ کرکے باہر بارگاہ کے نکلا اور
وہ جتنے اشاگرد پیشے وسے خواص خدمتگار فراش چوبدار مشعلچی سکا ذریعوش پڑے سے تھے ان سبکے کپڑے زیور پرتن اسباب نقد وجنس
جو کچھ کہ ہاتھ آیا سب لیکر نذر زنبیل کیا اور ان سمجون کو برابر برابر زانو بزانو بٹھا کر اسکا ازار بند اُسکے ازار بند سے اُسکا ازار بند
اُسکے ازار بند سے گرہ دے کے زنجیرہ بندی کرکے سبکے منھ کالے کئے اور ایک ایک جوتی اُنھین کی اُنکے ہاتھ مین پہنا کے قیطولون سے نیچے
اُتر آیا اور جو کوئی بیچ مین ملگیا اوراسنے پوچھا کہ ای مقبول پری چہرہ خداوند لقا کیا کرتے ہین تو عمرو یہ کہتا ہوا کہ خداوند کرم فرما
ہین مین اپنے گھر کو جاتا ہون جلدی سے قدم اُٹھا کے اپنی بہن آئینہ بانو کے مکان مین آیا اور اپنے جنھلی اخی سعید سے اور
اپنی بہن سے سارا حال لقا کے قیطولون کے تباہ اور برباد کرنے کا اور لقا کی ڈاڑھی مونڈا ملنے کا بیان کرکے وہ پوسے
کا بولا لقا کی داڑھی کو زنبیل سے نکال کے سبکو دکھلایا اور کہا کہ اب مین اسکو بحضور سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران
کے بھیجا دونگا اور اسی داڑھی کی بٹے سے گاؤ دُنبی گاؤ سوار کو قتل کرکے اپنی شہرہ کا دوپیہ لونگا اخی سعید لقاے مشرک
خدا کی داڑھی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عمرو سے کہنے لگا فی الحقیقت ای عمرو تو بلاے بیدرمان آفت زمانہ ہی کیا کار رستمانہ
کیا ہی مگر خدا نکرے اگر تیری خبر یہان میرے مکان مین آنے کی کسی کو ہو جاے تو پھر میرا گھر بار اہل وعیال سب تاخت و
تاراج سو جائیگا عمرو نے کہا بھائی تم خاطر جمع رکھو مین صبح کو یہان سے کوچک باختر کی طرف چلا جاؤنگا اور جب شاہزادہ
بدیع الزمان کی خبر لیکر شہر سنجان سے آؤنگا تو پھر تم سے ملاقات کرونگا ابھی یہی باتین عمرو کررہا تھا کہ وقت نماز صبح کا ہوا اور
عمرو بہیئت گدایان خرقہ پوش اخی سعید کے مکان سے نکلکر قریب چوک پہونچا دیکھا کہ بخوبی روز روشن ہو گیا ہی اور سامنے
سے بہتر گرد مرداد ارم زاد بخشی عیار عادس حرمین لقا جنکو پہلے وہ حق ہرن کے بنے ہوے بیس ہزار اشرفی دے گئے تھے
چلے آتے ہین عمرو نے اپنے جی مین یہ کہا کہ اب مین چھپ کے چلا جاؤنگا اور ان سے ملاقات نکرونگا تو یہ بہتر گرد عمرو کیا کہیگا
مجھے بے مہری کی اور بیجا بیداری دے کر چلا گیا اگر میرا سامنا کرکے جاؤ تو مین جانتا کہ بڑا عیار تھا غرض یہ کہکے برابر بہتر گرد مرداد اور
ارم زاد بخشی کے آگے ملکر بہ باخوش رسو بہتر گرد مرداد نے اُسی وقت بہ نگاہ اولین عمرو کو پہچان لیا اور کمال تپاک سے دوڑکر
ملاقات کی اور کہا کہ یا محسن بندہ خوش آمدی و صفا آوردی رباعی از آمدنت اگر خبر داشتمی ؛ در رہ گذرت گل دمن کاشتمی
خدا اُٹھے کرپاے برخاک نہی ؛ خاک قدمت بدیدہ برد اشتمی ؛ یا شاہ عیاران عیار اسوقت آپ کچھ میری طرف سے کھٹکا دلمین
نلائین مین وہی نیازمند آپ کا ہون اور آپ سے جو احسان اس روز مجھپر کیا ہی تا قید حیات نہ بھولونگا عمرو نے کہا
صاحب مین نے کیا سلوک کیا اور مجھپر آپکا احسان ہی اور یہ سنکے بہتر گرد مرداد اور ارم زاد بخشی نے کہا کرم حسب الحکم
خداوند لقا کے سرداران امیر حمزہ صاحبقران کی تصویرین کھینچنے کو ملک پر یرین گئے تھے اور آپ نے روپیے دیکے
کن بتانہ پر جھوٹ سرداروں کی تصویرین کھنچوا کے ہماری نیت کیں یقین اب اگر از راہ بندہ نوازی بندہ خانہ تک
قدم رنجہ فرمائیے اور جو کچھ ما حضر دو نمک حاضر ہو اسے قبول کیجیے تو زہے افتخار اور باعث حرمت اور آبرو کا ہماری ہوجائے
عمرو نے اپنے جی مین خیال کیا کہ اگر اب مین اسکے گھر مین دعوت کھانے نہین جاتا تو عیاری سے بعید ہی یہ جانیگا کہ عمرو مجھسے
ڈر گیا یہ سوچ سکے عمرو نے کہا بسم اللہ کیا قباحت ہی چلو ہم تمہاری دعوت رد نہین کرینگے یہ کہکے عمرو گرو مرداد اور ارم زاد بخشی
کے ساتھ اُسکے گھر پر جاتا ہی اور گرد مرداد اور ارم زاد بخشی کو ابھی یہ حال لقا کی ڈاڑھی مونڈنے کا اور تمام قیطول نشینون
اور صحبت والون کو ذلیل اور روسیاہ کرنے اور نقد وجنس وہان کی لوٹ لانے کا مطلق نہین معلوم ہوا ہی اور نہ عمرو کی کسی قسم کی
کی ابتک خبر ہوئی تھی اسے راہ مین بہتر گرد مرداد اور ارم زاد بخشی نے عمرو سے پوچھا کہ آپکا تشریف لانا اس ملک مین کس
تقریب سے ہوا عمرو نے کہا کہ امیر عالیشان حمزہ صاحبقران میرے آقا سے ولی نعمت نے اپنے فرزند

دلبند شاہزادہ بدیع الزمان گرد شکر تلن کی خبر کے واسطے مجھے شہر سنجان کی طرف بھیجا تھا اور گاؤ لنگی گاؤ سوار سے مجھسے شرط
ہوئی تھی کہ اگر چالیس روز مین بیابان جبل القمر ہفت میل کی راہ سے جا کے شاہزادہ بدیع الزمان کی خیریت دریافت کری
شاہزادہ عالم کے حمزہ صاحبقران کو پہونچا دون تو گاؤ لنگی گاؤ سوار سے ایک سال کا خراج ملک بربر کا مین لون اور جو
چالیس روز مین نہ جاسکون تو جو روپیہ سال بھر کے خراج کا ملک بربر کے از روے حساب محسوب ہو وہ مین گاؤ لنگی گاؤ سوار
کو دون مہتر گردمرد یہ حال سنکے کہ عمرو بیابان جبل القمر ہفت میل کی راہ سے آیا ہے نہایت حیران و ششدر ہو کے کہنے لگا کہ
بادشاہ عیاران عیار حق تو یہ ہے شعر چہ تو دیگر نباشد دسترس ٭ آنچہ تو کردے نہ آید زکس ٭ کیا تاب و طاقت اور کسی دوسرے
کی جو اُس راہ سے آسکے جانے کا تو کیا ذکر ہو خواب مین بھی ادھر کو منہ کرکے نہین سوتا القصہ یہ باتین کرکے عمرو کو اپنے مکان
مین لایا اور بڑے اعزاز و اکرام سے عمرو کو بٹھایا اور تیاری دعوت مین مصروف ہوا اس عرصہ مین ایک لڑکا نہایت خوبصورت
قنطورے زرفشتی پاتابے سقرلاتی باندھے جوڑی خنجر کی اور ہمیان کمر مین تیغہ عیاری کا ہاتھ مین لیے تیور بہت کڑے آنکھ
نہایت چست و چالاک پیشانی پر نور شجاعت نمایان اندر مکان کے آیا اور عمرو کو با وصف اسکے کہ کبھی اپنے فرزندون سے
اسقدر موافقت اور محبت نہین ہو مگر اسے دیکھ بے ساختہ محبت اُسکی طرف متوجہ ہوا اور گردمرد سے پوچھنے لگا کہ یہ لڑکا
کسکا ہے گردمرد نے کہا یہ بندہ زادہ ہے اور خوردک اسکا نام ہے عمرو نے یہ سنکے اُس لڑکے کو اپنی گود مین لیکے بٹھلا لیا اور اُسکی
پیشانی پر بوسہ دے کے اپنا فرزند نامزد کیا اور ایک حلقہ طلائی زنبیل سے نکالکر اُسکے گلے مین ڈالکے اپنا نظر کردہ کیا اور
دعوت کھانے مین مشغول ہوا

عجب نکتے و نکلے داستان قبول خداوندی تو سے بیان کیجاتے ہین

کہ جب وہ شب آخر ہوئی وقت صبح کا ہوا اور نسیم سحر وزان ہوئی تو باہر بارگاہ لقا کے وہ چوکیدار چوبدار خواص خدمتگار ذاکر
سکاندار وغیرہ جنکو عمرو نے منہ کالا کرکے ایک ایک ہاتھ مین جوتیان پہنا کے ازار بندون کی زنجیر جوڑی مین جھپسا دیا تھا صبح کی
ٹھنڈی ہوا جو اُنکے دماغون مین پہونچی تو دس پانچ کی بیہوشی اُتر گئی اور اُن سبھون نے اپنی آنکھین کھولکر جو دیکھا کہ ایک
شخص کالے منہ کا جوتی لیے ہمکو مارتا ہے تو اپنا منہ تو وہ دیکھتا نہ تھا کہ میرا بھی منہ کالا ہے اور جو اسکا حال ہے وہ میرا حال
ہے اسی کو کل ہوا اور اجنبی دشمن اپنا سمجھ کے آغصہ جو جوتی اسکے ہاتھ مین تھی وہ اُن سے اُسکے منہ پر ماری اُسکی
جو جوتی لگی تو اُسنے بھی آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک شخص رو سیاہ سفیہ بے گناہ مجھے جوتی ماری اُسنے کہا ہا ہین مردود حرامزادے
کل مہے تو کون ہے اور تونے مجھے جوتی کیون ماری غرض اس طرح سے جوتی پیزار جو ہونے لگی تو سبکے ازار بند آپس مین
بندھے ہوے تھے اسکے کھینچنے سے اور جوتیون کی تڑاق پڑاق سے دوسرے کی آنکھ کھل گئی دوسرے کے باعث سے
تیسرے کی تمام اُن شاگرد پیشے والون سے جوتی چلنے لگی ایک دوسرے کو جوتیان مارکے کہتا تھا کہ او مردود حرامزادے شام
رات کو جو انعام جشن خداوندی کا خداوند نے عنایت کیا ہے اسکا حصہ تونے ہمکو نہین دیا آپ ہی آپ تو چپٹ کر گیا ہضم کیا
چاہتا تھا سو دیکھ قہر خداوندی تجھپر نازل ہوا ہے تیرا منہ کالا ہوگا وہ دوسرا کل ہوا بھی یہی جواب اور یہی خطاب اسکی جانب
کرکے اُسکو جوتیان مارتا تھا دھڑا دھڑ خوب جوتیان چلنے لگین اور آپس مین کشتم کشتا کی گھوم گھما ہو رہے تھے ایکدوسرے
کے منہ پھٹ گئے لہولہان تھے شور و غل جو زیادہ ہوا تو بوقت معمول یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا نے جو جاکے
سنگ سیاہ پر قدم رکھا اور معمول قدیم یہ تھا کہ جہان یاقوت شاہ جاکے سنگ سیاہ پر قدم رکھتا تھا اسکے پاؤن کی
آہٹ کے ساتھ لقا اندر سے آواز دیتا تھا کہ ای بندۂ قدرت چہ تقدیر کردی یاقوت شاہ کچھ اُسکا جواب دیکے
اندر جاتا تھا تو آج اول خواص خدمتگار وغیرہ نقارون کے شور و غل سے اور سوا اسکے لقا سے

مشرک خدا انکو دیکھ والا نہ بیہوش اور خود فراموش کھڑا تھا کچھ جواب اور کچھ آواز یاقوت شاہ کے کان میں آئی اور شور
یوم النشور بپا ہے قیطول گردش زدہ ہوا یاقوت شاہ گھبرا کے اندر جو گھس گیا تو اسنے دیکھا کہ کئی ہزار کشتہ کشا کو سمجھا ما
لات کی لڑتے رستے لہو لہان ہو رہے ہیں یہ تماشا دیکھ کر یاقوت شاہ حیران ہوا کہ آج یہ تقدیرات خداوندی کیسی ہیں یہ
ہزاروں مغضوب بارگاہ اور مقہوران درگاہ خداوندی گلو بستہ یہاں کہاں سے آگئے اور کون ہیں آخر کو یاقوت شاہ نے
کچھ اور لوگ باہر سے بلا کے حکم دیا کہ ان حرامزادے روسیاہوں کو اور جلد یہاں سے زیر قیطول اتار دو اور پوچھو کہ
یہ کون لوگ ہیں اور کہاں سے آئے ہیں چار طرف سے لوگ کوڑے اور لاٹھیاں اور بانس لے لے کر جو آئے تو مار مار
کے ان سب مردودوں چوبداروں خواص خدمتگاروں وغیرہ ملنے والوں کو پرزے پرزے اڑا دیا وہ داد بیداد فریاد
کرکے کہنے لگے کہ ہم تو نمک خوار بندے سرکاری فلاں فلاں ہیں غرض یاقوت شاہ کی عقل دنگ تھی اور کچھ بات ذہن
میں اسکے نہ آئی تھی کہ یہ کیا کارخانہ قدرت خداوند لقا کا ہو رہا ہے اندرون بارگاہ گھسا اور اپنے جی میں کہتا تھا
کہ اب چلکے خداوند لقا سے یہ حال دریافت کروں جونہیں اسنے اندر قدم رکھا تو وہاں دیکھا کہ واہ واہ اور ہی
لطف اور فضا ہی کچھ سو بارگاہ نشین اوندھے پڑے ہوے ہیں اور شمعیں انکے چوتڑوں پر جلتے جلتے تھوڑی تھوڑی جو رہ گئیں
تو تمام چربی انکے چوتڑوں پر گر کے جم گئی تھی اکثروں کی چوتڑوں کے بال جلکے گوشت کے جلنے سے چرائند اور
بدبو پھیلی ہوئی ہے مگر کچھ انکو خبر نہیں جیسے پڑے تھے ویسے ہی پڑے ہیں اور ایک طرف چار سو پانچ عجیب الخلقت
کہ آدھے منھ کالے آدھے منھ سفید زرد نیلے بھورے زنگاری گلابی ہر ہر رنگ غرض بوقلموں صورتیں کسی کی آدھی
ڈاڑھی نہیں ہے کسی کی آدھی مونچھ نہیں ہے کسی کے سر پر سات کسی کے سر پر بارہ چوٹیاں ہیں کسی کی مونچھ ڈاڑھی
بھویں پلکیں سر کے بال سب منڈے ہوے ہیں ایک طرف دیکھا کہ چار سو ساڑھے چار سو حبشیوں خاکروبوں سائیسوں
شتربانوں فیلبانوں میں عجب طرح سے جوتی چل رہی ہے یاقوت شاہ کی یہ رنگ محفل خداوندی دیکھکر عقل دنگ ہو گئی
اور اپنے ہاتھوں سے منھ اپنا پیٹ لیا اور کہتا تھا کہ آج بیشک قہر خداوندی یہاں نازل ہوا ہے ورنہ کوئی بات سوا اسکے
سمجھ میں نہیں آتی یہ ماجرا سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہے اب حجاب قدرت اٹھا کے خداوند کے پاس جاؤں تو یہ حال اور
اور یہ راز سربستہ قدرت خداوند کا منکشف ہو اور میرے دل کی طمانیت ہو غرض یہ کہ یاقوت شاہ نے جونہیں
حجاب قدرت اٹھایا تو دیکھا کہ میں تخت خداوندی پر ایک فقیر قلندر ریچھ والا لکڑی اپنے ہاتھ میں پکڑے ایک ریچھ
نچا رہا ہے یاقوت شاہ کی ایک آتش غضب کانون سینہ میں مشتعل ہوئی اور دود بددماغی اسکے دماغ جان سے اٹھا
مارے غصہ کی ضبط نہ ہو سکا اور یاقوت شاہ نے بکمال غیظ و طیش جھنجلا کے بڑے زور سے ایک کوڑا اس ریچھ
والے قلندر کی پیٹھ پر کہ در حقیقت وہ لقاے مشرک خدا ہے مارا اور ضرب تازیانہ سے تمام پیٹھ اسکی شق ہو گئی اور
بیساختہ تڑپ کر اسنے آنکھ کھول دی اور بیہوشی جو اتر گئی تو اسنے اپنے منھ اور اپنی صورت کا تو خیال کچھ کیا نہیں
سامنے یاقوت شاہ کو تازیانہ مارتے دیکھکر پکارا کہ ہے یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ بندہ خاص یہ حرکت تو کیا کرتا ہے
ابھی میں تجھے دوزخ ہاویہ میں ڈالدوں گا سنم خداوند باختر یاقوت شاہ نے اسپر بھی نہ پہچانا کہ یہ لقا ہے کہ غلط ہے
بکمال غیظ و غضب سے دوسرا کوڑا مار کے کہا او بدذات یہ تو کیا کہتا ہے اور دعوے ہمسری خداوندی لقا کرتا ہے ابھی
تازیانے کی چوٹ سے لقا تلملا کے یہ کہتا ہوا ایک سمت کو بھاگا کہ ہاں ہاں اے مقرب درگاہ میں یہ تقصیر شکوہ
میں نے شراب پی کے عالم مستی میں کی ہوگی مجھے یاد نہیں والا تقصیر کردیم کہ تم لقا سے بے بقا راندہ درگاہ خدا
زمرد شاہ مردود باختری یاقوت شاہ تو میرا فرزند قدرت ہے اب سمجھے تازیانہ نہ مار اور خبردار اپنے

خداوند حقیقی کے سامنے ایسی بے ادبی نہ کرتا اور جسوقت کوزہ اٹھا کے لقا تڑپ کر بھاگا تو وہ گھنگرو جو عمرو نے لقا کی داڑھی کے
ایک بال میں باندھ دیے تھے اور ایک بال میں ذرا سا پرچہ کاغذ نصیحت نامہ کا اس گھنگرو کے بجنے اور آواز سے لقا نے اپنے
منھ پر جو ہاتھ پھیر کر دیکھا کہ یہ گھنگرو میری داڑھی میں کیسا بندھا ہے تو کوئی بال داڑھی کا سوا ان دونوں بالوں کے لقا کے
ہاتھ میں نہ آیا غرض کہ لقا نے ان دونوں کو بھی توڑ لیا گھنگرو توڑ کے پھینک دیے مگر اس رقعہ کو جو دیکھا تو اسمیں لکھا تھا کہ میں کا عمرو ہوں
ادھر یاقوت شاہ کو بھی لقائی داڑھی سے معلوم ہوا کہ یہ خداوند لقا ہے اسمیں لقا نے کہا کہ اے یاقوت شاہ یہ تمام رسوائی اور ذلت
و خرابی وہ دزد بد بیک گردن لک لک پا ساربان زادہ عمرو عیار کر گیا تقدیر کردیم کہ جلد اسے گرفتار کروا کے میرے سامنے لاؤ میں
اسے دوزخ بادہ میں ڈال دونگا بہ حسب الحکم لقا کے یاقوت شاہ نے لوگوں کو تاکید روانہ کیا کہ جلد گردمرد کو لے آؤ یہاں
وہ وقت ہے کہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مہتر گردمرد کے گھر میں بیٹھے دعوت کھا رہے ہیں اور مہتر گردمرد خدمتگاری
اور کاروبار میں سرگرم ہے اور خود وہ عمرو کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے آکے گردمرد سے کہا کہ خداوند
زادے نے یاد کیا ہے گردمرد نے کہا اچھا جاؤنگا اس میں عمرو نے کہا کہ اے مہتر گردمرد دیکھو مجھے تھے ایک عیاری کر کے
پچاس ہزار اشرفی ہیں اور چلے گئے تمکو مطلق کچھ ثابت نہ ہوا کہو تو وہ لعل بھی تمنے کسی ظرف میں پانی کے ڈال دیا تھا
یا یونہیں رکھا ہے وہ لعل سعری کا بنا ہوا تھا گردمرد نے گھبرا کے اُن بادیہ میں پانی بھر کے اس لعل کو ڈال دیا تھا اور
اس انتظار میں تھا کہ بعد تین روز کے اس لعل کو نکال کر دیکھوں گا لاکے جو دیکھا تو وہ پانی بادیے کا تمام گدلا لال سرخ
رنگ ہو گیا تھا اس میں ہاتھ ڈال کے لعل کو دیکھا تو کہیں ذرا سا ریزہ بھی اسکا نہیں تمام گھل گیا ارم زاد بخشی نے ذرا سا وہ
پانی لیکر جو چکھا تو کہنے لگا واہ واہ ہے بھائی گردمرد ذرا چمچہ منگا کے اسے پیو تو دیکھو کیا خوب شربت ہے بس گردمرد کی رنگت
سفید ہو گئی ہوش حواس بجا نہ تھے دو گھڑی کامل اس صدمے میں منھ سے گردمرد کے بات نہیں نکلی تھی عمرو نے کہا کہ
اے گردمرد استغفر مجھے پچاس ہزار اشرفی کی محتاجی اور طمع نہیں ہے اپنے پچاسوں توڑے زر سرخ کے مجھسے پھیر لو
میں تو فقط تمہیں اپنی عیاری کا معتقد کرنے کو اور اپنی استادی اور دستکاری دکھلانے کو وہ لعل دے گیا تھا گردمرد اور
ارم زاد بخشی نے باہم چشمک زنی اور اشارہ کر کے کہ کوئی ایسی عیاری کیجیے اور ایسی بات نکالیے کہ اسوقت تو عمرو ہمارے
یہاں مہمان ہے پکڑنا مناسب نہیں جب یہاں سے نکل کے تھوڑی دور پہونچے تو اسے پکڑ دیجیے اور اسکی زنبیل چھین لیجیے
غرض یہ کہ دونوں عیاروں نے عمرو سے کہا یا شاہ عیاران عیار صدقے کی تھیں وہ پچاس ہزار اشرفیاں اُنکی بھی
کچھ اصل و حقیقت ہے مگر واہ کیا کہنا آپ کا کیا خوب عیاری اور دستکاری آپکی ہے ہم معقول ہوے ایک بات ہم آپسے
پوچھیں اگر ہم کو بتلا دیجیے تو ہم کمال ممنون اور مشکور ہوں عمرو نے کہا وہ کیا بات ہے پوچھو میں تمکو ابھی بتلا دوں سنتے
ہرگز نہ چھپاؤنگا مہتر گردمرد ارم زاد بخشی نے پوچھا خواجہ سلامت بھلا آپ شکل تبدیل اگر عیاری سے رنگ روغن ملکے
جلدی میں نہیں کر سکتے تو معجزہ زنبیل سے لیکے وہ صورت بنا لیتے ہیں یا ہفت اقلیم کا مال اسباب خزانہ جو شے چاہتے
ہیں وہ آپ زنبیل میں بھر لیتے ہیں اور کسی کو اسکا پتہ نشان کچھ نہیں ملتا اور گلیم معجزے کی ہے اسے اوڑھ کر غائب ہو جاتے
ہیں یا جال الیاسی یا دستگیرہ خضر علیہ السلام یا ہنڈی دانیال کی یا کمند آصف سے یا صفاد وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزیں
تو پیغمبروں اور آپ کے بزرگوں کا تبرکات ہے اسکے انکی باعث سے آپ کے ہزاروں کام نکلتے ہیں وہ سب آپکی
زنبیل میں بھری رہتی ہیں مگر یہ فرمائیے کہ آپ جو ہزاروں فرسنگوں آن واحد میں پہونچ جاتے ہیں مثلاً یہاں سے
تا ہفت میل جبل القمر کہ بارہ ہزار فرسنگ نہایت صعب راستہ ہے اسے آپ سات روز یا چھ روز میں طے کر کے یہاں
تشریف لائے اتنی جلد روی کا کیا باعث ہے اتنا جلد آپ کیونکر چلتے ہیں یہ ہمکو بتلا دیجیے کہ ہماری تسلی ہو جائے

عمرو نے کہا کہ ای مہتر گردمرد اور ای ارم زاد حبشی اسکا حال مین تمھے کیا کہون جسوقت کہ مین مزار باوا آدم صفی اللہ
علی نبینا کے وارد ہوا تھا تو جہان مین نے منڈھی حضرت دانیال کی اور یہ زنبیل اور جال الیاسی اور کمند آصف برخیا
وغیرہ تبرکات وہان سے پایا اسی طرح سے اثناے راہ مین ایک پہاڑ پر مین نے ایک گدھا دیکھا کہ تمام سر سے پاؤن تک بشکل
تیز رو مرصع بجواہر جسم نہایت خوبصورت اسکا تھا اور ایک ایک بال اسکا بجلت وہ صد کان جواہر معلوم ہوتا تھا مین نے جو دریافت
کیا تو وہ جو تمنے سنا ہوگا خر عیسے سو وہی گدھا حضرت عیسے کا تھا تب مین نے بچشتی تمام دو بال اس گدھے کے توڑ لیے ہین
یہ ساری کرامت اور جلد روی اور دوندگی مجھ مین انھین بالون کی بدولت اور انھین کی برکت سے ہے جسوقت مین کہین جاتا ہون
تو اُس مین سے ایک بال اپنے تاج عیاری پر رکھ لیتا ہون ہزار ہزار فرسنگ آن واحد مین پہونچ جاتا ہون اور مطلق کسل
راہ مجھے نہین معلوم ہوتا ہے مہتر گردمرد اور ارم زاد حبشی نے جو یہ حال بالون کی کرامات کا سنا تو بہت خوش ہوکے آپس مین
مشورہ کرنے لگے کہ اگر وہ دونون بال کسی گھات کسی فریب سے ہاتھ آجاوین تو کیا خوب بات ہے اور یہ مشورہ کرکے مہتر گردمرد نے
عمرو سے دست بستہ ہوکر کہا کہ یا شاہ عیاران عیار ہر چند کہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہ استدعا اور عرض ہماری آپ منظور اور قبول نہ
کرینگے مگر ہم پیش خود یہ تجویز کرکے مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہمکو آپ سے کچھ مناسبت نہین اور آپ کو سب طرح کی
طاقت اور سب طرح کا مقدور ہے کیسے کیسے تبرکات آپ کے پاس ہین دوڑنے اور تیز رفتاری کی کچھ آپکو احتیاج نہین اگر جادوگر
ہفت اقلیم جمع ہوکے آپ کو محاصرہ کرین اور چار طرف سے راہین مسدود ہون تو آپ منڈھی دانیال کی نکال کے اُسی مقام پر
مقیم ہو جائین اور دم بھر مین سب ساحرون کو دور کر جدھر چاہین ادھر آپ نکل جائین اگر کروڑ آدمی آمادہ قتل آپکے دشمنون
کے ہون تو آپ کو بھاگنے کی حاجت نہین ہے آپ گلیم عیاری اوڑھ کے جس طرح چاہین ہنستے قہقہے مارتے باطمینان خاطر
لشکر بیچ چلے جائین اور کوئی آپ کو نہ دیکھے نہ سد راہ ہوسکے علی ہذا القیاس ایسے ایسے تبرکات کی چیزین آپکے پاس
بہت سی ہین کچھ آپ کو کہین بھاگنا نہین پڑتا اپنی خوشی سے یون ہی آپ جدھر چلین چاہین آپ آہستہ چلین یہ کچھ فرض اور ضرور
نہین کہ آپ مور کی طرح سے اڑ جائین اور اس مین آپ ذریعہ اور وسیلہ کسی تبرکات اور معجزے کا ڈھونڈھین سوا اسکے آپ
کی چال بھی وہ ہے کہ ہم سب سر پٹک کے مر جائین تو آپ کے تعاقب مین دوڑ کر آپ کے قدمون کی خاک کو نہ دیکھ سکین اور کہین
آپ کو نہ چھو سکین لہذا امیدوار ہین کہ وہ پچاس ہزار اشرفیان جو آپ لعل مصری کا گھوڑا بیچنے لیگئے تھے وہ مجھے بخوشی خاطر
آپ پہ تصدق کین اب سردست اور تو حاضر نہین لیکن چالیس ہزار اشرفی اور آپ کی نذر اور تواضع کرتے ہین وہ دونون بال جو
خر عیسی کی آپ لائے ہین وہ ہمکو عنایت کیجیے کس لیے کہ مجبور دوا پیش رات دن رہتی ہے تمام عمر آپ کے ممنون اور مشکور رہینگے
عمرو نے کہا کہ سبحان اللہ ای مہتر گردمرد یہ آپ عیاری اور اپنی اُستادی اسوقت کھاتے ہین بھلا سنو تو سہی کہ کائنات ساری
لے دو تاری سے آوے وہ دونون بال دم خر عیسی کے تبرک اور تحفہ میرے پاس ہین اگر مین نے وہ دونون بال [illegible] خاطر خواہ
بالطمع دنیا کہ تم عیاری کرکے چالیس تھیلیان زر سرخ کی طمع مجھے دیتے ہو تمکو حوالہ کر دون تو پھر مجھے لینا غیر ممکن ہے یعنی
پھر مین جہان ہزار دوا دوش ہو پہونچون وہان تم آن واحد مین پہونچ کے مجھے گھیر لو تو آئندہ جنگ دو مرد را واللہ اعلم بالصواب
کون جیتے کون ہارے تو اس مقدمہ مین تم دونون صاحب مجھے معذور رکھو اور کوئی چیز ہوتی تو مین بخدا ابھی تمکو دیتا اور
بال تم لیکے کیا کروگے تمتو آپ ایسے جلد رفتار اور تیز رو ہو کہ مین نے ہزارون لاکھون پیک اور عیارون کو دیکھا کسی کو ایسا
جلد چلنے والا نہین پایا مہتر گردمرد نے کہا یا بادشاہ عیاران عیار توبہ استغفار ہماری کیا مجال جو ہم آپ سے عیاری کرسکے
ہون یا آپ سے فریب یا دغا کا ارادہ رکھتے ہون اور طمع دیتے کیسا وہ چالیس تھیلیان زر سرخ کی تو حاضر ہین دیکھیے
اور یہ کہکے جھٹ پٹ ایک کوٹھری مین ایک صندوق رکھا تھا اسکا قفل کھولکر چالیس توڑے اشرفیون کے

نکال کے عمرو کے آگے رکھ دیے اور ہر ایک توڑے کا منہ کھول کے اشرفیاں دکھلائیں عمرو نے کہا خبر ای مشتر گردمرد ہم نے کبھی
بدی براہ احتیاط عیاری نہیں کرتے اور تمھارے قول و فعل کا خدا حافظ اور وہ دونوں بال موجود ہیں مگر خبردار زنہار کوئی فریب
اور کوئی چھل ہمسے نہ کرنا یہ کہکے وہ بال لقائی ڈاڑھی کے زنبیل سے نکال کے مشتر گردمرد اور ارم زاد بخشی کو حوالہ کر دیے
اور وہ چالیس توڑے اشرفیوں کے مشتر گردمرد اور ارم زاد بخشی کے سامنے سے اٹھا لیے یعنی اٹھا کے زنبیل میں رکھ لیے مشتر گردمرد
اور ارم زاد بخشی بالوں کو دیکھ کر محو حیرت سکتے کی صورت ہو گئے اور فرط شادی سے پیراہن میں پھولے نہیں سماتے تھے اور دونوں
آپس میں اشارہ کرتے تھے کہ چالیس ہزار اشرفی کی کیا حقیقت ہے اگر اسوقت عمرو زیادہ حجت اور طمع کرتا تو ہم سب اسباب نقد و
جنس اپنے گھر کا بیچ کرکے جہاں تک ہو سکتا عمرو کو دیتے اور یہ دونوں بال لے لیتے اسوقت اپنا تمام گھر بیچ ڈالتے جا سے
جب یہ بیابان سے پچاس کوس آگے سمت شہر سنجان پہونچیگا اسوقت ہم بھی بال لیکے اپنے سروں پر باندھ کے دم بھر
میں وہاں جا پہونچینگے اور یہ یقین ہوگا ہم تم دو ہونگے چار طرف سے اسکو محاصرہ کرکے عیاری گرفتار کر لینگے اور ساری
کرامات اور بساط کائنات اور ہفت اقلیم کی دولت اور تمام عمر کی کمائی زنبیل میں ہے اسکی زنبیل چھین لینگے پھر یہ بیدست
و پا ہو جائیگا غرض مشتر گردمرد اور ارم زاد بخشی تو اس خوشی میں تھے کہ ناگاہ عمرو اپنی گٹھری مٹھری باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا خدا
حافظ ای مشتر گردمرد اور ارم زاد بخشی اب ہم رخصت ہوتے ہیں کس لیے کہ ابھی ہمیں جاکر شہر سنجان میں شاہزادہ بدیع الزمان
کی خبر لانا ہے اور چالیس دن کے درمیان میں ملک بربر میں پہونچ جانا ہے مشتر گردمرد اور ارم زاد بخشی نے کہا بہت بہتر
اگر جی چاہے توقت مراجعت شہر سنجان سے ہمسے بھی ملاقات کرتے جانا عمرو نے کہا بشرط زندگی و فرصت یہ کہکے عمرو
رخصت ہوا اتنی دیر میں دو چوبدار دوڑتے ہوئے در سے اور مشتر گردمرد سے نہایت تاکید سے کہا کہ جبرئیل
درگاہ یاقوت شاہ تمکو یاد کر رہے ہیں اور تم ابھی تک حاضر نہیں ہوے جلد چلو مشتر گردمرد اور ارم زاد بخشی نے کہا کہ صاحب
حاضر ہوتے ہیں ایسا کونسا کام ضروری درپیش ہے جسکے واسطے یہ تعجیل اور تاکید کر رہے ہو آئے ہو بارے کپڑے
پہنے اور وہ دونوں بال ایک تو مشتر گردمرد نے اور ایک ارم زاد بخشی نے اپنے تاج عیاری میں رکھ لیا اور خوشی خوشی چوبداروں
کے ساتھ بڑی تمکنت اور غرور سے چلے بیان یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا کو ڈالا ہاتھ میں پکڑے غصے میں بھرا
ہوا چوبدار بھیجتا جاتا ہے کہ جلد مشتر گردمرد اور ارم زاد بخشی کو لاؤ اس عرصہ میں یہ دونوں یعنی مشتر گردمراد اور ارم
زاد بخشی پہونچے یاقوت شاہ کو سلام کیا یاقوت شاہ نے کہا کہ ای خود پسند میں نہ سمجھے اسدرجہ غفلت اور
بیخبری ہے اور یہ تمکنت تیرے مزاج میں سما گئی ہے کہ میں بہر جیسے کھڑا اور پچاس چوبدار تیرے بلانے کو بھیج چکا ہوں
اور تو نہیں آتا عمرو عیار حمزہ کا بیان کیا غضب کی عیاری کر گیا ہے مشتر گردمرد و ارم زاد بخشی نے ابھی یہ کلام یاقوت شاہ
کی زبان سے پورا نہیں نکلنے پایا تھا تمام تھی کہ آگے بڑھ کے بڑے غرور اور تمکنت سے وہ بال دکھلا کے کہا کہ آپ
جبرئیل قدرت خداوند زادے ہیں جو چاہیں سو فرمائیں عمرو کیا عیاری ہمارے سامنے کرکے چلا جائیگا اور حضور
اس سے کیا غافل ہیں یہ دیکھیے ساری بساط کائنات تک پہونچی جو کرامات عمرو کی تھی وہ تو ہمنے اس سے
چھین لی کہ انھیں بالوں کے زور و طاقت پر وہ بہت کودتا پھرتا تھا اب وہ ہمسے بچکر کہاں جائیگا یاقوت شاہ نے
جو ان بالوں کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ لقائی ڈاڑھی کے بال ہیں زیادہ تعجب ہوا اور بکمال غیظ و غضب دوڑ کر ایک
ایک گھونسا مشتر گردمرد اور ارم زاد بخشی کے مار کر کہا کہ او بدذات حرامزادو یہ بال تو خداوند لقا کی ڈاڑھی کے
ہیں عمرو کیا کیا بے ادبیاں اور کیسی کیسی گستاخیاں کرکے خداوند کی ڈاڑھی مونڈ لے گیا ہے اور تم یہ بال فخریہ
ہمکو دکھلانے کو بیان لائے ہو بس یہ حال سنکے مشتر گردمرد اور ارم زاد بخشی دونوں کا رنگ زرد ہو گیا

اور منھ پر مُردنی سی چھا گئی کلیجا پکڑ کے بیٹھ گئے یاقوت شاہ نے پھر تازیانے اُٹھا کے کہا او حرامزادو
اب تم ذلیل ہوئے ہو بس تو تب جو اور عمرو جہان سے تلاش رہے ہو آؤ ورنہ قہر خداوندی میں مبتلا
ہو گے اور ابد الآباد تک دوزخ ہاویہ میں پڑے سڑا کرو گے آخر کار ناچار ہو کے تہمتن گرد فرد اور رام زاد
بخشی دونوں عیار تلاش شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار جاتے ہیں اسکے آگے دیکھیے کیا ہوا ہے یہیں تک

جیرک شمہ داستان فرحت بیان شاہزادہ عالی شان بدیع الزمان گردشکن اور حالات ملکہ گوہر

ملک اور خرافات گنجاب علیہ اللعن والعذاب سے بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت گنجاب نے بہ تجویز بن عاص حرمان دیوکش نے دلیل درازی ترکیب کو واسطے محاصرہ اور سرباب
کوسنہ درۂ خونریز کے بسر شاہزادہ بدیع الزمان گردشکن بھیجا اور آپ مع لشکر بیکران اور افواج
بے پایان سمت چارباغ بتہیہ گرفتاری ملکہ گوہر ملک سوار ہو کے چلا اثنائے راہ میں خبر آئی ہرمز بن نوشیروان
اور فرامرز بن نوشیروان اور اپنے بیٹون کی جوستی تو پلٹ کر برائے استقبال ہرمز اور فرامرز سمت دریائے زخار
روانہ ہوا یہان چارباغ ملک حرمان دیوکش مین ملکہ گوہر ملک کو جو یہ خبر ہوئی کہ گنجاب مع تمام سرداران اور
سپہ سالاران اور افسران فوج اور سوارو پیادون وغیرہ کے اپنے لشکر سپاہ کو ہمراہ لے کے پہلے تو میری
گرفتاری کو اس طرف آتا تھا بعد اسکے شاید پھر سردار اور بھائی میرے ملک پر بڑے آتے ہیں اُنکے لینے کو سمت
دریائے زخار گیا ہی اور تمام شہر خالی ہی ملکہ گوہر ملک نے از راہ اولوالعزمی پیش خود تجویز کیا کہ مین نے بزبانی
اکثر اکابرین اور معتبرین سنا ہی کہ ملکہ گروہ بانوئے جوان شاہزادہ بدیع الزمان کی ہین اکثرا . قات نقاب
منھ پر ڈال کے تو تھا اسوار اور پیادون مین کارر ستمانہ اور دلیرانہ کیے مین پس مین بھی تو ہمو اُسکی اور ناموس
اُسکے بیٹے شاہزادہ رستم تمولت کی ہون جس نے یکہ و تنہا ملک سنجان مین خروج کرکے ستائیس ہزار
لشکر گنجاب پر مارے اور جان واحد تھا کفار مین بیکسے کار نمایان کرکے نکل گیا ہی ایسا وقت
اور موقع پھر کہان ملیگا کہ فرقہ سپاہ مین سے کوئی متنفس شہر سنجان مین نہین ہی بمضمون اس حدیث
شریف کے کہ المسعی منی والاتمام من اللہ مین چلکے شہر سنجان مین اپنا عمل دخل کرون غرض
یہ تجویز کرکے بمشورہ دختران فضل بن گیاہور خون آشام وغیرہ ترک جوشن پوش اور قاتل
زنگی کو تو چارباغ کی محافظت کے واسطے وہین تعین کیا اور آپ مع فضل بن گیاہور خون آشام
وغیرہ جان نثاران شاہزادہ عالی مقدار اور چالیس ہزار دلیران عرصۂ کارزار اول شام
چارباغ سے سوار ہوئی اور صبح ہوتے ہوتے دروازۂ شہر سنجان پر پہونچی یہان تک کہ دروازہ
شہر پناہ کا وہی کھلا تھا کہ ملکۂ عالم مع رفقائے شاہزادۂ عالی شان اور سواران جانفشان بسم اللہ
کہکے اندرون شہر داخل ہوئی اور جو وہان ہزار دو ہزار سوار پیادے ستور تھے جسوقت کہ وہ کچھ
تعرض کرنے لگے اسنے پہلے انھین سب کو تہ تیغ بیدریغ کرکے خاک وخون مین لٹا دیا بعد اسکے شہریان نے
تلوارین کھینچ کھینچ کر سب آگئے اور آمادہ کفار کشی ہو کر قتل عام کرنے لگے یہان تک کہ کافرون
کو جا امن کی نہین ملتی تھی کہ اپنے تئین بچائین غرضکہ کئی ہزار کافرون کو جہنم واصل کرکے
لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ سر پر سر ڈھیر پر مردہ گراتے جاتے تھے اور چار طرف آواز الامان الامان کی بلند ہوئی غرض

بن گیا ہور خون آشام جواب دیتا ہوا کر امان بشرطیکہ جو کوئی کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہوتا تھا اُسے چھوڑ دیتے تھے اور باقی
کفار کو قتل کرتے تھے آخر نوبت بہ ایں رسید کہ ہزاروں آدمی مشرف باسلام ہوئے اور حمزہ کا فزی پر لعنت کر کے بخلوص نیت ایمان
لائے ملکہ گوہر ملک جا کے اپنے محل میں داخل ہوئی اور چاہا کہ غنچہ خاتون اپنی ماں کو قتل کرے ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ بیٹی
میری قتل کرنے سے تیرے ہاتھ کیا آئیگا بلا اگر میں زندہ ہوں تو سو مرتبہ تیرے کام آؤنگی ملکہ گوہر ملک نے یہ گفتگو ماں سے سنکے
سر جھکا لیا اور اُسکے قتل سے دست کش ہوئی جتنے گنج خزانے اور جواہر خانے کے تھے سب پر اپنا عمل اور قبضہ کر کے چوکی پہرہ
بٹھا دیا اور جو ازراہ تیرہ دلی اور تاریک دروئی مسلمان نہیں ہوئے تھے اُنکی پیشانیوں میں داغ دلوا کے شہر بدر کروا دیا اور
لاکھوں روپیہ اپنی فوج اور سپاہ کو انعام عطا کیا بعد اسکے قفل بن گیا ہور خون آشام نے جتنے دروازے شہر سنجان کے
تھے سب کو بطور قفلبند دروازوں کے ترتیب دیئے فصیلوں اور برجوں پر توپیں چڑھوا دیں تیل کے کڑھاؤ بارود کی ہنڈیاں
کڑک کے پولے اور سب سامان گولہ بارود جو کچھ واسطے قلعہ کی لڑائی کے چاہیے تھے موجود کر کے گولہ اندازوں کو حکم دیا کہ جسوقت
گنجاب کی آمد پاسی اور سرداران گنجاب کو مع فوج و سپاہ آتے دیکھو ہمارے حکم کا انتظار نہ کرنا بلا تامل آمادہ رزم و پیکار ہو کر
مہتاب دیدبان گو دا انداز غلامی سب مسلح اور مکمل سج سج پگڑیاں سروں پر تحت الحنک کے پیچ چھوڑے اور بعضی دو پٹے پیچ کر دن
باندھے انگرکھے گھٹنوں تک گلے میں پاجامے گھٹنے تک پاؤں میں پنجے توپوں کے مہرے سمت میدان کیے ہاتھ میں روشن کیے ادھر ادھر
ٹہلتے پھرتے ہیں اور کمانداران ناوک انداز اور بان والے سر زور شور اور جان نثار جوان عرصہ کارزار آمادہ مرگ اور جیسے قفس
کمینگاہ میں بیٹھے ہیں بعد اسکے گرد پیش چاروں طرف شہر پناہ کے خندق کھدوا کر بھی آب کر دیں اور کچھ جاسوس ہرکارے چپڑاسی
وغیرہ لوگوں کو واسطے سراغ رسانی اور تلاش شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ کر کے ملکہ گوہر ملک تو تخت پر تشریف آور ہی شاہزادۂ
عالیمقام کی ہوئی اور اپنی ماں ملکہ غنچہ خاتون کو تخلیہ میں بٹھا کے سمجھا دیا کہ اماں جان آپ کو معلوم ہے یہ شاہزادہ بدیع الزمان
عالی شان فرزند سلطان عالی شان امیر حمزہ صاحبقران کا جان و روح ہے اور خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان
رفیق اور ملازم امیر حمزہ با توقیر کا اور ہوا خواہ بلا اشتباہ شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجاہ کا ہے اگر آپ آج شاہزادہ عالی کے ساتھ کچھ
التفات بزرگانہ فرما کے سلوک کرینگی اور شاہزادہ والا گہر کو اپنا کر رکھینگی جسوقت شاہزادہ عالی منزلت آپ کو اپنا قبلہ و کعبہ سمجھ کر
پیش آئیگا اور لندھور بن سعدان سینکڑا رہے آئے دلی نیت کے ساتھ ملکہ غنچہ خاتون نے ایسی ایسی دلسوزیاں اور
خوشامدیں کیں کہ تیرے آپ کا ہزار جان و دل غلام بن جائیگا خدا نخواستہ اگر آپ کلمہ شہادت پڑھ کے اسلام نہ قبول کرینگی اور اطاعت سے
شاہزادۂ بدیع الزمان کی منحرف ہو کے رہیں کی ہمیشہ آئینگی تو میری بات اسوقت کی خوب یاد رکھیے کا بھول نہ جائیگا کہ خسرو بلاد ہند
سے آپ کی موافقت آنا اور صحبت برابر ہونا تو معلوم مگر گویا آپ نے ایک اور ما پادشمن پیدا کر لیا تا قید حیات اگر آپ چاہیے کہ آپسے
اور لندھور سے پھر صفائی ہو یہ غیر ممکن ہے ملکہ غنچہ خاتون کہ ایک مدت سے شبیہ خسرو بلاد ہند کی دیکھ کر دل و جان سے فریفتہ
جمال اور فریفتۂ حسن بے مثال لندھور کی تھی اور تصویر لندھور کی ایک پرت الماس پر کندہ کروا کے اپنے گلے میں ڈالے ہر وقت بحالت
عالم عشق میں بخوف و خطر یہ شعر زبان پر لاتی ہر شعر دل کے آئینے میں ہے تصویر یار، جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی، اور کبھی فرط
اشتیاق اور کثرت درد فراق سے جو زیادہ تر بیتاب ہو جاتی ہے تو وہ دو تین روز بے خور و خواب اُس تصویر کو دیکھا کرتی ہے اور اُسکے آگے
سے لیکر سو سو بار تصدق اور نثار ہو ہو کے عالم خود رفتگی میں کہتی ہے وہ دل کا ہوت رکھیے سکی جو نہیں تن میں سر ہے اور کھدیکھے
آنکھ کی بات ذوق کی ہے اور کبھی یہ بھی کسی استاد کا شعر اکثر پڑھا کرتی ہے آرزو یہی خواہش دیدار جسکو ہو تو اک تصویر یار ہے وہ بہر صورت
کھنچا منگوا لے اور دیکھا کرے، ایک میں حسرت زدہ یہ پوچھتی ہوں دوستو، جو فقط باتوں ہی کا مشتاق ہو وہ کیا کرے،
جسوقت کہ یہ حال خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کی ہوا خواہی شاہزادہ بدیع الزمان کا سنا اور یاد کر کے حجم

علاقہ شاہزادہ عالم سے رکھتا ہو اور بجان و دل دعوی عبودیت کا لند حور کو شاہزادہ بدیع الزمان سے ہو تحسین کے بیٹی یعنی ملکہ گوہر ملک
سے کہنے لگی کہ داری اس شاہزادہ بدیع الزمان کو مین نے کمسن اپنے بیٹون سے کم سمجھا تھا اور مین تو ہمیشہ پروانہ اسکی صورت کی
رہی ہون اب جو کچھ کہ مجھسے خدمت و دلسوزی شاہزادہ بدیع الزمان کی ہو سکیگی حتی المقدور مین کوتاہی کبھی نہ کرونگی اور بقدر تمین
دائیمان ابھی مصلحت وقت نہین کہ مین مسلمان ہو جاؤن جب وقت ساعت ہوگا تو مین اعتقاد بدل ہو اقرار باللسان کرونگی اور
لا شک ولا ریب کلمہ طیبہ پڑھکے مشرف باسلام ہو جاؤنگی میری بات مین کبھی فرق نہ پڑیگا غرض یہ کہ اب ان بیٹیون مین بڑی نسبت ہی
اور دونون بااتفاق منتظر تشریف آوری شاہزادہ آفاق بدیع الزمان کی ہین انکو تو اسی طور پر چھوڑئے

اب تھوڑا حال لنجاب علیہ اللعن سے بیان کیا جاتا ہو

کہ لنجاب جو مع لشکر اور سپاہ چار باغ کی جانب سے مراجعت کرکے سمت دریا بغرض ملاقات اپنے بیٹون کے مخاطب اور ملتفت
پہونچا تو وہان استقبال بہمزہ بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان کا کرکے خواجہ کراز الدین ملک بختیارک شوم کا زندہ
سے اور اپنے بیٹون سے ملاقات کی اور وہین لب دریا اپنا خیمہ استادہ کراکے تیاری دعوت اور جشن شاہانہ مین معروف ہوا سو
جا سُنئے ارباب نشاط کے طلب کئے صحبت ناچ گانے کی ہوئی طبلے پر تھاپ چلنے پر پڑی آواز ہو شاہوش نوشانوش کی سراسر نگی کا
بہین کی فلک آسمان نوحہ نے لگی مغنیان سرا پا ناز اور مطربان خوش آواز گا رہین اور ساقیان مہر طلعت اور ماہ صورت کے دور کی
دھوم اہل محفل عالم مستی مین کر رہے تھے قطعہ مین کب سے تھا تیرا اشتیاقی ساقی ؛ مدت مین ہوا ہو تو ملاقی ساقی ؛ جاتا ہی یہ
دور جلد بھر دے پیالہ ؛ شیشے مین جو کچھ رہی ہو باقی ساقی ؛ ناگاہ سامنے سے ایک جوڑی سرکارے کی گردین کو وہ پسینے مین غرق
غرق برق تر بتر سراسیمہ اور مضطر حضور لنجاب آکے بعد دعا و ثنا کے فریاد پکاری کہ پیغمبر رسل کی عمر دراز ہو ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی
نے مع فضل بن گیا ہیور خوردن آتشام چار باغ ملک حرمان ودیوکش سے فوج کشی کرکے شہر سنجان مین اپنا عمل دخل کر لیا اور تمام
کیٹھون پر خزانون کے اور جواہر خانے وغیرہ کے چوکی پہرے اپنے بٹھلاکے کل کاروبار خزانون سے نکلوا کے اپنی فوج و سپاہ کو تقسیم کر دیا اور
رسد داشت و لوازمون کی جاری ہو شہر پناہ کے دروازون پر توپین تیل کے کڑاہ گولون کے پیپے بارود کی ہنڈیان چڑھوا دین مین
اور نالکمان عمارہ وغیرہ نیز دن جوان خیلبند دروازے پر فصیلون برجون پہ آمادہ رزم و پیکار بیٹھے ہین لنجاب نے جو یہ حال خراب اپنے شہر
اور غدر و خزانون اور جواہر خانون وغیرہ دولت و مال کا سنا تو اپنے دونون ہاتھون سے سر و سینہ پیٹکے داڑھی کو نوچ ڈالا اور ہونٹ
اپنے دانتون سے چبا تا تھا اور یہ تھا مصرع دیگرے کہ تا لیم کہ از ما بماست ؛ ملک بختیارک شوم کا فر بیدین جو برابر لنجاب کے
بیٹھا تھا اسنے پوچھا کہ ای پیغمبر رسل گوہر ملک کون ہی لنجاب نے کہا کہ میری بیٹی ہی بختیارک بیٹی کا نام سنکے پکارا صلواۃ بر محمد ای
لنجاب مجھے یقین کامل ہوا کہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر شیفتہ و فریفتہ و عاشق زار ہی جو اسنے ایسی حرکت نوکی وارینہ
نالایق کام کیا ای لنجاب اب تم ملک سنجان کی فرمانروائی اور حکمرانی سے ہاتھ دھو بیٹھو یہ سرزمین اب اسلام آباد ہو جائیگی اور یہ ملک
قبضہ اختیار مین بدیع الزمان کے ہو گیا اسلیے کہ ان خدا پرستون کا قدیم الایام سے یہی معمول اور دستور ہی کہ جس اقلیم و دیار مین خروج
کرتے ہین تو وہان پہلے ایک دانہ حاکم شہر کے دل پر اسطرح کا دیتے ہین کہ اسکی بیٹی یا بہن سے عشق کرکے اسکے ملک اور سلطنت کو اپنے متعلق
مین لاتے ہین اور اس سرزمین کو یک قلم اسلام آباد کرکے تب قدم رکھتے ہین لنجاب نے بختیارک کیطرف دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت مسخرہ
کی صورت زرد رنگ کوتاہ گردن تنگ پیشانی و دراز نا اور نطفہ شیطانی کی ساری علامتیں منہ پر عیان مُنہ کے سی آنکھین جیسے مین
شوق لعنتی کا پڑا ہوا ہمیشہ خرافات اور ہنریات کی لوچ اور لاطائل بخوت وغیرہ سے رو برو دکھال رہا ہو درہم برہم ہوکر کہا کہ ای نامعقول
اس گفتگوے بیہودہ اور فضول سے تجھے کیا حصول ہی زیادہ گو ؛ دیکھا سخن تا نپر سند لب بستہ دار ؛ بختیارک نے لنجاب
کو پیچ و تاب کھاکے یہ گفتگو سے تندر تے جو دیکھا تو کہنے لگا کہ یا پیغمبر رسل تو میری باتون سے کچھ اپنے جی مین بیزار و فرامز نکر

دو مرتبہ پیرا ہوا اور یہ قاہر بن ... اسکا ستون بارگاہ لقا بھی ایسی تعظیم و تکریم کے ہر بس یہ سوچ کر کنجاب بھی بارگاہ سے نکل کے سوار ہو اور
چند قدم قاہر بن قہرمان عجمی کا استقبال کر کے باعزاز و اکرام تمام اُسے اپنی بارگاہ میں لایا اور برابر اپنے تخت کے کرسی بیٹھنے کو دیکر
ساقی کو اشارہ کیا حسب الحکم کنجاب ساقی نے تین جام شراب کے لبریز کر کے قاہر بن قہرمان عجمی کو دیے اور اُسنے دو جام پیکر تیسرا جام پیا
جبکہ دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اور سرور آنکھوں میں ہو چلا تب کنجاب نے ازابتدا تا انتہا حال خراب اپنا اور بالتفصیل
ملکہ گوہر ملک اور فضل بن گیا ہو رخون آشام کا اپنے قلعہ و شہر میں داخل کرنے کا وہ قاہر بن قہرمان عجمی سے بیان کیا قاہر بن
قہرمان عجمی نے جو سنے اس سرگذشت کنجاب کہا کہ یا شہنشاہ بل لقا اب میرے نزدیک صلاح یہی ہے کہ پیشتر اسکے طبل جنگ بجوا دیں کل مجکو
تا ... کے ان واحد میں ... قلعہ اور شہر فتح کر لونگا کنجاب نے کہا ازین چہ بہتر اور یہ کہکے حکم دیا کہ ... لشکر میں طبل
جنگ بجے چنانچہ حسب الحکم کنجاب لشکر کفار میں طبل جنگ بجا اور یہ خبر قاہر بن قہرمان عجمی کے آنے اور طبل جنگ بجوانے کی وہان ملکہ گوہر
ملک اور فضل بن گیا ہو رخون آشام نے جو سنی تو فضل بن گیا ہو رنے کہا اے ملکہ عالم قلعہ بند ہو کے رہنے میں نامردی ہے صبح کو طبل
قاہر بن قہرمان عجمی سے میں سر میدان لڑکر مقابلہ کرونگا اور بعد میرے مقتول ہو جانے کے آپ کا خدا نگہبان ہے یہ کہکے اپنی فوج و سپاہ کو حکم دیا
کہ کل صبح کو قاہر بن قہرمان عجمی ہمیشہ قلعہ گیری کو آئیگا تم ذرا شرافت اور حق نمک خواری سے غافل نہ رہنا اور سرفروشی اور جان نثاری کر کے سرخرو ہے
... ہو غرض یہان بھی بڑی دھوم اور چہل پہل تمام لشکر میں رہی اور ہوشیاری اور خبرداری شب کو لیکر دوسرے روز صبح کو قاہر بن قہرمان
عجمی مسلح اور مکمل ہو کے ہمراہ کنجاب سوار ہوا اور روبروے دروازہ قلعہ نجان اپنی فوج و سپاہ کے پرے جما کے کنجاب سے بولا کہ یا شہنشاہ بل اب
آپ اپنا لشکر اسی جا پر قائم کر کے تماشہ دیکھیے کہ میں کیونکر تنہا اس قلعہ کو جا کے فتح کیے لیتا ہوں اور جسوقت میں اس دروازہ قلعہ کو توڑ کے اندر
شہر کے داخل ہوں آپ بھی مع اپنے لشکر کے تعاقب میں میرے شمشیرزنی کرتے چلے آئیےگا یہ کہکے قاہر بن قہرمان عجمی ایک گرز گران ہاتھ
میں لیے مسلح اور مکمل اپنے گھوڑے کو مہمیز کر کے روبروے دروازہ قلعہ چلا اور وہان فیلبند دروازے پر سے فضل بن گیا ہو رخون آشام نے
جو قاہر بن قہرمان عجمی کو تنہا بہ نیت قلعہ گیری آتے دیکھا جھٹ پٹ اپنے سپاہیوں کو ہمراہ لیے وہان سے اتر کے دروازہ قلعہ کو کھولا
اور مع اپنی فوج و سپاہ کے باہر نکلکر آمادہ رزم و پیکار ہوا اور پہر پہر کامل ایسی شمشیرزنی کی کہ ایک لاکھ تیس ہزار سوار و پیادگان قاہر بن
قہرمان عجمی کو درہم اور برہم کر کے ہزاروں کفار کو جہد کر اسفل السافلین پہونچایا اور تلاطم ڈال دیا تھا آخرکار قاہر بن قہرمان عجمی کہ
نہایت زبردست اور آفت روزگار ہے فضل بن گیا ہو رتن سے جنگ رستمانہ کر کے زخمی ہو گیا اور تاغروب آفتاب ساتوں بھائی فضل
کے قاہر کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے تھے مگر فضل اسی حالت زخمداری میں دلیرانہ آمادہ حرب و ضرب تھا جبکہ وقت شام کا ہو گیا اسوقت
قاہر بن قہرمان عجمی نے بہ آواز بلند کہا اے فضل رات کو غنیمت سمجھ کے جا میں تجھے کچھ تعرض نہیں کرتا مگر کل میں اس قلعہ کو فتح کرونگا
تیرے حق میں بہتر یہی ہے کہ تو مجکو اور موروثی سرکو کنجاب کا اور ملکہ گوہر ملک اور اس قلعہ اور شہر کو حوالہ کنجاب کے کر دے جو منصب سپہسالاری کا
تیرے باپ گیا ہو رخون آشام کا تھا وہی منصب میں تجھے شہنشاہ بل سے دلوا دونگا اور جو عزت اور توقیر تیری ہوگی وہ اور کسی کی نہ
ہوگی ورنہ تو جان کہ کل اگر میری نصیحت اور کہنے پر تو نے عمل نہ کیا تو بعذاب الیم مبتلا ہو کر مارا جائیگا غرض یہ کہکے قہرمان عجمی طبل
آسائش بجوا کے پھر گیا اور یہان فضل بن گیا ہو ر اپنے ساتوں بھائیوں کو اور تمام فوج کو ہمراہ لیے قلعہ میں کے داخل ہوا اور قلعہ بند
ہو کے اپنے علاج اور بھائیوں کے زخموں کی بخیہ اور مرہم پٹی میں مصروف ہوا اور روز دوم قاہر بن قہرمان عجمی مع کنجاب سوار ہو کے روبروے قلعہ
آیا اور اپنے ہمراہیوں کی زبانی فضل بن گیا ہو رخون آشام سے کہلا بھیجا کہ اے فضل ابھی خیر ہے کچھ بات بگڑی نہیں ہے میرے
کہنے پر عمل کر اور ملکہ گوہر ملک کو نکاحی میں سوار کرا کے شہنشاہ بل کے پاس پہونچا دے کس لیے کہ ملکہ گوہر ... شاہ جبریل
درگاہ خداوند زادے کی اور ہم ضراوند لقا کی ہیں اور تو دونوں ایک ترکش کے تیر ہیں پھر تیرا قصور کنجاب سے
معاف کرا دینگے اور وہی منصب سپہسالاری کا جو تیرے باپ کو تھا تجھے دلوا دینگے اور دیکھ میرا کہنا مان اور جواب تو نہیں دینے گا

تو مین یکہ وتنہا بجان واحد ابھی آکے تجھسے قلعہ چھین لیتا ہون اطلاعاً واسطے اتمام حجت کے مین نے کہدیا آگے تو جان جبکہ پیغام قاہر
فضل بن گیا ہور خون آشام نے سنا تو اسنے از راہ تمسخر اے شاہزادہ بدیع الزمان گردنشکر شکن جواب کہلا بھیجا کر خدا ست اے برتر
ہست اے قاہر جو تجھسے ہو سکے اُنمین تو کوتاہی اور قصور نہ کرنا اور خبردار اور زبان اپنا بیہودہ نہ بکنا وہ لقا کیا خوک ہے خنزیر
بد منزلت مسخرا ہے اور یہ قوت بھیجا کیا بلا ہے ملکہ ذات گوہر ملک ناموس میرے آقائے ولی نعمت شاہزادہ بدیع الزمان کی ہے اسکا نام
تو وقتیکہ انسان ہزار مرتبہ گلاب کیوڑے سے کلیان کرکے اپنی زبان کو پاک نکرے نہ لے فرشتے کی یہ طاقت نہین جو اسکے دامن تک ہاتھ
پہونچا سکے تو اسکا ذکر مذکور نہ کر اپنے کام مین سرگرم رہ قاہر بن قہرمان عجمی یہ جواب پیغام کا فضل بن گیا ہور خون آشام
کیطرف سے سنکر مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور اسی حالت غیظ و غضب مین اپنے کرگدن کو جگ مارکے برابر قلعہ کے پہونچا اور یہ آواز بلند
کہنے لگا کہ اے فضل توان توپون اور گولہ اندازون پر مغرور نہ ہو جسوقت کہ مین یلغار کرکے شمشیر زنی کرتا آؤنگا سب کو مین تیری
بند ہو جائینگی اور یہ جتنے گولہ انداز اور ناوک افگن ہین سب بھاگ جائینگے تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور کسی سے پھر کچھ نہ بن آئیگا
دیکھ مین قلعہ چھین لیتا ہون اب بھی میرا کہنا مان فضل بن گیا ہور خون آشام نے فصیل دروازے پر آکے جواب دیا کہ اے قاہر
بیہودہ مت بک اور ناحق کیا کرتا ہے شعر من نہ آنم کہ سر از خاک بردارم ؎ گرچہ سازند جدا چون قلم از تن سرم تا وقتیکہ دم ہے میرا اور یہ
جسم مین جان ہے مین اپنے آقائے ولی نعمت کے واسطے سرفروشی اور جان نثاری مین حتی المقدور اپنے دم قدم سے لڑونگا اب گفتگوے
بیہودہ سے کیا حاصل خداے بزرگ ست تو اپنے دل کی حسرت اور ارمان نکال لے قاہر یہ گفتگو فضل کی سنکر اور زیادہ تر غضبناک
اور خشمگین ہوا کہ حالت غیظ وطیش مین زمانہ اسکی نظرون مین تیرہ و تار نظر آتا تھا گرز گران کو ہاتھ مین لیے کرگدن کو سمت قلعہ گرم تاز کیا
یہان فضل نے گولہ اندازون سے کہا کہ یارو جو کوئی قہرمان عجمی کا نشانہ کرکے گولے سے مع کرگدن اسکو اڑا دیگا مین اسے دولت دنیا سے
مستغنی کردونگا اور حضور شاہزادۂ عالم مین بتقریب اسکی شجاعت کے سعی کرکے مقرب خاص کرا دونگا گولہ اندازون نے عرض کی کہ اے
فضل بن گیا ہور خون آشام اصل حقیقت یہ ہے کہ قاہر بن قہرمان عجمی ستون بارگاہ لقا سمجھ روزگار بلا کا شخص ہے ہمسے جو کچھ
ہو سکیگا ہم حتی المقدور اپنے کوتاہی نکرینگے اسلیے کہ جسوقت یہ قلعہ مین پہونچ جائیگا تو ہم ڈھونڈھے ڈھونڈھے ہمکو مع ہمارے عیال
واطفال کے خدا جانے کس عذاب الیم مین مبتلا کریگا یا مار ڈالیگا ہمکو بھی جان عزیز ہے اے فضل بن گیا ہور خون آشام کچھ فقط تیرے حکم ہی
ہم بند نہین ہم خود اس آفت زمانہ سے الامان الامان کرتے اور حذر مانگتے ہین ابھی گولہ انداز یہی کہہ رہے تھے کہ دیکھا قاہر بن قہرمان عجمی برابر
توپ کے گولے کی زد کے پہونچا اور گولہ اندازون نے ساتون توپون کے منہ سامنے کرکے فتیلے باندھ کے شتاب دکھلائی اور برابر ساتون توپون
کو فیر کیا قاہر بن قہرمان عجمی نے جو گولہ سامنے سے آیا اسے تو اپنے گرز پر روکا گولہ گرز کی ضرب سے جس زور سے آتا تھا اسی طرح سے
پلٹ گیا وہ جاکے گرا اور جو گولہ کہ داہنے بائین آتے دیکھا اسکو جانے دیا اسی طرح سے گرز کو اپنے منہ کی پناہ کیے قریب خندق کے پہونچا اور وہان
کرگدن پر سے اتر کے اپنے گرز کو خندق مین ڈال کے بطور پل کے بنایا اور ہرچند گولہ اندازون نے اوپر سے تیل کے کڑھاو اور آگ کے پہاڑ
بارود کی ہنڈیان اور تودہ تودہ سنگلاخ برسانا شروع کیا مگر قاہر بن قہرمان عجمی نے مطلق خیال نہ کیا اور دامن کرگدن کا اسی اپنے گرز پر چڑھکے
خندق کے پار اتر گیا اور پھر گرز کو اٹھا کے قلعہ کے دروازے پر جا پہونچا اور ایک ضرب گرز مین دروازے کو قلعہ کے بیخ و بن سے گرا دیا سب چولین
دروازے کی ٹوٹ گئین بعد اسکے قاہر شمشیر برہنہ لیے اندرون قلعہ گھسا اور وہان جتنے گولہ انداز تھے دور ہی سے قاہر بن قہرمان عجمی کو
تلوار کھینچے آتے دیکھکر توپین چھوڑکر بھاگ کھڑے ہوے یہان گنجاب بھی پیچھے پیچھے قاہر بن قہرمان عجمی کے مع اپنے تمام لشکر کے گھوڑے
کو پکا شہر مین داخل ہوا اور شادیانے فتح کے بجوا کے اپنے تخت پر جا بیٹھا چار طرف سے نذرین گذرنے لگین یکایک یہ خبر جو محل مین
پہونچی اور ملکہ گوہر ملک نے سنا کہ گنجاب شہر مین داخل ہوا اور قاہر بن قہرمان عجمی نے دروازہ قلعہ کو توڑ کے اندرون قلعہ اپنا عمل
دخل کر لیا اور آ جائیگا جگر سے کسینکڑ اپنے دل مین سوچی کہ اب جسوقت یہ موذی گنجاب مجھے پائیگا اسوقت جان سے مار ڈالیگا اور خدا جانے

کس کس عذاب الیم سے کون کون سے ناز جھیر کر کے زمانہ ستائیگا بس یہ سوچ کے حالت یاس و ہراس مین اسیوقت ایک پیشواز
پرانا پڑا تھا اسکو منہ پر ڈال کے اور منہ چھپا چھپا کے محل سے باہر نکلی اور صبح صادق کا وقت کچھ تھوڑی سی تاریکی شب کی باقی تھی گرتی پڑتی
و مضطر ایک سمت جلد جلد قدم اٹھاتے جاتی تھی کوئی چار گھڑی دن چڑھے ایک کوچہ مین پہونچی لیکن وہ زمین سنگلاخ اور ڈھیلے
سکے مثل دل نازک کے کراہت پیادہ روی سے ہر قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کے گرتی تھی اور ہر پہل سے خائف و ترسان مثل بید لرزان کھڑی
کھڑی ہوتی تھی وہ نفت کوچہ مین گزری تو آنسے دیکھا کہ یکطرف چھوٹا سا مکان ہے اسکا دروازہ کھلا ہے اور کوئی گرد و پیش اسوقت آنے
جانیوالا نہین معلوم ہوتا ہے بیساختہ بدحواس خود رفتہ اس حویلی مین گھس گئی وہان ایک پیرزال ستر اسی برس کی تھی کہ سن و سال اسکا
ضعیف اسقدر تھی وہ پیرانہ سال کہ چونری کے پتہ تھے سب سر کے بال اور کوئی دانت منہ مین نظر نہ آتا تھا کہ روتی جوانی کو وہ ڈاڑھ مار کے
ہوا جھریون سے تھا یہ حال تن پہ تھے جسطرح دامن پیرزن پر نہایت محتاج اور غریب شکستہ حال میلے کپڑے پہنے بیٹھی تھی اسنے جو
ملکہ گوہر ملک کو یون بے سروسامانی پریشان و مضطر اپنے گھر مین آتے دیکھا تو وہ ضعیفہ گھبرا کے اٹھ کھڑی ہوئی اور بکمال شفقت پوچھنے
لگی کہ مین قربان جاؤن خیر باشد تم کون ہو اور اسطرح بدحواس اور گھبرائی ہوئی یہان میرے گھر مین کیونکر آئی ہو ملکہ گوہر ملک نے اشک
آنکھون مین بھر کے کہا اے مادر مہربان شعر چشم تر سوزن و رگ تار مژہ ہون جو کچھ کہو سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون اور از
ابتدا تا انتہا سب حال اپنا اس پیرزال سے بیان کیا اس بڑھیا نے بہت سا افسوس کر کے ملکہ کی سر سے پانون تک بلائین لین اور
کہنے لگی واری ایک جان میری ہزار تم پر صدقے ہو سو تم پر سے اور صدقے کر دون میرے جیتے جی تو تمھارے دشمنون کو یہان کوئی غارت نہ کر سکیگا
پا سکتا تم بھی یہان بیٹھی رہو بارے ملکہ گوہر ملک حیران و مجبور بجان رہ جو اس کوٹھری مین چھپکے بیٹھ رہی تو وہان فضل بن گیا ہو
خون آشام نے جو دیکھا کہ قاہر بن قہرمان نے قلعہ لے لیا اور گنجاب کا شہر سنجان مین عمل دخل بدستور ہوگیا فضل ایک دروازہ قلعہ
مین تھا اسنے مع لشکر اپنے ان ساتون جانیون اور ایک لاکھ چالیس ہزار سوار کے ایک سمت نکل کے چلدیا اب چلے اس سے کتب خانہ

چند کلمے داستان گنجاب غضبیہ ملعون کے عذاب جان کہے جاتے ہین

گنجاب اپنی بارگاہ مین دو تین گھڑی بیٹھ کے ہوشیار کے دربار برخاست ہوا تو اندرون محل داخل ہوا اور ہرچند تمام محل مین ملکہ گوہر ملک
کو تلاش کیا کہین کچھ سراغ اسکا نہ ملا تب نہایت تشویش اور تشفی باہر نکلا اور یہ تذکرہ ملکہ گوہر ملک کے نہ ملنے کا اپنے مقربون معتبرون
سے کرنے لگا خواجہ کرازالدین ملک بختیارک شوم کا وزیر بے تدبیر یہ حال سنکے کہا کہ یا پیغمبر برسل ملکہ گوہر ملک بیشک و شبہ و بلاریب
سے غائب ہوکے بحال پریشانی سرمو کہین فرق نہین ہے بہر حال یقین ہے کہ ابھی اسی شہر مین ہو شہر کی خانہ تلاشی جو لیجائے تو مل جائیگی بہتر یہی ہے
وہ نہ جائیگی منادی شہر مین ہووے ضرور خانہ تلاشی ہو تو بہتر ہو گنجاب نے بموجب کہنے بختیارک کے سنجانی عیار کو تاکید تمام
حکم دیا کہ بحکم منادی کراوے کہ جو شخص ملکہ گوہر ملک کا سراغ لگاوے اور خبر پہونچاوے کہ فلان مکان مین یا فلان محلہ مین فلان
شخص کے گھر مین ہے اسے سرکار پیغمبر برسل سے بہت سا انعام و اکرام ملیگا اور جو شخص کہ اپنے گھر مین ملکہ گوہر ملک کو چھپائیگا اور
سرکار مین آکے اطلاع نہ کریگا اسکا مال و اسباب گھر بار سب ضبط و تاراج کر لیا جائیگا اور زن بچے اسکے کولھو مین پلوا دیے
جائینگے چنانچہ سنجانی عیار نے حسب الحکم گنجاب کے ڈھنڈھورہ والے کو بلا کے کچھ لوگ ہمراہ کر دیے اور وہ ڈھنڈھورہ کوچہ بکوچہ چارسو
بازار مین ڈھول پر چوب مار مار منادی کرتا پھرتا تھا سب منادی جس پیرزال کے گھر مین ملکہ گوہر ملک چھپی بیٹھی تھی اسکا ایک بیٹا تھا بہت
حرامزادہ اور قمار باز اور بدذات تھا وہ دلو لڑا [illegible] جھنڈے [illegible] کے مرحلے [illegible] اسنے یہ ڈھنڈھورہ
اور منادی سنکے اپنے دل مین خیال کیا کہ چلو اپنی بڑھیا ماں کو [illegible] کے کچھ نکلین [illegible] کچھ کرتا چلی کی دیکھا
کہون کر تو شہر سنجان مین ہر ایک کے گھر مین [illegible] تلاش کرا رکھین گوہر ملک کا پتہ لگ جائے تو گنجاب سے جا کے کہون اور
بہت سا روپیہ اشرفی اسکے صلہ مین جو پاؤن وہ خوب جی کھول کے جوئے مین ہار دون [illegible] ایک داؤن بدون اور اسکے

بڑے جواری مہاجنوں سے لاکھوں روپیہ جیت لاؤں اور خوب چرس گانجہ کے دم اڑاؤں اور قرضے غبن کے پیوں پس وہ شیطان
علیہ اللعن اس پیرزال کے گھر میں آیا ملکہ گوہر ملک نے جو دروازہ کھلنے کی آہٹ پائی تو جلدی سے اٹھ کر اسی حجرے میں جا بیٹھی
اور یہ حرامخور بازار سے گوشت لایا تھا اسے صاف کرنے کے لیے ایک طرف دالان سے تنگا کے گوشت کو پاک کرتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا
کہ ہاں آج پیغمبرزادی گوہر ملک اس اپنے یار بدیع الزمان کے عشق میں گھر سے نکل بھاگی ہے اور پیغمبر مرسل نے منادی کرادی ہے کہ جو
کوئی گوہر ملک کا سراغ لگا لائے سرکار سے بہت سا روپیہ اسکو انعام ملیگا اسلیے میں چاہتا ہوں کہ تو چادر اوڑھ کے یہاں محلے والوں کے
اور ادھر ادھر کے گھروں میں جاکے تلاش کر اگر کہیں گوہر ملک کا پتا لگا لاؤ تو مجھے ہزار روپیہ ابھی سرکار گنجاب سے ملجائے تب بڑھیا نے کہا
ای خانہ خراب کمبخت نالائق پھر ایسی بات اپنے منہ سے نکالیو تو خاک میں ملے روپیہ انعام لینے والا ہو غضب کو لی بھی دنیا کا ہی ہو اور ایک
بیچاری صاحبزادی پردہ نشین فلک زدہ ستم رسیدہ کا صبر سمیٹے گے اور اسکو جتھانے سے گو شہ آفات لپکے گی دشمنوں کے حوالے
جو تو کردیگا تو وہ روپیہ تو کئی دن کھائیگا غارت گئے خدا کا قہر تیری جان پر ٹوٹیگا عاقبت تیری خراب جائیگی اور کیا عجب نہیں کہ ان
آسکی ملکہ غنچہ خاتون سی سفارش کرکے ملکہ گوہر ملک کو بچھوا دے تو تیرا کیا حال ہوگا وہ تو باپ ہر وہ بیٹی ہو جگر جگر است و لا
جب چار دن میں وہ ملیگی تو کسی نہ کسی حیلے بہانے سے کوئی تقصیر کوئی جرم تیرے ذمہ ثابت کرکے وہ ملکہ گوہر ملک یا بی بی ملکہ غنچہ خاتون
تجھے جیتا نہ گڑوا دیں خبردار ایسا کام کبھی نہ کرنا بلکہ عیب پوشی میں بڑا مزا ہے ابھی وہ بڑھیا اپنے اس ولدالزنا بیٹے سے یہ باتیں کر رہی تھی
کہ حسب اتفاق ایک بلی کہیں سے آگئی اور جھپٹ کر ایک بوٹی گوشت کی لیکر اسی کوٹھری میں جہاں ملکہ بیٹھی تھی گھس گئی یہ شہدا
حرامزادہ بیٹا اس بڑھیا کا کہ بڑا ہی ڈیٹھ اور دانند شیطان علیہ اللعن تھا شوہر وہ نانی زک یہ چالاک و خود و نفس خوردہ ملک کا پکڑ
یہ بھی ساتھ ہی اس بلی کے دوڑ کر کوٹھری میں گھس گیا اور دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک کو وہاں بیٹھی دیکھ بہت خوش ہوا اور قریب تھا
کہ شادی مرگ ہو جائے کہنے لگا کہ واہ پیر استاد کیا کہنا ہے خوب بردہ ہاتھ آئی ملکہ گوہر ملک نے اس حرامزادے سے بہ انکسار و آہ
باچشم خونبار اپنے دونوں ہاتھ باندھ کے کہا کہ میں نے تجھے اپنے منہ سے بھائی کہا اے بھائی گنجاب سے مجھے کیا ملیگا اگر اللہ میرے ان
پیر سے اور شاہزادہ بدیع الزمان پھر تشریف لائے تو میں تجھے منصب و جاگیر دلوا دوں گی اور اسقدر اشرفی روپیہ تجھے دونگی کہ تمام
تجھے دولت دنیا کی محتاجی نہ رہیگی اور یہ کہکے ایک جوڑی نورتن کی کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہرات اسمیں نصب تھا اپنے بازوؤں سے
اتار کے اس ناشدنی بڑھیا کے بیٹے کو عطا فرمائی اور پھر بہت سی منت و خوشامد کرکے کہا دیکھ بھیا تو کہیں خدا کے واسطے میرا چرچا کرنا
وہ نالائق جوڑی نورتن کی لے کے یہ کہتا ہوا کہ یہی تو نشانی ہاتھ آئی ہے ہرچند وہ پیرزال روکا کی اور سد راہ ہوئی اسنے بڑھیا کو
گالیاں دے کے جھٹ پٹ دروازہ کھولا اور باہر نکل کے اس ڈھنڈورچیے کو ڈھونڈھتا ہوا کوس بھر جاکے اس ڈھنڈورچیے
سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھے تم گنجاب کے پاس لے چلو میں پتا ملکہ گوہر ملک کا ابھی لگا دونگا وہ لوگ جو ڈھنڈورچیے کے
ساتھ تھے ان سبھوں نے نہایت خوش ہو کے اس ولدالزنا بڑھیا کے چھوکرے کو اپنے ہمراہ لیا اور گنجاب کے پاس لیجا کے کہا کہ یہ شخص
کہتا ہے کہ میں ملکہ گوہر ملک کا پتا جانتا ہوں گنجاب نے اسے ہاتھ کے پوچھا کہ تو نے ملکہ کا سراغ کیسے پہنچایا ہے اسنے کہا کہ یا پیغمبر مرسل
وہ تو میرے گھر میں چھپی بیٹھی ہے اور یہ جوڑی نورتن کی مجھے دے کے بہت سی میری منت اور خوشامد میں رو رو کر کہتی تھی اور کہتی تھی کہ
تو پیغمبر مرسل سے جاکے نہ کہنا میں تجھے بدیع الزمان سے منصب اور جاگیر دلوا دونگی گنجاب نے وہ جوڑی نورتن کی پہچان کے اور اس ملعون
کی زبانی سنکے ہزار روپیہ اسکو انعام دینے کو منشی کو کہا کہ جب ملکہ کو تو اپنے گھر سے پکڑوا دیگا اسوقت ہزار روپیہ تجھے دونگا اور
سنجانی عیار کو مع قاہر بن قہرمان عجمی حکم دیا کہ تم اس چھوکرے کو لیکے وہاں جاؤ اور ملکہ کو گرفتار کر لاؤ حسب الحکم گنجاب کے قاہر
بن قہرمان عجمی اپنی فوج ہمراہ لے کے اس پیرزال کے بیٹے کے ساتھ وہاں پہنچا اور تمام گھر کو چاروں طرف سے گھیر کے محاصرہ کیے
اس بڑھیا کے دروازے پر جا کھڑا ہوا آواز گھوڑوں کی ٹاپوں کی اور شور و غل سنکے ملکہ گوہر ملک اور وہ پیرزال جو کوٹھری میں چھپ گئی تھی

فوج وسپاہ کا بلوہ اور قاہر بن قہرمان عجمی کو دلگیر ملول تو شل قالب بیجان خود حیرت سکتے کی صورت جہان کھڑی تھی لکڑی سی کھڑی ادہر
بات منہ سے نہین نکلتی تھی اور اس پیرزال نے دو تین پتھر بیٹے کے سر پر مارے اور دیکھ بن نہ آیا ایک بڑا بھاری پتھر پڑا تھا اسکو اٹھا کے جوان گی
بیٹے جہنمی علیہ اللعن نے اندر مکان کے قدم رکھا اور پرے آنکو اپنے بیٹے کے سر پر مارا کہ کاسہ سر اسکا ریزہ ریزہ کر دیا تربوز کے ٹکڑے ہو گیا
اور زمین پر گر کے تڑپ تڑپ کر جہنم داخل ہو گیا قاہر بن قہرمان عجمی بخوف وخطر اندرون مکان کے گھسنے چاہتا تھا کہ ملکہ گوہر ملک کا ہاتھ
پکڑے علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم گنجاب کا بھی قبل از پہونچنے قاہر بن قہرمان عجمی کے وہان جا پہونچا تھا یہ بھی برابر قہرمان عجمی کے تھی
اسنے یہ تیغہ قاہر کا دیکھ ہاتھ اسکا بدست خود دبا لیا اور خبردار ایسی حرکت تو نہ کرنا کس لیے کہ یہ منکوحہ خداوند نعمت برادر ملک باختر کی
اور منگیتر یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ خداوند نعمت کی ہے اگر یاقوت شاہ سنیگا کہ قاہر نے میرے ناموس پر دست اندازی کی اور اس درجہ جرئت
کرکے لایا ہی بادشاہ تجھ سے خداوند نعمت کے کہنے تجھے سنگسار کروا دیگا اور مناسب یہ ہے کہ تو ملکہ گوہر ملک کو با عزت اور حرمت سوار کرکے
اسکی مان ملکہ غنچہ خاتون کے پاس بھیجدے وہ مان اسکی چاہے قتل کرے چاہے قید کرے چاہے وہ گنجاب کے پاس بھیجدے چاہے بھیجے
تو مصلحت ہے اور مواخذہ سے بری رہیگا قاہر بن قہرمان عجمی یہ کلمات نصیحت آیات علقمہ اضطرلابی کے سنکے اپنے جی مین سوچا کہ
علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم گنجاب کا ایک مرد بزرگ جہاندیدہ اور پسندیدہ روزگار گفتگو معقول کرتا ہی خداوند نعمت جو اپنے بھتیجے یاقوت شاہ
کا کہنا سنکر اور جو مہ کا پاس خاطر کریگا وہ ہیر کبھی نہ کریگا بیشک مجھے دوزخ بادیہ مین اس جرم پر ڈالدیگا بہتر یہی ہی کہ مین
گوہر ملک کو ملکہ غنچہ خاتون کے پاس پہونچا دون غرض یہ سوچ کے قاہر بن قہرمان عجمی نے گوہر ملک کو باعزاز و باکرام تمام ایک
محافہ مین سوار کراکے ملکہ غنچہ خاتون کے پاس بھجوا دیا اور آپ گنجاب کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے ملکہ گوہر ملک کو سوار کراکے
اندرون محل بخدمت ملکہ غنچہ خاتون پہونچا دیا گنجاب یہ سنکے نہایت درہم و برہم ہوا اور کہنے لگا کہ صاحب تم اس شوخ دیدہ گستاخ
کو میرے پاس کیون نہ لائے واہ واہ بابہری سے باہر تمنے محل مین بھجوا دیا یہ کیا نادانی کی حرکت تمنے کی قاہر بن قہرمان عجمی نے
جواب دیا کہ کیا آپکا اختیار محل مین نہین ہی وہان سے جاکے پکڑوا منگائیے بختیارک نے کہا کہ ملکہ گوہر ملک قابلہ زہرہ منیر برسل واقعی محل مین اگر
ملکہ اپنی مان کے پاس پہونچ گئی ہی تو اب نہین ہو سکتے ہین اقبالمندون کے واسطے کوئی نہ کوئی حیلہ ایسے وقت مین نکل آتا ہی گنجاب زیادہ
تر جھنجھلا کے کامل خان بن گنجاب عادل خان بن گنجاب اپنے دونون بیٹون کو بلا کے حکم دیا کہ تم محل مین جا کے اس ننگ
خاندان کو قتل کردو حسب الحکم گنجاب کے جبکہ عادل خان اور کامل خان دونون بھائی تلوارین پکڑے بہ تیغہ قتل ملکہ گوہر ملک
اندرون محل داخل ہوئے ملکہ غنچہ خاتون ملکہ گوہر ملک کی مان نے بہت سخت اور سست ان دونون اپنے بیٹون کو کہکے باہر نکالا
پھر وہ دونون مشورہ کرکے کہ امان جان کو کہنے دو اور انکا کہنا نہ مانو حسب الحکم بابا جان کے ملکہ گوہر ملک کا پل کے ایک تلوار مین کام
تمام کردین اندرون محل کے پہونچے غنچہ خاتون نے جلدی سے ملکہ گوہر ملک کو توشہ خانے مین چھپا دیا اور آپ کرسی دروازے
پر بچھا کے بیٹھی اور عادل خان اور کامل خان کو بیٹے تو بہت سا منع کیا اور کہا کہ میرے جیتے جی تم اسکے مار ڈالنے والے کو نہ
ہو بہتر یہی ہے کہ جلد میرے سامنے سے دور ہو جاؤ جب ان دونون نے ملکہ غنچہ خاتون کا کہنا نہ مانا اور اسی بات پر آمادہ ہوئے کہ ہم بدون
قتل کیے اس شوخ دیدہ گیسو بریدہ کے یہان سے ہرگز نہ جاوینگے تب ملکہ غنچہ خاتون نے جھنجھلا کے لونڈی سے کہا کہ ان
دونون خاک مین خون اور موذیون کو نکالو یہ بھی حماقت ہی کہ یہ اسکے روکنے کو بھی آئے جو تھی سیکڑون لونڈیون نے چار طرف سے
گھیرا اور لکڑیان لے لے کر جہان تک انکا زور چلا عادل خان اور کامل خان کو مارتے ہی رہے یہانتک کہ تمام پوشاک
دونون کی پرزے پرزے کر ڈالی اور سو دونے اسکے محل سے بڑی ذلت اور رسوائی سے باہر نکال دیا وہ دونون ذلیل اور
خفیف ہوکر گنجاب کے پاس آئے اور رو رو کر سارا حال بیان کیا گنجاب نے یہ حال سنکے بہت پیچ و تاب کھایا اور اسی حالت
غیظ و غضب مین تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم نے گنجاب سے عرض کی کہ یا منیر برسل اسوقت اندرون محل کچھ

تشریف لیجانا مناسب نہین بختیارک نے کہا اری گنجاب یہ علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم تیرا معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان ہی اسکے کہنے پر
تو عمل نکر بڑی حیرت کا مقام ہی کہ جورو پر زور نہ چلے اور جورو ایسی سرکش ہو کہ خاوند کا اور خاوند بھی کون تجھ ایسا پیغمبر مرسل خداوند لقا
کا جسکے مطیع حکم بیجسدہ ہزار ملک کے بادشاہ اور بڑے بڑے فرمانبروا اور تمام بندگان خداوند ہین اور سب تیرے امتی کہلاتے ہین
مین تو یہی صلاح دونگا کہ جسطرح ہوسکے ملکہ کو ہر ملک کو جاکے چشم نمائی کر اور کچھ تنبیہ دے ایسا خودسر اور خود مختار اور بیخوف
وخطر زنان گستاخ اولاد کو خصوصًا نبی زادی کو اور خصوصًا ایسی کہ خداوندزادے سے منسوب ہو اور خداوند لقا کی خاص بہو ہو
دنیا نہ چاہیے جو کچھ اسکا مواخذہ اور جوابدہی پڑیگی پھر کوئی حضور خداوند لقا ملکہ غنچہ خاتون کو پوچھنے نہ آئیگا قہر خداوندی بیشک
مجھی سے ہوگی گنجاب نے بقول بختیارک وزیر اختر یعنی علقمہ اضطرلابی کا کہنا نہ مانا اور کوڑا لیکے بیباختر اندرون محل جاکے
کہنے لگا کہ کہان ہی وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ لاؤ تو سہی کہ مین ابھی اسکا سر کاٹ کے تصفیہ کیے دیتا ہون اور جو کوئی اسکا ساعی
اور مددو معاون ہوگا اسکو بھی اتنا کوڑے مارونگا کہ بدن اسکا پاش پاش ہو جائیگا پھر وہ سعی و سفارش کا کبھی نام نہ لیگا ملکہ
غنچہ خاتون نے کہا اری گنجاب خانہ خراب تو کیا کچھ اسوقت نشے مین ہی جو ایسی بہکی بہکی باتین کرتا ہی وہ ناموس اور بیٹی جبرئیل
درگاہ یاقوت شاہ مقرب خاص فرشتہ قدرت خداوند باختر کی ہی تجھے لازم نہین کہ تو اسکے رونگٹے کو ایذا پہونچائے اگر تجھے یہی
منظور ہی تو اُسکے خاوند کے پاس سوار کرا کے بھیجدے وہ اُسکا شوہر ہی چاہے قتل کرے چاہے نہ قتل کرے گنجاب نے اس جواب
مین کچھ غنچہ خاتون کو کلمہ سخت کہکر ایک کوڑا مارا کہ تمام جسم نازک غنچہ خاتون کا شق ہوگیا اور خون جاری ہوگیا اور شدت
ایذا و درد سے ملکہ غنچہ خاتون زمین پر گر کے پھڑکنے لگی اور اسی حالت غیظ مین پھر جو اٹھی تو دس لونڈیون کو حکم دیکر ہان
اُدھر دیکھو کیا یہ تمھارا یار ہی کون ہی اس مسٹنڈے کو دو خبردار یہ اب جیتا محل سے نکلکر نہ جانے پائے اور جو کسی نے کچھ خوف
یا رعایت اسکی کی تو مین اُس غارت گئی کی اسیوقت ناک چوٹی سے کاٹ کر تا قید حیات پھر قید سے نہ چھوڑونگی اتنا اشارہ
ملکہ غنچہ خاتون کا جو لونڈیون نے پایا تو چارطرف سے جوڑ زدوا کرکے چلین اور دست پنجے اور چپلے اور سونٹے لیکر جو گرین تو
گنجاب کا یہ حال تھا کہ مارے مار کے بدحواس ہوگیا تھا اور جسطرف جاتا تھا لونڈیان بلائین کی لپٹی ہوئی تھین نہین چھوڑتی تھین
اور ڈاڑھی کے بال تمام نوچ ڈالے کپڑے بدن کے پرزے پرزے اڑادیے نوبت یہانتک پہونچی کہ گنجاب کے تمام جسم سے
لہو بہتا ہوا ننگا فقط پاجامہ پاؤن مین رہ گیا تھا بہزار ذلت وخواری بھاگ کر محل سے باہر نکل گیا علقمہ اضطرلابی نے جو یہ
حال گنجاب کا دیکھا تو بہت سی لعنت ملامت کرکے کہا اری گنجاب شنو اے بلبلت انگہ کجا پسند افتد کہ گوش ہوش بر فان
ہرزہ گو داری اگر تو میرا کہنا مانتا تو یہ ذلت اور رسوائی کیون ہونے پاتی جیسا تو نے بختیارک کے کہنے پر عمل کیا ویسا
اسکا انجام دیکھا اب اگر میرے کہنے پر تو عمل کرے تو مقتضائے فراست اور صلاح وقت یہ ہی کہ ملکہ کو محافے مین سوار کرا کے
سمت سبائل یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا کے پاس روانہ کردے تا آئندہ کو تو الزام سے پاک رہے گنجاب نے کہا
کیا مضائقہ مگر اس ننگ خاندان کا محل سے باہر نکلنا تو خیلے اشکال اور بہت محال ہی ہان تو اگر غنچہ خاتون کو یہ سب نشیب
و فراز اور دل کا اسکا سمجھا اور بہلا کے اسے سوار کرادے تو البتہ ہوسکتا ہی کہ مین کچھ تعرض نکرونگا سوار کرا کے اسکے منگیتر
کے پاس بھیجدونگا علقمہ اضطرلابی نے کہا مین حتی المقدور ڈیوڑھی پر جاکے عرض کرونگا اور جسطرح سے ہوسکیگا ملکہ غنچہ
خاتون کو سمجھا کے ضامن ہو کے پیغمبر زادی کو سوار کرا کے لاتا ہون لیکن اسی شرط پر کہ نہ وہ شدائد اور بدعت ملکہ کو عبث
ملک پر نہونے پائے بلکہ باعزاز و تکریم اور باعزت اور حرمت اسکو سبائل کیطرف روانہ کر دیجیے گنجاب نے کہا مجھے قبول ہی مین مطلق کچھ
نہین کہونگا ہان ایک بات ہی کہ بطور قیدیون کے بھیجونگا علقمہ اضطرلابی نے کہا خیر اسکا مضائقہ نہین آپ باپ اسکے بزرگ
ہین اتنی چشم نمائی بھی چاہیے غرض یہ کہکے علقمہ اضطرلابی نے ڈیوڑھی پر جاکے ملکہ غنچہ خاتون کو بہت سا سمجھایا اور یہ کہا

روانہ کیا ہے کامل خان اور عادل خان کو تنبیہ تمام حکم دیا ہے کہ اگر تمہارے راہ مین کہین شاہزادہ بدیع الزمان آپڑے تو تم
حیلے لڑکے دشمنون کا تصفیہ کر ڈالنا یہ اسکے بدیع الزمان کا مقابلہ اور مجادلہ کرنا شاہزادہ بدیع الزمان یہ سانحہ ہوش ربا
اور حادثہ جانگزا اسکے ہر چند چاہتا تھا کہ ضبط کرے لیکن ضبط نہو سکا بیساختہ حالت بیکسی اور بے بسی فلک کی یاد کرکے زار و نزار
مانند ابر بہار کے تا دیر خوب رویا کیا ہر چند رستم خان بن گنجاب نے بہت سی تسلی اس شاہزادہ عالیجناب کی کرکے کہا کہ اے شہریار
مالک ہر ملک کا جناب احدیت حافظ اور نگہبان ہے مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است آپ اس درجہ بیتابی
اور بیقراری نہ فرمائین شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ اے بھائی رستم خان مجھے تو بڑا صدمہ یہ ہے کہ مین اس درہ خونریز سے کہ نہایت
ہی خراب اور تنگ و تاریک ہے کیونکر نکلونگا وہان تک پہونچونگا اور کسطرح سے ملک کی رہائی دون سے ہوگی مرجان نے
کہا شہریار ایک عیاری میرے خیال مین آئی ہے اگر حضور منظور اور پسند فرماوین تو کیا مضایقہ آپ ایک ایلچی کی صورت
بنکے درہ خونریز کے دروازے پر تشریف لے جاوین اور یہ بات کہین کہ کوئی ہلیل دراز ترکیب سے جاکے اتنا پیغام شاہزادہ
بدیع الزمان عالی مقام کا پہونچا دو کہ مجھے شاہزادہ عالم نے واسطے کام کرنے کے ایلچی بناکے بھیجا ہے اگر مجھے ہلیل دراز ترکیب اپنے
پاس بلائے تو جو کچھ شاہزادے نے فرمایا ہے زبانی ہلیل دراز ترکیب کے گوش گزار کرون شاہزادہ عالی مقام نے یہ تدبیر
اور عیاری مرجان کی بہت پسند کی اور اسی وقت جھٹ پٹ ایلچی کی صورت بنکے سوار ہوا اور جانب ضارب خونریز اور ضارب
خونریز اور رستم خان بن گنجاب وغیرہ اور تمام لشکر شاہزادہ نامور کی پشت پر آتے آتے درہ خونریز کے برابر پہونچا اور تمام
فوج و سپاہ کو درے کے اندر چھوڑا اور شاہزادہ عالم یکہ و تنہا خاص ایلچی کی شکل بناکے برابر درہ خونریز کے کھڑا ہوا اور ہلیل دراز
ترکیب سے کہلا بھیجا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو اب منظور ہے کہ تمہارے ذریعے سے پھر وصل سے صلح اور آشتی کرلون تو اس روز روز کی
خونریزی اور معرکہ جنگ و جدل سے مطمئن ہون ہلیل یہ پیغام شاہزادہ عالی مقام کا سنکے اپنے دل مین نہایت خوش ہوکے کہنے لگا
کہ یہی فقط تائید خداوند تعالی ہے کہ وہ بدیع الزمان جسکے ہاتھ سے ہزارہا سوار و پیادہ گنجاب کا الامان پکارتا ہوا اور
کیا ہو رخون آشام وغیرہ سردار اور بڑے بڑے سرکش اور دلیران عرصہ کارزار اسکی ضرب دست سے جانبر نہو سکے آج بھیجے
پیام آشتی اور صلح کا وسے کو اسلئے عار ہے کہ میرا تصفیہ گنجاب سے کرادو گویا یہ فتح میرے نام پر لکھی جائیگی غرض یہ سمجھکے کہنے لگا کہ جا
بدیع الزمان کے ایلچی سے کہدو کہ دس بارہ سوار اپنے ہمراہ لیکے ہمارے پاس آئے زیادہ بھیڑ بھاڑ نہو اور بیان اگر جو کچھ کہ ہم
شہزادہ بدیع الزمان نے دیا ہو کہہ جائے جبکہ یہ جواب ہلیل دراز ترکیب کا شاہزادہ عالی جناب نے سنا تو آپ اسی شکل سے ایلچی
بنا ہوا مسلح اور مکمل اور رستم خان بن گنجاب ایسے ایسے دس بہادرون کو اپنے ساتھ لیکے درہ خونریز سے بسم اللہ کہکے اندر گیا اور
داخل بارگاہ ہلیل ہوا ہلیل دراز ترکیب نے بسبب اسکے کہ مرجان نے بہت شاہزادہ والاشان کی تبدیل کردی تھی مطلق نہ پہچانا مگر شان
و شوکت اور فطنت و جودت شاہزادہ عالم کی دیکھکر اپنے جی مین سوچا کہ یہ ایلچی بہت بہادر اور جوان دلیر معلوم ہوتا ہے اور عجب طرح
رعب و دبدبہ اسکا ہے کہ بات منہ سے کرنے مین رکتا ہوں قصہ مختصر گفتگو شروع ہوئی اور تقریر کو طول کھنچی نوبت ہتھیار کی پہونچی
کہ ایک مرتبہ شاہزادہ نامور نے نعرہ اللہ اکبر کا بے جھجک فرمایا کہ منم انجم گردہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران
پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گروہ لشکرشکن ہلیل دراز ترکیب نے نعرہ بدیع الزمان جو سنا تو گھبرایا ہوا سپر تلوار لیکے
اٹھا اور دوڑ کر تلوار سر اقدس پر شاہزادہ نامدار کے ماری شاہزادہ والاقدر نے اسکی ضرب کو روکے کے بوقت برگشتن تیغ دو دل
کمر پر اسکے مارا کہ مثل خیار تر دو پر کالے ہوکر گرا اور روح پلید اسکی تڑپ کر واصل جہنم ہوا اور کفار نابکار پیادہ اور سوار اسکے ہمراہ تھے
جو بیسر تیغ تلوارین پکڑ پکڑ کے چارطرف سے بسر شاہزادہ عالی مقام آرہے تو رستم خان بن گنجاب سے تلوار چلنے لگی اس عرصہ مین
اندر درہ خونریز سے [illegible] کنشیون اور سیف جبر نشین اور ضارب خونریز اور ضارب خونریز وغیرہ جتنے شجاعان تھے

کا ززارا و رفقائے جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے تھے سب کے سب جھٹ پٹ ایک ایک جست میں تمام درے سے نکل کر
آمادۂ پیکار ہوئے اور ایطرف والعین تمام لشکر مین جھیلیل کے علاوہ ڈل دیا کئی ہزار کا فر تہ تیغ آبدار ہوگئے اور خیل جہنم ہوئے باقی بزیمت
اٹھا کے بھاگے جب کا فرون نے ہزیمت پائی ولی زر ترکیب کو مناب اور فراری ہو کے سمت شہر سنجان گنجاب کے پاس چلے ہمراہیان
شاہزادۂ عالی شان نے مال و اسباب ونقد و جنس خیمہ ڈیرہ گھوڑے ہاتھی پالکیان شتر وغیرہ جو کچھ نہلیل در زر ترکیب کے لشکر مین
مناسب تاخت وتاراج کیا اور سارا خزانہ نہلیل کا اپنے قبضے مین کرکے شادیانے فتح کے بجوا دیے اور شاہزادۂ والا رتبت مظفر و منصور
ہو کے مع رستم خان بن گنجاب اور سعد جہانگیر نشین اور سعید جہانگیر نشین اور عارب خونریز اور ضارب خونریز وغیرہ بہادرون اور
فوج وسپاہ کے بشوکت تمام سمت لشکر کامل خان بن گنجاب و عادل خان بن گنجاب کے روانہ ہوا اثنائے راہ مین مرجان تیز رفتار
عیار جان نثار نے شاہزادہ عالیمقام سے عرض کی کہ اے شہریار اگر حضور اس دم وصلام سے مع فوج وسپاہ تشریف لیجائینگے تو کامل خان اور
عادل خان بموجب حکم گنجاب سے جس وقت سنینگے کہ شاہزادہ بدیع الزمان آتا ہے ملکہ عالم کے دشمنون کو ہلاک کر ڈالینگے ہذا مناسب
صلاح وقت یہ ہے کہ حضور یکہ و تنہا غلام کے ہمراہ مرکب کو تیز گام کیجیے آئیں اور رستم خان اور سعد وسعید وغیرہ صاحبوں
سے کہہ دیجیے کہ سمت چارباغ ملک حرمان ابوکش جاوین اور وہین جا کے ٹھہرین چنانچہ بموجب عرض دعروض اور مشورۂ مرجان
کے شاہزادۂ عالی شان نے اپنے لشکر کو سمت چارباغ روانہ کر دیا اور آپ تن تنہا مع مرجان تیز رفتار بہ تقیید رہائی ملکہ گوہر ملک پیش
گھوڑا اڑا لے قریب لشکر کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب کے پہونچا اور چاہا کہ مجنون فوج وسپاہ پر کامل خان
اور عادل خان کی مارے مرجان نے منع کیا اور کہا کہ اے شہریار زنہار یہ ارادہ ہرگز نہ کیجیے گا ملکۂ عالم کے دشمنون کو کامل خان اور
عادل خان آپکی آمد اور آپکا نام سنتے ہی زندہ نہ چھوڑینگے آپ ایک گھڑی دو گھڑی اسی مقام پر ٹھہرین غلام جا کے بعیاری مدد کو ہی
لیے آتا ہے یہ کہکر مرجان تیز رفتار ایک روغن اپنے منھ پر ملکے ہو بہو سنجانی عیار اپنے باپ کی صورت بنگیا اور جستجو کرتا ہوا کامل خان کی بارگاہ
مین جا کے مجرا کیا اور کہا کہ پیر مرسل نے مجکو واسطے حفاظت اور نگہبانی کے بھیجا ہے اور تاکید تمام کہدیا ہے کہ تا وقتیکہ شہر سبائل مین کافر
ملکہ کا نہ پہونچے تو خبردار اور ہوشیار کہین لحظہ بھر جدا نہ ہونا چنانچہ مین بھی جانتا ہون کہ میرا بڑا بیٹا مرجان بڑا شہدا اور نالائق ننگ
خاندان ہو گیا ہے ہوا خواہی بدیع الزمان مین میرے لخت جگر پارۂ جان مروارید غلطان میرے چھوٹے بیٹے کو یعنی اسنے اپنے
چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا وہ لاشک ولاریب عیاری ومکاری سے غافل نہوگا اور جہان تک ہو سکا زور چلیگا وہ چاہتا ہے کہ کوئی کوئی مکر
فریب بنا کے ملکہ کو چھڑا لیجائیگا تو مجھے بڑی ذلت اور روسیاہی پیر مرسل کے سامنے ہوگی اس لیے حاضر ہوا ہون کہ اب تم دونون
صاحب اس بات سے محض بیخوف وخطر رہو ملکہ کی حفاظت مین کرونگا اور جسوقت کہ مین نے کہین اسکو راہ مین دیکھ لیا
تو جسطرح سے اپنا مرنا برحق جانتا ہون اسیطرح سے اپنے مروارید غلطان چھوٹے بیٹے کے خون کا قصاص اس سے لینا اور اسکا مار ڈالنا
برحق سمجھتا ہون کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب نے سنجانی عیار سمجھکر مرجان سے کہا کہ بس اب ہماری بھی
ہوگئی خوب ہوا جو تم آئے مزورانہ رکھیے کہ جبکہ اس ننگ خاندان کو دیکھنا تو گرفتار کر لینا مرجان تیز رفتار سنجانی کی صورت بنا ہوا
پیسا خیمے کے اندر گیا تو سب خواصون نے مرجان کی صورت دیکھکر جانا کہ گنجاب نے سنجانی عیار کو ملکہ عالم کی نگہبانی کے واسطے بھیجا
ہے اس سے تو کوئی محل مین چھپتا نہین اور شاید کبھی مگر غالباً اس سے پردہ و حجاب کیا ملکہ کا دو دی ہر خبر جنگ آمد و رفت آدھا جہان اور ظلم
مین یہ بھی جو چاہے وہ حکومت کرے اسمین ملکہ گوہر ملک کی نگاہ جو سنجانی نقلی سے دوچار ہوگئی تو اسنے اشارے سے کہا کہ اے ملکہ
گھبراؤ نہین مین سنجانی عیار نہین ہون ملکہ نے نگاہ اولین سمجھا کہ یہ سنجانی نہین ہے یہ مرجان میرا کو کا میری رہائی کے واسطے آیا
ہے بس حد سے بیحد اپنے جی مین اندر کے خوش ہوئی کہنے لگی کہ رضیتا بالقضا خیر مرنا تو برحق ہماری چھوکریوں واسطے کے لیے شراب اور کچھ کھانا تو کھلا دو
لونڈیاں باندیاں گلابیاں شراب کی لائین اور باورچی خانے والی نے قاب خوان مین لگا کے تورہ پوش ڈالکر لا کے آگے رکھ دیے

ملکہ نے کہا دعوی کچھ تجھ کو ہو تو کھانا کھالے سنجانی نقلی نے کہا کہ شہزادی تھے اور تمھاری ساتھ والیوں نے بھی کھایا ہی یا ابھی
کچھ نہیں کھایا سبھون نے کہا کہ سنجانی کیسا کھانا اب ہم سب تو قیدی بندیان بے پیر پرسل کی ہین جب ہماری ملکہ نے آج دوسرا دن ہی
کہ دانہ منھ پر نہیں رکھا ہو تو لعنت ہی ہمارے کھانے پینے پر سنجانی نقلی نے کہا کہ صاحبو ملکہ کے نہ کھانے سے کیا ہوتا ہو کیون خلاف
شان اپنے خاندان کے ہاتھون سے ایک حرکت نالائق کی خراب جیسا کیا ویسا اسکا انجام دیکھین اور کیا انکا اسمین نقصان بگا
باپ نے اور کچھ تشدد اور شدائد ہرگز مناسب نہ جانا بہ خیال مآل اندیشی کہ وقت بازپرس خداوند باختر کو کیا جواب دیتے انکے
سنگیتر یاقوت شاہ کے پاس بھیجن بھیج دیتا ہی کھانا کھا لیجئے پانی پیجئے آخر ایکدن وہان جانا ہوتا اسکا رنج کیا بیجا ہی غرض ایسی
باتین بناکے دسترخوان بچھوا دیا اور خشکا خاصہ خوان مین آیا تھا سبکو اپنے ہاتھ سے دینا شروع کیا اور الٹ پلٹ مین ہر ایک
کھانے مین بیہوشی ملادی اور جتنی گلابیان شراب کی تھین سب کی شراب الٹ پلٹ کرکے ایک ایک چٹکی بیہوشی کی ڈالدی اور
جسوقت کہ وہ کھانا سب نے کھایا اور شراب پی سب کے سب بیہوش ہو کے تڑاق پڑاق چاروں طرف گرے سنجانی نقلی نے جھٹ
پٹ ملکہ گوہر ملک کا پشتارا باندھ کر کاندھے پر رکھا اور پشت پردے خیمے کو چاک کرکے نکلا وہان ایک نوکر کسیکا گھوڑا بازین و لگام
مرصع کار اور ایک دست بقچہ اسمین ایک جوڑا مردانہ بندھا ہوا لیے کھڑا تھا مرجان نے پاس جاکے اس سائیس کو ایک بیہوشی کی
مارا کہ وہ چاروں شانے چت بیہوش ہو کر گر پڑا اور مرجان پیچ تمام اس گھوڑے پر سوار ہو کے چلا چند قدم پر جاکے اسنے دیکھا کہ
ایک پچشانہ روشن ہو مرجان نے جلدی سے اس پچشانے کو لیکر اس خیمہ مین لگا دیا مرجان تو گھوڑے کو تازیانہ لگاکے یہ جا وہ جا
سیدھا بخدمت شہزادہ والا مرتبت روانہ ہوا اور وہان جو خیمہ سے آگ بھڑک اٹھی تو اس خیمے اور ڈیرے مین چاروں طرف آگ بھی
اور سوار اور پیادے سب آگ بجھانے کے فکر مین مصروف ہوے یہان مرجان عیار ملکہ کا پشتارا لیے گھوڑے کو اڑاے بحضور
شہزادہ بدیع الزمان گردون شکر شکن پہونچا اور پشتارے کو سامنے شہزادہ عالم کے کھولکر ملکہ کو لخلخہ رفع بیہوشی کا دیا چھینک آئی اور
ملکہ کی آنکھ کھل گئی شہزادہ بدیع الزمان نے ملکہ کو بیک لگے لگا لیا مرجان نے کہا حضور اسوقت ٹھہرنے اور بات کرنے کا
موقع نہین یہ جوڑا مردانہ پوشاک کا ملکہ کو پہناکے ابھی تھوڑی سی شب باقی ہی جھٹ پٹ یہان سے سوار ہو کے اپنے لشکر سے جا ملیے
شہزادہ بدیع الزمان نے مرجان کی بہت سی تعریف اور تحسین کرکے بموجب اسکے کہنے کے ملکہ کو مردانہ پوشاک پہنا کے
گھوڑے پر سوار کیا اور آپ اپنے مرکب پر سوار ہو کے مع ملکہ سمت چار باغ روانہ ہوا اور مرجان تیز رفتار ہمراہ رکاب ظفر انتساب کے
جب تک یہان کامل خان عادل خان کے لشکر کا حال سنیے کہ جب شب تحت شب سے نمایان ہو چلے تمام صبح آتش خورشید
کی گرمی بازار صبح یعنی وقت صبح کا ہوا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو جتنی عورتیں باندیان بیہوش پڑی تھین انکے دماغون
مین جو ہوا لگی تو سبکی بیہوشی اتر گئی اور ایک ایک نے اٹھکر دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک پلنگ پر نہین تمام خیمہ مین ماتم پڑ گیا اور جبکہ کامل خان
اور عادل خان نے یہ حال سنا کہ شب کو سنجانی عیار لونڈیون کو بیہوشی دے کے اور خیمہ مین آگ لگا کے ملکہ گوہر ملک کو
لیگیا ان دونون نے آپسمین کہا کہ سنجانی عیار سے یہ حرکت کبھی نہین ہوئی ہوگی مگر ثابت ہوتا ہی کہ اسکا بنا مرجان تیز رفتار
طرفدار بدیع الزمان نادیدہ خدا کا پرستار ہوگیا ہی اسنے یہ عیاری کی ہی چلو اسے اب ڈھونڈھین یہ کہکے اپنے اپنے
مرکبون پر سوار ہوے اور مع پچاس ہزار سوار بہ تلاش ملکہ گوہر ملک اور مرجان عیار گھوڑون کو سرپٹ ڈالے لشکر کا پتا
اور نشان پوچھتے روانہ ہوے

اب حال شہزادہ با اقبال بدیع الزمان کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جب شہزادہ بدیع الزمان مع ملکہ گوہر ملک و مرجان عیار گھوڑون کو سرپٹ ڈالے ہوے صبح ہوتے ہوتے قریب اس مکان
کہ شہر سے کوئی چار پانچ کوس کے فاصلے پر تھا پہونچا اور کیفیت اور فضا وہان کی دیکھکر واسطے ادائے نماز صبح اپنے مرکب سے

اترے ایک چشمہ آب پر وضو کرنے لگا ملکہ گوہر ملک بھی گھوڑے پر سے اتر کے زین پوش کو بچھوا کے بیٹھی سیر دیکھ رہی تھی اور
مرجان عیار بالائے ٹیکرہ جا کے چار طرف دیکھ رہا ہے اور ہر مرتبہ شاہزادۂ عالی شان سے تاکید تمام کہتا ہے کہ یہاں زیادہ توقف
کرنا مناسب نہیں ہے بس نماز سے فارغ ہو کے سوار ہو جیے چار پانچ دن پہونچ کر پھر جو مرضی مبارک ہو کیجئے گا ملکہ گوہر ملک نے
جواب دیا کہ بھیا مرجان تین شبانہ روز مجھکو دوا دوش میں گذرے ہیں کھانا تک نصیب نہیں ہوا ہے تو گھوڑے کی سواری سے
شل ہو گئی ہے بدن ذرا سیاں دو چار گھڑی دم لیکے سوار ہونگی ایسی مصیبت تو میرے دشمنوں پر کبھی خواب میں نہیں پڑی جیسی آج
مجھپر قیامت نازل ہو رہی ہے شاہزادۂ عالم نے کہا کہ واقعی ملکہ تم سچ کہتی ہو مگر مشیت پروردگار سے کیا چارہ ہے دو چار گھڑی دم لے لو
تم کہتی ہو بجا ہے میں کہتا ہوں کہ آج یہیں مقام کر لیتا لیکن خدانخواستہ ڈر یہ ہے کہیں پیچھے سے فوج کسی غنیم کی آ پہونچے پھر اس وقت
مجھے اپنا تو رب کعبہ کچھ خیال نہیں شعر من مست جام عشقم از خود خبر ندارم ٭ گر سر رود درین رہ پروائے سر ندارم ٭ فقط تمہارے سبب سے
دلکو یہ پریشانی ہے اگر تمہارا ساتھ نہ ہوتا تو کچھ فکر نہ تھا ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ سوار ہو جیئے اگر میں اثنائے راہ میں مر بھی جاؤں تو یہ سعادت
میری ہے مگر مجھے یہ منظور نہیں کہ خدانخواستہ تمہارے دشمنوں پر کوئی واردات ہو جائے غرض یہ کہ شاہزادہ بدیع الزمان چاہتا تھا
کہ گھوڑے پر سوار ہو ناگاہ شعر از دامن دشت علاج اور رنگ گردے برخاست تو تیار رنگ یعنی از پردۂ بیابان گردے برخاست
کہ تیرہ و تیرہ و خیرہ و سر گردد آسمان رسیدہ و پائے گرد بہ زمین دوزیدہ طوفان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے اڑا دیا گرد
اڑا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا مرجان نے بآواز بلند کہا کہ شہریار غضب کا سامنا ہوگیا کامل خان بن گنجاب اور عادل خان
بن گنجاب مع فوج و سپاہ آن پہونچے شاہزادۂ عالی مقام نے ملکہ اور مرجان کو فرمایا کہ تم دونوں اسی ٹیکرے پر ٹھہرو اور آپ
یکہ و تنہا بجان واحد توش زین پر جا بیٹھا اور مرکب کو چمکا کے سر میدان ڈٹ گیا ہوا حسب اتفاق سنجانی عیار باپ مرجان کا یہ بھی
حسب الحکم گنجاب کامل خان و عادل خان کے پاس تھا اثنائے راہ میں حال مرجان کی عیاری اور ملکہ گوہر ملک کے
لیجانے کا سنکے اپنا سر پیٹتا ہوا کامل خان اور عادل خان کے جو لشکر میں گیا تو کامل خان اور عادل خان نے جو مرجان
عیار کی عیاری بہیئت سنجانی عیار دیکھی تھی تو اسی شبہ میں ان دونوں نے سنجانی کو آتے دیکھکر پہلے تو کچھ نہ کہا جب سنجانی دوڑ
کہ ان کے قریب پہونچا تو کامل خان نے جھپٹ کے سنجانی کا ہاتھ پکڑ کے ایک طمانچہ اس زور سے اسکے منہ پر مارا کہ قریب تھا
کہ غش کھا کے گر پڑے اور کہا لینا اس بدذات کو ساتھ اس آواز کے چار طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور جھٹ پٹ سنجانی کی مشکیں
باندھ لیں ہر چند سنجانی عیار کہتا تھا اور قسمیں کھاتا تھا کہ ای بے تمیز بے دین سنجانی عیار پیغمبر پرست کا ہوں میں مرجان نہیں ہوں مگر
کسی کو یقین نہیں آتا تھا آخرکار بعد زد و کوب بسیار جبکہ سنجانی قریب ہلاکت پہونچا تو سب کو معلوم ہوا کہ نہیں یہ سنجانی عیار ہے
اور مرجان نہیں ہے بارے کامل خان اور عادل خان نے سنجانی کی مشکیں کھلوا دیں اور عذر کیا کہ ای سنجانی ہم لوگ تمہاری
عیاری کیا جانیں نادانستہ دھوکے میں تمھیں گرفتار کر لیا تھا سنجانی نے کہا شعر ہر چہ برور سرم چون تو پسندی رواست ٭
بندہ چہ دعوے کند حکم خداوند راست ٭ القصہ یہ تینوں باہم کر کے سنجانی عیار نے دور سے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار اور
ملکہ گوہر ملک اور مرجان تیز رفتار کو دیکھا اور کہا ای کامل خان اور عادل خان بن گنجاب تم دونوں صاحب بغور دیکھو
کہ بدیع الزمان تو اس ٹیکرے کے نیچے شمشیر بکف کھڑا ہے اور ملکہ اوپر اسکے بیٹھی ہے اور مرجان ترکش اور تیر دست راست
کو رکھے اور گوشۂ کمان کو تا بناگوش کھینچے برابر ملکہ کے بیٹھا اسی طرف کو نشانہ تاک رہا ہے کامل خان اور عادل خان نے
جو شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان کو یکہ و تنہا دیکھا تو اپنے ساتھ والے پچاس ہزار سواروں سے یہ کہنے لگا کہ ہونقا پرستو
جلد دوڑو اور ہان لینا اس نادیدہ خدائے آسمانی کے پرستار بدیع الزمان آفت روزگار کو اور خبردار کسی طرح سے بھاگ کر جانے
نہ دینا یہ سنکے چار طرف سے کفار مثل مور و ملخ حملہ کرکے بسر شاہزادہ نامور آگھیرا اور ادھر سے شاہزادہ رستم صولت یہ بلوا

تو آتین یہ آفتین نہ سر پر | یا ہوتی تو چشم کور ہوتی | جو دیکھ کے یون تجھے نہ روتی | ہی خون مین تر تیر گواہ دا ست

زخمون مین ہی چور سر سے تا پا | ای شہریار عالی تبار ہر چند یہ مصیبت آپ کی جان پر میری وجہ سے ہوئی خدا نخواستہ اگر حضور کے
دشمنون کو چشم زخم پہونچا تو ہاے تمام خواتین حشر تک مجھ بد نصیب بدبخت کو کیا کہینگی کہ اس کم بخت گوہر ملک نے ہمارے شہزادے کو
یہان سے لیجاکر تنہا بیکس و بے بس بے مونس و بے یار و مددگار مجمع کفار مین شہید کرایا ہاے شہریار مین کسی کے منہ دکھانے کے قابل
نہ رہونگی مصرع گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ؛ یہ کہکر اسقدر روئی کہ تمام دوپٹا آنسوؤن سے تر ہوگیا
شاہزادۂ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار نے یہ حال زار ملکہ کا دیکھکر باچشم اشکبار مرجان تیز رفتار سے فرمایا کہ ای مرجان یہ دنیا
سراے فانی ہے اور اس زندگی مستعار اور حیات ناپائدار کا کیا اعتبار شعر دم مین بیان کیا جانے کیا ہے کیا نہین ؛ ہجو عمر وساز زندگانی کو
نہین ؛ بس ای برادر اب اس لشکر کفار اور فوج اعداے نابکار سے کوئی صورت جانبر ہونے اور زندہ و سالم یہان سے نکل جانے کی بظاہر
تو نظر نہین آتی اور اسوقت ازبسکہ مین شدت درد و ایذاے زخمہاے کاری سے جان بلب اس سراے فانی مین کوئی دم کا مہمان
ہون لہٰذا اب کیا کہون اتنی وصیت میری یاد رکھنا کہ جبکہ مین رہرو ملک عدم ہون تو پاس حق نمک اور میری محبت کے بعد میری ملکہ
گوہر ملک کے شریک حال رہنا اور کار سر زوشی اور جان نثاری مین قاصر نہ رہکے جانتک تجھسے سعی و کوشش ہوسکے ملکہ کو تا لشکر
فیروزی اثر سلطان صاحبقران امیر کشور گیر جہان ستان پہونچا کر میری طرف سے عرض کرنا کہ ای شہریار وہ فدوی عاصی بدیع الزمان
وقت نزع کوئی حسرت دنیا پنچے ولیکن سواے زیارت اقدام عالی کے نہین رکھتا تھا اور عرصۂ رزمگاہ مین پچاس ہزار سوار سے مقابلہ اور
مجادلہ اور جنگ مردانہ کرکے فرق مبارک پر تصدق ہوگیا یہ ملکہ گوہر ملک ناموس آپکی ہر سواے آستان دولت کے اور کہین کوئی امن
و ملجا اسکا نہین ہر چند یہ عاجزہ بیوہ ہو آپ کی چارون بیٹے کے غمخواری میری کریگی لہٰذا اسے حضور مین بھیجا ہے اور امیدوار ہون
کہ ازراہ تفضلات بزرگانہ نظر پرورش اسکے حال کثیر الاختلال پر رہے تا بقیہ حیات اپنی یہ کنیز انکے سایہ ہما پایہ مین آپکے ایام زندگانی کاٹ
لے اور نماز پنجگانہ مین دعاے بقاے سلطنت اور کشورستانی مین سرکار کی معروف اور مشغول رہے اور جو خدا نخواستہ لشکر فیروزی اثر سلطان
صاحبقران نامور تک تیری رسائی نہو سکے تو ملکہ کو بخدمت شاہزادۂ والا رتبت خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری پہونچا دینا کہ وہ
لخت جان و جگر قرۃ العین نور بصر بھتیجا میرا اطاعت اور فرمانبرداری مین انکی کسی صورت سے از راہ سعادتمندی قاصر نہوگا اور مرفہ اوقات انکی
بخوبی تمام وہان ہوجائیگی اتنا کہکے پھر اس شاہزادۂ عالی مقام نے فرمایا کہ ای برادر اب ہم تمکو اور ملکہ عالم کو حوالۂ خداے کریم کرتے ہین وقت الوداع
الوداع اور الفراق الفراق کا ہی دیکھو لشکر کفار چارطرف سے یورش کرکے قریب آن پہونچا اب زیادہ ٹھہرنا ہمارا مناسب نہین یہ کہکے چاہتا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الزمان نامدار وہان سے اٹھے اور اس ٹیکرے سے نیچے اترے ادھر ملکہ گوہر ملک یہ حال دیکھکر بادصف اسکے کہ تین شبانہ روز کا آب و دانہ
تک بہم نہین پہونچا تھا اور علاوہ اسپر یہ تھا کہ مرکۂ جدال و قتال درپیش تھا اور ایک جان و اور شاہزادۂ عالیشان کی پچاس ہزار کفار بانیمشر
عریان بلوہ کیے چلے آتے تھے یہ حالت غش مین پڑی تھی بیساختہ اٹھ بیٹھی اور دامن شاہزادۂ والا رتبت کا پکڑ لیا سواے سر زنی اور سینہ کوبی
اور آہ و زاری اور بیقراری کے کوئی بات منہ سے نہین کہتی تھی اور بنگاہ حسرت دیکھ رہی تھی ادھر اسطرف مرجان تیز رفتار باچشم خونبار کہتا
تھا کہ ای شہریار پہلے اس خانہ زاد موروثی کا تہیہ تھا کہ سر اقدس پر نثار ہوجاتا اور دشمنون کا روز بد نہ دیکھتا مگر افسوس ملکہ عالم کی تنہائی
اور بیکسی سد راہ روح میری ہے اسوقت کچھ غلام سے نہین بن پڑتی کہ کیا کرے بجز اسکے کہ حضور ایک ساعت بھر اور یہان توقف فرمائین
کہ یہ ترکش تیرون کا خانہ زاد خالی کرکے اپنے دل کا ارمان نکال لے ابھی شاہزادۂ عالی جناب کچھ مرجان کو جواب دینے نہین پایا تھا
کہ ایکبار لشکر کفار مین ایک غل ہوا کہ جتنے سوار اور رسالدار اور افسران فوج کامل خان اور عادل خان کے ہمراہ تھے سب اپنے اپنے
گھوڑون پر سے اتر پڑے اور دیکھا کہ ایک شخص با محاسن سفید چالیس گز کا قد سر پر تاج مکلل و مرصع بجواہر رکھے آسمان کیطرف سے
مثل برق کے چیخ مارتا اور یہ آواز دیتا ہوا آتا ہے کہ ای بندگان خداوند لقا جانیدو آگاہ باشید کہ تم من بابا چرخ زن بیابانی فرشتہ مقرب بارگاہ

خداوند باختر مجھے خداوند باختر نے واسطے رہبری و رہنمائی مسافران گم کردہ راہ کے اس مقام پر تعینات کیا ہے اگر کوئی شخص دریا میں غرق ہوتا ہے میں اسے ڈوبنے سے بچا لیتا ہوں پس یہی خدمت خداوند باختر نے مجھے مقرر کر دی ہے ابھی ایک فرشتہ وحی رسان نے قبطول خداوندی سے میرے پاس آکے ابلاغ حکم کیا کہ تین چار دن سے تین لاکھ پچاس ہزار بندے میرے تل سنجان میں بھٹکتے ہوئے قریب ہلاکت پہونچے ہیں اور تین شخص ایک بدیع الزمان دوسری ملکہ گوہر ملک اور تیسرا مرجان نادیدہ خدا کے پرستار تل سنجان کی جو ہوا میں پڑے ہیں ان تینوں کو مبتلائے صد گونہ آفات کر کے کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب کے حوالے کر کے میرے دریائے قہر میں غرق کر دے اور یہ کہا اور دے کر پھر وہ چرخی چرخ زن بیابانی فرشتہ مقرب بارگاہ تھا دو چار چرخ مار کے نظروں سے غائب ہو گیا دو دم بعد چکر کھاتا آسمان کی سمت سے پھر زمین پر اترا کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب بھی اپنے اپنے گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور سب پچاس ہزار سوار اپنے ساتھ والوں کے سمت قبطول خداوند قہار زمین پر سجدہ کر کے کہنے لگے کہ او چرخی چرخ زن تم فرشتہ مقرب درگاہ خداوند کے ہو چرخ زن نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم سب کو ابھی کچھ شک ہے اسی کو وسوسۂ شیطانی کہتے ہیں مگر کیا مضائقہ اب تم واسطے اطمینان کے جو تمہارے ہوں گے اور رفع شک کرنے کے ایک دو گھوڑے باساز و یراق یہاں کھڑے کر دو اور دیکھو کہ میں ابھی انکو بقوت ملکوتیہ زمین میں پہونچا کے تمہاری نظروں سے غائب کر دیتا ہوں اور پھر جب کہو گے تب انکو تحت الثرے سے نکال کے یہیں کھڑا کر دونگا کامل خان اور عادل خان نے کہا کہ ہمارے گھوڑوں سے زیادہ تر باساز و یراق مرصع اور کسکا ایسا گھوڑا ہو گا یہی دونوں برابر سامنے کھڑے ہیں انکو آپ غائب کر دیں تو بجا و اعتقاد اور اعتقاد ہو چرخی چرخ زن نے کلمہ اپنی زبان سے نکالے اور دونوں گھوڑوں پر ڈالدی وہ دونوں گھوڑے بھی نظروں سے غائب ہو گئے جب کامل خان اور عادل خان وغیرہ کفار نے یہ معجزہ دیکھا تو پھر تو سبکا یہ عالم ہوا کہ پہلے سے دو چند یہ اعتقاد اور یقین ہوا کہ واقعی یہ فرشتہ مقرب خداوند ہے بیساختہ چاروں طرف سجدہ کرنے لگے عمرو یعنی چرخ زن نقلی نے کہا کہ لیجئے اب تم سب ذرا تماشا قدرت نمائی اپنے خداوند کا دیکھو کہ میں بدیع الزمان اور گوہر ملک اور مرجان کو معین کرتا ہوں اگر انہوں نے خداوند تعالیٰ کو سجدہ کیا اور میرا کہنا مانا تو اسیوقت ان تینوں کو دریائے قہر میں خداوند کے غرق کیے دیتا ہوں یہ کہکے جانب اس گھیرے کے جہاں شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان بیٹھے تھے غائب ہوا اور ایک جست کر کے اسلحہ سے چرخ کھاتا ہوا چاہتا تھا کہ اس گھیرے پر جائے کہ ملکہ تو یہ صورت عمرو کی دیکھکر سہم گئی اور ایک طرف سے شاہزادہ عالی مقدار نے اور ایک طرف سے مرجان تیز رفتار نے تیر کو کمان میں پیوستہ کر زہ کو زہ سے ملا بنا گوش تک کھینچکر عمرو کا نشانہ تاکا تیر دونوں [illegible] عمرو نے جھپٹ کر شاہزادہ کے تیر کو تو قلم کیا اور مرجان کے تیر کو کاٹا دیگر پر شاہزادہ نامور کے جا پہونچا اور بآواز بلند کہا کہ [illegible] سر تیرے روزگار بندہ گستاخ یہ تیر انداز [illegible] ہو تو خاص ہو کہ خداوند کی کی جو ملکہ گوہر ملک بیٹی پیغمبر برسل کی اور [illegible] یاقوت شاہ بربری [illegible] کی ہے اپنے ساتھ لیکر یہاں تک آیا اور سرکشی کرتا ہے اور خداوند باختر کے قہر و غضب سے نہیں ڈرتا یہ کہکے [illegible] شاہزادہ [illegible] نے بہ فن سپہ گری بزور دست عمرو کا کمرکے چاہا کہ ایک [illegible] مارے عمرو نے آہستہ سے کہا کہ اے فرزند [illegible] تجھے تو نے نہیں پہچانا میں کون ہوں اور اپنی [illegible] دکھلا شاہزادہ عالی شان نے جو عمرو کو پہچان لیا تو نہایت متعجب ہو کے عمرو کے پاؤں پر گر پڑا اور [illegible] کہنے لگا کہ اے عم بزرگوار خدا کے لئے [illegible] بیان کیجیے کہ یہ صورت [illegible] خواب میں دیکھتا ہوں یا بیداری میں عمرو نے ہنسکے کہا کہ اے لخت جگر [illegible] شاہزادہ بدیع الزمان [illegible] خواب [illegible] تیری خبر کے واسطے بھیجا ہے شاہزادہ عالیشان نے پوچھا کہ چچا جان [illegible] تندرستی مزاج [illegible] عالی [illegible] بیان کیجیے عمرو نے کہا کہ بھیا حمزہ کا حال تفصیل بیان نہیں [illegible] داستان طولانی ہے یہ بیان میں کیونکر [illegible] وقت [illegible] گھوڑوں [illegible] ساز و یراق ان گھوڑوں کا [illegible] بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان [illegible] تینوں شخص سب کی نظروں

غائب ہو گئے یہ سب کو دیکھتے تھے مگر انکو کوئی نہیں دیکھتا تھا پھر اسنے بآواز بلند کہا کہ ای کامل خان بن گنجاب و عادل خان بن گنجاب
تم مع دو چار اپنے سرداروں کے اس بیڑے پر آؤ اور دیکھو کہ ان تینوں خدا پرستوں نے خداوند تعالی کی جناب میں ایک بخلاف ادب
اٹھایا تھا اس جرم پر عتاب اور قہر خداوندی نازل ہوا ہے انہیں نے اسی بیڑے کے نیچے ان تینوں کو غرق کر دیا کامل خان اور عادل خان
مع چند سرداروں کے اس بیڑے پر جا کے چاروں طرف خوب غور کرکے دیکھ رہے تھے مگر کہیں شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک
اور مرجان نظر نہیں آتے تھے کامل خان وغیرہ سب کو یقین کلی ہو گیا کہ یہ مقرر فرشتہ مقرب درگاہ خداوند تعالی ہے اور پھر سبھوں نے
سمت قبلہ ل خداوندی تعالی سجدے کیے اور کہنے لگے کہ یا خداوند تو برحق ہے عمرو نے کہا کہ بس اب خداوند کا حکم ہے کہ تم سب
شہر سنجان کو پھر جاؤ اور جو کچھ تمنے بچشم اپنے دیکھا ہے یہ ساری نقل گنجاب کے روبرو بیان کرنا زیادہ بیان نہ کرو کامل خان
اور عادل خان نے فرشتہ مقرب درگاہ الہی یعنی عمرو سے یہ سنکے اسیوقت وہاں سے مع باقیماندہ سواروں کے کوچ کر دیا اور سنجان
کیطرف جاتے ہیں انکو تو جانے دیجیے بیان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ کا کہ اسنے جب دیکھا کہ کامل خان بن گنجاب اور عادل خان
بن گنجاب مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے اب دور نکل گئے شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان پر سے گلیم عیاری اٹھا لی اور کہا کہ
شاہزادہ عالم اب تم مع ملکہ یہاں سے جھٹ پٹ سوار ہو کے چلدو ٹھہرنا دم بھر یہاں مصلحت نہیں ہے یہ سنکے شاہزادہ بدیع الزمان
اور ملکہ گوہر ملک انہیں دونوں گھوڑوں پر جنکو عمرو نے کامل خان اور عادل خان سے لیکر گلیم عیاری میں چھپا دیا تھا انہیں
گھوڑوں پر سوار ہو کر مع مرجان عیار سمت چارباغ ملک حران دیوکش روانہ ہوئے اثنائے راہ میں شاہزادہ عالیجاہ نے فرمایا کہ
اے مرجان تو آگے جا اور ملکہ کے آنے کی خبر فضیل بن گیاہور خون آشام اور ترک جوشن پوش اور قاتل زنگی اور مقاتل زنگی
وغیرہ سرداروں سے کردے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نے کہا میں جا کے چارباغ میں تمہارے سب رفیقوں اور جانثاروں کو
اطلاع کیے دیتا ہوں یہ کہکے عمرو شاہزادہ عالم سے رخصت ہو کر جیسے طائر چشم سے نگاہ نکلتی ہے آن واحد میں قریب چارباغ کے پہونچا
جسکو قاتل زنگی و مقاتل زنگی دونوں نے چارباغ کو بخیال آل اندیشی بطور قلعہ کے آراستہ و پیراستہ کر رکھا تھا اور ہر وقت دروازہ باغ کا
بند رہتا ہے عمرو نے دروازہ تو کھلوانا مناسب نہ جانا ایک جست کر کے اندرون چارباغ داخل ہوا اور چار طرف سے زنگیوں ہمراہی قاتل و
مقاتل نے ان ہوں کر کے پیرہن تلواریں پکڑ کے عمرو کو چاہا کہ گھیر کر گرفتار کریں مگر استغفار مرشد کامل کو کون پکڑ سکتا تھا نوبت یہانتک پہونچی کہ
شاہ عیاران عیار نے ایک مرتبہ دو چار جستوں میں ان اسی ہزار حبشی بچوں کی گرد وار سے صاف نکل کے اور فضیل بن گیاہور خون آشام
کے مکان بود و باش پر جا کے بآواز بلند کہا کہ ای سرداران شاہزادہ بدیع الزمان نامدار بدانید و آگاہ باشید کہ منم سراج عیاری قطب
فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار شاہزادہ انجم گروہ و ستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان
معتمد شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش مع ملکہ گوہر ملک اور مرجان عیار ہزار ہا کفار اور اعدائے نابکار کو معرکہ کارزار میں بضرب
تیغ آبدار واصل جہنم کر کے مظفر و منصور بعزت و حرمت تمام و بشوکت مالاکلام آتے ہیں اور مجھے مقدم سبھوں کو اطلاع کر دینے کیواسطے
پیشتر سے روانہ کر دیا ہے فضیل بن گیاہور خون آشام اور ترک جوشن پوش رفقائے جان نثار شاہزادہ عالیجاہ کے یہ مژدہ جان بخش
اور سروش راحت فروش تشریف آوری شاہزادہ والا منزلت اور نام عمرو کا سنکے شادان و فرحان بخیال اسکے کہ اکثر زبانی شاہزادہ عالیجاہ
بدیع الزمان نامدار تعریف و توصیف اور رتبہ اور مرتبہ شاہ عیاران عیار کا سنا کرتے تھے اپنے اپنے مقام پر سے اٹھ اٹھ کے دوڑے
اور ہر ایک نے بقدر اپنی حیثیت کے اشرفیاں اور جواہرات وغیرہ اور اشیائے بیبہا بطور رونمائی اور پیشکش کے عمرو کو دیے اور
تمام چارباغ میں عجیب طرح کی دھوم خوشی کی پھیلی اور ہجوم مصاحبین اور ہمنشین وغیرہ ملازمین شاہزادہ دو عرش نشین نامداران ایک
پنجگی مع جملہ سردار و مرجع کار واسطے ملکہ کی سواری کے اپنے ہمراہ لیکے سب کے سب برائے پیشوائی اور استقبال کے چلے اور تا مسافت
متعہ شاہزادے کی حاصل کر کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب اس عالیجناب کے پھر آ کے چارباغ ملک حران دیوکش میں داخل ہوئے

اور یہان حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے تیاری جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ کی ہوئی ہنگامۂ شادی اور غلغلۂ مبارکبادی تیار ہو تھا ساقیان
طلعت کی دھوم اور مغنیان مہر صورت کا ہجوم دورہ شراب کا چل رہا تھا ایک ہمرد رسیدہ سا اور نشۂ عشرت میں کہتا تھا شعر

ساقیا برخیز و دردہ جام را	خاک بر سر کن غم ایام را	دور چلے دور چلے ساقیا	اور چلے اور چلے ساقیا

مختصر یہ کہ تمام شب و روز جلسۂ عیش و نشاط کا رہا جب وقت شام کا ہوا اس وقت شاہزادۂ عالیمقام محفل سے اُٹھکر اندرون محل داخل ہوا
اور ملکہ گوہر ملک کے ساتھ صحبت عیش و طرب میں مصروف ہو، عمرو نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان محل میں گیا اور مجھے یہان تنہا چھوڑ
گیا عمرو بھی اُٹھکر زنانی ڈیوڑھی پر آیا اور جو نہیں چاہا کہ اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھے حاجب بانوؤن نے ہان ہان کرکے روکا اور کچھ تیوری بدلکے
کہا کہ صاحب تمکو غیر مرد زنانے میں گھسے جاتے ہو عمرو نے ان سبھون کے کہنے اور روکنے کا مطلق خیال نہ کیا کہ یہ کیا بکتے ہیں اور ترسے
سے کہتے ہیں جست کرکے اندر محل کے جا پہونچا یہان حاجب دربان لیساولی چوبدار مردھون نے شور و غل کیا کہ لینا یہ کیا حرکت اُنہون نے
کی اور وہان محل میں جو لونڈیون نے دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت نئی صورت شخص عجیب شخص کہ نارنجی سا سر اور کچھ سانسر اور چہرہ پر ایک
ناک اور بادام سے کان اور ریزہ سی آنکھیں تنکا سی ڈاڑھی طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کا سند لا اوپر کا تین گج
کا تلے کا ہو بیساختہ محل میں گھسا چلا آتا ہے سب کو یقین ہو گیا کہ یہ آدمی نہیں کوئی جن یا کوئی آسیب ہی پہنچیں مدمارے کے چار سو سارے چارو
خواصین لونڈیان باندیان، مامئین دوائین کہاریان چیلے اور مگنیان اور دست بچے اور بلکنیان اور گرد چاروں طرف سے لے لے کر دوڑین
اور عمرو کو مارنا شروع کیا عمرو نے بدحواس ہو کے جستین کرنا شروع کین اور پکار پکار کہتا تھا کہ ارے حرامزادیو مجھکو کیون تتے مجھ پر ذرا
اور بلوہ کیون کیا تمھاری ملکہ نے مجھے بلایا تب میں یہان آیا ہون لونڈیان باندیان اور زیادہ تر گھبرائی تھیں اور سارے
محل میں ہنگامہ شور و غل سے قیامت بپا تھی اور چارطرف یہی دھوم تھی کہ ایک جن باغ میں آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں تو
تمھاری ملکہ کے بلانے سے آیا ہون لیکن ملکہ گوہر ملک نے جو یہ لفظ سُنا تو سر اُٹھا کے چارطرف دیکھنے لگی اسمین عمرو اُچک کر
بھاگتا ہوا ملکہ کے برابر جا پہنچا اور پکارا کہ ای ملکہ عنبر العدان اپنی لونڈیون باندیون سے میری جان بچاؤ یہ مجھے مارے ڈالتی
ہیں بزرگمرد کو دیکھا تعظیماً اُٹھکر کھڑی ہوئی اور اپنی لونڈیون باندیون سے بآواز بلند کہا کہ ہان ہان او کمبخت حرامزادیو دورہو درگور
ہو یہ کیا کرتی ہو یہ جن نہیں ہے یہ وہی بزرگ ہیں جنھون نے مجھے اور شاہزادہ بدیع الزمان اور مرجان کو کامل خان اور
عادل خان کی فوج و سپاہ کے محاصرے اور ظلم سے جان بخشی کرکے یہان تک زندہ و سالم پہونچایا ہمارے احسان فراموش تھاکے
آقا سے ولی نعمت شاہزادہ والا رتبت کے عم بزرگوار ہیں لونڈیون نے کہا کہ قربان گئی تھا ایسے عم کو خدا بچائے ستہ لوج یہ ہمکو کیا
شاہزادۂ عالم کے عمو ہون خدا جانے یہ کون آسیب ہے شاہزادۂ والا تبار نے فرمایا کہ ہان ہان چھوکریاں ہاری پھکڑ تمھو زبان سنبھالو
خبردار کوئی بات خلاف آداب اب منہ سے نہ نکالنا یہ میرے قبلہ و کعبہ عم بزرگوار ہیں یہ کہکے شاہزادۂ عالی قدر واسطے تعظیم کے
اُٹھا اور بکمال اعزاز و تکریم عمرو کو لا کے اپنے برابر مسند پر بٹھایا اور بہت سی عذر خواہی کرکے دست ادب باندھ کے عرض کی
کہ ای عم بزرگوار یہ چھوکریان حضور کے حال سے آگاہ نہ تھیں لہذا امیدوار ہون کہ انکے جرم و خطا کو آپ معاف فرمائیں عمرو نے کہا
بیٹا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا، مجھے انسے کیا شکایت ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے حال سلطان صاحبقران کا پوچھا عمرو نے کہا اے
بدیع الزمان جس دن سے تجھے لڑکا اپنے ہمراہ سے آئی حمزہ تیرے درد و دوری اور غم مفارقت میں نہایت بیتاب اور بیدل خواب بجا
خواب با چشم پر آب سر بلند و ہر لحظہ یہ شعر زبان پر لاتا تھا شعر این آنکھون سے تُجھے میں دیکھون نہ الٰہی کبھی جو کر لیگا نہ بعد
چند مدت کے خواجہ آشوب ہوا ہو گیا۔" یہان سے گیا اور اسنے تمھاری عرضی پیش کی سارا حال صحبت اشتمال تھا اس پر تمہارے دیکھنے
اور ارباب باختری کے آنے کا مفصل اور مشرح حال بیان کیا بعد اسکے اُسی دن سے اندکے حمزہ کے جی کو تسکین ہوئی اور مجھے تمھاری خبر
کیواسطے بھیجا میں نے حمزہ سے اقرار کیا کہ میں چالیس دن میں شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لیکے لاؤنگا اس ایر کہنے پر گا دو ہنسی ادا ہوا

تو پھر کوئی عیاری و مکاری وہاں نہ چلے گی عمرو نے کہا ای ملکہ ہمارے تمہارے کچھ شرط اسی بات پر ہو تو کیا مضائقہ ملکہ گوہر ملک
نے کہا ای عمرو پانچ ہزار اشرفیاں تمکو میں دون جو تم گنجاب کی داڑھی مونڑ لاؤ اور جو تم نہ مونڑ لاؤ گے تو پانچ ہزار اشرفیاں میں
تجھسے لونگی عمرو نے کہا بہت خوب ہمارے اور آپکے یہ شرط ہو چکی اور یہ کہکے عمرو روانہ ہوا اور رنگ روغن عیاری کا منھ
پر مل کے ایک فراش کی صورت بنکے دروازہ بارگاہ گنجاب پر پہونچا اور بیخوف و خطر اندرون بارگاہ جاکے دیکھا کہ تخت جوہری
پر گنجاب بیٹھا ہوا اور برابر دست راست کو ایک دنگل پر ہرمز بن نوشیروان اور ایک دنگل پر فرامرز بن نوشیروان
اور سامنے کرسی پر خواجہ گرازالدین ملک بختیارک شوم کافر بیٹھے ہیں اور برابر ہرمز کے دست راست کو علقمہ وزیر گنجاب
کا اور بائیں طرف سہراب خان بن گنجاب اور محسن خان بن گنجاب اور قاہر بن قہرمان تجی وغیرہ سردار قریب
ستر وسوا اٹھارہ سو گردن کش باادب بیٹھے ہیں گنجاب سے اور بختیارک سے باتیں ہو رہی ہیں کامل خان بن
گنجاب اور عادل خان بن گنجاب نے آکے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور دست راست گنجاب کے تخت کے رکنوں
پر بیٹھے گنجاب نے کامل خان اور عادل خان سے پوچھا کہ ای فرزندان من بہت جلد تم خداوند کی بارگاہ سے پھر آئے
کامل خان اور عادل خان نے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار آپکو تو پرچہ وقائع سے غلاموں کا حال معلوم ہو گیا ہوگا
کہ مرجان تیز رفتار سنجانی عیار کی صورت بنکے ملکہ گوہر ملک کو چرا لیگیا اور بدیع الزمان کے پاس پہونچا دیا صبح کو
ہمکو جب خبر ہوئی تب ہم دونوں بھائی مع فوج و سپاہ اسکی تلاش میں دوڑے اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے برابر تل سنجان
کے پہونچ کے بدیع الزمان اور مرجان اور ملکہ کو گھیرا بدیع الزمان ملکہ اور مرجان کو اس ٹیکرے پر بیٹھا کے تنہا وہاں
سے اتر کے ہمارے مقابلے میں آیا اور تین شبانہ روز معرکہ جنگ و جدال میں قریب دس بارہ ہزار سوار و پیادے ہماری
فوج کے مارے گئے ہم دونوں بھائی رہتے رہتے جب عاجز ہو گئے اور بدیع الزمان کا گھوڑا مارا گیا اور وہ پیادہ
پا میدان سے پسپے ملکہ کے دیکھنے کو پھر اسی ٹیکرے پر گیا تو اسوقت فرشتہ مقرب خاص درگاہ خداوند باختر قرتہم
اسکا پا پیرہنی زرین تھا اور داڑھی اسکی تمام مقیش کی تھی اور جسوقت وہ آسمان پر سے اترا تھا تو سیکڑوں چکر اور مرغ
لیئے تھے اور سے کہ ہمارے ہیلے ہوش اڑ گئے بعد اسکے اس مقرب خاص بارگاہ خداوند نے ہمسے کہا کہ مجھے خداوند باختر
نے تمہاری مدد کے واسطے بھیجا ہے اور یہ تقدیر کی ہے کہ یہ بیابان تل سنجان میں جو مسافر راہ بھول جائے اسکو راہ
بتا دینا یا جو کوئی کہ دریا میں ڈوبتا ہو اسکو ڈوبنے سے بچا لینا اور یہ کہکے اس فرشتہ مقرب خاص خداوند نے کہا
کہ اگر تمکو میری بات کا اعتبار نہ ہو تو دو ایک گھوڑے لاؤ میں معجزے سے گھوڑوں کو غائب کر دوں ہم دونوں بھائیوں نے
اپنے دونوں گھوڑے اسکے سامنے کھڑے کر دیئے اس مقرب خاص نے جو پڑھا یا پھونکا فی الحقیقت وہ دونوں گھوڑے
ہماری نظروں سے غائب ہو گئے بختیارک نے یہ گفتگو کامل خان اور عادل خان کی سنکے [illegible] کہ صلوات بر محمد اور [illegible]
[illegible] بختیارک نے پوچھا کہ ہاں صاحب پھر [illegible] کامل خان اور عادل خان نے کہا کہ ہم دونوں بھائی مع
تمام اپنی فوج کے یہ معجزہ دیکھکر سجدے میں جھکے [illegible] فرشتے مقرب [illegible] تل سنجان پر چڑھ کے بدیع الزمان
اور ملکہ گوہر ملک اور مرجان تیز رفتار [illegible] اور ہم دونوں بھائیوں کو اسکے
پاس اسی ٹیکرے پر بلا کے دکھلا دیا [illegible] بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان کا [illegible]
ہمکو یقین ہو گیا کہ وہ [illegible] یہ فرشتہ مقرب خاص [illegible] معجزہ اور کرامات قدرت خداوند کی
تو پھر ہمسے اس فرشتہ نے کہا کہ اب [illegible] فوج و سپاہ کو لیکے طرف سنجان کی طرف پھر جاؤ
بدیع الزمان کو میں لے [illegible] حضور گنجاب [illegible] صورت [illegible]

چنانچہ بموجب حکم اُس مقرب خاص درگاہ خداوندلقا کے یہ دونون بھائی اُسی دم سوار ہو کے مع اپنی فوج و سپاہ کے آپ کے پاس چلے آئے ہین بختیارک نے یہ حال زبانی کامل خان اور عادل خان بیٹے گنجاب سے کہا یا پیغمبر مرسل تو بے مانع ہے اتفاق کہ اب فرشتہ مقرب خاص خداوندلقا تیرے بیٹون کی مدد کے واسطے اُس بیابان تل سنجان مین آیا اور بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان تیز رفتار کو اُسی تل سنجان مین غرق کر کے اُن دو گھوڑون کو غائب کر کے چلا گیا ایسا معجزہ تو کبھی مین نے نہین دیکھا نہ کسی سے سنا تھا تیرے دونون بیٹے خداوندلقا کے خاص بندون مین ہین خداوندلقا کا معجزہ اور فرشتہ مقرب خاص درگاہ کا قول اور تیرے بیٹون کا اعتقاد سب سچ ہی سچ ہو گر آگے یہ معجزہ اور یہ فرشتۂ مقرب درگاہ خداوندا اور یہ اعتقاد جو کچھ اور رنگ نہ دکھلائے کس لیے کہ مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ؛ ابھی گنجاب بختیارک کو کچھ جواب نہین دینے پایا تھا کہ محسن خان اور سہراب خان نے گنجاب سے کہا کہ بابا جان ہم بھی حضور کے واسطے ملک بربر سے تحفہ جات وغیرہ لائے تھے یہ کہہ کے چار سو صندوق منگائے اور گنجاب نے کہا اچھا ایک صندوق کو کھولو اُسے دکھاؤ کیا کیا تحفہ لائے ہو محسن خان اور سہراب خان نے جلدی سے ایک صندوق کا قفل جو کھولا تو سبھون نے دیکھا کہ اُسمین لید گھوڑون کی اور سرگین گاؤ کے سوا اور کوئی چیز نہین ہے گنجاب اُس سرگین گاؤ اور گھوڑون کی لید کو دیکھ اور اُسکی تعفن اور بدبو سے نہایت پراگندہ خاطر اور بددماغ ہوا محسن خان اور سہراب خان نے یہ بلیات اس صندوق مین مملو دیکھ کر اُسے تو علیحدہ رکھوا دیا دوسرے صندوق کا قفل کھول کر گنجاب سے عرض کیا کہ اس صندوق مین نہین معلوم کیا ہیچ پڑا ہے گر بابا جان اسکو ملاحظہ فرمایئے کہ غلامون نے کیسے کیسے تحفے ملک بربر سے آپ کے پیشکش کے واسطے خرید کیے ہین اور وے ہین گنجاب نے اُسکا تختہ جو اُٹھوایا تو دیکھا کہ اُس مین ڈھیلے اور پتھر اور دس بیس موشک کو ربوسیدہ دو ایک کتے مردہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندہ پکڑ کے منہ باندھ دیے ہین یا خدا جانے کیا تدبیر کی ہے کہ بعد چند روز کے اُس مین گھٹ گھٹ کے مر گئے گر ابھی بالکل سڑ نہین گئے ہین گنجاب نہایت درہم اور برہم ہو کر غصہ سے کانپنے لگا اور چلا کر کہنے لگا او بدذات ملعونو یہ تمنے کیا مجھکو مارا اور گوہ کھایا ہے مجھسے بھی خوش طبعی کرتے ہو یہ وہی مثل ہے کہ بازی بازی باریش بابا ہم بازی صندوقون مین ڈھیلے پتھر بچھو زرین کتے مردہ گوبر لید بھر کے میری نذر کے واسطے لائے ہو ابھی محسن خان اور سہراب خان دونون بیٹے گنجاب کے کچھ اپنے دلون مین حیران اور پریشان ہو کر بجز سرنگونی اور منفعل ہونے کے جواب نہین دینے پائے تھے کہ ایک مرتبہ بختیارک بول اُٹھا اے گنجاب جو کچھ کہ شک و شبہ میرے جی مین فرشتہ مقرب درگاہ خاص خداوندی کی طرف سے تھا وہ اسوقت سب رفع ہو گیا مجھے قسم ہے خداوندی کی کہ جسوقت اُنھون نے عمرو کا مال لوٹا تھا تو مین نے بہت سمجھایا اور منع کیا تھا کہ عمرو کا مال اسباب صاحبو تم نہ لوٹو اور ایسا غضب نہ کرو ان دونون تمھارے بیٹون نے میرا کہنا نہ مانا اے گنجاب میرا کہنا تو مجھو کہ نہ جانا وہ فرشتہ مقرب کوئی نہ تھا عمرو عیاری کر کے آیا ہو گا اور بدیع الزمان اور گوہر ملک اور مرجان کو بچا کے لے گیا اور آتے ہی اپنے مال کے ساتھ محسن خان اور سہراب خان کا بھی نقد و جنس مال اسباب سب صندوقون مین سے لے کے اپنی زنبیل مین رکھ لیا ہے مجھے اب تردد اور بڑا کھٹکا اور دغدغہ دل مین یہ پڑا ہے کہ کہین ایسا ستم اور ایسا غضب نہ ہو کہ وہ تیری بارگاہ مین کوئی عیاری کر کے آئے اور دشمنون کے کان بھرے لیکن وہ مرشد کامل مرشدی نہ کر جائے کہ جیسے دشمنون کی ڈاڑھی مونڈ کے تمام بارگاہ نشینون کو ذلیل و رسوا کر کے مال اسباب تیرا لوٹ کر بھاگے کس لیے کہ اُسکا نام سر برندہ

جادوگران اور ریش تراشیدہ کا فران بھی ہو گنجاب نے نہایت پیچ و تاب کھاکے جواب دیکر اور کہ شیطان مجسم
کیا تو کہتا ہو اور جھک مارتا ہو ایسا عمرو کوئی فرشتہ ہو یا کوئی جن ہو یا کوئی آسیب ہو یا کوئی بلا ہو کہ میری بارگاہ مین
گھس آئے گا اور تمام میرے سردارون اور بارگاہ نشینون کو ذلیل کرکے میرا مال اسباب لوٹ لیجائیگا اور کوئی نہ اُسے
دیکھیگا نہ کوئی کچھ اُسکا کر سکیگا اور وہ صاف سبکو خاک مین ملا کے زندہ اور سالم بچ کے چلا جائیگا تجتیارک نے کہا ای
گنجاب فرشتہ اور جن اور آسیب اور بلا کی کیا حقیقت ہو جو اُسکی برابری کر سکے وہ عیار ربڈ بلا ہو اُسنے لات اسلے
منات سے لیا قیادم خشیا تو تمک تو تمجو ٹک تجونا سری گا نیکا کچپڑہ وغیرہ پونے دوسو خداون کو غارت کر دیا کاشغر
کشمیر بنگالہ کانور و ہیں ام الجبال اندر کوٹ اور چاہ وغیرہ سیکڑون ملکون کے جادوگرون کو مار ڈالا نام و نشان سحر
وساحری کا اس سرزمین پر نہین رکھا اسکو یہان آتے کچھ دیر نہین لگے گی وہ چاہے میری صورت بنکے یہان آئے
اور عیاری کرجاے اور پھر مین ہر چند تم سب صاحبون سے کہون کہ یہ عمرو ہو تم کبھی میرا کہنا نہ مانوگے اُسکا کہنا سچ
جانوگے وہ چاہے تو تمھاری صورت بنجاے ای گنجاب قسم کھاکے کہتا ہون کہ اگر وہ عیار یہان آئے تو جو چاہے سو وہ
کرجاے مگر کبھی کوئی اُسکو نہ پہچانے پھر اگر پہچانون تو مین پہچانون اور سواے میرے کیا تاب و طاقت کسی کی جو اُسکو پہچان
سکے گنجاب یہ حال عمرو کا سنکے اسقدر اپنے جی مین خائف اور ترسان ہوا کہ اپنی انگشتری اُتار کے تجتیارک کو دی اور
کہا کہ ای تجتیارک اگر تو عمرو کو خوب پہچانتا ہو تو مین نے تجھے اپنا حافظ جان سمجھکر یہ اپنی انگشتری اسلیے دی ہو کہ جسوقت
عمرو یہان آئے تو تو مجھے بتلا دینا اور مین اس اپنی انگوٹھی سے تجھے پہچان لونگا تجتیارک نے کہا ایک شرط ہے کہ جس بات
کو مین کہون پھر تو کچھ اُس مین عذر اور حیلہ نہ کر اور بے تامل اُسے مان لے تو کیا مضائقہ مگر مین خوب جانتا ہون کہ
جسوقت وہ عیار یہان آئیگا اور تجھسے دو باتین کریگا تو پھر مین ہزار طرح سے تجھے سمجھاؤنگا اور کہونگا تو میرے کہنے پر
کبھی عمل نہ کریگا اور ناحق کی ذلت بلکہ باعث میری ہلاکت کا ہوگا گنجاب نے کہا کہ ای تجتیارک تو خاطر جمع رکھ اگر ایک
مرتبہ خداوند لقا بھی تشریف لا ینگے اور تو کہیگا کہ یہ خداوند نہین ہین یہ عمرو ہو تو مین خداوند لقا کا بھی مطلق پاس اور
لحاظ نہ کرونگا تجتیارک نے کہا ای گنجاب تو خداوند لقا کی قسم کھا کہ جسوقت مین عمرو کو پہچان کر تجھسے کہون کہ یہ عمرو
ہو تو تو جھٹ پٹ اُسے گرفتار کرلے اس مین ذرہ نہ پڑے گنجاب نے کہا جو تو کہیگا قسم ہو مجھے خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر
کی مین اُسپر عمل کرونگا تجتیارک نے کہا تو یہ استغفار سب جھوٹھ اور محض غلط ہو کبھی تو میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا
خیر ا ہو چاہے میرے کہے پر عمل کرے خواہ نہ کرے لیکن عمرو کو مین ضرور پہچان لونگا گنجاب نے کہا ای تجتیارک تو سخت احمق
اور بڑا بے ایمان ہو مرتکا مین نے از روے خداوند لقا کی قسم سے تجھسے کہا کہ جو تو کہیگا مین مانونگا اور اُسی پر عمل
کرونگا انتہا یہ درجہ یہ کہ خداوند لقا بھی آئے گا اور تو کہیگا کہ یہ عمرو ہو تو خداوند کا بھی خیال نہ کرونگا اور جو خداوند لقا بھی
تجھسے فرمائیگا کہ تو تجتیارک کا کہنا نہ مان تو مین خداوند کا بھی فرمان اور حکم نہ مانونگا اور تیرے کہنے پر عمل کرونگا تجتیارک
نے کہا تو ایک اقرارنامہ اس مضمون کا کہ جو تجتیارک کہیگا مین سچ جانونگا اور اُسکے کہنے پر عمل کرونگا لکھ دے اور
تمام اپنے سردارون اور بارگاہ نشینون اور جٹیون کی گواہی اُس اقرارنامہ پر کروادے گنجاب نے کہا اچھا مجھے قبول
ہو یہ کہہ کے گنجاب نے اُسی مضمون کا اقرارنامہ لکھوا کے اپنی مہر اُسپر کردی اور تمام سردارون اور بارگاہ نشینون اور
اپنے جٹیون کی مہرین گواہی کی اُسپر کروادین اور وہ کاغذ تجتیارک کو حوالہ کر دیا جب تجتیارک نے وہ کاغذ مہری گنجاب کا
اپنے ہاتھ مین لیا تو رگ شیطنت اسکی جوش مین آئی اور ایکمرتبہ سنبھل کے گنجاب کی جانب مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ ای گنجاب
مجھے اسوقت یقین کامل ہو گیا ہو کہ وہ مرشد کامل ہادی رہنما یہان تیری بارگاہ مین موجود ہو بس اب ہر چہ بادا باد

مین نے تجھسے اقرار کیا ہے کہ مین اس عیار کو خوب پہچانتا ہون مقرر اُسے پہچان لونگا اور تجھکو دونگا اور ہر چند کہ یہ
بھی جانتا ہون کہ اگر وہ یہان ہوتے تو میری گفتگو سب اُنھون نے سنی ہوئی اور کیا جانیے اُسکا عوض وہ تجھسے
کیا کرین لہذا اول مین تجھسے یہ کہتا ہون کہ اسوقت آج اپنی بارگاہ مین میری نسبت یہ حکم جاری کردے کہ جسے مین جو کچھ کہون
وہ قبول کرے اور جو چاہون سو مین کرون گنجاب نے بآواز بلند تمام اپنے بارگاہ نشینون سے کہا کہ آج جتنے سردار اور
بارگاہ نشین اور بیٹھے عزیز یگانے بیگانے نوکر چاکر ادنی اعلی یہ سب ملازمین اور حاضرین صحبت مین ہو بختیارک کا حکم
نہ مانیگا مین بہت بری طرح سے پیش آؤنگا سبھون نے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ کیا مجال کسی کی جو خواجہ بختیارک
کا حکم نہ مانے بختیارک نے کہا کہ اچھا تو سنو سب گوش دل کہ آج جو کوئی ناشناسا اجنبی شخص بارگاہ پیغمبر مرسل مین
آنے یا جانے کا ارادہ کرے تو اُسی وقت مجھسے اطلاع کرنا اور جو مجھسے خبر نہ کی تو مین اُسے بعذاب الیم مبتلا کرکے اسطرح
سے مارونگا کہ اُسکے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ وزاری کرینگے غرض یہ کہکے بختیارک تو چار طرف
بغور دیکھ رہا ہے اور اپنے جی مین کہتا ہے کہ بیشک وہ تجھ مرشد کامل آج اس بارگاہ مین تشریف فرما ہین دیکھیے تل کا کیا
ہوگا حال سنیے کہ بیان معراج عیاری وقطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار چار گھڑی پیشتر سے
گنجاب کی بارگاہ مین ایک خدمتگار کی صورت بنے موجود تھے اور از ابتدا تا انتہا ساری گفتگو بختیارک کی سنکے
اپنے دل مین کہتے تھے کہ اس بختیارک بدذات نے کیا فتنہ برپا کر رکھا ہے اور یہان گنجاب کے پاس آکے میرا خوف
اور ڈر بھی سب بھول گیا ہے اسی مین وقت شام کا ہوا اور گنجاب نے دربار برخاست کر دیا جتنے سردار تھے سب
رخصت ہوکے اپنے اپنے مکانون کو گئے بختیارک نے پھر آہستہ گنجاب سے کہا اے پیغمبر مرسل جو مین نے تجھے
سمجھا دیا ہے اور جو کچھ کہ تو نے مجھسے عہد وپیمان کرکے اقرار نامہ مہری اپنا لکھدیا ہے اُسمین خبردار خبردار فرق نہ پڑے
گنجاب نے کہا کہ اے بختیارک تو اس بات سے خاطر جمع رکھ کہ مین تیرے کہنے پر عمل کرونگا زمین آسمان پھر جاینگا
تب بھی مین سوا تیرے اور کسی کا کہنا نہ مانونگا بختیارک نے کہا کہ واہ بھلا مین اپنے دلکو کیا کرون کہ مجھے کسی طرح
سے تیرے قول وقسم اور تیرے کہنے کا اعتبار اور یقین نہین آتا کیا سبب کہ وہ شاہ عیاران عیار ایسا بدبلا ہے کہ جسوقت
وہ آکے دو باتین تجھسے کریگا پھر تو کچھ نہ میری بات کا خیال کریگا اور نہ پھر ہرگز میرے کہنے پر عمل کریگا اُسوقت
تو اور بہت خراب جائیگا گنجاب نے کہا ایسا کبھی نہوگا مین تیرا ہی کہنا کرونگا خاطر جمع رکھ غرض بختیارک گنجاب کو
خوب سا سکھا پڑھاکے سب طرح سے اپنی دلجمعی کرکے اور وہ انگوٹھی گنجاب کی اور اقرار نامہ مہری گنجاب کا لیکے اور
منصب وزارت کا گنجاب سے لیکے رخصت ہوا اور بارگاہ سے نکلکے اپنے خیمہ کو چلنے لگا تو سب چوبدار اور دربان
اور مردہے اور سوار پیادے اور خدمتگار اور فراش وغیرہ عملہ شاگرد پیشہ والون نے آگے بختیارک کو مجرا کیا اور
ایک کانا مشعلچی دستی روشن کرکے بختیارک کی سواری کے ہمراہ ہوا اور چند قدم سامنے جاکے داہنی طرف سے
مشعل کو بختیارک کی مونچھون کے برابر لایا کہ چند بال بختیارک کی مونچھ کے جل گئے بختیارک نے نہایت
خفا ہوکے کہا او نامعقول تو اندھا ہے تجھے کیا سوجھ نہین پڑتا یہ کہکے حکم دیا کہ اس مشعلچی کو نکال دو نوکرون نے
کہا کہ ہٹ جا ہٹ جا وہ مشعلچی مشعل کو گل کرکے پھر بائین طرف سے آیا اور مشعل روشن کرکے بائین طرف کی مونچھ
بختیارک کی جلا دی پھر بختیارک نے تنگ ہوکے کہا ارے بدذات تو بڑا نامعقول ہے تو نے یہ کیا حرکت
کی کہ میری مونچھ جلا دی عمرو نے یہ کہکے کہ ملک جی خفا نہو جیسے ہی اپنی بائین آنکھ کا تل بختیارک کو دکھایا بختیارک
نے جو وہ تل عمرو کی آنکھ کا دیکھا تو پہچانا کہ عمرو ہے بسکہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا اور پیشاب نکل گیا

اور نہایت عجز و انکسار سے اپنے دونوں ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ مجھسے نادانستہ بڑی بے ادبی اور خطا ہوئی کہ میں سوار ہوں
اور حضور پیادہ پا ہیں اور یہ کہہ کے چاہتا تھا کہ اپنے خچر پر سے اتر کے عمرو کے پاؤں پر گر پڑے عمرو نے کہا صاحب تم وزیر اعظم
گنجاب کے ہو میں ایک پیادہ خبردار اور زنہار خچری سے اترنے کا ارادہ نہ کرو سوار رہو بختیارک نے گڑگڑا کر کہا
کہ قربانت شوم گنجاب مسخرا کیا کرتا ہے میں آپ کا غلام جان نثار ہوں عمرو نے آہستہ سے کہا او بدذات عجیب
ابھی تو گنجاب سے میرے پہچان لینے کا وعدہ کرکے کیا کیا میرے حق میں بکتا بکتا کے آیا ہے اور پھر یہ میرے سامنے
چرب زبانی اور لسانی کرکے باتیں بناتا ہے بختیارک کی سواری میں اور جو پیادے خواص خاص خدمتگار تھے وہ
سب اپنے دل میں حیران ہوکے کہتے تھے کہ یہ مشعلچی شاید ملک جی کے کوئی بزرگوں میں سے ہے کہ ایسی گفتگو سخت
کرتا ہے اور ملک جی اس طرح سے عجز و انکسار کرکے اسکی خاطر اور ادب اور لحاظ کرتے ہیں غرض یہ کہ بختیارک بہت سا عذر
کرکے عمرو کو اپنے خیمہ میں لایا اور سب نوکروں چاکروں کو خیمہ سے باہر نکال کے اپنے دونوں ہاتھ باندھ کے پاؤں پر گر پڑا
اور کہا کہ میں نے حضور کی نذر اور پیشکش کے واسطے بہت سا زر نقد جمع کر رکھا ہے اس لیے یہ باتیں بخیال مآل اندیشی
میں نے گنجاب سے کی تھیں کہ جس وقت آپ سے ملاقات ہو وہ سب روپیہ آپ کی نذر کردوں سو اب شکر خدا کا کہ آپ کی
ملازمت مجھے حاصل ہوئی اب بسم اللہ کریے جس طرح سے آپ کا جی چاہے گنجاب کی داڑھی مونڈ لیجے اور اسکی ساری
بارگاہ کا مال اسباب لوٹ کر اپنے قبضہ تصرف میں لائیے عمرو نے کہا بہت خوب او شیطان بے ایمان گنجاب سے
وعدہ اور شرط کر آیا ہے کہ میں تیرا محافظ ہونگا اور میں عمرو کو پہچان کر تجھے بتلا دونگا تو خوب جانتا ہے کہ قدیم سے میں نے جب
بادشاہوں کی یا جس کسی سردار کی یا کبھی جس کسی گبر مغرور سرکش کی داڑھی مونڈی اور اسکی بارگاہ کو لوٹا مجھکو عیاری کی
ہے اسپر دیکھ گنجاب کی بارگاہ کو اگر دن میں نہ تباہ و برباد کردوں اور اسکی داڑھی دن میں نہ مونڈوں تو نام اپنا
شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نہ رکھوں اور اسی واسطے اسوقت تجھے زندہ و سالم چھوڑتا ہوں کہ تیرے
جی میں یہ حسرت نہ رہ جائے بختیارک نے رو کے کہا ارے لاحول میں غلام کی آپ کی جوتیوں پر تصدق و نثار ہو جائیں
غلام کی کیا قدرت و طور کیا طاقت جو آپ کی برابری کر سکے آپ جو نہ کریں وہ تعجب ہے حضور کا فرمانا سب برحق و بجا ہے عمرو
نے کہا او بدذات نالایق میں تجھے خوب پہچانتا ہوں اور تیری شرارت سے خوب آگاہ ہوں بختیارک کا یہ حال
تھا کہ پائجامہ میں نکل پڑا تھا اور مارے ہول اور ڈر کے جاڑے کی سی تپ چڑھی ہوئی بات نہیں کر سکتا تھا
اور رو کے یہی کہتا تھا اے شاہ عیاران عیار میں نے منصب وزارت کا فقط بنظر دولت خواہی حضور کے لیا ہے عمرو
نے کہا اچھا کیا مضائقہ لیکن پہلے بختیارک یہ جو کچھ مال و اسباب نقد و جنس تیرے خیمے میں ہے یہ تو میری نذر کر دے
بعد ازاں اسکے گنجاب کی بارگاہ میں جیسا موقع ہوگا سمجھ لیا جائیگا بختیارک نے کہا زہے افتخار اور سعادت یہ تو سب
مال اسباب حضور ہی کا ہے لیجیے حاضر ہے یہ کہہ کے صندوق اشرفیوں اور روپیوں کے اور کچھ جواہرات اور تسلہ
آفتابہ سینچی عطردان پاندان چوگھڑہ چنگیر وغیرہ ظروف نقرہ اور ظروف مسی وغیرہ اور فرش اور فروش جو کچھ اسباب تھا
سب لا کے عمرو کے سامنے انبار لگا دیا عمرو نے جال الیاسی مار کے وہ سب زر زنبیل کیا ایک جوڑا کسی قسم کی پوشاک
کا باقی نہ رکھا تھا فقط نقش بوریا رہ گیا تھا کہ وہ اٹھا نہیں سکتا تھا بختیارک ننگا مادرزاد ایک ہاتھ اپنے آگے ایک
پیچھے رکھے چپکا سرنگوں کھڑا تھا عمرو نے کہا اے بختیارک اب میں رخصت ہوتا ہوں جو کچھ گنجاب کو سمجھاتا
تھا تو تو حسب مقدور اپنے خوب سا سمجھا آیا ہے مگر قسم ہے سر اقدس سلطان صاحبقران کی تین دن میں جاکے گنجاب
کی داڑھی مونڈونگا اور اسکے بارگاہ نشینوں کو خوب سا ذلیل اور خراب کرکے مال اسباب سب لوٹ لیجاؤنگا بس آپ

تجھے وزیر بہی ہو کر تو جاکے جس طرح سے تیرا جی چاہے بخوبی سمجھا دے مین تو جو کہتا ہون وہ ادا کرونگا یہ کہکے عمرو تو جس طرح
ہوائی کنج سے یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہی مثل برق چھپک کے بختیارک کے خیمہ سے نکلگیا اور جب بختیارک نے دیکھا
کہ عمرو چلا گیا بہت دور ہو چکا تب اُسنے اپنے نوکرون کو پکار کے کہا کہ اے کمبختو جلد آؤ خواص خدمتگار فراش پیادے
وغیرہ چونکہ ملازم اور متعینہ بختیارک کے پاس تھے اُن سبھون نے جو اندر خیمہ کے آکے دیکھا کہ بختیارک برہنہ مادرزاد
بیٹھا ہی سبھون نے پوچھا ملک جی خیر باشد یہ کیا ماجرا ہی بختیارک نے رو کے جواب دیا کہ یارو وہ چلبلی جو میرے سامنے
آیا تھا وہ عمرو تھا سارا اسباب اور نقد جنس جو کچھ کہ میری بساط تھی لوٹ کے لیگیا یہ کہکے اپنے نوکرون سے کپڑے
پہنکے اپنی خچری پر سوار ہوا اور اُسی وقت سوار ہوکے لنجاب کی بارگاہ مین گیا لنجاب نے بختیارک کو دیکھکر پوچھا ملک جی
کیون خلاف معمول اسوقت تمہارے آنے کی کیا وجہ بختیارک نے کہا کہ اے لنجاب بگوش ہوش سن کہ وہ عیار ابھی
میرے خیمہ مین جاکے مجھسے شرط کر آیا ہی کہ مین رات مین جاکے اگر بارگاہ لنجاب کو خاک مین نہ ملادون اور لنجاب کی داڑھی
نہ مونڈ دون تو نام اپنا عمرو نہ رکھون اسلیے مین اسوقت پھر تیرے پاس آیا ہون اور خوب سا تجھے سمجھائے دیتا ہون
کہ مین جو تجھسے کہون یا اشارہ کرون پھر تو عمل کرنا خبردار خبردار اس مین فرق نہ پڑے کہ بہ کے کہان جاکے اپنا
سر پٹکون اور کس سے کہون یا روون یہ مین خوب جانتا ہون کہ جسوقت عمرو تیرے پاس آئیگا اور وہ دو باتین تجھسے کریگا
تو پھر تو ہرگز میری بات میری نصیحت میری خیر خواہی کچھ متعلق نہ سنیگا جو وہ کہیگا وہی کریگا لنجاب نے از روے
قسم کہا ملک جی مین قسم کھاکے کہتا ہون اقرار نامہ میری اپنا تمکو لکھ دیا ہی کہ جو تم کہوگے مین اسی پر عمل کرونگا پر تمہارے
دلکا وسوسہ نہین جاتا تم خاطر جمع رکھو مین سوائے تمہارے حکم کے اور کوئی بات کسی کی ہرگز ہرگز نہین مانونگا بختیارک
نے کہا تو پھر کچھ اندیشہ نہین ہم ہونگا یہ کہکے اور بہت سا لنجاب کو سمجھاکے سکھا پڑھاکے بختیارک رخصت ہوا اور اپنے
خیمہ مین آکے اُسی فکر مین مصروف ہوا۔

اب دو کلمے داستان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ عمرو گلیم عیاری اوڑھ کے خیمہ لنجاب کے محل مین آیا اور بآواز بلند یہ کہا کہ اے لنجاب جہان وآگاہ باش کہ خاص الخاص
بندہ میرا نوشیروان ملک العادل کسری تھا جبکہ وہ سرمست بادہ غفلت اور تکبر و غرور ہو رحبہ نہایت ہو کے مجھے بھولگیا
تب مین نے اُسپر اپنا غضب نازل کر کے امیر حمزہ صاحبقران سے مغلوب کرا دیا لنجاب نے جو یہ آواز غیب سنی
بے اختیار اشکرست قبول خداوندی لقا زمین پر سجدہ کرنے لگا اور اپنے جی مین نہایت خوش ہو کر کہتا تھا کہ اے لنجاب تیرے
نصیب اور خوشا قسمت تیرا کہ تیرے گھر مین خداوند مجید و ہزار لک باخبر تشریف لایا ہی جب لنجاب نے سجدے سے سر اُٹھایا تو پھر
عمرو نے آواز دی کہ اے لنجاب اگرچہ مدام گوش شنوا رکھتا ہو تو اب دیکھ اور خوب کان لگا کے سن کہ مین اپنا قہر تجھپر نازل
کیا چاہتا ہون کیا سبب کہ تو رجوع قلب میری طرف نہین رکھتا اور اپنا راز مجھسے چھپاتا ہی اور امانت مجھے نہین طلب کرتا
اور واسطے اپنے دفع آفات اور رفع حاجات اور حل مشکلات میری جناب مین ملتجی اور لجی نہین ہوتا اور تو یہ جانتا
کہ مین خداوند لقا ہون راز کل عالم او زمین و آسمان کا مجھسے چھپا نہین ہی اسی واسطے ایک ادنی کمترین بندے کو کہ جسکا نام
بدیع الزمان ہی مین نے اپنی قدرت کاملہ سے خلق کیا اور تیرے ملک مین اُسے بھیجا کے سترہ اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی فوج
تیرے ملازمین کی اُسکے ہاتھون سے تباہ و برباد کروادی اور کیسے کیسے بڑے سردارون کو اُس بدیع الزمان کے ہاتھ سے
ذلتین و رسوائین قتل کروا ڈالا اس ایک شخص کو تجھپر غالب کر دیا اگر تو ایک عرضی اپنے حال کی از راہ عبودیت لکھ کے میرے پاس بھیجتا تو
مین کبھی تجھپر قہر نازل نہ کرتا تو نے از راہ کبر و نخوت اور دعوی بڑبری اور شوکت و حشمت کے اپنا راز مجھسے مخفی کیا مین نے کیا ہو

چون آتشام نے ایسے جلیل القدر سپہ سالار اور جلیل و دراز ترکیب ایسے سرداروں کو بدیع الزمان کے ہاتھ سے قتل کروا دیا تو مجھ
مجھ پر قہر و غضب میرا ظاہر ہو جب گنجاب نے یہ آواز سنی تو غنچہ خاتون سے کہنے لگا کہ غنچہ خاتون تم نے بھی یہ باتین سنین یا نہین
سنین یا فقط میرے کان میں یہ آواز آئی ہے ملکہ غنچہ خاتون اور تمام ملک کی انیسوں جلیسوں مقربوں مصاحبوں خواصوں نے
سجدے کرکے کہا کہ اے پیغمبر مرسل یہ اعجاز خداوند باختر کا ہے ہم سب خوب سن رہے ہین اسی مین عمرو نے کہا کہ اے گنجاب گوش ہوش
سے سن کر تو نے ایک کلمۂ کفر اب اپنے منہ سے نکالا ہے کہ اسپر مین تجھسے نہایت غضبناک ہوا ہون کہ تو مجھے بھول گیا اور بختیارک
کو تو نے اپنا محافظ اور نگہبان مال و جان کا گردانا اور تو نے کہا ہے کہ اے بختیارک اگر خداوند لقا بھی تیرے مقدمہ مین مجھسے
کچھ کہیگا تو مین نہ مانونگا تیرے ہی کہنے پر عمل کرونگا گنجاب یہ راز و نیاز کی باتین اپنی اور بختیارک کی غیب سے سنکے
زیادہ تر معتقد ہو گیا اور نہایت تضرع و زاری سے سجدے کرکے کہتا تھا کہ یا خداوند توبہ توبہ ہزار توبہ فی الحقیقت یہ
خطائے فاش مجھسے سرزد ہوئی اور برحق مین نے یہ کلمۂ کفر منہ سے نکالا تھا تو مجھے معاف کر تیری ذات رحیم ہے جب گنجاب
نے بہت سی توبہ کی اور خوب عاجزی کرکے رویا تب عمرو نے پھر ندا دی کہ اے گنجاب یہ بختیارک شیطان ہے کوئی بھی شیطان کے
طریق پر عمل کرتا ہے اور جو کوئی شیطان کی راہ پر چلے وہ بھی شیطان ہے اس بختیارک کے کہنے پر نوشیروان نے عمل کیا
تو نے سنا ہوگا کہ نوشیروان ایسا بادشاہ حمزہ کے ہاتھ سے شہر بشہر مارا مارا پھرا اور جس شہر مین گیا جو بادشاہ اس شہر کا
تھا اسنے بھی اسی شیطان کے کہنے پر عمل کیا مین نے اسپر بھی اپنا قہر نازل کرکے تباہ اور برباد کر دیا کل کی بات ہے
کہ اسرافیل قدرت میرا گاؤ لنگی گاؤ سوار تھا اسکے پاس بہرام تاجدار اور فرامرز نابکار دونوں بیٹے نوشیروان
کے جو آئے تو یہ شیطان یعنی بختیارک بھی انکے ساتھ گاؤ لنگی گاؤ سوار کی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا اور وہ میرا
اسرافیل درگاہ گاؤ لنگی گاؤ سوار اس شیطان کے کہنے پر چلا مین نے اسے بھی اپنے تجلی مبتلا کرکے تباہ کر دیا
بس اے گنجاب تو یہ سمجھ لے کہ جتنے اسرار خفی و جلی ہین سب مجھپر عیان ہین تو نے مجھسے پردہ کیا اور اپنا محافظ شیطان
کو بنایا اور میرے حق مین اس شیطان سے تو نے یہ کلمہ کہا کہ اگر خداوند بھی کوئی بات کہیگا تو اے بختیارک مین نہ مانونگا
اور تیرے کہنے پر عمل کرونگا خیر تو توبہ کرتا ہے اس سبب سے مجھے شرم آئی ہے مین نے تیرا گناہ بخشا لیکن اس طرح سے کہ کل
ایک فرشتہ وحی رسان میرا تیرے پاس آئیگا وہ فرشتہ جس طرح سے تجھے سمجھائے اور کہے تو اسپر عمل کرنا کل تیری پیغمبری
مین اپنے کل بندون پر ظاہر کرونگا اور خبردار زنہار بختیارک شیطان ہے اسکے کہنے پر مطلق خیال نہ کرنا بلکہ اسکو اپنی
بارگاہ مین نہ آنے دینا اور جو تو نے توبہ اسکی بات پر عمل کیا تو ایسا غضب تجھپر نازل کرونگا کہ پھر ابد الآباد تک نام
و نشان تیرا صفحۂ ہستی پر باقی نہ رہیگا بہتر تیرے حق مین یہی ہے کہ جو کچھ وہ فرشتہ وحی رسان کہے تو کرنا اور اپنے سب سرداروں
اور بارگاہ نشینوں اور عزیزوں یگانوں بیگانوں ہمنشینوں مصاحبوں مقربوں کو حکم دینا کہ کل پوشاکین دھوم دھام کی
زرق برق و مکلل بجواہر پہنین کہ امین فرشتہ وحی رسان خداوند کا آئیگا اور تیری پیغمبری ظاہر ہوگی اور تو بڑے تجمل و
شوکت سے اپنی محفل کو آراستہ و پیراستہ کرکے ظروف طلائی اور مرصع اور اسباب تمام موجود رکھنا اور تکلفات بہت سا کرکے
اپنے تخت پیغمبری پر بیٹھنا اور جو حکم کرے وہ فرشتہ وحی رسان کرنا چاہئے مطابق اسکے بجا لانا مبادا اسکے حکم مین فرق نہ پہنچنے پائے
اور جو اسکی عدول حکمی کریگا پھر مین اسکو کبھی نہ بخشونگا غرض یہ باتین کرکے عمرو نے چند نافے مشک کے پردے بھرا
[illegible] اور [illegible] شیشیات [illegible] آتش افشان کی چار طرف [illegible] عجیب [illegible] ایک [illegible] ہو گئی اور خوشبو
مشک سے تمام مکان گنجاب کا معطر و معنبر ہو گیا [illegible] گنجاب [illegible] یا خداوند [illegible]
[illegible] اور [illegible] اور صبح [illegible] سے [illegible] پیچھے ہی [illegible]

چوبدار جا کے بختیارک کے پاس سے میری انگشتری منگوا دے چنانچہ حسب الحکم گنجاب ایک چوبدار بختیارک کے خیمے کے
دروازے پر گیا تو وہ وقت تھا کہ بختیارک سو کے اٹھا ہی اور سینی آفتابہ اپنا منہ دھونے کو منگایا ہی ایسے میں چوبدار پہونچا بختیارک کے
دربانوں نے کہا ٹھہرو ہم عرض کر لیں تو تم اندر جاؤ لیکن گنجاب کے چوبدار نے بختیارک کے دربانوں کا مطلق کہنا نہ مانا اور بے تحاشا
اندر خیمے کے گھسا ہوا چلا گیا بختیارک نے گنجاب کے اس چوبدار کو بدون اطلاع یوں بے دھڑک اپنے خیمے میں گھس
آتے دیکھا تو اپنے دل میں سوچا کہ معلوم ہوتا ہی کچھ خیر نہیں ہی جب تک اس چوبدار سے پوچھا کہ کیوں کیا حکم ہوا ہی چوبدار نے کہا
پیغمبر مرسل نے انگشتری اپنی طلب کی ہی بختیارک نے کہا تم چلو میں آپ انگشتری لیکے آتا ہوں چوبدار نے کہا مجھے یہ حکم نہیں
اور تم انگوٹھی مجھے حوالے کرو بعد اسکے تم بھی ہو جاؤ چاہو نہ جاؤ بختیارک نے چاہا کہ کچھ عذر و حیلہ کرکے انگوٹھی چوبدار کے ہاتھ نہ بھجوائے
آپ ہی لے جاؤں چوبدار نے مطلق کہنا نہ مانا اور بجبر شدت کرکے انگشتری بختیارک سے لی اور بارگاہ گنجاب میں آکے
وہ انگشتری گنجاب کو دی گنجاب نے پھر حکم دیا کہ اب دروازہ بارگاہ پر ممانعت کر دو کہ خبردار آج بختیارک اندر بارگاہ کے
نہ آنے پائے اور جتنے وہاں مقربین اور مصاحبین سرداران اور امرائے جلیل الاقتدار بارگاہ نشین حاضر صحبت تھے ان سبھوں
سے تمام حال اپنے محل میں شب کو فرشتہ وحی رسان کے آنے کا اور جو کچھ گفتگو آپس میں فرشتہ وحی رسان عمرو نے کی تھی بیان کی سرداروں
نے عرض کی کہ اے پیغمبر مرسل یہ مہربانی خداوند لقا کی آپ کے حال پر ہی اور یہ سب فقط خداوند لقا کی رحیمی اور کریمی
کا باعث ہی کہ ایسی خطائے فاش اور ایسی تقصیر کہ شیطان کی محافظت اور پناہ کا آپ نام لیں اور خداوند کی پناہ نہ چاہیں
آپ سے سرزد ہو اسکا قہر نازل ہوتا تعجب نہ تھا واقعی آپ نے بہت برا کیا گنجاب نے پھر اپنے تخت پر سے اتر کے سمت
قیطول لقا سجدہ کیا اور بعد اسکے اپنے سرداران بارگاہ نشینوں سے کہا بس اب تم جلد سب اپنے اپنے مکانوں کو جاکے پوشاکیں
نفیس مکلل بزر و گوہر و جواہر پہن کے آؤ اور اب وہ فرشتہ وحی رسان آتا ہوگا اور میری پیغمبری ظاہر کریگا بارے حسب الحکم
گنجاب وہ سب سردار اور بارگاہ نشین تو اپنے گھروں کو جاکے بڑی بڑی دھوم دھام کی پوشاکیں پہن کے پھر بارگاہ میں
گنجاب کی آتے جاتے ہیں یہاں گنجاب نے جب حکم اس فرشتہ وحی رسان یعنی عمرو کے لینے سے اپنی محفل کو بڑے
تکلف سے آراستہ کیا اور کرور ہا روپیہ کا لوازمہ اور ظروف نقرئی و طلائی جواہرات کے جابجا قرینے قرینے سے رکھوائے
اور بہت سا جواہر بیش بہا اور نایاب چیدہ چیدہ مثلاً مالائے مروارید کہ ایک ایک دانہ مثل بیضہ کبوتر تھا یا جوشن بازو کہ اس
میں الماس بے بہا اور لعل و یاقوت احمر اور زمرد اور پکھراج وغیرہ ایک ایک شے سات سات سلطنت کے خراج کی تھی اپنے
جسم پر آراستہ کرکے گنجاب اپنے تخت پیغمبری پر منتظر آمد فرشتہ وحی رسان بیٹھا تھا غرض یہاں بارگاہ میں گنجاب کی تو یہ
سامان ہو رہا ہی اب وہاں کا حال بختیارک کا سنئے کہ بختیارک نے دیکھا کہ گنجاب نے اپنی انگوٹھی منگا لی نہایت سراسیمہ اور
مضطرب سوار ہوکے برابر بارگاہ گنجاب کے آیا یہاں جو کوئی ادنی اعلی لڑکا یا جوان بوڑھا امیر فقیر بختیارک کو دیکھتا
تھا بے ساختہ و بے خوف و خطر فحش گالیاں دے دے کہتا تھا کہ یہ شیطان ہی ایک عالم کو یہی گمراہ کرتا ہی بختیارک نہایت
حیران و پریشان ہوکر اپنے جی میں سوچتا اور کہتا تھا کہ یہ ساری مرشدی عمرو کی ہی دیکھیے آج جان کیونکر بچتی ہی قصہ
مختصر دروازہ بارگاہ گنجاب پر بختیارک نے اپنی چھتری پر سے اتر کے چاہا کہ اندرون بارگاہ قدم رکھے ایک مرتبہ چوبدار
مرد ہے دربان یساول وغیرہ جتنے دروازہ بارگاہ پر حاضر تھے سبھوں نے گالیاں دینا شروع کیں اور جوتی پیزار کرنے
کو آمادہ ہوگئے گردنیاں اور دھکے دیکے باہر نکال دیا بختیارک نے کہا کہ ارے دربان ہاں کیا کرتے ہو میرا کیا قصور
اور کیا گناہ ہی خدا کو تو میں بھی اپنے جی میں معقول ہوں اور وہ جو فرشتہ وحی رسان بنکے آئیگا وہ عمرو
عیار ہی ہائے ہائے کیا غضب ہی تم کوئی میرا کہنا نہیں مانتے میری بات کو جھوٹ سمجھتے ہو میں سچ کہتا ہوں

کہ وہ عیار رہا کہ ساری بارگاہ کو گنجاب کی خراب اور برباد کر جائیگا چوبداروں مردہوں دربانوں وغیرہ نے چوب اور چماق
ہاتھوں میں لے لے کے کہا کہ او بدذات تو شیطان ہو خداوند لقا کے بندوں کو گمراہ کرتا اور ورغلاتا ہی جاتا ہو تو جلد یہاں
سے چلا جا نہ مارے اٹھیوں اور جوتوں کے ساری شیخی اور شرارت تیری بھلا دینگے اور ہم تیرے فریبوں میں کبھی
نہ آوینگے بختیارک پچھلے پاؤں ہٹا اور جوتی پیزار سے آپ کو بچایا اور کہتا جاتا تھا کہ او بیوقوف شامت زدہ بلے اسوقت
تو تم میری بات نہیں سنتے ہو میرا کہنا سچ نہیں جانتے مجھے جھوٹا سمجھتے ہو جسوقت عمرو آ کے تم سبھوں کو ذلیل و سینگے
اور خوب ملے عزت اور رسوا کرے اور پیغمبر رسل کو ذلیل اور بے درست کر کے بارگاہ کا سارا مال و اسباب اور نقد و
جنس لوٹ کے لیجا ئینگے اسوقت کہو افسوس لوگے اور سر پیٹ پیٹ کے سب کہوگے کہ ہاں بختیارک سچ کہتا تھا
نہ جھوٹ کہتا تھا مردے چوبدار دربان سب اور زیادہ تر جھنجھلا کے گالیاں دیتے اور مارنے کو دوڑے اور کہنے لگے کہ او
بیوقوف شیطان تو بکو گیا اور غل مچا گیا اور گمراہ کریگا ہم ہرگز ہرگز تیری بات کو نہیں مانتے تو بک گیا ہو اور کیا جھک مارتا ہے
اور گوہ کھاتا ہے بختیارک سنے ناچار ہو کے کہا کہ اچھی تم لوگ میرا کہنا نہیں مانتے تو نہ سہی مگر ذرا میرے آنے کی خبر گنجاب
کو کر دو اور میری طرف سے اتنا عرض کر دو کہ بختیارک کچھ عرض کیا چاہتا ہے ایک چوبدار نے کہا کیا مضائقہ ہم تیری
اطلاع کیے آتے ہیں مگر خبردار جب تک حکم نہ آوے تو جہاں کھڑا ہے وہیں رہنا آگے قدم نہ بڑھانا یہ کہکے وہ چوبدار اندرون
بارگاہ گیا اور گنجاب سے اظہار حال بختیارک کا کیا گنجاب نام بختیارک کا سنکے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور حکم دیا
کہ اس بدذات شیطان کو جاکے سمجھا دو کہ جب تک فرشتہ وحی رسان خداوند لقا کا نہ آئیگا اور وہ اجازت تیرے آنے کی
نہ دے گا تب تک تجھے ہرگز گرد و پیش بارگاہ کے آنے کا حکم نہیں جلد یہاں سے دور ہو جا اس چوبدار نے آکے بختیارک
سے کہا کہ حکم ہے پیغمبر رسل کا کہ تا وقتیکہ فرشتہ وحی رسان نہ آئیگا تیرے آنے کا حکم نہیں دیتا جلد یہاں سے الٹ جا
آخر کار بختیارک ناچار ہو کے وہاں سے اپنے دل میں روتا اور دو ہتڑیں سر پر مارتا یہ کہتا ہوا کہ آج یہ مسخرا گنجاب ضرور
خراب ہوگا میری بھی جوتی سے جو کوئی اپنا کہنا نہ مانے وہ جہنم میں جاوے قصہ مختصر بیان بارگاہ گنجاب میں جشن شاہانہ
اور محفل خسروانہ بڑے بتکلف سے آراستہ ہوا اور عطردان پاندان چنگیر چوگوشے منقل اگر سوز مجمر سوز وغیرہ ظروف طلائی
اور مرصع کار جا بجا رکھے ہیں سردار سب پوشاکیں جواہر نگار پہنے ہوئے بیٹھے ہیں گنجاب شادان و مسرور ہاتھ چاروں طرف
شاہ عمرو انتظار میں فرشتہ وحی رسان کا نگران ہو اس میں کوئی پہر دن چڑھا ہوگا کہ پیر شاہ عیاران عیار محل پر
گنجاب کے گلیم عیاری اوڑھے تشریف لیگئے اور وہاں سے چند نافے مشک کے اور تھوڑا سا عطر ادھر ادھر پھینک دیا
اور چند شیشیاں گلاب وغیرہ آتشبازی کی چپ و راست دیوار پر مارین کہ اسکے باعث سے عجب طرح کی تجلی اور نور چاروں طرف
ظاہر ہوا اور خوشبوے مشک اور عطر وغیرہ کی تمام بارگاہ نشینوں کے دماغ معطر ہو گئے بعد اسکے عمرو نے گلیم عیاری اتاری
بصورت فرشتہ وحی رسان قدرت خداوند لقا بنگیا داڑھی تمام مقیشی اور پوشاک بہت فاخرہ تاج مرصع جس میں کئی لعل
شب چراغ اور گوہر شاہوار اور دانہ ہاے یاقوت اور زمرد ہاے الماس اور سنہرا دار و کھراج اور فیروزہ نصب کیا ہوا
چالیس گز کا قد رنگت ولایتی انار کا مانند اس ہیئت سے بکمال شان و شوکت اس محل کی چھت سے جست کر کے گنجاب کی
بارگاہ میں جلوہ فرما ہوا تمام کفار اور سرداران بارگاہ نشینوں کو یہی ثابت ہوا کہ ہوا سے آسمان سے پرواز کر کے آیا ہے
گنجاب تخت پر سے اور سب سردار اپنی اپنی کرسیوں اور دنگلوں پر سے اترتے کے سبت قیبول لقا سجدہ کرنے لگے
اس میں عمرو یعنی فرشتہ وحی رسان نے آواز دی کہ بس سجدے سے سر اٹھاؤ کہ خداوند لقا نے تمکو تخت پیر
سرتب اور دولت کونین کی عطا فرمائی ہو اور بعد اسکے سارا حال رات کا بیان کیا کہ خداوند لقا آپ یہاں تشریف لائیگا

اور اے گنجاب مجھے یون فرمایا کہ مین تجھپر قہر اپنا نازل کرتا کیلیے کہ تو نے شیطان کو اپنا محافظ گردانا اور مجھے تو بھول گیا اور جب
اب مین فرما گیا تھا کہ صبح کو فرشتہ وحی رسان آئیگا جو کچھ وہ کہے اسکے کہنے پر عمل کرنا اسلیے خداوند نے مجھے بھیجا ہے کہ پیش ازین
خداوند پر اے گنجاب تیری پیغمبری ثمر کرتا ہون یہ کلام فرشتہ وحی رسان سنتے ہی عمرو کو سکے پھر گنجاب اور سب سردارون
نے سمت قیطول زمرد شاد سجدے کیے اور پھر فرشتہ وحی رسان نے فرمایا کہ بس اب سجدے سے سر اپنے اپنے اٹھاؤ اور
اے گنجاب اس شیطان کو بھی طلب کرتا ہون اسے منع کرون دیکھا دون تمھارا اب بھی وہ اپنی معصیت او شیطنت سے
توبہ کرے گنجاب نے جو سنا کہ فرشتہ وحی رسان بختیارک کے آنے کی اجازت دیتا ہے حکم دیا کہ ارے کوئی چوبدار
جاکے بختیارک کو بلا لاوے چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے چوبدار نے بختیارک سے جاکے کہا کہ چلیے پیغمبر مرسل نے آپکو یاد
کیا ہے بختیارک نے کہا کہ حاشا اب مین گنجاب کی بارگاہ مین ہرگز نہ جاؤنگا چوبدار نے اگر گنجاب سے عرض کی کہ بختیارک نہین حاضر
ہوتا آگے جیسا ارشاد ہو فرشتہ وحی رسان نے کہا کہ اسے تم پکڑ لا کے جلد حاضر کرو حسب الحکم فرشتہ وحی رسان کے چار پانچ چوبدار
ہرکارے پھر اسی جا کے بختیارک کو زبردستی اور پکڑ گھسیٹ کشان کشان سامنے فرشتہ وحی رسان کے حاضر کر دیا بختیارک نے خوب
غور کرکے فرشتہ وحی رسان بنا ہوا تھا پہچان لیا لیکن کچھ نہ بولا اور سجدہ کرنے لگا فرشتہ وحی رسان نے کہا اے شیطان پھر
کر پھر کبھی کسی بندے کو خداوند تعالیٰ کے نہ ورغلاؤنگا بختیارک نے کہا اے فرشتہ وحی رسان تو برحق ہے باقی آقا اور گنجاب کیا
کہتے ہین یہ گفتگو بختیارک کی سنکے فرشتہ وحی رسان نے بختیارک کو اپنے پاس بلا کے آہستہ سے کہا اے بختیارک تو نے
میری عیاری دیکھی اب تو گنجاب سے کہدے کہ یہ فرشتہ وحی رسان نہین ہے یہ عمرو عیار ہے بختیارک نے جواب دیا کہ
گنجاب مسخرا کیا گیا ہے جو مین اس سے یہ بات کہون ہان اگر آپ ابھی فرمائین تو گنجاب کا تاج اتار لون عمرو نے کہا اے
بدذات جو مین تجھے حکم دیتا ہون اسکی تعمیل تو کر یہ اپنی شیطنت اور شرارت کی باتین کسی اور سے کرنا گنجاب کیا کہتا ہے
کیا فائدہ تو جلکے اس سے بھی از روے قسم کہدے کہ اے پیغمبر مرسل یہ عمرو عیار ہے فرشتہ وحی رسان نہین ہے یہ عیاری
کرنے کو آپکے بارگاہ نشینون کو ذلیل کرنے آپکو ذلت دینے کو بارگاہ کا مال واسباب لوٹنے کو آیا ہے بختیارک
ناچار عمرو کے ڈر سے گنجاب کے پاس جا بیٹھا اور آہستہ آہستہ کہنے لگا کہ اے پیغمبر مرسل تو سخت نادان اور بڑا احمق
اور بیوقوف ہے یہ فرشتہ وحی رسان نہین ہے عمرو ہے اب بھی خیریت ہے میرا کہنا مان جو مین کہتا ہون اسپر عمل کر
ورنہ دم بھر بعد ہاتھ ملکے بہت پچھتائیگا مصرع دم مین پھر ہم ہین نہ محفل ہے نہ ساغر ہے نہ وہ بس یہ گفتگو بختیارک
کی سنکے گنجاب نے نہایت پیچ و تاب کھایا اور منہ اپنا بختیارک کی طرف سے پھیر کے چاہتا تھا کہ کچھ کہے ناگاہ فرشتہ
وحی رسان بولا اے شیطان سچ کہتا ہے مین فی الواقع عمرو ہون اور اے گنجاب خداوند لقا اپنا معجزہ دکھلاتا اور یہی تقریر
کرتا ہے کہ جو کوئی شیطان کے کہنے پر عمل کرے پھر اسکی بخشش خداوند کبھی نہ فرمائیگا ابھی تیرے کان مین بختیارک
نے یہی کہا کہ یہ فرشتہ وحی رسان نہین ہے عمرو عیار ہے گنجاب نے فرشتہ وحی رسان کی زبانی یہ تقریر سنکے اپنے
جی مین کہا بے شک یہ فرشتہ وحی رسان مقرب خداوند ہے بختیارک نے میرے کان مین بہت آہستہ سے یہ بات
کہی تھی اور اسکو معلوم ہوگیا بس یہ سوچ کے گنجاب نے پھر اپنے تخت پر سے اتر کے سمت قیطول خداوند لقا
سجدہ کیا اور کہا اے فرشتہ وحی رسان لاشک و لاریب اس شیطان نے مجھسے یہی کہا تھا کہ یہ فرشتہ وحی رسان نہین
ہے عمرو ہے فرشتہ وحی رسان نے پھر کہا کہ ہان پیغمبر مرسل شیطان سچا ہے مین عمرو ہون پھر اب سب ملکے مجھے پکڑ لو
گنجاب نے بکمال عجز و انکسار جواب دیا کہ کیا مجال اور کیا تاب و طاقت کسی کی جو آپکی جناب مین خلاف ادب
کوئی بات بھی کر سکے یہ شیطان گمراہ کرتا ہے اور بہت سا حجاب ڈالتا ہے یہان کوئی اس بدذات گمراہ کنندہ بندگان

خداوندی بات پر تف بھی نہین کریگا اور جو کوئی اس شیطان کے کہنے پر عمل کریگا اسپر تو خداوند کا نزول ہوگا اور وہ پھر کبھی
بخشا نہ جائیگا یہ کہکے گنجاب نے حکم دیا کہ ان مار واس مردود شیطان کو چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے چار طرف سے
ملازمان گنجاب اور حضار صحبت نے بختیارک کو خوب جوتیان و لپّیان ضرب و نعلین دین بختیارک داد و بیداد
و واویلا کرکے کہتا تھا ارے فرشتہ وحی رسان تو برحق ہے اب میرے حال پر رحم کر ورنہ حکم میرے قتل کا ہو تو مین مسلمان
ہون میرے کلمہ شہادت کا گواہ رہنا یہ کہکے لگا کلمہ پڑھنے عمرو نے کہا نہین زیادہ گو ہے مارو تو ہی کٹ جاکر عمرو ہی عمرو ہے
قصہ مختصر یہ کہکے فرشتہ وحی رسان منبر پر جا بیٹھا اور باواز بلند وعظ اور پند کرنے لگا اور شراب منگا کے گنجاب اور تمام
سردارون بارگاہ نشینون وغیرہ حاضرین صحبت سے کہا کہ آج مین بموجب حکم اور تقدیرات خداوند لقا کے وارد لشکر
گنجاب ہوا ہون اور پیغمبری گنجاب کی ابھی تک کسی پر ظاہر نہ تھی آج رتبہ پیغمبری کا گنجاب کی بندگان خداوند لقا
کے اوپر اور کل عالم پر ظاہر کرتا ہون اور ایک پیالہ شراب کا بھر کے گنجاب کے ہاتھ مین دیا بعد اسکے ایک پڑیا بیہوشی
کی شراب کے ساتھ گنجاب کو دیکر کہا کہ اے گنجاب لے یہ بیہوشی ہے اور مین عمرو عیار ہون اس بیہوشی کو لیکے تمام
شیشون اور صراحیون اور گلابیون وغیرہ مین شراب کی خود ملا کرکے تھوڑی قدرے اپنے اس شراب کے پیالے مین ملادے
اور تمام اپنے بارگاہ نشینون کو پلا اور آپ بھی پی اور بعد اسکے میری عیاری کا تماشہ دیکھ گنجاب نے جلدی سے
وہ پیالہ شراب کا اور وہ پڑیا بیہوشی کی فرشتہ وحی رسان کے ہاتھ سے لیکے کہا کہ اے فرشتہ وحی رسان میرے جی کو یقین
کامل ہے اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تو مقرب خاص خداوند باخبر کا ہے تیرے ہاتھ کا زہر ہمارے لیے آب حیات سے
زیادہ تر ہے اور یہ کہکے وہ پڑیا تمام شیشون اور قرابون اور بوتلون اور شیشون اور گلابیون مین ملا کے کوئی تھوڑی
تھوڑی باقی رکھ لی اور وہ بھی اس شراب مین ملادی فرشتہ وحی رسان نے حکم دیا کہ اب دیر نہ کرنا چاہیے دور اس
اس پیالہ کو نوش کر سب ایک فرشتہ وحی رسان کے گنجاب نے وہ پیالہ شراب کا غٹ غٹ کرکے پی لیا اور جتنے
بارگاہ نشین اور سردار اور حاضرین صحبت تھے ان سبھون نے بھی ایک ایک پیالہ بھر بھر کے پینا شروع کیا جس وقت کہ
دور جام شراب بیہوشی آمیختہ کا تمام ہوا تو عمرو نے دیکھا کہ دوسرے دور کی نوبت ابھی نہین آنے پائی ہو کہ ایکبار
چار طرف سے سب سردارون کو چھینکین آئین اور تمام بارگاہ نشین چرخ مار مار کر مع گنجاب زمین پر گر پڑے عمرو نے
دروازہ بارگاہ کا پیچھے سے بند کر رکھا تھا جو لوگ مردے چوبدار دربان حاجب لیسا ول وغیرہ اور پیادے سوار
چوکی پہرے والے خواص فراش باہر تھے وہ تو باہر رہے اندر آنے نہین پائے اور جو مقربین اور مصاحبین سردار
اور بارگاہ نشین اندر تھے وہ سب بیہوش ہوگئے اب فقط شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار یا بختیارک
باقی رہ گیا عمرو نے بختیارک سے کہا کہ ملک جی آپ ذرا تکلیف کیجیے اور یہ مال و اسباب جو گنجاب کی بارگاہ مین
ہو دیکھیے خراب نہ ہونے پائے جلد جلد اسکو اٹھا اٹھا کے میرے پاس لا لا کے رکھتے جائیے اگر کسی شے مین کچھ نقص واقع
ہوگیا یا کسی کے چرانے اور فرش مین دھبا لگ جائیگا تو مین بہت بڑی مرمت تمہاری کرونگا بختیارک ارے ڈر کے
مثل تابعدار کے غلام اسپر بھی تمام ظروف مال و اسباب نقد و جنس اٹھا اٹھا کے لاتا تھا اور بہ پر شاہ عیاران عیار کے
لا لا کے رکھتا جاتا تھا عمرو ایک مرتبہ جال الیاسی اسپر پھینک کے اپنی زنبیل مین بھرتا جاتا تھا جب عمرو نے دیکھا کہ
اسباب بارگاہ گنجاب مین بہت ہے اکیلا بختیارک کہان تک لائیگا تب اپنے زنبیل سے کچھ لوگ کچھ رعیتی کچھ
سنار کچھ اور بند موسے نکالکے انکو حکم دیا کہ ارے ہان جھپٹ پٹ یہ سب اسباب اور مال اور فرش فروش
پردے اور چلمنین اور پلنگ چاندی کے اور جو شے جہان پر ہو اٹھا لاؤ دیر نہ کرو وہ کم بخت ننگے موسے چار طرف

ایک ایک کاغذی ٹوپی سر پر اور لنگوٹیان باندھے ایک ایک گز کی نلی ہاتھون مین لیے پھلنے جاتے اور لوٹ لوٹ کے
سارا اسباب لاتے تھے عمرو زنبیل کرتا جاتا تھا القصہ طول کلام چہ دیدہ مختصر یہ کہ چار گھڑی کے عرصہ مین جتنے روا
اور بارگاہ نشین تھے سبکی پوشاکین اور ساری بارگاہ کا مال و اسباب نقد و جنس انتہا یہ کہ اینٹ کے ٹکڑے اور سڑے
سڑے شطرنجیون کے ٹکڑے جو کہین کہین جوتون کے رکھنے کی جا پر بچھے تھے وہ بھی عمرو نے اٹھوا کے زنبیل مین رکھ لیے
اور کہتا تھا کہ داشتہ آید بکار فقط نقش بوریا باقی تھا وہ اٹھ نہین سکتا تھا بعد اسکے لوہار اور سنار بڑھئی وغیرہ جتنے تھے ان
کو پکڑ کے زنبیل مین ڈالدیا اور تمام بارگاہ نشین اور مقربین اور مصاحبین اور سردارون کو گنجاب کے روغن عیاری
کا لگا لنگورون کی صورت بناکے دم مین ہر ایک کے لگا کے اور منہ کالے کرکے برہنہ اور عریان چھوڑ دیا اور قاہر بن قہران
عجمی کو ایک حبشی کی شکل بناکے پاخانے کی چوکی کے تلے منہ کھول کے لٹا دیا بعد اسکے بختیارک کو ایک غربا جامہ لنگوٹ
کا بنا ہوا پہنا کے اس پاخانے کی چوکی پر بٹھا دیا اور کہدیا کہ خبردار او بیٹا اگر تو ذرا یہان سے جنبش کریگا یا یہان
سے کہین اٹھکر جائیگا تو تجھے جان سے مار ڈالونگا بختیارک خوف جان سے اپنے دل مین کہتا تھا کہ عجب کوئی کوتک
جل رسیدہ ہوگا جو یہان سے اب جبتک یہ حضرت عزرائیل تشریف نہ لیجائینگے پیشاب کرنے کو بھی نہ اٹھونگا بعد اسکے عمرو
نے گنجاب کے پاس جاکے اسی حالت بیہوشی مین گنجاب کی ساری پوشاک اتار لی اور چھاتی پر اسکی چڑھ کے پیشاب
چھڑک کر تیز چاکو سے داڑھی مونڈی فقط دو بال جس طرح سے لقا کی داڑھی مین چھوڑ دیے تھے اسی طرح سے گنجاب کی
بھی داڑھی کے دو بال باقی رکھ کے ایک پرزہ کاغذ کا بدین مضمون کہ گنجاب بداند کہ آگاہ باش این کار دیگر نیست این کار
عمرو بن امیہ ضمری است کہ سرکوب ساحرانم سر بریدۂ جادوگران و باج ستانندۂ ریش کافران ہو لاکھ روپیہ سالانہ خرچ اپنی داڑھی
کا اگر تو سال بسال مجھے بھیجیگا تو تو بہتر ہے اور جو کبھی ایک ٹکا فرق اور عرصہ ہو جائیگا تو یاد رکھنا جہان تو ہوگا اور فولاد
کے قلعہ مین بھی چھپے گا تو مین وہان پہونچونگا اور ایک بال تیری داڑھی کا نہ چھوڑونگا اور ایک بال مین تین ماشہ کا ٹکا
باندھ کے تمام منہ کالا کردیا اور اسی طرح سے قاہر بن قہران عجمی وغیرہ سردارون اور گنجاب کو بیہوش چھوڑ کے
بختیارک سے کہا کہ او نالائق سے مین تو اب جاتا ہون مگر تو اگر ذرا یہان سے جنبش کرکے کہین جائیگا تو مین پھر تجھے
ابھی آکے ذبح کر ڈالونگا یہ کہکے عمرو تو مثل برق کے چمک کر بارگاہ سے گنجاب کی نکل گیا اور یہان بختیارک کے
پیٹ مین جب لنگوٹے کے کھانے سے جو دست کی احتیاج ہوئی اور بخوف جان وہان سے اٹھ نہ سکا تو جتنا بول و
براز تھا سب قاہر بن قہران عجمی کے منہ مین گیا اور اس طرح سے تا غروب آفتاب بختیارک کو دست چلے آتے
تھے اور تمام بول و براز قاہر کے منہ مین اور سر پہ گرتا تھا وقت شام کے حسب اتفاق سنجالی عیار جو واسطے تمام شہر کے
اخبار لکھنے کے دروازہ بارگاہ پر آیا اور دربانون چوبدارون وغیرہ سے پوچھا کہ آج دروازہ بارگاہ کا کیون بند ہے جسمین
نے کہا کہ آج فرشتہ وحی رسان مقرب خداوند جس وقت سے یہان آیا ہے دروازہ بند ہو گیا نہین معلوم کہ اندرون بارگاہ
کیا صحبت ہے سنجالی عیار اپنے دل مین سوچا کہ فرشتہ وحی رسان کون آجتک تو مین نے کبھی کوئی فرشتہ خداوند
کی بارگاہ سے آتے یہان نہین دیکھا تھا یہ فرشتہ وحی رسان بنا کیونکر اور کہان سے آیا ذرا کسی گھات سے اسکی
صورت اور اسکی شکل دیکھنا چاہیے اسلیے الگ جاکے دیوار بارگاہ پر کمند ماری اور کمند مارکے اندرون بارگاہ
جو اترا تو عجب رنگ صحبت کا دیکھا کہ ہزارون لنگور گرد و پیش فرش کے غفلت مین سوتے ہین اور گنجاب کے تخت پر ایک
شخص سیاہ رو ریش و بروت کا صفایا ہے برہنہ مادر زاد پڑا ہے سنجالی کچھ بھونچک ہوکر کے ابھی چارطرف دیکھ رہا تھا
اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ یہ کیا تماشا خداوند کی قدرت کا مین دیکھ رہا ہون اسقدر لنگور بارگاہ مین

پیغمبر رسل کے کہان سے آ گئے اور یہ داڑھی مونچھ منڈا کے کل ہوش پیغمبر رسل کے تخت پر ننگا مادر زاد کون پڑا ہے اور پیغمبر رسل اور تمام سردار بارگاہ نشین کیا ہوئے ناگاہ ایک طرف سے نجتیارک نے تو پکار کے کہا کہ ای سنجانی عیار کیا حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے ہو خود کردہ را درمان نیست ذرا ادھر میرے پاس آؤ تو مین سارا حال تجھے بیان کرون سنجانی نے نجتیارک کی آواز سنکے اُس طرف کو جو دیکھا تو نجتیارک ننگا مادر زاد چوکی پر بیٹھا پائخانہ پھر رہا ہے سنجانی عیار نے کہا کہ ملک جی آپ یہ کیا تمھاری شامت ہے کہ بارگاہ مین پیغمبر رسل کی ننگے بیٹھے پائخانہ پھر رہے ہو اور پیغمبر رسل کی بارگاہ مین یہ کیا قہر خداوند کا نازل ہوا ہے نجتیارک نے ساری سرگزشت عمرو کے آنے کی اور عیاری کر کے تمام بارگاہ نشینون کو مع گنجاب لت دیکے نکل جانے کی بیان کی اور کہا کہ مین ہر چند پہلے آنے کہہ گیا تھا پھر بہت سا سمجھایا اپنا سر پٹکا کہا کیا کہ یا پیغمبر رسل یہ مرد عیار ہے مگر کسی نے نہ مانا ہے سنجانی عیار نے سبھون کو بلوا کے تمام بارگاہ نشینون کے اوپر شکین پانی کی ڈالین پھر جھلوایا ہر ایک کے دماغ سے بیہوشی دور ہوئی سبکو ہوش آیا گنجاب نے ہوشیار ہو کے اور اپنا حال دیکھ کے اپنا منھ پیٹ لیا اور سنجانی عیار کو حکم دیا کہ جہان وہ دزد باریک گردن ہاتھ لگ جائے مار ہان زادہ کے جلد گرفتار کر کے وہیں پہنچا ملک کا ہر بن قہران مجمی وغیرہ سب مرد رعد ہوشیار ہوئے جو اٹھتا ہے اپنا سر پیٹتا حمام مین جاتا ہے اور گنجاب نقاب منھ پر ڈال کے محل مین گیا انکو اسی حالت مین چھوڑ دیئے اور حال عمرو کا سنیے اشعار

عیاش دین نظر ش بیداری　　نہان سرہنگ در ہنر گزاری
گزان استاد عیاران عالم　　بہرکشور بلاے جان کنا
امیر پردہ نقش دغل مجسم　　عمرو بن شاہ عیاران عیار

کہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار بارگاہ سے گنجاب کی لشکر کے چار باغ ملک حرمان ولد کش مین خدمت شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک پہونچ شاہزادہ عالیمقام نے عمرو سے حال خیریت مزاج پوچھ کہ عمرو جی فرمایئے گنجاب کی بارگاہ مین تشریف لیجانے کا کب تک ارادہ ہے ملکہ کو کسی طرح سے یقین نہین آتا اور کہتی ہین کہ شاہ عیاران عیاری بہ نقص نادانی اور خام خیالی ہے گنجاب کی داڑھی مونڈنا تو بہت مشکل کام ہے اُسکی بارگاہ مین جا سکے زندہ و سلامت چلے آیئنگے تو مین جانونگی کہ سچی کرآئے عمرو نے ہنس کے کہا کہ مین پانچ ہزار اشرفیان اپنی شرط کی جیت چکا ملکہ سے وزنگے کیا کے سارے بارگاہ نشینون کو خوب سا ذلیل اور رسوا کر کے گنجاب کی داڑھی مونڈ کے اُسکی بارگاہ کا سب مال اور اسباب لوٹ کے آیا ہون یہ کہہ کے وہ داڑھی گنجاب کی اپنی زنبیل سے نکال کے ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان کے آگے رکھدی شاہزادہ عالیمقدار اور ملکہ داڑھی گنجاب کی دیکھ کر دنگ ہو گئے اور ملکہ گوہر ملک نے تعریف کی کہ حقیقت شاہ عیاران عیار آفت روزگار اور بلاے بیدرمان ہین مجھ عقل مین یہ بات نہین آتی گنجاب کی داڑھی مونڈنا ہزارون ساحرون اور پہلوانون مین کچھ ٹھٹے بازی نہین غرض یہ کہہ کے ملکہ نے پانچ تھیلیان اشرفیون کی عمرو کی نذر کین اور شاہزادہ بدیع الزمان نے ایک عرضداشت اپنے حالات کی از ابتدا تا انتہا مفصلاً اور مشروحاً لکھکر بخدمت شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم آشنا لکھدیا کہ شاہزادہ خاور ملک قاسم بھی بخیریت تمام و بشوکت مالا کلام یہان تشریف فرما ہین مگر چند روز سے ملاقات نہین ہوئی سنا ہے کہ کوئی مقام خسر و کوہ ہے وہان پر مقیم ہین اور لفافہ پر مہر اپنی کر کے بخدمت صاحبقران ظفر انتساب امیر عالی مقام ہمدست شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار روانہ کی اور عمرو شاہزادہ عالی رتبت سے رخصت ہو کے سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا اور بعد طے مراحل و قطع منازل شہر سباہل مین پہونچا اور … دن … اپنے … سعید اور انی بن سمینہ بانو کے مکان مین فروکش ہوا … شہر … بدیع الزمان سے ملاقات کرنے اور گنجاب کی مدد کو جانے اور گنجاب کی داڑھی مونڈنے اور … دینے کا اور جو کچھ گزرا تھا سب بیان کیا اخی سعید نے کہا ای خواجہ سلامت تیراب تک …

کو خبردار اور ہوشیار رہنا کس لیے کہ حسب الحکم حضرت خدا کے مہتر گردم مرد و دارم زاد بخشی دونوں عیار مع سات ہزار
عیاروں کے سر راہ بیابان جبل القمر ہفت میل کے پل ہی نزد نشان پر تمہارے پکڑنے کو بیٹھے ہیں عمرو نے کہا ای اخی سعید خدا
بزرگ است غرض یہ کہ کوئی چوپہر تک دن رات رہے عمرو اپنی ہوں اور اخی سعید سے رخصت ہوا اور اسی بیابان ہفت میل
کیطرف چلا جبکہ اس پل کے قریب پہونچا تو عمرو نے ایک درخت کی آڑ میں ادھر سے اس پل کے عرض اور چوڑائی کو غور کرکے
حیرت کی مانند یک نظر میں خوب معلوم کی اور چستی سے اس پل کے پار ہو پہونچا تب کہ مہتر گردم مرد و دارم زاد بخشی وغیرہ کسی عیار کو حق
معلوم نہیں ہوا کہ کون تھا وہ کون گیا تب وہاں سے عمرو نے بد لحنی تمام آواز دی کہ او مہتر گردم مرد و دارم زاد بخشی میں شاہزادہ
بدیع الزمان کی خبر لے کے جو مجھ کو مرے جی میں آیا کہ تجھے جہنم واصل کرکے جاؤں مگر کچھ میرے دل میں تجھ پر رحم و ترس آگیا
اس لیے تجھے زندہ چھوڑے جاتا ہوں غرض یہ گفتگو کرکے عمرو تو مثل برق تڑپ کے ان سبکی نظروں سے غائب ہو گیا اور

جیسیں کر آمد لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے وارد ہوتا ہے اسکو تو سنئے دیکھئے کہ جنگ

شمہ داستان شوکت بیان نورحسہ قہر جلالت و شہامت صاحب حرب رزم شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری سے بیان کیا جاتا ہے

کہ جس وقت وہ سوار زرہ پوش شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کو خنک مردہ کرکے گنبد طلسمی میں پکڑ لے گیا تو اب بیان حال
سنئے کہ اس طلسم کا بادشاہ ایک زبردست توسن جادو ہے وہ سوار زرہ پوش قاسم کو بزور سحر گرفتار کرکے توسن جادو کے
پاس لایا اور توسن جادو نے حکم دیا کہ اسکو قتل کر دو اور تابوت اسکی لاش کا بیرون شہر بھیج دو حسب اتفاق اسوقت ملکہ ناہید
جادو بیٹی توسن جادو کی وہاں آئی اور اسنے قاسم کو دیکھ کر پوچھا کہ بابا جان یہ کون شخص ہے توسن جادو نے کہا یہ تسخیر طلسم کو آیا
تھا مگر قابو میں آگیا ہے میں نے اسے قتل کرکے تابوت اسکا بیرون شہر بھیجنے کو حکم دیا ہے ملکہ ناہید جادو شاہزادہ قاسم پر عاشق
ہوئی اسنے اور دل کو اپنی تدبیر قاسم کے بچانے کی ڈھونڈی کہنے لگی بابا جان میرا جی چاہتا ہے کہ اسے میں لیجاکے قتل کروں اور کل صبح
تابوت اسکا بیرون شہر بھیج دوں توسن جادو نے کہا اچھا ناہید جادو قاسم کو وہاں سے اپنے مکان پر لائی اور قاسم کا حسب
نسب دریافت کرکے اپنا حال ظاہر کیا کہ اب میں تیری صورت کا ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنا کے اسکا سر کاٹ کر تابوت اسکا
بیرون شہر بھیجے دیتی ہوں قاسم نے کہا تمہیں اختیار ہے جو تمہارے جی میں آئے وہ کرو چنانچہ ناہید جادو نے ایک
پتلا ماش کے آٹے کا قاسم کی صورت کا بنا کر اسکا سر کاٹا اور اسکی لاش تابوت میں رکھ کر بیرون شہر بھجوا دیا اور وہاں جو سابق
میں بیان کیا گیا کہ قوم جن نذر آئی ہیں آئین جا کے کسی قبر میں دفن کر دو اور ہمایون بن شداد نے جو وہ تابوت قاسم کا اسنے
دیکھا تو شدت رنج و غم اور کثرت شیون و شین اور ماتم سے جب ضبط نہ ہو سکا تو ہمایون بن شداد فقیر ہو کے اسی قبر پر قاسم کی
بیٹھ رہا یہاں ناہید جادو نے قاسم سے کہا کہ اے شہریار اب میں تجھے اس طلسم سے نکالے دیتی ہوں قاسم نے کہا اے ملکہ ہمارا
یہ طریق نہیں کہ جس جگہ پر قدم رکھیں اور پھر جب تک اسکو فتح نہ کریں وہاں سے ایک قدم اپنا پیچھے ہٹائیں بس میں جبتک اس
طلسم کو فتح نہ کرونگا یہاں سے نہ جاؤنگا ملکہ ناہید جادو نے کہا خیر اگر آپ کی یہی خوشی ہے تو میں جا کے اماں جان سے
تحقیق کرکے کہ یہ طلسم کیونکر فتح ہوگا کہے دیتی ہوں یہ کہہ کے ناہید جادو اپنی ماں کے پاس گئی اور پوچھا کہ اماں جان یہ طلسم
کیونکر فتح ہوگا ماں ناہید جادو کی یہ بات سنکے نہایت خفا ہوئی اور کہنے لگی کہ اب کی مرتبہ تو تو نے پوچھا اگر پھر جو میں نے تیرے منہ سے
ایسی بات سنی تو اتنا جوتیاں ماروں گی کہ تیرا سر ٹوٹ جائیگا ناہید جادو نا امید ہو کے قاسم کے پاس آئی اور سارا حال اپنی ماں کا بیان
کرکے کہنے لگی کہ اماں جان نے تو یہ کہا کہ میں بابا جان سے جاکر پوچھ آؤنگی یہ کہکر ناہید جادو نے اپنے کو شکل طاؤس آراستہ کیا اور
توسن جادو کے پاس کسی زریں والا چمن پر داخل ہو کر مردود ملعون توسن جادو اپنی بیٹی ملکہ ناہید جادو پر نظر پڑتے ہی شیدا ہو

بارہا اسکے دل مین وسواس شیطانی کی وجہ سے خیال دیگر گذرا یا اس وجہ سے نا تمام با کرا رسکی مان کہین معدوم ہوجائیگا بڑی
مصیبت پڑیگی مگر آج جو اسنے ملکہ ناہید کو اس طرح بصد ناز و ادا دیکھا اپنے پاس بٹھا کر باتین ہوسناکانہ کرنے لگا ملکہ ناہید اس ملعون
و مردود کی ان حرکات سے نہایت درجہ ناراض ہوئی مگر چونکہ اسکو شاہزادہ قاسم ولیشان کیواسطے تحقیق اوسکی منظور تھی
اسوجہ سے سنگ آمد و سخت آمد کا خیال کرکے توسن جادو کی طرف متوجہ ہوئی اور آنکھون مین آنسو بھر کے کہنے لگی اے
والد بزرگوار کیا آپ کو کامل یقین ہوگا کہ مین آپ سے عہد طفولیت سے کس درجہ مانوس ہون مگر والدہ صاحبہ مجھے ناحق
کو بدگمان ہین مجھے صرف یہ خیال رہتا ہے ساحری نہ کرے کہین کوئی دشمن جان ساحران داخل طلسم ہو اور وہ آپکے
درپے ایذا ہو تو مجھے اسوقت بسبب لاعلمی حالات طلسم کے اسکا تدارک بالکل نہو سکیگا اسوجہ سے مین نے آپ سے حال طلسم کو دریافت
کیا ورنہ مجھے اس کیفیت کے دریافت کرنے کی کیا ضرورت تھی ملکہ ناہید جادو توسن سے باتین کرتی ہے مگر یہ مردود اسکی ہر بات دل
پر دل پر نقش ہوتی تھی جب اس مردود ظلمت سعن والکذاب کو تاب ضبط باقی نہ رہی اسوقت اسنے کہا اے ملکہ میری جان ایک مدت
سے مجھپر چھائی ہے مگر بسبب تیری مان کے خوف کے مجھسے تعلق پیدا کرتے ڈرتا ہون اگر تو میرا منشاے دلی پورا کرنے
کا اقرار کرے تو البتہ مین اسرار طلسم سے تجکو آگاہ کردون ملکہ ناہید جادو توسن مردود کے اس ارادے اور فحش الفاظ کے
سننے سے نہایت منفعل ہوئی اور سر جھکا کے کہنے لگی کہ مین تیری کنیز تیری پرورش یافتہ تیری تیار کردہ ہون بھلا مجھے
تیرے کسی حکم سے انحراف ہو سکتا ہے مگر ہان مین نے اپنی ہمجولیون سے سنا ہے کہ جوڑے کی کم سنی مین بیاہ جاتی ہے وہ
کے گھر بڑی سختی جھیلنا پڑتی ہے اسوجہ سے مین باوجہ معذرت کرتی ہون ایک سال کی مہلت طلب کرتی ہون بعد ازان مین تیری مال
ہون تجکو اختیار ہے جب خداوندون نے بیٹی بنا کے چھوٹی جان زردی تو مجھے کب انکار ہوگا توسن سنکر خوش ہوا
اور فوراً ملکہ ناہید کو اپنی آغوش مین دبا کر متواتر چند بوسے لیے ملکہ ناہید نے جب اس ملعون کی بدنفسی اور شرارت کی کیفیت
دیکھی عجب طرح کا صدمہ جانکاہ اسپر گزرا اور غصہ کے مارے تڑپ کر اسکے پاس سے دور جا کر کہنے لگی یہ کیسی نالائق حرکت
تیری ہے مجھے اپنے قول اقرار کا بھی خیال نہین ابھی مین تجھسے خود کہہ چکی ہون کہ بعد ایک سال کے مین تیری ہو چکی پھر
تجکو اسوقت یہ بیہودہ حرکت کرنا کیا ضرور تھا توسن جادو ملکہ ناہید کو اسقدر غضب آلودہ دیکھکر تھر تھر کانپنے لگا اور
ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا ملکہ عالم اسوقت میری اس بیساختہ حرکت ناشائستہ کا قصور معاف کرو ساحری سے چاہو تو آج سے
سال بھر تک جیسا کہ تمنے وعدہ کیا ہے کبھی اس فعل شنیعہ کا مرتکب نہونگا القصہ بڑی منت خوشامد سے ملکہ ناہید جادو کو مسند
پر بٹھایا اور توسن دل مین سوچنے لگا کہ اسوقت اسکا غصہ کیونکر کم ہو سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ مین اس سے حال طلسم
بیان کرنا شروع کردون تو کیا عجب ہے کہ اسکا غصہ رفع ہو یہ سوچ کر کہنے لگا ملکہ عالم ذرا تم میری طرف متوجہ ہو اور غصہ کو
تھوک ڈالو مین تمسے پوست کندہ حال طلسم بیان کیے دیتا ہون پہلے اس طلسم کا مالک لاچین جادو تھا واقعی بڑا ساحر
زبردست تھا جب انتظام طلسم کے اسنے کیے تھے جنکی تعریف مین بیان نہین کر سکتا ہون اول تو فوج کو خود اسنے ایسی جگہ
پوشیدہ کیا کہ اب تک مجکو بھی اسکا حال معلوم نہین دوسرے دربندون کو ایسا مستحکم کیا کہ کیا مجال کسی کی جو فتح کرسکے مجکو
بھی اسی نے علم سحر تعلیم کیا مگر میرے دل مین ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ مین کسی طرح اس طلسم پر قابض ہون اس وجہ سے
کبھی اس طرف سے غافل نہ رہتا تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ لاچین جادو نے نجومون اور کاہنون کو بلوا کر دریافت کیا کہ آیا
طلسم کو کوئی فتح کریگا یا اسی طرح سے برقرار رہیگا نجومون نے بڑی فکر اور غور سے حکم نکال کر یہ حکم دیا کہ اس طلسم
کا فاتح قاسم حمزہ کا پوتا ہوگا اور اسکا دین یزدان پرستی ہوگا لاچین جادو بولا یزدان پرستی کوئی دین علاوہ
دین سامری اور جمشید پرستی کے ہے نجومون نے جواب دیا کہ دین آئندہ ایسا دستور اور جہانگیر ہوگا کہ کوئی شخص

اور قریہ اور گانون اس سے خالی نہ رہیگا لاچین اسبات سے بہت گھبرایا اور نجومیون سے پوچھنے لگا کہ آیا اس طلسم کے بچنے کی بھی کوئی
صورت ہے نجومیون نے کہا اسصورت سے بچاؤ تو ممکن ہے کہ ابھی سے یہان یزدان پرستی کو ترقی دیجائے اور چند یزدان پرست تلاش کر کے
بلا لیے جائین جو مسائل یزدان پرستی تعلیم کرین اسیوجہ سے جب شہزادہ داخل طلسم ہوگا تو اس کیفیت سے بہت خوش ہوگا اور کیا
عجب ہے کہ [illegible] طلسم کی فتح ہی سے [illegible] لاچین کو نجومیون کی باتین اسوقت کچھ ایسی موثر ہوئین کہ اسنے حتمی ارادہ مسلمان ہونیکا کر لیا اور
چند ساحرون کو حکم دیا کہ تم اطراف و جوانب مین پھر کر چند یزدان پرستون کو تلاش کر لاؤ مین انسے بیٹھے بحث مذہبی کرونگا اگر انکا قول درست معلوم ہوا
تو بیشک مسلمان ہو جاؤنگا ورنہ اپنے دین قدیم پر قائم رہونگا تمام حاضرین دربار لاچین کی اس گفتگو سے نہایت درجہ خوش ہوئے خصوصاً خنزیر
جادو وزیر اعظم لاچین جادو کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور جب دربار برخاست ہوا تو وہ میرے مکان پر آکر کہنے لگا اے توسن جادو آج تمنے
لاچین جادو کی باتین سنین میرا دل کانپ گیا ہے [illegible] لاچین کی طرف سے بہت [illegible] ہوگیا ہے تم میری مدد کرو تو ہم تم ملکر اسکو گرفتار کرین اور تم اسکی جگہ پر بادشاہی
کرو تو بیاہ چونکہ مجکو بچپنے سے ہوس بادشاہی مزاج مین سمائی ہوئی تھی اسوجہ سے مین اسبات سے نہایت خوش ہوا اور خنزیر جادو کو گلے لگا کر
اور مین نے اس سے کہا اے بھائی خنزیر بہ خدا مین [illegible] ہون اور اسی نے مجکو علم سحر تعلیم کر کے سپہ سالار مقرر کیا مگر مین مدت سے اسبات کا منتظر
تھا کہ کوئی میرا مددگار ہو تو مین کوئی ترکیب کر کے لاچین کو گرفتار کر لون اسوقت چونکہ بالکل تخلیہ ہے اگر یہی رائے قرار پا جائے کہ لاچین
کس طرح گرفتار ہوگا تو مناسب ہے خنزیر بولا اے توسن جادو لاچین ایسا جادوگر نہین کہ کوئی اسے سر معرکہ گرفتار کر سکے یہ بات
مناسب ہے کہ اسکی دعوت کیجائے اور پوشیدہ طور پر سحر کر کے اسکے کھانے مین بیہوشی ملا دو جب اسپر بیہوشی اثر کرے تو فوراً اسکو مع تمام
ہوا خواہون کے گرفتار کر لینا اے ملکہ ناہید جادو مین اسوقت کی اپنی خوشی کا حال بیان نہین کر سکتا ہون بار بار اٹھتا تھا اور خنزیر جادو
کو گلے لگاتا تھا اسوقت مین نے خنزیر جادو سے کہا اے خنزیر مجھے تمہارے احسان کا معاوضہ کیا دینا ہوگا یہ بات ظاہر ہے کہ تم وزیر اعظم
لاچین جادو کے ہو مین اسوقت نہایت خوشی سے تمکو اجازت دیتا ہون کہ بعد گرفتاری لاچین جادو کے تم تخت سلطنت پر متمکن ہونا
خنزیر جادو میری اسبات سے نہایت خوش ہو کر کہنے لگا اے توسن جادو تمہارے قول سے گویا مجکو سلطنت ملگئی سلطنت تمہارے واسطے
شایان ہے اور مین چونکہ بوڑھا ہوا اسواسطے بعد گرفتاری لاچین جادو کے مین صرف تمہاری حفاظت جان کے لیے ایک لشکر کی
ضرورت ہے ہر وقت تمہارا نگران حال رہونگا تو البتہ بقدر میرے درجہ کا ضرور تحمل ہونا پڑیگا کہ میرے بال بچون کے صرف [illegible] خرچ عطا
اچھی طرح کفیل رہنا مین خنزیر جادو کے حسن عقیدت سے جسقدر خوش ہوا میرا دل ہی جانتا ہے قصہ مختصر خنزیر جادو مجھسے اس قسم کی باتین
کر کے رخصت ہوا اور مین منتظر وقت تھا ایک دن لاچین جادو نہایت خوش بیٹھا تھا اور مین بھی دربار مین موجود تھا کہ ناگاہ میرے گھر کا خدمتگار
دوڑا ہوا آیا اور مجھے مژدہ سنا کر تیرے پیدا ہونے کی خوش خبری دی اے ناہید اول تو تیرے پیدا ہونیکی خوشی دوسرے دلی ارادہ لاچین جادو
کی دعوت کرنیکا پورا ہوا اسوقت لاچین کے روبرو جاکر [illegible] تخت کو بوسہ دیکر تیرے پیدا ہونیکی خبر کہی لاچین نہایت خوش ہوا اور مین نے
اسیوقت تیری چھٹی کے دن اسکی دعوت کی اسنے بخوشی منظور کیا مین خنزیر جادو کے پاس گیا اور اس سے بھی ساری کیفیت بیان کی وہ
بھی میری اسبات سے بہت خوش ہوا کھانے کا انتظام خود کرنے کا اقرار کیا جب چھٹی کا دن آیا اے ناہید مین لاچین جادو کو گھر پر لایا بیٹھے بیٹھے
اسکی گود مین دیا وہ تجھے لیکر نہایت درجہ خوش ہوا اور مجھسے کہنے لگا اے توسن جادو نہ معلوم کیا سبب ہے کہ اس لڑکی کو دیکھکر مجھے اس سے ایک
عجیب قسم کی محبت پیدا ہوتی ہے میری خواہش ہے اس لڑکی کی عمر دراز کرے مین بھی لاچین [illegible] دعائین دینے لگا پھر وہان سے مین لاچین کو داخل جشن
کیا تمام ارکین سلطنت اور لاچین کو ایک دسترخوان پر کھانا بیہوشی آلود کھلوایا جب [illegible] کی حرکات سے [illegible] بیہوشی [illegible] ہونے لگے اسوقت خنزیر
جادو لاچین کے سامنے آیا اور [illegible] لاچین کے بازو پر [illegible] لاچین کیطرف متوجہ ہوا کہ اے لاچین جادو آگاہ ہوش کر آج مین تجھسے
تیرے اس ارادے کا انتقام لینے والا ہون جو اسدن [illegible] یزدان پرست ہونے کو کہتا تھا لاچین اسبات سے بہت غضبناک ہوا اٹھا اور چاہا کہ خنزیر
جادو کو پکڑ کے [illegible] بدگوئی کی سزا دے [illegible] بیہوش ہو گیا [illegible] سب کو قید سحر مین گرفتار کر کے [illegible] بادشاہ [illegible] خنزیر

مشغل حقاب میری بارگاہ میں آکر میری حفاظت کرتا ہے اور یہ بھید آج تک بجز تیرے کسی کو معلوم نہیں ہے سنا اے جان جہان تو نے سنا
غرض اب میری خطا کو معاف کر دو اور بخوشی خاطر ایک بوسہ اب اپنے لب نجات وہ گرگ کلوے ناہید کو توسن کی اس بیہودہ خیالی
بے اختیار ہنسی آگئی کہنے لگی سن تو او نگوڑے نمک حرام تو نے اپنے سگے ماموں لاچین کو جسنے تجھے خاک سے پاک کیا اور عالم میں
میں تجھے عالم کر کے سپہ سالار کر دیا پھر تو نے اسکے ساتھ ایسی کم بختی کی عبادت میں تجھسے کیا امید بھلی کی رکھوں وہ سن اتنی بات سے
دوڑکر قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا اے پیاری وہ محل اور تھا اب یہ موقع اور ہے اگر میں بحالت سپہ سالاری رہتا تو تمکا بیکو شاہزادگی
کھاتیں اچھا اب اس غصے سے در گذرو اور ہنسی خوشی کی باتیں کرو ناہید نے کہا واہ واہ یہ تو نے خوب بات کی ایک مجمل بات بیان کر دی
کر میں نے لاچین کو گرفتار کیا اور گنبد طلسمی میں قید کر دیا مگر یہ بتادے کہ آیا گنبد طلسمی کہاں ہے اور اسکے راستے کی تو نے کیا حفاظت
کی اور کیا ۔۔ دن سیہ میں جو مقدم بات تھی اسکو چھپا گیا توسن جادو نے کہا شعر اے دوست اگر جان طلبی جان بتو بخشم ٭ ور زر طلبی
چہ عزیز ست بگو آن بتو بخشم ٭ مجھے اس تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں ہو گی بلکہ ہٹ مشہور ہے سن میرے تخت کے نیچے
ایک نقب ہے اسکے دہانہ پر ایک ایسا بھاری پتھر نصب کیا ہوا ہے کہ جبتک کوئی ایسا مرد رستم توان نہ ہو کیا مجال جو اسے جنبش دیکے
سو آدمی طاقت وار جب شریک کیے تھے اسوقت یہ پتھر اس نقب کے منہ پر رکھا تھا اگر اسے ہٹائے تو اندر داخل ہو تو ہی
ایک اژدہا آتش فشاں حملہ آور ہو گا اگر اسے مار ڈالا تو خیر اور اگر بچ کر بھاگ گیا تو قیامت ہو گی اگر ہزار جانیں رکھتا ہو گا ایک زندہ
نہ بچیگا دوسرے آگے ایک شیر ملیگا اس سے آہستی پیدا کرے ہو اسکے ایک ساحر ملیگا اگر اسپر کسی طرح قابض ہو تو فورا مار ڈالے
ان کو دیکھے کہ میں لاچین کی رہائی کی صورت بتاؤنگا ایک نہ مانے اور فورا قتل کرے بعدہ وہ گنبد ملیگا اسے کھول کر لاچین کو
رہا کرے جب وہ لوح کا نشان بتائیگا اسوقت طلسم فتح ہو جائیگا اچھی پیاری ناہید بھلا تمہیں بتاؤ کہ کسکو ایسا مرد ہے ایسی کہ تمہیں
جھیلکر لاچین کو چھڑا کر طلسم فتح کریگا اور خوب یاد آیا ایک اسیر طلسمی قاسم نامے آیا تھا اسکو تو نے خود مار ڈالا اس سے امید تھی کہ شاید
امید ہو کہ اگر وہ زندہ رہتا کیا عجب تھا کہ وہ اس طلسم کو فتح کرتا ناہید نے کہا بابا جان آپ بہت درست فرماتے ہیں واقعی میرے خیال میں
بھی کوئی شخص ایسا ذی حوصلہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ جا کر لاچین کو چھڑاوے توسن نے کہا اے ناہید اب تم مجھے بابا نہ کہا کرو وہ زمانہ
طفلی کا تھا جب تم مجھے بابا کہتی تھیں اب جو الفاظ میں تمہیں کہتا ہوں وہی پیارے الفاظ اپنے بھولے منہ سے تم بھی مجھے کہا کرو
ورنہ اسمیں کچھ بھی لطف نہیں نا کہ میں تو تمہیں پیاری دلبر کہوں اور میں تمہارا عاشق شیدا ہوں چاہنے والے کو بابا جان کہنا
بڑی شرم کی بات ہے بعد ان باتوں کے ناہید رخصت ہو کر شاہزادہ عالیشان قاسم نوجوان کی خدمت میں گئی اور ساری کیفیت
اول سے آخر تک بیان کی قاسم نے کہا اے ملکہ سب مشکلیں حل ہو گئیں مگر کوئی صورت بتاؤ کہ پہلے اس کمبخت خنزیر جادو کو بیہوش
کریں یا ماریں بعدہ اس کندہ جہنم توسن کو بیہوش کریں جب جاکے اس نقب تک رسائی ہو ناہید نے کہا اے شہریار توسن کو تو میں
کل شراب پلا کر مدہوش کر دونگی مگر کوئی تدبیر ایسی لگائیے جسمیں وہ نگوڑا خنزیر بھی شریک ہو کر بیہوش ہو جب کام چلے شاہزادہ
قاسم اس فکر میں مبتلا ہوا تھا اس عرصہ میں ناہید نے خوش ہو کر کہا شہریار مبارک ہو میں تدبیر سوچی ہوں شاہزادہ نے فرمایا کیا
تدبیر ہے ناہید نے کہا کل میں جاکر توسن جادو سے کہونگی کہ تو جو ارادہ میرے ساتھ رکھتا ہے اگر اسکا ظہور ہو اور تو کسی وقت میں مجھ
سے منحرف ہو جاوے تو میں تیرا کیا کر لونگی اسوجہ سے یہ مناسب ہے کہ تیرے مشیروں میں جو سب سے معتمد ہو اسکی گواہی اور
اقرار نامہ پر مہر کرا دے کہ تمام عمر اگر بجز میرے اور کسی سے تو متعلق ہوا تو جو سزا چاہوں گی وہ تیری ہو گی وہ اپنی غرض کو منظور
کریگا میں خنزیر کو بلواؤنگی جب وہ آئیگا اسکو بھی شراب بیہوشی آمیز پلاؤنگی جب دونوں بیہوش ہونگے اسوقت حضور کو
مطلع کر دونگی آپ تشریف لے چلیے گا مگر ان یہ فرمائیے وہ پتھر نقب کے منہ سے کیونکر اٹھائیگا شاہزادہ اسبات سے ہنس پڑا
اور کہا اے ملکہ اس پتھر کی بھی کوئی ہستی ہے اگر کوئی پہاڑ بھی ہوتا تو میرے زور و قوت کی کیفیت دیکھتیں خیر بروقت معلوم ہو جائیگا

گر واقعی یہ راے خوب تجویز کی ہی خدا تمھارے ارادے کو پورا کرے

اب شمہ داستان حیرت بیان امیہ بن عمرو کی بیان کیجاتی ہی

واضح رہے ناظرین والا تمکین پر کہ جس وقت خواجہ نے اس مشرک حد کو بیہوش کیا تھا اور خود پانی پی کر ہوشیار ہو گیا وہ چالاکی تعلیم حضرت کی تھی اور اسوقت اسنے یہ چالاکی کی تھی کہ ایک فرمان مہری خواجہ جعلی تیار کر کے کہ امیہ عیاری پر متعہد ہو تو میر استاد مین تیرا شاگرد ہون کرسی پر مین نے بخوشی تمام تجویز کی یہ فرمان تیار کر کے اسپر خواجہ کی مہر کرکے سینے پاس رکھا اور وہان سے سو نیزوں اتفاق روزگار یہ بھی سیر کرتا شاہزادہ بدیع الزمان کو تلاش کرتا اسوقت آنکلا صحرا کی فضا دیکھکر بصورت بیدل ایک مقام پر لب نہر بیٹھکر جناب بجا کر گانے لگا اتفاقات روزگار ایک جادوگر رہنے والا اس طلسم سلیمانی کا عقاب جادو نامے بشکل عقاب بنا ہوا اسطرف نکلا امیہ کو گاتے سنکر یہ تجویز کی کہ اسکو اٹھاکر اپنے گھر مین لے چلوں اور اسکو نوکر رکھکر روز مرہ گانا سنا کرون اور خود بھی اس علم مین مہارت حاصل کرون یہ خیال کرکے ذہن سے منہ سے جو زرد گرد تو امیہ بن عمرو کی گردن پنجہ ڈال کرکے اڑا ہر چند امیہ چلایا کہ ارے کمبخت تو کون ہو اور مجھے کہان لیے جاتا ہو مگر اسنے ایک نہ سنی امیہ خوف کے مارے بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا اپنے کو ایک مکان مین پایا اور ایک ساحر کو یہ منظر کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھا امیہ جلدی سے اٹھ بیٹھا اور سلام کرکے اس سے اپنے اٹھالانے کا سوال پوچھا اسنے اپنا منشا ذکر بیان کیا امیہ سنکر آمد وسخت تر کا خیال کرکے چپ ہو رہا عقاب نے امیہ کی بہت سی دلداری کی اور بہت زر نقد پیشکش کیا اور کہا اے شخص تیرا کیا نام ہو اور کہان کا رہنے والا ہو امیہ نے کہا مین صفاہان کا رہنے والا ہون اور مجھے استاد منوش چنگ نواز کہتے ہین عقاب نے کہا تو آج سے میرے بڑے استاد کے ہو مجھے آپ علم موسیقی تعلیم فرمائیے امیہ نے کہا بہتر ہو مگر مجھے جو اٹھالائے تو یہ مقام کون ہو اور یہان کا بادشاہ کون ہو اور تم کس عہدے پر ممتاز ہو عقاب نے کہا کہ اے استاد منوش چنگ نواز میرا نام عقاب جادو ہو اور شہنشاہ ساحران توسن جادو کا مصاحب خاص ہون وہ مجھے ہر بات مین مشورہ لیا کرتا ہو اور مجھے بہت عزیز رکھتا ہو جنانچہ کل مین تمکو بھی سنکر کے دربار کی کیفیت دکھاؤنگا دیکھنا ایسے بادشاہ ذی شوکت و صولت کم ہوتے ہین اگر تمہارے بادشاہ تک پہنچا تو کیا عجب ہو کہ تمکو ایک دم اپنے سے جدا نہ کرے استاد منوش چنگ نواز نقل نے کہا میان عقاب اب مجھے تو تجھ سے ایک قسم کی محبت پیدا ہو گئی اب بادشاہ تو کیا دو جھے لاکھ روپیہ بھی دیگا تو مین تمھین نہ چھوڑونگا عقاب نے کہا یہ تمہاری عنایت ہی مین کس لائق ہون قصہ مختصر بسبب کسل راہ کے عقاب جادو مع امیہ کے کھانا کھا کر سو رہا امیہ نے ارادہ کیا کہ رات ہی کو اس کمبخت کو قتل کرون مگر چونکہ حال طلسم کا دریافت کر چکا ہو اسوجہ سے یہ خیال کیا کہ کل حال کے دربار کا بھی رنگ دیکھنا چاہیے اسوجہ سے یہ بھی ایک گوشہ مین سو رہا صبح کو عقاب مع امیہ دربار توسن جادو مین گیا امیہ کو توسن جادو سے ملا یا نذر دلوائی اور بہت سی تعریفین استاد منوش چنگ نواز کے گانے کی کین چنانچہ توسن کو بھی امیہ کے گانا سننے کا نہایت اشتیاق ہوا اور عقاب جادو کے کان مین جھک کر کہا کہ عقاب جادو تم سے کوئی بات چھپی نہین ہی یہ تم بھی جانتے ہو کہ مین ایک مدت سے ملکہ ناہید جادو پر جان و دل سے فریفتہ ہون بہتیرے سوال جواب وعدہ کیا ہو مگر یہ قصہ ہی چند ولارہ و رتیہا اسکے بہلانے کے لیے مقرر کرون کچھ تھوڑے عرصہ مین آپ سے راہ پر آ جائیگی پھر سامری نے چاہا تو ایک حیلہ لیا معقول کرونگا کہ عالم عالم اور روئے دنیا کو رشک ہوگا احسان البتہ استاد منوش چنگ نواز کے سننے کا ہوگا عقاب نے کہا اے خداوند آپکا یہ ارادہ ہو ملکہ ناہید آپ کی بیٹی اور آپ اسکے سے شوہر یہ قصد کرین توسن نے جواب دیا شرع برین عقل و دانش ببایدگریست ابتدا عقل سے گوارا کرونگی کہ ایسی حسینہ ناہید کو چودہ برس تک پرورش کیا ہزار دن کی رنج کے لیے ایذائین اٹھائین اب بنام سامری جو وہ جوان ہوئی تو مفت دوسرے کے لیے اور دوسرے جب خداوند سامری اور جمشید اپنی کتاب مجوزہ مین اجازت دے چکے تو ہم بندے کیا دخل دین جبکہ عقاب نے کہا تو پھر کچھ اندیشے کی بات نہین ہی اب

ہوتا ہے آئندہ ایسا کلمہ خبردار زبان پر نہ لانا ورنہ تیرے لیے بڑی قباحت ہوگی خنزیر بولا میرے لیے کچھ برائی نہ ہوگی اگر ہوگی تو
تیرے لیے جب خلق سامنے تیرا حال آئینگی بگاڑ نفت دست کرنی اس سے تو مجھے ملکہ ناہید کو دیدے توسن نے دوڑ کر ایک
گھونسا مارا اور مردود [illegible] ناہید کا لیے جاتا ہے خنزیر نے گھونسا کھا کر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی اتنے میں میاں عقاب نے آواز دی
کہ کشتی کا بدلے اور چینی کا [illegible] کیسی کون وسے مارتا ہے ملکہ ناہید نے جب دیکھا کہ عقاب ابھی [illegible] تین بار کہا ابھی بیہوش نہیں آئی
گھبرائی اس عرصہ میں توسن اور خنزیر دونوں لڑکھڑا لڑکھڑا کر بیہوش ہو گئے عقاب نقلی یہ سوچا کہ کل معاملہ منکشف ہو جائیگا
اور اس راز سے آگاہ ہو جائیگی [illegible] سے خود بھی [illegible] کہتا ہوا اور خود بھی لڑکھڑا کر دھم سے گر کر بیہوش ہو گیا جب ملکہ
ناہید نے ان سبکو بیہوش پایا بہت جلد شاہزادہ قاسم کو بلا لائی اور نعش توسن جادو کو الٹ کر جدھر نقب کو دیکھا واقعی ایک
سنگ کلان مہرہ نقب پر رکھا ہوا تھا قاسم نے دست حق پرست کو پتھر کے گوشے میں قائم کرکے زور دیا میں اٹھا لیا ناہید جادو
یہ زور و قوت شاہزادہ والا مرتبت کا دیکھ کر دنگ ہو گئی ادھر عقاب نقلی شاہزادہ قاسم کو دیکھ کر سمجھا کہ شاید ملکہ ناہید شاہزادہ
قاسم پر عاشق ہوا اسوجہ سے اسے اسقدر جسارت کی ورنہ عورت کو یہ دل گردہ کہاں ادھر شاہزادہ قاسم نے اپنے تئیں نقب
میں جلدی سے ڈال دیا جب تھوڑا چلا ایک میدان وسیع نظر آیا قاسم ایک سمت کو چلا تو کہ سامنے سے ایک اژدر آتش فشان
تاب آتشیں چھوڑتا نظر آیا قاسم نے پکار کر آواز دی ای اژدر جادو ہاں آگاہ باش کہ میں فتاح طلسم ہوں اگر اپنی زندگی
چاہتا ہے تو میری اطاعت قبول کر ورنہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو اژدر آتش فشان یہ بات قاسم کی سنکر بشکل انسان
ہوا اور شاہزادہ قاسم کے پاس آکر کہنے لگا کہ ای فتاح طلسم یہ میں نے مانا کہ تم نقب طلسمی میں داخل ہوئے اور میں بھی جانتا ہوں
کہ جو شخص اس نقب سے گذریگا بیشک وہ طلسم کشا ہوگا مگر تم مجھے نشانیاں طلسم کشائی کی دکھاؤ قاسم اژدر جادو کے سوال
و جواب سے ناچار ہوا تھا اس عرصہ میں ناہید جادو پہونچی اژدر جادو نے سلام کیا مگر نے کہا ای اژدر جادو اسوقت شہزادہ عالم
کا روکنا مناسب نہیں اسوقت واپسین جب لاچین کو رہا کر لینگے اسوقت نشان طلب کرنا یہ ضرور نشانی دینگے اژدر جادو سبب
چند وجوہ کے جو آگے ظاہر ہونگی چپ ہو رہا اور شاہزادہ قاسم آگے روانہ ہوا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ ایک طرف سے شیر کے دھاڑنے کی
آواز آئی شہزادہ [illegible] جو مڑ کر دیکھا ایک شیر سفید رنگ کو نہایت غیظ و غضب میں آتے دیکھا پس شاہزادے نے قصد
کیا تھا کہ جھپٹ کر ایک ضرب پلارک افراسیابی دو پر کاٹے کہ اس عرصہ میں شیر کے منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور شہزادہ کو
لپٹ گیا شہزادہ [illegible] تاب نہ لاکر بیہوش ہو گیا اس عرصہ میں ملکہ ناہید پہونچی نعرہ کیا اے پیران جادو تو نے ستم کیا کہ
شہزادے کو گرفتار کر لیا [illegible] اگر چشم زخم پہونچا تو تیرے لیے [illegible] پیران جادو نعرہ ناہید جادو کا سنکر بولا او چھوکری
نمک خانہ ان خوب [illegible] کے نقب میں گھسی خوب بادشاہ کی سلطنت تباہ کرنے کا قصد کیا بس چل جا میرے سامنے
سے مجھے پاس نمک توسن کا ہے ورنہ ابھی تجھے قتل کرتا ناہید نے کہا او موئے تیری قضا آئی ہے ہاں خبردار ہو یہ کہکر ایک گرز
پیران کے سینے پر مارا پیران [illegible] اسی ہنسی میں ایک شعلہ منہ سے نکلکر ناہید جادو کے ترنج کو کاٹ کر دی شعلہ ناہید کو لپٹ گیا
یہ بھی دھم سے بیہوش ہو کر گر دی پیران نے چاہا کہ شاہزادہ قاسم کا سر کاٹ لے اور ناہید کو گرفتار کرکے توسن کے پاس بھیجے
اس قصد سے شاہزادہ [illegible] کی سمت چلا تھا کہ پشت پر آواز آئی او پیران کیا ستم کرتا ہے بغیر [illegible] کی اجازت کے تو اسبات
کا بھی مختار ہو گیا کہ جیسے چاہے [illegible] کرے پیران نے پھر کر دیکھا کہ توسن جادو چھپا ہوا برہنہ شمشیر [illegible] لیے چلا آتا ہے پیران
توسن جادو کی شکل دیکھ کر کانپ گیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگا شہنشاہ میرا قصور معاف ہو واقعی سخت غلطی ہوئی تھی ار
تیرے حضور سے دریافت کیے اس جوان کے قتل کا ارادہ کیا تھا توسن نے ڈانٹا کہ او ملعون تو یہ سمجھے ہوئے تھا کہ بد دولت
[illegible] بالکل غافل ہے [illegible] جو وقت اس حرامزادے نے ناہید کو بھگا کر لا کر اور اسکو اپنا شریک کرکے اس نقب میں قدم رکھا

مین جا سا تھا مین تم لوگون کی کارگذاری اور ہوشیاری دیکھنے کو آیا تھا خیر خوب وقت پر پہونچا یہ باتین کہتا ہو توسن قریب
ہبران جادو کے آیا او سکنے لگا کہ ہبران یہ دوسرا جادوگر پیچھے تیرے کون کھڑا ہی اُسنے پلٹ کر دیکھا تھا اس عرصہ مین شعلہ
مین کمند کے حلقے پڑے ہبران الٹے کھنچے پڑا تھا کہ داہنے ہاتھ سے تو جھٹکا پڑا اور بائین ہاتھ کی پانچون مٹھیون سے حباب
بیہوشی ناک کی ناک پر جو پڑا تو ہبران جادو دھم سے منھ کے بل گرا اور پرے تلوار کا ہاتھ پڑ دو ٹکڑے مردود کے ہوئے شور ہوا ہم امیہ
بن عمرو ایسی عیاریان کرنا یہ دست رستی عیارون کا حصہ ہی یہ کہتے یہ تو ایک سمت نکل گیا ادھر شاہزادہ قاسم اور ملکہ ناہید جادو
کو ہوش آیا ہبران جادو کے مرنے سے جب سحر برطرف ہوئی تو امیہ بن عمرو کا نور بھی سنا تھا اور عقرب شہزادہ امیہ سے شاہزادہ
نہایت خشمگین ہی تھا امیہ کو ہر چند تلاش کیا کہین نہ ملا ناچار ہو کے آگے کا راستہ لیا ملکہ ناہید شاہزادے سے باتین کرتی چلی جاتی
تھی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک درخت بہت بڑا لگا ہی ہر شاخ مین اسکے پنجرے جانوران خوش الحان کے لٹکتے ہین ہر وقت ان
جانورون کی خوش لحانی نے شاہزادے اور ملکہ ناہید جادو کو ایسا مبہوت کیا کہ مطلق دونون مین ایک کو بھی یہ خیال نہوا
کہ ہم کسواسطے آگے ہین اس عرصہ مین وہ درخت پھٹا درانحالیکہ اسمین سے ایک جانور خوشرنگ قوی الجثہ نہایت تنومند نکلا
شاہزادے اور ملکہ کو کھڑے ہوئے دیکھ کر گویا ہوا ایا انسان کدھر سے آئے ہو اور کدھر جاؤ گے شاہزادہ قاسم نے جواب دیا کہ جانور
ہمکو یہ بڑا تعجب ہی کہ تو باوجود حیوان ہونے کے بھی بزبان انسان گفتگو کرتا ہی اول تو ہماری اس بات کا جواب دے تو ہم تجھے
اپنی بھی سرگذشت بیان کرین وہ جانور بولا اے شخص مجکو طیران شجر نشین کہتے ہین اور معتقد ہون اس امر کا مجکو سخت تعجب
ہی کہ اس راہ سے بجز طلسم کشا کے اور کوئی نہ آئیگا اسواسطے مین اُسکا منتظر ہون اے شخص اگر تو ہی طلسم کشا ہی تو علامت طلسم کشائی
دکھا ورنہ جدھر سے آیا ہی ادھر ہی چلا جا شاہزادہ قاسم نے جواب دیا کہ طیران شجر نشین انشاء اللہ مین ہی اس طلسم کو فتح کرونگا
اور اسوقت مین لاچین جادو کے چھڑانے کو جاتا ہون اگر تو میری مدد کرے تو بعد فتح اس طلسم کے تجکو وزیر اعظم لاچین جادو
کا کرونگا اس بات سے طیران خوب رو رو کے کہنے لگا مصرع آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو اے شہریار مین اپنی حالت کیا بیان
کرون جس مصیبت مین گرفتار ہون مین وزیر دوم شہنشاہ لاچین تھا جب خنزیر جادو وزیر اول نے شہنشاہ لاچین کو بکمک
توسن جادو کے ملکہ گرفتار کیا اور مجکو اس بات کی خبر ہوئی تو مین فوراً بگڑ گیا درمیان مین کئی لڑائیان سخت در پیش ہوئین
آخرکار توسن جادو کا ایک دوست ملک مواج بن گرداب لطمہ نیچ کہ وہ کمبخت غضب کا ساحر ہی اُسنے آکر مجھے گرفتار کیا
اس شجر سحر مین مقید کیا ہی مین اس درخت کے سایہ سے کہین نہین جاسکتا یہ طلسم اس کمبخت کا باندھا ہوا ہی جب تک وہ زندہ
ہی مین اس بلا مین گرفتار رہونگا شاہزادہ قاسم نے فرمایا یہ وہ ساحر مواج کہان ہی اور کسطرح مارا جائیگا طیران شجر نشین نے کہا
اے شہریار اُسکا مارا جانا بغیر لوح غیر ممکن ہی جب تک مفتاح طلسم نہو گی اگر لاچین بھی چاہے تو وہ کمبخت کسی طرح مغلوب نہوگا
شاہزادے نے فرمایا اچھا لاچین جادو کہان قید ہی طیران بولا اے شہریار یہان سے تھوڑی دور پر باغ زرین سلیمانی ہی
اُس باغ کی بارہ دری کے اندر چھت مین ایک پنجرہ لٹکا ہی اسمین لاچین قید ہی آپ بہت جلد تشریف لے جائیے ورنہ شاید
کوئی تازہ واردات حادث ہو شاہزادہ یہ سنکر اُسطرف کو روانہ ہوا ملکہ ناہید نے کہا اے شہریار توسن نے تو بجز مجیب
محل تباہ باعتقاد وقعی یہ راہ نہایت پرخطر تھی مگر خدا نے چاہا تو لاچین کو چھڑا لیتے ہین القصہ شاہزادہ قاسم و ملکہ ناہید
جادو باتین کرتے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ سامنے سے چار دیواری باغ کی نظر آئی شاہزادہ باغ کو دیکھ کر نہایت مسرور
ہوا جب قریب دروازہ پہونچا دروازے کی چوکھٹ پر ایک دیو قوی الجثہ کو بیٹھے پایا جیسے ہی دیو کی نظر شاہزادہ عالی مقدار
پر پڑی ایک قلقاری مار کر کہا بعد مدت خداوند ابلیس نے ایک لقمہ میری داڑھ گرم کرنے کو بھیجا ہی یہ کہکر آواز بلند کہا اے شخص مین
اپنا منھ کھولے بیٹھا ہون تو میرے منھ مین کود پڑ مین تجھے دانت کے تلے بھی نہ دباونگا شاہزادہ جب قریب ہوا آگ کی

لنگر بڑا سا اٹھا کر اسکے منہ میں ڈال دیا اور آپ علیحدہ کھڑا ہو رہا دیو نے جیسے ہی دانت مارا کرے آواز آئی تمام مٹی حلق کے اندر
اتر گئی جلدی سے تھوک کر کہنے لگا سچ ہے وہ جو کہتے ہیں آدم زاد خاکی نژاد ہی ہے تو لنگر نژاد تھا میرا تمام منہ اور جبڑا کرا ہو گیا
یہ کہکر اُس لنگر کو دیکھنے لگا اس عرصہ میں شہزادہ والا مرتبت نے خیال کیا کہ اس بیہودہ سے مذاق کیسا جلد اسکو واصل جہنم
کرو یہ سوچ کر نعرہ کیا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لعل پوش نادری اسکا وجود کیا بیہودہ یک دم اہرمن خود
ہو کے مرد دیو کیطرف جھپٹا ملکہ ناہید نے جو دیکھا کہ شاہزادہ خود دیو کی طرف دوڑا جاتا ہے پکاری ای شہریار یہ کیسا غضب کرتے
ہو اپنے پاؤں سے آپ دہن اژدر میں جاتے ہو قسم ملکہ ناہید کے کہنے کو مطلق خیال میں نہ لایا اس عرصہ میں دیو نے
دیکھا کہ آدمی خود میری طرف جھپٹا چلا آتا ہے چاہا کہ میں اسکو اٹھا کر منہ میں رکھ لوں شاہزادہ قاسم نے جب اسکا ہاتھ قریب
آتے دیکھا اسکی انگلیوں کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کے ایک جھٹکا دیا کہ وہ منہ کے بل زمین پر آرہا شاہزادے نے ایک گھونسہ
کنپٹی پر ایسا مارا کہ کہنی تک ہاتھ سر میں گھس گیا دیو چیخ کھا کر زمین پر گرا ملکہ ناہید جادو نے جو یہ زور اور قوت شاہزادہ
والا مرتبت کی دیکھی متعجب ہو کر شاہزادے کی تعریفیں کرنے لگی شاہزادہ اندر باغ کے داخل ہوا باغ نہایت پر فضا تھا ہزاروں قسم کے
جانور بزبان بے زبانی حمد خالق زمین و آسمان کر رہے تھے شہزادہ وجد کی حالت میں ان جانوروں کی کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا
کہ سامنے ایک مکان وسیع نظر آیا جب اندر داخل ہوا وسط سقف میں ایک پنجرہ آہنی لٹکا پایا اسمیں لاچین جادو کو مقید دیکھا
شہزادے نے اس پنجرے کو بدقت اتارا اور چاہا کہ قفل کھولے کسی طرح ممکن نہ ہوا اسوقت لاچین بولا ای شہریار یہ قفل بغیر اس
کنجی کے جو توسن جادو کے چوٹے میں ہے ہرگز نہ کھلے گا ملکہ ناہید نے کہا ای شہریار میں ابھی لاتی ہوں یہ کہکر فوراً پلٹ کر
توسن کے پاس آئی اُسے اسیطرح بیہوش پایا جلدی سے اسکا چوٹا کھولکر کنجی نکالی اور پھر نقب میں ہوکر شاہزادے پاس پہونچی شاہزادہ بہت
اور دیکھکر بہت خوش ہوا اور اسی کنجی سے قفل کھولکر لاچین کو رہا کیا لاچین جادو دوڑکر شاہزادے کے قدموں سے لپٹ گیا
شاہزادے نے لاچین کو گلے سے لگایا لاچین نے عرض کی شہریار ذرا آپ یہیں توقف کریں میں اس کمبخت خنزیر جادو کو مار کر
پھر و زرد بیمانی سے آؤں اسوقت تدبیر اوج کرکے اس کمبخت توسن علیہ اللعنۃ سے [illegible] یہ کہکے اسیوقت پرواز کرکے ایک سمت کو اڑ گیا

اب تھوڑا حال خزاں آل مردود ملعون توسن جادو کا بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت اس مردود کی بیہوشی کم ہونے لگی یہ کہتا ہوا اٹھا کہ جان جہان وای سرمایہ زندگانی مجھے نشتر کھو دے پھر تیرے حال کی
خبر نہیں تو نہ واقف ہو نا یہ کہکر اٹھا خنزیر کو بھی بیہوش پایا عقاب کو دیکھا کہیں غائب ہو گیا گھبرا کر پکارنے لگا ای ناہید جادو اگر
ہو حاضری کا واسطہ جلد آؤ واسطے عاشق کو تڑپتا جب کچھ جواب کسی طرف سے نہ آیا تو گھبرا کر اٹھا اب جو خیال کیا تو دیکھا کہ تخت کے نیچے
پڑا ہوں تخت کے نیچے سے اوندھا پڑا ہو پھر نقب سے [illegible] یہ کیفیت دیکھ کر توسن جادو کے ہوش اڑے خنزیر
جادو کو پکارا ای خنزیر کیا ناگہاں پیارے [illegible] ای کمبخت دیکھ تو کیا آفت نازل ہوئی ارے ستیاناس گئے ملکہ ناہید نے بڑا
غضب کیا سارا حال مجھسے دریافت کیا اور نہ معلوم کسکو ہمراہ لیکر داخل نقب ہوئی گرگیا ہوتا ہے مجھے بھی شک ہوا تھا اسکی آنکھ
سے جل معلوم ہوتا تھا میں نے قبضہ بتا بیان کیا اب تھوڑی دیر میں ہیراں گرفتار کیا ہوگا جب توسن خوب چلا چکا تو
تب ہی کہ کہا توسن کو اپنے سر جانے پریشان دیکھ کر بھی حیران ہوا اور پوچھنے لگا ای شہریار خیر تو ہے آج کیا آپ کی حالت ہے
توسن نے ساری کیفیت بیان کی بلکہ کہا ای خنزیر بہت غنیمت ہو لکہ میں نے پوری کیفیت نقب کی اس گیسو بریدہ سے
نہیں بیان کی تھی مجھے یقین کامل ہے کہ ہیراں نے اسکو مع اسکے حواری کے گرفتار کیا ہوگا توسن جادو خنزیر سے ان باتوں میں
مشغول تھا کہ ناگاہ آسمان پر سے نعرہ لاچین جادو کا ہوا توسن تو گھبرا کے ایک کوٹھری میں گھس گیا خنزیر ایک سمت
کو بھاگا لاچین نے دیکھا کہ خنزیر بھاگا جاتا ہے وہیں سے للکارا کہ او خانہ سر نمک حرام میں تجھے کب چھوڑتا ہوں کہ تو کہاں جاتا ہے

قتل کے جا سکے یہ کہکر زمین پر اترا خنزیر مسکی یہ کیفیت ہوئی کہ مارے ڈر کے ہاتھ پانوؤں میں رعشہ پڑ گیا اُسوقت بھاگنے کا راستہ بھی مسدود دیکھکر اپنے دلمین خیال کیا کہ لاچین بارہ برس کے بعد قید شدید سے چھوٹا ہے اب سحر بھی بھول گیا ہوگا مین خود ہی اس جنگ کو ماروں یہ خیال کر کے لاچین کو ایک تیغ مارا لاچین جادو اسکے تیغ دیتے سے ہنس پڑا اور کہا ای خنزیر تیری بھی یہ ہستی ہوئی کہ مجھپر سحر کرے یہ کہکر ننگی کا اشارہ کیا ایک برق چمک کر تیغ پر پڑی تیغ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا ادھر لاچین نے اسی حالت غیظ و غضب مین انگلیوں کا اشارہ کیا پانچ برقین سر خنزیر پر گرین خنزیر کے دو ٹکڑے ہوے خنزیر کے مرنے سے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آواز آئی کشتی مرا کہ نام من خنزیر جادو بود الغوث مردم وبطلب خود رسیدم لاچین نے دوڑ کر خنجر سے پیٹ خنزیر کا چاک کیا اور اسکے دل سے وہ مہرہ جسکا نام مہرہ سلیمانی تھا نکال لیا اور سمت شاہزادہ قاسم روانہ ہوا جب لاچین جادو خنزیر کو مار کر چلا گیا اسوقت توسن جادو بھائی خنزیر کا روتا ہوا باہر نکلا اور بڑی دیر تک اسکے لاشے پر رویا کیا بعدہ اسکی لاش کو جلا کر سب مشیران سلطنت کو جمع کیا اور سب سے اپنے بارہ مین مشورہ لینے لگا اب لاچین کے واسطے کیا تدبیر کیجاوے کہ وہ مع طلسم کشا کے گرفتار ہو ہر شخص اپنی راے کے موافق بات کہتا تھا آخر کار یہ صلاح قرار پائی کہ مولاج بن گرداب آپ خود بھی وہ بڑا ساحر زبردست ہے کیا عجب ہے کہ لاچین پر غالب آئے ورنہ تمام طلسم کا کوئی ساحر لاچین پر غالب نہ آسکیگا توسن کو یہ راے پسند آئی اور اسی وقت مولاج سے ملنے کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان امیر ابن عمرو کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادہ قاسم اور ملکہ ناہید کہ بہران جادو کے ہاتھ سے رہا کر لشکر کے ایک سمت روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک مقام پر پہنچا سبزہ زار کے نظارہ کرتے مین توسن جادو کو پریشان حال ایک سمت جاتے دیکھا جلدی سے اپنی شکل عقاب جادو کی بنا کے توسن جادو کیطرف چلا جب توسن کی نظر عقاب پر پڑی عقاب کیطرف متوجہ ہوکر کہا ای عقاب مجھپر تو قیامت ساحری جمشید کا نازل ہوا تم یہ بتاؤ کہ جب مین اور خنزیر اور تم سبکو ناہید نے بیہوش کیا تو تمپر کیا گذری عقاب نے کہا ای شہریار عجب سانحہ ہوش ربا درپیش ہوا جسوقت مین مختل حواس ہوا اسوقت آپ سے اجازت لیکر ایک گوشہ مین لیٹ رہا تھا مجھے احتیاج ضروری کی خواہش ہوئی جب پاخانہ مین پہنچا وہان جاکر بیہوش ہوگیا اسوقت میری آنکھ کھلی جسوقت لاچین کا نعرہ ہوا تھا مین لاچین کے ڈر کے مارے وہان سے بھاگا اور صحرا مین آکر دم لیا اسوقت آپکو بھی یہان پایا یہ فرمایئے یہ کیفیت کیا ہوگئی توسن اسبات کے سننے سے رو دیا اور کہا ای عقاب ستم کیا ملکہ ناہید کمبخت نے جو کچھ کیا اُسنے کیا نہ معلوم کب کی دشمنی کا بدلہ لیا کہ ہمکو بیہوش کر کے نقب طلسمی کو طی کیا نہین معلوم اژدران اور بہران سے کیونکر عہدہ برائی ہوئی ہوگی طیران نے کیونکر جلدی دی ہوگی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب میرا ارادہ ہے کہ جاکر مولاج بن گرداب کو لاؤن وہ البتہ لاچین کا ہم پلہ ہے ورنہ مین لاچین سے کیا مقابلہ کر سکونگا عقاب نے کہا ای شہریار بہت عمدہ بات آپنے تجویز کی ہے مگر مین نے سنا ہے کہ قاسم نامی کوئی شخص ملکہ ناہید کے ہمراہ گیا تھا اُسکی مدد سے یہ مرحلات طی ہوے توسن قاسم کا نام سنکر گھبرا کر کہنے لگا مین نے کاہنوں سے سنا ہے کہ قاسم ہی فتاح طلسم ہوگا کیا عجب ہے کہ لاچین شاہزادہ قاسم جوان کی اطاعت اختیار کرے اور کیون مطیع نہوگا جب اسکو ایسی سخت مصیبت سے رہا کیا ہے مگر خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اسے دم لینے کی مہلت نہ دونگا مگر افسوس اس کا ہے کہ مجھے معلوم نہین ورنہ مین اُسے غائب کر دیتا یہ مجھے یقین کلی ہے کہ جب تک مین مولاج کو لیکر آؤنگا لاچین کل مرحلات فتح کرا دیگا خیر مین اپنے ارادے کو بھی فسخ نہین کر سکتا بغیر مولاج کے میرا کام درست نہوگا ای عقاب اگر تو بھی میرے ہمراہ چلے تو بہت اچھی بات ہو عقاب نے کہا بسر و چشم بھلا مین یہان کیونکر رہ سکتا ہون جب لاچین کو خبر ہوگی پہلے مجھی کو گرفتار کریگا یہ کہکر عقاب بھی توسن کے ہمراہ ہوا

اب دو کلمے داستان شہزادہ قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

اُسیوقت لاچین جادو شہزادہ والا منزلت کو باغ مین بٹھا کر روانہ ہوا شاہزادہ منتظر بیٹھا تھا کہ آسمان پر ایک برق چمکی شاہزادہ
اس طرف متوجہ ہوا دیکھا لاچین جادو خوشی خوشی پرواز کنان چلا آتا ہے شاہزادہ بھی لاچین کو دیکھکر خوش ہوا اس عرصہ مین
لاچین پہونچا اور کہا ای شہریار مین نے خنزیر مردود کو مارا اور مہرہ اُس سے حاصل کیا اب طلسم کشائی آپ کو مبارک ہو
یہ کہکے وہ مہرہ زرد سلیمانی قاسم کے بازو پر باندھ دیا اور قاسم کو اپنے ہمراہ لیکر پہلے طیران پاس آیا سحر مواج کو دفع کیا طیران
شاہزادہ سے رخصت لیکر اور اپنے سحر کو تازہ کرنے کو ایک سمت روانہ ہوا لاچین شاہزادے کو مراد شاہ کے شہر مین لایا اور مراد شاہ
از صدق مسلمان ہوا اور سارے ملک کو اپنے اسلام آباد کیا لاچین جادو پھر قاسم کو مع مراد شاہ اور تمام اسکی فوج و سپاہ کے
اُس غار کے قریب لایا اور قاسم سے کہا ای شہر زادہ یہ سوار زرہ پوش غار سے نکلتا ہے اسکے سر پر ایک سفید خط ہے آپ کو لازم
ہے کہ اُس سفید خط پر ایک تلوار ماریے جب وہ مارا جائیگا لوح طلسم اسکی کھوپڑی سے نکلیگی آپ لوح نکالکے اپنے قابو مین کیجیگا
اور جسطرح اوس مین لکھا ہوا ہے عمل کرکے طلسم کو فتح کیجیے گا قاسم نے جاکے سر پر اس زرہ پوش کے تلوار ماری اور جب وہ مر گیا
تب لوح طلسمی اسکی کھوپڑی سے نکالکے اپنے گلے مین ڈال لی پھر اُس غار مین کود پڑا جب دو گھڑی بعد قاسم کے پانوُن زمین
سے لگے اور آنکھ کھولی تو قاسم نے دیکھا کہ ایک باغ مین بنگلہ پڑا ہے سائبان اسکے آگے کھنچا ہے اور اسکے نیچے اکوان نامی ایک
جادوگر بیٹھا ہے جب اس جادوگر نے جو قاسم کو دیکھا تو بڑی تواضع و تکریم سے سپر تلوار اور ایک گھوڑا بساز و یراق مکلل بزمرد
و جواہر قاسم کے آگے لا کے کہنے لگا کہ ای بہادر یہ سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرکے اس گھوڑے پر سوار ہو قاسم نے یہ گفتگو ساحر کی
سنکے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر اکوان جادو تجھسے بمدارات و تواضع پیش آئے اور سلاح
آراستہ کرنے کو کہے تو تو فوراً سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرنا مگر اُس گھوڑے پر نہ سوار ہونا اور اکوان کو باتون مین لگاکے
ایک تلوار مارنا کہ وہ دو پرکالے ہو قاسم نے بموجب نوشتۂ لوح عمل کیا سلاح اپنے تن پر آراستہ کیے اور اکوان کو ایک ضرب تیغ دو
پرکالہ کیا چار طرف تاریکی پھیلی بہت تیز و تند آندھی چلی سنگباری آتشباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا آواز پیدا ہوئی
افسوس مردم و جان دادم و بمطلب خود نرسیدم کشتی مرا کہ نام من اکوان جادو بود شاہزادے نے اسکی لاش کو علحدہ ڈال دیا اور
جہان تخت بچھا تھا اُسی تخت کے تلے دہانہ نقب تھا اس نقب مین قدم زن ہوا جب اُس نقب سے باہر نکلا تو ایک بیابان پر فضا دیکھا
سبزہ زار کی بہار ہر چہار طرف تھی نہرین آبشار جاری ہزارون نخل سایہ دار اور بار آور اُنپر جانور خوش لحن و خوشرنگ زمزمہ پرداز
نظر آئے شاہزادہ یہ کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا سامنے سے ایک قصر طلائی نہایت عمدہ اور پاکیزہ سامان شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ
نظر آیا قاسم نے برابر اس قصر کے جاکے دیکھا کہ ایک مرکب برق آہنگ نہایت خوشرنگ بہت خوبصورت بندھا ہے قاسم
اس گھوڑے کو دیکھکر بہت خوش ہوا اس عرصہ مین اس دیو نے قاسم کو جو دیکھا تو نہایت غیظ و غضب سے قاسم کو گھور
گھور کر دیکھنے لگا قاسم نے دیو کو خشمناک دیکھکر لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر افضال الٰہی سے
تو بیابان کو طی کرے اور قصر طلا سے اے عزیز پہونچے اس گھوڑے کو اور دیو اور صندوقچہ کو دیکھے تو تجھے لازم ہے کہ پہلے تو اس
دیو سے اقرار کرے کہ مین تجھے اس قید سے چھڑا دونگا جب وہ دیو تیرا یار ہو اسوقت اسم حاشیہ لوح پڑھکے اس دیو پر دم
کر تو اُسکی سب قید کھل جائیگی اسوقت وہ گھوڑا کہ نام اسکا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی ہے تجھے دیگا قاسم نے بموجب حکم لوح عمل
کیا جب دیو قید سے رہا ہوا تو قاسم کو سلام کرکے اُس قصر مین گیا اور اُسمین سے زین و لگام اور ساز و یراق مرصع کا اس
راہوار کا لاکے قاسم کے روبرو رکھدیا قاسم نے چاہا کہ مین اسپر سوار ہون گھوڑے نے سوار ہونے نہ دیا اسوقت اس دیو نے
کہا ای شہریار اگر آپکے پاس مہرہ زرد سلیمانی ہو تو اس گھوڑے کو دکھا دیجیے پھر رام ہو جائیگا اور اگر مہرہ زرد سلیمانی آپکے
پاس نہین ہے تو یہ گھوڑا حضرت سلیمان کی سواری کا ہے کبھی آپ کو سوار ہونے نہ دیگا قاسم نے وہ مہرہ زرد سلیمانی جو لاچین

رنگ برنگ کے پرند کہیں کہیں بلبل شاخ گل پر بیٹھا غزل خوانی کرتا ہے کہیں فاختہ قلندر مشرب لباس خاکستری پہنے یاد معبود
حقیقی مین حق سرہ کہ رہی ہے اس باغ پر بہار پر ایک ابر سایہ گستر تھا اسمین سے ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی لاچین جادو اور
شاہزادہ قاسم اس باغ سراپا بہار کو دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت ہو رہے تھے اس عرصہ مین رعد گرجا برق چمکی آسمان سے
نعرہ ہوا منم طیران تجر نشین اے شاہزادہ والا تبار و اے لاچین نابکار تمھارا غلام حاضر خدمت ہوتا ہے مگر اسوقت میرا یہ ارادہ
ہے کہ اس نمک حرام لوشن اور سرکش اور مواج کو ذرا مزا چکھا دون تو حاضر خدمت ہون یہ آواز سنکر لاچین اور شاہزادہ قاسم
نے سنی ہے جو نظر کی تو دیکھا بارہ دری مین طیران بیٹھا ہوا ہے جب شاہزادہ قاسم اور لاچین کی نظر پڑی طیران نے اپنے
مقام پر سے اٹھکے مجرا کیا لاچین اور قاسم نے جواب دیا اس عرصہ مین مواج نے جو طیران کو آتے دیکھا تو اسکی طرف مخاطب ہو کر
کہا او ساحر یہ تو کہو کہ تمہین طیران اور ہمارے مقابلہ کا دعوے کرین خیر بیٹھے رہو ابھی تمکو مزا چکھا دون یہ کہکر اپنی نہرون
کیطرف اشارہ کیا نہرون مین ایک جوش پیدا ہوا ہزارون مچھلیان پانی سے پر پرواز پیدا کرکے دیکھتے دیکھتے اوڑکر برروے
آسمان جاکر بیچ باغ طیران مین [illegible] [illegible] [illegible] ہزارون درخت بیخ و بن سے اکھاڑ دیے کر دن
جانوران خوشرنگ جو درختون پر بیٹھے ترنم سرائی کر رہے تھے یا زمین پر مثل ایک مرغ گوشت کے بے پر و بال پڑے تھے اور ان
مچھلیون کی یہ کیفیت تھی جسطرف نکلتی ہین منہ سے شعلے نکلتے ہوے درختون کو جلاتی ہوئی ہوا ہو جاتی ہین ایک عجیب قسم کا تلاطم
اس باغ سحر مین ڈالدیا یہ کیفیت طیران نے اپنے باغ کی دیکھکر دومین بیٹھے ایک مرتبہ جابر کو اشارہ کرتا ہے تو وہ ابر مختصر
اس باغ پر بہار پر سایہ فگن تھا طیران کے اشارے سے مثل رعد مین کے بادل ہو کر سمت مواج چلا مواج اپنے تخت پر کھڑا ہو گیا
اور ایک گولا فولادی جیب سے نکال کے اس ابر پر مارا اس گولے کے پڑتے ہی وہ ابر شق ہوا اور بجلی کڑک کر جو گری تو شانہ مواج
کا زخمی ہوا اور بچا ابر سمت چلا جب مواج نے یہ کیفیت دیکھی تو بیٹھے تو اسنے اپنے زخم کو باندھا ابرہ پر پرواز پیدا کرکے بروے آسمان بلند ہوا
اس عرصہ مین اس ابر سے کڑک کڑک کے برقین گرنے لگین ایک برق تو مواج کے سر پر پڑی تھی اسکی زخمی ہوا ایک برق عقاب
جادو کی طرف چلی عقاب نقلی نے گھبرا کے اپنے تئین نیچے گرا دیا اور پکارا اے شہریار ذرا مجھے بچا لیجیے ورنہ یہ غلام
آپ کا امیہ بن عمرو آپ پر سے تصدق ہو جائیگا جب آواز امیہ کی قاسم نے سنی لاچین سے اشارہ کیا کہ اسے زمین پر گرنے
نہ دینا لاچین نے ایک سحر کیا ایک پنجہ پیدا ہوا اور امیہ کو سامنے قاسم کے لا دیا قاسم دیکھ اس دن کا جلا ہوا ہنس کہنے لگا اے
امیہ خدا کی شان تجکو بھی عیاری کرنے کا سلیقہ پیدا ہوا عیارہ کے سامنے تو دم نہ مارنے گھبرا رہے ہیں یون نعرہ کرکے جا سکتا ہے
کر عیاری بھی دست راستون کا حصہ ہے اسوقت کوئی تو عیاری چلی جب جانتے کہ مواج یا تو ترن کو مار دیتے اور اگر سیارہ
ہوتا وہ اسیا کرکے بھی دکھا دیتا امیہ چونکہ قاسم کی آتش خوئی سے خوب واقف ہے اس وجہ سے خاموش ہو رہا مگر اس
عرصہ مین اس ابر برقون نے ستم ڈھا دیا جس نہر پر برق گری تمام پانی کو سوکھا کر دیا ہزارون مچھلیان مر مر کے پانی
مین تیرنے لگین تمام نہرون کی مچھلیون کا ان برق بلا نے خاتمہ کر دیا ہے مچھلیان کڑک کڑک کے مر رہی تھین تمام نہرون
کا کر کھان کر دیا لیکن یہ کیفیت ہے کہ نہرین کسی ترکیب سے شکست نہین ہوتین لاچین اور قاسم ایک سمت کھڑے
ہوے یہ کیفیت دیکھ رہے ہین اب جو دیکھتے ہین تو مغرب سے ایک ابر دھوان دھار اٹھا اور ایک چشم زدن مین آکر اس ابر
پر محیط ہو گیا اس ابر سے موسلا دھار پانی برسنے لگا جسقدر برقین ابر اول کی چپ چپ گر رہی تھین انکو بجھا دیا ناگاہ
اس ابر سے نعرہ ہوا منم مواج بن گردان جادو او طیران ابھی تو لونڈا ہے سحر کرنا سیکھ طیران یا تو اپنے سحر کو زور دے رہا
تھا یا نعرہ مواج کا سنکر خنجر آبدار نیام سے کھینچ دوڑا مواج نے ایک گولا مارا تمام باغ طیران مین آگ لگ گئی
ان دمین جلکر خاک ہو شاہزادہ قاسم کو اس باغ کے جل جانے کا نہایت افسوس ہوا اس عرصہ مین طیران او

مواج نے خنجر سحر تلے سے عیار ذو آبا نشہ عجیب سانحۂ قیامت نمایاں تھا ہزاروں چوٹین سحر کی چل رہی تھیں دونوں مثل بلبلوں کے
باہم گتھے ہوئے تھے آخر کار بروے ہوا لڑتے لڑتے زمین پر اُتر آئے وہاں بھی عجیب زور شور سے لڑائی لڑ رہے تھے قصہ مختصر
ایک مقام پر موج نے خنجر مارا سر طیران زخمی ہوا طیران نے خنجر مارا شانہ مواج کا زخمی ہوا مواج نے زخم کھا کر کہا او چھوکرے
غضب کیا تو نے مجھے زخمی کیا معلوم ہوتا ہے آج تیری قضا ہی آگئی ہے یہ کہکر پیچھے ہٹ کے ایک دو ہاتھ زمین پر مارا کچھ کلمات سحر کے
پڑھ جاری کیے ابر سحر مواج نے پھر اس تڑ سے جنبش کی اور اس زور شور سے پانی برسا کہ آن واحد مین تمام صحرا پانی سے بھر گیا
طیران نے سحر کرکے ایک کاغذی ناؤ بنا کر سحر دم کیا وہ ناؤ مثل آہنی کشتی کے ہوگئی یہ اسپر سوار ہوکر سحر کرتا اس دریا کی آفتون
سے بچا چلا جاتا تھا یکایک ایک نہنگ اس پانی سے نکلا اور بڑھکر جو دم مارا ہر کشتی کے ہزار ٹکڑے ہوئے طیران چاہتا تھا کہ اُڑ
کر جاوے مگر اس نہنگ نے طیران کو نگل لیا لاچین نے طیران کی جب یہ کیفیت دیکھی صبر نہو سکا ہاے طیران کہکے ایک ترنج
اس پر مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پراگندہ ہوگیا جو دریا بروے زمین پر افتادہ بھی ایک سمت کو غائب ہوگیا لاچین نے
مواج کو [illegible] وہ مواج کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مواج نے جب لاچین کو اپنی طرف آتے دیکھا جھپٹ کر گولا مارا لاچین
نے اشارہ کیا گولا [illegible] پھر مواج نے کچھ دانے سرسون کے پڑھ کے مارے وہ بھی صدقہ ہوکے گر پڑے اب لاچین
سحر کرتا جھپٹا جب قریب مواج پہونچا شمشیر [illegible] پر اسے سحر دم کرکے پکارا او ناکام خبردار رہیو یہ کہتا کہ خبردار نہ کیا تھا اب میرا
بھی [illegible] یہ کہکر چاہتا تھا کہ تلوار اس کافر بد کردار پر [illegible] اس عرصہ مین پشت پر نعرہ ہوا اسم بوتیار جادو لاچین پلٹ کر
چاہتا تھا کہ دیکھے اس مردود نے جال جمشیدی ڈالا لاچین عالم غفلت مین اسیر پنجہ تقدیر ہوا پکار کر شاہزادہ قاسم سے کہا اے
شہریار غلام جان نثار آپ کے قدمون پر سے نثار ہوتا ہے قاسم کی نظر جو لاچین جادو پر پڑی فوراً نعرہ کیا او کافر بیحیا کیا
حرکت نامردانہ کرتا ہے خبردار گر ذرہ چشم زخم لاچین کو پہونچا تو ہر ایک تیرے لوگون کی بیخ و بنیاد صفحۂ دنیا سے مثل حرف غلط مٹا دونگا یہ کہکر
ڈال [illegible] افراسیابی پر ہاتھ بوتیار کیطرف لپکے بوتیار نے جب شاہزادہ قاسم کو اپنی طرف آتے دیکھا بسبب بوج کے
خائف ہوکے چاہتا تھا کہ لاچین کو لیکر نکل جاوے اس عرصہ مین مواج بھی قریب پہونچا ایک سحر شاہزادہ پر کیا جب شاہزادہ
حسین کچھ نہ [illegible] مواج نے بوتیار جادو کو [illegible] لگا کہ اے فرزند تم کیونکر آئے بوتیار نے کہا اے والد بزرگوار مین جیحون جمشیدی کے
کنارے بیٹھا ہوا سحر یاد کرتا تھا اتفاقاً اسوقت چند لشکر اپنی تحقیق حال کو پہونچے تھے انھون نے ساری کیفیت آپکی مجھسے بیان کی
مجھے یہ کیفیت سنکر تاب ضبط باقی نہ رہی فوراً یہ جال عطیۂ خداوند جمشید کا لیکر جیسا سامری کا شکر ادا ہے ٹھیک وقت پر پہونچا ورنہ لاچین بیکام
تمام کر چکا تھا مواج یہ کیفیت سنکر بہت خوش ہوا اس عرصہ مین شاہزادہ قاسم نے لوح دیکھا ایک اسم پڑھا سحر دفع ہوا بوتیار نے قصد کیا
کہ کچھ سحر کرے مواج مانع ہوا کہ ابھی بچہ ہے لڑائی زیادہ تجربہ سے تعلق رکھتی ہے دیکھتے نہیں لوح اس طلسم کشا سے کس آسانی سے پیے لیتا ہے
یہ کہکر جھولی سے تھوڑا سا کاغذ نکالکر ایک شیر کترا اسپر کچھ افسون سحر دم کیے وہ فوراً اصلی شیر کی صورت ہوگیا مواج نے اشارہ کیا اے
اس اپنے شکار کو شیر قاسم کیطرف جھپٹا قاسم نے بیک ضرب [illegible] دو ٹکڑے کیا ایک شیر کے دو شیر ہوئے اور دو طرف سے حملہ کیا شاہزادہ
نے دونون کو بھی مار [illegible] قصہ مختصر اسی طرح کئی ہزار شیرون نے شہزادے کو چاروں طرف سے گھیر لیا قاسم اتنی مہلت نہین پاتا
کہ لوح کو دیکھ سکے انسداد کرے یہ تو اس مشکل مین مبتلا ہے ادھر بوتیار اور مواج دونون باپ بیٹے باتین کر رہے تھے لاچین جال جمشیدی
مین پھنسا ہوا بصد حسرت و یاس ان دونون مردودون کا منھ تک رہا تھا اور شاہزادہ قاسم کی حالت دیکھ دیکھ آنسو بہا کر کہتا تھا کہ
اب بچنے کی کوئی صورت نظر نہین آتی شاہزادہ ان شیرون کو کب تک قتل کریگا آخر کو خود ہی تھک کر گرفتار ہو جائیگا لاچین اسی خیال
مین تھا یکایک ایک سمت سے توسن جادو ملک شہریاری برسر قہر [illegible] نمودار ہوا اور دوڑ کر مواج کے گلے لپٹ گیا اور کہنے
لگا اے مواج یہ تمہارا احسان مجھپر ایسا بڑا ہے کہ مین تمام عمر سرنگون رہونگا خصوصاً تمھارے صاحبزادے بوتیار جادو کا مین کس زبان سے

شکر بجا لاؤں اس وقت شعبدے ہیں جتنے ہوئے ہیں بجز خداوند برتری کے اور کوئی نظر نہیں آتا تھا یہ کہہ کر ایک جام بلوری
بغل سے نکالی اور کہا اے مواج لے آؤ جب تم طلسم کشا گرفتار ہو چکے ہو تم بھی تھکے ماندے ہو ایک جام شراب کا پیتیں یہ کہہ کر جام
شراب کا مواج کی طرف کیا مواج چاہتا تھا کہ پی جاوے ایک مرتبہ آسمان سے آواز پیدا ہوئی اے مواج خبردار یہ جام زہر ہے
مواج نے جو آسمان کی طرف دیکھا تو توسن جادو کو نظر غضب آتے دیکھا اب اس کو تعجب ہوا کہ ایک توسن تو یہ کھڑا ہوا اور ایک
توسن بر روئے ہوا آتا ہے یہ عجیب کیفیت ہے اسی عرصے میں پھر توسن پکارا اے مواج یہ جو میری شکل بنا کر آیا ہے یہ کوئی عیار مکار معلوم
ہوتا ہے جلد گرفتار کر لینا جانے نہ دینا مواج نے قصد کیا کہ توسن نقلی کو گرفتار کرے توسن نقلی کے [illegible] یہ عیار عمر تھا دو کر خنجر پیٹ میں
ہو تیار کے [illegible] اس کو [illegible] ایک [illegible] اور نعرہ کیا منم امیر بن عمرو اور مردود کہا کو کہاں اب دلیہا خیال کیے ہوئے دیکھو
یہ تو ایک سمت روانہ ہوا ادھر لوٹتا [illegible] سے لاچین جادو جال جمشیدی سے رہا ہو اور نعرہ کیا او مردود علیہ اللعنۃ عذاب جاوے
گو ادام کر ز دست من زندہ [illegible] چنانکہ مواج سنبھلے سنبھلے ایک ہاتھ شمشیر سحر کا مارا مواج کے دو ٹکڑے ہوئے ایک شور
یوم النشور برپا ہوا آواز آئی کشتی [illegible] نام من مواج بن گرداب جادو بود فسوس مردم [illegible] مواج کے مرتے ہی وہ آب
شیر بھی غائب ہوے شاہزادہ قاسم [illegible] اور توسن جادو کی [illegible] تعجب توسن نے متواتر [illegible] دیکھے کہ سب لوٹ کے کوئی حرکت
اس مردود کا شاہزادے کے جسم اطہر پر موثر نہ ہوا آخر کار ایک مقام پر توسن نے چاہا پرواز [illegible] کے اڑ جاے شاہزادے نے لوح
کا عکس ڈالا پر جل گئے توسن منہ کے بل زمین پر گرا دوڑ کر شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا [illegible] مردود کے ہوئے پھر تو عیاذاً باللہ
وہ آفت برپا ہوئی جیسی [illegible] ہیں سپہر [illegible] برفباری ہوائی آخر کار آواز آئی کشتی مرا نام من توسن جادو بود
لاچین نے دوڑ کر شاہزادے کے ہاتھ چوم لیے شادیانے فتح کے لاچین کی فوج میں بجنے لگے مواج کے مارے جانے سے طرفین
بھی راہی ہو کر آیا شاہزادے اور لاچین کے قدموں پر گرا لاچین نے سینے لگایا شاہزادے نے بہت مہربانی فرما کر طیران کے حرکی
تولیف کی لاچین نے [illegible] کو دوبارہ [illegible] مقرر کیا تمام [illegible] پھر ازسر نو لاچین کے قبضہ میں آیا جس جس نے سرکشی کی اپنی سزا کے
اعمال کو پہنچی شاہزادہ قاسم نے لاچین جادو کی شادی [illegible] جادو کے ساتھ پڑھے تزک شاہانہ سے کی لاچین جادو
نے خزانہ طلسم سلیمانی کا اور بارگاہ چہل ستون سلیمانی اور شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی شاہزادہ قاسم کی نذر کیا قاسم
نہایت شاداں و فرحان شادیانے فتح اور نصرت کے بجوا کر وہاں سے بشوکت و صولت تمام و شوکت و حشمت لاکلام مراد کوہ
میں داخل ہوا امراد شاہ مع اپنی تمام فوج اور سپاہ کے شاہزادے کا استقبال کرکے اپنی بارگاہ میں لایا اور جشن شاہانہ اور
محفل خسروانہ آراستہ و پیراستہ کرکے خوب جلسہ رقص و سرود شاہزادہ قاسم کو دکھایا شاہزادہ قاسم نے شراب کے نشہ میں
ایک نامہ شاہزادہ بدیع الزمان کو بدیں مضمون لکھا کہ اے عم بزرگوار میں نے طلسم سلیمانی فتح کیا بارگاہ چہل ستون سلیمانی
اور اسپ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی خاص سواری کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی لایا ہوں اگر آپ بھی ایسا اثاثہ پیدا
کریں تو پھر ہمسری کا دعوی کرنا ورنہ ایسے بیہودہ خیال سے درگزر کیجیے بس یہ نامہ لکھ کر دیو ہفت سر کے ہاتھ بخدمت شاہزادہ
بدیع الزمان بھیجا [illegible] دیو ہفت سر نامہ قاسم کا لیے سمت [illegible] بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا حسب الاتفاق
شاہزادہ بدیع الزمان [illegible] میں تھا [illegible] دیو پہنچا اور نامہ قاسم کا بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان گذرانا اور زبانی بھی
[illegible] قاسم کا [illegible] شاہزادہ بدیع الزمان نے نامہ قاسم کا پڑھ کر زمین پر ڈال دیا اور کہا کہ [illegible] ہم نے کون
سا ایسا کام کیا جس پر اسقدر نازاں ہو رہے ہو ایک پرانا خیمہ اور ایک گھوڑا بقول شخصے مفت [illegible] ہاتھ
[illegible] کے بیٹھے ہاتھ آ گیا تو یہ غرور ہو گیا دیو ہفت سر نے جو نامہ قاسم کا نہایت بے توقیری سے زمین پر ڈال دیتے دیکھا
اور یہ کلام زبانی شاہزادہ بدیع الزمان عالی مقام کے سنا کمال غیظ و غضب میں آ کے کہنے لگا شاہزادہ بدیع الزمان کا

لگا دیا اور چاہا کہ زمین سے اٹھالے شاہزادہ بدیع الزمان نے جلدی سے دیو کا ہاتھ پکڑ کے دہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ اسکے کلے پر مارا دیو ہفت سر چیخ مارکر زمین پر گر پڑا شاہزادہ بدیع الزمان نے کھینچی تمام دونون کان جس دیو کے پکڑ کے جو زور کیا تو دونون کان اکھڑ کے شاہزادہ عالم کے ہاتھ مین آگئے اور دو پر نالے خون کے دونون کانون کی لوؤن سے جاری ہوے اسوقت شاہزادہ بدیع الزمان نے پھر دونون کان دیو کے اسی دیو کے ہاتھ پر رکھدیے اور کہا چل دور ہو میرے سامنے سے اور جا اس ترک تنگ ظرف تنگ چشم کے روبرو دیو یہ حال اپنا دیکھ کے جہان شاہزادہ قاسم کے پاس جاکے سارا حال بیان کیا قاسم مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور دیو کو تو جھڑک دیا کہ او مردود چل دور ہو جو ورنہ تو تجھے کچھ بن نہ پڑا ایمان میرے سامنے رونے کو آیا ہے اور یہ کہکے قاسم مع مراد شاہ اور تمام فوج و سپاہ سمت سنان پرسر جار بیغ روانہ ہوا

اب شمہ حال امیہ بن عمرو کا کہ بعد فتح ہونے طلسم سلیمانی کے بخدمت والا مرتبت عالیشان شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقام چلا ہی بیان کیا جاتا ہے

کہ جب امیہ بن عمرو فیلقون سے روانہ ہوکر سمت شاہزادہ بدیع الزمان نامدار چلا تھا تو راستے مین عقاب طلسم سلیمانی مین لگیا جب طلسم فتح ہوا تو یہ بصورت ممل قاسم کے لشکر مین پوشیدہ رہا کیا جب دیو ہفت سر کی کیفیت سنی اور شاہزادہ عالم کو فوج کشی کرتے دیکھا تو یہ برائے اطلاع وہی شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان آیا اور سلام اور ثنا کے بعد دست بستہ ہوکر عرض کی شعر الہی درجہان باشی باقبال جوان بخت و جوان دولت جوان سال شاہزادہ بدیع الزمان اپنے عیار قدیمی امیہ بن عمرو کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور امیہ بن عمرو سے حال صحت اشتمال سلطان صاحبقران کا اور تمام لشکر اسلام کا پوچھنے لگا امیہ بن عمرو نے سارا حال لشکر کا اور سلطان نامور کا بیان کرکے کہا کہ غلام نے طلسم سلیمانی مین سنت مدد کی مگر قاسم آپکے دیو ہفت سر کے کان اکھاڑنے کی وجہ سے لشکر کشی کرکے بقصد فاسد یہان تشریف لاتے ہین مین دیدہ و دانستہ شاہزادہ خاور سپاہ سے پوشیدہ رہا مصلحتاً چشم پوشی کرکے خدمت حضور مین چلا آیا ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ سنتے قاسم کا سنکے فصل بن گیا ہو رخون آشام کو ہمراہ لیا اور کچھ لشکر اپنے ساتھ لیکر سمت مراد کوہ بمقابلہ شاہزادہ خاور سپاہ روانہ ہوا اسطرف سے قاسم اور ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان کوچ بکوچ منازل طے کرتے چلے آتے تھے ناگاہ لیسا اتفاق ہوا کہ دونون لشکرون کا مقابلہ ہوگیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو معلوم ہوا کہ یہ لشکر قاسم کا ہے اور قاسم کو تحقیق ہوا کہ یہ لشکر بدیع الزمان کا ہے دونون بہادر اپنے اپنے لشکر کی صف آرائی کرکے اور میدان جنگ کو آراستہ کرکے آمادہ رزم و پیکار ہوے ایک مرتبہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اپنے مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو جھپٹ کرکے وسط میدان مین آیا اور نعرہ کو شگافت جگر سے کھینچکر یہ آواز بلند پکارا کہ او کشتی گیر تونے میرے ملازم دیو ہفت سر کے جو کان اکھاڑے ہین اب مین اور اسکا قصاص لینے آیا ہون تیرے بھی اسی طرح کان اکھاڑون گا شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ گفتگو قاسم کی سنکے جواب دیا او ترک تنگ چشم خود ہی اس غم و غصے مین تو اپنا سر دے مار مگر اس ہرزہ گوئی سے کیا حاصل میدان محل گفتگو نہین میدان بدم شمشیر و زبان نیزہ گفتگو کرنا چاہیے پس یہ جواب شاہزادہ عالیجناب بدیع الزمان کا سنکر قاسم نہایت غیظ مین آیا اور بیساختہ دوڑکر سینہ بے کینہ شاہزادہ بدیع الزمان نامور پر نیزہ مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے سنان تیز کو اپنے نیزے کی سنان پر گانٹھ لیا

ادھر ہمین نیزہ بازی ہوئی آشکار
بدو گل اجل ہر دو در مرگ بار
چنان تیزہ با نیزہ آمیختند
سنان چون زبان ہے نیزہ باز
سنان یک بدیگر درآویختند
بمیدان کشیدہ سنان ہر لین
کہ بر ہم نہ پیچید زان گونہ مار
بجنبش درآمد زآنسان زمین
سنان را چنین کے بود کارزار

نوبت بجدے رسید کہ ساتھ ساتھ طعن نیزون کی برابر چلین اور دونون بہادرون کے نیزے خلال ہوگئے نیزون کو ڈال دیا پھر دونون اپنے اپنے گرز اٹھا کے آمادہ گرز بازی ہوے ہمین ہمایون

حلقہ فگن گوش گردن کشان مردم ربائے زین خنگ شیر بیشہ جنگ سلطنت دہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان نازش ارتفاق ثانی سلیمان امیر حمزہ عالیشان صاحبقران دوران سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جب کہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار سلطان جمشید اقتدار امیر حمزہ عالی وقار سے رخصت ہو کے سمت باختر واسطے خبر لانے شاہزادہ بدیع الزمان سے روانہ ہوا اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کہ از راہ مزوری و مکاری بظاہر مسلمان اور باطن میں لقا پرست بارگاہ گردون اشتباہ میں بحضور صاحبقران دوران ایام گذاری اور کسی وقت میں رہتا تھا یہاں سلطان دشمن شکارگاہ میں گئے اور وہاں نقاب پوش نمودار ہوئے اور حسب الحکم صاحبقران عالی شان کے مقبل نے جا کے دریافت کیا کہ یہ نقاب دار ملکہ مہر گوہر تاجدار بنت ملکہ مہر نگار کی نوشیروان کی بیٹی ہے چنانچہ گاؤ لنگی گاؤ سوار سے نامزد ہے یہ سب ملک کی جوازین میں ملکہ مہر گوہر تاجدار مسلمان ہے اور مدت سے آرزو رکھتی ہے کہ امیر کو دیکھ لوں ... یہ سن سلطان صاحبقران یہ سن کے بہت خوش ہوئے اور مقبل کو رخصت کیا کہ جیسے بن پڑے ملکہ مہر گوہر تاجدار کو بلا کے اپنے محل میں داخل کرنے کا حکم فرمایا جب کہ گاؤ لنگی گاؤ سوار نے سنا کہ ملکہ مہر گوہر تاجدار کو کہ میرے نامزد تھی اسے امیر حمزہ صاحبقران نے منسوب کر کے اپنے محل میں داخل کیا نہایت پیچ و تاب کھا کے خود ہشتر اپنے سر پر دھرا ناگاہ دیو تنگ عیار ہمسکا آ پہونچا یہ حال گاؤ لنگی گاؤ سوار کا دیکھ کر کہا کہ اے اسرافیل بارگاہ لقا آپ چپکے سے صبر کریں اب دیکھیے کہ میں حمزہ سے اسکے عوض میں کیا سلوک کرتا ہوں یہ کہکے دیو تنگ عیاری کی فکر میں جاتا ہے

اب یہاں سے داستان وحشت بیان قسیم گرداب صاحب دیو نژاد کی بیان کی جاتی ہے

کہ اسوقت دیو تنگ عیار گاؤ لنگی گاؤ سوار سے یہ کہہ کے کہ میں حمزہ سے ... جاتا ہوں ... نہیں گیا تھا کہ اسنے دیکھا ... شہر نظر آیا دیو تنگ عیار نے اس شہر میں جا کے جو پوچھا کہ یہ شہر کسکا ہے اور کون جاتا ہے لوگوں نے کہا کہ کاؤس شاہ کوہستانی حسب الحکم خداوند لقا کے اسرافیل قدرت گاؤ لنگی گاؤ سوار کی مدد کے واسطے مع لشکر جرار کے جاتا ہے دیو تنگ عیار یہ حال تحقیق کر کے اس شہر میں گھسا اور کاؤس کوہستانی کے پاس جا کے اسنے بیان کیا کہ اے کاؤس کوہستانی میں دیو تنگ عیار اسرافیل بارگاہ لقا یعنی گاؤ لنگی گاؤ سوار کا رفیق ہوں اور جان نثار ہوں میں نے سنا کہ تو حسب الحکم خداوند لقا کے واسطے اعانت اور امداد گاؤ لنگی گاؤ سوار کے مع لشکر جرار آیا ہے چنانچہ مجھے تجھسے بہت ضروری کہنا ہے اگر ساعت بھر کے واسطے ٹھہر جا تو میں تجھسے کہوں کاؤس کوہستانی نام دیو تنگ عیار سنکر ٹھہرا کہ دیو تنگ عیار اسرافیل بارگاہ لقا کا ہے اسنے بڑی خاطر دیو تنگ عیار کی اور کہا صاحب بہتر ہے خوب ہوا جو آج دیو تنگ تیری ملاقات ہوئی مجھے بھی اس بات کا خیال دل میں تھا گاؤ لنگی گاؤ سوار اسرافیل قدرت خداوند لقا کا ایسا ہیں جیسے بادشاہ ہفت کشور بھی اگر چاہے کہ دفعتہ زیر و زبون کر سکے یہ زور دار دیدہ خدائے آسمان کے پرستاروں کا ایسا زبردست کہاں سے پیدا ہوا جنے اسرافیل قدرت کو تنگ کر رکھا ہے اور خداوند نے مجھے اسکی مدد کے واسطے بھیجا ہے یہ کہکے کاؤس کوہستانی نے حکم دیا کہ آج ہم یہیں مقام کرینگے چنانچہ خیمہ استادہ کر کے وہیں اتر پڑا اور دیو تنگ عیار کو علحدہ لیجا کے پوچھا کہ ہاں صاحب یہ حال تو بیان کرو کہ یہ فرقہ خدا پرست کون ہیں اور اسرافیل سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ ہوا اور ان دونوں میں اب غلبہ کسکو ہے دیو تنگ عیار نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا کہ اے کاؤس کوہستانی میں یہ قہر خداوندی کا حال کیا کہوں ہر چند کہ یہ داستان بڑی ہے مختصر کہتا ہوں کہ حمزہ صاحبقران سرگروہ ان خدا پرستوں کا بڑا زبردست اور صاحب اقبال بڑا سالوں سے در زحمت میں ہے ... ہمیشہ گاؤ لنگی گاؤ سوار سے در پیش رہے اور کبھی سوائے اپنی ذلت اور شکست فاش کے ان خدا پرستوں کا ... آخر ناچار ہو کر بمقتضائے فراست و دانائی یہی مصلحت سمجھے کہ از راہ فریب سازی کر کے تا وقتیکہ خداوند لقا پھر اپنا فضل کرے بظاہر ان لوگوں کی اطاعت کیجیے چنانچہ اسرافیل بارگاہ لقا گاؤ لنگی گاؤ سوار عاجز و ناچار ہو کر طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کے بظاہر مسلمان ہو گیا اور تمام لشکر

مال اور خزانہ اور فوج و سپاہ برباد و تباہ ہوئی ہر روز ایک ذلت کا سامنا رہتا ہے ایک ولی سی بات یہ ہے کہ دو روز کا عرصہ ہوا ملک
مہرنگار تاجدار بیٹی نوشیروان بادشاہ عادل کسریٰ کی جو اسرافیل قدرت کے ساتھ نامزد تھی حمزہ نے اُسے بفریب بلا کے اپنے
محل میں داخل کر لیا اسرافیل قدرت نے یہ حال سُنکے آپکو دے مارا اور بستر پر کروٹین بدلتے ہیں اور کوئی تدبیر بیان
نکل جانے کی اور بھاگ جانے کی نہیں بن پڑتی ہے کاؤس کوہستانی نے کہا کہ اے دوتنگ عیار تو جا کے اسرافیل
بارگاہ خداوندے میرا سلام کہکے خوب سا سمجھا دینا کہ میں آکے گھڑی بھر میں استیصال لشکر حمزہ کا کرونگا اب کچھ تم اپنے دلمین
رنج نہ کرو دوتنگ عیار نے کہا اے کاؤس کوہستانی حمزہ آفت روزگار و بلاے بیدرمان ہے یہ تمہارا محض خیال خام ہے کیا تاب
طاقت اور کیا تمہارا اور کیا دل و گردہ کسی کا جو اُسکا مقابلہ کرسکے شعر جائیکہ عقاب پر بریزد ۔ از پشۂ لاغری چہ خیزد ۔ جس حالتمین
کہ ملک العادل الیاس بادشاہ گردون بارگاہ جسکی بارگاہ میں چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی نشین اٹھارہ سو دو دیوان
سلطنت چوبیس سو پہلوانان نامدار سوا لاکھ بلکہ کروڑ سوار تھے شہنشاہ مکشم و محترم فرزند و دودمان ساسانیان نوشیروان بن
قباد بن کیقباد بن فریدون بن جمشید جم اُسکو حمزہ نے تباہ و برباد کرکے شہر بشہر پھرایا اور تاج و تخت ملک و دولت کچھ
اُسکا نہ رہا پھر بھلا اور کسی کی تو کیا مجال ہے جو اُس سے عہدہ برآ ہوسکے گا ہان جو تدبیر میں بتلاؤن اُسپر تو عمل کرے تو البتہ ممکن
ہے کہ حمزہ اور تمام لشکر اُسکا تیرے قبضہ میں آجائیگا کاؤس کوہستانی نے پوچھا کہ وہ تدبیر کیا ہے دوتنگ عیار نے کہا کہ میں تجھے
رنگ و روغن عیاری کا ملکے ایک سوداگر کی صورت بنا دیتا ہوں تو دو چار ہزار خالی صندوق اونٹون پر لدوا کے نقارہ بجاتا
ہوا چل جسوقت کہ تیری خبر حمزہ کو پہونچیگی وہ بلا شک و شبہ مجھے یقین کامل ہے کہ واسطے خرید تحائف کے تجھے اپنی بارگاہ مین
طلب کریگا تو بلا تامل دو چار خواص خدمتگار اپنے ہمراہ لے کے تاجرون کی صورت اُسکی بارگاہ مین جائیو اور جسوقت تو بیٹھیگا
تو حمزہ تجھسے تذکرہ دین اور مذہب کا کرکے پوچھیگا کہ تمہارا طریق کیا ہے تو بےخوف و خطر کہنا کہ لقا پرستی جب تو یہ کہیگا تو حمزہ خدا
لقا کی شان مین چند کلمے خلاف آداب کہکے تجھے اقرار کریگا کہ یہ لقا پرستی کا مذہب باطل ہے تم مسلمان ہو جاؤ خدا پرستی کرو تمہاری دنیا
و عقبیٰ دونون پاک ہو جائینگے تم پہلے بہت سی حجتین نکالنا اور تکرار کرنا آخر کو دیدہ و دانستہ قائل ہوکے کہنا کہ یا سلطان صاحبقران
تم سچ کہتے ہو میری آجتک غلطی تھی اور فہم کا قصور تھا پھر جو تمہارے دین کو قبول کرے وہ کیا کہے وہ کلمہ ہمین بتلا دیجئے
تم بظاہر طوطے کیطرح سے کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جانا جب تم مسلمان ہو جاؤگے اور اُنکی اب کوئی حجت باقی نہ رہیگی تب
تم کہنا کہ اگر حضور نے غلام کو مسلمان کیا تو اب غلام امیدوار ہے کہ ایک روز بجاے خوان نعمت گزین نان جوین قناعت فرماکے
ازراہ بندہ نوازی جہان غلام کا قافلہ پڑا ہوا ہے مع تمام اپنے سردارون اور شاہ و شہزادون کے قدم رنجہ فرمائیے
اور دعوت کھائیے اور جو کچھ تحفہ و تحائف غلام قسم مال تجارت کے ہمراہ رکھتا ہے وہ بھی سب نذر اقدس والی سے گزرانیگا
اسمین باعث ازدیاد حرمت اور آبرو کا واسطے غلام کے ہوگا حمزہ کہے گا کہ یہ مضائقہ ہم تمہارے یہان چلینگے اور دعوت
کھائینگے ہمارے طریق مین دعوت کسی کی رد نہین کرتے پس تم حمزہ کو مع تمام اُسکے بارگاہ نشینون کے اپنے ساتھ لے
کے یہان آنا اور طائفے ارباب نشاط کے طلب کرکے صحبت مین ناچ رنگ اور گانے بجانے کی حمزہ کو مع اُسکے سردارون
کے مصروف کرنا اتنے عرصہ مین کھانا بیہوشی آغشتہ مین تیار کر دونگا تم اُسے مع اُسکے تمام بارگاہ نشینون کے کھلوا کے جب
دیکھنا بیہوشی انکے دماغون مین سرایت کر گئی شب کی مشکین باندھ کے اُنھین صندوقون مین ڈالدینا اور خوب مقفل کرکے اونٹون
پر لدوانا اور یہان سے بخوبی تمام نقارہ کوچ کا بجوا کے چلے چلنا پھر پیچھے سے اگر فوج و سپاہ حمزہ کی کچھ حملہ آور ہونے کا
بازم و پیکار کا کریگی تو جہان تم حمزہ سے اور اُسکے پانچ ہزار پانچسو پچپن سوارون سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تم
فوج سے حمزہ کی مقابلہ کرکے بھگا دینا بعد ازان حمزہ کے اور بعد ازان شہنشاہ لشکر اسلام کے پھر کوئی لڑنے کا بھی ارادہ نہ کریگا

بھاگ کھڑے ہونگے مگر ایک کام کرنا ضرور ہے بروقت اوزار دعوت کھانے کے یہ بھی کہدینا کہ شہریار میں یک ادنیٰ غلام
ہون یہ حوصلہ نہیں رکھتا کہ تمام لشکر فیروزی اثر کی دعوت کر سکون فقط تمنا امیدوار ہون کہ از راہ غلام نوازی حضرت ظل اللہ
شہنشاہ لشکر اسلام اور حضور مع تمام اپنے پانچ پانچسو چہار شاہ و شہریار بارگاہ نشینوں کے تشریف لے چلیں اور جو کچھ نان
و نمک حاضر ہو اُسے نوش فرمائیں اگر دس دس بیس بیس خواص خدمتگار سوا دو سو چوبدار رہے وغیرہ شاگرد پیشہ ہزار دو ہزار
سوار و پیادے سواری کے جلوس کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوں تو مضائقہ نہیں اور ایک یہ عرض ہے کہ غلام تجارت پیشہ ہے عیار کا
کے نام سے غلام کی روح کانپتی ہے عیار کوئی سرکار کے ہمراہ نہ ہو بس یہ طریقہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور تمام اُسکے بارگاہ
نشینوں کے پکڑ لینے کا ہے کاؤس کوہستانی نے کہا چنانچہ تو میری صورت سوداگروں کی سی بناوے میں ابھی سوار
ہوتا ہون دیوتنگ عیار نے ایک روغن عیاری کا مل کر کاؤس کوہستانی کی صورت تبدیل کر کے پوشاک سوداگروں
کی پہنا دی اور کاؤس کوہستانی پانچ چھ ہزار خالی صندوق شتروں پر لدوا کے مع لاکھ سوار کے سوار ہوا اور نقارہ کوچ کا
بجوا کے سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا ابھی کوئی پانچ کوس لشکر سے سلطان نامور کے دور تھا کہ عیاران لشکر اسلام نے مع
جاہ و حشم و فوج و سپاہ کو دیکھکر حال دریافت کیا کہ یہ کوئی سوداگر ہے واسطے فروخت مال تجارت کے اسطرف کو آتا ہے خیمہ
سے کہ بارگاہ سلیمانی میں آئے اور زمین ادب کو بوسہ دے کے بحضور شاہ لشکر اسلام بعد دعا و ثنائے شاہی دست بستہ
پکارے کہ سردار عالم پناہ عمر و دراز ہو یہان سے پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر یک بہت بڑا سوداگر ملک التجار بڑا مال و اسباب
پانچ چار ہزار شتروں پر بار کر کے لاکھ سوار سے فلان میدان میں فروکش ہوا ہے امیر بالوقر نے فرمایا کہ اُس سوداگر کو ہمارے
پاس لاؤ جو مال و اسباب تحفہ اور عمدہ ہوگا ہم اُسے خرید لینگے اور قیمت جو وہ طلب کریگا اُسے دینگے حسب الحکم سلطان با
اکرام کے چوبدار نے کاؤس کوہستانی کے پاس جا کے ابلاغ حکم کیا کاؤس کوہستانی سوداگر بنا ہوا جب سکھلائے
اور سمجھا رکھنے دیوتنگ عیار کے اُسیوقت سوار ہو کے داخل بارگاہ گردون اشتباہ ہوا اور بجر گاہ پر سے مجرا کر کے نذر
پیشکش دولت و شکاہ سے حضرت ظل اللہ کے بکمال عطیات خسروانہ کرسی بیٹھنے کو ملی سوداگر نقلی آداب بجا لا کے
بیٹھ گیا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ خانہ زاد کو کاؤس بدخشانی کہتے ہیں امیر بالوقر نے پوچھا
کہ طریق اور ملت کیا اختیار کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ خانہ زاد لقا پرست ہے جو طریق آبائی و اجدادی غلام کا ہے وہ ہے سلطان
صاحبقران نے ارشاد کیا اے کاؤس بدخشانی انسان اگر چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہو تو بدیدۂ فراست و گوش ہوش سے
دیکھے اور سنے کہ وحدانیت اور الوہیت لقا مشرک خدائی کس راہ سے ثابت ہوتی ہے اگر یہ سمجھے کہ لقا کی ڈاڑھی اکیس
گز کی ہے تو ریچھوں اور خوکان صحرائی کے تمام جسم پر بہت بڑے بڑے بال ہوتے ہیں بالوں کے بڑے ہونے سے الوہیت
کا اطلاق کرنا نہ چاہیئے اگر یہ سمجھے کہ لقا کا چین گز کا قد ہے تو ایک ایک دیو ہزار ہزار بارہ بارہ سو گز کا قد رکھتا ہے خلاق اُنہیں
دیووں کو اپنا خالق کہا کرے اگر کہے کہ لقا کے پاس ہیجدہ ہزار ملک باختر اور جاہ و حشمت و مال و دولت لشکر و فوج بہت ہے تو
کیقباد اور فریدون اور جمشید اور کیخسرو اور دارا اور سکندر وغیرہ کیسے کیسے شاہان روزگار ہو گئے کل عالم اُنہیں کا اپنا
خراج تھا لہذا یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ لقا مشرک خدا خوک پیکر خر بادیۂ ضلالت گمراہ کنندۂ عالم ایک بشر ہے آخر ایک دن جسم
واصل جہنم ہوگا اُسے خالق اپنا کہنا محض کفر اور کافری ہے سجدہ اُسی خالق اکبر خدائے عزوجل کو واجب ہے جسنے ایک کلمہ کن
سے طبقۂ خاک کو عالم آب پر قائم اور خیمۂ گردون کو بے ستون بلند بنایا ہے

شبہ و شبیہ و شریک لہ ۔ اللہ الصمد شاہد حسد

سمیع بصیر سلام خبیر ۔ فروزندۂ سقف گردان سپہر
محیط علی کل شئ قدیر ۔ طرازندۂ انجم و ماہ و مہر
کریم و حفیظ غفور رحیم ۔ نگارندۂ نقش چشم و دہن
حمید مجید عزیز حکیم ۔ مسج بند ترکیب سبے پیرہن

ضیا بخش افلاک و شمس و قمر	ضیا بخش نور جبین سحر
معین خلائق جمیل التعالی	مبین و ذ القدرت و ذو الجلال
ابنگام بیچارگی چارہ ساز	ز اغراض نفسانیت بے نیاز
خداوند ملاہر و دانائے غیب	منزہ از نقص و مبرا ز عیب

بس اے کاؤس بدخشانی کہ تو سن رسیدہ پیر جہان دیدہ و دانشمند فہیم ہو تجکو لازم ہے کہ اب لعنت کر اس لقا پرستی اور
کفر و کافری پر اور نکلو اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمہ طیبہ پڑھ کے پہونچو لب سرچشمہ ہدایت تاکہ دنیا و عقبیٰ دونوں بخیر ہوں
کاؤس کوہستانی کا ذکر ہی کیا جسم تعلیم یافتہ دیوتگ عیار تھا اسنے بموجب تلقین دیوتگ عیار کے ازراہ فریب
کہا کہ یا سلطان صاحبقران حضور برحق اور بجا فرماتے ہیں جنگ کوئی آپ سا ہادی و رہنما مجھے نہیں ملا تھا مگر اب مجھے
معلوم ہوا کہ یہ دین محض واہیات ہے اور آپ کا دین برحق ہے وہ کلمہ آپ مجھے ارشاد کیجیے تاکہ میں بھی پڑھ کے افتخار کونین
حاصل کروں امیر باتوقیر نے کلمہ شہادت تلقین کیا اُس بدذات تیرہ دل تاریک درون نے ازراہ مزوری و مکاری کلمہ
پڑھا اور ظاہر مسلمان ہوگیا سلطان صاحبقران نے اُسے تاج و خلعت کرکے بہت سا سرفراز کیا اور فرمایا کہ کاؤس
بدخشانی اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ جو جو مال و اسباب تحفہ تحفہ تمہارے ہمراہ ہو ہمکو دکھلاؤ جو کہ ہمکو پسند آئیگا اسکی قیمت حسب دلخواہ
تمہارے مع منافع ملیگی اُس ملعون کاؤس کوہستانی نے کہا کہ اے شہریار مال و اسباب تجارت کا جو کچھ کہ ہے وہ سب بھی جیسا جہاں
سب حاضر رکھا ہوا تمہارا ہے غلام امیدوار ہے کہ اگر آپ نے غلام کو مسلمان کیا ہے تو ایک روز ازراہ غلام نوازی بجائے خوان نعمت گزین جہان
جو میں قناعت کیجیے کس سبب سے کہ غلام نے سنا ہے کہ طریقہ اہل اسلام میں اجابت دعوت کی ازجملہ واجبات ہے اور ثواب دلداری
مومن طواف بیت اللہ سے افزون تر ہے شعر جہاں سے اوج سعادت بدام ما افتد * اگر ترا گزرے بر مقام ما افتد * اور حضرت
ظل اللہ شہنشاہ خواقین سجدہ گاہ بادشاہان شاہنشاہ اسلام اور تمام بارگاہ نشین سب صاحب حضور کے ہمراہ ہوں اسقدر تو غلام
کی اوقات نہیں ہے پر وہ پیش دا در بہ ترازگشت ہ یعنی غلام سے کہ تمام لشکر و ملازمین اور متوسلین سرکار کے جو ہیں انکی
دعوت غلام کر سکیگا مگر حضور اور شہنشاہ لشکر اسلام اور تمام شاہ و شہریار کہ بارگاہ نشین ہیں اُن سبھوں کے واسطے جو نان
خشکاب ہے وہ حاضر ہے مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف * دو چار ہزار خواص و خدمتگار چوبدار مردھے فراش مشعلچی وغیرہ
ست گروہ چھے والے اور دو چار ہزار سوار و پیادے ہمراہ سواری مبارک کے جو ہونگے انکی خدمتگاری جو مجھسے ہو سکیگی
بجان و دل کرونگا مگر یہ عرض ہے کہ غلام عیاروں کے نام سے مثل بید کانپتا اور ڈرتا ہے فرقہ عیار سے کوئی سرکار کے ہمراہ
نہو سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ اے کاؤس بدخشانی فقط شہنشاہ لشکر اسلام اور میں کو تو چلا آؤں اور دعوت تمہارے
یہاں چلکے کھاؤں ہمارے یہاں فی الحقیقت دعوت اگر کوئی کافر بھی کرے تو اسکا روکنا بہت ممنوع ہے اور تم تو اب ہمارے
بھائی ہو چکے ملت بیضا دین اسلام تمنے قبول کیا تمہاری دعوت ہم کیوں نہ قبول کریں کاؤس کوہستانی نے کہا کہ حضور
یہ کیا فرماتے ہیں کہ آپ تنہا تشریف لے چلیں غلام نے تو تمام بارگاہ نشینوں کی دعوت کی ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اچھا جو
تمہاری خوشی اور عیار کوئی ہمراہ نہوگا نہ فوج و سپاہ ہوگی کہو گے تو دو چار خواص خدمتگاروں کو ساتھ لے لینگے کاؤس نے
کہا پیر و مرشد دو چار کیا ہے دو ہزار ہوں تو کچھ قباحت نہیں بعد اسکے کاؤس نے عرض کی کہ اب غلام رخصت ہوتا ہے
کل حضور کو قدم رنجہ فرمانا ہوگا سلطان والا شان نے فرمایا کہ اچھا جاؤ چنانچہ کاؤس کوہستانی امیر باتوقیر سے رخصت
ہوکے بیرون بارگاہ نکلا اور سوار ہوکے اپنے خیمے میں جاکے سارا حال دیوتگ عیار سے کہا دیوتگ عیار اسیوقت
تیاری دعوت میں بعیاری و مکاری سرگرم ہوا روز دوم صبح کو کاؤس کوہستانی بمشورہ دیوتگ عیار پھر سوار ہو کے
حضور سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ عالی مقام آیا اور مجرا گاہ پہ سے مجرا کر کے عرض کی کہ اے شہریار اب غلام منتظر
ہے کہ حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام اور حضور مع تمام بارگاہ نشینوں کے سوار ہوں اور ازراہ غلام نوازی

فقیر خانے میں تشریف لے چلیں وہاں سب سامان دعوت طعام تیار کروا کے آیا ہوں سلطان صاحبقران نے حضرت ظل اللہ
بادشاہ سعد بن قباد سے عرض کی کہ کاؤس بدخشانی امیدوار ہے کہ حضرت سوار ہو کے تشریف لے چلیں حضرت نے فرمایا
کہ بسم اللہ چلیے چنانچہ بادشاہ سعد بن قباد اور سلطان صاحبقران سوائے ایک شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کہ کئی دن پہلے
سے بسبب اجازت سلطان صاحبقران شکار کھیلنے کے واسطے گیا تھا باقی مع پانچ ہزار پانچسو چھپن سرداران نامی اور
پہلوانان گرامی اور تمام بارگاہ نشینوں کے سوار ہوئے اور ایک دو دو خواص خدمتگاروں کو ہمراہ لے لیا باقی جلوس اور
شاگرد پیشے کے لوگ ہمراہ سواری کے رہ گئے اور تمام فوج و سپاہ کو حکم دیا کہ خبردار اب کوئی ہماری سواری کے ہمراہ
نہ آئے اور عیاران لشکر اسلام کو ممانعت کی فرمائی کہ تم بھی کوئی ہمراہ ہمارے چلنے کا ارادہ نہ کرنا یہیں سب حاضر رہو اور یہ
فرماتے ہوئے بشوکت و حشمت تمام و شوکت مالا کلام جہاں خیمہ کاؤس کوہستانی کا تھا وہاں جا کے پہونچے کاؤس
کوہستانی نے بہ کمال چرب زبانی و لسانی بہت سی دعائیں دیکر غلامانہ پیچھے پیچھے ہمراہ صاحبقران دوران اور بادشاہ اسلام
کے اپنے خیمے میں جا کے تخت حضرت ظل اللہ کا بچھوایا اور سلطان صاحبقران کو مع تمام بارگاہ نشینوں کے بہت عزاز
و اکرام سے بٹھایا کئی مسند و نیچے جواہرات کے پیشکش کیے دو ڈھائی سو طائفے ارباب نشاط کے طلب کر کے صحبت ناچ
گانے کی قرار دی طبلوں پر تھاپ پڑی آواز ہو شا ہوش نوشانوش کی بلند ہوئی لہرا سارنگی کا پائین کی گمک سنائی
جانے لگی قانون بین رباب چنگ مرچنگ سرود ستار دف دائرہ مرلی سرمنڈل رنگ جھانج الگوجا جلترنگ وغیرہ
باجے بجنے لگے ساقیان مہر طلعت ماہ صورت جام و صراحی زمردی لیے حاضر ہوئے دور شراب یاقوت رنگ کا چلنے
لگا دو دو چار چار دورے جام گلفام کے ہو چکے ہیں کہ ایک مرتبہ خسرو بلاد ہندوستان کرشاسپ دوران لندھور بن
سعدان نے سمت سلطان عالی مقام متوجہ ہو کے عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران اس وقت غلام کے سر میں عجب طرح کی
گردش پیدا ہوئی یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غلام کو آسمان کی طرف لیے جاتا ہے اور پھر وہاں سے زمین پر پھینک دیتا ہے حضرت
ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام نے بھی فرمایا کہ اے خسرو بلاد ہند میں بھی ایک گھڑی بھر سے یہی کیفیت دیکھ رہا ہوں کہ سر چکرایا
جاتا ہے امیر بانوقر نے یہ گفتگو لندھور کی اور ارشاد شہنشاہ سعد بن قباد کا سنکے فرمایا کہ فی الحقیقت نشے کی شدت ہو گئی
مجھے تو کچھ آثار بیہوشی کے سے نظر آتے ہیں الغرض اس اثنا میں دست چپ کو سلطان صاحبقران کے بیٹھا تھا اسنے کہا بیشک یہ
شراب بیہوشی آغشتہ تھی غلام کی زبان میں لکنت معلوم ہوتی ہے یہ سنکے امیر بانوقر نے جانب کاؤس کوہستانی کے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے کاؤس بدخشانی یہ شراب تو نے کہاں سے منگائی ہے اس ملعون نے جواب دیا کہ اے حمزہ بدان آگاہ باش
کہ منم کاؤس کوہستانی میں [illegible] اور استاد اسرافیل درگاہ لقا کے آیا تھا جس وقت میں نے سنا کہ تو نے اسرافیل درگاہ
لقا کا محاصرہ کر لیا اور اس نے محض عاجز اور مجبور ہو کر مصلحتاً بظاہر کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا اور کچھ اختیار اسرافیل قدرت کا نہیں
تب میں نے یہ سمجھ کے کہ اسرافیل درگاہ لقا تیرے قبضہ اختیار میں محض بے بس اور بے اختیار ہے اس واسطے [illegible]
یہ حیلہ [illegible] کہ تجھے مع تمام تیرے بارگاہ نشینوں کے شراب بیہوشی آغشتہ پلا کے گرفتار کیا اب دیکھوں کیونکر میرے ہاتھ سے
[illegible] جاتا ہے یہ حال سنکے سلطان با اقبال نے تیغ ضرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکے فرمایا کہ باطل او شیطان خدائے [illegible]
[illegible] جاتے تھے کہ اتنے میں بیہوشی دماغ میں سرایت کر چکی تھی پاؤں میں لغزش ہوئی صاحبقران لڑکھڑا کے گر گئے [illegible]
[illegible] پانچسو [illegible] سرداران و پہلوانان گرامی مع حضرت ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام تلواریں پکڑ کے چاہتے تھے [illegible]
[illegible] تمام [illegible] پاؤں میں لغزش ہوئی سب گر گئے [illegible] کاؤس کوہستانی کے لوگ چاروں طرف سے بموجب
[illegible] امیر بانوقر اور بادشاہ اسلام کو مع تمام بارگاہ نشینوں کے گرفتار کر لیا اور [illegible]

ان صندوقون مین بندکرواکے مقفل کروادیا اور صندوقون کو اونٹون پر لدواکے اسیوقت نقارہ کوچ کا بجوادیا اور مع لا
سو رہکے وہان سے سمت سبائل روانہ ہوا وہ جو خواص خدمتگار وغیرہ ہزار پانسو لوگ ہمراہ سواری کے تھے ان
بیچارون کی کیا حقیقت تھی سوارون نے انکو بھی گھیر کر پکڑ لیا اور مشکین انکی باندھکر انکو بھی صندوقون مین بندکرکے
اونٹون پر کسوادیا تھا غرض یہ کہ کاوس کوہستانی تو خوش خوش باطمینان تمام بخوف وخطر رات ہی رات کوئی چالیس کوس
پر جا پہونچا اور لشکر فیروزی اثر مین ابھی کسی کو اس حال سے مطلق آگاہی نہین ہو اور وہان دغا باز حیلہ ساز پرکردار
کاوس کوہستانی کا بخوبی فرمائش دیوتنگ عیار اور خوشنودی گاؤ دنگی گاؤ سوار یہ ارادہ ہو کر سو دو سو کوس جاکے
کسی پہاڑ کے درے مین حمزہ صاحبقران اور تمام انکے بارگاہ نشینون کے دشمنون کا سرکاٹ کر سمت سبائل لیجاکے دربار
لقاے بیصفا کی بارگاہ مین رسوخ اور نمود اپنی دکھلاکے مرتبہ پیغمبری کے گروہ جو مثل مشہور ہے دوہا جا کو راکھے سائیان مارنہ
سکے کوئے بال نہ بیکا کرسکے جو وہ جب بیری ہوے شعراگر تیغ عالم بجنبد زجاے نہ برد رگے تا نخواہد خداے غرض حسب اتفاق
شاہزادہ فرامرز عادی منزلی جو سلطان صاحبقران کی اجازت لے کے واسطے شکار کھیلنے کے گیا تھا وہ کہین اس طرف سے پھر
رہا آتا تھا انثناے راہ مین دور سے ڈنکے کی آواز جو اسکے گوش زد ہوئی تو فرامرز عادی منزلی نے اپنے ملازمون سے فرمایا کہ
ان ذرا آگے جاکے دریافت تو کرو کہ یہ سواری کسکی جاتی ہے جہان سے یہ آواز ڈنکے کی آتی ہے حسب الحکم ایک چوبدار اپنا
گھوڑے کو چمکاکے چلا اور اس چوبدار نے کوئی دو کوس کے فاصلے پر جاکے دیکھا کہ ایک شخص سوداگر کی صورت مسلح اور مکمل
گھوڑے پر سوار اسکے پیچھے قریب لاکھ سوار کے مسلح اور مکمل اور کئی ہزار شتر انپر بڑے بڑے صندوق چوبی مقفل کھینچے ہوے
نقارہ بجواتا بڑی شخصیت اور تمکنت سے چلا جاتا ہے چوبدار نے سدراہ ہوکے باواز بلند پوچھا کہ یہ سواری کسکی ہے لوگون نے کہا
کاوس کوہستانی کی چوبدار نے کہا کہ خیر کسی کی ہو شاہزادہ فرامرز عادی منزلی پسر خواندہ سلطان عالیشان امیر حمزہ صاحبقران
کی سواری آتی ہے شاہزادون کے سامنے کوئی ڈنکا نہین بجا سکتا ہے ڈنکا بجوانا موقوف کرو کاوس کوہستانی نے جو یہ گفتگو
اس چوبدار کی سنی تو نہایت سراسیمہ و مضطر ہوکے دیوتنگ عیار گاؤ دنگی گاؤ سوار سے پوچھنے لگا کہ کیون صاحب اب کیا تدبیر
کرون یہ شہزادہ کون ہے بدون جنگ وجدال اس سے مفر ہونا غیر ممکن ہے دیوتنگ نے جواب دیا کہ اے کاوس کوہستانی
تم حمزہ صاحبقران اور اسکے تمام بارگاہ نشینون اور بیٹے پوتون سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو کہتے تھے اس بیچارے فرامرز
عادی منزلی کی کیا حقیقت ہے یہ کچھ حمزہ کے بیٹے پوتون کی برابری نہین کرسکتا خیر یہ بھی ایک سردارون مین ہے تمھین اسقدر
پریشانی اور گھبرانا نہ چاہیے جس فریب سے حمزہ اور بادشاہ لشکر اسلام کو مع پانچ ہزار پانسو سردارون کے گرفتار کرلیا
ہے اس سے بھی چل کے ملاقات کرو وہی گفتگوئین وفریب کی یہ بھی درمیان مین لاؤ اگر تم اس سے بھی ویسی ہی باتین نکال
کے معقول ہوجاؤ اور کلمہ پڑھ کے دعوت کے حیلے سے خیمہ مین لاکے جھٹ پٹ کھانا اور شراب تیار کرواکے
تم اسے کھلا پلاکے جب بیہوش ہوجاے گرفتار کرکے صندوق مین بندکرنا اور اس کانٹے کو بھی نکالکے بے کھٹکے سب کو قتل کرڈالنا
اور سرون کو سب کے لیے ہوے خداوند باختر کے پاس چلنا یہ کہکے دیوتنگ عیار گاؤ دنگی نے کہا اس چوبدار کو ذرا بلاکے اپنے پاس
پوچھو کہ بھائی تم کیون آے تھے اور کیا کہتے تھے جب وہ کچھ کہے تو تم کہنا کہ بہت خوب ہماری کیا تاب وطاقت ہے جو ہم ڈنکا بجوائین
ہوا مین جملوں تو سوداگر رعایاے سرکار ہے مین یہ فوج وسپاہ فقط اپنے مال واسباب روپیہ پیسے کی حفاظت کے واسطے ہم
رکھتے ہین ہزارون سیکڑون فرسنگون ہر ایک اقلیم ودیار وکوہستانون اور جنگلون اور جزیرون مین ہم واسطے تجارت
کے آیا جایا کرتے ہین جو فوج وسپاہ اگر نہو تو ہمارا مال واسباب قطاع الطریق اور راہزنون کے ہاتھون سے کیونکر بچے اور
پھر وہ [illegible] تمھاری طرف سے آداب وتسلیمات شہزادہ عالم سے کہنا اور یہ کہ خادم [illegible] بڑی خطا

ہوئی نادانستہ غلام سے بیان ڈنکا بجوایا حضور کی سواری آنے کی غلام کو اطلاع نہ تھی کاؤس کوہستانی نے بموجب فریب
دیوتنگ اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کے اس چوبدار کو دور سے پہچان کے جو کچھ کہ دیوتنگ نے سکھلا دیا تھا کہنے لگا دو اشرفیاں چوبدار کو
انعام کی دلوائیں اور رخصت کیا چوبدار نے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے پاس آکے بیان کیا کہ حضور کاؤس بدخشانی نامی کوئی
سوداگر پیر ضعیف بہت خوب شخص ہے اُسکے ساتھ قریب لاکھ آدمیوں کے ہیں وہ ڈنکا بجواتا جاتا تھا جسوقت غلام نے اُس سے حکم
ابلاغ حکم سرکار کیا عتاب و خطاب کے خوف سے مثل بید لرزان اور ترسان ہوکر اسیوقت ڈنکا بجوانا موقوف کر دیا اور عرض
کرنے لگا کہ میں رعایائے سرکار سے ہوں میری کیا مجال جو میں ڈنکا بجواؤں نادانستگی سے یہ خطا غلام سے سرزد ہوئی امیدوار ہوں
کہ از راہ رعایا پروری معاف ہو فرامرز عاد مغربی نے یہ حال کاؤس کا سنکے فرمایا کہ کیا مضائقہ اگر پھر جاکے تم اس سوداگر سے
کہو کہ تمھارے پاس جو جو کہ اسباب و مال تجارت تحفہ اور عمدہ و بیش بہا ہو وہ ہمکو دکھلاؤ جو شے کہ اسمیں ہمارے پسند آئیگی قیمت حسب
دلخواہ تمھارے دلوا دیجائیگی حسب الحکم وہ چوبدار پھر اپنا گھوڑا دوڑا کے کاؤس کوہستانی کے پاس گیا اور جس طرح سے شاہزادہ
فرامرز عاد مغربی نے حکم دیا تھا اس کاؤس کوہستانی کو پہونچایا کاؤس کوہستانی نے کہا بسر و چشم بہت خوب اور یہ کہکے
اسیوقت بموجب ایماے گاؤ لنگی گاؤ سوار اور دیوتنگ عیار کے اسی مقام پر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ ہمارا لشکر آج یہیں اُترے
اور مقام ہو اور چوبدار کے سامنے جب لشکر کے مقام کرنے کو حکم دے چکا تب اُسنے خیمہ استادہ کروایا اور مع تمام اپنے مشیروں اور
مصاحبوں کے اُترکے خیمہ میں گیا اور سب کو حکم دے کر کہ تم یہیں مال و اسباب بحفاظت سنبھال کے اُترو اور میں شاہزادہ عالم کی حضور
میں ہوکے پھر اکے ابھی آتا ہوں بارے وہاں مال و اسباب اُترنے لگا اور کاؤس کوہستانی سوار ہوکے شاہزادہ فرامرز عاد
مغربی کے پاس چلا اور اپنے نوکروں سے حکم دے گیا کہ جس طرح سے دیوتنگ عیار اور اسرافیل درگاہ لقا گاؤ لنگی گاؤ سوار حکم
کہیں وہ تم کرنا القصہ کاؤس کوہستانی نے سر راہ آکے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی سے ملازمت حاصل کی اور عرض کیا کہ بیان
سوا میں خانہ زاد سے کچھ خدمت سرکار کی نہیں بن پڑتی بہر حال حضور سے غلام محجوب ہے فرامرز عاد مغربی نے اس حرامزادے کی
گفتگو سے معقول اور چرب زبانی اور لسانی سنکے کہا کہ ای کاؤس کوہستانی ہم تجھسے بہت خوش ہوئے تم خوب شخص ہو مگر یہ تو کہو کہ
تمھارا طریق اور مذہب کیا ہے کاؤس کوہستانی نے کہا کہ جو دین اور ملت آبائی اور اجدادی چلا آتا ہے وہی طریق غلام کا بھی ہے
فرامرز نے کہا کہ تمھارا آبائی اجدادی طریق کیسا ہے اُسنے کہا کہ خداوند سجدہ ہزار ملک باختر کی پرستش کرنا فرامرز عاد مغربی نے کہا کہ
لاحول ولا قوۃ تم کتنے بیوقوف ہو اس سنبھرے خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت سے تو تپا بھی نہیں ہل سکتا ہے تم کیا سمجھے اپنا خدا
کہ وہ لائق پرستش ہے خداے عزوجل جزو کل اور ہر لاشبہ و لاشریک شعر ہزار نقش از چونی و چندی و منزا ز پستی و بلندی و لعنت کر اس
بے حیا مشرک خدا پر اور ترک کر اس کفر و کافری کو کلمہ شہادت پڑھکے مسلمان ہو جا غرض دو گھڑی تک یہیں کاؤس کوہستانی
اور شاہزادہ فرامرز عاد مغربی سے حجت اور تکرار رہی آخر کو کاؤس کوہستانی نے از راہ فریب اور مکر شیطانی عرض کیا کہ شاہزادہ عالم
آپ بجا فرماتے ہیں میری ہی عقل و فہم کی غلطی تھی پھر جو اس دین اسلام کو قبول کرے وہ کیا کہے فرامرز عاد مغربی نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا
کاؤس کوہستانی بکر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا جب مسلمان ہو چکا تو عرض کرنے لگا کہ ای آقاے کونین شہزادہ عالم غلام نے سنا ہے
کہ طریق اسلام میں اجابت دعوت کی از جملہ واجبات ہے اور ثواب و دارین مومنین طواف بیت اللہ سے افضل تر ہے لہذا بمضمون
اس شعر کے شعرا صاحب کرامت شعرانہ کرامت و روزے نقدے کن درویش بینوا را غلام امید عطیات خاقانی اور
مراحم خسروانی سے یہ رکھتا ہے کہ اگر اکر ورد ببارے خوان نعمت گزین نبان جوین قناعت فرمائیے تو زہے افتخار بندہ ہوا اور
اُس ذریعے سے جو حضور غلام کے خیمے میں تشریف لے چلینگے تو وہیں جو کچھ اسباب اور مال اور تحفہ تحائف
وغیرہ ہر غلام حضور کو دکھلائیگا پھر جو کچھ کہ اسمیں سے پسند فرمائیگا کچھ قیمت پہ منحصر نہیں وہ سب

حضور پر سے تصدق ہو فرامرز عاد مغربی نے کہا کہ دوست بخشش ذی سبب تمھاری نے اگر گرما دیا تو مجھے بہتر ہو چکا تھا تو اگر
کوئی کافر بھی دعوت کرے تو اُسے بھی ۔ دو روز تک تمھارے یہاں جب کے ہمیں دعوت کھانے میں کیا عذر اور تمام مال اور
وہ اسباب اور مال تجارت تمھارا تمھیں مبارک ۔ ہے بجائی میں بیٹھ گیا کہ وہ تو نگر ہیں جو کوئی شے بسی تمھارے مرغوب طبع ہوگی
میں کہتے کہہ دینا گاؤس کوہستانی نے پھر یہ عرض کی کہ حضور بہت خوب جیسا ارشاد ہوگا غلام ویسا ہی کریگا مگر کل مجکو
آپ میرے خیمے میں قدم رنجہ فرمائیے وہیں چشمے ہیں ہر ایک رنگین کا ۔ سیمین آرام فرمائیں آگے جس وقت مزاج مبارک
آگے سوار ہوائیں فرامرز نے کہا اچھا ہم کوئی پہر دن چڑھے کل ضرور تمھارے یہاں آکے دعوت کھا جائیں گے غرض کاؤس
کوہستانی یہ فقرے بازی کرکے رخصت ہوا اور اپنے خیمے میں آکے سارا حال دیو تنگ عیار سے بیان کیا دیو تنگ عیار نے
اُسیوقت سے تیاری دعوت کی شروع کی اور وہ جتنے صندوق پانچ چھ ہزار تھے تمھیں لا کر چھ ہزار پانچ سو کہیں ہزار اور
سلطان صاحبقران نامدار اور بادشاہ لشکر اسلام بیہوش پڑے بند تھے ان صندوقوں کو بطور عمر قندیلوں کے چاروں طرف میدان
میں رکھوا دیا اور ان صندوقوں کے اندر جو میدان تھا اس میں جو کچھ خیمے کو لگوایا خوش قطع تخچوں چاندنیوں کا کرکے ایک
سمت ایک مسند پارچہ دیبائی بہت خوشنما کا تکیہ بہت بھاری پشت پر لگا کے عطردان پاندان پیکدان چوطرفہ خاصدان
اگالدان فیروزہ ظروف مرصع کار قرینے قرینے سے رکھ دیے سوا اس کے ارباب نشاط کے طلب کرکے تیاری معقول کر رکھی
اور باورچی خانے میں جا کے پلاؤ قلیہ قورمہ غرض جتنا کھانا تھا سب میں بیہوشی عادی جتنی گلابیاں شراب کی کشتیوں پر چنی رکھی
تھیں ان گلابیوں کی شراب میں بھی بیہوشی خوب آمیختہ کر دی تھی جب وقت صبح کا ہوا اُسوقت دیو تنگ نے کاؤس کوہستانی
کو ترغیب کیا کہ اب تم توقف نہ کرو لازم ہے کہ آپ سوار ہوکے بہ کمال تواضع و تکریم فرامرز عاد مغربی کو یہاں لاؤ اور بس جھٹ
پٹ اُسے بیہوش کرکے پکڑ لو اور یہاں سے کوچ کر جلد ٹھہرنا اور زیادہ توقف کرنا اچھا نہیں چنانچہ کاؤس کوہستانی یہاں
تن تنہا بجان واحد سوار ہوکے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے لشکر میں گیا اور فرامرز عاد مغربی کو اپنے ہمراہ بڑے اعزاز و تکریم
سے اپنے خیمے میں لایا اور صدر جاہ و حشمت پر بٹھا کے ہر کام میں فقط سرگرم کار تھا اور سامنے جو طائفے حاضر تھے انکو
اشارہ کیا طبلوں پر تھاپ پڑی آواز ہوش ربا ہوش نوش نوش کی بلند ہوئی شعر ہوئی گانیوالوں کی اک دھوم دھام تماشائیوں
کا ہوا اژدہام ہوئے اہل رقص و طرب جمع آج اسطرح ناچ گانے کا تھا جو بجا حسب اتفاق ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو چلی
تو یل عادیان پور شدادیان کپتیان کرب بن کودکرب عمرو معدی یعنی پہلوان عادی کا پیٹ تو بہت بڑا ہے اور جوان
قوی ہیکل تنومند بازو جیسا کہ ایس گز کا دور کمر کا ہے تو پہلوان عادی کو کچھ یوں ہی سی بیہوشی اثر کر گئی تھی اس شور و غل
میں گانے بجانے کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو صندوقوں کی درازوں میں سے پہونچی تو پہلوان عادی کی آنکھ کھل گئی اور
ساتھ آنکھ کھلنے کے ادھر تو شور و غل گانے بجانے اور ناچ کی محفل کا ادھر خوشبو اقسام اقسام طرح کے کھانے پلاؤ زردہ
مطنجن شیر برنج باقرخانی وغیرہ کی جو پہلوان عادی کے دماغ میں پہونچی تو بیتاب ہوگیا اور ایک مرتبہ اسی صندوق میں سے
پڑے پکار پکار کے ارے او کمبخت لاند ہور تم کیسے سنگدل ہو تم اب بھی اگر گاؤ دشتی کرتا ہو تو پہلے اس جانور کو کھانا کھلا لیتے ہو پانی
پلا دیتا ہو تب ذبح کرتا ہو یہ انواع انواع اقسام اقسام طرح کا کھانا تمھے جو پکوایا ہے تو مارے بھوک کے میں مرا جاتا ہوں ارے کو دوبیدہ
تھوڑا سا مجھے بھی بھیجدو کہ میں کھاؤں پھر تم چاہنا مجھے قتل کرنا یہ آواز پہلوان عادی کی سنکے دیو تنگ عیار اور گاؤ دشتی گاؤ
سوار اور کاؤس کوہستانی تو ادھر ادھر کہیں کے طرح رہ گئے مگر شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے فرمایا کہ ہاں ہاں ذرا گانا تو موقوف
کرو سنو تو یہ کون کہاں کھڑا غل مچاتا ہے کہ میں بھوک کے مارے مرتا ہوں مجھے تھوڑا سا کھانا کھلا دو دیو تنگ عیار اور گاؤ دشتی گاؤ
سوار دونوں صورتیں تبدیل کیے ہوئے برابر کاؤس کوہستانی کے جو بیٹھے تھے انھوں نے جواب دیا کہ شہزادہ عالم

یا ہر خیمہ کے کوئی فقیر ہوگا دیکھیے خیر منگانے بیٹھے ہیں یہ کہکے بات کو ٹال دیا اور ارباب رقص و سرود سے اشارے سے
کہا کہ ہاں تم سب کیوں خاموش ہو رہے گاؤ بجاؤ پھر ناچ گانا شروع ہو گیا پھر جزی پہلوان عادی نے بہ آواز
بلند کہا کہ او فالودہ خور حرامزادہ میرا مارے بھوک کے دم نکلتا ہے کاش اس عذاب سے مجھے ایکمرتبہ ذبح کر ڈالو ورنہ تھوڑا سا کھانا مجھے بھیجو
پریشان ہو رہا ہوں فرامرز عادمغربی نے ہنسکے پوچھا کہ واسطے خدا کے جو یہ کون فریاد کرتا ہے تم نے کسی نے باہر خیمے کے جاکے دریافت نہ کیا ایک مرتبہ
پھر کاؤس کوہستانی اور دیوتگ عیار نے یون ہی ڈہسکے ٹال دیا دو گھڑی ہوا ایک مرتبہ پہلوان عادی نے پھر بہت شور و غل
کرکے گالیاں دینا شروع کیں اور کہا کہ او خبیث شیطان مجسم تو نے بے سبب مجھے کس جرم پر یہاں صندوق میں بند کیا اور بھوکا
پیاسا میں تڑپتا ہوں او مادر بخطا بقول سعدی شیرازی کے مصرع با ہش بادادہ و دیدار قفس از دکن ؎ یکی مرتبہ جو یہ آواز
جماعت شاہزادہ فرامرز عادمغربی کے گوش زد ہوئی تو اپنے جی میں یہ سوچ کے کہ یہ آواز تو پہلوان عادی کی سی معلوم
ہوتی ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ انھیں صندوقوں میں کوئی قید ہے نہایت درہم برہم ہو کے کاؤس کوہستانی کی جانب مخاطب
ہو کے فرمایا کہ بجہ دوم مرتبہ تھے کہا کہ یہ کون نالہ و فریاد کرتا ہے مجھے دریافت کرکے بتا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور یہ آواز
کسی صندوق میں سے آتی ہے تجھے کس کو کسی صندوق میں قید کیا ہے بلا تو یہ ماجرا اصل بیان کر کاؤس کوہستانی سے
اور تو کچھ جواب بن نہ پڑا جلدی میں کہنے لگا کہ میرا ایک غلام بڑا بدذات حرامزادہ ہے اسنے کچھ مال و اسباب تجارت کا میرا چوری
کیا کچھ اسنے بیچ ڈالا کچھ برباد کیا اور جب اس سے پوچھو تو کچھ پتا سراغ اسکا ہرگز نہیں بتاتا ہے اسو سطے میں نے بطور
چشم نمائی کے صندوق میں بند کر دیا ہے شاہزادہ فرامرز عادمغربی نے فرمایا کہ کیا مضائقہ تم اسکو صندوق سے نکال کے ہمارے
روبرو لاؤ از روے عدالت اور نصفت بعد تحقیقات جو انصاف ہوگا وہ کر دینگے یہ کلام شاہزادہ فرامرز عادمغربی عالی
مقام کا سنتے کاؤس کوہستانی اور کاؤس کے گاؤ سوار کا رنگ فق ہو گیا اور دیوتگ عیار کیفیت دیکھنے لگے دیوتگ عیار
نے بہ کنایہ و اشارہ کہا کہ واہ صاحب اسی حوصلہ اور شجاعت پر تم گئے تھے کہ میں حمزہ صاحبقران کا مقابلہ کرونگا بھلا
وہاں تو پانچ ہزار پانچسو چین شاہ و شہریار ہیں کہ نہیں بلکہ ایک ایک رستم صولت سہراب زمانہ اشجع دہر غیور و صف کارزار ہے اس
ایک متنقف فرامرز عادمغربی سے تو تم ڈرے جاتے ہو وہ تمہارا کیا کر لیگا تم جواب دو کہ صاحب میں اپنے گھر کا مختار ہوں
تمہارے سامنے اس اپنے خادم کو لانے سے مجھے مطلب کیا ہے چنانچہ کاؤس کوہستانی نے بموجب سمجھانے دیوتگ عیار کے
شاہزادہ فرامرز عادمغربی کو جواب دیا کہ شہزادہ عالم آپ اپنے ملک کے مختار ہیں میں اپنے گھر کا مالک ہوں میں اپنے
غلام کا حاکم ہوں چاہوں حق یا ناحق اسے مار ڈالوں آپ کو عدالت اور نصفت اور آپکے تصفیہ سے کیا واسطہ ہے بس یہ تقریر
کاؤس شریر کی سنکے شاہزادہ عالم شدت غیظ سے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور نہایت درہم برہم ہو کے کہنے لگا کہ او بدذات
یہ کیا تو بکبک مارتا ہے جلد لا اس اپنے غلام کو ورنہ اسیوقت تجھے بسزاے اعمال پہونچاؤنگا کاؤس کوہستانی یہ کہکے کہ ہاں
او فرامرز زبان دراز کر گذرا تم تھا زندہ و سالم قبضۂ تیغ پر ہاتھ ڈال کے سمت شاہزادہ عاد حملہ آور ہوا اور ساتھ
اس بدذات کے چارسو پانچسو جو اسکے مصاحبین مقربین سپہ سالار اور سردار تھے ہاں ہاں کرکے چاروں طرف سے سپریں
تلواریں پکڑ کے شاہزادہ عالم پر آن گرے شاہزادہ فرامرز عادمغربی بھی یہ نعرہ کرکے کہ نعرہ عادمغربی منم صف شکن اشجع
روزگار پسر خواندہ حمزہ نامدار مثل شیر صحرائی شمشیر زنی کرنے لگا نعرہ فرامرز پہلوان عادی کے جو گوش زد ہوا
تو اسنے ایکمرتبہ غیظ و طیش کی حالت میں اپنے دونو ہاتھوں کا ایک زور سے جو دیا تو صندوق کے دونوں بازوں کے تختے ٹوٹ
گئے اور بے ساختہ پہلوان عادی نے صندوق میں سے نکل کے اسی صندوق کو اٹھا لیا اور یہ نعرہ کرکے نعرہ پہلوان عادی پلہ دار
پور شدادیان ؎ منم عمرو عادی رستم زمان ؎ گران ہر کرا بار تن بر سر است ؎ بگم عالم جنبش بدست من است

فوج پر کاؤس کوہستانی نے مارنا شروع کیا پہلوان عادی کی آواز سے سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام کی آنکھ کھل گئی
صاحبقران دوران نے آپکو صندوق میں بند دیکھا اور نعرۂ پہلوان عادی اور شور و غل ندم و پیکار کا سنکے جانا کہ شاید
مجھے اس سوداگر نے شراب بیہوشی آمیختہ پلا کے عالم غفلت میں اس صندوق میں بند کر لیا ہی اسی وقت زور کر کے صندوق کو
توڑ کر نکلے یا حفیظ اللہ اکبر جگر سے کھینچی صدائے نعرۂ صاحبقران دوران جو لشکر کوس تک جاتی ہی ساتھ نعرہ کے جتنے سردار
اور شاہ و شہریار صندوقوں میں بیہوش پڑے تھے سبکی بیہوشی زائل ہوگئی اور جسکی آنکھ کھلی وہ صندوق کو توڑ کر نکلا اور وہی صندوق
پکڑ کر مصروف حرب و ضرب ہوا خلاصہ یہ کہ آن واحد میں پانچہزار پانچسو پچپن سرداران لشکر فیروزی اثر سبکے سب جو صندوقوں کو
توڑ کر جو نکلے تو وہی صندوق ہاتھ میں لیکر آمادۂ کفار کشی اور سرگرم رزم و پیکار ہوے مگر سپر و تلوار سوائے شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کے
اور کسیکے پاس نہ تھی اس شاہزادۂ اشجع روزگار نے یکہ و تنہا ایسی شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اور تلوارین مارتا ہوا
کاؤس کوہستانی کے پہونچ گیا اور کاؤس کوہستانی کو یہ تنبیہ دے کے کہ باش ای کافر بدذات کہ تو کدام تا صحیح و سلامت
کہ از دست من زندہ روی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے چاہتا تھا کہ تلوار مارے ناگاہ پانون فرامرز عاد مغربی کا وہان کسی چوہے کے
خانہ تھا اسمین جا پڑا اور تلوار شاہزادۂ والا تبار کی کاؤس نابکار کے سر پر اوچھی پڑی اور اس علیہ اللعن نے جو بطپانچہ
تمام تلوار ماری تو شاہزادہ فرامرز نے ہر چند سپر کو نیچا کیا تھا مگر زبردست کے ہاتھ کی تلوار تھی سر کو کاٹ کر تا دوابرو اتر گئی فرامرز
نے اسی حالت زخم داری میں و استادہ مارا کہ تلوار تو جنت کے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی بہ کر منہ پر آ گئی تھی اس عرصہ میں
شاہ و شہریار زادے اور سردار مع سلطان حمزۂ صاحبقران نامدار جو چار طرف وہ صندوق پکڑ پکڑ کے دشمن میں میں تیغ
جہنم واصل کرتے آتے تھے ان سبھون نے جس سوار کو اپنے برابر آتے دیکھا اس کا ٹوکو ٹانگ پکڑ کے تلے گرا دیا اور جھٹ پٹ
جھپٹی تمام انکے گھوڑے پر سوار ہو کے انکی سپر تلوار لیکر قتل عام کرنا شروع کیا تھا اور اسقدر رعب و خوف تمام لشکر پر
کاؤس کے چھا گیا تھا کہ ادھر تو اندے کے زخم کاؤس کے سر پر آ گیا تھا اور تمام سوار لسکے ساتھ کے بھاگ کھڑے ہوے اور
قریب بیس چالیس ہزار سوار کے الامان الامان پکارنے لگے ادھر سے غازیان دینداران نے بہ آواز بلند کہا کہ امان بشرط
ایمان غرض جو لوگ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے انکو تو چھوڑ دیا باقی کئی ہزار کفار نابکار کو تہ تیغ بیدریغ کر کے جہنم
واصل کیا اور ادھر گاؤ لنگی گاؤ سوار وہان سے بھاگ کر ملک بربرین آیا غرضکہ جبکہ سلطان صاحبقران
بعظمت و جودت تمام و بشوکت مالا کلام مظفر و منصور ہو کر مع شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کے اپنی بارگاہ میں
آ کے داخل ہوے تب بر سبیل مذکور اور تحقیقات حال کاؤس کوہستانی کہ یہ کون شخص تھا اور یہ عیاری اور دغا
اسنے کیونکر سکیے زبانی ان لوگون سے جو کہ ہمراہی اور ملازمین مقربین و مصاحبین کاؤس کوہستانی کے تھے اور وہ دم کام
مصاف میں بوقت جہنم واصل ہونے کاؤس کوہستانی کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے تھے اور ہمراہ سلطان
صاحبقران کے آئے تھے سارا حال دیو تنگ عیار کی عیاری اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کی شراکت کا مفصلاً اور
مشروحاً از ابتدا تا انتہا امیر با توقیر کو دریافت ہوا سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران گاؤ لنگی گاؤ سوار
کی ایسی حرکت سے اپنے دل میں نہایت متحیر اور مکدر رہتے کہ گاؤ لنگی نے باوصف اسکے کہ کلمہ شہادت پڑھ کے
اسلام قبول کیا تھا یہ شقاوت اور عداوت اسے مجھسے کس باعث سے تھی ناگاہ سامنے سے گاؤ لنگی گاؤ سوار
رومال سے اپنے دونون ہاتھ باندھے بارگاہ میں بحضور سلطان صاحبقران آیا اور روتا ہوا یہ شعر پڑھکے عرض کیا شعر

ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو	آن کس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو	من بد کنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میان من و تو چیست بگو

ای سلطان عالی وقار امیر حمزۂ نامدار عاصی خاطی رو سیاہ ہر چند کہ واجب القتل ہی مگر مضمون اس رباعی پر رحم کیجے

الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس شعور بناشم قابل عفو تو اینک عشت و تیغ و کفن نمیدارم کر خواہد خواست از دست تو داد اور یہ سو واسطے غلام کو دیکھ
عیار اغوا کرکے اُس کاؤس کوہستانی کے لشکر مین لے گیا تھا اور سمجھاتا تھا کہ تم سے کچھ سروکار اور باز پرس کمین ہنوگی تم
الگ رہو کاؤس کوہستانی سمجھ لیگا باقی یہ حال عیاری مکاری کا اور سردارون اور حضور کے دشمنون کو بیہوش کرکے
صندوقون مین بند کرنے کا غلام کو مطلق معلوم نہ تھا جسوقت پہلوان عادی صندوق توڑ کر نکلا اور سب سردار نعرہ کرکے
نکلے اُسوقت غلام کو یہ حال معلوم ہوا سلطان صاحبقران نے یہ گفتگو گاؤ لنگی گاؤ سوار کی سنکر سر جھکالیا اور از راہ مروت اور از راہ جرم
بخشی اور عذر نیوشی سے فرمایا کہ اے گاؤ لنگی گاؤ سوار خیر بر گذشتہ صلوۃ اگر بصدق دل تم کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو
تو پھر جتنے جرم تمھارے ہین معاف کیے مگر آگے پھر کبھی ایسی خطاے فاش اور حرکت ناشایستہ نکرنا ابھی اتنا سمجھ لو کہ شعور
وعدۂ اقبال مین ممکن نہین دشمن سے رنج نہ مشتعل ہو آگ جب تک آب ہو اُسکی غذا و تائید اسلام کی قدیم الایام سے
چلی آتی ہے تمکو لازم ہے کہ زنگ کفر اپنے دل سے بالکل دور کرڈالو گاؤ لنگی گاؤ سوار بکمال عجز و انکسار اشکبار ہو کے پھر
دوڑکر قدمون پر سلطان نامور کے گر پڑا اور از راہ مکاری اور بد باطنی بظاہر بہت سی لسانی اور چرب زبانی کرکے کہنے لگا
کہ اگر پھر کبھی ایسی حرکت غلام سے سرزد ہو تو اسوقت غلام کو قتل کرا دیجئے گا کیا مجال اور کیا قدرت اور طاقت غلام
کی ایک مرتبہ ایک دھوکا غلام کو ہوگیا اور غلام کی تقدیر مین یہ روسیاہی لکھی تھی غرض یہ باتین کرکے اب پھر گاؤ لنگی گاؤ
سوار بارگاہ سلیمانی مین اپنی جاے معینہ پر بیٹھنے لگا

داستان حیرت نشان ظاہر ہونا ایک نقابدار زرد رنگ کا صحرا کی طرف سے اور دیکھنا اسکو امیر باتوقیر کا اور دریافت حال نقابدار کرنا خواجہ عمرو سے اور بیان کرنا خواجہ عمرو کا پھر داخل ہونا اُس نقابدار کا حرم سراے حمزۂ صاحبقران مین اور بغیظ و غضب اُٹھکر جانا امیر باتوقیر کا حرم سرا مین واسطے قتل کرنے نقابدار زرد رنگ کے اور بعد دریافت حال پھر آنا حمزۂ صاحبقران کا اور پوچھنا عمرو کا کیفیت نقابدار کی اور بیان فرمانا حمزۂ صاحبقران کا

مُوران اخبار حیرت اثر و کاتبان واقعۂ عجیب تر اس داستان حیرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بارگاہ سلیمانی مین تشریف رکھتے ہین اور سرداران نامی اور پہلوانان گرامی بہادران
ستور شعار اور دلاوران چیدہ روزگار علی قدر مراتب و مناصب دنگلون پر یمین و یسار حمزۂ صاحبقران بیٹھے ہوئے
ہین خواجہ عمرو بھی بارگاہ سلیمانی مین کرسی زر پر جلوہ فرما ہین چارجانب سردارون پر نظر کر رہے ہین ہر چند کہ جملہ
اسباب عیش و عشرت مہیا اور موجود ہے لیکن امیر باتوقیر نے جو سنا ہے کہ رستم خان کو گاؤ لنگی نے قید کرلیا ہے اسوجہ سے
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کو کمال صدمہ ہے آثار حزن و ملال چہرہ امیر باتوقیر سے ظاہر
و ہویدا ہے کمال افسوس کر رہے ہین اور فرما رہے ہین کہ رستم خان کو اُسکے پدر ناہنجار گاؤ لنگی گاؤ سوار نے قید
کرلیا افسوس ہزار افسوس عجب دلاور اسیر ہوگیا دیکھیے اب کبتک وہ دلاور رہا ہو کر ہمسے آکر ملتا ہے اور غنچۂ دل اپنا
مثل گل کھلتا ہے بہادران دست راستی اور دلاوران دست چپی عرض کر رہے ہین کہ حضور اس جری کے قید ہوجانیکا
اس درجہ صدمہ نکرین انشاءاللہ جلد تر اس بہادر کی صورت رہائی ظہور مین آئیگی خواجہ عمرو کوئی نہ کوئی اس بہادر
کی رہائی کی تدبیر کرینگے خواجہ عمرو گفتگو سرداران کی سنکے بڑبڑاتے تھے کہ کسیکو عمرو کی پریشان خاطری اور تنگدستی
کی تو کچھ فکر نہین ہے اگر ہے تو یہی فکر ہے کہ عمرو سے کارہاے دشوار لینا چاہیے اور کارہاے سخت و صعب بغیر روپیہ خرچ
کیے نہین نکلتے ہین کیونکہ مشہور ہے کہ روپیہ دنیا کا مشکل کشا ہے غرض جملہ سرداران بے مثل و نظیر تقریر خواجہ عمرو سن کے ہم

اور حمزۂ صاحبقران کی جانب سے محو حیرت ہوکر خواجہ کی باتوں پر مسکرا رہے تھے ناگاہ جانب صحرا کچھ غبار بلند
ہوا سرداران دست راست جانب صحرا دیکھنے لگے جسوقت حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ سرداران دست راست
صحرا کی طرف دیکھتے ہیں خود بھی زور ذات ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نے سوے دشت نظر کرکے ملاحظہ فرمایا
کہ کچھ غبار صحرا کی طرف بلند ہے امیر باتوقیر بھی جانب صحرا دیکھ رہے تھے یکایک اس غبار سے ایک نقابدار زمرد پوش
ظاہر ہوا امیر باتوقیر نے بوجہ دور ہونے کے بنظر غور جو ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ تیغ نقابدار زمرد پوش کا اسی طرف ہے جب
وہ نقابدار راہ دشت طے کرکے کسیقدر قریب آیا اسوقت امیر حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش برچھا
ترچھا کنوتی پر مرکب کی رکھے ہوئے ہے شمشیر آبدار زیب کمر ہے خود فولادی سر پر ہے زرہ بیش قیمت زیب تن آراستہ ہے
دست و پا قوی معلوم ہوتے ہیں نقاب زمرد رنگ چہرہ پر ہے مرکب شبرنگ پر سوار ہے شبدیز کو دوڑاتا ہوا اسطرف چلا آتا
ہے جسوقت امیر باتوقیر نے اچھی طرح اس نقابدار کے سراپا کو دیکھا خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر یہ فرمایا کہ دیکھنا خواجہ
یہ نقابدار بہادر اور دلاور معلوم ہوتا ہے کیونکہ آثار شجاعت وجوانمردی اسکی شہسواری سے ثابت اور ظاہر ہوتے ہیں سوا
اسکے اے خواجہ دست و پا بھی اس نقابدار کے ماشاءاللہ کسرتی معلوم ہوتے ہیں شاید اس نقابدار کو پہلوانی سے بھی شوق ہے
اور فن سپہگری سے بھی بظاہر اسکو آگاہی ہے اے خواجہ جبسے میں نے اس نقابدار کو آتے دیکھا ہے دل ہمہ میں بیتاب و بیقرار
ہے بے اختیار اسوقت دل یہی چاہتا ہے کہ اس نقابدار کو اپنے سینے سے لگا لیجے اور آنکھیں یہی چاہتی ہیں کہ اس نقابدار کو دیکھا
کریں اے خواجہ کچھ تمکو معلوم ہے کہ یہ نقابدار کون ہے کسکے گلشن کا سرو ہے اور کسکے گلستان کا گل ہے خواجہ عمرو نے اس نقابدار
زمرد پوش کو دیکھکر کہا کہ اے امیر باتوقیر میں اس نقابدار زمرد رنگ کے نام و نشان اور حسب و نسب سے تو مطلق آگاہی
نہیں رکھتا لیکن اتنا خوب جانتا ہوں کہ یہ نقابدار عالی وقار نہایت شجاع اور دلاور ہے فیل مست آگے اسکی قوت کے ایک
پشہ ہے اور شیر نر آگے اسکی طاقت کے ایک روباہ ہے اگر اس زمانہ میں رستم بہمن بھی ہوتا تو قوت میں آگے اس نقابدار
جرار کے نزدیک صاحبان انصاف کے ایک زال تصور کیا جاتا اور اگر سام بن نریمان فی زمانہ زندہ ہوتا تو اس نقابدار کا
فن سپہگری اور پہلوانی میں برغبت تمام شاگرد ہوتا اور اگر اس عہد میں سہراب اور برزو اور گیو اور بیژن اور افراسیاب
اور اسفندیار وغیرہ پہلوانان ایران و نامداران توران بقید حیات ہوتے اور سب ملکر اس نقابدار سے روبرو بہادر وجرار
سے میدان میں مقابلہ کرتے تو یہ نقابدار عالیوقار بوجہ شجاعت خداداد وحملہ نامداران مسطور کو ایک چشم زدن میں شکست
فاش دیکر ایک رسن میں بسہولت باندھ لیتا اور کچھ بھی اس نقابدار کو وقت نہوتی جسوقت اس درجہ تعریف نقابدار
زمرد رنگ کی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے زور ذات ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران کے سامنے کی تو امیر باتوقیر نے
خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ اسقدر تو جو مبالغہ کرو تجھے تو اسوقت اس نقابدار کی اسقدر تعریف کی انتہا سے بھی جا کی
اے خواجہ مجکو تمہارے اس کلام کا اسوقت یقین ہوگا جب تم کوئی وجہ اور دلیل اس نقابدار کی شجاعت کے باب میں
یوں بیان کروگے کہ خود میں نے اس نقابدار کو میدان جنگ میں فلان بہادر سے لڑتے ہوئے دیکھا اور فلان دلاور کو
قتل کرتے ہوئے دیکھا جب خواجہ عمرو نے یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سے سنی جواب دیا کہ اے امیر باتوقیر میں نے جو اس
نقابدار زمرد رنگ کی تعریف کی کچھ زیادہ نہیں کی اور میں مطلق مبالغہ نہیں بولا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی دلیل
اس نقابدار کی میں بیان کروں تاکہ آپ کو میرے کلام کی تصدیق ہو تو سنیے میں ابھی بیان کرتا ہوں اے امیر باتوقیر
آگاہ ہو جیے کہ جب آپ معظم رہائی کی تھی میں تھے اور لشکر گاوتنگی گاوسوار سے اور آپ کے لشکر سے کئی مرتبہ
مقابلہ ہوا تھا اور پہلوانان لشکر گاوتنگی گاوسوار نے آپکے ونی والی ہراول لشکر کو قتل کرنا شروع کیا تھا اسوقت ہی نقابدار

زمرد رنگ اسی حالت سے ہنگام جنگ آتا تھا اور بڑے بڑے پہلوانان لشکر گاو لنگی سے مقابلہ کرتا تھا اور طرفۃ العین میں
ہر ایک پہلوان کو قتل کرتا تھا اور جسوقت جنگ موقوف ہوتی تھی یہ نقابدار عالی وقار توقف نہ کرتا تھا اور شب گھوڑے کو
دوڑا کر راہ صحرا کی لیتا تھا اسی طرح ہر روز وقت مقابلہ ہر دو لشکر صحرا کی طرف سے ظاہر ہوتا تھا اور وقت ستیز نامی پہلوانوں سے
مقابلہ کرکے انکو اسطرح قتل کرتا تھا کہ آپ کے لشکر کے جملہ دلاور بے اختیار تعریف اس نقابدار تہور شعار کی کرتے تھے اور حیران
تھے کہ نہیں معلوم یہ نقابدار جرار کون ہے مگر اب تک کسی کو اس نقابدار کے حال سے آگاہی نہیں ہوئی تھی ای امیر باتوقیر آپ
اسی وجہ سے اس نقابدار زمرد رنگ کی شجاعت کی تعریف کی تھی اور یہی نقابدار باعث آپ کی رہائی کا بھی ہوا ہے امیر باتوقیر
نے فرمایا ای خواجہ اس امر کو بھی مفصل بیان کر کیونکہ یہ نقابدار میرے رہا ہونے کا باعث ہوا خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ
صاحبقران اسی زمانہ جنگ و جدال میں ایک روز اس نقابدار نے مجکو اپنے قریب طلب کرکے یہ کہا تھا کہ اگر تین روز کی مدت میں
تمنے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کو مظفر فاریابی کی قید سے نہ رہا کیا تو اس شمشیر آبدار سے تمہارا
سر کاٹونگا اور نوک نیزہ پہ بلند کرونگا اگر تم لاکھ عذر کروگے میں کسی طرح کوئی عذر نہ سنونگا اور تمکو ہرگز زندہ نہ رکھونگا ای
امیر باتوقیر نقابدار زمرد رنگ مجسے یہ تقریر کرکے چلا گیا تھا میں نے بجاے خود خیال یہ کیا تھا کہ ای عمرو اگر تو نے موافق کہنے
نقابدار کے حمزہ صاحبقران کو رہا نہ کیا تو ضرور بالضرور یہ نقابدار تیرے خون سے اپنی تلوار رنگین کریگا اور کسی طرح زندہ
نہ چھوڑے گا پس ای امیر باتوقیر میں نے اس نقابدار سے خائف ہوکر آپ کو رہا کیا ورنہ یہ نقابدار مجکو ضرور قتل کر ڈالتا خواجہ
عمرو ابھی یہ گفتگو امیر باتوقیر سے کر ہی رہے تھے کہ ناگاہ وہ نقابدار زمرد رنگ سمند صبا رفتار کو دوڑا کر مثل باد صرصر بارگاہ
سلیمانی کے قریب سے جانب حرمسراے حمزہ صاحبقران نکل گیا امیر باتوقیر نے خیال کیا کہ گھوڑا نقابدار کا بے تیز کام ہے
سے نقابدار یہاں سے آگے نکل گیا ہے اب ادھر سے گھوڑے کو پلٹا کر میرے پاس یقیناً آئیگا میں جلد اس نقابدار سے عرض
کرونگا کیونکہ یہ میرا محسن ہے اور اگر کسی امر اہم کے بارے میں یہ نقابدار مجسے ملتجی ہوگا تو بھی میں بصد خوشی بسر و چشم اسکا
اقرار کرونگا اور اگر یہ بوجہ قتل کرنے بہادران لشکر گاو لنگی کے طالب زر و جواہر کا ہوگا تو بھی اس نقابدار کو موافق اسکی خواہش
کے دونگا امیر باتوقیر تو بارگاہ سلیمانی میں یہ خیالات کر رہے تھے لیکن اب حال نقابدار زمرد رنگ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ
نقابدار بارگاہ سلیمانی کے قریب سے جلد تر گھوڑے کو دوڑا کر حرمسراے امیر باتوقیر پہ پہونچا اور قصد اندر جانے کا کیا دربانان
حرمسرا نے منع کیا لیکن اس نقابدار نے ہر ایک دربان کو جھڑک دیا اور بار دگر ارادہ حرمسرا میں جانے کا کیا اسوقت ہر ایک
دربان اور چوبدار نے بڑھ بڑھ کر روکا اور کہا کہ ای نقابدار یہاں سے چلا جا ورنہ بہت پچھتائیگا ارے کیا دیوانہ ہے کہ ناموس زلزلۂ
قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان میں بغیرت دخل چلا جاتا ہے کچھ تجکو اپنی جان جانے کا بھی خوف نہیں کیا
کیا ہو کہ ابھی اگر کوئی بہادر مثل شاہزادہ بدیع الزمان تجکو آکر اس بے ادبی کی سزا سخت دے پس ہمارے نزدیک
مناسب یہی ہے کہ تو اپنے خیال محال سے باز آ اور جبتک تجسے بھاگا جائے بھاگ جا ورنہ سرداران حمزہ صاحبقران تجھے
زندہ نہ چھوڑینگے اور ہم لوگ نمکخوار قدیم حمزہ صاحبقران کے ہیں کسی طرح تجکو اندر حرمسرا کے جانے نہ دینگے اور ہمنے
اسوقت تیرے حال پر رحم کرکے تجکو چھوڑ دیا ورنہ ہمیں سب تیرے ہلاک کرنے کو کافی تھے جب نقابدار زمرد رنگ نے
ہر ایک دربان وغیرہ کی تقریر سنی اسکو کمال غصہ آیا اور دربانوں پہ تلوار کھینچنا خلاف بہادری اور دلاوری جانا لیکن جوتوں
اور گھونسوں سے چند دربانوں کو اسطرح مارا کہ سر انکے پھٹ گئے جنھوں کو طمانچے اس زور سے لگائے
کہ منہ انکے ٹیڑھے ہوگئے اگر کوئی اُن دربانوں کی چہروں کو اسوقت دیکھتا تو اسکو یقین کامل ہوتا کہ انکو
لقوہ ہو گیا ہے اسی وجہ سے منہ انکا ٹیڑھا ہوگیا ہے قصہ کوتاہ بہت سے دربان مجروح ہو گئے اور باقی

فریاد و فغان کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی کی طرف چلے تاکہ حال نقابدار زمردرنگ سے حمزہ صاحبقران کو
اطلاع دین دربان تو خدمت امیر باتوقیر مین جاتے ہین انکو تو شتابے راہ مین چھوڑیئے لیکن اب کچھ حال نقابدار کا
مندرج کیا جاتا ہے کہ جب دربانون سے در حرم سرا خالی ہوا اور کوئی روکنے والا باقی نہ رہا اسوقت وہ نقابدار زمردرنگ
حرمسرائے امیر باتوقیر مین داخل ہوا اور نقاب اپنے چہرے سے اتار کے ہر ایک عورت سے ملا ناظرین عالی خرد لا
مقام پر واضح ہو کہ یہ نقابدار زمردرنگ ملکہ زبیدہ شیردل تھین جو ناموس حمزہ صاحبقران مین چلی گئی تھین
ورنہ کسی مرد نامحرم کی کیا مجال ہے اور کیا اسکی شامت ہے کہ حرمسرائے امیر باتوقیر مین قدم رکھ سکے جسوقت ملکہ زبیدہ
شیردل نے اپنی مادر گرامی قدر ملکہ گردیہ بانو کو دیکھا فوراً واسطے تسلیم کے سر جھکایا ملکہ گردیہ بانو نے اپنی بیٹی کے
سر کو محبت مادری سینے سے لگایا اور بعد پیار کرنے کے متحیر ہو کر پوچھا کہ ای نور نظر پارۂ جگر اس صورت سے تیرا
آنا ملک اردبیل سے کیونکر ہوا غضب کیا تو نے اگر تیرے پدر عالی مقام تیری اسطرح بن ڈھارے آنے کی خبر سنینگے
تو دیکھیے تیرا کیا حال کرینگے ملکہ زبیدہ شیردل نے اپنی مادر سے دست بستہ اسطرح عرض کیا کہ ای مادر گرامی قدر
وجہ میرے حاضر ہونے کی یہ ہوئی کہ قبل اسکے مین نے ملک اردبیل مین سنا تھا کہ میرے والد نامدار قید ہو گئے ہین
اور گاؤ لنگی لشکر جرار لیکر واسطے مقابلہ کے گیا ہے اور ہنگامۂ جدال و قتال لشکر والد نامدار سے گرم کیا چاہتا ہے مین
بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر کے اسی لباس سے ملک اردبیل سے بعجلت تمام روانہ ہوئی اور وقت پر یہان
پہونچی اور بہت سی لڑائیون مین شریک ہوئی اور صدہا پہلوانون کو مین نے ہلاک کیا غرض ہر روز شریک جنگ
ہوتی تھی اور شام کو جانب صحرا چلی جاتی تھی چونکہ فی الحال مین نے یہ خبر پائی ہے کہ میرے پدر عالی مقام قید سے
مظفر و کامیابی کی سرا ہو کر تشریف لائے ہین اسوجہ سے انکی قدمبوسی کو آج اسجگہ حاضر ہوئی ہون ملکہ گردیہ بانو
یہ تقریر اپنی بیٹی کی سنکے خوش ہوئین اور جملہ نسوان حرمسرا بھی بسبب آنے ملکہ زبیدہ شیردل کے مسرور ہوئین
ملکہ گردیہ بانو نے جلد تر پوشاک مردانی جو ملکہ زبیدہ شیردل پہنے ہوئی تھین اتروائی اور زنانہ لباس پہننے کو دیا ملکہ زبیدہ
شیردل نے زنانہ لباس زیب تن کیا اور اپنی مادر کے پاس بیٹھین ملکہ زبیدہ شیردل تو حرمسرا مین اپنی مادر مہربان
کے پاس بیٹھی ہوئی تھین لیکن اب حال ان دربانون کا لکھا جاتا ہے کہ وہ دربان مضطر و پریشان با نالہ و فغان خدمت
امیر حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوئے امیر حمزۂ صاحبقران نے ان دربانون کو طلب فرما کر پوچھا کہ کیون
روتے ہو انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت ایک امر ضروری تخلیہ مین حضور سے عرض کرنا ہے حمزۂ صاحبقران
از راہ بندہ پروری و خادم نوازی بارگاہ سلیمانی سے اٹھے اور علحدہ ایک گوشہ مین لیجا کر انسے پوچھا کہ بیان کرو کیا
کہتے ہو سبھون نے عرض کیا کہ حضور ہم سب در دولت پر بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک نقابدار زمردرنگ آیا اور
اسنے ارادہ حرم سرا مین جانے کا کیا غلامون نے اسکو منع کیا اس نقابدار نے غصہ مین آکر ہم لوگون کو مارا
کئی حضور کے ملازمون کے سر پھٹ گئے ہین اور وہ در دولت پر مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپ رہے ہین اور
بہت سے ملازم حضور کے طمانچے اس نقابدار کے کھا کر ٹیڑھے منہ کے ہو گئے ہین اور وہ نقابدار تلواران حضور
کا یہ حال کر کے اندر حرم سرا کے چلا گیا ہے یہی واقعہ عجیب اور سانحہ حیرت افزا اسوقت حضور سے ہم خادمون
کو عرض کرنا تھا بارگاہ سلیمانی مین کہ وہان جملہ سرداران لشکر بیٹھے ہوئے تھے عرض کرنا مناسب نہ جانا
حضور کو یہان تشریف لانے کی تصدیع دیتی اور اس حال حیرت مآل سے حضور کو اطلاع کی گئی جس وقت یہ حال
پر ملال امیر باتوقیر نے دربانون سے سنا مارے غصہ کے مثل بید کے کانپنے لگے چہرہ امیر باتوقیر کا غیظ سے

سرخ ہو گیا اور اُسیوقت عقرب سلیمانی کو نیام سے کھینچکر بقہر و غضب در حرم سرا پر تشریف لائے وہان دیکھا تو فی الحقیقۃ
بہت سے دربان زمین پر لوٹ رہے ہین اور بہت سے دربان جھکے منہ پڑے ہوئے تھے دونون ہاتھون سے اپنا اپنا
جبڑا پکڑے ہوئے درد کی شدت سے رو رہے ہین امیر باتوقیر کو دربانون کی یہ کیفیت دیکھکر اور زیادہ تر غصہ آیا
تو برہنہ عقرب سلیمانی ہاتھ مین لیے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے داخل حرم سرا ہوئے کہ نقاب دار زمرد رنگ کو مار ہی
ڈالونگا غضب کیا اُسنے کہ میرے ناموس مین چلا گیا اور کچھ خوف مجھسے نہ کیا خراب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا مارے
تلوارون کے ٹکڑے ٹکڑے اُس نقابدار بے ادب کے کردونگا اسوقت ساری شجاعت اور دلاوری اُس نقابدار کی دیکھ
لونگا جب حمزہ صاحبقران بقہر و غضب حرم سرا مین پہونچے اور ملکہ گردیہ بانو نے امیر باتوقیر کو غصہ مین بھرا ہوا اور
عقرب سلیمانی کو لیے ہوئے دیکھا اور کچھ نقابدار زمرد رنگ کے قتل کرنے کے بارے مین کلمات بھی سنے تو زرد ہو گئین ملکہ گردیہ بانو
گھبراکر اپنی جگہ سے اٹھین اور امیر باتوقیر سے سبب غیظ و غضب دریافت کرنے لگین اُسوقت حمزہ صاحبقران نے اسی حالت
قہر و غضب مین فرمایا کہ نقابدار زمرد رنگ ابھی یہان آیا ہی اُسکو قتل کرونگا جلد مجھکو بتاؤ کہ وہ بے ادب کہان ہی نسوان محلا
نے جو امیر باتوقیر کو اسطرح آتے ہوئے دیکھا اور نقابدار زمرد رنگ کے قتل پر آمادہ پایا مارے خوف کے کانپنے لگین
اکثر خواتین کو خوف سے غش آگیا کیونکہ کبھی انھون نے اسطرح غصہ مین حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھا تھا اکثر عورتین فریاد
و فغان کرنے لگین بعضی عورتین قدم حمزہ صاحبقران پر گر پڑین اور منت کرنے لگین کہ نقابدار زمرد رنگ کو حضور قتل نہ
کیجیے گا وہ تو بچہ ہی اکثر عورتین دامن قباے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سے لپٹ گئین اور
بگریہ و زاری عرض کرنے لگین کہ حضور رحم کیجیے عقرب سلیمانی ہمکو دیجیے نقابدار بیچارہ کو ہلاک نہ کیجیے علاوہ خواتین مسطور کے
ملکہ زبیدہ شیردل کی انا اور کھلائی وغیرہ نے جو خیال کیا کہ ملکہ زبیدہ شیردل کو امیر باتوقیر اب قتل کرینگے مرواڈالین گے بے تحاشا
سروپا برہنہ دونون ہاتھون سے اپنے اپنے سرون کو پیٹتی ہوئین دوڑین اور حمزہ صاحبقران کے ہاتھ جوڑنے لگین اور گڑگڑا
ین یہی کہنے لگین کہ حضور عوض مین نقابدار کے ہمکو قتل کرین یہ ہمارے سر حاضر ہین حضور تن سے جدا کرین لیکن نقابدار کو کہ
بیگناہ ہی اور ابھی ماشاء اللہ نوجوان ہی شادی بھی اُسکی نہین ہوئی ہی دنیا کی کوئی حسرت و آرزو اُسکی دل سے نہین نکلی ہی سہرا بھی
اُسکے سر پر نہین بندھا ہی قتل نہ کیجیے گا اور خون اُس بیگناہ کا اپنی گردن پر نہ لیجیے گا دیکھیے حضور نقابدار زمرد رنگ کو
ہلاک کرکے بہت پچھتائیگا پھر اگر نقابدار کو دنیا مین چراغ لے کے ڈھونڈھیے گا تو نہ پائیے گا امیر باتوقیر سے جسقدر خواتین حرم سرا
مقدمۂ نقابدار زمرد رنگ مین سفارش کرتی ہین امیر باتوقیر کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اکثر اُن عورتون کو جو ملازم ہین حمزہ
صاحبقران قبضۂ عقرب سلیمانی سے ہٹا دیتے ہین اور انا اور کھلائی وغیرہ کو جو بہت لپٹی جاتی ہین انکو اسی غیظ و غضب
مین ایک دو طمانچے بھی مارے دیتے ہین لیکن وہ عورتین مار کھاتی ہین مگر لپٹی جاتی ہین حمزہ صاحبقران کو صحن حرم سرا
سے آگے بڑھنے نہین دیتین ہین مثل مور و ملخ کے گرد امیر باتوقیر کے جمع ہین ہر چند کہ حمزہ صاحبقران کو غصہ از حد
ہی مگر یہ بھی خیال ہی کہ ایسا نہو کہ کوئی عورت میرے ہاتھ سے اسوقت قتل ہو جائے اسیوجہ سے امیر باتوقیر خود عورتون
مین گھرے ہوئے ہین اور آگے بڑھ نہین سکتے ہین ورنہ امیر باتوقیر کو خداوند عالم نے وہ قوت دی ہی کہ اگر کوہ
گران بھی حائل ہو اور یہ اُس پہاڑ پر زور کرین تو وہ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے الغرض امیر باتوقیر کے قدم سے
تو عورتین لپٹی ہوئی ہین اور نقابدار کے قتل کرنے کو گھبراہٹ مین سب منع کر رہی ہین کوئی یہ نہین کہتی کہ اے
امیر باتوقیر نقابدار زمرد رنگ جو آیا ہی وہ مرد نہین ہی بلکہ آپ کی بیٹی ملکہ زبیدہ شیردل ہی اسی وجہ سے
امیر باتوقیر کا غصہ کم نہین ہوتا ہی ملکہ زبیدہ شیردل بھی اپنے والد نامدار کو غیظ و غضب مین دیکھکر

مارے خوف کے ایک گوشہ مین دبکی ہوئی تھر تھر کانپ رہی ہین اور بہت سی کنیزین ملکہ زبیدہ شیر دل کو اپنے اپنے
دوپٹے سے چھپائے ہوئے ہین اکثر عورتین دونون ہاتھ زیر آسمان بلند کیے ہوے خدا سے دعا کر رہی ہین کہ امیر باتوقیر
ملکہ زبیدہ شیر دل کو قتل نہ کرین کوئی عورت بحال پریشان بال سر کے کھولے ہوے چلا رہی ہو کہ یا مشکلکشا
علیہ السلام جلد واسطے مشکلکشائی کے آؤ مین تمھارا دونا دونگی کوئی عورت پاکدامن بگریہ وزاری کہہ رہی ہو کہ اے میری بیبی
مین تمھاری بڑی دھوم دھام سے صحنک کرونگی تم اسوقت خدا سے یہ دعا کرو کہ میری ملکہ زبیدہ شیر دل قتل
نہ کیجائے حمزہ صاحبقران کو اسپر رحم آجائے کوئی عورت اور کسی ولی خدا کو بہر مدد پکار رہی ہو غرض حرم سرا مین
ایک ہنگامۂ محشر ہو جسوقت ملکہ گرد یہ بانو نے دیکھا کہ عورتین امیر باتوقیر کی گرد سے نہین ہٹتین اُسوقت ملکہ گرد یہ بانو
نے ہر ایک عورت کو جس طرح ہو سکا حمزۂ صاحبقران کے پاس سے علحدہ کیا اور خود امیر باتوقیر سے
جاکر کہا کہ صاحب آج یہ غصہ کس شخص پر ہو نقابدار کیسا کچھ کہو تو سہی امیر باتوقیر نے فرمایا اے ملکہ اسوقت
نقابدار زمرد رنگ کو ضرور قتل کرونگا کیونکہ وہ بے ادب میرے ناموس مین چلا آیا ہو جلدی بتاؤ وہ کہان ہو
ملکہ گرد یہ بانو نے کہا آپ ذرا تشریف رکھین غصہ کو کم کرین مین ابھی نقابدار زمرد رنگ کو حاضر خدمت کرتی ہون
امیر باتوقیر یہ تقریر ملکہ گرد یہ بانو کی سنکے ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھ گئے اور ملکہ گرد یہ بانو اپنی زوجہ سے فرمایا
کہ اے ملکہ دیکھو مین بموجب تمھارے کہنے کے بیٹھ گیا ہون اب تمکو لازم ہو کہ بموجب اقرار کے اُس نقابدار بیادب
کو میرے روبرو حاضر کرو تاکہ مین اُسکو اسی وقت قتل کرون ملکہ گرد یہ بانو نے کہا کہ صاحب آپ ایک تھوڑی
دیر اور توقف فرمائین مین نقابدار کو حاضر کرتی ہون ملکہ گرد یہ بانو کا دیر کرنے سے یہ مدعا تھا کہ غصہ کسی قدر
امیر باتوقیر کا کم ہو جائے القصہ جب زمانہ تھوڑی دیر کا گذر گیا اُسوقت ملکہ گرد یہ بانو ملکہ زبیدہ
شیر دل کو اپنے ساتھ لیکر خدمت امیر باتوقیر مین چلین اکثر خواتین حرم سرا اس طرح مانع ہوئین کہ اے ملکہ عالم
آپ یہ کیا غضب کرتی ہین ملکہ زبیدہ شیر دل کو سامنے حمزہ صاحبقران کے کیون لیے جاتی ہین آپ
نہین دیکھتین کہ امیر باتوقیر عقرب سلیمانی کھینچے ہوے غصہ مین بیٹھے ہین اور آمادۂ قتل ملکہ زبیدہ
شیر دل ہین ملکہ گرد یہ بانو ان عورتون سے کہتی تھین کہ تم سب بیوقوف ہو چپ رہو جاؤ اپنی اپنی جگہ پر
بیٹھو ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دو غرض خواتین بموجب کہنے ملکہ گرد یہ بانو کے چپ ہوئین اور اپنی اپنی جگہ پر
بیٹھین مگر حمزۂ صاحبقران کی جانب دیکھا کین اور دل مین یہ خیال کیا کین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو القصہ ملکہ
گرد یہ بانو ملکہ زبیدہ شیر دل کا ہاتھ پکڑے ہوے روبروے امیر باتوقیر تشریف لائین اور کہنے
لگین لو صاحب نقابدار زمرد رنگ یہی ہو اسکو اچھی طرح پہچان لو پھر قتل کرنا جسوقت ملکہ گرد یہ بانو نے تقریر مذکور
روبروے امیر باتوقیر اسطرح کی حمزۂ صاحبقران نے بغور دیکھا بعد دیکھنے کے حمزۂ صاحبقران کو معلوم ہوا کہ میری
بیٹی ملکہ زبیدہ شیر دل ہو اس وقت زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کا غصہ کم ہوا
اور عقرب سلیمانی کو ہاتھ سے رکھکر ملکہ گرد یہ بانو سے پوچھا کہ یہ ملکہ اردبیل سے نقابدار زمرد رنگ بنکے کیون
آئی اسکا یہان کام کیا تھا ملکہ گرد یہ بانو نے کہا کہ جب آپکے دشمن مظفر فاریابی کے قید مین مبتلا ہو گئے
تھے اور گاؤ لنگی لشکر جرار لیکر واسطے جدال وقتال کے یہان آیا تھا اسنے بھی کسی سے سنا تھا کہ گاؤ لنگی لشکر
لیکر واسطے مقابلہ لشکر امیر باتوقیر کے گیا ہو اور فی الحال لشکر مین امیر باتوقیر تشریف نہین رکھتے تھے
اسکو تاب نہ آئی نقابدار زمرد رنگ بنکے اکثر ہنگام مقابلہ ہر دو لشکر آیا کی اور ہر روز لشکر گاؤ لنگی کے

پہلوانون کو ہلاک کیا کی اور اسی نے خواجہ عمرو کو قتل کرنے سے ڈرا کر آپ کو قید مظفر فاریابی سے رہا کرایا
اور اب جو اسنے سنا کہ آپ مع الخیر رہا ہوکر لشکر مین تشریف لائے مین اسکو منظور ہوا کہ آپ کی قدمبوسی کو حاضر
ہو اور سعادت کونین حاصل کرے ملکہ گردیہ بانو نے یہ کہکر ملکہ زبیدہ شیردل کو اشارہ کیا کہ اپنے والد گرامی
قدر کی قدمبوسی کر ملکہ زبیدہ شیردل اشارہ اپنی مادر مہربان کا سمجھکر امیر باتوقیر کو تسلیم کر کے قدمون کیطرف
سیا تنک جھکی قریب تھا کہ سر ملکہ زبیدہ شیردل کا پاے مبارک امیر باتوقیر سے ملے جسوقت حمزۂ صاحبقران
نے دیکھا کہ ملکہ زبیدہ قدم پر سر جھکانے مجھے ہی فی الفور محبت پدری سے اسطرح خوش ہوئے کہ سر اپنی بیٹی
کا قدم کی جانب سے اُٹھا کر سینہ سے لگایا بعد الطاف پدری کے حمزۂ صاحبقران نے ملکہ گردیہ بانو سے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ تم اپنی بیٹی سے بتا کید میری طرف سے کہدو کہ اب کبھی مردانہ لباس کر کے گھر سے باہر نہ نکلے ورنہ
مین ابکی مرتبہ سخت سزا دونگا ملکہ گردیہ بانو نے کہا کہ اول تو اسنے خود آپکا فرمانا سن لیا ہو لیکن مین بھی اسکو اچھی
طرح سمجھا دونگی حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو ملکہ گردیہ بانو کی سنکے اور عقرب سلیمانی کو نیام مین رکھکر حرم سرا کے
باہر تشریف لائے دربانون کے بارے مین حکم کیا کہ انکا علاج کیا جائے بعد اسکے امیر باتوقیر سر جھکائے ہوے
بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے جملہ سرداران دست راستی اور دست چپی واسطے تعظیم حمزۂ صاحبقران کے
اُٹھ کھڑے ہوے جب امیر باتوقیر دنگل پر تشریف رکھ چکے اُسوقت جملہ سردار بھی بیٹھے امیر باتوقیر دنگل پر بیٹھے بیٹھے
یہ خیال کرنے لگے کہ اے حمزہ ملکہ قریشہ کے عقد کرنے کی تو مجکو فکر تھی اب ملکہ زبیدہ شیردل بھی ماشاءاللہ جوان
ہوئی ہو اسکی بھی شادی کی فکر کرنا لازم ہو اور غفلت کرنا اسکی شادی سے کسی طرح اچھا نہین ہو جسوقت سرداران
دیوقار نے امیر باتوقیر کو متردد اور متفکر دیکھا ہر ایک سردار نے بعد ادب حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین عرض
کیا کہ اے امیر باتوقیر اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ افضال پروردگار سے مین
اچھا ہون بعد مزاج پرسی کے اکثر سرداران نامی نے ارادہ کیا کہ حمزۂ صاحبقران سے حال نقابدار زمردرنگ
کا دریافت کرین مگر جرأت نہ ہوئی لیکن خواجہ عمرو نے آہستہ امیر باتوقیر سے پوچھا کہ وہ نقابدار زمردرنگ
کون تھا اور کہان گیا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے بہت آہستہ فرمایا کہ اے خواجہ وہ نقابدار زمردرنگ
ملکہ زبیدہ شیردل ہمشیرہ بدیع الزمان تھی اے خواجہ اسوقت خدا نے اپنا بڑا فضل کیا کیونکہ ملکہ زبیدہ بشکل
نقابدار زمردرنگ دربانون کو مجروح کر کے حرم سرا مین چلی گئی تھی اور دربانون نے تخلیہ مین مجکو آپ اسکی
اطلاع دی کہ ایک نقابدار حرم سرا مین چلا گیا ہو اے خواجہ اسوقت مجکو نہایت غصہ آیا تھا اور عقرب سلیمانی کھینچ
واسطے قتل کرنے نقابدار کے مین حرم سرا مین گیا تھا بعد دریافت حال معلوم ہوا کہ وہ ملکہ زبیدہ شیردل
تھی اے خواجہ مین شکر خدا کرتا ہون کہ اسوقت میرے ہاتھ سے عالم غیظ مین کوئی عورت قتل نہین ہوئی اور
ملکہ زبیدہ شیردل کی بھی جان بچی خواجہ عمرو یہ گفتگو امیر باتوقیر کی سنکے چپ ہو رہے اور دل مین خیال
کرنے لگے کہ اے عمرو واللہ اکبر نقابدار زمردرنگ ہمشیرہ بدیع الزمان تھی جب ہی بڑے بڑے پہلوانون
کو اسنے میدان مین ہلاک کیا مین بہت متفکر تھا کہ یہ نقابدار زمردرنگ کون ہو اب معلوم ہوا کہ ملکہ زبیدہ شیردل
تھی لیکن اے عمرو یہ عورت تو شجاعت مین مردون سے بڑھی ہوئی ہو دیکھیے اسکا عقد کس سے ہوتا ہو
اور اپنے شوہر سے یہ کیونکر بسر کرتی ہو اسکی قوت اور طاقت سے مجکو یقین ہو کہ اپنے خاوند سے کسی
طرح نہ دبیگی اور اُس بیچارے کو پلنگ سے اُٹھا اُٹھا کر رات بھر مین ہزار مرتبہ زمین پر پٹکے گی خواجہ عمرو

بیٹھے ہوئے دل مین یہ خیال کر رہے ہین امیر بانو قمر جبین ملکہ زبیدہ شیر دل کی شادی کی فکر مین سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین اور جملہ سرداران نامی بھی بسبب خوش ہونے اور متردد ہونے حمزہ صاحبقران کے چپ بیٹھے ہین ان سبکو اسی طرح بیٹھے رہنے دیجیے لیکن اب کچھ خواتین حرم سرا کا حال رقم کیا جاتا ہو کہ جب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان حرم سرا سے بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہوئے اُسوقت خواتین حرم سرا نے سامان نذر مہیا کیا کسی عورت نے خوش ہوکر کہا کہ کیا دعا میری مجیب الدعوات نے اسوقت قبول کی ہو مین اس خوشی اور مراد کے حاصل ہونے کی وجہ سے چند مسلمانوں کی آج ہی دعوت کرونگی یہ کہکر اسنے سامان دعوت مہیا کیا اور خود اس کو مدعو کیا کسی عورت نے ملکہ زبیدہ شیر دل کی جان بچنے کی وجہ سے دو رکعت نماز شکر بصد خضوع و خشوع پڑھی کسی عورت نے کچھ زر و جواہر ملکہ زبیدہ شیر دل پر سے تصدق کرکے فقرا و مساکین کو دیا کسی عورت نے رسول خدا کی شیرینی پر نذر دی بعض خواتین نے سورہ مشکلات کی نذر دلوائی اکثر عورتون نے بیوی کی صحنک کی غرض بعد نذر کے خواتین ذی وقار حرم سرا نے بوجہ خوشی کے ارباب نشاط کو طلب کیا نازنینان مہ جبین مع ساز و سامان حرم سرا مین حاضر ہوئین اور بعد رقص کے مبارکباد گانے لگین تمام حرم سرا مین ہنگامۂ عیش و نشاط بلند ہوا ہر ایک عورت کا دل ارمان برآنے سے کمال شاد ہوا بعد رقص کرنے اور گانے کئی نازنینان خوش گلو کے ایک مطربہ خوبرو خوش گلو غنچہ دہن سیمین زہرہ جبین خورشید جمال عدیم المثال صاحب کمال پشواز پر زر پہنے ہوئے بناؤ سنگار کیے ہوئے پیش ملکہ گردیہ بانو حاضر ہوئی اور بعد ظاہر کرنے تکلفات اور کمالات رقص کے اس مطربہ شوخ چشم فتنہ محشر نے بفرمایش خواتین حرم سرا یہ غزل

(۱) یہ غزل گانی شروع کی غزل

شب وصلت نہ کر دو پر وغل جاتا تو کیا ہوتا
کہا وہ ظلم میرا سینہ جل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نہ کیوں تمنے متاع حسن عارض کا
بجا وعدہ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پر انکو ہنسی کی یورنے سوجھی
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
شکایت کی تو وہ بولے بہت تجھے جلتے ہو تم
یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

مرے دل سے جو اک ارمان نکلجاتا تو کیا ہوتا
کرایا کیوں مری تکلیف ترے دل اطلع تونے
ورم اک کنج تاروں سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
سر بزم اپنے عاشق سے نہ کیوں گرمیاں تھی
دلا گر سنکے مضمون سے ہاں نکل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پایا اس مسیحی کے سوا صحت دل عاشق
شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
جو طفل اشک دامن پر مچل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت مین مجھسے پوچھتے ہین شرارت سے
دل فرقت آتش حسرت سے جل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
طبیبوں کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا
پہونچ جاتے رواق شاہ بن راہ ہنر ہو کر

جس وقت مطربہ مسطورہ نے یہ غزل ہنر کی کہ جو سراسر عاشقانہ تھی پیش ملکہ گردیہ بانو و دیگر خواتین ذی وقار حرم سرا بصد ناز و ادا گا کر تمام کی اُسوقت جملہ خواتین حرم سرا غزل مسطور کو سنکے بدرجۂ کمال خوش ہوئین بعض بعض نوجوان ملازم عورتون نے تو کہ اشعار عاشقانہ غزل مسطور کے سنکے آہ سرد کھینچکر اپنا اپنا کلیجا پکڑ لیا اکثر عورتین کے پیش نظر اشعار غزل مسطور سنکے سامان وصل عاشق و معشوق پھرنے لگے مطربہ سے غزل ہنر سنکر از خود رفتہ ہوگئین اکثر مغلانیون کی زبان پر اشعار غزل مرقومہ سنکے ذائقہ بوس و کنار آگیا اکثر بہت سی بیشتر مت مین جو از حد مشتاق وصل تھین وہ اشعار غزل مندرجہ بالا کو استماع کرکے اور اپنی بدقسمتی پر کبھی نظر کرکے آنکھون مین اشک بھر لائین اور جو عورتین ملازم کہ نہایت ہی سن تھین وہ بھی غزل ہنر کو سنکے اپنی اپنی جوانی کو یاد کرکے رونے لگین اور ہر ایک شعر عاشقانہ پر کچھ خیال کرکے اُنکی بھی رال منہ سے ٹپکنے لگی کنیزین جو نوجوان تھین اور آرزومند بوس و کنار تھین اُنکی تو یہ کیفیت ہوئی کہ ایک ایک شعر کو سنکے اور جانب فلک بحسرت نگاہ کرکے

پہلے تو روئیں پھر اپنے مقدر کی بدی پر دل میں یہ خیال کرنے لگیں کہ جسے اور کسی چاہنے والے سے زندگی میں کاہے کو وصل ہوگا سعت بوس وکنار اٹھانا نصیب ہوگا دیکھیے کوئی شخص ہمارے بھی گلشن حسن سے گل چینی کرتا ہے یا نہیں دیکھیں اپنا بھی دامن آرزو گوہر مراد سے بھرتا ہے یا نہیں امید تو ہمکو اپنے طالع ناسازگار سے یہ نہیں ہے کہ ہم بھی پہلوے عاشق میں بعد راحت وآرام سوئیں گے بلکہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح جفاے چرخ بے مہری سے مدام روئیں گے وہ عورتیں دنیا میں کیا خوش نصیب ہیں جنکے چاہنے والے جان نثار کرنے والے دو چار ہیں ایک ہم ہیں قسمت میں ہمارا شیفتہ اور فریفتہ ایک بھی نہیں ہے نہیں معلوم ہماری تقدیر میں کاتب قدرت نے کیا تحریر کیا ہے بقول شاعر

شعر خط جبیں پڑھا نہیں جاتا کسی سے واہ وہ لکھا ہے حق نے حال مقدر کی طرح ؛ غرض حرم سرا میں مطربہ مذکورہ سے غزل مسطورہ سنکر ہر ملازم عورتوں کا جدا جدا حال اور خیال تھا الحاصل خواتین ذی وقار حرم سرا نے خوش اور مسرور ہوکر اس مطربہ کو اسقدر زر کثیر اور جواہر بیش بہا انعام میں دیا کہ اس مطربہ خوش گلو کا دامن آرزو کیسۂ زر وجواہر سے بھر گیا مطربہ انعام کثیر پاکر خوش ہوئی اور پھر ناچنے اور گانے لگی جب مطربہ خوبرو گاچکی اسوقت بیگم ملکہ گردیہ بانو بزم عشرت موقوف ہوئی نازنینان خوبرو وخوش گلو بھی رخصت ہوئیں

داستان آنا چاریتفا برادروں کا خدمت حمزۂ صاحبقران میں اور عرضی دینا واسطے شادی کرنے اپنی لڑکیوں کے بعد پڑھنے عرضی کے مشورہ کرنا حمزۂ صاحبقران کا خواجہ عمرو سے اور تصویریں تقسیم کرنا سرداروں پر ازانجملہ ایک ایک تصویر دینا فرامرز اور کرب غازی کو اور کرب کا فرامرز سے تصویر لیکر نہ دینا اور حمزۂ صاحبقران کا کرب سے تصویر چھین کر فرامرز کو دینا اور کرب کا رنجیدہ ہوکر اپنے خیمے میں جاکر خود اپنے گلے میں پھانسی لگانا اور خواجہ کا فی الفور آنا اور حلقہ کمند گردن سے کاٹ دینا کرب کا بیہوش ہو جانا خواجہ عمرو کا رونا امیر باتوقیر کا یہ خبر سنکر تشریف لانا اور عمرو سے یہ کہنا کہ تم کرب کو ملکہ زبیدہ شیردل سے شادی ہونے کا مژدہ دو اور عمرو کا مژدہ دینا کرب کا خوش ہوکر آنکھیں کھول دینا پھر خواجہ عمرو کا سامان شادی کرب غازی کرنا اور بڑے تزک سے ملکہ زبیدہ شیردل کو بیاہ لانا و دیگر حالات ـ ساقی نامہ

کہاں ہے تو اے ساقی مہ جبین
عجب غم سے ہے حال قلب حزین
خفا مجھ سے ہے آج کیوں ساقیا
میری بیقراری کی تجھکو قسم
نہ کر دیر اے ساقی کم سخن
میری بیکسی کو بھی سن لے
غرض ساقیا کر خیال ہنر

نہ کر دیر آ جلد میرے قرین
ذرا مجھ سے بیکس کی بھی لے خبر
دکھا مجھکو تصویر بنت العنب
میری اشکباری کی تجھکو قسم
نہ کر دکھا دخت رز کو دلہن
لکھونگا میں احوال عقد کرب
کو اراے ناز کر اب طلال ہنر

بڑی دیر سے ہے مری چشم نم
بہے میکدے میں تری آبرو
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
سر شیشۂ دل کی تجھکو قسم
یہ میخانہ بھی آج اسطرح
دکھاؤنگا نقشے میں وہ جھلک

سراپا ہوں میں آج تصویر غم
بلا جلد مجھکو مئے مشکبو
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
بس اب موسم گل کی تجھکو قسم
کہ ہوتا ہے شادی کا گھر اسطرح
چھڑک جاے ... ہی کھجائے

صورتگران نازک خیال ونقاشان مانی و بہزاد خصال مصوران باکمال وصورت کشان عروس باجمال شیرین مقال عدیم المثال رنگین طبع وخوش بیان وحید عصر ویکتاے جہان بلبل خوش نواے گلشن بلاغت وطوطی شیرین مقال بوستان فصاحت تصویر اس داستان رنگین کی بعد حسن ذہنی صفحہ بیان پر موقلم فکر سے اسطرح کھینچتے ہیں کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بعد اداے نماز سحر بارگاہ سلیمانی میں دنگل پر تشریف رکھتے ہیں بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد عالیمقام تخت

جواہر نگار پر متمکن ہین سرداران دست راستی اور بہادران دست چپی یعنی پانچہزار پانچسو بہین تیغ زن
صف شکن یمین و یسار حمزہ صاحبقران و نگون پر بصد صولت و شوکت بیٹھے ہوے ہین اور حمزہ صاحبقران
ذلیوقار وظیفہ پڑھ رہے ہین خواجہ عمرو کرسی ہمدم پر رونق افزا ہین نسیم سحر چل رہی ہو طائران خوش الحان
درختون پر بیٹھے ہوے ورد حمد پروردگار کر رہے ہین نور سحر سے جہان روشن ہوا آفتاب طلوع نہین ہوا ہو امیر
باتوقیر جانب صحرائے سبزہ زار دیکھ رہے ہین یکایک حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ صحرا کی طرف سے غبار
بلند ہوا بعد چند ساعت کے امیر باتوقیر نے یہ دیکھا کہ چار نقابدار مرکبہاے سرنگ و مشکی پر سوار اسطرف چلے آتے
ہین حمزۂ صاحبقران نے دیکھتے ہی ان نقابدارون کو پہچان لیا کہ یہ وہ نقابدار ہین جنہون نے چاہ جمشیدی
پر جب مین نابینا ہوگیا تھا آکر میری مدد کی تھی غرض بمجرد دیکھنے نقابداران مسطور کے امیر باتوقیر نے واسطے
استقبال نقابداران مذکور کے شاہان ہفت ملک کو روانہ کیا شاہان ہفت ملک بموجب حکم حمزہ صاحبقران گئے اور نقابدارون کا
استقبال کیا چارون نقابدار امیر باتوقیر کی یہ عزت افزائی اپنی نسبت دیکھکر بہت خوش ہوے اور ہمراہ شاہان
ہفت ملک کے بصد خوشی بارگاہ سلیمانی مین آنے پہلے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد عالی مقام کو مجرا کیا
بعدہٗ حمزہ صاحبقران کو آداب و تسلیم بجا لائے اکثر سرداران نامی واسطے انکی تعظیم کے بپاے امیر باتوقیر
اٹھ کھڑے ہوے حمزۂ صاحبقران نے خوش ہوکر اپنے قریب جواہر نگار کرسیون پر انکو بٹھایا اور بعد
لطف مزاج پرسی کی اور باعث آنے کا بھی دریافت کیا نقابداران مذکور نے کہا کہ افضال خدا اور آپ کی برکت
دعا سے ہم بصحت و عافیت ہین ایک نقابدار ذی وقار نے ایک عرضی حمزۂ صاحبقران کی خدمت
مین گذرانکر بیان کیا کہ سبب ہمارے اسوقت آنے کا اس عرضی کے مضمون سے آپ پر ہویدا اور ظاہر ہوجائیگا
امیر باتوقیر عرضی اُس نقابدار سے لیکر خود پڑھنے لگے اور اُس عرضی مین یہ مضمون تھا مضمون عرضی
بعد القاب لکھا تھا کہ اے زر زر قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان آپ کو معلوم ہو کہ مصلحت
خدا سے ہم چارون کے ازواج سے چارسو بیٹیان پیدا ہوئی ہین اور ماشاراللہ فی الحال جملہ دختران بلوغ
سن تمیز کو پہونچی ہین اور ہمکو سب لڑکیون کی شادیان کرنا منظور ہین ہرچند کہ ہمنے ربع مسکون مین چارسو
شاہزادگان نیک اطوار کی جستجو کی مگر کسی طرح ممکن نہوئے چونکہ آپ کے لشکر ظفر اثر مین صدہا شاہزادگان
عالی وقار و بہادران نامدار یکتاے روزگار ہین لہذا ہم امیدوار ہین کہ آپ کار ثواب جانکر دختران مرقومہ کو
شاہزادگان و بہادران لشکر سے منسوب فرمائین اور ہمکو انکے عقد و نکاح کر دینے سے فرصت و فراغت
دین فقط زیادہ حد ادب الہی آفتاب دولت و اقبال و شجاعت مدام تابان رہے عریضۂ بندگان رب جلیل
یعنی نقابداران خاکسار و ذلیل جسوقت حمزۂ صاحبقران عرضی مذکورۂ بالا کو بخوبی پڑھ چکے عرضی کو رکھکر
فکر کرنے لگے کہ ان نقابدارون کی چارسو لڑکیان ہین انہین نہین معلوم حسین کتنی ہین اور بدشکل کسقدر ہین
غرض ان سبکو ان شاہزادگان عالیوقار اور بہادران تہور شعار سے کیونکر منسوب کیا جاے امیر باتوقیر
نے یہ فکر کرکے خواجہ عمرو کو اپنے پاس طلب کیا جب خواجہ حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے اسوقت
امیر باتوقیر نے خواجہ کو مضمون عرضی مسطور سے آہستہ آگاہی دے کر فرمایا کہ اس مقدمہ مین تم سے
مشورہ لینا چاہتا ہون کس طور سے ان نقابدارون کی لڑکیون کو ان شاہزادون بہادرون سے منسوب
کرون مجکو تردد اس امر کا یہی ہو کہ چارسو لڑکیون مین خوبصورت اور حسین بھی ہونگی اور اکثر بدصورت

بھی ہونگی پس جو لڑکیان کہ حسین نہین ہین اُنکو کن بہادرون سے منسوب کرون اور جو لڑکیان کہ صاحب حسن و جمال
ہین انکو کن دلاورون سے منسوب کیا جائے ای خواجہ ان بہادرون مین سے جس بہادر کو اس لڑکی سے جو حسین نہوگی
مین منسوب کر دونگا تو وہ بعد عقد مجھسے شاکی ہوگا ہر چند کہ مین اُنکے نام اور اُنکی صورتون سے آگاہی نہین رکھتا فقط
اس خیال سے یہ کہا گیا ہے کہ سب مرد خوبصورت نہین ہوتے اور سب عورتین حسین نہین ہوتین پس ای خواجہ
کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ ان نقابدارون کی جملہ لڑکیون سے ہمارے لشکر مین جو شاہزادے اور بہادر ہین وہ
آج ہی منسوب ہو جائین اور سب کو بعد عقد کے مجھسے شکایت باقی نہ رہے خواجہ عمرو نے جب کل تقریر امیر باتوقیر
کی سنی کہا کہ ای امیر باتوقیر میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ آپ ان نقابدارون سے کہیے کہ اپنی دخترون کی
تصویرین مصورون سے کھچوائین اور آپ ان سب تصویرون کو باہم ملا کر ایک صندوقچے مین رکھکر ایک ایک تصویر
پشت کی طرف سے اٹھا کر ہر ایک شاہزادے اور دلاور کو عنایت فرمائین اس تدبیر سے ہر ایک بہادر ناخوش نہوگا اور
جن صاحب تصویر کا جس بہادر کے عقد مین بحکم خدا آنا ہوگا وہی تصویر اُسکو آپکے ہاتھ سے دستیاب ہوگی امیر باتوقیر
نے تقریر مذکور خواجہ عمرو کی سنکے بہت پسند کی اور نقابدارون سے مخاطب ہو کر آہستہ فرمایا کہ جو کچھ آپ صاحبون
نے اس کاغذ مین تحریر کیا تھا مین نے بخوبی پڑھا آج ہی ہر ایک دختر آپ کی ایک ایک سردار سے منسوب ہو جاتی
مگر بوجہ نہونے اُنکی تصویرون کے ناچاری ہے پس اب آپکو مناسب ہے کہ اپنی لڑکیون کی تصویرین کھچوا کر کسی روز میرے
لائیے تاکہ موافق آپ کی آرزو کے ہر ایک دختر ہر ایک شاہزادے سے منسوب ہو جائے نقابدارون نے بھی چپکے
سے کہا کہ ہم تصویرین کھچوا کر لیتے آئے ہین یہ کہکر حمزۂ صاحبقران کے روبرو جملہ تصویرین رکھدین اُسوقت امیر
باتوقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ تصویرین تو مین تقسیم کیے دیتا ہون لیکن ہر ایک بہادر کی شادی کا انتظام اور انصرام تمکو
کرنا ہوگا خواجہ نے قبول کیا الغرض امیر باتوقیر نے جملہ شاہزادون اور دلاورون کی طرف مخاطب ہو کر چارون نقابدارون
کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور عالی شرافت و نجابت ظاہر کرکے زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ جس جس شاہزادہ نامدار
کو شادی اپنی کرنا منظور ہو اسوقت مجھسے ایک تصویر بغیر دیکھے لے اُسی صاحب تصویر سے اسکا عقد کیا جائیگا اُسوقت
ہر ایک شاہزادہ ذیوقار اور ہر ایک دلاور نامور نے تقریر حمزۂ صاحبقران سے خوش ہو کر طالب تصویر ہوا امیر باتوقیر نے
جملہ تصویرون کو باہم ملا کر ایک صندوقچے مین پوشیدہ رکھکر بغیر دیکھے ایک ایک تصویر ایک ایک بہادر کو دینی شروع کی از انجملہ
ایک تصویر فرامرز کو دی اور ایک تصویر کرب غازی کو عنایت کی فرامرز تصویر مذکور کو دیکھکر نہایت خوش ہوا کیونکہ وہ تصویر
ایک حسین اور خوبصورت شاہزادی کی تھی اور کرب غازی تصویر مذکور دیکھکر رنجیدہ ہوا اسوجہ سے کہ وہ تصویر ایک
ایسی بد شکل عورت کی تھی کہ جسکا قد بہت پست تھا بال سر کے بھورے تھے آنکھین چھوٹی چھوٹی کرنجی تھین اور پیشانی
تنگ تھی گردن کوتاہ تھی چہرہ گول تھا رنگ رخ سیاہ تھا ہونٹھ موٹے موٹے تھے اور دانت از حد بڑے تھے اور دو چار
دانت تو ایسے باہر نکلے تھے کہ ہونٹھون سے باہر تھے کمر اس درجہ چوڑی تھی کہ سینہ اور کمر مین کچھ فرق نہ تھا الغرض کرب غازی
اس تصویر کو دیکھکر از حد ناخوش ہوا اور صورت تصویر کی عیب دیکھکر لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے لگا آخر دل مین یہ خیال
کرنے لگا کہ نہین معلوم مجھے کو ایسی تصویر ملی ہے یا اورون کو بھی ایسی ہی تصویرین ملی ہین پس ای کرب اسوقت مناسب ہے
کہ فرامرز سے تصویر لیکر دیکھ کہ وہ تصویر کیسی ہے القصہ کرب غازی نے بعد اس خیال کرنے کے فرامرز سے تصویر مانگی
فرامرز نے کہا کہ مین تصویر نہ دونگا کرب غازی نے کہا کہ ایک نظر دیکھ لینے مین تو کچھ مضائقہ نہین تھا فرامرز نے جواب دیا کہ مین اپنے
ناموس کو کسیکو نہین دکھاتا مگر اس شرط سے تصویر دیکھنے کو دیتا ہون کہ تمنے بھی جو تصویر پائی ہے اگر وہ تم بھی مجھکو دیکھنے کو دو کرب غازی

نے بوجہ بدشکل ہونے اُس تصویر کے فرامرز سے اقرار کیا کہ اچھا تم اس تصویر کو لیکر دیکھو اور جو تمکو تصویر ملی ہے وہ مجھے دیکھنے کو
دو فرامرز نے تصویر کرب غازی کو دیدی اور کرب غازی سے تصویر لے لی جب فرامرز نے اُس بدصورت تصویر کو دیکھا تو کھلکھلا کر
ہنسکے کہا کہ واہ واہ کیا شکل ہے دیکھکر رونگٹے کھڑے ہوئے جاتے ہیں مگر ہمارے کرب غازی کا جوڑا تو معقول ہے کرب غازی
کو یہ کلمہ کہنا فرامرز کا نہایت ہی ناگوار ہوا اور دل میں اپنے یہ خیال کیا کہ فرامرز نے اسوقت مجھے مسخرہ کیا غرض کرب غازی
تقریر طنز آمیز فرامرز کی سنکے چپ ہو رہا اور فرامرز سے جو تصویر لی تھی اُسے دیکھنے لگا جب سراپا اُس تصویر کو کرب غازی
نے بخوبی دیکھا بہت پسند کیا کیونکہ وہ تصویر ایسی خوبصورت اور حسین عورت کی تھی کہ اگر پری بھی اُس تصویر کو دیکھتی تو اپنے
حسن وجمال کو صاحب تصویر کے حسن دلفریب سے کمتر پاتی الغرض جب کرب غازی نے تصویر کو اچھی طرح دیکھ لیا اُسوقت
فرامرز نے کہا کہ اب تصویر دے دو اور یہ تصویر لے لو کرب نے جواب دیا کہ ہمنے تو یہ تصویر لے لی اب ہم اس تصویر کو نہ دینگے
فرامرز نے کہا وجہ تصویر نہ دینے کی بتاؤ کرب غازی نے جواب دیا سبب تصویر نہ دینے کا یہ ہے کہ اپنا دل نہیں چاہتا کہ یہ تصویر تمکو
دیدیں اور وہ تصویر لے لیں فرامرز نے کہا بہتر اور مناسب یہی ہے کہ تصویر دیدو ورنہ باعث ملال کا ہوگا کرب غازی نے
جواب دیا کہ ہم تمسے ہرگز نہیں ڈرتے اگرچہ دعوے شجاعت ہے تو بارگاہ سلیمانی سے نکل کے مقابلہ کرلو اگر زبردست ہو تو مجھسے یہ تصویر
لے لو جسوقت فرامرز نے یہ تقریر کرب غازی کی سنی نہایت غصہ آیا اور ارادہ کیا کہ بارگاہ سلیمانی سے نکلکے جانب صحرا
جا کر کرب غازی سے مقابلہ کرکے بزور شمشیر تصویر ناموس لے لینا چاہیے لیکن بخیال عتاب حمزہ صاحبقران بغیر اطلاع
کیے ہوئے واسطے مقابلہ کے جانا مناسب نہ جانا اور اُسیوقت امیر بانوقیر کے پاس آکر یہ عرض کیا کہ اے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کرب غازی نے مجھسے تصویر دیکھنے کو لی تھی اب جو میں مانگتا ہوں تو نہیں دیتے ہیں اور یہ
کہتے ہیں کہ اگر تمکو دعوے دلاوری ہے تو بزور شمشیر یہ تصویر مجھسے لے لو بس یا تو آپ کرب غازی سے تصویر مجھکو دلوادیں
یا مجکو مقابلہ کرنے کی اجازت دیں مجکو بغیر اپنے ناموس کی تصویر لیے ہوئے کسی طرح چین اور قرار نہ آئیگا امیر بانوقیر تو بعد دونوں
اور دلاوروں کو تصویریں دے رہے تھے فرامرز کی گفتگو سنکے ناز کرکے کرب غازی سے فرمانے لگے کہ اے کرب فرامرز کو
تصویر کیوں نہیں دیتے اور جو تمکو ہمنے تصویر دی تھی وہ تصویر فرامرز سے کس سبب سے نہیں لیتے کرب غازی نے
عرض کیا مجکو یہ تصویر پسند آئی ہے اسوجہ سے میں نہیں دیتا ہوں اور نہ دونگا اور وہ تصویر مجکو اچھی معلوم نہیں ہوتی ہے
اس سبب سے نہیں لیتا ہوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ جو ہمنے تمکو تصویر دی وہی تصویر فرامرز سے لو اور بُرے اور
اچھے کا خیال نہ کرو کیونکہ ہمنے کسی سردار کو دیکھ کر کوئی تصویر نہیں دی تھی ان تصویروں میں جس صاحب تصویر سے جسکی
شادی کا ہونا روز ازل کا تب قدرت نے لکھدیا ہے ممکن نہیں کہ نہو کرب غازی نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا لیکن کوئی
شخص اچھی چیز کو چھوڑکر بُری شے نہیں لیتا ہے بس میں اس تصویر دلپذیر سے کیونکر دست بردار ہو کر بدشکل تصویر کو لے لوں
صاحبقران نے فرمایا کہ مصلحت خدا میں تو دخل نہیں لیکن بظاہر تمکو وہی تصویر لینا ہوگی اور اُسی صاحب تصویر کے ساتھ
تمھاری شادی ہوگی کرب غازی نے عرض کیا مجکو کسی طرح اُس صاحب تصویر کے ساتھ شادی کرنا منظور نہیں ہے حضور
وہ تصویر یا تو اور کسی سردار کو دیدیں یا فرامرز ہی کے پاس رہنے دیں امیر بانوقیر نے فرمایا یہ کبھی نہو گا کہ میں تمھاری
خوشی کے واسطے ناانصافی کروں اور فرامرز کو رنجیدہ کروں القصہ ہرچند حمزہ صاحبقران کرب غازی سے تصویر کے
بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ یہ تصویر فرامرز کو دیدو اور وہ تصویر فرامرز سے لے لو مگر کرب غازی اول تو بخیال اسکے
کہ فرامرز یہ کہیگا کہ دیکھا کسطرح تصویر بدلے لی اس سبب سے تصویر نہیں دیتا ہے دوسرے یہ تصویر خوبصورت
عورت کی ہے اسوجہ سے بھی دینے سے انکار کرتا ہے غرضکہ جب بہادران نامور شہسوار اور دلاوران چیدہ روزگار اور خواجہ عمرو

اور چار سو نقابدار عالی وقار مع فرامرز تقریر امیر بالو قیر اور گفتگو سے کرب غازی سن رہے تھے اور خاموش بیٹھے ہوئے
تھے اکثر سرداران عاقل فہم خیال کر رہے ہین کہ دیکھیے انجام اس گفتگو کا کیا ہوتا ہی بہادران دست راست و دست چپ
خاموش ہین حمزۂ صاحبقران کے بیٹھنے سے کوئی دلاور کرب غازی یا فرامرز مغربی کی حمایت کا مصدر نہین ہو سکتا ہی الحاصل
جب کرب غازی نے متواتر سمجھانے پر بھی فرامرز کو تصویر نہ دی اُسوقت امیر بالو قیر نے ترش رو ہو کر کرب غازی کے
ہاتھ سے تصویر چھین کے فرامرز کے حوالہ کر دی اور فرامرز سے تصویر لیکر کرب کو دیدی لیکن کرب غازی نے تصویر
لیکر پھر حمزۂ صاحبقران کے پاس رکھدی اور عرض کیا کہ مین تو یہ تصویر نہ لونگا اور یہ کہکر بوجہ چھین جانے تصویر کے کرب
کا یہ حال ہوا کہ کانپنے لگا اور آنکھون مین اشک بھر آیا رنگ رخ کثرت رنج و ملال سے متغیر ہو گیا فرامرز نے تصویر بڑا کر
بجانب کرب غازی دیکھکر اشارے سے کہا کہ مردان جہان جو منہ سے کہتے ہین وہی کرتے ہین دیکھا ہے جو کہ تھا
وہی کیا تصویر لے لی اور تمھارے قول کی پابندی نہو سکی کرب غازی کو اشارہ فرامرز سے اور زیادہ ملال ہوا اُسوقت
کرب غازی نے یہ خیال کیا کہ ایسی ذلت اٹھا کر جینے سے تو مرنا ہی بہتر ہو یہ خیال کر کے دنگل پر سے اٹھا اور بارگاہ
سلیمانی سے نکل کر اپنے خیمہ کیطرف روانہ ہوا جسوقت کرب غازی اپنے خیمہ مین پہونچا اور اندلس آثار حزن و ملال
چہرہ کرب غازی پر دیکھکر پریشان ہوا آخر بیتاب و بیقرار ہو کر پوچھنے لگا اسوقت مزاج کیسا ہی کرب نے کہا آج
تو بہت مزاج اپنا اچھا ہی اندلس نے عرض کیا مین تو آج آپ کے چہرے پر آثار حزن و ملال ایسے پاتا ہون کہ کبھی
مین نے اسطرح آپکو محزون اور مغموم نہ دیکھا تھا پس مجھکو اپنا خیر خواہ جانکر جو امر باعث ملال کا ہو بیان کیجیے اور مجھسے
پوشیدہ نہ فرمائیے اگر کسی معشوق حسین پر آپ کا دل آیا ہی اور اُسکی فرقت مین آپکو بیقراری اور اشکباری ہی تو آپ فقط
اُس معشوق کا نام اور مقام و مسکن مجھ خاکسار کو بتا دین مین ابھی جا کر ایسی عیاری کرون کہ اُسکو راضی کر کے حضور کی خدمت
مین حاضر کرون اگر کسی شخص سے کچھ آپکو صدمہ پہونچا ہی تو بھی حضور اُس شخص کے نام سے مجھکو آگاہی دین مین ابھی جاؤن
اور بقدر امکان آپ کا انتقام اُس سے لون اگر کسی سردار سے فی الحال آپ سے کچھ تکرار ہوئی ہی تو بھی حضور مطلق رنج نکرین
انشاء اللہ اس سردار سے سمجھ لیا جائیگا بالفعل آپکو واسطے دفع رنج و ملال کے یہ مناسب ہی کہ برائے شکار صحرائے سبزہ زار
مین تشریف لے چلین اور چند روز تک شکار کھیلین یا کسی جانب برائے تفریح دل چند دن کے واسطے سفر کرین کرب
غازی نے فرمایا ای اندلس سوائے سفر کرنے کے اور کسی امر کو دل نہین چاہتا ہی کچھ عجب نہین کہ ہمارا یہان سے جلد سفر ہو اب
اسوقت تجکو لازم ہی کہ تو یہان سے چلا جا اور در خیمہ پر بیٹھ زیادہ باتین نکر ہمارے سر مین درد ہو رہا ہی تھوڑی دیر تک ہم آرام
کرینگے خبردار بعد پہر بھر کے اس خیمہ مین آئیو اور اگر جلد آئیگا تو ہمکو تجھسے ملال ہوگا اندلس نے عرض کیا اسوقت میرا
تو دل نہین چاہتا ہی کہ آپ کو محزون تنہا خیمہ مین چھوڑ کر چلا جاؤن مگر خلاف حکم بھی نہین کر سکتا جاتا ہون افسوس آپ نے
اپنا حال دل مجھسے بیان نہین کیا یہ امید مجکو آپ سے کسی طرح نہ تھی کرب غازی نے جواب دیا ای اندلس اگر کوئی بات
ہوتی تو بیان کیجاتی اور جو امر ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا القصہ اندلس عیار بموجب حکم کرب غازی در خیمہ پر جا کر بیٹھا بعد باہر
جانے اندلس کے کرب غازی نے حلقہ کمند کے لیا اور کرسی پر کھڑے ہو کر خیمہ کی سقف مین نہایت مستحکم باندھ کے اور ایک
حلقہ کمند لٹکا رہنے دیا اور اُس حلقہ کمند کو اپنی گردن مین ڈالکر پاؤن سے کرسی کو ہٹا دیا بمجرد ہٹا دینے کرسی کے کرب غازی
لٹکنے لگا یہان تو کرب غازی اپنے گلے مین پھانسی لگائے ہوئے لٹکتا ہی لیکن اب کچھ حال خواجہ عمرو کا بیان کیا جاتا ہی
جسوقت کرب غازی بارگاہ سلیمانی سے بوجہ چھین جانے تصویر کے رنجیدہ ہو کر چلا تھا خواجہ عمرو نے بھی دیکھا جو
جانے کرب غازی کے خواجہ عمرو کو پیچھے پیچھے خیال ہوا کہ کرب غازی دنیا سے ملول ہو کر گیا ہی ایسا نہو کہ اپنے تئین ہلاک

ہے غرض خواجہ عمرو بارگاہ سلیمانی سے اُٹھکر جانب خیمۂ کرب غازی روانہ ہوئے اور جلد تر داخل ہوئے قریب خیمہ
پہونچے تو دیکھا کہ اندلس عیار در خیمہ پر سر جھکائے ہوئے کسی فکر میں بیٹھا ہے خواجہ عمرو نے اندلس سے پوچھا کہ غازی
فرزند میرا کہاں ہے اندلس نے عرض کیا کہ خیمہ میں مجھکو کسی طرح رہنے نہ دیا اور یہی کہا کہ تو یہاں سے چلا جا آخر میں مجبور
ہو کر یہاں آکر بیٹھ رہا خواجہ عمرو نے کہا اے اندلس بڑا آفت غضب ہوا خدا خیر کرے یہ تو بتا کہ تو یہاں بیٹھے ہوئے کتنی دیر ہوئی
اندلس نے کہا زمانہ قریب ایک ساعت کا گذرا ہوگا خواجہ عمرو یہ تو بہت بیتاب اور بیقرار ہوکے اندر خیمہ کے گئے اور اندلس
بھی ہمراہ خواجہ عمرو خیمہ میں داخل ہوا جسوقت خواجہ عمرو خیمہ میں داخل ہوئے عجب واقعۂ ملال افزا نظر آیا یعنی دیکھا کہ کرب
غازی اپنی گردن میں پھانسی لگائے ہوئے لٹکا ہے اور دست و پا اسکے ایسے متحرک ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسم سے جان نکل جا
خواجہ عمرو نے جو یہ حال کرب غازی کا دیکھا بصد فریاد و اشکباری جلد تر خنجر سے حلقۂ کمند گلوے کرب غازی سے کاٹ دیا
بعد حلقۂ کمند کٹنے کے جب کرب غازی زمین پر گرنے لگا فی الفور خواجہ نے کرب کو اپنی آغوش میں لیکر بستر نرم پر لٹا دیا اندلس
عیار نے جو یہ حال کرب غازی کا مشاہدہ کیا اور خواجہ عمرو کو روتے دیکھا خود بھی بہ آواز بلند زاری و فغان کرنے لگا اور
کرب غازی کے گرد پھر پھر کے تصدق ہونے لگا اور یہ کہنے لگا کاشکے یہ خادم آپ کا بعوض آپ کے ہلاک ہوتا اور کاشکے
میری آنکھیں نابینا ہوتیں کہ میں یہ حال پر ملال آپ کا نہ دیکھتا غرض اُسی حالت بیقراری و اشکباری سے خدمت امیر
بالتوقیر میں گیا بزرگوار ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کرنشو یزن تعمیر کر چکے تھے اور بیٹھے ہوئے تھے اندلس
کو بیقرار اور اشکبار دیکھکر گھبرا گئے اور بیتاب ہوکر پوچھنے لگے ارے خیر تو ہے اندلس نے عرض کیا حضور بڑا غضب ہو گیا مجھ
اور خواجہ عمرو پر فلک غم گر پڑا اب زندہ رہنے کو میرا دل نہیں چاہتا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے اندلس مفصل حال بیان
کر کیا ہوا اندلس نے بصد فریاد و فغان عرض کیا حضور اگر آپ کو کرب غازی کو دیکھنا منظور ہے تو جلد تشریف لے چلئے کہ
حال اچھا نہیں ہے امیر بالتوقیر نے اشکبار ہوکے پوچھا اے اندلس سبب ناسازی مزاج کرب غازی سے تو کو خبر دے ذرا ہوش
میں آکر اچھی طرح احوال بیان کر اندلس نے عرض کیا اے امیر بالتوقیر بارگاہ سلیمانی سے آج جب کرب غازی اپنے خیمہ میں گئے
تھے میں خیمہ میں بیٹھا تو مجھسے فرمانے لگے کہ تو اسوقت خیمہ کے باہر چلا جا میں نے بہت پوچھا لیکن کچھ دل کا حال بیان نہ کیا میں
بمجبوری بموجب حکم باہر خیمہ کے چلا آیا اور در خیمہ پر بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو آئے اور کرب غازی کو مجھسے پوچھنے لگے
میں نے عرض کیا کہ کرب غازی خیمہ میں ہیں اور تمام حال بھی اپنے باہر خیمہ کے آنے کا بیان کیا خواجہ عمرو خیمہ میں تشریف لے گئے
میں بھی ہمراہ خواجہ عمرو خیمہ میں گیا وہاں جاکر عجب واقعۂ ملال افزا نظر آیا یعنی میں نے دیکھا کہ حلقۂ کمند گردن میں کرب
غازی کے ہے اور دست و پا متحرک ہیں خواجہ نے حلقہ کمند کا جلد گردن سے کرب غازی کے کاٹا اور فرش پر لٹا دیا اب کرب
غازی بیہوش ہیں آمد و شد نفس کی تو ہے مگر آثار اچھے نظر نہیں آتے ہیں خواجہ سرہانے کرب غازی کے بیٹھے ہوئے رو رہے
ہیں حمزۂ صاحبقران اور جملہ بہادران یہ خبر ملال اثر سنکے مغموم ہوئے لیکن سب سے پہلے امیر بالتوقیر بصد تعجیل و اشکباری
ہمراہ اندلس خیمۂ کرب غازی میں تشریف لائے خواجہ عمرو نے جو حمزۂ صاحبقران کو دیکھا کثرت سے نالہ و فغان کرکے
یہ کہا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ ہی میرے فرزند کے باعث ہلاکت ہوئے آپکو یہ منظور تھا کہ میرا فرزند زندہ رہے
آپ خوش ہوں کیونکہ بظاہر کرب غازی کے آثار زندہ رہنے کے معلوم نہیں ہوتے افسوس ہزار افسوس ایک عورت کے
واسطے تصویر اس شیر بیشۂ شجاعت کی خاک میں ملا چاہتی ہے اے امیر بالتوقیر کیا خوب آپ نے قدر و منزلت نظر کردہ شاہ ولایت
کی کی تھی آپکو اسوقت مناسب نہ تھا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ میں نے کیا کیا ہے کچھ کہو تو خواجہ عمرو نے جواب دیا اے امیر
بالتوقیر آپ ہی تو اس میرے فرزند کے باعث ہلاکت ہوئے اگر فرمائش زنگی کی دی ہوئی تصویر کی اس میرے فرزند سے آپ ترش ہو

ہوکر بارگاہ سلیمانی میں سب کے سامنے چھین نہ لیتے تو یہ غیرت دار میرا فرزند اپنے تئیں ہلاک نہ کرتا آپکو تصویر اس بہادر سے
لینا لازم نہ تھی آپ مجھسے فرماتے میں تو سمجھا کر اس دلاور سے تصویر لیکر آپکو دیدیتا پھر وہ تصویر فرامرز کو دیتے ہوئے
آپنے میرے اس فرزند کو بارگاہ سلیمانی میں روبرو جملہ سرداروں کے ذلیل کیا اور یہی باعث اس غیرت دار کا خود اپنی گردن
میں پھانسی لگانے کا ہوا اگر میں اور تھوڑی دیر تک یہاں نہ آتا تو اس اپنے فرزند کو زندہ بھی نہ پاتا افسوس آپ نے فرامرز کی
دل شکنی کا خیال کر کے میرے اس فرزند کو ایسا رنجیدہ اور ذلیل کیا کہ اسنے اپنا یہ حال کیا اے آپ نے یہ بھی خیال نہ کیا
کہ اگر کرب غازی ناراض ہوکر اپنے تئیں ہلاک کریگا تو عمرو کو بھی بہت ملال ہوگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ
اگر مجکو یہ معلوم ہوتا کہ تصویر لینے سے یہ حال کرب کا ہوگا تو میں ہرگز کرب غازی سے تصویر اُسوقت نہ لیتا خیر ای خواجہ
اب میں بعوض اُس تصویر کے تمہارے فرزند کرب کو ایسا خوش کرتا ہوں کہ تمہارا فرزند اُس تصویر کا ذرا بھی خیال نہ کریگا
اور وہ امر باعث مسرت یہ ہے کہ تم ابھی کرب غازی کو بعوض اس تصویر کے یہ مژدہ دو کہ تمہارے ساتھ شادی ملکہ زبیدۂ
شیردل کی فی الحال کر دیجائیگی خواجہ عمرو نے کہا ای امیر باتوقیر اگر یہ میرا فرزند صحیح وسلامت رہا تو میں اس فرزند کی شادی
کرونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بھلا تم کیا شادی کروگے تمکو اتنی مقدرت کہاں ہے اور بالفرض اگر کچھ ہو بھی تو تمسے روپیہ
صرف نہ کیا جائیگا خواجہ عمرو نے یہ جو تقریر امیر باتوقیر کی سنی جھلا کر کہا کیا مجکو آپ نے محتاج سمجھا ذرا آپ دیکھیے گا کہ کسطرح
کرب غازی کی شادی کرونگا کہ شاہان جہان کو رشک ہوگا اگر خدا نے بھی چاہا اور فرزند میرا زندہ رہا حمزہ صاحبقران
گفتگو خواجہ عمرو سنکے خاموش ہوگئے خواجہ نے بعد شفقت کرب غازی کے کان میں کہا ای فرزند اب تو ہوشیار ہو اور
خوش ہو تمہاری شادی ملکہ زبیدہ شیردل سے ہوئی کرب غازی چونکہ بیہوش تھا ہوشیار نہوا لیکن بعد تدارک دفع
غشی پھر خواجہ نے گوش کرب میں کہا کہ ای کرب غازی ای فرزند ارجمند اٹھو ہوشیار رہو اور شاد ہو تیرے ساتھ شادی
ملکہ زبیدۂ شیردل کی بعوض اُس تصویر کے ہوگی ای فرزند کیوں اسقدر اپنے تئیں بتاتا ہے ہوشیار ہو جب صدا ے
خواجہ گوش کرب میں پہونچی اور کرب غازی نے سنا کہ میرے ساتھ شادی ملکہ زبیدۂ شیردل کی ہوگی فی الفور خوش
ہوکر آنکھیں کھولدیں خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران کو بیٹھے ہوے دیکھا کرب جلد اٹھ بیٹھا خواجہ عمرو اور حمزۂ
صاحبقران کو بوجہ سلامت رہنے کرب غازی کے کمال خوشی ہوئی اور زر سرخ وسفید سر کرب غازی پر نثار کیا اس
اثنا میں اور بھی سرداران نامدار خیمۂ کرب غازی میں آئے اور کرب غازی کو زندہ اور سلامت دیکھکر سب خوش ہوے
اندلس عیار بھی بہت خوش ہوا پہلوان عادی پدر کرب غازی بھی از حد شاد و مسرور ہوے بعد ہوشیار ہونے
کرب غازی کے حمزۂ صاحبقران اور سرداران نامدار خیمۂ کرب غازی سے اٹھکر چلے گئے امیر باتوقیر نے حرم سرا میں
داخل ہوکر ملکہ گرو یہ بانو سے کیفیت نسبت قرار پانے ملکہ زبیدہ شیردل کی بیان کی ملکہ گرو یہ بانو نہایت خوش
ہوئیں بعد اسکے زائر زمان ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نے سامان شادی کرنا شروع کیا امیر باتوقیر
تو سامان شادی میں مصروف ہیں لیکن اب کچھ حال کرب غازی اور خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے بعد چلے جانے حمزہ
صاحبقران اور سرداران ذیشان کے کرب غازی نے یہ خیال کیا کہ شادی میری دیکھیے کیونکر ہوتی ہے کیونکہ میں بمقابلہ
امیر باتوقیر کچھ حقیقت نہیں رکھتا میں بمنزلہ ایک گدا کے ہوں اور امیر باتوقیر رتبہ میں مثل شاہ کے ہیں پس میرے اور انکے
مناسبت کسی طرح ہو نہیں سکتی امیر باتوقیر سامان شادی کا ایسا کرینگے کہ شاہان جہان رشک کرینگے اور والد پہلوان عادی
مثل غربا کے سامان شادی کا کرینگے جب خواجہ عمرو نے کرب غازی کو نہایت متفکر اور متردد دیکھا پوچھا ای فرزند پہلے تو تم
شاد و مسرور تھے اسوقت میں تمکو مغموم پاتا ہوں اسکا کیا سبب ہے بیان کرو کرب غازی نے عرض کی مجکو اسوقت

یہ فکر تھی کہ میری شادی کیونکر ہوگی کیونکہ بسلطنت ناداری ہو اور دل چاہتا ہو کہ شادی میری اچھی طرح ہو خواجہ عمرو نے فرمایا کہ
فرزند تم کچھ تردد نہ کرو مین تمھاری شادی کرونگا مگر اس وجہ کہ جس قدر روپیہ شادی مین صرف ہوگا تم اصل وسود مجھکو ادا
کرنا ہوگا کیونکہ تم جانتے ہو جسطرح میری بسر اوقات ہوتی ہو اپنے پاس کچھ بھی نہین رکھتا لیکن مہاجنون سے اگر مین روپیہ کے
واسطے کہونگا تو یقین ہو کہ وہ انکار نہ کرینگے اور حقیقت مین آپنے طلب کرونگا وہ قرض دینگے ای فرزند اگر خدا نے چاہا تو تمھاری
شادی اسطرح کرونگا کہ امیر با توقیر بھی سامان تمھاری شادی کا دیکھکر متحیر ہونگے کرب غازی نے عرض کیا مین آپکے حال سے
بخوبی واقف ہون آپ کو تو روپیہ قرض لینے کی ضرورت نہین ہو خواجہ نے فرمایا ای فرزند اگر یہ خیال ہو کہ زنبیل مین زر کثیر
ہو تو یہ خلاف عقل ہو اگر میرے پاس زر کثیر ہوتا تو مین اس حال سے کبھی نہ رہتا کرب غازی نے عرض کیا اگر کوئی فرزند اپنی
شادی کا مصارف اپنے والد کو دیتا ہوگا تو مین بھی آپ کو دونگا خواجہ عمرو نے فرمایا تمکو ضرور دینا ہوگا کرب غازی نے
سنکر عرض کیا حتی الامکان مین آپ کا فرمانا بجا لاؤنگا خواجہ عمرو کرب غازی سے یہ تقریر دلپذیر کرکے چلے گئے ادھر
حمزۂ صاحبقران نے خواجہ زادون کو طلب کرکے دریافت فرمایا کہ فی الحال واسطے عقد و نکاح کے کون سی تاریخین سعد ہین
خواجہ زادون نے تھوڑی دیر دیکھکے کئی تاریخین جو سعد تھین بیان کین حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو مانجھے کے دن اور برات
وغیرہ کے دن سے اطلاع دی خواجہ عمرو نے دو دن قبل آنے مانجھے کے صدہا خیام فلک فرسا استادہ کرائے اور بارگاہ
دنیالی کو بھی استادہ کرایا اور فرش نفیس در خیام اور بارگاہ دنیالی مین بچھوایا صدہا زنگل بچھوائے اور کرسیان جواہر نگار
خیام و بارگاہ مین رکھوائین اور ایک تخت جواہر نگار بھی زنبیل سے نکالکے بارگاہ دنیالی مین واسطے سعد بن قباد
بادشاہ لشکر اسلام کے بچھوایا اور واسطے روشنی کے ہزارہا جھاڑ اور کنول اور مردنگ وغیرہ زنبیل سے نکال نکال کے عیارون سے
کہا کہ مقامات مناسب پر جھاڑ لٹکاؤ اور مردنگین اور فانوسین رکھو خبردار کوئی شی ٹوٹنے نہ پائے ورنہ ہڈیان تمھاری توڑ
ڈالونگا جملہ عیاران لشکر دوڑ دوڑ کے کام کرتے تھے اگر کسی عیار سے کوئی کنول ٹوٹ جاتا تھا خواجہ عمرو کو نہایت غصہ آتا تھا
کوڑے سے اسے مارتے تھے اور کہتے تھے یہ کنول دو ہزار روپیہ کا تھا فلان سوداگر سے فلان مقام پر مین نے مول لیا تھا مجکو اسکی
قیمت دینی ہوگی وہ عیار کوڑے اپنی پیٹھ پر کھاتا تھا اور تڑپ تڑپ کے کہتا تھا اچھا ای خواجہ مین کنول کی قیمت دونگا بلکہ تین
ہزار روپیہ دونگا مجکو چھوڑ دیجیے اب ایسی خطا مجھسے کبھی نہ ہوگی خواجہ تین ہزار روپیہ کے لالچ سے اسکو چھوڑ دیتے ہین
اور عیار اُس عیار کا حال زار دیکھکر اور خواجہ سے ڈرکر اچھی طرح کام کرتے تھے غرض خواجہ عمرو نے بعد درستی خیام و بارگاہ
بہشت سے ایوان بلند و وسیع مین بھی برائے خواتین فرش کرایا اور جھاڑ اور کنول وغیرہ سے ہر ایک ایوان کو آراستہ کرایا اور
جملہ اسباب ضروری ہر ایک ایوان مین بحکم خواجہ مہیا اور موجود ہو گیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے سعد بن قباد بادشاہ لشکر
اسلام اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ گلشن آرا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور پسران بزرجمہر اور عبد الرحمن جنی اور
لندھور اور مالک اژدر اور بہرام گرد خاقان چین اور فرامرز عاد مغربی اور فرخ شہسوار قلندر اور جملہ سرداران
وغیرہ کو مہمانی مین طلب کیا راوی بیان کرتا ہو کہ سوائے ملکہ گردیہ بانو ملکہ زبیدہ شیردل اور چند سردارون کے امیر با توقیر
کیطرف اور کوئی نہ تھا سبکو خواجہ عمرو نے اپنا مہمان کیا تھا جو عورتین پردۂ قاف سے آئی تھین اور جو خواتین ذیوقاریان
تھین سبکو انھین مکانات مین جو آراستہ کیے تھے خواجہ نے مقیم کیا تھا اور جملہ سلاطین اور شاہزادون اور سردارون کو بارگاہ
دنیالی مین مقیم کیا تھا اور مردان لشکری کو جو غیر سردار تھے انکو خیام مین فرد کش کیا تھا اور صدہا نازنینان خورشید جمال ماہ تمثال
عدیم المثال جو علم موسیقی مین بے مثل و بے نظیر تھین انکو بلوایا تھا اور خیام مین علحدہ انکو مقیم کیا تھا اور اکثر سردارون کو بموجب انکی
توقیر کے جدا جدا ہر ایک سردار کو انتظام سرانجام کار شادی سپرد کیا تھا مگر جسے سردار جنکو کوئی کام سپرد نہین کیا گیا تھا

وہ خواجہ سے یہ کہتے تھے کہ ہمکو بھی کسی کام کا انتظام سپرد کیا جائے نہ تجر پہلوان عادی خواجہ عمرو سے بار بار کہتے تھے کہ
ہمکو باورچی خانہ کا انتظام سپرد کیا جائے ہم کھانا نہایت لذیذ اور خوش ذائقہ باورچیون سے پکوائینگے خواجہ عمرو کہتے تھے
مین تمکو ہرگز باورچیخانہ کا انتظام سپرد نہ کرونگا کیونکہ تم شب و روز مین بہت سی دیگین کھانے کی خالی کر دوگے جہانتک
تمسے کھایا جائیگا خوب کھاؤگے مہمان بیچارے بھوکے رہجائینگے میری ذلت ہوگی پہلوان عادی پیٹ پر پنجہ [illegible]
کہتے تھے ای خواجہ مین زیادہ نہ کھاؤنگا فقط اپنا پیٹ بھرلونگا مدت دراز اور زمانہ بعید سے سیر ہوکر مین نے کھانا نہین
کھایا ہے مین چاہتا ہون کہ اپنے فرزند کرب غازی کی شادی مین تو سیر ہوکر کھانا کھاؤن خواجہ سنکر جواب دیتے تھے کہ
اچھا کھانا سیر ہوکر کھانا مگر تمکو نقد باورچیخانہ کا سپرد نہ کیا جائیگا القصہ بعد دو روز کے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران امیر عالیشان نے منجھا بڑے سامان و جلوس شاہانہ سے بھیجا اگر حال تجمل و جلوس وغیرہ تحریر کیا جاتا
تو طول ہوتا اسوجہ سے تحریر نہین کیا اور جو مقصد خوش ہو گیا غرض جسوقت منجھا آیا کرب غازی نہایت خوش ہوئے
خواتین نے کرب غازی کو ایوان مین طلب کیا ملکہ قریشیہ نے کرب غازی کو منجھا پہنایا بعد اسکے نازنینان خوبرو اور
خوش گلو نے ناچنا اور گانا شروع کیا اور باہر بھی بارگاہ و اینالی مین اور خیام مین نازنینان خوبرو خوش گلو روبرو جملہ
سلاطین اور شاہزادگان اور سردارون کے گانے لگین کرب غازی بھی بعد منجھا پہننے کے ایوان سے باہر آکر بارگاہ و اینالی
مین مسند پر آئے اکثر سردار واسطے تعظیم کے کھڑے ہوگئے جب کرب غازی مسند زرتار پر بیٹھے نازنینان خوبرو خوش
گلو روبرو کرب غازی بناز و ادا رقص کرنے لگین اور بعد مبارکباد کے غزلین عاشقانہ گانے لگین اور [illegible] اہل
بزم کو اپنے رقص و نغمہ سے خوش کرنے لگین علاوہ بارگاہ و اینالی کے جو خیام مین جہان جہان سردار اور غیر سردار لوگ
اور [illegible] فرش نفیس و نادر پر بیٹھے ہوئے تھے نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال ناچتی تھین اور گاتی تھین چونکہ وقت
شام کا تھا نقارخانون مین نقارچی جوڑے رنگین پہنے ہوئے نقارہ ہائے کلان یون بجاتے تھے کہ ان نقارون کی صدا
فلک تک پہونچتی تھی اور ہر ایک شہنا نواز شہنا اسطرح بجاتا تھا کہ سننے والون کے دلون کو ایک لطف حاصل ہوتا تھا غرض
اسیطرح کئی شب و روز تک بزم نشاط آراستہ رہی اور غلغلہ و شور کوس شادی بلند رہا بعد ساچق اور مہندی کے جب دن
برات کا آیا خواجہ عمرو نے کرب غازی کو بعد خوشی دولھا بنایا اور خلعت شادی نہایت ہی پرزر اور ایسا نفیس و نادر کہ
کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا پہنایا اور سہرہ پھولون کا زرتار سراپا بہار سر پر باندھا اور فیل میمونہ لندھور پر کہ ہیچ
اسپر نہایت ہی نادر و زرنگار طلائی کسا ہوا تھا اور جھول بھی سراسر زرتار تھی خواجہ عمرو کرب غازی کو لیکر سوار ہوئے اور
اندلس کو بھی خواصی مین بٹھا لیا اور زر سرخ و سفید یمین و یسار سر نثار نہایت کثرت سے رکھ لیا بعد سوار ہونے نوشاہ
کے جملہ سلاطین عالیوقار سرداران نامدار وغیرہ فیلان کوہ شکوہ اور اسپان ابلق و سرنگ و مشکی پر سوار ہوئے بعد اسکے
خواتین ذیوقار و نسوان عالیمقدار مانند ملکہ آسمان پری اور ملکہ گلشن آرا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش وغیرہ صدہا خواتین
نفیس و نادر نینسون اور زرتار سکھپالون مین سوار ہوئین بعد سوار ہونے خواتین کے صدہا سردارون نے انتظام کیا
جب بخوبی انتظام ہوچکا برات بہزار تجمل و جلوس جانب مکان عروس روانہ ہوئی راوی کہتا ہے کہ کثرت باجون کی اسقدر تھی
کہ زمین صداے نقارہ و دہل وغیرہ سے دمبدم دہلتی تھی اور شور باجون کا اسدرجہ بلند تھا کہ تا فلک صداے دہل و نقارہ
وغیرہ کی جاتی تھی پردہ گوشہاے ساکنان فلک کثرت آواز نقارہ و دہل وغیرہ سے پھٹے جاتے تھے پیر فلک دیکھکر متحیر
تھا جلوس اسقدر تھا کہ کئی فرسخ تک سواے جلوس کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا ہزارہا سقے بحکم خواجہ عمرو بجاے آب مشکون
مین کیوڑہ اور عرق گلاب بھرے ہوئے آگے آگے چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے اور گرد و غبار راہ بٹھاتے جاتے تھے

اور اکثر سلاطین عالیوقار بھی ولیسا ہی نوشاہ تھے خواجہ عمرو نے صد ہا بدر ہزار باپوڑے اڑنی مردن ور کرشیہ روون کو بھی دیئے تھے خصوصاً اندلس کو تو بیت جواہری جدہ پرتکلف وی تھا اور خود بھی لباس فاخرہ زیب تن کیا تھا روشنی دوجانب سد جیحتی کہ ضیاے آفتاب کی کچھ حقیقت نہ تھی علاوہ روشنی کے دو طرفہ مکان نوشاہ سے تا مکان عروس آتشبازی گاڑی گئی تھی آتشباز بکو خواجہ عمرو دوجانب راہ مین جو آتشبازی چھڑاتے تھے زیادہ روشنی ہوتی تھی جب کوئی آتشباز مہتاب چھوڑتا تھا اسوقت ماہ فلک نور وضیاے مہتاب کو دیکھکر شرم سے ابر مین پوشیدہ ہو جاتا تھا اور جب آتشباز ہکتے چرخیان چھوڑتے تھے چرخ دیکھکر چکر مین آتا تھا اور جب کسی قلعہ مین آتشبازی کے آتشباز آگ لگاتے تھے قلعہ گردون کو اپنے اڑ جانے کا خوف ہوتا تھا اور دھوان آتشبازی کا مشک وعنبر بوقت جملہ سلاطین وشاہزادے اور سردار وغیرہ خصوصاً نوشاہ اور خواجہ عمرو تماشا آتشبازی کا دیکھتے جاتے تھے خواجہ عمرو دونون ہاتھون سے زر سرخ وسفید اثناے راہ مین سر کرب غازی پر نثار کرتے جاتے تھے غربا اور مساکین زر سرخ وسفید راہ مین لوٹتے جاتے تھے پہلوان غازی نے جو کثرت سے کھانا کھایا تھا گھوڑے پر بیٹھا نہ جاتا تھا راہ مین گھوڑے سے اتر اتر پڑتے تھے اور کہتے تھے کہ آج نہین معلوم کیا ہو کہ مجھسے گھوڑے پر سوار نہین ہوا جاتا جو جانتے تھے وہ اپنے دل مین کہتے تھے کہ بسبب زیادہ کھانا کھانے کے گھوڑے پر بیٹھا نہین جاتا القصہ جب برات ساتھ تجمل وجلوس مذکور کے مکان عروس پر پہونچی وہان بھی کثرت سے آتشبازی آتشبازون نے چھڑائی اور خواجہ عمرو نے زر سرخ وسفید وہان تو بکثرت کرب غازی کے سر پر نثار کیا از اوقات ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نے جو پوشیدہ ہو کر تجمل وجلوس برات کا دیکھا اور خواجہ عمرو کا زر سرخ وسفید بکثرت نثار کرنا ملاحظہ کیا نہایت متحیر ہوے اور خیال کرنے لگے کہ خواجہ عمرو نے جو کہا تھا کہ برات بڑے تزک سے لاؤنگا حقیقت مین ویسا ہی کیا غرض اُن سردارون نے جو حمزۂ صاحبقران کی جانب تھے انھون نے بارگاہ سلیمانی اور دیگر خیام ملک فرما مین نوشاہ یعنی کرب غازی اور جملہ سلاطین اور شاہزادون اور سردارون کو بعد عزت وتوقیر بٹھایا خواجہ عمرو بھی بارگاہ سلیمانی و دیگر خیام مین سامان تکلف دیکھکر متحیر ہوگئے بعد بیٹھنے کرب غازی وغیرہ کے جو نازنینان خورشید جمالی زہرہ خصال قبل جانے برات کے وہان پہونچ گئی تھین فی الفور حاضر ہوئین اور روبرو کرب غازی ناچنے اور گانے لگین از انجملہ ایک نازنین مہجبین نے روبروے نوشاہ حاضر ہو کر یہ غزل بعد ناز وادا شروع کی

غزل

عشق بازی کا مری چرچا رہا
مرکے بھی اسطرح مین زندا رہا

دیکھکر چشم سیاہ یار کو
حال کیا ای نرگس شہلا رہا

سیکھ سے لین بعد مرکے دسے سیب
چشم پرنم ساغر صہبا رہا

سب حجاب اٹھے وصال یار مین
بے حجابی کا فقط پردا رہا

ہجر جانان مین رہا ہردم علیل
ای کاش مر دو دن نہ مین اچھا رہا

ہون وہ لاغر مین گیا صحرا مین
ہمسری پر خار سے الجھا رہا

ای پری پیکر ترے سر کی قسم
تیرے گیسو کا مجھے سودا رہا

مین نے جب پوچھا کہ ہوگا وصل ک
ہنسکے بولے وعدۂ فردا رہا

آہ بھی عاجز رہی فرقت کی شب
مجھسے نالان خود مرا نالا رہا

جس وقت غزل مسطور نازنین مذکور نے روبروے نوشاہ وصاحبان بزم بعد ناز وادا گائی ہر ایک جوان وپیر غزل سنکے خوش ہوا خصوصاً خواجہ عمرو از حد مسرور ہوے اور زر کثیر اسکو انعام دیا مطربہ مسطورہ انعام وافر پاکر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور دلہاے اہل بزم خوش کرنے لگی اسی طرح دیگر بارگاہون اور خیام مین روبرو سردارون وغیرہ کے بھی نازنینان خوبرو خوش گلو ناچتی اور گاتی تھین اور دلہاے صاحبان محفل خوش اور مسرور کرتی تھین بعد اکثر رسوم خواتین کے بساعت ہمایون اور وقت سعد عقد ہوا مہر کرور ہا زر سرخ پر باندھا گیا بعد عقد ہونے اور شربت پلانے کے نازنینان خوش گلو بارگاہ سلیمانی مین

روبروے نوشاہ مبارکباد گانے لگیں اور [illegible] سرخ وسفید تمام تن [illegible] کی طرح حرم محترم سے امیر بانو قرین تھی خوبرو یا بنا
بے مثال خورشید جمال روبروے عروس [illegible] ملکہ زرو یہ بانو [illegible] عروس [illegible] دیگر خواتین کے مبارکباد گانے لگیں اور
انعام کثیر لینے لگیں راوی کہتا ہے کہ حرم سرا اور بارگاہ سلیمانی اور دیگر خیام میں اسقدر شادی و تہنیت ہند تھا کہ آسمان ہمہ
تہنیت جانی تھی اور اسقدر آتشبازی چھٹی تھی کہ زیر [illegible] کبھی نہ چھٹی ہوگی اور دھوئیں آتشبازی کا اسقدر چھا گیا کہ آسمان
نظر مردمان سے پوشیدہ ہو گیا تھا الحاصل بعد عقد کے جو سردار کہ حمزہ صاحبقران کیطرف سے منتظم تھے انھوں نے کشتیاں طلب
کرکے علی قدر مراتب ہر ایک بادشاہ اور شاہزادہ اور سردار کے روبرو ایک ایک کشتی رکھی اکثر سلاطین اور شاہزادوں اور سرداروں کو
خلعت فاخرہ دیے گئے اکثر کے گلوں میں نقد ہار پہنائے اور بعض مردمان لشکر کو جوڑے رنگین او [illegible] دیے گئے خصوصا پہلوان
غازی کو سات خلعت فاخرہ ایسے ایسے پارچوں کے نہایت پرند اور نادر دیے گئے اسی طرح خواجہ عمرو کو بھی سات خلعت پہلوان
غازی کے دیے گئے اور ایسے خلعت کہ جو ایسے ایسے پارچوں کے تھے اور نایاب زمانہ تھے سلاطین جہان نے کبھی ویسے خلعت بیش بہا
دیکھے ہی نہ تھے سرداران مذکور نے حمزہ صاحبقران کی طرف سے نوشاہ یعنی کرب غازی کو دیے سلاطین اور شاہزادوں اور سرداران
وغیرہ نے کشتیاں خلعت کی اپنے اپنے ملازموں کے سپرد کردیں ہر ایک خاص وعام نے گلوریاں ورق طلائی ونقرئی کی کھائیں اور
نازنینان خوبرو کا گانا سننے لگے ناگاہ چند چوبدار عماری جوڑے زمین بنے ہوئے عصا ہاے نقرئی وطلائی ہاتھوں میں لیے ہوئے درود
خواجہ عمرو آئے اور بعد آداب وتسلیم اور تہنیت کے یہ عرض کرنے لگے کہ نوشاہ زیادہ کو خواتین حرم سرا محل میں بلاتی ہیں خواجہ عمرو ہمراہ
کرب غازی حرم سرا میں تشریف لے گئے اور آراستگی محل سرا دیکھکر بہت متحیر ہوئے غرض نوشاہ یعنی کرب غازی تو مسند پر
بیٹھے اور خواجہ ایک کرسی جواہر نگار پر رونق افروز ہوے بعدہ جتنے رسوم [illegible] عروس آئینہ میں جسکو عوام مصحف آرسی کہتے
ہیں اور دیگر رسوم کے روبروے کرب غازی نازنینان خوبرو خوش گلو ناچنے لگیں اور مبارکباد دینے لگیں خواجہ عمرو نے
ان نازنینان خوش گلو کو کئی مشت اشرفیاں دیں پھر خواجہ عمرو کرب غازی بارگاہ سلیمانی میں چلے آئے اکثر سردار
تعظیم نوشاہ کیواسطے اپنے اپنے دنگلوں اور کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوے جب کرب غازی اور خواجہ عمرو بیٹھے پھر
نازنینان زہرہ خصال پری تمثال رقص کرنے لگیں کرب غازی اور خواجہ عمرو وغیرہ پھر رقص خوبرویان دیکھنے لگے یہاں
تو نازنینان مہ جبین ناچ رہی ہیں اور غزلیں [illegible] گا رہی ہیں [illegible] بزم آئے کا [illegible] رہے ہیں ان سبھوں کا
ناچ دیکھنے اور گانا سننے میں مشغول رہنے [illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ بعد یا [illegible] اسنے نوشاہ اور [illegible]
کے بعد جب ارشاد حمزہ صاحبقران کے جہیز کا مال واسباب کہ جو بے انتہا تھا اور کوئی حساب دان [illegible]
قیمت کا حساب لگا نہ سکتا تھا حرم سرا سے [illegible] اور [illegible] اسباب شتروں پر بار ہوئے لگا اور ہزار ہا قسم کا اسباب [illegible]
حوالہ مردمان کیا گیا جب کل مال اسباب نکل چکا حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ خواجہ بہت نہایت تزک وتجمل وجلوس
سے لاے ہیں اور یہ جہیز کم ہے اسوجہ سے ایک پرچہ قرطاس پر امیر [illegible] نے یہ لکھکر کہ خواجہ عمرو بیٹے تمھارے [illegible]
فلان فلان شہر اور فلان فلان ملک سلام کرائی میں دیے تعیین [illegible] کر قبول [illegible] اور [illegible] سے جہیز [illegible]
یہ لکھکر حمزہ صاحبقران نے پرچہ قرطاس کو اپنے پاس [illegible] کے رہنے دیا خواتین [illegible] ملکہ زبیدہ شیر دل سے
بہنگام رخصت گلے مل مل کے رونے لگیں خصوصا ملکہ زرو یہ بانو کا تو عجب حال تھا کسی طرح رونا موقوف نہ ہوتا تھا
وہ سیدہ اپنی دختر کو گلے سے لگاتی تھیں اور روتی تھیں ملکہ زبیدہ شیر دل بھی بسبب جدائی [illegible] روتی تھیں حمزہ
صاحبقران کو بھی کسی قدر جدائی دختر سے ملال تھا مگر خواصین اور [illegible] اور کنیزیں ملکہ زبیدہ شیر دل کی [illegible]
بعد گریہ وزاری کے خواتین نے نوشاہ کو پھر محل سرا میں واسطے دلہن کے سوار کرنے کے [illegible] کرب غازی بعد خوشی [illegible]

بارگاہ سلیمانی سے آ بیٹھے لیکن حرم سرا میں ملکہ قریشیہ سلطان نے اپنی بہن ملکہ زبیدہ شیر دل سے چپکے سے یہ کہا کہ اب کرب غازی
تمکو آغوش میں اٹھا کر سواری زین سوار کرنے کو آتے ہیں اور تم بیٹی زاد قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کی
ہو تمہیں شیر ملکہ گردیہ بانو اپنی مادر عالیقدر کا پایا ہے پس لازم ہے کہ جب کرب غازی تمکو اٹھائے ہرگز نہ اٹھنا ورنہ تمکو زور آزمائی کی بیٹی
نہ جانونگی ملکہ قریشیہ سلطان بھی یہ تقریر ملکہ زبیدہ شیر دل سے کر رہی تھیں کہ یکایک خواجہ عمرو کرب غازی کے ہمراہ حرم سرا
میں آئے اور بعد فراغ رسوم کے کرب غازی حجلہ عروس میں گئے اور عروس کو اٹھانے لگے لیکن عروس نے مسند سے جنبش بھی نہ کی
پھر کرب غازی نے اٹھانا چاہا لیکن ملکہ زبیدہ شیر دل بموجب کہنے اپنی بہن ملکہ قریشیہ سلطان کے مسند عروسی سے نہ اٹھیں
تیسری مرتبہ کرب غازی نے نہایت ہی زور کیا اور بوجہ قطع کردہ ہونے کے عروس کو مسند سے کسی قدر تو اٹھا لیا مگر زیادہ تر اٹھا کر
سواری میں سوار نہ کر سکے ناچار ہوکے عروس کو مسند پر بٹھا دیا یہ کیفیت دیکھ کر ملکہ قریشیہ سلطان نے قہقہہ لگایا کرب غازی کو
شرم سے پسینا آگیا اور یہ خیال کیا کہ اے کرب غازی تو نے نامی پہلوانوں کو اٹھا اٹھا کر دے مارا ہے اور باندھ کے زمین پر پٹکا ہے آج تجھسے
عروس نہیں اٹھ سکتی یہ خیال کرکے کرب غازی محزون ہو کر جانب خواجہ دیکھنے لگے خواجہ عمرو نے پوچھا اے فرزند متردد کیوں
ہو کرب نے چپکے سے خواجہ عمرو سے کہا کہ میں نے نہایت ہی زور کیا مگر اچھی طرح عروس نہیں اٹھتی خواجہ نے فرمایا اے فرزند
عروس تمہاری زاد قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کی دختر ہے اور جن سے ہے ملکہ گردیہ بانو کے بڑے بڑے
پہلوانوں اور شجاعان و جبابرہ کی اسکے روبرو حقیقت نہیں ہے لیکن اے فرزند ملول نہو ذرا تامل کرو میں ابھی اسکی تدبیر کرتا ہوں
یہ کہکے خواجہ عمرو نے کنیزوں سے دریافت کیا کہ امیر با توقیر کہاں تشریف رکھتے ہیں کنیزوں نے عرض کیا امیر با توقیر حرم سرا میں
تشریف رکھتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا کہ میری طرف سے جاکر کہو کہ عمرو حاضر خدمت ہونا چاہتا ہے کیونکہ کچھ عرض کرنا منظور ہے کنیزوں
نے جاکر امیر با توقیر سے عرض کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا خواجہ عمرو کو یہیں بلاؤ کنیزوں نے آکر خواجہ سے کہا آپ کو امیر
صاحبقران طلب فرماتے ہیں جب خواجہ عمرو پیش امیر با توقیر گئے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ کہو کیا کہتے ہو خواجہ
عمرو نے عرض کیا اے امیر با توقیر میرے فرزند کرب غازی سے نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ عروس کسیطرح نہیں اٹھتی امیر نے فرمایا
میں چلتا ہوں حال معلوم ہو جائیگا جب امیر با توقیر قریب اپنی دختر ملکہ زبیدہ شیر دل کے تشریف لائے ملاحظہ فرمایا ملکہ قریشیہ
سلطان قریب ملکہ زبیدہ شیر دل کے کھڑی ہے اور کچھ اشارے سے اپنی بہن سے کہہ رہی ہے حمزہ صاحبقران سمجھ گئے کہ ساری
شوخی اسکی ہے اسی نے اپنی بہن کو شاید کچھ ایسا سمجھایا ہے کہ ملکہ زبیدہ مسند عروسی سے نہیں اٹھتی الغرض حمزہ صاحبقران نے
یہ خیال کرکے ملکہ قریشیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو اب بہت شوخ ہو گئی ہے کیوں یہاں کھڑی ہے تیرا یہاں کیا کام ہے ہٹ جا ملکہ
قریشیہ بموجب فرمانے اپنے والد نامدار کے چپکے سر جھکائے ہوئے ایک جانب حرم سرا کو چلی گئی بعد جانے ملکہ قریشیہ کے حمزہ صاحبقران
نے بعد الطاف و مہربانی ملکہ زبیدہ شیر دل سے یہ فرمایا کہ اے نور نظر پارہ جگر آگاہ ہو کہ ہمیشہ دنیا میں والدین دختر کو حتی الامکان
اپنے مکان میں نہیں رکھتے ہیں بلکہ حقدار نے کسی شریف اور نجیب کے حوالہ کر دیتے ہیں اب ہم نے بھی بہ نہایت ارزانی تمہاری شادی کر دی ہے تمکو اب
لازم ہے کہ کچھ عذر و انکار نکرو اپنے شوہر کے گھر چلی جاؤ ہرچند کہ ہمکو تمہاری جدائی بہت دشوار ہے لیکن بحکم خدا و رسول مجبور ہیں اب ہم تمکو خوشی
جانے کی اجازت دیتے ہیں تمکو مناسب ہے کہ ہمارے کہنے پر عمل کرو القصہ حمزہ صاحبقران ملکہ زبیدہ شیر دل کو سمجھا کر چاہتے تھے
کہ کسی گوشہ محل سرا میں جاکر تشریف رکھیں کیونکہ بسبب حیا و شرم کے بالفعل کرب غازی اپنے داماد سے سامنا کرنا مناسب نہ جانتے
تھے لیکن نوشاہ یعنی کرب غازی نے مسند سے اٹھ کر اور قریب امیر با توقیر کے جاکر بصد ادب حمزہ صاحبقران کو تسلیم کی امیر با توقیر نے
دعائے درازی حیات دیکے شرم سے سر جھکا لیا اور کرب غازی کے سامنے وہی پرچہ قرطاس جو لکھا تھا خواجہ عمرو کو دیدیا
خواجہ عمرو نے اس پرچہ قرطاس کو بخوبی پڑھکے اور ہنسکے فرمایا اے کرب غازی امیر با توقیر کو دوبارہ تسلیم کر دیو کہ حمزہ صاحبقران

سے سلام کرائی کے عوض مین فلان فلان شہر اور ملک دیے ہین کرب غازی نے موافق فرمانے خواجہ عمرو کے امیر بانو قمر کو
خوش ہوکر دوبارہ تسلیم کی امیر بانو قمر پھر دعاے طول عمر دے کے تشریف لے گئے پھر بموجب کہنے خواجہ عمرو کے کرب غازی
نے اپنی خوشدامن ملکہ گردیہ بانو کو سلام کیا ملکہ گردیہ بانو نے بھی پس پردہ سے دعاے صحت و سلامتی دے کے ایک ہار یمنی
کا کہ قیمت اسکی خراج ملک یمن کی تھی عنایت فرمایا خواجہ عمرو نے جسطرح کہ سات خلعت مع کشتی اور کشتی پوش کے بارگاہ
سلیمانی مین بعد عقد کرب غازی نذر زنبیل کیے تھے اسی طرح وہ ہار موتیون کا کرب غازی سے لیکر نذر زنبیل کیا اور کہا ای فرزند
مین یہ ہار تمکو نہ دونگا کرب غازی خاموش ہو رہے الحاصل کرب غازی نے بعد تسلیم کرنے امیر بانو قمر اور ملکہ گردیہ بانو اور دیگر
خواتین ذیوقار کے عروس کو جو اٹھایا تو مثل گل مسند سے بسہولت اٹھا لیا اور جانب در حرم سرا چلے کیونکہ در حرم سرا پر قبل ہی سے دلہن کی
سواری لگی ہوئی تھی کرب غازی نے کچھ خیال خواتین کے رونے کا نہ کیا اور عروس کو بعجلت بہزار پردہ داری سوار کیا اسی سمہ اکی
مین ملکہ آسمان پری اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور ملکہ سرو سیمین تن زوجہ خواجہ عمرو بھی دلہن کو لیکر بیٹھین بعد سوار کرنے عروس کے
کرب غازی بھی فیل میمونہ پر سوار ہوا اور خواجہ عمرو اور ماندلس بھی پاس کرب غازی کے پیچھے پھر جملہ سلاطین اور شاہزادے
اور سرداران تہور شعار وغیرہ اپنے اپنے فیل و اسپ پر سوار ہوے اکثر سرداروں نے جلوس کے بڑھنے کا انتظام کیا القصہ بعد سوار
ہونے جملہ خواتین اور سلاطین وغیرہ کے برات اسی تجمل و جلوس سے بصداے نقارہ و دہل و طبل وغیرہ روانہ ہوئی خواجہ عمرو اپنی
بہو کو بیاہ کر بہزار خوشی اپنے مکان کیطرف چلے لیکن اسی طرح زر سرخ و سفید سر کرب غازی پر اثناے راہ مین نثار کرتے ہوے
قبل وقت نماز سحر اپنے مکان پر پہونچے کرب غازی نے فیل میمونہ سے اترکر ایک ایوان عالیشان مین کہ جو نہایت ہی آراستہ
پیراستہ کیا تھا عروس کو بہزار پردہ داری سواری سے اتارکر ایک مسند پر جاکر بٹھا دیا پھر ملکہ سرو سیمین تن اور ملکہ آسمان پری
اور ملکہ رابعہ اطلس پوش و دیگر خواتین سواریون سے اترین اور داخل ایوان ہوئین بعد اسکے تمام مال و اسباب جہیز کا کہ جو
بے انتہا تھا چند ایوان وسیع مین رکھا گیا جب وقت نماز کا آیا جملہ خاص و عام نے سواریون سے اتر اتر کے وضو کیا اور شور
باجون کا موقوف کرا کے نماز سحر پڑہی خواجہ عمرو بعد نماز پڑھنے کے کرسی پر بیٹھے جن مہمانون کو رخصت ہونا منظور تھا وہ
سب خواجہ کے پاس آئے اور بعد تہنیت کے یہ سخن زبان پر لائے کہ اب ہمکو رخصت کیجیے خواجہ نے کہا ابھی تو مین رخصت نہ کرونگا
لیکن جب ان سب نے بہت اصرار کیا اسوقت خواجہ عمرو نے بدرجہ مجبوری ان سب کو یہ کہکر رخصت کیا کہ آپ سب
صاحبون نے مجھپر بڑا احسان کیا اور مین آپ کا مرہون منت ہوا ان سب نے کہا ای خواجہ یہ کیا کہتے ہو خود تمھارے
احسانات ہمپر ہین کتنے بار ہمکو قید سے عیاری کرکے چھڑایا ہی اسکے علاوہ اور بھی طرح طرح کے احسان ہمپر تمنے کیے ہین
الغرض وہ سب کے سب یہ کہکے خواجہ عمرو سے رخصت ہوے اور اپنے اپنے مکان اور مقام پر گئے بعد رخصت ہونے
ان سب کے اکثر خواتین بھی خواجہ عمرو سے رخصت ہوئین پھر خواجہ عمرو نے جملہ فردین حساب کی نکالین کیونکہ خواجہ
عمرو ایک ایک پیسا اور ایک ایک کوڑی جو صرف کرتے تھے لکھتے گئے تھے غرض بعد نکالنے فردون کے خواجہ عمرو
حساب لگانے لگے جب جملہ فردون کا حساب لگا چکے میزان حساب پر نظر کرکے بے اختیار رونے لگے کبھی سر اپنا دونون
ہاتھون سے پکڑ لیتے تھے اور کبھی اپنے کلیجے پر دونون ہاتھ بصد اضطراب رکھتے تھے کبھی نالہ بلند کرتے تھے جو لوگ کہ ابھی رخصت
نہین ہوے تھے ان سب نے یہ کیفیت خواجہ عمرو کی جو دیکھی گھبرا گئے اور بیتاب و بیقرار ہوکر دوڑے جب خواجہ عمرو
کے پاس آئے پوچھنے لگے خواجہ خیر تو ہی مزاج کیسا ہی سبب نالہ و بکا کیا ہی خواجہ عمرو نے سب سے رو کر کہا ای یارو کیا
پوچھتے ہو اب مین بالکل محتاج ہو گیا سراسر لٹ گیا ایک کوڑی تک اب زنبیل مین باقی نہ رہی برسون کی کمائی خرچ
کر ڈالی دیکھو زنبیل مین خاک اڑتی ہی کرب غازی اپنے فرزند کی شادی مین کثرت سے زر سرخ و سفید مین نے

صرف کر ڈالا لاکھون بلکہ کرور ہا روپیہ علاوہ زر نقد کے روپیہ کے مین نے مہاجنون سے قرض لیکر شادی مین لگا دیا اب یہ قرضہ
کیونکر ادا ہوگا اور میری بسر اوقات کس صورت سے اور کیونکر ہوگی اس وجہ سے روتا ہون سب سردارون نے کہا اے خواجہ
آپ اسقدر مغموم و محزون ہون انشاءاللہ تھوڑی مدت مین جسقدر آپ نے روپیہ قرض لیا ہے سب ادا ہو جائیگا کیونکہ جملہ
سلاطین لشکر اور شاہزادے زر کثیر و نقد فوق آپ کو دیا کرینگے کسیقدر ہم بھی آپ کی خدمتگذاری کرینگے خواجہ عمرو نے فرمایا تم
سب اسوقت مجکو تسلی دیتے ہو اب جسقدر کہ روپیہ خرچ لیا ہے وہ پھر جمع ہوگا اور جو قرضہ مہاجنون کا ہے میری زندگی مین ادا ہوگا
دیکھیے سب مہاجن میرا کیا حال کرتے ہین اور یہ جو تم نے کہا کہ سلاطین اور شاہزادے مجکو روپیہ دینگے یہ محض تمہارا خیال
خام ہے مجکو یہ امید نہین کہ کوئی مجکو ایک کوڑی بھی دے سردار وغیرہ تقریر خواجہ سنکے خاموش ہو رہے لیکن جملہ عیاران
لشکر اسلام نے دست بستہ عرض کیا اے خواجہ اگرچہ فی الحقیقت آپ نے زر کثیر اپنے فرزند کی شادی مین صرف کیا ہے لیکن
کچھ آپ تردد نہ فرمائین ہم سب خانہ زاد خادم آپ کے موجود ہین اگر خدا نے چاہا تو عیاریان کرکے زر و جواہر انعام مین پاکر
مال و اسباب کفار کا عیارون سے حاصل کرکے آپ کو دینگے آپ جسقدر قرضہ مہاجنون کا ادا کر دیجیئے گا خواجہ عمرو نے فرمایا
قرضہ ادا ہونا مہاجنون کا بہت مشکل ہے تم لوگ اسوقت کہتے ہو مگر کچھ دوگے نہین برق نے تڑپ کے کہا استاد مین اقرار
کرتا ہون کہ جہانتک مجھسے ہو سکیگا آپ کا قرضہ ادا کرونگا خواجہ نے فرمایا دور ہو او نالائق تو خود استاد سے یہ چاہا کرتا ہے کہ
کچھ مجھی کو دے دین بھلا تو کیا دیگا تیرے استاد کو اب اگر دیگا تو خدا ہی دیگا ورنہ تیرے استاد کی بے آبروئی تو رہی جسوقت
خواجہ نے برق کو جھڑک کر یہ کہا کہ تو کیا دیگا سب عیار بے اختیار ہنسنے لگے خواجہ کو یہی خیال غصہ آیا کہ مین تو روپیہ کے
صدمہ مین ہون یہ سب نالائق ہنستے ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو کوڑا لیکر اٹھے جملہ عیار جست و خیز کرکے چل دیے پھر خواجہ کرسی
پر بیٹھے اور فردین حساب کی دیکھ دیکھ کر بے اختیار رونے لگے کرب غازی نے جو احوال گریہ و زاری خواجہ عمرو کا سنا ایوان سے
بیتاب و بیقرار ہوکر باہر آیا اور خواجہ عمرو سے پوچھنے لگا آپ کیون روتے ہین خواجہ نے فرمایا اے بیٹا کیا پوچھتے ہو ہم تو تمہاری شادی
مین لٹ گئے فقیر ہو گئے اور بہت سے مہاجنون کے کرور ہا روپیہ کے قرضدار ہو گئے کرب غازی نے عرض کیا آپ ملول نہ ہون
خداوند عالم پھر آپکو اسیقدر روپیہ دیگا جسقدر آپ نے میری شادی مین صرف کیا ہے کرب غازی یہ کہکے داخل ایوان ہوئے
لیکن خواجہ عمرو روپیہ کے خرچ ہو جانے سے اسطرح مغموم بیٹھے رہے خواجہ کو تو محزون بیٹھا رہنے دیجیے دیکھیے کب تک انکا
رنج برطرف ہوتا ہے اور کس زمانہ مین خواجہ عمرو قرضہ سے مہاجنون کے ادا ہوتے ہین لیکن اب کچھ حال کرب غازی کا سنیے کرب
کبھی باہر آتا ہے اور محفل مین بیٹھتا ہے اور گانا نازنینان خوش گلو کا سنتا ہے کبھی اٹھکر ایوان مین جاتا ہے دل کرب غازی کا پریشان
ہو رہا ہے خداوند عالم سے دمبدم دعا کرتا ہے کہ پروردگارا کہین جلد آفتاب غروب ہو اور شام ہو مدعائے دل عروس سے حاصل
کرون لیکن دن کسی طرح نہین کٹتا اور شام کسی طرح نہین ہوتی آخر ہزار انتظاری آفتاب غروب ہوا اور ماہ تابان فلک پر ظاہر ہوا
کرب غازی نے وضو کرکے نماز مغرب مین بصد خضوع و خشوع پڑھی اور بسبب ہونے شام کے سجدہ شکر کیا بعد نماز پڑھنے
کے کرب غازی پھر بزم عشرت مین آیا اور نازنینان خوبرو کا گانا سننے لگا پہر رات تک کرب غازی نے گانا سنا اور
خوبرویان زہرہ خصال کا ناچ دیکھا پھر کرب غازی بزم عشرت سے اٹھکر داخل ایوان ہوا وہان جا کر دیکھا کہ خواتین ذی وقار
یمین و یسار عروس بیٹھی ہین اور نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال روبروے عروس و دیگر خواتین ذی وقار مثل
ملکہ آسمان پری اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور ملکہ سرو سیمین تن وغیرہ گا رہی ہین انعام مین زر کثیر لے رہی ہین
غلغلہ تہنیت ایوان مین چہار جانب بلند ہے کرب غازی بعد اکل و شرب کے پھر ایوان سے باہر چلا آیا اور محفل عشرت
مین بیٹھکر ناچ خوبرویان جہان کا دیکھنے لگا جہانتک کہ قریب نصف شب کے بزم عشرت مین بیٹھا رہا پھر بزم عشرت سے اٹھکر

ایوان مین گیا وہان بھی دیکھا کہ بدستور مہ جبینان خوش گلو گا رہی ہین جب زلف لیلائے شب تا کمر پہونچی اسوقت ناچ موقوف
ہوا جملہ خواتین جو عروس کے قریب بیٹھی ہوئی ہین ہر ایک بہانہ سے عروس کے پاس سے اٹھین اور اپنی اپنی آرامگاہ مین جا کر
مصروف خواب ہوئین جب کرب غازی نے دیکھا تخلیہ ہو گیا اور کوئی عورت عروس کے پاس نہین رہی اسوقت کرب غازی
برائے حصول مدعائے دل پاس عروس کے گیا اور قصد حاصل کرنے مدعائے دل کا کیا لیکن عروس نے جو کرب غازی کو اپنے
قریب دیکھا گنجینہ مان کی حفاظت کا خیال کر کے کرب غازی کو اپنے پاس سے علحدہ کرنا چاہا کرب غازی نے کثرت شوق سے
جستجوے گوہر مدعائے دل مین کوشش کی لیکن در مدعا ہاتھ نہ آیا آخر نوبت کشتی کی پہونچی نوشاہ و عروس مین باہم کشتی ہونے
لگی پردے مسہری کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور مسہری نے کچھ تھوڑی دیر کے اُن دونوان زور آوردن سے شکست
پائی یعنی مسہری بھی ٹوٹ گئی لیکن غازی نے مسہری کے ٹوٹنے کا کچھ دھیان نہ کیا اور جو فرش کہ زمین پر بچھا ہوا تھا اُسی فرش پر
مدعائے دل حاصل کرنا چاہا مگر باوجود کشتی ہونے کے بھی مراد دل بر نہ آئی آخر وہ وقت آیا کہ موذن نے اذان دی صدائے
مرغ سحر کان مین آئی سفیدی سحر آسمان پر ظاہر ہوئی کرب غازی اسوقت حصول تمنائے دل سے مایوس ہو کر عروس کو
چھوڑ کر علحدہ ہوا اور نماز پڑھ کے ایک پلنگ پر جا کر لیٹ رہا ادھر عروس نے بھی کرب غازی کی کشتی سے فرصت پا کر
آرام کیا جب آفتاب بلند ہوا اسوقت کرب غازی بیدار ہوا اور باہر ایوان کے چلا گیا یہان خواتین ایوان نے بیدار ہو کر
عروس کو جو دیکھا تو عجب کیفیت دیکھی یعنی دیکھا کہ عروس اور ایک پلنگ پر سو رہی ہے اور مسہری کے پردے تمام پھٹے ہوئے
ہین مسہری ٹوٹ گئی ہے اکثر خواتین مسن نے باہم ہنسکر کہا کہ رات کو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بڑی جنگ درمیان نوشاہ و عروس کے
ہوئی غرض جب ملکہ زبیدہ شیر دل بیدار ہوئین کنیزین بہر خدمت حاضر ہوئین الحاصل بعد چوتھی کی رسم کے شب کو پھر
کرب غازی نے ارادہ حاصل کرنے مطلب دل کا کیا لیکن مثل شب اول اس شب کو بھی باہم کشتی ہوئی اور تا سحر کشتی ہوئی
کرب غازی کا مدعائے دل اس شبکو بھی حاصل نہ ہوا آخر نماز سحر پڑھی بعد ادائے فریضہ سحری کے علحدہ عروس سے آ کر
پلنگ پر لیٹ رہا قصہ کوتاہ اسی طرح سات راتین گذرین ہر چند شبہائے مسطور مین کرب غازی نے چاہا کہ مدعائے دل حاصل
ہو مگر نہ ہوا روز ہشتم کرب غازی اپنے خیمہ مین تنہا بیٹھے ہوئے تھے اور یہی فکر کر رہے تھے کہ دیکھیے مدعائے دل کیونکر
حاصل ہوتا ہے ناگاہ خواجہ عمرو بھی آ نکلے کرب غازی واسطے تعظیم خواجہ کے کھڑے ہو گئے خواجہ عمرو کرسی پر جلوہ فرما ہوئے
جب خواجہ عمرو نے چہرۂ کرب غازی پر نظر کی دیکھا کہ چہرۂ کرب غازی سے آثار تردد ظاہر ہین خواجہ عمرو نے پوچھا
اے فرزند تمھارا مزاج کیسا ہے اسوقت مین تمکو متردد پاتا ہون کرب غازی نے یہ عرض کیا کہ افضال خدا اور آپ کی برکت
دعا سے مین اچھا ہون لیکن جو مجکو اسوقت فکر ہے اسکو آپ کی خدمت عالی مین مناسب جانکر عرض نہین کر سکتا خواجہ عمرو
نے فرمایا وہ کون سی تمکو فکر ہے کہ جسکو تم مجھسے بیان نہین کرتے ہو کرب غازی نے عرض کیا کہ مجکو ایک ایسے امر کی فکر ہے
کہ بزرگون سے بیان کرنا اسکا خلاف ادب ہے خواجہ عمرو نے فرمایا اے فرزند مین نے تیری خوشی کے واسطے کروڑہا روپیہ
صرف کر کے تیری شادی کی زوجہ بھی تجکو الطاف و عنایت ایزدی سے وہ ملی ہے کہ جو بیٹی زلزال قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کی ہے اب تجسکو کس امر کی فکر ہے اور باعث تیرے متردد ہونے کا
کیا ہے کرب غازی نے عرض کیا آپ میرے متردد ہونے کا باعث مادر عالیقدر ملکہ سرو سیمین تن سے
دریافت کر لیجیے گا یہ عرض سنکر دانا خواجہ عمرو گفتگوے کرب غازی سنکے نہایت متفکر ہوئے آخر
داخل ایوان ہو کر اور اپنی زوجہ یعنی ملکہ سرو سیمین تن کو علحدہ بلا کر آہستہ اسطرح پوچھنے لگے کہ اے تسلی بخش قلب
مضطر کچھ تمکو معلوم ہے کہ باعث کرب غازی کے متردد و متفکر ہونے کا کیا ہے اسوقت مین نے اسکو خیمے مین متفکر

بیٹھا ہوا دیکھا مگر ہر چند وجہ تردد کی دریافت کی کرانے مجھے سوائے اسکے اور کچھ نہ کہا کہ میری والدہ سے دریافت کیجئے لیں
لیکن اسوقت تمہارے پاس اسی واسطے آئی ہوں کہ تم سے سبب اسکے متفکر ہونے کا پوچھوں ملکہ سرو سیمین تن سنے
شرمائی اور مسکرا کر کہا یہ کہتی ہیں اور تو کوئی وجہ کرب غازی کے متفکر ہونے کی نہیں جانتی سوائے اسکے کہ جس دن سے
تم آئی ہو ملکہ زبیدہ شیر دل کو بیوے لانے ہوا کی ہو اور سے ہر شب کو کرب غازی اور ملکہ زبیدہ شیر دل سے آشتی
ہوا کرتی ہے بس تو یہ ذکر مجھ سے نہیں ہوا سمجھ جا سکے گا کرب غازی شاید اسی سبب غائب ہونے کے متردد ہوگا خواجہ عمرو
نے یہ حال اپنی زوجہ سے سنکے تھوڑی دیر تک فکر کی اور جو دفع کرنے کے ایک شیشی کہ اسمین بیہوش کرنے کی کوئی دوا تھی زنبیل
سے نکالکر اپنی زوجہ کو دی اور کہا کہ آج کی شب اس شیشی کو کسی طرح ملکہ زبیدہ کو سنگھا دینا مگر زیادہ نہ سنگھانا ورنہ بیہوش
ہو جائیگی ملکہ سرو سیمین تن نے وہ شیشی خواجہ عمرو سے لیکر حفاظت رکھی خواجہ عمرو نے شیشی مذکور اپنی زوجہ
کو دیکر ایوان سے نکلکر باہر آنے کا کیا قصد تو ملکہ آسمان پری و ملکہ رابعہ اطلس پوش وغیرہ جسقدر خواتین
مہمان تھیں سب کی سب خواجہ سے طالب رخصت ہوئیں خواجہ نے سب کو رخصت کیا اور ایوان سے باہر آئے بیان
بھی باقیماندہ جو مرد مہمان تھے وہ بھی خواجہ سے طلبگار رخصت ہوئے خواجہ نے انکو بھی رخصت کیا غرض جسقدر زن و
مرد مہمان تھے سب کے سب رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان کو چلے گئے بعد اسکے خواجہ کرب غازی کے پاس
آئے اور یہ کہا کہ فرزند اب کچھ تم تردد نہ کرو میں نے تمہارے دفع تردد کی تدبیر کر دی ہے کرب غازی یہ گفتگو خواجہ
عمرو کی سنکے دل میں اپنے بہت خوش ہوئے اور یہ خیال کیا کہ خواجہ نے کوئی تدبیر کر دی ہے آج یقین ہے کہ میں اپنا مدعائے
دل حاصل کروں گا خواجہ عمرو تو کرب غازی سے تقریر مذکور کرکے چلے گئے لیکن کرب غازی اپنے خیمہ میں بیٹھے
رہے جب وہ دن گزر کے شام ہوئی کرب غازی نے نماز مغرب عشاء کی پڑھی پھر ایوان میں داخل ہو کر طعام تناول
کیا جب زمانہ قریب نصف شب کے گذرا اسوقت ملکہ سرو سیمین تن نے وہی شیشی جو خواجہ نے دی تھی ملکہ زبیدہ
شیر دل کو غفلت کے جانے سے سنگھا دی مگر کم سنگھائی غرض ملکہ زبیدہ شیر دل کی قوت میں کمی ہوئی اور طبیعت
کسلمند ہوئی سر میں کسیقدر درد ہونے لگا مگر بیہوش نہیں ہوئیں ملکہ سرو سیمین تن شیشی کو سنگھا کر چلی آئیں کرب غازی
نے جب دیکھا عروس کے پاس کوئی عورت نہیں ہے اسوقت بصد شوق و اشتیاق بارادہ حصول مدعائے دل پاس
عروس کے آئے چونکہ ملکہ زبیدہ شیر دل کے دست و پا میں بوجہ سونگھنے اس شیشی کے قوت و طاقت نہ تھی اس
سبب سے کرب غازی نے بسہولت اپنا مدعائے دل عروس سے حاصل کیا ملکہ زبیدہ شیر دل بقدرت
پروردگار عالم اسی شب کو حاملہ ہوئیں غرض کرب غازی بعد حاصل کرنے اپنے مدعائے دل کے ملکہ زبیدہ شیر دل
کے پاس سے علیحدہ ہو کر گئے ملکہ زبیدہ شیر دل نے جو اس عالم کم قوتی میں اپنے حال خراب پر نظر کی کرب غازی
پر کمال غصہ آیا اور اپنے دلمیں یہ خیال کیا کہ اس پسر پہلوان غازی نے مجھسے بے ادبی کی اور وہ حرکت ناشایستہ کی کہ جس حرکت
سے مجھکو صدمہ پہونچا غرض ملکہ زبیدہ شیر دل کرب غازی سے ناخوش ہوکر بعد گذرنے شب کے صبح کو سوار ہوکر اپنی مادر ملکہ
ملکہ گردیہ بانو کے پاس چلی گئیں اور سبب نہ چلے آنے کا اور کرب غازی سے ناخوش ہونے کا خواصوں اور اناؤں وغیرہ سے نہ کہا
عورتوں سے بیان کیا جب زمانہ تین چار مہینے کا گذرا ملکہ زبیدہ شیر دل کا شکم کچھ بڑا ہوگیا ملکہ زبیدہ شیر دل کو اپنے پیٹ کے
بڑے ہو جانے سے سبب تشویش ہوئی آخرالامر گھبرا کر اپنی مادر ملکہ گردیہ بانو کی خدمت میں حاضر ہو کر ملکہ زبیدہ نے اپنے
شکم کے پھول جانے کا حال عرض کیا ملکہ گردیہ بانو نے بشگون [illegible] نور نظر پارہ جگر کچھ تم اپنے پیٹ کے پھول جانے کا
بڑے ہو جانے کا خیال اور صدمہ نہ کرو [illegible] مجھکو بھی [illegible] مہینے کے دن ہو گئے انشاءالله تمہارا پیٹ بھی

انشاء اللہ تمھارا بیٹ بھی نو مہینے کے بعد پھر ویسا ہی ہو جائیگا جیسا کہ پہلے تھا ملکہ زبیدہ شیردل بموجب فرمانے ملکہ گردیہ بانو
کے اپنے پیٹ کے پھول جانے کو عارضہ تصور کرکے حاملہ ہو رہیں ناظرین نکتہ بیں پر واضح ہو کہ جو چار سو لقوریں حمزہ
صاحبقران نے قبل اسکے سرداروں پر تقسیم کی تھیں سب سرداروں کی شادیاں انھیں چار سو شاہزادیوں کے ساتھ اور
شادی ملکہ زبیدہ شیردل میں نہایت ہی تجمل و تکلف سے ہوئیں اس ہیچمدان نے بخیال طول مفصل ہر ایک کی شادی
کا حال نہیں لکھا اور یہ بھی ناظرین عالی ہمم پر واضح ہو کہ بعد شادی کرنے ملکہ زبیدہ شیردل کے اسکے دوسرے روز
زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نے عقد اپنا ملکہ مہر گہر تاجدار کے ساتھ بہ تجمل شاہانہ کیا اور بعد
عقد کرنے ملکہ مہر گہر تاجدار کے دختر گاؤ دنگی سے بھی نکاح کیا ملکہ مہر گہر تاجدار کے شکم سے حمزہ ثانی پیدا ہوتے ہیں اس
صورت سے کہ دست و پا و دیگر اعضا معلوم نہیں ہوتے ملکہ مہر گہر تاجدار اپنے فرزند حمزہ ثانی کو ایک لوتھڑا گوشت کا دیکھ کر
زار زار روتی ہیں اور گہوارے میں ڈال دیتی ہیں یکایک حمزہ ثانی گہوارے سے غائب ہو جاتے ہیں اور یہ آواز ملکہ مہر گہر تاجدار
کے کان میں آتی ہے کہ اے ملکہ مہر گہر تاجدار تم اس اپنے فرزند کی جدائی میں گریہ و زاری نہ کرنا یہ فرزند انشاء اللہ دست و پا
سے درست ہو کر تمھیں ملیگا ملکہ مہر گہر تاجدار آواز سنکے گریہ و زاری چنداں نہیں کرتی ہے اور وہ فرستادہ حبیب خدا اشرف انبیا
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہے حمزہ ثانی کو جو گہوارے سے لیجاتا ہے وہ خدمت حبیب خدا میں حاضر ہو کر
حمزہ ثانی کو حضرت کے قدم اقدس پر ڈال دیتا ہے اور حضرت لعاب دہن کو اپنے حمزہ ثانی کے مقامات دست و پا وغیرہ
پر لگا دیتے ہیں اور حکم خدا اور تاثیر لعاب دہن حضرت سے حمزہ ثانی کے اعضا درست ہو جاتے ہیں غرض اب حمزہ ثانی
کا حال آئندہ مقامات مناسب پر لکھا جائیگا اور دختر گاؤ دنگی کے بطن سے بھی ایک طفل پیدا ہوتا ہے اور اسکا نام قہور
دیو پرور ہوتا ہے اسکا بھی ذکر کیا جائیگا اور بعد نو مہینے گذرنے کے ملکہ زبیدہ شیردل کے شکم سے اسد پیدا ہوتے ہیں
مگر اب حال گاؤ دنگی گاؤ سوار کا سنئے کہ وہ بدباطن ہر روز اپنے دیونگ عیار سے رو رو کر کہا کرتا ہے کہ اے دیونگ اب
سوائے مر جانے کے ورنہ کوئی صورت زیست کی نظر نہیں آتی ہے اور کسی طرح ان خدا پرستوں سے فرصت نہیں ملتی دیونگ
عیار نے کہا یا اسرافیل درگاہ لقا میں کبھی غافل نہیں رہتا اور دن رات ان خدا پرستوں کی فکر میں پھرتا ہوں دیکھیے
آج کل میں کوئی ایسی صورت نکلی آتی ہے کہ یہ سب کے سب غارت ہو جائینگے یہ کہ کے دیونگ پھر یہاں سے چلا اور
کئی روز اسی فکر و تدبیر میں پھرا کیا ایک روز کی نقل ہے کہ ایک سردار بارگاہ نشین لقاے مشرک خدا کا کہ نام اسکا ارژنگ
کوہستانی ہے اور وہ تین لاکھ سوار کا مالک ہے یہاں سے کوئی دو سو کوس پر اسکا ملک کوہستان تھا وہاں دیونگ عیار پہونچا
اور ارژنگ کوہستانی سے اپنے ساری مصیبت گاؤ دنگی گاؤ سوار کی بیان کرکے کہا کہ کوئی راہ ایسی نکالیے کہ اسرافیل
درگاہ لقا حمزہ کے ہاتھ سے نجات پائے ارژنگ کوہستانی نے جواب دیا کہ پھر جو صلاح تم بتلاؤ میں کروں دیونگ عیار
نے کہا کہ کوئی تدبیر میرے نزدیک تو اس سے بہتر نہیں کہ تم کسی حیلے سے حمزہ کے پاس جاکے مسلمان ہو جاؤ اور
کسی مکر و فریب سے گاؤ دنگی گاؤ سوار اور تم دونوں شریک ہو کر تمام حمزہ کی فوج و سپاہ کو مار کے تباہ کر دو ارژنگ
کوہستانی نے کہا کہ میری رائے ہے تم جاکے اسرافیل قدرت سے پیام دو کہ تم وہاں سے میرے پاس چلے آؤ پھر
ہم اور تم دونوں ملکے حمزہ سے مقابلہ کرینگے اور سب کو مار کے تہ و بالا کرکے اپنا ملک چھین لینگے دیونگ عیار نے پیام
ارژنگ کوہستانی کا گاؤ دنگی گاؤ سوار سے آکے کہا گاؤ دنگی گاؤ سوار نے کہا کیا مضائقہ ہے لیکن دوسرے دن جو وقت
دربار حضور امیر نامدار عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران ایک مدت گذری ہے کہ میں کہیں گھر سے نکلکے نہیں جاتا
اس باعث سے عجب طرح کی جی کو الجھن اور دل کو خفقانیت سی رہا کرتی ہے اگر اجازت ہو تو شکار کو جایا کروں

دس بارہ دن سیر و شکار کر کے پھر حاضر ہونگا سلطان عالیمقام نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ پس گاؤ دنگی گاؤ سوار سلطان
صاحبقران نامدار سے اجازت رخصت کی لیکر مع اپنی فوج کے بحیلہ سیر و شکار سوار ہو کر سمت کوہستان روانہ ہوا اور تونگ
عیار نے جا کر ارژنگ کوہستانی سے اطلاع کی کہ شاہ بربر اسرافیل درگاہ خداوند لقا شکار کا بہانہ کر کے قریب کوہستان
کے آپہونچا ہے اب جو مناسب ہو وہ کیجیے ارژنگ کوہستانی آمد گاؤ دنگی گاؤ سوار کی سنکے مع اپنے تین لاکھ سوار کے بطور
استقبال کے چلا اور اثنائے راہ میں گاؤ دنگی گاؤ سوار کی ملاقات کر کے بڑے اعزاز و اکرام سے گاؤ دنگی کو اپنے مکان میں
لایا اور گاؤ دنگی کو تخت پر بٹھلا کر کہا کہ ای شاہ بربر تو خاطر جمع رکھ کہ میں دوسری لڑائی میں حمزہ کو شکست فاش دونگا گاؤ
دنگی گاؤ سوار نے کہا کہ ای ارژنگ یہ مشورہ اچھا نہیں یہ صلاح بہتر ہے کہ میں تو حمزہ کے لشکر میں بدستور رہوں اور ان
کی بارگاہ میں جاؤں اور تم آکے جب جنگ ہو تو حمزہ کی فوج سے مقابلہ کرو اگر تمہارا غلبہ اُس پر ہوا یا کوئی
صورت بن پڑی تو میں بھی اپنا لشکر تیار کر کے پشت پر سے حمزہ کی فوج کو دونگا اور جیسے پڑ سکے لشکر کا استیصال ہم تم دونوں
ملکے کرینگے اور جو خدا نخواستہ تمہارے لشکر کی شکست ہوئی یا خدا نخواستہ گرفتار ہوگئے تو میں تمہارا ساعی اور مدد معاون
ہوکر تمکو قید سے چھڑا دونگا یا صلح کرا دونگا ارژنگ کوہستانی نے کہا ای اسرافیل قدرت یہ بات تو غیر ممکن ہے کیونکہ اگر تو شاہ
بربر ہے جب تک تو لشکر میں ہمارے ہوگا تیرے ملک میں ہماری فوج کیونکر یورش کریگی اور تیرے جیتے جی کوئی لڑنے
مرنے کا ارادہ نہ کریگا گاؤ دنگی گاؤ سوار نے کہا تو خیر میں اپنے خیمہ میں جاتا ہوں اور رات کو شبخون حمزہ کے لشکر پر مار کر
تمہارے پاس چلا آؤنگا غرض یہ صلاح دونوں کو پسند آئی اور گاؤ دنگی گاؤ سوار ارژنگ کوہستانی سے رخصت ہو کر
اپنے ملک میں پھر آیا اور صبح کو بوقت دربار بارگاہ سلیمانی میں آکے بدستور معمول کے حاضر رہا بعد برخاست دربار
اپنے خیمہ میں جا کر خفیہ خفیہ تمام اپنی فوج و سپاہ کو حکم دیا کہ ہم آج شبکو حمزہ کے لشکر پر شبخون مار کے سمت
کوہستان نکل جاینگے چنانچہ سارا لشکر اسکا مستعد اور ہوشیار ہو کے منتظر رہا جبکہ دو پہر رات کا عمل ہوا تو اس وقت
گاؤ دنگی گاؤ سوار نے مع اپنی فوج و سپاہ کے لشکر فیروزی اثر پر سلطان نامور کے شبخون مارا اور سیکڑوں بندگان
خدا اور غازیان دیندار کو شہید کر کے صاف نکلا ہوا سمت کوہستان ارژنگ کوہستانی کے پاس چلا گیا جب وقت
صبح کا ہوا اور شہنشاہ گیتی پناہ سعد بن قباد نے بارگاہ سلیمانی میں تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا امیر با توقیر دنگل
ناو غیرہ پر متمکن ہوئے اور پانچ ہزار [illegible] سرداران نامی جان نثار گرامی جوانان صف شکن اور شیر افگن بہادران
تہمتن شجاعت شعار شہامت کردار سب اپنے اپنے دنگلو پر آن کر بیٹھے تو ایک مرتبہ سامنے سے ایک جوڑی
ہرکارے کی گرد میں آلودہ پسینے میں غرق بارگاہ عرش اشتباہ سلیمانی میں آئی اور روبروئے تخت بادشاہ کے زمین ادب کو بوسہ
دیکر بعد دعا و ثنائے شاہنشاہی کے یوں پرداز ہوئی قطعہ بادشاہا یا رکابت چون فلک پر نور باد؛ داد عدلت در سرائے مملکت
معمور باد؛ ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر؛ تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد؛ سرور عالم کی عمر دراز ہو آج رات کو
گاؤ دنگی گاؤ سوار نے مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے شبخون لشکر اسلام پر لا کے بہت سے اہل اسلام و مومنین کو شہید کیا اور
سمت کوہستان نکلا ارژنگ کوہستانی کے پاس گیا ہے سلطان والا شان حمزہ صاحبقران یہ حال گاؤ دنگی گاؤ سوار
کا سنکے نہایت درہم اور برہم ہوئے اور جانب پیل عادیان پور شدادیان کنتیان کرب بن کوہ کرب عمرو معدی کرب
پہلوان عادی کی طرف مخاطب ہو کر حکم دیا کہ ہمارا بھی پیش خیمہ سمت کوہستان لیچلو یہ بد ذات کمین جانے میرے ہاتھ
سے نجات نہیں پائیگا جہاں دستیاب ہوگا وہیں جا کے میں اُسے سزائے اعمال کو پہونچا دونگا حسب الحکم
سلطان باکرم کے پہلوان عادی نے پیش خیمہ سمت کوہستان لیجا کر استادہ کیا یہ خبر ارژنگ کوہستانی نے جو سنی

کہ امیر حمزۂ صاحبقران مع فوج دریا موج اور لشکر نصرت آثر آمادۂ رزم و پیکار تشریف لاتے ہیں اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کو دیکھا کہ آمد لشکر فیروزی اثر سلطان نامور سے اسکا رنگ فق ہو گیا اور مارے خوف کے بات اسکے منہ سے نہیں نکلتی تھی ارژنگ کوہستانی نے کہا ای اسرافیل درگاہ خداوند تھا تو خاطر جمع رکھ کسی طرح کا اندیشہ اور وسواس اپنے دل مین نہ لا مین ابھی جاکر حمزہ کو نصیحت کیے آتا ہون اگر وہ کبھی بنگاہ کج اس طرف کو رخ نہ کریگا یہ کہکر ارژنگ کوہستانی سوار ہو کر سمت لشکر ظفر پیکر روانہ ہوا جب دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا پہلوان عادی سے کہنے لگا کہ میرے آنے کی خبر امیر حمزۂ صاحبقران کو کرو بموجب اسکی استدعا کے پہلوان عادی نے اندرون بارگاہ سلیمانی جاکے حضور سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران عرض کی کہ ارژنگ کوہستانی امیدوار باریابی مجرے کا ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ کیا قباحت ہے بلاؤ چنانچہ حسب ارشاد سلطان عالیمقام کے پہلوان عادی نے ارژنگ کوہستانی کو اشارہ کیا کہ جاؤ باریابی اقدام عالی سے سلطان صاحبقران کی سعادت یاب ہو ارژنگ کوہستانی بارگاہ مین آیا اور مجراگاہ پر سے مجرا کرکے کھڑا رہا امیر باتوقیر نے ایک کرسی پر اشارہ بیٹھنے کا کیا ارژنگ آداب بجا لا کے بیٹھ گیا اور ملتمس ہوا کہ یا حمزہ صاحبقران اس ملک بربر مین اول تو آج تک کوئی آیا نہیں اور اگر کوئی آبھی گیا ہے تو یہان سے زندہ و سالم پھر کر نہیں گیا آپ نے اس ملک مین آکر انواع اقسام طرح کی شدتین اور صعوبتین سہین علاوہ ان باتون کے مدت بھر گرفتار جادو بنی نوشیروان ملک العادل کسرے کی جو نامزد شاہ بربر گاؤ لنگی گاؤ سوار کے ساتھ تھی اُسے آپ نے اپنے قابو مین کیا رستم خان بن گاؤ لنگی کو مسلمان کر لیا لاخیر ابتک تو جو کچھ آپ نے کیا اچھا کیا خواہ بُرا کیا مگر اب آپ کو لازم ہے کہ یہان سے کسی اور طرف کو کوچ کر جائے اور گاؤ لنگی گاؤ سوار اسرافیل قدرت خداوند سجدہ ہزار ملک باختر کا ہے اُس سے تعرض نہ کیجیے کہ انجام اسکا بخیر نہوگا امیر والا توقیر نے تقریر اس کوہستانی شریر کی سنکے نہایت درہم و برہم ہوکے فرمایا کہ ای ارژنگ تقریر فضول اور بیہودہ گوئی سے کیا حاصل بس جاکے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوادے اور میدان مین جو کچھ کہ تیرے دست و بازو اور زور و دستی سے ہوسکے اُس مین قصور نہ کرنا ارژنگ کوہستانی یہ جواب زبان فیض ترجمان سلطان عالیجناب سے سنکے نہایت پشیمان ہوا اور وہان سے اُٹھ کے اپنے لشکر مین آیا اور گاؤ لنگی گاؤ سوار سے کہنے لگا کہ مین نے جاکر حمزہ کا مافی الضمیر دریافت کیا مجھے یقین ہوا کہ یہ خداپرست بڑے زبردست ہین تاوقتیکہ یہ سزا نہ پائینگے اپنے شداید اور سرکشی سے باز نہیں آئینگے یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے ایک مرتبہ اُسکے لشکر مین طبل جنگ بجنے لگا اور یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین آکر حضور شاہنشاہ لشکر اسلام زمین ادب کو بوسہ دے کر یکا دے اشعار

ای ز برق دم تیغ تو جہان نورانی
قوس خود را بہ کمان تو برابر جا کرد

بادشاہ ہمہ ایرانی و ہم تورانی
آسمان خندہ زد و گفت زہے نادانی

اختر الامام و سکندر فر و دارا آری
در کان ملک حلقہ بگوشان تو اند

مصطفے مشرب و حیدر دل و حمزہ فر
از غلامان ترا مرتبہ سلطانی

شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو لشکر ارژنگ کوہستانی مین طبل جنگ بجا ہے اور صبح کو وہ کافر معرکہ آرائے میدان جنگ ہوگا سلطان ظفر احتشام امیر حمزۂ عالیمقام نے بمجرد استماع اس کلام کے فرمایا شعر مرسئے چہ ز شمشیر عیب ؛ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ؛ جو کچھ کہ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے کلک قدرت سے اپنے دیوان قضا رقم کر دیا ہے وہی ظہور مین آیا اور آئیگا اس مین فکر اور تردد کرنا عین نادانی اور محض بیوقوفی ہے پس بہتر یہ ہے کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجے حسب الحکم جہان مطاع عالم مطیع سلطان والا قدر عالی منزلت کے سرا دق عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری کرسی پر سے اُٹھکر سمت نقارخانہ سلیمانی روانہ ہوا وہان نقارخانہ سلیمانی مین دو بھائی حقیقی کہ ایک کا نام کبابہ حبشی دوسرے کا نام قلابہ حبشی چین ماچین کے بادشاہزادے

وحدہ لاشریک لہٗ کہو یدہ ذکر خالق جن و بشر مین وظیفہ خوان تھے ناگاہ سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے اندرون بارگاہ
جاکر پایۂ سعادت صاحبقرانی کو بوسہ دیا امیر باتوقیر نے آنکھ کھولی پوچھا رات کتنی باقی ہوگی مقبل نے عرض کی نماز کا وقت ہے
سلطان باکرم نے فرمایا کہ پانی وضو کے لیے منگاؤ فراش آفتابہ سلفچی لیے حاضر تھا آپ نے الغرض وضو کیا اور بعد وضو دو رکعت نماز
صبح سے انفراغ حاصل کرکے پوشاک ذات اقدس پر آراستہ کی صندوقچہ سلاح کا طلب کیا خود ہود و مغفر کا سر پر اور زرہ
داؤدی گلے مین دستانے نوح پیغمبر کے ہاتھون مین چار آئینہ داؤدی سینۂ اطہر پر موزے صالح پیغمبر کے پاؤن مین پہنے
اور کمر اس شیر کا جسے سیاہ دوم سفید یوم قاف مین مارا تھا خود پر باندھا اور پر سیمرغ کا اُس پر لگایا سلطان والا شان امیر
حمزۂ صاحبقران اسلحۂ جنگ سے آراستہ اور مکمل ہوکے بارگاہ سلیمانی سے برآمد ہوئے یہان قلندر دیوانہ دروازۂ بارگاہ پر اشقر دیوزاد
کو لیے حاضر تھا امیر باتوقیر نے ایال پر اشقر کی ہاتھ ڈالکر رکاب مین قدم رکھا اور قاش زین پر جلوہ فرما ہوئے شاہ سلیمان
فارسی مظفر فاریابی ابوالمعین بلخی گرد خواجہ عمرو کران وغیرہ سو سوا سو رفقائے قدیم اور ندیم مجرا کرکے ہمراہ رکاب ظفر
انتساب ہوئے سواری مثل باد بہاری کے روانہ ہوئی جبکہ قریب نقارخانہ بلورین کے پہونچے تو دیکھا سامنے عیش محل کی
ڈیوڑھی کا پردہ چرخیون پر کھنچا ہے ہر جائی لوگ جمع ہوتے جاتے ہین نقارخانہ مین نکوریلیے پہر کی نوبت کی لگ رہی
ہر کلال باڑی اٹک قایم ہے ایک سمت ہزار بارہ سو پنچشاخے بردار گنگا جمنی روپہلی سنہری پنچشاخے جلتے اُنپر چڑھے
ہوئے ایک طرف ہزار بارہ سو فانوس مینا کاری ہزار بارہ سو کنول بلورین الماس تراش فانوسون مین شمع کافوری
چڑھی ہوئین مگر صبح ہوگئی تھی اسوجہ سے روشنی پر جھلکیان اور شمعین بے نور معلوم ہوتی تھین ایک طرف سترہ اٹھارہ
سو سقے بادلے کی تھلیان بندھے گوٹ تمامی کے کھینچے اودے کاگریزی جمنی ساٹن کے سر و شپر باندھے پیشواری جوتے چڑھے
کے پاؤن مین مشکیزے سے خوشبودار چھڑکے گلاب کیوڑہ عرق بہار بید مشک بھرے فوارے ہزارے کے دہانون پر
چڑھائے آبپاشی اور گوہرافشانی کرتے ہوئے ایک سمت ہزار بارہ سو مشعل بردار عود سوز وغیرہ ہاتھون مین لیے
ہزار بارہ سو حاجب دربان رقاصی یوزباشی یساول مروسے نقیب چوبدار باندھو کے تال گلابی چیرے سر پر باندھے
پیلکاری کے دامانی کے انگرکھے اور مخمودی کے پردہ چاک قبائین پہنے مبل چشم کے پٹکے کمر سے باندھے سرخ
کے پائجامے پاؤن مین جوتے سنہری روپہلی مکلل بزر و مرصع بجواہر ہاتھون مین لیے صف بستہ جہان تہان اہتمام مین
سرگرم کار مین صاحبقران عالی منزلت قریب عتبۂ فلک تکریم ملایک مقیم کے آکے رکب سے کود پڑے اور یک
زنگل پر متمکن ہوئے اور باقی تمام لوگ کھڑے کرکے کرسیان بچھا بچھا کے بیٹھنے لگے کہ یکایک وردی نوازون نے لاشمر [?]
زنی کی وردی بجائی اور امیر باتوقیر اور سب سردارون نے جانا کہ آمد شاہ لشکر اسلام کی ہوئی پس سب ہوشیار ہوکر
اٹھ کھڑے ہوئے یل عادیان پور شدادیان کپتان کرب بن کوہ کرب سپلوان عادی درگر سالار لشکر نے دوڑکر سرا
پردہ کا اٹھایا اندر سے آواز شہنا نوازون کی گوش زد ہوئی اور قریب چار سو کہاریون پر کی طاقتون سے تخت
آبنوس سلیمان مرتبت کا دوش بدوش لیے باہر نکلین سپلوان عادی نے پکارا الغرض بن اندھ تمج [?] قریب امیر باتوقیر
واسطے مجرے کے جھکے مروجہ نے آواز دی شہنشاہ عالم پناہ سلامت عالی بادشاہ سلامت امیر باتوقیر کا مجرا
لنگاہ رو برو حضرت ظل سبحانی نے بہ کمال عطیات خسروانہ امیر کشورگیر کا مجرا لیکر اپنا ہاتھ چھاتی پر رکھا اور اشارہ
سواری کا کیا بعد آسکے جانب راست سے دست ماستوز کا اور جانب چپ سے دست جیون کا مجرا ہوتا ہوا
تخت بادشاہ سمت وعدہ گاہ معصات روانہ ہوا آگے آگے جلوس سواری کا روشن چوکی نواز ملت بھیروین
کو شہناوون مین پھونکتے ہوئے شعر وہ شہنا نوازون کی پیاری دُھنین جنھین کان رکھکر ملایک شنین ہو۔

آبپاشی کرتے ہوئے گرد و غبار کو بٹھاتے کچھ سواری کے آگے کچھ داہنی طرف کچھ بائیں طرف کچھ گھوڑوں کے پیٹ تلے
دبے ہوئے بہشتی و چپڑاسی تمام لپٹے چلے جاتے تھے امیر باتوقیر سعادت جم قدر داراشان حمزۂ صاحبقران اشقر
دیوزاد پر سوار زیر نشان علم اژدر پیکر تخت سے شہنشاہ لشکر اسلام کے چالیس قدم سروری اور صاحبقرانی کی راہ سے
آگے یہ شعر پڑھتے ہوئے چلے شعر من آن ستارۂ صبحم کہ از کمال ادب ❊ ہمیشہ پیش رو آفتاب میباشم ❊ آگے آگے نقیب
اور کڑکیت کڑکا کہتے اور نشیب دیتے بقول میر حسن کہ اشعار نقیب اور چوبدار اور چوبدار یہ کہتے تھے

آپس میں ہر دم پکار ❊ بڑھو نوجوانو بڑھے جائیو ❊ دو جانب سے بائیں لیے جو بڑھے ❊ جاؤ آگے سے چلتا قدم ❊
بڑھے عمر و دولت قدم با قدم ❊ غرض جاتے جاتے سواری قریب وعدہ گاہ مصاف — پہونچی تخت حضرت ظل اللہ
شہنشاہ لشکر اسلام کا قلب لشکر میں آن کے قائم ہوا طرفین سے سرداروں نے نکل کے جھاڑی جھنڈی بالکل
کاٹ کے میدان ہموار کر دیا پیچھے کا رنچہ کاری کر کے نکل گئے میمنہ میسرہ نشیب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول
پیچھے کا چنداول چودھویں صفیں بخوبی آراستہ و پیراستہ کر کے جسکا گھوڑا صف سے قدم بھر آگے بڑھ جاتا تھا اسے
پیچھے ہٹا دیا اور جسکا مرکب قدم بھر پیچھے تھا اسکو باگ کا جھٹکا دے کر آگے بڑھا دیا ❊ ہر ایک گھوڑے کی پٹھ سے پٹھ
کنوتی سے کنوتی سم سے سم دم سے دم برابر کر کے صف آرائی کی گئی شدت اور کثرت گرد و غبار سے تمام آسمان
گندہ نظر آتا تھا ایک دوسرے کو بخوبی نہیں دیکھ سکتا تھا نظم زگرد و غبارے کہ شد بر سپہر ❊ رہ رفتن خویش گم کرد مہر ❊
زسم ستوران دران پہن دشت ❊ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ❊ صدا بر دن آواز طبل جنگ ❊ درنگا درنگ درنگا درنگ
کرہ ہوا کرۂ خاک ہو گیا تھا اور اندام زمین رعشہ دار معلوم ہوتا تھا اسوقت ہزار ہا سقے طرفین سے آبپاشی پر جھکے
ہوئے گرد و غبار کو بٹھا رہے تھے بعد دو تین گھڑی بسبب کثرت آبپاشی کے اب جو دیکھا تو وہ گرد فرد ہوئی اور
ایک دوسرے کو بخوبی دیکھنے لگا مگر میدان بصورت دوازدہ روں کے منہ کھولے نظر آتا ہر کسی کو جرأت آگے قدم بڑھانے
کی نہیں ہوتی نقیب اور کڑکیتوں نے طرفین سے نکل کے باواز بلند کہا اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ❊ کوشش ہم و ننگ باید کرد ❊ کہاں ہیں رستم و سہراب کہاں ہیں سام و نریمان
کون ایسا بہادر ہے کہ آج سر میدان نکلکر نام اپنے باپ دادے کا روشن کرے اور ان بہادروں کا نام مانند
حرف غلط کے صفحۂ امکان سے مٹا دے دو ہاتھ لو دو ہاتھ دو اب کہیں لوہا بڑی بلا ہے یک آگے پٹ رہے اور یک
یا پیچھے پٹ جائے ❊ ساختہ کڑکیتوں کے للکارنے کے بہادران ستودہ شعار و دلاوران تہمتن روزگار کی آنکھوں میں نشۂ شجاعت
سے لال لال ڈورے پڑ گئے تھے اور قبضوں پر ہاتھ ڈالے برچھے ترچھے کیے میدان کو دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ ارژنگ
کوہستانی اپنے کرگدن کو دبا کے میدان میں نکلا اور گاؤ ڈنگی گاؤ سوار سے اجازت لیکر مقابلہ لشکر اسلام آیا
ناف میدان میں اپنے گینڈے کو روک کر سلاح شوری اور سراپا دکھانے کو خوب اس گینڈے کو کاوون پر
لگایا جبکہ گینڈا پسینے میں تر بتر ہو کے خشک ہو گیا تب اسنے باواز بلند کہا ای لشکر خدا پرستان وای بر دوستان از شما
ہر کرا آرزوے مرگ است بیاید بمیدان جنگ کہ ارادۂ دست و پا از وے دارم ابھی اس کوہستانی کے منہ سے کلمہ
پورا نہیں نکلنے پایا تھا کہ ایکبار سمت چپ سے مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چار ضرب سپہ سالار دست
چپ نے اپنی مادیان عربی کی باگ کو لیا اور روبرو تخت بادشاہ اسلام کے آگے مجرا کیا اور اجازت طلب ہوا
حضرت ظل اللہ شہنشاہ فوج اسلام نے جام کلاہ فرنگیت اپنے دست مبارک سے لبریز کر کے مالک کو دیا اور زبان
مبارک سے فرمایا کہ مالک ترا بخدا سے لایزال سپرد کیا مالک نے آداب بجا لا کے وہ جام نوش کر لیا اور بعد اسکے امیر باتوقیر نے

بھی رخصت میدان لیکے جانب میدان رزم روانہ ہوا اور برابر ارژنگ کوہستانی کے پہونچ کے الیاللکا ور مارا گرز فولاد ارژنگ کوہستانی کا قریب دس بارہ قدم کے پیچھے ہٹ گیا ارژنگ نے بڑے زور سے باگ کو روک کر اپنے گردن کو قائم کیا اور پھر ہمابر مالک اژدر سے آکے کہنے لگا ای خدا پرست یہ رسم و راہ کہان کی ہے کہ تو نے میرے گھوڑے کو آکے او مجھ پر ماری مالک نے جواب دیا کہ یہی طریقہ شجاعان لشکر اسلام کی آمد کا ہے پہلے حریف سے جو مقابلہ کرتے ہین او مجھ پر مارکے آسے پسپا کردیتے ہین یہ کلام مالک کا سنکے ارژنگ کوہستانی نے نہایت پیچ و تاب کھایا اور للکارا کہ او قریب مردان عالی مالک نے کہا اول تو اپنے دل کی حسرت نکال جب انان اگر میرا خالق تیری ضرب سے مجھے محفوظ رکھیگا و مین بھی سمجھ لونگا شعر تو اول برآور تمنائے خویش که من خصم باسید بر جاے بیش پس ارژنگ کوہستانی نے یہ سنکر پیچ و تاب کھاکے نیزے کو اپنے سینہ بے کینہ پر مالک اژدر کے مارا ادھر مالک اژدر نے ارژنگ کے نیزے کو آتے دیکھ کر اسکے نیزے کی سنان کو روک لیا اور دونوں نیزوں کی سنانوں مین سے ایک آواز جھنا کے کی پیدا ہوئی چنگاریان آگ کی اڑین اور باہم نیزہ وری ہونے لگی تعین سچلنے لگین اشعار

دو نخل اجل زده مار کہ بار
چنان نیزه با نیزه آویخته
سنان چون زبان و سنخ نیزه
سنان یک بدیگر درآویخته
بمیدان کشیدند سنان برکین
که بر هم نه پیچیده زانگونه مار
بجنبش درآمد از ایشان زمین
سنان راجنین کے بود کارزار

غیب میں لعینین نیزوں کی باہم نکل چکی تھین مگر شعر نه این را ظفر بد نه آن را ظفر نه این را خطر بد نه آن را خطر چونکہ مالک اژدر فن نیزہ بازی مین وحید زمان اور فرید عصر تھے ارژنگ کوہستانی نے اپنے دل مین کہا کہ مالک اژدر سے نیزہ بازی مین عہدہ برآ کبھی نہین ہو سکنے کا اور یہ سوچ کر ایک مرتبہ مالک سے کہنے لگا کہ ای مالک اژدر یہ کون شخص تیرا حریف اور پیدا ہوا جو از راہ نامردی پیچھے سے مجھے پتھر مارتا ہے مالک اژدر نے ارژنگ کوہستانی کی زبان سے یہ سنکے جونہین پلٹ کر پیچھے دیکھا تو سنگ تو کہین بھی نہین کوئی مارتا تھا وہ تو فقط ایک فریب تھا ادھر سے ارژنگ نے فتا ہو کے اس طرح سے نیزہ مالک کے ہاتھ پر مارا کہ نیزہ مالک کے ہاتھ سے باہر نکل گیا مالک اژدر نے یہ فریب بازی ارژنگ کی جو دیکھی کہ مجھے دھوکا دے کے اس گبر پر غرور نے زخمی کرنا چاہتا تھا تو غیظ و طیش مین آکے نیزہ اپنا ارژنگ کوہستانی کی چھاتی پر مارا کہ پشت سے باہر نکل گیا اور لاش اس جہنمی بدمعاش کی کر گردن پر سے اس ... زمین پر درد و الم سے نالان و خون مین پھڑک پھڑک جہنم واصل ہو گیا کہ ذوشتی گاؤسوار نے جو دیکھا کہ ارژنگ کوہستانی مارا گیا بیساختہ گھوڑے پر سے کود پڑا اور اپنے دونوں ہاتھ رومال سے باندھ کر تلوار کو دانتون سے دبا کر یہ کہتا ہوا قطعہ ای از تو تمام لطف واز من تقصیر ؛ سرتابقدم غریق بحر تشویر ؛ لیکن دارم چو عذر ہاے مسموع ؛ تقصیر مرا بجش و عذرم بپذیر ؛ قریب سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کے آکے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اے سلطان صاحبقران مین فقط بخیال اپنی آبروریزی کے کہ تین برس کے خراج ملک بر بر کے روپیہ کا مجھسے انجام نہین ہو سکا اور خواجہ سلامت مجھے ذلیل اور بے حرمت کرتے تھے اپنی ہلاکت کا قصد کرنے لگا اسوقت وہ تمک میرا عیار مجھے اغوا کر کے یہان ارژنگ کوہستانی کے پاس لے آیا تھا اور سوا بھاگ آنے کے اور کوئی صورت مفر کی مین نے عمرو کے ہاتھ سے نہ دیکھی اس باعث سے اور بھی مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی اب امیدوار ہون کہ ایک مرتبہ مجھے اور معاف کیجیے اور اب مین بصدق دل مسلمان ہونگا پیر بانو نے فرمایا کہ ذوشتی گاؤسوار یہ سب باتین سہل تھین کچھ مشکل نہ تھین مین نے تو تمہارے سامنے عمرو کو سمجھا دیا تھا کہ ذوشتی گاؤسوار آٹھ روز کے وعدہ مین فرق لائیگا اور تمکو تمہاری شرط کا روپیہ نہ دیگا تو مین دونگا الا مین مجبور ہون کہ تمہارے دل مین برائی ہے اب بھی اگر کلمہ

شہادت بصدق دل پڑھکر مسلمان ہوجاؤ تو وہ روپیہ تمہارے عوض مین ابھی دلادون اور عمرو پھر تمسے کبھی کوئی کلمہ
خلاف تمہارے نہ کہیگا گاؤ لنگی گاؤ سوار از راہ فریب و مکاری پھر انکھون قسمین کھا کر مسلمان ہوا اور سلطان
عالیمقام نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو اگر اسرافیل ودگاہ لقا اب بصدق دل اسلام قبول کریگا تو مین دہ روپیہ
تمہارا اپنے خزانۂ عامرہ سے دونگا عمرو نے کہا حمزہ مین یہ نہین چاہتا گاؤ لنگی خواہ مسلمان ہو خواہ کافر رہے مین
اپنا روپیہ تجھسے لیلونگا اور یہ وہ تیرہ دل تاریک درون سیاہ بخت ہے کہ کبھی بصدق دل مسلمان نہین ہوگا بقول کسی استاد
کے شعر بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ ؛ حمزہ اسکی پیشانی پر تو بالکل اسلام مطلق نہین معلوم
ہوتا کفر عیان ہے مین کہے دیتا ہون کہ یہ کبھی سچ نہ کہیگا یہ محض جھوٹ بولتا ہے سابق مین بھی مین نے تجھسے کہا تھا تو نے
میرا کہنا نہ مانا امیر با توقیر نے فرمایا کہ خواجہ سلامت ہر چہ بادا باد شرع ظاہر پر ہے یہ اقرار کرتا ہے پھر مصرع محتسب را
درون خانہ چہ کار ؛ تم اپنا روپیہ مجھسے لو عمرو نے کہا مجھے کیا تو جان تیرا کام جانے غرض امیر باکرم نے تین برس کے
خراج ملک بربر کا جو روپیہ محسوب ہوا وہ اپنے خزانۂ عامرہ سے عمرو کو دلا دیا اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کو پھر بہ کمال اعزاز
خاقانی بارگاہ سلیمانی مین لاکر بٹھلایا اور خلعت بخلعت کیا حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر
اجلاس فرمایا امیر با توقیر دنگل نہ دفتر پر شگن ہوئے باقی جتنے بارگاہ نشین شاہ و شہریار تھے دست راستی دست راست
پر دست چپی دست چپ پر آن آن کر اپنے دنگلون پر بیٹھے ناگاہ سلطان صاحبقران نے ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچکر فرمایا افسوس صد ہزار افسوس صاحبو اب تاب مفارقت اپنے دونون قرۃ العین نور نظر شاہزادۂ بدیع الزمان
اور قاسم نامور کی مجھے نہین ہے شعر اپنی آنکھون سے آنکھو دیکھون ؛ وہ کونسا دن خدا کریگا خواجہ سلامت جہان کہین جہاز
کشتیان بالاخر زورق غراب بہم پہونچین جلد تلاش کرکے لاؤ کہ مین یہان سے سمت باختر روانہ ہون عمرو نے کہا
حمزہ اسقدر جہاز اور کشتیان کہان ملینگی اور تمام سردار تو یہ سنکر سرنگون ہوگئے کچھ جواب نہ دیسکے مگر گاؤ لنگی گاؤ سوار
نے سر اٹھا کر عرض کی یا امیر حمزہ صاحبقران کنارے دریاے ملک بربر کے ایک جزیرہ ہے کہ نام اسکا جزیرۂ گلفام
مشہور و معروف ہے اور فرمانروا اسکا جمشید شاہ نسل جمشیدی سے ہے کہ وہان آبا و اجداد سے اس بادشاہ
کے ایک شرط چلی آئی ہے کہ جو بادشاہ ہوتا ہے وہ پہلے ہزار کشتیان نئی تیار کروالیتا ہے اور اسکے یہان جمشید جم کے وقت
سے یہ رسم قدیم چلی آتی ہے جسقدر کہ کشتیان اور جہاز وغیرہ چاہیے گا وہان سے ملینگے مگر قبل دینے جہاز و کشتی کے وہ بادشاہ
پہلے ایک شرط یہ کرلیتا ہے کہ چالیس جوڑی نقارہ کی ایک مرتبہ بجائے اسکو جہاز دیگا اور دوسری بھی
کوئی ایسی شرط ہے لیکن اسوقت غلام کو خوب یاد نہین عمرو نے کہا حمزہ یہ خدمت نقارون کے بجانے کی سوا
میرے اور کسی کو نہ دے مین ابھی جاکر وہان چالیسون جوڑیان نقارہ کی بجا کے جہاز لیے آتا ہون دوسری شرط
وہ ایسی کونسی ہوگی جو مین نہ کرسکونگا سلطان باکرم نے فرمایا کہ خواجہ پانچ ہزار اشرفیان مین تمکو دونگا جو تم وہان سے
جہاز لے آؤگے عمرو نے کہا بسم اللہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر عمرو سلطان صاحبقران سے رخصت ہوا اور
جھٹ پٹ جزیرۂ گلفام مین دروازہ جمشید شاہ پر پہونچا وہان دیکھا کہ چوبدار عصابردار وغیرہ اور جملہ شاگرد
پیشہ ایک طرف کھڑے ہین کچھ بیٹھے ہین ایک طرف ہزار بارہ سو سوار مسلح اور کمل جلوخانہ مین کچھ گھوڑون پر
سوار ہین کچھ زین پوش جہان نشان بچھائے زمین پر بیٹھے ہین اور ایک سمت ایک بڑا نقارہ رکھا ہے عمرو نے
کسی سے پوچھا کہ یہ اکیلا نقارہ یہان کیون رکھا ہے کسی نے کہا کہ جو کوئی شخص کسی ملک سے بادشاہ یا وزیر
یا کوئی امیر یا سردار یا پہلوان یہان ہمارے بادشاہ سے ملاقات کرنے کو آتا ہے یا جہاز اور کشتیون کی طلب کو

آتا ہو تو وہ پہلے اس نقارے پر چوب مارتا ہو جہان اُسکی آواز ہمارے بادشاہ کے گوش زد ہوئی تو وہ اپنے مصاحبین سے
دریافت کرتا ہو کسنے نقارہ بجایا وہ ہمنشین اُسکے دریافت کرکے کہہ دیتے ہین کہ ایک شخص آیا ہو اُسنے نقارے پر چوب
ماری ہو بادشاہ اُسکو اپنے سامنے بلا لیتا ہو یہ حال دریافت کرکے عمرو نے چوب کو اُٹھا کر اس نقارے پر مارا اور ساتھ نقارہ
کے بجنے کے اُس بادشاہ جمشید شاہ نے ایک چوبدار کو بھیجکر عمرو کو اندرون بارگاہ بلایا عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا
ہو اور گرد پیش اُسکے چار ساڑھے چار سو سوار سردار اور مصاحبین کرسیون پر باادب بیٹھے ہین عمرو نے سلام کیا بادشاہ نے
عمرو کو کرسی پر بٹھا کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہو اور یہان کسلیے آیا ہو عمرو نے کہا کہ مین حسب الحکم جہان مطاع عالم مطیع
سلطان والاشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کے کشتیان اور جہاز تجھسے طلب کرنے کو آیا ہون جمشید شاہ
نے کہا کہ کیا مضائقہ ہو ہمنے کئی شرطین رکھین ہین جو کوئی کہ ہماری شرطین پوری کرے وہ جسقدر کہ جہاز کشتیان ہمسے طلب کرے
ہم اُسے دیتے ہین پہلی شرط تو یہ ہو کہ چالیس جوڑیان نقارون کی ایک چوب مین بجائے عمرو نے کہا کہ وہ نقارے کہان ہین
منگواؤ مین اُنکو بجاؤنگا جمشید شاہ نے داروغۂ نقارخانہ کو حکم دیا اُسنے وہ نقارے لاکے حاضر کیے عمرو نے بیٹھ کے اس
خوبصورتی سے ایک چوب مین اُن چالیسون نقارون کو بجایا کہ بادشاہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ایک شرط تو پوری ہوئی
اب دوسری شرط بھی ادا کر تو اپنے حسب استدعا جتنے جہاز و کشتیان تو کہے مین تیرے ہمراہ کر دون عمرو نے کہا وہ دوسری
شرط کیا ہو جمشید شاہ نے کہا کہ میرے ہمراہ آ تو مین تجھے دوسری شرط بھی بتلا دون یہ کہہ کے جمشید شاہ عمرو کو اپنے ہمراہ
لیے ایک مکان مین گیا کہ سات دروازون کے اندر وہ مکان تھا وہان عمرو نے جا کے دیکھا کہ بارہ حوض اقسام اقسام کے
کھانے کے کسی مین پلاؤ تازہ گرا گرم کسی مین زردہ کسی مین شیربرنج کسی مین قورمہ کسی مین قلیہ کسی مین چپاتیان کسی
مین اور اسی قسم سے تحفہ تحفہ کھانے گویا ابھی پخت کرا کے یہان رکھے ہین ہر ایک غرض یہ کہ عمرو سے جمشید شاہ نے کہا کہ اس
سب طعام کو تو کھائے تو کیا قباحت ہو جتنے جہاز و کشتیان تجھے چاہیے ہین تیرے ہمراہ کر دون عمرو نے کہا اسقدر کھانا ایک آدمی
کی تو طاقت نہین جو کوئی کھا سکیگا دیوؤن کی خوراک ہو یہ شرط کیسی مین نے اس شرط کا وعدہ نہین کیا ہو جمشید شاہ
نے اپنے ہمراہ کے لوگون سے اشارہ کیا سب نے چار طرف سے عمرو کو لپٹ کر پکڑ لیا اور کپڑے تمام جسم سے عمرو کے اُتار لیے
ننگا کر کے منارہ فراموشان مین جا کے قید کیا اور وہ منارہ فراموشان ایک محبس کا نام ہو کہ وہان جو قیدی جاتا ہو اُسکو
تا قید حیات پھر رہائی اور نجات کی امید نہین ہوتی ہو القصہ بعد چند روز کے یہان امیر با توقیر کو خیال آیا کہ عمرو کا پھر کچھ
حال نہ معلوم ہوا کہ جزیرۂ گلفام مین جا کر کیا معاملہ درپیش ہوا رستم خان بن گاؤ لنگی نے عرض کی کہ یا سلطان والاشان
جزیرۂ گلفام کے بادشاہ جمشید شاہ کی دو شرطین ہین اول شرط تو آپکو معلوم ہو اور شاید دوسری شرط یہ ہو کہ کوئی مکان ہو
اُس مین بارہ حوض کھانے کے ہر روز تازہ پکوا کے بھرے جاتے ہین اُن بارہون حوض کے طعام کو کھلاتا ہے پس
اُن دونون شرطون مین کوئی شرط خواجہ سلامت سے نہ ہو سکی ہوگی ثابت ہوتا ہو کہ جمشید شاہ نے کسی فریب سے عمرو
کو قید کر لیا ورنہ جزیرۂ گلفام یہان سے چند دن کا فاصلہ پر نہین ہو جو اتنے دن ہو چکے اور خواجہ سلامت ابتک تشریف نہین لائے
یہ حال جزیرۂ گلفام کے بادشاہ کا سنکے سلطان عالیمقام کو شاہ عیاران عیار ہمدم جیسے امیر نامدار کے نہ آنے سے تشویش اور
فکر بدرجۂ غایت پیدا ہوئی اور بمقتضائے فراست اور آل اندیشی جام مَے اور تو لبریز کر کے کنارے دنگل کے رکھکر یہ آواز بلند
فرمایا کہ اے بہادران شیر شکار و دلاوران نامدار تم سب دلیرون اور شیرون مین سے ایسا بھی کوئی بہادر اور اولوالعزم ہو کہ جو جزیرۂ گلفام
مین جا کر یہ دونون شرطین جمشید شاہ بادشاہ کی ادا کرے اور عمرو کا حال دریافت کر کے ہمارے پاس آئے تو ہم بھی
اقرار کرتے ہین کہ چالیس روز تک اسکی مہمانداری کرینگے ابھی یہ پورا کلمہ زبان فیض ترجمان سے سلطان

صاحبقران کی نہیں لگنے پایا تھا کہ ایک مرتبہ پہلوان عادی نے گڑگڑا کے عرض کی کہ یا حمزہ صاحبقران مجھے بڑا فکر عمرو
نقارے کیا بجائیگا میرا شاگرد ہے اور وہ بارہ حوض کھانے کے تو وہ بیچارہ عمرو دیکھ کر دہل گیا ہوگا ایسے مقام پر مجھے کیوں نہ تو نے
حکم دیا کہ میں جاکے سب شرطیں جمشید شاہ کی بخوبی ادا کر آتا اب تو نے وعدہ چالیس روز کی دعوت اور مہمانداری کا کیا ہے میں
جاتا ہوں دعا بھی تیرا حمزہ بجا لاتا ہوں امیر بانوذر نے وہ جام گلعفریت کا اٹھا کے عمرو معدیکرب کو دیا اور پہلوان عادی
اُس جام کو ایک ہی دم میں نوش کر کے سلطان صاحبقران سے رخصت ہوا ایک سومن کی ضرب گرز شدادی کو ہاتھ میں
لیکے اپنے مرکب کوہ پیکر پر سوار ہو کر سمت جزیرۂ گلفام چلا بعد طے مراحل اور قطع منازل جبکہ جزیرۂ گلفام میں داخل
ہوا تو اُسنے سیدھے دروازۂ بارگاہ جمشید شاہ پر جاکر اس زور سے چوب کو نقارے پر مارا کہ وہ نقارہ سو ٹکڑے ہو گیا اور
دربان چوبداروں نے صورت پہلوان عادی کی کہ اسّی گز کا قد اور اکیس گز کا دور گرہ کا ستر شکلے سر پر دیکھی
دل میں کہا کہ یہ کوئی دیو ہے انسان نہیں تو کچھ کر نہ سکے سب کے سب بد حواس ہوکے اندرون بارگاہ جمشید شاہ کے پاس گئے
اور عرض کی کہ ای جمشید شاہ ایک دیو نے آکے نقارہ توڑ ڈالا اور دروازے پر کھڑا ہے جمشید شاہ یہ حال سنکے بہت سا
اپنے دل میں سراسیمہ اور مضطرب ہوکے آپ بیرون بارگاہ نکل آیا اور پہلوان عادی کی صورت دیکھکر نہایت خائف
و پریشان ہوا مگر لاعلاج بڑے اعزاز و اکرام سے پہلوان عادی کو اپنی بارگاہ میں لاکر پوچھا کہ آپ کا آنا یہاں کیونکر
ہوا پہلوان عادی نے کہا امیر حمزہ صاحبقران کو تلاش کشتیوں اور جہازوں کی ہے لہذا مجھے بھیجا ہے اور میں نے
سنا ہے کہ تو کوئی شرط کی محبت درمیان میں لاتا ہے بیان کر کہ وہ تیری شرط کونسی ہے تاکہ اس محبت کو میں تمام کر کے تجھسے جہاز
اور کشتیاں لوں اور حمزہ کے پاس جاؤں جمشید شاہ نے وہیں چالیس نقارے منگا کے پہلوان عادی کے روبرو
رکھ دیے اور کہا کہ پہلی شرط میری یہ ہے کہ ان چالیسوں نقاروں کو ایک چوب میں بجا دیجیے پہلوان عادی نے چوب
ہاتھ میں لیکے کس خوبصورتی سے ایک چوٹ میں چالیسوں نقاروں کو بجایا کہ فی الحقیقت عمرو سے بھی نہیں بجے تھے
بعد اسکے پہلوان عادی نے اس بادشاہ سے کہا کہ وہ دوسری شرط تیری کیا ہے اسے بھی جلد بیان کر تاکہ میں اُسے بھی
پورا کروں جمشید شاہ پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ لیے اسی مکان میں جہاں وہ بارہ حوض اقسام اقسام طرح کے
کھانے سے مملو تھے گیا اور کہا کہ دوسری شرط میری یہ ہے کہ یہ سب کھانا بارہوں حوضوں کا سو کوئی ایسا کھاسکے تو
میں بلا عذر اور حیلہ اسی کا طریق اور دین قبول کروں اور جسقدر جہاز اور کشتیاں میرے یہاں موجود ہیں سب اُسکی نذر
کروں پہلوان عادی نے کہا بس یہی بارہ حوض ہیں یا اور بھی کہیں کچھ کھانے کو ہے جمشید شاہ نے کہا پہلے آپ ان بارہ
حوضوں میں سے جو قسم ماکولات اور مشروبات سے حاضر اور موجود ہے نوش فرمائیں پہلوان عادی نے بسم اللہ کہہ کے
ایک مرتبہ کھانے پر ہاتھ ڈالا اور جس حوض کی جانب مخاطب ہوا آن واحد میں اُس حوض میں کھانے کی قسم سے کوئی شے
باقی نہیں چھوڑی اور دو تین گھڑی کے عرصے میں بارہوں حوض کھانے کے سب خالی کر کے لگا کہنے کمبخت اگر
انسان دو دن بھی بھوکا پڑا رہے تو اتنا صدمہ نہیں ہوتا الا آدھے پیٹ جو کھانا کھائے تو بڑا صدمہ ہوتا ہے ایسے کھانے
سے نہ کھانا اور فاقہ کرنا بہتر ہے اگر مجھے کھلانا ہے تو پیٹ بھر کھلوا دے میرا مارے بھوک کے دم نکلا جاتا ہے جمشید شاہ نے
یہ تماشا پہلوان عادی کی بھوک کا دیکھ کر اپنے اہلکاروں سے اشارہ کیا کہ دیکھو باورچی خانہ میں جو خاصہ تیار ہو جا کے
جلد لاؤ ان سبھوں نے دیکھا کہ چار سو دیگ پلاؤ اور زردے کی اور قورمہ اور قلیہ اور سات سو جوڑ شیرمال باقرخانی
تنوری کی اور روغنی کے بھی جمشید شاہ کے روبرو داروغہ باورچی خانہ لیکے آیا اور کہاروں نے وہ سب دیگیں
اور خوان لا کے رکھ دیے جمشید شاہ نے پہلوان عادی سے کہا کیجیے اس میں سے جو مزاج میں آئے

وہ نوشجان فرمائیے پہلوان عادی نے پہلے تو وہ دس جوڑ شیرمال اور باقر خانی کے کہ سیر سیر بھر سوا سوا سیر کا جوڑ تھا سلے اوپر رکھکر انپر چار چار بادیے سالن قلیہ قورمہ کے انڈیل دیے اور ایک مرتبہ منہ میں رکھ لیے پھر نہیں معلوم کہ وہ کہاں جاکے غائب ہو جاتے تھے دم بھر میں وہ سات سو جوڑ روٹیوں کے چٹ کرکے اب پلاؤ زردے کی دیگوں کی جانب مخاطب ہوا اور جس دیگ کو جاکے دیکھیں آنکھے دونوں طرف کے کنڈے کرشمے پکڑ کے اس طرح سے جنبش اور ہکہ دیکے پلاؤ زردے کو الٹ پلٹ کیا کہ دیگ میں جو دس پانچ ہڈیاں بوٹیاں بھی آ گئے تلے کی کھرچن تک چھوٹ کر الگ ہو جاتی تھی اور پہلوان عادی اس دیگ کو اٹھا کے ایک ہی مرتبہ منہ میں ڈال لیتا تھا پھر نہیں ثابت ہوتا تھا کہ وہ پلاؤ زردہ کدہر جاکے غائب ہو جاتا تھا شعر شکمش بود یا کہ غار بلا ٭ دہنش چون دہان اژدرہا ٭ او بجائے کہ دسترس دارد ٭ مرغ از بیضہ در قفس دارد ٭ دلد جنی نفنگ بر دوش است ٭ فلفل از دست او صدہ نوش است ٭ مختصر یہ کہ کوئی دو گھڑی کے عرصہ میں وہ سات سو جوڑ روٹیوں کے اور چار سو دیگ پلاؤ قلیہ و قورمہ زردہ وغیرہ کی پہلوان عادی نے سب نجرلی نوش کیں اس میں اگر کسی باورچی نے چاہا کہ کفگیر یا ڈوئے سے پلاؤ یا زردے کو دیگ سے نکال دے پہلوان عادی نے اس باورچی کو یہ کہکر کہ او بدذات یہ تو کیا حرکت ناشائستہ کرتا ہے جہاں ڈیگ میں کفگیر یا ڈوئے کو ڈالا چاول ٹوٹ جاتے ہیں وہ لطف اور وہ کیفیت چاولوں کی پھر باقی نہیں رہتی عنقریب تھا کہ طمانچہ مار بیٹھے باورچی ڈرکے سب الگ کھڑے تماشا دیکھا کیے کہ وہ ساری دیگیں خالی ہو گئیں ایک چاول تک باقی نہیں رہا تھا شاید کسی میں دو دو چار چار بوٹیاں گوشت کی رہ گئی ہوں سو وہ بھی کسی کے کھانے کے لائق نہیں ہیں غرض جمشید شاہ تو رنگ پریدہ اور حواس باختہ عالم حیرت میں خاموش اور خود فراموش کھڑا تھا جب آنکھے دیکھا کہ پہلوان عادی سب کھانا یہ بھی کھا چکا تب آنکھے پوچھا کہ فرمایئے اب تو حضور کا پیٹ بھرا پہلوان عادی نے کہا کہ او کمبخت تو کیا بادشاہ دانہ زدہ ہے کہ تیرے گھر میں کسی کو پیٹ بھر رزق بھی نہیں میسر آتا ابھی تو میں کچھ کسمسایا سا ہوں بانجھ انسان جب پیٹ بھر کھاتا ہے تو بات کرنے کو بھی جی چاہتا ہے کچھ سمجھے اور کہیں سے میسر آئے تو منگا کہ بھلا میری کچھ تو تسلی ہو جمشید شاہ نے حکم دیا کہ ہرکارے چپراسی چوبدار ہمارے جلد چوک بازار میں جاکے حلوائیوں اور باورچیوں کے یہاں جو کچھ پکوان اور کھانا تیار ہو سب اٹھا لائیں قیمت اسکی سرکار سے دیدی جائیگی لوگ چار طرف سے دوڑ پڑے اور دو ڈھائی سو ٹوکرے مٹھائی کے اور سوا سوا سو بڑی بڑی لگنیں سینیاں قابیں طباق بادیے پلاؤ زردے خشکے فرنی شیر برنج قلیہ قورمہ وغیرہ کے اور دو تین من کے آٹے کی خمیری روٹیاں بازار سے لے آئے اور پہلوان عادی کے سامنے وہ سب رکھ دیے پہلوان عادی نے بفراغ تمام اس سبکو بھی چٹ کیا اور کہا کہ لعنت ہے اس تیری سلطنت اور تیری پست فطرتی اور دون ہمتی پر شعر کریم سائل خود را عطا کند یکبار ٭ دو بار لب نہ کشاید صدف بابر بہار ٭ تو چاہتا ہے کہ ہر مرتبہ تیرے سامنے لب سوال وا کروں اور شکم سیر ہو کر کچھ کھاؤں سو مجھے اے جمشید میں منت اور سماجت تو کبھی کسی سے سائل نہیں ہونا چاہتا ہوں اشعار نفیسہ گرچہ مثل صدف رزق از سحاب نرسد ٭ چو قسمت پست روزی مددم چون اسپار نرسد بہار ٭ کہ نان پیش او نان بس درین دنیا ٭ چرا من لب کشایم تا کہ آب روئے ما نرسد ٭ مگر وہ جو تولے مثل سنی ہو کر بھوکے اشراف اور پیٹ بھرے اجلاف سے انسان خائف اور ترسان رہے وہ اسوقت مجھپر سچ ہوا چاہتی ہے کہ اب شدت گرسنگی سے یا تیرے بدن کی ہڈیاں چباؤں یا اپنا جسم کاٹ کاٹ کر کھاؤں ارے اور کچھ نہیں میسر آتا ہے تو کچھ چنے بھڑ بھونجے کے یہاں سے منگا بھیج کہ میں انہی کو چبا کر اپنا دوزخ پیٹ بھروں جمشید شاہ کا یہ حال ہو گیا کہ عنقریب تھا مارے ہول اور مارے ڈر کے روح قالب سے پرواز کر جائے کہ ایک مرتبہ

بجز وانکسار ناچار ہو کے کہنے لگا کہ اب سردست اور تو کچھ حاضر نہیں گھوڑون کے چیلے کے دانے کوٹھون مین کچھ قسم غلہ سے
موجود ہی وہ فرمایئے تو حاضر کرون پہلوان عادی نے کہا ارے تیرا برا ہو او بے ادبی شتاب جمشید شاہ نے حکم دیا کہ ارے
ہان جلد گھوڑون کا دانہ جو کوٹھون مین بند ہے آؤ داروغہ اصطبل نے سائیسون کے سرونپر چھبے اور مونگھڑ وغیرہ
کا دانہ جو کوٹھون مین بھرا ہوا تھا کئی سو گٹھریان بندھوا کے بھیج دین اور پہلوان عادی نے اس دانہ کو دونون
ہاتھون سے پھنکے مار مار کر کھانا شروع کیا اور چار گھڑی کے عرصہ مین سب کو چٹ کر گیا جمشید شاہ کہ مثل قالب بیجان
کھڑا تھا مگر مارے خوف کے پوچھنے لگا کہ حضور فرمایئے ابھی بھوک رہ گئی اور بھی ہو پہلوان عادی نے جواب دیا کہ لعنت
ہو تیرے پوچھنے پر مین ایسا آدمی نہین جو بار بار تجھسے کہہ کے ذلت اٹھاؤن اور دیکھنے والے مصاحبین تیرے سادہ
حاضرین صحبت مجھے پیٹو سمجھین یا کوئی مجھے نظر لگا دے خیر جو ہوا سو ہوا میرا پیٹ بھرا یا نہ بھرا لیکن تو وہ جہاز اور کشتیان
جلد طلب کر کے میرے ہمراہ کر دے اور بقدر مہمان شناسی اب مجھے کیا منظور ہو جمشید شاہ دوڑ کر پہلوان عادی
کے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ حضور مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون وہ بات فرمایئے جسے پڑھ کر کہا ہون اور کشتیا
جہاز اور جو کچھ کہ آپ نے فرمایا میری ہی سب حاضر ہو بارے پہلوان عادی نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا جمشید شاہ از سر صدق
کلمہ پڑھ کے مع تمام فوج و سپاہ کے مسلمان ہو گیا اس وقت پہلوان عادی نے کہا کہ تیرے یہان قیدی جو ہین انکو
بھی تو اب چھوڑ دے جمشید شاہ نے بموجب ایما پہلوان عادی کے اسی وقت تمام مجلس کے قیدیون کو مع شاہ عیاران
رہا کر دیا اور مع فوج و سپاہ اپنے ملک سے جہاز اور کشتیان لے کے سمت لشکر فیروزی اثر بخدمت سلطان والا قدر
عالی منزلت امیر حمزہ صاحبقران کے روانہ ہوا اور پہلوان عادی قبل از آنے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ
نامدار کے اپنے کوہ پیکر مرکب پہ سوار ہو کے بہ کمال جلد روی بارگاہ سلطانی مین آکر داخل ہوا اور سلطان صاحبقران
کو مجرا کر کے کہنے لگا و یلک ہذا من قرابات شوم عمرو قدیم الایام سے دلم مجھے طعنہ شکم پروری اور بہت سا کھانے کو دیا
کرتا تھا اب کی مرتبہ مین نے سرزمین جزیرۂ گلغام مین جا کے چالیس نقارے ایک چوب سے بجائے اور جو کہ شروط
جمشید شاہ کے سبقے انکو ادا کر کے جمشید شاہ کو مع تمام اس کفرستان کے مسلمان کیا اور تیرے عیار یعنی اس وندہ باز
گردن رسے الک باکو قید شدید سے چھڑا کے جہاز اور کشتیان لایا ہون امیر باتوقیر عادی کی گفتگو سنکے بہت ہنسے
اور فرمایا بھئے جو تجھسے دعوت کا اقرار کیا ہو انشاء اللہ تعالی بعد چند روز حال کے کھاری دعوت چالیس روز تک بخوبی تمام
کرینگے عادی نے کہا بہت خوب غرض یہان ابھی پہلوان عادی سے اور سلطان صاحبقران سے یہی باتین ہو رہی
تھین کہ ناگاہ سامنے سے عمرو نمودار ہوا اور امیر باتوقیر کو مجرا کر کے سارا حال جمشید شاہ کا مکرر سکرر بحضور سلطان
صاحبقران بیان کیا اس عرصہ مین پہلوان عادی نے عمرو سے کہا کہ او ساربان زادے آج مین نے
تجھے اپنا بندۂ حلقہ بگوش کیا اور تو میرا زر خریدہ غلام ہو مین نے تیری جان بخشی کی قید سے رہائی دی عمرو نے
یہ تقریر پہلوان عادی کی سنکے جواب دیا کہ ارے ای شکم گم تو نے وہ نقارے کیا بجائے بڑی نمود اپنی کر رہا ہے
اسکی بھی کچھ حقیقت تھی مین نے بھی تو چالیسون نقارے بجا دیئے تھے پہلوان عادی نے امیر باتوقیر سے
کہا کہ یا امیر و یلک ہذا من قرابات شوم اگر مین جانتا کہ عمرو مجھسے یہ باتین کریگا اور میرا احسان نہ مانیگا تو مین ہرگز وہان
جا کر عمرو کو نہ چھڑاتا قید مین پڑا پڑا سڑا کرتا اور مرجاتا امیر اکرم اور تمام بارگاہ نشین پہلوان عادی کی باتین سنکے
ہنس رہے تھے اس مین جمشید شاہ مع اپنی فوج و سپاہ کے دروازۂ بارگاہ پر پہونچا اور عرضی اسکی ہوئی کہ
جمشید شاہ بھی حاضر ہو سلطان والاشان نے فرمایا کہ اچھا انسے بلاؤ اور حسب الحکم امیر اکرم کے جمشید شاہ

نے نذرون بارگاہ آگے حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام کو نذر دے کر سلطان عالیمقام کو نذر دی کرسی اسکو بھیجنے کیلیے
مرحمت ہوئی اور بہ کمال عطیات خسروانی خلعت مرحمت ہوا امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران باتوقیر نے پوچھا ای جمشید شاہ وہ
کشتیان وغراب اور جہاز وغیرہ کہاں ہیں جمشید شاہ نے عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران لب دریا ملک بربر کے سب
موجود ہیں یہ سنکے سلطان باکرم نے عمرو کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ خواجہ صواب توقف کرنا کیا ضرور تیاری سفر کی کرو
اور اسباب وغیرہ کشتیون پر لدوا دو یہ فرماکر امیر باتوقیر نے ہر ایک شاہ و شہریار بارگاہ نشینون کے اسباب کے موافق جداگانہ
کشتیان مرحمت فرمائین اور اپنے اسباب کے موافق جو کشتیان فرود تھین وہ سب عمرو کو تفویض کرکے حکم دیا کہ ہمارا اسباب
سب نشیں بار کروادو اور حسب الاحکام عظام امیر عالیمقام کے عمرو نے اپنے عیارون سے کہا کہ ہان تم سب جھٹ پٹ اسباب
صاحبقرانی اٹھا اٹھا کے بحفاظت تمام کشتیون میں لیجاؤ اور سنبھال سنبھال کر رکھو یہ کہکے امیر باتوقیر تو محل میں رونق افزا ہوے
اور یہان ابھی یہی گفتگو سب سرداروں میں ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر علم نبی و چاکر حیدر
نے کہا کہ اگر یہان شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم نعل خفتان خونریز خاوری ہوتا تو جیسا نیزہ میں نے ارژنگ کوہستانی
پہ مارا تھا وہ از راہ قدردانی اور جوہر شناسی میری ضرب دست اور استادی کی تعریف کرتا اور کہتا کہ کیا خوب ضرب دست
مالک کی ہے حق یہ ہے مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری جو بہادر ہوتا ہے وہ بہادر کی قدر جانتا ہے دارلے سواد
ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان نے کہا کہ میں نے بارہا شاہزادۂ قاسم کو دیکھا گرچہ شجاعت اور تہمتنی اور
بہادری اوسکی لا ثانی ہے شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سرهنگ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن
شاہزادۂ بدیع الزمان گردن لشکر شکن میں بھی وہ کسی میں نہیں دیکھی خاور سپاہ نے باختر میں جاکر آجتک ایک چڑیا کو نہیں
مارا مالک اژدر نے یہ گفتگو لندھور کی جو سنی تو نہایت بگڑ کے کہنے لگا کہ بدیع الزمان نے وہان جاکر کونسا کام بہادری
اور ناموری کا کرلیا ہے لندھور نے کہا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے نستور بن فستار کشتی گیر ایسے پہلوان کو مارا
قاہر بن قہرمان عجمی کی کمان کو توڑا چار باغ ملک حیران دیوکش کو اپنے قبضہ میں کرلیا ورہ خونریز کو مسخر کیا گنجاب
کے کئی بیٹون کو گیا ہو رخون آشام سپہ سالار گنجاب کے بیٹے فضل بن گیا ہو رخون آشام کو اور ارباب باختری
سپہ سالار دست چپ کو جار بخونریز ضراب خونریز وغیرہ قریب ہزار بارہ سو گردنکشون کو زیر کرکے مشرف با سلام
کیا قریب سترہ اٹھارہ لاکھ کیسے دلیر اور شیر بہادرون کو مسلمان کرکے اپنا مطیع اور فرمانبردار کرلیا اور جو شہرہ شمشیرزنی
اور صف شکنی کا شاہزادہ بدیع الزمان کی باختر میں پڑا ہے وہ بھلا قاسم کو کہان نصیب ہے مالک اژدر یہ تقریر لندھور
کی سنکے اور زیادہ برافروختہ ہوا اور کہنے لگا کہ استغفر اللہ بھلا قاسم ایسا کوئی کہیں نہیں بدیع الزمان کبھی قاسم
کو برابر اپنے کو بہادر نہیں سمجھ سکتا لندھور نے کہا تو ہیچ ہے پر کہ شاہزادۂ بدیع الزمان ہو قاسم کو مناسبت نہیں پھر
کوئی ہو برو شاہزادہ بدیع الزمان کے کیا نام قاسم کا زبان پر لاسکیگا مالک اژدر غیظ و غضب میں آکے اٹھ کھڑا
ہوا اور بولا کہ میں ابھی شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کے پاس جاتا ہوں تاکہ تجھے معلوم ہو کہ ہان شاہزادۂ
خاور سپاہ ایسا ہے اور بدیع الزمان کو ابھی باندھ کے وہ بحضور صاحبقران لاتا ہے یہ بحث و تکرار ہنوز
مالک اژدر اور لندھور بن سعدان کے ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ سلطان صاحبقران عالیشان محل سے
برآمد ہوکے اپنے دنگل ناد جبر پر متمکن ہوے مالک اژدر اپنے دنگل پر سے اٹھکر امیر باتوقیر کے سامنے آیا
اور عرض کرنے لگا کہ اگر آپ ارشاد فرمائین تو میں پہلے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کی زیارت اقدام
عالی کے واسطے رخصت ہوں اور جاؤن امیر باتوقیر نے فرمایا کیا مضائقہ جاؤ ہم بھی عقب سے سوار

سوار ہوتے ہیں اور آتے ہیں پس ملک اژدر سلطان نامور سے رخصت ہو کے اُنھیں اپنی کشتیوں میں جو کہ امیر بانو قیر نے تیار کی
تھیں سوار ہو کر سمت شہر سنجان روانہ ہوا وارا سے سواد ہندوستان لندھور بن سعدان نے جو دیکھا کہ ملک اژدر واسطے اعانت
شاہزادۂ خاور سپاہ کے گیا اپنے دل میں سوچا کہ جسوقت ملک شاہزادہ قاسم کے پاس پہونچیگا اسوقت ہم گردو در تم شکوہ
سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن میرے حق میں کیا کہیگا
کہ میرا ہواخواہ لندھور بن سعدان شاید مر گیا جو مجھ تک نہ آسکا پس مجھے بھی لازم ہے کہ از راہ دوستداری اور خیر سگالی
واسطے اعانت اور کفالت شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کے میں بھی جاؤں غرض یہ سوچ کے اپنے دنگل پر سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور بحضور سلطان صاحبقران عرض ہوا کہ یا امیر حمزۂ بانو قیر غلام بھی امیدوار ہے کہ اب غلام کو بھی اجازت
رخصت ہو کہ میں بھی زیارت اقدام عالی سے شاہزادۂ بدیع الزمان والا شان کی سعادت دارین اور افتخار کونین حاصل
کروں سلطان والا شان امیر حمزۂ عالیشان نے یہ استدعا لندھور کی سنکے اپنے دل میں کہا کہ مجھے کوئی نہیں سمجھتا ہے جتنے
پہلوان بارگاہ نشین ہیں سب کے سب کوئی قاسم کا ہواخواہ ہے کوئی بدیع الزمان کا طرفدار ہے اور ہر ایک پیش خود سوا
اپنے دوسرے کو موجود نہیں جانتا ہے اور یہ کہکر نہایت منغص اور مکدر ہوئے اور فرمایا کہ اچھا صاحب تم بھی جاؤ لندھور
بھی سلطان عالیمقام سے رخصت ہو کر مع اپنے نو لاکھ سوار کے کشتیوں میں سوار ہو کر سمت باختر روانہ ہوا اب بیان
امیر بانو قیر بھی تیاری سفر میں معروف ہوئے

جب تک شمہ داستان شوکت بیان شاہزادگان والا تبار عالی مقدار شاہزادۂ بدیع الزمان اور خاور سپاہ ملک قاسم نامدار سے بیان کیا جاتا ہے

کہ ان دونوں بہادروں کو حالت زخم داری اور غشی میں جو اُنکے دونوں گھوڑے میدان رزم سے لے کے نکلے تو ایک شبانہ
روز برابر ٹاپ شٹ جانے جاتے روز دوم صبح کے وقت ایک دامان کوہ میں ٹھہرے اور وہاں سبزہ زار لطیف اور مرغزار پاکیزہ دیکھا
وہ دونوں گھوڑے ازبسکہ دو دن کے بھوکے پیاسے تھے گھاس کھانے کو جھکے اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم
دونوں قاش زین سے جدا ہو پہلو بہ پہلو اسی طرح سے بیہوش از خود فراموش زمین پر گر پڑے اور گھوڑے چرا کرنے
میں مصروف ہوئے حسب اتفاق اُس پہاڑ کے قریب مرغزار میں ایک شہر ہے کہ نام اسکا سرشار مشہور ہے اور وہاں کا بادشاہ
گودرز شاہ مالک لاکھ سوار کا ہے سو وہ حسب الطلب گنجاب کے اپنی فوج وسپاہ ہمراہ لیکر واسطے گنجاب کی مدد کے
جاتا تھا جبکہ وہ قریب اس دامن کوہ کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ دو گھوڑے سرخ رنگ گلگون مزاد برق آہنگ صبا رفتار
با زین و لجام مرصع کار اور ساز و یراق مکلل بزر منزق بجواہر آغشتہ بخون چراگاہ میں گھاس کھا رہے ہیں گودرز شاہ
نے چاہا کہ ان گھوڑوں کو پکڑ لیجیے ناگاہ وہ دونوں گھوڑے گودرز شاہ کو اپنی جانب مخاطب دیکھکر دوڑ کر ایک قریب
شاہزادۂ بدیع الزمان اور دوسرا برابر شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کے کھڑے ہو رہے گودرز شاہ اپنے گھوڑے کو
بڑھائے چلا اور قریب گیا تو اُسنے دیکھا کہ دو نوجوان آفتاب طلعت غیرت زمان سر سے پاؤں تک زخموں میں چور محض بیخود
اور مجبور زمین پر پڑے ہوئے ہیں گودرز شاہ ان دونوں شاہزادوں کو دیکھکر سمجھا کہ شاید یہ دونوں جوان کہیں کے سوداگر ہیں
اور یہ دونوں گھوڑے بھی انھیں کی سواری کے ہیں اثنائے راہ میں کسی قطاع الطریق نے انکو زخمی کر کے مال اور
اسباب لوٹ لیا ہے اور حالت زخمداری میں گھوڑے ان دونوں کو لیے اسطرف چلے آئے ہیں غرض یہ کہ گودرز شاہ ابھی اسی
فکر میں تھا کہ ناگاہ نگاہ اسکی جو مہر نگین پر دونوں شاہزادوں کے جا پڑی تو اُسنے انگشتریاں دونوں کی انگلیوں سے اُتار کر
وہ مہریں ایک سفید کاغذ پر کین تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور ملک قاسم لعل خفتان

خونریز خاوری دشمنان گنجاب ہین جنسے مقابلے اور مجادلے کے لیے گنجاب نے تجھے بلایا ہے پس یہ نام دونون بہادرون کے پڑھکر گودرز شاہ نہایت خوش ہوا اور اُسنے حکم دیا کہ ان ان دونون زخمیون کو یہان لیکے ابھی قتل کرو ایک مرتبہ وزیر نے گودرز شاہ سے عرض کی کہ ای شہریار تو استدعا فقیری کی رکھتا ہون اور یہ دونون نوجوان زخمی بدیع الزمان اور قاسم مقہور اور مغضوب درگاہ خداوند لقا کے ہین غلام کی راے ناقص مین تو انکے قتل کرنے مین مصلحت نہین مقتضاے ذات تو یہ ہے کہ ان دونون کو مطوق اور مسلسل زندہ دستگیر کرکے خداوند لقا کے روبرو بھیجئے اور یا ان دونون کو ہدایت کیجیے کہ نادیدہ خداے آسمان کی پرستش چھوڑکے خداوند لقا کی پرستش کرین گودرز شاہ نے یہ مشورہ اپنے وزیر کا سنکے کہا کیا خوب صلاح تونے دی اور یہ کہکر اسی عالم بیہوشی مین اُسنے لوہارون کو بلا کے شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق گرین خاردار پہنوا دیے اُسوقت شاہزادہ بدیع الزمان اور خاور سیاہ ملک قاسم کی بیہوشی سے آنکھ کھلی اور دیکھا کہ ہم دونون برابر برابر پہلو بہ پہلو زخمی اور مجروح مطوق اور مسلسل زمین پر پڑے ہین قاسم نے بدیع الزمان کو اپنے برابر مقید دیکھ کر کہا کہ ای کشتی گیر جس جگہ کہ مین اسیر پنجۂ تزویر ہون تو میرے برابر کس لیے آکے قید ہوکر بیٹھا ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ ای ترک تنگ چشم قاسم تو عجیب خیرہ سر اور دلیر ہے اس مین میرا کیا اختیار ہے اگر تو یہان سے اٹھکر کہین اور چلا جائے تو تجھے اختیار ہے مین تجھے منع نہین کرتا قاسم نے کہا تو خیر تو بیٹھا رہ مین تو یہان سے نکلا جاتا ہون یہ کہکر قاسم نے حالت غیظ و طیش مین اپنی زنجیر شاہزادۂ بدیع الزمان پر ماری شاہزادۂ بدیع الزمان نے بھی اپنی زنجیر قاسم پر ماری اور دونون صاحبون مین فیما بین زنجیرون کی لڑائی شروع ہو گئی اسمین کچھ لوگ گودرز شاہ کے درمیان مین آگئے اور چاہا کہ دونون کو لڑنے نہ دین روکین وہ جو اجل رسیدہ ان دونون شیرون کے بیچ مین پڑے تھے پانچ سات کے منھ پھٹ گئے اور مارے گئے دو چار جو باقی تھے انھون نے بھاگکر گودرز شاہ سے جاکر حال بیان کیا اور وہ لاشین سامنے لیجاکر رکھ دین اور کہا کہ وہ دونون نادیدہ خدا کے پرستار قیدی آپس مین لڑتے تھے ہم سب نے چاہا کہ منع کرین اور دونون کو جدا کرلین اُن دونون نے ہمارے ساتھ والون کو زنجیرون سے مار ڈالا گودرز شاہ نے نہایت درہم اور برہم ہوکے شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کو اپنے روبرو بلایا جبکہ دونون شاہزادے بارگاہ مین پہونچے تو انھون نے بطریق اہل اسلام باواز بلند کہا سلام علیکم اور مغفل بران کہ یاد کرواند خداے عزوجل خالق جزو وکل کیست و دین پیغمبر او برحق گودرز شاہ اور جتنے اسکے مقربین اور ہمنشین تھے جنھون نے اپنا منھ پھیر کے جواب سلام کا نہ دیا مگر غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ علیک السلام اُسوقت گودرز شاہ نے نہایت درہم اور برہم ہوکر کہا کہ یہ خدا پرست بڑے زبردست ہین اور مت اسکے کہ دیکھو صاحب یہ دونون مطوق اور مسلسل بیٹھے ہین اسپر یون بیخوف و خطر نادیدہ خداے آسمانی کا میرے سامنے نام لیتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ ہان جلد ان دونون کو قتل کرو اور جب اُنکے اسکے جلادون نے آکے شاہزادگان والا قدر عالی منزلت کی آنکھون مین پٹی باندھ دی اور نکبت کا چبوترہ زوال فلاکت کا بوریا جسپر آگے بچھا کے بٹھلا دیا اور خط کو لیکے گرد دونون پر کھینچکر باواز بلند کہا کہ خلق خداے باختر کی ملک گنجاب بن کیخور بن ملک حیران دیوکش پیغمبر مرسل کا حکم گودرز شاہ کا وہ شخص جلاد ہے واسطے اس اپنے دوزخ پیٹ کے بھرنے اور اہل و عیال کے پالنے کے لیے یہ پیشہ جلادی کا کرتا ہے گر میت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؛ مرغ را دانہ باشد طعنہ بر صیاد چیست ؛ ای بہادرو کچھ جو کچھ کھانا پینا دیکھنا بھالنا کہنا سننا ہو وہ کہا لو پی لو دیکھ لو سن لو پھر یہ ٹھنڈی ہوا ٹھنڈا پانی کہان نصیب ہو گا دونون شاہزادے عرش رفعت کیوان منزلت اُس بوریے پر سرنگون بیٹھے ہوے رجوع قلب اپنی خالق اکبر کی طرف کر رہے تھے ناگاہ گودرز شاہ کو

نصیحت اور رائے اپنے وزیر کی یاد آئی جی مین کہنے لگا یہ کردونون دشمنان خداوندا ایسے سرکش اور زبردست مین کہ جنکے
ہاتھون نے پیغمبر مرسل الیسا اپنی زندگی سے عاجز ہوا پس بہتر یہی ہے کہ ان دونون کو زندہ دستگیر کرکے حضور خداوند لیجاؤن لاشک
وہ لاریب مژدہ پیغمبری مجھے مل جائیگا پس یہ سوچکر اُسی وقت گودرز شاہ مع اپنی فوج و سپاہ کے شہزادگان عالیجاہ کے تعاقب مین سیلاب
روانہ ہوا تیسری منزل مین سامنے سے ایک سمت گرد اُٹھا اور جسوقت وہ گرد پھٹی تو اسنے دیکھا کہ ایک نقابدار سبزپوش نیزہ بدست
بہ کمال جوش و خروش یہ نصیب دیتا ہوا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بداند و بشناسد کہ منم نقابدار سبزپوش ہواخواہ شاہزادۂ انجم
گروہ رستم شکوہ صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش گودرز شاہ لشکر کیجانب
مخاطب ہوکر اور اپنے لشکر کو قائم کرکے سر میدان نکلا اور مبارز طلب ہوا قاسم نے جو دیکھا کہ یہ نقابدار سبزپوش ہواخواہ ہے
بدیع الزمان مین آکے مبارز طلب ہوا کیا کرنے لگا جس مفلوک نے چار پہیے ہم پہونچائے پس ایک کمال غیرت کی ہے دی اور
لاف و گزاف اپنی مردانگی اور شجاعت کا اور دعوے ہواخواہی کا کرنے لگا اس عرصے مین گودرز شاہ اپنا مرکب چمکا کے برابر نقابدار
کے آیا اور نیزہ پکڑ کے نقابدار سے ہم نبرد ہوا آخرکار نقابدار نے نیزہ گودرز شاہ کا ہوائی کردیا گودرز شاہ نے جو دیکھا کہ نقابدار
نے میرا نیزہ اُکھاڑ دونون ہاتھ اپنے قاش زین پر دے مارے اور پکارا کہ اے نقابدار نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جمال بازی
شمشیر بازی راستبازی باش یہ نہ کہنا کہ مجھے خبردار نہ کردیا تھا پس ہوشیار ہو جا اور دیکھ کہ برش تیغ تیز کی ادھر یہ کہکر ایک تلوار
نقابدار سبزپوش کے سر پر ماری نقابدار نے اسکی ضرب کو خالی دیکر بوقت برگشتن یہ کہکے کہ اے گودرز شاہ شعر تو ضرب بازوی مردی نگ
گوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ تیغہ مارا گودرز شاہ نے سپر کو پناہ کیا مگر وہ تیغہ سپر کو کاٹ کے خود پر پڑا خود اور دو طبقہ
کانٹھ ٹوپی کو کاٹ کے گودرز شاہ کے ناد ابرو تک رہ گیا بیچ مین گودرز شاہ نے دستانہ مارا تا دار تو جھینپ کے نکل گئی مگر
ایک چادر خون کی بہ کے منھ پر آگئی گودرز شاہ نے زخمی ہوکر چاہا تھا کہ نقابدار سبزپوش کی فوج سے جنگ مغلوبہ کردے
وزیر نے منع کیا اور کہا کہ ٹھہر جا اب ایک جوان کو نکل کے میدان داری کرنے دیجیے چنانچہ گودرز شاہ نے بموجب مشورۂ
وزیر کے چند جوانون کو باری باری مقابلہ اور محاربہ نقابدار سبزپوش کے لیے بھیجا اور جو آیا نقابدار کے ہاتھ سے زخمی
ہوگیا گودرز شاہ نہایت سراسیمہ اور بدحواس ہوکر اپنے جی مین سوچتا تھا کہ ایسا نہو کہین بدیع الزمان اور قاسم قید
سے چھوٹ جائین اتنے مین دیکھا کہ گردے دیگر برخاست شعر از دامن دشت عاج اور نگ ؛ گردے برخاست طوطیہ رنگ
جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ طیفور زمرد پرست نامے ایک بارگاہ نشینون سے لقائے مشرک خدا کے بہت بڑا
زبردست سالم ہزار سوار سے کسی سمت کو جاتا تھا اثنائے راہ مین حال گودرز شاہ کے زخمی ہونے کا نقابدار سبزپوش
کے ہاتھ سے اور قید مین بدیع الزمان اور قاسم کو سنکے بغرض کمک اُسطرف سے آپہونچا اور اُس طیفور زمرد پرست
نے پیش خود یہ تجویز کی کہ پہلے اُس نقابدار سبزپوش کا علاج کرلون بعد اسکے فرزندان حمزہ کو قتل کرون اپنا مرکب کو بڑھا
بمقابلہ نقابدار سبزپوش آیا اور نیزہ پکڑ کر سینہ بسینہ نقابدار سے ہوا نقابدار نے سترہ نیزے پر گہ نخچہ کر نیزہ بازی مین مشغول ہوا
سترہ سترہ طعن نیزہ کی نکل چکین مگر اٹھارھوین طعن مین نقابدار نے نیزہ طیفور زمرد پرست کے ہاتھ سے نکال دیا
اُسوقت طیفور زمرد پرست کا یہ حال تھا کہ اسکی آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا اور اسی حالت غیظ اور غضب مین ڈال قبضہ
شمشیر پر ہاتھ دوڑ کر ایک تلوار جو بر سر نقابدار ماری حسب اتفاق نقابدار نے چاہا تھا کہ فن سپرگیری سے اسکی تلوار کو پلٹ
اٹھا ایک ہی ضرب مین کام اس تیرہ انجام کا تمام کردون مگر وہ جو کہتے ہین وہ بالکل کی بات کو ناکت ہین سب کو سکے
اسکی ہوتی نہین ہونی ہوے سو ہوے کا جونہین نقابدار سبزپوش نے تلوار کی آمد اور چمک دیکھکر اپنے
مرکب کو پھیرا وہان کوئی موشک خانہ تھا مرکب نقابدار موشک خانہ مین جا پڑا اور مکند ری کھائے کے

چاہتا تھا کہ گرز اُسکے نقابدار اپنے مرکب سنبھالنے مین ذرا جو غافل ہو طیفور زمرد پرست کی تلوار سر پر نقابدار کے پڑی چار انگل کا زخم سر مین نقابدار کے آگیا اور چادر خون کی منھ پر جاری ہوئی شاہزادہ قاسم نے جو دیکھا کہ نقابدار زخمی ہوا بیاختہ کہنے لگا خوب ہوا جو یہ نقابدار مغلوک زخمی ہوگیا بہت زیادہ لوٹی کرتا تھا یہ کلام شاہزادہ خاور سیاہ کا سنکے شاہزادہ بدیع الزمان نہایت درہم و برہم اور المکر نعرہ طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ہاتھون کی ہتھکڑی پانون کی بیڑی گلے کا طوق ترکے فرمادر سوشق از عنکبوت توڑ ڈالے لوٹ کو وزیر شاہ کے جو بار شاہزادہ بدیع الزمان کے کھڑے تھے انھون نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان نے اپنی قید توڑ ڈالی بدو بھاگ کھڑے ہوئے اور شاہزادہ بدیع الزمان نے سنبھل کے ایک سواری کی نعرہ مار کے کھینچ لی اور نعرے لگو بند آپ سوار ہوکر بر طیفور کے ہوئے اور بعید غیظ و غضب سے دوڑ کے نعرہ

سپہر شجاعت بدیع الزمان کہ سر فتنۂ باختر نام شد	ہمہ برج خوبی شہ انجمن ہم آن مرد میدان کرد رزم کن	ہمہ تن توان گرد لشکر شکن تو ام زور و آسمان بر زمین	تجلی چشمان [illegible] ز تیغش بسے ملک اسلام شد

پکارا کہ باش اوبے بزرگ نقابدار سبز پوش کو تو نے زخمی کیا ہے اب تجھے کیا زندہ و سالم جانے دیتا ہون طیفور زمرد پرست شاہزادہ بدیع الزمان کو شیر کف دست دیکھا اور پہ تیب سکے سنبھلا اور بمقابلہ شاہزادہ عالیمقام کے وہی تیغ دو دستی شاہزادہ نامدار کے سر اقدس پر مارا شاہزادہ نامدار نے چستی تمام ہاتھ بڑھا کر بازو کو اسکے مثل دست طیفور زمرد پرست کا پکڑ لیا اور زور اجو فشار اُسکے بازو کو دیا تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی بعد اُسکے ہاتھ گردن اُسکی مین ڈالکر زین سے اٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا کہ نقش زمین ہوگیا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے جو یہ زور دست شاہزادہ بدیع الزمان کا دیکھا رشک سے نہایت درہم اور برہم ہوکے طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور اپنی قید بھی توڑ کے ایک گرز کو گھوڑے پرسے گرا کے مار ڈالا اور اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر آمادہ رزم و پیکار ہوا اور کفار کشی کرتا ہوا برابر شاہزادہ بدیع الزمان کے برابر جا کے کہا کہ باش اے کشتی گیر کمان جاتا ہے جس طرح سے اس فرقہ کفار کو مین نے زیر و زبر کر دیا ہے اسی صورت سے اب تجھے بھی سزا کو پہونچاتا ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ اے خاور سیاہ اس فضول گوئی سے کیا فائدہ جو کچھ کہ تجھ سے ہو سکے کوتاہی نہ کر غرض کہ تمام روز شاہزادگان والا تبار عالیمقدار شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم باہم شمشیر زنی کرتے رہے جب کہ آفتاب غروب ہوا اور ظلمت شب نمایان ہوئی نقابدار سبز پوش دونون صاحبون کو لشکر کفار سے نکال کر اپنے خیمہ مین لیگیا اور بہ اعزاز و اکرام بٹھا کر منھ ہاتھ دھلوائے اور دسترخوان بچھا کے کھانا کھلوا کے شراب پلوائی بعد کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے نقابدار نے خاور سیاہ سے پوچھا کہ اے قاسم لپنے عمو کے بزرگوار بدیع الزمان نامدار سے تو اتنا کیون اُلجھا کرتا ہے جانتا ہے کہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے کیسے کیسے کار نمایان کیے ہین قاسم نے کہا آپنے کونسا کام شجاعت اور تہمتنی کا کیا ہے اور خصوصاً جو باتین ہون وہان اس کشتی گیری کیا اصل و حقیقت کہ وہان تمام شمشیر زنی کا اپنی زبان پر واسطے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے ملک قاسم مین ترک جوشن پوش فضل بن گیا ہو خون آشام ارباب باختری حارث خونریز ضارب خونریز سعید و سعد جنگ نشین وغیرہ کیسے کیسے پہلوان اور سرہنگون کو زبردست و بازو اور بضرب شمشیر اپنا مطیع و فرمانبردار کرکے دائرۂ اسلام مین لایا تو نے فقط ایک مسعود قزاق مراد شاہ کو زیر کرکے بیخود پیدا کیا ہے اور بتلا تو نے کس پہلوان کو زیر کیا کس ملک کو اسلام آباد کیا بس بڑی کرامات تو نے یہ کی کہ یہ شہرہ ہوا پڑا تھا ایک خیمہ قسمتون سے اس قسم سے تجھے ملگیا ہے اسپر گھمنڈ اور اسقدر بلند پروازی کرتا ہے قاسم نے جواب دیا کہ گذشتہ صلواۃ اب سر دست جو شخص کافور بن طیفور زمرد پرست کو مارے وہی بہادر ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا بہت خوب یہ کہکر شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور سمت لشکر کافور بن طیفور روانہ ہوا قاسم بھی تعاقب مین شاہزادہ بدیع الزمان والا شان کے اپنا گھوڑا دوڑا کر چلا جب نقابدار سبز پوش نے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم دونون صاحبون کو جانب لشکر کافور بن طیفور زمرد پرست جاتے دیکھا نقابدار سبز پوش بھی مع اپنی فوج و سپاہ کے سوار ہوکے روانہ ہوا اور ان کا فور بن طیفور جو اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکبار سامنے سے عیار کافور کا دوڑا آیا اور اُسنے بیان کیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان یکہ و تنہا

جو آپ کے نام زد تھی شہنے اپنے قابو مین کرکے رکھا تھا غرض کرونشان کو اس کار جان نثاری کے صلہ اور انعام مین سپہ کے لیے سعی کرکے خداوند سے طرہ پھیری دلوا دیجیے یاقوت شاد جبرئیل دستگاہ بہ شب و شبہ تجھے پیغمبر مرسل کا قائم مقام اور بدو استقلال کرا دیگا لیکن مشورہ کرکے شاہزادہ عالم کو ایک اعلٰے پر جو نذر بحق تین لاکھ سوار کو حکم دیا کہ تم برچھے اور تلوارین کھینچے گردو پیش اسکے ادب سے رہنا اور جو تمنے راہ مین قاسم یا کوئی سخت ہوا تو موت مین سے یا نفیل وغیرہ کوئی سردار اسکے لشکر کا تجاہے تو تم سب اسکا سر کاٹ ڈالنا البتہ اسکے آدہ وہ دم و بیکار ہو یا پکھنا آگے تب تو قید شاہزادہ بدیع الزمان کی مع تین لاکھ سوار نیزہ دار کے روانگی اور قتب میں آپ ورد کہ سوار سے بجلی کل اندیشی کراسپ خوش پشت پر سے نکلے یہ دو بدیع الزمان کی کوئی سردار لیکے پہونچے اور بدیع الزمان کو قید سے چھڑا لیجائے روانہ ہوئیں مرجان تیز رفتار یہ گردش گردون غدر روزاغا بایل و شور دمکر سرو سینہ زنان خاک بر سر افتان و خیزان گریان و نالان سمت چار باغ ملک حرمان دیو کش روانہ ہوا چہنچے تو سنے پد کر مین خدمت شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم جاکے یہ حال بیان کرون پھر اپنے دل مین سوچا کہ قاسم کا احسان ہنوز مناسب نہین وہ ہر بات مین ہمیشہ احسان کا طعنہ شاہزادہ بدیع الزمان کو دیا کرینگے بس یہ سوچکر مرجان تیز رفتار ملکہ گوہر ملک کے پاس سمت چار باغ ملک حرمان دیو کش کے چلا اور جستین کرتا بہ کمال سرعت اور تیز روی چار باغ مین جا کر ملکہ کے پاس پہونچا اور اپنے سر پر دو تین بار مار کہ زار زار تھا سارا حال شاہزادہ باقبال کا اور قاہر بن قہرمان عجمی بیان کیا ملکہ گوہر ملک نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی تو بو جب

شعر

سر سنگ سے اپنا اُسنے مارا	خون سے کیا سبھی سنگ خارا
پتھر سے کہیں جبین جو پھوڑی	اک خون کی آبشار چھوڑی
نالے لئے ہفتم آسمان تک	اُٹھ بیٹھی کہ صبر ہو گیا تنگ
ٹوٹے جو سنگ لاخ ہر بار	تڑپی چپل کے بدن ہوا اب نگار

دلآرام اور پریچہرہ اور حور رخ اور گل اندام اور سمن اندام اور یاسمین اور کیتکی وغیرہ خواصین ملکہ کی سنبھالتی اور سمجھا تی تھین کہ ملکہ عالم اللہ آپ اپنے کو ذرا سنبھالیے اسوقت ہلاک کرنے سے کچھ حاصل نہین ہان کوئی تدبیر کیجیے دعا مانگیے کہ جناب احدیت اپنا فضل و کرم کرے شاہزادہ بدیع الزمان صاحب اقبال مین اکثر ایسے واردات اور سانحے اکثر آئے ہوے ہین مگر انجام بخیر ہوا اتنا بدحواس ہونا اور اپنی جان کھونا لازم نہین بارے اسی ملکہ کو ہوش آیا اور روتے روتے یک مرتبہ خیال آگیا کہ ملک عجم مین ملکہ یاقوت ملک قہرمان عجم کی بیٹی اور قاہر بن قہرمان عجمی کی چھوٹی بہن میری بڑی دولتخواہ اور خیر اندیش بہنون سے زیادہ محبت رکھتی ہو اُس سے کہنا چاہیے شاید اُسکے باعث سے کوئی صورت شاہزادہ عالم کی رہائی کی ہو جائے غرض یہ سوچ کے ایک رقعہ بنام ملکہ یاقوت ملک بدین مضمون کہ اے بہن شاہزادہ بدیع الزمان کو تمھارا بھائی قاہر بن قہرمان عجمی میدان رزم سے بفریب و نامردی گرفتار کرکے لیگیا ہے اور یہ بات تمکو معلوم ہوگی کہ شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ جسکی تصویر پر تم ہزار جان و دل سے قربان و نثار ہو وہ چھوٹا بھائی شاہزادہ بدیع الزمان کا ہے پس اگر تم شاہزادہ بدیع الزمان کو قید سے چھڑا دو گی یا جو کچھ کہ اسوقت بہتر ہو شریک ہوکے احسان کرو گی یہ تمام احسان تمھارا شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ پر ہوگا اور اس احسان کے ذریعہ سے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ تمام عمر تمھارا مطیع اور فرمان بردار رہیگا اور مین تمام عمر تمھاری ممنون اور مشکور ہونگی غرض یہ رقعہ لکھکے مرجان تیز رفتار کو حوالے کیا اور کہدیا کہ اے بھائی مرجان تیز رفتار تم ملک عجم مین جاکے کسی ذریعہ اور وسیلے کسی عیاری اور مکاری کسی گھات سے یہ میرا رقعہ میری بہن ملکہ یاقوت ملک تک پہونچا دینا پھر آگے جو مشیت پروردگار ہو اپنے حتی المقدور مین سعی اور تدبیر مین تو قاصر نہ رہونگی مرجان تیز رفتار حسب الحکم ملکہ گوہر ملک کے وہ رقعہ لیکر سمت عجم روانہ ہوا اور جستین کرتا چوکتا دن تھا کہ مرجان تیز رفتار عیار قاہر بن قہرمان عجمی کے لشکر کے برابر پہونچا اور بہیئت عیاری اپنی صورت تبدیل کرکے لشکر سے ملحق ہو کر اسنے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مطوق اور مسلسل اور اسپے پر پڑا ہوا ہے اور دو جوان نیزہ دار دست راست اور دو جوان نیزہ دار دست چپ نیزے بنا بر شاہزادہ عالم کے پیٹ کے رکھے اور باقی کئی ہزار سوار باشمشیر برہنہ بری علیحدہ

اور ہوشیاری سے گرد و پیش اژدہے کے پرا باندھے چلے آتے ہین اور جسوقت کہ شاہزادۂ عالم بدیع الزمان کو حالت
غش سے اندک ہوش آجاتا ہے اور آنکھ کھول کے دیکھتا ہے کہ مجھے مطوق و مسلسل کر کے اژدہے پر ڈالے لیے جاتے ہین
تو اسوقت زور کر کے ہکا مارتا تھا کہ آدھے آدھے پہیے اژدہے کے زمین مین غرق ہوجاتے تھے اور بارہ جوڑیان ناگوری بیلون
کی کھینچ نہین سکتی تھین شل ہو کر رہجاتی تھین تو تہمتن اور ملازمین قاہر بن قہرمان عجمی کے پھر ٹپی بیہوشی کی دماغ پر شاہزادۂ
بدیع الزمان کے چڑھکے بیہوش کر دیتے تھے اور ایک فیل مست کے جھونڈے پر تیر سا پڑا ہوا پیچھے اژدہے کے
تھا آگے سے تو بارہ جوڑیان بیلون کی زور کر کے اژدہے کو کھینچتی تھین اور پیچھے سے وہ مست ہاتھی مستک اور دانتون
سے اپنے اژدہے کو ریلتا تھا تب بہزار دشواری اور ہزار پریشانی وہ اژدہا صبح سے شام تک کوئی چھ سات کوس چلتا
تھا مرجان تیز رفتار اس شکل سے شاہزادۂ عالم کو مقید جاتے دیکھکر خوب رویا اور اپنا سر پیٹتا شیون و شین کرتا ساتھ ساتھ
قاہر کی فوج و سپاہ کے چلا جاتا تھا بعد طے مراحل اور قطع منازل کے اب قاہر بن قہرمان عجمی مع اپنے پانچ لاکھ
سوارون کے جب قید شاہزادۂ بدیع الزمان کی لیے ہوئے اپنے ملک عجم مین داخل ہوا تو قبل از داخلہ قاہر بن قہرمان
عجمی کے خبر پہنچائی قاہر اور گرفتاری شاہزادۂ بدیع الزمان کی وہان عجم مین مشہور ہوگئی تھی اور قہرمان عجمی نے حکم دیا
تھا کہ بڑے زبردست خداپرست کو کہ دشمن خداوند لقا کا ہے میرا بیٹا جنگ رستمانہ کر کے پکڑے لاتا ہے لازم ہے کہ شہر مین
آئینہ بندی کرو اور تمام چوک اور بازار مین دکانین رنگ آمیزی ہون اور کہ وہ تمام سکان شہر سر راہ آکے مجتمع ہون
اور سیر آمد سواری قاہر بن قہرمان عجمی کی دیکھین چنانچہ حسب الحکم قہرمان عجمی کے تمام شہر مین دھوم پڑی ہے در
چوک اور بازار اور ہر گلی اور کوچے مین نوبتخانے رکھے ہین نوبت بج رہی ہے تمام چوک کی دکانون مین رنگ آمیزی کر کے
چھت پردے تمام زربفت اساوری اطلس کے لگائے ہین دکاندار لال گلابی پگڑیان دھوم دھامی خیمے جو سے
تجاوین انگرکھے پہنے ہے اپنے لڑکون بالون کو پوشاکین تحفہ تحفہ پہنا کے لا کے بیٹھے ہین سر راہ جتنے درخت ہین اُنکو
اطلس بادلے سے منڈھا ہے کنول گلاس روشنی کے لیے لگا دیے ہین چار سوق بازار مین کوسون تک آتشبازی گڑی ہے
سرو چراغان کی تیاری بہت معقول ہوئی ہے خلق اللہ کا ہجوم تماشائیون کی دھوم ہے تمام ملک عجم مین نیمون ڈیرون
مین ناچ ہو رہا ہے جسوقت سواری شاہزادۂ بدیع الزمان کی اندرون چوک پہونچی اسوقت یہ کثرت خلائق اور بلوا
تماشائیون کا تھا کہ آدمی پر آدمی گرا پڑتا تھا بعضون مین گھسے تھے انگون مین منھ ڈالے کاندھون پر سر رکھے لوگ دیکھ
رہے تھے ہزارون درختون پر چڑھے بیٹھے تھے مختصر یہ کہ قاہر بن قہرمان عجمی شاہزادۂ بدیع الزمان کو گرفتار
کر کے نقارہ بجواتا ہوا اپنی درگاہ مین اپنے باپ قہرمان عجمی کے پاس پہنچا اور باپ کو نذر دے کے بہت سا لاف
و گزاف کر کے کہنے لگا کہ یہ وہ شاہزادۂ بدیع الزمان ہے جسنے ہمارا دو لاکھ سوار و پیادے کی چھاؤنی گنجاب کی برباد کردی
اور لکھوکھا لقاپرستون کو تہ تیغ بیدریغ کر کے گنجاب کا ناک مین دم کر رکھا تھا اسکو مین جنگ رستمانہ کر کے پکڑ لایا
ہون اور بحضور خداوند لقا لیجا کے تحفہ پیشکش گزرانونگا بعد اسکے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار جسوقت قہرمان عجمی
کی بارگاہ مین پہونچے تو [illegible] بآواز بلند کہا کہ سلام من در مجلس [illegible] کے بادگار خداے عز و جل
خالق چند و [illegible] ت و دین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ برحق تمام کفار تیرہ روزگار
بارگاہ [illegible] نام خداے کریم کا سنکے اپنے اپنے منھ پھیر لیے اور قہرمان عجمی نے نہایت درہم
و برہم ہو کر [illegible] شاہزادۂ بدیع الزمان اگر میرا بیٹا قاہر بن قہرمان عجمی اسوقت سامی و سفارشی
نہ ہوتا تو [illegible] ابھی تجھے قتل کا حکم دیتا خیر چند روز تیری زندگی اور ہے یہ کہکر حکم دیا کہ اس خداپرست

کو جلد زندانی نے زندان میں لیجا کے بہ غل و زنجیر قید کر دیا اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے رکھو چنانچہ بموجب فرمان قہرمان عجمی کے حکم کے شاہزادہ بدیع الزمان کو زندانخانہ میں لیجا کر قید کیا

اب دو کلمے داستان لطافت بیان مرجان تیز رفتار سے گزارش کیا جاتا ہے

کہ مرجان تیز رفتار بہیئت عیاری مثل برق و باد بسرعت و تیزی کرتا ہوا دیوان شاہی پر قہرمان عجمی کے پہونچا اور آ سنے دیکھا کہ قریب بارہ ہزار سوار زرہ پوش اور چار آئینہ بند بکتر رنگا رنگ کے نیزہ بر دوش جلو خانے میں اکثر گھوڑوں پر سوار اکثر چوکی خانے میں جہاں تہاں چار پائیوں پر پڑے حقہ پی رہے ہیں سیکڑوں زین پوش زمین پر کہلے گھوڑوں کی باگ ڈوریں پکڑے باہم حقہ پیتے اور باتیں کرتے ہیں ایک متصدی قلم دوات لیے ایک بند کاغذ پر نام سب کے وظیفہ وظیفہ پکارتا اور جائزہ لیتا جاتا ہے اور لیجا کے ہزار بارہ سو جب دربان عشک رقاصی یوزباشی لیا دل مردے چوبدار عصا بردار وغیرہ پوشاکیں [illegible] پہنے [illegible] مختوں میں لیے جہاں تہاں اہتمام میں سرگرم کار ہیں ایک طرف نقار نوبت کی لگ رہی ہے [illegible] ہوئی شہنائی نوازی پر بلی کے سر شہنائوں میں نگاسے سماں باندھ رہے ہیں ایک طرف سات سو آٹھ سو سخت [illegible] پر جمے ہوئے چوبی [illegible] ہیں اور ڈیوڑھی پر پردہ پڑا ہے برابر پردے کے ایک کرسی پر محلدار کوئی [illegible] برس چالیس پچاس کا سن و سال اکثر بال سفید سر میں آ گئے ہیں رنگت سرخ و سفید ولایتی [illegible] ایک کرتہ ململ کا گلے میں اور [illegible] گلبدن کا بہت بڑے بڑے پائچوں کا کلیوں [illegible] جوتا [illegible] بھاری پاؤں میں پہنے دوپٹہ چادر کا سر سے ڈھلکا ہوا کندھے پر پڑا [illegible] بڑی تمکنت اور تکلف سے بیٹھی [illegible] مرد ہے [illegible] ایک چوبدار ہیں [illegible] سامنے کھڑے باتیں کر رہے ہیں مرجان تیز رفتار نے نہ تو کسی چوبدار سے کہا نہ مطلق محلدار سے پوچھا بخوف و خطر برابر محلدار کے پہونچ چاہا کہ اندرون محل داخل ہو کہ ناگاہ محلدار کی نگاہ جو مرجان تیز رفتار کی طرف پڑی تو اسنے کہا ہاں ہاں او چھوکرے تو کون ہے اور کہاں بیساختہ مانند شتر بے مہار کے یہاں پردے کے برابر چلا آتا ہے تو کہاں جائیگا اور کہاں سے آتا ہے مرجان تیز رفتار نے کہا میں ملکہ یاقوت ملک کے پاس جاؤنگا اور مجھے پیغمبر زادی ملکہ گوہر ملک نے بھیجا ہے تو مجھے روکنے والی کون ہے محلدار نے کہا چھوکرے شہر شور تو زنانے میں کیا گھسا چلا جائیگا مرجان تیز رفتار نے کہا میں تمہارے منع کرنے اور روکنے سے کیا اب [illegible] یہ کہکے چاہتا تھا کہ پردے کے اندر ڈیوڑھی میں قدم رکھے محلدار اور چوبدار اور مردہوں نے مرجان تیز رفتار کو کشتم کشتا کر کے پکڑ لیا مرجان تیز رفتار عیار نے کہا کہ بھلا او مردار محلدار تو نے مجھے روک کر پکڑ لیا مگر دیکھ اگر ملکہ یاقوت ملک کو خبر ہوگی تو تیری نوکری جاتی رہیگی اسنے تو جان محلدار اپنے جی میں سوچی کہ پیغمبر زادی کا یہ لوکا ہے اور اسکا بھیجا آیا ہے جا کے میں ملکہ یاقوت ملک سے اطلاع کر دوں ذرا وہ بد مزاج بھی ہیں ایسا نہ ہو کہیں اسکی خبر سنکے سچ مچ مجھ سے خفا ہونے لگیں یہ سوچکے محلدار وہاں سے اٹھی اور اندرون محل جا کے ملکہ یاقوت ملک سے ملتمس ہوئی کہ قربانت شوم اسوقت ایک چھوکرا چلبلا سا بیساختہ اندرون محل کے گھسا آتا تھا ہر چند میں ان ان کرتی رہی چوبداروں نے روکنے کا ارادہ کیا مگر وہ نہیں مانتا تھا تب اسے میں نے پکڑوا کے ڈیوڑھی پر بٹھلایا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی نے بھیجا ہے اور مرجان تیز رفتار میرا نام ہے میں ملکہ یاقوت ملک کے پاس جاؤنگا اور تم سب مجھکو روکتے ہو تو میں تم سب کو برطرف کروا دونگا ملکہ یاقوت ملک نے جو نام مرجان تیز رفتار اور ملکہ گوہر ملک کا سنا تو نہایت غیظ اور غضب میں آکر کہنے لگی کہ او قطامہ تجھے کسنے حکم دیا تھا کہ اسے روکا اور اسنے

دھکیل دوں چوبداروں سے کہہ کے پٹوا نا مالزادی تو نہیں جانتی تھی کہ وہ کوکا پیغمبر زادی کا ہے اگر مرجاتا تو وہ نام دیتا
مبتلا کے پیغمبر زادی ملکہ گوہر ملک کا نام لیکر میرے پاس آنے کو کہتا تھا اور تونے برسوں دیکھا ہے کہ وہ مرجان
تیز رفتار بچپن سے پیغمبر زادی کے پاس پلا پرورش پایا کوئی محل میں پیغمبر رسل کے اُس سے چھپتا اور پردہ نہیں
کرتا تھا میرے سامنے وہ آیا گیا میں نے کبھی کسی طرح اُس کمبخت سے پردہ نہیں کیا تھا آج وہ بڑی بد
گھر کا اہتمام کرنے والی ایک محلدار پیدا ہوئی ہے جسنے پیغمبر زادی یعنی ملکہ گوہر ملک کے کوکا کو لونڈی پردہ کا
اور آئے اپنے چاہنے والوں سے طمانچے کھلوائے قید میں بٹھا کے میرے سامنے اپنی [illegible] اور رسوخ
ظاہر کرنے کو آئی ہے محلدار مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگی اور جی میں کہتی ہے خداوند لغا خیر کرے اور اپنے
دونوں ہاتھوں کو رومال سے باندھ کر پاؤں پر ملکہ یاقوت ملک کے گرپڑی اور عرض کرنے لگی کہ اے ملکہ یاقوت
ملک لونڈی کی کیا قدرت اور کیا مجال تھی جو اسکو طمانچے کھلوائی لونڈی نے محض نادانستہ اسکو روکا اور اتنا
اُس سے میں نے کہا کہ بیٹا تو ذرا ٹھہر جا میں ملکہ عالم سے اطلاع کر آؤں اتنا قصور اور جرم تو البتہ لونڈی سے
ہوگیا وامیدوار ہوں کہ ازراہ کنیز پروری حضور معاف فرمادیں اب ایسی خطائے فاش لونڈی سے کبھی سرزد
نہوگی غرض اور دو چار ہمنشینوں اور مقربوں اور ملازموں نے بھی ملکہ یاقوت ملک سے سعی کی اور تقصیر معاف
کرائی اور کہا او محلدار جلدی سے جا کے مرجان تیز رفتار پیغمبر زادی کے کوکا کو بلا لا بارے وہ محلدار پھر باہر آئی
اور مرجان چیرہ دست عیار کی بلائیں لیکر کہنے لگی کہ بیٹا میں تیرے صدقے اور قربان گئی میں نے تجھے پہچانا نہ تھا اسلیے روکا
تھا تو اپنے جی میں کچھ برا نہ مانیو تو بچہ سا پیغمبر زادی کے محل میں کھیلتا پھرتا تھا تجھسے پردہ کون کرتا ہے جا تجھے تو
نے یاد کیا ہے بارے مرجان تیز رفتار اندر محل کے گیا اور آنے دیکھا کہ ایک بارہ دری بہت نایاب بنی ہے اور اُس
بارہ دری کے سامنے ایک سائبان زربفتی کھنچا ہے اور آسکے صحن میں بطور خانہ باغ کے چار طرف گرد ہل اور صندل
اور گلاب کی ٹٹیاں کھڑی ہوئی ہیں اور چمن سے بنے ہیں آئین بیلا البیلا موتیا مدن بان موگرا جوہی سیوتی بالنی کیتکی
گل جوساوبلی [illegible] نواڑی وغیرہ گلہائے خوشبو کے اشجار قطار در قطار بہت خوبصورت سے لگے ہیں اور
کچھ درخت میوے کے جابجا تمام قرینے سے نظر آتے ہیں اور بیچ میں ایک حوض مصفا جسکے پانی سے بادہ پانی
شکل حباب آنکھیں نکال رہے ہیں بہت تکلف سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے لب گردان آسکی عقیق احمر کی بنی ہوئی
اسپر کچھ گلدستے پھولوں کے سجے ہیں اور حوض میں بھی فوارے لگے ہوئے ہیں اور برابر حوض کے تختوں
کے فرش پر شطرنجی چاندنی گستردہ سلما ستارہ اسپر گرا ہوا پڑا ہے اور ایک مسند زربفت کی لگی ہوئی ہے اسپر
ملکہ یاقوت ملک بہ کمال غرور و شان جلوہ فرما ہے اور چپ و راست آسکے قریب چار سو ساڑھے چار سو کے نازنین
جلیسیں محرمیں ہمراز دمساز اور مصاحبیں وغیرہ با ادب بیٹھی ہوئی ہیں مرجان تیز رفتار عیار کوکا ملکہ گوہر ملک کا
اس وقت فرط سرور سے خود رفتہ ہوگیا اور ساری عیاری اور مکاری وفاداری اور طراری اور ہوشیاری اپنی
فراموش کرکے کچھ تامل اندیشی اور اپنے بیگانے کے سن لینے کا خیال نہ کیا بیساختہ دوری سے آداب بجا لا
کرکے باچشم گریان و دل بریان احوال شاہزادہ بدیع الزمان پسر اسیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی اسیری
و دستگیری کا بفریب و نامردی قاہر بن قہرمان ڈمی بیان کرکے کہنے لگا کہ اے ملکہ عالم ہماری پیغمبر زادی ملکہ گوہر
نے زبانی مجھسے چلتے وقت بتاکید تمام کہہ دیا تھا کہ ہماری بہن ملکہ یاقوت ملک سے کہنا کہ تم جسکے نام پر ہزار
ہزار جان و دل سے شیفتہ اور نثار ہو وہ شیر دیر بن حمزہ صاحبقران چھوٹا بھائی شاہزادہ

ہو جب غیرت ہو جاتے ایسی صاحبزادیاں نہیں پیدا ہوتی ہیں غرض اسی گفتگو میں وقت شام کا ہوا اور ملکہ یاقوت
ملک نے دربار برخاست کر کے کہا صاحبو اسوقت مجھے اس چھوکرے کی لعنتوں سے آگ بدن میں لگی ہوئی ہے جی چاہتا ہے کہ
اسکے بدن کی بوٹیاں کاٹ کاٹ کے کھا جاؤں انہوں نے کہا ملکۂ عالم اسنے بہت سا نمک مارا اسکے کہنے سے کیا ہوتا ہے
آفتاب پر خاک نہیں پڑتی ہے آپ کی عفت و عصمت کے زمین و آسمان گواہ ہیں آپ کچھ غصہ نہ فرمائیں جلد اسے جو دولت
ہو نواز دو بہ تفضلات خداوندانہ عفو جرائم کر کے آزاد کر دیجیے اور ملک کچھ سے نکلوا دیجیے وہ جہنم جاوے اور پردہ شہر میں
بھی نہ رہے ملکہ یاقوت ملک نے کہا ہرگز بھی نہ ہوگا کہ میں اسے قید سے چھوڑ دوں خیر اب سب جاؤ صبح ہوتے نہایت
انجمن و خجستہ ہیں مجھ سے کسی بات نہیں کی چاہ لی غرض سب موقوف ہوا [illegible] جماعت ولیاں مجرا کر کے رخصت ہوگئیں آپ
فقط چالیس خواجہ سرا ملکہ یاقوت ملک کی کہ محافظ [illegible] طلب میں دوڑ کی [illegible] ظلمت شب نمایاں ہوئی ملکہ نے خواجوں
سے کہا کہ ارے دروازہ باہر کا بند کر دو اب کوئی آنے اور جانے نہ پائے باقی جسکو جو عرض معروض کرنا ہو وہ کل مجھ سے
عرض معروض کرے گا خواجوں نے حسب الحکم ملکہ یاقوت ملک کے دروازہ محلسرا کا بند کر کے عرض کی کہ حضور لونڈیوں
نے سب کو رخصت کر کے دروازہ بند کر دیا تب ملکہ یاقوت ملک نے پوچھا کہ ارے تم لوگوں نے مرجان کو کچھ کھانا
کھلایا ہے یا نہیں خواجوں نے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ لونڈیوں کی کیا طاقت تھی جو اسکو ہم بے اجازت اور
بدون اطلاع حضور کے کھانا کھلاتے یہ کلام خواجوں کا سنتے ہی خود بے تاب ہو کے اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ اس کوٹھری کے
پاس جا کے دروازہ جو کھولا تو دیکھا مرجان تیز رفتار خاک پر پڑا رو رہا ہے ملکہ یاقوت ملک نے دوڑ کے مرجان کو اپنے
گلے سے لگا لیا اور اپنے دوپٹے کے آنچل سے اسکا منہ پونچھ کے کہا کہ اے مرجان تیز رفتار تو بھی کہے گا کہ میں سچا ہی عیار
کا بیٹا ہوں اور عیار کہلاؤں استغفار توبہ اے نادان تو نے تو وہ بات قیامت کی برپا کر دی تھی کہ میری بھی جان جاتی اور تو
بھی مفت مارا جاتا مگر ذرا اگر یہاں میں بیٹھ ذرا اپنے جی میں سوچ تو سہی کہ یہاں میری محبت میں مرجان کے یہاں کی
یاد آتی ہے یہاں کی بھائی قاہر بن قہرمان زنجی کے یہاں کی طرح ہیں [illegible] قاہر بن قہرمان زنجی کے یہاں کی عورتیں واقع لیا
جیسی ہوتی ہیں بھلا تو اپنے دل میں سمجھ کے معقول ہوا اور اپنے منہ میں [illegible] مارکہ ملکہ گوہر ملک شہزادی سے تو میرے
شاہزادہ بدیع الزمان گردن کشی کی [illegible] اور شب کو عیاروں کو سوار و پیادوں کی چھاونی میں جا کے ستائیس
شبخون مارے اور نستور بن لستار کشتی گیر ایسے پہلوان قدرت کو چیر کے پھینک دیا قاہر بن قہرمان زنجی میرے بھائی
کمان کے تکے کیطرح توڑ ڈالا گیا ہو رخون آشام سپہ سالار فوج گنجاب کو ایک ضرب تیغ میں مع مرکب چار ٹکڑے کیا عارب
خونریز ضارب خونریز ایسے قلعہ داروں کو زیر کر لیا گنجاب کا دم ناک میں ہے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھوں سے
بھاگتا پھرتا ہے پس ملکہ گوہر ملک جو بات کرے مجھے اسے زیب دیتی تھی اور بیچاری باپ بھائی کی قید میں کچھ نہیں
کر سکتی مجھے تو ہی بتلا کہ کیا تدبیر شاہزادہ بدیع الزمان کی تخلیص کی ہو سکے کہ یہاں خزانہ و دیگر چیزیں جو تو کہے میں شہزادہ
کے نام پر نثار کر دینے کو موجود ہوں میرے جسم کی بوٹیاں میری جان اگر شاہزادہ بدیع الزمان کے کام آئے تو زہے
سعادت و افتخار میرا ہے یہ کہکر مرجان تیز رفتار کو کوٹھری سے باہر نکال کے کھانا کھلایا پانی پلایا اور پھر مکرر سے کر کے پوچھا
کہ اے مرجان تیز رفتار بھلا اب تو ہی کوئی تدبیر مجھے بتلا کہ اس طرح سے میں شاہزادہ بدیع الزمان کو قید سے رہائی دلواؤں
مرجان تیز رفتار نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم اگر حضور اس بات پر عمل کریں تو میں عرض کروں ملکہ یاقوت ملک نے جواب
دیا مصرع گر جان بخواہی جان دہم دیگر چہ بخواہی گو مرجان تیز رفتار نے کہا کہ آپ ایک مینچی علیحدہ بتلائیں بعد اسکے جیسا
کہیں آپ سے کرونگا ویسا کیجیے گا ملکہ یاقوت ملک نے کہا جتنی کنجیاں ہیں آئیں ہیں جو تو چاہے وہ لے لے

غرض مرجان تیز رفتار ایک صحنچی میں جا کے بیٹھا اور اُس نے زرعلو ہیوشی آشفتہ تیار کر کے ایک سونے کے تھال میں رکھا اور
ایک روغن عیاری کا ملکے آپ ایک سیاہ ہو کا زنگی کی صورت بنا اور ایک لنگ تماس کا کنارے اُسکے سنہا فنکاری کی اور
بھاری بیچک کی لگی ہوئی پہنے اور ایک پھلکاری کا دوپٹہ اُسپر ایک دودے کی چادر اور ھی پاؤں میں کڑے رانگی اور دیے
کیسا ہی کڑے کو دل کا موم ہو جاے اور ہاتھ پاؤں میں مہندی لگی ہوئی پان کی گلوری کھاے مسی کی دھڑی جمائے ہوا تھا
آدھا ہاتھ گھوٹے آدھا دھانپے وہی تھال طلسے کا لے کر آئے کا جو کہا چراغ جلتا ہو ہاتھ میں پیٹھ چھم چھم کرتی ہنستی ہوئے ملکہ یاقوت
ملک کے سامنے آیا ملکہ یاقوت ملک دیکھکر بھوچک اور متحیر ہوئی اور کہنے لگی اری یہ کیفیت بندی بتا کون ہی تو؟
مرجان تیز رفتار نے آگے بڑھ کے سلام کیا اور کہا کہ حضور بے لونڈی کو نہیں پہچانا ملکہ نے کہا کہ بخدا قسم میں نہیں جانتی تو کون
ہے مرجان نے ہنسکے کہا کہ ملکہ عالم غلام وہی خانہ زاد مرجان تیز رفتار ہے ملکہ یاقوت ملک نے مرجان تیز رفتار کا ہاتھ پکڑ
اور کہا شاباش واہ واہ اے میری جان تو نے تو خوب بہروپ بنایا اب یہ کہ کہ اب تو کیونکر شاہزادہ بدیع الزمان کو قلعہ
سے اور وہاں میں جا کے کوتوالی چبوترے کے زندان خانہ سے نکال لاویگا مرجان تیز رفتار نے کہا ملکہ عالم از فضل الٰہی [illegible]
تو آپ کے اقبال سے میں جا کے ابھی شاہزادہ عالم کو نکالے لاتا ہوں مگر آپ ایک کام کریں جہاں میں آپ کو بٹھا جاؤں
اُسی جا پر مع تمام جلیسوں اور مصاحبوں اور خواصوں کے بیٹھی رہیں اور جب جا لگیں یا دقت کہ میں آؤں کوئی [illegible]
الغرض مرجان تیز رفتار ملکہ یاقوت ملک کو مع اُنکے چالیسوں محرموں ہمرازوں اور خواصوں کے بالاے بام لے گیا اور ایک
مقام پر ملکہ کو بٹھلا کے کمند دیوار پر لگائی اور چادر عیاری سر سے باندھ اور جھٹکے کمند کے زیر دیوار اُتر گیا اور پھر چادر کو
گرتا کے کسوت عیاری میں رکھ لیا اور وہی لباس سیاہ ہو کا زنگیوں کا پہن تھال اپنے ہاتھ کا اُسیطرح لیکر چراغ آنے کا بنا ہوا
روغن کے چھم چھم کرتا سر بازار سمت چبوترہ کوتوالی کے روانہ ہوا جب قریب چوک کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ صرافہ بزازہ چاندنی
چوک اردو بازار چبوترہ بازار وغیرہ سب بند ہو چکا ہے دکانوں میں تختہ بندی ہو گئی ہے اکثر دکانوں میں ایک ایک شہدا لنگا
کمل اوڑھے بالوں میں تیز اسرے پاؤں تک پیٹے پڑا سوتا ہے باقی تمام بازار کی دکانیں بند ہیں سناٹا معلوم ہوتا ہے یا کہیں کہیں
شیرینی فروش کی دکانیں دیکھا کہ ایک دو دکانیں شیرینی فروش کھوٹی لکڑی کی کھٹی میں سے نکال کے پیالہ یا قلفی کے
[illegible] سے بھارہے ہیں کہیں کوئی خوانچہ والا خلیفہ پر ایک ٹھیکرا رکھے پکارتا چلا جاتا ہے کہیں دو ایک راہ گیر کوئی دیسی [illegible]
سے چوکی پہرے پر سے کوئی کہیں بترتیب شادی مچی گیا ہے کہیں دو چار نوجوان کسی بات یا کسی ناچ گانے کی صحبت سے
پھرے ہوے گھر کو جانے میں غل مچاتے گئے کہیں سر چوک دکانوں کے چبوتروں پر بالاخانہ پر کمرے اور برآمدے میں دالانوں
صحنچیوں میں دیکھا کہ نائکائیں بیٹھکوں پر بیٹھی ہوئی اپنی چھوکریوں کو تعلیم دلوا رہی ہیں چھم چھم کی آواز بلند ہے کوئی
نازنین پری طلعت مہندی ہاتھ پاؤں میں لگائے اکیلی بیٹھی ہے کوئی ٹپہ گا رہی ہے کوئی شوخ و شنگ کسی برآمدے میں
پلنگ پر بیٹھی ستار بجا رہی ہے اگر عاشقوں [illegible] کسی برآمدے کے تلے کھڑا ہو [illegible]

یہ اشعار پڑھتا ہے اشعار	دل گذشتہ تماشہ ہو مبتلاے تو
ہے جب ستم فتادہ بگرد سر سے تو	لب سب [illegible]
ہم دورتر [illegible] سے تو	او بولے جبکہ شور و غلغلہ سے تو
جاناں نہ آئی [illegible] جو بیٹھا تو	کوئی کسی محل کے نیچے کھڑا ہے تو

پڑھتا چلا جاتا ہے شعر بستر گل پر ہم اپنے شوق سے سوئے تھے [illegible] غرض یہ کیفیت نصف شب
کی مرجان عیار دیکھتا ہوا سرعت بازار میں دیکھتا ہوا قریب چبوترہ کوتوالی کے پہونچا تو دور سے مرجان نے دیکھا کہ چبوترہ کوتوالی
کے سامنے ایک مکان اُسکے مقابلے میں بنا ہے اسکے نیچے چالیس پچاس کالے کالے گھڑیوں کالے کالے [illegible]
کالے دوپٹے زرد دسی میں رنگے ہوے پاجامے پاؤں میں پہنے ہوے قبہ دار سپہیں مغلی تلواریں حمائل [illegible]

ہاتھوں میں پکڑے بعضے برچھیاں آگے گاڑے ہوئے ایک آدھے تھے میں ڈنڈے لگوا کے بطور تپائی کے بنایا ہوا اسپر بیٹھے دائرا اور چنگ بجا بجا کے گا رہے ہیں اور انکا افسر ایک جمعدار جسکا نام باز خان تھا سر پر پیچ باندھے اور قیمتی کا انگرکھا پہنے کمر باندھی ہوئی جس میں دو تین طپنچے بیچ کئی سے جھکتا ہوا کندھے پر پٹہ پڑا ہوا اور چھینٹ کا پاجامہ پاؤں میں پہنے کوتہ عنابی کناری کے جوتے میں کسی ہوئی بانات کی کفش جسکی نوک کے پاؤں میں کانوں میں سر کے بل دیے ہوئے خوشبودار تیل پڑا ہوا کلہ بڑی کر کے مونچھیں چڑھائے اور بار بار مونچھ پر تاؤ دیے ہوئے ایک تلوار جڑی ہوئی کسی میان کی ہاتھ میں لیے تپائی سے ایک مونڈھے پر تنہا ایک کورے مدارئیے میں خوشبودار تمباکو بھرے پی رہا ہے اور آگے کچھ لیمان تازی کی رکھی ہوئی ہیں پیادے اور جمعدار تاڑی پی رہے ہیں مرجان تیز رفتار ساہوکار بچی کی صورت بنا ہوا چند قدم اور آگے بڑھا تو جس جگہ پیادے کی نگاہ جو مرجان کی طرف جا پڑی تو بے ساختہ پکار یہ شعر پڑھا + اٹھا شور اور غوغا ڈھونڈھو ہو کے کا گھر ہے عاشقوں کا یہی گھر + اسی بستی میں کے تھے جگر جو تھا داغ اٹھا گئے + اور ساتھ ہی آواز کے اور بھی پیادے مع جمعدار بیٹھے تھے سب کے سب چاروں طرف سے آوازے کسنے لگے شعر اور کثرت کے چلے جا شعر دو چار ڈالے ہم کون چلے ہو بھلا او میاں جانے والے + کسی نے شعر عاشقانہ کے یہ شعر پڑھا شعر گزرتے کبھی تو ہو ادھر پاس بھی آ تو + او جانے والے خدا ہے بھلا تو لیتے جاؤ + کوئی آہ سرد دل سے کھینچکر پکارا شعر اور جی ان اٹھا کے جانے والے + ہمکو بھی خاک سے اٹھاتے جاؤ + دو چار کف افسوس ملتے ہوئے کھڑے ہوئے یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار ان چوڑیوں کی کھنک سے ہی کہنا دو دستی + کمالی دل مجروح نے تلوار دو دستی + رسوائی عاشق سے تو واقف نہوا اور + یاں پنچ کشی نالی سر بازار دو دستی + مرجان تیز رفتار لطف و عجائبات آمیز آوازے اور طعن آن پیادوں کے سنکے ایک مقام پر ٹھٹھک گیا اور کہنے لگا کیا غضب ہے یہ تو وہی مثل سچ ہوئی مصرع چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی + جب کوتوالی چبوترے میں یہ بدعت و رفسانہ ہوں کہ کسی بھلے آدمی کی بہو بیٹی راہ نہ چلنے پاوے کہیں شادی بیاہ برادری میں آنے جانے کو شہدے شکستوں کے مارے راہ نہ ملے تو پھر ادہریں تو دیکھنا ہو وہ تعجب ہے یہ گفتگو مرجان تیز رفتار کی جو سنی تو وہ جمعدار سب پیادوں سے ہاں ہاں کر کے کہنے لگا کہ ارے صاحبو تمکو شاید نشہ تاڑی کا سوا ہو گیا جو تم ہر کسی شریف کی بہو بیٹی کو دیکھکر آوازے کستے ہو خبردار اب ایسی حرکت نہ کرنا یہ کون موقع ہے تمہارے مارے سیکی ماں بہن جورو بیٹی راہ نہ چلنے پاوے اور یہ کہکے مرجان تیز رفتار سے کہنے لگا کہ نیکبخت تو چلی آ کیا مجال ہے اور کیا طاقت کسی کی جو چھیڑ کوئی آوازہ پھینکے مرجان تیز رفتار یہ کلام جمعدار کا سنکے اور آگے جا کے جمعدار کے پاس ٹھہر گیا جمعدار حسن و سال اور حسن و جمال اور وضع چست و چالاک اور پوشاک اور ناز و کرشمہ غمزہ و انداز شوخی و دلبری اسکی دیکھکر مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا اور حالت اضطراب میں نہایت بیتاب اور پریشان ہو کے کہنے لگا او صاحب ارے کوئی کرسی دیکھو تو کوتوال صاحب کے اوس خفتہ نشین میں رکھی ہوئی ہے اسکو ذرا اٹھا لاؤ پیادہ مارے خوشی کے جلدی سے جا کے کرسی لے آیا جمعدار نے مرجان سے کہا کہ جی بی بی صاحب تم بیٹھ جاؤ اور اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور اسوقت آدھی رات گذر چکی ہے آپ کہاں سے آئی ہیں اور کہاں جاتی ہیں مرجان تیز رفتار نے بہزار شوخی و ناز بطرز دلبرانہ اور بانداز معشوقانہ دزدیدہ نگاہی سے جمعدار کی طرف دیکھکر کہا جمعدار صاحب ماجرا یہ ہے کہ فلاں سیٹھ ساہوکار جو تم نے سنا ہو میں اسکی بیٹی ہوں اور فلاں محلے میں رہتی ہوں اور مجھ سے ہمارے میاں سے جھگڑا اور صرف ذرا سی بات پر ہے تم کو بھلا کیا معلوم ہوگا مگر ہمارے یہاں یہ رسم ہے کہ بیٹی بیٹے کی شادی چھوٹی عمر میں کر دیتے ہیں چنانچہ جب میری شادی ہوئی تو مجھے خوب یاد ہے کہ آٹھ برس کی عمر میری تھی نو ان برس ماں کے پیٹ سے لائے میری شادی کر دی تھی خبر میں تو سوائے کھیلنے کودنے کے اور کسی بات سے واقف نہیں تھی کچھ

خاوند کے گئے ہیں اور دنیاداری کیسی ہوتی ہے میری پیٹھ اور پیٹ دونوں برابر تھے نہانے اور دھونے تک سے کوئی واقف
نہ تھی اور جنکے ساتھ میرا بیاہ ہوا اُنکا یہ حال تھا کہ شیخی جوانی دو چار کے تو اپنا مطلب ڈھونڈھتے آئے سو بیان
کیا تھا جب مجھ سے اُنکا مطلب نہ نکلا تو وہ بہت سا منہ بگاڑ کے ذلیل خفیف ہوکے اُسی وقت اُٹھے پانوں پھرے
ہوئے اور صبح کو وہ غصے میں بھرے ہوئے دکن کو چلے گئے میں جو تھی سے دن اپنے ماں باپوں کے یہاں آئی پھر اپنے
کھیل کود میں مشغول ہو گئی جب سے مجھے تمیز ہوئی اور میں سنبھلی تو میں نے سب کیا کہوں محلے والیاں میری ہمجولیوں نے اپنے
خاوندوں سے اختلاط پیار کی باتیں کہیں مجھے اُنکے سننے سے صدمہ ہوا اور دل ہی دل میں گھٹ گھٹ کے رہتی آخر تو یہ بات تک
پہونچی کہ کوئی سادھو مہاں جوشی نجومی پنڈت کوئی اپنے شہر کے مجھ سے نہیں بچے جسکے پاس میں نے غرض لیکے نہیں گئی اُن سب سے
پوچھا کہ وہ دکن سے کب تک آوینگے اُنسے اپنی کتاب دیکھ کر یہی مجھے جواب دیا کہ تیرا خاوند تو وہاں سے .. بہت ..
پھنسا ہوا ہے ابھی نہیں آنے کا پھر میں نے کہا ہوں میں جیسے باندھے ہیں نانی کو ایسا کوئی منتر کوئی تعویذ نہیں کوئی نہ لگا
باقی نہیں جو رستی جہاں جہاں جاکے میں نے منت دربار ن تیرتھ ماتی مگر دو برس پورے گذر گئے کہ وہ میرا خاوند دکن سے نہیں آیا
نہ پھر آنا تھا پھر کل کی بات ہے کہ ایک بھولی میری مجھ سے کہنے لگی کہ بس ایک بات میں نے جیتی چند دن تم کر دیکھو کہیں نہیں
فرق رہی پھر نہ ہوگا اور آج ہی تمہارا خاوند اگر اُسکو پسند یہ بیٹھا ہوگا تو وہاں سے ابھی اُٹھ کے چلا آویگا اور تم سے
ملیگا میں نے کہا بہن میں تو تیری لونڈی ہو جاؤں جو تو کوئی ایسی بات مجھے بتلا دے کہ جسکے کرنے سے میرا خاوند مجھ
سے آن کے ملے اُسنے کہا بس تم آج نہا دھو کے یہ منت مانو کہ یا خداوند تعالیٰ اپنی خدائی کا اگر تو آج میرے خاوند
کو دکن سے یہاں لاکے مجھے ملوا دے تو سو سیر کا زردہ پلاؤ بہت تکلف سے تیار کر کے جو کوئی ایسا ہی بڑا خونی زبردست بندہ
قیدی ہوگا اُسے جاکے کھلاؤنگی اور ایک سو اکیس اشرفیاں جو وہاں کا جا دار ہو یا مالک ہو غرض جو کوئی ہوا اُسکی
نذر کرونگی پھر دیکھو خداوند کی قدرت کا تماشا کہ کل ہی شام تک یہ مراد تمہاری برآوے تمہارا خاوند دکن سے آکے تم سے
ملے تو جو چاہو سو مجھے کہنا میں تو اِس بات کی تلاش ہی میں رہتی تھی اُس اپنی گیان بھولی کی زبانی یہ بات سُنکے
اُسی دم نہائی دھوئی کپڑے بدلے اور کپڑے بدل کے پاک صاف ہوکے میں نے سو جسے اُسنے بتلایا تھا اسیطرح
منت مانی کہ یا خداوند تعالیٰ اگر میرا خاوند دکن سے آج آکے مجھ سے ملے تو میں جو کوئی بہت بڑا زبردست محض جو یہاں
خانہ جنگ ہو جنے ہزاروں خون کیے ہونگے پیلے زردہ پلاؤ تیری نذر کا لاکے اُس بندہ کو کھلاؤنگی اور ایک سو اکیس
اشرفی جو اُس بندی خانے کا مالک یا جا دار ہوگا اُسے نذر کرونگی تب اپنے خاوند کے پاس جاؤنگی اور اُسکے ساتھ ہم بستر
ہونگی بارہ یہی جو تمہارا ہمیں مجھ سے کیا کہوں مدتیں ہو جاؤں خداوند تعالیٰ کی قدرت کے میں یہ منت اور دعا مانگ کے
نہیں اُٹھی اور کپڑے بھی بدل کے چلی رستے میں کہانے کو کہ ایک مرتبہ دروازہ پر غل ہوا میں نے پوچھا کہ یہ باہر غل کیسا ہے سبھوں نے
کہا کہ تمہارے خاوند دکن سے کمائی کر کے آئے ہیں گھر تک دھمک ہوئے .. ابھی میں کسی سے کچھ بات کرنے نہیں
پائی کہ دیکھتی کیا ہوں کہ سامنے دروازے میں سے وہ گھستے چلے آتے ہیں اور آتے ہی دم بھر مجھے گلے لپٹنے میں لگے الگ ہو کے
اُسے کہا کہ میں دو برس تک .. کو میری یاد آئی جو .. بے خداوند تعالیٰ نے میری دعا قبول کی اور تم کو وہاں سے مجھ تک پہونچایا
تو تم خود دیکھو دنیاداری مجھ سے کرتے ہو شعر اپنی ہی غرض کے سب میں یار ہے کیا کہوں تجھ کو خدا کی سنوار ہے تو وہ مشغل
تمہاری ہے جب آنکھ ہوئی دو چار تبھی میں نے پیار .. پھر یہ بات سُنکے کچھ اپنا عذر کرنے لگے تب میں نے کہا قسم ہے
مجھے خداوند تعالیٰ کی تم چاہو بُرا مانو یا بھلا جو تم ابھی مجھے ہاتھ لگاتا مانا پہلے میں نے خداوند تعالیٰ کی جو منت
مانی ہے وہ ہتر جاؤ آپ جاکے کسی قیدی کو کھلاؤں اور وہ ایک سو اشرفی وہاں کے مالک کو دے آؤں تب پھر تمہارا

میرا خیال کرنا میں تمہارا مال ہوں کوئی نوکر لگی نہیں کوئی بازاری تیشتالی کی رنڈی نہیں ہوں تم اتنی جلدی نذر جان تم نے تین برس صبر کیا ہی اور کوئی دن صبر کیے بیٹھے رہو کھانا کھاؤ پانی پیو میں بھی دو ترحلوہ پکا کے کسی بند ہوے کو کھلانے لی ہوں غرض جوں توں کرکے میں نے اسکو ٹالا اور اسی وقت میں نے یہ ترحلوہ بنایا ایک سو اکیس اشرفیاں صندوقچے میں سے نکال کے یہاں تک آئی ہوں اب نہیں معلوم کہ یہاں کا داروغہ مالک مجاور کون ہی اور دیکھنا چاہیے کہ کوئی ایسا زبردست بزرگ خونی بند ہوا یہاں بندیخانہ میں ہی یا نہیں پر جمعدار نے جلدی سے کہا ای صاحب یہاں کا مالک میں ہوں جمعدار ہی کے پانچ روپیہ ماہ میں پاتا ہوں اور یہ سب جتنے بیٹھے ہیں تین تین روپیہ کیجیے ساتھ کے پیادے ہیں مجھے یہ اختیار ہی کہ جسے چاہوں یہاں سے بدلی کرا دوں یا موقوف کرا دوں اور سب طرح کا مجھے اختیار ہی اور بند ہوا تو میں تمکو ایسا بتلا دوں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی کسی نے ایسا زبردست شخص سرہنگ و ننگ خانہ جنگ خونی بند ہوا نہیں دیکھا ہو وہ جانتی کہا ہی پھر بتلاؤ سے سوا کیونکر کھلاؤں وہ کہیں مجھے مار نہ ڈالے جمعدار نے کہا ای جان من ذرہ (؟) اسکی کیا قدرت وہ تو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہل نہیں سکتا لیجیے کنجیاں بندیخانے کی ملکہ گوہر جان کے حوالہ کردیں پھر جان تیز رفتار نے کہا جمعدار صاحب میں تو اکیلی بندیخانے میں جاتے ڈرتی ہوں تم بھی ساتھ چلو جمعدار نے کہا کہ بی بی تم سمجھتی نہیں پہر طلبی رات کے وقت تمہارے ساتھ تنہا اندر جانا مناسب نہیں یہ سب میرے ساتھ کے پیادے ہوا فروش ہیں مجھ پر ناحق کی تہمت کرینگے کل صبح کیجے کو نواب صاحب کے سامنے روبکاری کرانا پڑیگی اس سے مصلحت یہی بہتر ہی کہ اب تم سے جیسے ملاقات ہوئی ہی تم چپکے لیے اسکی یہ کنجی ہے پہلا قفل اور یہ کنجی ہے دوسرا تیسرا غرض ساتوں قفل کھول کے اندر جانا وہاں اور کوئی بند ہوا نہیں ہی اکیلا قیدی طوق و زنجیر و سلاسل بیٹھا ہوگا اور ایک طرف چراغ میں بہت بڑا پلیتہ روشن ہی تم بیخوف و خطر تھال ترحلوے کا اسکے سامنے رکھ دینا وہ ناشتا جتنا اس سے کھایا جائیگا کھالے گا پانی کے مٹکے باہر رکھے ہیں پانی مانگے پانی پلا دینا اور پھر اسی طرح سے سب قفل بند کرتی چلی آنا گوہر جان تیز رفتار نے کہا وہ ایک سو اکیس اشرفیاں پھر سوا ہے تمہارے اور میں کیسے دوں جمعدار نے ہنس کے کہا کہ اوہ صاحب بے ناحق ہی کوئی چیز ٹالتا ہی وہ تو میں پہلے تجھ سے لے لونگا گوہر جان نے ایک سو اکیس اشرفیاں زرطلائے ناب کی تو رومال سے نکال کے گن کے جمعدار کے حوالے کر دیں اور حکم کرکے جھٹ پٹ اسی کنجی سے پہلا دروازہ زندان خانے کا کھولا دوسرا تیسرا غرض ساتوں دروازوں کے اندر پہونچا تو اسنے دیکھا کہ شاہزادہ وحشی اختیار (؟) بدیع الزمان گرفتار شکنجہ طوق و زنجیر و سلاسل بیٹھا ہوا تصور میں ملکہ گوہر ملک کے با دیدۂ گریان باجمدۂ افغان بہ آہنگ حسب حال پڑھ رہا ہے مخمس

حسرت بھری دیدہ ہی کی کوے جانان کی طرف | تابوت آخر جائیگا گور غریبان کی طرف | اکتاہو تو ای نالہ پھر جا کر گلستان کی طرف

جاتا ہو تیرا اگر صبا اس آفت جان کی طرف | لیجو خدا کے واسطے آ میرے زندان کی طرف

صحرا نورد دل کبھی لیلیٰ کی زلف سے عجب | زنجیروں کی ایذا سہیں طور آئین ہیں کے بے | ممنون بیابان ہوئے سہیں غربت زدے

لیلیٰ فرہادی میں بھی جس وقت کو مجھ سے | تابوت مجنوں لے چلے گور غریبان کی طرف

ایک مرتبہ چوکھٹ چراغ جو روشن ہے گوہر جان تیز رفتار اندرون زندان خانے کے پہونچی تو شاہزادہ عالم نے ایک عورت نہایت حسینہ و جمیلہ سا ہو کا زیبی کو نظر کرشمہ و ناز اپنی طرف آتے دیکھا اپنے جی میں کہا کہ اسوقت آدھی رات جا چلی ہی اے پروردگار عالم یہ عورت نازنین حسین کون ہی اور کیونکر یہاں تک آنے پائی ناگاہ گوہر جان تیز رفتار نے برابر جا کے وہ تھال ترحلوے کا آگے رکھ دیا اور کہا ای شہریار مصرعہ بہتر نگر بہتر نگر شاید کہ بشناسی مرا + شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای نیکبخت میں نے تو تجھے مطلق نہیں پہچانا کہ تو کون ہی شعر نام اپنا بتا کہ تا یقین ہو + دل خلش سے وا مدد کہیں ہو + گوہر جان تیز رفتار نے کہا ای شہریار میں غلام جان نثار مشہور یہاں غبار ہوں ملکہ گوہر ملک آپکی دو منافقت و صدمہ سوز ہجر

سے جاتا ہے اب میں اُنھوں نے مجھے آپ کی خبر گیری واسطے بھیجا ہے اور میں ایک عیاری کر کے یہاں تک پہونچا ہوں اے حضور
پہلے یہ شربت کو نوش فرمائیں تاکہ آپ میں بات کرنے کی طاقت ہو چنانچہ شاہزادہ عالی تبار کو دو گھونٹ پلا کے
مرجان نے دو سوہان اپنے پاس سے نکالے اور ایک سوہان سے کیلیں تمام بیڑیوں اور ہتکڑیوں اور طوق کی کاٹ دیں بعد اسکے کہا اب
حضور آہستہ آہستہ جو باقی دو ایک کیلیں رہ گئی ہیں آپ سب کو کاٹ کے مجھے قیدخانے میں باہر جا کے حضور کو آواز دوں اُسی وقت
آپ زندان خانے سے باہر نکل آئیں شاہزادہ عالی مقام نے کہا کہ اے مرجان میرے ہتھیار اس زندان خانے کے برابر ایک کوٹھری کے
اسمیں رکھوا دیے ہیں کسی صورت سے وہ کوٹھری کھول کے میرے ہتھیار لا دے مرجان تیز رفتار نے کہا بسم اللہ غلام ابھی لایا یہ کہکے
مرجان اس کوٹھری کا قفل توڑ کے تیغہ خود و جوشن و بند و سپر شاہزادہ نامور کی نکال لایا اور جھٹ پٹ شاہزادہ بدیع الزمان
کو دے کر باہر زندان خانے کے نکلا جمعدار زندان [illegible] قرار تخت میں بیٹھا تھا مرجان کو دیکھتے ہی پکارا آئیے آئیے خوب
مرجان تیز رفتار بہت سا انکار اور نمسکار کر کے ناچار چپکے [illegible] کی صورت بنا کے اس کرسی پر بیٹھ گیا وہاں تو
تاڑی چل رہی تھی سب پیادوں نے کہا کہ تاڑی کا شغل کیجیے دو ایک پیالے نوش فرمائیے مرجان تیز رفتار نے
تیوری چڑھا کے کہا کہ یہ تاڑی میں تو ایک بھبک ایسی آتی ہے کہ مجھے استفراغ ہونے لگتا ہے میں تو کبھی نہ پیونگا ہاں
ہاں اگر شراب ہوتی تو کیا مضائقہ دو ایک پیالے ضرور پیتے جمعدار نے جلدی سے کہا کہ اے یار جلدی سے اُٹھو اور وہ جو
کل گنگا رام کے گھر سے آبکاری کے پیادے دو ہرکارے بابت علت شراب فروشی کے لائے ہیں شیشے و بوتلیں
بوتلیں گلابیاں تحفہ تحفہ شراب کی سب شیشے کے اور رنگین ہیں جا کے اُٹھا لاؤ وہ پیادے خود ہزار جان و دل سے
شیفتہ و فریفتہ مرجان تیز رفتار کو سا ہو کار سمجھے ہوئے تھے ایکبار سب کے سب دوڑے اور کوئی تیس چالیس شیشے
بوتلیں اور کئی گلابیاں خاصہ سارے ہیوں شراب کی اُٹھا لائے اور جمعدار صاحب کے سامنے رکھ دیں جمعدار صاحب نے کہا دیکھا صاحب
اسمیں سے جو شراب تم کو پسند ہو پیو مرجان تیز رفتار نے کہا آپ کی مہربانی اور کرم ہے حال پر اچھا جمعدار صاحب تمہاری خاطر
سے مجھے منظور اور ضرور کہ تاڑی سے ناک اور سخت آزردہ ہوں لیکن جھٹ پٹ گلابیاں اٹھنے لگے اور بوتلیں کی ٹھکا ٹھکا کے شراب
کو دیکھنا شروع کیا اور اُس [illegible] ایک گلابی اپنے ہاتھوں میں اٹھا لی اسمیں جمعدار سے کہنے لگا
کہ قربانت شوم بے محابا عرض کرتا ہوں مصرعہ جان دیتا ہوں تم پہ [illegible] مرجان نے جواب دیا شعر جو کہتے ہیں شعر سے
وہ کرتے نہیں جیتے جی تو دکھا دیتے ہیں جینے والے جمعدار تو سچ کہتا ہے تیری شادی تو ہو گئی ہو گی جمعدار نے جلدی سے کہا کہ
مجھے قسم ہے خداوند تعالیٰ کی میری شادی ابھی نہیں ہوئی مرجان نے کہا جمعدار ہم سچ سچ کہہ دیتے ہیں کہ جہاں ہم رہتے ہیں
وہ ہرا بھرا چوک ہے وہ آگے میرے معمول تھا اجلاس میں چار گھڑی دن باقی رہا میں آگے اپنے بازار میں چلتا تھا دُکان کے بیٹھی
سبز بازار کی [illegible] جب میں نے دیکھا تیرے لیے یہاں وہ ایک وہ روز مارے جاتے ہیں خون ناحق میرے گردن
پر ہوتا ہے میں نے وہاں کا بیٹھنا موقوف کر دیا اور تھا ابھی جائے تو کبھی وہ میں گھڑی دن رہے جہاں مرا قبر ہے اور ایک
حلوائی کی دُکان اور برابر چلے دو میں تنبولی کی دُکانیں ہیں وہیں اور جہاں ایک وہیں کسی دُکان میں بیٹھا
کرو ہم برابر آئے موقع اور گمان [illegible] نہیں ہی کر جایا کرتے ورنہ ہم تمکو دیکھ لیں تم ہمکو دیکھ لیا کرنا یہ
باتیں کر کے ایک پیالہ اُس گلابی میں سے بھر کے اپنے منہ سے لگایا اور جھوٹ موٹ پی کے کہا کہ اُف بیا شراب ہے کہ ایک
گھونٹ کے پیتے ہی مجھے نشہ ہو گیا اور چاہا کہ وہ پیالہ شراب کا پھینک دے جمعدار نے کہا کہ اُس [illegible] عنایت کیجیے
مرجان نے کہا حاشا میں اپنی جھوٹی شراب کسی کو نہیں دیتا جمعدار منت کرنے لگا کہ واسطے اپنے دین و ایمان کے پیالہ
حلق تک کیجیے آخر تم یہ شراب پینے کے دیتی [illegible] کو جو سکر دما سے بہزار جد و کد مرجان نے وہ پیالہ شراب کا جمعدار

کو دیا جمعدار بے ساختہ منہ سے لگا کے دو پیالہ غٹ غٹ پی گیا پینے کے ساتھ ہی جہیں تک آئی اور زبان میں لکنت معلوم ہونے لگی
مرجان نے دوسرا پیالہ لبریز کر کے پھر اسکے منہ سے لگا کے کہا جمعدار اسے بھی پی لے جمعدار کے منہ سے بات تو نکلتی نہ تھی
اشارے سے کہنے لگا کہ بس اب نہ پیونگا مرجان نے جھنجھلا کے کہا کہ استغفار تو جمعدار نہیں معلوم ہوتا کیسا اشراف زادہ ہی کہ میں
اپنی جھولی شراب تجھے پلاتی ہوں اور تو انکار کرتا ہی عجیب ہی کہ شعر [illegible] آب حیات [illegible] قدر جلوہ
بات [illegible] جمعدار [illegible] ہاتھ سے پھینک دے جمعدار [illegible] گر پڑا اور سمجھے کہ معشوق
خفا ہوا جاتا ہی چاہتا تھا کہ [illegible] وہ پیالہ مرجان کے ہاتھ سے لے کر ساغر کھینچنے لگا اور چاروں شانے چت گر پڑا اور
پیادے جتنے بیٹھے تھے سب ہنس ہنس کے کہنے لگے کہ ای صاحب جمعدار قوم کا کنجر اسکی ماں [illegible] میں قہر ان کجھی کے یہ تو تھی
اسکی سفارش ہے یہ جمعداری کا عہدہ اسے مل گیا ہی مرجان نے جدھر جس پیادے سے آنکھ ملا کر بات کی اسنے جانا کہ یہ
سا ہو کا ہی مجھی کو چاہتی اور بہت پیار کرتی ہی غرض بعد جمعدار کے بیہوش ہو جانے کے مرجان تیز رفتار نے کشتی د
پیالا لی جھٹ پٹ ان پیادوں کو شراب پلانا شروع کی اور سب کو بیہوشی سرایت کر گئی اور سب اٹھ اٹھ کے اور چکر کھا کے
چار طرف گرے اور مرجان نے خنجر کھینچ کھینچ کے ایک ایک کو ذبح کرنا شروع کیا جمعدار اور چالیسوں پیادے نا مہربان
کے ذبح کیے تڑپے تڑپ گئے تھے اور اسی حالت نزع میں جمعدار کو کہتے تھے

کوئی گھوٹی میں ورے قتل کی آئی صفیر | سنبھلے تا نسی و مستی سنبھلنے شاہ و وزیر | قضا نے [illegible] آنکھیے سب منبر و کبیر
پیادہ ہو کوئی قتل زار کر بیان [illegible] | اور [illegible] کو [illegible] واسطہ ہوا

کوئی کسی طرف پڑا ہوا بکتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا شعر مرنا تو مسلّم ہی ارمان نکل جائے [illegible] مرجان
غرض اسی طور پر کوئی حالت سکرات میں کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا مرجان تیز رفتار نے سب کو [illegible] خنجر تیز [illegible] سے پانی کر کے
داخل جہنم کیا اور دروازہ [illegible] شہریار عالی وقار [illegible] مرجان تیز رفتار کی آواز کے
شاہزادہ والا تبار بدیع الزمان نامدار اس زندان خانے سے باہر نکلا اور [illegible] دیکھا شعر کہ [illegible] خون میں [illegible]
[illegible] شاہزادہ عالم نے پوچھا کہ ای مرجان یہ کیا ماجرا ہی مرجان تیز رفتار نے عرض کی کہ ای
شہریار یہ سب میرے عاشقوں میں تھے سو میں نے اپنا ناز معشوقانہ دکھایا ہی اب حضور توقف نہ کریں جلد قدم اٹھائیے یہاں سے
ملکہ یاقوت ملک تک پہونچ جائیں تو بہتر ہی چنانچہ شاہزادہ بدیع الزمان اور مرجان عیار دونوں بخوبی تمام باطمینان
ما لا کلام زیر ایوان ملکہ یاقوت ملک کے پہونچے مرجان نے سر کمند کا بلایا وہاں ملکہ یاقوت ملک تو منتظر کھڑی
رہتی تھی اور مرجان تیز رفتار کے انتظار میں تاب [illegible] ملکہ سی خوبی کی نہیں [illegible] جو نہیں کمند [illegible] دیکھی
سبھوں نے ہاتھوں ہاتھ کمند کو پکڑ کر کھینچ لیا شاہزادہ عالم اور مرجان دونوں کمند کو پکڑ کے اندر محل
اتر گئے ملکہ یاقوت ملک نے جھک کر شاہزادہ بدیع الزمان کو مجرا کیا آپ نے آفرین و تحسین [illegible] ملکہ کی
[illegible] کی اور بہت [illegible] تسلی اور تشفی کی بعد اسکے ملکہ یاقوت ملک نے عرض کی کہ ای شہریار اب جو حکم [illegible]
ہو [illegible] بجان و دل حاضر ہوں شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای ملکہ ہمارا رہنا تو تمہارے مکان میں [illegible] صورت
سے صلاح نہیں [illegible] منظور یہ ہی کہ اگر کوئی گھوڑا تیز رفتار تمہارے اصطبل سے ملجائے تو ہم سوار ہو کے چار باغ
ملک حرمان [illegible] کی طرف روانہ ہوں ملکہ یاقوت ملک نے عرض کی کہ حضور لونڈی کو بھی ہمراہ لے چلیے
کس لیے کہ اب یہاں [illegible] صورت زیست کی [illegible] شعر [illegible]
[illegible] آپ ایک گھوڑے کے واسطے ارشاد کرتے ہیں یہاں میں نے قبل [illegible] ایک گھوڑا [illegible]

کے لائق ایک گھوڑا اپنی سواری کا اور چالیس گھوڑے اپنی چالیس ہمرازوں محرموں کے جو کہ میری یک جان و دو قالب ہیں
بازین و لجام مرصع کار کھنچوا کے تیار کرے علی الصبح بسم اللہ اگر ارادہ حضور کا چلنے کا ہے تو پھر اب توقف اور تامل نہ فرمایئے
مرجان تیز رفتار نے بھی کہا کہ شاہزادہ عالم مصلحت وقت اور مقتضائے فراست یہی ہے کہ اب ایک دم بھر یہاں نہ
ٹھہریں بسم اللہ کہکر حضور سوار ہوں آگے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیا جائیگا شاہزادہ والا تبار بدیع الزمان کمتر غلام نے
خوب سا اپنے دل میں سوچ کے فرمایا کہ اچھا بہتر تو ہے چلو غرض وہ شاہزادہ با توقیر اور ملکہ یاقوت ملک مع اپنی چالیس
خواصوں کے تھا بھار سیاہ پوش نیلے گھوڑوں پر سوار ہوے اور بسم اللہ کہکے محل سے نکلے اور ایک سمت کو چلے

جب تک وہ چلے داستان ازرق شب گرد حرامی کوتوال شہر عجم کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت مرجان تیز رفتار ساہوکار کی صورت بنے کوتوالی چبوترے میں آیا اور جمعدار وغیرہ پیادوں کو بیہوش کر
کے شاہزادہ بدیع الزمان کو نکال لے گیا اسی وقت حسب اتفاق ازرق شب گرد حرامی گشت کرنے کو گیا تھا
جب گشت سے پھر کے آیا تو کوئی چار گھڑی رات جبکہ باقی ہوگی کہ وہ قریب چبوترہ کوتوالی کے پہنچ کر اپنے پیادوں کو
چبوترے کے نیچے سے آواز دی کسی پیادے نے بسبب اسکے کہ وہ سب مثل مرغ بسمل بے حس و حرکت
پڑے تھے جواب نہ دیا تب ازرق شب گرد حرامی گھبرا کے قریب دروازہ زندان خانے کے پہنچا اور اپنے
دیکھا کہ جمعدار کی لاش تو ایک طرف خاک و خون میں پڑی ہے اور چالیس لاشیں پیادوں کی چاروں طرف پڑی ہیں
زمین تمام خون آغشتہ نظر آتی ہے دروازہ محبس کا کھلا دیکھ و بیداران کھلا ہے ازرق شب گرد حرامی کوتوال
اپنے گھوڑے سے دو چار جست بھر پر مارتا کودتا اور گھبرایا ہوا اندرون زندان خانہ جا کے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان
کے ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پاؤں کی بیڑیوں کے تار تار الگ علیحدہ پڑے ہیں اور شاہزادہ عرش آستان مثل
عنقا کے بے نشان ہے یہ حال دیکھ کے اپنا کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور پھر آپ کو خوب سنبھالا باہر نکل کے کمندار جمعدار
حوالدار وغیرہ جتنے نگہبان اور افسران چبوترہ کوتوالی تھے انسے کہا ارے جلد دوڑو اور بدمعاش کہیں قید سے
بیڑیاں توڑ کے اور چالیس جوانوں کا خون کر کے بھاگا ہے وہ بھی اسی شہر میں ہوگا کہیں باہر نہیں جانے پایا جہاں
ملے تلاش کر کے ڈھونڈو مگر کسی طرح جانے نہ دو یہ حکم اپنے ساتھ والوں کو دے کے آپ بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھ اور
دو ہزار سوار اور پیادے اور بہت سے نگہبان ہمراہ لے کے پہلے تو قہرمان عجمی کے پاس گیا اور ڈیوڑھی پر کہلا بھیجا
کہ شہریار عالم بدیع الزمان زندان خانے سے نکل کر چالیس پیادوں کو قتل کر کے بھاگا ہے غلام اسکی تلاش کے واسطے جاتا ہے
حضور حسب برآمد ہوکے اور بھی سوار اور پیادے چاروں طرف دوڑا دیں تاکہ وہ شہر سے باہر نہ جانے پائے یہ کہکے ازرق
تو ہر سمت ڈھونڈتا دو ہزار سوار اور پیادے ساتھ لیے قریب ایوان ملکہ یاقوت ملک کے پہنچا تو وہاں زیر دیوار
دیکھا کہ ایک کمند لٹکی ہے پھر تو وہ ہمراہ کے نگہبانوں سے کہنے لگا ارے ذرا دیکھو یہ کمند کیسی ملکہ یاقوت ملک
کے محل پر لٹکی ہے نگہبانوں نے دیکھکر کہا کہ بیشک تو کسی عیار نے لٹکا دیا ہے اگر حکم ہو تو ہم اسی کمند کی راہ سے ملکہ عالم کے محل میں
جا کے دریافت کریں ازرق نے کہا کہ ہرگز ایسا ارادہ نہ کرو اور معلوم ہوا کہ چھمک اسی ملکہ کے محل میں ہوئی ہے اب میں پہلے ملک
قہرمان عجمی سے اطلاع کراؤں بعد اسکے پھر جو ہوگا مگر جبتک قہرمان عجمی کے پاس سے نہ آؤں تم سب اسی محل کو محاصرہ کیے کھڑے
رہنا اگر شاید کوئی نکلے تو اسے جانے نہ دینا ازرق شب گرد حرامی پھر جیسے کے قہرمان عجمی کی ڈیوڑھی پر آیا تو اسنے دیکھا
کہ قہرمان عجمی احوال بدیع الزمان کا زندان خانے سے نکل جانے کا سنکے باہر محل سے نکلا مگر اپنے سلطان جاں دسوا جیسے
ہی ذکر کر رہا ہے یہ پھر دوبارہ ازرق جو پہنچا تو قہرمان عجمی نے پوچھا کیوں کہیں سراغ اسکا لگا ازرق شب گرد حرامی

نے عرض کی کہ ہاں کچھ سراغ غلام نے لگایا ہے یہ لیکر دربار قہرمان عجمی کے جاکے اس نے آہستہ سے کہا کہ جان بخشی معاف ہو تو
غلام عرض کرے قہرمان عجمی نے کہا کہ کیا کہتا ہے ازرق نے کہا کہ ملکہ یاقوت ملک کے محل میں ایک کنیز پڑی ہے اور غلام
کو کچھ سراغ بدیع الزمان کا وہاں لگتا ہے اگر خواجہ سراؤں اور نواب ناظر کو غلام کے ہمراہ کر دیجیے تو ملکہ عالم کے محل میں پہونچکر
خانہ تلاشی لے لے قہرمان عجمی کو ہر چند کہ یہ کلمہ خلاف ادب نہایت ناگوار معلوم ہوا مگر بخیال آں یا مر تھوڑی دیر خاموش ہو رہا اور
بعد دم بھر کے کہا کہ کیا مضائقہ لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے ملکہ عالم کے محل میں خانہ تلاشی لینا ازرق نے کہا کہ کیا تاب مجال
غلام کی جو سر مو غلط اور خلاف عرض کرتا ہو غرض نواب ناظر اور خواجہ سرا سب اندرون محل کے گئے وہاں دیکھا کوئی عورت
لونڈی باندی انیس جلیس ملکہ کی نظر نہیں آتی دو چار بڑھیاں جو چند دوا دائیاں انائیں جہاں تہاں غافل پڑی سوتی ہیں
نواب ناظر نے ازرق شب گرد حرامی کو اندرون محل بلا کے سب مکان تہ خانے حجرے برآمدے شہ نشین دکھلائے
بڑھیوں کو جگا کے پوچھا کہ ملکہ یاقوت ملک کہاں تشریف رکھتی ہیں انہوں نے کہا ہم کو تو نہیں معلوم کہ وہ کہاں
تشریف لے گئیں کل مرجان تیز رفتار کو کہ ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی کا کچھ پیغام لے کے آیا تھا اور اس نے خلاف آداب
بیساختہ دو باتیں ملکہ یاقوت ملک سے کہیں بس ملکہ عالم نے نہایت درہم اور برہم ہو کر مرجان کو خوب مار پٹوائی اور
کوٹھری میں قید کیا تھا پھر ہم کو نہیں معلوم کہ کیا ہوا ازرق شب گرد حرامی یہ حال دریافت کر کے سمجھا کہ لاشک کہ
یہ سارا فساد مرجان تیز رفتار کا ہے وہی کوئی عیاری کر کے بدیع الزمان کو زندانخانے سے نکال لیگیا ہے اور بیشک اسی
محل میں ہو گئی ہے اور یقین کامل ہوا کہ ملکہ یاقوت ملک بھی مع چالیس خواصوں کے بدیع الزمان کے ساتھ نکل گئی ہے غرض
یہ سوچ کے ازرق شب گرد حرامی اسی وقت بسرعت تمام محل سے نکل کے مع دو ہزار سواروں اور اپنے نوکر چاکر وغیرہ کے
دوڑا اور تلاش میں شاہزادہ عالی شان بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک کے روانہ ہوا وہاں شاہزادہ بدیع الزمان
اور ملکہ یاقوت ملک مع چالیس خواصوں کے جو نقاب دار سیاہ پوش لیے جاتے تھے تو ملک غیر راہ گلی کوچہ کسی کو معلوم نہ تھی
جاتے جاتے ایک کوچہ غیر نافذہ میں جا نکلے حسب اتفاق نوشت پر سے شب گرد حرامی بھی مع دو ہزار سوار وغیرہ کے اسی
کوچہ میں پہونچا ناگاہ مرجان تیز رفتار کے کان میں جو آواز گھوڑوں کے ٹاپوں کی پہونچی اور روشنی نظر آئی مشعلوں کی
دیکھی تو اس نے گھبرا کے پیچھے پلٹ کر دیکھا کہ کئی ہزار سوار برچھے ہاتھوں میں لیے گھوڑے اٹھائے ادھر ہی کو چلے آتے ہیں
مرجان نے شاہزادہ عالی شان سے آگے بڑھ کے کہا کہ شہریار عالم بڑا غضب ہو گیا کوتوال شہر دوڑ لیے آپہونچا جلد گھوڑے
اٹھائیے شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک بھی پشت پر سواروں کو آتے دیکھکر نہایت پریشان خاطر ہوئے اور
گھوڑوں کو [illegible] کر کے چلے ادھر ازرق شب گرد حرامی نے جو دیکھا کہ سامنے اس کوچے میں کچھ نقاب دار سیاہ پوش
جاتے ہیں اس نے اپنے جی میں یہ سوچ کے کہ کیا عجب ہے کہ بدیع الزمان اور یاقوت ملک ہوں جھٹ پٹ مشعلوں کی
کی روشنی کو گل کر دے [illegible] والے تعاقب میں چلا اور وہاں جو شاہزادہ بدیع الزمان مع ملکہ وغیرہ کوچے کے کنارے
پہونچا تو دیکھا رستہ آگے نکلنے اور آنے جانے کا نہیں ہے مکانات بلند رعایا کے شہر کے ہیں اور ادھر سے کوئی راہ نکلنے کی
صورت باقی نہیں [illegible] ایک سناٹا عالم میں چھا گیا یہ حال وہاں کا دیکھ کے ایک صدمہ عظیم شاہزادہ عالی شان
کے دل پر ہوا اور جی میں کہتا تھا کہ [illegible] سخت مشکل پڑی ہے اور دیکھا کہ ناز کی مقام ہے زمانہ ساز اگر [illegible]
میں پھر لیتا اب کچھ بن نہیں پڑتا ہے اور جان دو دلوں کی جاتی ہیں غرض اسی فکر میں رنجور ہیں اور [illegible]
رنج و غم [illegible] [illegible]

بلطف خدائے پاک کہ کیا بندہ نوازی ہے غرضکہ وہ تیر دعا شاہزادہ بدیع الزمان کا ہدف اجابت پر پہونچا اور دیکھا اسی کوچے کے
مکانوں میں سے ایک مکان کا کسی نے دروازہ کھولا اور وہیں سے ایک جوان قوی ہیکل تنومند فقط لنگوٹ باندھے شمشیر و تلوار
ہاتھ میں لیے گھبرایا ہوا باہر نکلا اور شاہزادہ عالم سے پوچھنے لگا صاحبو تم میں سے بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک اور
مرجان عیار کون ہے شاہزادہ بدیع الزمان یہ کلام اُس جوان کا سنکے نہایت متحیر ہوا اور اُس شخص سے کہا کہ وہ جو
تو نے سنا ہے بدیع الزمان وہ کمترین بندگان خدا ہے فدوی میں ہوں اور ملکہ یاقوت ملک مع اپنی چالیس خواصوں
کے یہ ہیں یہ سب سپاہ شمشیر بکف کھڑی ہیں اور یہ داہنی طرف میرے جو لڑکا کھڑا ہے لیے تھا تیر و کمان ہاتھ میں
لیے خواجہ مرجان تیز رفتار ہے مگر اے شخص تو یہ بتلا کہ تو نے کیونکر جانا کہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک وغیرہ
اس کوچے میں وارد ہوئے ہیں اور تیرے قبل آنے کا باعث کیا ہے بیان کر تاکہ ہمارے دل کو اطمینان حاصل ہو جوان
نے کہا کہ بعد حمد و ثنا شعر شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا * بر منتہائے مطلب خود کامران شدم جلدی یا دہیکن یہ تماشا
اسوقت جلدی میں میں بیان کرتا چلئے آپ تسلیم اسوقت کے میرے غریب خانے میں تشریف لائیں بعد اسکے حضور سے سبب
کیفیت عرض کرونگا یہ سنکے شاہزادہ والا تبار بدیع الزمان مع ملکہ یاقوت ملک اور چالیسوں لڑکیاں اور
مرجان عیار کے اندر مکان کے گیا اور دروازہ باہر کا بند کرکے اپنے بیان کرنا شروع کیا کہ اے شہریار عالی وقار اور اے
آقائے دوجہان شاہزادہ بدیع الزمان نامدار اصل حقیقت یہ ہے کہ مجھکو جوانمرد قصاب کہتے ہیں اور اس شہر میں شہرہ
میری جوانمردی اور شجاعت کا اسوجہ سے ہے کہ جو خانہ جنگ اور جو سرہنگ میں خانہ جنگی کرکے یا کہیں ڈر نکالے یا دو چار دس پانچ
آدمیوں کا خون کرکے نکلا وہ میرے مکان میں آکے چھپ رہتا ہے یہ طاقت در مقدور ازرق شب گرد حرامی کا نہیں جو
میرے گھر سے اُس شخص کو پکڑ لیجائے مجھ سے اور اُس ازرق کو تو ان سے لاگ اور چشمک ہے مگر کبھی میرا یہ کچھ نہیں کرسکتا
آج کی بات ہے کہ ابھی میں غافل پڑا سوتا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ دروازہ آسمان کا کھلا اسمیں سے ایک تخت مکلل بزمرد
بجواہر اسپر ایک بزرگوار با محاسن سفید نورانی صورت حلہ اے خلد بریں پہنے تسبیح ہاتھ میں لیے اور چند ملائک اس تخت کو
دوش بدوش لیے آسمان سے اترے میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں اور وہ تخت لاکے قریب میرے رکھا میں نے گھبرا کے
پوچھا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہیں اُس جناب نے فرمایا کہ ہمارا نام ابراہیم خلیل اللہ ہے اور اے شخص ذرا بائیں طرف
تو دیکھ میں نے جو اُس طرف خیال کیا تو دیکھا کہ از زمین تا آسمان شعلہ آگ کے بھڑک رہے ہیں اور ہزاروں معتوبان درگاہ
ایزدی اور مغضوبان بارگاہ صمدی اُس آگ میں پڑے جلتے ہیں اور بعذاب الیم مبتلا ہیں اسوقت میں نہایت سراسیمہ
اور مضطرب ہوکے پکارا وقنا ربنا عذاب النار اے مولا بچا مجھے اس آگ سے اُس بزرگوار نے پھر فرمایا کہ اس درجہ
بیتاب نہو جانب راست کو مخاطب ہو یہ ارشاد اُس بزرگوار کا سنکے میں نے جو جانب راست کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ
ایک باغ روح بخش اور فرحت افزا کہ چشم فلک نے بھی ایسا باغ دہار ہمیشہ بہار کبھی روئے زمین پر نہ دیکھا ہوگی نہایت
عجیب و غریب فضا ہے ہوا اسکی روح پرور ہے وہاں کے اندر گئے مجھے تسکین ہوئی اور پھر میں نے وہاں دیکھا کہ مکان عالی شان
اور عمارت پاکیزہ و تمام جواہرات کی بنی ہیں اور اُن مکانوں میں ایک شخص باچہرۂ نورانی بیٹھے تلاوت قرآن اور اوراد
و وظائف میں مشغول ہیں اور حوروں کا ہجوم اور دھوم ہے اور سامنے ایک نہر پانی کی کہ آب سرد اریمی جسے دیکھکر خجل
اور منفعل ہو ... بہتی چلی ... ایک درخت سر بفلک رسان کہ ہر ایک شاخ تمام عالم پر سایہ افگن معلوم ہوتی تھی
نظر پڑا میں نے حالت وجد اور سرور میں پوچھا کہ یا حضرت فرمائیے کہ وہ کیا مقام ہے جہاں کہ وہ آگ مشتعل ہے
اور ہزاروں آدمی اُس آگ میں جلتے ہیں اور توبہ توبہ پکارتے ہیں اور یہ کونسی جا ہے کہ فضائے جان بخش

نظر آتی ہے اُس بقعہ میں بے گمان سحر بیانی ارشاد کیا کہ اے شخص وہ جہان شعلے آگ کے سر بفلک کشیدہ اور مغضوبان بارگاہ
احدیت وہاں بعذاب الیم مبتلا ہیں وہ جہنم ہے واسطے منافقین اور مشرکین کے اور جہاں وہ باغ فرحت افزا اور مومنین
اور مسلمین کو عبادت کرتے دیکھتا ہے وہ باغ بہشت اور گلزار فردوس بریں ہے اور وہ لوگ مومنین ہیں جنکی خدمت میں
حوریان خلد حاضر رہتی ہیں لہذا مجھے فہمائش کیجاتی ہے کہ اے شخص نار جہنم واسطے کریم اور شقی اور مردود لیر اور ضال کے تمام
ہے تجھے لازم ہے کہ نکل اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمہ طیبہ پڑھکے ہیچ اُس کشتیہ ہدایت میں میں نے عرض کیا کہ یا مولا
وہ کلمہ ارشاد کیجیے چنانچہ حضرت نے کلمہ شہادت اپنی زبان گوہر بیان سے مجھے تلقین کیا اور میں کلمہ پڑھکے مسلمان
ہوگیا اُسوقت اُس بزرگوار نے مجھسے فرمایا کہ اے جوان ایک صاحبزادہ ہماری اولاد سے کہ نام اُسکا شاہزادہ
بدیع الزمان ہے قاف تا قاف اطراف عالم میں مشہور و معروف ہے مع ملکہ یاقوت ملک اور چالیس آدمیون کے و مرجان
تیز رفتار اور جان نثار عیار کو ہمراہ لیے اس کوچہ میں وارد ہے اور تعاقب میں ذکے ایک کوتوال اس شہر کا مع جمعیت کثیر
بخیال فاسد اور بہ نیت ایذا رسانی اور دستگیری اس شاہزادہ والا تو قیر کے قریب آ پہونچا ہے تو جلد اپنے مکان سے نکلکے
اُس شاہزادہ کو مع سب اُسکے ساتھ والون کے اپنے مکان میں لاکے یہ جو تہ خانہ ہے اُسمین بٹھا اور معقود الخبر کردے اور اُنکی
خدمتگزاری اور جان نثاری میں سر مو فرق نکر تا ہم اُس تہ خانے کو مجھ سب کی نظرون سے پنہان اور مخفی کر دیجیے
موجب تیری سعادت دارین اور افتخار کونین کا ہوگا بس یہ خواب دیکھکر میری آنکھ جو کھل گئی تو اس بزرگوار کی زیارت
تو مجھے نصیب نہوئی لیکن تمام مکان میرا معطر اور معنبر ہو رہا تھا بیک اس بزرگوار کے ارشاد کا جو خیال آیا تو منظور
امتحان ہے کہ اگر باہر شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک وغیرہ چالیس سیاہ پوش اور مرجان عیار ہوگا
تو یہ خواب میرا برحق ہے اور جو کچھ بزرگوار نے فرمایا ہے وہ سب آمنا و صدقنا بجا ہے میں گھر سے باہر نکلا تھا سو آپ کو
میں نے دیکھا آپ نے فقش کا کچھ میرے دل کو ہو گیا بخلوص نیت اور حسن عقیدت مجھے تحقیق اور تصدیق ہوگیا کہ آپکا دین
برحق ہے اسمین جو کوئی شک لاوے وہ کافر ہے غرض یہ باتین کرکے شاہزادہ بدیع الزمان کو مع ملکہ یاقوت ملک
وغیرہ اور مرجان تیز رفتار کے تہ خانے میں لے گیا اور ایک پلنگ واسطے ملکہ یاقوت ملک کے بہت تکلف سے اور
ایک پلنگ واسطے شاہزادہ عالم کے با عزاز و تکریم وہان بچھوا کے باہر نکلا اس عرصہ میں روز روشن ہو گیا ارزق
شب گرد حرامی مع چند نظر بازون اور دو تین ہزار سوار پیادون کے دوڑ کر وہان اُس کوچے کے آخر پہونچا تو اُسنے دیکھا
کہ آگے رستہ نہیں ہے اور جتنے محلات اور مکانات کے دروازے ہیں سب بند ہیں ابھی کسی کا دروازہ تک کھلا نہیں
ارزق حرامی کوتوال اپنے دل میں کمال ششدر و حیران اپنے ساتھ والے سوار و پیادون اور نظر بازون سے کہنے لگا
کہ کیون صاحب تم سب نے بھی دیکھا تھا کہ مجھسے آگے آگے کچھ تعداد سیاہ پوش چلے آتے تھے پھر یہان تو آگے رستہ
ہے کہ اُدھر سے نکل گئے ہونگے نہ اسوقت تک کسی کے مکان کا دروازہ کھلا ہے نہ اس محلہ میں سوائے رعایائے شہر کے امیر
وزیر یا کوئی ایسا زبردست سرہنگ و دلیر حمایتی سفارشی رہتا ہے کہ اُسکے گھر میں چھپ کا یا تعاقب کا گمان کرون
اور میں سمجھون کہ یہاں فلانا مکان ہے وہ سب سیاہ پوش گھس کے کہیں چھپ رہے ہونگے اسوقت کچھ میری عقل اور فہم میں یہ بات
نہیں آتی کہ وہ تعداد کے سیاہ پوش سامنے آتے تھے کہاں گم ہو گئے آئین دس بارہ مخبر جاسوس نظر باز جو ارزق شب گرد حرامی
کے ہمراہ تھے وہ بیساختہ بولے کہ کوتوال صاحب واہ واہ یہ تو آپ نے خوب فرمایا بس ہو نہ ہو سراغ بدیع الزمان اور
یاقوت ملک اور مرجان تیز رفتار وغیرہ کا مل گیا وہ اسی کوچے میں لا شک و لاریب ہیں کہیں یہان سے نہیں گئے
خداوند نعمت ہم لوگ سرکاری نظر باز اسی واسطے چبوترہ کوتوالی میں رہتے ہیں کہ شہر میں کوئی بدمعاش و

تمانہ جنگ شور و پشت سرکش بد معاش ہے نہ چھپا ہوگا اور بے سازش ہماری وہ کہین باطمینان تمام شہر مین نہ رہ سکیگا
سو اسکو سرہنگ اور سرکش اور شور پشتون کا تو نشان ایک جوانمرد قصاب رہتا ہے اور بیت بڑا دروازہ اُسی کے مکان کا
ہے مجکو یقین ہے کہ بدیع الزمان اور ملکہ عالم وغیرہ اُسی کے مکان مین آکے چھپے ہین ازرق شب گرد حرامی نام جوانمرد
قصاب کا سنکے گویا سوتے سوتے چونک اٹھا اور بہت خوش ہونے لگا کہ بیشک دشمن وہ سب اسی جوانمرد قصاب کے
مکان مین آکے چھپے ہونگے پھر کہان چھپ سکینگے بس توقف نہ کرو پکارو اور جوانمرد قصاب کو بلاؤ اور اسکی خانہ
تلاشی لو جب اسکو قوال ازرق کے پیادون نے پکارا تو جیسون نقرہ بازون وغیرہ نے دروازے پر جوانمرد قصاب
کے شور و غل کرکے کہا کہ جلد نکل جلد نکل جوانمرد قصاب جس طرح سے خالی ہاتھ بیٹھا تھا اُسی صورت سے یک جینی
دو گوشہ تھا لنگوٹ باندھے آنکھین ملتا باہر نکل آیا اور ازرق شب گرد حرامی کو دیکھکر سلام کیا اور پوچھنے لگا کہ آج
فقیر خانہ پر آپ کے قدر کہ قدوم نے سبب زمانے تشریف ارزانی فرمائے مجھ رعایائے مسکین سے کیا ایسا قصور
سرزد ہوا جو آپ باین جمعیت تشریف لائے ہین آپنی تکلیف کرنا کیا ضرور تھا ایک سپاہی یا نوکر کو بھیج دیا ہوتا مین بلا عذر
و حیلہ وہین آکے حاضر ہوتا ازرق شب گرد حرامی نے یہ تقریر جوانمرد قصاب کی سنکے کہا کہ تیرے گھر مین بدیع الزمان
خدا پرست اور ملکہ یاقوت ملک اور مرجان تیز رفتار عیار پیغمبرزادی ملکہ گوہر ملک اور چالیس نقابدار
سیاہ پوش آکے آگئے ہین اُن سب کو نکال دے ابھی مین تیرے لیے بہتر ہے ورنہ ذرا بھی عذر و حیلہ در پیش کیا تو
تیرے حق مین برا ہوگا جوانمرد قصاب نے بکشادہ پیشانی جواب دیا کہ ای کوتوال صاحب تمکو خداوند تعالی نے اس
شہر کا حاکم کیا ہے یہ تو بات اور ہے کہ کسی کا قصہ اسکے میرے ہزارون قصورون کا عوض ایک حیلہ اور تہمت مجھ پر لگیے
آپ کا لین اور میری عزت اور جان سے خواہان ہون لیکن مین بدیع الزمان کے نام سے بھی آگاہ نہین کہ وہ
خدا پرست کون ہے اور اُسکی کیسی شکل و صورت ہے اور کہان رہتا ہے عہد طفولیت سے آج تک مین نے اس طرح کا
نام بھی نہین سنا ہے اور ملکہ یاقوت ملک میری مخدومزادی خداوند نعمت ہے بھلا مین تو ادنی اُسکا ایک غلام
زرخرید ہون میرے گھر مین اُسکا قدم رنجہ فرمانا مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک * یون آپ کا میرے سر
آنکھون پر اور سب سچ ہے مین آپ کی بات کو جھوٹ نہین کہہ سکتا مگر میرا سارا امر بڑا ہے آپ کی لونڈیان گھر مین
بیٹھی ہین اور ہم غربا کا کیسا بلا تامل آپ اندر چلے آئین اور خانہ تلاشی لین اگر میرے گھر مین بدیع الزمان
یا ملکہ یاقوت ملک یا مرجان عیار یا اور کوئی عورت سوا میری بی بی اور دو چار لڑکیون کے ہو تو جو چور کا
حال وہ میرا حال کیجیے ازرق شب گرد حرامی نے یہ سنکے نادر بیگ جو محلہ دار تھا اُسکی جورو کو بلا کے کہا کہ تو اندر
جا کے جہان اسکی بی بی وغیرہ پردہ نشین ہون وہان جا بیٹھ اور مین سارے مکان کی تلاشی لونگا غرض وہ
محلے دارنی اندر جاکے جوانمرد قصاب کی پردہ پوش عورتون کو ایک مقام پر بٹھلا کے آپ برابر کھڑی
رہی اور ازرق شب گرد حرامی نے کوٹھڑیان برآمدے صحنچیان وغیرہ اتنا یہ کہ کنوئین مین ایک
غوطہ زن کو اتارکے دیکھا اور بخوبی تمام خانہ تلاشی جوانمرد قصاب کی لے کر باہر نکلا اور نقرہ بازون اور
پیادون سے کہا کہ اسکے گھر مین تو کہین سراغ اور پتا بدیع الزمان وغیرہ کسی کا نہین ملتا مگر احتیاطا چوکی
پہرہ اسکے دروازے پر رکھو تاکہ مین جاکے قہرمان عجمی سے اطلاع کر دون پھر آگے جیسا وہ حکم دینگے تعمیل
کی جائیگی القصہ ازرق شب گرد حرامی جوانمرد قصاب کے دروازے پر چوکی بیٹھا کے قہرمان عجمی کے
پاس آیا اور ساری سرگذشت بیان کرکے کہا کہ بظاہر تو جوانمرد قصاب کے مکان مین کوئی

تھا باقی نہیں رہی جو میں نے نہ دیکھی ہوئی مگر نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ بدیع الزمان اور ملکہ عافیت چالیس خواصوں سمیت
وہاں کہیں نہیں ہیں ہاں اگر حکم ہو تو جوانمرد قصاب کو پکڑ لاؤں اور خوب سے کوڑے ماروں آپ ہی قبول دے گا اور
بتا دیگا قہرمان عجمی نے کہا یہ عدالت سے بعید ہے تا وقتیکہ تحقیقات اور جرم مجرم ثابت نہو جو جو سزا دینی نہیں چاہیے
ابھی انکے دروازے پر سے پہرا اٹھالے اور او بدذات اگر تین دن کے عرصہ میں تو نے بدیع الزمان اور ملکہ کو تلاش
کرکے گرفتار نہ کیا تو فوراً تیری گردن مارنے کا حکم دونگا ازرق نے کہا کہ کیا تاب ہے اور کیا مجال غلام کی فردوزین تین دن میں
سراغ لگا لگا کے حضور میں عرض کریگا یہ کہکے رخصت ہوا اور اسی وقت حسب الحکم قہرمان عجمی کے اپنے پیادے
جوانمرد کے دروازے پر سے اٹھالیے اور اپنے گھر جاکے اپنی ماں سے سارا حال بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک
اور انکی چالیسوں خواصوں کے نکل جانے کا اور ہزار دلائل و براہین سے ثبوت اُن سب کے مخفی ہونیکا جوانمرد قصاب
کے مکان میں اور بروقت خانہ تلاشی بظاہر کسی کا نہ معلوم ہونا از ابتدا تا انتہا بیان کیا چنانچہ اس ازرق حرامی
کی ماں بڑی خشناء اور دلالہ مکارہ ہے اسنے کہا بیٹا تو خاطر جمع رکھ ملکہ اور بدیع الزمان کا جہاں جس گھر میں پتا لگے گا
ابھی جاکے دریافت کیے آتی ہوں یہ کہکے وہ فاحشہ بدذات کچھ آستینیں کرتیاں جالی کی چکن سوت کی تھوڑے سے
ازار بند اور کچھ اسباب ہر قسم کا لیکے جا دھری دوسرے دن کے صبح سے نکلی اور محلے محلے کوچہ بکوچہ خانہ بخانہ شاہزادہ والا تبار
بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت کی تلاش میں پھرتی پھرتی تیسرے روز کہیں جوانمرد قصاب کے بھی مکان پر آکے
وارد ہوئی دروازہ مکان کا بند تھا اُس مکارہ نے دروازہ کھلوایا اور بیساختہ اندر مکان کے جاکے دیکھا کہ
شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک اور چند خواصیں ملکہ کی بیٹھی ہیں مرجان تیز رفتار حضور ہاتھ میں
لیے بیٹھا ہلاتا ہے اور شراب چل رہی ہے بس یہ عالم شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک وغیرہ کو
بیٹھا دیکھ کے وہیں سے پلٹ کر باہر نکل کے چلی حسب اتفاق شاہزادہ آفاق بدیع الزمان کی نگاہ اُس فاحشہ
روسیاہ پر جا پڑی شاہزادہ عالم نے مرجان تیز رفتار سے کہا کہ اے مرجان ابھی ایک بڑھیا اندر آئی اور ہم
سب کو دیکھ کر چپکے پاؤں پھر گئی مجھے خفقان پیدا ہوتا ہے کہ خدانخواستہ کہیں یہ ہمارا سراغ لینے کو نہ
آئی ہو مرجان تیز رفتار یہ کلام اُس عالی مقام کا سنتے ہی بسرعت تمام اٹھکے باہر نکلا اور اسنے دور ہی سے
اُسکو پکار کے کہا کہ او بڑی بی تم کہاں آئیں تھیں اور کیوں پھریں ازرق کی ماں نے جواب دیا کہ میاں میں چکن
سوتیاں جالی کی کرتیاں آستینیں وغیرہ اسباب بیچتی پھرتی ہوں سو دولوں کی گردش سے ایک جوڑی موتیوں کی
ایک مکان میں رکھ کے بھول آئی ہوں وہ اسوقت مجھے یاد آگئی ہے اسکے لیے گھبرائی ہوئی بھاگی جاتی ہوں
مرجان تیز رفتار نے کہا کہ بڑی بی وہ تمہاری موتیوں کی جوڑی میں نے راہ میں پائی ہے لیتی جاؤ میں اسکے لیے
کیا کرونگا اس بڑھیا نے کچھ جواب نہ دیا اور جلد جلد پاؤں اٹھاتے چلی مرجان سوچا کہ یہ مکارہ ضرور ہماری
سب کی جاسوس اور سراغ رسانی کے لیے آئی تھی ایسا نہو کہ نکل جائے ہاتھ نہ آئے یہ سوچ کے مرجان تو
ادھر اُسکے تعاقب میں دوڑا اور ادھر سے کہیں ٹہلتے کا رجوانمرد قصاب آتا تھا مرجان نے
پکار کے کہا کہ اے جوانمرد اس بڑھیا کو جانے نہ دینا پکڑ لے جوانمرد قصاب نے اُسکے برابر آکے کہا کہ بڑی بی
تم اتنا جلدی کہاں جاتی ہو اُسنے پھر وہی کہا کہ میں ایک جوڑی موتیوں کی کہیں بھول آئی ہوں سو بدحواس
اُسکی تلاش میں بھاگی جاتی ہوں اُسکی بات چیت سے جوانمرد قصاب نے پہچانا کہ یہ ازرق شب گرد
حرامی کوتوال کی ماں ہے اور پہچان کے جوانمرد قصاب نے جھٹ پٹ اُسکو پکڑ لیا اور گود میں

جلدی سے اُٹھا کے اپنے گھر میں لا کے مانند بکری کے گلا اُسکا کاٹ ڈالا اور وہیں صحن میں ایک طرف لاش اُس ناخشنا
کی زمین میں کھود کر گاڑ دی اور بدستور اپنے اور مزدوری میں مشغول ہو گیا ازرق شب گرد حرامی صبح سے
شام تک اپنی ماں کے تلاش میں رہا جب وقت شام کا ہوا تو نہایت مغموم اور مکدر سراسیمہ اور بدحواس ہو کے
قہرمان عجمی کی بارگاہ میں گیا اور سارا احوال اپنی ماں کا محلہ محلہ خانہ بخانہ واسطے جاسوسی اور سراغ رسانی شاہزادہ
بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک کے صبح سے شام تک پھرنے اور گھر میں نہ آنے کا بیان کیا اور کہا غلام کو اندیشہ اور
دغدغہ ہے کہ کسی نے میری ماں کو مار ڈالا ہے قہرمان عجمی نے یہ گفتگو ازرق شب گرد حرامی کی سنکے حکم دیا کہ اس بدذات
حیلہ ساز کاذب کے دونوں کان کاٹ ڈالو کہ جھوٹی خبریں بنا بنا کے میرے سامنے آکے نہ ستائے جلاد نے دوڑ کے
ازرق کو پکڑ لیا اور چاہا کہ [illegible] بجا لائے اسکے دونوں کان کاٹ ڈالے ازرق حرامی بہت سی منت
اور خوشامد کر کے رونے لگا [illegible] مہلت دو روز کی [illegible] اگر دو دن میں بدیع الزمان کو میں پیدا
کر دوں تو جس طرح سے چاہیے مجھے [illegible] سے گردن مارنے کا حکم دیجیے قہرمان عجمی نے کہا خیر کیا مضائقہ
میں نے تجھے مہلت دو دن کی اور دی لیکن یاد رکھ کے اگر تو نے بدیع الزمان کا سراغ نہ لگایا اور پھر کوئی فقرہ
بنا کے میرے سامنے دیا تو اس صورت سے تجھے قتل کر ڈالا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ و زاری
کرینگے ازرق شب گرد حرامی [illegible] لکھ کے اور دو روز کا وعدہ کر کے پھر تلاش شاہزادہ عرش
اقتدار کے لیے روانہ ہوا [illegible] جوانمرد قصاب کا سنئیے کہ جب اُسنے ازرق شب گرد حرامی کی
ماں کو بمقتضاے فراست [illegible] مار کے زمین میں گاڑ دیا اور پھر شاہزادہ والا منزلت کے واسطے
صحبت [illegible] مصرعہ چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی ☆ اس جوانمرد
قصاب کے دو بیٹے [illegible] برس کا اور دوسرا سات برس کا اور دونوں لڑکے اسکے وضیع
اور حسین چھوٹے [illegible] بڑی بڑی آنکھیں گھونگھر والے بال [illegible]
کے بیٹے [illegible] لڑکوں کی یعنی جوانمرد قصاب کی جورو مر گئی تھی جوانمرد نے
اُن دونوں فرزندوں کی پرورش اور خدمت کے واسطے ایک لونڈی مول لی تھی وہ دونوں لڑکے اسکے پاس کھیلا
کرتے تھے اور رہتے تھے اور وہ لونڈی اس امید میں رہتی تھی کہ جوانمرد قصاب مجھے اپنی جورو بنائے اور میں
بی بی اسکی بن کے مالک [illegible] ہوں چونکہ جوانمرد قصاب کو مطلق اس لونڈی سے التفات
اور عنایت نہ تھی [illegible] لونڈی نے جو چہرۂ زیبا اور جمال رعنا اور حسن و شباب شاہزادۂ بدیع الزمان کا دیکھا
ہزار جان [illegible] اپنے دل میں سوچنے لگی کہ یہ نوجوان سیاح اور جہاں گرد اپنے ماں
باپ عزیز [illegible] باختر [illegible] آیا ہے [illegible] اپنی تلاش [illegible] کے واسطے شہر
بشہر پھرتا ہے [illegible] اور ابھی نوجوان ہے [illegible] اگر ملے تو اس سے نکاح وصل کی
باتیں کر کے اسکو [illegible] متوجہ کر لوں [illegible] غرض وہ لونڈی یہ سوچ کے شب
کو اُس تہ خانہ میں شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس کھانا لے کے جو گئی تو اسنے دیکھا کہ ملکہ یاقوت ملک
مع اپنی چالیس خواصوں کے الگ ایک صحنچی میں سوتی ہے اور ایک صحنچی میں علیحدہ ملکہ سے دور شاہزادہ عالم
اپنے پلنگ پر بیٹھا ہے لونڈی نے جا کے خوان کھانے کا تو رکھ دیا اور شاہزادۂ والا تبار کے پلنگ کی پٹی
کے برابر بیٹھ کر [illegible] باتیں ناز آمیز کرنے لگی شاہزادۂ قدسی صفت والا مرتبت

نے یہ باتیں اُس لونڈی کی سُنکے پوچھا کہ کمبخت اسوقت تو جو ایسی گفتگو میرے سامنے کرتی ہے اس سے تیرا مطلب
کیا ہے اُس فاحشہ نے مُسکرا کے کہا کہ کیا کہوں تم ایسے کیا انجان ہو جو پوچھتے ہو یہ صحبت تخلیہ کی اور ہمارے یہ آدھی
رات کا سامان اور یہ آپ کے حسن و شباب کے عالم کو دیکھکر شرم سے کہہ نہیں سکتی ہوں جو کچھ مطلب ہے اور آپ کی
طبع نازک پر اگر گران اور ناگوار نہ گذرے تو ایک دل لگی کی ضرب مثل اپنے اور آپ کے حق میں عرض کروں وہ یہ ہے بخون کے
بین ہنسی انجراد خوش ہیں اور بھلا کیسے کہوں اجل سوئے مارے شاہزادہ والا تبار نے یہ گفتگو اور تقریر اُس جاریہ
شریر کی سُنکے اپنے دل میں یہ سمجھے کہ اول تو جوانمرد قصاب نے مجھپر احسان عظیم کیا میرا محسن ہے دوم حضرت ابراہیم
خلیل اللہ علیہ السلام سے جوانمرد کو بشارت ہوئی کفر و کافری کو ترک کر کے اُسنے دین اسلام قبول کیا ہے یہ
اُسکی لونڈی زرخرید ہے مجھے لازم نہیں کہ اپنے محسن کے ساتھ ایسا سلوک کروں اور بے ہودگی پیش آؤں اس
لونڈی بدذات سے نہایت جھنجھلا کے کہا کہ اے بیباک بیحیا سُن پھر ایسی بات واہیات اور بیہودہ گفتگو نہ کرنا
جلد یہاں سے دور ہو جا وہ لونڈی شاہزادۂ عالم کو غیظ و غضب میں دیکھکر نہایت خائف و ترسان ہو کے وہاں
سے چلی گئی اور اپنے جی میں کچھ سوچی کہ اس شخص نے جب یوں سخت اور درشت کلمے میرے مُنھ پر کہے اور مجھے
یوں ذلیل کر کے جھڑک دیا تو عجب نہیں کہ میرا جوانمرد قصاب سے کہدے اور جو جوانمرد قصاب یہ حال سُن
پاوے گا تو مجھے جیتا نہ چھوڑے گا مارتے مارتے میری ذات کا ... اس سے بہتر یہ ہے کہ میں آپ ہی پہلے اس شخص کے
قتل کی تدبیر کر ڈالوں اور یہ کھٹکا اپنے دل کا مٹا دوں غرض وہ لونڈی روسیاہ علیہ اللعن والعذاب شب خود یہ
فکر کر کے صبح کے وقت چادر سے لپیٹ گھر سے نکلی اور چار سوق بازار میں کوتوالی چبوترے کے نیچے آ کے دیکھا کہ ازرق
شب گرد حرامی کوتوالی چبوترے پر بیٹھا اشتہار دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ جو کوئی نوکر و غیر نوکر ادنی و اعلی زن و مرد
سراغ بدیع الزمان کا لگا کے مجھے اطلاع کرے میں اُسے قہرمان عجمی بادشاہ کے پاس لیجا کے خلعت عطا کرواؤں
اور جو کچھ کہ وہ مانگے میں اُسے دلواؤں اُس لونڈی نے یہ جو سُنا تو چند قدم بڑھ کے ازرق شب گرد حرامی کو
سلام کیا اور کہا کہ اے ازرق میں از راہ دولت خواہی اور خیر اندیشی تیرے لئے عجب طرح کی خوش خبری
لائی ہوں لیکن بشرطیکہ تو مجھے اپنے عقد میں لاوے اور اپنی بی بی بنا کے مجھے اپنے گھر بٹھلاوے ازرق حرامی
یہ مژدہ جانبخش اور سرورش راحت فزا اُسکی زبانی سُنکے کہنے لگا کہ مجھے بجان و دل قبول اور منظور ہے اور قسم
ہے مجکو اُس خداوند تعالی کی کہ جبتک میں جیتا رہونگا یہ احسان تیرا کبھی نہ بھولونگا لونڈی نے کہا میں لونڈی ہوں
جوانمرد قصاب کی اور جس شخص کی تم تلاش میں آج کئی دن سے بیخور و خواب با صد تب و تاب ہو وہ بدیع الزمان
اور ملکہ یاقوت مالک قہرمان عجمی کی بیٹی اور چالیس خواصین ملکہ کی اور مرجان تیز رفتار عیار یہ سب اُسی
جوانمرد قصاب علاقہ بند کی حویلی میں چھپے ہوئے بیٹھے ہیں اور عیش کرتے ہیں اور تمھاری ماماں کو بھی اُسی
جوانمرد قصاب نے ذبح کر کے اپنے مکان کے صحن میں گاڑ دیا ہے ازرق شب گرد حرامی کوتوال نے جو
یہ حال سُنا تو وہ اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور بارہ سو پیادے اور ہزار بارہ سو سوار اور کچھ عیار جو اسی مرتبہ کے
نظر باز تھے وہ سنگ لیے اپنے ہمراہ لیکے اُسی جوانمرد قصاب کے مکان کی جانب چلا تو حسب اتفاق
مرجان تیز رفتار عیار بہیئت عیاری ایک پیادے کی صورت بنائے اُس ازرق حرامی کوتوال کے
پاس کھڑا تھا اور وہ سب باتیں اُس لونڈی کی سُن رہا تھا اور ازرق حرامی کوتوال کو دوڑے ہوئے
جوانمرد قصاب کے مکان کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو مرجان تیز رفتار عیار وہاں سے قبل پہنچنے

اُس کوتوال کے یکلخت نگاہ وہ حرفہ العین شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے پاس آیا اور ابھی کچھ کہنے سننے بھی نہیں
پایا تھا کہ جوانمرد قصاب بھی دکان پر سے اٹھ کے گھر میں آیا اور جوانمرد قصاب نے شاہزادۂ بدیع الزمان
نامدار کو کچھ افسردہ خاطر دیکھکر پوچھا کہ نصیب اعدا اسوقت باعث کیا ہوا افسردہ خاطر ہونیکا حضور اقدس سے
کیا ہے شاہزادۂ عالم نے ساری گفتگو اُس لونڈی کی اور در جواب اُسکے اپنی طرف سے جھڑکی دینے کا بیان کیا
جوانمرد قصاب نے کہا پھر حضور نے اُس ماراوی چھوکری کو بسزائے اعمال کیوں نہ پہونچایا جہنم واصل کیا ہوتا یہ
کہکے ڈھونڈھا کہ وہ چھوکری کہاں ہے تو معلوم ہوا کہ وہ آج صبح سے چادر اوڑھ کے جو بازار کی طرف گئی ہے تو ابتک
نہیں آئی اسمیں مرجان تیز رفتار نے از ابتدا تا انتہا مفصلاً اور شرح وار بیان کیا جوانمرد قصاب یہ سانحۂ تازہ
سُنکے بہت مضطر اور سراسیمہ ہوکر اپنی آنکھوں میں آنسو بھر لایا مصرع غم را کہ نشان دادہ و بلا را کہ خبر کردہ مرجان
تیز رفتار نے کہا کہ ای جوانمرد کوئی مقام اندیشے کا نہیں مگر ایک کام کر کہ ایک بھینسا جھٹ پٹ ذبح کرکے جہان
ازرق کی ماں مدفون ہے ازرق کی ماں کو نکال کے گاڑ دے ازرق کی ماں کی لاش کو میں لیجا کے کہیں دریا
میں بہائے آتا ہوں اور یہ کہکے شاہزادۂ بدیع الزمان کی طرف دست بستہ ہوکے عرض کی کہ شہریار کھانے
میں ابھی دیر ہے تھوڑے سے دانے ولایتی انار کے حاضر ہیں انکو حضور نوش کریں پھر واللہ اعلم بالصواب کیا
اُفتاد پڑے شاہزادۂ عالم نے کہا اچھا لاؤ مرجان تیز رفتار نے تھوڑے سے دانے ولایتی انار کے بیہوشی آغشتہ
شاہزادۂ عالم کو کھلا دیے کہ ساتھ کھانے کے شاہزادہ بدیع الزمان بیہوش ہو گیا اور اسنے جوانمرد قصاب
سے کہا کہ یوں تو شاہزادۂ عالم تہ خانے میں تشریف رکھتے ہیں مگر اسوقت ازرق شب گرد حرامی کوتوال کے
دوڑ لیکے آنے کا حال سُنکے کبھی روپوش نہوتے بلاشک وشبہ نوبت رزم وپیکار کی ہوتی لہٰذا اب تم تو شاہزادۂ
عالم کو تہ خانے میں لیجا کے پلنگ پر لٹا دو وہ تہ خانہ ہے کہ جس سے کسی کو معلوم نہوگا ازرق حرامزادہ خانہ تلاشی
لے کے اپنا سر پٹک کے چلا جائیگا میں ازرق کی ماں کی لاش لیے جاتا ہوں جوانمرد قصاب نے جھٹ پٹ
ازرق کی ماں کو گڑھے میں سے خود نکال کے مرجان تیز رفتار کے حوالے کیا اور ایک بھینسا ذبح کرکے وہاں
گاڑ دیا اور شاہزادۂ عالم کو اُسی حالت بیہوشی میں تہ خانے میں لیجا کے پلنگ پر لٹا کے باہر نکل آیا اُس
عرصہ میں ازرق شب گرد حرامی دوڑ لیکے جوانمرد قصاب کی دکان کے قریب پہونچا اور جوانمرد
قصاب کو دیکھ کے پکارا باش او بد ذات تیری کیا یہی اصل اور حقیقت تھی کہ تونے بدیع الزمان ایسے قیدی کو
دشمن خدا اور برگزیدہ حضرت لات باختر لقا اور مغضوب بارگاہ شہنشہ سپہر گنجاب بن گنجور ملک حیران دیوکش کو
اور ایسے مجرم و خونی نادیدہ خدا کے پرستار کو اپنے گھر میں چھپا رکھا ہے اور آج تک سرکار میں آکے اظہار
نہیں کیا بس دکان پر تو آ کے ناحق بیٹھا ہے سلطنت قہرمان عجمی کی چھین لے اور بادشاہ بن کے
حکمرانی کیوں نہیں کرتا جوانمرد قصاب نے جواب دیا کہ اے کوتوال صاحب تم کو خداوند لقا نے بزرگی
دی شہنشاہ قہرمان عجمی نے تمہیں عادل اور منصف جان کے کوتوال شہر کیا ہے تم کو شایان نہیں کہ ایسے
کلمے اور کلام دروغ بے فروغ اپنی زبان پر لاؤ ازرق شب گرد حرامی جواب باصواب جوانمرد
قصاب کا سُنکے اور زیادہ تر آزردہ ہوا اور شدت غیظ سے دوڑ کر ایک طمانچہ جوانمرد
قصاب کے کلے پر مارا کہ تمام خون منہ میں اُس مومن پاک جوانمرد قصاب کے بھر آیا مگر چونکہ
جوانمرد قصاب کی بڑی عزت اور توقیر اس شہر میں ہے اور جتنے امیر وزیر روساے ملک مجمع میں

سب جوانمرد قصاب کی آبرو کرتے ہیں اور ظاہر ہے قہرمان عجمی سے اور جوانمرد قصاب سے بدرجہ نہایت تپاک اور بڑی دوستی اور ملاقات ہی قہرمان عجمی بادشاہ ہر سال میں دو تین دو شالے رومالی بطور سوغاتی کے جوانمرد قصاب کو بھیج دیتا ہی چاروں طرف سے جتنے دوکاندار چوک کے تھے سب ہان ہان کرکے دوڑے اور بلوہ کرکے دوڑ پڑے ارزق شب گرد حرامی سے گفتگو ثبوت جرم کی کرنے لگے اور علاوہ اسکے ارزق شب گرد حرامی بھی زیادہ حوصلہ اور دیدہ و دانائی کا نہ رکھتا فقط جوانمرد قصاب کو گھیرے ہوے اپنے ہمراہ لیے قہرمان عجمی کی بارگاہ میں آیا قہرمان عجمی نے ارزق شب گرد حرامی سے پوچھا کہ ہم نے تو تمسے ممانعت کردی تھی کہ خبردار اور زنہار ہرچند اب کبھی جوانمرد قصاب سے تعرض نہ کرنا یہ کیا باعث کہ تو اسے گرفتار کر لایا ہی مجرم تونے اسپر جرم ثبوت کیا بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک کا سراغ اسکے گھر میں تجھے ملا ہی بیان کر ارزق شب گرد حرامی نے عرض کی کہ ای شہریار بدیع الزمان اور ملکہ عالم اور چالیسوں خواصیں اور مرجان تیز رفتار عیار سب کو اسنے اپنے گھر میں چھپا کے ٹھہرا رکھا ہی قہرمان عجمی نے کہا کہ تو تو خانہ تلاشی اسکی روز اول لے آیا ہی پھر کس دلیل سے تو کہتا ہی کہ بدیع الزمان اور ملکہ سب اسی کے گھر میں چھپے بیٹھے ہیں ارزق شب گرد حرامی نے عرض کیا کہ اسکی لونڈی نے مجھسے آکے سارا حال کہا ہی جوانمرد قصاب نے کہا کہ ای شہریار اشعار

ای عدالت گستر و عالم پناہ و داد گستر	اس زمانے میں کرے گی تیری عدالت کی نظیر	شمع کا شعلہ پتنگے کو جلا سکتا نہیں
جسکے شہرہ معدلت کا تیری ہو شہرہ بجا	تا زمانہ ہو نسیم صبح کو موج سموم	غنچہ تصویر کا گر ہوئے پیدا نہیں تھا
نام لیتی جس شہر میں حفظ و حمایت کا تری	دست خوبان میں نہ ہو سرخی سے رنگ حنا	وہ لونڈی غلام کی بڑی علاسہ اور

فاحشہ ہی اسکو یہ آرزو تھی کہ مجھے اپنی جورو بنالے سو غلام کو منظور نہوا اس بات سے وہ مجھسے جل بھن گئی ہی اور اسنے یہ افترا اور تہمت مجھپر کے سرکار میں اظہار کیا کہ بدیع الزمان اسکے گھر میں ہی غلام بدیع الزمان کے نام سے بھی واقف نہیں ارزق شب گرد حرامی نے کہا کہ شہریار اس جوانمرد قصاب نے ان سب کو کہیں چھپا دیا ہوگا اب غلام پھر جاکے اسکی خانہ تلاشی لے اگر بدیع الزمان اسکے گھر میں نہ نکلے تو جو سزا چاہے مجھے دیجیے گا قہرمان عجمی نے کہا کہ آخر تجھسے سوا اس لونڈی کے کہنے کے کہ وہ اس سے باغی ہی اور دشمن ہوگئی تھی پھر مصرع باطل است آنچہ مدعی گوید۔ اس مادر و بیوہ چھوکری کی بات کا کیا اعتبار اور کسی سے تحقیق اور تصدیق کرکے کہا کہ اسکے گھر میں بدیع الزمان ہی جو تو پھر اسکی حرمت کھونے کو تلاشی لینے کہتا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ تجھے اس لونڈی کی خاطر سے غرض اسکے ساتھ عداوت پڑ گئی ہی ارزق شب گرد حرامی نے اپنا منہ دونوں ہاتھوں سے پیٹ کر کہا کہ شہریار میں خانہ تلاشی اسواسطے لیتا ہوں کہ میری ماں نے اسکے گھر میں جاکے بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک وغیرہ کو چھپے دیکھا اور جان عیار حضور ابھی جاتا تھا اور میری ماں دیکھکے میرے پاس خبر پہنچانے کو آتی تھی اس وقت سے شاید یہ جانتا تھا اسنے میری ماں کو پکڑ کے اپنے گھر میں ذبح کر ڈالا اور صحن میں گاڑ دیا ہی ای شہریار تو عادل اور منصف ہی چشم عدالت دیکھا اور بار راہ نصفت اور راست کے فرما کہ چور خونی کوئی بھی بے سیاست اعتبار جرم کا کرتا ہی اگر میری ماں کی لاش اسکے مکان کے صحن میں گڑی ہوئی نکلے تو غلام کی بات سچ ہی یا نہیں اگر ہی پھر تو ضرور بدیع الزمان اور ملکہ کے مقدمہ میں کیا ز... قہرمان عجمی نے کہا کہ لا شک و لا ریب اگر تیری ماں کی لاش اسکے گھر میں گڑی نکلے تو بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک بھی اسی کے گھر میں ہیں اگر گھر میں نہونگے تو اور کہیں اسنے چھپا کے ٹھہرا رکھا ہوگا

جوانمرد قصاب نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ اے شہریار جہاں غلام کے اور اسکے درمیان میں اگر
کہ پیشگاہ معدلت دستگاہ خاقانی سے ایک امین بھی اسکے ساتھ مقرر ہو کے غلام کی خانہ تلاشی لے اور جہاں جہاں اسکا
جی چاہے زمین کو کھدوا کے دیکھے اگر اسکی ماں کی لاش کہیں مدفون ہو تو غلام مجرم اور گنہگار ہے حضور یقین جانیں
کہ غلام کے گھر میں شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ وغیرہ بھی نہیں ہیں اور اگر اسکی ماں کی لاش نہ نکلی تو اُسکے
لیے کیا سزا تجویز کی جائے قہرمان عجمی نے کہا کہ اے ازرق تجھ سے عقل گئے بیان کی تھی کہ تیری ماں کو جوانمرد قصاب
نے مار کے اپنے گھر میں گاڑ دیا ہے ازرق شب گرد حرامی نے کہا اسکی لونڈی قسم کھاتی ہے جوانمرد قصاب
نے کہا واہ واہ یہ تو خوب بات ہوئی وہ چھوکری تو میری دشمن ہے اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ میں نے نجھر
نذر مانی تھی سو ایک بھینسا ذبح کرکے میں نے صحن مکان میں دفن کر دیا ہے اس فاحشہ نے یہ جوڑ جیڑ باندھا اے شہریار
پر بہتر اور صلاح دولت اور مقتضائے عدالت اب یہی ہے کہ کوتوال صاحب اب پھر چل کے میرے گھر کی خانہ تلاشی
لیں قہرمان عجمی ناچار بخیال اس اندیشے کہ مقدمہ نازک بینی کے گھر ہو گیا ہے اور بدیع الزمان ایسے قیدی
مجرم دشمن خداوند لقا کا ہے سوا اسکے اگر بدیع الزمان کو میں اپنا قابو گرفتار کرکے بحضور خداوند لقا
خدائے ہجدہ ہزار ملک باختر کے لیجاؤنگا تو وہ پیغمبری کا ملے گا شاید جوانمرد قصاب نے اپنے گھر میں بدیع الزمان
اور ملکہ کو نہ رکھا ہو اور کہیں یار آشنا کے گھر میں جا کے چھپا دیا ہو اور ازرق شب گرد حرامی کا کہنا
صادق القول اور سچا ہو تو پھر سوائے ندامت اور کف افسوس ملنے کے ہاتھ میں کچھ نہ رہے گا غرض یہ سوچ کے
قہرمان عجمی نے کہا اچھا کیا مضائقہ ایک امین ہمارے کسی معتمد بارگاہ نشین کو ساتھ لیجا کے جوانمرد قصاب
کے گھر کے سب مکان اور حجرے تہ خانے اور بالاخانے دیکھو اور جوانمرد قصاب کو حکم دیا کہ تا تحقیقات کیا جی
حوالات میں رہے چنانچہ حسب الحکم قہرمان عجمی کے ایک امین ہمراہ ازرق شب گرد حرامی کے ہوا اور ازرق
شب گرد حرامی اسکو ہمراہ لیے ہوئے پانچ سات ہزار پیادے بردار اور چپراسی اور نقیب بار اور ترپیے اور
نرسنگھا بجانے والے اور بیلدار بھی ہمراہ لیکے اُس لونڈی کو ہمراہ لے کر جوانمرد قصاب کے مکان پر گیا اور
جوانمرد قصاب کے زنانے مکان میں پہنچ کے بعد خانہ تلاشی کے اس لونڈی سے پوچھا کہ ٹھیک ٹھیک وہ
جگہ بتلا دے جہاں جوانمرد قصاب نے میری ماں کو ذبح کرکے دفن کر دیا ہے اس لونڈی نے کہا کہ یہاں
مدفون ہے ازرق شب گرد حرامی نے بیلداروں سے وہاں کی زمین کھدوائی تو دیکھا کہ کوئی عورت نہیں ہے مگر
ہاں ایک بھینسا ذبح کیا ہوا وہاں گڑا ہے وہ امین اور ازرق شب گرد حرامی اور تمام پیادے اور نقیب باز
وغیرہ جو لوگ تھے سب کے سب کیسے ذلیل اور خفیف ہو کر محو حیرت ہو گئے بعضے ہنستے تھے اور بعض منہ پر ملا ازرق شب گرد
حرامی پر ہنستے تھے مگر ازرق شب گرد حرامی کو یقین کامل تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان لاشک و لاریب
جوانمرد قصاب کے گھر میں ہے اور اگر اس نے اپنے گھر میں نہیں رکھا تو کہیں اور کسی آشنا دوست یگانے
خویش و اقارب کے گھر میں لیجا کے چھپا دیا ہے چار و ناچار وہاں سے پھرا وقت مراجعت اثنائے راہ میں وہ دونوں بیٹے
جوانمرد قصاب کے مکتب میں پڑھنے کے پاس جو پڑھنے جاتے تھے وہاں سے رخصت لے کے روٹی کھانے
کو اپنے گھر کو آتے تھے پیادوں نے جو دیکھا تو پہچانا کہ جوانمرد قصاب کے یہ دونوں بیٹے ہیں تیس وہ دونوں
ان دونوں بیچارے معصوم بچوں کو پکڑ لیا دونوں لڑکے دونوں کی زد سے تڑپنے اور چلانے لگے روتے ہوئے کشاں
کشاں ازرق شب گرد حرامی کے پاس لائے اور وہ دونوں بچے تلملا تلملا کے روتے تھے اور ... تے تھے

ننھے دونوں ہاتھ باندھ کے کہتے تھے کہ ہم تو مولوی صاحب کے پاس پڑھنے کو گئے تھے ہم نے تمہاری کیا تقصیر کی ہے تم
اب ہمیں نہ مارو ہمارے بابا جان کے پاس ہم کو پہونچا دو ہم تو کھانا کھانے کو جاتے تھے ہم نے کوئی شوخی کوئی قصور
کسی کا نہیں کیا مگر وہ سنگ دل کفار جفا دے نابکار مطلق ترس اور رحم اُن پر نہیں کرتے تھے ازرق نے اُن
دونوں کو دیکھکر کہا کہ انکو میرے ساتھ لیے ہوئے قہرمان عجمی کی بارگاہ میں لے چلو غرض یہ کہ ازرق حرامی
اُن دونوں لڑکوں کو لیے ہوئے قہرمان عجمی کی بارگاہ میں آیا اور قہرمان عجمی سے عرض کیا کہ یہی شخص یار
جوانمرد قصاب نے بدیع الزمان اور ملکہ عالم کو اپنے مکان میں چھپا رکھا ہے اور آپ سے خائف و ترسان
ہو کر شاید کہیں اور چھپا کے شہزادے کو رکھا ہے زبانت شوم یہ جوانمرد قصاب بڑا [illegible] غرض فولاد کا کلیجا سخت
جان ہے یہ بدون تعزیر کسی طرح سے اقبال نہیں کرے گا اگر خانہ زاد کی عرض مقبول ہو تو حضور ملاحظہ فرمائیں کہ
اسی وقت حضور کے سامنے یہ ابھی اپنے منھ سے قبول دیتا ہے اور بتلائے دیتا ہے کہ [illegible] جگہ پر بدیع الزمان
اور ملکہ عالم کو چھپا کے بٹھلا دیا ہے قہرمان عجمی نے بخیال اسکے کہ میری بیٹی گم ہو گئی ہے اور اسکا قدر کچھ نہیں کرتا اور
یہ کوتوال شہر کا ہے اگر اسکا کہنا نہیں مانتا تو بہت بڑی رسوائی اور ذلت کا سامنا ہے بقول شخصے کہ مشکل دگر
نگوئیم مشکل آخر یہ خیال کر کے چاروناچار مجبور ہو کے حکم دیا کہ تو مختار ہے جس طرح سے چاہے تحقیق کر بس اتنا
قہرمان عجمی کا کہنا تھا کہ ازرق شب گرد حرامی نے جھٹ پٹ جوانمرد قصاب کو اُسی بارگاہ میں قہرمان عجمی
کے سامنے ایک ستون سے باندھکر کھڑا کر دیا اور کوڑے پکڑ کے اس درجہ کوڑے جوانمرد قصاب کو مارے کہ
تمام جسم اُس مومن کا پاش پاش ہو گیا اور چھینٹیں خون کی ہر تازیانے کے ساتھ اڑتی تھیں اور تڑپتے تڑپتے
بیہوش ہو ہو جاتا تھا اور غش پر غش آتا تھا مگر کیا امکان کہ کوئی کلمہ جوانمرد قصاب نے اپنے منھ سے نکالا ہو
بجز صبر و شکر کے ورد یا یہی کہیں بے ساختہ کہتا تھا کہ اے شہنشاہ عادل قہرمان عجمی اور اے ازرق
شب گرد حرامی اگر آپ ایک ایک بوٹی میرے بدن کی نوچیں اور ذرہ ذرہ پر نمک مرچ چھڑک دیں
اور جس عذاب سے چاہیں مجھے قتل کریں واللہ میں نہیں جانتا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک
کہاں ہیں القصہ جب ازرق شب گرد حرامی کا مارتے مارتے ہاتھ شل ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ
جوانمرد قصاب کسی صورت سے اقبال نہیں کرتا اب اسی ولدالزنا نطفہ شیطان ازرق شب گرد
حرامی علیہ اللعن نے اُن دونوں معصوم بچوں کو جوانمرد قصاب کے سامنے لا کے کہا کہ جوانمرد قصاب
ابھی کچھ نہیں گیا ہے اب بھی تو بتلا دے ورنہ دیکھ میں تیرے ان دونوں بیٹوں کو بھی عذاب الیم کے
شکنجہ میں رکھ کے مارے ڈالتا ہوں ملاحظہ فرمائیں دونوں معصوم بچوں کو جو دیکھا تو بھولی بھولی صورتیں
دونوں کی زلفوں میں کنگھی کی ہوئی خوشبودار تیل پڑا ہوا مگر خاک میں ملی ہوئی اور ایک ایک طمانچے میں تمتمایا ہوا
اور زلفیں بکھری ہوئیں طمانچوں سے دونوں کے نازک نازک گال لال لال اور [illegible] سے پھٹ پھٹ گئے ہیں
منھ سے لہو بہتا ہے تمام جسم نازک پر چھڑیوں اور لکڑیوں کی تمام برتیں پڑی ہوئی ہیں زخموں سے خون جاری
گلابی تنزیب کی شبنم کے کرتے پرزے پرزے دھجیاں اڑے ہوئے پہنے ہیں دونوں ننگے پیر میں ہوئے
تلووں میں شیشے چینی کے ٹکڑے چبھے ہوئے روتے تلملاتے توبہ کرتے ہیں [illegible] دونوں اپنے باپ
جوانمرد قصاب کو دیکھکر ابا باپ اور جان جی بابا کہکر گلے لگ کے رو رو کے کہنے لگے [illegible] ہیں آپ کے
سر اقدس کی قسم کھا کے کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی قصور نہیں کیا ہے بے گناہ بے تقصیر ہم کو بھوکا پیاسا لائے ہیں

ہم تو مولوی جی کے پاس سبق پڑھنے کو گئے تھے سو کتب سے سبق پڑھ کے روٹی کھانے کو جاتے تھے
کسی نے ہم سے کچھ کہا نہ گالی دی نہ کسی لڑکے سے ہم لڑے ہیں بابا جان یہ ہم کو مارے ڈالتے ہیں خدا کے واسطے
بچا لو جوانمرد قصاب نے اپنے دونوں لخت جان و جگر قرۃ العین نور بصر کو جو اس طرح تڑپتے اور روتے اور
بے جرم و خطا اس عذاب الیم میں مبتلائے بلا دیکھا تو مضطرب تھا کہ ستون سے اپنا سر دے مارے لیکن خوب جا
ضبط کرکے کہا کہ ای فرزندو راضی برضا رہو یہی تمہاری قسمت کا شریک نہیں اور ادھر ارزق شب گرد
حرامی اور دو چار طمانچے زور زور سے انکو مار کے پہلے بڑے بیٹے کو جوانمرد قصاب کے بال کھینچتا شکنجے کے
پاس لایا اور جوانمرد قصاب کو دکھلا کے کہا کہ او قصاب بچے اب بھی بتلا دے کہ بدیع الزمان کہاں ہے
ورنہ دیکھ کہ تیرے بیٹے کو میں شکنجے میں کھینچتا ہوں جوانمرد نے اپنا کلیجہ فولاد کا بنا کے جواب دیا کہ ای
ارزق شب گرد حرامی اتنے کوڑے مجھے مارے ہیں کچھ پتھر کا یا فولاد کا جسم نہیں رکھتا تھا جو مجھے ایذا اور
درد نہ ہوا ہوگا مگر یہ مقدمہ اولاد کا بہت نازک ہوتا ہے اگر تمام عمر میں نے پھول کی چھڑی نہیں ماری سو تو نے
یہ حال ان دونوں کا کیا ہے اور شکنجہ میں کھینچتا ہے اور میرے لخت جگر و پارہ جان تلملاتے اور بلکتے روتے ہیں یہ ظلم
میری روح پر ہوگا یا نہ ہوگا اگر بدیع الزمان کو میں نے اپنے گھر میں چھپا رکھا ہوتا یا میری دانست میں اور کہیں
ہوتا تو کیونکر نہ بتلا دیتا ہے مگر میں بدیع الزمان نہیں ہوں نہ مجھے معلوم کہ بدیع الزمان کون شخص ہے یوں ازراہ
ظلم جو تیرے جی میں آئے وہ میرے ساتھ کرے مگر انصاف شرط ہے اگر تقصیروار اور گنہگار اور مجرم اور عاصی اور
خطاوار تیرا ہوں تو میں حاضر ہوں جو تعزیر تجھے دینا منظور ہو یا قتل میرا اگر تجھے فرض ہو تو مجھے تعذیر دے مجھے قتل کر
ان بیچاروں بیجرم و خطا معصوم مظلوموں نے تیرا کیا نقصان اور تقصیر کی ہے انکے حال پر رحم کر ترس کھا اپنے
خدا کو مان واسطے اپنے دین و آئین کے ان دونوں کے خون ناحق سے درگذر ارزق حرامی علیہ اللعن نے
کچھ مطلق داد و فریاد جوانمرد قصاب کی نہ سنی اور بڑے بیٹے کو جوانمرد کے شکنجے کے برابر بٹھلا کے چاہا کہ
شکنجے میں رکھے ایک مرتبہ چھوٹا بھائی سسکتا تڑپ تڑپ کے پکارتا ہے کہا کہ تلملا تلملا کے اپنے ننھے ننھے دونوں
ہاتھ باندھ کے رو رو کے واسطے لقا اور گنجاب کے دہائی دے کے کہتا تھا کہ کوتوال صاحب صدقہ اپنا کے میرے
بھائی کو نہ مارو چھوڑ دو اسکے بدلے بلا سے مجھی کو شکنجے میں لٹکا کے کھینچو اور مار ڈالو کبھی جوانمرد کی طرف بلبور بسور
کے رو رو کے پکار پکار کے کہتا تھا کہ ابا جان جلد دوڑو دیکھو میرے بڑے بھائی کو یہ سپاہی مل کے بیکسنا
مارے ڈالتے ہیں کبھی چیخ چیخ کے روتے روتے غش کھا کے گر پڑتا تھا اور سنبھل کے حالت بیکسی اور یاس میں
کہتا تھا کہ ہائے ہائے میری اماں جان آج اگر جیتی ہوتیں تو ہم دونوں پر یہ ظلم ہونے پاتا وہ ہم کو آکے بچا لیتیں
کبھی بدحواس ہو کے اس ناخستہ علیہ اللعن لونڈی کا نام لے لے کے پکارتا تھا کہ ہائے انا تو بھی کہیں چلی گئی ارے دوڑ
میرے بھائی کو سب بے قصور مارتے ہیں اور شکنجے میں کھینچنے کو لیے جاتے ہیں ادھر چھوٹا بھائی اسکا ہر چند
ہاتھ پاؤں اپنے ویسے مارتا تھا واویلا و فریاد کرتا تھا توبہ توبہ پکارتا تھا اور رو رو کے کہتا تھا اب
تقصیر ہوئی اب مجھے نہ مارو میری زلفوں کے بال نہ کھینچو بابا جان دہائی ہے یہ سب مل کے مجھے مارے ڈالے لیتے
کبھی ناامید ہو کے آسمان کی طرف دیکھتا اور چیخیں مار مار کے روتا یہ کہتا ہوا کہ ہائے میری اماں جان بھی اسوقت
نہیں ہیں جو مجھے بچا لیتیں اب میں کس سے کہوں مگر توبہ استغفار بھی ولد الزنا ارزق حرامی علیہ اللعن و العذاب
نے مطلق کچھ اسکی داد و فریاد بیکسی سے یتیمی ہونے کا خیال نہ کیا اور جھٹ پٹ لے کے اُسے شکنجے میں دبا دیا

اور دو اُسکی گھونٹی کو رکھ کے چرخ دیا تو ہائے ہائے سلطان اُس جگہ سے بس معصوم مظلوم کی روح کے جوہر [illegible] بعد دونوں اُسکی
آنکھیں نکل پڑیں جانا روح کا جسم عنصری سے پرواز کر کے سیاح گلزار جنان ہو گیا لاش اس ننھے معصوم کی پھڑک پھڑک کر رہ گئی
ارزق شب گرد حرامی نے لاش اُس لڑکے کی شکنجہ میں سے نکال کے علیحدہ ڈال دی اور دوسرے بیٹے کو جوانمرد کے
زلفیں پکڑ کے لے چلا اور با آواز بلند کہنے لگا کہ ای جوانمرد اب بھی بتلا دے کہ بدیع الزمان کو تو نے کہاں [illegible]
چھپایا ہی ورنہ دیکھ لے کہ میں اس تیرے دوسرے بیٹے کو بھی مارے ڈالتا ہون جوانمرد دیکھنے کی صورت بحیرت تصویر
بدیوار خود رفتہ ہوش خاموش کھڑا دریا دریا اشک چشم خونفشان سے بہا کے اپنے دل میں کہتا تھا کہ ای جوانمرد کل نفس
ذائقة الموت قطعہ رہ و رسم دنیا تغیر ذا ہی + فنا میں بقا ہی بقا میں فنا ہی + یہ جاوہ [illegible]
آنکہ تب پھر خدا ہی خدا ہی + حق یہ ہی کہ انجام کار آخر ایک دن اللہ باقی و من کل فانی ہونا برحق ہی [illegible]
مستعار اور زندگی ناپائدار کی توقع پر میں جو اپنے ایمان اور وضع میں فرق لاؤن تو کیا فرد مصرعہ صد [illegible]
دلبند صد لاکھ میری جانیں اور کروڑ ایسے اپنے فرزند لخت جگر و پارہ ہائے دل امیرزادہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ عالی
نامدار کے صدقے اور قربان ہو جائیں تب بھی زبان میں میری بدنامی کا لگے اور [illegible] جو میری
زبان سے افشائے راز ہو جائے حاشا مجھ سے کبھی نہو کہ میں [illegible]
بدیع الزمان میرے گھر میں مخفی ہیں اگر حیات اسکی ہی تو کر [illegible] ارزق [illegible]
رمال کی طرح اسکا بھی وعدہ پورا ہو چکا ہی تو میرے لوگ کہانے [illegible] ایمان کھونے اور کہدینے سے [illegible]
کچھ فائدہ نہیں کس لیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان نو دولادہ [illegible] گلزار [illegible] صاحب اقبال [illegible]
وحدہ اقبال میں ممکن نہیں دشمن سے رنج بہ مستقل ہو زوال جبتک آب ہی اسکی [illegible] کوچک باختر میں
آگئے اس ستم صولت شاہزادہ دولاوجت نے بجلدی [illegible] کارنمایان کیے [illegible] ذات اسکے
سامنے آگئے اور کہدروں بکفار یعنی اعدائے بیدین اور [illegible] عداوت قلبی [illegible] میں اور چاہتے ہیں کہ
حتی المقدور اپنے اسکو زندہ و سالم نہ چھوڑیں مگر تائید رب اور قضائے ایزدی [illegible]
میں نے اپنا دونوں جہان میں کا [illegible] کلمہ افشائے راز کا اسکے [illegible]
کہ الٰہی خالق جز و کل خدائے عزوجل کی ہر شئ پر قادر اور قدیر سمیع و بصیر ہی [illegible] کہ ارزق حرامی [illegible]
قہرمان مجھی کی [illegible] تو پھر سوخت میں نہ دنیا کا رہا نہ دین کا اس سے بہتر یہی ہی کہ راضی برضا اور آمادہ قضا
وقت آخر بھی یاد الٰہی میں مشغول رہون اور تو مصرعہ [illegible] زندگی [illegible] + میرے واسطے [illegible]
کہ تحمل ایسے سانحوں کا میں ہو نہیں سکتا پس جوانمرد قصاب نے [illegible] اپنے دل کو [illegible] کر کے جواب دیا
کہ او علیہ اللعن ارزق حرامی اگر بدیع الزمان کے حال سے مجھے واقفیت [illegible] ہوتی تو میں تیرے ہاتھ سے
اس درجہ بے غیرت نہوتا ایک بیٹے کو اپنے سامنے قتل نہونے دیتا [illegible] بدیع الزمان فلاں جا پر ہی پھر
بار بار تو مجھ سے کیا پوچھتا ہی جس طرح سے او ظالم تو نے اس معصوم بیٹے کو میرے بیگناہ اور بے قصور اس شکنجہ میں
رکھ کے مار ڈالا ہی اسکے حق میں بھی جو تجھ سے ہو سکے کوتاہی نہ کر [illegible] زیادہ تو ظلم مجھ پر کیا کرے گا ارے دنیا جہان
میں میرے فرزندوں کے خون ناحق کی بازپرس اور [illegible] حاکم عادل اکبر کے سامنے ہو رہے گا میں عاجز
اور مجبور ہون اور سوائے صبر و شکر کے اور کچھ نہیں کر سکتا ارزق حرامی علیہ اللعن نے گفتگو پر جوانمرد قصاب
کی نہ خیال کیا اور نہ مطلق اُس دوسرے معصوم بچے کی داد فریاد و [illegible] وا ویلا کو سُنا

بے ساختہ اُس ولدالزنا نے دوسرے بیٹے کو بھی جوانمرد کے شکنجہ میں رکھکے مدرجۂ شہادت پہونچایا اُسوقت لاشہ
بیٹے کا دیکھکر آنسو تو البتہ جوش پدری سے آنکھوں سے جوانمرد قصاب کی بہتے ہوے دامن پر ٹپکتے تھے اور
دل مسلتا تھا کلیجا ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا مگر کیا امکان کہ زبان پر نام بدیع الزمان کا لاوے اور ہر دم یہی اپنے
جی میں کہتا تھا کہ الحمد للہ سبب مفاخرت کونین میری کہ یہ میرے دونوں فرزند نام پر شاہزادۂ بدیع الزمان کے
تصدق اور نثار ہوگئے۔ القصہ جوان ناچند دیکھے جب ازرق شب گرد حرامی نے دونوں فرزندوں کو اُس مومن
کے یعنی جوانمرد قصاب کے شکنجہ میں رکھکے مارڈالا اور پھر بیٹا اور سراغ بدیع الزمان کا نہ معلوم ہوا
اور جوانمرد قصاب نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے گھر میں رکھنے کا مطلق اقرار اور اقبال نکیا اُسوقت
قاہرین قہرمان عجمی نے نہایت درہم برہم ہوکر ازرق حرامی کو گالیاں دیں اور حکم دیا کہ اس بدذات
ازرق حرامی کو روسیاہ کرکے تشہیر کردنگا جوانمرد قصاب نے عرض کی کہ اے قہرمان عجمی ازرق حرامی نے
[illegible] درد رخصت کرکے میرے دونوں بیٹوں کو مارڈالا ہے اگر شہنشاہ عالم غلام کو بعہدۂ
[illegible] دکریں اور خلعت سرفرازی کا مجھے سرکار سے عطا ہو کہ تمام شہر میں میرا حکم جاری ہو جاے
[illegible] ان اور عنبر یاقوت ملک کو بھی اُسکی خواہشوں کے تلاش کرکے حاضر کردے اور اگر بدیع الزمان
[illegible] ہوگا تو ہم اُسے چلکے ڈھونڈھ لاوینگے قہرمان عجمی نے فرمایا کہ اچھا کیا مضایقہ
[illegible] نے جوانمرد قصاب کی شکلیں کھلوادیں اور داروغہ خلعت خانہ نے خلعت لاکے حاضر کیا قہرمان
عجمی نے [illegible] خلعت کرکے حکم دیا کہ اب تو جاکے جہاں سراغ بدیع الزمان کا تجھے ملے مجھے اطلاع کر
جوانمرد قصاب قہرمان عجمی سے رخصت ہوکے اپنے گھر کو چلنے لگا اس عرصہ میں سامنے سے وہ لونڈی نظر آئی
جوانمرد کو ملبس بخلعت دیکھکے چاہتی تھی کہ خوف جان سے بھاگے جوانمرد نے اُسے اپنے پاس علحدہ بلاکے کہا کہ او کمبخت
تونے یہ کیا بیوقوفی کی ایسی نمک حرامی کوئی بھی اپنے مالک سے کرتا ہے مجھے تو خود منظور تھا کہ میں تجھے اپنے عقد میں لاؤنگا
مگر منتظر وقت کا تھا خیر جو تقدیر میں لکھا تھا وہ ظہور میں آیا اب میری کیا خطا ہے اب تو ایک کام کر کہ میں بھی قہرمان عجمی
کے پاس پہونچے چلتا ہوں تو یہ کہدینا کہ مجھے ازرق حرامی نے بہکاکے سمجھایا تھا کہ میری عزت اور جان قہرمان عجمی بادشاہ
بدیع الزمان کے نہ ملنے سے نہیں چھوڑتا میں کہاں سراغ بدیع الزمان کا لگاؤں تو جوانمرد کے گھر کی قدیم چھوکری
ہے تو یہی بات بادشاہ کے سامنے چلکے اگر کہدے کہ جوانمرد کے گھر میں بدیع الزمان اور ملکۂ عالم ہیں تو ایک جیلہ
معقول میرے ہاتھ آجائیگا اور تجھے دوچار روز کی مہلت مل جائیگی پھر جہاں کہیں سراغ اور پتا بدیع الزمان
کا مجھے ملیگا تو میں سمجھونگا اور تجکو اپنی بی بی بناکے گھربار کا مالک و مختار کردونگا اس فریب میں آکے میں نے
اپنے مالک جوانمرد قصاب پر تہمت لی تھی لونڈی نے اپنے جی میں یہ سمجھے کہ اب جوانمرد قصاب اس شہر کا
کوتوال ہوگیا اور بادشاہ نے خلعت سرفرازی کا دیا ازرق حرامی نالایق بڑا بدنصیب اور عہدہ و ذوالفقار کے قہر
میں گرفتار ہے جو مرسکا ازرق کی ماں کو میں نے اپنی آنکھوں سے ذبح کرتے اور گاڑتے دیکھا اور خداوند تعالیٰ
نے اُسکو جیسا بنایا میں بھی جھوٹی ہوئی اور ازرق حرامی بھی جھوٹا ہوا بھلا اب میں اگر جوانمرد کا کہنا
نہیں مانتی تو یہ مجھے اپنی بی بی کبھی نہ بنائیگا بلکہ اس جرم کے بدلے مجھے مروا ڈالیگا یا قیدخانہ میں ڈلوا دیگا
تیری بہتر دوستی میرا بھی مجھے والا کون ہے اس سے یہی بہتر ہے جو بادشاہ کے سامنے کہدوں کہ میں نے اپنے
مالک پر تہمت لی تھی بدیع الزمان اسکے گھر میں نہیں ہے غرض وہ لونڈی پھر جوانمرد قصاب کے ہمراہ

قہرمان عجمی بادشاہ شہر کی بارگاہ میں گئی اور عرض اظہار کیا کہ اے شہریار میں نے ارزق شب گرد حرامی کو توال
کے دو غلاموں نے اپنے مالک جوانمرد قصاب پر جس جہت تہمت لی تھی مجھ سے خطا ہوئی لونڈی امیدواری
بکمال مراحم عنایات خاقانی یہ قصور لونڈی کا معاف ہو جائے اور میرے مالک جوانمرد قصاب سے لونڈی کے
حق میں پر درشتی نہ ہو کہ یہ بھی لونڈی کا قصور معاف رہے قہرمان عجمی نے یہ حال زبانی اس لونڈی کے سنکے
ارزق شب گرد حرامی کو توال کو خوب سی گالیاں اور ذلت دے کے جوانمرد قصاب کے حوالے کیا اور
اس لونڈی کو بھی جوانمرد کے سپرد کیا بارے جوانمرد قصاب نے اپنے گھر واسطے لونڈی کو جان سے مار ڈالا
اور اپنے دونوں بیٹوں کی لاش کو دفن کر کے آہ ... خانے کو کھولا اور شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت
کو فتیلہ رفع بیہوشی دلوا کے ہوش میں لایا اور عرض کی اے شہریار آج بہت آرام کیا اب حضور تہ خانے سے
برآمد ہو کے کچھ خاصہ تناول فرمائیں شاہزادہ عالم مع ملکہ یاقوت ملک اور تمام ملکہ کی خواصوں کے تہ خانہ
سے باہر نکلے چھوکریوں نے جوانمرد کی دسترخوان بچھا کے خاصہ چنا اور مرجان تیز رفتار ایک سمت کھڑا رومال
ہلا رہا تھا شاہزادہ عالم اور ملکہ یاقوت ملک اور سب خواصیں دسترخوان پر بیٹھ کے خاصہ کھانے کی فکر
میں تھیں کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان نے جوانمرد سے پوچھا آج ہم تمہارے دونوں بیٹوں کو نہیں
دیکھتے وہ کہاں ہیں بلاؤ جوانمرد صدمۂ دل کو چھپا گئے آنکھوں میں آنسو بھر کے دل کو خوب سا ضبط کیے
بادب کی ہنسی ہنس کے کہا شاہزادہ یہ تماشائی کتے تھا کہ یا آج کل سے بھی چھپی باگ کے نواسے روٹھے بالیں کھیلتے
پھرتے ہونگے شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ میں نے کل سے انکو نہیں دیکھا صاحب ذرا کسی کو بھیجو بلوا لینے ہیں
ایک انکی کھلائی کھڑی تھی وہ بیساختہ دھاڑیں مار مار کے رونے لگی شاہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا خیر باشد
بدبخت تو کیوں روتی ہے اس نے کہا شاہزادہ عالم دونوں صاحبزادے تو مارے گئے ارزق حرامی نے دونوں کو
پکڑ کے شکنجے میں کھینچا شاہزادہ عالی مقام نے یہ کلام اس کھلائی ماں کے سے ہاتھ اپنا کھانے سے کھینچ لیا اور جوانمرد
قصاب کی طرف دیکھا جوانمرد سے بھی ضبط نہ ہو سکا اور بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے رومال سے
آنسو پونچھ سر جھکا کے بیٹھا تھا شاہزادہ والا مرتبت نے پھر کہا کہ اے جوانمرد عند اللہ اس وقت مجھے خفقان کی
وہ شدت ہے کہ عنقریب ہے اپنا گریبان چاک کر کے چیخیں مارنے لگوں ہاں تو کہو آخر کیا ہے اور یہ کمبخت کیا
کہتی ہے ناچار ہو کے جوانمرد نے ساری سرگذشت بیان کی اور عرض کی اے شہریار یہ افتخار اور سعادت غلام
کی کہ دونوں خانہ زاد کیا اگر لاکھ ایسے ایسے بیٹے غلام کے حضور کے نام پر قربان ہوتے تب بھی غلام کے دل
میں ذرہ برابر رنج اور غم نہ ہوتا شاہزادہ بدیع الزمان نے نہایت تاسف کر کے فرمایا کہ اے جوانمرد تو نے بہت بُرا
کیا کہ مجھے بیہوش کر کے تہ خانے میں سُلا دیا اور بے جرم و خطا ان بیچارے معصوم اپنے بچوں کو تو نے قتل کروا یا
خیر اب میں ان دونوں بچوں کے خون کا قصاص لونگا اور قہرمان عجمی کو مار ڈالونگا جوانمرد قصاب
یہ کلام شاہزادہ عالی مقام کا سُنکے بہت پریشان ہوا اور حالت بیقراری کی اضطراب میں با چشم پر آب روکر
شاہزادہ عالی جناب کے قدموں پر گر پڑا اور بعجز و انکسار عرض کرنے لگا اے شہریار ارشد اللہ ایسی جسارت
نہ کیجیے گا قول شیخ سعدی شیرازی کا نہیں حضور نے سُنا شعر نہ ہر جا مرکب توان تاختن + کہ جا ہا سپر باید
انداختن + اول تو یہ ملک بیگانہ از مغرب تا مشرق کافرستان بستی کفار تیرہ روزگار کی دوم حضرت یکان و احد
و تنہا نہیاں آپ کا دوست نہ آشنا غریب الدیار غریب الوطن ہیں سوم یہ کہ ملکہ یاقوت ملک آپ کے دامن دولت

سے لپٹی ہوئی ہیں آس صاحب عصمت پاکدامن جملہ شیخ عفت کا اسوقت عجیبی اور بیکسی میں ہو رہے فرقت وحدہ
لاشریک کے یا آپ کے کون ہے قہرمان عجمی اور قاہر بن قہرمان اور طاہر بن قہرمان اور زاہر بن قہرمان وغیرہ
بھائی اور باپ اور سب عزیز اور بیگانے اور خویش و اقارب بلکہ ادنیٰ و اعلیٰ شاہ و گدا تمام کفار دیار اس شہر کے
تشنۂ خون اور دشمن جان و آبرو ہو گئے ہیں جس وقت کہ آپ کو بیدست و پا کرکے آمادہ رزم و پیکار ہوئے تو جنگ
دو سر دارد و بعد علم بالصواب یہ فلک غدار اور زمانہ ناہنجار کیا بازی تازہ بروئے کار لائے لو ہو قت ذرائع طلہ غلام
کو سوائے جان کھونے کے اور کیا بن پڑیگا اور گستاخی معاف ہو حضور وہ ہیں کہ وہ خون ناحق کسکی گردن پر ہوگا لہٰذا
غلام کی راے ناقص میں تو یہ سب سے اولیٰ تر ہے کہ حضور مع ملکہ یاقوت ملک اور انکی خواصوں کے اور
مرجان تیز رفتار کو ہمراہ لیے سمت چار باغ ملک حران تشریف لے چلیں غلام بھی ہمراہ رکاب ظفر انتساب حاضر
ہے اگر اثنائے راہ میں کوئی تعاقب کریگا اور منہ چڑھیگا تو سمجھ لینگے مرجان تیز رفتار نے بھی کہا اے شہریار عالم
جوانمرد قصاب جو عرض کرتا ہے غلام کے نزدیک بھی رائے احسن اور مصلحت وقت ہے کہ اب جسطرح سے ہو آپ
یہاں سے نکل چلیں شاہزادہ عالی شان نے فرمایا کہ اے جوانمرد و در ... ت کا مجھے خطرہ اور پس و پیش نہیں ہے مگر
ایک فقط ملکہ یاقوت ملک کی تنہائی و بیکسی اور بیوفسی کا صدمہ ہے لہٰذا خیر جو تمہاری سب کی صلاح ہے مجھے
بھی منظور ہے لاؤ گھوڑے سواری کو جوانمرد قصاب نے ایک مرکب شاہزادہ والا مناقب کا اور ایک
ملکہ یاقوت ملک کا اور چالیس گھوڑے خواصوں کے اور ایک ہموار اپنی سواری کا جھٹ پٹ تیار کرکے عرض
کی بسم اللہ کیجئے حضور سوار ہوں چنانچہ پہر رات گئے عمل میں وہ شہریار بلند مقدار یعنی شاہزادہ بدیع الزمان
نامدار مع ملکہ اور تمام خواصوں کے جوانمرد قصاب اور مرجان تیز رفتار کو ہمراہ لیے سوار ہوا اور بسم اللہ
کہکے جوانمرد کے گھر سے باہر نکلا جاتے جاتے جب کہ قریب دروازۂ شہر عجم کے پہونچے تو وہاں ایک پہلوان
مریخ کوہستانی نامے محافظ اس ناکہ کے دروازے کا تھا اُسنے دور سے پوچھا کہ کون آتا ہے اور اسوقت
دو پہر رات کو بغیر حکم قہرمان عجمی کے شہر سے باہر نکلنے کا تمہیں کسنے حکم دیا ہے سردار آگے قدم نہ بڑھانا یہ گفتگو
اسکی سنکے ابھی کسی نے جواب نہیں دیا تھا کہ جوانمرد قصاب اپنا گھوڑا آگے بڑھاکے برابر اسکے پہونچا اور کہا
کہ اے مریخ کوہستانی جان اور آگاہ باش کہ میں ہوں جوانمرد قصاب ہمرکاب ظفر انتساب شاہزادہ
بدیع الزمان عالی جناب کے اور ملکہ یاقوت ملک بیٹی قہرمان عجمی کی مع چالیس خواصوں کے اور مرجان تیز رفتار
لڑکا مالکہ گوہر ملک کا اگر تجھے جرأت اور حوصلہ ہو تو روک لے اور اگر تجھے طاقت تعرض کرنے اور روکنے کی نہیں ہے
تو جاکے قہرمان عجمی سے کہدینا کہ جوانمرد قصاب شاہزادہ عالی جناب کو لیکے شہر عجم سے نکل گیا مریخ کوہستانی نے کہا
باش اے جوانمرد اے تو نے بڑا غضب کیا کہ بدیع الزمان ضرور دشمن لقا خدا ... ہزار ملک باختر اور
برباد کنندہ و خراب کن جان و مال خیر پرسل کو مع ملکہ یاقوت ملک قہرمان عجمی کی بیٹی کے جسکی ناج کتے دونوں کے تلاش
اور سراغ رسانی میں ازرق شب گرد جاسی مورد صد گونہ آفات او مغضوب بارگاہ قہرمان عجمی ہے اس شہر سے نکالے لیے
لے چلا ہے بھلا میں تجھے زندہ اور سالم اپنے جیتے جی اسقدر نکل جانے دونگا یہ کہکے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھ کے برابر آ پہونچا
جوانمرد قصاب نے کھینچ تمام دو کے کمر پر اسکی تیغہ مارا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو گئے خاک و خون میں پڑ گئے تھا
اور جوانمرد نے دوڑکر دروازہ شہر کا کھول دیا شاہزادہ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار مع ملکہ یاقوت ملک
وغیرہ اور مرجان تیز رفتار سب کے سب باطمینان تمام دروازے کو طے کرکے جانب شہر سنجان مخاطب ہوئے

یہان دس بارہ [illegible] مرغ کو [illegible] ہمین ہم تو سوتے تھے کہ یہ مشیخے جاگتے ہی رہتے یہ مل
نے گھبرا گھبرا کے جو دیکھا تو لاشہ خون چکان مرغ کوہستانی کا خون مین غلطان خاک پر پڑا دیکھا خوف جان سے
نہایت تعجب کرنے اور [illegible] ہونے کا حوصلہ تو نہ ہوا سبھی فقط لاش مرغ کوہستانی کی ایک چارپائی پر ڈال کے کوئی گھڑی
دو گھڑی رات پچھلی باقی رہی تھی لے کر سمت بارگاہ قہرمان عجمی روانہ ہوئے جب وقت صبح کا ہوا اور قہرمان عجمی اپنی
بارگاہ مین تخت پر آکر بیٹھا تمام سرداران بارگاہ نشین و مقربین و مصاحبین اور والیان سلطنت اور ارکان دولت
دربار مین حاضر ہوئے ناگاہ دروازہ بارگاہ پر [illegible] غل ہوا اور ایک مرد سپاہی نے اندر بارگاہ کے جا کے عرض کی کہ آج
رات چوامرد قصاب نے [illegible] حوالی مین [illegible] ہوا ہے وہ بدیع الزمان نادیدہ خدا کے پرستار اور ملکہ
یاقوت ملک اور ملکہ کی چالیس خواصون [illegible] تیز رفتار نامے عیار کو اپنے ہمراہ لیے آدھی رات کے عمل مین
دروازہ شہر عجم پر پہونچے اور چاہتے تھا کہ قفل دروازے کا کھول کے باہر جائے مرغ کوہستانی محافظ نے وہان کے
پوچھا اور روکا اسپر چوامرد قصاب نے مرغ کوہستانی کو بضرب شمشیر مار ڈالا اور سب کو ساتھ لیے سمت سنجان
روانہ ہوا ہے چند پیادے متعینہ اس دروازے کے لاشہ مرغ کوہستانی کا چارپائی پر ڈال کے در دولت پر
لائے ہین قہرمان عجمی یہ سانحہ ہوش ربا سنکے نہایت درہم برہم ہوا اور حالت غیظ و غضب مین اسی وقت اپنے
دوسرے بیٹے طاہر نامے کو ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے تعاقب اور تلاش مین شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ
کیا اور اسپر بھی ازبسکہ اطمینان خاطر نہ ہوا تو آپ بھی مع اور دو اپنے بیٹون قہر اور زہر کے تین لاکھ سوار ہمراہ
لے کے سوار ہوا اور یلغار کر کے بسرعت تمام چلا وہان حال شاہزادہ بدیع الزمان با اقبال کا سنیے کہ یہ رستم صولت
والا ہمت ملکہ وغیرہ کو اپنے ساتھ لیے بعد طے مراحل و قطع منازل قریب پل دریائے عجم کے پہونچا اور وہان اُس
پل پر ایک جائے لطیف و پاکیزہ دیکھ کے اتر پڑا اور میوہ تر و خشک کی قسم سے جو کہ ہمراہ تھا اسکے نکال کے نوش فرمایا اور
منھ ہاتھ دھو کے چاہتا تھا کہ سوار ہو کر [illegible] منزل مقصود ہو ناگاہ اس زیر دہ بیابان گرد سے برخاست تیرہ و تیرہ
خیرہ سر گرد با سمان رسیدہ و پا سگ [illegible] غلطان و پیچان چون منزل وصال ہونے لگا اگر دو کو گرد نے ہارا
ہوا اسکو دور مین گردش نگاہ نہ ہوا اور دیکھا کہ طاہر بن قہرمان عجمی لاکھ سوار کا لشکر ہمراہ لیے گھوڑے سرپٹ ڈالے قریب
آپہونچا یہ دیکھ کر شاہزادہ والا گوہر نے اپنے جی مین کہا کہ پل عجم نہایت جائے تنگ اور بڑا مقام خوب ہے کس لیے کہ تین
طرف تو اسکے دریائے ذخار اور ساحل ناپیدا کنار ہے اور ایک طرف خشکی کا رستہ ہے یہان اگر دس سوار اور پیادے کا
لشکر لے کے چاہے کہ کوئی پل عجم پر جائے سو وہ خشکی کی راہ کے سو وہ خشکی کا رستہ بھی نہایت تنگ ہے تو ممکن نہین ہے
ہان دو پیادے البتہ برابر جا سکین تو اسیر ہو کے چلے جائین پس یہی مقام خوب ہے اسی جا پر ٹھہر جاؤن یہ تجویز کر کے
ملکہ یاقوت ملک کو مع تمام اُسکی خواصون کے اور چوامرد قصاب اور مرجان تیز رفتار کو فرمایا کہ تم سب جا کے
پل پر ٹھہرو اور دعا مانگو اور مجھے اب حوالے خدائے کریم کے کرو یہ کہکے پلہ دہنا دو تیغ [illegible] وغا ہی کے
نیچے سد راہ ہو کے اپنے مرکب کو روک لیا اور آمادہ رزم و پیکار ہو کے کھڑا ہو رہا جبکہ طاہر بن قہرمان عجمی مع اپنے
لاکھ سوار کے وہان پہونچا تو اُسنے شاہزادہ عالی مقدار کو یکہ و تنہا مسلح و مکمل کھڑا دیکھکر اور لوگون سے
پوچھا کہ یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہی شخص بدیع الزمان ہے ملکہ یاقوت ملک اور چوامرد قصاب اور
مرجان تیز رفتار اور چند ملکہ کی خواصون کو جو اسکے ساتھ تھین ان سبھون کو تو اسنے پل پر بٹھلا دیا ہے اور یہ آپ
اکیلا آپہی مستعد جنگ و جدال آگے کھڑا ہوا ہے طاہر بن قہرمان عجمی رستمی اور دلیری شاہزادہ والا تبار

کی دیکھکر وجد مین آگیا اور بہت سی تحسین و آفرین شجاعت اور قوت کی اسکی کرکے اپنی فوج سے کہا کہ ہان یہ شخص جو
کھڑا ہی اسکو چارطرف سے محاصرہ کرکے اسیر و دستگیر کرلو ایک شخص کا مارنا کچھ بڑی بات نہین لازم یہی ہی کہ اسے
زندہ گرفتار کرو حسب الحکم طاہر بن قہرمان عجمی کے لاکھون سوارون نے اپنے گھوڑے دوڑا دیے اور چاہتے تھے شاہزادۂ
عالم کو محاصرہ کرکے چاہتے تھے کہ اس شیر بیشۂ شجاعت کو زندہ پکڑ لین مگر توبہ استغفار شاہزادۂ عالی مقدار نے یہ شکل
افواج کفار جو دیکھی تو قبضۂ تیغ صمصام صورت دیوبند پر ہاتھ ڈالکے ایکبار ٹوٹ کفار پر پڑا اور آمادۂ کفارکشی اور مصروف
رزم و پیکار ہوا اور لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ سر پر سر بے سر و دوڑا کے کشتون کے پشتے لگا دیتے تھے اور جس طرف
وہ شیر بیشۂ شجاعت رخ کرتا تھا کفار مثل گلۂ بز و میش ببر کے سے ترسان ہوکر بھاگتے پھرتے تھے غرض یہ کہ شاہزادۂ رستم
صولت شمشیرزنی کرتا صفون کو درہم برہم کرتا قریب طاہر بن قہرمان عجمی کے پہونچ گیا تھا اور چاہتا تھا کہ طاہر بن
قہرمان عجمی کو پکڑے یکایک سامنے سے قہرمان عجمی بادشاہ عجم کا اور ہیربد بن قہرمان اور ... قہرمان ... لاکھ سوار
کا لشکر لیے نمودار ہوے اور اول معرکۂ جنگ و جدال و رزم و پیکار طاہر اور شاہزادۂ عالم کا تھا ... اور تمام فوج کو
طاہر کی ہراسیمہ اور مضطرب دیکھکے چارطرف سے برچھے پیکان تلوارین کھینچے ہجوم ... اس اشجع
روزگار بدیع الزمان نامدار پر گرے اور شاہزادۂ والا قدر عالی منزلت بدیع الزمان نامدار کا یہ عالم تھا کہ
دشمنان ... اس درجہ شمشیرزنی کی کہ کئی ہزار کافرون کو تیغ بیدریغ کرکے واصل جہنم کیا اور سر سے پاؤن تک
تمام جسم مبارک اُس والاگوہر کا از دو جھلکے کاری سے مثل ... ارغوان کے نظر آتا تھا اور ہر ایک زخم سے زور زور
خون جاری تھا ... و دست دشمن اپنے بیگانے کہ ... رستم دلی اور کفارکشی اُس والا ... کی دیکھ
رہے تھے شعر آفرین باد چنان بر ... کہ از ... چنین ... اور آفرین کی یہ
شعر ... دو ... ز ... آفرین صد آفرین + آخر ... تھا کہ
اب شمشیرزنی کرتے کرتے ہاتھ اُس والاصفات کا شل ہوگیا تھا اور لشکر کفار مثل مور و ملخ چارطرف سے امڈا ہی
چلا آتا تھا کوئی کوچہ خلاص ... سوا ... زخم کے نمایان نہ تھا اور کوئی گوشۂ عافیت بجز گوشۂ کمان نظر نہین
آتا تھا اسوقت شاہزادۂ باقبال کو یہ خیال ہوا کہ ... آج ... کوئی صورت یہان سے نکلنے
اور بچنے کی نظر نہین آتی اب مجھے لازم ہی کہ ... جہان تک ہوسکے ... میدان جہاد سے قدم کو
پیچھے نہ ہٹنے دون اور خلعت شہادت پہن لون مگر افسوس صد افسوس کہ یہ صد ... دل مین میرے جی ہی مین رہا
جاتا ہی وقت مرگ میرا قریب ہی اور مین اسوقت تک زیارت اقدام عالی اپنے والد بزرگوار امیر حمزۂ صاحبقران
نامدار سے محروم رہا اور ... لشکر اسلام کو بھی ... اور ... والله اعلم بالصواب کہ ... کے ... جگہ ...
صفت معشوق عاشق نما دلربا ... وہ بے بس ... ملکہ ... کے ... دل ... شعر ... دم بود کہ از
دوست ... جدا + چکنم چارہ ندارم کہ جدا ... بس ... جو شاہزادۂ بدیع الزمان کے
دل کو آگیا تو فوراً بے اختیار رودیا اشکون کے چشمے چشم سے اپنی موج زن کرکے حضور قلب اور خلوص
نیت سے دست بدعا ہوکے جناب باری سے مستدعی ہوا کہ قطعہ خداوند ... + ... از
مصیبت جان ... + بحق آن دو گیسوے محمد + ... زیر دستان ... ابھی یہ تمام دعا لب تک
نہین آنے پائی تھی کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا ... اس شاہزادۂ والا صفات کا مقرون
بہدف اجابت ہوا یعنے دیکھا زیر پل سامنے اس دریاے عجم مین چند کشتیان نمایان ہوئین قہرمان عجمی نے سوار

کو اشارہ کیا کہ جا کے خبر تو لاؤ یہ فوج کسکی ہی اور سردار کشتی سوار کون ہی کہان سے آیا کہان کو جاتا ہی چنانچہ حسب الحکم قہرمان عجمی کے وہ سوار لب دریا گیا اور اوسنے پکارکے پوچھا کہ او ناخدا یہ لشکر کسکا ہی کہان سے آتا ہی اُس طرف سے جو لوگ کشتی پر سوار تھے اُنھون نے پوچھا کہ صاحب ہمارا تو حال سُنیے گا ہم کہتے ہین پہلے یہ تو فرمایے کہ یہ معرکۂ جنگ کیسے واقع ہی اُس سوار نے کہا کہ ایک خدا پرست بدیع الزمان نام حمزہ صاحبقران کی اولاد وین سے دشمن خداوند لقاکا اور ہم زن خاندان پیغمبر رسل کا ہمارے یہان قید ہوکے آیا تھا وہ قیدی لباس تبدیل کرکے اور ملک زمرد ان خانے سے نکل کے بھاگا تھا اُسنے ہمارے بادشاہ کے بیٹے نے یہان آکے محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی آپہونچا ہی مگر از بسکہ وہ قیدی خدا پرست بڑا بہادر ہی یکہ وتنہا دو دن سے بے آب ودانہ ایسے شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کسی کو یہ جرأت نہین پڑتی جو اُسے مار سکے لیکن اب نہین ایک دن مین دو دن مین مارا جائیگا یہ گفتگو اُس سوار کی سُنکے اہل کشتی نے کہا کہ ہم لوگ جو کشتیون مین سوار ہین یہ سب فوج وسپاہ خداوند لقاکی ہین اور گنجاب جو پیغمبر رسل خداوند کا ہی اُسکی مدد کو جاتے ہین چنانچہ اُس سوار نے جاکے جلد یہ حال قہرمان عجمی سے بیان کیا کہ یہ لشکر جو کشتیون مین سوار آتا ہی اسے خداوند لقا نے پیغمبر رسل کی مدد کے واسطے بھیجا ہی قہرمان عجمی نے کہا کہ جلد ان سب کو کشتیون پر سے اُتار کے لاؤ اور خبردار کسی طرح کی تکلیف کسی کو نہونے پائے چنانچہ اُسی وقت بہت سے سردار فوج کنارے آئے اور جھٹ پٹ جتنا لشکر ان کشتیون پر سوار تھا سب کو اُتروانے بڑی عزت وتوقیر سے گھوڑون پر سوار کروا دیا اور اپنے ہمراہ لے چلے قصہ مختصر جسوقت اہل فوج اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوکے گھوڑون کو گرم تاز کیے برابر لشکر قہرمان عجمی کے پہونچے تو دست راست اور دست چپ سے ایک ایک نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ مارا کہ اے کافران جیا اور اے نابکاران پُردغا

ہر کہ دانند وہر کہ نہ دانند حلال او بدانند	گر عمرہ منیر دین شمشیر شکار	فلک جاہ وشیر دینہ با اقتدار
زرتیم بمیدان جنگ اور	بعد اسکے ادر نعرہ ہوئے کہ منم گہرتش خطائی دوم	اشتو دچار سوار اوان الا ان

مرد اکلی اور دہیلی غلام جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار منم دیوانہ بابا کوہی دلاور وملک خسرو غرض سب کے سب تیغہ آبدار بکھینچ کے میدان کارزار مین برسر قتل عام اور آمادہ کفار کُشی ہوے اور دیکھا کہ آن واحد مین تمام فوج وسپاہ قہرمان عجمی کی درہم برہم ہوگئی اور شاہزادہ بدیع الزمان نے جسوقت سے کہ نام شاہزادہ شیر دیہ بن حمزہ کا سُنا اور سردارانِ لشکر اسلام کو دیکھا فرط سرور سے باغ باغ ہوگیا تھا بلکہ یاقوت ملک کا یہ حال تھا کہ شاہزادہ شیر دیہ بن حمزہ اپنے محبوب دل فریب کا نام سُنکے اور پہلے ایک نگاہ دور سے دیکھکر کثرت شادی اور خرمی سے شادی مرگ ہوجاتی تو کچھ تعجب نہ تھا اور حالت وجد مین کہتی تھی اشعار کہان گل کہ ان ہی زنہار سکا۔ کہان مین کہان ساشا مارکا۔ یہ وقت زرشتہ سے بہ بعید۔ کہ دیکھون مین آنکھون سے یہ روز سعید۔ اور کئی مرتبہ اسی خوشی مین خود غلطاں وخود رفتہ ہوکے بیہوش ہوگئی اور پھر جب ہوش آیا تو اسی فرحت تازہ اور مسرت بے اندازہ مین دعاے فتح ونصرت اور استدعاے ازدیاد جاہ وحشمت شاہزادہ شیر دیہ بن حمزہ اور شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت جناب احدیت مین کرتی تھی اسی عرصہ مین شاہزادہ بدیع الزمان با شمشیر خونچکان برابر طاہر بن قہرمان عجمی کے پہونچا اور طاہر بن قہرمان نے شاہزادہ عالم کو دیکھکر کہا کہ باش اے خدا پرست مصرعہ آن قدح بشکست وان ساقی نماند۔ وہ دن گذر گئے کہ تو نے لشکر گنجاب پرستا کیسی شبخون مارے اور صاف بچ کر نکل گیا آج میرے سامنے سے زندہ وسالم اگر نکل جائیگا تو مین جانونگا خیر اگر

یہ کہنا کہ ہوشیار رہ کر دیا تھا یہ کہکے حملہ آور ہوا شاہزادۂ عالی مقدار نے تلوار کی مار کو بچا کر دست اسکا پکڑ لیا اور زور جو
کلائی کو گھما دیا تو تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ کے علیحدہ گر پڑی اور دوسرا ہاتھ اسکے کمربند میں ڈالکے زور کیا اور صفحہ زین پر
جگر سے کھینچکر طاہر بن قہرمان کو پہلے زور میں خانہ زین سے اٹھا لیا اور سر پر چڑھا کے زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت
بروے خاک گرا اور پھر جست کرکے چھاتی پر چڑھکر مشکیں باندھ لیں اور گرفتار [illegible] کے حوالہ کیا یکبارگی اسطرف سے
زہیر بن قہرمان برابر شاہزادۂ عالی کے آپہونچا کہ دوسری طرف سے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے [illegible] کرکے
برابر اسکے پہونچا اور پکارا او مردود کہاں جاتا ہے مرد کی حریف کو دیکھ زہیر بن قہرمان نے شاہزادہ شیرویہ کو دیکھکر ایک
وار تلوار کا بر سر شاہزادۂ نامدار کیا شاہزادۂ شیرویۂ نامدار نے اسکے وار کو خالی دیکے بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ سر کو
کاٹ کر زیر لنگ جا نکلا اور لاش زہیر کی مع اسپ کے چار ٹکڑے ہوکر زمین پر بروے خاک و خون میں پھڑکنے لگی جب قہرمان عجمی مردود
اپنے بیٹے کی لاش کو خون میں غلطاں دیکھکر جوش جنون پدری سے حالت غیظ و غضب میں یہ کہتا ہوا بڑھا کہ اے پسر حمزہ
اب تو میرے فرزند دلبند کا [illegible] اگر میرے سامنے سے بیٹا کہاں جا سکتا ہے یہ کہکے قریب ہوا اور ایک تلوار دو پیکر
بر سر شاہزادہ شیرویہ [illegible] ماری شاہزادۂ نامور نے اسکی ضرب کو [illegible] تمام مردی کے تیغہ مار کر ایک زخم دہشت ناک قہرمان
عجمی کے [illegible] خون کی پھکر [illegible] اور تمام فوج و سپاہ قہرمان عجمی کی یہ حال اپنے بادشاہ کا دیکھکر بھاگ
کھڑی ہوئی اور قہرمان عجمی [illegible] ایک سمت کو نکل گیا یہاں لشکر میں شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کے شادیانے
فتح کے بجنے لگے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ جاکے شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے گلے سے لپٹ گیا دونوں باہم گلے
ملکے شاد ہوئے [illegible] اپنا اپنا حال کہنے لگے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے کہا کہ اے بھائی میں تمہاری فرقت اور درد
دوری سے [illegible] جناب [illegible] اور خور و خواب تھا چنانچہ سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران نے تمہاری ہی طرف کی راہ
لی [illegible] ہر ایک شاہ شہریار بارگاہ نشین کا [illegible] پر بار [illegible] سلطان صاحبقران
کے [illegible] مانگی اور [illegible] وہاں سے اجازت لیکے اس طرف کو روانہ ہوا اسوقت یہاں پہونچا تو میں نے سنا کہ شاہزادۂ نامدار
بدیع الزمان پر لکھو کھا کفار [illegible] ہوئے ہیں یہ سبب اتفاق لب دریا جو کفار کھڑے تھے انھوں نے بھی پوچھا کہ کشتیاں یہاں سے
آتی ہیں اور یہ لشکر کسکا ہے میں نے [illegible] کہ اگر میں اپنا نام ظاہر کرونگا تو [illegible] کہا تھا کہ کشتی پر سے اترنے نہ دینگے
اتفاقاً یہ لشکر خداوند لقا کا [illegible] کی مدد کے واسطے جاتا ہے اس فریب میں کشتی پر سے اترا اور [illegible] تمام اپنی فوج
سپاہ کے [illegible] رزمگاہ میں آ شریک حال آپ کا ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان نے بہت سا خوش ہوکے بیان کیا کہ
اے بھائی یہ تمہاری منکوحہ یعنی ملکہ یاقوت ملک کو بھی فہر عجم سے ہمراہ لایا ہوں سامنے [illegible] میں
شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے نہایت [illegible] خوشی سے بارگاہ [illegible] ملکہ یاقوت ملک کو پایا اور دونوں عاشق و معشوق
نے باہم ملکے اپنی اپنی داستان درد اشتیاق اور سوز فراق کی بیان کی سرمست جام [illegible] عیش و نشاط ہوئے
بعد اسکے شاہزادۂ والا قدر بدیع الزمان اور مع شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اور ملکہ یاقوت ملک اور جواہر قمر
وغیرہ اپنے احباب اور اصحاب کے سمت [illegible] روانہ ہوا اور طاہر بن قہرمان عجمی بصدق دل کلمہ پڑھ کے
مسلمان ہو گیا اور تمام لشکر کو اپنے شرف اسلام کے ہمراہ رکاب [illegible] شاہزادہ [illegible] منازل اور
قطع مراحل جو تھی منزل میں درخت ایک پہاڑ پر نظر پڑا [illegible] شاہزادۂ عالی مقام نے طاہر بن قہرمان عجمی سے
پوچھا کہ اے طاہر بن قہرمان عجمی ذرا دیکھو تو سامنے سیاہی کیسی نظر آتی ہے طاہر بن قہرمان عجمی نے عرض کیا کہ اے شہزادہ
یہاں اس پہاڑ پر قدیم الایام سے ایک نہایت مستحکم قلعہ ہے سر ملک عجم میں نام اسکا [illegible] مشہور اور معروف ہے

اور خزینہ اور دفینہ نقد و جواہر کا جو کچھ پایا سب اما قہرمان عجمی کی ہے وہ اسی قلعہ میں مملوک کوتوال قلعہ دار کی نگرانی میں ہے شاہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا کہ اگر ہم چاہیں کہ اس قلعہ کو اپنے قبضۂ تصرف میں لائیں تو کیونکر قلعہ تک پہونچیں طاہر بن
قہرمان عجمی نے عرض کی کہ خانہ زاد کی رائے ناقص میں ایک تدبیر ہے لیکن خلاف آداب کیا تاب و طاقت غلام کی جو
عرض کرے اگر از راہ جان بخشی گستاخی معاف ہو عرض کرے آگے جو پسند خاطر اقدس ہو اور مقرون بمصلحت ہو شاہزادہ عالم
نے فرمایا کہ بے خوف و خطر جو کہ مناسب اور صلاح ہو بیان کرو طاہر بن قہرمان نے التماس کیا کہ شاہزادہ عالم غلام کے
نزدیک تو صلاح دولت اور مقتضائے فراست یہ ہے کہ حضور کے جتنے سلاح ہیں ان سب کو پوشاک کے نیچے چھپا لیں اور ایک
بوسیدہ کہنہ شکستہ کمند سے غلام حضور کے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ کر قلعہ کی جانب لیے چلتا ہے مملوک کوتوال وغیرہ کسی اہل قلعہ
کو اور افسران فوج کو غلام کے مشرف باسلام ہونے اور حضور کی اطاعت قبول کرنے کا حال ابھی تک محقق نہیں معلوم ہے
زیر قلعہ غلام جا کے مملوک کوتوال قلعہ دار سے اپنا نام لیکے کہلا بھیجے گا کہ شہنشاہ قہرمان عجمی میرے باپ نے غدار پرست
بدیع الزمان دشمن خداوند لقا و مغضوب بارگاہ جمشید و سل کو بڑی کوشش و سعی سے اسیر و دستگیر کرکے میرے ہمراہ بھیجا ہے
اور مجھکو حکم دیا ہے کہ میرے بیٹے کے سامنے اس غدار پرست کو طوق و سلاسل کرکے بحفاظت تمام قلعہ میں قید رکھو جب حضور اور یہ
غلام دونوں باتفاق باہم اندرون قلعہ پہونچ جائینگے پھر قلعہ دار سارق اللقا کو جہنم واصل کرکے قلعہ کا چھین لینا کچھ بڑی بات
نہیں شاہزادہ والاہمت نے فرمایا بارک اللہ اے طاہر بن قہرمان عجمی تیری رائے احسن ہے اور مجھکو بہت پسند آئی اسی کے بعد
یہ فرماکے اپنے سلاح سب پوشاک کے نیچے چھپا کے کمند بوسیدہ کہنہ شکستہ سے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ لیے اور آگے آگے طاہر بن
قہرمان عجمی اور پیچھے پیچھے آپ کمند کا سرا طاہر کے ہاتھ میں دے کے ملکہ یاقوت ملک اور شاہزادہ شیر دیو وغیرہ کل فوج
و سپاہ کو پشت پر رکھا اور آپ دونوں صاحب چند قدم آگے بڑھے دروازے مملوک قلعہ دار کے لوگ جو مسلح و مکمل برجوں پر بیٹھے
رہتے تھے انھوں نے چند سواروں کو آتے دیکھ کے کہا خبردار تم ابھی آگے نہ بڑھنا پہلے اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کہاں
جاتے ہو اس طرف راستہ نہیں ہے وہیں سے پھر جاؤ طاہر بن قہرمان عجمی نے اپنے ہمراہ کے ایک سوار سے زبانی کہلا کہ یہ پیغام
میرا مملوک کوتوال سے جا کے کہدے حسب الحکم طاہر بن قہرمان عجمی کے وہ سوار بڑھکر اور زیر قلعہ پہونچ کے ابلاغ حکم
بطور پیام کے کیا لوگوں نے جاکے مملوک کوتوال قلعہ دار کو اطلاع کی مملوک کوتوال قلعہ دار طاہر بن قہرمان عجمی کا نام اور
قید بدیع الزمان کی خبر سنکے سراسیمہ اور مضطر برج پر قلعہ کے آیا اور وہیں سے طاہر بن قہرمان اور شاہزادہ بدیع الزمان
کو دیکھ پکارا کہ اے شاہزادہ عالم طاہر بن قہرمان عجمی حال یہ ہے کہ میں جیسا مطیع اور فرمانبردار شہنشاہ قہرمان عجمی کا
ہوں ویسا آپ کا تابعدار ہوں لیکن مجھے حکم یہ ہے کہ میرے بیٹوں کو بھی اگر قلعہ میں آئیں تو سوائے چند خواص و خدمتگار وغیرہ
کے اندرون قلعہ آنے نہ دینا آپ کو سواری افسوس ہے کہ نہیں کر سکتا تو آپ اگر بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ اور اپنے
سامنے طوق و سلاسل کریں تو تھوڑے سے آدمی ساتھ لے کے اندرون قلعہ تشریف لائیں اور یا پھر بدیع الزمان
کو ایک کسی سپاہی کے ہمراہ کرکے میرے پاس بھیج دیجیے میں حسب الحکم بڑی حفاظت سے اسے مقید کر دونگا طاہر بن
قہرمان عجمی نے کہا کہ کیا قباحت ہے میں فقط دس بیس آدمیوں سے اس غدار پرست کو لیکے آتا ہوں یہ کہکے طاہر بن
قہرمان عجمی شاہزادۂ رستم صولت کو اسی صورت سے اسیر کیے مع چند خواص خدمتگار کے بالائے کوہ چڑھ گیا اور
تمام فوج و سپاہ کو کہا تم زیر کوہ ٹھہرے رہو مملوک کوتوال نے کھڑکی قلعہ کی کھلوا دی طاہر بن قہرمان عجمی مع
شاہزادۂ بدیع الزمان وغیرہ بے خوف و خطر باطمینان خاطر قلعہ کے اندر جاکے داخل ہوا مملوک قلعہ دار نے طاہر
بن قہرمان عجمی کو لیجاکے صدر جاہ و حشمت پر جا بٹھلا کے نذر دے اور حدادوں کو طلب کرکے حکم دیا شاہزادہ

که پہونچا ہی ملکہ گوہر ملک تو نذرون نیازون اور جگون اور محتاجون اور مساکین اور فقرا اور گداؤن کو کھانے کھلانے
اور داد و دہش مین مصروف ہی اور شاہزادہ عالم اپنے سب رفقا سے جان نثار اور دلیران عرصہ کارزار کے ایک بڑی
جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ مین مشغول ہوا ہی اور دو سرور سے ہر وقت زبان فیض ترجمان پر لاتا ہی رباعی

دوران بفراق تو بسر خواہم کرد	با صل تو سعد قصد سفر خواہم کرد	معشوق بجوی دست با مہ یاری	اکنون غم شاہ دگر خواہم کرد

ناگاہ مرجان تیز رفتار عیار نہایت سراسیمہ اور پر اضطراب سامنے سے نمودار ہوا اور حضور شاہزادہ عالی مقام بہت ادب
باندھ کے عرض کرنے لگا کہ اے شہریار قاہر بن قہرمان عجمی کئی لاکھ سوار کا لشکر ہمراہ لیکے بہ نیت فاسد عنقریب آپہونچا ہی
شاہزادہ عالم نے یہ حال سنکے یہ شعر پڑھا شعر سر زنیم تیغ بر شمشیر حبیب ✦ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ✦ کہہ دو کہ ہماری فوج
سپاہ بھی آمادہ رزم و پیکار ہوکے جاوے اور سر راہ قاہر بن قہرمان عجمی سے مقابلہ و مجادلہ کرے اور اس طرف
کو آگے نہ بڑھنے دے حسب الحکم شاہزادہ عالم کے لشکر ظفر پیکر وہان سے کوچ کرکے بمقابلہ قاہر بن قہرمان روانہ ہوا اور
بعد کوچ کر جانے لشکر کے شاہزادہ عالی مقام بھی مع شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اور چند سرداروں کے چار باغ ملک
وہان سے نکلکے اپنے لشکر سے کوس دو کوس پیچھے چلا اور لشکر مین جا کے داخل ہوا شب کو کوئی دو گھڑی رات
گئی ہوگی کہ قاہر بن قہرمان عجمی نے دو چار جام شراب پی کے جب کہ دماغ گرم ہوا تو اُسی عالم نشہ شراب مین حکم دیا
کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجوا دو حسب الحکم قاہر بن قہرمان عجمی کے لشکر کفار مین طبل جنگ بید رنگ بجا اور یہ
خبر طبل جنگ بجنے کی لشکر فیروزی اثر مین شاہزادہ نامور کے پہونچی شاہزادہ والا قدر نے بھی اُسی ساعت حکم
دیا کہ بمدد و بفضل ایزدی اور تائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے چنانچہ یہان بھی حسب الحکم شاہزادہ
عالی مقام کے طبل جنگ پر چوب پڑی اور صداے کوس و نای و دنفرہ ہاے ترکی سے گوش گردون کر ہو گئے جانبازان و دلاوران
تہور شعار آمادہ رزم و پیکار ہوکے ورزداغ حرب خویش دکھانے یار جستجوے باہم ملتے تھے اور کہتے تھے یارو شب
حاملہ ہست فردا چہ زاید دیکھیے کل صبح کو کس کو تخت سلطنت اور کس کو تختہ تابوت نصیب ہو طلایہ فریقین سے
پھرتے تھے دونون لشکرون مین چار پہر رات آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہو رہی تھی جبکہ گریبان سحر
چاک ہوا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگیں اور ادھر سے شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والا قدر
مع شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اور تمام سرداران لشکر فیروزی اثر اور ادھر سے قاہر بن قہرمان عجمی مع فوج کفار
تیرہ روزگار آ کے میدان مین قائم ہوئے تبرداران جھنڈیون سے میدان کی کانٹ کر میدان کو ہموار کرتے سقے چابکی سے آب پاشی
کرنے لگے سقے آب پاشی سے جھلکے گرد و غبار کو تھما رہے تھے چاوشون اور نقیبون نے نکلکے میمنہ و میسرہ قلب و جناح
کمین گاہ چار صفین بائین و یمین آراستہ اور پیراستہ کرکے لشکر کی لڑنا شروع کی ایک ایک دلاور و بہادر تشنہ خون
مین کھڑا جھوم رہا تھا اور منتظر تھا کہ دیکھیے ہر اول لشکر کون ہوتا ہی کہ ناگاہ اس طرف سے قاہر بن قہرمان عجمی اپنے مرکب
کو جھپا کے میدان مین نکلا اور سامنے لشکر مین قائم ہوکے لشکر اسلام کی طرف پشت کی اور سمت قبلہ لقا سے عرض کی
خداوند مجھے گھوڑے سے کود پڑا اور زمین پر لقا کو سجدہ کرکے پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جانب لشکر شاہزادہ دیکھا
مخاطب ہوکے آواز بلند کہا کہ اے لشکر خدا پرستان واے بر دستان از شما ہر کہ آرزوے مرگ داشتہ باشد بیا بمیدان
جنگ کہ ارادہ دست و پا آوری دارم ابھی پورا کلمہ اسکے منہ سے نہیں نکلنے پایا تھا کہ شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ
اپنے مرکب تیز گام کو صف سے نکال کر برابر قاہر کے پہونچا اور بہتا و رہوا دس بارہ قدم گھوڑا قاہر بن قہرمان عجمی
کا پیچھا ہوا قاہر گھوڑے پر سے گرتے گرتے سنبھل کر پھر سامنے آیا شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے کہا او ذنب قاہر بے

قہرمان نے جواب دیا ای پسر حمزہ میری ضرب نمونۂ قہر خدا ہے دو ہزار ملک باختر میں پہلے تو نے دل کی حسرت نکال لے اور جو
میں ضرب لگاؤنگا تو تیرے جی کا ارمان جی ہی میں رہجائیگا شاہزادہ شیرویہ نامدار نے فرمایا کہ ای قاہر ہمارے طریق میں
یہ معمول نہیں کہ ہم حریف پر پیشدستی کریں اگر وہ تاور ہو جلال تیری ضرب سے ہمکو ڈھونڈھیگا تو ہم بھی اپنا وار تجھپر کرینگے
شعر تواول برآور تماشہ خویش + کہ من خصم را میدہم جائے پیش + قاہر بن قہرمان عجمی بہت ہنسا اور کہنے لگا خیر معلوم ہوا
ہے ہوشیار ہوجا یہ کہکے نیزہ سینۂ بےکینہ شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نامور پر مارا شاہزادۂ عالم نے اسکے نیزہ کو اپنی سنان
نیزہ پر کاٹ لیا تو شرارے آتشیں نکل گئے اور نیزہ بازی دونوں میں ہونے لگی گیارہ چوٹیں اپنی شاہزادہ شیرویہ نے نیزہ
قاہر بن عجمی کا ہوائی کر دیا اسوقت قاہر بن قہرمان نے از روئے غضب مثل افعی پیچ و تاب کھا کے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور
پکارا ای خداپرست یہ غضب کیا کہ میرا نیزہ بےقلم کر الا الزام کر از دست من زندہ سلامت رہی نیزہ بازی تمام ہوئی تو بازی
جمال بازی شمشیربازی رہ گئی یہ کہکے رکاب تولا کے تلوار سر اقدس پر شاہزادہ شیرویہ والا جاہ کے ماری زبردست
کے ہاتھ کی تلوار اور تلوار کا کام کا تماشا شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا تلوار سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر میں تا دو انگل گڑی
شاہزادۂ عالم نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکے نکل گئی مگر جابجا درخون کی بہنے تلوار کہا آگئی اور از بسکہ خون دماغ سے بہت سا
نکل گیا تو حالت غش کی طاری ہوئی اسوقت یہ تیغ روزگار شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نامدار نے دونوں ہاتھ
گھوڑے کے گلے میں حمائل کر دیے اور قریب تھا زمین پر سر جھکا کے بیہوش ہو گیا اور وہ مرکب اپنے راکب کو بایں حالت
جان نثار دیکھکر میدان سے ایک سمت کو چلا یہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو عالم
زخمداری میں نکل جاتے جو دیکھا جوش غیرت سے نہایت بیتاب ہوکے اور اپنے مرکب کو گرم تازکے برابر قاہر بن قہرمان
عجمی کے پہونچا قاہر بن قہرمان شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر وہی تیغ خونچکان کھینچے بمقابلہ شاہزادہ والا تبار آیا
اور یہ کہکے او بدیع الزمان نکل رہے وہ جو پہلے مارے وہ سچ ہرگز نہیں بر کیا مارے بجستی تمام ایک مرتبہ پر شاہزادۂ
عالی نشان کے لگائی شاہزادۂ عالم نے اوسکی ضرب کو روکنے کے بوقت برجستن تیغ مارا قاہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا
مگر تیغ نے سپر کو قلم کرکے خود و درد ولبۂ کو کاٹکر سر پر مقام کیا مگر میں قدرے زخم آنے پایا تھا کہ قاہر نے اپنے سر کو
بچا لیا اور تلوار شاہزادہ بدیع الزمان کی آگے سے ہٹ کے گھوڑے کی گردن پر پڑی اور گھوڑے کا قلم ہو گیا
گھوڑا چیخ مارکے زمین پر گر پڑا اور پھڑکنے لگا اور قاہر بن قہرمان جست کرکے قاش زین سے گھوڑے کے جدا ہوا لشکر
قاہر بن قہرمان نے جب قاہر کو زخمی ہوکے گرتے دیکھا سب کے سب جا بحرمت سے زندہ کرکے چلے اور غضب غلو یہ کردی
اسمیں قاہر بن قہرمان عجمی اور گھوڑے پر سوار ہوکے ایک مقام پر ٹھہرا تھا کہ سامنا اور مقابلہ شاہزادۂ عالم کا ہو گیا قاہر
نے اگر اپنے گھوڑے کی مہیز لگایا تھا کہ بھاگ کھڑا ہو شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان نے یہ ایک تیغ مارا کہ جیسا تلوار کا ہیبت
پر قاہر کی پڑا اور زخم کاری کھاکے قاہر بن قہرمان بھاگ کھڑا ہوا اور تمام لشکر اسکا شکست خوردہ گرد ہزیمت کی منہ پر ڈالے
چار طرف متفرق اور پریشان ہوکر بھاگتا بیابان لشکر فیروزی اثر میں شاہزادہ بدیع الزمان کے شادیانے فتح کے
بجنے لگے اسوقت شاہزادۂ عالی وقار بدیع الزمان نامدار نے ہر چند وہ معرکہ گاہ میں تلاش شاہزادہ شیرویہ
بن حمزہ کی مگر کہیں سراغ شاہزادہ شیرویہ کا ملا کہیں گھوڑا اسکا شہسوار والی مقدار کا نظر آیا لاعلاج ہوکے بجمعیت
و جودت تمام و شوکت مالا کلام رزمگاہ سے مراجعت فرمائی جا رہا تھ ملک خرمان و دلکش میں آکے داخل ہوا

اب تتمہ حال شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ سے بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ زخم کاری سر پر کھا کے حالت غش میں اپنے دونوں ہاتھ گلے میں گھوڑے کے

کے ڈال دیے اور گھوڑا جو کھایا پیا سا تھا بھرایا ہوا عنان گسستہ ایک سمت کو سرپٹ چلا تو چلتے چلتے ایک صحراے دشت نورد
مین کہ متصل شہر سنجان کے تھا شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو پشت زین سے گرا دیا اور آپ چرا مین مشغول ہوا وقت صبح
حسب اتفاق جو کھلا انشار روسلے پاخانہ پھرنے کے اُس طرف صحرا مین جا نکلے تو دیکھا کہ ایک نوجوان زخمی عالم
غش مین پڑا ہی انھین گاؤن سے ایک چار پائی لاکے اُسپر شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو ڈال کے دروازہ بارگاہ گنجاب پر
لائے اور چوبدارون و دربانون سے سارا حال کہا دربانون نے اندر بارگاہ کے جاکے گنجاب سے عرض کی کہ ایک جوان زخمی
بیہوش اور خود فراموش کسی جنگل مین پڑا تھا کچھ لوگ پاخانہ پھرنے گئے تھے اُسکی لاش کو وہ لوگ در دولت پر اُٹھا کے لائے ہین
گنجاب نے حکم دیا کہ اُس لاش کو اندر لا کر دیکھو اور پہچانو کہ وہ زندہ ہی یا مر گیا اور کون ہی اور کہان زخمی ہوا حسب الحکم
گنجاب کے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو مع چارپائی اندر دربار کے لے گئے اور جتنے بارگاہ نشین گنجاب کے تھے سب
خود دیکھتے تھے ایک مرتبہ بختیارک نے بنگاہ دیکھ شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو پہچان کر کہا کہ ای گنجاب یہ بھی قدرت
خداوند باختر کی ہی کہ یہ بیٹا حمزہ کا چھوٹا بھائی بدیع الزمان کا شیرویہ خود بخود آکے تیرے یہان قید ہوا اور ابھی زندہ ہی
اور ملکہ یاقوت لب اسی شیرویہ بن حمزہ پر شیفتہ اور فریفتہ ہی اسی ذریعے اور اسی کے شوق وصل مین ملکہ یاقوت لب
نے وطان عیار کو بھیج کر یہین تمہارے عیاری کروائی اور بدیع الزمان کو زندان عجم سے رہائی دلوائی ہی بس اب بہتر
یہی ہی کہ اسی وقت اسکے قتل کا حکم دے کے ایک ساعت اسکی گردن مارنے مین دیر اور توقف نہ کرنا کہ بدیع الزمان کا
بازو اور کمر ٹوٹ جائے ابھی بختیارک یہی باتین کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو غش سے افاقہ ہوا اور ہوا
جو دماغ مین شاہزادہ شیرویہ کے لگی تو ہوش مین آگیا اور اُٹھ بیٹھا اور متحیر اور ششدر ہوکر چارون طرف دیکھنے لگا اور دل مین
سوچنے لگا کہ مین کیونکر یہان آیا مین کچھ خواب مین ہون یا بیداری مین یہ کیا ماجرا ہی پھر یہ خیال آیا کہ شاید گھوڑا میرا
اس طرف مجھکو لایا ہی اور مین بارگاہ گنجاب مین بیٹھا ہون اور سامنے میرے گنجاب تخت ہفت پیکری پر بیٹھا ہی گرد و پیش
اُسکے بہت سے دیکل اور کرسیان بچھی ہین اور ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان اور تمام بارگاہ نشین
گنجاب کے بڑے بڑے سرکش گبر پر غرور اور بختیارک وغیرہ بیٹھے میری طرف مخاطب ہین شاہزادہ شیرویہ بن
حمزہ نے با آواز بلند کہا کہ سلام ہی در این محفل بر آن کسے کہ یاد کرد خداوند خداے عز و جل خالق جن و کل نیست ز دین بغیر
او دین حق یہ آواز سُنکے جتنے بارگاہ نشین گنجاب کے تھے سبھون نے از راہ عداوت اور بغض اپنے اپنے کانون مین
اُنگلیان دے کے منہ پھیر لیا اور دل مین سر دم بریدہ بیچ و تاب کھاتے سبھون نے جواب نہ دیا مگر ایک آواز غیب پشت پر
سے بارگاہ نشینون کی پیدا ہوئی کہ علیک السلام ایک مرتبہ گنجاب نے کہا کہ ای زبان دراز مدام پرست نادیدہ خدا کا
ہماری بارگاہ مین زبان سے نکالتا ہی تجھے اگر زیست اپنی منظور ہی تو خداوند سجدہ کر اور ملک باختر کو سجدہ کر تا مین تجھے اپنی
قید سے نجات دے کے سرفراز کرون شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے کہا کہ ای بادلا توبہ استغفر اللہ وہ گبر موذی پیر خرف
بادیہ ضلالت لقا کیا مشہور ہی ہم لوگ مت کرتے ہین اُس مذہب لقا اور اُسکے پرستارون پر گنجاب یہ کلمہ سُنکے نہایت
درہم برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اسی وقت اس بیہودہ اجل رسیدہ خدا پرست کو قتل کرو جلاد چار طرف سے کف زن تلوارین کھینچ کے
اُٹھے اور چاہا کہ شاہزادہ شیرویہ کو تلوارین ماریں علقمہ وزیر نے گنجاب سے عرض کی کہ یا شہریار ابھی قتل نہ
کیجیے پہلے اسکے زخم مین ٹانکے دلوا کے مرہم پٹی کرکے اچھا کیجیے بعد اسکے سے بہ ہیبت کہیے کہ لقا پرستی قبول
کرے اسوقت اگر یہ قبول کرے تو بہتر ورنہ اسے قتل کیجیے یا زندہ اسے حضور خداوند گرفتار کرکے بھجوا دیجیے گنجاب
نے کہا بصلاح اور تیرا مشورہ مجھے نہایت پسند ہی اور حکم دیا کہ اس قیدی کو تمام قراطاق مین لیجا کے اسکی مرہم پٹی کرد

اس ترکیب سے اس رستم صولت شاہزادۂ والا رتبت کو اسیر و دستگیر کر کے برابر شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کے قید کیا
اور ایک عرضداشت بدین مضمون کہ غلاموں نے بدیع الزمان کو اس ترکیب سے قید کر کے ہم پہلوے شیرویہ بن حمزہ
بٹھلا دیا ہی اگر آپ دو چار آدمی ہمراہ لے کے تشریف لائیں تو باعث افزایش ہم غلاموں کے گنہگاروں کا بھی ہیں قدم
میمنت لزوم سے آپ کے ہو جائے اور وہ دونوں بندہ حسب خدا پرست بھی حاضر ہیں آپکے حق بجانب جیسا ارشاد مبارک
ہیں آئے خواہ قتل کیجیے خواہ زندہ و سالم اپنے ہمراہ لیجائیے ورنہ تا آمدن قید رہینگے اور جو آپ تشریف نہ لائینگے تو ہم دونوں
بھائی ان دونوں قیدیوں شیرویہ بن حمزہ اور بدیع الزمان کو قید سے رہا کر کے تابع فرمان ہو کے مسلمان ہو جاوینگے
لکھکے ایک سوار کے ہاتھ کنجاب کے پاس بھیجدیا جس وقت وہ عرضداشت کنجاب کی نظر سے گذری اور مضمون اسکا
معلوم ہوا تو اسنے جانا کہ ہر دو تابعدار اور وفادار نابکار اور بختیارک اور دو ایک اپنے سرداروں کو ہمراہ لیکے سوار ہو
بختیارک نے یہ حال سنکے کہا کہ ای پیغمبر برحق تیرا وہاں جانا کسی وجہ سے مناسب نہیں ہے مجھے یہ ثابت ہوتا ہی کہ وہ
دونوں بھائی جو وہاں قلعہ دار ہیں بفیضان صحبت کے مسلمان ہوے اور انہوں نے چاہا ہی کہ بفریب بلا کے خدا جانے
کس بلا میں تجھے مبتلا کریں اسمین علقمہ وزیر کنجاب کا جو برابر بیٹھا تھا اسنے جو دیکھا کہ یہ نابکار اپنی ولد الزنائی اور
نطفہ حرامی سے کوئی چال نہیں رہ جاتا اور منع کرتا ہی اور حسد سے روکتا ہی علقمہ نے کہا کہ یا پیغمبر برحق آپ کو وہاں جانا
واجب اور مناسب ہی کس لیے کہ اگر آپ وہاں نہ جاوینگے تو وہ دونوں آپ سے منحرف ہو جاوینگے اور سب بندگان لقا
بھی کہینگے کہ کنجاب پیغمبر برحق تھا مگر دونوں کی ملاقات اور رفاقت افیون کے بختیارک کے اغوا لینے سے نہ گیا یہ خبر
ہر ایک ملک میں پہونچیگی اور بڑی بدنامی آپ کی ہوگی کنجاب نے بموجب علقمہ وزیر کی نصیحت کے بختیارک کا
کہنا نہ مانا اور چند خواص خاص اپنے ہمراہ لیکے اسی وقت سوار ہو کے سمت قلعہ قراطاق روانہ ہوا جب یہ خبر آمد
کنجاب وہاں ملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی دونوں بھائیوں نے سنی فوراً قلعہ قراطاق سے نکل کے
کوس بھر کنجاب کے استقبال کو آگے اور بڑی عزت و حرمت اور شوکت و شان سے کنجاب کو اندرون قلعہ لیجا کے
تخت پر بٹھلایا اور جشن شاہانہ قرار دے کے جس طرح سے کہ کھانے میں بیہوشی ملا کے شاہزادہ بدیع الزمان کو مقید
کیا تھا اسی طرح سے کنجاب کو بھی بیہوشی ملا کے کھانا کھلا کے مطوق اور مسلسل کیا اور برابر شاہزادہ بدیع الزمان کے
لاکے بٹھا دیا بعد تھوڑی دیر کے جبکہ کنجاب کو ہوش آیا اسوقت اسنے دیکھا کہ میں مطوق اور مسلسل ہوں اور میرے
سامنے بدیع الزمان بھی مقید بیٹھا ہی تب کنجاب نے نہایت درہم اور برہم ہو کے کہا کہ ای بدیع الزمان اب تو دیکھ کہ
میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں شاہزادہ عالم نے جواب دیا کہ ای کنجاب خانہ خراب تیری وہ مثل ہی کہ پیر خود
درماندہ شفاعت کسی کی کریں پہلے تو اپنی فکر کر ای نابکار اگر ابھی اس کفر و کافری کو ترک کر کے ملت بیضا دین اسلام کو
قبول کر تو بہتر ورنہ بحکم خدا زندہ و سالم نہ چھوڑونگا انجام کار گفتگو نے طول کھینچا یہ خبر ملاق قراطاقی
اور قملاق قراطاقی کو پہونچی کہ بدیع الزمان اور کنجاب سے زندان خانے میں نہایت سخت اور درشت گفتگو
ہو رہی ہی دونوں بھائیوں نے حکم دیا کہ بدیع الزمان اور کنجاب کو ہمارے پاس لے آؤ وہاں آپس میں زیادہ
بحث اور تکرار نہ ہونے دو چنانچہ حسب الحکم ملاق اور قملاق کے داروغہ زندانخانہ شاہزادہ بدیع الزمان کو
کنجاب ملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی کی بارگاہ میں لے گیا شاہزادہ عالی مقدار اور کنجاب کو ان دونوں
بھائیوں نے دیکھکر کہا کہ ای شاہزادہ بدیع الزمان اور کنجاب تم دونوں سے ایک بات پوچھتے ہیں اسکا تم
جواب دو کہ ہم کو تمہارے دونوں کے دین میں عجب طرح کا خلجان اور تحیر ہی کہ دین تمہارا سچا درست ہی یا خدا

بدیع الزمان کا برحق ہو لہذا ہماری نور دے ناقص میں یہ بات آئی کہ ہم معجزہ خداوندی کا تم دونوں سے طلب
کرتے ہیں ہمارے ملک میں تمام زراعت خشک ہو گئی ہے اور خشک سالی پڑ گئی ہے تین برس سے ایک قطرہ پانی کا آسمان
سے نہیں گرا اور بارش نہیں ہوئی ہے اسوقت جو زمین میں بوتے ہیں وہ نہیں اگتا تم دونوں صاحب جدا جدا اپنے اپنے
خدا سے دعا کرو کہ بارش باران ہو اور اسی وقت یہ جو جم کے تڑپ تڑپ ہو جائیں اور جن میں بالیاں نکل کے پختہ
ہو جائیں پس جسکی دعا مستجاب ہو اور یہ معجزہ اسکی دعا میں ہم دیکھیں تو ہم کو یقین ہو کہ اسی کا دین برحق ہے ہم دونوں
بھائی بھی وہی دین اس شخص کا قبول کریں گنجاب نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ اے بدیع الزمان دیکھیو تجھے حضور
کر میں تیرے روبرو خدا اور معبود ہوں اور ملک باختر کا ہوں اور جسوقت میں دست بدعا ہونگا کثرت بارش سے عالم آب
ہو جائیگا اور یہ جو اسی وقت تیار ہو کے بالیاں انکی پک جائینگی شاہزادۂ عالی شان نے فرمایا کہ بہتر ہے پہلے تو ہی
دعا مانگ اور معجزہ خداوندی لقا کا دکھلا گنجاب نے کہا ابھی تو دیکھ میری دعا کا تماشا یہ کہکے گنجاب نے سمت قبلول
لقا اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے دعا کی اور کہا کہ یا خداوند لقا اپنے باران رحمت کو حکم کر کہ خوب برسے اور تو اپنی قدرت
خداوندی سے ان جوؤں کو جما کے اور سبز کر کے تیار کر دے اور بالیوں میں انکی پختگی آ جائے غرض یہ کہ صبح سے دوپہر
تک گنجاب دعا مانگا کیا اور بہت سا گھر لقا کی تعریف میں جھک مارا کیا مگر استغفار بارش کا تو کیا ذکر بدلی کا کوئی ٹکڑا
بھی آسمان پر نمودار ہوا بلکہ برعکس اسکے اس درجہ تمازت آفتاب ہوئی کہ ذرات ریگ مثل اخگر چمکنے لگے اور کرۂ
ہوا کرۂ نار ہو گیا ہوائے گرم سے حضار صحبت کے منھ اور جسم جلے جاتے تھے اور اکثر کفار شدت تشنگی اور حرارت سے ہلاک
ہو گئے اسوقت گنجاب نے نہایت عاجز و ناچار ہو کے شاہزادۂ عالی وقار سے کہا کہ اب تو اپنے نادیدہ خدا سے آسمان
سے دعا کر شاہزادہ بدیع الزمان والا شان نے پانی منگا کے وضو کیا اور بعد وضو قبلہ رخ بیٹھ کے بحضور قلب اور بخلوص
نیت بہزار عجز و انکسار اور با چشم اشکبار جناب باری سے مستدعی اور ملتجی ہوا اور دست دعا دراز کر کے یہ رباعی زبان حق
ترجمان پر لایا رباعی یارب برسالت رسول ثقلین + یارب بغزا کنندۂ بدر و حنین + در ہر دو جہان مساز محروم مرا + دنیا بحسن
بخش و عقبی بحسین + ابھی یہ دعا اور مناجات زبان سے شاہزادۂ عالی شان کی تمام نہیں ہوئی تھی کہ دیکھا کہ ابر
تیرہ و تار سمت قبلہ سے نمودار ہوا اور صدائے رعد و برق گوش زد ہونے لگی اور وہ ابر آتے آتے تمام آسمان پر چھا گیا اور
بجلیاں کوندنے لگیں گنجاب علیہ اللعن والعذاب عالم سحاب کا دیکھ کر کہ عجب طرح کی کالی کالی گھٹا اٹھی ہے عنقریب برسا
چاہتی ہے بے ساختہ کہنے لگا کہ یہ میری دعا قبول ہوئی اور یہ بدلی میری دعا سے آئی ہے اتنا کلام گنجاب تیرہ انجام کی
زبان سے جو نہیں نکلا کہ سبھوں نے دیکھا وہ ابر چاروں طرف سے جو گھرا آتا تھا اور بادل گرجتے اور برق کوندنے لگی تھی وہ سب یکایک
غائب ہو گئیں وہی پھر ویسی ہی دھوپ اور تمازت آفتاب اور وہی شدت حرارت سے ہر ایک کی زبان سے العطش العطش
اور الامان الامان کی آواز نکلنے لگی شعر لگے جلنے جسم جل ایسی لون + لگے جوش کھانے جو ذہنوں سے خون + ہوئی گرد
آہنگروں کی زمین + جیسے ہوا ہو گئی آتشین + مملاقی بخر اطاقی اور قلاقی قراطاقی نے یہ بوقلمونی اور شعبدہ
عجیب و غریب دیکھ کر کہا اے گنجاب تیرے ذرہ سے کہنے سے ابر بھی غائب ہو گیا اور اب تو بہ دو چند تمازت ہو گئی کہ
عجب نہیں زمانہ ہلاک ہو جائے بس خبردار اب کوئی حرف زبان پر نہ لانا ورنہ ابھی تجھے ہم ایک ہی ضرب تیغ میں جان
سے مار ڈالینگے دوپہر تو نے لقا سے دعا مانگی تو کیا ہوا گنجاب نے شاہزادۂ عالی جناب سے کہا کہ اگر ایسی ہی دعا
مستجاب ہے تو اب کی مرتبہ پھر دعا مانگ بھلا بارش ہو تو ہم جانیں یہ کاہے کو سب دیکھے ہیں کہ آسمان پر نمایاں ہے رعد گرجے
اور برق کی تڑپ اور کڑک کی آواز گوش زد ہوئے بدیع الزمان نے پھر دست دعا دراز کر کے بسجدہ صدر و شہ اشک کو

تا نثر میں پیوستہ کیا اور بمضمون اشعار کے اشعار

سلطان و کرم نام تیرا — رحمٰن و رحیم نام تیرا
بندہ عاجز ہے اور مجبور — تجھ میں قدرت ہے اور مقدور
قطرے کو بنا دے پل میں دریا — خورشید کو چاہے کر دے ذرا
دریا میں صدف کو بخشے گوہر — سنگ تیرہ کو لعل احمر
قادر ہے محیط ہے تو سب پر — پھر میری دعا یہی ہے لب پر
برسے بار رحمت اسدم — یہ دانہ جو ہوں سبز و خرم

ای خالق و سرور دو عالم — ستار عیوب رب اکرم
خالق ہے تو اور سمیع و ناظر — سب راز نہاں میں تجھ پہ ظاہر
چاہے جسے عرش پر بٹھا دے — چاہے جسے خاک میں ملا دے
چاہے تو گدا کو شاہ کر دے — جس نخل کو چاہے تو ثمر دے
ای رب کریم حی و قیوم — رحمت سے ہی تیرے کوئی محروم
ویسا ہی ابر گھر کے آئے — پھر ویسی ہی برق کوند جائے

ابھی یہ مناجات تمام و کمال شاہزادہ نہیں پڑھ چکا تھا کہ پھر ویسا ہی ابر آسمان پر نمودار ہوا اور ویسی ہی آواز رعد کی اور ویسی ہی چمک برق کی ہو کے بارش شروع ہوئی تو اسدر چھینٹ برسا کہ وہ دانے جو کے نمو پر آئے اور بالیدگی شروع ہوئی شدہ شدہ نوبت یہاں تک پہونچی کہ وہ درخت تیار ہوئے اور خوشے انہیں کے پک گئے ملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی دونوں بھائی یہ معجزہ دیکھ کر مرتبہ اسلام کے منتظر ہوئے اور شاہزادہ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار کی قید توڑنے کے واسطے آہنگروں کو طلب کر کے کہا کہ جھٹ پٹ طوق اور سلاسل اس آزاد کے دو جوان شاہزادہ عالی شان کے کاٹ دو ہم دونوں بھائیوں نے غلامی اور نعلین برداری اس عرش تمکین کی قبول کی شاہزادہ عالی شان نے فرمایا کہ اگر تم کو یہی منظور ہے تو آہنگروں کا ہاتھ لگانا کیا ضرور ہے یہ کہکے ہاتھوں کی جنبش سے ہتکڑیاں پاؤں کی بیڑیاں گلے کا طوق کمر کا لنگر بغلوں کے خار دار تھوڑا ایک ہی زور میں تار تار تو تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈال دیے وہ دونوں بھائی دوڑ کر قدم اطہر اس شاہزادہ نامور پر گر پڑے اور پکارے ای شہریار شیر دل ہم سے جو تقصیر ہوئی معاف کیجئے اور عفو جرم کر کے گزرئیے تو صد وجہ ممنون ہوں گے شاہزادہ نے کہا کہ معاف کیا اور کلمہ شہادت ارشاد کیا ملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی بخلوص نیت از سر صدق مسلمان ہو گئے اور کنجاب کو بہت سی لعن طعن اور ذلیل کر کے چاہتے تھے کہ قتل کریں شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای صاحبو یہ حرکت مروت سے بعید ہے کہ مہمان کو قتل کیجئے اور جانب کنجاب کے مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا کہ ای کنجاب میں ہر چند کہ خوب جانتا ہوں تو تیرہ دل اور تاریک درون ہے بخت کا نامعلق ہے تو بھی میرا کہنا مانیگا تو بقول کسی استاد کے شعر باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ + مگر بطور اتمام حجت اسوقت بھی میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو مسلمان ہو جا اور میں تجھے بچائے اپنے بزرگوں کے سمجھونگا اگر تو بچشم انصاف غور کرے تو تجھ میں اور دونوں میں کیا فرق ہے کنجاب نے جواب دیا کہ میں اپنے لشکر میں جا کے ایک مرتبہ معرکہ آرائے جنگ و جدال مقرر ہونگا اگر تو نے مجھے زیر کر لیا تو میں بلا شک و شبہ مسلمان ہو جاؤنگا اور تمام اپنے لشکر کے سرداروں اور سواروں اور پیادوں اور مصاحبین اور ہمنشینوں کو مشرف باسلام کرونگا اور یوں مجھے اختیار ہے جب حق میں جو تیرے جی میں آئے وہ کر شاہزادہ عالی مقام نے یہ کلام کنجاب کا سنکے فرمایا کہ کیا مضائقہ یہ کہکے شاہزادہ عالی جناب نے کنجاب کو رخصت کیا اور آپ بھی ملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی سے یہ کہکے کہ جس وقت میں لشکر کشی کنجاب پر کروں اس وقت تم دونوں بھائی بھی آکے شریک حال میری فوج کے ہونا اس قلعہ سے برآمد ہوکے سوار ہوا اور بوقت رخصت مکرر سہ کرر ملاق اور قملاق دونوں بھائیوں کو بہت سی دلجوئی کر کے سمجھا دیا کہ تم بدستور سابق یہاں کے مالک و مختار ہو حسب الطلب ہمارے بوقت مقابلہ کنجاب تم آکے حاضر ہونا اور یہ کہکے شاہزادہ عالم مع اپنے چھوٹے بھائی شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کے طرف چار باغ روانہ ہوا وہاں حال کنجاب کا سنیے کہ کنجاب شاہزادہ عالی جناب سے رخصت ہو کے اپنی بارگاہ میں آیا اور ہمہ فکر و تشویش میں

خاموش اور خود فراموش بیٹھا ہی کہ دیکھے آتی کا کیا ہوتا ہی ناگاہ سنجانی عیار نے بارگاہ میں آکے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کیا
پیغمبر رسل خداوند لقا جو زمان سابق میں واسطے استیصال بدیع الزمان و غیرہ نادیدہ خدا کے پرستاروں کے اعانت اور
استمداد خداوند لقا سے طلب کی تھی سو فوج ایک بہادر پہلوان روزگار سے قمطراز در سوار نامے قبطوطی خداوندی لقا نے حسب
تقدیرات خداوند لقا کے ایک لاکھ چوبیس ہزار سپاہ لیکے آیا ہی اور قریب چار باغ ملکہ جہان دیو کش واسطے تقدیر دہی
اور معرکہ رزم و پیکار شاہزادہ بدیع الزمان نمک حرام کے آنے کا منتظر ہی گنجاب نے کہا کہ ہمارے یہاں سے کوئی سردار اسکے
پاس جا کے پیام دے کہ پہلے ہم سے ملاقات کرے تب چار باغ ملکہ جہان دیو کش کی جانب جاے گا اور بدیع الزمان سے
رزم و پیکار کرنے کا قصد کرے حسب الحکم گنجاب کے ایک سردار نے قمطراز در سوار کے پاس جا کے گنجاب کی طرف سے
پیام کیا اُسنے جواب دیا کہ میری طرف سے پیغمبر رسل کو بعد سلام کہدینا کہ مجھے ابھی آپ معذور رکھیں تا وقتیکہ میں نادیدہ
خدا کے پرستار اور اسکے تمام سرداروں اور فوج و سپاہ کا استیصال قرار واقعی نہ کر لونگا میں آپ کی ملاقات نہ کرونگا
قمطراز در سوار مع اپنے ایک لاکھ بیس ہزار سوار کے قریب چار باغ کے پہونچا اُن دنوں میں شاہزادہ عالی مقام بدیع الزمان
شیر دلیر بن حمزہ کی رہائی کے لیے قلعہ قرطاق کی طرف گیا تھا یہاں فضل مع چند سرداروں کے ملکہ گوہر ملک کی مدد میں
تھا جبکہ قمطراز در سوار کے آنے کی خبر فضل نے سنی تو آمادہ جنگ اور مہیائے قضا ہوکر ترک جوشن پوش اور اپنے جانثاروں
ارباب باختر کی و غیرہ سرداروں جانثاروں سے شاہزادہ بدیع الزمان کے مشورہ کرنے لگا کہ یاران جانی اس وقت
نہیں رہتا اسقدر باقی دشمن کا نیلی اگرچہ ہمارا آقا نے کو میں یہاں نہیں ہی لیکیا ہوا ہم سب غلام جان نثار اُسکے ہر کس کام کے
ہیں اور کسدن کام آوینگے ذرا اس قمطراز در سوار کا حال مفصل معلوم ہو جاسکے یہاں ہو آیا کہیں سرراہ جاتا ہی یا ہم سے بالاد
قاصد و آمادہ جنگ ہو کر آیا ہی بعد اسکے جو کچھ ہم سے ہو سکے کا حق اسقدر سرفروشی اور جانفشانی میں تمام نہ ہونگے بلکہ ارادہ
یہ ہی اور لازم اور صلاح وقت یہی ہی کہ چار باغ سے کوس دو کوس باہر جا کے اس سے مقابلہ اور جاولان کریں سب نے یہی رائے
فضل بن لیا ہو خون آشام کی پسند کی اور کہا کہ بہت بہتر مصلحت وقت یہی ہی کہ اسکو یہاں تک آنے نہ دیں غرض
فضل و غیرہ سردار یہاں تو اس فکر میں تھے کہ وہاں سے قمطراز در سوار نے ایک نامہ بدین مضمون کہ اے فضل بن دلاور
یاد رکھ کہ میں کوئی ایسے ویسے سرداروں میں نہیں خاص الخاص مقرب درگاہ خداوند لقا کا ہوں اور تیرے باپ لیا ہو
خون آشام سے اور مجھ سے نہایت درجہ رسم و اتحاد و دوستی تھی لہذا میں بطور نصیحت کے تجھے اطلاع کیے دیتا ہوں کہ آگے
جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب تجھے لازم ہی کہ بمجرد پڑھنے اس نامے کے ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی کو اپنے ہمراہ لیکر میرے
پاس چلا آ میں تجھے اپنے ہمراہ بحضور پیغمبر رسل لیجا کے تیرے عفو جرائم کرا دونگا ورنہ تنا سمجھ لے اشعار

میں تیغ دو سر بہ بلا ہوں	نہ انسان جو بندہ اژدہا ہوں	دم بھر میں یہ چار باغ اگر	گرد و نگا میں کھو کر برباد
ہوا ان تیغ کلفت جو ہو یہ سیراں	در ترک فلک بھی مجھ سے ڈرتا	ملے میں پھر ہی تنگ تجھکو	جنگ میں پھر و ننگ تجھکو
تلسم ہے یہی ہے پیغام	بس باقی سلام اور اکرام	غرض یہ مضمون لکھوا کے ایک سوار کے ہاتھ فضل بن	

لیا ہو خون آشام کے پاس بھجوا دیا جس وقت کہ فضل نے وہ نامہ پڑھا تو آتش غضب کانون سینہ میں مشتعل
ہوئی اور دود بد دماغی دوار جان سے اُٹھا مثل زلف مہوشان پیچ و تاب کھا کے اور پریشان خاطر ہو کے نامے کو تو
پھاڑ کے پھینک دیا اور اسی وقت سپہ سالار اپنی لے کے مع اپنی فوج و سپاہ کے چار باغ سے باہر نکلا اور
منزل کے بیابان و اسعدین کوس بھر کے فاصلے پر لشکر قمطراز در سوار کے اس طرف اپنے لشکر و سپاہ سے
آگے اُتر پڑا اس عرصہ میں وہ نامہ بر قمطراز در سوار کا وہ نامہ پھٹا ہوا لیے قمطراز کے پاس پہونچا اور سارا حال

قریبا گردن کو جلا کے نکل گیا اور وہ کشندہ مانند آتش مانند طاؤس آتشبازی کے چرخ مار کے زمین پر گر پڑا لکارنے جو
قسطار اور مسعود ریزو بھی اگر سر پر سے آتے دیکھا جھٹ پٹ چار طرف سے دولا کیا اور اسے اٹھا کے لے بھاگے اور شکست
فاش لشکر میں قسطار اور مسعود کے ہوئی جو زور پکڑا تھا اور جو جہان تھا وہاں رہ گیا باقی ماندہ جتنے تھے جس نے
جدھر راستہ پایا اس طرف کو جان بچا کر بھاگ کھڑا ہوا مگر اب فضل بن گیاہور خوبخ آشام بسبب زخم کاری کے
جنگ نہایت شکست [illegible] گردن میں ہاتھ ڈال دیئے تھے اور درد سے اور محض بیخبر ہو گیا تھا گھوڑے
انکو لیے ایک سمت کو چلا جاتا تھا اب دیکھے کہ فضل بن گیاہور خوبخ آشام کا کہان سراغ ملے یہاں لشکر
[illegible] شاہزادہ [illegible] بادشاہ دیا نے فتح کے نقارے بجوائے اور لشکر کفار کا مال اسباب لشکر کفار کا لوٹ کے
ہمراہ رکاب نصرت انتساب شاہزادہ عالم کے رزمگاہ سے پھرا اور شاہزادہ عالی جاہ جلیع الزمان مع شاہزادہ شہروہ
میں آکر داخل چارباغ ملک حرمان دیو کش ہوا

اب دو کلمے داستان فضل بن گیاہور خوبخ آشام سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ فضل بن گیاہور خوبخ آشام [illegible] جو رزمگاہ میں قسطار اور مسعود کے ہاتھ سے زخم کاری کھا کے اپنے دونوں
ہاتھ گھوڑے کے گلے میں ڈال دیے اور بیہوش ہو گیا تو گھوڑا فضل کو لیے سرپٹ چلا جاتا تھا دوسرے روز نماز کا وقت
تھا کہ رخشان کوہ کے نیچے گھوڑے نے فضل کو اپنی پشت پر سے گرا دیا اور بسکہ دو دن کا بھوکا پیاسا تھا آپ چرنے میں
مشغول ہوا حسب اتفاق اس سرزمین رخشانیہ کا بادشاہ رخشان شاہ نامے ایک مرزبان درگاہ لقا سے لاکھ سوار
کا مالک بڑا بہادر اور صاحب شمشیر تھا اسکی بیٹی ملکہ ہمائے گوہرپوش نامے ایک نازنین مہ جبین پری وش حور تمکین تھی
کہ اسنے اسی رخشان کوہ کے متصل ایک باغ نہایت پرفضا اور دلچسپ تعمیر کرایا تھا اور اکثر اوقات بطریق تفرج
گلگشت باغ کو مع ساٹھ چار سو کنیزان ماہرو اور ملازموں کے وہاں دس دس بارہ بارہ روز رہا کرتی تھی چنانچہ
جس روز کہ فضل کو گھوڑے نے وہاں زیر کوہ لاکے گرا دیا ملکہ ہمائے گوہرپوش مع اپنی صحبت والیوں کے اسی اپنے
باغ میں تھی کوئی نوکر ملکہ ہمائے گوہرپوش کا صبح کے وقت وہاں آنکلا اور اسنے دیکھا کہ ایک گھوڑا نہایت خوبصورت
بازین و لجام مرصع کار چراگاہ میں پھرتا ہے اس شخص کو بخیال حرص دنیا فکر ہوئی کہ کسی گھات سے یہ گھوڑا لیوے اور زیور جو اس پر ہے
اسکے زیور سب اتار لیجیے اور یہ سوچ کے چند قدم اس گھوڑے کے پیچھے آگے بڑھا ابھی قریب نہیں پہونچا تھا کہ
اسنے دیکھا کہ ایک سمت ایک جوان رعنا چہرہ زیبا تمام سلاح جسم پر لگائے پوشاک فاخرہ پہنے مگر خون آغشتہ
خاک پر بیہوش اور خود فراموش پڑا ہے وہ شخص یہ تماشا دیکھکر وہاں سے بسرعت تمام پھرا اور ملکہ کے باغ میں جا کے
دو چار اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ اس پہاڑ کے صحرا میں ایک گھوڑا بہت خوبصورت کئی ہزار روپیہ کا زیور پہنے
پھرتا ہے اور ایک جوان وجیہ شکیل زخمی پڑا ہے سبھوں نے کہا چلو دیکھیں غرض وہ سب وہاں آئے اور فضل بن
گیاہور خوبخ آشام کو دیکھکر آپس میں صلاح کی کہ اس زخمی کو مع اسکے گھوڑے کے ملکہ ہمائے گوہرپوش کے
پاس اٹھا لے چلیں سبھوں نے کہا اچھا ہے چلو تو ایک چارپائی لاکے فضل بن گیاہور خوبخ آشام کو اسی
غش کی حالت میں چارپائی پر ڈال کے اور اس گھوڑے کو پکڑ کے پھر اسی باغ میں ملکہ ہمائے گوہرپوش کے سامنے
لائے اور سب حال بیان کیا ملکہ ہمائے گوہرپوش فضل بن گیاہور خوبخ آشام کو دیکھتے ہی نگاہ اولین میں ہزار جان
و دل سے فریفتہ ہوئی اور عاشق زار فضل بن گیاہور خوبخ آشام کی ہو گئی مگر بخیال مآل اندیشی اور مقتضا سے
غیرت کہ مبادا میرا راز کسی پر افشا ہو جائے خوب سا آپ کو سنبھال کے اپنی زبان سے کہا کہ ای دایہ

تو اس زخمی کے زخموں میں ملنگے دلواکے مرہم پٹی کرا اور اپنے مکان میں لیجاکے بہت اچھی طرح سے اسے رکھنا جب یہ بخوبی
تمام صحت پا جائیگا تو اُسوقت اسکا حال دریافت کرکے کہ یہ کون شخص ہی کہاں کا ہے اور وہ زخمی کیونکر ہوا ہو مجھ سے عرض
کر دیجیے القصہ دایہ ملکہ ہماے گوہر پوش کی فضل بن گیاہور خون آشام کو ایک مکان میں لے گئی اور آپس میں یہ تفہیم
سب میں ہو گئی کہ یہ راز کہیں فاش نہونے پائے خلاصہ کرواکے کسی جراح سے مرہم منگایا اور فضل بن گیاہور خون آشام
کے زخم پر اس مرہم کے پھاہے لگائے جب دماغ کو ہوا لگی تو فضل کی آنکھ کھلی او اسنے دیکھا کہ میں ایک پلنگ پر پڑا ہوں اور
میرے گرد و پیش چند ماہ تابان زہرہ جبین ماہ طلعت کمر بستہ ہیں مگر کرسی پر ایک نازنین نہایت حسین ہر کیف سندر
روپ سروپ بھاس برن لپٹ جو انگ میں بسے + جوں جوں انکھوں کو ان دیکھیے دیکھے تجسس لگے ہو جیسے + روکی چوٹ سی
باجات نند و مرے اور کود میں دیجیے + اور ہاو نینے نینے وکیل بھی ہی کر دیکھو ہی بیج + فضل بن گیاہور خون آشام
نے اس سراپا حسن و دلبری کو دیکھ کے نگاہ اولین ایک تیر عشق جگر پر کھاکے اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کے
مثل مرغ بسمل اپنا کلیجا دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور پھڑک پھڑک کے دم بھر میں بیہوش ہو گیا ملکہ ہماے
گوہر پوش بمضمون اس شعر کے شعر دل ما بدل رہ ہست درین گنبد سپہر از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر سمجھی
کہ یہ شخص بھی وابستۂ الفت اور شیفتۂ محبت میرا ہو گیا ہی پھر خوب سا ضبط کرکے اور باتوں میں مصروف ہو گئی
اتنے میں مژگین پر جو فضل کے ملکہ کی نگاہ پڑی تو معلوم ہوا کہ یہ شخص گیاہور خون آشام سیسا اور کنجاب
کا چوتھا بیٹا فضل ہی ناگاہ دم بھر کے بعد پھر فضل کی آنکھ کھل گئی اور ملکہ کو بنظر حسرت دیکھنے لگا ملکہ نے کہا ای
شخص کیا متوحش ہو کر دیکھ رہا ہی سرگذشت تیری میں بیان کر دوں ماجرا یہ ہوا کہ تجھے میرے گھوڑے نے حالت غش
میں یہاں زیر رخشان کوہ لاکے گرا دیا تھا میرے ملازمین تجھے اٹھا کے میرے پاس لے آئے ہیں اور یہ سرزمین رخشانیہ
ہی میرا باپ رخشان شاہ یہاں کا بادشاہ لاکھو سوار کا مالک ہی آئندہ اگر تو عاقل اور فہیم ہی تو اپنے دل میں
سمجھ کے چپ ہو رہنا شعر دل ہست این خنک نتوان کرد بادل + شود بابر کہ خواہد آشنا دل + جس وقت کہ میں نے
تجھے اس حال دیکھا کچھ معلوم ہم ہارتا نہیں کہ جو میرے دل کی حالت ہی مگر بے کیف ہو کے اور اپنے باپ سے مخفی
تجھے میں نے یہاں لاکے رکھا ہی اب نہیں معلوم کہ تیرے دل کو بھی جذب محبت ادھر کا ہی یا نہیں فضل بن گیاہور
خون آشام نے متبسم ہو کے جواب دیا کہ ای ملکہ شعر چاہت کو میرے آپ نہم دے کے پوچھیے + بندہ ہی جی سے تب
قسم دے کے پوچھیے + الا شعر دو الشعر طوار باکی بڑنا میان لینگے ہم تمہاری خاطر + رسوائی سہینگے ہم تمہاری خاطر + تم
بھی تو کر دو ہماری بات اک شعر + تو کیوں نہ کرینگے ہم تمہاری خاطر + ملکہ ہماے گوہر پوش نے کچھ دزدیدہ نگاہی سے
فضل کے منہ کو دیکھکر بآواز دلبرانہ و انداز معشوقانہ سے پوچھا کہ فرمائیے وہ کونسی بات ہی فضل نے کہا ای ملکہ اصل
حقیقت یہ ہی کہ میں غلام جان نثار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کا ہوں اگر تم کلمۂ شہادت پڑھکے ملت حنفا دین
اسلام قبول کرو تو تمام عمر شعر گر بسر چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + ملکہ ہماے گوہر پوش نے کہا کہ ای
فضل بن گیاہور خون آشام خدا گواہ ہی تو رات دن کو تو گھر میں رہتا ہی + کو اہیں کچھ نہیں جو دل ملے کی بات
ہی + اور فارسی والوں نے کہا ہی شعر عشق از پی بسیار کر دست و کند + سیمر از نار کر دست و کند + اچھا مجھے بہر حال
تیری خوشی منظور ہی جو تو کہیگا میں قبول کروں گی وہ کلمہ ارشاد کر فضل بن گیاہور خون آشام نے کلمۂ شہادت
تلقین کیا اور ملکہ ہماے گوہر پوش نے صدق دل سے اپنی دایہ اور مصاحب دلیروں کے کلمۂ طیبہ پڑھکے مشرف باسلام ہوئی
اور بعد چند روز کے فضل بن گیاہور خون آشام کا زخم اندمال پر آگیا اور غسل صحت کیا اور ملکہ نے تیاری جشن کی

کے صحبت ناچ رنگ کی قرار دی اور ہر روز صبح سے شام تک ملکہ ہماے گوہر پوش اور فضل بن گیا ہور خون آشام
تمام شراب پینے سے مدہوش ہو کر خوش رہتے تھے ایک روز کی نقل ہے کہ رخشان شاہ بادشاہ بعزم سیر و شکار سوار ہو کے
اس طرف آنکلا اور بیساختہ اسکو خیال ہوا کہ ایک مدت سے میری بیٹی ملکہ ہماے گوہر پوش یہاں سیر باغ کو
آئی ہوی اور میں نے نہیں دیکھا ہے ذرا اسکو بھی دیکھتا چلوں اندرون باغ قدم زن ہوا خواصوں ڈنڈروں باندیوں
نے رخشان شاہ کو آتے جو دیکھا تو سب کی سب سراسیمہ اور بدحواس دوڑی ہوئیں ملکہ ہماے گوہر پوش کے
پاس آئیں اور عرض کی کہ اے ملکہ عالم آپ غافل کیا بیٹھی ہیں رخشان شاہ آپ کا باپ آپہونچا ہوشیار ہو جائیے
ملکہ نے جو آمد باپ کی سنی تو شدت خوف سے مثل قالب بیجان محو حیرت سکتے کی صورت رہ گئی ابھی کچھ کہنے نہیں
پائی تھی کہ سامنے سے رخشان شاہ نے فضل بن گیا ہور خون آشام کو اور اپنی بیٹی ملکہ ہماے گوہر پوش
کو ہمدوش و ہم بغل ایک مسند پر بیٹھا دیکھکر خنجر کمر سے کھینچ کر پکارا کہ باش اے تیرہ بخت تیرہ روزگار تو کون شوخ نفسا گر فتنہ
کو امانت جو این سان + رسیدی بے خطر در قصر شاہان ++ اور برابر پہونچ کر خنجر مارا فضل جہاں بیٹھا تھا اسی جگہ پر
ہو او بیٹھا رہا جس وقت کہ چمک خنجر کی دیکھی بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کے داہنے ہاتھ سے بند دست رخشان شاہ
کا پکڑ لیا اور ذرا اسکی کلائی کو فشار دیا تو خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر علحدہ گر پڑا اور جھٹ پٹ فضل رخشان شاہ کو
پشت بزمین کر کے چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور پوچھا کہ اے رخشان شاہ بتلا در خشا مقتی پروردگار عالم ہے کہ کوئی رخشان
شاہ نے کہا میں ذرا تیر دار لالہ کو سمجھا کا ہوں یوں تو مجھے منظور نہیں ایک شرط ہے اسکو اگر تو ادا کرے تو کیا مضائقہ
جو تیرا دین ہے میں قبول کروں فضل نے کہا کہ وہ شرط اپنی بیان کر تاوقتیکہ اتمام حجت نہ کرونگا نہ چھوڑونگا رخشان
شاہ نے کہا ایک شیر خونخوار مردم آزار ہمارے ملک کا اسی قرب و جوار میں رہتا ہے اگر تو اس شیر کا شکار کرکے مجھے
دکھلا دے تو تا قید حیات تیری اطاعت اور فرمانبرداری میں بسر و چشم حاضر ہوں فضل بن گیا ہور خون آشام
نے رخشان شاہ کو چھوڑ کر کہا کہ بسم اللہ اے رخشان شاہ سوار ہو اور مجھے اپنے ہمراہ لیجاکے اس شیر کو دور سے
دکھلا دے رخشان شاہ اسی وقت باغ سے باہر نکلا اور فضل بن گیا ہور خون آشام کو اپنے ساتھ لیکے
اس صحرا میں گیا اور جاسوسوں سے تحقیق کر کے کہا کہ وہ سامنے اس جھاڑی میں شیر رہتا ہے فضل نے بجستی تمام
قریب اس جھاڑی کے جاکے دیکھا کہ شیر غافل پڑا سوتا ہے اسوقت فضل نے آواز بلند کہا کہ او درندہ کیا پڑا
سوتا ہے ہوشیار ہو جا کہ تیری قضا آئی اور اجل پر تیری موت آئی ہے آواز کے ساتھ شیر کی آنکھ کھل گئی اور فضل بن
گیا ہور خون آشام کو بہ ہیبت تمام اپنے سامنے کھڑا دیکھکر غرایا اور ایک ہی جست میں برابر فضل کے پہونچ کر
چاہتا تھا کہ پنجہ مارے فضل نے تلوار ماری شیر تو جست کرکے پشت پر جا رہا اور اسکی تلوار وہاں ایک پتھر پڑا تھا اس پر جو
پڑی تو دو ٹکڑے ہو گئی پھر دوسری مرتبہ شیر حملہ کرکے آیا فضل جست کرکے داہنی طرف جا رہا شیر نے چاروں پاؤں
اپنے زمین پر دم کیے فضل جست کر کے اس شیر کی پشت پر سوار ہو بیٹھا اور دونوں ہاتھوں سے جبڑے کے دونوں
کانوں پکڑ کے جو زور کیا تو کان شیر کے اکھڑ آئے اور دو پرنالے خون کے بناگوش سے شیر کی جاری ہوے رخشان
شاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تو بیساختہ پکار اٹھا کہ بس مجھے ثابت ہوا کہ دین تیرا برحق ہے جو تیرے دین کو
اختیار کرے وہ کیا ہے فضل نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا رخشان شاہ کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور
کہنے لگا کہ میں نے ملکہ ہماے گوہر پوش کو برضا و رغبت اپنی تیرے عقد میں دیا فضل نے کہا کیا مضائقہ مگر
تا وقتیکہ شاہزادۂ عالی تبار بدیع الزمان نامدار کی شادی ملکہ گوہر ملک کے ساتھ ہو گی مجھے تیری بیٹی سے

کچھ علاقہ نہیں بروقت شادی ہونے شاہزادہ عالم کی ملکہ گوہر تاج کے ساتھ میں بھی تیری بیٹی کے ساتھ عقد
کرونگا یہ لکھکے شیر پر سے اتر پڑا اور وہ شہر ترسان ترسان اور روانہ ہین برق سمت ہوا چلا گیا یہان زرخشان شاہ قفل
ہو گیا ہو رخون تشام کو ہمراہ لیے اپنی بارگاہ میں آیا

اب تتمہ داستان شوکت بیان خاور سیاہ ملک قاسم لعل خشان خوزرفتاوری سے گزارش کیا جاتا ہے

کہ شاہزادہ قاسم جو مرادکوہ میں مع مرادشاہ کمند دست فوج وسپاہ کی کرتا ہے اور اس فکر میں ہے کہ لشکر جمع کر کے
بر سر گنجاب جاؤں ایک روز کی نقل ہے کہ خاور سیاہ ملک قاسم نے فرمایا کہ میں بہت روز سے شکار کھیلنے نہیں گیا ہوں دو
چار روز اسی گرد و نواح میں شکار کھیلے پھرونگا مرادشاہ نے عرض کی کہ بہت خوب اور اسی وقت سامان شکارگاہ سب
طلب کیا اور شاہزادہ قاسم بہ نیت شکار سوار ہو کے چلا قضا کار اسی قریب میں ایک شہر ہے کہ نام اسکا انکانیہ
ہے اور حاکم وہاں کا ارکان بلند اختر نامے ایک بادشاہ بڑا صاحب جاہ ہے دو پہلوان اسکے ایک کا نام ارقم خوک پیشانی
اور دوسرے کا نام خرپائے خرس اندام تب سرکش اور زبردست ہیں جبکہ ارکان بلند اختر نے سنا کہ مرادشاہ قاسم
کا شریک ہو کے مسلمان ہو گیا نہایت پیچ و تاب کھا کے اپنی بارگاہ میں باواز بلند کہا کہ ای پہلوانو میں چاہتا ہوں
تم میں سے ایک پہلوان جاکے مرادشاہ کو بیابات فہمایش کر کے پھر راستہ پر قدیم دین ملقا پرستی پر لائے اور جو وہ قبول نہ
کرے تو سر اسکا قلم کر کے میرے پاس لائے یہ کلام ارکان بلند اختر کا سنکے ارقم خوک پیشانی نے کہا کہ میں جاکے ابھی
مرادشاہ کو سمجھائے دیتا ہوں اور اگر وہ سر مو میرے کہنے سے انحراف کرے گا تو تمام اسکے ملک کو برباد کر کے سر اسکا
لاکے آپ کے سامنے حاضر کرونگا ارکان بلند اختر نے اپنے بیٹے کو بھی ارقم خوک پیشانی کے ہمراہ کر دیا اور لاکھ سوار
اسکے یا تمام کر کے روانہ کیا اور وہ ارقم خوک پیشانی مع ارکان بلند اختر کے بیٹے اور لاکھ سوار کے کوچ در کوچ جلد
جلد راحل او قطع منازل قریب مرادشاہ کے ملک کے پہونچا اور وہاں پہونچ کے اسنے سنا کہ قاسم کہیں شکار کھیلنے کو
گیا ہے اندرون مرادکوہ فقط مرادشاہ اکیلا ہے یہ حال سنکے بہت خوش ہوا اور اسی وقت غنیمت جان کے کوچ
کر کے روانہ ہوا مرادشاہ نے جو یہ خبر سنی کہ ارقم خوک پیشانی اور بیٹا ارکان بلند اختر کا مع لاکھ سوار کے آتا ہے اسی
وقت تمام اپنی فوج وسپاہ کو لے کے سوار ہوا اور مرادکوہ سے نیچے اتر کے تھوڑے سے فاصلے پر ارقم خوک پیشانی
کے لشکر سے بارگاہ اپنی استادہ کروائی اور اتر پڑا ارقم خوک پیشانی کو جو یہ خبر پہونچی کہ مرادشاہ مع اپنی فوج وسپاہ
کے مرادکوہ سے اتر کے بہ نیت مقابلہ او مجادلہ آیا ہے اور تھوڑی دور پر بارگاہ استادہ کروائی ہے نہایت درہم برہم ہو کر حکم
دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجاؤ اور بموجب اسکے کہنے کے لشکر میں طبل جنگ بیدرنگ بجا شوقت اور طبل
جنگ کی مرادشاہ کے لشکر میں پہونچی مرادشاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے وہاں بھی صدائے
طبل جنگ بلند ہوئی اور رات بھر دونوں لشکروں میں بڑی ہوشیاری اور چوکسی رہی جبکہ رایات سحر جالک ہوا اسی
وقت ارقم خوک پیشانی مع اپنے لشکر کے اور ادھر مرادشاہ مع اپنی فوج وسپاہ کے نکل کے میدان میں آ کے
قائم ہوئے اور لشکروں نے صفیں درست کیں میمنہ و میسرہ قلب وجناح ساقہ میں گاہ آگے کا ہوا اور پیچھے کا جیند اول
چود صفیں باندھیں بر استہ پیراستہ ہوئے تکت خود کی راستی رہنے لگے ارقم خوک پیشانی اپنے لشکر سے
مرکب جھکائے سر میدان آیا اور پکارا اے لشکر مرادشاہ شمار آزوے دل ست کرنا ہے میدان جنگ اتنا کلمہ
ابھی ارقم کی زبان سے نہیں نکلنے پایا تھا کہ اس طرف لشکر مرادشاہ سے سہیل ستارہ چشم گرہ پیشانی مرادشاہ
سے اجازت لیکے اسکے مقابلے میں آیا اور بعد نیزہ وری ضرب شمشیر سے ارقم خوک پیشانی کی سہیل ستارہ چشم

گھوڑے پرسے اتر کے ہرن کو ذبح کر ڈالا اور شکار بند میں ہرن کو تسمے کے پھر مرکب پر سوار ہوا اور سمت وادی کوہ چلا وقت
شب از بسکہ تاریکی تھی راہ بھول کے منزلون نکل گیا جب صبح نمایان ہوئی تو ایک قافلہ سوداگر کا ملا شاہزادہ قاسم نے جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا خواجہ شمس مغربی نام ایک سوداگر مسلمان سمت ارکانیہ کے جاتا ہی یہ خبر پا کر اور قافلہ سب اسکے
ہمراہ ہو شاہزادہ خاور سیاہ قریب اُس قافلے کے پہونچا اور یکایک خواجہ شمس مغربی نے جو قاسم کو دیکھا تو پہچان
گیا بہت سی خاطرداری قاسم کی کرکے بڑی تواضع اور تکریم سے بعد ادراک حال گذشتہ اپنے خیمے میں لے گیا اور مہمانداری
کی دوسرے روز قاسم بھی لباس تاجرانہ پہن کے ہمراہ اُس سوداگر کے چلا اور شہر ارکانیہ میں پہونچا خواجہ شمس مغربی
نے ارکان بلند اختر بادشاہ سے ملاقات کرکے جو کچھ کہ تحفے تحائف مال تجارت سے اپنے ہمراہ لے گیا تھا وہ سب اسے
نذر دیے بعد اُسکے بادشاہ سے رخصت ہوکے کاروانسرا میں جاکے اُترا اور خرید و فروخت مال و اسباب تجارت کی
کرنے لگا یہان ارکان بلند اختر نے ایک روز رمالون کو طلب کرکے پوچھا کہ میرا بیٹا شاپور اور ارقم خوک پیشانی مع لاکھا
کے جو سمت مراد کوہ برسر مراد شاہ گیا ہی تم اپنے رمل میں دیکھو کہ وہ وہان سے فتحیاب ہوکر کب تک آئیگا حسب الحکم
ارکان بلند اختر کے رمالون نے قرعہ پھینک کر اپنے رمل میں دیکھکر کہا اے شہریار شاہزادے مع ارقم خوک پیشانی بیچارے تو قریب
تھا کہ اس لڑائی کو فتح کرلیتے الا ثابت یون ہوتا ہی کہ کسی وقت سے مدد مراد شاہ کی پہونچی اور ارقم خوک پیشانی جان سے
مارا گیا اور شاپور زخمی ہوا اور تمام لشکر نے شکست فاش کھائی بیقین ہی کہ صبح و شام میں شاپور حضور میں آتا ہی ارکان بلند اختر
یہ حال سنکے اف افسوس کرنے لگا اور نہایت مغموم اور مکدر ہوکے ابھی کچھ نہیں کہنے پایا تھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ جو سامنے
ارکان بلند اختر کے بارگاہ میں ایک کرسی پر بیٹھا تھا یہ سارا حال سُنکے نہایت درہم برہم ہوا اور یک وتیرہ جانب ارکان بلند اختر
مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ اے نابکار تیرہ روزگار تیری کیا اصل حقیقت تھی اور تونے دل میں کیا سمجھا کہ جس حالت میں مراد شاہ تھا
اور میں وہان نہ تھا اور تونے مراد شاہ پر لشکر کشی کی اور حوصلہ رزم دیکھا چاہا ارکان بلند اختر نے یہ گفتگو شاہزادہ خاور سیاہ
کی جو سنی نہایت غیظ و غضب میں آکے پوچھنے لگا کہ اری زبان دراز تو کون ہی جو ایسے سخت اور درشت کلام خلاف ادب اپنی
زبان پر لایا اور بعد اسکے اپنے بارگاہ نشین سردارون کی طرف دیکھکر کہا کہ ہان اسکو جانے نہ دینا تھا اشارہ ارکان بلند اختر
کا پاکے چارون طرف سے کفار سیہ تلوار اپنی اپنی کھینچکے سر شاہزادہ خاور سیاہ پر آئے اور قاسم نے شگفتہ ہو اٹھکر تیغ کھینچکر نعرہ کیا شعر

ملک قاسم آن شاہ خاور سیاہ	زدم تیغ بر ابر و تیرہ سیاہ
اگر تیغ بر کوہ خارا زدم	زتن شاخ گاو زمین برکنم
ز آب دو تیغ شستم زمین	ہمہ با خبر شد زبر مکین
اری کافران حیا دنیا بکام ای	دغا ہر کہ واندر دہر گمراہ

ماہ و ورد ہمہ اند و بشناسد کہ منم نور حدیقہ و ساطت و شجاعت صاحب رزم و بہار زرمدم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
لعل خشمان خونریز خاوری اور نعرہ کرکے آمادہ کشتار کشی اور شمشیر زنی ہوا اور بہت سے کافرون کو جہنم واصل کرکے قریب
ارکان بلند اختر کے پہونچ گیا ارکان بلند اختر نے جب دیکھا کہ اب مین قاسم کے ہاتھ سے کسی صورت سے نہین بچتا بمصداق
بقول سعدی شیرازی کے شعر وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز ناچار ہوکے تلوار شاہزادہ نامدار
پر ماری قاسم نے چستی تمام بائین ہاتھ سے بند دست اسکا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ ہاتھ سے چھوٹ کے تلوار زمین پر
جا پڑی اور دہنے ہاتھ سے ارکان بلند اختر کا کمربند پکڑ کے زور کیا اور تخت سے اٹھا کے سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور
پھر جست کرکے اسکی چھاتی پر بیٹھکر پوچھا کہ اے ارکان خلاصہ بتا تو اب دگار عالم چہ می گوئی ارکان بلند اختر نے یہ زور
اور قوت شاہزادہ خاور سیاہ رستم صولت کی دیکھکر کہا اے شہریار حق یہ ہی کہ مجھے معلوم ہوا کہ تیرا دین برحق ہی جو تیرا دین
اختیار کرے وہ کیا کہے قاسم نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا ارکان بلند اختر از سر صدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگیا

اور تمام ساکنان ارکانیہ اور فوج وسپاہ کو کلمہ تلقین کر کے مسلمان کیا اس عرصہ میں شاپور سر برہنہ اور خراب حال بھی بھاگا
ہوا یہاں پہونچا اور ساری روداد زراتشد اسجنگ تا انتہا بیان کی شاہزادہ قاسم نے پوچھا کہ مجھکو معلوم ہوا کہ وہ کون
شخص تھا جو مرزاد شاہ کی مدد کے واسطے آیا تھا اور کسکے ہاتھ سے زخم کھائے پیشانی پر اور زخمی ہو کر آیا ہے شاپور نے کہا
فضل بن گیا ہو رخون آشام بدیع الزمان کے کوئی نوکروں میں تھا قاسم فضل کا نام سنکے اپنے جی میں نہایت رنجیدہ
ہوا اور شاپور بھی عجب فہمایش اور تلقین کرنے ارکان بلند اختر کے زیر صدق مسلمان ہو گیا قاسم نے یہ کلمہ کہا کہ اب
میں بیٹھ مرزاد شاہ کو قتل کرونگا اسواسطے کہ نصرت بدیع الزمان کے نوکر کیونکر گوارا کی اور مرزاد شاہ فضل کی امانت اور دو
سے چھوٹا ہے مجھے ایسا فیصلہ جلد و جبات ہے یہ کہکے شاہزادہ قاسم نے اسی وقت ارکان بلند اختر کی [illegible] سے نکلا اور تنہا
اپنے مرکب پر سوار ہو کر سمت مرزاد کوہ روانہ ہوا [illegible] وہیں فضل بن گیا ہو رکے لشکر کو [illegible] بھاول بی اور
بمقابلہ فضل بن گیا ہو ر کے نیب دی [illegible] شیر نہیں ملک کو
تیری جان کا ہے دن فضل کا چاہا اور مجبور ہو کے دست [illegible] تو فضل کا کمر لیا اور دونوں
کشتی پر پہونچی [illegible] فضل بن گیا ہو ر شاہزادہ قاسم کو [illegible] سینہ بسینہ دوش بدوش [illegible]
دو [illegible] سے کہو چوتھے روز پہر دن چڑھے خاور سپاہ ملک قاسم نے فضل کا سر توڑ کے زیر کیا اور چھاتی پر چڑھ کے بیٹھا اور پوچھا کہ
تیرا نام کیا ہے فضل نے اپنا نام بتایا قاسم نے ظاہر کمال [illegible] کے فضل کی چھاتی پر سے [illegible] اور بہت [illegible]
[illegible] کے فضل بن گیا ہو رخون آشام کو خلعت [illegible] پہنایا [illegible] فضل بن گیا ہو ر [illegible] شاہ [illegible]
شاہزادہ قاسم کے پاس سے رخصت ہو کے آمادہ مرگ اور جہاں [illegible] ایک پہاڑ پر گیا اور وہاں ایک کمند کو بطور پھانسی
کے اپنے گلے میں ڈال کے سر کمند کا پہاڑ سے باندھ دیا اور اس پہاڑ کے نیچے ایک دریا موجزن تھا [illegible] کو دپڑا گلے
میں تو کمند پڑی ہی تھی وہ خوب زور سے کھنچ گئی اور کمند میں فضل معلق زمین [illegible] اور پانی سے بہت بلند لٹک گیا اور گلا کمند میں
کھنچا ہوا اور پھنسا ہوا تھا تو دونوں آنکھیں فضل کی نکل آئیں اور دم [illegible] کے تھا [illegible] تھا کہ حضرت
خضر علیہ السلام نے آکے فضل کے گلے سے کمند کو کھولا اور دریا سے ایک پہاڑ پر لا کے لٹا دیا دو گھڑی کے بعد جب فضل
کو [illegible] آئی اور غش سے ہوش آیا آنکھ کھلی تو حضرت خضر علیہ السلام کو [illegible] پایا [illegible] بعد [illegible]
پوچھا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہیں حضرت نے فرمایا کہ مجھے خضر کہتے ہیں اے فضل تجھے تعجب ہے کہ قاسم سے زیر ہونے
کا اس درجہ صدمہ اور رنج ہوا کہ تو آپ کو ہلاک کرتا ہے یہ قاسم مقابلہ میں کے آیا تھا تو ایسا نادان ہو گیا یہ نہیں جانتا
کہ یہ قاسم شاہزادہ بدیع الزمان کا بھتیجا جان و روح شاہزادہ بدیع الزمان کا ہے تو اس درجہ اپنے دل میں ندامت
کھینچ اور یہ غیرت تیری بیجا ہے یہ کہکے حضرت خضر نے اپنے دست مبارک سے کمر فضل کی باندھ کے فرمایا کہ آج سے
میں نے تجھے [illegible] کر دیا کیا اب جا کوئی روئے زمین پر تجھے زیر نہ کرے گا اور کوئی پہلوان تیری پیٹھ زمین پر نہ لگا سکے گا
مگر تو بھی امیر حمزہ با توقیر اور کرب غازی اور دادا صاحبقران سے کبھی مقابلہ اور محاذے کا [illegible] یہ فرما کے
حضرت خضر علیہ السلام فضل بن گیا ہو رخون آشام کی نظروں سے غائب ہو گئے اور فضل نے دیکھا کہ وہ زور اور طاقت
میرے جسم میں ہے کہ رستم وسام ونریمان بھی مجھ سے ہم پنجہ نہیں ہو سکتے اور مجھ سے برابری نہیں کر سکتے اسوقت
فضل کے جی میں یہ خیال آیا کہ اب پھر چل کے قاسم کو کشتی میں زیر کروں مگر سمجھا کہ حاشا حضرت خضر نے مجھے منع کر دیا ہے
اور سوا اسکے قاسم صاحب غیرت ہے اگر تو قاسم کو ذلیل کرے گا تو قاسم لاشک وہ [illegible] اپنے کو ہلاک کر ڈالیگا
اسوقت اے فضل تو شاہزادہ بدیع الزمان کو کیا جواب دے گا بس یہیں [illegible] کر کے فضل پہاڑ سے نیچے

اترا اور اسنے دیکھا کہ گھوڑا امیر حمزہ کا وہین چرتا ہی جا کے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جانب چار باغ روانہ ہوا پہلے
اپنے لشکر مین جا کے ملحق ہوا بعد اسکے مع تمام فوج و سپاہ کے بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان عالی جاہ چلا اُسی وقت
جسوقت فضل کے آنے کی خبر شاہزادہ بدیع الزمان نے سُنی اُسی وقت اپنے سب سرداروں کو فضل بن لیابو
خون آشام کے استقبال کے واسطے بھیج کر بڑے اعزاز و کرم سے بارگاہ مین طلب کیا بروقت ملاقات شاہزادہ
بدیع الزمان نے جو یہ نقشہ اور رنگ اور نور فضل کے منہ پر دیکھا تو اپنے جی مین متحیر اور متعجب ہو کر بہت خوش ہوا
اور صحبت مین بٹھلا کے احوال پوچھنے لگا فضل ابھی باتین کر رہا ہی کہ ایک مرتبہ امیہ بن عمرو پہونچا اور بعد دعا و ثنا
کے عرض کی کہ شاہزادہ عالم کی عمر دراز ہو گنجاب ایک لشکر بے پایان اور فوج و سپاہ دو چندان جمع کر کے بہ نیت
فاسد آتا ہی شاہزادہ عالی شان نے فرمایا کہ ای امیہ بن عمرو قضاے بار کی سست شعر سری تیغ از تو شیر حبیب ✦
بہ چہ آید بسر من بانصیب ✦ جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے لوح جبین پر میری بروز دیوان قضا قلم قدرت
سے اپنے ترقیم کر دیا ہی وہ ہوا اور وہی جو منظور ہوگا آئینہ ظہور [illegible] عالم ہی ابھی یہی باتین
کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک گرد پیدا ہوئی اور اُس گرد مین سے نقابدار نقاب پوش نمودار ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان کے
پاس آ کے سلام اسی طرح کا ہوا کہ اسوقت اگر از راہ محبت میرے مکان پر چلو تو موجب میری خوشنودی کا ہی شاہزادہ
عالم نے کہا کیا قباحت ہی چلو مین چلتا ہون یہ کہکے شاہزادہ بدیع الزمان نے اسکو ٹھہرا کے [illegible]
دی اور نقابدار نے بر سبیل مذکور کہا کہ ای بدیع الزمان مین نے سنا ہی کہ گنجاب آمادہ جنگ اس طرف کو آتا ہی
لہذا مین جاتا ہون کہ تو ذرا صبر کر کہ شاہزادہ فوج و سپاہ بھی آ جاے اور وہ بھی تیرا شریک حال ہو شاہزادہ
بدیع الزمان نے ہنس کے جواب دیا کہ مین جانتا ہون اے نقابدار نقاب پوش کہ تو ہوا خواہ قاسم کا ہی مجھے مرجانا
گوارا اور بہت بہتر ہی اس بدوقت سے کہ قاسم کی اعانت اور مدد سے کوئی کام مین کرون بس اتنا کہکر نقابدار
سے رخصت ہوا اور اپنی بارگاہ مین آ کے اپنے لشکر کی تیاری مین مشغول ہوا روز دوم گنجاب بجمعیت کثیر
فوج لشکر کے قریب آ پہونچا اور کوئی پانچ کوس کے فاصلہ پر چار باغ سے اس طرف بارگاہ استادہ کر کے
اُتر پڑا اور جتنے بارگاہ نشین گنجاب کے تھے وہ سب کے سب آ کے گرد و پیش تخت گنجاب کے اپنی اپنی کرسیون
پر بیٹھے گنجاب نے کہا کہ مین پہلے ایک نامہ اپنے ایلچی کے ہاتھ بدیع الزمان کو بھیجتا ہون اگر بدیع الزمان نے
میری اطاعت قبول کی اور میرا کہا مانا تو مین سب جرم و خطا اُسکے معاف کر دونگا اور جو اُسنے
میرا حکم نہ مانا تو پھر جیسا مناسب جانونگا سمجھونگا حسب الحکم گنجاب کے منشی نے نامہ لکھا اور گنجاب نے
آہنگ گر از دندان اپنے ایک سردار کو وہ نامہ دیکے شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس بھیجا جسوقت کہ
آہنگ گر از دندان دروازہ بارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان کے پہونچا دربان نے اُسکی عرض کی شاہزادہ عالم
نے فرمایا کہ بلاؤ اور وہ ایلچی اندرون بارگاہ داخل ہوا اور مجرا گاہ سے بغیر مجرا کیا کسی شخص نے جواب اُسکے
سلام کا نہ دیا اور شاہزادہ بدیع الزمان نے اُسکو اشارہ کیا کہ ایک کرسی پر بیٹھ اور اُسنے بیٹھکر نامہ گنجاب کا
شاہزادہ بدیع الزمان عالی جناب کی نظر انور سے گذرانا جبکہ شاہزادہ عالم نے وہ نامہ پڑھا اور حرف بحرف مضمون
اُسکا معلوم کر لیا تو وہ نامہ ہاتھ سے پھینک دیا آہنگ گر از دندان نے جو دیکھا کہ نامہ میرے سردار کا بدیع الزمان نے
پھینک دیا اور کچھ جواب نہ دیا غل مار سردم زد و پیچ و تاب کھا کے اپنی کرسی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور خنجر کھینچ کر
چاہتا تھا کہ برابر پہونچ کر شاہزادہ عالم کو مارے شاہزادے نامور نے کھینچ تمام ہاتھ اُسکا پکڑ کر بائین ہاتھ سے

بد بدان حسرت گزیدند لب ؛ صدا ہا برون آمد از طبل جنگ ؛ درنگا درنگ و درنگا درنگ ؛ بغرید طبل و فغان کرد نائے ؛
تو گوئی کہ گنبد کو ہنر جائے ؛ جوش فلک سے دلاوروں اور بہادروں اور شجاعوں کی آنکھوں میں نشۂ شجاعت سے پردے
پڑ گئے تھے اور عالم جوش و خروش میں گھوڑے جوشتے تھے ایک بار گنجاب نے حکم دیا کہ ان ہمارے لشکر میں ایسا کوئی
بہادر اور دلاور ہے کہ میدان رزم گاہ میں نکل کے ان خدا پرستوں کا کام تمام کرے اور سر بدیع الزمان کا کاٹ کر
میرے سامنے لائے بختیارک برابر گنجاب کے خواصی میں تھا یہ کلام گنجاب کا سنکے اُسنے کہا کہ اے گنجاب تیرے
لشکر میں تو ایسا میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں کہ وعدہ گاہ مصاف میں جا کے مقابلہ اس بدیع الزمان فرزند دلبند
قاف ثانی سلیمان کا کر سکے گا جو میدان میں جائیگا بدیع الزمان کی ضرب تیغ ملوک دیوبند سے زندہ اور سلامت پھر کر
نہیں آئیگا گنجاب نے بختیارک کی گفتگو سنکے ایک گھونسا بختیارک کے منہ پر مارا کہ کئی دانت بختیارک کے
ٹوٹ کر گر پڑے اور منہ سے لہو کی کلیاں نکلنے لگیں اس عرصہ میں ایک طرف سے نعمان بن گیرنک خرس پیشانی
اپنا گھوڑا چمکاکے برابر گنجاب کے تخت کے لے آیا اور عرض کرنے لگا کہ مجھے اجازت میدان ہو تمت ہو گنجاب نے
اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ میں نے تجھے حوالے خداوند لقا کے کیا نعمان بن گیرنک گنجاب سے اجازت میدان لیکر
سراپا دکھلاتا ناف میدان میں آیا اور مرکب کو روک کر پشت کی جانب لشکر اسلام اور رخ کیا سمت قیطول خداوند
لقا اور گھوڑے پر سے کود کے زمین پر سجدہ کرنے لگا اور سجدہ کرکے اُس زمین کی مٹی ماتھے سے لگالی اور پھر اپنے
گھوڑے پر سوار ہوکے پکارا اے لشکر خدا پرستان و اے زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ ست کہ بیاید بمیدان جنگ
آرزوے دست و پا آوری ہم تا سخن در دہان بود بود کلمہ اُسکی زبان سے نہیں نکلنے پایا تھا کہ ایک مرتبہ لشکر اسلام
میں علمداروں نے علموں کو جلوہ دیا اور دونوں لشکروں نے دیکھا کہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران
بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے مرکب کو گرم تاز کرکے میدان میں بمقابلہ
نعمان بن گیرنک نکلا اور برابر اسکے پہونچکے ایک نعرہ دیا کہ دس بارہ قدم گھوڑا نعمان بن گیرنک کا پیچھے
ہٹ گیا نعمان بن گیرنک نے گھوڑے کو خوب سا روک کے پھر تھام لیا اور کہا بدیع الزمان یہ کیا حرکت بیہودہ تھی
کہ تونے میرے گھوڑے کو ڈرا کے اور تمہارا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا شاہزادہ عالی مقام نے فرمایا کہ اول ہمارے طریق میں یہی
رسم ہے کہ حریف کو اوسکے مارنے کے تول لیتے ہیں کہ حریف ہمارا زبردست ہے یا کمزور سو میں نے پہلے نعرہ دے دریافت کرلیا
کہ تو نہایت کمزور ہے تنکے کی طرح سے مارا جائیگا نعمان بن گیرنک شعلہ جوالہ ہوکے غصہ سے اٹھا اور کہنے لگا کہ ضرب
شاہزادہ عالم نے کہا شعر تو اول بزاری تمنائے خویش ؛ کہ من خصم را میدہم جائے پیش ؛ ہمارے طریق میں چار چیزیں
ممنوع ہیں حریف پر پیشدستی اور بھاگے کا تعاقب اور کسی بزرگ کی قبر پر قدم رکھنا اور عاشق و معشوق کا رشتہ
سار کرنا الغرض پہلے تو ضرب کر اگر جناب احدیت مجھے تیری ضرب سے محفوظ رکھیگا تو میں تجھپر حملہ کرونگا
نعمان بن گیرنک بہت ہنسا اور کہنے لگا تیری وہ مثل ہے مرے وہ جو پہلے مارے ؛ سوچ کر نہتی پر کیا مارے ؛
افسوس تیری حسرت جی کی جی ہی میں رہجائیگی میری ضرب سے تو بچیگا نہیں جو تجھے وار کرنے کی مہلت اور
فرصت ملیگی بے خبردار ہو یہ کہتا کہ خبردار نہ کیا تھا لیکے نیزہ جھکا کے سینۂ بے کینہ پر شاہزادہ بدیع الزمان کے
مارا شاہزادہ عالم نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دونوں نیزوں کی نوکوں میں سے چنگاریاں
آگ کی اڑیں اور تا دیر جھنانے کی آواز آئی اور آپس میں نیزہ بازی شروع ہو گئی بیس حربوں طعن میں نیزہ نعمان بن
گیرنک کا شاہزادہ بدیع الزمان نے ہوائی کر دیا نعمان بن گیرنک نے جو دیکھا کہ میرا نیزہ ہوائی ہو گیا

دونوں ہاتھ اپنے غصہ سے فاش زمین پر دے مارے اور پکارا ای بدیع الزمان تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرے
ہاتھ سے نکال دیا مگر خیر کیا مضائقہ ہی نیزہ بازی ہلال بازی عمود بازی حمال بازی شمشیر بازی راستبازی اب میری
تیغ تیز کی برش کو بھی دیکھ یہ کہکے گھوڑے کو بڑھا کر تلوار ماری شاہزادہ عالم نے اپنی تلوار کی پشت
پر اسکی تلوار کو روکا تلوار نعمان بن گیر زنگ کی مانند آئینہ حلبی کے دو ٹکڑے ہو گئی دو زمین پر جا پڑی اور اُسی غیظ و
طیش میں اُس رستم صولت شاہزادہ بدیع الزمان والا منزلت نے تحفۂ طہمورث دیو بند کو نیام سے کھینچا اور
اُس گبر مغرور نعمان بن گیر زنگ کے سر پر مارا نعمان بن گیر زنگ نے سپر فراخ درمیں کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر
تلوار اُس اژدر تیغ کارزار بدیع الزمان نامدار کی مثل برق سپر پر چمکتی نعرا بی یا زرتنگ مرکب اس کا ذبح نام و ننگ
نعمان بن گیر زنگ کے اُتر گئی اور لاش اس جہنمی بد حقیقت کی مع مرکب چار پارہ کاٹے ہو کے خاک و خون میں لوٹنے لگی
دونوں لشکروں میں دوست اور دشمنوں کے منہ سے بیساختہ صداے مرحبا بلند ہوئی اور خواجہ گرازا الدین
بختیارک خوشی میں گنجاب کی بے ساختہ اُچھل پڑا اور چلا کر سبحان اللہ واہ واہ ہی واہ واہ ہی جزاک اللہ
ماشاء اللہ چشم بد دور کیا خوب تلوار نے کاٹا ہی اور کیا صفائی اور لطافت اُس بدیع الزمان رستم شوکت
کے ہاتھ میں ہی گنجاب نے درہم برہم ہو کر کہا کہ ای بد ذات یہ وقت خوشی کا ہی اور تعریف اور توصیف کرنے کا ہی
بختیارک نے کہا ای گنجاب اگر تیرے سب سردار ایک ایک باری باری نکل کے شاہزادہ بدیع الزمان سے
مقابلہ اور مجادلہ کرینگے تو یہی حال سب کا ہوگا لہذا مجھے تو یہ مناسب ہی اور جو تو چاہتا ہی کہ میری فتح ہو تو حکم
کردے کہ سارا لشکر چار طرف سے جوش کرکے اسپر جا پڑے اور جنگ مغلوبہ کرکے اسکو شکست دے یا مار لے
گنجاب نے گفتگو بختیارک کی مناسب جان کے اپنا رومال ہلا کے دو طرف چپ و راست دیکھا اور
فوج کو اشارہ کیا کہ ہاں اب توقف اور تساہل نکرو چار طرف سے ہلو کرکے اس خدا پرست کو مار لو اور جنگ
مغلوبہ کرو دلیسی پھر تو یہ حال تھا کہ چار طرف سے لشکر کفار نے اپنی اپنی سپر تلوار پکڑ کے گھوڑے تیز کیے اور یا خداوند
باختر یا خداوند باختر کہکے شاہزادہ بدیع الزمان والا گوہر کی فوج پر مار لو مار لو کہتے چلے شاہزادۂ عالی مقام
بدیع الزمان پر ہجوم فوج کفار کا دیکھکر مثل شیر تشنہ و گرسنہ آمادۂ حرب و ضرب ہوا فضل بن گیا ہر خون آشام
نے شاہزادۂ عالی مقام کو یکہ و تنہا فوج کفار سے شمشیر زنی کرتے دیکھکر اپنی فوج کو بھی حکم دیا کہ ہاں مارلو اور بھگا دو
فوج گنجاب کو اور ایک کا ذکر زندہ اور سالم بچ کر میدان سے نہ جانے دو حسب الحکم فضل کے لشکر اسلام
نے بھی اپنے اپنے گھوڑے سمت میدان گرم تاز کیے اور برچھے اور تلواریں پکڑ پکڑ کے آمادۂ جدال و قتال ہوے
اور ساعت واحد میں ہزارہا کفار کو مارے تلواروں کے جہنم واصل کر دیا اور لشکر کفار تہ و بالا ہو کے عنقریب تھا کہ
منہ موڑ کے بھاگ کھڑا ہوتا لاکن وہ جو مثل مشہور ہی مثل انہونی کی بات کو تاکت ہیں سب لوگ + انہونی
ہونی نہیں ہوتی ہوے سو ہوے + اُسی وقت رزم و پیکار میں ایک مرتبہ ایک عیار نے آ کے گنجاب
سے کہا کہ ای پیر و مرشد مبارک باد خداوند پچیدہ بزرگ ملک تقا خداے باختر نے ارجل خشت انداز اور
سرجل خشت انداز اور سہیل برق انداز اور جلیل رعد آواز کو فوج کثیر اور لشکر بیشمار سے تیری مدد کو روانہ
کیا ہی اور عنقریب وہ پہونچ جاتے ہیں بختیارک نے خوش ہو کے کہا ای گنجاب اگر میرے کہنے پر تو عمل کرے تو صلاح دولت
یہی ہی کہ ارجل اور سرجل اور سہیل اور جلیل وغیرہ سے کہلا بھیج کہ باغ کی پشت پر سے حملہ کرتے آئیں اور
بدیع الزمان کی فوج کو گھیر لیں تو ساعت واحد میں لشکر خدا پرستوں کا شکست فاش کھا کے بھاگ کھڑا ہوگا گنجاب

کو پہلے بختیارک کی بہت پسند آئی اور سنجابی عیار کی زبانی اُن سب کو کہلا بھیجا کہ مین یہان بدیع الزمان سے
مقابلہ اور مجادلہ کر رہا ہون وہ مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے پشت پر سے محض غافل اور بیخبر ہے تم سب چار باغ ملک
حرمان کی پشت پر سے حملہ کردو اور باغ مین گھس کے خدا پرستون کو مارو چنانچہ جسوقت کہ سنجابی عیار نے ارجل اور
سرجل وغیرہ فوج کفار کو یہ حکم گنجاب کا پہونچایا حسب الحکم گنجاب کے ارجل خشت انداز و سہیل اور سہیل کے
ساتھ والے ایک لاکھ اسی ہزار خشت اندازون اور عصا وازون نے پشت پر چار باغ کی آ کے سو سو سو گز کی چوبیں
فولادی انہین گوپھنون مین رکھ رکھ کے ایک ہی مرتبہ جو دیوار چار باغ پر ماریں تو ایک طرف کی سرتاسر بیخ و بن سے
دیوار چار باغ کی منہدم ہو کے گر پڑی اور تمام لشکر خشت انداز و عصا وازون کا اندرون چار باغ گھس آیا اور ہزارہا
درختان سایہ دار اور پر ثمر خوبصورت خوبصورت کو توڑ کے خاک مین ملا دیا اور شاہزادہ بدیع الزمان والا شان
کے لشکر کی پشت پر تلوارین مارتا آمادہ جدال و قتال ہوا یہان جو شاہزادہ بدیع الزمان اور فضل بن
گیا ہور خون آشام نے مع تمام اپنی فوج کے غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار کے لشکر کفار کو درہم برہم
کر دیا تھا اور شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والا رتبت لے شمع سامنے آیا جو اس دشمن دین کو مارا تھا پہلے
حملے مین ملعون ابلیس کو مارا تھا اور علم گنجاب کے لشکر کا گر رہا تھا کہ یکایک پشت پر سے ایک شور عظیم بلند ہوا اور
دیکھا کہ ہزارون شجاعان صاحب فر و تمکین اور مومنین پراگندہ نظر آتے ہین اور ایک طرف سے امیہ بن عمرو سہمہ
اور نہایت مضطر ہو کر شاہزادہ نامور کے پہونچا اُس نے سارا حال خشت اندازون کے شدائد اور بدعت اور چار باغ
کی ویرانی اور خرابی کا عرض کیا شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان نے یہ حال سنکے جو پشت پر نگاہ کی تو اپنے لشکر مین
کسی متنفس اور فرد بشر کو نہ دیکھا لاعلاج ہو کے جنگ رستمانہ کرتا تلوارین مارتا ایک سمت کو نکل گیا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہین!

کہ جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان رزمگاہ سے شکست کھا کے نکل گیا حسب اتفاق ایک سمت سے شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم اسی فکر مین کہ چل کے لشکر گنجاب کو دیکھون اور وہان کچھ کار نمایان کرون آتا تھا اور اُس طرف ایک زندہ
کفار کا زیر قیطول خداوندی لقا رہتا ہے اور دو سردار اُسکے ماہیار سرکش اور اشکبوس بن بہرام سرکش
بڑے زبردست اور تلوار یے مشہور اور معروف ہین فرستادہ لقا لاکھ سوارون کی جمعیت سے واسطے گرفتاری شاہزادہ
بدیع الزمان عالی جاہ نامدار کے روانہ ہوئے تھے جبکہ قریب ملک باختر کے پہونچے تو وہ دونون ماجرا شکست
اور فرار ہو جانے کا بدیع الزمان نامور کے سنکے ایک مقام پر اپنی فوج کو ٹھہرائے ہوئے اور کف افسوس مل ملکے
باہم یہ کہتے تھے کہ بڑا شکار ہاتھ سے جاتا رہا کہ بدیع الزمان نکل گیا ورنہ ہم تن تنہا ہی اُسے گرفتار کرکے حضور خداوند
لیجاتے تعطلے کار ادھر سے قاسم مع اپنی فوج و سپاہ کے نمودار ہوا اُن دونون سرکشون نے جانا کہ یہ سر گنجاب
بہ نیت رزم و پیکار جاتا ہے پس اب بہتر و صلاح وقت یہی ہے کہ بدیع الزمان کو تو خداوند لقا نے آپ ہی شکست
دی ہم اس قاسم کو اسیر و دستگیر کرکے بحضور خداوند لے چلیں اور آپس مین یہ صلاح کرکے سد راہ ہوکے لشکر کو اپنے
قائم کیا اور اشکبوس بن بہرام سرکش نے سر میدان نکل کر نہیب دی کہ اے قاسم ہوشیار ہو تو کہان جاتا ہے یہ سنتے ہی شاہزادہ
خاور سیاہ نے اُسے دیکھ کے اپنے مرکب کو گرم تاز کیا اور مقابلہ اشکبوس کے آکے کہا کہ لا ضرب دو وار خالی نہ اشکبوس نے بہ تیغ
سینہ بے کینہ پر شاہزادہ قاسم کے مارا اور دونون دلاور دو دو ہاتھ نیزہ بازی کے مشغول رزم ہوئے [illegible] شاہزادہ
خاور سیاہ نے نیزہ دو سیلی ہاتھ سے نکال دیا اشکبوس بن بہرام نے ضرب [illegible] شاہزادہ قاسم

ماری شاہزادہ قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی دے کر تیغہ دو دال کمر پر اُسکی مارا کہ برابر دو پرکالے ہوکر لاش اُسکی زین پر سے
گر پڑی اور خاک و خون میں بھرنے لگی اہل لشکر نے جو دیکھا اپنے سردار کو خاک و خون میں غلطان دیکھا تو پھر لشکر
خاور سیاہ سے مقابلہ اور جدال کرنے کی تاب نہ لا سکے چاہتے تھے کہ بھاگ نکلے ہوں اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ لشکر گنجاب کا
بھی عنقریب یہان دوکش ہی یکایک یہ خبر اشکبوس اور ماہیار سرکش کے آنے اور قاسم کے ہاتھ سے شکست کھانے
کی گنجاب نے جو سُنی تو اُسنے حکم دیا کہ جس صورت سے بدیع الزمان کو شکست دی ہی اسی صورت سے فوج رعد آواز
اور خشت اندازوں کی عقب سے جاکے اُسکو شکست دے اور جو مارا جائے تو اُسکا سر کاٹ لائیں حسب الحکم گنجاب
کے ایکبار چار ہزار رعد آواز سنگجانی نوازش میں آئیں اور ہنگامہ گیرودار بلند ہوا وہاں شاہزادہ خاور سیاہ ملک
قاسم جو لشکر میں سرکشون کے شمشیر زنی کرتا چلا آتا تھا ایک مرتبہ چند سواروں نے آکے قاسم سے عرض کی کہ شہریار
آپ اسقدر غافل کیوں ہیں رعد آواز اور خشت اندازوں نے پشت پر سے آکے آپکے تمام لشکر کو تباہ کر دیا قاسم
نے جو پلٹ کر دیکھا تو فی الواقع کوئی سوار و پیادہ اپنے ساتھ کا کہیں نظر نہیں آتا قاسم نے بھی بوقلمونی فلک غدار اور گردش
لیل و نہار کو دیکھ کر اپنے گھوڑے کو تازیانہ کیا اور ایک سمت کو نکل گیا

اب دو کلمے داستان دارائے سواد ہندوستان رکن السلطنت دوران جانشین مسند سلطان
صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان اور مالک اژدر صاحب نیزہ دو سے گزارش کیے جاتے ہیں
کہ جبکہ لندھور بن سعدان اور مالک دونوں سپہ سالار دست راست اور دست چپ امیر باتوقیر سے رخصت ہو کے
کشتیوں پر سوار ہوئے اور مالک اژدر قبل از لندھور سفر دریا بااطمینان تمام کنارے پر پہونچا اور سکان کشتی کا
وہاں لگا کے کنارے پر دریا کے اُترا اور اژدر جو ہشیار مالک کا تھا اُسنے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شہر ہی اور اس
شہر کے حاکم کا کیا نام ہی اکثر قریہ و دیہات کے لوگ جو وہاں تھے اُنھوں نے کہا کہ اس شہر کو ملوکیہ کہتے ہیں اور یہاں کا
حاکم ملوک نیزہ دار مشہور ہی چالیس من کا نیزہ اُسکی کثرت کا ہی اور فنون نیزہ بازی میں اُسکا ثانی کوئی بہادر ملک
باختر میں نہیں ہی جب اُسنے سنا کہ تم لوگ کشتیوں پر سے لب دریا اُترے ہو ملوک نیزہ دار بائیس ہزار سوار سے
بقصد رزم و پیکار آتا ہی وہ اژدر نے یہ نقل جاکے روبرو مالک اژدر کے بیان کی مالک نے کہا آنے دو ہم لینگے
آخر طول محض بیکار ہی خلاصہ یہ کہ ملوک نیزہ دار نے مع اپنے لشکر کے وہاں آکے طبل جنگ بجوا دیا اور مالک
نے بھی طبل جنگ بجوا کے صبح کو اُس سے مقابلہ کیا اور ساتھ طعن پر اُسکا نیزہ ہوائی کر دیا جسوقت کہ ملوک نیزہ دار
کے ہاتھ سے نیزہ مالک نے نکال دیا اُسوقت ملوک نے آپ کو گھوڑے پر سے گرا کے چاہا کہ خنجر سے اپنا گلا کاٹ ڈالے
مالک نے کہا کہ ای ملوک یہ کیا حرکت نامردی کی تو کرتا ہی گلا اپنا نہ کاٹ ملوک نے جواب دیا کہ ای بہادر خداوند
لقا نے مجھے اپنا نذر کردہ کیا تھا اور کہا تھا کہ کوئی بشر روے زمین پر ایسا نہیں پیدا کرونگا جو تیرے نیزے کو ہوائی
کر سکے گا سو تو نے میرے نیزے کو میرے ہاتھ سے نہیں نکال دیا بلکہ خداوند لقا کا سر توڑ ڈالا میرا اب میری زندگی کا
کیا لطف رہا مالک نے کہا کہ لقا ایک خوک پیر خرس بادیہ ضلالت گمراہ کنندہ عالم ہی وہ مُنھ کیا کہتا ہی جو کسی کو اپنا
نذر کردہ کر کے بھیجے تو بڑا نادان اور جاہل مطلق ہی کہ ایسی باتوں کا اعتبار کرتا ہی بعد اسکے چند کلمے وعظ نصیحت میں اُس خداے عزوجل
خالق جز و کل کی ملوک کے سامنے اس طرح سے بیان کیے کہ ملوک نیزہ دار کو مالک کی باتوں کا اثر دل میں ہوا اور
زنگ کفر آئینۂ دل سے ملوک کے دور ہو گیا اور اپنی زبان سے لقا کو کلمات سخت اور درشت کہکے کلمۂ شہادت پڑھ کے
مسلمان ہو گیا اس عرصہ میں خبر شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کی شکست کھا کے نکل جانے کی پہونچی مالک یہ

حال سنکے مغموم اور پریشان خاطر ہوا مملوک نے کہا کہ بادشاہ اگر ایک مرتبہ شکست شاہزادہ خاور سیاہ کی ہو گئی تو کیا ہوا شاہزادہ
قاسم نے وہ وہ کار نمایاں اور رستمانہ کیے ہیں کہ طلسم کوہ تور اور مراد کوہ و دارکانیہ وغیرہ اکثر ملک مسخر کیے ہیں یہ سنکے بادشاہ
مالک بہت خوش ہوا اور ایک پیادے کو واسطے قاسم کی خبر کے روانہ کیا بعد چند روز کے وہ پیادہ خبر لیکے آیا اور اُسنے
کہا کہ میں نے اطراف و جوانب میں شہر سنجان کے تا چار باغ ملک حیران و پوشش جاکے خوب دریافت کیا تو ہر ادون
اعلیٰ ادنیٰ کی زبان سے میں نے سُنا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے بہت بڑا لشکر اور بہت سے سرداران رفیق جمع کیے تھے
لیکن ایکی رعیہ گنجاب سے شکست کھا کے کسی طرف کو نکل گیا ہی مالک نے کہا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
اُسکی تلافی میں گنجاب کو شکست فاش دیگا اور خراب و تباہ کر دیگا اُس پیادے نے عرض کی کہ حضور شاہزادہ
قاسم بھی بدیع الزمان کے بعد شکست کھا کے نکل جانے کے بمقابلہ لشکر گنجاب تشریف لے گئے تھے مگر وہ بھی گنجاب
کی فوج سے شکست کھا کے کسی طرف کو چلے گئے ہیں مالک کو عجیب طرح کا ایک صدمہ و رنج لاحق ہوا اور بہت سے سوار
اور تیز رفتار پیادوں کو واسطے تلاش اور سراغ رسانی شاہزادہ خاور سیاہ کے چہار طرف روانہ کیا اور اب بمقام
مجبوری مملوکیہ میں مملوک نیزہ دار کے ہمراہ قیام پذیر ہوتا ہی آگے دیکھیے جو حال ہوگا وہ بیان کیا جائیگا

اب وہ کچھ داستان لندھور بن سعدان سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند امیر حمزہ عالیشان سلطان صاحبقران والا توقیر رستم زمان
لندھور بن سعدان بعد ایک مدت دراز کے سفر لب دریا کے کنارے پر پہونچا اور وہاں پر چند ہوا کے کشتیوں پر سے
مع نو لاکھ سوار اور پیادوں کے جو ہمراہ اُسکے لشکر کے تھے اُس جگہ اُترا اور وہیں پر ایک مطبخ و بارگاہ استاد
کروا کے وہاں کی رعایا اور آیندہ و روندہ سے پوچھا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہی اور یہاں کا حاکم اور حکم فرما کون ہی لوگوں
نے کہا کہ اس بندر کا زرنجانیہ نام ہی اور یہاں کا مالک زرنجان یکدست جرار زبردست اور زور دست ایک بہادر ہی
کہ سات لاکھ سوار سے حکمرانی کرتا ہی خسرو بلاد ہندوستان یہ سنکے خاموش ہو رہا حسب اتفاق کچھ گسیارے
زرنجان یکدست کے لشکر کے جہاں لشکر لندھور کا اُترا تھا اسی جنگل میں گھانس چھیلنے کو آئے تھے اُنکا تو اُنھوں نے
اپنے لشکر اور فوج کا اُتار لب دریا جو دیکھا تو جس وقت وہ گھانس کے گٹھے باندھ باندھ کے اپنے لشکر میں گئے تو طویلے
میں گھوڑوں کے گٹھے گھانس کے کھول کے سائیسوں اور چارکروں سے یہ حال فوج کے آنے کا کہا سائیسوں نے جاکے
داروغہ اصطبل سے ذکر کیا داروغہ نے اسی وقت جاکے زرنجان یکدست سے عرض کی کہ شہریار لب دریا لشکر خدا پرستوں
کا آکے اُترا ہی غلام نے زبانی چارکروں کے سُنکے حضور میں اطلاع کر دی آگے جیسا مزاج میں آئے ویسا کیجیے زرنجان
یکدست نے یہ خبر سُنکے منشی کو طلب کیا اور حکم دیا ایک نامہ بدین مضمون لکھو کہ اس سرزمین پر چند روز پیشتر سے حکم
لقانوم خداوند ہجدہ ہزار عالم باختر کا صادر ہوا ہی کہ ہم نے فرقۂ خدا پرستوں پر اپنا قہر نازل کیا ہی اور جہاز انکے دریا
قہر میں طوفانی کر دیے جاتے ہیں یہ ہجدہ ہزار عالم میں جہاں جس خدا پرست کا جہاز نکلے اُسکو وہیں قتل کرنا اور اپنی طرف سے
خبردار کسی کو آگے نہ جانے دینا لہذا تجھے اطلاع کر دی ہی کہ اگر تو تجارت پیشہ کوئی سوداگر ہی تو جسقدر اسباب معمولی
تیرے ہمراہ ہو اُسکا محصول سرکار میں داخل کرکے پروانہ میری سرکار سے لے اور چلا جا اور جو تو کسی ملک کا فرمانروا
یا کوئی سردار فرقۂ خدا پرست میں سے ہی تو خبردار جدھر سے آیا ہی تیرے حق میں بہتر یہی ہی کہ اُسی طرف کو پھر جا ورنہ
اشعار آمادۂ رزم و جنگ و تاراج + ہوں منتظر اس جواب کا آج + نامہ ہی یہی یہی ہی پیام + بس باقی سلام اور
اکرام ہے غرض یہ نامہ لکھوا کے اپنے ایک سردار کے ہاتھ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کے پاس

روانہ کیا اور جسوقت کہ وہ سردار زریان بلیدست دروازہ بارگاہ پر لندھور کے پہونچا اور خبر اُسکے آنے کی لندھور
کو ہوئی لندھور نے اندرون بارگاہ اُسے طلب کرکے بہت باآبرو کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کہ تیرے آنے کا سبب
بیان کر اُسنے وہ نامہ زریان بلیدست کا پیش کیا اور لندھور نے اُسے پڑھ کے نامہ کی پشت پر لکھدیا کہ جواب نامہ
جنگ ہے وہ سردار نامہ لیکے پھر زریان بلیدست کے پاس آیا زریان بلیدست جواب نامہ جنگ پڑھکے اُسی وقت
رنج سے سات دنکو سوار ہوکے اپنے ہاتھی پر سوار ہوا اور قریب لشکر لندھور کے پہونچکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور طبل جنگ
لشکر میں زریان کے بجا اور یہ خبر سُنکے خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی
طبل جنگ بجے حسب الحکم لندھور کے لشکر میں طبل جنگ بے درنگ بجا اور رات بھر تیاری اور سامان جنگ میں گذری صبح کو طرفین
سے فوجیں نکلیں اور مقابلہ ہوا زریان بلیدست مغلوب ہوا اور خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے اُسے
پکڑ لیا اور اُس سے احوال شاہزادہ بدیع الزمان باقبال کا پوچھا زریان نے کہا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے پہلے
تو بڑے بڑے کارنمایاں کیے اور جنگ رستمانہ کرکے تمام باختر میں غلغلہ ڈالدیا لیکن سوار و پیادہ کا لشکر بہم پہونچا یا مگر
ان روز دن بھر لڑائی ہوئی تھی سو لیکن اب شکست کھا کے کسی طرف کو نکل گیا ہے لندھور حال شاہزادہ باقبال
کی شکست کھانے کا سُنکے نہایت غمگین اور اندوہگین ہو گیا بعد اسکے زریان بلیدست سے کہا کہ اے زریان تو
عاقل اور بڑا بہادر ہے تجھے لازم ہے کہ لعنت کر اس کفر و کافری پر اور ملت بیضا دین اسلام قبول کر زریان بلیدست
نے جواب دیا کہ میں ابھی مسلمان ہوتا ہوں اگر کوئی میری شرط ادا کرے تو کیا مضائقہ لندھور نے پوچھا کہ تیری شرط
کیا ہے زریان نے کہا کہ اس جنگل میں ایک فیل مست بہت بڑا زبردست نہایت خوبصورت ہے میں نے چاہا کہ اُس
ہاتھی کو گرفتار کروں اور کئی مرتبہ میں اُسکے پکڑنے کو گیا وہ میرے قابو میں نہ آیا بلکہ اُس ہاتھی نے اپنی خرطوم سے پکڑ کے
میرا ہاتھ بھی ناقص کر دیا چنانچہ میں نے اُس ہاتھی کی گرفتاری کے واسطے کوئی تدبیر باقی نہیں رکھی مگر وہ ہاتھی کسی
طرح سے قابو میں میرے نہیں آتا میں نے جاکے خدمت لقا خدا ے باختر میں عرض کی کہ یا خداوند میرا ہاتھ پھر بدستور
درست کردے لقا نے مجھے جواب دیا کہ میں نے تقدیر کی ہے کہ جب تو جاکے حمزہ صاحبقران کو باندھکر میرے پاس
لاوے گا تو میں تیرا ہاتھ بدستور اچھا کر دونگا اُسوقت سے مجھے معلوم ہوا کہ لقا کو دعوی الوہیت اور وحدانیت کا
محض باطل ہے اگر تو جاکے اُس ہاتھی کو پکڑ لاوے اور مطیع اپنا کرے تو میں بلا شک و لاریب جانونگا کہ تیرا دین
برحق ہے اور میں مسلمان ہوکے بدل و جان تیری اطاعت قبول کرونگا لندھور نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے لندھور
ہمراہ زریان بلیدست کے سوار ہوکے اُس جنگل میں گیا اور ہرچند اُس ہاتھی کی تلاش کی مگر کہیں نہ ملا ناگاہ ایک
جانب آواز اُس ہاتھی کی معلوم ہوئی اُس آواز پر لندھور نے اپنے فیل میمونہ مبارک کو آگے بڑھایا اور جسوقت
اُس ہاتھی کو دیکھا تو فیل میمونہ مبارک لندھور کا بھاگا ہرچند لندھور نے چاہا کہ اپنے ہاتھی کو اُسکے سامنے لیجاوے
لیکن میمونہ مبارک ہاتھی لندھور کا کسی صورت سے اُس ہاتھی کے سامنے رخ نہیں کرتا تھا تب لندھور ناچار
ہوکے ہاتھی پر سے کود پڑا اور پیادہ اُس مست ہاتھی کے مقابل جا کہ اُسے پکڑے اور اُس ہاتھی نے اپنی خرطوم
کو بڑھا کے چاہا کہ لندھور کو کھینچ لے پھر تو اے لندھور نے نعرہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچ کر اُسکی سونڈ کو پکڑ لیا
اور پہلے زور میں جو جھٹکا دیا تو وہ ہاتھی چنگھاڑ کے بل زمین پر گرا اُسوقت لندھور جست کرکے اُس ہاتھی پر سوار
ہو بیٹھا اور انکس مارنا شروع کر دیا اس عرصہ میں جیپور شاہ اور رعد شاہ قنوجی کو جو ملک دکن وغیرہ میں ساتھ
ہند رفقائے جانثار لندھور نامدار کے پہونچ گئے اور اُس ہاتھی کو پکڑ کے جنگل سے لے آئے زریان بلیدست

بہ جرأت اور قوت اور زور طاقت اور جوانمردی لندھور کی دیکھکر از سر صدق مسلمان ہو گیا ایک مدت کی نقل ہے کہ لندھور
بتفریح طبع سوار ہوکے صحرا کی طرف جاتا تھا اتفاقاً ایک دن دیکھا کہ ایک باز کسی شخص کا پرواز کرتا ہوا آکے ایک شجر
پر بیٹھ گیا لندھور نے طعمہ دکھلا کے اس باز کو پکڑ لیا اور نہایت خوشی خوشی اس باز کو اپنے ہاتھ پر بٹھلا کے گوشت
مرغ کا اسکو کھلا رہا تھا ناگاہ سامنے سے ایک نقابدار سبز پوش مرکب پر سوار مسلح اور گھوڑے کو تیز کیے نمودار
ہوا اور دور ہی سے اپنے باز کو لندھور کے ہاتھ پر بیٹھا دیکھکر انگشت بدندان ہوا اور بہت سرزنش کی اور کہا کہ ای خیرہ سر
تیرہ روزگار تیری بھی یہ مجال تھی کہ تو نے میرے باز کو پکڑ لیا لندھور نے کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا باز صحرائی سمجھ کے
میں نے پکڑ لیا ای نقابدار آزردہ نہو اگر تیرا ہی باز ہے تو لے مگر وہ نقابدار نے کہا کہ میں اسکے عوض میں تجھے
سزا سے معقول دونگا تاکہ پھر تمام عمر یاد رہے شدہ شدہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نقابدار نے اپنے گھوڑے کو
چمکا کے لندھور کا گریبان پکڑ لیا اور چاہا کہ زور کرکے ہاتھی پر سے لندھور کو اُٹھائے لندھور نے بھی گریبان نقابدار
کا پکڑ لیا اور اس دوران میں نقابدار سبز پوش کو لندھور نے زین سے اُٹھا کے سر پہ چرخ دیا اور چاہتا تھا کہ زمین پر مارے
نقابدار نے کہا ای بہادر مصرعہ مرا مزن کہ گردی تو شوی در دل خجل ÷ کہکے نقاب جو منہ سے اُٹھائی تو لندھور
نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین جو تخمیناً برس بارہ ایک کا سن و سال سراپا حسن و جمال شعر وہ نشاء حسن منہ جو
نکالے نقاب سے ÷ لے باج مہر اور خراج آفتاب سے ÷ لندھور اسکو دیکھتے ہی اور دیکھتے ہی ہزار جان سے
شیفتہ اور فریفتہ ہو گیا اور آہستہ سے اسکو زمین پر رکھ کے پوچھا شعر چہ کسے و چہ نام و چہ خدمت ÷ در کدامے مقام
و خدمت ÷ اس نازنین نے جواب دیا کہ میرا نام ظہور بانو اور میں زریان یکدست کی بھتیجی ہوں اے بہادر اگر تجھے
منظور میری ملاقات کی ہو تو فلاں جا پر میرا مکان مثل مہتاب اور آفتاب کے عیاں ہے گو چھپا ہوا نہیں ہے تو پوچھتا ہوا چلا آنا
بس اتنا کہکے وہ نازنین اپنے مرکب کو چمکا کے جدھر سے نمودار ہوئی تھی چلی گئی لندھور وہ سے دن شدت اشتیاق اور
کثرت درد فراق سے بیتاب ہو گئے رات کے وقت یکہ و تنہا ملکہ ظہور بانو کے مکان پر گیا اور ظہور بانو لندھور کو کمال عزت
و احترام و دلبری و دلداری کرکے اپنے مکان پر لے گئی اور ایک مسند پر جلوہ فرما ہوکے اور ہم آغوش ہوکے بیٹھی اور صحبت عیش قرار دی
ملکہ ظہور بانو کی دایہ نے جو یہ حال دیکھا تو مارے خوف کے کہ مبادا یہ راز اگر زریان یکدست پر افشا ہو جائے تو میری موت
اور جان جائے گی لرزان و ترسان ملکہ کی آنکھ بچا کے زریان یکدست کے پاس گئی اور ساری کیفیت لندھور کے آنے اور ملکہ
ظہور بانو کے صحبت کی بیان کی زریان یہ حال سنکے کمال خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے بھی یہی آرزو اور خوشنودی دل کی تھی سو
شکر ہے خداوند تعالیٰ کا کہ حسرت میرے جی کی بر آئی یہ کہکے اسی وقت سوار ہو کے اپنی بھتیجی ظہور بانو کے مکان پر آیا
اور بے ساختہ اندرون مکان کے چلا گیا جس وقت سامنے لندھور کے پہونچا تو لندھور زریان کو دیکھکر اپنے دل میں نہایت
محجوب اور شرمندہ ہوا اور سرنگون ہوکے رہ گیا تب زریان یکدست نے لندھور کو منفعل اور سرنگون دیکھکر کہا ای شہریار
زہے افتخار و سعادت دارین میری کہ یہ میری بھتیجی تیری کنیزی میں سرفراز ہوا قسم ہے مجھے اپنے دین اور ایمان کی
کہ میرا خود تو پہلے ہی سے یہی ارادہ تھا کہ اسے آپ کی پرستاری اور خدمتگزاری میں دوں مگر بپاس آداب آپ سے
خائف و ترسان تھا اور عرض نہیں کرسکتا تھا کہ شاید حضور قبول اور منظور نہ فرمائیں مگر الحمد للہ کہ جو مدعائے
دلی اور مقصد قلبی میری تھی جناب احدیت سے وہ تمنا میری بر آئی اور اتنا کہکے اسی وقت قاضی کو طلب کیا
اور بطریق اہل اسلام عقد ظہور بانو کا ساتھ قیصر بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کے کر دیا اور وہاں سے باہر نکل کے
اپنی بارگاہ میں سوار ہوا اور یہاں لندھور ملکہ ظہور بانو سے ہم بستر ہوتا ہے اور اسی شب کو نطفہ لندھور کا قرار

پاتا ہو اور ظہور بانو کے بطن سے ایک بیٹا کہ نام اُسکا خسرو زمی جو لندھور کہلائیگا پیدا ہوگا اور وہ فرزند خسرو بلاد ہند
لندھور بن سعدان کا فوج نامدار ہندی نامہ میں نہیں ہے کار نمایاں کریگا غرضکہ مختصر بعد چند روز کے ایک عیار نے آکے
عرض کی کہ دربند محمودیہ سے عادین عمود گراز دندان اور حمید بن حامد گراز دندان مع چار لاکھ سوار کے بہ نیت جنگ
سرزمین ذریجانیہ پر آتے ہیں خسرو بلاد ہندوستان نے بھی یہ خبر سنکے مع ذریجان یکدست شہر ذریجان سے کوئی پانچ سات
کوس پر نکل کر اور اپنے لشکر کو قائم کرکے بارگاہ استادہ کروائی اور وقت شب کے دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجوائے
بجا وقت صبح کے دونوں لشکر میدان میں نکلے عادین عمود گراز دندان اپنا گھوڑا چمکا کے نان میدان میں آ کے
قائم ہوا اور ایک میل تین سو من کا ابا بے پرے اُٹھا کے زمین پر بائیں ہاتھ سے کھڑا کیا اور دوہنے ہاتھ سے ایک گرز کی
میں ضرب دی سے اس میل کو زمین میں غرق کر دیا بعد اسکے تین روز میں اُس میل کو جو زمین سے اُکھاڑ کے بہت مبالغہ دعوائے
کیا اور کہنے لگا کہ کہاں ہیں رستم و سہراب اور کہاں ہیں حمزہ عرب کہ بیچ ہدر کے تین ضرب عمود میں اس میل کو زمین میں
غرق کر دیں اور پھر سب روز میں اکھاڑے لندھور نام سلطان عالی مقام کا سنکے نہایت درہم و برہم ہوا اور اپنے
فیل سیموں مبارک کو کچک دامے آگے بڑھایا اور آواز بلند کہا اے عادین عمود گراز دندان تجھ سا شخص بڑی بات کہتا ہے
بیجا ہے امیر حمزہ عالی شان سلطان صاحبقران کا نام انسان پہلے ہزار مرتبہ گلاب کیوڑے سے کلیان کرکے اپنے منہ
کو طاہر کرے تب زبان پر لاوے اُسکا رتبہ تو عالی ہے مگر ایک کمترین نمک خوار اُنکا میں ہوں یہ کہکے وہ میل عادین عمود
گراز دندان کے ہاتھ سے لیکے ایک ہی ضرب گرز میں جو زمین کر دیا اور بہ طنطنہ اللہ اکبر جو کھینچ کر ایکہی زور میں اس
میل کو زمین سے اکھاڑ کر دور پھینک دیا جبکہ عادین عمود نے یہ زور بازوے خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان
کا دیکھا تو محو حیرت سکتے کی صورت تھوڑی دیر کمال رنگ کار رہ کہ وہ شک وادیے تیرا دین برحق ہے جو تیرا دین اختیار
کرے دوکیا کہے لندھور نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا عادین عمود گراز دندان اور حمید بن حامد گراز دندان دونوں مع اپنے چار
لاکھ سوار کے از سر صدق کلمہ شہادت پڑھکے مشرف باسلام ہوئے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان رزم گرد و رستم شکوہ فرخندہ پاک باختر صاحبقران ابن صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان میدان رزم سے شکست کھا کے نکلا تو تھوڑی دور پر جا کے امیہ بن عمرو کو واسطے خبر
لانے ملکہ گوہر ملک کے روانہ کیا اور امیہ بن عمرو چار پانچ ملک حرمان دیکھتے ہیں جا کے پھر کر خبر دیا کہ شہریار عالم
زمین ملیس خوہریان وغیرہ سلطین اور ملازمین ملکہ کی سب ہیرام زیر ہوکے کیقباد کے پاس ہیں لیکن ملکہ گوہر ملک
کا کہیں سراغ اور پتا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کہاں ہے بلکہ کیقباد کو بھی اس بات کا نہایت تردد لاحق ہے کہ ملکہ کہاں نکل گئی
اور کہاں ہو ابھی واسطے سراغ رسانی کے جاسوس اور ہرکارے چہرہ عیار وغیرہ دس بارہ سو بھیجے گئے ہیں اور
دشت و جبل اور شہر گاؤں گاؤں قصبے قصبے سے اور جنگلوں بیابانوں میں تلاش کرتے پھرتے ہیں شاہزادہ عالم
یہ حال سنکے بدرجہ نہایت مغموم اور مکدر ہوا اور ایک سمت کو اسپ کو زیر گام کیے چلا جاتا تھا اور ایک دن ایک رات
کسی مقام پر دم بھر کہیں قیام اور آرام نہیں کیا تھا روز دوم صبح کے وقت ایک قصبے کے دروازے کے قریب پہونچکر
دیکھا کہ بہت سی فوج اور رعایا وغیرہ لوگ اُفتاں و خیزاں بھاگے ہوئے اُس قصبے کے اندر جاتے دروازہ اُسکا بند کر لیا
شاہزادہ عالم نے مع امیہ بن عمرو کے دروازے پر پہونچ آواز دی کہ یہ دروازہ کھولو تب نہایت تنگ ہوکر جسطرح سے ہو سکا
اُس دروازے کو توڑ کے اندر قصبے کے گئے تو وہاں کسی متنفس کو نہ دیکھا کہ وہ جو سب فوج سپاہ آئی تھی کدھر

جاکے غائب ہو گئی بعد بڑی تلاش اور جستجو کے امیر بن عمرو اور شاہزادہ نامور ایک گھر میں گئے تو وہاں دیکھا کہ اُس
مکان میں ایک چھوٹی سی کوٹھری ہے اور اُس دریچے کو کسی نے اندر سے بند کر لیا ہے اور ایک چٹان پتھر کی اُس کوٹھری کے
بیچوں بیچ رکھی ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے اُس پتھر کو اُٹھا کے جو دروازہ کوٹھری کا کھولا تو اندر دیکھے مرجان تیز رفتار
اور ملکہ گوہر ملک دونوں ایک گوشے میں چھپے بیٹھے ہیں شاہزادہ بدیع الزمان مرجان کو دیکھکر بہت خوش ہوا
اور پوچھا کہ اے مرجان کہیں کچھ سراغ اور پتا ملکہ گوہر ملک کا بھی تجھے معلوم ہے مرجان نے ملکہ گوہر ملک کو بہت سی
گھانس جو پڑی تھی اُسکے نیچے چھپا کے بٹھلا دیا تھا اُس گھانس کو ہٹا کے ملکہ گوہر ملک کو نکال لایا ملکہ گوہر ملک
نے جو شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھا تو شکایت زمانہ ناہنجار اور گردش فلک غدار کی کر کے رونے لگی شاہزادہ عالی مقدار
نے کہا کہ اے ملکہ اسی واسطے میں تم کو منع کرتا تھا کہ تم مجھے اپنے ملک میں نہ لے چلو تم نے میرا کہنا نہ مانا مگر اب تو رونا تمھارا محض
بے سود ہے تماشا سپہر و مصرعہ چنان نماند چنین روز ہم نخواہد ماند + اور مجھے منظور ہے کہ میں قلعہ شکستہ حصار میں جا کے چند روز
رہوں اور وہاں سے لشکر کشی کر کے سر گنجاب پر جاؤں ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ اے شہریار مجھے ایک تدبیر یاد آئی ہے کہ
کسی کو اپنی امان جان ملکہ غنچہ خاتون کے پاس بھیجوں کہ جسوقت بدیع الزمان شکست کھا کے نکل گیا اور ارجیل
خشت انداز اور سرجیل خشت انداز کی فوج دریا ونے باغ کو تاخت و تاراج کیا تو ایک جوان ادہم نام مجھے
میدان جدال و قتال سے اپنے ہمراہ نکال کے یہاں تک لایا ہے اور بدیع الزمان کا کہیں بھی سراغ نہیں کہ وہ کہاں گیا
اب مجھے اسوقت مصیبت اور حال بیکسی اور بے بسی میں سوا آپ کے کہ آپ میری امان جان ہیں اور کہیں مامن
اور ملجا نہیں سوجھتا ہے لہذا امیدوار ہوں کہ مجھے اپنے ظل عاطفت و حمایت میں اس آفت ارضی و سماوی سے
کہ زمین تشنہ خون اور آسمان دشمن جان ہو رہا ہے بچا لیجیے بس مجھے اطمینان کلی اور یقین واثق ہے کہ امان جان مجھے
اپنے پاس بلا لینگی اور یہ بھی میرے دل کو یقین ہے کہ ابکی مرتبہ امان جان بھی میری تحریک کرنے سے مسلمان ہو جائینگی
اور جو ابکی مرتبہ قلعہ اور شہر سنجان کا میرے قابو میں آگیا تو پھر کبھی میرے قبضہ اختیار سے نہ جائیگا کسلیے کہ مخمور
نے گنجاب سے کہا ہے کہ اگر بار دوم بدیع الزمان شہر سنجان کو مسخر کریگا تو پھر تیرے ہاتھ قلعہ اور شہر سنجان کا نہ آئیگا
شاہزادہ عالم و عالمیان بدیع الزمان عالی شان کو یہ رائے صائب اور تدبیر اور صلاح ملکہ کی بہت پسند آئی اور
اُسی وقت ملکہ گوہر ملک کی طرف سے ایک نامہ اسی مضمون کا لکھکر مرجان کو دیا کہ تو یہ رقعہ کو جس صورت سے
بنے ملکہ غنچہ خاتون کے پاس جا کے پہونچا مرجان تیز رفتار نے کہا غلام ابھی جاتا ہے اور یہ کہکے مرجان وہ رقعہ لیے
بہیئت عیاری مثل برق جستہیں کرتا شہر سنجان میں پہونچا اور ایک سقنی کی صورت بنکے محل میں گیا اور وقت تخلیہ
کا دیکھکر رقعہ ملکہ غنچہ خاتون کے حوالہ کیا غنچہ خاتون نے جو وہ رقعہ پڑھا تو پوچھا کہ اے نیکبخت تجھے یہ رقعہ کسنے
دیا ہے اور کون وہاں ہے مرجان رو کے غنچہ خاتون کے پاؤں پر گر پڑا اور عرض کی یہ خانہ زاد موروثی مرجان عیار عیاری کی
صورت تبدیل کر کے سر کے بل آپکے قدموں تک پہونچا ہے اشعار گر گنہ کردم و گر عصیان نمودم عفو کن + در گذر
از جرم من از غلام خانہ زاد + ور بکشم قابل عفو و نیم کشت و تیغ + کس ندیدم کہ خواہد خواست از دست تو داد
ملکہ غنچہ خاتون نے پہلے تو کئی کوڑے مارے اور بعد اسکے گلے سے لگا کے کہا اے کمبخت اُس نمک خوار دوستے
ناحق آپ کو رسواے خلائق کیا شعر شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں + عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے + خیر جو ہوا سو ہوا اب
حال کہہ کہ وہ ہے کہاں مرجان نے تمامی وہی جو رقعہ میں لکھا تھا بیان کیا اور کہا کہ اے ملکہ عالم زرخریدان خطا ورزیدگان
معا ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ اچھا اب تو ابھی تو آپ کو ظاہر نہ کریں ملکہ گوہر ملک کو بلا کے بھیجیں ہوں یہ کہہ کے

قبضہ ان عمودی اور دارا ب خوک پیشانی کو مع چالیس ہزار ان غلامان خاص ملکہ غنچہ خاتون کے بخدمت شاہزادۂ
بدیع الزمان والا مرتبت بھیجا اُسوقت ملکہ گوہر ملک شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے ساتھ سکھپال میں بٹھلا کے سوار ہوئی اور
بتجمل و شوکت تمام شہر سنجان میں آکے سکھپال کو ڈیوڑھی پر محل کی زنانے کا انتظام کرکے اُتروا دیا ملکہ گوہر ملک نے
شاہزادۂ عالم سے کہا کہ اب تم جاکے دیوان عام میں بیٹھ تخت پر اجلاس کرو میں اماں جان کے پاس جاکے جیسا محل
اور موقع ہوگا سمجھ لونگی یہ کہکے ملکہ گوہر ملک نے بخدمت ملکہ غنچہ خاتون جاکے مجرا کیا غنچہ خاتون نے پہلے بہت سی لعنت
ملامت کرکے پوچھا کہ او شوخ دیدہ ننگ خاندان اب بتلا کہ وہ بدیع الزمان تجھے مبتلائے ضد گشتہ آفت کرکے کہاں چھوڑ گیا
اب بھی تیری بیچلی بدی کی اُسے کچھ خبر ہے ملکہ گوہر ملک نے سرنگوں ہوکر عرض کی کہ اماں جان شاہزادۂ بدیع الزمان
حاضر ہے میں نے اُسے دیوانخانے میں کہدیا ہے کہ تو جاکے تخت پر بیٹھ میں اماں جان سے جاکے جہانتک عذر و معذرت ہوسکیگا
کرکے تیری تقصیر معاف کروا دونگی اور علاوہ اسکے میں شاہزادۂ عالم کو ایک اور بھی تال اندیشی سے آپکے ہمراہ آپ کے
پاس لائی ہوں کہ اگر حضور از راہ شفقت بزرگانہ اسکی پشت پر ہاتھ رکھیں تو وہ شخص یعنی خسرو بلاد ہند و ستان لندھور
بن سعدان ہو خواہ و غلام جان نثار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کا ہے اور میں نے خوب تحقیق کیا کہ وہ بھو اخو اہی
شاہزادۂ عالم سلطان صاحبقران سے رخصت ہوکے مع اپنی فوج و سپاہ کے سفر دریا طے کرکے باختر میں آپہونچا ہے
اگر آپ آج شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنا کر لیںگی تو گویا آپ نے یہ احسان لندھور پر کیا اور لندھور تمام عمر آپ کا
اس بار گران سے ممنون اور زیر بار منت رہیگا اور جو کہیے گا لندھور بجان و دل قبول کریگا القصہ اس طرح کی
باتیں کرکے ملکہ گوہر ملک نے غنچہ خاتون اپنی ماں کو راضی کیا اور غنچہ خاتون نے بامید وصال اپنے مطلوب
خسرو بلاد ہند و ستان لندھور بن سعدان کے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اندرون محل طلب کیا اور شاہزادۂ
عالی مقام نے باداب تمام غنچہ خاتون کو سلام کیا غنچہ خاتون نے بطرق بزرگوں کے سر اقدس شاہزادۂ عالم کا
لیکے اپنی چھاتی سے لگا لیا اور باعزاز و اکرام تمام برابر اپنے مسند پر بٹھلا کے بہت سی دلجوئی اور خاطرداری کی باتیں
کرنا شروع کیں اُسوقت ملکہ گوہر ملک نے ملکہ غنچہ خاتون سے عرض کی کہ اماں جان آپ چشم بد دور عاقلہ اور
دانشمند ہیں چشم انصاف اور نظر عدالت ملاحظہ فرمائیں اور جو کہ حق ہو وہ مجھے جواب دیں کہ وحدانیت اور الوہیت
لقا خداے باختر پر کیونکر ظاہر ہوں اور ثابت ہوتی ہے جو شکل اور مخلوق کی وہی شکل لقا کی ہے اور کھاتا پیتا بول و براز
عارضہ بیماری جو اور تمام آدمیوں کو ہوتا ہے وہ لقا کے واسطے بھی ہے پھر فرمائیے کہ خداے باختر خالق کون و مکان
کس طرح سے ہوا مجھے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداے عز و جل اور خالق جز و کل اور ہی کوئی ہے شعر مبرا ذاتش از چونی و
چندی ٭ منزہ از پستی و بلندی ٭ میری عقل ناقص میں تو یہ صلاح وقت انسب ہے کہ حضور اس کفر و کافری کو ترک
کرکے چاہ ضلالت سے نکلیں اور کلمہ طیبہ پڑھ کے بسر چشمہ ہدایت فائز ہوں دنیا اور عقبی دونوں بخیر ہوں اور خسرو
بلاد ہند و ستان لندھور بن سعدان کا موجب خوشنودی اور رضامندی کا بھی ہوگا آگے جو رائے میں آپ کی
مناسب اور بہتر ہو وہ کیجیے ملکہ غنچہ خاتون ازبسکہ نہایت عقیل اور فہیم اور ذہین اور دانشمند تھی پند و نصائح بیٹی کی
یعنی گفتگو ملکہ گوہر ملک کی نہایت پسند کرکے اپنے جی میں سوچی کہ فی الحقیقت اُستادوں نے غلط نہیں کہا ہے شعر
کودکے کو بعقل پیر بود ٭ نزد اہل خرد کبیر بود ٭ اُسی وقت کلمۂ شہادت پڑھ کے از سر صدق مسلمان ہو گئی لیکن یہ بھی شرط
کی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کے ذریعے ملاقات لندھور بھی ملکہ غنچہ خاتون سے ہو اور شاہزادۂ بدیع الزمان
نے فرمایا کہ یہ میرا ذمہ ہے کہ میں تمہاری بخوبی لندھور سے ملاقات کروا کے عقد کروا دونگا القصہ جبکہ ملکہ غنچہ خاتون نے

شاہزادہ عالم سے لندھور کی ملاقات کا اقرار کر دلیا اُسوقت فضلان محمودی اور داراب خوک پیشانی اپنے
غلامون کو مع اسی ہزار سوار اور غلامان نمک خوار ہوری اپنے کے کلمۂ شہادت تلقین کر کے دائرہ اسلام مین لائی
اور بعد اسکے تمام شہر سنجان کو مسلمان کیا اور جتنا خزانہ گنجاب کا سنجان مین تھا اس خزانے کے کوٹھے کھلوا دیے
اور سوے فوج قدیم کے لاکھ سوار نوملازم اور رکھے اور شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان اپنے اُن سردارون کیواسطے
جو کہ شکست مین گرفتار ہو گئے تھے نہایت متفکر اور پریشان تھا کہ خدانخواستہ گنجاب اُن سب میرے سردارون کے
قتل کرنے کا حکم دے آخر کار امیہ بن عمرو اور مرجان تیز رفتار کو اُن سب سردارون کی خبر کے واسطے بھیجا وہان
حال گنجاب بکا سنیئے کہ گنجاب چار باغ مین اپنا محل داخل بخوبی آراستہ کر کے جشن عیش و نشاط مین مشغول تھا کہ یکایک
پرچہ اخبار سے معلوم ہوا کہ بدیع الزمان نے قلعہ شہر سنجان کا سنجر کے بیری بی بی غنچہ خاتون اور فضلان محمودی
اور داراب خوک پیشانی کو مع اسی ہزار غلامون کے اور تمام سوار و پیادے عملہ توپخانہ وغیرہ فوج اور رعایاے
شہر کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کر لیا اور کوٹھے جواہر خانے اور خزانون کے سب اپنے قبضہ تصرف مین لایا ہے پس یہ
اخبار سنکے گنجاب ہاے کر کے گھڑی بہر کال سکتے کے عالم مین رہا اور صدمہ عظیم اُسکے دل کو اس بات کا ہوا کہ نجومیان
اور کاہنون اور رمالون نے بالاتفاق یہ کہا تھا کہ جسوقت قلعہ دوبارہ دشمن کے قبضہ تحت تصرف مین جائیگا اور
غنچہ خاتون مسلمان ہو جاے گی اُسوقت زوال دولت گنجاب کا ہوگا اور قلعہ شہر سنجان پھر گنجاب کے ہاتھ نہ آئیگا
القصہ گنجاب کو اُسی غیظ و غضب اور تشویش اور فکر مین شاہزادہ بدیع الزمان کے رفیق اور جان نثار سردارون
قیدیون کا جو خیال آگیا تو اُسنے حکم دیا کہ جتنے سردار نمک حرام بدیع الزمان کے رفیق اور شریک ہوے تھے اور گرفتار
ہو کر آئے ہین اُن سب کو میرے سامنے لاؤ مین انکو قتل کرنے کا حکم دونگا حسب الحکم گنجاب کے داروغہ زندان
نے سرداران شاہزادہ عالی شان کو بارگاہ گنجاب مین لا کے حاضر کیا اُن سب سردارون نے بارگاہ گنجاب مین
سلام بطور اسلام کیا گنجاب نے نہایت پیچ و تاب کھا کے اُن سب کو ترغیب کیا کہ تم اگر خداوند مجیدہ ہزار علاف
باختر کو پھر سجدہ کر کے اپنے دین آبائی و اجدادی پر ثابت رہو تو مین تمھارے سب کے جرم و گناہ معاف کر دون
سرداران بدیع الزمان نے جواب دیا کہ لعنت ہے اس لقاے مشرک خدا پر اور اسکے پرستارون کافرون پر یہ کلام
سردارون کا سنکے گنجاب اور بھی درہم برہم ہوا اور حکم دیا کہ ہان اسی وقت سب دشمنان خداوند مجیدہ ہزار
ملک باختر کو بیجاکے قتل کرو اور بموجب حکم اُس کبر مغرور کے جلادون نے آ کے چاہا کہ تمام سردارون کو واسطے
قتل کے لیجائین علقمہ ضبطرلابی وزیر اعظم نے گنجاب سے اُسکو عرض کیا کہ پیر و مرشد انکو یون قتل نہ کیجیے ان سب کو
پہلے تمام رات سولیون پر لٹکا رہنے دیجیے صبح پھر روز نہ پہر دن چڑھے جب تمام شہر کی خلائق کا ہجوم ہو جاے اور
تماشا مین جمع ہولین تب انکو سولیون پر چڑھوا دیجیے اور قتل کیجیے تاکہ پھر کسی کو حوصلہ نمک حرامی کا نہو اور سب
کو خوف و عبرت ہو جاے اور یہ کوئی دین خداوند لقاے مشرق نہو بختیارک نے یہ گفتگو علقمہ ضبطرلابی کی سنکے
کہا اے وزیر اعظم تم نے پیر و مرشد کو تو کیا خوب مشورہ دے کے خدا پرستون کو قتل سے اسوقت بچا لیا بعد گھڑی
بھر کے پھر جو کچھ ہو وہ ہو علقمہ ضبطرلابی نے کہا اے بختیارک جسطرح سے تو نے خاندان نوشیروان ملک العادل
کسریٰ کو برباد کیا اب یہان نحس قدم اپنے لا کے اسی طرح چاہتا ہے تجھے کارخانہ خداوند لقا اور پیر و مرشد مین کیا
مداخلت جو تو ہر وقت دخل معقولات کر بیٹھتا ہے بختیارک نے جواب دیا وہ ولد الزنا ہی کہا کہ تجھے یقین ہے شب مین یہ سب
سردار قید سے چھوٹ جائینگے گنجاب نے کہا کہ تجھے کیا ہماری راے سے تیری عقل بہت ہے ہم اسکی تدبیر نہ کرینگے

کیا ہمارے چوکی پہرے والے سو گئے جو کوئی قیدیوں کو دار سے چھڑا لیجائے گا یہ کہکے بموجب مشورہ علقمہ اصولانی
تمام سرداروں کو بدیع الزمان کے سولیوں پر لٹکوانے کے حکم دیا کہ میں کل ان سب کو سولیوں پر کھنچوا دونگا اور
آہنگ بلند آواز کو مع لاکھ سوار کے واسطے پاسبانی و حفاظت کے سولیوں پر متعین کیا اور آپ بہ مجلسی تمام
مع اپنے سب بارگاہ نشینوں اور سرداروں کے جشن رقص و سرود میں مشغول ہوا ناگاہ ایک عیار گرد میں آلودہ
پسینے میں غرق عرق و تر افتان و خیزان بارگاہ گنجاب میں آیا اور مجرا کرکے کہا کہ قارن بلند کمان کہ بطرف خاص
خداوند لقا کا ہے اور وہ جو ہوا خاص بخاص خداوند لقا کے ہیں کہ مثل ان لوگوں کے اور کوئی سردار سجدہ ہزار ملک میں
خداوند کے نہیں ہے نہیں سے اول درجہ قارن بلند کمان کا ہے کہ بائیس من آہنگ کی کمان میں بارہ من کا تیر لگے
معرکہ آرا ہوتا تھا سو وہ خداوند لقا کے پاس سے آپ کی ملاقات کو آتا ہے گنجاب نے یہ سنکے اپنے سرداروں کو
حکم دیا کہ تم سب کوس دو کوس آگے جاکے قارن کا استقبال کرو اور باعزاز و اکرام تمام میری بارگاہ میں لاؤ بحسب حکم
سرداران گنجاب نے تھوڑی دور جاکے قارن بلند کمان کا استقبال کیا اور بڑی عزت اور توقیر سے اُسے ہمراہ
لیے سمت بارگاہ گنجاب آتے تھے اثنائے راہ میں نگاہ قارن بلند کمان کی اُن سرداروں پر جنھیں حسب الحکم
گنجاب کے سولیوں پر لٹکا رکھا تھا پڑی قارن بلند کمان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں سردار گنجاب نے کہا کہ یہ
سب خداوند سجدہ ہزار ملک باختر سے منحرف ہوگئے اور بیلمیر وسل سے بگڑ کے بدیع الزمان کی رفاقت میں
نابدہ خدا کے پرستار بن گئے اور ان سب سرداروں نے بمع بدیع الزمان کی طرف سے ہزاروں لقا پرستوں اور
بیلمیر وسل کے سوا بدیادوں کو تہ تیغ کیا اور ایسی ایسی شمشیر زنی ان بھوں نے کی ہے کہ جنھوں نے دس دس
لاکھ سوار کی فوج میں تلاطم ڈال دیا ہے ایسے جرم سنگین پر بھی بیلمیر وسل نے انکو بہت سا سمجھایا اور فرمایا کہ اب بھی
اگر تم لقا پرستی اختیار کرکے بدیع الزمان کی رفاقت اور معاونت چھوڑ دو تو قصور تمہارا معاف کر دوں مگر انھوں
نے در جواب اسکے گنجاب کو گالیاں دیں اور خداوند لقا کی جناب میں سیکڑوں کلمات ناسزا و خلاف ادب
کہے اس جرم پر بیلمیر وسل انہیں کل صبح کو دار پر کھینچ کر مار ڈالے گا اور یہ تیرہ یاران ہیں قارن بلند کمان نے
یہ حال اُن سرداروں کا سنکے اپنے دل میں کہا کہ خوش نصیب ہے وہ شاہزادہ بدیع الزمان کا جسنے ایسے ایسے
سردار دلیر اور شیر شجیع میدان کارزار بہم پہونچائے اور نہ صرف مردانگی اور جوانمردی ان سب بہادروں کی کہ ایسی
حالت میں بھی ثابت قدم اپنا فرض یہ باتیں دل ہی دل میں کرتا بارگاہ گنجاب میں پہونچا اور گنجاب کے
قدموں کو جاکے بوسہ دیا گنجاب نے اشارہ کیا کہ دنگل قارن بلند کمان کا بعد دنگل قاہر بن قہرمان عجمی کے
بچھا دیں قارن بلند کمان نے جو دیکھا کہ یہ دنگل زبردست قاہر بن قہرمان عجمی سے ہوتا ہے دیکھا رہے ہم
ہوکے کہا کہ اے قاہر دنگل پر سے اُتر جاؤ کہ یہ میرے بیٹھنے کی جگہ ہے قاہر بن قہرمان بھی تنکے کہا ابھی تو بعد
رسید کہ دونوں دست و گریبان ہوئے گنجاب گھبرا کے اپنے تخت پر سے کود پڑا اور بہزار سعی و جہد دونوں کو جدا
کرکے کہا کہ ہے قارن بلند کمان تمہیں قاہر بن قہرمان عجمی [illegible] ہم نے قاہر بن قہرمان
عجمی کو اپنا سپہ سالار کیا ہے قارن بلند کمان نے جواب دیا کہ یہاں اگر آپ نے اسے اپنا سپہ سالار کیا ہو تو
رہے مگر مرتبے میں وہ کہیں نہیں ہو سکتا کس لیے کہ بارگاہ خداوند لقا میں میرے دنگل میں سے اسی دنگل
سے کے بعد قاہر بن قہرمان عجمی کو دنگل ملا ہے اور زبردست میرے بیٹھا کیا ہے اب چاہے کہ یہ مجھ سے
اسپہ سالار بنکے آگے بڑھکے بالا دست بیٹھے یہ کبھی نہ ہوگا گنجاب ارک نے جو یہ فساد برپا دیکھا تو یوں اُٹھا

کہ یا پیغمبر مرسل ہمکو کیا قباحت ہے فرمایئے دونوں صاحب ابرہیم کنجاب نے قارن بلند کمان اور قاہر بن قہرمان عجمی دونوں
کے دنگل پر ابر مجبور کئے دونوں کو بٹھلایا بعد اسکے دو کشتیاں خلعت کی طلب کرکے پہلے نوبت بھاری خلعت قاہر بن
قہرمان عجمی کو پہنایا بعد ازاں خلعت ریشمی اور سحری قارن بلند کمان کو دیا قارن بلند کمان کنجاب کی اس حرکت
سے اور زیادہ تر اپنے دل میں رنجیدہ ہوکے کہنے لگا کہ ایسے ناقدر بے تمیز گدھے کی کوئی بہادر شریف حرمت اور رفاقت کرے
جو ایسی ذلت اور خفت کھینچے اس سے بہتر یہ ہے کہ میں یہاں سے اُٹھکے شاہزادہ بدیع الزمان والا رتبت کی خدمت میں کیوں
نہ چلا جاؤں جہاں میری حرمت اور آبرو اور قدر و منزلت بوجہ احسن قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری و شاہزادہ بدیع الزمان
قدر دان اور جوہر شناس اشراف پرست ہے دلیل ظاہر یہی ہے زمرہ شناسی او قدر دانی کی یہی ہے کہ سرداروں کو اسکے
دیکھو لوگو کہ باوصف اسکے کہ سرکٹ جاوے باوجود مرتے دار پر کھینچے ہوے مثل چراغ سحری کوئی دم کے مہمان ہیں اور اس حالت
میں بھی نام پر شاہزادہ عالی جناب کے فدا اور نثار ہورہے ہیں غرض قارن بلند کمان اپنے جی میں یہ باتیں کرکے
جبکہ کنجاب نے دربار برخاست کیا اُٹھی بارگاہ سے نکلکے اپنے خیمہ میں آیا اور اپنے ساتھ کے سرداروں اور بہادروں سے
کہا کہ اے یارو کنجاب سخت بے تمیز اور ناقدر پاجی پست ہے کچھ عزت اور رتبہ اور قدر کسی کا نہیں جانتا ہے مگر شاہزادہ
بدیع الزمان جوہر دان اور شیر فرزانہ قدر دان اور رتبہ شناس مردوں کا ہے اور مجھے ثابت ہوتا ہے کہ دین بھی اُسی کا
حق ہے ورنہ تمہیں سب اپنے اپنے دلوں میں سمجھو کہ ایک ذات واحد بدیع الزمان کی اور اٹھارہ لاکھ سوار پیادے
کنجاب کے اور ہزاروں بڑے بڑے سردار اور پہلوان اور شمشیر زن اور دلیر اور شیر خاص الخاص مقرب درگاہ لقا
کے بدیع الزمان کا کچھ نہ کرسکے تمام سرداران اور افسران فوج نے قارن بلند کمان کو جواب دیا ہم سب مطیع اور
فرمانبردار تیرے ہیں جو تجھے منظور اور جو تیری خوشنودی خاطر ہو وہ ہم کو بھی منظور ہے دو چار جو کہ تاریک دل اور تیرہ
درون تھے انھوں نے کہا کہ یہ بات تو ہم سے کبھی نہو سکیگی کہ جو دین اور دستور لقا پرستی ہمارے باپ دادے سے چلا آیا ہے
اسکو چھوڑکے نادیدہ خدا آسمان کو جسے کبھی کسی نے دیکھا ہی نہیں ہے خدا وند سمجھیں اور مسلمان ہوجائیں قارن
بلند کمان نے اُن سب کو یک قلم قتل کیا اور جنھوں نے رفاقت اور اطاعت قارن کی قبول کی اُن سب کی بہت سی
عزت و حرمت کرکے سب سے کہا کہ جو کوئی کسی بادشاہ و امیر رئیس کی ملاقات کو جاتا ہے کچھ نہ کچھ نذر کے طریق پر تحفہ تحائف لیجاتا ہے
میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی تحفہ نذر کے واسطے بہتر نہیں ہے کہ اُسکے ان سب سرداروں کو جو دار پر کھینچے ہوے ہیں چھڑا کے لیجاؤں تب
کھلے آدمی رات کے محل میں اسباب خزانہ خیمہ ڈیرہ اپنا لدوا کے مع اپنے سرداروں اور فوج و سپاہ کے سوار ہوا اور اُن سرداروں
کے قریب پہونچا آہنگ پہلوان جو کہ محافظ ان سولیوں کا تھا اُس سے قارن بلند کمان نے کہا کہ پیغمبر مرسل نے فرمایا ہے کہ ان
سب خدا پرستوں کو میرے حوالے کردو میں انکو لیکے بحضور خداوند لقا جاؤنگا آہنگ پہلوان نے کہا کہ میں تابعدار ہوں جو حکم
پیغمبر مرسل کا ہو بہتر ابھی انکو لیجاؤ یہ سنتے قارن بلند کمان نے اُن سب سرداروں کو سولیوں پر سے اُتروا کے قید سب
کی دور کی اور اسی وقت سب کو مسلح اور مکمل گھوڑوں پر سوار کروایا اور ایک شبخون کنجاب کے لشکر پر مارکے مع اُن سب
سرداروں اور اپنی فوج و سپاہ کے بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان والا رتبت روانہ ہوا یہاں جو آدمی رات کو یہ شور و غل
شبخون کا کنجاب نے سُنکے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے لوگوں نے کہا کہ قارن بلند کمان نے بدیع الزمان کے حق
سرداروں کو آپنے سولیوں پر چڑھایا تھا اُن سب کو چھڑا لایا اور آپکے لشکر پر شبخون مارکے ہزاروں سوار اور
پیادوں کو قتل کرکے شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس چلا گیا کنجاب نے یہ خبر وحشت اثر سُنکے نہایت پیچ و تاب
کھا کے اُسی وقت [illegible] حکم دیا کہ جلد جاکے قاہر بن قہرمان عجمی کو بُلا لاؤ چنانچہ حسب الحکم کنجاب کے

چوبدار نے جاکے قاہر بن قہرمان عجمی کو بارگاہ گنجاب میں لا کے حاضر کیا گنجاب نے بہت سا سخت و سست قاہر کو کہکے کہا
کہ تیری بدذاتی سے قارن بلند کمان مجھسے منحرف ہوکے سرداروں کو بدیع الزمان کے حوالے لیا اب جلد جا کے
قارن بلند کمان کو آگے جانے نہ دے جس طرح منت خوشامد سے ہو اُسے میرے پاس پھیرلا غرض قاہر بن
قہرمان عجمی نے قارن بلند کمان کو پھیرلانے کا اقرار کیا اور تعاقب میں اُسکے مع اپنی فوج و سپاہ کے روانہ ہوا

جبتک وہ پہنچے داستان شوکت بیان سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیجاتی ہے

کہ دولت امیر باتوقیر کشتیاں اور جہاز تمام اپنے سرداروں اور شاہ و شہریاروں کی سواری اور باربرداری کیواسطے جمع
ہو چکے سب سردار و شہزادے اور پوتے سلطان صاحبقران نامدار کے اپنی اپنی کشتیوں میں مال اسباب بار کرواکے مع سپاہ
لشکر اور عملہ شاگرد پیشہ کے سوار ہوے اسوقت صاحبقران دوران نے میر بحر سے فرمایا کہ سب شاہزادے اور
شہریار زادے اور دولتخواہان دولت سرکار کے کشتیوں پر سوار ہو چکے فقط اب حضور کے سوار ہونے کا اشتیاق ان کے
کھولنے میں انتظار ہے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کشتیاں اپنی باربرداری کیواسطے طلب کرتے ہیں جتنی کشتیاں ارشاد
حکم ہو وہ انہیں دلوائی جائیں امیر باتوقیر نے عمرو کو بلا کر فرمایا کہ خواجہ کشتیاں درکار ہوں تو لے عمرو نے کہا کہ بیس سو
کشتیاں آپ دیں تو میرا جینا ہو سکتا ہے ورنہ بہت اشکال ہے امیر باتوقیر نے ناچار ہوکے سو کشتیاں عمرو کو دیں
لیکن تب عمرو نے اپنے عیاروں کو حکم دیا کہ جتنا سرگین زرد و زرگاؤ وحشی وغیرہ لشکر کے جانوروں کا پڑا ہے اس
سب کو اٹھوا کے کشتیوں میں بھر دو عیاروں نے بموجب اشارے عمرو کے لکڑی اور سرگین زرگاؤ اور وحشیوں
کا اٹھوا کے کشتیوں پر بھر دیا اس عرصہ میں سلطان صاحبقران جاکے کشتی پر سوار ہوے عمرو تالب دریا ہمراہ امیر باتوقیر
کے جاکے کھڑا ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ وہاں کیوں کھڑے ہو کسکا اب انتظار کرتے ہو آو کشتی میں سوار ہو
عمرو نے کہا حمزہ عیاں راچہ بیاں صریحاً تو جانتا ہے کہ جس طرح سے تو نے قسمیں کی ہیں کہ بھاگنے کا تعاقب نہ کرونگا
ویسے ہی پوشیدہ ستی نہ کرونگا کسی بزرگ کے مزار پر دیدہ و دانستہ قدم نہ رکھونگا عاشق و معشوق کا افشاے راز
نہ کرونگا اسی طرح میرے بھی دل سے عہد ہے کہ سفر دریا کبھی نہ کرونگا نقارہ دار کے لشکر میں نہ جاؤنگا سرزمین طلسمی
میں قدم نہ رکھونگا ساحروں سے ہمیشہ ہزار کوس پرے جدا رہونگا کشتی کمبخت کی اصل کیا ہے امواج دریا کی پہاڑ کو
ڈھا دیتی ہیں بلکہ ابھی خوف کے مارے اس دریاے زخار و ساحل ناپید اکنار کا دیکھنے کہ ملک الموت کا سامنا ہے میری روح تحلیل
ہوئی جاتی ہے بس اے حمزہ میں نے تجھے بھی حوالے خداے کریم کے کیا شعر سفر رفتنت مبارک باد ۔ بسلامت روی و باز آئی
اور میں تو اب بھی نیت بدل رکھتا ہوں کہ کعبۃ اللہ میں جاکے مجاور رہونگا اور وہاں جو ریوڑیاں کوڑیاں نذر و نیاز کی آجتی
اسمیں میری بسر اوقات ہوگی وہاں کی جاروبکشی میں افتخار کونین اور سعادت دارین حاصل کرونگا اور تیرے لیے
دعاے زیادتی حشمت و جاہ میں مشغول رہونگا تجھے اگر کوئی خط لکھنا ہو یا کچھ سوغات تحفہ تحائف اپنے والد بزرگوار
خواجہ عبد المطلب کے پاس بھیجنا ہو تو مجھے عنایت کر میں بخوبی پہونچا دونگا سلطان عالی مقدار حمزہ صاحبقران
نامدار نے یہ تقریر شاہ عیاران عیار کی سنکے فرمایا کہ اے عمرو تو چالیس روز مجھسے جدا ہوکے بیابان ہفت فیل
جبل القمر کی راہ سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر کے واسطے گیا تھا تو میں تیرے درد مفارقت سے ایسا بیتاب
اور بیچین و خراب تھا کہ قابل بیان نہیں اب واللہ اعلم بالصواب کہ کتنی مدت میں سرزمین باختر سے میرا پھرنا ہو بس
اتنی مدت دراز تو تیری مفارقت کا صدمہ مجھے کسی طرح سے گوارا نہوگا غرض ہرچند امیر باتوقیر نے کہا عمرو نے ہرگز
ارادہ کشتی پر سوار ہونے کا اور سفر دریا کا نہ کیا سلطان صاحبقران نے ناچار ہوکے ارشاد کیا کہ خیر جو تیری مرضی ہو

بہتر مگر خدا گواہ ہی کہ مجھے تجھ سے یہ توقع نہ تھی کہ تجھ سے ایسی بیوفائی ہوگی کہ جدا ہو جائیگا اور مجھے تنہا چھوڑ دیگا یہ کہکے امیر با توقیر نے ایک کاغذ پر عرضی جناب خواجہ عبد المطلب کو تحریر کی اور عمرو کے سامنے اسکا الفاظ کرکے کہا کہ تو خواجہ سلامت خدا حافظ تمہارا ہی یہ عرضی میرے والد بزرگوار خواجہ عبد المطلب کو دے کے زبانی عرض کرنا کہ مجھے دعا سے فراموش نہ فرمائین عمرو نے ہاتھ دینا تو چاہا کہ جو نہین چاہا کہ عرضی صاحبقران کے ہاتھ سے لے سلطان عالی مقام نے ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا اور جھٹ پٹ عمرو کو بغل مین دبا کے کشتی مین بٹھالیا اور ملاحون سے اشارہ کیا کہ ہان بادبان کھول دو اور روانہ ہو حسب الحکم سلطان عالی مقام کے ملاحون نے کشتیون کو کھول دیا اور سب کشتیان روانہ ہوئین عمرو نے واویلا کرکے کہا اے عرب یہ کیا تیرے جی مین خیال آگیا ہان ہان اے ملاحو کشتیون کو روکو امیر با توقیر نے فرمایا کہ اے کلتہ وزد بس زیادہ بکو دم نہ مار نہین تجھے بیچ دریا مین لیجا کے گرا دونگا غرض ہزار جبر و زور عمرو کو سو ہزار اشرفی دینے پر راضی کرکے ہمراہ لیا اور تمام کشتیان مثل تیر از کمان جستہ دریا مین چلین اور عمرو کا یہ حال تھا کہ اس کشتی پر سے اس کشتی مین دوڑتا پھرتا اور بیتاب تھا اسوقت اور جتنے سردار اور شاہ و شہریار کشتیون مین سوار تھے سبھون نے اپنے اپنے پاس سے خواجہ کو دیا کسی نے دس ہزار اور کسی نے بیس ہزار کسی نے تیس ہزار کسی نے چالیس ہزار کسی نے پچاس ہزار اشرفیان عمرو کے تو ضع کین بارے اسوقت عمرو کو تسکین ہوئی اور سلطان صاحبقران کی کشتی مین پشت پر آکے صبر کرکے بیٹھ رہا قصہ مختصر بارہ شبانہ روز کشتیان بخوبی تمام چلی گئین تیرھوین دن یکایک باد مخالف سی چلنے لگی اور عجب طرح کا دریا مین ایک طوفان اٹھا اور شام ہوتے ہوتے ایک ابر کا ٹکڑا تیرہ و تار آسمان پر نمودار ہوا اور برسنا شروع ہوا اور کشتیون مین پانی بھر چلا اور ہوا کے زور سے کشتیان آپس مین ٹکرانے لگین اور عجب طرح کا تلاطم اور شور اور یوم اسوقت کشتیون مین تھا ہر ایک کی زبان پر دعا تھی اور ہر ایک قلب کو اپنے بجناب باری رجوع کیے بیٹھا اور جستجو تھا کوئی سورہ اس کی کہت پڑھ کے جناب مولا مشکل کشا سے استمداد تھا اور چیخ رہا تھا کہ بیت شاہ نجف مرے پار کرو شیدھار کے بیچ بیٹھے ہوری نیا ۔ گن ٹوٹ کے ہاتھ سے چھوٹ گیو نہین جھوٹ ہی نوح کے پار لگیا ۔ تو نہ تھے نہ تجھین بیڑیون تاما کو تو نہین اب جان بچیا ۔ بحر محیط سے پار لگا دو اماہے باپ رسول کے بھیا ۔ اور کوئی رو رو کے کہتا قطعہ گرداب بلا افتادہ ام یا مصطفے دستے ۔ بحر غم گرفتارم علی مرتضے دستے ۔ ز ظلمات شب معراج دانستم ید اللہی ۔ چرا دستم نگیری ای علی بہر خدا دستے ۔ آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ بسبب شدت ابر تیرہ و تار کے اسدرجہ تاریکی ہو گئی کہ ایک دوسرے کو نہین دیکھتا تھا اور زور شور ہوا کا اور دریا مین تلاطم امواج اسقدر تھا کہ کسی کی بات برابر بیٹھے ہوئے مطلق سنائی نہین دیتی تھی اور بوجہ اس تلاطم کے ہر ایک ہراسان تھا کشتیان آپس مین ٹکرا کے قریب تھا کہ سب شکست ہو جائین اسوقت امیر با توقیر نے فرمایا کہ اب صلاح یہی ہے کہ نظر بانقصان زنجیر بندی کشتیون کی کھول دیجائے آگے جو مشیت پروردگار ہو جبتک زنجیر و بندی کھولین کھولین دو کشتیان باہم ٹکرا کھا کے پرزے پرزے ہوکے غرق ہو گئین اور یہ کسی کو نہ معلوم ہوا کہ ان کشتیون مین کون کون سا سردار سوار تھا بعد اسکے جو نہین کشتیون کو کھولا وہ مثل تیر کے بہکے آن واحد مین نظرون سے غائب ہو گئین جو کشتی جہ گئی پھر اسکا پتا اور سراغ نہ معلوم ہوا کہ ہوا کے زور اور دریا کے تلاطم سے کس طرف کو نکل گئی غرض تمام کشتیان بطرز اعین طوفانی ہو کے اسی دریا مین نکلی جاتی ہین اب دیکھیے ان کشتیون کا کہان اور کب سراغ ملے ۔

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور و سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت شاہزادہ خاورسیاہ و ملک قاسم ارجل اور سرجل ششت انداز و قدر انداز ون کے معرکہ رزم و پیکار میں
شکست کھا کے شمشیرزنی کرتا ایک سمت کو نکل گیا تو اپنے دلمیں کہتا جاتا تھا کہ حیف صد حیف یہ ہمنے ملک باختر میں آ کے
کوئی کار نمایاں نہ کیا اور جو کچھ ہم پہونچا یا تھا وہ سب گنجاپ کے قبضۂ اختیار میں گیا یہ اپنے جی میں کہتا ہوا ابھی تھوڑی
سی راہ طے کی تھی کہ ایک مقام پہ ایک قافلہ سوداگروں کا اترا ہوا تھا قاسم کو جو ان لوگوں نے دیکھا تو ذرا کز ان سبھوں کے
وہ سب کے سب ایکبار یلوہ کر کے قاسم کی جانب دوڑ پڑے قاسم نے یہ جو ان لوگوں کا اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا
کہ اے یارو میں بھی تمہاری طرح سے سوداگر تھا تشناے راہ میں میرا مال و اسباب تجارت کا قطاع الطریق آ کے لوٹ
لے گئے میں بیجان واحد صحرا میں رہ گیا یہ حال شہزادہ خاورسیاہ با قیاں کا سنکے خواجہ فرید سوداگر قافلہ سالار نے
بہت سا افسوس کر کے قاسم کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک پہاڑ کے دامن میں جا کے مع اپنے تمام قافلے کے اتر پڑا جب خاصہ
طلب کر کے دسترخوان بچھوا دیا اور کھانے کو سب رفیقوں اور شاہزادہ خاورسیاہ کو لے کر بیٹھا اسوقت شاہزادہ
قاسم نے بسم اللہ کہکے نوالہ اٹھایا حسب اتفاق خواجہ فرید اور سب اسکا قافلہ لقا پرست تھا قاسم کی زبان سے
نام اللہ کا جو سنا تو باتیں کر کے کہنے لگا اے جوان تجھے قسم ہے اپنے دین و ایمان کی تو ہم سے سچ کہدے کہ تیرا کیا دین اور
مذہب ہے اور تو کس کا بیٹا پوتا ہے تیرا کیا نام ہے شعر چیست وجہ نام خوانندت بہ درگاہی تمام دانندت یہ شاہزادہ
خاورسیاہ نے بیان کیا کہ میرا نام شاہزادہ خاورسیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مشہور اور معروف ہے
اور میں پوتا زیب قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کا ہوں خالق اور ولایت میرا خدا رستی ہے خواجہ فرید نام
قاسم اور سلطان صاحبقران کا سنکے از راہ مکر و فریب بڑے تملق و چاپلوسی سے پیش آیا اور شاہزادہ قاسم کو دوسرے
روز کھانے میں بیہوشی دیکے بیہوش کیا اور چاہتا تھا کہ قتل کرے قاسم کو مگر پھر اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ اے فرید
تو تجارت پیشہ ہے مبادا حمزہ صاحبقران کو خبر ہو جائے تو پھر کسی صورت سے تیری جان اور آبرو نہ بچیگی اس سے
صلاح یہ ہے کہ قاسم کو ایک صندوق میں بند کر کے یہ جزیرہ کہ دریائے رواں ہے بیچ ڈالدوں بس یہی خود دیکھ کر
کر کے صندوق میں بند کر کے شاہزادہ قاسم کو دریا میں ڈالدیا اور وہ صندوق ایک مرتبہ دریا میں غوطہ کھا کے تہ

اب وہ کلمے داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جب سب کشتیاں لشکر اسلام کی طوفانی ہو کے تباہ ہو گئیں آخر کار بسا فرون وجہ بلا وہ طوفان اور زور شور دریا
پانی کا کم ہوا اور روشنی نمایاں ہوئی تو پہلے چند کشتیاں جنمیں قیماس خان خاوری اور الماس خان خاوری اور
سہمتن خان خاوری اور دراز خان خاوری اور مالک ترک سفید جام وغیرہ سب سردار ترکستان کے مع ساٹھ
لاکھ سوار دلاوران جوانہ کا ... کے سوار تھے بہتے ہوئے قریب دربند سماینہ کے پہونچے سب سرداران ترکستان نے
اپنی کشتیوں کو صحیح و سلامت دیکھ کر اب جو چار طرف خیال کیا تو سلطان صاحبقران اور تمام شاہ و شہریار زادوں
اور سردار لشکر اسلام کی کشتیوں کو نہ دیکھا اسوقت سب کے سب سلطان صاحبقران کے واسطے نہایت غمگین اور
اندوہگین ہو کے اشک ریزاں ہوئے اور آخر ناچار ہو کے خداوند کریم کا بھروسہ کر کے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے دور سے کنارہ دریا
کا نمایاں ہوا اور سبھوں نے دیکھا کہ ایک صندوق چوبی اس دریا میں بہتا چلا آتا ہے قیماس خان خاوری نے اپنے جی
میں یہ سوچ کے کہ یہ صندوق سلطان صاحبقران کے لشکر کا تباہ ہو کے بہتا جاتا ہے ملاحوں سے کہا کہ اس صندوق کو جلد
لاؤ اور بموجب حکم قیماس خان خاوری کے جھٹ پٹ چند ملاح کشتی پر سے کود پڑے اور شناوری کر کے
اس صندوق کو ہاتھوں ہاتھ دریا سے بہا کے اپنی کشتی پر لانے اور تختہ اسکا کھول کر جو دیکھا تو شاہزادہ

خاور سیاہ کی بیہوشی دور ہوئی تھی خاموش بیٹھا تھا قیماس خان خاوری وغیرہ قاسم کو دیکھکر شادان و فرحان دوڑ کر شاہزادۂ
عالم کے قدموں پر سلامت گئے اور پوچھا کہ آپ کو نصیب دشمنان اس صندوق میں کس نے بند کیا تھا قاسم نے ساری
سرگذشت فرید سوداگر کی بیان کی بعد اسکے قیماس خان خاوری وغیرہ سے احوال سلطان با اقبال اور لشکر اسلام کا
پوچھا اُن سبھوں نے امیر با توقیر کا مع لشکر اسلام سوار ہونا اور تنہا رہ میں کشتیوں کا تباہ اور طوفانی ہونا سارا حال
مفصلاً بیان کیا قاسم حال تباہی جد بزرگوار سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام اور تمام سرداروں کا مع بادشاہ
لشکر اسلام کے سنکے نہایت غم و الم سے دو گھڑی کامل نقش بدیوار بیٹھا رہا بعد اسکے لنگر شکست پروردگار کر کے حکم دیا کہ
کشتیوں کو آگے بڑھاؤ مختصر یہ کہ کشتیاں کنارے کے نزدیک پہونچ گئیں جہان درہند مہانیہ کا مالک سمان باختری
تین لاکھ سوار کا مالک بڑا زبردست اور بہادر ہے اُسنے جو یہ خبر سُنی کہ کچھ کشتیاں بعد ایکمدت کی طوفانی اور تباہ دریا کنارے دریائے
درہند مہانیہ کے وارد ہوئی ہیں اُسنے اُسی وقت اپنے بیٹے کو مع چالیس ہزار سوار کے یہ حکم دے کے خبردار ور زنہار خدا
پرستوں کو کشتیوں پر سے اُترکے ہماری سرحد میں آنے نہ دینا اور کہنا کہ اگر کہیں تم چلتے ہو تو اور راہ سے جاؤ ہمارے ملک
میں ہو کے نہ جاؤ بڑی تقید اور تشدد سے روانہ کیا حسب اتفاق گاؤ لنگی گاؤ سوار جو سلطان صاحبقران نامدار کے
پاس سے بھاگا تھا تو وہ اس ملک میں آکے لب دریا اپنا خیمہ استادہ کرکے اُترا ہے اور شکر کرکے کہتا ہے کہ خداوند لقا نے
مجھے اپنے فضل و کرم سے ایسے مقام پر پہونچایا کہ جہاں نام خدا پرستوں کا کوئی نہیں جانتا چنانچہ گاؤ لنگی گاؤ سوار
بھی سمان باختری کے بیٹے کے ہمراہ وہاں لب دریا آیا اور لشکر اسلام کو بے شوکت اور اکثر سرداروں کو
پہچان کے دور ہی سے تیروں کو کمانوں میں پیوستہ کرکے باواز بلند کہا کہ اے خدا پرستو تم سب اپنی کشتیوں کو یہاں سے
پھیر دو اور جہاں جاتے ہو اور کسی راہ سے جاؤ یہاں گاؤ لنگی گاؤ سوار اسرافیل درگاہ لقا موجود ہے اگر ذرا
آگے آنے کا ارادہ کروگے تو مارے جاؤ گے قیماس خان خاوری وغیرہ سرداران ترکستان نے جو یہ شور و غل فوج
کفار کا سُنا تو جواب دیا کہ صاحبو ہم لوگ تجارت پیشہ ہیں ہمارے پاس غلہ اور کھانے کی قسم سے کچھ نہیں ہے
کچھ اپنے ملک سے ہم کو غلہ وغیرہ اور اسباب دلا دو ہم اور راہ سے چلے جائینگے کفار نے کہا کہ یہاں گاؤ لنگی
گاؤ سوار اسرافیل درگاہ قدرت خداوند لقا کا کہتا ہے کہ مجھے ان کشتیوں کی فوج بلا معلوم ہوتا ہے کہ شاید خدا پرست
ہوں اس باعث سے تم کو کھانے اور غلہ کی قسم سے کچھ دے نہیں سکتے بہتر یہی ہے کہ تم سب اُسی طرف کو پھر جاؤ قیماس
خان خاوری وغیرہ سب ناچار اور لاعلاج ہوکے نہایت متحیر اور متردد ہوئے کہ اب کیا تدبیر کیجیے پس شاہزادۂ
خاور سیاہ نے فرمایا کہ میں نے ایک تدبیر خوب نکالی ہے تم سب ان کافروں سے کہو کہ ایک صندوق لعل و گوہر وغیرہ
جواہر کا ہم سے لو اور ایک خشتہ بھر کے غلہ ہم کو دلا دو ان کافروں نے یہ سنکے خوش ہو کے یہ تجویز کی کہ ان خدا پرستوں سے
صندوق جواہر کا مانگ لو اور غلہ بھی انکو نہ دو غرض یہ منصوبہ کرکے کفار نے کہا کہ اچھا بہتر تم وہ صندوق ہمارے
پاس بھیجدو بعد اسکے ہم کو غلہ وغیرہ کھانے کی قسم سے جو تم کہو گے بھیجدینگے قیماس خان خاوری نے شاہزادۂ
خاور سیاہ کو ایک صندوق میں بند کرکے ایک خواب پر رکھدیا اور ایک ملاح نے اُس قرب کو کنارے پر لیجا کے
پہونچا دیا ملک سمان باختری کے بیٹے نے جو صندوق کا تختہ اُٹھایا ایک مرتبہ شاہزادۂ خاور سیاہ مانند قاسم
شعلہ برق چمک کر صندوق سے باہر نکل آیا کنارہ پر ملک سمان باختری نے جو قاسم کو دیکھا بے اختیار دوڑ کر
شاہزادۂ عالم کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اے شہریار عالی مقدار میں نے رات کو جناب باکمال حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور شرف با سلام ہوا ہوں اور اُن حضرت نے مجھے نشان دیا تھا کہ کل صبح کو ہماری

اولاد میں سے ایک شاہزادہ کہ نام اسکا شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم ہوگا ایک صندوق میں بند ہوکر تیرے پاس آئیگا چنانچہ میں نے جو خواب میں دیکھا وہ سب سچ دیکھا اب از سر صدق بخلوص نیت میں مسلمان ہوں اگر حکم ہو تو اپنے باپ ملک سہمان باختری کو سمجھا کے آپ کی خدمت میں لا کے حاضر کروں شاہزادہ قاسم نے کتارہ بن سہمان باختری کو اپنے گلے سے لگا لیا اور فرمایا کیا مضائقہ جاؤ اور سہمان باختری کو لے آؤ حسب الحکم شاہزادہ قاسم کے کتارہ بن سہمان اپنے باپ کے پاس گیا اور کہا اے پدر بزرگوار میں نے تو ملت بیضا دین اسلام قبول کیا اور مجھے یقین کامل ہوگیا کہ دین شاہزادہ قاسم کا برحق ہے بندہ امیدوار ہوں کہ آپ بھی مسلمان ہو جائیں سہمان نے یہ گفتگو بیٹے کی سنکے حالت غیظ و غضب میں کہا کہ اسکا جواب میں تجھے اسوقت کہ قاسم کو زیر کرونگا اسوقت دونگا اور تجھے سزائے معقول پہونچاؤنگا جبکہ سہمان باختری نے کتارہ اپنے بیٹے کو نظر بند کیا اور آپ مع ملک سواروں کے لب دریا مقابلہ قاسم آیا اور بعد آراستگی صفوف جدال و قتال ملک سہمان باختری برچھا لیکے میدان میں نکلا اور گیارہویں حملہ میں شاہزادہ خاور سیاہ نے نیزہ اسکے ہاتھ سے ہوائی کردیا ملک سہمان باختری کے دل میں یہ خیال گذرا کہ قاسم بہت خوبصورت جوان شجاع اور بہادر معلوم ہوتا ہے اور تلوار کا کام کا تماشا شاید میری ضرب تیغ سے یہ بہادر مارا جائے تو مجھے ملال ہوگا اس جوان کے مارے جانے کا صدمہ رہیگا اس سے بہتر ہے کہ زور کشتی سے زیر کروں اور اپنا رفیق کروں یہ سوچ کے رکاب کو دبا کے کمربند میں شاہزادہ خاور سیاہ کے ہاتھ ڈالدیا شاہزادہ قاسم نے بھی کمربند سہمان باختری کی پکڑ لی اور دونوں گھوڑوں پر سے کود پڑے تین شبانہ روز زور کشتی آپسمیں رہا روز چہارم دوپہر کے وقت قاسم نے نعرۂ اللہ اکبر جوڑ سے کھینچ کر اور زور لگا کے اسکا توڑ کے زمین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر مارا اور جست کر کے اوسکی چھاتی پر بیٹھ گیا اور ملک سہمان باختری کی مشکیں باندھ کے اپنے ہمراہیوں کے حوالے کیا اور تمام شہر سہمانیہ میں عمل شاہزادہ خاور سیاہ کا ہوگیا کتارہ بن سہمان باختری کو قید سے نجات دے کے مخلع خلعت کیا اور کتارہ بن سہمان باختری نے اپنی سب فوج و سپاہ اور رعایائے شہر کو کلمہ تلقین کر کے مسلمان کرلیا اور شاہزادہ خاور سیاہ مع سرداران زنگستان اور سات لاکھ سوار و پیادے کے لب دریا وہیں بارگاہ استادہ کروا کے فروکش ہوا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ شاہزادہ بدیع الزمان ابھی ایک دن گذرا تھا کہ قلعہ شہر سہمان میں شاداں و فرحاں جشن عیش و نشاط میں مصروف بیٹھا تھا کہ ناگاہ امیہ بن عمرو اور مرجان تیز رفتار نے آکے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہریار مبارک ہو قارن بلند کمان نامے ایک پہلوان بڑا بہادر اور صف شکن رستم صولت اسفندیار توان مقرب خاص لقائے منکر خدا آپ کے جتنے سردار لنجاب سے یہاں قید ہوگئے تھے ان سب کو سولیوں پر سے اتار کے اور قید سے چھڑا کے مع اپنے تمام سردار اور سات لاکھ سوار کے حضور کی ملازمت کو آتا ہے شاہزادہ عالم نے جو یہ حال سنا تو اسی وقت حکم دیا کہ ہمارے سب سردار استقبال قارن بلند کمان کا کریں اور اسکو بہت اعزاز و اکرام سے ہمارے پاس لائیں حسب الحکم شاہزادہ اعظم شاہزادہ بدیع الزمان عالی مقام کے تمام سرداروں نے قارن بلند کمان کا استقبال کیا اور بڑی عزت و توقیر سے اسکو ہمراہ لے کے بارگاہ میں شاہزادہ عالی جاہ کے لائے قارن بلند کمان نے بارگاہ میں آکے مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور دوڑ کر شاہزادہ نامور کے اقدام عالی کو بوسہ دیا شاہزادہ عالی شان نے بہت سی خاطرداری اور آبرو قارن کی کر کے تیاری جشن کی فرمائی اور صحبت

رقص و سرود آراستہ کی ناگاہ داروغۂ دیوان عام نے آ کے عرض کی کہ شہریار ایک پیادہ دروازۂ بارگاہ پر کہین سے
آیا ہی مستدعی باریابی رکھتا ہی شاہزادۂ والا قدر نے فرمایا کہ اُسے اندر لاؤ حسب حکم داروغۂ دیوانخانہ باہر سے اُس
پیادے کو اپنے ہمراہ اندرون بارگاہ لے گیا اور اُسنے مجرا گاہ پر بطریق لقا پرستون کے لقا کا نام لے کے سلام کیا
شاہزادۂ عالی مقام نے چاہا کہ اُسے کچھ سیاست کیجائے پیادے نے عرض کی کہ شہریار مین قاصد ہون اور میرا دین
آبائی و اجدادی یہی ہی شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ بس تو اپنا خلاصہ مطلب بیان کر اُس پیادے نے ایک نامہ سر بمہر لفافہ
کیا ہوا اپنی بغل سے نکال کے نظر انور سے شاہزادۂ نامور کی گذرانا اُسمین لکھا تھا کہ عریضہ احقر کمترین بندۂ ملک
صفوان مطلع نشین بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجاہ نامدار قرب و جوار مین ایک صحرا ہے شمشاد شہود کا
اس جنگل مین ایک دیوانہ قیطاس نام نے قیام پذیر ہی حسب اتفاق وہان میرا بیٹا گیا تھا اُس دیوانے نے بے جرم و بے خطا
میرے بیٹے کو پکڑ کے قید کر رکھا ہی اور وہ دیوانہ ایسا زبردست ہی کہ کوئی اُس سے مقابلہ و مجادلہ کی تاب نہین رکھتا
مین نے ایک عرضی اس حال کی گنجاب کو لکھ بھیجی تھی گنجاب نے تو یہ جواب لکھا تھا کہ مین اندنون اپنی بلا مین مبتلا ہون
کچھ تدبیر اس دیوانے کی سر دست نہیں ہو سکتی تب مین نے آپ کی خدمت مین التماس کی ہی مین چار لاکھ سوار
و پیادے کا مالک ہون اگر آپ تکلیف فرما کے یہان تشریف لائین اور اس دیوانے کو بسزاے اعمال پہونچا کے
میرے فرزند کو اُسکے پنجۂ ظلم سے چھڑا دین تو مین اسلام قبول کر کے تا قید حیات اطاعت و فرمانبرداری مین آپ کی
بسر کرونگا جبکہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے عرضی صفوان مطلع نشین کی پڑھی اپنے سردارون سے فرمایا کہ ای یارو
مین بہ تنہائی صفوان مطلع نشین کے بیٹے کے اوپر چشم نمائی اور خبر گیری کو اُس دیوانہ قیطاس اژدر دوش سے
جاتا ہون تم سب یہان ہوشیاری اور خبرداری ہر وقت مستعد مثل قریب کے لشکر رہین اور اعداے بیدین سے
کسی وقت غافل نہو جانا سبھون نے عرض کی کہ خدا حافظ ہم سب خانہ زاد و سرفروش اور جان نثاری کے واسطے
حاضر ہین القصہ شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے سردارون سے رخصت ہو کے سوار ہوا اور بسم اللہ کہکے اُس پیادے کے ساتھ
صفوان مطلع نشین کے پاس چلا بعد طی مراحل اور قطع منازل جبکہ سرزمین مطلع مین پہونچا تو وہ پیادہ پیشتر گیا
اور اُسنے صفوان مطلع نشین سے خبر شاہزادۂ نامور کے تشریف لانے کی دی صفوان مطلع نشین مع چند اپنے
سردارون کے واسطے استقبال اُس شاہزادۂ با اقبال کے آیا اور بعد مصافحہ جمال شاہزادۂ عالم کے ایک محبت دلی اسکو
شاہزادۂ عالم سے پیدا ہوئی اور بصد اعزاز و اکرام سے شاہزادۂ عالی مقام کو اپنی بارگاہ مین لاکے جلسہ رقص و سرود کا قرار
دیا اور بڑی دھوم سے مجلس عیش و نشاط کی آراستہ کی جبکہ دو چار پیالے شراب کے اُس شاہزادۂ عالی جناب نے نوش فرمائے
اور مائل بسرور دماغ مین ہوا اُسوقت شاہزادۂ با توقیر نے صفوان مطلع نشین سے پوچھا کہ وہ بیابان کہ جسمین شمشاد تک
پہونچا ہے تا کہ بتفصیل بتا دے اور تا بعد رہائی مین تیرے فرزند کو اُس دیوانے کے پنجۂ ظلم سے چھڑا دون ملک صفوان نے
یہ ارشاد شاہزادۂ عالی نژاد کا سُنکے اپنے دل مین کہا کہ حیف صد حیف ایسے نوجوان غیرت صد مہر تابان کو ایک دیوانے
کے ہاتھ سے قتل کروانے کو لیجاؤن یہ مجھ سے کبھی نہو گا بس اتنا کہکے ملک صفوان مطلع نشین نے شاہزادۂ عالی شان
سے عرض کی کہ شہریار مین نے اپنے بیٹے سے ہاتھ اُٹھایا مین آپ کو بجاے اپنے فرزند کے سمجھونگا مگر میرا جی نہین چاہتا کہ
اس دیوانے کے پاس آپکو بھیجون اور وہ دیوانہ بہت زبردست ہے شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ ای صفوان مطلع نشین مین نے
اپنے دل سے عہد کر لیا ہی تا وقتیکہ تیرے فرزند کو اُس دیوانے کے پاس سے نہ لاؤنگا دم بھر کہین آرام نہ کرونگا پھر چند
صفوان مطلع نشین نے شاہزادۂ عالم کی خدمت مین بہزار منت سماجت کہا کہ مین مسلمان بھی ہوتا ہون اور اپنے

فرزند سے بھی ہاتھ اٹھاتا ہوں مگر اب حضور اُس دیوانے سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو نہ جائیں شاہزادہ عالم نے ہرگز نہ
مانا اور فرمایا کہ جبتک اُس دیوانے سے تیرے بیٹے کو لے کے اتمام حجت نکرونگا تجھ سے مسلمان ہونے کو بھی میں نہیں
کہونگا القصہ **ملک صفوان مطلع نشین** عاجز اور مجبور ہو کے شاہزادہ بدیع الزمان کو ہمراہ لیا اور سوار ہو کے لب چشمۂ
شمشاد میں لے گیا اور کہا شہریار وہ دیوانہ اسی جنگل میں رہتا ہے شاہزادہ عالم نے ملک صفوان مطلع نشین کو چشمۂ
شمشاد کے کنارے پر چھوڑا اور آپ یکہ و تنہا اپنا گھوڑا تیز گام کر کے اُس جنگل میں اُس دیوانے کے مقام پر پہونچا
دیکھا کہ نہایت عجیب مقام ہے چاروں طرف سبزہ زار ہے صحرا میں گلشن جنت کی بہار ہے طرح طرح کے پھول کھلے ہوے ہیں
جا بجا پانی کے چشمے بہتے ہوے ہیں ایک درخت کے سایے کے نیچے ایک شخص شیر کی کھال بچھائے بیٹھا ہے یکایک
اُس دیوانے **قیطاس اژدر پوش** نے جو شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھا عالم وحشت اور جنون میں بکمال جوش و
خروش دوڑ کر شاہزادہ نامور سے لپٹ گیا اور شاہزادہ رستم صولت نے دیوانے سے دست و گریبان ہو کے زور
کشاکشی کا کرنا شروع کیا اور تا شام مابین نماز عصر اور مغرب کے زور کر کے کمر توڑ کر کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے زمین سے
اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کے زمین پر مارا جسوقت کہ شاہزادہ عالم نے نعرہ اللہ اکبر حلق سے کھینچا **قیطاس**
اژدر پوش دیوانے نے کہا کہ اے شہریار بس مجھے چھوڑ دے اور تو سچ کہہ کہ تیرا کیا نام ہے شعر اگر شاہی ترا آخر چہ نام
است ÷ وگر ماہی ترا منزل کدام است ÷ شاہزادہ عالی وقار نے کہا میرا نام بدیع الزمان ہے فرزند جگر بند
امیر حمزہ صاحبقران کا ہوں اُس دیوانے نے پھر کہا کہ اے شہریار گستاخی معاف کر تو اپنے تاج کو ہٹا لے
شاہزادہ بدیع الزمان نے کلاہ اپنے سر سے ہٹائی اُس دیوانے نے خال اور رگ ہاشمی اور کلاہ ابراہیمی جو دیکھی
سر و قدم پر تصدق و نثار ہونے لگا شاہزادہ عالم نے دیوانے سے پوچھا کہ تو اپنا حال بیان کر کہ تیرا نام کیا ہے
اور کہاں کا باشندہ ہے دیوانے نے کہا کہ اے شہریار میں پوتا ملک حرمان دیو کش کا ہوں اور میرے ساتھ اور
بہت سے دیوانے آتے ہیں بعضے تو میرے غلام زادے ہیں اکثر خویش اور یگانے ہیں میں جانتا تھا کہ عوض اپنے
دادا کے خون کے خروج کروں ایک شب کو میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور انھوں نے
صدق دل سے مجھے مسلمان کر کے آپ کا نشان دیا تھا سو وہ نشان میں نے حضور کے سر اقدس میں دیکھے اب مجھے
اعتقاد ہوا یہ حال اپنا کہہ کے دیوانے نے ایک نفیر بجائی اور بجاتے ہی نفیر بجانے کے اُسکی آواز کے بہت سے دیوانے
چوب و چماق ہاتھوں میں لیے آپہونچے قیطاس اژدر پوش نے اُن سب دیوانوں سے کہا کہ آج تک میں تمہارا سردار
مالک تھا آج سے شاہزادہ بدیع الزمان میرا بھی آقا اور مالک و مختار تمہارا بھی ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے
اُس دیوانے سے پوچھا کہ **ملک صفوان مطلع نشین** کا بیٹا کہاں ہے دیوانے نے **صفوان مطلع نشین**
کے بیٹے کو بلا کے حاضر کیا بس شاہزادہ عالی مقدار مع قیطاس اژدر پوش وغیرہ دیوانوں کے صفوان
مطلع نشین کے بیٹے کو لے کے کنارے جنگل کے آیا اور صفوان مطلع نشین کے بیٹے کو سپرد اُسکے کیا
ملک صفوان بصدق دل مع اپنی تمام فوج و سپاہ ورعایائے شہر کے کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان
ہو گیا اور عرض کی کہ غلام مع قیطاس اژدر پوش وغیرہ اور اپنے لشکر کے حضور کے ہمراہ حاضر ہے
شاہزادہ عالم نے کہا کہ جسوقت ہم لشکر کشی لعل خواب پر کریں تم بھی آ کے شریک ہونا یہ فرما کے ان سب کو
رخصت کیا اور آپ بسمت **سنجان** روانہ ہوا بعد طے مراحل اور قطع منازل ایک دریا کے کنارے پر پہونچا
وہاں دیکھا کہ ہزار ہا آدمی زن و مرد سیاہ پوش اپنا اپنا مال و اسباب گٹھریاں باندھ کے

لیے بھاگے جاتے ہیں شاہزادۂ عالم نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لوگ سیاہ پوش کون ہیں اور اس درجہ بدحواس کیوں
بھاگے جاتے ہیں اسنے جواب دیا کہ مالک اس ملک کا الوس الوندبن بلوج بگجردن سردار چالیس ہزار سپاہ کا ہی
اور یہیں لب دریا رہتا ہی چند روز سے اس دریا سے ایک دریائی گھوڑا نکلتا ہی کہ نام اُس گھوڑے کا گلگون باختری اکثر
لوگ بیان کرتے ہیں اور اکثر لوگوں سے یہ بھی سُنا ہی کہ ابلق دریائی بھی نام اُس گھوڑے کا ہے ہر روز وہ گھوڑا اس دریا سے
نکل کے سیکڑوں چارپایے جانوروں کو ضائع کرجاتا ہی اور ہم لوگوں کو بھی آزار پہونچاتا ہی چند مرتبہ ہم لوگ اُسکے پاس
فریادی گئے اور حال اُس گھوڑے کا بیان کرکے دادطلب ہوئے جناب نے بھی [illegible] جواب [illegible] لاعلاج ہوکر
ہم سبھوں نے جلاوطن ہوکر یہاں سکونت اختیار کی ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ حال اُس گھوڑے کا سُنکے اپنا
نام ونسب ظاہر کیا اور الوس سے کہا کہ اگر میں اُس گھوڑے کو پکڑ لوں تو اپنے دل کی بات سچ سچ کہہ کہ تو مسلمان
ہوجائیگا الوس نے کہا کہ بیشک واجب ہی از رہ صدق مسلمان ہوجاونگا اور جہانتک تم کہو گے بائیس ہزار بہادران
شمشیرزن کو اپنے ہمراہ مشرف باسلام کرکے سرفروشی اور جانفشانی میں موجود رہونگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ اقرار
الوس کا سُنکے فرمایا کہ اچھا ہی صبح ساتھ چل کے لب دریا وہ جگہ بتلا دو جہاں سے وہ گھوڑا نکلتا ہی حسب الحکم شاہزادۂ
عالم کے الوس ہمراہ رکاب بعزم اقتساب ہوا اور جس جگہ وہ گھوڑا دریا سے نکلتا تھا وہاں لے کے عرض کی کہ اسی جگہ پر صبح کے
وقت وہ گھوڑا اسی مقام سے نکلتا ہی شاہزادۂ والاقدر عالی منزلت نے وہ تمام رات وہیں لب دریا بسر کی جب وقت
صبح کا ہوا بعد وضو کے دو رکعت نماز پڑھ کے سوار ہوا اور مع الوس دریا سے سوار اور پیادوں کے لب دریا گھوڑا انتظار
اُس گھوڑے کے نکلنے کا کر رہا تھا کہ یکایک دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور وہ لوگ [illegible] بھاگ کھڑے ہوئے شاہزادۂ عالی
مقام نے دیکھا کہ ایک مرکب پری پیکر گلگون عذار شعر بعد طوفان نمی گردد جنس غرق + بدریا موج دیر و سہوا غرق
تمام جسم پر اُس گھوڑے کے ہزاروں گل ہیں اور ایک ایک گل ہزار ہزار رنگ کی بہار دکھلا رہا ہے گرد و سبز کلا پان [illegible] کی
سی گردن جنس کی سی ہی ہاتھی سے کمر چیتے کی سی شاہزادۂ عالم اُس گھوڑے کو دیکھکر ہزارجان سے عاشق اُسکا
ہوگیا اور گھوڑے نے جو شاہزادۂ نامدار کو دیکھا نہایت خشمناک اور غضبناک ہوکر دم کو علم اور منہ کو کھولکر جب شاہزادۂ
والا [illegible] کے حملہ آور ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان نے اگلے دونوں سم اُسکے پکڑکے جھٹکا مارا کہ وہ گھوڑا منہ کے بل زمین پر
گرا اور شاہزادۂ عالم نے راس اسکی کرلی اور چست کرکے اُسکی پشت پر جا بیٹھا گھوڑے نے جو دیکھا کہ میری پیٹھ پر کوئی سوار ہی تب
دریا بپھرا ہر چند شاہزادۂ بخت بلند نے زور کرکے چاہا کہ روکے مگر وہ گھوڑا کسی صورت سے تھم نہیں سکتا تھا تب اس شہریار نے
ناچار ہوکے دو تین طمانچے اس زور سے اُسکے کلے پر مارے کہ گھوڑا کانپنے لگا اور ٹھہر گیا اسیوقت چارطرف سے شور وغل ہوا
کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُس گھوڑے کو پکڑ لیا غرض اب شاہزادۂ باتمکین نے زین ولگام طلب کرکے اُسکو کسا اور
سنبھل کے بیٹھا گھوڑے نے پھر سرکشی کرکے لگام کو توڑ ڈالا اور دریا کی جانب شاہزادۂ والامناقب کو لے چلا پھر ہر چند
شاہزادۂ عالم نے روکا مگر گھوڑا نہ رکا اور دریا میں جاکے غوطہ لگایا اور شاہزادۂ نامور سب کی نظروں سے پنہان ہوگیا
الوس بن الوندبن بگجردن اور تمام خلائق اور حاضرین نے اپنے گریبان چاک کرڈالے اور سر زنان وسینہ کوبان
نوحہ وفریاد کنان عزاداری میں اُس شہریار عالی مقدار کی مشغول ہوئے

جنبش شمہ داستان لشکر فیروزی اثر کے کشتیوں کی طوفانی اور تباہ ہونے کی بیان کی جاتی ہے

کہ جسوقت بسبب طوفان آنے کے اور تلاطم دریا کے سب کشتیاں لشکر اسلام کی مستغرق ہوکے تباہ ہوگئیں اور جب وہ
طوفان برطرف ہوا اور روشنی نمایان ہوئی تو قبہ دین ستون اسلام شاہزادۂ کرب غازی نے دیکھا کہ سوا ہے بہرے

ہمراہ کی کشتیوں کے دور کوئی کشتی کسی سردار اور سلطان صاحبقران کی نظر نہیں آتی ہی نہایت مغموم اور اندوہناک ہو کے
گریبان اپنا چاک کر ڈالا اور تاج سر پر سے دے مارا سرداران کرب غازی صدمۂ دوام شاہزادہ کرب غازی کا
دیکھکر خاک اپنے سروں پر ڈال کے سر زنی اور سینہ کوبی کرنے لگے القصہ بعد چند روز کے ساحل نمایان ہوا اور کشتیان
ہمراہی کرب غازی کنارے در بندر اشبراقیہ کے پہونچین شاہزادہ کرب غازی نے جو دریا کی بند ہوا کے اپنے
تمام لشکر کو اتار دیا اور آپ بھی کشتی پر سے اُترکے خیمہ استادہ کروایا اور اپنی بارگاہ مین جاکے صدر نشین ہوا وہان اُس
سرزمین اشبراقیہ کا جو بادشاہ تھا نام اُسکا سارنج سفید پوش ہی اُسنے جو سُنا کہ ہماری سرحد مین لشکر غدار کرتون
کا اترا ہی وہ اُسی وقت مع اپنی فوج و سپاہ کے تہیۂ جنگ سوار ہوکے بمقابلہ کرب غازی آیا اور خلاصہ یہ کہ نوبت
نیزہ بازی کی پہونچی اور چند طعنوں مین کرب غازی نے نیزہ سارنج سفید پوش کے ہاتھ سے نکال دیا تب
سارنج سفید پوش اپنے جی مین یہ سوچکے کہ حریف زبردست ہی مین اسکا مقابلہ اور مجادلہ ہرگز نہین کر سکتا
بازروے فریب جھٹ پٹ گھوڑے پر سے کود پڑا اور اپنے دونون ہاتھ رومال سے باندھ کے پکارا کہ ای شہریار
مین نے جانا کہ دین تیرا برحق ہی جو اس دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے کرب نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا
سارنج سفید پوش ازراہ مکر و فریب کلمۂ شہادت پڑھکے مسلمان ہوگیا اور اپنے گھر مین بحیلۂ دعوت
کرب غازی کو طلب کر کے کھانا بیہوشی آغشتہ کھلایا اور بیہوش کر کے قید کیا یہ حال لشکر کرب غازی نے
جو سُنا تو چارون طرف سے بلوہ کر کے قلعہ کو گھیر لیا سارنج سفید پوش نے قلعہ بند ہوکے ایک نامہ ملک سنجان

کو اسکے[illegible] کالکر کے بطلب مدد روانہ کیا

جنگ دو گھڑی داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سہمان باختری کو بہ میدان شکین باندھ کے اپنی بارگاہ مین لایا اور
دوسرے روز جشن عیش کی تیاری کر کے سہمان باختری کو اپنے سامنے طلب کیا سہمان باختری نے نام لقا کا
لیکے سلام کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے کہا ای بہادر تیری عقل و فراست سے مجھے بہت تعجب معلوم ہوا کہ اُس خالق اکبر
خداے عز و جل خالق جز و کل کو فراموش کر کے لقا ایسے کمبخت مغرور خوک بدکردار بادیۂ ضلالت کو کہ جس نے پیدا تک نہین کیا
تو اُسکو اپنا خالق جانتا ہی مختصر یہ کہ شاہزادہ عالم نے ایسے چند فقرے وحدانیت خدا کے سہمان باختری کے آگے
بیان کیے کہ تجلی اسلام کی اُسکے دل مین ہویدا ہوئی اور زنگ کفر آئینۂ ضمیر سے دور ہوگیا کہنے لگا کہ ای شہریار جو
کوئی اس دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے شاہزادہ قاسم نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا سہمان باختری کلمہ پڑھکے
از سر صدق مسلمان ہوگیا اُسوقت جو شاہزادہ نامدار نے اُس سے پوچھا کہ ای سہمان باختری تمھاری سیاہ پوشی کا کیا
باعث ہی اُسنے کہا کہ ای شہریار یہ قانون زمانہ ضحاک سے تا ایندم ہمارے خاندان مین چلا آتا ہی سواے اسکے
دوسری وجہ سیاہ پوشی کی یہ ہی کہ ایک بیٹا میرا اس اکتیار سے چھوٹا اور تھا نہایت شجاع اور دلیر اور شکیل اور وسیم تھا
مین اُسکی صورت کا عاشق تھا ایک روز کی نقل ہی کہ ایک شخص نے جو حال طلسم ہیہات کا میری بارگاہ مین کر کے کہا
کہ اُس طلسم کے سواے صاحبقران کے یا اُنکی اولاد کے اور کوئی فتح نہین کر سکتا بس اتنی بات سُنکے میرے چھوٹے بیٹے نے
کہا کہ اس طلسم کو جاکے مین بھی دیکھون کہ وہ طلسم کیسا ہی مین نے ہر چند منع کیا مگر وہ جو کہتے ہین مصرع گر ردد سبب
برنگردد سرنوشت + جو ہونی ہوتی ہی ہی ہوتی ہی اُسنے میرا کہنا نہ مانا اور مجھ سے چھپکے اُس طلسم مین جاکے مفقود الخبر
ہوگیا ہی اسکے واسطے میری زندگی بے لطف ہی اسی غم مین سیاہ پوش رہتا ہون شاہزادہ قاسم نے کہا ای سہ

ساتھ چل کے اُس طلسم کو دکھلا دے اب جبتک اُس طلسم کو توڑ کے تیرے بیٹے کو لا کے تجھ سے نہ ملا دوں جو کچھ درد ان
عالم پر حلال ہے وہ مجھ پر حرام ہے یہ کہکے سپر تلوار لیکے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہر چند سہمان باختری نے قاسم کو بمنت سماجت
سے سمجھایا اور منع کیا قاسم نے نہ مانا اور سہمان باختری کو ہمراہ لیکے سوار ہوا سہمان باختری ناچار ہو کے شاہزادۂ
قاسم کو طلسم ہیہات کے قریب لایا تو شاہزادۂ خاور سیاہ نے دور سے دیکھا کہ ایک حصار بنا ہوا ہے اور اُس حصار
پر ایک مینار ہے اور اُس مینار پر ایک شخص ایک نفیر ہاتھ میں لیے مُنھ سے لگائے کھڑا ہے اور ایک اور شخص ایک
اُصطرلاب ہاتھ میں لیے برابر اُسکے بیٹھا ہے شاہزادۂ خاور سیاہ نے سہمان باختری سے کہا کہ ایک بڑے مجرم
خونی گنہگار قیدی کو جو واجب القتل ہو زندان خانے سے میرے سامنے لاؤ حسب الحکم سہمان باختری نے ایک
چور خونی کو مجلس سے طلب کر کے حاضر کیا شاہزادۂ قاسم نے اُس قیدی سے فرمایا کہ تو بعلت دزدی اور خون ناحق
گرفتار ہے اگر تو اس حصار کے دروازے تک جا کے دستک دے اور وہاں سے پھر ہمارے پاس چلا آ تو ہم تجھے ابھی
قید سے چھوڑ دینگے وہ قیدی خوشی خوشی حسب ارشاد شاہزادۂ والا تبار کے اُس حصار کی طرف دوڑ کر پہونچا
وہاں وہ جو ایک شخص اُصطرلاب لیے بیٹھا تھا اُس نے پکار کر کہا کہ خبردار اور زنہار ادھر آنے نہ دے ادھر آ اور جو
ایک قدم آگے بڑھائے گا تو مارا جائے گا اُس قیدی نے اسکا کہنا مطلق نہ سنا اور جو نہیں دو قدم آگے بڑھا
اور دروازے کے برابر پہونچا وہ شخص جو نفیر لیے کھڑا تھا اُس نے وہ نفیر بجائی اور نفیر کی آواز کے ساتھ اُس قلعہ کا
دروازہ کھل گیا اور اُس دروازے میں سے ایک دیو نے نکل کے اُس قیدی کو نوالہ بنا کے اپنے مُنھ میں رکھ لیا اور
پھر اُسی دروازے کی راہ سے قلعے کے اندر چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا شاہزادۂ قاسم نے کہا بس یہی علامت
اس طلسم کی ہے یہ کہکے شاہزادۂ عالم نے اُسی وقت میں اس جا پر عبادتخانہ استادہ کروا دیا اور غسل کر کے عبادتخانے
میں آ کے بیٹھا اور تین شبانہ روز بحضور قلب اور خلوص نیت عبادت الٰہی میں مشغول رہا روز چہارم ایک غنودگی
سی جو آگئی تو عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام ایک تخت پر سوار آسمان سے جلد جلد
تشریف لائے اور فرمایا اے فرزند اس درجہ گریہ و بکا کیوں کرتا ہے قاسم نے کہا کہ یا حضرت میں یہ چاہتا ہوں کہ اس
طلسم کو فتح کروں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قاسم جانب شمال کے تو جا وہاں ایک
درخت چنار کا ہے اور اُس درخت کے نیچے ایک سنگ پر قلابہ آہنی لگا ہے اُس پتھر کو ہٹا کے تو دیکھنا ایک
نقب کا مُنھ نظر پڑے گا تو اُس نقب میں قدم رکھ کے آگے جانا وہاں ایک مقام پر ایک صندوق رکھا ہے اُس
صندوق کو کھول کے لوح طلسمی نکال لینا جو کچھ اُس لوح میں لکھا ہو اُسپر عمل کرنا اور جو خلاف نوشتہ لوح کے
کوئی کام تو کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا اتنا کلمہ ارشاد کر کے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام غائب ہوگئے
اور قاسم کی آنکھ کھل گئی تمام اپنا عبادتخانہ معطر اور معنبر پایا پس شاہزادۂ خاور سیاہ نماز صبح سے فارغ ہو کے
شاد و خندان عبادتخانے سے باہر نکلا اور احوال بشارت کا سہمان باختری سے بیان کر کے رخصت ہوا
اور جس طرح سے حضرت نے ارشاد کیا تھا اُسی طرح سمت شمال چلکے اُس چنار کے درخت کو بغل میں لے کے
زور کیا اور جب وہ درخت جڑ سے اُکھڑ کے گر پڑا تو دیکھا کہ اُسی جگہ میں ایک بڑی چٹان پتھر کی ہے اُسمیں ایک
قلابہ آہنی لگا ہوا ہے قاسم نے اُس قلابہ کو پکڑ کے زور تمام اُس جگہ سے ہٹایا تو مُنھ نقب کا معلوم ہوا قاسم
بسم اللہ کہکے اُس نقب میں کود پڑا اور جب نقب سے باہر نکلا تو اُس مکان میں جہاں وہ صندوق رکھا تھا پہونچا
اور اُس صندوق کو جو کھولا تو دیکھا کہ لوح مدور پرچہ یاقوت احمر کی ہے اور اُسمیں چار سطریں موتیوں کی ہیں اور

کچھ حروف لوح پر کندہ معلوم ہوتے ہیں قاسم نے لوح کو اُٹھا کے گلے میں ڈال لیا اور اُن حرفوں کو پڑھنا شروع
کیا تو لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر لوح طلسمی تیرے ہاتھ آئے تو سامنے ایک حجرہ ہی اُسکے دروازے مین قفل لگا ہی
اُس قفل کو توڑ کے دروازہ کھول جب اندر تو جائے گا تو برابر ایک ایوان عالی شان کے پہونچیگا وہان
پھر جو لوح مین رقم ہوا ہے ملاحظہ کرنا اور اُسکے موافق عمل کرنا شاہزادۂ خاور سیاہ حسب الحکم اُس لوح طلسم کے اُس
حجرے کو کھول کے برابر اُس ایوان عالی شان کے پہونچا اور پھر لوح کو گلے سے اُتار کے جو ملاحظہ کیا تو یہ لکھا تھا کہ اب
تجھے سامنے سے دو شیر نظر آئینگے ایک شیر سیاہ ہوگا اور ایک سفید ہوگا تو بچستی تمام اُس سیاہ شیر پر سوار ہو بیٹھنا
اُسوقت وہ سیاہ شیر سفید شیر کو مار ڈالے گا بعد اُسکے تو اُس سیاہ شیر کا شکار کرنا جب تو سیاہ شیر کو مارے گا تو
جتنے قطرے خون کے سیاہ شیر کے بدن سے زمین پر گرینگے اُتنے ہی دیو پیدا ہونگے سب تجھ پر حملہ آور ہونگے تو اُسوقت
جلدی سے لوح کو اُن دیوون کے درمیان مین ڈال دینا وہ دیو سب آپس مین لڑ کے مر جائینگے پھر آگے جو کوئی ایسی
مشکل تجھے درپیش ہو لوح کو دیکھ کے کام کرنا بس شاہزادۂ قاسم بموجب حکم لوح کے جست کر کے اُس سیاہ
شیر پر سوار ہوا اور سیاہ شیر نے سفید شیر کو مار ڈالا اُسوقت قاسم نے اُس سیاہ شیر کی پشت پر سے اُتر کے ایک
ضرب تیغہ بلارک از دسیاہی سے سیاہ شیر کو قتل کیا اور سیاہ شیر کے خون سے سیکڑون ہزارون دیو پیدا ہوے
اور سمت شاہزادۂ خاور سیاہ متوجہ ہوے شاہزادۂ عالم نے بچستی تمام لوح کو اُن دیوون کے درمیان مین پھینک دیا
سب دیو آپس مین جنگ کر کے سب مر گئے اور بعد مرنے دیوون کے ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من لیث جادو دم عام جادو و ضیغم جادو بود ماہر ساحران را کشتی یہ آواز آئی اور چارون طرف تاریکی چھا گئی
اور شور غل اور زلزلہ زمین پر ہوا بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی دور ہوئی اور غل موقوف ہوا شاہزادۂ قاسم نے
آنکھ کھول کر دیکھا کہ ایک میدان وسیع نظر آتا ہی شاہزادۂ عالم بسم اللہ کہکے اُس میدان کی جانب مخاطب ہوا
جبکہ تھوڑی دور گیا تو وہان ایک سبزہ زار نہایت اور پاکیزہ اور چارطرف نہر پانی کی بھرے ہوے اور اقسام اقسام رنگ کے
گلہاے خود رو شگفتہ ہوے اور ہزارون طائران خوش الحان جا بجا پرواز کنان پھرتے ہیں شجر ہو معطر فضا
گلشن ضیا افزا ہے ... دیکھو تو تماشا سراے خالی عجیب سرا ہی + اور ایک سمت اُسی سبزہ زار مین دو بیل
شوخ چلتن و شیر دل ... زمین چرتے ہوئے ہیں جو سم سے خاک سے شاخ مارے باہم لڑتے ہیں قاسم نے جو اُن
بیلون کو دیکھیں لڑتے دیکھا تو لوح کو اٹھا کے دیکھا لوح پر لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر فضل لایزال ایزدی سے تو دونون سفید و
سیاہ شیرون کو اور دیوون کو مار لے یا اس سبزہ زار مین وارد ہوا اور وہان دو بیلون کو باہم لڑتے دیکھو تو تجھے
لازم ہی کہ بنام کریم کارساز کے دونون بیلون کے سینگون کو پکڑ لے اور زور کر کے اُنکے سینگون کو توڑ ڈال بجاے
خون آگ اُنکے سینگون مین سے پیدا ہوگی اور وہ دونون بیل خود بخود جل کے خاک ہو جائینگے شاہزادۂ قاسم
نے حسب الحکم لوح کے اُن دونون بیلون کے سینگ پکڑ کے اُکھاڑ لیے اور اُنکے سینگون سے خون کی جاے آگ
نکلی اور اُسی آگ مین وہ بیل جل کے خاک ہو گئے اور پھر گیر و دار کی آواز بلند ہوئی اور تمام زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا بعد دو گھڑی کے جب وہ تاریکی رفع ہوئی تو قاسم نے دیکھا کہ وہان کہین نشان اُس سبزہ زار
کا نہین ہی اب چارطرف جنگل ہی ویرانہ کوسون تک نظر آتا ہی ایک پگڈنڈی کا راستہ ایک طرف دیکھا اُسی راہ
پر شاہزادۂ خاور سیاہ روانہ ہوا اور جاتے جاتے جب دوپہر کا وقت ہوا تو تمازت آفتاب سے ذرات ریگ
مثل ذرات اخگر چمکنے لگے اور شدت حرارت سے تشنگی اس درجہ ہوئی کہ زبان مین کانٹے پڑ گئے

درخت خشک تھے کوسوں تک کہیں کوئی دریا کوئی جھیل کوئی تالاب کوئی چشمہ پانی کا نہیں نظر آتا تھا شاہزادہ قاسم اپنی زیست
سے مایوس ہوکے قدم اُٹھائے جاتا تھا کہ ناگاہ دور سے ایک باغ نمودار ہوا اُفتاں و خیزاں دروازہ باغ پر پہونچا اور اندرون باغ
قدم زن ہوا تو دیکھا کہ باغ بہت دلچسپ اور پُرفضا بنا ہوا گل اور مہندی کی ٹیٹیاں [illegible]
مقام پر ایستادہ غنچے تبسم کر رہے ہیں پھول ہنس رہے ہیں نسیم طرب خیز [illegible]
درختان میوہ دار پر غزل خوان شاہزادہ قاسم سیر کنان باغ حوض کے پاس پہونچا تو وہاں دیکھا کہ [illegible]
برس [illegible] کا سن وسال بہ نہایت حسین و صاحب جمال ہے حوض پر بیٹھا ہے قاسم نے [illegible] تیرا
کیا نام ہے اور اس مقام پر تیرا آنا کیونکر ہوا اُس نے کہا کہ میرا نام طوماں [illegible]
فرمایا اے طوماں [illegible] باختری میں فقط تیری رہائی کے واسطے اس طلسم میں [illegible] باختری تیرے
غم میں جان بلب ہے بس طوماں از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکے مسلمان ہو گیا اور عرض کیا کہ [illegible] سے
اس طلسم کو توڑا اور عمر طلسم تمام ہوگئی اب کوئی خدشہ اور دغدغہ باقی نہیں [illegible]
حصار اور اُسکی عمارت بیخ و بنیاد سے منہدم ہو گئی سامنے سے سیمان باختری نے جو دیکھا کہ وہ حصار [illegible] اور
نشان طلسم کا باقی نظر نہیں آتا اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم میرے بیٹے کو اپنے ہمراہ لیے [illegible]
مارے خوشی کے قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اُسی وقت روانہ ہوا اور قریب شاہزادہ قاسم کے پہونچے [illegible]
گر پڑا اور طوماں بن سیمان نے اپنے فرزند کو گلے سے لگا لیا اس عرصہ میں شاہزادہ قاسم کی نگاہ جو [illegible] گنبد
کے نزدیک تو دیکھا وہ قلعہ اور مینار اور گنبد سب منہدم ہو گئے ہیں مگر ایک دیو وہاں کھڑا ہے اور وہ دیو قاسم کو دیکھ [illegible]
غصہ میں آیا اور دوڑ کر دلاور ستاد شاہزادہ خاور سیاہ پر ماری قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی دے کر بوقت بازگشت
بضرب تیغ مبارک اژدر اسپالی اُس دیو کا ہاتھ قلم کیا تب وہ دیو دھواں بنکے اسی گنبد شکستہ میں غائب ہو گیا شاہزادہ
قاسم تیغ کھینچکے اندرون گنبد پہونچا وہاں دیکھا کہ ایک کنواں ہے قاسم اس کنوئیں میں اُتر گیا تو وہاں چار مکان
مال اور اسباب روپیہ اور اشرفی جواہر سے ملو تھے نہایت خوش ہوا اور وہاں سے باہر آکے اپنے ساتھ والوں اور
سیمان باختری سے فرمایا کہ جلد سے طلب کرو وہ مال اسباب نقد جواہر وغیرہ جو کچھ ہے بار کروا کے لیجاؤ ابھی
قاسم یہی کہہ رہا تھا کہ ایک نعرہ آہ کی آواز کا گوش زد ہوا قاسم نے اُس آواز کی طرف جو نگاہ پھیر کے دیکھا تو وہی
دیو ہاتھ کٹا ہوا ایک صندوقچہ بغل میں دبائے رو رہا ہے اور شاہزادہ قاسم کو دیکھ کر پکارا کہ باقی ہے آدم زاد طلسم کشائی
کرکے اور یہ مال و اسباب لیکے میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے اور یہ کہکے بائیں ہاتھ سے گرز دلاور شاہزادہ قاسم پر
ماری شاہزادہ عالم نے اُسکی ضرب کو خالی دے کے دوسری مرتبہ تیغ مبارک اژدر اسپالی سے اس [illegible] دیو کو دوپارہ
کیا لاشہ اسکا خاک و خون میں گر کے پھڑکنے لگا قاسم نے دوڑکے وہ صندوق اسکی بغل سے نکال کے جو کھولا تو [illegible] میں
دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہ تکین برس بارہ ایک کا سن وسال سراپا حسن و جمال بیٹھی ہے قاسم اُسے جو نگاہ
اولین دیکھکر عاشق دلخستہ اسکا ہو گیا اور اُسی طرح سے اُس نازنین کو اُسی صندوق میں بند کر کے اپنے ہمراہ دونو
سے بتاکید تمام کہا کہ اس صندوق سے بصد ہوشیاری خبردار رہنا اور وہاں سے بجمعیت تمام آکے بارگاہ میں سیمان باختری
کی داخل ہوا اور دم ہر وہاں [illegible] کے اپنی خلوت گاہ میں جاکے اُس صندوق کو طلب کیا اور بڑی احتیاط اور حفاظت
سے رکھا کنارہ جو سیمان نے جو دیکھا کہ یہ صندوق جو شاہزادہ قاسم طلسم سے لایا ہے اسکو ہم سبھوں سے چھپا کے
اپنے خلوت خانہ میں کس احتیاط سے رکھوایا ہے اور ہمکو اسکا کچھ حال نہ بتلایا شاید اس صندوق میں کچھ ایسا جواہر

بیش بہا اور نایاب ہوگا بس یہ سوچ کے کتارہ بن سہمان کے دل میں بغض اور کینہ پیدا ہوا آگے
دیکھیے کیا ہوتا ہے

جب تک دو کلمے داستان نکبت بیان کنجاب بن کنجور ملک جرماق و ہوش سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت کنجاب نے قاہر بن قہرمان جنی کو تو شب میں غار میں طلسم کمان میں بھیجا اور آپ مع تمام اپنے سرداروں
کے اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا اور بہلی اور دلگی میں مصروف تھا ناگاہ ایک عیار نے آ کے عرض کی کہ طاؤس حرمین
خداوند لقا مہتر گردم دروازہ پر [illegible] خداوند [illegible] آتے ہیں کنجاب یہ سنتے ہی نہایت خوش ہوا اور اسی دم میں
مہتر گردم دیو بارگاہ کنجاب میں آ کے پہنچا اور کنجاب کو بصد جوش کرسی پر بٹھایا کنجاب نے بہت سی خاطر اور
تواضع گردم کی کر کے پوچھا کہ آج ای طاؤس حرمین خداوند لقا [illegible] آنا ہوا گردم نے کہا یہ پیغمبر رسول جبرئیل
درگاہ خداوند یا قوت شاہ نے اپنی نامزد بیٹی ملکہ گوہر ملک کو طلب کیا ہے اور خداوند لقا نے بھی فرمایا ہے کہ
میری بہو کو جلد سوار کر کے بھیج دو کنجاب یہ پیغام سنتے ہی بید مجنوں کی طرح کانپنے لگا اور ایک آہ سرد دل سے کھینچ کر بصد نالہ و زاری بولا
کہ ای طاؤس حرمین خداوند لقا مجھ پر تو عجب حادثہ گذرا ہے میری بیٹی ملکہ گوہر ملک کو بدیع الزمان پسر
حمزہ بفریب نشان لے گیا وہ اب میرے پاس نہیں ہے بدیع الزمان کے قبضہ اختیار میں ہے وہ اسیر ہوا کہ ان روز دن
میری بی بی ملکہ فتنہ خاتون بھی مسلمان ہو گئی اور شریک اپنی بیٹی ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان کی
ہو گئی اور قلعہ شہرستان اپنے قابو میں کر کے مجھے محض بیدخل کر دیا اب عیش کر رہی ہے مگر میں نے سنا ہے کہ ان دنوں
بدیع الزمان قلعہ شہرستان میں نہیں ہے مہتر گردم نے کنجاب کو اشک ریزاں دیکھ کر نہایت افسوس اور غم کیا اور کہا
ای پیغمبر رسول اب تو کچھ رنج و غم نہ کر میں ابھی جا کے ملکہ گوہر ملک کو لیے آتا ہوں یہ کہکے گردم کنجاب کی بارگاہ سے
نکل کر سمت شہرستان روانہ ہوا اور شب کے وقت اندرون شہر جا کے اپنے شاگرد گرب بن گرگ کے گھر میں ٹھہرا اور اس سے
احوال پوچھا کہ تو اپنے دین میں ہے یا مسلمان ہو گیا گرب بن گرگ شاگرد گردم کا حرامزادہ اور بدذات لقمہ حرام
ہو اسنے کہا ای استاد خدا پرست دین کے دین سے تو مجھے نفرت کلی ہے مگر کیا کروں مجبور و ناچار ہوں بظاہر میں مسلمان ہو گیا ہوں
اور جو میں ہو اور مسلمان ہو جانے کا فریب نہ کرتا تو مارا جاتا میرا تو حال یہ ہے اب تو بتلا کہ تیرا آنا یہاں کیونکر ہوا گردم
نے کہا کہ میں ملکہ گوہر ملک کے لیجانے کو آیا ہوں گرب بن گرگ عیار نے کہا کہ ای استاد ملکہ گوہر ملک کے لیجانے
کی مجھے ایک تدبیر خوب یاد آتی ہے کہ بدیع الزمان امیہ بن عمرو کو اپنے ہمراہ لیکے کہیں دور نکل گیا ہے تو امیہ بن
عمرو کی صورت بنکے ایک [illegible] بدیع الزمان کی طرف سے گوہر ملک کے نام لکھ اور گوہر ملک کے پاس اس
نامہ کو لیجا کے جب [illegible] وقت [illegible] گردم نے یہ عیاری اپنے شاگرد کی بہت پسند کی اور جب
رنگ روغن عیاری نکال کے امیہ بن عمرو کی صورت بن گیا اور ایک نامہ جعلی بدیع الزمان کی طرف سے لکھکے دوسرے
روز صبح کے وقت سر بازار ملکہ گوہر ملک کے محل کی جانب چلا سب گردم کو دیکھا امیہ بن عمرو کا دھوکا ہو گیا اور
احوال شاہزادہ بدیع الزمان با اقبال کا پوچھتا تماشا شدہ امیہ بن عمرو کے آنے کی خبر ملکہ گوہر ملک کو پہنچی
ملکہ نے گردم حرامزادے کو امیہ بن عمرو سمجھ کے اپنے پاس بلا لیا گردم نے وہ خط جعلی نکال کے ملکہ گوہر ملک کو
دیا اور ملکہ گوہر ملک کو تو اس فریب اور عیاری کی مطلق آگاہی نہ تھی اور امیہ بن عمرو سے پردہ بھی نہیں کرتی تھی
امیہ بنی گردم کو [illegible] دن اپنے پاس محل میں ٹھہرا رات کو گردم نے ملکہ گوہر ملک کو بیہوش کر کے
پشتارے میں باندھا اور دوش پر رکھ کے کمند مار کے دیوار پر چڑھا اور کمند کی راہ سے دیوار سے نیچے اتر کے

سید حاسمت سباکل روانہ ہوا قضائے کار اُس طرف سے کہیں علقمہ اصطرلابی وزیر کنجاب کا شکار کھیلنے کو
چلا تھا اُسنے اثنائے راہ مین گردمرد کو پشتارہ بدوش دیکھ کے پکارا۔ اور ساتھ کے سواروں اور پیادوں سے اشارہ
کیا کہ اس حرامزادہ عیار کو پکڑ کے پشتارہ اسکا چھین لو دیکھو اسمین کیا ہی اور تو زمرد ہاتھ آئے تو اسے تلواروں سے مار کے
گرا دو اور پشتارہ چھین کے میرے پاس لاؤ چند سوار علقمہ مشہور بابلی وزیر کے ہمراہی چاہتے تھے کہ گردمرد کے
تعاقب مین گھوڑے دوڑائین ناگاہ سامنے سے کامل خان بن کنجاب اور عاقل خان بن کنجاب دونون بیٹے
کنجاب کے اپنا لشکر ہمراہ لیے آتے تھے علقمہ وزیر نے ان دونون کنجاب کے بیٹوں کو جو دیکھا تو اپنے
سواروں کو ممانعت کر کے کہا کہ ذرا ٹھہرو میرے ذہن مین یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ گردمرد عیار اپنے اس پشتارے
مین شاید ملکہ گوہر ملک کو بیہوش کر کے لیے جاتا ہی اسکی تدبیر اور ہی کرتا ہون یہ کہکے آپ کامل خان اور
عاقل خان دونون کنجاب کے بیٹوں کے پاس چلا گیا اور اُنسے کہا اے کامل خان گردمرد عیار شاید کچھ
عیاری کر کے شہزادی یعنی ملکہ گوہر ملک کو پشتارے مین باندھے ہیبت پرسل کے پاس لیے جاتا ہی اور مجھے یقین
کلی ہی کہ کنجاب جسوقت ملکہ کو دیکھے گا اُسی وقت مار ڈالے گا زندہ نہ چھوڑے گا چونکہ ملکہ گوہر ملک نامزد جبریل
درگاہ خداوند لقا یاقوت شاہ کی ہی جسوقت کہ جبریل قدرت خداوند لقا کا یہ سنیگا کہ کنجاب نے میری
نامزد معشوق کو مار ڈالا اور کسی نے میری منگیتر گوہر ملک کو کنجاب کے ہاتھ سے بچا نہ لیا تو یقین ہے یاقوت شاہ
تم دونون بھائیوں کا شکوہ خداوند باخشم و غضب کریگا کہ اثنائے راہ مین گردمرد ملکہ کو لیے کامل خان اور
عاقل خان دونون کنجاب کے بیٹوں کے سامنے لیے جاتا تھا اور ان دونون بھائیوں نے میری منگیتر ملکہ گوہر ملک
کو دیدہ و دانستہ قتل ہو جانے دیا اور گردمرد سے چھڑا نہ لیا اُسوقت خداوند لقا عجب نہیں کہ تم دونون بھائیوں کو
سنگسار کر دے گا اور عذاب الیم مبتلا کر دے گا لہذا صلاح نیک یہ ہی کہ تم دونون بھائی جھپٹ کر گردمرد سے اُنکی
بہن ملکہ گوہر ملک کو لیکے اپنے کسی ملازم معتبر کے ہمراہ خدمت جبریل قدرت یاقوت شاہ پہونچا دو آگے وہ
مالک ہی جو چاہے وہ ملکہ کے حق مین کرے گردمرد بھی علقمہ وزیر کو اور عاقل خان اور کامل خان دونون کنجاب
کے بیٹوں کو دیکھ کے برابر آگیا تھا اور یہ تقریر علقمہ وزیر کی چھپ کر گردمرد نے جو سنی تو کہنے لگا کہ اے کامل خان اور
عاقل خان وزیر اعظم ہیبت پرسل بیشک یہ صلاح خوب دیتا ہی اور کہیں سر مو جھوٹ نہیں کہتا کامل خان اور
عاقل خان نے یہ رائے علقمہ وزیر کی بہت پسند کر کے ملکہ گوہر ملک کو گردمرد سے لے لیا اور اپنے خیمے مین
لا کے پشتارے مین سے کھولا اور ہوش مین لا کے بہت سی لعنت اور ملامت کی بعد اسکے ملکہ کو سوار کر کے اپنے ہمراہ
باپ کے پاس یعنی کنجاب کے پاس آئے اور دونون نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار مہتر گردمرد اُس شوخ دیدہ دلیر
بریدہ گوہر ملک کو عیاری سے لایا ہی کنجاب نے کہا کہ اسی وقت اس ننگ خاندان کو قتل کرو کامل خان اور
عاقل خان بن کنجاب دونون ملتجی ہوے اور کہنے لگے کہ اے پدر گوہر ملک کو قتل کرنا صلاح دولت نہیں
کس واسطے کہ وہ منگیتر اور امانت جبریل قدرت یاقوت شاہ خداوند زمانے کی ہی ہماری عقل ناقص مین
تو یہ صلاح بہتر ہی کہ ملکہ کو کچھ لوگ ہمراہ کر کے خدمت خداوند لقا بھجوا دیجیے وہ مالک ہی اسکے حق مین جو چاہے
سو کرے علقمہ وزیر نے بھی مسکرا کے کہا کہ شہزادے دونون بہت خوب صلاح دیتے ہین ملکہ عالم کا وہین
بھیجدینا مناسب ہی گردمرد نے بھی عرض کی کہ یا ہیبت پرسل میرے نزدیک بھی ملکہ کو خداوند کے پاس بھیجدینے
مین بہتر ہی کنجاب نے اپنے بیٹوں اور اپنے وزیر اعظم کی اور مہتر گردمرد کی وہ سب خبرین لقائی جو ہو رہے

سنی تو کہنے لگا ارے تھا اس بے حیا خانماں خراب کو گوہر ملک کو قارن بن قدرت کے ہمراہ خداوند لقا کے
پاس روانہ کرو قارن بن قدرت میرا قورچی اور تیر و کمان بردار مرد ستدین اور ستیزہ ور جان نثار ہے یہ کہکر
حکم دیا کہ قارن بن قدرت بخوف و خطر اس بدگوہر کو قلعہ کوہ کی راہ سے سبائل میں یاقوت شاہ کے سپرد
کر آئے بموجب ایمائے گنجاب قارن بن قدرت بارہ ہزار سوار لیکے ملکہ گوہر ملک کو پالکی میں سوار کروا کے سمت
سبائل روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب قلعہ کوہ کے پہونچا وہاں قلعہ کوہ میں پانچ بھائی حکمران
ایک کا نام شعلہ ایک کا نام جوالہ ایک کا نام مشعشعہ ایک کا نام اشعہ ایک کا نام شگفتہ ہے باتفاق باہم حکمرانی
اور سلطنت کرتے ہیں اور جو بات ایک کی زبان سے نکلتی ہے وہ چاروں قبول و منظور کرتے ہیں اور پانچوں بھائیوں
میں عجب طرح کی محبت اور بڑا اتفاق تھا چنانچہ ملک مشعشعہ کی ایک بیٹی تھی کہ نام اسکا سمن بانو نہایت حسینہ اور
جمیلہ اور شجاعت اور بہادری میں شہرہ آفاق تھی جس وقت سوار ہوتی تھی بارہ ہزار خواصیں خوشرو پری طلعتیں گھوڑوں
پر سوار ہمراہ رہتی تھیں اور سب کی سب علم سپہ گری اور شہسواری میں بخوبی دسترس اور مہارت رکھتی تھیں اتفاقاً
ملکہ سمن بانو بارہ ہزار سوار لونڈیوں سے بغرض سیر و شکار قرب و جوار میں قلعہ کوہ کے اپنے موکب کو جھکائے چلی
جاتی تھی ناگاہ سامنے سے ایک گرد اٹھی اور جس وقت وہ گرد شگافتہ ہوا تو اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے اور اس
لشکر کے بیچ میں دو ڈھائی سو کہار ایک پالکی کسی کی سواری کی دوش بدوش لیے قدم اٹھائے آتے ہیں
ملکہ سمن بانو نے کسی سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کہاں سے آتا ہے اور اس پالکی میں کسکو سوار کیے کہاں لیے
جاتے ہیں لوگوں نے کہا کہ گروہ عیار خداوند لقا کا ملکہ گوہر ملک کو قلعہ ملک سنجان سے بعیاری بیہوش کر کے
چرا لایا تھا سو گنجاب نے گوہر ملک کو پالکی میں سوار کروا کے قارن بن قدرت کے ہمراہ مع بارہ ہزار سوار کے
بخدمت جبرئیل قدرت یاقوت شاہ بھیجا ہے سمن بانو ایک مدت سے تصویر شاہزادہ کرب غازی کی دیکھکر
عاشق تھی جونہیں اسنے نام ملکہ گوہر ملک کا سنا نہایت مغموم اور مکدر ہوکے اپنے دل میں کہنے لگی کہ ہائے
ملکہ گوہر ملک کا کیا حال ہوگا جسکا ایسا شاہزادہ بدیع الزمان سا یار جدا ہو گیا ہوگا بعد اسکے جب ملکہ
گوہر ملک کے گرفتار ہو جانے کا حال شاہزادہ بدیع الزمان سنیگا اسپر کیا گذرے گی اور وہ درد فراق میں ملکہ
کے کیونکر جینے پائیگا بس یہ اپنے دل میں کہکے ملکہ سمن بانو نے پیش خود یہ تجویز کی کہ اب بہتر یہی ہے کہ کسی صورت
سے شاہزادہ بدیع الزمان اور گوہر ملک سے ملاقات کرا دوں ابھی اسی تجویز میں تھی کہ اس طرف سے قارن
بن قدرت نے لشکر سمن بانو کا دیکھکر پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے لوگوں نے کہا کہ ملکہ سمن بانو بیٹی ملک مشعشعہ قلعہ کوہ
کی سیر و شکار کو سوار ہوئی ہے اسکے ہمراہ کی خواصیں لونڈیاں باندیاں اور نوکریں چاکریں ہیں قارن بن قدرت
ابھی یہی باتیں کر رہا تھا کہ ملکہ سمن بانو موکب جھکائے برابر سے نکلی اور قارن بن قدرت ملکہ سمن بانو کو دیکھکر
بنگاہ اولین شہید بے جان و فریفتہ جمال ملکہ سمن بانو کا ہو گیا اور ملکہ سمن بانو نے باواز بلند کہا اے قارن بن
قدرت ہمارا بھی سلام لیتا جا قارن بن قدرت کا یہ نوبت حال ہوا کہ خود رفتہ و خود غلط وحشت زدہ سودائی سا
ہوکے عنقریب تھا کہ گریبان چاک کر کے گھوڑے پر سے کود پڑے مگر خوب سا آپکو سنبھالے جان کو تھامے تھا دہن پالکی
مرکب کی روکے کھڑا خیرہ ہو تکتا رہا تھا ملکہ سمن بانو نے اسکی نظر سے پہچان لیے کہ یہ حرامزادہ بھی میرا عاشق ہوا ہے کہا کہ اے
قارن بن قدرت آج ہمارے یہاں جو کچھ نان و نمک موجود ہے اُسے نوش کرنا قارن بن قدرت تو یہی چاہتا تھا
اسنے کہا کہ ملکہ عالم زہے سعادت میری بہت خوب مجھے خوشنودی خاطر آپکی بدل و جان منظور ہے ملکہ

سمن بانو نے اپنے ملازموں سے حکم دیا کہ آج ہماری بارگاہ اور خیمہ ڈیرہ وغیرہ سب اسی دہان کوہ میں ایستادہ کرو جب حکم
سمن بانو کے وہیں دونوں لشکر اُترپڑے اور بارگاہ و خیمے استادہ گئے قارن بن قدرت خوب سا آپ کو آراستہ کر کے
اور پوشاک بہت دھوم دھام کی پہن کے ملکہ سمن بانو کی بارگاہ میں پہنچا اور گفتگوے عاشقانہ اور مشتاقانہ کرنے لگا اور ملکہ
نے گلابیان شراب کی اور پیالے طلب کیے قارن بن قدرت نے دو چار پیالے شراب کے جو پیے تو نشہ کے عالم میں
اندوہ بوالہوسی اور درد و انتقام ضبط نہ کر سکا بیساختہ یہ شعر عاشقانہ پڑھنے لگا شعر عاشقی تازہ ہوں اور وصل کی شب
پہلی ہے + شرم سے کہہ نہیں سکتا ہوں جو کچھ مطلب ہے + بس یہ شعر پڑھ کے چاہا کہ ملکہ کے گلے میں اپنے دونوں ہاتھ ڈال کے
لپٹے اور بوس و کنار کرے تو اسوقت ملکہ سمن بانو نے جھنک کر قارن بن قدرت ہوشیار ہو تلوار کھینچ کر جو دوال
کمر پر قارن بن قدرت کے ماری تو دو ٹکڑے ہو کر تڑپنے لگا اور اسی وقت ملکہ سمن بانو خیمے سے باہر نکلی اور
اپنے مرکب پر سوار ہو کے مع اپنی بارہ ہزار لونڈیوں کے تلواریں مارتی قارن بن قدرت کے لشکر پر جا پڑی اور ایسا
داد شمشیرزنی کی کہ کشتوں کے پشتے لگا دیے اور دریاے خون کے جاری ہو بہادیا لشکر قارن شکست کھا کے
بسمت شہر سنجان فراری ہوا ملکہ سمن بانو نے مع اپنی بارہ ہزار لونڈیوں کے ملکہ گوہر ملک کی پالکی کو اپنی سرکار کے
کہاروں کے دوش پر اٹھوا لیا اور تمام مال و اسباب خزانہ خیمہ ڈیرہ قارن بن قدرت کا اپنے قبضہ میں اور مار ربوں
بار کر دو لیا اور ملکہ گوہر ملک سے ملاقات کر کے ملکہ گوہر ملک کو پوشاک مردانہ پہنا کے مسلح اور مکمل کر کے مرکب پر سوار
کر دیا اور بسمت شہر سنجان روانہ ہوئی بصورت گذری تھی کہ قریب لشکر گنجاب کے پہونچ کے ملکہ سمن بانو نے
نعرہ بنام شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کیا اور ملکہ گوہر ملک نے نعرہ الله اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا کہ منم منم
گردہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان کی آمد لشکر کش
اور دونوں شاہزادیوں نے مع بارہ ہزار اپنی لونڈیوں کے لشکر گنجاب پر شبخون مارا اور دار لشکر نام مردم رزم دو
شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کے نام سے تو تمام باختر میں زلزلہ سا پڑ رہا تھا لوگ سنجان کے رئیس اور باشندے
بڑے بڑے سردار و بہادر ان دونوں کو بدیع الزمان کا نام خواب میں سنکے چونک پڑتے تھے جو نہیں آواز دونوں
شاہزادوں کے نعرے کی سنی ایک تلاطم لشکر میں گنجاب کے پڑ گیا اور ہزاروں بستر سے اُٹھکے تمام نقد و جنس
و اسباب اپنا چھوڑ دیا اور جدہر منہ پڑا بھاگ کھڑے ہوئے یہاں ملکہ سمن بانو اور ملکہ گوہر ملک نے ہمدیگر شمشیرزنی
کی کہ لاش پر لاش دم پر دم زور سے پر مردہ گرا دیا اور کسی کو حوصلہ مقابلے اور مجادلے کا نہ تھا کہ ناگاہ اکوان
کمند انداز نے اس عرصہ میں برابر ہو کر ملکہ سمن بانو پر کمند ماری جو نہیں اکوان نے چاہا کہ جھٹکا مار کے
سمن بانو کو کھینچ لے ملکہ گوہر ملک نے دو ہی حرف سے تلوار اکوان کمند انداز پر ماری کہ برابر دو ٹکڑے ہو کر
خاک و خون میں لوٹنے اور تڑپنے لگا سمن بانو نے یہ جلد دستی ملکہ گوہر ملک کی دیکھکر مرحبا و صد مرحبا اور تحسینت
کیا کہتی تھی کہ اے ملکہ گوہر ملک تو میری جان بخش ہے اور یہ احسان تیرا تا روز قیامت میں نہیں بھولونگی ورنہ یہ موذی جادوگر
اکوان کیا معلوم مجھ سے کیا سلوک کرتا القصہ رات تھوڑی رہ گئی تھی اُسوقت دونوں شاہزادیاں مع بارہ ہزار لونڈیوں کے
تلواریں مارتی ہوئی قلعہ شہر سنجان نکل گئیں اور بفضل ایزدی کسی لونڈی تک کو تیغ تک زخم نہیں پہونچا تھا یہاں
گنجاب کے لشکر میں جو شور یوم النشور برپا تھا گنجاب بھی سوار ہو کے اپنی بارگاہ کے دروازے پر آ کے کھڑا ہوا دیکھا
لوگ شکست خوردہ قارن بن قدرت کے لشکر کے باحال پریشان گنجاب کے پاس آئے اور ہار اور حال سمن بانو کا
اور مارا جانا قارن بن قدرت کا سمن بانو کے ہاتھ سے بیان کیا اس عرصہ میں ایک ہرکارے نے آکے گنجاب سے

عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل یہ شبخون قاسم اور بدیع الزمان نہیں لیکر آئے تھے نہ وہ کہیں یہاں تھے یہ شبخون تو ملکہ
سمن بانو ملک شعشعہ قلعہ کوہ کی بیٹی اور ملکہ گوہر ملک نے مع بارہ ہزار لونڈیوں کے آکر مارا ہے اور اکوان
کمند اندازوں نے ملکہ سمن بانو کو کمند مارکے کھینچ لیا تھا بیچ میں آکر ملکہ گوہر ملک نے اکوان کمند انداز کو تلوار ماری اکوان
مارا گیا سمن بانو کو چھڑا لیا کنعاب نے یہ خبر سنکے نہایت پیچ و تاب کھایا اور چاہا کہ میں اسی وقت سوار ہو کر گوہر ملک
جادو علقمہ وزیر نے بہت سا سمجھا کے منع کیا اور کہا کہ یہ تمام خوبی اور تاثیر پیغمبری کی گوہر ملک کی ذات سے تجھے ہے اسی
کس لیے کہ وہ خاص بہو خداوند لقا کی اور منکوحہ جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کی ہے تجھے تو لازم یہ ہے کہ ملکہ گوہر ملک
کو بلطف و مہربانی اپنا کرے اور نہ کہ جبر اور ظلم سے بھلا یہ طاقت کسی کی ہے کہ ناموس پر جبرئیل قدرت کے اور
خداوند لقا کی بہو پر زیادتی اور زبردستی کر سکے گا بارے کنعاب بھی یہ سمجھ کے خاموش ہو رہا مگر وہاں جو
ملکہ گوہر ملک اور سمن بانو دونوں گھوڑے سرپٹ اڑائے چلی جاتی ہیں ناگاہ دشت کے راہ میں ایک پنجہ پیدا ہوا اور
ملکہ گوہر ملک کو گھوڑے کے قاش زین سے غار کے سمت اٹھا لے گیا سمن بانو نے گوہر ملک کو بہت ڈھونڈھا
تو نہایت غمگین اور ملول ہوئی آخر مجبور ہو کے قلعہ شہر شیخاوں میں جا کے بآرام تمام مشغول رہی

اب وہ کلمے داستان شاہزادہ قاسم کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ شاہزادہ غادر سیاہ جو طلسم مہمات کو فتح کرکے مع سہمان باختری کے سہمانیہ میں جا کے جشن عیش میں مصروف تھا
ناگاہ ایک پیادے نے اندرون بارگاہ آ کے ایک نامہ سہمان باختری کے ہاتھ میں دیا سہمان باختری نے اس نامے کو
پڑھا تو دیکھا کہ ملک سارنج نے لکھا ہے کہ اے ملک سہمان باختری میرے ملک میں کرب غازی خدا پرست مع اپنے لشکر
کے آکے وارد ہوا تھا از بسکہ میں اسکے مقابلے اور محاربے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اس باعث سے میں ازراہ ترس مسلمان
ہو گیا اور پھر بفریب کرب غازی کو بیہوشی بخشنہ کھانا کھلا کے قید کر لیا ہے اب اسکا لشکر میرے تمام شہر اور قلعہ کو
محاصرہ کیے آمادۂ رزم و پیکار ہے لہذا میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں کہ تو جلدتر آ کے کرب غازی کی فوج و سپاہ کو
مار کے بھگا دے اور کرب غازی کو میرے پاس سے بیجا مگر سہمان باختری نے نامہ پڑھ کے شاہزادہ غادر سیاہ
ملک قاسم کے حوالے کر دیا قاسم نے نامے کا مضمون دریافت کر کے کہا کہ آج سے میرا نام جرید سہمانی تم سب لیا کرو
اور یہ کہکے اپنے مرکب پر بیٹھ اسی دم سمت سارنجیہ روانہ ہوا جبکہ یہ خبر ملک سارنج نے سنی کہ سہمان باختری کے پاس
سے کوئی پہلوان جرید سہمانی نامے میری مدد کو آتا ہے سارنج نے استقبال قاسم کا کرکے بہ اعزاز و اکرام سے قاسم
کو اپنی بارگاہ میں لا کے تخت پر بٹھلایا شاہزادہ غادر سیاہ نے فرمایا کہ اے ملک سارنج کرب غازی کو تو نے
جو بفریب بیہوش کرکے اپنے یہاں قید کر رکھا ہے اسے میرے سامنے لا جب بحکم شاہزادۂ عالم کے سارنج نے
کرب غازی کو زندانخانے سے طلب کرکے سامنے قاسم کے کھڑا کیا کرب غازی قاسم کو تخت پر بیٹھا دیکھ کر اپنے
جی میں نہایت رنجیدہ ہوا اور جی میں کہتا تھا مصرع صد خندہ مرگ بر چنین زیست + کہ صد احسان احسان قاسم کا
بھی ہوا ادھر شاہزادہ قاسم نے کرب غازی کو مقید دیکھ کر لوگوں سے کہا کہ اسکی قید سے توڑ دو ملک سارنج نے
یہ کلمہ قاسم کا سنکے کہا کہ اے شخص تو کون ہے جو کرب غازی کو چھوڑ دینے کا حکم دیتا ہے شاہزادۂ عالم نے فرمایا اے
سارنج منم شاہ غادر سیاہ ملک قاسم لعل ختنان خونریز غادری ملک سارنج کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہ ملک
قاسم ہے پکارا کہ یا رب ای خدا پرست کی گندم نما کہ از دست من زندہ و سلامت رود اور تو جو اس فریب سے
جرید سہمانی بنکے آیا اور چاہتا ہے کہ میں کرب غازی کو چھڑا لیجاؤں یہ غیر ممکن ہے یہ کہکے تلوار کھینچ کر شاہزادہ غادر سیاہ

پر حملہ آور ہوا شاہزادہ غاو رسیاہ ملک قاسم نے تلوار کی چمک دیکھی تو مثل شیر غران جست کرکے بند دست سارنج
کا پکڑ لیا اور وہی تلوار ملک سارنج کی چھین کے ایک ہی ضرب میں اُس کافر کو جہنم واصل کیا شاہزادہ کرب
غازی نے سارنج کو مارے جاتے دیکھکر اپنے ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پانوں کی بیڑیاں توڑ ڈالیں اور نعرہ کرکے
اُٹھا چاروں طرف سے کفار متوسلین اور مصاحبین ملک سارنج کے تلواریں کھینچ کھینچ کے شاہزادہ غاو رسیاہ اور
کرب غازی کی جانب مخاطب ہوئے تھے اُدھر سے قاسم کفار کشی کرتا ہوا آ پہنچا اور اُس وقت سے شاہزادہ
کرب غازی نے ایک کافر کی تلوار چھین کے شمشیر زنی اور قتل عام کرنا شروع کیا تھوڑی دیر میں تمام کفار بھاگ کھڑے
ہوئے اور شاہزادہ قاسم نے تمام ملک سارنجیہ کو فتح کرکے اسلام آباد کیا اور اپنی طرف سے موت بن سارنج کو
سارنجیہ کا حاکم کرکے مع کرب غازی سمت سہمانیہ روانہ ہوا اب حال سہمانیہ کا سُنیے کہ کتارہ بن سہمان نے
جب دیکھا کہ قاسم یہاں نہیں ہے اسکے پاس زرنجہ نامے ایک عیار ہے اسکو بلا کے کتارہ نے کہا کہ وہ صندوق جو
دیو کو مار کے چاہ طلسم سے قاسم نکال لایا ہے تو جا کے اپنی عیاری سے اُس صندوق کو چُرا لا زرنجہ نے کہا بہت خوب
اور زرنجہ نے نصف شب کو شاہزادہ قاسم کے خیمے میں جا کے کلب و کلاب نامے وغیرہ چوکیداروں کو جو
کہ محافظ اس صندوق کے تھے بیہوش کیا اور وہ صندوق اُٹھا کے کتارہ بن سہمان باختری کے پاس لایا کتارہ نے
جو اس صندوق کو کھولا تو اسمیں اُس پری زاد کو دیکھکر بیہوش ہو گیا اور وہ پری زاد نکلتے ہی تمام صندوق سے نکل کے
پرواز کناں چلی گئی کتارہ کو جو ہوش آیا اور دیکھا کہ وہ پری زاد بھی پرواز کرکے چلی گئی زرنجہ سے کہنے لگا کہ بھائی اس صندوق
کو جہاں سے تو لایا تھا وہیں پھر جا کے رکھ آ حسب الحکم کتارہ بن سہمان باختری کے زرنجہ اُس صندوق کو جہاں سے
لایا تھا وہیں پھر جا کے رکھکر جب چلا حسب اتفاق کلاب اور کلب دونوں محافظوں کی بیہوشی اُتر گئی انہوں نے
زرنجہ کو اندر صندوق کے پاس سے نکلتے دیکھ چوریا تو جا کے صندوق کے قفل کو دیکھا تو ٹوٹا ہوا تھا ان دونوں
نے جا کے کتارہ بن سہمان باختری کے پاس فریاد کی کہ زرنجہ آپ کا عیار شاہزادہ عالم کے صندوق کا قفل
توڑ آیا ہے کتارہ بن سہمان باختری نے بخیال ناراضگی اور خوف سے قاسم کے کلب اور کلاب وغیرہ سپاہیوں
اور پاسبانوں اور محافظوں کو اس صندوق کے پکڑوا کے قتل کروا ڈالا اور ایک مقام زمین میں انکی لاشیں گڑوا دیں
جسوقت کہ شاہزادہ قاسم اور کرب غازی دونوں سارنجیہ سے مراجعت فرما کے سہمانیہ کے قریب پہونچے ملک
سہمان باختری نے استقبال کیا قاسم کا کرکے بارگاہ میں لایا شاہزادہ قاسم نے پہلے جا کے اُس صندوق کو جو دیکھا تو
مہر ٹوٹی ہوئی کھلا پڑا تھا اور محافظ اور نگہبان کا اُسکے کہیں نام و نشان نہیں ہے شاہزادہ قاسم نے سیارہ بن
عمرو اپنے عیار سے کہا کہ بھائی اسکو دریافت کرو کہ صندوق میرے پیچھے کھولا اور کلب اور کلاب وغیرہ
محافظ کہاں چلے گئے کیا ہوئے سیارہ بن عمرو نے وہاں سب آدمیوں کو دیکھکر زرنجہ کی طرف اشارہ کیا اور
شاہزادہ قاسم سے کہا کہ اسکو خوب بید کوڑے مارئیے قاسم نے کہا کہ اچھا زرنجہ کو پکڑ لاؤ سیارہ بن عمرو نے
دوڑ کر زرنجہ کو پکڑ لیا اور کوڑے لے کر چاہا کہ مارے زرنجہ نے مارے ڈر کے جلدی سے کہہ دیا کہ میرا کیا قصور ہے کتارہ
بن سہمان باختری نے مجھ سے صندوق منگا کے کھولا تھا اور اُس صندوق کے محافظوں کو قتل کر ڈالا قاسم نے
یہ حال سُنکے کتارہ بن سہمان باختری کو پکڑوا منگایا اور خوب زد و کوب کرکے چھوڑ دیا کتارہ بن سہمان باختری
نے شب کو پھر زرنجہ سے رو رو کے کہا کہ بھائی جس طرح سے بنے تو جا کے قاسم کو پکڑ لا زرنجہ گیا اور قاسم کو
بیہوش کرکے گرفتار کر لایا کتارہ بن سہمان باختری نے چاہا کہ قاسم کو کچھ تکلیف دے کہ یہ خبر سہمان باختری کو

پہونچی سمہان باختری نے اُسوقت آکے کتارہ کو بہت سخت اور سست کہکے سمجھایا اور منع کیا جب کتارہ نے
نہ مانا تو سمہان نے بضرب شمشیر کتارہ کو قتل کرکے قاسم کو چھڑا لیا اور نہایت معذرت کی یہان تو شاہزادۂ
خاور سیاہ اپنی بارگاہ مین مع کرب غازی اور سمہان باختری کے جشن عیش مین مصروف ہے مگر وہان جو خاور سیاہ
سارنجیہ مین موت بن سارنج کو اپنی طرف سے حاکم کر آیا تھا تو اُس موت بن سارنج نے پھر لقا پرستی اختیار کرکے
تمام لشکر شہر سلاکو پھر لقا پرست کیا اور دونا لشکر لے کر واسطے اپنے باپ کے خون کے قصاص کے شاہزادہ
خاور سیاہ کے لشکر پر آ کے گرا اور اکثر سرداروں کو قاسم کے زخمی کیا شاہزادۂ خاور سیاہ
نے جو شور و غل سُنا تو خیمۂ مبارک سے باہر نکلا اور مقابلہ موت بن سارنج کا کرکے دو شبانہ
روز کے زور کشتی مین موت بن سارنج کو زیر کیا شاہزادہ کرب غازی کی زبان سے بیساختہ اتنا کلمہ نکل گیا کہ اگر
شاہزادۂ بدیع الزمان سے موت بن سارنج سے زور ہوتا تو بہت جلد زیر کرتا یہ کلمہ کرب غازی کا شاہزادۂ
خاور سیاہ کو نہایت ناگوار ہوا اور اسی دم موت بن سارنج کو بجمعیت کثیر شاہزادۂ بدیع الزمان
سے زور کشتی کا کرنے کو روانہ کیا

اب دو کلمے داستان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران سے گزارش کیے جاتے ہین

کہ تین کشتیان طوفانی اور تباہی زدہ تندس سیبان اور ہرمز ہردمی و رستم بن ابراہیم بن ہردم اور سیبان
دریائی اور دیوانہ سر پنجہ حبشی مع تین لاکھ دیوانون کے سرزمین طومانیہ مین کہ پایہ تخت طومان بندرنشین کا تھا جا کے
لگین اور سب دیوانے کشتیون مین سے اُتر کے کنارے دریا کے سیر کرتے تھے حسب اتفاق ملک طومان بندرنشین کی
ایک بیٹی کہ نام اُسکا ناز چہرہ دختر [illegible] کے بطن سے پیدا ہوئی تھی وہ ملکہ ناز چہرہ لب دریا اپنے باغ مین
گلگشت کرتی تھی دیوانون نے جو باغ مین جا کے اس ملکہ ناز چہرہ کو دیکھا تو سبکے سب اُسپر عاشق ہوگئے اور
ہر ایک دیوانہ کہتا تھا کہ یہ میری معشوقہ ہے آخر نوبت یہان تک پہونچی کہ سب دیوانے باہم آمادۂ جنگ و جدال ہوئے ملکہ ناز چہرہ
نے معلوم کیا کہ یہ دیوانے میرے لیے شور و غل کر رہے ہین لہذا اپنے باپ طومان بندرنشین سے کہلا بھیجا طومان
نے ارادہ کیا کہ مین جا کے دیوانون کا مقابلہ کرون جرجد طومانی جو طومان بندرنشین کا عیار تھا اسنے منع کیا اور کہا
کہ اے شہریار ایک ایک دیوانہ سارے لشکر کو بس ہے کوئی ان دیوانون سے مقابلہ و جدال نہین کر سکے گا اس سے
صلاح دولت یہی ہے کہ ان سب کو بدارو بیہوشی بیہوش کرکے پکڑ لین ملک طومان بندرنشین نے کہا کہ تو پہلے
شولوان کوہ شکن کو فوج و سپاہ ساتھ کرکے بھیجون اگر شولوان دیوانون کو مارکے بھگادے تو پھر کس لیے
عیاری اور مکاری سے انکو گرفتار کرون یہ کہکے شولو کو مع چار ہزار سوار اور پیادون کے روانہ کیا اور دیوانون
نے جو سُنا کہ ہمارے واسطے فوج آئی ہے جو بدست پکڑ پکڑ کے جو دوڑے تو آن واحد مین سب کو مع چار
ہزار سوار اور پیادون کے مار کے تہ و بالا کر دیا جرجد عیار نے طومان بندرنشین سے کہا کہ مین کیا جھوٹ کہتا تھا
آخر ساری فوج بھاگ آئی طومان بندرنشین نے لاعلاج اور ناچار ہو کے دیوانون کو بہت سی خاطرداری
اور گرمجوشی سے بہلایا اور کھانے مین دارو بیہوشی ملا کے کھلا دیا جب سب بیہوش ہوگئے تب طومان
بندرنشین نے سب دیوانون کو کھینچ کے مطوق اور مسلسل بطوق و زنجیر کرکے ہاتھیون پر بٹھا کے اس امید پر
کہ مین انکو خداوند لقا کے پاس بھیجا کے خود پیغمبری لونگا مع اپنی فوج و سپاہ کے سمت سبا کی

روانہ ہوا اثناے راہ مین نقاب‌دار شکینہ پوش نے آکے طوفان شیدالنشین کا مقابلہ کیا اور بعد معرکۂ رزم و پیکار کے طوفان
کو شکست دے کے دیوون کو قید سے چھڑا دیا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان کو وہ دریائی گھوڑا لیکے دریا مین غائب ہو گیا تو ایک سمت کو جاتے جاتے ایک
جزیرے مین نکلا شاہزادۂ عالی مقام نے اُسکی پشت پر سے اُترکے اُسکو ایک گھنے درخت مین باندھ دیا اور خوب
سے کوڑے مارے کچھ گھانس چارہ وغیرہ لاکے اُسکے آگے ڈال دی اور آپ جزیرے کی سیر کے واسطے چلا گیا اور
تمام رات اُس گھوڑے پاس نہ آیا روز دوم صبح کے وقت پھر آکے چارہ دیا اور پانی پلاکے پھر چلا گیا اسی طرح سے تیسرے
دن چارہ پانی دے کے بطریق سیر تشریف لے گیا روز چہارم جسوقت شاہزادۂ عالی مقام اُس گھوڑے کے پاس آیا تو گھوڑا
شاہزادۂ عالم کو دیکھکر زمین کو اپنے سمون سے کھودنے لگا اور خوشی اپنی شاہزادۂ بدیع الزمان کی جدائی سے
ملنے لگا شاہزادۂ عالم نے کمال خوش ہوکے جانا کہ اب یہ گھوڑا میرا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا اُسی وقت پھر زین اُسکی
پشت پر رکھکے کھینچا اور سوار ہوکے دوڑانا اور کودانا شروع کیا القصہ شاہزادۂ عالی مقام سیر کرتا ہوا ایک مقام پر
پہونچا تو وہان ایک گنبد سنگ سماق اور سنگ یشب کا بنا ہوا دیکھا حیران ہوکے اُس گنبد کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ
اس گنبد پر سے ایک آواز دردناک تعشق آمیز گوش زد ہوئی شاہزادۂ والا گوہر نے پھر جو نگاہ کی تو ملکہ گوہر ملک کو
دیکھا کہ کسی نے قید کرکے وہان بٹھایا ہی یہ حال ملکہ گوہر ملک کا دیکھکر شاہزادۂ نامور کو نہایت صدمہ اور کمال رنج
و ملال عائد حال ہوا بعد ازان پوچھا کہ ای راحت روح و روان تو یہان کہان ملکہ گوہر ملک نے کہا ای عاشق زار
مجھے قلعۂ شہرستان سے گردم و عیار عیاری چراکے کنجاب کے پاس لے گیا اور کنجاب نے مجھے پہلے تو قتل کا حکم
دیا مگر ملقمہ وزیر نے میری بہت سعی کرکے قتل سے محفوظ رکھا تب کنجاب نے قارن بن قدرت کے ہمراہ
یاقوت شاہ کے پاس روانہ کیا وہان قلعہ کوہ مین سمن بانو ملک شعشعہ کی بیٹی نے قارن بن قدرت کو مارکے
مجکو چھڑا لیا اور ہم دونون نے آکے مع بارہ ہزار لونڈیون کے کنجاب کے لشکر مین شبخون مارا اور صبح کو شہر
ستان کے قلعہ کی جانب آتے تھے اثناے راہ مین ایک دیو پیدا ہوا اور مجھے گھوڑے پر سے اُٹھاکے یہان لایا جب
مین نے آنکھ کھول کے دیکھا تو وہ دیو دیکھا تھا چنانچہ وہ دیو میرے عشق کا دم بھرتا ہی اور مجھے یہان قید مین بٹھلاکے
آپ شکار کرنے کو چلا جاتا ہی اب اپنا حال بیان کرو کہ تم یہان کیونکر پہونچے شاہزادۂ عالم نے سارا حال اپنا بیان کیا
اور کہا کہ یہ گھوڑا مجھے یہان لایا ہی مگر ای ملکہ تم مجھے یہ بتلاؤ کہ وہ دیو کہان ہی ملکہ نے کہا کہ وہ شکار کو گیا ہی اب آیا
چاہتا ہی ابھی ملکہ یہی باتین کر رہی تھی کہ وہ دیو ہوا سے آسمان سے اُس گنبد کی چھت پر اُترتا ہوا نمودار ہوا اور شاہزادۂ
بدیع الزمان کو ملکۂ گوہر ملک سے باتین کرتے دیکھکر پکارا کہ باش ای آدمزاد خیرہ سر تیرہ روزگار تو یہان
کیونکر آیا کہ میری معشوقہ سے باتین کر رہا ہی یہ کہکے شاہزادۂ عالی مقدار کی جانب مخاطب ہوا اور ہاتھ بڑھاکے
چاہتا تھا کہ شاہزادۂ عالم کو پکڑے شاہزادۂ والا قدر نے اُسکا ہاتھ پکڑکے ایسا زور کیا کہ وہ منھ کے بل زمین پر بیٹھ گیا
دو پھر سنبھلنے باہم زور و کشتی کا کرنے لگے کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین شاہزادۂ رستم صولت نے اُس دیو کو
زیر کیا اور اُسکی چھاتی پر بیٹھکے فرمایا کہ ای دیو جاہل خداشناس پروردگار عالم جو چاہی کوئی دیو از سر نو مسلمان
ہو گیا شاہزادۂ عالم نے اُسے چھوڑ کے فرمایا کہ مین پیاسا ہون کہین سے تھوڑا سا پانی لاکے مجھے پلا دیو اُسنے کہا مین
ابھی لاتا ہون یہ کہکے دیو جو گیا تو چار دن تک نہ آیا شاہزادۂ بدیع الزمان شدت تشنگی سے قریب بہ ہلاکت

پہونچا اُسوقت ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ اے شہریار میں امیدوار ہوں کہ مجھے ذبح کرکے تو میرا خون نوش فرما میں نے
اپنا خون تجھے حلال کیا ابھی یہی باتیں ملکہ گوہر ملک کر رہی تھی کہ بہزاد دیو نمودار ہوا اور جب اس دیو نے دیکھا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان شدت تشنگی سے حالت ضعف میں طاقت حس و حرکت نہیں رکھتا ہے شاہزادے
کو اُٹھا کے دوم قاف کے قلعے میں لے گیا اور ملکہ گوہر ملک گریان و نالان سر و سینہ زنان عاجز و ناچار ہو کر رہ گئی
ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام وہان تشریف لائے اور ملکہ کو اُس گنبد سے نیچے اُتار کر کھانا کھلوایا اور پانی پلوایا اور
فرمایا کہ اب تو گریہ و زاری نکر شاہزادہ بدیع الزمان اور تجھسے قلعہ شہر سنجان میں پھر ملاقات ہوگی دست راست
کو جا ایک باغ میں ایک پریزاد شبنم پری نامے قران دیو کی قیدی ہوگی اور قران دیو بھی برابر اُسکے بیٹھا ہوگا
تو یہ اسم اعظم پڑھکے اُس دیو کو قتل کرنا اور شبنم کو قید سے چھڑا دینا شبنم پری بعوض اس احسان عظیم کے تجھے
ملک سنجان میں پہونچا دیگی یہ فرما کے حضرت خضر علیہ السلام نے زین رکیب سکندری کا نکال کے گلگون باختری
پر کھینچ دیا اور گلگون باختری سے یہ کہکے کہ یہ عورت تیرے مالک کی نامزد ہے اسکی سواری کو پہنچا چنانچہ جب بارشاد
حضرت خضر علیہ السلام کے گلگون باختری ملکہ کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے سمت سنجان روانہ ہوا اثنائے
راہ میں وہی باغ نہایت پُرفضا نمودار ہوا ملکہ گوہر ملک بطریق گلگشت سیر باغ کرتی اندر اُسکے جلوہ فرما ہوئی
جب بارہ دری کے جو وقت پہونچی تو دیکھا کہ فی الحقیقت ایک پریزاد باحسن خداداد مقید بیٹھی ہے اور
برابر اُسکے وہ دیو قران بھی تبسم کنان بیٹھا شعر پڑھتا ہے شعر کبھی یون بھی ہے گردش روزگار ؛؛ کہ معشوق
عاشق سے ہو بیختیار ؛؛ یکایک جو اسکی نگاہ ملکہ گوہر ملک کی جانب پڑی تو چاہا کہ دوڑ کر ملکہ کو پکڑے ملکہ
گوہر ملک نے تلوار کھینچکر وہی اسم اعظم جو حضرت خضر علیہ السلام نے سکھلا دیا تھا پڑھ کے اُس دیو کو
قتل کیا اور شبنم پری کو قید سے چھڑا دیا شبنم پری بہت سی ممنون و مشکور ہوئے اور ملکہ گوہر ملک کی
تحسین و آفرین کرکے پرواز کر گئی بعد دم بھر کے ایک تخت اور چار ہزار دیو اور پریزاد ہمراہ لیے پھر آئی اور ملکہ
گوہر ملک کو تخت پر سوار کر کے سمت قلعہ شہر سنجان کے چلی حسب اتفاق شاہزادہ خاور سیاہ ملک
قاسم لعین شکار کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے ملکہ گوہر ملک کو تخت پر سوار اور گرد و پیش اُس تخت کے کئی ہزار
دیوون اور پریزادون کو دیکھا تو اپنا گھوڑا دوڑا کے ملکہ گوہر ملک کو سلام کیا اور احوال پوچھا ملکہ
گوہر ملک نے ساری سرگذشت اپنی قاسم کے روبرو بیان کرکے کہا کہ اب میں قلعہ سنجان میں جا کے
رہونگی قاسم نے بہت سی دلجوئی اور تسکین ملکہ گوہر ملک کی کرکے شبنم پری کو مع اُسکے دیو اور پریزادون
کے رخصت کیا اور ملکہ گوہر ملک کو عماری میں سوار کرکے سمت سنجان روانہ کیا مگر گلگون باختری کو
دیکھ کے نہایت پسند کیا

اب تتمہ داستان شہزادہ بدیع الزمان سے بیان کیا جاتا ہے

کہ جب افشاط دیو نے شاہزادہ عالم کو دوم پردہ قاف کے قلعہ میں لیجا کے قید کیا تو وہان پردہ دوم کا حاکم افغان
نامے ایک دیو ہے کہ بڑا زبردست اور سرکش ہے کسی کی اطاعت نہیں کرتا تھا بلکہ شہنشاہ پردہ قاف ملکہ تہمان پری کو
بھی موجود نہیں جانتا اس افشاط دیو نے افغان دیو سے سارا حال پٹخنے کا ملکہ گوہر ملک پر اور شاہزادہ
بدیع الزمان کے پکڑ لانے کا کہا افغان دیو نے پوچھا کہ وہی بدیع الزمان جسنے کراث دیو کو مارا تھا افشاط دیو نے
کہا کہ ہان وہی بدیع الزمان ہے افغان دیو نے افشاط دیو سے پوچھا کہ تو نے بدیع الزمان کو کیونکر

پکڑا ہی افشاط دیو نے کہا کہ ایک طمانچہ مار کے مین نے بدیع الزمان کو پکڑ لیا افغان دیو نے کہا تو ذرا بدیع الزمان کو
میرے روبرو بلا چنانچہ افشاط شاہزادہ عالم کو قلعہ دوم قاف سے افغان دیو کے پاس لایا اور شاہزادہ عالم
نے باواز بلند فرمایا کہ سلام من در پیش محفل بران کسے باد کہ دانند خدا عزوجل یکے ست و دین پیغمبر بر حق افغان
دیو نے سنکے کہا ای بدیع الزمان تجھے افشاط دیو نے ایک طمانچہ مار کے پکڑ لیا اور تو میرا نام تا دیدہ خدا کا
میرے سامنے زبان سے نکالتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای افغان دیو مین نے افشاط دیو کو
ایک طمانچے مین زیر کیا تھا وہ مجھ سے فریب کر کے پانی کے بہانے جا لگیا چونکہ روز جنگ مین شدت تشنگی سے حالت
غش مین پڑا تھا اسنے مجھے یہان لا کے قید کیا ہی اور وہ بدذات محض جھوٹ بکتا ہی افغان دیو یہ حال سنکے
افشاط دیو سے نہایت رنجیدہ ہوا اور بہت سا اوسے سخت و سست کہکے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ اب تو
میری اطاعت قبول کر شاہزادہ عالی مقام نے فرمایا کہ جو مجھے بمردانگی زیر کرے البتہ مین اوسکی اطاعت کرونگا افغان
دیو نے کہا کیا مضائقہ اور یہ کہکے اشارہ کیا کہ بدیع الزمان کی قید دور کرو شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ مجھ حدادون کی
اور کسی کی سعی کی ضرورت نہین ہی اور یہ کہکے ایک زور مین ہاتھون کی ہتھکڑیان پاؤن کی بیڑیان مانند تار عنکبوت کے
توڑ کر پھینک دین افغان دیو یہ زور شاہزادہ عالم کا دیکھکر اوٹھ کھڑا ہوا اور آپس مین دونون زور کشتی کا کرنے لگے
تھوڑی دیر مین شاہزادہ بدیع الزمان نے کمربند افغان دیو کا پکڑ کے زمین سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ سر پر چرخ دیکر
زمین پر مارے افغان دیو پکارا کہ ای شہریار مجھے تو نے خاک سے اوٹھا کے اپنے سر سے بلند کر دیا اب پھر مجھے
خاک مین کیون ملاتا ہی مین تیرا غلام ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے افغان دیو کو زمین پر رکھدیا اور افغان
از سر صدق کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا افشاط دیو نے جو افغان دیو کو مسلمان ہو جاتے دیکھا
تو بخوف جان سراسیمہ اور مضطرب ہو کے بھاگا شاہزادہ بدیع الزمان والاشان بھی تعاقب مین
افشاط دیو کے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری سے گزارش کیے جاتے ہین

کہ سماق بن جنجرہ دیو سے معرکہ رزم و پیکار در پیش تھا اور ملکہ قریشیہ سلطان سماق بن جنجرہ کے ہاتھ سے زخمی
ہو گئی تھی اور ملکہ آسمان پری اوسوقت دست بدعا تھی ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک دیو بدجو ہی بھاگا ہوا
چلا آتا ہی پیچھے شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن با شمشیر عریان دوڑتا آتا ہی یہانتک کہ برابر اوس
دیو کے پہونچ گئے وہان کمر پر ایک تیغ ماری کہ مثل خیار تر دو پر کالے ہو کر لاشہ اوسکا گرا اور خاک و خون مین پھڑکنے لگا
ملکہ آسمان پری شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور شاہزادہ نامور کو تخت پر سے کود کر
اپنے گلے سے لگا لیا شاہزادہ بدیع الزمان نے مجرا کیا ملکہ آسمان پری نے دعا دی اور اپنے لشکر مین بلا لائی
اور احوال سماق دیو کے معرکہ جنگ و جدال کا اور حال قریشیہ سلطان کے زخمی ہونے کا بیان کیا شاہزادہ
بدیع الزمان ملکہ آسمان پری سے اجازت لیکر میدان مین بمقابلہ سماق بن جنجرہ دیو نکلا اور تھوڑی
دیر مین سماق کا لنگر توڑ کے زمین سے اوٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور چڑھ کے تمام اوسکی چھاتی پر
بیٹھ گئے اوس دیو سے فرمایا کہ مسلمان ہو اوس سماق بن جنجرہ دیو علیہ اللعن نے شاہزادہ والاشان کو گالی
دی اوسوقت شاہزادہ والا قدر نے سر اوسکا پکڑ کے دھڑ سے کھینچ لیا یہ حال سماق دیو کا دیکھکے تمام فوج
اوسکی بھاگ کھڑی ہوئی ملکہ آسمان پری نے شادیانے فتح کے بجوا کے میدان سے مع شاہزادہ بدیع الزمان

کے مراجعت فرمائی اُس وقت شاہزادۂ عالیشان بدیع الزمان نے افغان دیو کی ملکہ آسمان پری سے ملازمت حاصل
کرائی اور ملکہ آسمان پری نے گلستان ارم میں تین روز بڑی دھوم سے شاہزادۂ عالم کی دعوت کرکے روز چہارم
بحسب استدعائے شاہزادۂ نامور ایک تخت پر شاہزادۂ والاتبار کو سوار کرکے چار دیووں کو حکم دیا کہ شاہزادۂ
بدیع الزمان کو ملک باختر میں بحفاظت تمام لیجاؤ حسب الحکم ملکہ آسمان پری کے چار دیو تخت شاہزادۂ
بدیع الزمان کا لیکے سمت باختر روانہ ہوئے اثنائے راہ میں قریب شکارگاہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے
شاہزادۂ عالی مقام نے ایک پریزاد لال پوش کو دیکھا کہ شکار کھیل رہا ہے اُسنے بھی شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھ کر
پہچانا اور اظہار خیرخواہی قاسم کا کرکے اُسنے کہا کہ ای بدیع الزمان میں تجھے اس صحرا میں اتنے عرصہ تک حیران اور
سرگردان کرونگا کہ جتنے عرصہ میں شاہزادۂ غادر سپاہ ملک قاسم لعل ختنان خونریز غادری کل باختر کو مسخر
کرلے اتنا کہکے اُس پریزاد لال پوش نے اپنے ساتھ والے دیووں سے اشارہ کیا کہ ہاں ان چاروں دیووں سے تخت
بدیع الزمان کا چھین لو اور بموجب حکم اُس لال پوش کے سیکڑوں دیو دوڑے اُن چاروں دیووں نے جو
بدیع الزمان کو تخت پر سوار کیے لیے جاتے تھے ان دیووں کو اپنی جانب آمادۂ جنگ آتے ہوئے جو دیکھا تو جلدی
سے تخت کو وہیں زمین پر رکھ کے بھاگ کھڑے ہوئے اُس پریزاد لال پوش نے جب دیکھا کہ دیو
بدیع الزمان کا تخت چھوڑ کر بھاگ گئے قہقہہ مار کے آپ بھی تمام اپنے ساتھ کے دیووں کو لیکے ایک سمت
کو پرواز کرکے نکل گیا شاہزادۂ بدیع الزمان اس حرکت سے لال پوش کی نہایت درہم اور برہم ہوا اور جبکہ
کوئی تدبیر نہ سوجھی تب ناچار تخت پر سے اُتر پڑا اور وہیں ہمت کو گردن کے پیادہ پا بنظر کرم کارساز کے اُس صحرا میں
ایک سمت کو روانہ ہوا اور سات شبانہ روز عرصۂ راہ کو طے کرکے روز ہشتم ایک دریا کے کنارے پر پہنچا اور اپنے دل میں
کہتا تھا کہ کیونکر اس دریا سے اُس طرف پہنچوں آخرکار تیغ آبدار کو نیام سے کھینچ کر درختوں کو کاٹا اور نکالا ایک بیڑا باندھکے
دریا میں ڈال دیا اور اُس بیڑے پر سوار ہوکے روانہ ہوا بعد دو روز کے برابر ایک جزیرے کے پہونچا اور اُس بیڑے پر
سے اُتر کے دریا سے نکلا اور کنارے کنارے دریا کی فضا و کیفیت وہاں کی دیکھتا چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک گنبد
بلور کا ہے شاہزادۂ عالم بیساختہ اُس گنبد کے اندر قدم زن ہوا وہاں جو خیال کیا تو چار طرف بہت سی مسندیں بچھی ان
بچھی ہوئی ہیں اور ایک مشعل ہفت سر زمین میں گڑی ہوئی ہے مگر کوئی انسان اور حیوان وہاں نظر نہیں آتا شاہزادۂ
عالم گنبد سے باہر نکلا اور کچھ میوہ درختان صحرائی سے توڑکے تناول فرمایا اور وہاں سے چند قدم آگے بڑھا تو ایک مرد پیر
نہایت نورانی صورت کو دیکھکر شاہزادۂ عالی مقدار نے سلام کیا اور اُسنے جواب سلام کا شاہزادۂ عالی مقام کو
دے کے احوال پوچھا کہ صاحبزادے تو کون ہے اور یہاں تیرا گذر کیونکر ہوا شاہزادۂ والا قدر نے اپنا نام اور اپنا
حسب و نسب بیان کیا جب اُس پیرمرد نے حسب و نسب اور نام شاہزادۂ بدیع الزمان کا سُنا تو سر و قد
اُٹھکر تعظیم دی اور کہا کہ ای شہزادے مجھے ترجمان پیر کہتے ہیں اور میں بیٹا آصف بن برخیا کا ہوں اور اُس
جزیرے کا نام جزیرۂ خرم مشہور ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ جزیرہ مرغان خوش الحان اور
طائران شیرین بیان کو عطا فرمایا ہے وے پرند یہاں [illegible] چند پرند رہتے ہیں اور رات کو ہیومان نامے ایک
دیو مشعل دار مشعل ہفت سر سلیمانی کا آکے رہتا ہے آج شب کو میں اُسکے پاس جاکے تیری بابت میں سعی کرونگا
شاید ہیومان دیو تجھے باختر تک پہونچادے چنانچہ شب کو شاہزادۂ بدیع الزمان اُسی ترجمان پیر کے ہمراہ
اُس ہیومان دیو کے پاس آیا اور اُس پیر نے حال شاہزادۂ با اقبال کا بیان کرکے بہت سی سفارش کی

ہومان دیو نے شاہزادہ عالم کی بہت سی تعظیم کر کے بڑے اعزاز و تکریم سے بٹھلایا تو ترجمان پیر نے کہا کہ اے ہومان میں نے کبھی تجھے
مطلب کے واسطے تکلیف نہیں دی مگر آج ایک عرض میری یہ ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو اس ویران جنگل سے
نکال کے آبادی میں پہونچا دے ہومان دیو نے کہا میں ایک شرط سے شاہزادہ عالم کو جہاں یہ فرمائیں ابھی پہونچا کے دیتا ہوں
کہ یہ بھی میرا ایک کام کر دیں شاہزادہ والا قدر نے پوچھا کہ تیرا کیا مطلب ہے ہومان دیو نے کہا یہاں جبار شاہ نام
ایک دیو میرا چچا رہتا ہے تین لاکھ تیرہ سو دیوان قاف اسکے مطیع اور فرمانبردار ہیں اسکی بیٹی پر میں عاشق ہوں جب
میں اس سے اسکو طلب کرتا ہوں وہ مجھ سے ایسے مشکل کام کو کہتا ہے کہ جو مجھ سے ہو نہیں سکتا شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا کہ اے ہومان دیکھے تیرے چچا جبار شاہ کے پاس لے چل پھر جو وہ کہے گا میں اس کام کو بحکم خدا سر انجام کرونگا
ہومان نے خوش ہو کے کہا لیجا مضائقہ نہیں. روز دوم ہومان دیو شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکے جبار شاہ کے
پاس آیا اور کہا کہ یہ جوان آدمزاد اس لیے آیا ہے کہ جو شرط اور جو کام تو کہے یہ کر دے گا جبار شاہ نے کہا اے آدمزاد تو میری
شرط بجالائے گا شاہزادہ عالم نے کہا انشاء اللہ تعالی جبار شاہ یہ بات سنکے دوسرے روز صبح کے وقت شاہزادہ
بدیع الزمان کو اپنے ساتھ ایک پہاڑ کے نیچے لیجا کر کہا کہ اس پہاڑ پر چار سو جوڑی نقارون کی اور چار ہزار قرنا
رکھی ہیں اور چار حبشی زنجی ایک ایک انار اور ایک ایک تلوار ہاتھوں میں لیے کھڑے ہیں اور ایک تاج مرصع ایک تخت
پر رکھا ہے اور ایک گھوڑا زیر باد سلیمانی وہان چرتا پھرتا ہے جو کوئی اس طرف کو قصد جانے کا کرتا ہے وہ نقارے
اور وہ قرنا خود بخود بجنے لگتے ہیں اور وہ حبشی انار چھوڑتے ہیں ان اناروں کی آگ سے جو کوئی وہان جاتا ہے جل کے
خاک ہو جاتا ہے پس میں چاہتا ہوں کہ گھوڑا زیر باد سلیمانی اور وہ تاج تو وہان سے میرے واسطے لا دے تا میں وہ
تاج اور وہ گھوڑا اپنی بیٹی کے جہیز میں دوں اور جو شخص اس شرط کو پوری اور ادا کرے میں اسکا دین قبول کروں شاہزادہ
بدیع الزمان نے چار روز کی مہلت مانگی اور اپنے مقام پر آکے عبادت الہی میں مشغول ہوا. روز دوم صبح کے
وقت خواب میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگشتری دیکے فرمایا کہ اے فرزند میری اس انگشتری کو تو آصف
بن برخیا کے پوتے ترجمان پیر کو جا کے دے کہ وہ لوح اس طلسم کی تجھے دے گا جو اس لوح میں لکھا ہو تو اس پر عمل
کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب ارشاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے وہ انگوٹھی لیجا کر ترجمان پیر آصف
بن برخیا کے پوتے کو دی اور اسنے لوح طلسمی کو ایک صندوق میں سے نکال کے شاہزادہ عالم کے حوالے کیا
شاہزادہ بدیع الزمان نے جو اس لوح کو ملاحظہ کیا تو اسمیں لکھا تھا کہ اے طلسم کشا اس پہاڑ پر جا اور وہاں زیر کوہ ایک دریا
ناپیدا کنار تجھے نظر پڑے گا تو اس دریا میں بے خوف و خطر یہ دعا پڑھ کے کود پڑنا آگے پھر جو کچھ کہ عجائبات دیکھنا مطابق
لوح کے عمل کرنا شاہزادہ عالی مقام حسب بحکم لوح کے اس پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک دریا موجزن
ہے شاہزادہ عالم نے اپنے دل کو کریم کارساز سے مستحکم کر کے جھٹ پٹ اپنے تئیں اس دریا میں گرا دیا جبکہ دریا سے باہر
نکلا تو تمام اپنی پوشاک کو خشک کر کے ایک شہر کے دروازے پر آیا تو وہاں قریب چار ہزار آدمیوں کے منتظر تھے
اور ایک کمان لٹکی تھی ان آدمیوں نے شاہزادہ بدیع الزمان کو آتے دیکھکر کہا کہ اس شہر کا یہ قانون ہے کہ جو شخص
اس کمان کو کھینچتا ہے اسکو تو اندر شہر کے جانے دیتے ہیں اور جو وہ اس کمان کو نہیں کھینچ سکتا اسکو قتل کرتے ہیں
اگر تو اس کمان کو نہ کھینچ سکے گا تو بلا شک و شبہ مارا جائے گا شاہزادہ والا رتبت نے لوح کو ملاحظہ کیا تو اسمیں
معلوم ہوا کہ اے شکستندہ طلسم جب تو دریا سے نکل کے ایک شہر کے دروازے پر پہونچے اور وہاں کمان کو لٹکتا دیکھے
تو اس کمان کو جلدی سے کھینچ لینا اور وہ جو تیر کہ دروازے کے برابر رکھے ہیں انکو اٹھا کے کھینچی اور سر ہست تمام

تیر و کمان کو لیے اندرون شہر چلے جاتا پہر آگے جو کام درپیش ہو بغیر توقف کے دیکھے غرض شاہزادہ عالم نے بموجب حکم
لوح اُس کمان کو کھینچ کر جلدی سے اُن تیرون کو جو دروازے کے پہلو مین رکھے تھے لیکے مع تیر و کمان اندرون شہر داخل ہوا
اور وہان سر میدان ایک درخت چنار نظر آیا اور شاخ پر اُس درخت کے ایک انار لٹکا ہوا دیکھا شہر کے آدمیون نے
شاہزادہ عالم سے کہا کہ اُس انار کو تیر سے اُڑا دے شاہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو جو دیکھا تو اسمین لکھا تھا کہ شکستندۂ
طلسم اگر تو اس انار پر تیر مارے گا تو ابھی جل جائیگا اور جو تو موجب ان لوگون کے کہنے کے تیر نہ مارے گا تو یہ سب آدمی مجتمع ہو
تجھے مار ڈالینگے لہذا لازم ہی کہ تو اس درخت کو زور کرکے گرا دے وہان اُس درخت کی جڑ مین ایک اژدہا منہ کھولے
بیٹھا ہی اُسکے منہ مین تو کود پڑ شاہزادہ عالم نے حسب الحکم لوح کے اُس درخت کو ایک ہی زور مین گرا دیا اور اندر اُسکے
بھی ایک اژدہا منہ کھولے بیٹھا تھا شاہزادہ والا قدر موجب حکم اُس لوح کے بے خوف و خطر اُسکے منہ مین کود پڑا جب
آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک بڑا مکان پختہ ہی اُسمین ایک دیو پڑا سوتا ہی اور اُس دیو کی چھاتی پر ایک انار رکھا ہی اور بہت
سے انار اُس مکان کی دیوارون کے طاقون پر رکھے ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اُسمین رقم تھا کہ
دیو کو جگا دے وہ دیو اپنی چھاتی پر سے وہ انار اُٹھا کے تجھے دیگا تو اُس انار کو اُس دیو کی چھاتی پر مارنا کہ آگ
پیدا ہوگی اور دیو جل کر مر جائیگا بعد اُسکے ایک حوض پانی کا نظر آئیگا تو اُس حوض مین کود پڑنا وہان قبلہ رو
ایک دروازہ ہوگا تو اُس دروازے کا قفل توڑ کے اندر جانا شاہزادہ بدیع الزمان نے مطابق نوشتہ لوح کے
عمل کیا جب اندر اُس دروازے کے گیا تو وہان ایک باغ بہت عجیب دیکھا اور ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا اور
تاج رفعت رکھا تھا اور ایک حبشی بیٹھا تھا اُس حبشی نے شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر سلام کیا اور کہا لوح مجھے
دے اور یہ گھوڑا اور تاج رفعت اور گنج اور گوہر سب یہان سے لیجا شاہزادہ عالم نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمین مرقوم
تھا کہ کیا مضائقہ تو لوح کو عنقا پوش ابن قیصر پوش ابن فراموش زنگی کے حوالے کردے شاہزادہ بدیع الزمان
نے بموجب حکم لوح کے لوح اُسکو دیدی اور اُسکو اُس طلسم کا بادشاہ کرکے وہ تاج رفعت اور وہ اسپ زرباد
سلیمانی اور تمام مال و اسباب طلسم کا اُسی عنقا پوش زنگی کو سپرد کیا اور کہا کہ بوقت معرکۂ جنگ اور
لشکر کشی بر سر گنجاب جب تجھے طلب کرونگا اُسوقت یہ تمام خزانہ اور جواہر و مال و اسباب طلسمی اور یہ تاج رفعت
سلیمانی اور یہ گھوڑا زرباد سلیمانی اپنے ہمراہ لیکر حاضر ہونا اُس حبشی نے عرض کی کہ شہریار اس تاج کو اپنے آپ
سے جدا نہ کر کہ یہ متبرک ہی اور باقی مال اسباب طلسمی غلام لیکے حاضر ہوگا شاہزادہ عالم وہ تاج اُس سے لیکر طلسم سے
باہر نکل آیا اور چنار شاہ نے مسلمان ہوکر اپنی بیٹی کی شادی بہرمان دیو سے کردی اور یہ کہدیا کہ بوقت لشکر کشی بر سر
گنجاب مشتمل ہفت سر سلیمانی کو ضرور لانا بعد اسکے بہرمان دیو شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکے سمت باختر روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ وہ کشتیان طوفانی ہوکر تباہ ہوگئین انمین سے غرض بعد یکرب پہلوان عادی مع بارگاہ سلیمانی اور اپنے
ساتھ والون کے در بندر غرابیہ مین آ نکلا اور پہلوان عادی نے اب جو غور کیا تو سوا اپنے ساتھ والون کے
اور کسی سردار اور شاہ و شہریار کی کوئی کشتی نہین نظر آئی ناچار پہلوان عادی نے اسباب کشتیون پر سے اُتروا کے
کنارے پر رکھا اور آپ مع اپنے ساتھ والے سب پہلوانون کے کشتیون پر سے اُتر کے اُس شہر کی سیر کے واسطے گیا
وہان دیکھا کہ ایک اکھاڑا کشتی کا بنا ہی اور ہزارون تماشائیون کا مجمع ہی اور ایک جوان ارکان کشتی گیر
نامے پہلوان اکھاڑے مین جانگیہ اور لنگوٹا باندھے اپنے شاگردون کو زور کشتی دلا رہا ہی اور از راہ غرور لاف و گزاف

کریکے کہہ رہا ہے کہ آج کہاں ہے رستم و سہراب و بیژن و برزو و درکہاں ہے حمزہ صاحبقران عرب کہ میرے سامنے آ کے
اور مجھ سے مقابلہ کرے پہلوان عادی نام سلطان صاحبقران کا اور یہ لاف گزاف ارکان کشتی گیر کا سنکے نہایت
خشمگین ہوا اور اُس اکھاڑے میں گھس کے کہا کہ دیکھ ہزار یہ کیا تو جھک مارتا ہے اور جہاں میں ہوں تو کیا دعوے
پہلوانی کا کرے گا یہ کہکے ارکان کشتی گیر سے زور کشتی کا کرکے آن واحد میں ارکان کشتی گیر کو پچھاڑ دیا چار طرف سے
واہ واہ واہ واہ کا شور و غل ہوا پہلوان عادی نے ارکان کو زیر کرکے کہا دیکھ ہم ابھی بہت دور سے
چلا آتا ہوں اور بھوکا ہوں کچھ میرے کھانے کے واسطے جلد لاؤ تمام لوگ تو پہلوان عادی کے لیے کچھ نان اور
کباب وغیرہ کھانا لینے کو گئے اس عرصہ میں اور پہلوان ساتھ والے پہلوان عادی کے سیر کرتے ہوئے وہاں
آ نکلے وہ بھی پہلوان عادی کو دیکھ کر وہیں بیٹھ گئے ناگاہ وہ لوگ کھانا بہت سا لے کر آئے پہلوان عادی مع اپنے
سب یاروں کے کھانا کھانے میں مصروف ہوا تھا کہ ایک غل ہوا پہلوان عادی نے پوچھا کہ یہ شور و ہنگامہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ
کچھ خدا پرست اس دربند غرابیہ کی سرزمین پر دریا کی راہ سے آکر اترے تھے اور بارگاہ بہت بڑی شاہانہ کہ نام اُسکا شاید
بارگاہ سلیمانی مشہور ہے لب دریا استادہ کی تھی یہاں کا جو بادشاہ غراب صحرانشین ہے اُسنے اُن خدا پرستوں سے
وہ بارگاہ اور سارا مال اسباب چھین لیا ہے عمرو معدیکرب یعنی پہلوان عادی یہ حال سنکے نہایت غیظ و غضب میں
آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے بادشاہ نے بہت سا جھک مارا وہ بھی اپنی سزاے اعمال کو پہونچے گا یہ کہکے وہاں سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور مع اپنے ساتھ والے پہلوانوں کے سر راہ آ کے غراب صحرانشین سے مقابلہ کیا غراب صحرانشین
نے نہایت پیچ و تاب کھا کے تلوار ماری پہلوان عادی نے کفِ شداد کی پشت سے اُسکی ضرب کو روک کر
تلوار اُسکی توڑ ڈالی اور ایک ضرب اُسکے سر پر ماری کہ غراب صحرانشین مع مرکب پیوند زمین ہو گیا اور اُسکی فوج و
سپاہ نے پہلوان عادی کو محاصرہ کر کے چار طرف سے شمشیر و نیزہ مارنا شروع کیا ہر چند پہلوان عادی نے بہت سے
کفار کو جہنم واصل کیا مگر جب دیکھا کہ فوج کفار کا بڑا غلبہ ہے تو بجناب باری ملتجی اور مستدعی ہوا ناگاہ کشتیاں مرزبان
خراسانی کی بھی اُسی دربند غرابیہ کے لب دریا آ لگی تھیں جس وقت کہ مرزبان خراسانی نے کشتی سے اُتر کے پہلوان
عادی کو معرکہ آراے رزم و پیکار دیکھا تو وہ بھی مع اپنے سرداروں کے غراب جہنمی کی فوج پر آ گرا اور قتل عام
کرنا شروع کیا وہ لشکر بے سردار اور بے مالک کا تاب مقاومت کی نہ لا سکا الامان الامان پکارا مختصر یہ کہ سب
مسلمان ہو گئے اور پہلوان عادی نے دربند غرابیہ کو اسلام آباد کر کے مع مرزبان خراسانی چندے وہاں
مقام کیا اور لوگوں سے حال شاہزادہ قاسم کا پوچھا سبھوں نے کہا کہ ملک قاسم سرزمین سماشیہ میں جلوہ فرما
ہیں مرزبان خراسانی نے کہا کہ اب بہتر یہ ہے کہ میں بخدمت شاہزادۂ خاور و سیاہ دار الرحمت جا کے حاضر ہوں
پہلوان عادی نے کہا کہ میں بھی ہوا خواہ شاہزادۂ خاور و سیاہ کا ہوں میں بھی تیرے ہمراہ چلتا ہوں القصہ
پہلوان عادی اور مرزبان خراسانی یہاں سے روانہ ہوئے وہاں شاہزادۂ خاور و سیاہ ملک قاسم
مع اپنے سب ہمنشینوں اور مصاحبوں کے بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا اور شاہزادہ کرب غازی بھی حرکات
سے شاہزادہ قاسم کی نہایت رنجیدہ اور پریشان حال ایک طرف بیٹھا تھا کہ سامنے سے ایک ہرکارے
نے آ کے عرض کی کہ اے شہریار پہلوان عادی نے دربند غرابیہ کے اُترتے غراب صحرانشین کو مارا فوج
غراب کی چار طرف سے جلوہ کر کے پہلوان عادی سے لڑ رہی تھی اسی عرصہ میں مرزبان خراسانی بھی آ ہی
دربند میں جا کے وارد ہوا اور اُسنے پہلوان عادی کی مدد کر کے بارگاہ سلیمانی مع اسباب کے چھین لی

اب بائیس ہزار دیوون کے لشکر سے آپ کے پاس آتے ہیں قاسم یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا اور جانب
کرب غازی مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ بارگاہ سلیمانی کو کہاں لے گئے تھے کہ اب خفقان الٰہی سے پھر ہاتھ آئی ہی
اور یہ کہکے اپنے سرداروں سے کہا کہ پہلوان عادی اور مرزبان خراسانی کا جلکے استقبال کرو اور بڑے اعزاز
و اکرام سے میرے پاس لاؤ حسب بحکم ملک قاسم کے تمام سردار استقبال کرکے پہلوان عادی اور مرزبان خراسانی
کو بارگاہ میں شاہزادۂ خاور سیاہ کی لائے شاہزادۂ خاور سیاہ نے بارگاہ سلیمانی کو استادہ کروایا کرب غازی
نے کہا ای شہریار سلطان صاحبقران عنقریب تشریف فرما ہونگے مناسب یہ ہی کہ آپ اس بارگاہ کو استادہ نہ کریں
شاہزادۂ قاسم نے کہا ای کرب غازی تو ہوا خواہی شاہزادۂ بدیع الزمان نہیں چھوڑتا ہی اگر یہ بارگاہ بدیع الزمان
کے پاس پہونچتی تو تو آپ اپنے ہاتھ سے بارگاہ سلیمانی کو استادہ کرتا دست راستیوں نے ایسا کون کام دلیری اور
فرزانگی کا کیا ہی شاہزادۂ کرب غازی نے کہا کہ دست چپیوں نے کیا فرزانگی اور بہادری کی ہی خاور سیاہ نے کہا
عمر و معدیکرب پہلوان عادی نے غراب صحرا نشین کو مارا اور مرزبان خراسانی نے اختریہ کو سحر کیا قاسم
نے کہا تم دست راستیوں میں جو ملک سارنج نے تمہیں پکڑکے کس بلا میں گرفتار کیا تھا اگر میں تمہاری مدد کو نہ پہونچتا
تو خدا جانے وہ نگوس عذاب الیم سے قتل کرتا شاہزادہ کرب غازی نے کہا کہ ای قاسم یہ احسان اپنا تو مجھپہ
رکھتا ہی یہ کہکے آبدیدہ ہوکر رہ گیا اس عرصہ میں چند سوداگر تحفہ تحائف لیکے آئے شاہزادۂ قاسم نے پوچھا کہ تمہارا
آنا کہاں سے ہوا انھوں نے بیان کیا کہ ای شہریار دوران ہے سواد ہندوستان رکن السلطنت دوران جانشین مسند
حمزۂ صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان دربند زیبانیہ میں آکے داخل ہوا اور قریان یکدست کو
کہ شجیع روزگار اور بہادر دارالماحور سے ملک باختر میں مالک سات لاکھ سوار دلیران عرصہ کارزار کا مشہور
و معروف تھا اسے زیر کرکے مطیع اور فرمانبردار بنایا کبا شاہزادۂ قاسم نے کہا بس تنہا مت اور بہادری اسکی
ظاہر ہی جیسے ایک ہاتھ کے آدمی سے کیا ہو سکتا ہی سوداگروں نے کہا کہ ای شہریار اگرچہ وہ ایک ہاتھ کا آدمی ہی
لیکن توبہ کا مقام ہی لکھوکھا بہادروں میں اسنے سیکڑوں کارنمایاں کیے اور ایسا بہادر ہی کہ ملک باختر میں
کسی سے اسکی آنکھ سوائے ایک دفعہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے زیر ہونے کے کبھی کہیں نیچی نہیں ہوئی
اور شہریار عالم خسرو بلاد ہندوستان نے سوائے قریان یکدست کے زیر کرنے کے اور بھی تو بڑے بڑے
کارنمایاں اس سرزمین پر اسکے کیے ہیں عماد بن محمود کراز دندان دربند محمود سے پانچ لاکھ سوار کا لشکر
لیکے بمقابلہ لندھور آیا تھا لندھور نے آن واحد میں اسکو پکڑ لیا اور سبھوں نے کلمہ پڑھکے لندھور کی اطاعت
قبول کی اب بڑا بھاری لشکر تیار کرکے ارادہ رکھتا ہی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کی مدد کے واسطے روانہ ہو جب
لندھور کا حال زبانی سوداگروں کی شاہزادۂ کرب غازی نے سنا تو سر اپنا اٹھا کے کہا فی الحقیقت
دست راستی ایسے ہی بہادر ہیں کہ سات سات لاکھ پانچ پانچ لاکھ سوار و پیادے کے سرداروں اور
بہادروں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرتے ہیں شاہزادۂ قاسم یہ کلام کرب غازی کا سنکے نہایت
درہم اور برہم ہوا اور کہا ای کرب جب تک تجھسے کوئی بات نہ پوچھے تو ہر بات میں کیوں دخل دے
بیٹھتا ہی ابیات سخن تا نپرسند لب بستہ دار + گہر نکتۂ تشنگی آہستہ دار + نپرسیدہ ہر کو سخن یاد
کرد + ہمہ گفتۂ خویش برباد کرد + کرب غازی اس گفتگو سے شاہزادۂ خاور سیاہ کی اور زیادہ رنجیدہ ہوا اس
عرصہ میں ایک ہرکارے نے آکے عرضداشت مالک ازدر کی بنظر شاہزادۂ قاسم گذرانی اسمیں

لگا تھا کہ میں نے دربند ملوکیہ میں آکے مملوک نیزہ دار کو مسلمان کیا اور تمام ملوکیہ کو اسلام آباد کر کے جس وقت
سے کہ میں نے سُنا ہی کہ تم نے بعد بدیع الزمان کے شکست کھائی ہی جی چاہتا ہی کہ میں تلافی اُس شکست کی کرون
اور امیر حمزہ صاحبقران کے آنے تک سرزمین باختر میں کارہائے نمایان کرون شاہزادۂ قاسم نے مضمون نوشتہ
کا دریافت کر کے اُس پیادے سے کہا کہ تو جا کے مالک اژدر سے کہہ کہ گو کہ تو نے فی الحقیقت میں نے شکست
کھائی ہی مگر ایسا کمزور دل بھی نہیں ہون جو کسی سے شکست کھا جاؤنگا مگر زمانہ اُسنے دغا سے مجھے شکست دی ہی خیر
دیکھنا کہ اب کی مرتبہ میں اُسکے ساتھ کیا کرتا ہون اور مالک سے کہہ دینا کہ تو میرے پاس جلد آ غرض یہ کہکے اُس
ہرکارے کو رخصت کیا اور پھر کرب کی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ کیون کرب غازی بہادران دست بچپ کا حال سُنا
کرب غازی نے کہا کہ اے شہریار میں اب کچھ تم سے نہیں کہونگا کیونکہ تمھین دریغ بہت ہی جو بات میں کہونگا وہ
تمکو ناگوار ہوگی پھر مجھے بولنا کیا ضرور تم ذرا سی بات میں آزردہ اور بدمزاج ہو جاتے ہو اور میں بھی دیوانہ اور جاہل
اور بدمزاج مشہور و معروف ہون پس اس سے بہتر یہی ہے کہ جو کچھ تم کہو وہ میں سنونگا تمکو جواب نہ دونگا شاہزادۂ
قاسم یہ تقریر کرب غازی کی سُنکے بہت ہنسا اور کہا کہ بہت بہتر القصہ وہ پیادہ گیا اور ابلاغ پیام شاہزادۂ قاسم
کا روبرو مالک کے کیا مالک اژدر شاد ہوا اور وہان اسی وقت سوار ہو کے مع اپنی سات لاکھ جوانون کے
مملوک نیزہ دار کو ہمراہ لیے بخدمت شاہزادۂ خاور سپاہ روانہ ہوا قضائے کار سہک بن کوس اور کوس بن
سہک ہندی قریب دس ہزار زنجیر فیل خسرو بلاد ہند کے وہان کوہ میں واسطے چرائی کے لے گئے تھے مالک اژدر
جو اُس طرف سے نکلا تو مالک کے دل میں یہ خیال آیا کہ کچھ اپنی چالاکی اور سپہگری لندھور کو دکھلا دون اور یہ
خیال کر کے مع اپنے لشکر کے سہک بن کوس اور کوس بن سہک کی جانب مخاطب ہوا اور سہک کو زخمی کر کے
سب ہاتھی چھین لیے اور اپنے بیٹے ابراہیم بن مالک کے سپرد کر کے کہا کہ سب ہاتھی تو لیے میرے پیچھے چلا آ یہ کہکے
مالک اژدر بخدمت خاور سپاہ ملک قاسم روانہ ہوا وہان سہک بن کوس نے لندھور سے جاکے سارا ماجرا
بیان کیا لندھور نہایت غیظ و غضب میں آکے چاہتا تھا کہ اُٹھے زریان یکدست نے کہا کہ آپ کیون تکلیف
کرتے ہین میں جا کے ہاتھیون کو ابھی لیے آتا ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور تلاش میں مالک اژدر کی جاتے جاتے
جہان ابراہیم بن مالک خوشی خوشی تمام ہاتھیون کو لیے جاتا تھا وہان پہونچا اور زریان نے نعرہ کوہ شگاف
کر کے کہا کہ ہاتھی اے خیرہ سر تیرہ روزگار اب تو کہان جاتا ہی ابراہیم بن مالک نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ایک
جوان گھوڑا سرپٹ ڈپٹے مجھے للکارتا ہوا چلا آتا ہی ابراہیم بن مالک وہین اپنی فوج کا پرا جما کے کھڑا ہو رہا
اور فیما بین زریان یکدست اور ابراہیم بن مالک کے مقابلہ اور مجادلہ ہوا زریان یکدست نے بعد جنگ
نیزہ و عمود و شمشیر و کشتی میں ابراہیم بن مالک کو زیر کیا اور دونون ہاتھ ابراہیم کے باندھ کے موزون میں
اُسکے ریگ بھر کے گلے میں ڈال دیے اور پاپیادہ کر کے کہا کہ آپ تشریف لیجائیے اور اپنے بابا جان
مالک اژدر سے جاکے سارا حال کہیے گا بعد ازان اُن سب ہاتھیون کو لے کے بخدمت خسرو بلاد ہندوستان
آیا اور سارا حال وہان کا بیان کیا لندھور نے بہت سی تعریف زریان کی کر کے خلعت دیا اور باتفاق باہم بزم
عیش و طرب میں بیٹھے اور باتین کرنے لگے وہان مالک اژدر نے بخدمت شاہزادۂ قاسم سب حال لندھور
کے ہاتھیون کے چھین لانے کا بیان کیا اور کہا کہ نہیں معلوم کہ ابراہیم کو اتنی دیر کیون لگی مجھے نہایت اندیشہ
ہی کہ مبادا وقت کسی راہ میں کسی اور شخص سے تازہ مفسدہ نہ ہو گیا ہو ابھی مالک اژدر یہی باتین کہہ رہا تھا

کہ اتنے مین ابراہیم بن مالک پہونچا اور اُسنے بعد سلام کے جو کچھ سرگذشت وہان کی تھی مفصلاً اور شروعاً بیان کی اور سارا احوال زنگیان کے آنے اور اپنے زیر ہونے اور ہاتھیون کے چھین لیجانے کا بیان کیا مالک اژدر ہا چہرا اُسکے تیرہ اور قمہ پڑکے اُٹھ کھڑا ہوا شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم اور فرزبان خراسانی بھی تلوارین پکڑ پکڑ کے اُٹھے کرب غازی نے ہنسنا شروع کیا اور کہا کہ تم صاحب جو اتنا جانتے ہو کہ دست راستیون سے ہم لوگ تنہا عہدہ برآ نہین ہوسکتے تو دو چار ہزار یار اور مددگار پیدا کر و تب جانا مالک اژدر نہایت اپنے جی مین منفعل اور آزردہ ہوا اور شاہزادہ خاور سیاہ اور فرزبان خراسانی وغیرہ سب کو اپنے ہمراہ آنے کے واسطے ممانعت کرکے مادیان عربی پر بیٹھ کے زنگیان یکدست سے آمادہ رزم و پیکار روانہ ہوا مگر قاسم نے کرب غازی کی طرف سے زیادہ تر کینہ اپنے دل مین پیدا کیا وہان لندھور بن سعدان اور زنگیان یکدست جو صحبت عیش مین بیٹھے تھے ناگاہ ایک پیادے نے آکر عرض کی کہ یا خسرو بلاد ہند مالک اژدر سے تہیہ جنگ آتا ہے لندھور نے جو یہ سنا خود ہی جھٹ پٹ اپنے ہاتھی پر سوار ہوکے خیمے سے باہر نکلا اُس طرف سے مالک اژدر آیا اور دونون سے معرکہ رزم و پیکار درپیش ہوا اس عرصہ مین نقابدار سرخ پوش نمودار ہوا اور پکارا کہ سُنو ہوا خواہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور مالک کو قسم دے کر کہا کہ لندھور سے تو جنگ نہ کرنا مین اسکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر بمقابلہ خسرو بلاد ہند آیا اور مالک علٰحدہ کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا کہ ایک طرف سے نقابدار سبز پوش لاف و گذاف ہوا خواہی شاہزادہ بدیع الزمان کا کرتا ہوا نمودار ہوا اور مالک کو زد کشتی آن واحد مین زیر کرلیا ادھر نقابدار سرخ پوش نے لندھور کو زیر کیا اور دونون نقابدار لندھور اور مالک کو گرفتار کرکے لے گئے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شہنشاہ لشکر اسلام سے بیان کیے جاتے ہین

کہ شہنشاہ سعد بن قباد کی کشتیان طوفانی ہوگئے جو بہین تو بعد چند روز کے دربند سنجریہ مین جا کے نکلین اور حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نے مع چار سو شاہان اقالیم اور فرمان روایان صاحب تاج و دیہیم اور تمام فوج و سپاہ اور جملہ شاگرد پیشہ اور سپہ و بنگاہ کے کشتیون پر سے اُترکے لب دریا ہی بارگاہ و خیمے استاد کروائے اور مع تمام اہالیان دولت اور ارکان سلطنت سریر سلطنت پر اجلاس فرماکے مہتر سبکدست کو حکم دیا کہ دریافت کرو اس سرزمین کا کیا نام ہے اور یہان کا حاکم کون ہے اور دین و مذہب اُسکا کیا ہے بعد دو گھڑی کے مہتر سبکدست نے آکے عرض کی کہ اس دربند کا نام سنجریہ ہے اور دو بھائی یہان کے بادشاہ ہین ایک کا نام سنجر اور دوسرے کا نام اسحاق ہے اور آج ان دونون بادشاہون کے یہان نوروز ہے اور علی شاہ وکماد جو کوئی کہ شہر بابل اور باختر مین ہے وہ اگر آج کے دن اس شہر مین ہوگا تو بلاشک و شبہہ اس نوروز کی دھوم مین شریک ہوگا اور رسم یہان کی یہ ہے کہ آج یہ دونون بادشاہ واسطے زیارت کرشمہ لقا کے باغ کرشمہ مین گئے ہین اور تمام وضیع و شریف امیر و فقیر زن و مرد اس شہر کے اُسی باغ کرشمہ مین چلے جاتے ہین اور وہان ایک پرنیان کے کپڑے پر صورت لقا کی کھنچی ہوئی ہے اُس تصویر کی زیارت کرتے ہین اور اُسی کے آگے سب سجدہ کرکے چلے آتے ہین بادشاہ لشکر اسلام نے جو یہ خبر سنی نہایت خوش ہوکے مع اپنے تمام بادشاہون اور سردارون اور سوداگرون کی صورت بنکے اُس باغ کرشمہ مین تشریف فرما ہوئے اور سیر خوش مذاق اور گلگشت باغ کی کر رہے تھے ناگاہ مہتر گردم و عیار کا

تھا گرد طوفان عیار کا خبر لایا کہ خدا پرستوں کی کشتیان طوفانی اور تباہ ہو کر چار طرف بہ گئیں جس یقین ہے کہ اس ورطہ میں کچھ
نکلیں لہذا لازم ہے کہ فوج یہان سے کنارہ دریا کا روکے تاکوئی خدا پرست اس سرزمین میں آنے نہ پائے سنجر اور
اسحاق نے یہ خبر سنکے کہا کہ آج کے دن تو ہم اسکا تدارک نہیں کر سکتے کل جیسا مناسب ہوگا عمل دینگے اس عرصہ
میں ایک پیادہ دوڑا آیا اور اسنے کہا کہ بادشاہ لشکر حمزہ صاحبقران کا جو شہنشاہ سعد بن قباد نامور ہے وہ مع
چارسو بادشاہ اور پچاس ہزار سواروں کے اس سرزمین پر لب دریا آ اترا ہے اور تمام اپنی فوج و سپاہ کو چھوڑ کے
آپ مع اپنے ساتھ کے سب بادشاہوں اور سرداروں کے بطور سیر یہان آیا ہے طوفان نے کہا سعد شہریار
اکیلا تمھاری فوج و سپاہ کے واسطے کافی تھا اور نہ کہ چارسو بادشاہ اسکے ہمراہ ہیں اس سے صلاح یہ ہے کہ سعد
کو کسی عیاری اور فریب سے پکڑ لیں سنجر نے کہا میں اس سعد بن قباد کو پہچانتا نہیں ہوں کہ ان لاکھوں آدمیوں کے
بھیڑ اور بھیڑ بھاڑ میں وہ کہاں ہے اور کون سا ہے طوفان نے کہا میں پہچان لونگا یہ کہکے طوفان نے ادھر ادھر
تلاش کرکے سعد کو دیکھا اور نگاہ واپس پہچان کے سنجر سے جاکے بتا دیا کہ سعد شہریار فلان مقام پر سیر دیکھ رہا ہے
سنجر نے چند کشتیان شراب کی گلابیوں کی اور کچھ خوان کھانے کے بطور دعوت کے شہنشاہ سعد کے پاس
بھیجے اور بادشاہ لشکر اسلام نے دعوت کو قبول کرکے تناول فرمایا وہ شراب اور وہ سب کھانا بیہوشی آمیختہ
تھا بعد کھانے کے سب کے سب بیہوش ہو کر گر پڑے سنجر نے سب کو مع شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد و چارسو
بادشاہوں کے مطوق اور مسلسل کرکے ایک عرضداشت بدین مضمون کہ میں نے بادشاہ لشکر اسلام کو مع چار
سو بادشاہ خدا پرستوں کے پکڑا ہے انکے باب میں جیسا حکم صادر ہو مطابق اسکے بجا لاؤں لکھ کے اپنے عیار
زنبور نامے کو دی اور سمت لشکر گنجاب روانہ کیا حسب اتفاق فضل بن گیاہور خون آشام بطریق سیر و
شکار اپنے لشکر سے سوار ہو کے نکلا تھا اثنائے راہ میں زنبور عیار کو دیکھ کے مرجان تیز رفتار کو اشارہ کیا
کہ اسے میرے پاس لا مرجان تیز رفتار نے جاکے پکڑ لایا فضل نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے زنبور نے
اپنا نام چھپا کے کہا کہ میں سپاہی پیشہ ہوں پیغمبر مرسل کے لشکر میں اپنی نوکری کے واسطے جاتا ہوں فضل نے
جانا کہ سچ کہتا ہے اسے چھوڑ دیا لیکن مرجان تیز رفتار عیار ہے اسنے زنبور کو پیر تک کے پہلے تو دم دلاسے میں پوچھا جب اسنے
نہ بتلایا تب مرجان نے اسے کوڑے مار کے اقبال کروا لیا اسنے ناچار ہو کے وہ نامہ جو سنجر نے گنجاب کو لکھا تھا اپنی کمر سے
نکال کے حوالہ کر دیا اور بصدق دل مسلمان ہو گیا فضل بن گیاہور خون آشام نے زنبور سے پوچھا کہ اب تو سچ بتلا کہ
شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد کو کیونکر جاکے چھڑا لاؤں زنبور نے کہا اے شہریار شاپور بلند اقبال اور جو خط
گنجاب کا ہے تم اسکی صورت بنکے دس ہزار سواروں کے ساتھ وہاں چلو میں پہلے جاکے سنجر سے کہونگا وہ تمکو باعزاز تمام اپنی بارگاہ
میں بلاکے قیدیوں کو تمھارے سامنے لاکے حاضر کریگا اسوقت سب کو چھڑا دیجیے گا فضل بن گیاہور خون آشام
کو یہ تدبیر پسند آئی اور زنبور کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور پچیس ہزار روپیہ انعام دے کے بڑی زیب و زینت
اور عزت و توقیر سے اپنا عیار کرکے آپ بھی مع بارہ ہزار آدمیوں کے سنجر کے پاس روانہ ہوا زنبور نے آگے
جاکے سنجر اور اسحاق کو خبر کی وہ دونوں بھائی استقبال کرکے فضل کو اپنے شہر میں لے گئے اور بڑی دھوم دھام
سے محفل رقص و سرود کی تیاری کرکے فضل کی دعوت کی اور شاہ سعد کو مع چارسو بادشاہوں کے زندان
سے بلاکے فضل بن گیاہور کو دکھلایا فضل بن گیاہور خون آشام شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد کو دیکھ
کر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گیا ملکہ ہزار قیاس شاہ سعد بھی فضل کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اسوقت

فضل بن گیاہور خون آشام نے سنجر اور اسحاق کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ مین غلام جان نثار شاہزادہ
بدیع الزمان نامدار کا ہون اور مجھے فضل بن گیاہور خون آشام کہتے ہین مین نے سنجان مین رہو رعیار کو دیکھا
نا سرجوم نے شاہ سعد چراغ لشکر اسلام کی گرفتاری کا کتباب کو لکھا تھا اوس سے چھین لیا اور نجبائی اسکے اور
خلائق کی خوشخبری ہی ہنوز نے پائے شاہ پور کی صورت بنکے تمتیہ رہائی شہنشاہ لشکر اسلام آیا ہون ای حرامزادو
تمہارا یہ رتبہ اور یہ منہ کہ تم شہریار لشکر اسلام کو قید کرو جب بادشاہ سعد نے جانا کہ یہ فضل بن گیاہور خون آشام
شاہزادہ بدیع الزمان کا نوکر ہے ہاتھون کی ہتکڑیان اور پاؤن کی بیڑیان مثل تار عنکبوت کے توڑ کر فضل بن
گیاہور خون آشام کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا ای فضل علائی اور عوض اس خدمت کا بارگاہ سلیمانی
مین تجھے سب سرداروں سے مقدم بٹھلاوے گا اور وہ بات تیرے ساتھ کرونگا کہ تمام بارگاہ سلیمانی مین سب
مسند نشینون مین تیرا عز و وقار زیادہ رہے سنجر اور اسحاق نے جو یہ حال دیکھا فضل ایزدی سے زنگ کفر آئینہ
ضمیر سے ان دونون کے دور ہو گیا تھا اور از سر صدق کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گئے اور فضل شہنشاہ
سعد بن قباد سے رخصت ہو کے سمت سنجان آیا

اب دو کلمے داستان اون طوفانی اور تباہی زدہ کشتیون سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت وہ طوفان کم ہوا اور تاریکی رفع ہوئی اور روشنی نمایان ہوئی تو عیاران لشکر اسلام نے دیکھا کہ ساحل دریا
کا نظر آتا ہے اور کچھ لوگ لب کنارے لب دریا آ کر اوس میں گھڑیاں بجا رہے ہین بعضے نہاتے ہین ایک سمت کو کچھ دھوبی
پالون پر کپڑے دھو رہے ہین کوئی رہم دار دام دریا مین ڈالے ہوئے سامنے کچھ کھیت تمباکو کا نجے کے معلوم ہوتے ہین
غرض عیارون نے کشتیون کو وہان کنارے پر لگا کے تمام کیا اور چند ہوائی سب اوترے تو معلوم ہوا کہ اس دربند
کا نام دار خلیہ ہے اور یہان کا بادشاہ ایک پہلوان اختر داخل نشین نامے ہین لاکھ ساٹھ ہزار سوار کا حکمران ہے
ابھی عیاران لشکر اسلام کشتیون مین سے اوترکے اپنا اپنا مال و اسباب اوتار رہے ہین کہ یہ خبر اوس اختر داخل نشین
کو پہونچی کہ اس دربند مین چند کشتیان خداپرستون کی آئی ہین اور وہ سب خداپرست کنارے دریا کے اوترکے شہر مین
داخل ہوا چاہتے ہین اختر داخل نشین نے یہ خبر سنتے ہی جھٹ پٹ مع اپنی تمام فوج و سپاہ کے سوار ہو کر طبل جنگ
بجوا دیا اور یہ خبر طبل جنگ بجنے کی جو عیارون نے سنی تو نٹ ساتھ طبل سکندری اور بوق جمشیدی اور کیورانی
مع علم اژدہا پیکر یعنی سامان میدان رزم و پیکار صاحبقران نامدار کا تھا نظر کردہ علی عمران منظور نظر صاحبقران
صاحب بندہ گران جنتر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہان ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ
بجے اور حسب الحکم جنتر قران کے عیارون نے طبل سکندری پر چوب ماری ساتھ چوب مارنے کے طبل سکندری سے
آواز پیدا ہوئی یا صاحبقران یا صاحبقران جب عیارون نے یہ صدا طبل سکندری سے نکلتے سنی سب کے
سب خوش ہوئے اور بجا رہا لے شد ... تعالی امیر با توقیر صحیح و سالم دریا سے برآمد ہونگے روز دوم صبح کو اس
طرف سے اختر داخل نشین اپنا لشکر لیکر میدان مین نکلا اور صف آرا ہوا اور اوس طرف سے تمام عیاران لشکر
اسلام قنطور سے رنہفتی پاتابے سقرلاتی حلہ ہائے ناحق اپنی ذرت برار ہو کے ملے کمندون کے اور گوپھنین پاگین
ہاتھون مین اور تیغے اصفہانی و رہنے ہاتھون مین جوڑیان خنجرون کی کمرون مین بڑے بڑے تاج سرون پر رکھے
دھمنیان بجاتے جوتا رہے جھیرتے سلسلین برفنے میدان مین آگے صف باندھ کے کوڑے ہوئے اختر اپنا مرکب
چمکا کے میدان مین نکلا ادھر سے نظر کردہ حیدر کرار جنتر قران نامدار اوسکے مقابلے مین آ کر بجا گا اور اختر نے

تعاقب اُسکا کیے جب کہ نزدیک پہونچا اُسوقت قران نے اُسکے گھوڑے کی باگ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ اختر پشت
مرکب پر سے مُنھ کے بل زمین پر گرا برابر تھے قران نے خنجر مارا کہ جگر کے پار نکل گیا اور لاشہ اُس حبشی کا خاک و خون میں
غلطان دیکھکر تمام لشکر اُسکا بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے شہر میں گھس کے دروازہ بند کر لیا عیاروں نے باہر سے نقب کھودنا
شروع کی حسب اتفاق اندرون شہر سے اختر کی بیٹی نے بھی مع چند اپنی خواصوں کے نقب لگائی تھی اتفاقاً راہ میں
دونوں نقبیں برابر پہونچ گئیں اختر کی بیٹی نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو عیاروں نے کہا ہم خدا پرست عیار ہیں
اور چاہتے ہیں کہ اس ملک کو مسخر کریں اب تم بتلاؤ کہ تم کون ہو اُن سبھوں نے جواب دیا کہ یہ شاہزادی
اختر داغل نشین کی بیٹی ملکہ دل آرا ہے عنبر موی آج رات کو خواب میں جمال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دیکھکر
مشرف باسلام ہوئی ہے صبح کو اپنے تمام لشکر سے کہا کہ تم بھی اسلام قبول کرو فوج و سپاہ نے ملکہ کا حکم نہ مانا پھر ملکہ
نے ہم کو حکم دیا کہ تم نقب دے کر عیاران لشکر اسلام کو اندر شہر کے لے آؤ سو بحمد للہ کہ ہمارے تمہارے راہ میں
ملاقاتیں ہو گئیں مختصر یہ کہ سب عیار یہ خبر سنکر نقب کی راہ سے اُسکے مکان میں پہونچے جسوقت کہ عیاروں نے اُس
نازنین غارت گر دل و دین اختر داغل نشین کی بیٹی ملکہ دل آرا کو دیکھا سب کے سب محو نظارۂ جمال دلفریب اُس
غارتگر صبر و شکیب کے ہو کر عاشق ہو گئے نفر کردۂ علی عمران مہتر قران نے کہا کہ یہ بات مناسب نہیں کہ ہم سب
ایک پر عاشق ہوویں اُس نازنین نے کہا کہ تم سب تو مجھے پیار کرتے ہو اور چاہتے ہو مگر وہ بھی تم نے سنا ہے مصرعہ یار
مرا خود دیگری بکہ باشد + اور یہ کہکے گلابیاں شراب کی اور گزک نقل اور کباب وغیرہ بطور دعوت کے عیاروں کے
سامنے لاکے رکھدیے سب عیاروں نے بے خوف و خطر کھایا اور بخوبی تمام شراب پی فقط قران چالش نے تو کوئی پیالہ
شراب کا پیا اور کوئی نوالہ کسی کھانے کا کھایا تب ملکہ دل آرا نے کہا کہ صاحب تم شراب کیوں نہیں پیتے ہو اُسپر
مہتر قران نے کہا کہ میں دن بھر روزہ رکھتا ہوں اُس نازنین مہ جبین نے پھر بہت سا اصرار کیا اور مجبور کرکے کہا کہ
پھر تو کچھ تو فرمائیے مگر قران نے کچھ نہ کھایا اسمیں کوئی ایک ساعت بھر کے بعد عیاروں نے چاہا کہ اُٹھکر چلیں ساتھ
اُٹھنے کے چکر مارا کے سب گر پڑے اور بیہوش ہو گئے قران نے یہ حال اپنے ساتھ کے عیاروں کا دیکھکر کہا کہ ای یار
جو فروش گندم نما تو نے یہ کیسا کھانا ان سب کو کھلا دیا کہ سب کے سب بیہوش ہو کے گر پڑے ہیں اتنا جان لے کہ
میں نفر کردۂ علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا ہوں اور مجھے میرے مولا نے فرما دیا ہے کہ جو تو کہیں خدانخواستہ پکڑا جائیگا
تو اُسی دن تو جانیو کہ میری روح پہونچی ورنہ کبھی کہیں تو کسی کی عیاری اور مکاری سے پکڑا نہ جائیگا اب تو اپنی سب
فوج کو حکم دے کہ وہ مجھ سے آمادۂ رزم و پیکار ہو اگر میں اکیلا تیری ساری فوج میں سے ایک کو بھی زندہ و سالم
چھوڑ دوں تو تو مجھے پھر مرد نہ کہنا ملکہ دل آرا نے کہا کہ ای مہتر قران مجھے اب یقین کلی ہو گیا کہ دین تیرا برحق
ہے بس یہ کہکے اور دوڑ کر قران کے پانوں پکڑ لی اور از سر صدق کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوئی اُس
عرصہ میں اور بھی سب عیار ہوشیار ہو گئے اُٹھنے لگا دغواقی نے کہا کہ مجھے کیا ہو گیا تھا کہ میں اتنا غافل ہو کے
گر پڑا شبرنگ نے کہا کہ میری عقل کچھ نہیں کام کرتی کہ میں اس درجہ از خود رفتہ اور خود غلط کیونکر ہو گیا ملکہ
دل آرا نے کہا کہ میں نے تم سب کو بیہوشی دے کے پکڑ لیا تھا مہتر قران نے تمہاری سب کی جان بخشی کی ہے سب
عیاروں نے مہتر قران کی تعریف کی القصہ اُس نازنین نے پھر کہا کہ اب تم سب یہاں سے تشریف لے جا کر
کل میں مع تمام اپنے لشکر کے آؤنگی اور میں لونڈی مہتر قران کی ہوں اور یہ دربند تمام ملکیت اور حقیقت مہتر قران
کی ہے عیاروں نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے عیار لوگ پھر اُسی نقب کی راہ سے اپنے لشکر میں آئے اور صبح کو ملکہ دل آرا

نقاب منھ پر ڈال کے باہر نکلی اور تمام اپنے سرداروں کو بلا کے کہا کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں جسکو میری اطاعت کرنا منظور ہو وہ کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کرے ورنہ جسے کچھ انکار ہو وہ جہاں جی چاہے چلا جائے تمام فوج و سپاہ اور رعایائے شہر نے عرض کی کہ تو ہماری بادشاہ اور مالک ہے جو تیری مرضی اور جو تیری خوشنودی خاطر ہوگی وہی ہم کو بھی بدل و جان قبول اور منظور ہے ملکہ دل آرا نے ان سب کو کلمۂ شہادت پڑھوا کے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور خطبہ اور سکہ بنام بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد کے جاری کیا اور بعد اسکے دروازہ شہر کا کھول دیا اور تمام عیاران لشکر اسلام کو اندر شہر بلوایا اور یہ اقرار ٹھیرا بیچ عمر قران اور ملکہ دل آرا کے ہو گیا کہ جسوقت شادی شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کی ملکہ گوہر ملک کے ساتھ ہوگی اوسی وقت عقد ہمارا بھی ہوگا غرض قران نے ملکہ دل آرا کو رخصت کیا اور جبل سکندری اور قصر جمشیدی اور طلسم اژدہا پیکر وغیرہ جو جو ہمراہ تھا قران نے کہا کہ انکو خدمت میں بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان لے چلو تنہا عیاران دست چپ نے کہا کہ لندھور کے پاس لیجانا کیا ضرور ہے ان اسباب کو ہم سب بخدمت شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لیجاینگے عمر قران نے کہا یہ بات میرے سامنے غیر ممکن ہے عیاران دست چپ بخیال اسکے کہ عمر قران کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا سب کے سب بخدمت شاہزادہ قاسم روانہ ہوئے کہ جا کے شاہزادہ قاسم کو خبر کریں

اب تتمہ حال سفر بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان اور مالک اژدر سے گزارش کیا جاتا ہے

کہ جسوقت وہ نقابدار سبز پوش اور سرخ پوش لندھور اور مالک کو پکڑ کے لے گئے تو جاتے جاتے ایک کوہستان میں پہونچے وہاں ایک باغ میں ایک عمارت عالی شان تھی اسی مکان میں لندھور اور مالک کو چھوڑ کے دونوں نقابدار چلے گئے بعد ایک ساعت کے ایک شخص نے آ کے کہا کہ تم دونوں اٹھکے ہمارے ساتھ اندر چلو لندھور اور مالک جو اس مکان کے اندر گئے تو انھوں نے دیکھا کہ وہاں دو عورتیں بہت خوبصورت دوازدہ پارہ زیور و جواہر کی پوشاک پہنے دھوم دھام کی گفت بہار کو شرمندہ کرتی ایک مسند پر بیٹھی ہیں لندھور اور مالک کو بلا کے اپنے برابر بٹھلایا لندھور نے کہا میری معشوقہ خوبصورت ہے مالک نے کہا تو حسن کو کب پہچانتا ہے غرض یہ باتیں کر کے دو ایک پیالے پیے عالم نشہ میں مالک نے چاہا کہ اپنی معشوقہ کے منھ سے منھ ملا کے بوسہ لے یکا یک ایک بدبو دماغ سوز اسکے منھ سے دماغ میں مالک کے جو پہونچی تو مالک نہایت منغص ہوکر کہنے لگا تو کیا گوہ کھاتی ہے اسنے کہا کہ میری بدبو خوشبو سے کیا سروکار ہے تو نے مطلب سے مطلب رکھ علی ہذا القیاس اسی طرح سے لندھور نے چاہا کہ میں اپنی معشوقہ کا منھ چوم لوں لندھور کے بھی دماغ میں جو بدبو آئی تو لندھور نے اپنا منھ پھیر لیا تب وہ کہنے لگی ہے وہ دونوں کہتے ہیں کہ تم دونوں ہمکو پہچانتے ہو ہم کون ہیں لندھور اور مالک نے کہا کہ ہم تمہیں نہیں پہچانتے تم کون ہو ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ میرا نام نسترن جادو ہے اور یہ چھوٹی بہن میری ہے اسکا نام آذر جادو ہے اور ابھی جوان ہوں میرا سن سب کل نو سو برس کا ہے اور میری اس چھوٹی بہن کا ابھی کوئی پانچ سو برس کا سن و سال ہوگا لندھور نے کہا تو سچ کہتی ہے جبھی تو تیرے منھ سے دودھ کی بو آتی ہوگی اور ہم دونوں کی تو تیری برس ہے تم ہم سے کچھ سلطنت بھی تم کو نہ آئے گی یہ گفتگو لندھور کی سنکے وہ دونوں جادوگرنیاں نا امید ہوئیں اور کچھ سحر کر کے لندھور اور مالک کو بے حس و حرکت کر دیا لندھور اور مالک مسحور ہو کے آہستہ آہستہ باہم باتیں

بدیع الزمان نے ہومان دیو سے کہا کہ وہ شخص قاسم تھا اور میرا نام سنکے چلا اور مجھے تیر مارا القصہ ہومان دیو کو رخصت
کر کے شاہزادہ بدیع الزمان سمت سنجان روانہ ہوا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب ایک کوہستان کے پہونچا
تو دیکھا کہ سامنے سے کچھ لوگ پیش خیمہ لیکے آگئے اور وہاں خیمہ استادہ کیا اور بارگاہ اور خیمہ و خرگاہ کا رخ سمت
سنجان کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے جانا کہ مالک اس بارگاہ کا شاید بقصد جنگ آیا ہے ابھی یہی اپنے دل میں کہہ رہا تھا
کہ سامنے سے ایک تیرہ گرد کا اٹھا اور اس گرد میں سے آگے آگے ایک جوان شیر صولت اہرمن توان نہایت خوش رو وجیہ
و خوش شکل مسلح اور مکمل گینڈے پر سوار ایک زنجیر فولادی کو دانتوں سے چباتا ہوا اور دو ساقی بچہ اور مہ رخسار اور
جام شراب ہاتھوں میں لیے چپ و راست سے پیالے شراب کے ملا کے پلاتے جاتے ہیں اور وہ جوان شراب کا پیالہ
نوش کر کے بجائے گزک زنجیر فولادی کو چباتا اور فولاد درخشاں سرمہ سا بطور چھلنے کے اپنے منہ سے اڑاتا ہوا گینڈے کو
اپنے زانو سے مسلتا چلا آتا ہے اور پیچھے اسکے ساٹھ ہزار سوار دریائے آہن میں غرق سپر تیغ تلواریں تھامے گرد و پیش اپنے
اپنے گھوڑے چمکاتے چلے آتے ہیں نگاہ جو اس جوان کی سمت شاہزادہ بدیع الزمان پڑی تو اپنے چند
سواروں سے اشارہ کیا کہ یہ نوجوان جو زیر کوہستان بہ کمال عظمت وجودت و شوکت و شان مرکب پر سوار کھڑا ہے
اسکو میرے پاس بلا لاؤ چنانچہ حسب الحکم اسکے وہ سوار قریب شاہزادہ عالی مقدار کے آئے اور عرض کی اے بہادر
تجھے ہمارا مالک بلاتا ہے شاہزادہ بدیع الزمان اپنے گھوڑے کو جست کر کے قریب اس جوان کے آیا اور اسنے پوچھا
کہ اے بہادر تو کون شخص ہے اور یہاں کس تقریب سے تو آیا ہے شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ پہلے تو بیان کر کہ تو کون شخص ہے
اسنے کہا کہ مجھے درندۂ زنجیر خا کہتے ہیں اور میں بموجب تقدیر لقا خداوند سجدہ ہزار ملک باختر سے
بدیع الزمان کے پکڑنے کو جاتا ہوں اب تو اپنا نام بتلا کہ تو کون شخص ہے شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان
دلاور نے فرمایا کہ اے درندہ بہادر آگاہ ہو کہ میں وہی بدیع الزمان گردن شکن ہوں کہ تو جسکے پکڑنے
کو آیا ہے اور میں نے ملکہ گوہر ملک کو اپنے قبضہ میں کر کے کل باختر کو زیر کر رکھا ہے اور فیصل بن گیا ہوں خون کا شام
اور ارباب باختری وغیرہ سرداران گنجاب کو میں نے زیر کر کے مسلمان کیا اور اپنا رفیق کر دیا ہے درندہ
زنجیر خا نے بظاہر تو بنگاہ غضب شاہزادہ عالم کی طرف دیکھا مگر دل میں عجب طرح کی ایک محبت پیدا ہوئی
اور کہا کہ اے بہادر تیری جرأت اور تیرا دل گردہ اور حوصلہ تیرا ہے کہ مجھ ایسے شخص کو دیکھکر تو نے کچھ خوف اور
اندیشہ نہ کیا اور اپنا نام بے ساختہ مجھے بتلا دیا مصرعہ آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو * مگر اب میری شرط یہ ہے
کہ میں شہر سنجان میں آتا ہوں وہاں چل جنگ ہوا کے سر میدان نکلونگا اگر تو مجھے مردانگی سے زیر کرے گا تو میں
تا قید حیات تیرا مطیع اور فرمانبردار رہونگا اور تیرا دین قبول کرونگا اور جو میں تجھے زیر کروں تو لازم ہے کہ تو میرا دین
قبول کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ مجھے بجان و دل منظور ہے غرض یہ عہد و پیمان باہم کر کے پہلے تو شاہزادہ
بدیع الزمان جانب سنجان مخاطب ہوا اور تھوڑی دور بڑھ کے دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ کا ہے اور وہیں ایک
شور و غل ہو رہا ہے شاہزادہ عالم نے اور چند قدم آگے جا کے دیکھا کہ ایک بڑا میدان ہے اسمیں تیس
چالیس ہزار حبشی بچے جمع ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایک حبشی کو بادشاہ کر کے تخت پر بٹھلا دیں یکایک شاہزادہ
بدیع الزمان کو دیکھکر کہنے لگے کہ اے بہادر ہم چار بھائی ہیں ابرش زنگی اور کمیت زنگی اور ابلق زنگی اور ادہم زنگی
اور ہمارے باپ کا نام قیطاس تھا بعد وفات اسکے ہم چاروں بھائیوں میں اس شرط پر جنگ واقع ہے
کہ جو کوئی ہدف پر تیر لگائے وہی بادشاہ ہو اے بہادر تجھے ہم گواہ کرتے ہیں کہ ہم چاروں بھائی

برت بر تیر لگانے مین جسکا تیر برف پر جاکر پڑیگا اُسے سلطنت ہوگی بسکہ چارون نے تیر لگائے اور چارون
کے تیر برف پر نہ لگے اسوقت شاہزادۂ عالم نے کہا کہ اب تم چارون باتفاق باہم مجھے اپنا وکیل کرو اگر مین تیر برف
پر مارون تو جسے میرا جی چاہے اُسکو مین بادشاہ کردون اُن چارون نے قبول کیا پس شاہزادۂ بدیع الزمان
نے تین تیر متواتر برف پر مارے اور سب جیلا برف پر جاکے لگے جشیون نے کہا اب تو ہمارا بادشاہ ہے شاہزادۂ
عالی مقام نے ان سب حبشیون کو کلمۂ شہادت تلقین کیا اور وہ سب حبشی کہنے لگے کہ ای شہریار ہمارے باپ دادا
ہمارے دادا نے عہد کیا تھا کہ اس گرد نواح مین ایک درہ ہے کہ وہان لاکھ افعی ہین جو کوئی وہان جاکے ان
افعیون کو اپنا مطیع کرے ہم اُسکا دین قبول کرین شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ خدا جو اگر انسان
یا کوئی دیو یا پری زاد ہو اُسپر زور قابو چلتا ہے سانپون پر کیا اختیار ہے ہان جو کوئی بازیگر سانپ والا ہو وہ
اپنے افسون منتر جنتر سے اُن سانپون کو تابعدار کرے یہ کلام جملے دشوار ہے نہین ایک حبشی بہت بڑھا سر ہلاتا تھا
اُٹھ کے عرض کی کہ ای شہریار اس درے مین ایک گنبد سبز مانند گنبد مینائے فلک کے ہے اور اُس گنبد کے نیچے ایک
دیو زنجیر اور غل سے جکڑا ہوا بندھا بیٹھا ہے شاہزادۂ عالم نے جو یہ حال سُنا تو بسرعت تمام وہان سے اُٹھکر اس گنبد
کے نیچے پہونچا اور فی الواقع وہان دیکھا کہ درہ نہایت وسیع ہے پُر فضا درۂ شدادی اور حلقۂ سلیمانی اُسپر لگا ہوا
اور مقفل ہے اور اس گنبد پر ایک بیل ہے اُس بیل پر ایک جانور قسم پرند بہت بڑا اور خوبصورت اور ایک دیو بیٹھا ہے
شاہزادہ عالم نے اُس دیو سے پوچھا کہ اگر کوئی چاہے کہ ان افعیون کو اپنا تابعدار کرے تو کیونکر کرے اور یہ سب
افعی اُسکے مطیع ہو جائین اُس دیو نے جواب دیا کہ ای جوان شاہ ماران ایک صندوق مین بند اُسی گنبد مین ہے
اگر تو جاکے اس مرغ کو نشانہ ناوک بیخطا کا کرے تو تو بادشاہ اور حکم فرمان سب افعیون کا ہو جائے اور وہ سب
سانپ اور افعی تیرے تابع فرمان ہون اور جو تیرے تیر نے خطا کی اور اُس جانور پرندے کے تیر نہ لگا تو شاہ ماران
صندوق مین شور و فغان کرے گا اور یہ سب افعی ہجوم کرکے تجھے ہلاک کردینگے شاہزادۂ بدیع الزمان نے
کہا مصرع الان ہمہ توکلت من اللہ تعالے یہ اور یہ کہکے ایک ناوک بیخطا اُس مرغ کو مارا کہ آواز دار و گیر کی
بلند ہوئی اور وہ مرغ یہ کہکے کہ گشتی مرا نام من ہماے جادو بود جہنم واصل ہوا دیو اُٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادۂ
بدیع الزمان کے قدمون پر گر پڑا شاہزادۂ عالم نے اُس دیو کی قید کو توڑکر چھوڑ دیا بعد اسکے شاہزادۂ
بدیع الزمان اندرون گنبد کے تشریف لے گیا ناگاہ اُس صندوق سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای شہریار ابھی میری
مخلصی کا وقت نہین پہونچا شاہزادۂ نامور نے پوچھا کہ کیا وجہ دیو نے پکار کے کہا کہ ای شاہ ماران وہ مرغ گنبد نشین
مارا گیا دیو کی آواز کے ساتھ اس صندوق سے پھر آواز پیدا ہوئی ای نبیرۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام سلام علیک
شاہزادۂ عالی مقام نے فرمایا علیک السلام پھر اس صندوق سے آواز آئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے
مجھے مسلمان نہونے کی وجہ سے قید کیا تھا سو اب مین تیرے ہاتھ سے مسلمان ہوا شاہزادۂ عالم نے یہ
کلام شاہ ماران کا سنکے اُسے صندوق سے نکال کے دیکھا تو ایک سانپ مثل کافور سفید کے بہت چھوٹا
اور ایک تاج مرصع بالون کا سر پر ہے اسوقت اُس سانپ نے سلام کیا شاہزادۂ عالم نے فرمایا ای شاہ
ازین یہان چند روز سلطنت کر جسوقت مین کنجاب پر لشکر کشی کرونگا تو بھی اپنی فوج لیکے وہان آنا القصہ
شاہزادۂ عالی مقام شاہ ماران کو رخصت کرکے تمام ان حبشی بچون کو دائرۂ اسلام مین لایا اور پیرش زنگی
کو وہان کا حاکم کرکے لمیس زنگی کو وکیل اور ابلق زنگی کو رکن السلطنت اور سادہم زنگی کو سپہ سالار کیا اور

انھوں نے بھی فرمایا کہ جسوقت ہم فوج کشی بر سر گنجاب کرینگے تم چاروں بھائی بھی اپنا لشکر تیار کر کے ہمارے پاس
آنا یہ فرما کے آپ سنجان کی طرف روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے درقاے زنجیر خاے کے باپ کے بیان کیے جاتے ہیں

که جب زمرد شاہ مردود نے درقاے زنجیر خاے کو واسطے مقابلے اور محاربے شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ
کیا بعد چند روز کے سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے کو بلا کے کہا کہ اے سہیلاے زنجیر خاے درقا تیرے بیٹے
کو میں نے بدیع الزمان کے گرفتار کرنے اور گنجاب کی مدد کرنے کو سمت سنجاب روانہ کیا ہے اور میں نے
شراب پی کے عالم مستی میں اس لڑکے کو بڑا زبردست پیدا کیا ہے ایسا نہو کہ تیرا بیٹا اس خدا پرست کے ہاتھ
سے مارا جاے لہذا بہتر یہ ہے کہ تو بھی اپنے بیٹے کی مدد کے واسطے مع اپنے لشکر کے جا سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے اپنی فوج
مع ہولہ کو جوانان زنجیر خاے کے ساتھ ست تیاری کر کے چلا اور قبل داخل ہونے درقاے زنجیر خاے کے سہیلاے اژدہا چشم
زنجیر خاے جب شہر سنجان کے پہونچا جب اسنے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ درقاے زنجیر خاے ابھی
یہاں نہیں آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی ایک مدت سے معلوم نہیں کہ کہاں چلا گیا ہے یہ خبر سنکے سہیلاے اژدہا چشم
زنجیر خاے نے ایک شخص کو فضل بن گیا ہور خون آشام کے پاس بھیجا اور یہ کہہ دیا کہ اے فضل تو بے خوف
و خطر میرے پاس چلا آ میں تجھے بخدمت خداوند لقا لیجا کے تیری جرم و خطا معاف کرا دونگا جب فضل
نے یہ پیغام سہیلاے اژدہا چشم کا سنا تو زمرد شاہ مردود پر لعن و طعن کر کے کہا کہ میری طرف
سے سہیلاے اژدہا چشم سے کہدینا کہ آقاے ولی نعمت میرا بالفعل یہاں نہیں ہے انشاء اللہ تعالی
عنقریب وہ تشریف لایا چاہتا ہے جب وہ تشریف لاوینگے تو جو تیرے مزاج میں آئے وہ کرنا یا دیہ اسکے
تجکو جواب جنگ کا دیگا غرض اس ایلچی نے جا کے سہیلاے اژدہا چشم سے کہا کہ فضل بن
گیا ہور خون آشام نے یہ جواب دیا ہے سہیلاے اژدہا چشم نے یہ جواب سنتے ہی نہایت
پیچ و تاب کھا کے حکم دیا کہ طبل جنگ بجوا دو اور لشکر میں سہیلا کے طبل جنگ بجا یہ خبر سنکے فضل نے بھی حکم دیا کہ
ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے مختصر یہ کہ دونوں لشکروں میں صداے طبل جنگ بلند ہوئی اور صبح کو
سہیلاے اژدہا چشم اپنی فوج میں سے نکل کر میدان میں آیا اور باواز بلند کہا اے خدا پرستان و اے یزدان پرستان
ازشما کہ آرزوے مرگ ہست بیا بمیدان جنگ کہ ارادہ دست و پا آوری دارم ابھی پورا کلمہ اسکی زبان سے
نہیں نکلا تھا کہ ترک جوشن پوش اسکے مقابلے میں آیا بعد رد و بدل بسیار کے ترک جوشن پوش بھی زخمی ہو گیا
قاتل زنگی و مقاتل زنگی وغیرہ بہت بہادر شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے سرداروں میں سے نکلے اور
سب زنجیر خاے کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے آخر وہ دن تھا کہ دونوں لشکروں میں صف آرائی ہو چکی تھی اور
سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے سر میدان نکل کے چاہتا تھا کہ مبارز طلب ہو ناگاہ ایک سمت سے
دیکھا کہ صداے زنجیر خاے تین لاکھ ساٹھ ہزار سوار سے پہونچا اور اسنے دیکھا کہ میرا باپ غضب طرح کی
بہادری اور شدت لشکر شاہزادہ بدیع الزمان نامدار سے کر رہا ہے درقا اپنے باپ سے بہت دور
جا کے اترا سہیلاے زنجیر خاے نے کہلا بھیجا کہ تو مجھ سے علحدہ اتنی دور جا کے کیوں اترا ہے درقاے
زنجیر خاے نے جواب دیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں تنہا سر میدان نکل کے کچھ اپنی مردانگی اور دلیری
ظاہر کروں قصہ مختصر روز دوم جسوقت کہ دونوں لشکر میدان میں نکلے درقا سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے

اپنے کرگدن کو جلد مار کے میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا درقاے زنجیر خاے اپنے باپ کو آمادہ
رزم دیکھ کر گھوڑا اچھال کے قریب سیلا کے آیا اور دست ادب باندھ کے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار
شاہزادہ بدیع الزمان مالک اس لشکر کا تو یہاں نہیں ہے یہ تو میں نامردی ہے کہ بغیر مالک کے لشکر
بے سردار سے جنگ و جدال کوئی شخص کرے ذرا سے صبر کیجیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان بھی آجائے اس وقت
پھر جو آپکے مزاج میں آئے وہ کیجیے گا سیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے نے کہا ای فرزند تو طرفداری دشمن کی کرتا
تھا اور سرکار بغیر اسکے بدیع الزمان کی کرتا ہے ابھی درقاے زنجیر خاے سے یہی تکرار سیلا سے
ہو رہی تھی کہ دیکھا از پردہ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ و سرگرد با سمان رسیدہ و پاے گرد
بزمین دوزید غلغلہ ریحان چون سر زلف و دوساں ہوا نے مارا گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شلا فتہ
ہوا اور سبھوں نے دیکھا کہ اندر گرد رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان
تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان اژدر شکار شکن تیغ طہمورث دیو بند کے قبضے پر ہاتھ دھرے مرکب
گلگون باختری پر سوار بکمال حشمت و صولت اور شان و شوکت نمودار ہوا درقاے زنجیر خاے
آمد شاہزادہ رستم صولت کی دیکھکر نہایت خوش ہوا اور باپ کی طرف دیکھکر کہا کہ بابا جان اگر دعوی مردانگی
ہے تو آپ توقف نہ کیجیے وہ دیکھیے شاہزادہ بدیع الزمان آ پہونچا سیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے
نے یہ گفتگو کنایہ درقاے بیٹے کی سنکے کہا میں پہلے اس کم بخت نامعقول کی تجکو سزا دیتا ہوں پھر
بدیع الزمان سے سمجھونگا یہ کہکے سیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے نے اپنے کرگدن کو بڑھا کے
ایک تیغہ درقاے زنجیر خاے پر مارا کہ اگر فیل مست پر اسکی ضرب پڑ جاتی تو دو ٹکڑے ہوتا مگر درقاے
زنجیر خاے نے ضرب کو خالی دے کر بوقت برگشتن تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کر جگر تک سیلاے
اژدہا چشم زنجیر خاے کے اتر گئی اور لاش اسکی کرگدن پر سے زمین پر گر کے خاک و خون میں تڑپنے لگی
درقاے زنجیر خاے نے جب دیکھا کہ باپ میرا تمام ہو چکا تب تمام مال و اسباب اور نقد و جنس اور
خیمہ و خرگاہ وغیرہ جو کچھ مالیت سیلاے اژدہا چشم کی تھی مع تمام اسکے لشکر اور شملے وردوں دلاوران
اور سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکے جانب شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان مخاطب ہوا اور باواز بلند
کہا کہ ای شاہزادہ بدیع الزمان میں نے اپنے باپ کو خلاف وضع مردانگی آپ کی غیبت میں مستعد آمادہ
ہوتے دیکھکر ممانعت کی کہ لشکر بے سردار کا جو ہو اس سے مقابلہ اور مجادلہ کرنا نہ چاہیے میرے باپ نے
میرا کہنا نہ مانا میں نے اسے مار ڈالا اب جو میرے اور آپکے عہد جنگ کا ہو گیا ہے اب میں مستعد ہوں
کہ میدان آپکے اور وعدہ وفا کیجیے شاہزادہ عالی مقدار بدیع الزمان نے کہا بسم اللہ مگر ای درقاے
زنجیر خاے آج کے دن توقف کر اس لیے کہ تجھے صدمہ و کلفت اور غم باپ کا بسبب جوش خونریزی بہت
ہوگا لہذا کل ہمارے تیرے میدان مردی مقرر ہوگی غرض روز دوم وقت صبح طرفین سے صف آرائی
ہوئی اس وقت درقاے زنجیر خاے اور ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان نے میدان میں نکل کر
فرمایا کہ ای درقا ہم تجھ سے نیزہ و شمشیر و عمود نہیں کرتے لیکن اب ہمارا تیرا زور کشتی کا ہو درقاے
زنجیر خاے نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے دونوں بہادر میدان میں کود پڑے اور دنیا میں زور کشتی کا ہونے لگا
اس عرصہ میں تہمتن خان خاوری مع لشکر لال پوشوں کے نمودار ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے

جانا کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم آیا القصہ جنگ مردانہ کرکے روز سوم غمزی جیرون فرخ ورقا سے
زنجیر خا کا لنگ توڑ ڈالا اُنہ عیاروں شانے جست زمین پر ڈالا اور مردانہ وار ورقا کو پکڑ کے میدان سے غائب
فرمائی اُسوقت معلوم ہوا کہ یہ قاسم نہیں ہی تہمتن خان خاوری فرستادہ قاسم آیا ہی بارے ورقا سے
زنجیر خا کو حوالہ مشعل پی لیا ہو خون آشام کیا اور تہمتن خان خاوری کو بلا کے باعزاز و اکرام بٹھلایا
اور پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا تہمتن خان نے عرض کی کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز
خاوری نے ان روزوں طلسم مہمات کو فتح کرکے جو سُنا کہ آپنے کشتاب سے شکست کھائی ہی تو نہایت
غم کھاتے تھے اور یہ سمجھے کہ بسبب شکست کے تمام اثاثہ اور مال اسباب اور خزانہ شاہزادہ بدیع الزمان کے
پاس باقی نہ رہا ہوگا لہذا خزانہ بمقدار خراج یک سالہ ملک باختر کے بطریق نذر آپکے پاس بھیجا ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے یہ سُنکے اُس خزانہ کو دیکھا اور پاس خاطر شاہزادہ خاور سیاہ خزانہ کو لیکے تہمتن خان کے روبرو
سازندوں اور میر شکاروں کو انعام میں دے دیا اسوقت تہمتن خان خاوری نے عرض کی کہ ای شہریار
شاہزادہ خاور سیاہ نے اس جوان کو کہ یموت بن ساریخ اسکا نام ہی چار روز میں زیر کرکے تابع فرمان اپنا
کیا ہی سو اسکو اس لیے آپکے پاس بھیجا ہی کہ آپ بھی اس سے امتحان زورکشتی کا کریں شاہزادہ بدیع الزمان نے
فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ یہ کہکے سات روز یموت بن ساریخ کو تحفہ تحفہ اور قسم قسم کے کھانے کھلائے بعد اسکے شاہزادہ
بدیع الزمان نے اس سے زورکشتی کا کیا اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے زیر کرنے سے بہت جلد یموت بن
ساریخ کو زیر کیا اور تہمتن خان نے بہ تمام سرداران خاور سیاہ کو مع یموت بن ساریخ خلع فلعت کرکے بخدمت
شاہزادہ قاسم روانہ کیا بعد جانے تہمتن خان خاوری کے شاہزادہ بدیع الزمان نے ورقا سے
زنجیر خا کو مع خراج دو سالہ کل باختر کے روانہ کیا

اب دو کلمے داستان تباہی زدہ طوفانی کشتیوں کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کی کشتیاں جو طوفانی ہوگئیں تو بعد چند روز کے دربند ارمینیہ میں جا کے لگیں جب
شاہزادہ فرخ شہسوار نے دیکھا کہ سوا میری کشتیوں کے اور نہ امیر صاحبقران کی کشتیاں نہ بادشاہ لشکر اسلام
کی اور نہ کسی سردار کی کشتیاں کہیں دیکھنے میں نظر آتی ہیں اسکو یقین ہوگیا کہ باقی سب سرداروں کی کشتیاں
دریا میں غرق ہوگئیں صدمات غم و الم میں سلطان با کرم اور سب سرداروں کے خوب ساشیون و شین اور ماتم کرکے
آخرکار بعجز عاجز و ناچار ہوکے وہیں لب دریا اُتر پڑا اور خیمہ و خرگاہ سب استادہ کردی وہاں کا بادشاہ سام زم نشین
ہی جبکہ یہ خبر شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کی مع فوج و سپاہ لب دریا اُترنے اور فروکش ہونیکی پہنچی سُنی
لاکھ سوار کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے بہ نیت جنگ برسر شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر روانہ ہوا یہاں شاہزادہ
فرخ شہسوار قلندر نے بعد فروکش ہونے کے نسیم بن عمرو کو بلا کے فرمایا کہ تو ذرا کہیں جا کے کچھ خبر شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم کی اگر دریافت ہو کہ وہ کہاں رونق افروز ہی تو جلد دو چار جا پہ تحقیق کرکے مجھ سے آکے کہہ حسب الحکم
فرخ شہسوار قلندر کے نسیم بن عمرو جستجو میں کرتا جاتا تھا اثنائے راہ میں اسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان
مسلح اور کل گھوڑوں پر سواروں کے آگے نوبے بجتے نرسنگے بجتے گھوڑوں کو اُٹھائے چلا آتا ہی نسیم بن
عمرو نے اکثر لوگوں سے پوچھا کہ یہ فوج کسکی ہی اور کہاں جاتی ہی لوگوں نے کہا کہ سام زم نشین ہمارے
بادشاہ کی یہ فوج و سپاہ ہی اور کوئی فرخ شہسوار قلندر بیٹا حمزہ کا ہمارے ملک میں لب دریا آگے

ہار جو ادہر اُسکے قتل اور تاخت و تاراجی کے واسطے جاتے ہیں قسیم بن عمرو نے یہ حال سُنکے بخدمت شاہزادۂ فرخ
شہسوار قلندر کے بیان کیا اور کہا کہ حضور پہلے علاج غنیم کے لشکر کا کیجیے بعد اسکے شاہزادۂ قاسم کی خبر کو مجھے بھیجیے گا
قصہ مختصر یہ کہ فرخ شہسوار قلندر سے اور سام زم نشین سے مقابلہ ہوا اور شاہزادۂ فرخ نے سام کو چار پہر کے زور
میں زیر کرکے فرمایا کہ اسلام قبول کر سام نے از راہ فریب مسلمان ہو کے کہا کہ میں آپ کیواسطے اور آپ کی فوج و سپاہ کے لیے
غلہ اور رسد اور کچھ کھانا پانی مہیا کروں اور یہ کہکے اپنے شہر میں گیا اور دروازہ شہر کا بند کرکے قلعہ بند ہو کے بیٹھ رہا جب یہ خبر
شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو پہونچی شاہزادۂ عالم مع لشکر سوار ہو کے قلعہ کے دروازہ پر پہونچا اور چار طرف سے
محاصرہ کرکے آمادۂ رزم و جنگ ہوا سام زم نشین نے متعجب دیکھا کہ اب میں کسی طرح سے نہ بچونگا تب اُسکا فرید نام
ایک عیار ہی اسنے کہا کہ ای سام زم نشین تو اب کچھ وسواس اور اندیشہ اپنے جی میں نہ لا آج شب کو میں فرخ شہسوار
قلندر کو جاکے پکڑ لاؤنگا اور یہ کہکے رات کو فرید عیار لشکر میں شاہزادۂ فرخ شہسوار کے آیا اور شاہزادۂ عالم کو بیہوش
کرکے سام زم نشین کے پاس لایا سام نے شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو طوق و سلاسل کرکے زندانخانے میں قید کیا
صبح کو جب فرخ شہسوار قلندر کے لشکر کو معلوم ہوا کہ ہمارے مالک کو کوئی عیاری کرکے پکڑ لے گیا ہی تمام لشکر آمادۂ جنگ
و جدال غضبناک ہو کر قلعہ پر یلوہ کرکے چلا سام نے جب یہ عالم دیکھا کہکے وعدہ کیا کہ کل صبح کو شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو میں
بعافیت و جودت تمہارے پاس پہونچا دونگا بارے لشکر نے شاہزادۂ عالی جاہ کے بموجب اسکے قول اور قسم کے توقف کیا
شب کو سام زم نشین نے لشکر فرخ شہسوار قلندر پر شبخون مارکے تین ہزار دلیران و صفدران کو گرز و تیغ سے تہ دست
پہونچایا باقی سب مجبور و ناچار ہو کر بھاگ گئے اور تمام مال و اسباب نقد و جنس خیمہ گاہ و بہیر و بنگاہ لشکر کا شاہزادۂ
فرخ شہسوار قلندر کے کفار لوٹ لے گئے اور دوسرے روز سام زم نشین شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو طوق
و سلاسل ایک اونٹ پر بٹھلا کے مع دو ہزار سوار کفار سمت سبائیل لقا کے پاس لے چلا جاتے جاتے جنگل طلسم میں پہونچا
تو قہرمان بخجی نے چاہا کہ شاہزادۂ فرخ شہسوار کو قتل کرے سام نے کہا اسکا قتل کرنا مناسب نہیں ہے میں اسے
خداوند لقا کے پاس لیے جاتا ہوں وہ جو چاہیگا اسکے حق میں تقرر کرے گا یہ کہکر سمت سبائیل کو کوچ کرکے روانہ
ہوا یہاں لشکر فرخ شہسوار قلندر کا جو ہزیمت کھا کے چلا تو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے بعد تلاش اور جستجو بسیار
شاہزادۂ قاسم کے پاس پہونچا اور تمام افسروں اور سرداروں نے احوال معرکہ جدال و قتال شاہزادۂ فرخ
شہسوار قلندر اور سام زم نشین کا بیان کیا قاسم یہ خبر وحشت اثر سنکے مثل شعلۂ جوالہ بھڑک اُٹھا اور یہ کہکے
کہ وہ سام کیا لعنہ مرام ہی جو میرے ہوا خواہ شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو گرفتار کرکے لیجا سکے گا
اگر قیطول خداوندی لقا پر پہونچ چکا ہوگا تو وہاں بھی جاکے ایک ہی تیغۂ پلارک اژدر سیائی میں اُس
کا ذکر واصل جہنم کرونگا اور شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو قیطول سے لے آؤنگا اسی وقت بسرعت تمام
اپنے گھوڑے پر بیٹھ کے تیغۂ پلارک کو چار انگل میان سے کھینچے سرپٹ گھوڑا اڑائے چلا جنگل قریب شکارگاہ طلسم
پہونچا حسب اتفاق وہاں قہر بن قہرمان اور زہیر بن قہرمان دونوں بیٹے قہرمان بخجی کے شکار کھیلنے کو
نکلے تھے آگے سے کچھ رسالہ سواران فوج کفار تھے اُنھوں نے قاسم کو دیکھکر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی اور
تیرا کیا دین اور مذہب ہی قاسم نے کہا تم کو میرے دین و مذہب سے کیا سروکار ہی ان لوگوں نے جاکے قہر اور زہیر
سے کہا قہر و زہیر سنتے کے شاہزادۂ قاسم سے کہا کہ ای شخص اچھا ہمکو تیرے دین اور آئین سے کچھ مطلب نہیں تو
خدا پرستوں اور حمزۂ صاحبقران کو برا کہہ شاہزادۂ نامدار بہادر سپاہ نے چند کلمات سخت و درشت اُن دونوں

سے کرکے لقا اور لقا پرست کو گالیاں دین قہر اور زہر دونون بیٹون نے قہوان مجمی کے کہنے سے شاہزادہ قاسم
کی شکلے طرفین سے تلوارین کھینچین پہلے قہر نے جھک کر تلوار بر سر خاور سیاہ نامدار ماری شاہزادہ قاسم نے
اُسکی ضرب کو خالی دیکر ایک ہی ضرب مین اُسے دو ٹکڑے کیا بعد زہر نے اپنے بھائی کو جہنم واصل دیکھکر تلوار ماری
شاہزادہ خاور سیاہ نے اُسکو بھی زخمی کیا اور فوج دسیاہ اُنکی بھاگی کہ زخمی ہوئی پھر قاسم نے اُسکا تعاقب
نہ کیا اور بسرعت تمام بسمت جالندریہ تلاش شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر مین روانہ ہوا جب کہ قریب
دربند جالندریہ کے پہونچا تو از بسکہ سیل راہ سے نہایت بیچین ہو گیا تھا ایک تالاب کے کنارے گھوڑے پر سے
اُترکے بیٹھ گیا اور چاہتا تھا کہ ... آرام کرے ناگاہ اُس طرف سے ایک پیادہ اور چند سوار آئے تھے
سوار ... پیادہ اُس تالاب پر آکے پانی پینے لگا قاسم نے اُسے بلاکے احوال شاہزادہ
فرخ شہسوار قلندر کا پوچھا اُسنے کہا کہ آج دو دن ہوئے کہ فرخ شہسوار حمزہ کے بیٹے کو سام
بزم نشین نے یہان ہوکے زندان خانے مین قید کر رکھا ہی قاسم نے جو یہ خبر سنی چاہا کہ پیادے کو چھوڑ دے سیارہ
بن عمرو نے منع کیا اور کہا کہ اے شہریار اگر اسکو چھوڑ دیجیگا تو ایک فساد برپا ہوگا شاہزادہ عالم نے اُسکو ہدایت کی کہ
مسلمان ہو جا اُسنے گالی دی سیارہ بن عمرو نے دوڑ کر اُسے خنجر مارا اور جہنم واصل کیا شاہزادہ خاور سیاہ
نے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ اس دربند جالندریہ کے اندر جاکے شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو چھڑا
لائین سیارہ بن عمرو نے کہا کہ ایک سفید کاغذ کے بند کو بطور خط کے ملفوف کرکے مین لیکے چلتا ہون آپ بھی
میرے ساتھ چلیے جب کوئی تعرض کریگا اور پوچھیگا کہ یہ کون شخص ہی مین کہدونگا کہ حارث قوچی لنجاب کا
ہی ایک کار ضروری کے لیے بسمت شہر سبائی جاتا ہی اس حیلہ سے اندر دربند جالندریہ کے پہونچ جائینگے غرض جب
اسی ترکیب سے دربند جالندریہ مین پہونچے تو شہر والون نے پوچھا کہ کہو کیا خبر لائے ہو سیارہ بن عمرو نے کہا کہ
حمزہ صاحبقران دریاے اس دربند مین اُتر آیا اسواسطے لنجاب نے ہم کو بھیجا ہی کہ خداوند لقا کو جاکے
خبر کرین لوگون نے یہ حال جاکے کوتوال سے کہا کوتوال نے شاہزادہ خاور سیاہ اور سیارہ بن عمرو کو بلاکے
خاصہ کھلوایا اور اجازت دی کہ جانے دو اور کوئی انسے تعرض نہ کرے غرض شاہزادہ قاسم اور سیارہ کوتوال
کے پاس سے آگے روانہ ہوئے اور دربند گرشاسپ کے قریب پہونچے اس عرصہ مین سام بزم نشین شاہزادہ
فرخ شہسوار قلندر کو مقید کیے گرشاسپیہ مین پہونچا اور گرشاسپ نے سام بزم نشین کا استقبال
کرکے پوچھا کہ وہ خیرہ سر خدا پرست کونسا ہی سام نے شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو دکھلا دیا گرشاسپ
نے شاہزادہ فرخ شہسوار سے کہا کہ اے خدا پرست تو خداوند لقا کی پرستش اختیار کر شاہزادہ فرخ شہسوار
قلندر نے لقا کو لعن کرکے اُسکے پرستار کو گالیان دین گرشاسپ نے یہ سنکے سام بزم نشین سے کہا کہ
اس خدا پرست کو قتل کرو سام نے کہا ابھی مناسب نہین ہی خداوند باختر کے پاس لیے لیے چلتا ہون وہ
جو چاہیگا اسکے حق مین تجویز دیگا ابھی یہی بحث و تکرار گرشاسپ اور سام بزم نشین سے ہو رہی تھی کہ
سامنے سے گرد نمایان ہوئی اور سب نے دیکھا کہ ایک سوار لعل پوش سے شعلہ جوالہ برابر پہونچکر نعرہ اللہ اکبر
کا کھینچا گرشاسپ نے نام خداے عزوجل کا زبان سے شاہزادہ قاسم کی سنکے مانند مار سردم زدہ پیچ و تاب
کھایا اور تلوار کھینچ کر چاہا کہ بر سر شاہزادہ خاور سیاہ چلاکہ بار خدا اے خیرہ سر اسوقت تو کہان سے پیدا ہوا
کہ نام نادیدہ خداے آسمان کا میرے سامنے لیتا ہی یہ کہکے تلوار ماری شاہزادہ قاسم نے بجنون سپر گری

اسکے ہاتھ سے تلوار چھین کر اسی کی تلوار سے اُسے جہنم واصل کیا ساری فوج اور سپاہ اُس حبشی کی بلوہ کر کے شاہزادہ قاسم
کی طرف چلی شاہزادہ خاور سپاہ نے جو یہ دیکھا کہ فوج کفار بالشمشیر عریان بلوہ کیے آتی ہے اُس شجاع روزگار شاہزادہ نامدار نے
بھی بےخوف و خطر شمشیرزنی کرنا شروع کی شاہزادہ فرخ شہسوار نے جو یہ حال دیکھا حضرت اعظم کر کے جھٹکے سے زنجیر تمام طوق و
زنجیر وغیرہ قید اپنی مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور ایک کافر کو مار کے سپر تلوار اُسکی لیکے اُسکے گھوڑے پر سوار ہوا
اور تلوار مارتا ہوا برابر شاہزادہ خاور سپاہ کے پہونچکر دونوں بہادر جہاندار کفار کشی میں مشغول ہوئے لیکن یہ
دو شخص اور لشکر کفار مثل مور و ملخ چار طرف بلوہ کیے چلے آتے تھے ناگاہ ایک نقابدار بارش سفید مع اپنے سات
ہاتھیوں اور چار لاکھ سوار کے نمودار ہوا اور لشکر کفار پر شمشیر زنان برابر قاسم کے پہونچا لشکر کفار شکست فاش کھا کے
بھاگ کھڑا ہوا اُسوقت نقابدار نے اپنی بارگاہ استادہ کروا کے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اور
فرخ شہسوار قلندر کو اپنی بارگاہ میں لا کے صدر جا پر بعز و تمکین بٹھلایا اور دسترخوان بچھوا کے خاصہ تناول
کیا جب بخوبی تمام خاصہ کھا کے شاہزادہ والاقدر ملک قاسم اور شاہزادہ فرخ شہسوار قلندر فارغ ہوئے
اُسوقت نقابدار نے کہا اے خاور سپاہ میں بھی تیرا ہوا خواہ ہوں اور میرا سر اور میری جان تیرے نام پر نثار ہے
لیکن اب ذرا آپ کو بہت سنبھالے رہ کس لیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے بڑے بڑے کارنمایاں کر کے اپنا
نام پیدا کیا ہے تجھے بھی لازم ہے کہ تو بھی کوئی کارنمایاں ایسا کر کہ شاہزادہ بدیع الزمان سے تیرا نام زیادہ تر ہو
شاہزادہ خاور سپاہ نے کہا کہ اگر اے نقابدار تو دعوے میری ہوا خواہی کا کرتا ہے تو پردۂ نقاب کا مجھ سے کیا فرود
یہ کہکے نقاب جو اُس نقابدار کے چہرے سے اٹھائی تو دیکھا ایک مرد پیر علم آموز رستم بارش سفید بکمال فر و شوکت
ہے اُسوقت اسنے قاسم سے کہا کہ اے قاسم میں نے آج تک کبھی اپنا منہ کسی کو نہیں دکھلایا تھا تجھے ایسا ہی
دوست جانتا ہوں جو آج تک نے نقاب اپنے منہ سے اٹھائی ہے اب تو مردانہ وار آمادۂ حرب و پیکار رہ القصہ
شاہزادہ خاور سپاہ نقابدار کو رخصت کر کے مع فرخ شہسوار قلندر کے ایک سمت کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ جب
ملک عجم میں پہونچا تفضلے کار قہرمان عجمی بطریق سیر و شکار مع اپنے تمام سرداروں کے سوار ہو کے نکلا تھا اثنائے
راہ میں شاہزادہ قاسم کا سامنا ہو گیا اور ہمراہ والے سوار اور پیادوں نے قہرمان عجمی سے کہا کہ گشتہ شدہ
تیرے فرزند دلبند قمر کا یہی شخص ہے قہرمان عجمی نے جو یہ سنا عالت غیظ و غضب میں جوشش خون فرزندی اور
محبت پدری سے یاد میں اپنے فرزند کی اسکی آنکھوں کے سامنے ایک تاریکی سی چھا گئی اور یہ کہکے کہ باش اے
خداپرست قصاص خون فرزند میں اب تجھے کہاں زندہ و سلامت جانے دیتا ہوں یہ کہکے تلوار ماری. شاہزادہ
خاور سپاہ نامدار نامی شاہزادہ قاسم نے اسکی ضرب کو روکی کر بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ سر کو کاٹ کے
تا دور ہو کر گر گیا اور قہرمان عجمی نے اپنے لشکر اور سرداروں سے کہا کہ ہاں اس خداپرست کو نہ جانے دینا ساتھ
ہتھیار کے تمام فوج و سپاہ اور سرداران قہرمان نابکار کے چار طرف سے شاہزادہ خاور سپاہ کو محاصرہ
کر کے آمادۂ رزم و پیکار ہوئے ناگاہ نقابدار شند پوش مع پچاس ہزار سوار کے پہونچا اور آن واحد میں فوج کفار میں
قتل عام کر کے تمام لشکر کو قہرمان عجمی کے ہزیمت دی اور شاہزادہ خاور سپاہ کو ہمراہ لے کے اپنی بارگاہ میں آیا
اور کہا شاہزادہ بدیع الزمان نے ملک باختر میں آ کے بڑے بڑے کارنمایاں کیے اور تو نے آج تک کوئی
ایسا کام دلیری اور مردانگی کا نہیں کیا جو تیرا بھی نام ہوتا شاہزادہ خاور سپاہ یہ گفتگو نقابدار شند پوش کی
سنکے نہایت درہم اور برہم ہوا تب نقابدار شند پوش نے کہا کہ اے قاسم تو مجھے پہچانتا ہے کہ میں کون ہوں اور

یہ کہکے نقاب منہ سے اُٹھا دی تو قاسم نے اپنے بزرگوار علم شاہ رومی کو دیکھکر پہچانا اور دست ادب باندھ کے
عرض کی کہ اے قبلہ و کعبہ یہ آپنے وضع نمد پوشی کی کسواسطے اختیار کی ہے کل بدیع الزمان مجھپر طعن کرے گا شاہزادہ
علم شاہ رومی نے کہا اے فرزند تیری جدائی مین میں نمد پوش ہوا ہون اب مجھے لازم ہے کہ مردانگی کرکے اپنے باپ
کی مسند کو اُس سے لے لے قاسم یہ کلام اپنے باپ شاہزادہ علم شاہ رومی عالی مقام کا سُنکے سودائی ہوا باہر نکلا اور
فرخ شہسوار قلندر سے یہ سارا حال کہا اور باپ کو رخصت کرکے آپ مع فرخ شہسوار قلندر گھوڑے پر سوار ہوکے
سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لیا اور سمت دربند آرمینیہ کے بہر روانہ ہوا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب
آرمینیہ کے پہونچکے اُس ملک کو سر کرکے منوچہر نامے نبیرزاد بھائی کو سام زرم شین کے وہان کا بادشاہ
کرکے اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوا اور اپنے سرداروں سے ملاقات کرکے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ لشکر کشی بر سر گنجاب
کرون یہ کہکے نگاہ بخت تو ملازم فوج کی تیر دسا کردی اور لشکر کی تیاری اور کار سازی مین مشغول ہوا ایک مرتبہ
شاہزادہ کرب غازی نے دیکھکے کہا اے شاہزادہ خاور سپاہ اب تو تونے لشکر اپنا تیار کرلیا اور تہیہ لشکر کشی کا
بر سر گنجاب ہے لہذا مین استدعا کرتا ہون کہ اب مجھے رخصت دے شاہزادہ خاور سپاہ نے منظور نکیا شاہزادہ
کرب غازی نے چاہا کہ اُٹھ کھڑا ہو مالک اژدر نے منع کیا اور کہا چند روز اور صبر کر کسی تقریب سے بخوشی شاہزادہ
خاور سپاہ سے تمہین رخصت دلوا دونگا ابھی مالک یہی کہہ رہا تھا کہ ایک شخص نے آکے عرض کی کہ اے شہریار
عیاران لشکر اسلام دربند رود علیہ سے اُٹھ کے آئے اور قران جلجش نے اژدر دہلی کو مارا اور اُسکی بیٹی کو
اپنے عقد مین لایا اور طبل سکندری اور علم اژدہا پیکر اور بوق جمشیدی وغیرہ بانے صاحبقرانی جو عیاروں کے
ہمراہ ہین وہ قران چاہتا ہے کہ لند ہور کے واسطے لیجائے اور وہ بدیع الزمان کے پاس بھیجے کرب غازی نے
کہا کہ بڑی قباحت کیا جو بارگاہ سلیمانی یہان شاہزادہ خاور سپاہ کے پاس ہے وہ اسباب دستمند ہستیون کے حصہ
مین جائے اور وہین سے شاہزادہ قاسم یہ بات سُنکے نہایت ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے کرب غازی تو جو خواہی
دوست ہستیون کی ابھی نہین چھوڑتا ہے مین دیکھ رہی جا کے سب اسباب عیارون سے لیے آتا ہون یہ کہکے سوار ہوا
اور بر سر عیاران اسلام روانہ ہوا شاہزادہ کرب غازی اس گفتگو اور اس حرکت سے شاہزادہ قاسم کی نہایت
کشیدہ خاطر ہوکے اپنے خیمے مین آیا اور رونے لگا سرداروں نے پوچھا کہ خیر است باعث تکدر خاطر اقدس کا کیا ہے
کرب نے سب احوال بیان کیا سرداروں نے کہا تو اپنی بارگاہ سلیمانی کا مالک ہے اب تو یہان کوئی نہین ہے بس صلاح
بہتر یہی ہے کہ تو بارگاہ سلیمانی کو یہان سے جہان فوج مین ہے اٹھوا کے لیجا کرب غازی کو یہ بات بہت پسند
آئی اور اُسی وقت بارگاہ سلیمانی کو چھکڑون پر لدوا کے سمت عمرو کے روانہ ہوا وہان شاہزادہ خاور سپاہ وحشمہ
راہ طے کرکے بر سر قران جلجش پہونچا اور پوچھا کہ یہ اسباب تو کہان لیے جاتا ہے قران نے قاسم کو جواب نہ دیا قاسم نے کہا
کہ قسم ہے مجھے قادر ذوالجلال والاکرام کی کہ اگر کوئی تم مین سے جان پیارا ہے ذرہ جنبش کریگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا غرض
قران یہ سوچکے کہ قاسم اول تو نبیرہ سلطان عالی مقام اور بھتیجا شاہزادہ بدیع الزمان کا ہے دوم جاہل خلق شوریدہ طبع
آشفتہ مزاج ہے اس سے مقابلہ کرنا کسی صورت سے نہ چاہیے لا علاج ہوا اور سب اسباب چھوڑ کے الگ جا کھڑا ہوا قاسم اُس
تمام اسباب کو چھکڑون پر بار کرکے اپنے لشکر کی سمت روانہ ہوا اُتنے راہ مین کچھ لوگ نالہ و زاری کرتے نمودار ہوئے شاہزادہ
عالم نے خبر پوچھا تو اُن سبھون نے ظاہر کیا کہ کرب غازی بارگاہ سلیمانی کو لیکے کسی طرف چلا گیا قاسم نے یہ حال
سُنکے کہا کہ یہ دیو اندر قریب ہاتھ سے مارا جائے گا تا کہ علم اژدہا پیکر اور طبل سکندری اور نفیر جمشیدی

وغیرہ اسباب قیماس خان خاوری کے سپرد کیے اور گھوڑے کو تازیانہ کر کے کرب غازی کی تلاش میں روانہ ہوا یہان شاہزادہ کرب غازی نے ابو الفتح اصفہانی کو جبکے واسطے بھیجا تھا ابو الفتح نے قاسم کی گفتگو سُنکے جا کے کرب غازی سے کہا کہ اس طرح سے قاسم خیمہ ظلمت میں سوار ہوا آتا ہے شاہزادہ کرب غازی کو جوش خون پیدا ہوا اور بارگاہ سلیمانی کو فتاح طلسم پلنگینہ پوش کے حوالے کر کے سمجھا دیا کہ اگر قاسم آ جاے تو قاسم سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کا ارادہ نہ کرنا بارگاہ کو چھوڑ کے نکل جانا اور جو قاسم نہ آئے تو بارگاہ کو لیجا کے عمود یہ میں پہونچا دینا اور یہ کہکے آپ مع تیس ہزار سوار کے سوار ہو کے قیماس خان خاوری کے برابر پہونچا اور کہا کہ یہ اسباب مجھے حوالے کر دے قیماس خان خاوری نے کہا کہ تجھے میں کیون دون کرب نے زخمی کر کے اور کل اثاثے لے کے ایک سمت کو نکلا چلا گیا ادھر قاسم ہر ایک مقام پر کرب غازی کی تلاش کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ راہ میں ایک شخص نے بیان کیا کہ اے شہریار کرب غازی نے آ کے قیماس خان خاوری کو زخمی کر کے علم اژدہا پیکر اور طبل سکندری وغیرہ یہ سب اسباب چھین لیا اور نہیں معلوم کس طرف کو چلا گیا قاسم اور زیادہ برفروختہ ہو کر تلاش کرب غازی سرعت گھوڑا قدوسے روانہ ہوا

اب شمہ داستان آئین طوفانی شیشون کی بیان کیجاتی ہے

کہ کشتیان اسفندیار گیلانی اور جمہور جہان سوز شہنشاہ بہرزن اور شہنشاہ عراقی مع لشکر گیلان اور طوس اور عراق کے دربند خوراشیہ میں جا کر خین خوران شاہ جو اُس دربند کا بادشاہ تھا اُس سے میدان داری ہوئی اور وہ مع اپنے بیٹے کامدان کے مسلمان ہو گیا حسب اتفاق ایک روز شاہزادہ اسفندیار گیلانی اور جمہور اور شہنشاہ عراقی وغیرہ سب شکار کو نکلے تھے راہ میں ایک ہرن کو شکار کر کے جاتے تھے کہ وہاں سے بہرین ناگاہ مالک اس شکارگاہ کا ہمایون شاہ ہے اُسنے شاہزادہ اسفندیار گیلانی کے حسن و جمال کو دیکھ کر ایک آدمی کو بھیجا اور اُسکی زبانی نام و نسب شاہزادہ اسفندیار گیلانی کا دریافت کر کے رونے لگا شاہزادہ اسفندیار گیلانی نے سبب اُسکے رونے کا پوچھا اُسنے بیان کیا کہ اے شہریار اس قرب و جوار میں ایک دربند ہے اُس دربند میں ایک نقابدار پلنگینہ پوش نہایت زبردست و شجاع و دلیر قیام پذیر ہے ایک روز میری بیٹی گلگشت باغ کو کہ اسی درے کے قریب ہے گئی تھی وہ نقابدار میری بیٹی کو دیکھ کے اپنے ہمراہ لے اس درہ میں چلا گیا ملک زلفر بن ہمایون میرا ایک اکیلا بیٹا نہایت شجاع و دلیر کہ سوا اُسکے اور بہن بیٹی کے اور اولاد میرا بیٹا نہیں ہے اُسنے یہ حال اپنی بہن کے پکڑے جانے کا سُنکے نقابدار سے جا کے مقابلہ کیا نقابدار اُسے بھی زیر کر کے پکڑ لے گیا چھ مہینے ہو چکے ہیں کہ وہ بیٹی اور بیٹا میرا دونوں اُس نقابدار پلنگینہ پوش کے پاس قید ہیں اس باعث سے میں رویا کرتا ہوں یہ کہکے ایک بار پر بیجان تصویر اپنی بیٹی کی شاہزادہ اسفندیار گیلانی کو دکھلائی شاہزادہ اسفندیار گیلانی اُس تصویر کو دیکھکر بصد دل و جان شیفتہ اور دلفریفتہ ہو گیا اور اُسی وقت اپنے مرکب پر سوار ہو کے اُس درے کے قریب پہونچا چاہتا تھا کہ اندرون درہ وہ تمام بیگانہ ناگاہ اندر سے آواز سم مرکب کی گوش زد ہوئی اور دیکھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش بکمال شوکت و شان مرکب کو گرم تاز کیے ہاتھ میں برچھی پکڑے نمودار ہوا اور آتے ہی للکار کر کہا کہ باتش ہو ہشیار کہاں آتا ہے اور اسفندیار گیلانی کو بعد جنگ تیر و دو شمشیر و گرز وانی نقابدار نے زور شجاعت سے گرز مار کے زین سے اُٹھا لیا اور پکڑ کے درے میں لیے چلا گیا روز دوم یہ حال سُنکے جمہور وغیرہ سردار گیلان اور گیلان اُس درے پر گئے اور اُنکو بھی نقابدار پلنگینہ پوش نے درے میں سے نکل کے تماشا سب کو پکڑ لیا اور اندرون درہ ایک باغ ہے اُسمیں لیجا کے قید کیا اور

دوسرے دن شاہزادہ اسفندیار گیلانی اور جمہور وغیرہ وبلا کے کہا کہ تم سب صاحب مجھ سے اتنے کو آئے تھے
مجھے آزمالیا تو اب میں تم سب کو کہتا ہوں کہ تشریف لیجاؤ مگر اب تمہیں لازم ہے کہ اپنا لشکر یہاں سے کر ایک
سمت کو چلے جاؤ خبردار یہاں نہ ٹھہرنا یہ کہکر سب کو رخصت کیا اور آپ پھر اسی درے میں چلا گیا اسفندیار
گیلانی نے اپنے دل میں یہ سوچ کے کہ تو حمزہ کا بیٹا ہو کے اور ایسی ذلت اُٹھائے مصرعہ صد خندہ مرگ بر چنین
زیست ہے پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے اُس درے میں گیا اور اُس نقابدار نے پھر آکے شاہزادہ اسفندیار
گیلانی کو پکڑ کے کہا کہ جب میں نے چھوڑ دیا تھا پھر تو یہاں آیا اب تجھے نہ چھوڑونگا یہ کہکے شاہزادہ اسفندیار گیلانی
کو لیجا کے قید کیا یہ خبر شاہزادہ جمہور وغیرہ سرداروں نے سُنکے کہا یہ نقابدار آفت روزگار اور بلائے بیدرمان ہے
گیلک بچے نے کہا کہ میں جاکے ابھی شاہزادہ اسفندیار گیلانی کو لیئے آتا ہوں یہ کہکے اندرون درہ پہونچا اور
وہاں دیکھا کہ ایک مکان میں فرش بہت پاکیزہ اور نفیس بچھا ہے اور دو بیٹی ہمایوں شاہ کی اور شاہزادہ
اسفندیار گیلانی قید میں بیٹھے ہیں اور ایک طرف نقابدار لشکینہ پوش غافل پڑا سوتا ہے گیلک بچہ نے
اُس نازنین سے اشارہ کیا کہ میں آؤں اور اس نقابدار کو پکڑوں اُس نازنین نے اشارہ کیا بہتر گیلک بچہ نے
خنجر کو دیوار میں گاڑ دیا اور سرا کمند کا تیغے سے باندھکے نیچے اُترا اور بغچہ عیاری میں دارو بیہوشی رکھکر نقابدار
کی ناک کے پاس لایا حسب اتفاق نقابدار کی آنکھ کھل گئی اور اُسنے یہ دیکھکر کہ ایک شخص میرے سرہانے کھڑا ہے
چاہا کہ پلنگ پر سے اُٹھے گیلک پھرتی سے کمند کے پاس جا کھڑا ہوا نقابدار نے کہا کہ کیوں بھاگا جاتا ہے آ گیلک نے
کہا میں نہیں آتا تو مجھے پکڑے گا نقابدار نے کہا میں تجھے اب نہیں پکڑ سکتا گیلک بچے نے کہا ضرور تو مجھے
پکڑے گا یہ کہکے ہاتھ کمند پر ڈال کے آدمی دو سے زیادہ چڑھ گیا تھا ناگاہ نقابدار نے تیر کمان میں پیوستہ کرکے
مارا کہ کمند دو ٹکڑے ہو گئی اور گیلک بچہ معلق زمین پر گرا نقابدار نے دوڑ کر گیلک بچے کو پکڑ لیا گیلک بچہ
رونے لگا نقابدار نے کہا میں تجھے ایک شرط پر چھوڑے دیتا ہوں کہ تو جا کے حمزہ صاحبقران کو میرے مقابلے
کو لائے گیلک بچہ نے از روئے قسم کہا کہ حاشا میں ہرگز نہ لاؤنگا اور حمزہ صاحبقران کو ضرور تیرے مقابلے اور
تعزیر دہی کے واسطے لے آؤنگا بارے نقابدار لشکینہ پوش کے مکان سے گیلک بچہ نکل کے پھر اپنے لشکر میں
آیا اور سارا احوال سرداروں سے بیان کیا اب تمام سردار اور فوج وسپاہ اسفندیار کے ہمراہ کی اُسی درے
کے سامنے قیام پذیر رہی

اب دو کلمے داستان کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت شاہزادہ کرب غازی قیماس خان خاوری کو زخمی کرکے جبل سکندری اور نفیر جمشیدی اور علم اژدہا
وغیرہ اسباب وغیرہ لیکے روانہ ہوا اور یہ خبر سُنکے شاہزادہ خاور سپاہ تعاقب میں کرب غازی کی تلاش
کرتا چلا جاتا تھا پہلے کرب غازی خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کے پاس وہ سب اسباب لیے
پہونچا اور سب حال اپنا اور قاسم کا اور قید ہونا تھا مفصلاً اور شرح حال لندھور کے روبرو بیان کیا لندھور نے کہا
کہ اے کرب غازی تو نے بڑی غلطی کی کسواسطے کہ قاسم آتش مزاج ہے سوا اسکے نبیرۂ حمزہ صاحبقران کا ہے یقین ہے کہ
آتا ہوگا اور میں اسکے مقدمے میں کچھ نہیں کہہ سکونگا ابھی کرب غازی کچھ جواب نہیں دینے پایا تھا کہ دروازۂ بارگاہ
لندھور پر غل ہوا اور دیکھا کہ شاہزادہ خاور سپاہ تیغ بلارک از اسپابی کھینچے اندرون بارگاہ داخل ہوا اور
بہت بُرے تیور سے چار طرف دیکھنے لگا دارائے سواد ہند لندھور نے اٹھکر قاسم کو سلام کیا قاسم نے کہا کہ اے

لندھور یہ سارا مفسدہ برپا کیا ہوا تیرا ہی اب بتلا کہ وہ دیوانہ کہاں ہے میں نے اُسے دربند سے رہائی دے کے
قتل سے بچایا اور اُس نے عوض اُسکا مجھ سے یہ کیا لندھور نے کہا ای شہزادہ تیرہ بخت نامہربان تشریف فرما جہان
کرب ہوگا آجائیگا قاسم نے کہا ای لندھور میں کہتا ہوں کہ کرب کو بتلادے کہ وہ کہاں ہے اور تو مجھ سے
سامنے معقولیت کی اور مشتبہ گفتگو کرتا ہے اب جلد کرب کو بتلا دے ورنہ میں بہت بُری طرح سے تجھ سے پیش
آؤنگا کرب غازی یہ گفتگو قاسم کی سنکے ضبط نہ کر سکا اور خفا ہو کر کہا کہ ای قاسم منعم عدو نمک حرام
مگر شاید کہ نشناسی مرا منم کرب غازی نمک پروردہ تمہارا جو تیرے سامنے موجود ہوں دیکھوں تو میرا کیا کرلیگا
شاہزادہ خاور سیاہ نے کرب غازی کو دیکھکر کہا کہ ای دیوانے برگشتہ بخت جیسا تو دغا دے کے
بھاگا ہے دیکھ میں اُسکے عوض میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں بس یہ کہکے تیغہ پلارک افراسیابی دو دستی شاہزادہ
کرب پر مارا شاہزادہ کرب غازی نے خالی دیا اور تیغہ قاسم کا جاکے صندلی پر پڑا صندلی دو ٹکڑے ہو کر زمین
پر گری کرب غازی نے جو یہ رنگ دیکھا جوش جنون ہوا اور گلو کرب نوش عمادی کو ادا کر کے قاسم کے مارا
قاسم نے بھی چوٹ کو خالی دے کر آپ کو بچایا اور گلو کرب غازی کا بارگاہ کے ستون پر پڑی لندھور کی بارگاہ
کا ستون قلم ہوگیا فرہاد خان بیک ضربتی نے دوڑ کر ستون کو بارگاہ کے تھام لیا اور بہت ساسمجھا کے کہا کہ
ای شاہزادہ خاور سیاہ ذرا صبر کریں یہ سب اسباب میں تیرے حوالے کرتا ہوں قاسم نے اور زیادہ تر تندی
اور سخت گوئی کرنا شروع کی اور فرہاد کا کہنا نہ مانا لندھور قاسم کو روکے ہوئے تھا کہ اس عرصہ میں مالک اژدر
پہنچ گیا اور اُس نے جو یہ حال دیکھا تو مالک بھی پُر شدت کرنے لگا لندھور نے کہا ای بے ادب نادان یہ وقت تیری تندی
کرنے کا نہیں ہے اسوقت تو مقتضائے فراست یہ ہے کہ اس آتش کو بجھا دے اور رفع شر کرنا لازم ہے بجاے
تندی کرنا مالک نے جانا کہ لندھور سچ کہتا ہے بارے مالک نے قاسم کو آکے بہت سمجھایا اور منع کیا اور
بہت سی منت اور خوشامد کرکے صندلی پر بٹھلایا اُسوقت لندھور نے کہا کہ ای شاہزادہ خاور سیاہ میں تیرا
کمترین بندہ ہوں اور بہ دب غلامی عرض کرتا ہوں کہ اپنے نوکروں سے اس طرح پیش آنا ریاست اور
خاوندی سے بعید ہے قاسم نے کہا کہ میں نے کرب کو قتل سے بچایا اور وہ مجھ سے یہ سلوک کرتا ہے شاہزادہ کرب
غازی نے جواب دیا کہ ای سگ باب سر میں نے تجھے کب طلب کیا تھا اور کب کہا تھا کہ تو آکے مجھے رہائی دلوا دے
جو تو جہاں بیٹھتا ہے یہی تکیہ کلام تیرا ہوگیا ہے اور تو اپنی نمود سب کے سامنے کرتا ہے اس تیرے احسان سے تو اس قید
میں اگر میں مارا جاتا تو بہتر تھا اور تو کون ہے جو بارگاہ سلیمانی کو اپنے قبضۂ تصرف میں لاتا حق تعالی ہمارے سلطان
ظفر احتشام امیر حمزۂ عالی مقام کو تا دیر گاہ میرے سر پر سلامت باکرامت رکھے انھوں نے یہ بارگاہ میرے سپرد
کی ہے میں داروغہ اپنی بارگاہ کا ہوں میں کسی کو نہیں دیتا قاسم نے کہا میں لے لونگا کرب غازی نے کہا اگر تو
لیلے تو میں جانوں دیکھوں تو کیونکر مجھ سے لیتا ہے قاسم نے بہ غیظ و طیش میں آکے تیغہ پلارک افراسیابی پہ
ناتور کھا کرب غازی نے بھی قبضہ شمشیر کو پکڑ کے کہا بسم اللہ مالک اور لندھور دونوں درمیان میں آگئے اور
رفع شر اس شرط پر کرا دی کہ دونوں صاحب زور کشتی کا کریں اگر قاسم غالب ہو تو کرب غازی بے تامل بارگاہ
کو حوالے قاسم کے کردے اور جو کرب غازی قاسم کو مغلوب کرے تو پھر قاسم نام جبل سکندری و زنجیر جمشیدی
اور علم اژدہا پیکر وغیرہ اسباب کا زبان پر نہ لائے القصہ یہ شرط آپس میں ہو کر دونوں صاحب زور کشتی میں
مصروف ہوئے اس عرصہ میں ایک دیو نوجوان نقابدار سیہ پوش کو اپنی گردن پر بٹھلائے وہاں آکے اُتر پڑا

نقابدار نمد پوش نے اُس دیو کو پکڑ کے دے مارا اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچ کر جہنم واصل کیا تمام سرداروں اور بہادروں
نے زور و طاقت نمد پوش کی دیکھکر بہت سا تعجب کیا اسمین نقابدار نمد پوش نے پوچھا کہ یہ کشتی کیوں ہو رہی تھی
مالک اژدر نے سب احوال بیان کیا اور شاہزادہ قاسم نے اپنے باپ کو بغور دیکھکر کرب غازی کے دوش پر
ہاتھ مارکے ایک ٹکڑا زرہ کا اسکے کھینچ لیا اور بلند ہو کے آگے پھینک دیا کرب غازی کی بھی رگ غیرت جوش اور
حرکت مین آئی اسنے بھی ٹکڑا قاسم کی زرہ کا توڑ کر بلند ہو کے آگے ڈال دیا قاسم نے زیادہ تر خشمگین ہو کر خنجر پر
ہاتھ رکھا کرب غازی نے بھی خنجر اپنا کھینچا نقابدار نمد پوش نے قاسم کو باواز بلند کہا کہ تو آقا زادہ کرب کا
ہی تو اپنے نوکر سے مقابلہ کرکے اپنی سبکی کیوں کرتا ہی کرب غازی نے کہا کہ جب آقا اپنے نوکر کی رعایت اور
مروت نکرے اور درپئے قتل و ہلاکت نوکر کی ہو تو نوکر کو بھی لازم ہی کہ حفظ مراتب اپنا رکھے نقابدار نمد پوش نے کہا
کہ دونوں نے بُرا کیا لیکن یہ بیان کرو کہ تمھارے مناقشہ اور مجادلے کا کیا سبب ہی کرب غازی نے کہا حمزہؑ
صاحبقران ابھی زندہ اور سلامت ہین اور شاہزادہ خاور سیاہ مجھسے دعوی بارگاہ سلیمانی کا کرتے ہین اور
مین دو دفعہ اس بارگاہ کا ہون حق حق کہتا ہون سر موا اسمین کوئی صاحب جھوٹ نہ سمجھین تا وقتیکہ جان میرے
جسم مین اور سر میرے دھڑ پر ہی اس بارگاہ کو مین کسی کو نہ دونگا نقابدار نمد پوش نے کہا حق بجانب ہی تو بارگاہ کو
اپنے قبضۂ اختیار مین رکھو باقی اسباب حوالے قاسم کے کرو اور بہت سا کرب کو سمجھا کے بارگاہ سلیمانی کرب
کے پاس رہنے دی اور طبل سکندری اور علم اژدہا پیکر وغیرہ اسباب قاسم کو دلوا کے قاسم اور کرب سے
صلح کروا دی لندھور بارگاہ کو لیکے مع کرب غازی جشن عیش مین مصروف ہوا اس عرصہ مین بہمن خان
خاوری نے آکے قاسم کو مجرا کیا قاسم نے احوال شاہزادہ بدیع الزمان کا پوچھا اسنے کہا کہ پانچ لاکھ سوار
سے زیادہ زیادہ جمعیت شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس ہی شاہزادہ قاسم یہ سُنکے بہت ناخوش ہوا بعد اسکے
یموت بن ساریج کا حال پوچھا بہمن خان خاوری نے کہا وہ جو خزانہ آپ نے بھیجا تھا وہ سارا خزانہ شاہزادہ
بدیع الزمان نے سازندوں اور بیشکاروں کو انعام مین دیدیا یہ سُنکے قاسم نہایت آزردہ ہوا پھر بہمن خان
نے کہا کہ یموت بن ساریج کو بدیع الزمان نے آپ کے زیر کرنے سے پیشتر زیر کیا اور پھر آپکے پاس بھیجا ہی
اور ایک جوان درقاے زنجیر خاے کو بھی قارن بلندکمان کے ہمراہ شاہزادہ بدیع الزمان نے آپکے
پاس بھیجا ہی اور کہا ہی کہ تو اس سے نبرد کشتی امتحان زور کرنا قاسم نے کہا یہ خوب ہوا مین درقاے زنجیر خاے
سے ضرور زور کشتی کا کرونگا القصہ نقابدار نمد پوش سردار ان دست چپ کو بکمال اخلاق و محبت
اپنے ہمراہ لیکے سمت سہانیہ روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان انمین طوفانی تباہی زدہ کشتیوں سے گزارش کیے جاتے ہین

کہ بعد رفع ہونے طوفان کے سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران مع شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ
نامدار کشتیون پر سوار ایک کنارے پر پہونچے امیر یا توقیر نے پوچھا کہ ہماری کشتیان طوفان سے تباہ ہو کر اب کہان
آکر لگین ملاحون نے عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران یہ ساحل دربند عشقیہ ہی اور یہان سے ملک سنجان
بہت قریب ہی امیر یا توقیر یہ حال سُنکے بہت خوش ہوے اور جہ جند ہو کے مال و اسباب اُتروا دیا اور آپ
بھی مع شاہ عیاران عیار کشتی پر سے اُترکے بارگاہ مین رونق افروز ہوے بعد اسکے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت
ذرا تم تکلیف کرکے ملک سنجان مین جاؤ اور شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر مجھے لا دو عمرو نے پہلے تو بہت

عذر و معذرت کی آخر ناچار ہو کے سمت سنجان روانہ ہوا آتا ہے راہ میں ایک پیادے کو دیکھا کہ بہت جلد جلد قدم اٹھائے
چلا جاتا ہے کہ عمرو نے اُس سے پوچھا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے اور کہاں جاتا ہے اُسنے کہا میں صاحب خاص ملک
عتیق دربندی کا ہوں بائیس ہزار توڑے پیے ایک جا تھے وہاں سے سو توڑے میں نے تحصیل کیے ہیں اب
اپنے آقائے ولی نعمت عتیق دربندی کے پاس جاتا ہوں عمرو نے کہا کہ وہ روپیہ مجھے حوالے کر دے اور میرے
ہمراہ چل کہ میرا آقا تجھ سے کچھ یہاں کی خبر پوچھے گا اُسنے کہا میں اپنا روپیہ تجھے دونگا نہ تیرے ہمراہ تیرے مالک کے
پاس جاؤنگا عمرو نے خنجر پر ہاتھ رکھ کر کے کہا تو مجھے نہیں پہچانتا میرا نام عمرو بن امیہ ضمری ہے یہ کہکے اُس پیادے
کو پکڑ لیا اور بخدمت امیر باتوقیر لایا اُسنے صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ اگر تجھے میرے
فرزند شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر معلوم ہو تو کہدے اُسنے کہا اے شہریار شاہزادہ بدیع الزمان نے تمام ملک
باختر کو بزور شمشیر مسخر کیا اگرچہ ایک مرتبہ گنجاب سے شکست کھائی تھی مگر پھر جا کے قلعہ سنجان کو چھین لیا اور قفل
بن گیا ہو رخون آشام وغیرہ شجاعوں کو زیر کر کے اپنا رفیق گردانا ہے اور ایک لشکر عظیم الشان جمع کر کے شان و
شوکت بہم پہونچائی ہے باقی شاہزادہ قاسم جسدان سے شکست کھا کے نکلا ہے مجھکو تحقیق اُسکا حال نہیں معلوم ہے
امیر باتوقیر یہ حال سُنکے نہایت خوش ہوئے اور زر و جواہر وغیرہ اُسے مرحمت فرما کے رخصت کیا عمرو نے جب
دیکھا کہ وہ پیادہ بارگاہ سے باہر نکل گیا تو اُسکے تعاقب میں جا کے پھر اُسے پکڑ لیا اور جو کچھ زر و جواہر اُسنے پایا تھا
وہ سب اُس سے چھین لیا اور جلدی سے پھر بخدمت امیر باتوقیر آ کے حاضر رہا اور کھانا کھانے کے شغل میں مصروف ہو گیا اُس
عرصہ میں اُس پیادے نے پھر اندرون بارگاہ آ کے سارا حال عمرو کے ظلم اور زبردستی کا بیان کیا امیر نے دوبارہ
لطف اعلیٰ اُس پیادے کو زر و جواہر مرحمت فرما کے رخصت کیا اور عمرو سے فرمایا کہ اب اس سے روپیہ وغیرہ جو تیرے
پاس ہو نہ لینا بارے وہ پیادہ بخدمت عتیق دربندی گیا اور اُسنے عرض کی کہ امیر حمزہ صاحبقران زادہ و خاقان
ثانی سلیمان دریائے نیل سے دربند عنقیہ میں تشریف فرما ہوئے ہیں ملک عتیق دربندی نے یہ حال سُنکے اپنے
بھائی عنق سے کہا کہ ہمیں تاب مقابلے اور محاربے کی حمزہ صاحبقران سے نہیں رکھتا صلاح یہی ہے کہ میں اپنے
لشکر کو لے کے بخدمت حمزہ صاحبقران جا کے بظاہر مسلمان ہوں اور بفریب گرفتار کر لوں غرض یہی مشورہ
تجویز کر کے دونوں بھائی مع تمام فوج و سپاہ کے بخدمت امیر باتوقیر آئے اور عرض کی یا امیر ہم نے ارادہ کیا تھا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان سے لڑنے کو جائیں مگر اُسی شب کو خواب میں زیارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہمکو
نصیب ہوئی اور اُن حضرت نے ہم دونوں کو مسلمان کیا امیر نے اُن دونوں کی بہت سی خاطر داری کی وہ امیر
باتوقیر کو اندرون شہر لائے اور اُس دربند عنقیہ میں دو قلعے تھے ایک کا نام بہار دوسرے کا نام خزان تھا سلطان
صاحبقران نے اُن دونوں قلعوں کو خالی کروا کے رنگین خواتین معظمہ اور حریمان حرم محترم کو اُتروا کے مقبل
وفادار کو مع سات ہزار کمانداروں کے قلعہ اور وہاں کا قلعدار کر کے یہ حکم دیا کہ تا وقتیکہ ہم نہ دیکھنا قلعے کا
دروازہ ہرگز نہ کھولنا بعد اسکے امیر باتوقیر مع عنق و عتیق سمت باختر روانہ ہوئے عنق اور عتیق دونوں
بادشاہ دربند عنقیہ کے از راہ بدذاتی سلطان صاحبقران کو راہ سے بہکا کے سمت طلسم خاکستر ضحاک
کے لائے امیر باتوقیر نے جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک دریائے خاکستر بطور دریائے آب بظاہر رواں معلوم ہوتا ہے
امیر نامدار نے دریائے آب کے شبہے کنارے پر اُسکے پہونچ کے پلٹ کر جو دیکھا کہ عنق اور عتیق دونوں الگ
ہو کے دور کھڑے ہو رہے ہیں فرمایا کہ تم دونوں کیوں ٹھہر گئے اور اس دریا میں اپنے گھوڑے ڈال کے کیوں

نہیں اس پار چلے آتے ہو عشق اور علیق نے جواب دیا کہ خبردار ہم دونوں بپاس و بلحاظ ادب کہ مبادا ہم گھوڑے
دریا میں ڈال دینگے اور سم مرکب سے چھینٹیں پانی کی حضور پر پڑینگی اب پہلے آپ اپنا گھوڑا آگے بڑھائیں اور تشریف
لے چلیں تو ہم دونوں غلام بھی عقب میں حاضر ہیں سلطان والاشان اُن مکاروں کے فریب سے غافل تھے بخوف و خطر
اُس دریاے خاکستر میں اشقر دیوزاد کو ڈالا اور ایک مرتبہ دیکھا کہ وہ گرد بطور طوفان کے چار طرف سے اُٹھی اور ایک آواز
پیدا ہوئی کہ مانند ہی مانند قیامت مانند امیر با توقیر نے جو پلٹ کر کسی کو نہ دیکھا اور اشقر دیوزاد کا دمبدم قدم
اُس خاکستر میں دھنسا جاتا ہے یہ حال دیکھکر سلطان والاقدر نہایت متحیر ہوئے اور کہیں اسے نکلنے کا نہ تھا اُسوقت کمال
مغموم اور مکدر ہو کے سمجھے کہ عشق اور علیق نے مجھ سے فریب کیا عمرو جو ہمراہ رکاب ظفر انتساب سلطان عالی جناب تھا
رونے لگا صاحبقران نے پوچھا کہ اے عمرو تو کیوں روتا ہے عمرو نے کہا کہ اے حمزہ میں زیادہ تر اس باعث سے
روتا ہوں کہ ایک مرتبہ میرا مال و اسباب تو سنجاب کے چھین لے گئے اب جو میں نے بہت ریاضت اور محنت مشقت
سے کچھ پیدا کیا تھا وہ نہیں معلوم اب کون لیجائے اور کسکے ہاتھ آئے میں یہاں تیرے ساتھ اس بلا میں گرفتار ہوا ابھی
یہی گفتگو تھی کہ یکبارگی ایک صداے سبوح و قدوس کی آئی امیر با توقیر اور عمرو نے جو اُس طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ
حضرت خضر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے امیر حمزہ صاحبقران تم نے کیوں آپ کو اس بلا میں ڈالا عمرو نے کہا
اے بزرگوار خیر وہ جو کچھ ہوا سو ہوا اب میں بہت محتاج ہوں کچھ زر نقد کا مجھے پتا بتا دیجئے حضرت خضر نے کہا کہ یہاں روپیہ
اور گنج زر کیا کام کر سکتے تھے عمرو نے کہا اے بزرگوار کوئی طلسم بے زر کے نہیں ہے امیر با توقیر نے کہا یا حضرت پھر اس طلسم سے
ہمکو نکالیے حضرت خضر نے فرمایا کہ میں تمکو یہاں سے نکال نہیں سکتا کیا سبب کہ یہ طلسم سواے بدیع الملک تیرے
پوتے کے اور کوئی فتح نہیں کر سکے گا جب بدیع الملک تیرا پوتا پیدا ہوگا تو یہ طلسم ٹوٹے گا صاحبقران نے فرمایا
کہ حضرت جبتک کہ میرا پوتا پیدا نہ ہوگا میں اسی طلسم میں گرفتار رہونگا جب وہ اسکے طلسم کشائی کرے گا تب میں یہاں
سے رہائی پاؤنگا حضرت خضر نے فرمایا کہ نہیں بفضل ایزدی سے تیرا بیٹا شاہزادہ بدیع الزمان چند روز میں
طلسم جالینوس کو توڑے گا اُسوقت تم بھی اس طلسم سے نجات پاؤ گے بس اتنا کہکے امیر با توقیر کو رخصت کیا
اور غائب ہوگئے امیر با کرم وہاں سے بدشواری تمام ایک باغ میں جا کے پہونچے وہاں آرام فرمایا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک سہمانیہ میں ورقاے زنجیر خاے کے انتظار میں تھا کہ خبر پہونچی کہ قارن بلند کمان
مع ورقاے زنجیر خاے آ پہونچا حسب الحکم شاہزادہ قاسم کے تول استقبال کرکے دونوں کو شاہزادہ خاور سیاہ
کی بارگاہ میں لائے دونوں نے بارگاہ میں آکے قاسم کو سلام کیا کرسیاں دونوں کو بیٹھنے کو دیں اور جام شربت
قارن بلند کمان کو عنایت کیا قارن بلند کمان نے آداب بجا لاکے اُس پیالے کو پی لیا بعد اسکے خاور سیاہ نے
پوچھا کہ اب بدیع الزمان کا کیا حال ہے قارن بلند کمان نے کہا کہ آپ کی ازدیاد عمر و دولت کی دعا میں مشغول رہتے ہیں آپنے
جو بہوت بن سارنج کو بھیجا تھا انھوں نے بھی ورقاے زنجیر خاے کو چار پہر دن زور کر کے زیر کیا تھا اسکو آپکے
پاس بھیجا ہے کہ آپ بھی ورقا کو بند کشتی زیر کرکے بھیج دیں شاہزادہ خاور سیاہ نے ورقاے زنجیر خاے سے
پوچھا کہ تو مسلمان ہے ورقا نے جواب دیا کہ الحمد للہ شاہزادہ بدیع الزمان نے مجھے بزور کشتی زیر کرکے مسلمان کیا
شاہزادہ خاور سیاہ نے پوچھا کہ پھر تجھے باندھ کے کیوں میرے پاس بھیجا ہے ورقاے زنجیر خاے نے جواب دیا کہ
تم نے بہوت بن سارنج کو باندھ کے اُنکے پاس بھیجا تھا شاہزادہ عالم نے مجھے باندھ کے تمہارے پاس بھیجدیا

شاہزادہ خاورسیاہ نے چاہا کہ چند روز ورقاے زنجیرخاے کو مہلت دون تا بفراغت تمام آرام کرے اور خوب
کھاپی کے جب خوب اسمین طاقت اور قوت ہو تب مین اس سے امتحان زور کرون ورقاے زنجیرخاے نے کہا کہ
قسم ہی مجھے اپنے دین و آئین کی کہ مین بڑے عیش و آرام سے یہان آیا ہون مجھے مہلت کی حاجت نہین ہی شاہزادہ
خاورسیاہ نے کہا کہ کیا مضائقہ ورقاے زنجیرخاے کے ہاتھ کھول دو قارن بلندکمان نے حسب الارشاد
شاہزادہ خاورسیاہ کے ورقا کو کھول دیا بعد اسکے شاہزادہ خاورسیاہ نے ورقاے زنجیرخاے سے زور کشتی
کا کیا اور ورقاے زنجیرخاے بھی مردانہ وار کسی مقام پر قاسم سے کم نہین رہا حسب اتفاق ورقا کا ہاتھ منہ پر شاہزادہ
قاسم کے آپڑا تو خراش ناخن ورقاے تمام منہ شاہزادہ خاورسیاہ کا پُرخون ہو گیا قاسم نے اپنے چہرے سے خون جاری
دیکھکر نہایت غیظ و غضب مین بقوت تمام ایک گھونسا ورقاے زنجیرخاے کی گردن پر مارا قضاے کار وہ ضرب
دست ورقاے زنجیرخاے کی رگ پر پڑی اور ورقا چرخ کھاکے گر پڑا قاسم نے ورقا کو باندھ لیا خسرو بلاد ہندوستان
لندہور بعد اسکے کہا شہریار اسطرح سے گرفتار کرنا اور زیر کرنا دم تحسین و زبان خراسانی کہ سر و دست چپ
ہو اُسنے کہا کہ اے خسرو بلاد ہندوستان یون ہی پکڑ لینا حریف کو درست ہی اسمین شاہزادہ خاورسیاہ نے ورقاے
زنجیرخاے سے کہا کہ میری نوکری قبول کر ورقا نے سوچ کر جواب دیا کہ مین ملازم شاہزادہ بدیع الزمان کا ہون
تا قید حیات اُسکی اطاعت و فرمانبرداری سے نہ نکلونگا ہرچند قاسم نے مبالغہ کیا ورقا نے قبول نہ کیا شاہزادہ
قاسم نے درہم و برہم ہو کر حکم دیا کہ ورقا کی گردن مارو ورقاے زنجیرخاے نے کہا کہ شہریار اصل یہ ہے کہ شاہزادہ
بدیع الزمان آقا میرا ہی لاکھ جانین میری ایک بال پر اسکے فدا و نثار ہین اور تو بھی بھتیجا شاہزادہ بدیع الزمان کا ہی
جو غلام اور نوکر شاہزادہ بدیع الزمان کا ہوگا وہ تیرا بھی غلام اور نوکر ہو چکا سچ تو یہ ہی لیکن اے شہریار قول مردان جان
دارد جو مین نے شاہزادہ بدیع الزمان سے قول کیا ہی اُسمین مجھ سے فرق کبھی نہوگا بارے قاسم کو یہ تقریر ورقاے
زنجیرخاے کی بہت پسند آئی اور نہایت خوش ہو کر ورقاے زنجیرخاے کو خلع خلعت کیا اور پھر فرمایا کہ بدیع الزمان
کا حال راست راست بیان کر ورقا نے عرض کی کہ قارن بلندکمان کو حال شاہزادہ بدیع الزمان کا خوب معلوم
ہی مین تو جدید الاسلام اور نو ملازم اُنکا ہون شاہزادہ قاسم جانب قارن بلندکمان کے مخاطب ہوا قارن
بلندکمان نے بیان کرنا شروع کیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے فلان طلسم کو توڑا اور فلان ملک مسخر کیا اور فلان فلان
پہلوانون اور بہادرون کو زیر کیا اور فلان فلان خزانہ وہان بہم پہنچایا اور یہ دو برس کا خراج ملک باختر کا تمہارے واسطے بھیجا ہی
اور فرمایا ہی کہ یہ خزانہ اور مال اپنے نوکرون کو بخش دینا شاہزادہ خاورسیاہ نے یہ حال سنکے اُس خزانے کو اپنے سامنے
طلب کیا اور اپنے نوکرون کو بخش دیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کے سب نوکرون کو درہم و خلعت دے کر رخصت کیا
بعد اسکے اپنے نوکرون کو جنھون نے بدیع الزمان کے پاس جاکے غلطی کی تھی اُن سب کو قید کیا نقاب دار زندپوش نے بہت سی
سعی کی اور یہ کہلے کہ ان بیچارون کا کیا جرم و قصور ثابت ہوا ہے اُن سب کو قید سے نجات دلوائی القصہ یہان شاہزادہ
خاورسیاہ اسی گفتگو مین تھا کہ ناگاہ سامنے سے گیلک بچہ عیار شاہزادہ اسفندیار گیلانی کا آیا اور اُسنے سلام کر کے
ساری سرگذشت اور حکایت دربند جورانیہ کی اور زبردستی نقاب دار بلکینہ پوش کی اور گرفتاری شاہزادہ
اسفندیار گیلانی اور جمہور جہان سوز وغیرہ سرداران دست بدست کی بیان کی شاہزادہ خاورسیاہ مثل شعلۂ جوالہ
بھڑک اٹھا اور اُسی وقت بیساختہ تیغ بلارک از دسیاہی پر ہاتھ رکھکے اُٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہوا کہ ابھی مین جاکے بدخواہان
شاہزادہ بدیع الزمان کو پکڑ نے لاتا ہون اور اُس نقاب دار مغلوبکا علاج معقول اور تعزیر واقعی دے کے

سرائے اشغال کو پہونچاتا ہون بیٹھو اپنے مرکب پر روانہ ہوا ساتھ قاسم کے دور سے سواد ہندوستان لندھور بن
سعدان نقابدار نقاب پوش اور قبہ دین ستون اسلام شاہزادہ کرب غازی وغیرہ سب سردار اپنے مرکبون پر بیٹھے بیٹھے
درے کے قریب پہونچے شاہزادہ خاورسیاہ نے اور سپہ کو روک کے آپ بیباختہ اس درے کے اندر قدم زن ہوا ناگاہ
عدو سے سم مرکب بلند ہوئی اور دیکھا وہی نقابدار طلسمینہ پوش مثل شیر صحرائی درے مین سے نکلکے قریب خاورسیاہ
ملک قاسم کے پہونچا اور چار پہر کے زور مین شاہزادہ قاسم کے نیزہ کو توڑ لیا اور پکڑ کے باندھا بعد اسکے یہ کہا کہ خیر اب
تیرا قتل کرنا مجھے منظور نہین چھوڑ دیا شاہزادہ خاورسیاہ وہان سے اپنے لشکر مین آکے سوچا کہ اب لطف زندگی کیا ہی
مصرع اجل زندگی زندگی ہی اجل + تمام اسباب کو لٹا کے فقیر آزاد بنکے ایک مقام پر بیٹھ رہا سیارہ بن عمرو بھی قاسم
کے ساتھ فقیر ہو کے بیٹھا ہی اس عرصہ مین نقابدار نقاب پوش نے طبل جنگ بجوایا قاسم نے سیارہ بن عمرو سے کہا کہ جا کے
دیکھ تو کہ یہ دوسرا کون حریف ہو کر آیا ہی جسنے طبل جنگ بجوایا

اب دو کلمے داستان فرامرز عاد مغربی کے بیان کیے جاتے ہین

جس وقت کشتیان لشکر اسلام کی سب تباہ ہو گئین اور ہر ایک جزیرے اور بندر مین نکلین تو کشتی فرامرز عاد مغربی اور چند
کشتیان بعد طوفان کے جب ہند کے روشنی نمایان ہوئی تو بندر قہاریہ مین جا کے نکلین اور اس کشتی مین شاہزادہ
فرامرز عاد مغربی کے سوا ایک سائبان تھا اور کوئی خیمہ نہ تھا سبب یہ تھا شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے کشتی پر سے اتر کے
وہین لب دریا درختوں کے نیچے اس سائبان کو ایستادہ کر دیا اور سپہ آپ بیٹھا اور فوج وسپاہ وغیرہ ملازمین ہمراہی شاہزادہ فرامرز
نے سب کشتی پر سے اتر کے وہی سائبان کے نیچے بیٹھے شدہ شدہ یہ خبر قہار شاہ کو کہ مالک اس بندر کا تھا پہونچی کہ کسی طرح بہت
کی کشتی ہماری سرحد مین آکے اتری ہی قہار شاہ یہ خبر سنتے ہی اسی وقت مع بائیس ہزار سوار و پیادے کے لشکر سے سوار ہو کے
مقابلہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی آیا اور تھوڑے سے فاصلے پر خیمہ ایستادہ کروا کے داخل خیمہ ہوا اور طبل جنگ بجادیا اور دوسرے
روز صبح کو سر میدان کلاشنار طلب ہوا فرامرز عاد مغربی بھی اپنے مرکب پر سوار ہو کر برابر قہار شاہ کے پہونچا اور کہا ای قہار
شاہ یہ تو اپنے جی مین خیال کرنا کہ بہت بڑا لشکر ساتھ لیکر آیا ہی اور میرے پاس فوج کم ہی خدا ناہر گست ای قہار شاہ بعون و
قوت پروردگار عالم مین تیرے اس تمام لشکر کو تہ و بالا کر دونگا اور تجھے زندہ وسلامت اس میدان سے جانے نہ دونگا اچھا
بہتر تیرے حق مین یہی ہی کہ تو کلمہ شہادت پڑھ کے ملت بیضا دین اسلام قبول کر قہار شاہ پر ایسا رعب اور دبدبہ
شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کا چھا گیا کہ نہایت خائف و ترسان ہو کر کہنے لگا کہ مین مسلمان ہوتا ہون شاہزادہ فرامرز
عاد مغربی نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا قہار شاہ از راہ مکر و فریب جھوٹے کی طرح کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور اپنے لشکر مین
آکے کہا کہ مین از ترس جان مسلمان ہو گیا ہون اور اپنے عقیل اعظم سپہ سالار سے مشورہ کر کے فوج وسپاہ کو بھی سکھلا دیا کہ
تم سب بھی بظاہر مسلمان ہو جاؤ بعد اسکے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کو بحیلہ دعوت اپنے مکان مین لا کے مع تمام سردارون کے
کھانا بیہوشی آمیختہ کھلوا کے گرفتار کر لیا اور سب کو طوق اور سلسل کر کے ہوشیار کیا اور جب سب ہوشیار ہوے تو قہار شاہ
نے جلادون کو بلوا کے حکم دیا کہ ان سب خدا پرستون کو ابھی لیجا کے قتل کرو فرامرز عاد مغربی نے کہا کہ ای قہار شاہ تو نے مجھے نامردی
و فریب سے پکڑا ہی کیا مضائقہ مگر حق تعالی میرے آقائے ولی نعمت سلطان صاحبقران کو ہزار سال سلامت رکھے کہ وہ صحیح سلامت
سفر دریا سے نکل کے عنقریب یہان بانظر جنگ داخل ہوتے ہین ایک تمارست کو زندہ وسلامت نہ چھوڑینگے قہار شاہ سوچا کہ دراصل یہ سچ کہتا ہی یہ
سوچ کے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ یارو مین فرامرز عاد مغربی کو طوق اور سلسل اسی طرح سے کشور لنجاب تمار سے ہمراہ روانہ کرتا ہون
آئندہ جو مزاج مین پیغمبر مرسل کے آئے وہ ان خدا پرستون کے حق مین کرے مین تو اس بوالفضول سے بری ہو جاؤنگا یہ کہکے

فیروز عادو مغولی کو اوسپے پر بٹھلا کے مع چند اپنے سواروں کے کنجاب کے پاس روانہ کیا

اب شمہ داستان شاہزادہ عمرو بن رستم سے تذکرہ کیا جاتا ہے

کہ جس وقت سب کشتیاں لشکر اسلام کی لڑ کر تباہ ہوئیں تو کشتی شاہزادہ عمرو بن رستم کی ایک مقام پر ٹکرا کے پارہ پارہ ہوگئی شاہزادہ عمرو بن رستم ایک تختے پر بیٹھا ہوا تھا تلاطم امواج دریا سے وہ تختہ الٹ گیا اور شاہزادہ دریا میں گرا تو شناوری کرکے چاہتا تھا کہ کسی طرف کنارے پر جا پہونچے مگر وہ جو کہتے ہیں کہ شعر در دریا ز بیم ابنا شند نبود * فرو رفتہ شناور نہ آمد بکار * شاہزادہ عمرو بن رستم نے ہر چند کہ ہاتھ پاؤں مارے مگر جب شناوری کرتے کرتے شل ہو گیا تو قریب تھا کہ دریا میں غرق ہو کر ہلاک ہو جائے ناگاہ چند کشتیاں دور سے نمایاں ہوئیں اور ایک کشتی پر دیکھا کہ ایک نقابدار پلنگینہ پوش سوار ہے اس نے عمرو بن رستم کو دیکھ کر کہا کہ جلد اس نوجوان کو دریا میں سے نکالو چار طرف سے ملاح کود پڑے اور شاہزادہ عمرو بن رستم کو دریا سے نکال کے نقابدار پلنگینہ پوش کے پاس لائے شاہزادہ عمرو بن رستم نے نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا کہ تو مسلمان ہے عمرو بن رستم نے کہا کہ الحمد للہ اور بڑا بھائی میرا شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم لعل نعمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا ہے نقابدار نے کہا حمزہ صاحبقران ایسا بہادر ہے ملک باختر میں کس لیے آیا ہے اور بدیع الزمان اور قاسم باختر میں کیوں آئے ہیں ہر زمین کل باختر تو میری ہی ہے اور ملکیت میں ہے میں اپنے ہاتھ سے چاہونگا کہ ان دونوں کا اٹھا کے دونگا ہاں دو خوش ہیں اور حمزہ صاحبقران اگر نوکری میری قبول کریگا تو زار کو دونگا اور لقاے مشرک خدا زرد شاہ تو میرا ایک معبد لائق ہے یہ کہکے نقل اور کباب اور شراب طلب کرکے مع عمرو بن رستم کے شراب پینے لگا جب نقابدار دو چار جام شراب پی کر سرور ہوا تو یوں کہنے لگا کہ حمزہ نے بہت بڑی غلطی کی جو ملک باختر میں آیا اور بدیع الزمان اور قاسم کو بھیجا وہیں وہ بہت فضیح او نجات کرنے کو بیان کیے انکی اصل اور حقیقت کیا ہے شاہزادہ عمرو بن رستم یہ گفتگو نقابدار کی سنکے نہایت درہم و برہم ہوا اور نقابدار سے کہنے لگا اے نقابدار بد عقل تجھے نہیں کہ چھوٹا منہ بڑی بات زبان سے نکالے اور ایسے جوانان دلیر و بہادر کا کہ جنکی تلوار کی کڑک کے خوف سے دشمنوں کی آنکھوں میں خواب نہیں آتا اور تو اون سے تمام اون شجاعان دہر کا نام بے ادبانہ اس حقارت سے لیتا ہے یہ کہکے نقابدار پر تلوار کھینچ کے حملہ ور ہوا نقابدار نے بسہولت تمام چند دست عمرو بن رستم کا پکڑ لیا اور ایک طمانچہ مار کے دے مارا اور قید کرکے کہا کہ اب جب تک میرا اور حمزہ دونوں کا فیصلہ نہ ہو جائیگا تجھے قید سے کبھی نہ چھوڑونگا یہ کہکے وہاں سے آگے کو روانہ

ہوا اب تو آگے جانے دیجیے

اب شمہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے بیان کیا جاتا ہے

کہ جس وقت شاہزادہ بدیع الزمان فارس بلند کمان کو مع ورقا ے زنگیر خانے اور خراج دو سالہ باختر کا شاہزادہ خاور سیاہ کے پاس بھیجکر آپ مع فضل بن کیا ہو کر خون آشام قلعہ میں جشن عیش دیکھنے لگا ناگاہ سامنے سے نسیم بن عمرو نے بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان والا قدرت آ کے سلام کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے نسیم بن عمرو کو دیکھکر کو خوشی خوشی حال شاہزادہ اسفندیار گیلانی کا پوچھا نسیم بن عمرو نے تمام حال گرفتاری شاہزادہ اسفندیار گیلانی کا بدست نقابدار پلنگینہ پوش بیان کرکے کہا کہ شاہزادہ قاسم اور خسرو بلادمند لندھور بن سعدان اور کرب غازی وغیرہ سرداروں سمیت رہائی شاہزادہ اسفندیار گیلانی کے گئے تھے ان سب کو بھی نقابدار پلنگینہ پوش نے پکڑکے قید کیا ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ حال سنکے بکمال غیظ و جلال فرمایا کہ مجھے بھی فرض اور واجب ہے کہ جاکے اس نقابدار کو دیکھوں کہ کیسا زبردست اور بہادر ہے یہ کہکے شاہزادہ بدیع الزمان نے آدھا لشکر اور چند سرداروں کو

سنجان مین چھوڑا اور باقی سب سرداروں اور نصف لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے سمت دربند عاشیہ روانہ ہوا جب اُس درے کے
متصل پہونچا تو وہاں لشکر لندھور اور قاسم اور اسفندیار گیلانی کا پڑا ہوا تھا شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے لشکر کو وہین
اُترنے کا حکم دیکر بتقریب شکار کھیلنے کے ایک طرف نکل گیا ناگاہ ایک ہرن بہت خوبصورت سنگیان دونوں سونے روپے
سے منڈھی ہوئین جل زربفت پشت پر پڑی ہوئی طلائی مرصع پاؤن مین چوڑیان پہنا سامنے سے نمایان ہوا شاہزادہ
بدیع الزمان اُس ہرن کے پیچھے اپنے مرکب کو گرم تاز کیا اور وہ ہرن جستین کرتا اُس جنگل سے نکل کر سامنے ایک باغ تھا
اُسمین چلا گیا شاہزادۂ بدیع الزمان بھی گھوڑے پر سے اُتر کے اندرون باغ داخل ہوا اور وہان جاکے دیکھا کہ باغ نہایت
پُرفزا اور بہت معقول ہی اور سامنے ایک بارہ دری سنگ مرمر کی نہایت پرتکلف بنی ہی اور اندر سے اُس بارہ دری سے
ایک نازنین مہجبین نہایت حسین سراپا حسن وجمال بہ کمال غنج ودلال دریاے جواہر مین غرق باہر آئی اور روبرو شاہزادہ
بدیع الزمان کے آئی اور سلام کرکے کھڑی ہوئی شاہزادۂ عالم نے پوچھا کہ تم کون صاحب ہو اُسنے کہا کہ اے جوان میرا نام
شہرارہ جادو ہی اُس نقابدار پلنگینہ پوش کو میرے صاحبقران زمانہ نے دیا ہی اور میرے ایک طلسم اُسپر باندھ دیا ہی اس
باعث سے کوئی نقابدار پلنگینہ پوش پر غالب نہین ہوسکتا اور میرے سحر اور اُس طلسم کے باعث سے وہ سب پر غالب
رہتا ہی اب میرے جو تجھے دیکھا ہی تو مین تجھپر عاشق ہو گئی ہون اب میری حسرت دل بر لا اور مجھے اپنی بغل مین لیکے سلا تاکہ مین
تجھے نقابدار پلنگینہ پوش پر غالب کردون شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ سنکے اپنے جی مین کہا کہ یہ ساحرہ ہی اسکو
بعد ازین جہنم واصل کیا چاہیے وقت شاہزادۂ عالم نے اُس ساحرہ سے پوچھا کہ تو پہلے مجھے اُس نقابدار کے مارنے کی تدبیر
بتا دے بعد اسکے مین تجھے اپنی گود مین لے کر تیرا مطلب برلاؤنگا شہرارہ جادو نے ایک کمند شاہزادۂ بدیع الزمان کو
دیکر کہا کہ پہلے تو اس کمند کو مارکے نقابدار کو پکڑ لینا بعد اسکے یہ ڈبیا عنبر ہے اس ڈبیہ کو ہین نقابدار کے سامنے
ہوا کے رُخ پر کھول دینا عنبر نقابدار کے منہ جھونکے گا تو اسے پکڑ کر باندھ لانا یہ کہکے پھر شہرارہ نے کہا کہ اب میرے دل کی
مراد نکال دے شاہزادۂ بدیع الزمان نے شراب مین بیہوشی ملاکے دو جام اُس ساحرہ کو پلا دیے جب وہ بیہوش ہو چلی
تب شاہزادۂ عالم نے اُسکا گلا خوشی سے مارڈالا بس ایک شور وغل اُٹھا کہ کشتی مرا ہاے مین شہرارہ جادو بود شاہزادہ
بدیع الزمان اُس ساحرہ کو جہنم واصل کرکے اپنے مرکب پر سوار ہوکر تلاش نقابدار پلنگینہ پوش روانہ ہوا حسب اتفاق
نقابدار اُسی باغ سے ایک جنگلے مین بیٹھا تھا اور سم مرکب کی آواز سنکے جنگلے مین سے باہر نکل کے بمقابلہ شاہزادۂ بدیع الزمان
آیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہ ڈبیا عنبر کا نقابدار کے سامنے ہوا کے رُخ پر کھول دیا اور حلقہ اُس کمند کا نقابدار کی گردن مین
پھینک کر پکڑ لیا اور اپنے لشکر کی جانب مخاطب ہوا اثناے راہ مین نقابدار پلنگینہ پوش نے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی
اور مجھے کہان لیے جاتا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ مین وہ ہون کہ تمام فوج وسپاہ اور دولت کتیاب
کی خاک مین ملاکے تمام ملک باختر کو مین نے سخر کیا ہی اور اپنے قبضہ وتصرف مین لایا ہون نقابدار نے کہا کہ پھر مجھے لیجا کے
کیا ہوے گا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ مین تجھے اپنے لشکر مین لیجا کے اگر تو مسلمان ہوجائیگا تو تو میرا دینی بھائی ہی
اور نہین تو تجھے مین قتل کردونگا نقابدار نے کہا کہ تو مجھے اس جا پر مسلمان کرکے رخصت کر دے تاکہ مین جاکے تیرے اور سب
سرداروں کو قید سے رہائی اور نجات دیکر تیرے پاس لاؤن شاہزادۂ بدیع الزمان نے قبول کیا اور نقابدار بآواز
ترین کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے نقابدار پلنگینہ پوش کو رخصت کر دیا نقابدار شاہزادہ
بدیع الزمان نامدار کے پاس سے جو چلا تو اُسنے راہ مین شاہزادہ قاسم سے دوچار ہوا قاسم نے اُس سے پوچھا
کہ تو کون ہی نقابدار نے کہا میرا نام نقابدار پلنگینہ پوش ہی بدیع الزمان نے مجھے مردانہ وار پکڑ لیا تھا مین اُسکا

سرداری مسلمان ہوگیا اب مین جاکے حمزہ کے بیٹے اور سردار جو میرے یہان قید مین ہین سب کو رہا کرکے کسی طرف چلا جاؤنگا قاسم
نے کہا تو وہی شخص ہے جسنے مجھے زیر کیا تھا نقابدار نے کہا کہ ہان مین وہی ہون اب تو مجھسے دوبارہ لڑنیکا حوصلہ رکھتا ہے قاسم
نے کہا البتہ یہ کہکے نقابدار پلنگینہ پوش سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ نیزہ و شمشیر و گرز و کشتی تمام کے وقت بڑی سعی و جہد سے
اُس نقابدار کو زیر کیا اس مرتبہ نقابدار از سر صدق مسلمان ہوگیا اور اطاعت شاہزادہ قاسم کی اختیار کی قاسم نے
کہا وہ شخص جسنے مجھے پکڑا تھا بجشم میرا ہے اب بتلا کہ وہ کدھر گیا نقابدار نے کہا وہ طرف گیا ہے قاسم نے کہا تو میرے
لشکر مین جاکے میرے سردارون سے کہدینا کہ شاہزادہ خاور سیاہ و تنہا تسخیر بدیع الزمان گیا ہے اور مجھے بھیجا ہے نقابدار
نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تمھاری لڑائی کا تماشا دیکھون قاسم نے یہ کلمہ نقابدار سے سنکر نگاہ قہر اسکی طرف دیکھا وہ
نقابدار خائف و ترسان ہوکے سمت لشکر خاور سیاہ روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان جو نقابدار
پلنگینہ پوش کو رخصت کرکے ایک سمت کو روانہ ہوا تو جاتے جاتے ایک شہر مین پہونچا دیکھا کہ دو لشکر آپس مین برسر جنگ
ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا کہ یہ کونسا شہر ہے اور یہان میدان جنگ کسواسطے قرار دیا ہے ایک شخص نے
جواب دیا کہ یہ شہر آرمینیہ ہے اور یہان کا بادشاہ ارم شاہ ہے مرجح تیغزن سپہ سالار ارم شاہ بادشاہ کا تھا وہ
باغی ہوکے بادشاہ سے معرکہ آرا ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ حال سنکے اپنے مرکب کو گرم تاز کیا اور مقابلہ مرجح
تیغزن جاکے کہا کہ ای بہادر بادشاہ ارم شاہ تیرا ولی نعمت ہے اور تو نے تمام عمر اسکا نمک کھایا ہے اپنے آقا سے
ولی نعمت سے مقابلہ و مجادلہ کرنا خوب نہین آ مین تجھے اپنے ہمراہ لیجا کے تیرے بادشاہ سے تیرے جرم و گناہ معاف
کرا دون اور پھر تجھے سپہ سالاری کی خدمت دلا دونگا مرجح تیغزن نے نہایت پیچ و تاب کھاکے کہا کہ تو کون ہے کہ مجھے نصیحت
کرنے کو آیا ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ میرا نام بدیع الزمان ہے مرجح تیغزن نے کہا کہ مین مدت سے تیری تلاش
مین تھا یہ کہکے تلوار برسر شاہزادہ بدیع الزمان ماری بدیع الزمان نے اسکے ہاتھ سے تلوار چھین کے وہی تلوار اس گبر
مغرور مرجح تیغزن پر ماری کہ دو ٹکڑے ہوکر لاش اسکی خاک و خون مین لوٹنے لگی فوج و سپاہ نے مرجح تیغزن کی چاہا
کہ ہلّہ کرکے برسر شاہزادہ بدیع الزمان مقابلہ و مجادلہ کرے سردارون نے ممانعت کی ارم شاہ نے جب مرجح تیغزن
کی لاش کو خاک و خون مین پڑے دیکھا بے ساختہ اپنے مرکب کو بھگا کے شاہزادہ بدیع الزمان سے تند و تیز آکے لپٹ گیا اور
بہت سی تعریف و توصیف کرکے کہنے لگا کہ ای شہزادے شعر خود گیر را ناشد دسترس ... توکردی تیز کس ... اور یہ کہکے مع
تمام سرداران فوج اور غیرہ یگانہ و بیگانہ از سر صدق کلمہ شہادت پڑھکے مسلمان ہوگیا اور ہمراہ رکاب ظفر انتساب شاہزادہ
عالی جناب کے اپنے شہر آرمینیہ مین داخل ہوا چنانچہ ارم شاہ کی ایک بیٹی تھی نہایت حسینہ و جمیلہ ارم شاہ نے بخدمت شاہزادہ
والا قدرت عرض کی کہ غلام امیدوار ہے کہ غلام زادی حضور کی کنیزی مین رہے شاہزادہ بدیع الزمان نے قبول اس امر کا
نکیا تب اسنے کہا کہ اسے حضور کسی اپنے رفیق کے حوالے کریں شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اسکا کچھ مضائقہ نہین ارم شاہ نے
ایک تصویر اپنی بیٹی کی سب سرداران بدیع الزمان کو دکھلائی فضل بن الیاس جون تمام اور دو قابے بزنجیر خانے اور قارن
بلند کمان اور جرید خان اور ترک جوشن پوش اور ردوخان ملک بن صفوان سب کے سب اس تصویر کو دیکھکر عاشق
ہوگئے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ صاحبو یہ تو مناسب نہین کہ تم سب صاحب ایک معشوق پر عاشق ہو مین کس کو خاص کر دون اور کسے
اسکو دون مگر ایک صورت میرے نزدیک یہ خوب ہے کہ تم سب صاحب اپنی اپنی تصویرین بھجوا کے اس معشوق کے پاس بھیجو جسکی
تصویر وہ پسند کرے اسکے ساتھ ... بدیع الزمان ... تصویرین ارم شاہ کی بیٹی نے دیکھ کے
فضل بن گیا جو فرزند ارم شاہ ... اپنے دلون مین بہت

رنجیدہ ہوکے حالت عشق میں صغیر ہوگئے جب یہ خبر شاہزادۂ بدیع الزمان کو پہنچی شاہزادۂ عالم نے رباب باختری کو
دیکھ کے بہت سا سمجھایا مگر انھوں نے مطلق رباب باختری کا کہنا نہ مانا تب شاہزادۂ بدیع الزمان آپ تشریف لیجا
ادن کو بہت سا سمجھا کے اور حتی المقدور دلجوئی و دلداری ان سبھوں کی کرکے منع کیا مگر جب بہت سا کہا تو انھوں نے
مہلت چاہی اور کہا کہ ہم سب صبح کو بارگاہ والا میں آکے حاضر ہونگے شاہزادۂ بدیع الزمان ناچار ہوکے اپنی بارگاہ میں
پھر آیا وہ پانچوں شخص شب کو لشکر سے بھی نکل کے کسی طرف کو چلے گئے اثنائے راہ میں دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان چلا آتا ہے
جب انھوں نے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ قیطوس مع اپنے بیٹے انفاس خون آشام کے سرزمین ساغوم سے کنجاب
کی مدد کے واسطے جاتا ہے ناگاہ انفاس خون آشام وغیرہ کفار نے جوان پانچوں کو بصورت قلندری دیکھا تو لوگوں سے
دریافت کرکے کہ یہ ورقائے زنجیر خا اور قارن بلندکمان وغیرہ خداوند لقا سے منحرف ہوکر بدیع الزمان کے ہمراہ
مسلمان ہوگئے اور سمجھے رفیق نے یہ وہی لوگ نقیہ ہوئے ہیں انفاس جھٹ پٹ پانچوں کو کمند میں گرفتار کرکے سبھوں کو
کنجاب کے پاس لایا کنجاب نے ان پانچوں بہادروں سے کہا کہ تم پرستش لقائی اختیار کرو میں تم سب کا آگے سے زیادہ
مرتبہ بڑھاؤنگا ان پانچوں نے لقا پر لعنت کی کنجاب نے حکم دیا کہ ان پانچوں مغضوبان بارگاہ لقا کو ابھی لیجاکے سولی دو
تاکہ میں دیکھوں کہ انکا مددگار کون ان کو سولی سے بچا لیتا ہے حسب الحکم کنجاب کے کفار نے ورقائے زنجیر خا
و قارن بلندکمان وغیرہ بہادروں کو لیجاکے سولی سے باندھ لیا قضائے کار مرجان عیار یہاں موجود تھا اس نے یہ
حکم کنجاب کا سنکے سارا احوال پانچوں کی گرفتاری کا شاہزادۂ بدیع الزمان سے آکے بیان کیا شاہزادۂ عالم اسی وقت
بغرض رہائی ورقائے زنجیر خا اور قارن بلندکمان وغیرہ پانچوں رفیقوں کے سوار ہوکے روانہ ہوا یہاں
خاور سپاہ حضرت قاسم کو بھی خبر پہنچی کہ پانچ رفیقوں کو شاہزادۂ بدیع الزمان کے کنجاب نے دار پر
چڑھوا دیا ہے قاسم نے یہ حال سنکے اپنے سرداروں سے کہا کہ تا دقیقہ میں نہ آؤں تم خبردار یہاں سے کہیں جانے کا
ارادہ نہ کرنا اور کوئی سبب نہ تھا تب میں بھی نہ آتا یہ کہکے قاسم بھی واسطے رہائی ترک جوشن پوش اور ورقائے
زنجیر خا اور قارن بلندکمان وغیرہ کے روانہ ہوا

اب شمہ داستان بہرام گردن خاقان چین سے گزارش کیا جاتا ہے

کہ جب سفینہ لشکر اسلام کی طوفانی ہوکر تباہ ہوئی کشتی بہرام گردن خاقان چین کی ایک مقام پر ٹکرا کے پارہ پارہ
تختہ تختہ جدا ہوگئی اور تو جو ادنی اعلی اس کشتی میں بیٹھے تھے سب کے سب دریا میں غرق ہوگئے فقط شاہزادۂ بہرام ایک
تختہ پر بیٹھا بہتا بہتا بعد چند روز کے کنارے پر ایک جزیرے کے نکلا اور اس تختے پر سے اترکے سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا
ناگاہ ایک جا پر ایک غول آدمیوں کا دیکھا کہ سوکھی سوکھی لکڑیاں درختوں سے توڑ توڑ کے گٹھے باندھ رہے ہیں بہرام
نے انسے پوچھا کہ یہ کون سرزمین ہے اور اس جزیرے کا کیا نام ہے ان سبھوں نے کہا کہ اس جزیرے کا نام فارمانیہ ہے اور
یہاں کا حاکم فیروز شاہ ہے بہرام یہ حال سنکے پھر سیر میں مشغول ہوا ناگاہ ایک آواز رونے کی بہرام کے گوش تک آ
ہوئی اور اسی آواز پر تھوڑی دور جاکے بہرام نے دیکھا کہ ایک دیو بیٹھا رو رہا ہے بہرام چاہتا تھا کہ آگے بڑھکے کچھ
پوچھے کہ وہ دیو بہرام کو دیکھکر یہ کہتا ہوا کہ ای شہزادہ جو کہتے ہیں کہ مصرع رزق ہر روز کی رسان پرسید ہے حا بلیس
پر بلیس علیہ اللعن والعذاب اس وقت تجھے میری چاشت کے واسطے بھیج دیا یہ کہکر شاہزادۂ بہرام پر حملہ آور ہوا
شاہزادہ بہرام نے اس سے لپٹ کے تھوڑی دیر میں اٹھاکے دے مارا اور چاہا کہ قتل کرے وہ دیو منت سماجت کرنے لگا
کہ مجھے نہ مارئیے میں نے جیسا کیا ویسا پایا بہرام نے کہا اگر تو مسلمان ہو تو کیا مضائقہ دیو نے کہا اے شہریار میرا حال پہلے سنلے

کہ مین ایکدن سمت کوہستان پردۂ قاف چلا جاتا تھا وہان مین نے ایک پری زاد کو دیکھا کہ زنجیر سے بندھی ہوئی تھی کہ سر سے
پانون تک ہر ایک عضو جسم اُس پری کا ہر عیب سے بری تھا شعر کرون مین وصف منہم طاقت بیان نہین + زبان کے جسم نہین
جسم کے زبان نہین + اُسکو زنجیر سے باندھا تھا مین نے جاکے اُسے چھڑا دیا اور چاہا کہ یہان سے نکل جاؤن کہ اتنی دیر مین ایک
سیاہ دیو پیدا ہوا اور مجھے اُسنے کُشتی دیکے چاہا کہ مار ڈالے مین نے بہت سی منت سماجت کی کہ جب ہمکا اُسنے چھوڑا
اُسنے مجھے چھوڑ کے کہا کہ اگر پھر تو یہان آئیگا تو تجھے جان سے مار ڈالونگا مین اُسدن سے آج تک اس جزیرے مین آکے
رات دن رویا کرتا ہون بہرام گردن خاقان چین بولا مجھے اُس دیو کے پاس لے چل کہ مین اُس سیاہ دیو کو پکڑ کے تجھے
حوالے کر دون وہ دیو بہت خوش ہوا اور بہرام گردن خاقان چین کو لیکے وہ جزیرۂ قارمانیہ مین لایا فیروزشاہ بادشاہ
نے جو یہ خبر سنی کہ تومان دیو ایک آدمی کو لیکر اس خیال سے کہ وہ آدمی طوفان دیو کو مار ڈالے آیا ہی فیروزشاہ مشتاق
شاہزادہ بہرام گردن خاقان چین کا ہو کر وہان سے دیکھنے کو آیا اور شوکت و جاہ اور چہرہ اور حسن و شباب بہرام گرد
ن خاقان چین کا دیکھکر پوچھا کہ ای بہادر تو کون شخص ہی اور یہ دیو تجھے کہان سے اُٹھا لایا ہی بہرام نے کہا مین نوکر باشی
امیر کشورگیر جہان ستان حمزہ صاحبقران کا ہون اور یہان ہوا سے آیا ہون کہ پہاڑ پر جاکے اُس پریزاد کو تومان دیو کے
دست سے لاؤن فیروزشاہ نے کہا ای بہادر ہرگز تو اُس پہاڑ پر نہ جا وہ دیو آدم خوار ہی ای بہادر تجھے وہ ہلاک کر ڈالے
بہرام نے جواب دیا کہ ای شہریار مین اُس قوم مین نہین ہون کہ دیو اور پری سے ڈر جاؤن یہ کہکے شاہزادہ بہرام گردن
خاقان چین تومان دیو اور فیروزشاہ کو اپنے ہمراہ لیکے اُس پہاڑ کے نیچے پہونچا حسب اتفاق وہ پریزاد سوتی تھی گھوڑون
کے پانون کی آہٹ سے چونکی اور سر اُٹھاکے چارطرف دیکھنے لگی ادہر بہرام گردن خاقان چین نے جو اُس پریزاد کو
دیکھا تو ایک آہ سرد کھینچ کے رہ گیا بعد اسکے تومان دیو سے کہا کہ تو جاکے اس پریزاد کو اُٹھا کے میرے پاس لے آ تومان نے کہا
مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ طوفان دیو مجھے آکے مار ڈالے وہان کے لوگون نے کہا وہ دیو اسوقت یہان نہین ہی تھا کر
آخر وقت شام آتا ہی تومان دیو بے خوف ہوکے اُس پریزاد کو جاکے قید سے چھڑا لایا اور پہاڑ سے اُتار کے بہرام گرد
ن خاقان چین کے پاس لایا اسی وقت شام کا ہو گیا کہ وہ دیو طوفان شکار سے پھرکے آیا اور پریزاد کو قید سے
چھوٹا دیکھکر کوہ دیکھکے غرونِ ہوا اور یہ کہکے کہ ای تومان تو پھر آیا دوڑ کے تومان سے لپٹ گیا اور دم بھر مین تومان کو
مار کے گرا دیا شاہزادہ بہرام گردن خاقان چین نے تومان کو مرا ہوا دیکھکر جام غیظ و غضب مین کہا بانی ای
دیو کی گندم ترا ازمنہ و سالم یہ کہکے ایک ہی ضرب تیغ مین اُس دیو کو جہنم واصل کیا فیروزشاہ نے یہ جرأت اور قوت بہرام
گردن خاقان چین کی دیکھکر بہت سی تحسین و آفرین کرکے کہا کہ ای بہادر جیسا سپہ سالار تو قابلیت ہو تو مین تیری
ملازمت اور اطاعت اختیار کرتا بہرام گردن خاقان چین نے کہا ای فیروزشاہ مین بھی پہلے بت پرست تھا
فیضان صحبت اور کفش برداری مین سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کی مین چاہ کفر و ضلالت سے نکلا اور
بسر چشمۂ ہدایت پہونچا اور مین نے اُس خالق اکبر کو پہچانا تو مجھ سے اس طرح سے چند کلمات وحدانیت جل خدا سے
عزوجل کی بیان کیے کہ فیروزشاہ کو بہت پسند آئے اور از سر صدق مسلمان ہو گیا اور تمام اپنی فوج و سپاہ اور رعایا ے
شہر کو مسلمان کیا مگر بہرام گردن خاقان چین ہزار جان سے شیفتۂ جمال اور فریفتۂ تمثال اُس پری زاد کا کہ نام اُسکا
دل آرام پری تھا ہوگیا اُسکو اُس کوہ سے شہر مین لایا اور اُس سے کہا کہ ای جان جہان و اے روح روان میری کہ مین
تیرے عشق مین مبتلا ہون اُس پری زاد نے کہا کہ ای شہریار مین بھی قبول کرتی ہون کہ شعر دل را بدل رہیست درین
گنبد سپہر + از سوی کینہ کینہ وز سوی مہر مہر + تیری تو تندی نکلے رہونگی مگر ہمارے بزرگون کا قول ہی مصرع کہ

ہیں آدمی زاد کل بے وفا + بس اتنا ہی مجھے ڈر ہے کہ تو بھی مجھ سے بیوفائی نہ کرے بہرام نے کہا میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں میں عاشق باوفا ہوں آخر میرا حال تجھپر ظاہر ہی ہو جائے گا اُس پریزاد نے کہا کہ اچھا میں دیکھوں کہ تو اپنے وعدے پر ثابت قدم رہتا ہے یا نہیں القصہ وہ پریزاد بہرام گرد بن خاقان چین کی خدمت میں رہی ایک روز کی نقل ہے کہ دل آرام پری کو اپنے ماں باپ کی جدائی یاد آئی تو اُس نے بہرام سے کہا کہ اے شہریار میں بیٹی ملک کافور کی ہوں اور میرا باپ تیسرے قلعہ قاف میں حکمرانی کرتا ہے اگر تجھے میری خاطر منظور ہے تو میرے ہمراہ پردۂ قاف سوم میں تشریف لے چل کے چند روز بسر کر پھر جب تو کہے وہ تیرے ہمراہ چلی آؤنگی بہرام گرد بن خاقان چین نے یہ بات سُنکے کہا کہ اے سرمایۂ زندگانی میں قورچی باشی امیر حمزہ صاحبقران کا ہوں اور ہوا خواہ شاہزادہ بدیع الزمان کا ہوں اندنوں شاہزادہ بدیع الزمان اور سلطان صاحبقران آمادۂ لشکرکشی و سرکشی ہیں اب میں تیرے ہمراہ کیونکر جاؤں اگر چند روز توقف کرو تو بہتر ہے دل آرام پری یہ جواب بہرام کا سُنکر نہایت رنجیدہ ہوئی اور کہنے لگی کہ میں تو جانتی تھی کہ آدمی زاد بیوفا ہوتے ہیں یہ کہکے پردہ نشان لب بام پر جا کے بیٹھی ہی بہرام نے نہایت بیتاب ہو کے بہزار عجز و انکسار کہا کہ اے یار دلنواز میں تجھپر عاشق ہوں یہ بات نہ کر کہ تیرے درد فراق میں ہلاک ہو جاؤنگا اُس نے کہا اگر تو صادق القول ہے تو میرے ساتھ پردۂ قاف کو چل بہرام دل آرام پری نے کہا میں تجھے اُٹھا کے قاف تک نہیں لیجا سکتی مگر میں جا کے آج کے تیسرے روز تخت تیری سواری کے واسطے بھیجونگی تو اُسپر سوار ہو کے چلا آ بہرام نے کہا شعر بیوفائی کیا کہوں ساتھ اپنے تجھ محبوب کی + تیری نسبت میری جان بلبل سے گل نے خوب کی ہے میں تیرے فراق میں مر جاؤنگا دل آرام پری نے کہا میرا بھی صدمۂ فراق سے یہی حال ہے مگر مجبور ہوں لاعلاج ہوں یہ کہکے دل آرام پری پرواز کر کے سمت قاف روانہ ہوئی بہرام گرد بن خاقان چین روتا اور سر پیٹتا رہ گیا روز چہارم دیو ایک تخت لے کے آئے اور بہرام کو تخت پر سوار کر کے سمت قاف سوم جاتے ہیں وہاں دل آرام پری مثل عاشقوں کے آپ کو بنائے سنوارے انتظار میں بہرام گرد بن خاقان چین کے بیٹھی تھی ناگاہ وہ چاروں دیو بہرام کو تخت پر سوار کیے ہوئے آ پہنچے دل آرام نے استقبال کر کے بہرام کو اپنے باغ میں اتارا اور بڑی تواضع تکریم اور پیار محبت سے ایک مسند پر بٹھا کے صحبت قرار دی اور عیش و نشاط میں رہنے لگی بعد چند روز کے کسی نے ملک کافور سے جا کے کہا کہ آگے تو طوفان دیو اور ملکہ دل آرام پری سے دوستی تھی اب پردۂ دنیا سے ایک آدمزاد کو جسنے طوفان دیو کو مارا ہمراہ اپنے لائی ہے ملک کافور یہ حال سُنتے نہایت برہم ہوا اور اپنے وزیر کو واسطے قتل کرنے بہرام کے بھیجا وزیر نے آکے پوچھا کہ یہ آدمیزاد کون ہے تو معلوم ہوا کہ بہرام نام ہے اور قورچی باشی امیر حمزہ صاحبقران کا ہے وزیر نے جا کے ملک کافور سے کہا کہ اے شہریار یہ آدمزاد حمزہ صاحبقران زندۂ قاف ثانی سلیمان کا نوکر ہے اور حمزہ شوہر شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری کا ہے اور میں نوکر ملکہ آسمان پری کا ہوں میں اسکو کیونکر مار سکتا ہوں ملک کافور نے کہا کیا مضائقہ اُس آدمزاد کو پکڑ لا کے قید کرو اگر حمزہ کو خبر ہوگی اور وہ مجھ سے طلب کریگا میں بھیجدونگا ورنہ قتل کرونگا القصہ ملک کافور نے دل آرام پری اپنی بیٹی کو مع شاہزادہ بہرام گرد بیہوش کر کے ایک مقام پر قید کیا وہاں فولاد دیو طوفان دیو کے باپ نے جو سُنا کہ کسی آدمزاد نے میرے بیٹے طوفان کو مار ڈالا سو اُس آدمزاد کو دل آرام پری ملک کافور کی بیٹی پردۂ قاف میں لائی ہے اور اس جرم پر ملک کافور نے اُس آدمزاد کو اپنے یہاں قید کیا ہے فولاد دیو فوج کشی کر کے برسر ملک کافور آیا اور معرکہ آرائے جنگ و جدال ہو کر چند سرداروں کو ملک کافور کے مار ڈالا اور طبل بازگشت بجوا کے جو وقت کہ دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر آگئے اُس وقت ملک کافور نے کہا کہ شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری حمزہ صاحبقران کے ناموس اور ملکہ قمر چہر بھی بی بی حمزہ کی ہے اور مریم جمال بی بی شاہزادہ

بدیع الزمان کی ہو اگر میری بیٹی کا بھی بہرام گرد بن خاقان چین کے ساتھ وصل و پیوند ہو تو مقام عیب کا نہیں یہ
کہکے بہرام گرد بن خاقان چین کو حمام میں بھیج کر خلعت دامادی پہنایا اور بارگاہ میں بڑے اعزاز و احترام سے بلا کے
ملک کافور نے کہا کہ میں نے اپنی بیٹی تیری خدمت میں دی مگر اس شرط سے کہ تو اس فولاد دیو کو مار ڈالے بہرام نے قبول کیا
روز دوم وقت صبح جبکہ فوج عرب دو میں رونق بخش ہوئی صف آرا ہوئیں تب فولاد دیو دار شمشاد لیکے میدان میں آیا
اُدھر سے بہرام گرد بن خاقان چین اُسکے مقابلے میں نکلا فولاد نے دار شمشاد بہرام پر ماری شانہ بہرام کا ٹوٹ گیا
ملک کافور اور سب سردار اور تمام لشکر اُسکا بہت رنجیدہ ہوکر بہرام سے کہتے گئے کہ تم تو ہمسے بہتر تھے اسکو کیا کرینگے
بہرام نے کہا کہ اگر میرے کہنے پر عمل کرو تو میں ایک تدبیر تمہیں بتلا دوں ملک کافور نے کہا جو تم کہو گے عمل کرونگا بہرام نے کہا کہ
اچھا مہر چا اور ایک عرضی بدیع مضمون کہ شہریار نجے دل آرام بیٹی ملک کافور حاکم قلعہ سوم ذات کی یہاں لائی گئی چنانچہ
یہاں ملک کافور پر فولاد دند دانے ایک دیو فوج کشی کر کے آیا اور میرا اسکا مقابلہ ہوا اُسنے دار شمشاد مجھے ماری میرا شانہ
ناقص ہو گیا ہے اگر اسوقت میں تمکو میری تائید کے واسطے تشریف لا کے تو فہو المراد ورنہ حسرت دیدار اقدام عالی کی دل میں
باقی رہ جانے کی لکھکر چار دیووں کو ایک تخت دیکر بذریعہ اس عرضی و فہ داشت کے بخدمت شاہزادہ
بدیع الزمان سمت سنجان روانہ کیا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت شاہزادہ بدیع الزمان نے حال گرفتاری قارن بلند کمان اور روزنا زنجیر خاں اور ترک جوشن پوش وغیرہ
اپنے سرداروں کا سنا کہ گنجاب نے ان سبھوں کو بحالت قلندری سولیوں پر چڑھا دیا ہے اور شاہزادہ فاد و سیاہ ملک قاسم ان
سب کی رہائی کیواسطے چلا ہے شاہزادہ بدیع الزمان بھی اپنے مرکب پر سوار ہو کے سمت اردوے گنجاب روانہ ہوا اور جبکہ قریب
بارگاہ گنجاب کے پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادہ فاد و سیاہ ملک قاسم بھی وہاں کھڑا ہے قاسم نے بدیع الزمان کو دیکھا دونوں
میں چشمک ہوئی اور دیکھا کہ بارگاہ گنجاب کے دروازے پر بہت سے کفار نخت نیزے کی سروں پر رکھے اور بند قبا کھولے
ہوئے بیٹھے ہیں شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم وہاں سے ہٹ کر اُن سولیوں کے قریب آئے یہاں دیکھتے کہ کوئی تدبیر کوئی
گھات بن نہ پڑیگی جو ہم ان سرداروں کو چھڑالیں نا چار ہو کے وہاں سے ہٹے اُسی وقت شب کا ہوا تو ایک طرف سے امیہ
بن عمرو ایک طرف سے سیارہ بن عمرو دونوں عیار اس فکر میں چلے کہ کسی گھات سے سرداروں کو چھڑاویں جب ان سولیوں کے قریب
پہونچے تو عجب طرح کا دھواں شور و غل سنا ان دونوں عیاروں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیسا غل ہے لوگوں نے کہا کہ آج شب کو کوئی
شخص سولیوں کے نیچے نقب دے کے قیدی سرداروں کو سولیوں پر سے اتار لے گیا اور ایک کاغذ مٹی میں رکھ گیا ہے کہ اے گنجاب تیری
کیا اصل و حقیقت تھی جو تو ملازمان شاہزادہ بدیع الزمان کی ہتک حرمت کا ارادہ کرتا ان سبھوں کو سولیوں پر کھینچتا سیارہ بن عمرو نے
یہ حال جا کے ملک قاسم سے کہا قاسم اپنے دل میں سمجھا کہ یہ کام بدیع الزمان کا ہے غرض کہ طلوع سحر تک ہوا ایک سمت چلا جاتا تھا
ایک جوان کو دیکھا کہ چلا آتا ہے قاسم نے اُس سے آنے کا باعث پوچھا اُسنے کہا اس عرب میں ایک پہاڑ ہے کہ اسکو صنوبر کوہ
کہتے ہیں وزیر کو غضب بیٹھا ہے وہاں کا بادشاہ ارم شاہ ہے اسکی بیٹی دل آرام شیریں عذار پر عاشق ہوں اور ارم شاہ
بدیع الزمان کے زیر ہو کے مسلمان ہو گیا اور بدیع الزمان نے اُس دل آرام شیریں عذار یعنی ارم شاہ کی بیٹی کو آپ نے قبول کیا
مگر تصویر اُسکی اپنے سرداروں کو دکھائی جو سردار اُسپر عاشق ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ ایک عورت پر جو شخص عاشق
ہوں یہ نہیں مناسب ہے اس لیے چھ سرداروں کی تصویریں کھچوا کے دل آرام شیریں عذار کو دکھلائیں دل آرام
نے فضل کی تصویر کو پسند کیا بدیع الزمان نے دل آرام کو فضل کے حوالے کیا اس بات پر وہ پانچ سردار خفیہ

ہو گئے ہیں بلا اس مقدمے میں ای شہریار تو کیا کرسکے گا قاسم نے کہا اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیرا مطلب کرا دوں خاقان نے
کلمۂ طیبہ پڑھکے اسلام قبول کیا اور شاہزادہ قاسم کو اپنے خیمہ میں لیکے جشن کی تیاری کی اور لوگوں سے کہا کہ صنوبر شاہ میرا
باپ مجھے یاد کرے تو کوئی بہانہ کرکے ٹال دینا قصہ کوتاہ صنوبر شاہ نے خاقان کو بلوایا لوگوں نے خاقان کے کوئی حیلہ کرکے
ٹال دیا تب صنوبر شاہ آپ آیا اور اندرون خیمۂ خاقان کے آواز ساز اور سارنگی اور طبلے کی سنکے خاقان کو اندر سے بلایا اور
بذریعۂ خاقان صنوبر شاہ بھی بدست قاسم مسلمان ہو گیا روز دوم صبح کو ملک قاسم و صنوبر شاہ اور خاقان بطریق
سیر و شکار سوار ہو کے نکلے تھے کہ ایک دامان کوہ میں بدیع الزمان کو دیکھکر قاسم نے صنوبر شاہ اور خاقان سے کہا کہ
یہ جوان جو دامنہ کوہ میں کھڑا ہے یہی بدیع الزمان ہے کہ تمام ملک باختر میں اسکے نام سے زمین کانپ اٹھتی ہے اسوقت میرا جی
چاہتا ہے کہ اس جوان سے خوش طبعی کروں دیکھوں کہ دل اور جگر اور جرأت اور قوت اسکی کتنی ہے یہ کہکے اپنے گھوڑوں
کو چمکا کے سمت شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوے شاہزادۂ بدیع الزمان نے دور سے جو سواروں کو مسلح اور مکمل اپنی
جانب مخاطب دیکھا قبضۂ طہمورث دیو بند پر ہاتھ رکھکے مرکب پر سوار ہوا اور گھوڑے کو جیہ کے سامنے آیا تو شاہزادۂ
خاور سیاہ ملک قاسم کو پہچان کے کہنے لگا ملک قاسم نے کہا تو مجھے پہچانتا ہے جو وہاں سے جلد آیا تو شاہزادوں گروہ
بھی ہر طرف آپس میں باتیں ہونے لگیں اور قاسم شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ صنوبر شاہ کے خیمے میں لایا
اور سب صحبت عیش میں تھے صنوبر شاہ کا ایک وزیر کذاب اختر شمار نہایت سیاہ دل اور تیرہ روزگار بیہودہ خیمہ
میں آیا اور شاہزادۂ خاور سیاہ اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ دونوں تازہ وارد کون
ہیں اور زبانی خواص نمک حرام کی حال شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملک قاسم کا تحقیق کرکے گنجاب کے پاس چلا گیا
اور کہا ای پیمبر مرسل خاقان صید افگن بیٹا ارم شاہ کا قاسم کے ساتھ مسلمان ہو گیا اور اپنے باپ صنوبر شاہ کو آگے
مسلمان کیا اور اب بدیع الزمان اور قاسم کو لاکے اپنے خیمے میں ناچ دیکھ رہا ہے اگر آج سرکار سے فوج جاکے ان دونوں
نادیدہ خدا کے پرستاروں کو مع خاقان صید افگن وغیرہ کے گرفتار کر لائے تو کچھ ایسی مشکل نہیں ورنہ پھر کوئی تدبیر نہیں
بن پڑے گی گنجاب نے جو یہ خبر سنی تو نہایت پیچ و تاب کھا کے اسی وقت مع تمام اپنے سرداروں اور فوج وسپاہ کے
سوار ہوا کچھ لوگ صنوبر شاہ کے گنجاب کے لشکر میں تھے انھوں نے جو یہ حال سنا تو وہ سب کے سب صنوبر شاہ کے
پاس آئے اور عرض کی کہ گنجاب نیا لشکر لیکے آپ سے بہر جنگ آتا ہے ابھی وہ لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ گنجاب
مع اپنی فوج وسپاہ کے وہاں پہونچا اور ضحاک عاد گراز دندان سمت شاہزادہ بدیع الزمان نامدار اور الکوان فیل زور
جانب شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم مخاطب ہوے اور ضحاک عاد گراز دندان نے تلوار سر پر
شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے ماری شاہزادۂ بدیع الزمان نے بند دست ضحاک کا پکڑکے تلوار اسکے ہاتھ
سے چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے ضحاک گراز دندان کو کاٹھی زین سے اٹھاکے بسوے ہوا پھینکا اور گرتے
گرتے بیچ میں تلوار ماری کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو کے لاش اسکی زمین پر گری اور تڑپنے لگی شاہزادۂ خاور سیاہ
نے الکوان فیل زور کی تلوار کو خالی دے کر بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے کرکے خاک و خون میں
ملا دیا بعد اسکے اس طرف سے تمام لشکر گنجاب کا اور ادھر سے دلیران ہمراہی شاہزادگان نامدار اور فوج وسپاہ
صنوبر شاہ اور خاقان صید افگن کی آمادہ جنگ و رزم ہو گئے اور طرفین سے کشتوں پر لاش دھڑ پر دھڑ
مردے پر مردہ گرنے لگا گنجاب نے یہ رنگ میدان جنگ کا دیکھکر انفاس خون آشام سے کہا کہ تو جا کے
بدیع الزمان کا مقابلہ کر اور بدر جہان زلازل یک چشمی سے اشارہ کیا کہ تو قاسم سے جاکے مقابلہ اور جدال

اُسکے اگر زندہ ہو تو تو نے تو زندہ پکڑ لاؤ ورنہ سر قاسم کا کاٹ لاؤ چنانچہ شاہزادہ خاور سپاہ نے زخم کاری کمر کے بدر بن ماثل جنبی کو
زخمی کیا اور شاہزادہ بدیع الزمان نے تیغ جنبی ہو کر اتفاقاً میں خون آشام کو مجروح کرکے تا شام معرکہ آرا رہے میدان جنگ رہا جب
ظلمت شب نمایان ہوئی اسوقت دونوں بہادر یعنی شہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم جنگ کرتا ہوا
کرتے اور شمشیر زنی کرتے ایک سمت کو چلے آخر کار بسبب بہت سے خون نکل جانے کے ضعف کی شدت ہوئی تو دونوں بہادروں نے گھوڑوں
کی گردنوں میں ہاتھ ڈال دیے اور سر جھکا کے بیہوش ہوگئے اور گھوڑے ان دونوں رہگیروں کو اپنے حالت غش میں دیکھ کے
ایک سمت کو چلتے ہیں دوسرے روز گنجاب نے تلاش کی تو معلوم ہوا کہ بدیع الزمان اور قاسم دونوں کسی طرف کو نکل گئے
اسوقت گنجاب نے حکم دیا کہ ہمارے لوگ جا کے چاروں طرف تلاش کریں حسب الحکم گنجاب کے سیکڑوں کفار بتلاش
شاہزادگان عالی مقدار روانہ ہوئے اور دس کوس تک کوسی گانوں گراؤں قصبات دیہات میں ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اب
حال ان دونوں رہگیروں کا سنیے کہ گھوڑے جو دونوں شاہزادوں کو لیکے نکلے تو سرپٹ جاتے جاتے ایک دامان کوہ میں پہونچے اور
وہان سبزہ و دوب کا دیکھ کر از بسکہ دونوں گھوڑوں کو دو روز سے دانہ گھاس کچھ نہیں ملا تھا وہ گھاس کھانے میں مصروف ہوئے ناگاہ
دونوں شاہزادے قاش زین سے زمین پر گرے اور بعد تھوڑی دیر کے پہلے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہوش میں آکے جو آنکھ کھولی
تو دیکھا کہ میں ایک پہاڑ کے درے میں زمین پر گرا پڑا ہوں سجدہ شکر کتاب باری ادا کر کے اپنے جی میں کہا کہ سبحان قدرت
اُس قادر مطلق کی کہ مجھے کفار و ملازمان گنجاب کے ہاتھ سے محفوظ رکھکر یہاں پہونچایا اور چاہتا تھا کہ اپنے زخموں کو باندھے
ناگاہ نگاہ جانب قاسم جا پڑی دیکھا کہ قاسم بھی بیہوش زمین پر پڑا ہوا ہے خون زخموں سے جاری ہے شاہزادہ بدیع الزمان
نے جوش خون عزیزی اور فرط محبت سے پہلے قاسم کے زخموں کو باندھا پھر چاہا کہ میں اپنے بھی زخموں کو باندھوں غش
طاری ہوا بیہوش ہو کر گر پڑا اس عرصہ میں قاسم کی آنکھ کھلی اور ہوش میں آیا تو اُسنے دیکھا کہ کسی نے میرے زخموں کو
باندھا ہے متحیر ہو کے بائیں جو دیکھا تو شاہزادہ بدیع الزمان بھی زخمی پڑا ہے قاسم نے جانا کہ بدیع الزمان نے
میرے زخموں کو باندھا ہے قاسم نے بھی جلدی شاہزادہ بدیع الزمان کے زخموں کو باندھا اور بیہوش ہو کے گر پڑا بعد
تھوڑی دیر کے پھر دونوں کو ہوش آیا اُسوقت آپس میں کہنے لگے کہ اب یہاں ٹھہرنا مصلحت نہیں ہے ایسے کسی مقام پر چلکے
ٹھہریں جہاں گنجاب کے لوگوں کے شر و فساد سے محفوظ رہیں ابھی یہی مشورہ کر رہے تھے کہ سامنے سے ایک پیادہ بلند و بالا بکمال
شان و شوکت لباس حریر کا پہنے قریب دونوں شاہزادوں کے پہونچا شاہزادوں نے باہم کہا کہ شاید یہ پیادہ گنجاب کا واسطے
جاسوسی کے آیا ہے اس فکر میں ہوئے کہ اسکو ماریں قاسم نے ایک تیر ترکش سے نکال کے کمان میں پیوستہ کیا اور نشانہ تاک
کے اُس پیادے کی طرف پرتاب کیا وہ پیادہ جست کرکے آسمان کی طرف تھوڑی دور پر جا کے کہنے لگا کہ صاحبو ذرا مجھے
مہلت دو کہ میں دریافت کرلوں کہ تم کون ہو اگر مسلمان ہو تو میری جان گرامی تم دونوں پر نثار ہو اور جو قوم کفار سے
ہو تو مجھے کچھ تم سے اندیشہ نہیں شاہزادہ بدیع الزمان نے جانا کہ یہ پیادہ مسلمان ہے فرمایا کہ اے شخص تو نے جو سنا ہو
شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش شکن وہ شخص میں ہوں اور یہ جو برابر میرے تیر و کمان پکڑے بیٹھا ہے یہ شخص آفتاب
اوج شجاعت شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری ہے اب بیان کر کہ تو کون شخص ہے اُس
پیادے نے دوڑ کے شاہزادہ بدیع الزمان کے قدموں کو چوم لیا اور بہت سی تعریف اور توصیف کرکے اور دعائیں دیکے
کہنے لگا کہ اے شہریار میرا نام آشوب دزد ہے اور بہرام بھی کہتے ہیں یہاں ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا فولاد حصار
مشہور ہے شعر استواری میں نہیں زنہار اسکی جاسوسوں + فکر صائب سے بجا ہے کہ گر اسکی بنا + میں حاکم اسی قلعہ کا ہوں
اور بارہ ہزار شجاعان و مشہ کا سردار ہے ہمیشہ چوری پر میری اوقات گذری ہے اکثر وقت بہ لقا خدا سے باختر اور گنجاب

نے فوج مجھ پر بھیجی اور چاہا کہ مجھے گرفتار کرے لیکن ہر مرتبہ لشکر گنجاب اور فوج لقا نے مجھ سے شکست فاش کھائی اور کبھی
میں نے ایک پیسا ایک کوڑی باج و خراج کا کسی کو نہیں دیا اور کسی سے کبھی ڈرتا ہوں ہاں غائبانہ مجھے ایک عشق شاہزادہ
بدیع الزمان کے نام سے ہے اور ہزار جان و دل سے دعوی غلامی اور عبودیت کا شاہزادہ بدیع الزمان کی مجھے رہا ہے اکثر
میں نے چاہا کہ شاہزادہ عالم کی خدمت میں جا کے حاضر ہوں مگر کہیں ذریعہ اور وسیلہ کوئی میرے ہاتھ نہ آیا اس باعث سے
زیارت قدم عالی سے اسکی نامراد و محروم رہا ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ میں نے سنا گنجاب نے چھ سرداروں کو شاہزادہ
بدیع الزمان کے بلباس قلندری گرفتار کر کے سولیوں پر باندھ کے لشکر میں رکھا ہے میں شب کو جا کے ان چھوں سرداروں کو
سولیوں پر سے اتار لایا شاہزادہ خاور سیاہ نے کہا کہ دیکھنا اس جراءت و دلیری کو کیا کہنا ہے جہاں دیکھو وہاں ایک
نہ ایک جاسوس عیار مکار اس کشتی گیر کا نوکر موجود رہتا ہے اسی میں آشوب دزد نے بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان
بہ کمال عجز و انکسار عرض کی کہ اے شہریار غلام امیدوار ہے کہ آپ کے سب سردار بھی میرے قلعہ میں ہیں آپ بھی از راہ بندہ نوازی
قدم رنجہ فرما کے تا وقتیکہ زخم جسم اطہر کے اندمال پاکے اچھے ہو جائیں وہیں تشریف رکھیں اور بعد اسکے جہاں مزاج مبارک
میں آئے تشریف لیجائیں شاہزادہ بدیع الزمان کو اسکی گفتگو بہت پسند آئی اور ملک قاسم سے کہا کہ اے قاسم چل چند
روز قلعہ میں جا کے رہیں جب زخموں کو اندمال ہو جائے اور صحت کلی ہو تو پھر یہاں سے چلیں گے قاسم نے نہایت کبیدہ
اور بدمزہ ہو کے کہا کہ میں کسی کے مکان میں نہیں جاتا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے قاسم تو نہایت بد مزاج ہے یہ
دستور شاہوں اور شہزادوں کا نہیں ہے سوا اسکے تو مجھے اپنے رفیق خاقان صید افگن کے گھر میں لے گیا میں بے خوف
و خطر تیرے ساتھ چلا گیا پس اگر تو بھی میرے ہمراہ آشوب کے مکان میں چل کے چند روز استراحت کرے تو کیا قہر ہو جائیگا
بارے قاسم نے لاعلاج ہو کے قبول کیا اور آشوب دزد دونوں شاہزادوں کو اپنے قلعہ میں لایا اور شاہزادوں کو بہ تکریم
مسند پر بٹھلا کے قارن بلند کمان اور ورقا نے زنجیر خا اور طرید خان وغیرہ سرداروں کو شاہزادہ بدیع الزمان
کے لا کے حاضر کیا تمام سردار شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھ کے قدموں سے لپٹ گئے شاہزادہ بدیع الزمان نے
بہت سی دلجوئی اور خاطر داری ان سب کی کر کے فرمایا اے یارو شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے ایک جوان
بہم پہونچایا ہے اسنے یہ اظہار کیا ہے کہ میں ارم شاہ کی بیٹی دل آرام شیریں عذار پر عاشق ہوں اسلام قبول کیا ہے اور
قاسم نے اس جوان سے اقرار کیا ہے کہ میں تجھے ارم شاہ کی بیٹی دل آرام شیریں عذار کو دلا دونگا پس اگر میں اس
بات پر راضی نہ ہوں اور قاسم کا پاس خاطر نہ کروں تو قاسم میرا کیا کر سکتا ہے لیکن جو اسنے ایک بات مردوار
اپنے منہ سے نکالی اور وعدہ کیا ہے تو مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے لخت جگر پارہ دل قاسم کو اس جوان کے
سامنے شرمندہ کروادوں لہذا میں تم سے کہتا ہوں کہ جس طرح سے تم سب دل آرام شیریں عذار کے درد فراق میں مبتلا
ہو پاس خاطر میرے لازم ہے کہ فضل بن گیا ہو رخ آشام کی صدمہ دوری اور مجبوری کا اس نازنین دل آرام
شیریں عذار کی اپنے دل پر اٹھائے تا میں اس ارم شاہ کی بیٹی کو حوالے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے کردوں
اور قاسم دل آرام کو خاقان صید افگن کو عنایت کرے یہ گفتگو شاہزادہ بدیع الزمان کی سنکے قاسم نے
شکر آداب بجا لا کے کہا کہ اے بدیع الزمان تونے یہ بار منت تا روز قیامت میرے سر پر رکھا اور مجھے تمام عمر کو ممنون
اور مشکور احسان کر لیا القصہ چند روز شاہزادہ خاور سیاہ اور بدیع الزمان دونوں اس آشوب دزد کے مکان پر رہے
جب کہ زخم ان دونوں صاحبوں کے اچھے ہو چلے تب شاہزادہ خاور سیاہ سمت سہانہ اور شاہزادہ بدیع الزمان
مع اپنے چھوں سرداروں کے سمت سنجان روانہ ہوئے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے اپنے لشکر میں آکے

جو کچھ کہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے گفتگو ہوئی تھی خاقان صید افگن سے بیان کی اور کہا کہ بدیع الزمان نے دل آرام
شیر تن عذار کو میری خاطر سے تجھے دیا ہے عجب طرح کا احسان بدیع الزمان کا مجھ پر ہوا ہے ادھر شاہزادۂ بدیع الزمان
جو بسمت سنجان روانہ ہوا تو اثنائے راہ میں ایک لشکر کو دیکھا کہ کسی قیدی کو واسطے پہنچانے کے بڑے اہتمام اور
ہوشیاری سے لیے جاتے ہیں شاہزادۂ بدیع الزمان نے بغور کرکے دیکھا تو شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کو بہ غل و
زنجیر قید دیکھکر نعرہ کرکے اُس لشکر پر جا پڑا قہرمان عجمی نے سر راہ بدیع الزمان کے آگے نیزہ مارا شاہزادۂ عالم نے نیزہ
اسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کے اسکو خانۂ زین سے اٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر پٹکا اور قہرمان کے
دونوں ہاتھ باندھ لیے شہزادۂ فرامرز عاد مغربی نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر نعرۂ اسد کبیر طرب کھینچا اور ہاتھوں
کی ہتھکڑیاں پاؤں کی بیڑیاں مانند تار عنکبوت کے توڑ کے ایک کافر کے ہاتھ سے تلوار چھین کے شمشیر زنی کرنے لگا لشکر
کفار نے الامان الامان کہنا شروع کیا اور قہرمان عجمی مع اپنی تمام فوج و سپاہ کے مسلمان ہو گیا شاہزادۂ بدیع الزمان
نے شاداں و خنداں فرامرز عاد مغربی سے کہا کہ اب تم لندھور کے پاس جاکے رہو فرامرز عاد مغربی نے کہا کہ اے شہریار
اب تجھے چھوڑ کے میں کہاں جاؤں شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے فرامرز میں ڈرتا ہوں کہ کوئی یہ نہ کہے کہ
بدیع الزمان نے غیروں کی اعانت اور استمداد سے باختر میں آکے کام کیے ہیں اور باختر کو سر کیا ہے فرامرز نے جانا کہ
بدیع الزمان سچ کہتا ہے مگر کچھ زیادہ حجت و تکرار نہ کی مگر بوقت رخصت اتنا پوچھا کہ شہریار اس لشکر کے حق میں کیا ارشاد
فرماتے ہیں جسے آپ نے مسلمان کیا ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ یہ حق تیرا ہے کہ تو نے پہلے قہرمان کو مسلمان
کیا تھا القصہ فرامرز عاد مغربی رخصت ہوکے مع فوج و سپاہ بسمت دربند محمودیہ بخدمت خسرو بلاد ہندوستان لندھور
بن سعدان روانہ ہوا اثنائے راہ میں شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم سے ملاقات ہوئی قاسم نے پوچھا کہ اے فرامرز
عاد مغربی تو کہاں تھا فرامرز نے کہا کہ مجھے قہرمان از راہ فریب گرفتار کرکے سنجان کے لیے جاتا تھا شاہزادۂ
بدیع الزمان نے قہرمان کو پکڑ کے مسلمان کیا اور مجھے قید سے نجات دی پھر میں نے ہر چند چاہا اور عجز و انکسار کیا کہ میں
تیرے ہمراہ رہوں شاہزادۂ بدیع الزمان نے مجھے جواب دیا کہ لوگ کہینگے کہ بدیع الزمان نے غیروں کی اعانت سے
باختر کو سر کیا ہے کہکے مجھے رخصت کیا ہے قاسم اپنے دل میں شاہزادۂ بدیع الزمان کی جرأت اور قوت پر آفرین صد
آفرین کرتا اپنے لشکر میں آیا اور سب سرداروں سے کہا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرامرز عاد مغربی کو اپنے پاس نہ رکھا
اور کہا کہ جو میں تجھے اپنے ہمراہ رکھونگا تو لوگ کہینگے کہ بدیع الزمان نے یاروں کی استمداد و نصرت سے کار نمایاں
کیے ہیں غرض کسی طرح سے فرامرز عاد مغربی کا رہنا اپنے ساتھ مناسب نہ جانا اب لازم ہے کہ تم بھی سب مجھ سے علیحدہ ہوکے
رہو میرے پاس نہ رہو پھر ہر چند سبھوں نے منت سماجت کی قاسم نے کسی کا کہنا نہ مانا اور قیماس خان خاوری کو
ہمراہ کرکے سب سرداروں کو مانند اژدر کے پیش روانہ کر دیا اور بعد اسکے شاہزادۂ خاور سپاہ ایک روز تنہا کھیلنے کو
نکلا تھا ناگاہ ایک بگولا پیدا ہوا اور قاسم کو بیک لپیٹ آسمان پر اڑا اور لیجا کے ایک درے میں کوہستان کے اتار دیا جب قاسم
کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک دیو مجھے یہاں اٹھا لایا ہے قاسم نے پوچھا کہ تو مجھے یہاں کیوں لایا ہے اس دیو نے جواب
دیا کہ اے شہریار میرا الماس دیو نام ہے اور بہت سے جن اور دیو اور غول صحرائی اور پری زاد اس درے میں
رہتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہاں کا ایک قانون رکھا ہے کہ اس پہاڑ میں ترازو زنجیر سے بندھی ہوئی
لٹکتی ہے اور ایک پلے میں ترازو کے ایک بہت بھاری پتھر رکھا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہی قانون رکھا ہے کہ جو
کوئی اس پتھر سے زیادہ بھاری پتھر لگا کے ترازو کو اٹھاوے اسے بادشاہ کرنا چاہیے سو پہلے میں نے اس ترازو کو

اُٹھا لیا تھا میں بادشاہ تھا اب ایک شہاب دیو ہو آتے آگے مجھے سوائی ذرہ کا بھر دین رکھے اُٹھا لیا آپ بادشاہ کر دیا سواب مجھے آرزو ہو کہ مین بادشاہ یہان کا ہون قاسم نے کہا کہ شہاب دیو کو بلا لاؤ سب اہل طلب شاہزادہ خاور سیاہ کے شہاب دیو کے حاضر ہوا اور ہمراہ شہاب دیو کے سب دیو اور پری اور جن اور غول آئے قاسم نے دین مع شہاب دیو کے اُٹھانے سے زیادہ اُس ترازو مین رکھے اُٹھا لیا سب اجنہ اور پری زاد اور دیوون اور غولون نے الماس دیو کو ہٹا کا بادشاہ کر دیا شہاب دیو کو معزول کر کے تخت پر سے اُٹھا دیا شہاب دیو جاکے شاہزادہ بدیع الزمان کو اُٹھا دیا اور سارا حال اپنی سلطنت کا بعد اُٹھانے اُس ترازو کے اور پھر الماس کو بادشاہ کر دینا باعانت اور بمضاعف وزن کی ترازو اُٹھا لینے کا اور اپنے معزول ہونے کا بیان کر کے کہا کہ مین شہزادون کا کیا ہو اب تو مجھے یہان کا بادشاہ کر دے شاہزادہ بدیع الزمان نے تئین مع دوئی خاور سیاہ کے اُٹھا لینے سے اُس ترازو کے پلے مین رکھے سب دیوون اور جنون اور پری زادون کے روبرو دو گز زمین سے بلند اُٹھا لیا اور شہاب دیو کو پھر وہان کا بادشاہ کر دیا اور الماس پھر معزول ہو کر تخت پر سے اُتر گیا قاسم نے کہا کہ مین پھر اس ترازو کو زیادہ بوجھ رکھ کے اُٹھاؤنگا اور پلے دو من بوجھ بڑھا کے قاسم نے اُس ترازو کے اُٹھانے کا ارادہ کیا کہ ایک طرف کا پلہ ترازو کا ٹوٹ گیا قاسم نہایت درہم برہم ہو کر کہنے لگا کہ اس ترازو کو میرے واسطے اُٹھاؤنگا دیوون اور جنون اور پری زادون اور غولون نے کہا کہ یہ قانون حضرت سلیمان نے نہین رکھا کہ ترازوے سلیمانی کو دوبارہ بنا کے کوئی اُٹھائے بس یہ کہکے سب نے دوڑ کر شہاب کے قدم چوم لیے اور کہا بس یہی نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن ہمارا بادشاہ ہو شاہزادہ بدیع الزمان نے جب دیکھا کہ قاسم بہت رنجیدہ اور اُداس ہو اب شہاب دیو کو تو بادشاہ کیا مگر الماس دیو کو وکیل سلطنت اور چشیدست شہاب دیو کا کر دیا کہ جسوقت ہم گنجاب پر لشکرکشی کرینگے تم بھی اپنے دیو پری جن غولون کے لشکر لے کے میدان مین حاضر ہونا اور یہ کہکے

شاہزادہ بدیع الزمان بسمت میدان اور شاہزادہ قاسم بسمت خانہ گئے

اب دو کلمے داستان گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان کی پرخاش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ گنجاب مع لشکر ملک عنبر چار باغ کے میدان مین جو دو کوس تھا اُسنے حکم دیا کہ ہماری فوج جلد کوچ مین بسر بدیع الزمان لشکرکشی کرینگا علقمہ وزیر نے عرض کی کہ اے پیغمبر مرسل آپ کے لازم نہین کہ تو آپ فوج کشی کر کے بدیع الزمان سے مقابلہ کرے ہان سرداروں کو مع لشکر روانہ کر تیرے جانے مین تیری ہتک ہوگی جو شخص کا کہ بیہودہ ہو ملک باختر کا پیغمبر ایک ادنی بدیع الزمان سے جنگ کرنے کیا تجھے لوگ حقیر جانینگے علقمہ نے جو یہ کہا تو بختیارک نے کہا اے گنجاب مجھے ثابت ہوتا ہے کہ تیرا وزیر مسلمان ہو کہ ہمیشہ یہ در پردہ ہمی بدیع الزمان کی کرکے اُسے بچا دیتا ہو بختیارک کی فسدے اور اغواے گنجاب نے علقمہ کو گالی دی اور کہا کہ او دشمن تیری تقریر سے ایک جنبہ بدیع الزمان کا پایا جاتا ہو علقمہ وزیر اپنے دل مین سوچا کہ گنجاب نہایت تیرہ دل اور سیاہ درون ہو شعر آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد * گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ * یہ کافر اکفر ہو کسی طرح نہ مانیگا اور شاہزادہ بدیع الزمان کہ دولشکر شکن ہر اصاحب اقبال مقبول خداے ذو الجلال نہایت صاحب اقتدار اور مالک لشکر بیشمار کا ہو گیا ہو سوا اسکے امیر حمزہ صاحبقران بھی مع تمام سرداران لشکر اسلام اس ملک باختر مین تشریف فرما ہو چکے اب یہ گنجاب سر دکھ نہین رکھیگا بہتر یہی ہو کہ مین بھی بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان والا قدر عالی منزلت حاضر ہون اور کہ سر فروشی اور جان نثاری مین سعادت دارین اور افتخار کونین اپنا سمجھون غرض یہ سوچ کے علقمہ وزیر نے گنجاب سے کہا اے پیغمبر مرسل تو بر سر جنگ ہو اور یہ بات تو مشہور ہو کہ جنگ در سرداران دولت ہو کہ خانہ وہ بنہ وغیرہ کا طرف تو مین اُسے لیجا کے

قلعہ فولاد میں رکھوں تاکہ اگر شکست بھی دشمنوں کی ہو جائے تب بھی یک لخت خزانہ سیم و زر اور جواہر کی غارت سے گنجیاب کو
بصلاح علقمہ وزیر کی بہت پسند کی اور تمام خزینہ اور گنجینہ اپنا علقمہ وزیر کو سپرد کر کے سمت قلعہ فولاد رخصت کیا اور
علقمہ وزیر گنجیاب کا خزانہ چھکڑوں اور شتروں پر لدوا کے سمت لشکر بدیع الزمان روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت سلطان صاحبقران مع شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار حسب الارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے اس باغ
طلسم میں آ کے مقیم ہوئے تو انتظار میں تھے کہ دیکھیے شاہزادہ بدیع الزمان طلسم کشائی طلسم جالینوس کی کب کرے تاکہ
ہماری بھی رہائی یہاں سے ہو ایک روز کی نقل ہے کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ کوئی شخص یہ کہتا ہے اے خداوندان طلسم خبردار ہو جاؤ کہ شاہزادہ
بدیع الزمان نے طلسم جالینوس کو توڑا جسکو اس وقت یہاں سے نکل جانا ہو نکل جائے دم بھر میں ایک ہرن پیدا ہوگا جو پیچھے
پیچھے اسکے نکل جائے گا یہ سنکر امیر با توقیر بہت خوش ہوئے اور دیکھا کہ ایک ہرن مانند شیر زیان کے تمام اسکے جسم پر خال سبز و سفید
ہیں ایک جانب سے نمودار ہوا امیر با توقیر اور عمرو اس ہرن کے تعاقب میں چلے جاتے جاتے جس وقت کہ اس خاک سے باہر
نکلے صاحبقران دوران نے دیکھا کہ وہ ہرن غائب ہو گیا تب سلطان صاحبقران نے جانا کہ ہم اب طلسم سے باہر نکل آئے
پس سلطان صاحبقران اور شاہ عیاران عیار دونوں وہاں سے آگے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں امیر با توقیر نے عمرو سے
فرمایا کہ تو جا کے سرخیل وفاداران مقبل وفادار کو مع حریمان حرم محترم کے یہاں لے آ اور احوال کافروں کا بھی دریافت
کر تاکہ اب وہ بے کس فکر و تدبیر میں ہیں حسب الحکم سلطان باکرم کے عمرو وہاں سے روانہ ہوا اگر بیان کا حال سنیے کہ
عشق اور عتیق دربندی سلطان صاحبقران کو مع شاہ عیاران عیار طلسم خاکستر میں نزول کے آب کنارے سے کنارے
طلسم کے پہنچتے ہوئے قلعہ عیار میں آئے مقبل وفادار سے کہلا بھیجا کہ امیر حمزہ با توقیر تو سمت باختر روانہ ہوئے اور ہمکو
بھیجا ہے کہ ہم اور تم دونوں ملکے نگہبانی ناموس صاحبقران کی کریں مقبل نے یہ پیام عشق اور عتیق دربندی کا سنکے
جواب دیا کہ میرے اور صاحبقران دوران کے ایک نشان کا قرار ہو چکا ہے اگر وہ نشان تم دونوں بتلاؤ تو جانوں کہ تم دونوں سچ
کہتے ہو جب عشق اور عتیق نے جانا کہ مقبل نے ایک حکمت نکالی زیر قلعہ خیمہ استادہ کر کے اپنی فوج و سپاہ کے اترنے
اور فوج و سپاہ کو بھی وہیں اترنے کا حکم دیا روز دوم آشوب اختر شمار نے زیر قلعہ عیار آ کے آواز بلند کہا اے مقبل ہوشیار
ہو جا کہ ہمنے امیر حمزہ صاحبقران کو بیچ طلسم خاکستر سلیمانی میں پھنسا دیا اب اگر امیر کی عمر نوح کی ہوگی تب بھی تا قیامت
اس طلسم سے امیر کی نجات اور مخلصی ہونا غیر ممکن ہے اب تیری سرکشی کچھ پیش نہ جائے گی تیرے حق میں بہتر یہی ہے کہ تو اطاعت
ہماری قبول کر کے قلعہ سے باہر نکل آ جب سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے یہ گفتگو عشق اور عتیق اور آشوب اختر شمار کی
سنی تو تیر کو ترکش سے نکال کے گوشہ کمان میں پیوست کیا اور دہ کو زہ کو ملا دیا اور نشانہ سینہ اختر شمار کا تاک کے تیر کو
پرتاب کیا تو وہ تیر مثل قضائے ناگہانی سینہ آشوب اختر شمار کے باہر نکل گیا اور وہ دم بھر میں تڑپ کر واصل جہنم ہوا اور عشق
اور عتیق نے آشوب اختر شمار کا مارا جانا دیکھ کے حملہ کیا اور قلعہ پر جا کے لڑائی کرنا شروع کی اور چاہا کہ اسکو زیر کر کے
قلعہ اس سے چھین لیں مختصر یہ کہ تین مہینے کامل ہر روز حملہ فوج کفار کا قلعہ عیار پر ہوتا رہا اور ہنگامہ رزم و پیکار گرم
رہا مگر غلامان نمک پروردہ موروثی صاحبقران دوران کے ہر دم سرفروشی اور جان نثاری کرتے تھے اور مقبل نے
شبانہ روز بوچھار تیروں کی لشکر کفار پر رکھی تھی کہ ہزاروں کفار واصل جہنم ہو چکے تھے قضائے کار بعد تین مہینے کے
آج بھی یورش اور حملہ فوج کفار کا قلعہ عیار پر تھا کہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار حسب الحکم
امیر حمزہ صاحبقران کے واسطے بلانے مقبل اور طلب ناموس کے روانہ ہوا تھا وہاں آ کے پہونچا اور یہ رنگ

میدان جنگ کا اور پرش فوج کفار کی قلعہ تیار پر دیکھ کے وہین سے پلٹا اور بخدمت امیر با توقیر آکے سارا حال کہا سلطان صاحبقران یہ حال سنکے نہایت درہم برہم ہوے اور لشکر دیو نژاد پریزاد کے ساتھ بسرعت تمام بدبد قلعہ کے پہونچے اور منتظر رہے اگر جگر سے کھینچ کے جانب لشکر عشق و علیق مخاطب ہوے عشق اور علیق دربندی نے جو دیکھا کہ امیر حمزہ صاحبقران آ پہونچے دونون اپنے اپنے ہاتھ رومالون سے باندھ کر اور تلوار دونو دانتون سے پکڑ کے بحضور سلطان صاحبقران آئے اور اپنے اپنے سر قدم عالی امیر عالی مقام پر رکھ کے عذر خواہی کرنے لگے اور کہنے لگے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس و در حسب این قطعہ اگر دمگنا و در جہان کیست بگو + آن کس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو + من بد کنم و تو بد مکافات دہی + پس فرق میان من و تو چیست بگو + سلطان والا قدر عالی منزلت نے پھر عفو جرائم فرمایا اور وہ دونون پھر از سر نو [illegible] اور مکاری کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے عمرو نے ہر چند امیر با توقیر سے کہا کہ یہ دونون مشرف باسلام ہرگز نہین ہوے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اپنا سر کھاتے ہو میرا کیا کر سکتے ہین القصہ بعد ایک مہینے کے عشق اور علیق دربندی نے پھر کھانے مین بیہوشی دی اور سلطان صاحبقران اور عمرو اور مقبل کو بیہوش کر کے مطوق اور مسلسل کیا اور بعد اسکے فتیلہ رفع بیہوشی دلوایا جب امیر کو ہوش آیا تو بہت سا عتاب کر کے ایک ہودے پر بٹھلا دیا اور مع لشکر امیر کو لیے سمت سبائل روانہ ہوے ابھی پہلی ہی منزل تھی کہ سامنے سے ایک گرد نمایان ہوئی اور جسوقت وہ گرد چھٹی تو دیکھا چار لاکھ سوار کا لشکر چلا آتا ہے غرض بعد ادراک حال معلوم ہوا کہ طور سرکش نامے پہلوان حسب الحکم لقاے مشرک خداوند اسے گرفتاری بدیع الزمان کے سمت سنجان جاتا ہے عشق اور علیق دربندی از روے استغنا [illegible] قید امیر حمزہ صاحبقران نامور کے لیے ایک سمت کو روانہ ہوے طور سرکش نے جو یہ خبر سنی کہ عشق اور علیق دربندی امیر حمزہ صاحبقران نامدار کو مطوق اور مسلسل لیے بخدمت خداوند لیے جاتے ہین طور سرکش نے ایک سوار کو بھیج کے عشق اور علیق دربندی کو اپنی بارگاہ مین بلایا اور پوچھا کہ تم نے امیر حمزہ صاحبقران دوران کو کیونکر پکڑا ہے عشق دربندی نے کہا کہ ایک نیزے مین حمزہ کو مین نے گھوڑے پر سے گرا کے مشکین باندھ لین یہ حال سنکے طور سرکش نے کہا کہ حمزہ صاحبقران کو میرے سامنے لاؤ عشق دربندی حمزہ صاحبقران عالی مقام کو روبرو طور سرکش کے لے گیا امیر با توقیر نے جسوقت اندرون بارگاہ طور سرکش کے قدم رکھا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا طور سرکش نے بڑی عزت اور توقیر سے سلطان والا قدر عالی منزلت کو مسند اپنی پر بٹھلایا اور ایک محبت سلطان والا رتبت امیر حمزہ صاحبقران دوران کی دل مین پیدا ہوئی اسوقت اُسنے امیر با توقیر سے پوچھا کہ اے حمزہ صاحبقران شہرہ تیری شجاعت اور بہادری کا اطراف و اکناف عالم مین قاف سے تا قاف پہونچا ہر دمیدان مصاف زلزلہ قاف تو مشہور دور [illegible] ہوا ہے پھر یہ بات مجھ میرے ذہن مین نہین آتی کہ عشق دربندی نے تجھے ایک نیزے مین گھوڑے پر سے گرا کے باندھ لیا سلطان والا شان نے فرمایا کہ وہ کونسا سخن گستاخ ہے کہ مجھے ایک نیزے مین اُسنے رکیب پر سے گرا کے باندھ لیا ہے یہ محض جھوٹ اور سر بسر غلط ہے اور یہ کیفیت از ابتدا تا انتہا ساری حقیقت بیان کی طور سرکش نے کہا کہ اے حمزہ صاحبقران بیلا برگزیدہ اگر اب مین پھر تجھے قید سے نجات دے کے پکڑ لون تو ہوشمند تو خداوند لقا کو سجدہ کرے گا امیر با توقیر نے کہا مجھے قبول ہے طور سرکش نے کہا کہ اچھا کمارون کو طلب کر کے حمزہ کی قید کٹوا دو عشق دربندی نے کہا کہ اے طور سرکش یہ حمزہ عجب ہے اگر تو اسکی قید کھلوا دیگا تو پھر اسکو کوئی نہین پکڑ سکتا طور سرکش نے عشق دربندی کو گالی دے کر کہا بس اب تو کسی مقدمہ مین دخل نہ دینا اس ہو مہ مین

تمام رسیے قید کاٹنے کے واسطے امیر حمزہ صاحبقران نے آہنگروں کو آمادہ قید کاٹنے کا دیکھکر نعرہ اسد اللہی جگر سے کھینچا اور ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پاؤں کی بیڑیاں گلے کا طوق فیلوں کی طرح دور ریشم مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا اور طوس سرکش سے دست و گریبان ہوکر دو پہر کے بعد کمربند طوس کا پکڑ کے پیچ اٹھا لیا اور چرخ دے کر چاہا کہ زمین پر مارے طوس نے عرض کی کہ اے سلطان صاحبقران الحمد شیر دولت پر ہو کہ شکست ہوئے بندہ کو پائمال نہ کیجیے امیر باتوقیر نے آہستگی طوس کو زمین پر رکھ دیا طوس سرکش نے از سر صدق دل کلمۂ شہادت پڑھکے اسلام قبول کیا عتق اور عتیق بھی از سر صدق مسلمان ہوئے حسب اتفاق طوس سرکش کی ایک بیٹی جمیلہ عفت کشیش نہایت حسین تھی اسکو نذر امیر کی اور عرض کی کہ امیدوار ہوں کہ آپ کی کنیزی میں سرفراز ہو امیر باتوقیر نے اُس سے عقد کیا اور بطن سے اُسکے دو لڑکے پیدا ہوئے ہیں کہ ایرج نامہ میں اُنکے کارنامے نمایاں کرینگے اب حال سُنیے کہ جس وقت سلطان صاحبقران نے طوس سرکش کو مسلمان کرکے عمرو کو واسطے خبرگیری کی شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ کیا اور آپ صحبت عیش میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ نظر کردہ علی عمران منظور نظر صاحبقران صاحب بندہ گران مہتر قران آیا اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ یا سلطان وہ ذیشان شاہزادہ بدیع الزمان نے شہر سنجان کو مسخر کرکے جو امیر قریب وہاں کا مسلمان ہوگیا اُسے سرفراز کیا جسنے کفر و کاذب کو ترک کرکے ملت بیضا اور دین اسلام قبول نہیں کیا اُسکو قتل کیا امیر باتوقیر یہ خبر سُنکے بہت خوش ہوئے بعد اُسکے سلطان صاحبقران نے احوال قاسم کا پوچھا مہتر قران نے جو کچھ کہ قاسم نے وہاں کیا تھا وہ بیان کیا امیر قاسم کا حال سُنکے قاسم سے نہایت ناراض ہوئے روز دوم سلطان باکرم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا میں چاہتا ہوں کہ وہ جاکے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لاکے مجھے دے مہتر قران نے عرض کی غلام ابھی خبر شاہزادہ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار کی لیکر حضور میں حاضر ہوتا ہے یہ سلطان عالی دولت سے رخصت ہوکے سمت سنجان جاتا ہے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ شاہزادہ بدیع الزمان اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا یکایک خبر پہونچی کہ کنجاب کا پیش خیمہ بسمت سنجان روانہ ہوا شاہزادہ عالی مقام نے فرمایا کہ شعر سر نیچے چہ غم ز نشتر حبیبہ ہرچہ آید بسر من یا نصیب پیش خیمہ کیا وہ کنجاب اور تمام لشکر آجائیگا تو کیا اندیشہ ہے خدا سے امید نصرت ہی کی رکھتا ہے کہ ناگاہ ایک تخت شاہی دیو دوش پر لیے ہوئے آسمان سے زمین پر بارگاہ میں شاہزادہ بدیع الزمان عرش جاہ کی اُترے اور حال گردین خاقان چین بہنگام مقابلہ و مجادلہ ضرب دورباش و شمشاد و فولاد دیو کی ہاتھ تو تنا بہرام کا جو کچھ کہ گذرا تھا سب بیان کیا اور مرضی بہرام کی منظور شاہزادہ کا ناموس گذرانی شاہزادہ بدیع الزمان نے مضمون مرضی کا مطابق ان چاروں دیووں کے بیان کے پایا اور بعد اُسکے اپنے سرداروں کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ یارو کنجاب ایسے دشمن صعب اور زبردست نے تو لشکر کشی بھی کرکے پیش خیمہ اپنا اس طرف کو روانہ کیا ہے اب میں متحیر ہوں کہ کیونکر پردۂ قاف میں جاکے بہرام گردین خاقان چین کا شریک حال ہوں اور جو نہیں جاتا ہوں تو خلاف میری وضع کے اور بعید از مروت ہے مجھسے دیووں سے پوچھا کہ پردۂ قاف کے جانے آنے میں کتنے دنوں کا عرصہ ہوگا چاروں دیووں نے کہا کہ آٹھ روز آنے میں اور جانے میں گذرینگے اور دو ایک دن میں وہاں تصفیہ لڑائی کا ہوگا سب دس بارہ روز کا عرصہ گذر جائیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بعد دس بارہ روز تو کچھ خلل نہیں اگر کنجاب بہت جلد آئیگا تب بھی دس بارہ دن میں نہیں پہنچیگا یہ کہکے اُس تخت پر سوار ہوا اور وہ چاروں دیو تخت لیکے گئے قلعہ قاف سوم میں جو کہ کافوری کی نزد خسر بہرام گردین خاقان چین استقبال کرکے اپنی بارگاہ میں لایا اور شاہزادہ بدیع الزمان

کو دیکھکر بہرام گردن خاقان چین رونے لگے شاہزادۂ بدیع الزمان نے سبب رونے کا پوچھا بہرام نے کہا مجھ سے
اور مرزبان خراسانی سے بہت دوستی تھی افسوس کہ اب میرا ہاتھ ناقص ہو گیا اور ایک ہاتھ سے میں مرزبان خراسانی کے روبرو
گیا اسکو تنگا شاہزادۂ بدیع الزمان یہ حال سنکے بہت سا افسوس کیا اور بہرام کی نہایت دلجوئی اور تسلی
کرکے کہا کہ ای بہرام نظر بکرم کریم کارساز رکھ جس طرح کی قدرت ہے شعر مردہ را وہی روح ساز زندہ بر جان
کند چہر گدا ہے را اگر خواہد دمے سلطان کند غرض یہاں تو شاہزادۂ بدیع الزمان سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہاں
فولاد دیو کو خبر پہونچی کہ کافور شاہ پری زاد نے بردۂ دنیا سے ایک آدمزاد کو میرے مقابلے اور جہاد کے واسطے بلایا ہے
فولاد دیو نے اسی وقت طبل جنگ بجوا دیا اور روز دوم میدان میں نکل کے مبارز طلب ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان
دلاور شان تیغ طلمورث دیو بند کمر کر کے اسکے مقابلے میں گیا فولاد دیو نے شاہزادۂ عالم کو دیکھکر پوچھا کہ ای خیرہ سر
آدمزاد تو کون ہے جو مجھ سے بر سر جنگ آیا ہے اور جو قضا کر بیان قہر ہو کر تجھے یہاں لائی ہے تو خبردار ہوشیار ہو جا اور ایک
ضرب میرے ہاتھ کی لے یہ کہکے وہ دیو ناہنجار بر سر شاہزادہ بدیع الزمان ماری شاہزادۂ عالم نے سپر کو
نیام کیا اور بافشان ایزدی شاہزادہ بدیع الزمان اسکی ضرب کو روک کے اس دیو سے لپٹ گیا اور زور کشتی کرنے
لگا تھوڑی دیر میں شاہزادہ عالم نے لنگر فولاد کا توڑ کے اٹھا لیا اور زمین پر مار کے چاہا کہ سر اس دیو
کا کاٹ ڈالے فولاد دیو نے عجز و انکسار سے رو رو کے کہا کہ ای شہریار مجھے قتل نہ کر میں اسلام قبول کرتا ہوں شاہزادۂ
بدیع الزمان نے فولاد دیو کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا اور سپہ سالار ملک کافور شاہ کا کیا اور دلارام شیرین
عذار ملک کافور شاہ کی بیٹی کو بہرام گردن خاقان چین کے ساتھ منعقد کر دیا چنانچہ بطن سے دلارام کے ایک
لڑکی پیدا ہوئی ہے کہ تورخ نامہ میں اس لڑکی سے بہت سے کار نمایاں ظہور میں آئینگے بعد ازاں شاہزادۂ
بدیع الزمان نے بہرام سے کہا کہ اب ہم بھی عیش کر رہے وقت لشکر کشی بر سر گنجاب آیا یہ کہکے بہرام گردن خاقان چین
اور ملک کافور شاہ پری زاد سے رخصت ہو کے اسی تخت پر سوار ہوا اور وہی چار دیو بدیع الزمان کو
تخت پر بٹھا کے شہر سمنجان کی طرف روانہ ہوئے ہیں

اب دو کلمے داستان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ شاہزادۂ خاور سیاہ نے چاہا کہ تیاری لشکر کی کرکے بر سر گنجاب روانہ ہو اس عرصہ میں بارہ تیز سوار دوں کی آئی
بطوق کفار قاسم کو سلام کیا شاہزادۂ خاور سیاہ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم گلستان کوہ
سے ایک عرضداشت لیکے آئے ہیں اور یہ کہکے وہ عرضی ملک قاسم کو دے کی انہیں پہلے تعریف لقاے مشرک
خدا کی بعد ازاں تعریف گنجاب کی بعد اسکے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل کی لکھکے رقم تھا کہ
میں منصور شاہ گلستان کوہ کا بادشاہ ہوں بخدمت شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کے التماس رکھتا ہوں
کہ گنجاب نے مجھے دینی مدد کے واسطے طلب کیا ہے اور مجھے ایک مشکل درپیش ہے بارہا میں نے بحضور خداوند لقا
اور بخدمت گنجاب و شیطان جہین کے کسی نے کچھ جواب مجھے نہ دیا اور کسی سے وہ مشکل میری حل نہ ہو سکی شہرہ اور
تعریف تیری جوانمردی کی سنکے میں نے یہ عرضداشت تجھے لکھی ہے اگر تو میری مشکل کو حل کر دے میں تیری تابش بردار
اور غلامی بدل و جان اختیار کرکے مسلمان ہوتا ہوں اور تیرے ہمراہ رکاب گنجاب سے مع چار لاکھ سوار
کی فوج و سپاہ کے لڑنے کو حاضر ہوں اور جو تو میری مشکل حل نہیں کر سکے اور تو نہ آئے گا تو میں گنجاب کی
مدد کے واسطے جاتا ہوں جونہیں شاہزادۂ خاور سیاہ نے عرضداشت پڑھ کے ارادہ چلنے کا کیا

سرداروں نے عرض کی کہ شہریار لشکر بھی ہمراہ لیجائیے قاسم نے کہا کہ بدیع الزمان جہاں بعزم جنگ تنہا سجان واحد
جاتا ہے اور کار نمایاں کرکے مراجعت کرتا ہے مجھکو لشکر کے لیجانے کی احتیاج نہیں ہے یہ کہکے معہ بیس آدمی ہمراہ لے کے سمت
گلستان کوہ روانہ ہوا جبکہ خبر آمد شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم کی منصور شاہ نے سنی واسطے استقبال کے سوار ہوا
اور شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم کو بہ تعظیم و تکریم تمام لا کے تخت پر بٹھلایا شاہزادہ خاور سیاہ نے پوچھا کہ تجھے
کیا مشکل درپیش ہے بیان کر منصور شاہ نے کہا کہ اے شہریار اس پہاڑ میں ایک درہ ہے کہ جاڑے اور گرمی اور برسات
میں یکساں سبز و خرم رہتا ہے اور اس درے کو درہ گلستان باختر کہتے ہیں اور اس درے میں ایک طاق ہے مگر ہمیشہ بند رہتا ہے
اور بیچ اس طاق کے دو سوراخ ہیں اور اس درے پر ایک تصویر ہفت جوشن کی بنائی ہے نجومیوں اور کاہنوں نے حکم لگایا ہے
کہ جو شخص اس پر تیر لگائے اگر نشانے پر لگے تو مراد دلی حاصل ہے اور جو تیر اسکا ٹوٹ جائے تو ایک آواز پیدا ہوتی ہے اور
اُس سوراخ میں سے ایک ہاتھ نکلتا ہے اور اُس شخص کو پکڑ کے ایک باغ میں لیجا کے ڈال دیتا ہے اور پھر اُس شخص کا کہیں پتہ
اور نشان کسی کو نہیں ملتا یہی مشکل مجھے درپیش ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ راز مجھے منکشف ہو جائے شاہزادہ خاور سیاہ
نے کہا بسم اللہ ابھی یہ کہکے اسی وقت سوار ہوا اور اُس درے پر آ کے دیکھا ایک سنگ سفید پڑا ہے اور جو کچھ کہ منصور شاہ
نے بیان کیا تھا وہی سب کیفیت وہاں دیکھی شاہزادہ خاور سیاہ نے [illegible] نام جناب حق سبحانہ تعالیٰ کا لے کر تیر اُس
تصویر پر مارا اور تیر اُسکی چھاتی پر آ کے ٹوٹ گیا اُسی وقت وہی ایک آواز وہاں سے پیدا ہوئی اور ایک ہاتھ اُس
سوراخ میں سے نکل کے قاسم کو اُٹھا لے چلا مہلت دم بھر کی نہ ملی اور وہ دروازہ بند ہو گیا قاسم کو اندر لیجا کے ڈال دیا
منصور شاہ نے جو حال دیکھا شاہزادہ خاور سیاہ کے ہمراہ کے لوگوں سے کہا کہ تو اب تم سب یہاں سے جہاں جی چاہے
جا کے فریاد کرو ملک قاسم کی کیونکہ اب یہاں سے زندہ و سالم قاسم کا نکلنا اشکال اور بہت دشوار ہے ستارہ رو جن
اخی سلیمان مع چند سرداروں کے گریبان چاک کر کے خاک سر پر ڈالتا وہاں سے بمشورہ سب سرداروں کے بخدمت شاہزادہ
بدیع الزمان روانہ ہوتا ہے

اب شمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان سے بیان کیا جاتا ہے

جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان پردۂ قاف میں بہرام گرد بن خاقان چین سے رخصت ہو کے قلعہ سنجان میں داخل ہوا اور
چار روز دیووں کو رخصت کر کے آپ بارگاہ میں جلوہ فرما ہوا شوکت علم [illegible] نامے ہر ایک دلاور اور سردار کو
لکھکر روانہ کرو کہ سب اپنی اپنی فوج و سپاہ لے کے میدان رزم گاہ میں آ کے حاضر ہوں اور چوبدار اور ہرکارے حسب الحکم
شاہزادہ عالم کے فرامین لے کے چار طرف روانہ ہوئے بعد ازاں شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان واسطے تجویز میدان
جنگ کے سوار ہو کے نکلا تھا کہ ناگاہ ایک طرف سے ایک غول آدمیوں کا سر برہنہ و خاک بسر افتاں و خیزاں نالہ و فریاد کناں
گریبان چاک نمایاں ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر خوب سی سر زنی اور سینہ کوبی کر کے داد و بیداد کرنے لگے
شاہزادہ عالم نے پوچھا کہ صاحبو کیا سبب تمہارے سر کھولنے اور چاک گریبانی اور خاک افشانی کا ہے اُن سبھوں نے
سارا حال شاہزادہ خاور سیاہ کے طلسم میں جا کے مفقود الخبر ہو جانے کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان یہ خبر
سنکے نہایت مغموم اور رنجیدہ اور اندوہگین ہو کے اپنے دل میں سوچا کہ اب مجھے اُس طلسم میں جانا واجب ہے شاید کوئی
کام مجھ سے بن پڑے فضل بن گیا ہور خون آشام نے توجہ خاطر شاہزادہ والا شان کی سمت طلسم میں جانے کی دیکھکر
منع کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے نہ مانا اور فضل بن گیا ہور خون آشام کو ہمراہ لے کے اُس درۂ طلسم کی جانب
چلا اور وہاں جا کے اُسی طاق سے تیر اُس تصویر پر مارا اور شاہزادہ بدیع الزمان کا بھی تیر نشانے پر پہنچ کر ٹوٹ گیا اور

اُسی طرح سے اُس تصویر سے ایک آواز عجیب پیدا ہوئی اور ایک ہاتھ اُس سوراخ میں سے نکل کے شاہزادۂ عالم کو اُٹھا
لے گیا اور اُسی باغ میں لیجا کے چھوڑ دیا یہاں منصور شاہ نے قفل بن گیا ہو رخون آشام سے کہا کہ اب تو بھی
جا کے خود اور بدیع الزمان نامدار کا تا قیامت جیسا ہے قفل بن گیا ہو رخون آشام نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور
سر زنان و سینہ کوبان گریان و نالان فقیر ہو کے اسی درے میں بیٹھ گیا وہاں جسوقت آنکھ شاہزادۂ بدیع الزمان کی
کھلی تو دیکھا کہ برابر قاسم کے میں بھی پڑا ہوں شاہزادہ خاور سیاہ نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر کہا جہان میں ہوں وہان تو کیون آیا
شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا قاسم تو بھی عجب طرح کا جاہل مطلق ہے میں اپنے اختیار سے آیا ہوں جو مجھے یہان لا کے
بٹھلا گیا وہی مجھے بھی یہان لایا قاسم نے کہا اب تو مقدمہ میں قلعہ سنجان کے کیا کہتا ہے گنجاب تو میرا باپ صید
لاغر ہے اور ملک باختر میرا حق ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ گنجاب میرا شکار ہے کل باختر کو میں نے مسخر
کیا ہے رفتہ رفتہ یہان تک گفتگو بڑھی کہ نوبت کشتی اور گھونسم گھونسا کی پہونچی زنجیرون کے شور و غل سے پاسبانون نے
جو آپس میں دونون کو لڑتے دیکھا انھون نے جا کے اپنے بادشاہ سے اطلاع کی بادشاہ نے دونون شاہزادون کو
اپنے روبرو طلب کر کے پوچھا کہ پہلے زیادتی اور پیش دستی کسنے کی ہے شاہزادہ خاور سیاہ نے اشارہ سمت شاہزادۂ
بدیع الزمان کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ پہلے تو نے زیادتی کی اب منکر ہوا جاتا ہے مگر معلوم ہوا کہ قتل
ہونے سے ڈرتا ہے خیر اگر یہی تیرا خیال ہے تو اول پیش دستی میں نے کی ہے شاہزادہ خاور سیاہ نے کہا واقعی سچ تو یہ ہے
کہ پیش دستی اور زیادتی پہلے میں نے ہی کی ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکا پہلے ہاتھ کاٹو بعد اسکے قتل کرنا جب شاہزادۂ
بدیع الزمان نے یہ رنگ دیکھا تو ان بیہودوں کو قسم دے کے کہا کہ پہلے مجھے قتل کرو کہ میں شاہزادۂ خاور سیاہ کے دشمنوں کو قتل
ہونے نہ دیکھون قاسم نے کہا کہ اے بادشاہ تو پہلے مجھی کو قتل کر کہ میں شاہزادۂ بدیع الزمان کے دشمنوں کو نہیں دیکھ سکتا ایسی
بحث و تکرار میں دیکھا کہ کبشاہ بیٹا ہاروت جادو کا کہ ملک قاسم کے ہاتھ سے مارا گیا ہے اس طلسم میں آ کے مخفی ہوا ہے
اور ہاروت جادو قاسم کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور اس طلسم میں چچا کبشاہ کا بادشاہ ہے کبشاہ نے جو قاسم کو دیکھا
تو پہچان کے اپنے چچا سے کہا کہ اے عم بزرگوار اس جوان لعل پوش قاسم نے میرے باپ ہاروت جادو کو مار ڈالا
اور میں نے اس جوان سے دو دفعہ شکست کھائی کہ تین مرتبہ زیر تیغ جلاد سے بیٹھا ہوا دیکھ کے اُٹھا لایا اور اُسنے اسکے عوض
میں میرے ناموس کے خراب کرنے کا قصد کیا اور مجھے بڑے بڑے آزار دیے ہیں میرے بھائی اور ہاروت جادو میرے
باپ کو مار ڈالا ہے لہذا امیدوار ہوں کہ اس جوان لعل پوش کو مجھے حوالہ کر دے کہ اسکو لیجا کے میں بعذاب الیم
قتل کرون بادشاہ طلسم یعنی کبشاہ کے چچا نے کہا اے کبشاہ تو ان دونون کو جہان جی چاہے لیجا کے قتل کر خواہ
آزاد کر کبشاہ نے شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کو اپنے چچا سے لے کے اپنے ساحرون سے حکم دیا
کہ ان دونون کو درمیان دریاے محیط کے قلعہ کوہ پر چھوڑ آؤ چنانچہ حسب الحکم کبشاہ کے چند ساحر شاہزادۂ
بدیع الزمان اور قاسم کو لیجا کے دریاے محیط میں قلعہ کوہ پر بٹھلا کے چلے آئے شاہزادۂ بدیع الزمان نے
جو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ پہاڑ مکان شقاقل کا ہے دونون شاہزادے جز شقاقل کی کھود کھود کے کھاتے تھے اور ایک
مہینا برابر اُس پہاڑ پر رہے آخر الامر جب کہ بہت تنگ ہوے تو یہ تدبیر ٹھہرائی کہ ایک درخت کو اُکھاڑ کے دریا میں
ڈال دیجیے اور اسپر سوار ہو کے کسی طرف نکل چلیے اور یہی تدبیر کر کے دونون نے دو درخت اُکھاڑ کے دریا میں
ڈال دیے اور انپر دونون صاحب سوار ہو کے چلے قضاے کار باد مخالف چلی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان ایکطرف
اور شاہزادۂ قاسم ایکطرف بہ کے نکل گئے پہلے قاسم نے دور سے ایک جزیرہ دیکھا جب وہان پہونچا تو ایک دیو کو

دیکھا کہ مثل لعل کے گلنار رنگ تھا اور نام اُس دیو کا گلگون دیو تھا قاسم کو وہ دیو دیکھکر دوڑا اور قاسم سے لپٹ کر
زور کشتی کا کرنے لگا قاسم نے اُسے تھوڑی دیر میں ٹھکانے مارا دیو نے کہا اے آدم زاد واسطے اپنے دین کے مجھے چھوڑ دے
قاسم نے کہا تو مجھے ملک باختر میں پہونچا دے دیو نے کہا کہ اسرم نام ایک جادوگر مجھے لاکے یہاں بٹھلا گیا ہے اُسکے خوف
سے میں کہیں یہاں سے جا نہیں سکتا اگر تو اُس ساحر کو مار ڈالے تو میں تجھے باختر میں لیجا کے پہونچا دوں قاسم نے کہا مجھے
ایسی کرامات بتلا دے کہ وہ آوے میں اُسے پکڑ لوں اور مار ڈالوں گلگون دیو نے قاسم کو ایک کمینگاہ میں چھپا کے
بٹھا دیا جسوقت وہ ساحر آیا ملک قاسم نے کمینگاہ سے ایک تیر اُس جادوگر کو مارکر جہنم واصل کیا گلگون دیو نے
جب دیکھا کہ وہ ساحر مارا گیا بخوف و خطر شاہزادۂ خاور سیاہ کو اپنے دوش پر سوار کرکے سمت باختر روانہ ہوا اثناے
راہ میں نقابدار سبز پوش ہمراہ خواجہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے قاسم کو دیو پر سوار جاتے دیکھکر کہا کہ تیرے ہمراہی
نقابدار سرخ پوش نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو شکارگاہ سلیمان میں بہت سا سرگردان و خراب کیا تھا میں
تجھے تا وقتیکہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو نہ ڈھونڈھ لاؤنگا قید کرونگا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو ملک باختر میں لیجا کے
پہونچا دونگا یہ کہکے اپنے ہمراہی کے دیووں کو اشارہ کیا اور قہر و جبر ملک قاسم کو پکڑ کے قید کر لیا بعد ازاں نقابدار
سبز پوش نے قاسم کو دیووں کے حراست میں دیکے کہا جہاں میں نے کہہ رکھا ہے وہاں تم سب قاسم کو لیجا کے قید رکھو یہ
کہکے نقابدار سبز پوش شاہزادۂ بدیع الزمان کی تلاش میں چلا یہاں نقابدار سبز پوش کے دیو جو قاسم کو لیکے چلے
اثناے راہ میں نقابدار سرخ پوش ہمراہ خواجہ ملک قاسم نے دیکھا اُسنے قاسم کو پہچان کے دیووں سے چھین لیا اور
قاسم کو اپنے ہمراہ لیکے پس نقابدار سبز پوش روانہ ہوا راہ میں نقابدار سبز پوش سے ملاقات ہوگئی نقابدار
سرخ پوش نے لشت پشت کرتے کے نقابدار سبز پوش کو زخمی کیا اور دریا کے شاہزادۂ خاور سیاہ پہونچا نقابدار سبز پوش
نے جو دیکھا کہ اب میں مارا جاؤنگا بھاگ کر طلسم مار خیز میں جاکے چھپا نقابدار سرخ پوش نے ارادہ کیا کہ میں بھی طلسم
میں جاؤں قاسم نے منع کیا اور نہ جانے دیا تب نقابدار سبز پوش نے قاسم کو ملک باختر میں پہونچا دیا اب سمت
دریا چلا پس شاہزادۂ بدیع الزمان جو اُس بیڑی پر سوار روز و شب چند روز سے دریا میں چلا جاتا تھا یکایک غلبہ خواب کا ہوا
اور کئی مرتبہ آپ کو بہت سنبھالا آخر کار دریا میں گر پڑا اور غوطے کھاکے جو نکلا تو چار دناچار شناوری کرتا ایک طرف کو چلا اتفاقاً
ایک جادوگرنی کہ حوت وہاں سے آئی تھی اُسنے شاہزادۂ عالم کو ڈوبتے دیکھکر دریا میں سے باہر نکالا اور کہا کہ یہ صحرا ہے
مار خیز ہے اگر تو ارادہ اس طرف جانے کا کریگا تو سانپ تجھے کاٹ کھاوینگے تو ہلاک ہو جائیگا اور یہ راہ طلسم مار خیز کی ہے اور
میرا نام شمس عذار جادو ہے یہ کہکے وہ ساحرہ چلی گئی شاہزادۂ بدیع الزمان نے چاہا کہ سمت صحراے مار خیز چلے
کہ ایک حبشی اُس صحرا میں نظر پڑا اُسنے منع کیا اور کہا کہ تو ادھر نہ جا اُس طرف جا اپنی جان شاہزادۂ بدیع الزمان اُس
حبشی کو جواب نہیں دینے پایا تھا کہ سامنے سے نقابدار سبز پوش ہمراہ خواجہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا نمودار ہوا اور
شاہزادے نے جو اُسے زخمی دیکھا تو پوچھا کہ تو یہاں کہاں اور تجھے کسنے زخمی کیا نقابدار سبز پوش نے سارا حال قاسم کا
اور اپنے زخمی ہونے کا بیان کیا بعد اُسکے نقابدار شاہزادۂ بدیع الزمان کو بادشاہ حبشی کبشاہ کے پاس لایا
کبشاہ نے پوچھا کہ تو قاسم کو کیا دوست جانتا ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا قاسم میرا دشمن ہے بدتر ہے بدو صف
اُسکے کہ میں نے دو دفعہ اُسے قتل ہونے سے نجات دی ہے کبشاہ نے کہا جو تو کہیگا دشمن ہے تو میں تجھے اس طلسم سے نکالے دیتا
ہوں شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا میں جبتک طلسم کشائی نہ کرونگا یہاں سے ہرگز نہیں جاؤنگا کبشاہ یہ بات
سنکے بہت رنجیدہ ہوا اور ناراض ہو کر کچھ کلمات سخت کہنے لگا شاہزادۂ بدیع الزمان کو کبشاہ کی گفتگو سے

شدت غم و غصہ سے اُس شب کو نیند نہ پڑی اور تمام رات رویا کیا صبح کے وقت سو گیا خواب مین حضرت سلیمان علیہ السلام
کو دیکھا کہ فرماتے ہین شاہزادہ بدیع الزمان چند روز مین تجھے اس طلسم سے باہر نکالی دون شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے بزرگوار اگر التفات
فرمایا ہو تو مجھے راستہ بتلا دیجیے کہ مین اس طلسم کو توڑ کے یہان سے جاؤن حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک سفید مہرہ اور ایک سیب
اپنے پاس سے شاہزادہ بدیع الزمان کو دے کے کہا کہ اے شاہزادہ بدیع الزمان تجھے لازم ہے کہ اس صحراے مارخیز سے
نکل جا اور اس جنگل کی گھاس یاد رکھ ہے کہ وہین تو زمین مین غرق ہو گئین اور تجھے سانپ جو باہر نکلتے تجھے منع کرینگے اور
کہینگے کہ اس راہ سے نہ جا اسوقت تو اس سیب کو ان سانپون کو دکھلاتا جانا کہ وہ سیب کو دیکھکر بیہوش ہو جاینگے اور
پھر جنبش نہ کر سکینگے لیکن تو جسوقت زمین پر قدم رکھے تو خوب سمجھ بوجھکے پاؤن رکھنا اور جب اُس صحرا سے باہر نکل جائیو
وہان دیکھیو ایک طاق ہے اور اُس طاق مین ایک بقچہ قالین رکھا ہے اور پیچھے طاق کے ایک دیو بیٹھا ہے کہ اسکا نام
شیر دیو ہے تو اُس دیو کو یہ سفید مہرہ دکھلانا وہ دست بقچہ اور قالیچہ اُس سے مانگ لینا اور اُس قالین پر بیٹھکر کہنا کہ بحق
حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام مجھے وہان پہونچا دے جہان جانے کا میرا مدعا ہے وہ قالیچہ تجھے وہان پہونچا دیگا اور تیرا
مطلب حاصل ہو جائیگا غرض یہ فرما کے حضرت سلیمان علیہ السلام نظرون سے غائب ہو گئے اور شاہزادہ بدیع الزمان
خواب سے بیدار ہوا اور اُس صحراے مارخیز مین آیا اور بموجب ارشاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے اُس جنگل سے نکل کے اُس طاق کے
نیچے پہونچا اور شیر دیو کو سفید مہرہ دکھلا کے وہ بقچہ اور قالیچہ اُس دیو سے لیا اور قالیچہ پر بیٹھکے اُس طلسم سے روانہ ہوا

جنبش دو کلمے داستان بارگاہ لقاے مشرک خدا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت خبر ورود اقبال اور نزول اجلال امیر حمزہ صاحبقران باتوقیر کی یاقوت شاہ جبریل درگاہ کو پہونچی کہ حمزہ
صاحبقران مع فوج دریا موج اور لشکر فیروزی اثر بعظمت تمام و شوکت مالا کلام دریاے نیل کے ملک باختر مین داخل
ہوے اور اُنکے سردارون نے کل باختر کو اپنے قبضے مین کر لیا نہایت درہم اور برہم ہو کر لقاے مشرک خداوند زمرد شاہ
باختری مردود کے پاس گیا اور عرض کی کہ اب مجھے زیادہ طاقت صبر اور ضبط کی باقی نہین ہے کہ گوہر ملک کو
چھوڑ دون خصوصاً اندنون مین کہ لشکر خدا پرستون کا کل باختر پر محاصرہ کیے ہے اور روز بروز خدا پرست زور پکڑتے جاتے ہین
مجھے یہی ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو گوہر ملک میرے ہاتھ سے جاتی رہے لقاے مشرک خدا نے کہا کچھ اپنے دل مین تو وسوسہ
اور اندیشہ نہ کر یہ کہکے لقا نے سہیل اور عشقا کو طلب کر کے کہا کہ تم اپنا اپنا لشکر لیکے سمت باختر جاؤ اور
بدیع الزمان اور قاسم وغیرہ جس خدا پرست کو تم دیکھو اور پاؤ اُسے گرفتار کر کے میرے پاس لا کے حاضر کرو
حسب الحکم لقا کے سہیل اور عشقا مع اپنی فوج اور سپاہ کے سمت باختر روانہ ہوے اور جسوقت یہان پہونچے فرامرز
عاد لندھور کے پاس جاتا تھا اثناے راہ مین اُن دونون کافرون سے مقابلہ ہو گیا اور بوقت مجادلہ سہیل فرامرز
کے ہاتھ سے زخمی ہو کر کوہ سلیمانیہ کی جانب نکل گیا اور وہان بہ مجبوری اپنے زخمون کے اچھے ہونے کی فکر مین بیٹھا تھا حسب
اتفاق سہیل کا ایک عیار قہر شدید نامے بڑا حرامزادہ ہے اُسنے آ کے سہیل سے پوچھا کہ تو زخمی کہان ہو گیا اور اسی
درجہ غمگین اور ملول کیون ہے سہیل نے کہا خداوند لقا نے مجھے ایک کام کو بھیجا تھا سو مجھ سے وہ کام سرانجام نہ ہو سکا
اگر اب تو جاکے وہ کام کر آئے تو خوب امر ہو قہر عیار نے کہا کہ وہ کیا کام ہے سہیل نے کہا کہ تو جا کے فرامرز عاد مغربی
کو پکڑ لا عیار نے اقرار کیا کہ مین ابھی جا کے فرامرز کو پکڑ کے لاتا ہون یہ کہکے سہیل سے رخصت ہوا اور لندھور کے
لشکر مین جا کے شب کو اندرون بارگاہ گیا لیکن فرامرز عاد مغربی کو نہ پایا جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن کو بیہوش
کر کے پکڑ لے گیا سہیل نے جمہور کو دیکھ کے مطوق اور مسلسل کیا اور ہوشیار کر کے جب نام جمہور کا معلوم

اسس ملا کو میرے پاس کیون بھیجا خیر اسے شہر مین نہ لاؤ غار نہفتہ کوہ مین لیجا کر قید کرو حسب الحکم ضحاک
شاہ کے شاہزادہ جمہور کو غار نہفتہ کوہ مین لیجا کے قید کیا حسب اتفاق ضحاک شاہ کی ایک بیٹی کہ نام اُسکا
مشتری شمس عذار تھا وہ ہمیشہ سیر و شکار کو سوار ہوکے نکلا کرتی تھی ایک روز جو نکلا سوار ہو کے اُس طرف جا نکلی
اور شاہزادہ جمہور کے قید ہو کر آنے کا سُنکے اُسے اشتیاق جمہور کے دیکھنے کا ہوا وہ نقاب منہ پر ڈال کے اُس غار نہفتہ کوہ
پر آئی اور شاہزادہ جمہور کو دیکھکر شیفتہ و فریفتہ ہوئی اور اپنے محل مین جا کے تمام خواہشون اور اپنی آرزوون سے اپنے
دل کو چھپایا اور اسی کلفت اور غم مین روز بروز ضعیف اور لاغر ہوتی جاتی تھی دایہ نے پوچھا کہ اے ملکہ عالم کیون پریشان
خاطر رہتی ہو مشتری شمس عذار نے ناچار اپنا حال دایہ سے کہا دایہ نے ... کیا دایہ نے از راہ شیرداری
فریدک عیار کو بلا کے کہا اے فریدک یہ جوان خدا پرست جو غار نہفتہ کوہ مین آکے قید ہوا ہے اسکو تو کسی صورت سے
لا سکتا ہے فریدک عیار نے کہا کچھ کھانا بیہوشی آمیز منگوا کے مین وہان کے پاسبانون کو کھلا دونگا اور جمہور کو چھڑا لاؤنگا
غرض یہ کہکے کھانے مین بیہوشی ملا کے دروازہ غار نہفتہ کوہ پر گیا اور پاسبانون کو وہ کھانا کھلا کے جب سب
بیہوش ہو گئے قتل کیا اور جمہور کو غار نہفتہ کوہ سے نکال لائے اُس دایہ کے پاس لایا دایہ نے جمہور کو اندر محل کے
ملکہ مشتری شمس عذار کے پاس پہونچا دیا ملکہ مشتری شمس عذار شاہزادہ جمہور کو دیکھکر ہزار جان و دل سے تصدق
اور نثار ہونے لگی اور صحبت عیش قرار دے کے جلسہ رقص و سرود کا دیکھا کرتی تھی بعد چند روز کے ضحاک شاہ کو
خبر پہونچی کہ کوئی شخص آکے اُس قیدی خدا پرست جمہور کو غار نہفتہ کوہ سے نکال لے گیا ضحاک شاہ اس فکر مین
تھا کہ ایسا کون تھا جو خداوند لقا کے قیدی کو ایسے خراب مکان غار نہفتہ کوہ سے پاسبانون کو قتل کرکے چھڑا لے گیا
حسب اتفاق ایک روز اپنی بیٹی ملکہ مشتری شمس عذار کے دیکھنے کو گیا ملکہ مشتری شمس عذار نے جو سُنا کہ میرا
باپ ضحاک شاہ آتا ہے نہایت بدحواس ہوکے جمہور سے کہنے لگی اے سرو روان اے جان من یہ ایک ساعت
بہ ترفہ حجرے مین جا کے پوشیدہ ہو کے بیٹھو جمہور نے نہ مانا اور کہا دروازہ کھول دو ملکہ مشتری شمس عذار
مارے خوف کے مثل قالب بیجان کے کھڑی تھی کہ سامنے سے ضحاک شاہ نے آکے جمہور کو دیکھا اور پکارا اے فاحشہ
اے خیرہ سر تو یہان کیونکر آیا شاہزادہ جمہور نے کہا اے نالائق تجھے کیا مناسب تھا کہ آپ بیٹی داماد کے گھر مین بیساختہ چلا آئے
یہ کلام جمہور کا سُنکے ضحاک شاہ نہایت درہم برہم ہوا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ جمہور کو مارے جمہور نے خنجر اسکے ہاتھ سے
چھین کر ایک نعرہ مین ضحاک شاہ کو دے مارا اسوقت ضحاک شاہ نے جانا کہ مین اس شخص سے عہدہ برآ نہین ہو سکونگا
اور یہ سمجھ کے کہنے لگا اے شہریار مین تیرا دین اسلام اور تیری اطاعت قبول کرتا ہون مگر شرط یہ ہے کہ اس قرب مین ایک جھیل
ہے جو کوئی اُس جھیل مین جاتا ہے ایک گھوڑا اُس پار سے پیدا ہوتا ہے اور جو ہزار آدمی اُس جھیل سے پار اُترین تو ہزار
گھوڑے پیدا ہوتے ہین اگر تو جاکے اُس گھوڑے کو پکڑ لے تو مین مسلمان ہو کے تیری اطاعت قبول کرتا ہون جمہور
سمجھا ایسے کہ اُس گھوڑے کی کیا طاقت ہے جو مجھ سے نہ پکڑا جائے گا اُسی وقت ضحاک شاہ کو اپنے ہمراہ لے کے
اُس جنگل کو گیا کہ جھیل کے پار اُتر گیا ناگاہ وہان سے ایک گھوڑا بہت خوبصورت با زین لگام مرصع کار نمودار ہوا اور
جمہور بے خوف و خطر اُس گھوڑے کی ایال پر ہاتھ ڈال کے سوار ہوا اور چاہا کہ وہان سے مراجعت کرکے اُس پار جھیل کے
آوے وہ گھوڑا عنان گسستہ سرپٹ لے گیا جمہور کو ایک سمت چلا گیا ضحاک شاہ خوش ہوکے وہان سے پھرا اور چاہا کہ
محل مین جا کے بیٹی کو قتل کرے یہان ملکہ مشتری شمس عذار کو خبر پہونچی کہ میرے باپ ضحاک شاہ نے شاہزادہ
جمہور کو طلسم ہزار اسپ مین پہونچا کے قید کر لیا اور اب آمادہ میرے قتل پر آتا ہے دایہ کو اپنے ہمراہ لے کے

اُس جھیل کے پار اُترگئی اور وہاں دو گھوڑے پیدا ہوئے اور وہ ملکہ مشتری جبین عذرا اور دایہ کو اپنی پشت
پر سوار کرکے ایک سمت کو روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کے دلکش ترتیب بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت شاہزادہ بدیع الزمان اُس عالیجاہ پر چڑھکے روانہ ہوا تو وہ عالیجاہ شاہزادہ عالم کو بگشاہ کی بارگاہ میں لایا تمام
شہر کے آدمی شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر متحیر ہوئے اتفاقاً بگشاہ اُس وقت مرض تپ ربع میں نہایت بیمار تھا اور تمام
طاقت جاتی رہی تھی اور بگشاہ نے عہد کیا تھا کہ جو طبیب اس مرض سے مجھے صحت دیگا میں اپنی بیٹی کی شادی اسکے ساتھ
کردونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے مرض تپ کا بگشاہ کے کہنے سے دوا سبب جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے خواب میں شاہزادہ
عالم کو عنایت فرمایا تھا بگشاہ کو کھلا دیا بگشاہ کو اُسی شب کو صحت حاصل ہوگئی اور کھانا بڑی اشتہا سے کھایا اور قوت تازہ
تمام عروق میں ایسی پائی کہ صبح کو بگشاہ نے بہت سا شکریہ ادا کرکے عرض کی کہ امیدوار ہوں میری بیٹی حضور کی کنیزی میں
رہے شاہزادہ عالم نے انکار کیا بگشاہ نے اپنی بیٹی ملکہ حسن دل افروز سے کہا کہ تو کسی صورت سے اپنے حسن کو دکھاکے
شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنی جانب مخاطب کرے تاکہ میں تیری شادی اُس جوان کے ساتھ کردوں ملکہ حسن دل افروز نے
جس وقت شاہزادہ بدیع الزمان آرام کرنے کو تشریف لے چلا دروازہ مکان کا کھول کے چہرہ زیبا باہر نکالا اور ایک ترنج شاہزادہ
بدیع الزمان کے سینے پر کھینچ کر مارا شاہزادہ عالم نے جو پلٹ کر ملکہ حسن دل افروز کو دیکھا تو حسن و شباب شاہزادہ عالم فریب
ملکہ حسن دل افروز کا دیکھکر غش کر گیا اور علی ہذا القیاس ملکہ بھی بیچاری شہزادے کا جمال دیکھکر محو حیرت ہوکے کی صورت
جہاں کھڑی تھی کھڑی رہ گئی مختصر یہ کہ دونوں عاشق و معشوق کی عجب حالت بہم پہونچی تھی شاہزادہ بدیع الزمان بے اختیار
نہایت پشیمان تھا آخر الامر ملکہ حسن دل افروز نے اندرون محل جاکے یہ نقل اپنے باپ بگشاہ کے روبرو بیان کی صبح کو
بگشاہ نے پھر بعجز و انکسار بخدمت شاہزادہ عالی مقدار عرض کی کہ غلام کی آرزو ہے کہ ملکہ حسن دل افروز کنیزی کے لیے
حضور کی خدمت میں رہے اور یہ نذر میری قبول ہو شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ خیر جو خوشی آپ کی بس اتنا سنتا ہی شاہزادہ
والا قدر کا بلانے ہی بگشاہ نے عقد اپنی بیٹی کا شاہزادہ عالم کے ساتھ پڑھ دیا اور شاہزادہ والا قدر شب کو ملکہ حسن دل افروز
سے ہمصحبت ہوا اور اُسکی بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے کہ صندلی نامہ اور توریخ نامہ میں بہت سے کارنمایاں اُس سے ظہور
میں آئینگے بعد ایسکے شاہزادہ عالم نے بگشاہ سے کہا کہ لوح طلسم بار خبر کی تیرے پاس ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجھ کو
یہ کہکے تیرے پاس بھیجا ہے کہ وہ لوح تجھ سے لیکے طلسم بار خبر کو بالکل فتح کروں بگشاہ یہ بات سنکے اپنے جی میں ڈرا
شاہزادہ والا قدر نے پوچھا تیرے خائف ہونے کی کیا وجہ بگشاہ نے کہا تمام خویش و اقارب اور عزیز اور بیگانے میرے جان
لینے میں آپ ازروے انصاف فرمائیں کہ میرا دل کیونکر گوارا کرے گا کہ یہ سب میری ذات سے مارے جائیں اور
تعمیل آپ کے حکم کی بھی واجبات سے جانتا ہوں یہ لوح تو حاضر ہے مگر اتنا امیدوار ہوں کہ اگر اجازت ہو تو میں ذرا جاکے
سب کو سمجھا دوں شاید یہ لوگ میری نصیحت اور میرے کہنے سے مشرف باسلام ہو جائیں اور مال و اسباب طلسم کو
حوالے کردیں ورنہ اگر سرکشی کرینگے تو اس شہر یار بھی جائے گا مگر اُنسے سروکار نہیں مجھے اختیار ہے غرض حسب اجازت شاہزادہ
بدیع الزمان والا قدر بگشاہ نے بخدمت جبروت شاہ کے سارا حال بیان کیا اور کہا اگر صلاح دولت
ہو تو ملت بیضا دین اسلام قبول کر جبروت شاہ نے اپنے دل میں سوچ کے اور خوب سا سمجھ کے قبول کیا اور
بخدمت شاہزادہ والا قدر آکے قدموں پر گر پڑا اور از سر صدق مسلمان ہوکر جو کچھ کہ وہ شاہزادہ عالم نے
فرمایا وہ سب بجان و دل منظور اور قبول کیا کچھ دوسا دن ہے توجہ کی اور عرض کی کہ میرے دشمن بہت سے ہیں

جسوقت وہ سب سُنچکے کہ حیروت شاہ نے بصرت توبہ کی وہ سب بل گئے قید کرلئے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کیا
مضائقہ بعد اسکے کبت شاہ نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ شہریارا جسدن تو طلسم باختر میں جاکے گرفتار ہوگیا تھا اُسی دن
سے تیری محبت میرے دل میں پیدا ہوگئی تھی مگر میں نے تجھسے کہا تھا کہ میں طلسم سے تجھے نکالدونگا تو نے جواب دیا کہ تا قفل طلسم
طلسم کشائی نکر دنگا کہیں نہ جاؤنگا اے شہریار ہزار جان گرامی میری تجھپر نثار جو تو نے زبان اقدس سے فرمایا اس بات کو
انجام پہونچایا شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ میرے خالق نے تائید کی غرض یہ کہ تمام شہر کی خلائق ازسرصدق کلمہ شہادت پڑھکے
مسلمان ہوگئی بارگاہ سلیمان علیہ السلام کھل گئی جواہر جو طلسم میں تھی وہ کبت شاہ نے پیشکش کی اور کہا کہ اگر مجھے حکم ہو تو میں
زمردشاہ لقا غدار باختر اور گنجاب کو مع تمام کفار اور اعداے نابکار کے مارکر بھگا دوں شاہزادہ بدیع الزمان
نے فرمایا کہ یہ ہم کو منظور نہیں ہاں ہماری اطاعت یہی ہے کہ تم حسب الحکم ہمارے بوقت لشکرکشی برسر گنجاب اپنی تمام فوج وسپاہ
اور نشان و شوکت سے اسباب طلسمی سمیت حاضر ہونا بعد اسکے اپنے ہوا خواہ لقا بد اور سبز پوش لوکہ ہوا خواہ قاسم لقا بد اور
سرخ پوش کے ہاتھ سے زخمی ہوکے طلسم میں تھا نکلی دیکر غالیچہ کو شیر و دیو زاد کو عنایت کیا اور فرمایا کہ تو چار سو
غالیچہ نشین کو ہمراہ لیکے آنا اور پھر اسکے تپ اُسی دن ہفت جوشن سے برآمد ہوا اور فضل بن گیا ہو جن اُسی نام
کو زری لباس قلندری کرواکے پوشاک فاخرہ پہنائی اور اپنے ہمراہ لیکے شہر گلستان کو وہ میں آیا منصور
شاہ چار لاکھ دیوں سے ازسرصدق مسلمان ہوگیا شاہزادہ بدیع الزمان نے منصور شاہ کو بھی حکم دیا کہ ای
منصور شاہ عنقریب میں یہاں سے جاکر لشکرکشی برسر گنجاب کرونگا تو بھی جلد مع تمام اپنے لشکر کے وہاں آکے
حاضر ہونا بعد اسکے شاہزادہ عالی مقدار مع فضل بن گیا ہو جن اُسی نام اپنے لشکر میں آکے داخل ہوا اور تمام اپنے
سرداروں سے ملاقات کرکے جشن عیش میں جلوہ فرما ہوا ہر ایک سردار اپنی اپنی مردانگی اور جوانمردی کا ذکر کر رہا تھا
اس عرصہ میں مرجان تیزرفتار نے آکے بعد دعا و ثنا کے کہا کہ اے شہریارا علقمہ وزیر اعظم گنجاب کا تمام خزانہ اور جواہرات
گنجاب کا کہ بارہ ہزار صندوق میں اپنے ہمراہ لیکے حضور میں حاضر ہوتا ہے شاہزادہ عالی مقام نے باعزاز و
اکرام تمام بارگاہ تک آپ جاکے استقبال کیا اور علقمہ کو اندرون بارگاہ لیجاکے وزیر اعظم بنایا اور پایہ وزارت
پر اُسے بٹھلا دیا شدہ شدہ جب کہ یہ خبر گنجاب کو پہونچی کہ علقمہ خزانہ اور جواہرات لیکے بدیع الزمان کے
پاس چلا گیا اور بدیع الزمان نے اُسے عہدہ وزارت کا عطا فرمایا گنجاب نے کمال مغموم اور اندوہگین ہوکے
گردم وے سے کہا کہ تو جاکے علقمہ کو پکڑ لا حسب الحکم گنجاب کے گردم وشب کو بارگاہ شاہزادہ عالی جاہ
میں جاکے علقمہ کو بعیاری پکڑ لایا صبح کو شاہزادہ بدیع الزمان یہ خبر علقمہ کے پکڑے جانے کی سُنکے
نہایت مشوش اور مکدر ہوا ناگاہ مہتر قران سامنے موجود ہوا اور شاہزادہ عالم کو پریشان خاطر دیکھکر
پوچھا کہ شہریارا اسوقت باعث تکدر خاطر اقدس کیا ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے علقمہ کے لے جانے
کا حال بیان کیا مہتر قران نے عرض کی کہ حضور رنجیدہ اور پریشان نہوں میں بارگاہ گنجاب میں جاکے
اسی وقت علقمہ کو لیے آتا ہوں یہ کہکے مہتر قران دروازہ بارگاہ گنجاب پر پہونچا اور وہ وقت تھا
کہ گنجاب علقمہ پر بہت سا عتاب اور خطاب کر رہا تھا مگر علقمہ بھی مردانہ وار جواب دیتا تھا گنجاب نے
بختیارک کو دیکھا تو بختیارک اُسوقت وہاں نہ تھا گنجاب نے کہا ایک چوبدار جاکے بختیارک کو
بلالائے جسوقت بختیارک کو چوبدار بلانے گیا اور بختیارک چوبدار کے ساتھ دروازہ بارگاہ گنجاب
پر پہونچا مہتر قران نے قریب جاکے بختیارک کو اپنی صورت دکھلائی بختیارک قران کو پہچان کے

مارے ڈر کے کانپنے لگا اور اندر بارگاہ کے آیا گنجاب نے پوچھا کہ اے بختیارک یہ علقمہ کو کس سبب سے قتل کرواں بختیارک
نے جواب دیا ابھی علقمہ کو مارنا نہ چاہیے کیونکہ وہ دیکھو مہتر قران عیار نساگر خورشید میں ذرہ ذرہ بر یک گردن تک یا کا سامنے
کرتا ہے گنجاب نے جو قران کو دیکھا مارے ڈر کے بیہوش ہو کر گر پڑا بعد دم بھر کے جو ہوش آیا تو مہتر قران کے خوف سے علقمہ
کو قتل کرنے کا حکم نہ دیا اور اپنے خزانچی کو بلا کے کہا کہ ایک صندوق جلدی حاضر کر خزانچی نے ایک بہت بڑا صندوق خزانہ سے
لا کے رکھ دیا گنجاب نے علقمہ کو اس صندوق میں بند کر کے کہا کہ جہاں اور صندوق روپیہ اشرفیوں کے خزانے میں رکھے
ہیں وہاں اس صندوق کو بحفاظت تمام رکھ دینا خزانچی نے حسب الحکم گنجاب کے وہ صندوق بھی خزانے کے صندوقوں
میں لا کے رکھ دیا جب رات ہوئی مہتر قران دروازہ بارگاہ پر گیا دیکھا کہ سب چوکیدار اور محافظ اور پاسبان بڑی
ہوشیاری اور خبرداری سے جہاں تہاں کھڑے ہوئے ہیں مہتر قران نے وہاں سے ہو کے بختیارک کے خیمے میں آ کر
دم بھر صبر کیا جب دیکھا کہ بختیارک سو گیا اور چوکیدار پاسبان بھی سو گئے تب مہتر قران نے اندر خیمہ کے جا کے بختیارک
کو جگایا اور خنجر اور تبر دکھا کے بختیارک کو اپنے ساتھ لے کے گنجاب کی بارگاہ میں آیا اور دیکھا کہ سب پاسبان اور محافظ
یہاں بھی غافل پڑے سوتے ہیں قران نے خنجر کھینچ کر سب چوکیداروں کو ذبح کر ڈالا پھر گنجاب کی آنکھ کھل گئی اور
مہتر قران کا خنجر بکف دیکھ کر قریب تھا کہ روح اس کی قالب سے نکل جائے مگر بختیارک کو دیکھ کے اندک تسکین ہوئی
مہتر قران نے خنجر گنجاب کی چھاتی پر رکھ دیا اور بارگاہ سے باہر لے کے خزانے کے دروازے پر لایا اور کہا وہ صندوق جس میں
علقمہ وزیر کو تو نے قید کیا ہے جلد منگا گنجاب نے عاجز اور مجبور ہو کے خزانچی کو بلا کے وہ صندوق منگایا مہتر قران
نے صندوق کھلوا کر علقمہ وزیر کو نکالا بعد اس کے گنجاب سے کہا اب میرے ساتھ اپنے اصطبل میں چل گنجاب
بخوف جان مہتر قران کے ساتھ اپنے خاصے کے گھوڑوں کے طویلے میں گیا اور مہتر قران نے قہار داروغہ اصطبل سے
کہا جو گھوڑا اصطبل میں سب سے اچھا ہو جلد اسے لا کے حاضر کر گنجاب نے اور بختیارک نے بھی لرزاں اور ترساں ہو کر کہا
کہ ہاں دریغ نہ کر تیز گام گھوڑا با زین و لگام مرصع کا جلد تیار کر کے لا قہار داروغہ طویلے نے ایک گھوڑا بڑی جلدی صبا رفتار
گنجاب کے گھوڑوں میں سے ڈھونڈھ کر زین کسوا کے سامنے لا کے حاضر کیا مہتر قران علقمہ کو اس گھوڑے پر سوار
کر دیے اور آپ پیادہ پا ہو کے سمت بارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا اور شاہزادۂ عالم نے علقمہ وزیر کو جو
آتے دیکھا تو بہت خوش ہوا اور مہتر قران پیشانی پر شاہزادے کی بوسہ دے کے بخدمت صاحبقران روانہ
ہوا یہاں بارگاہ میں شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان گردن‌کش لشکر شکن کی علقمہ وزیر اعظم کے آنے کی بڑی دھوم
اور شادی اور مبارکبادی کا غل ہو رہا تھا ناگاہ دروازۂ بارگاہ پر ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا کہ جو دیکھا تو شاہزادہ
بدیع الزمان نے جو جانب دروازۂ بارگاہ مخاطب ہو کر دیکھا تو ملاحظہ فرمایا کہ سر دفتر عیاری خطب فلک خنجر گذاری
شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اندرون بارگاہ قدم زن ہے شاہزادۂ عالم یہ دیکھ کے اپنے دنگل پر سے اٹھے اور
عمرو کی تعظیم کر کے اور ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھایا اور گلے سے لگایا عمرو عیار نے طرف دیکھ کر پوچھا کہ اے شاہزادہ
بدیع الزمان تو نے باختر میں آ کے کیا برا کام کیا اور گنجاب کے ناموس پر دست اندازی کی اگر حمزہ یہ بات
سنے گا تو تیرا کیا حال کرے گا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ عمو جان میں نے آپ کے واسطے دو صندوق
جواہر بیش بہا کے اٹھا رکھ چھوڑے ہیں عمرو نے دونوں صندوقوں کے جواہر کا نام سنتے شاہزادۂ عالم کو گلے لگایا اور
کہا اے فرزند تو بڑا سعادت مند اور بخت بلند ہے حمزہ شبانہ روز تیرے درد مفارقت میں بیتاب اور بے خور و خواب
رہتا ہے آج مجھے فقط تیرے بلانے کو بھیجا ہے اور کہہ دیا ہے کہ جو تیرے پاس لشکر ہو تو میں اپنا لشکر بھیج دوں شاہزادہ

بدیع الزمان نے کہا اے عم بزرگوار عندالضرورت میری طرف سے عرض کرنا کہ اگر آپ کوئی شخص فوج وسپاہ سے میرے پاس
بھیجینگے تو مین قصد اپنی ہلاکت کا کرونگا کسواسطے کہ میرے پاس لشکر بیشمار ہے عنقریب میری فوج آتی ہے حضور ملاحظہ
فرمائینگے یہ کہکے عمرو کو اندرون محل ملکہ گوہر ملک کے پاس لے گیا عمرو نے ملکہ گوہر ملک سے بھی بہت زر و
جواہر لے کے شاہزادۂ عالم سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون حمزہ انتظار مین ہوگا یہ کہکے عمرو رخصت ہو کے
بخدمت سلطان صاحبقران روانہ ہوا

اب شمہ داستان شوکت بیان سلطان والاقدر عالی منزلت حمزۂ صاحبقران امیر کشورگیر جہان ستان سے گزارش کی جاتی ہے

کہ جس وقت سلطان صاحبقران نے عمرو کو شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس بھیجا تو عمرو نے وہان سے آکے سارا احوال بیان
کیا اور کہا کہ اے حمزہ اب تو بوڑھا ہو گیا اب تجھ سے کوئی کام نہین ہو سکتا کسواسطے کہ تمام سرداران دست چپ شاہزادۂ
خاور سیاہ و ملک قاسم کی خدمت مین مجتمع ہین [illegible] لندھور کے پاس جاکے جمع ہوئے ہین اور شہنشاہ
سعد بن قباد و دختر شاہ [illegible] اور شہریار تیری [illegible] نہین [illegible] سب [illegible] کیے اور تیرے پاس ہین
آتے ہین اور ملک قاسم سات لاکھ سوار و پیادہ کا لشکر [illegible] اور سرداروں کی کچھ حد وشمار نہین ہے کہ کسقدر ہین امیر ابو قبر
نے پوچھا کہ میرا فرزند دلبند شاہزادہ بدیع الزمان کا کیا حال ہے عمرو نے ایک آہ سرد دل سے کھینچی سلطان صاحبقران
آنسو آنکھوں مین بھر کے پوچھنے لگے کہ اے عمرو تجھے میرے سر کی قسم سچ کہہ [illegible] مجھے معلوم ہو اگر اسکے پاس فوج کم ہو تو مین
اپنا لشکر اسکے واسطے بھیج دون عمرو نے کہا حمزہ سچ تو یہ ہے کہ بدیع الزمان کے ہمراہ لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت ہے
مین نے شاہزادہ بدیع الزمان سے بہت [illegible] امیر ابو قبر نے دیا ہے کہ اگر تیرے پاس فوج وسپاہ کم ہو تو
مین اپنا لشکر بھیج دون بدیع الزمان نے مجھے جواب دیا کہ میرے پاس بہت سا لشکر ہے اگر کوئی شخص میری مدد کو آئیگا
تو مین اپنے آپ کو ہلاک کر دونگا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ عمرو تو جا اور ملک قاسم اور لندھور اور مالک کو میرے
پاس لا اور تاکید کرنا کہ مین بلاتا ہون [illegible] عمرو نے کہا مین جاتا ہون مگر مجھے یقین ہے کہ انمین سے کوئی نہ آئیگا سلطان
صاحبقران نے فرمایا کہ تو جا اگر وہ نہ آئینگے تو مین سمجھ لونگا چنانچہ پہلے عمرو مالک کے پاس گیا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران
نے تجھے بلایا ہے کہ وہ لشکر کشی برسر کنجاب کرینگے مالک نے کہا اے خواجہ سلامت بجز صاحبقران کی تکلیف کرنے کی
ضرورت نہین ہے اگر شاہزادہ بدیع الزمان کے واسطے صاحبقران دوران کو فوج کی ضرورت لاحق ہے تو مین حاسدان
و دشمنان شاہزادہ بدیع الزمان کو سزاے اعمال پہونچا دون حضور خاطر جمع رکھین عمرو وہانسے مالک کے پاس
سے رخصت ہوا اور شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کے پاس جاکے کہا کہ حمزہ نے تجھے یاد کیا ہے قاسم نے کہا ابھی مین
نہین جا سکتا کسواسطے کہ لوگ کہینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے بہت سے کارنمایان کیے اور قاسم اس لائق
نہ تھا جو اسکے پاس جاکے شریک ہوا اور سوا اسکے دادا جان سلطان صاحبقران قدم رنجہ فرماوین جہان رونق افزا
ہین وہین تشریف رکھین مین کنجاب سے سمجھ لونگا اور اگر شاہزادہ بدیع الزمان کے واسطے دادا جان کو ملال خاطر ہے
ابھی جاکے اسکے دشمنون کا علاج کرتا ہون عمرو نے کہا کہ حمزہ نے فقط تجھے دیکھنے کو طلب کیا قاسم نے کہا میرا جانا
نہین ہو سکتا ناچار ہو کے عمرو لندھور کے پاس گیا اور کہا کہ امیر ابو قبر نے طلب کیا ہے لندھور نے کہا کہ خواجہ سلامت
ملک قاسم کے ہواخواہ بہت سے جمع ہوگئے اور شاہزادہ بدیع الزمان کا کوئی ہواخواہ نہین ہے مین چاہتا ہون
کہ مین بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان دراوقت جاکے شریک حال ہوسکتا ہون اور دس ہزار اشرفی مین تیری

نذر کرتا ہون تو ایسی کوئی تدبیر کرنا کہ امیر با توقیر مجھ سے راضی ہین اور ناراض نہ ہون عمرو وہان سے پھر کے شاہ سعد بن قباد کے پاس آیا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران نے آپ کو بلایا ہے شہنشاہ لشکر اسلام نے کہا خواجہ مین یہ چاہتا ہون کہ شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس جاؤن اگرچہ مین بادشاہ ہون اور مجھے مناسب نہین کہ مین اسکی بہود خواہی کرون لیکن مجھے شاہزادہ بدیع الزمان کی قدیم سے ایک محبت دلی ہے عمرو نے کہا کہ آپ بیچ فرماتے ہین مگر شاہزادہ بدیع الزمان اس بات سے راضی نہ ہوگا سلطان سعد نے فرمایا کہ تو یہ جانتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان میرے شریک ہونے سے رنجیدہ ہوگا تو چل مین بخدمت سلطان صاحبقران ضرور جاؤنگا یہ کہکے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد سوار ہوے عمرو نے چلے آگے بخدمت سلطان صاحبقران خبر پہونچائی کہ شہنشاہ سعد تشریف لاتے ہین اور باقی کوئی نہین آیا سبھون نے انکار کیا ہے سلطان والا قدر عالی منزلت حمزہ صاحبقران نے بادشاہ لشکر اسلام کا استقبال کرکے اپنی چھاتی سے لگاکے بہت سی نوازش کرکے تخت پر بٹھلایا اور پوچھا کہ یہ سب کس راہ سے آئینگے عمرو نے کہا کہ درہ کوہ صفا کے سامنے سے رستہ ہے سو یہ سب کوہ صفا کے برابر سے آئینگے اور سوا اس ایک راہ کے اور کوئی رستہ سنجان کی طرف آنے جانے کا نہین ہے یہ حال سنکے امیر با توقیر خاموش ہو رہے بعد دو تین دن کے تمام لشکر مین غل ہوا کہ آج رات سے حمزہ صاحبقران اور عمرو اور مقبل خواب گاہ مین نہین معلوم ہوتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار آکے ان تینون صاحبون کو چرا لے گیا جب بادشاہ اسلام نے یہ خبر وحشت اثر سنی تو اشک ریزان نہایت غمزدہ ہین اور غمگین ہوے اور تمام لشکر مین ایک شور یوم النشور اور قیامت تازہ برپا ہو رہی تھی

اب دو کلمے داستان شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہین

کہ ملک قاسم نے یموت بن سارنج کو دارو غہ اپنی بارگاہ کا تمام دے کے بارگاہ کہ چہل ستون حضرت سلیمان علیہ السلام کی تھی بطور پیش خیمہ اسکے ہمراہ سمت سنجان روانہ کی اور جسوقت کہ یموت بن سارنج بارگاہ کو لیے ہوے دہان کوہ صفا مین پہونچا ایک نقابدار درۂ کوہ صفا مین نمودار ہوا اور باواز بلند کہا کہ باش ارے تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اسنے کہا کہ مجھے یموت بن سارنج کہتے ہین اور مین ملازم شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم مل خشان خونریز خاور ہی کا ہون حسب الحکم اپنے آقا سے ولی نعمت کے پیش خیمے کے سمت سنجان برسر کنجاب جاتا ہون نقابدار نے کہا بس یہان سے پھر جا اور یہ اپنا بکھیڑا اور کسی راہ سے لیجا یہ راستہ مجھ سے تعلق رکھتا ہے مین کسی کو اس طرف سے نہین جانے دیتا ہون یموت بن سارنج نے کہا مین اسی راہ سے پیش خیمہ سرکار کا لیجاؤنگا اور سوا اس راہ کے اور کوئی رستہ بھی نہین ہے نقابدار نے نہایت خشمگین ہو کے کہا کہ تو کیونکر بدون میرے حکم کے اس راہ سے جانے پائیگا خلاصہ یہ کہ نوبت بزم و جنگ پہونچی نقابدار نے بعد از جنگ نیزہ و شمشیر کمربند یموت کا پکڑ کے کاٹھی زین سے اٹھالیا اور یموت بن سارنج کو مع تمام اسباب کے پکڑ کے درۂ کوہ مین لیے چلا گیا لشکر قاسم اشک ریزان اور واویلا کنان وہان سے پھر کے قاسم کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا قاسم نہایت غیظ و غضب مین آکے اسی وقت سوار ہوا اور سرپٹ گھوڑا ڈالے قریب اس درۂ کوہ کے پہونچا تھا کہ سامنے سے وہی نقابدار نمودار ہوا اور نہیب دی کہ باش اس طرف سے آنے کا ارادہ نہ کرنا شاہزادۂ خاور سیاہ نیزہ پکڑ کے بمقابلہ نقابدار آیا اور للکارا اے نقابدار او مغلوک تیری کیا اصل و حقیقت ہے جو تو میرے پیش خیمے اور میرے نوکر یموت بن سارنج کو پکڑ کے لے گیا ہے کہ گندم تہ کہ از دست من زندہ و سالم روی نقابدار نے بسہولت تمام فرمایا شعر زبان درکش و تیغ کش از غلاف بکہ وقت سخن نیست جائے مصاف بعدہ شاہزادۂ خاور سیاہ نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان نیزے

پر کام تمام کیا غرض گیارھوین طعن مین نیزہ قاسم کا ہوائی کر دیا قاسم نے تیغہ یلارک افراسیابی دو زکر سر نقابدار پر مارا
نقابدار نے بند دست قاسم کا پکڑ کے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور باہم زور کشتی کا ہونے لگا دو پہر کے زور مین نقابدار
نے ملک قاسم کو آخر زیر کیا اور باندھ کے اسی درۂ کوہ مین لے گیا روز دوم مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرا اسی
درۂ کوہ مین آیا اور خلاف نقابدار خاکہ وہی نقابدار پھر پیدا ہوا اور مالک اژدر سے مقابلہ کر کے ساتوین طعن مین
نیزہ مالک کے ہاتھ سے ہوائی کر دیا نوبت کشتی کی پہونچی کوئی پہر بھر کے زور مین نقابدار نے مالک اژدر کو زیر کیا اور
پکڑ کے درے مین جا کے غائب ہو گیا قصہ مختصر یہ کہ جتنے سرداران دست چپ تھے سب کے سب ایک روز مین نقابدار کے
ہاتھ مین گرفتار ہو گئے جبکہ یہ خبر خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے سنی حالت غیظ مین یہ کہنے لگے کہ ایک
ضرب مین گرز کی مین اس نقابدار کو بخوبی تمام [illegible] یہ لگا دونگا مع سرداران دست راست کے اسی درے کوہ
کے قریب آیا کہ ناگاہ سامنے وہی نقابدار نمایان ہوا اور وہی گفتگو لندھور سے کر کے آمادہ رزم ہوا اور دو پہر کے زور
مین نقابدار نے لندھور کو بھی زیر کیا اور درۂ کوہ مین لے کے چل گیا جب کہ حال گرفتاری لندھور کرب غازی
نے سنا تو کرب غازی نے کہا کہ اب مین جا کے نقابدار کو وہ لطف دکھلاتا ہون کہ وہ تا قیامت تک
اس معرکۂ رزم و جنگ کو چہ یادگار رہے ابھی کرب غازی یہی گفتگو کر رہا تھا کہ ناگاہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ
نامدار نے آ کے کرب غازی سے پوچھا کہ تو اس قدر مضطرب الحال اور پریشان خاطر کیون ہے کرب غازی نے کہا قبلہ و کعبہ آپ
کہان تشریف لے گئے تھے یہان ایک نقابدار مغلوک درۂ کوہ صفا مین پیدا ہوا ہے کہ اس نے تمام سرداران دست چپ
کو مع شاہزادۂ عادی و سیاہ و ملک قاسم زیر کر کے دامان کوہ مین لیجا کے قید کیا ہے کل دارا سواد ہندوستان رستم دوران
جانشین مسند حمزۂ صاحبقران لندھور بن سعدان کو پکڑ لے گیا میرا مغز [illegible] ہوتا تعجب ہے اب میرا قصد ہے کہ کل صبح کو اس
نقابدار سے مقابلہ اور مجادلہ کرونگا اور [illegible] آئے دون عمرو نے کہا خاموش اے کرب تو ہرزہ مغلوک مغلوک
کہے کہتا ہے کچھ تجھے معلوم بھی ہے کہ یہ نقابدار کون ہے کرب غازی نے کہا مین نہین جانتا عمرو نے کہا یہ نقابدار
شہریار ملک ایران دلاور دلشکستۂ کفار رستم دستان زمان ثانی سلیمان سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران
ہے کرب غازی نے جو یہ حال سنا تو کہا کہ اے قبلہ و کعبہ حق تعالی آپ کو صد دہ سال سلامت رکھے آپ کی خیر گذری
کہ آپ نے مجھے اطلاع کر دی القصہ عمرو کرب غازی کو اپنے ہمراہ لیے درۂ کوہ صفا مین بخدمت سلطان صاحبقران
چلا اثنائے راہ مین کرب غازی نے پوچھا کہ سلطان صاحبقران کی آزردگی کا کیا سبب ہوا عمرو نے کہا کہ تمام
سرداران حمزۂ نامدار کے حکم سے سرتابی کرنے لگے اور جیسے جو طلب کیا تو انہین دہ تامل کرتے تھے یہ باتین کرتے ہوئے
عمرو اور فرامرز عادی مغربی اور کرب غازی بخدمت سلطان صاحبقران مشرف ہوئے اسی وقت صاحبقران
دوران بشکل نقابدار مع عمرو زندان خانے مین آ گئے تمام سرداران متعجب ہو پوچھنے لگے کہ کیون صاحب تم کو
نقابدار نے بمردی گرفتار کیا ہے اور اب چاہتا ہے کہ تمہارے سب کے واسطے درماہہ مقرر کر دے چنانچہ
عادی و سیاہ و ملک قاسم کے واسطے پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا اور لندھور کے لیے تیس ہزار روپیہ سالانہ
اور مالک کے واسطے چالیس ہزار کا سالانہ کس لیے کر دہ وجہ ہے مالک نے کہا کہ مین عرب ہون اسی وجہ سے
تو مین واجب القتل ہون عمرو نے کہا یہ مشاہرہ فقط اوقات گذاری کے لیے معین کرتا ہے مالک اژدر اپنے
دل مین متغیر ہو کے کہتا تھا کہ عمرو یہ باتین خوش طبعی کی مجھ سے کہتا ہے یہ معاملہ کیا ہے ناگاہ امیر با توقیر نے نقاب چہرہ
اقدس سے اٹھائی سب سرداروں نے صاحبقران دوران کو دیکھ کر پہچانا اور سب آ کے قدمون سے

لپٹ گئے سلطان عالی مقام نے جو خیال کیا تو قاسم کو اشک ریزاں دیکھا سبب پوچھا قاسم نے عرض کی کہ دونوں کے بیٹے
مجھے ریاض و شفقت سے لشکر جمع کیا تھا ورنہ یارا تھا کہ لشکر کشی برسر نجات کروں آپنے سر راہ آکے مجھے پکڑ لیا امیر نے فرمایا
کہ میں نے تجھے معاف کیا جا اور لشکر کشی کر الغرض سرداران دست راست آکے لشکر صاحبقران میں شامل ہوگئے اور شاہزادہ
خاور سیاہ نے اجازت پا کر اپنے خیمہ میں تشریف بیت فرما ہوا

اب وہ کلمے داستان شوکت بیان جانا شاہزادہ جمہور کا طلسم ہزار اسپ میں اور ملکہ کوکب روشن تن کا ہمراہ شمیم عیار طرار جمہور کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ شاہزادہ جمہور جوانمرد تیغ زن بہادر ہمراہ شمیم عیار کے ملکہ کوکب کا فدیا تھا یار آئے اور دونوں بیرون کاریز کی راہ سے کہ ناگاہ
دو گھوڑے پیدا ہوئے جمہور اور شمیم بے اختیار ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے گھوڑے دیر سوار ہوتے ہی ایسا تیز چلے کہ ہوش جاتے رہے کچھ
نہیں معلوم تھا کہ ہم کہاں جاتے ہیں کہ یکایک گھوڑے ایک مقام پر ٹھہر گئے دونوں کو ہوش آیا دیکھا کہ دریا بیابان کا عجب
کیفیت پر ہے شمیم تو اتر پڑا اور گھوڑا چلا گیا مگر جمہور سوار رہا اور اس درہ کوہ میں دریا ندی سے آواز آئی کہ یہاں کہاں آتا ہے
یہ مقام طلسم ہے جمہور نے چاروں طرف دیکھا کوئی نظر نہ آیا جمہور آگے بڑھا تو آواز تعقب کی آئی غرض کہ تین بار یہی آواز
آئی جمہور نے کہا میں جان کر یہاں آیا ہوں پھر وہ آواز نہ آئی جمہور چلا جاتا تھا کہ ایک تالاب نظر پڑا جمہور گھوڑے سے
اترا اور باگ شمیم کے ہاتھ میں دی اور آپ پانی پینے لگا گھوڑا شمیم سے باگ چھڑا کر بھاگا جمہور نے کہا کہ گھوڑا میں تم سے لونگا
شمیم پکڑنے کو دوڑا جمہور دیکھ رہا تھا کہ یکایک شمیم اور گھوڑا دونوں غائب ہوگئے جمہور بھی ڈھونڈھنے کو چلا کہ ایک
شہر دکھائی دیا جمہور اندر آیا ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جمہور نے کہا کہ یا حضرت یہاں گھوڑا اور عیار آیا ہے اُسنے
کہا مجھے نہیں معلوم اور پوچھا کہ دین تمہارا کیا ہے جمہور سمجھا کہ طلسم میں سب بت پرست رہتے ہیں اپنے تئیں بھی
لات پرست بتایا اُسنے کہا کہ تو نے تئیں جھوٹا ہوا ہے اور تو بدتر از سگ ہے جمہور کو برا معلوم ہوا ایک طمانچہ مارا وہ
گھوم کر اُسکا پشت کی جانب پھر گیا شہر میں غل ہوا کہ ایک ظالم آیا ہے لوگ جمہور کے گرد آگئے جمہور نے کئی آدمیوں کو مارا
آخر کو پکڑ لیا گیا لوگ بادشاہ پاس لائے بادشاہ نے جمہور کو بہت پسند کیا احوال پوچھا جمہور نے تمام حال بیان
کیا بادشاہ نے کہا کہ تجھے جان سے کیا ماروں رحم آتا ہے اب تو ایک کام کر کہ یہ زرہ اور ہتھیار اپنے بیچ کر خون بہا دے جمہور
نے کہا کہ واہ کیا خوب انصاف کیا ہے اگر جھوٹا ہوتا تو حقیقت معلوم ہوتی بادشاہ نے جواب دیا کہ تم سے کچھ نہ ہوسکے گا
یہ کہکر جمہور کو چھوڑ دیا اور ایک زنگی سے کہا کہ اسے پکڑ لے وہ زنگی جمہور کی طرف چلا اُسنے تلوار ماری زنگی نے قبضے پر ہاتھ
ڈال دیا اور تلوار چھین لی اور دم بھر میں زیر کر لیا بادشاہ نے کہا کہ بس گھمنڈ آپ کا نکل گیا اب جو میں نے کہا تھا وہی
کیجیے جمہور نے مجبور ہو کر زرہ اور ہتھیار وغیرہ بیچ کر خون بہا وارثان مقتول کو دیا بادشاہ نے کہا کہ اے عزیز
اس شہر کا نام شہر قید آباد ہے جو یہاں آیا ہے نکل نہیں سکتا اور جو کچھ کہ تمہارے پاس ہو اُنہیں کوئی صورت بسر اوقات
ہونے کی پیدا کرو جمہور یہ سنکر باہر نکلا راہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی کہ اُسکا نام ارقم نوجوان ہے وہ بھی قیدی
طلسم ہے غرض کہ ارقم جمہور کو اپنے گھر لے گیا اور بہت خاطر کی اور کہا کہ آؤ ہم تم لکڑی کا بیوپار کریں غرض کہ ارقم اور
جمہور دونوں باہم رہنے لگے اس شہر میں مہینا بھر کے بعد میلہ ہوتا ہے شاہ و گدا کا غرض کہ ارقم نوجوان اور جمہور
دونوں میلے میں آئے اور بہت کیفیت دیکھی اور ابر لال سی آسمان پر دیکھا اور ایک بادشاہ کو دیکھا کہ تخت پر
بیٹھا ہوا ہے اور پریوں کا ناچ ہو رہا ہے بادشاہ نے جمہور کو بلایا اور اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ آپ کا کیا دین ہے
جمہور نے کہا کہ لات پرست ہوں بادشاہ یہ سنکر برہم ہوا اور جمہور کو غضبناکی سے آنکھ پھیری جو ہوش آیا تو اُس صحبت

غرض کہ ارقم اور جمہور دونوں اپنے مکان میں آئے اور وہیں لشکر ان کا رہا اوقات بسر کرنے لگے کہ یہاں جب
وہی دن میلے کا آیا جمہور اس جماعت میں جانے لگا لوگوں نے نہ جانے دیا جمہور کو حیرت آئی اور دل سے کہا کہ اس شہر میں
رہنا خوب نہیں اس روز سے جمہور دن بھر سیر کیا کرتا تھا مگر رات کو جیسے تیسے اسی شہر میں پاتا تھا ایک روز جاتے
جاتے دریا دکھائی دیا جمہور اُسمیں کود پڑا اور بہتے بہتے یہاں تک کہ بہتے بہتے تھک گیا اور غوطے کھانے لگا قریب
تھا کہ ڈوب جائے دیکھا کہ ایک درخت بہتا چلا آتا ہے جب وہ درخت قریب آیا جمہور اُسپر چڑھا اور پار اترا لیکن اُس
پار عجیب عجیب طرح کے پہاڑ دیکھے اور سبزہ دیکھا کہ اسکا دل لوٹ گیا جمہور سیر کرتا چلا جاتا تھا کہ آواز نماز کی آئی
جمہور آگے بڑھا دیکھا کہ ایک بزرگ عبادت خدا میں مصروف ہے جمہور ہاتھ باندھے کھڑا رہا جب کہ وہ مرد نماز
پڑھ چکا تو جمہور سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کیا نام ہے اُسنے کہا کہ مجھے جمہور کہتے ہیں اور تمام حقیقت اپنی بیان کی
اور سارا حال شرقیہ آباد کا کہا اور لوگوں سے وہاں کے ایذا پہونچنا بیان کیا اور پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہے اُسنے کہا
کہ مجھے درویش ذاکر کہتے ہیں اور یہ طلسم حکیم اشراق روشن ضمیر کا ہے اور اسی طرح چار ملک ہیں شرقی و غربی
و جنوبی و شمالی اور شرقیہ میں تو مسلمان رہتے ہیں تعجب ہے کہ تمکو ایذا پہونچی جمہور نے کہا کہ اُنکو کافر سمجھ کر میں نے
اپنے تئیں بھی کافر بنایا تھا درویش نے کہا کہ اب اپنا دین ظاہر کرو تمھاری بہت عزت ہوگی جمہور نے یہ سُنکر سکوت
کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک آہ کھینچی اور یہ شعر زبان پر لایا شعر فرقت یار نے دل تنگ کیا ہے ایسا + جو تمنا ہے وہ رہتے
ہوئے گھبرائی ہے + یا حضرت میرا معشوق چھوٹا ہوا ہے درویش بولا کہ خدا کو یاد کرو وہ ملے گا اور اے عزیز جس طرح سے
کہ آثار قیامت کے لکھے ہیں اسی طرح سے آثار طلسم کے ٹوٹنے کے بھی لکھے ہیں کہ جب عاشق و معشوق دونوں طلسم میں
آجائینگے تو ٹوٹے گا کیا تعجب ہے کہ فتاح طلسم تمہیں ہو اور ایک دلیل اور ہے کہ ایک صندوق ہے اُسمیں ایک پتلی بنی ہے
اُسکے ہاتھ میں تیر کمان ہے جب کہ منہ اُسکا مغرب کی طرف اور پشت اُسکی مشرق کی طرف ہوگی اُس روز طلسم کشا پیدا ہوگا
غرض کہ درویش جمہور کو اُسی جگہ لایا جمہور نے دیکھا کہ پہاڑ ہے بہت کیفیت پر اسپر جانا ہے اُسمیں پتلی بنی ہے جمہور اندر آیا
ایک عورت خوبصورت دیکھی کہ نہایت حسین ہے تیر کمان ہاتھ میں لیے ہوئے ہے کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ اس مقام سے چلا جا
ورنہ خراب ہوگا جمہور بھاگا درویش نے کہا تمھاری قسمت میں طلسم کشائی نہیں ہے جب کوئی اور پیدا ہو وہ طلسم توڑے
لیکن اب تم شرقیہ آباد میں جاؤ جمہور نے کہا کہ دریا بیچ میں ہے درویش نے کہا کہ ایک درخت کنارے پر دریا کے
لگا ہے اُسکے نیچے جاکر کہنا کہ میں شرقیہ آباد میں جاؤنگا اُسمیں سے ایک تختہ گر پڑیگا اُسی کے ساتھ چلے جانا جمہور
اُسی طرح سے پار اترا اور شرقیہ آباد میں پہونچا وہاں ارقم سے ملاقات ہوئی اُسے بھی مسلمان کیا اور بادشاہ پاس
آیا ملک اشرق سرخ پوش کو خبر ہوئی کہ وہی شخص آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں ملک اشرق خود آکے
جمہور کو لے گیا اور بہت عزت کی اور مکان رہنے کو دیا غرضکہ پھر دن میلے کا آیا اور تمام خلقت گئی اور اشرق بھی گیا
جمہور اور ارقم بھی باہم چلے جسوقت کہ میلے میں پہونچے دیکھا کہ ایک تالاب ہے کنارے اُسکے ایک چبوترا ہے اور
کوسوں تک پھولوں ہی پھول نظر آتے ہیں عجب عجب طرح کے زمین نے گل کھلائے ہیں جمہور سیر دیکھ رہا تھا کہ دو گھڑی
دن رہے جانوران سرخ رنگ مثل بلبل کے اُس تالاب پر آکے جیسے کوئی شاہانہ طوست کرتا ہے اس طرح بولکر ڈوب
گئے بعد اُسکے قناتیں چبوترے کے گرد کھڑی کی گئیں اور ایک عیار منظور نامے آئے اور چوبدار اور عصا بردار عجیب
اور سوار کھڑے ہوگئے اور آواز گانے بجانے کی آنے لگی جمہور نے کہا اے ارقم میں تو جاتا ہوں ارقم نے کہا مجھے
بھولیے گا جمہور نے کہا کہ اگر میرا اختیار ہوگا تو تجھکو بھی ضرور ضرور بلاؤنگا یہ کہکر جمہور چلا جسوقت اندر جانے لگا لوگوں

تنے رد کا جمہور کو پکارا کہ میاں اناس میں مسلمان ہوں عیار منظور ہوں اور جمہور کو لے گیا جمہور نے اندر آکر دیکھا تو تمام
صفین آراستہ ہیں لعل و یاقوت کی کرسیوں پر پری زادیں بیٹھی ہیں دو دو ہاتھ باندھے کھڑی ہیں اور بیچ میں ناچ
ہو رہا ہے عیار نے جمہور کو بھی کرسی زرنگار پر بٹھایا اور ہاتھ باندھ کر حضرت سلیمان سے عرض کی کہ خداوند جمہور شاہزادہ
جو حضور آیا ہے اسکے حق میں کیا حکم ہوتا ہے ایک آواز آئی کہ اسکو بدرجۂ اعلی ارجمند کرو اور بہ درجہ تعظیم ہے جمہور
نے جو دیکھا تو آسمان پر شفقی رنگ کا ابر چھایا ہوا ہے اسکے نیچے ایک آفتاب کی سی معلوم ہوتی ہے جیسے فانوس میں
شمع روشن ہو اور آواز عورت کی آتی ہے جمہور ناچ دیکھنے لگا اسکو خیال ارقم کا آیا پیک منظور سے کہا کہ ہمارے
ساتھ ایک شخص ہے کہ نام اسکا ارقم ہے اگر وہ ہو تو اسے بھی بلوائیے پیک منظور نے کہا کہ میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ تماشا
وارد ان طلسم کے لیے ہے کہ دیکھیں اور دوسرا حکیم اشراق ... کی درود ... لیکن جب آپ کے ارشاد سے
عرض کرتا ہوں پیک منظور نے ہاتھ باندھ کر حضرت سلیمان کے ... بلند کیا اور کہا کہ یہ شخص جو وارد طلسم ہے کہتا ہے کہ میرے
ساتھ ارقم نوجوان آیا ہے اسے بھی بلا لو آواز آئی ... پیک منظور گیا اور ارقم کو بلا لایا ارقم اس صحبت
جشن و عیش کو دیکھکر بہت خوش ہوا بعد اسکے پیک منظور نے جمہور سے کہا کہ آپ کا جسکو جی چاہے اُسے لے لیجیے
جمہور کا جی تو کوکبہ روشن تن میں لگا ہوا تھا ایک پری زاد کو ... اُسکی کوکبہ روشن تن سے ملتی تھی
اُسے پاس بٹھا لیا پیک منظور نے ارقم سے کہا کہ ان پریوں میں سے ایک آپ بھی لیجیے ارقم نے بھی ایک کو پسند کر کے
لے لیا رات بھر جشن و عیش میں رہا صبح کو خوابگاہ میں ... جو ہوش آیا تو اس صحبت کو نہ پایا جمہور اپنی پری زاد کو
سوار کرکے اور ارقم اس خوبصورت کو ہمراہ لیے ملک اشرق کے شہر قیدآباد میں آئے اور رہنے لگے ارقم تو اس عورت سے
بہت خوش رہتا تھا اور جمہور پری زاد سے بات بھی نہ کرتا تھا غرض کہ میلے کا دن جب آیا ایک آواز آئی کہ جمہور اپنی عورت کو نہ
مانے اور ارقم کو اختیار ہے غرض کہ میلے میں گئے اور رات بھر سیر دیکھی اور پھر صبح کو چلے آئے جمہور نے کہا اے ملک اشرق وہ
جانور کیا ہیں کہ تالاب میں ڈوب جاتے ہیں اور پھر پیدا ہو جاتے ہیں بادشاہ غضبناک ہوا اور کہا کہ مجھے نہیں معلوم جمہور
نے کہا کہ گھوڑا اور عیار میرا کہیں ملے گا بادشاہ نے کہا جشن بزرگ میں مرات الفلاع پر ملے گا جمہور نے کہا کہ جشن بزرگ
کیسا ہوتا ہے ملک اشرق نے کہا سوائے ان دو چار شہروں کا بادشاہ ہے مرات الفلاع پر جشن کرتا ہے اور
چاروں شہروں کی خلقت جمع ہوتی ہے چاہیے تو گھوڑا اور عیار بھی وہاں ہے غرض کہ بعد چند روز کے وہ دن میلے کا آیا
اور ملک اشرق نے بارہ ہزار سوار ساتھ لیے اور جمہور اور ارقم کو بھی ہمراہ لے کر کوچ کیا بعد کئی روز کے درہ یاقوت
پر پہونچے جمہور نے دیکھا کہ درہ عجب کیفیت پر ہے جا بجا ... پڑے ہوتے ہیں گلہائے سرخ کھلے ہوئے ہیں یہ
معلوم ہوتا ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے ملک اشرق نے تین ہزار لوگ سے فلیتوں کے تیار کرائے جمہور نے پوچھا کہ
فلیتے اتنے کیا ہونگے بادشاہ نے کہا کہ وہ درہ تاریک ہے روشنی لے گا کر بغیر روشنی کے راستہ چلنا دشوار
ہے غرض کہ درے میں در آئے جمہور نے دیکھا کہ راستہ بہت کشادہ ہے گرد دیوار مل گئے ہیں اس سے تاریکی ہے اور
اسی تاریکی میں روشنی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزارہا گل بوٹے ہوئے ہیں غرض کہ تیسرے روز درے سے باہر نکلے
جمہور نے دیکھا صبح کا وقت ہے اور ہوا سرد چل رہی ہے اور قلعہ شیشہ کا ہے اور ایک برج سرخ اور دوسرا سبز
اور تیسرا زرد چوتھا سیاہ اور اندر قلعہ کے ایک عمارت پر نشانی ہے اور آسیر مکان بنا ہے اور پردے پڑے ہیں جمہور
نے کہا اے ملک اشرق یہ میں ذرا سیر اور جرات کی کرتے آتا ہوں ملک اشرق نے کہا کہ جاتے ہو ان چاروں
شہروں میں یہ عجب طرح کی پابندی ہے کہ ایک بستی کا آدمی دوسری بستی میں نہیں جاتا مرات وارد طلسم ہیں

جہاں چاہیے جائیے مگر میں نے کچھ برائی نہیں کی ہے مجھے نہ چھوڑیے گا اور شام کو یہیں چلے آئیے گا جمہور نے کہا کہ مجھے رات
اور دن یہاں کا نہیں معلوم ہوتا ہمیشہ صبح رہتی ہے ملک اشرق نے کہا کہ یہ گھڑی میں تمھیں دیتا ہوں دیکھ لینا اور دوسری
پہچان یہ ہے کہ نیند آنے لگتی ہے غرض کہ جمہور نے ارقم کو ساتھ لیا اور دوسری طرف چلا دیکھا کہ تمام خلقت زرد پوش
ہے اور دیوار قلعہ کی آئینے کی ہے اور بیچ میں وہی عمارت ہے اور خیمہ بھی زرد ہے اور ایک طرف نگو دیکھا کہ ہزار بارہ سو گھوڑے
بندھے ہوئے ہیں اور اپنے گھوڑے کو دیکھا کہ طویلے کے بیچ بہت تکلف سے بندھا ہوا ہے جمہور نے داروغہ اصطبل سے
کہا کہ یہ گھوڑا میرا ہے اُسنے بادشاہ شمالیہ ملک آتش زرد پوش سے بیان کیا ملک الیسر نے جمہور کو اپنے پاس بلایا
اور بہت خاطر سے پیش آیا اور کہا کہ آپ میرے پاس رہیے گھوڑا لیجیے جمہور نے کہا کہ ملک اشرق کا ساتھ نہ چھوڑونگا
ملک الیسر نے کہا کہ اپنی چیز سب کو عزیز ہوتی ہے یہ گھوڑا ہمارے یہاں آیا ہے ہم نے اُسکو تحفہ سمجھکر رکھا ہے اور جو
چیز جسکے گھر آئی وہ اُسکی ہو گئی اب یہاں رہیے تو گھوڑا لیجیے اور ملک اشرق پاس جائیے گا تو نہ دونگا جمہور بہت
خفا ہوا ملک الیسر نے کہا کہ آپ خفا نہ ہوجیے اور طعام و شراب و کباب منگوا کر حاضر کیا جمہور اور ارقم نے کھایا
بعد فراغ طعام ارقم نے گھڑی کو دیکھا اور کہا کہ اب رات ہونے میں گھڑی بھر کی دیر ہے چلیے ملک الیسر نے دو گھوڑے
منگوا دیے جمہور اور ارقم سوار ہو کر چلے جب برج شرقی پاس پہونچے سائیسوں نے کہا کہ اب گھوڑے آگے نہ
جائینگے جمہور جھنجھلاتا ہوا اُترا اور اپنے لشکر میں آیا اور ملک اشرق سے تمام احوال بیان کیا اُسنے کہا کہ جشن میں
میں آپ کا گھوڑا وہ دونگا غرض کہ رات زیادہ آئی جمہور نے کھانا کھا کر آرام کیا اور صبح کو تیسری طرف گیا وہاں
دیکھا کہ تمام لوگ سبز پوش ہیں اور خیمہ بھی سبز ہے اور دیوار قلعہ کی دوہری خشت کی ہے اور بیچ میں وہی عمارت اور دروازہ
آمد و رفت کا زور ہے جمہور دیکھتا چلا جاتا تھا کہ ایک سواری بڑی دھوم سے پیدا ہوئی جمہور نے دیکھا کہ شمیم
گھوڑے پر چلا آتا ہے شمیم جمہور کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اتر پڑا اور جمہور کو اپنے بادشاہ ملک سبز پوش پاس لایا
اور نہایت خاطر کی اور تمام حال پوچھا جمہور نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور کہا کہ تم پر کیا گذری شمیم نے کہا کہ جب
میں آپ سے جدا ہو کر گھوڑے کے پیچھے چلا جاتے جاتے گھوڑا تو غائب ہو گیا میں ایک شہر میں پہونچا اور ایک عیار سے ملاقات
ہوئی اُسنے پوچھا کہ تمہارا دین کیا ہے میں نے کہا کہ لات پرست ہوں عیار بہت خفا ہوا اور بادشاہ پاس لے گیا
ملک نے پوچھا کہ تمہارا کیا دین ہے میں نے کہا کہ لات پرست ہوں بادشاہ نے نکلوا دیا غرض جہاں جاتا تھا کوئی مجھے
رہنے نہ دیتا تھا وہی عیار پھر ملا اور کہا کہ خیر جنگل میں سو رہا کر میں تین دن وہاں رہا پھر دل نے ایسا کہا کہ تمام
بن سوچ گیا وہی عیار ایک دن پھر ملا میں نے کہا کہ یہاں خدا کے واسطے کوئی اور جگہ رہنے کو بتا دو کہ میں اُس
عذاب سے چھوٹوں اُس عیار نے کہا کہ تو خدا کو کیا جانے میں نے کہا کہ میں تو آج سے خدا پرست ہوں تم کو کافر
سمجھکر کافر کہا تھا وہ عیار پھر بادشاہ کے پاس لے گیا ملک نے بہت خاطر کی اور مکان رہنے کو دیا اور وہاں بھی
میلہ ہوتا تھا ویسا ہی جیسا کہ آپ کہتے ہیں مگر یہاں ابر سبز تھا اور جانور اور درخت اور پھول سبز تھے ایک شاعر
سبز پوش آیا اور مجھے اندر صحبت کے لے گیا اور اُس نے سب احوال بیان کیا آواز آئی کہ یہ جو پریاں ناچتی ہیں
اُن میں سے ایک کو لے لے حضرت جسکو میرا جی چاہتا تھا وہی ملی اب وہ میرے پاس ہے اُسکے عشق
میں گرفتار ہوں اب آپ بھی یہیں رہیے جمہور نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل شمیم نے کہا کہ معشوق
مجھ سے چھوٹ جائے گی اُس اثنا میں ارقم نے گھڑی دیکھ کر کہا کہ اب شام قریب ہے چلیے شمیم نے
گھوڑے منگوا لیے اور کہا کہ اس پر سوار ہو کر جائیے جمہور نے کہا کہ مجھکو ملک الیسر نے بھی گھوڑے سے

انکو دیے تھے جب اُنپر سوار ہو کر زیر برج شرقی کے پہونچا تو سائیسوں نے گھوڑے مانگ لیے تھے اب مین نہ دونگا تمیم
نے کہا ای سائیسوں کو ساتھ نہ لیجیے غرض کہ جمہور اور ارقم دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے جب کہ برج شرقی کے پاس
ہوئے تھے گھوڑے تڑپنے لگے جمہور اور ارقم کو دیے گھوڑے چلے گئے جمہور نے لشکر مین آیا اور ملک اشرق
سے تمام کیفیت بیان کی ملک اشرق نے کہا آپ کا عیار ہی مین بادشاہ سے کہکر دلوا دونگا اور بادشاہ بھی آپ کی
خاطر کرے گا اس گفتگو مین آواز نقارے کی گوش زد ہوئی جمہور نے کہا کہ ای ملک اشرق یہ نقارہ کیسا بج رہا ہی
اشرق نے کہا کہ کل جشن بزرگ ہی غرض کہ رات گذری اور صبح نمودار ہوئی جمہور نے دیکھا کہ دروازہ شرقی پر
سائبان سرخ رنگ لگا ہوا ہی ملک اشرق اور جمہور اور ارقم نیچے اُس سائبان کے گئے جمہور نے دیکھا کہ
اندر قلعہ کے ادھر آدھ کوس چاروں طرف دیوار قلعہ کی چھوڑکر دریا بہتا ہی اور بیچ مین دریا کے باغ سبز اور
عمارت وسیع اور سیر مہتابی معلوم ہوتی ہی اور دریا مین کشتیوں پر ناچ ہو رہا ہی اور ایک کشتی پر پیک منظور
بیٹھا ہوا ہی یکایک پیک منظور پکارا کہ ای ملک اشرق جو لوگ وارد ہوں طلسم سے ہین انکو لاؤ اور تماشا
دکھلاؤ ملک اشرق جمہور اور ارقم کو لے کر اندر آیا جمہور نے دیکھا کہ ستون اور محراب مین سب شیشہ کی ہین
اور شرقی غربی جنوبی شمالی چہار طرف کی سیر دکھائی دیتی ہی اور اُس باغ مین درخت مولسری کے لا انتہا
ہین اور ہر درخت کے نیچے ناچ ہو رہا ہی اور ایک درخت نہایت بلند ہی اور اُسکی چار شاخین چاروں طرف
پھیلی ہوئی ہین اور تمام باغ پر اُسکا سایہ ہی اور زمین پر طرح طرح کے پھول بچھے ہوئے ہین گویا فرش کمخواب کا
بچھا ہوا ہی اور جانور ہر ہر رنگ کے اُڑتے پھرتے ہین جب وہ جانور دریا مین گرتے ہین تو اُسی وقت بجرے
اور کشتیاں پیدا ہو جاتے ہین اور ناچ ہونے لگتا ہی اور آسمان پر ابر بزرگ ہی اُسکے چاروں کونوں پر چار
ابر چار رنگ کے مثل قندیل کے لٹکتے ہین اور اُن چاروں ابروں کے نیچے چار پری زادین مُنہ پر نقاب ڈالے
تخت پر سوار ہاتھ باندھے ہوئے ابر بزرگ کی طرف دیکھ رہی ہین اور اُس ابر مین جیسے کہ آفتاب بدلی مین
آجاتا ہی اسی طرح کی روشنی معلوم ہو رہی اور چار شاہ کشتیوں پر سوار ہاتھ باندھے اُن پری زادوں کی طرف
دیکھ رہے ہین جمہور دیکھتا تھا کہ جناب کائنات طلسم روشن خیمے سے نکلا اور تمام مکان نورانی ہو گیا اُس
مکان مین بھی آیا اور جمہور سے ملاقات کی جب کہ وہ رات تمام ہوئی اور خورشید سر نمودار ہوا تو روشنی
تو بہت تھی لیکن گرمی کا نام بھی نہ تھا جمہور اور ارقم اور تمیم سیر کرتے پھرتے تھے جب تھک جاتے تھے
کسی درخت کے نیچے بیٹھ رہتے تھے پری زادین کشتیوں پر سے اُترتی تھیں اور فرش بچھا کر جمہور کو بٹھاتی تھین
اور ناچتی تھین اسی طرح جمہور سیر کرتا پھرتا تھا کہ یکایک ایک بجلی چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین پھر جو
شاہزادہ طاؤس تبرزن جمہور جہان سوز نے دیکھا تو آفتاب مہتابی کے کلس پر چمکتا تھا اور چاروں طرف
پری زادین مورچھل ہاتھوں مین لیے ہوئے مکلل بزر سرخ بجواہر نہایت پرتکلف اور بھاری پوشاکین پہنے ہوئے چاروں
دروازوں پر مہتابی کے جھل رہی ہین اور اندر سے مہتابی کے بجلی سی چمک رہی ہی اور عیار پکارنے لگے
کہ بادشاہ تخت عدالت پر بیٹھا ہی جسے چوکنا ہو گئے ادھر سے ملک آتسن کلاہ گھوڑا لیے ہوئے
آیا جمہور نے کہا ای ملک اشرق میرا گھوڑا یہی ہی ملک اشرق نے پیک منظور کو بلا کر تمام احوال جمہور کا
بیان کیا پیک منظور نے اپنے جلیسوں سے کہا اُنہے بادشاہ سے عرض کی کہ وہ شخص جو وارد طلسم ہوا ہی اُسکا گھوڑا
ملک اُنکے پاس ہی حکم ہوا کہ ہم کسی پر ظلم نہین کرتے ہین اصطبل بادشاہی مین اُس سے بہتر گھوڑے ہین وہ لے کر

کیا کرے گا اور اُسکا مطلب تجھے بہت نزدیک ہی وہ یہاں سے نکلے گا ملک دلیسر نے عرض کی کہ یہ گھوڑا میرے شہر مین آیا ہی اگر حکم ہو تو مین سوار ہوں ارشاد ہوا کہ یہ مال پرایا ہی رہنے دو دیگر سوار ہو نا ملک الامین سبز پوش نے عرض کی کہ تمیم عیار میرے شہر مین آیا ہی اور اُسکو ایک بڑی نادر عنایت ہوئی ہی وہ اُسکے ساتھ بہت خوش ہی حکم ہوا کہ بس یہی چاہتے ہین کہ جو یہان آئے خوش رہے لیکن جمہور کو کیا سوجھی کہ یہی معلوم ہو بادشاہ کی صورت کیسی ہی اور عورت ہی یا مرد معا یہ خیال آتے ہی ایک منظور پکارا کہ ای ملک اشرق تم یہاں سے چلے جاؤ کہ بادشاہ اپنی صورت دکھانا چاہتا ہی اور وارد ان طلسم کو چھوڑ لے جاؤ ملک اشرق تو بہ تعجیل وہان سے اُٹھکر دروازہ مین بیٹھا جمہور کیا دیکھتا ہی کہ پردہ اُٹھا اور ایک چمک پیدا ہوئی کہ آنکھین جھپک گئیں بعد جو ہوش آیا تو جمہور نے اپنے تئین خیمہ مین پایا اور ملک اشرق کو پاس بیٹھے دیکھا جمہور نے پوچھا کہ ای ملک اشرق اب یہ سیر کب دکھائی دے گی ملک اشرق نے کہا کہ زندگی ہی تو پھر برسوں روز دیکھنے گے غرض کہ وہان سے کوچ کیا اور دروہ ظلمات طلسم کو طے کرکے شہر قبہ آباد مین پہونچے ملک اشرق نے جمہور کو بادشاہ کیا اور اپنے برابر بٹھایا اور جمہور کا سکہ جاری ہوا ایک دن جمہور نے کہا کہ ای ملک اشرق وہ دن کونسا ہوگا کہ معشوق میرا بھی یہان آئے گا ملک اشرق نے کہا کہ بادشاہ بھی فرما چکا ہی کہ معشوق تمہارا آئے گا مگر یہ دعا کرو کہ اسی شہر مین آئے جمہور نے پوچھا کیا اور کہین جائے گا تو نہ ملے گا اشرق نے جواب دیا کہ بیشک نہ ملے گا جمہور تو یہان یاد معشوق مین تھے

اب دو کلمے داستان کوکب کے بیان کیے جاتے ہین

کہ داماں کوکب روشن تن جو ضعی کی شاہ کے اپنی چالیس خواصوں کو مع جمیلہ بیاکر جنگل مین بیٹھی اور عیار جمہور کا نسیم بن عمرو تلاش مین شاہزادہ جمہور کی نکلا ہوا تھا بیٹے تو بابل مین گیا وہان سُنا کہ جمہور کو لقا نے ضعی کی شاہ پاس بھیجا ہی نسیم ضعی کیہ مین آیا وہاں سُنا کہ جمہور کو ضعی کی شاہ نے طلسم مین پھنسا دیا ہی نسیم طلسم کی طرف جاتا تھا کہ دیکھا صحرا جنگل مین کچھ عورتوں کو دیکھ اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو ملکہ نے کہا کہ تم کون ہو نسیم نے کہا کہ جمہور کا عیار ہون اور طلسم مین جمہور پاس جاتا ہون ملکہ نے یہ سُنکر تمام حقیقت اپنی نسیم سے بیان کی اور کہا کہ مجھے بھی لیے چل غرض کہ ملکہ نے جمیلہ کو ساتھ لیا اور تمام خواصوں کو طرف لشکر امیر کے روانہ کیا اور ہمراہ نسیم کے طلسم کو چلی جسوقت دریاسے اُترکر تختہ گلزار دیکھا جمہور یاد آگیا اور آنکھوں مین آنسو بھر آئے کہ یکایک تین گھوڑے پیدا ہوے اور اپنی پشت پر ملکہ اور جمیلہ اور نسیم کو لے کر راہی ہوے جسوقت کہ مقبرہ پر شرقہ کاقون کے آئے اپنے اپنے سواروں کو اُتار کر گھوڑے چلے گئے ملکہ نے دیکھا کہ مقبرہ نہایت خوشنما بنا ہوا ہی اور تختہ پھولوں کا کھلا ہوا ہی اور جانوران خوش آواز چہک رہے ہین کہ جنگلی تیلین جل بھر پھیروں سے بار رہی ہین ملکہ کا دل یاد جمہور مین خون ہوگیا اور اشک جاری ہوئے اور وہ تختہ گلزار نگاہون مین خار معلوم ہونے لگا ضابطہ جنی مقبرے سے باہر آئی اور پوچھا کہ کیون روتی ہو ملکہ نے حال اپنا سا تھوڑا ایک حجاب سے بیان کیا ضابطہ جنی نے تسلی دی اور اپنے ساتھ لیے ہوے پاس درویش نذر کے آئی اور احوال ملکہ کا بیان کیا درویش نذر نے ملکہ کو اپنی بیٹی کیا اور زہرہ لقا کہ جو شہر مین سلطان تھی اسکے سپرد کیا اور نسیم کو ملک مغرب بادشاہ غربیہ کو دیا ملک مغرب نے نسیم کی بہت عزت درجے کے ساتھ رکھا زہرہ لقا ملکہ کوکب روشن تن کو لے گئی اور بہت خاطر کی اور کہا کہ حضرت بزرگ مین تم کو معشوق سے ملا دینگی غرض کہ بعد چند روز کے حضرت بزرگ کا آیا زہرہ لقا ملکہ کو لے کر موات القلاع مین آئی ملکہ نے دیکھا کہ تمام قلعہ شیشے کا ہی اور ایک باغ بنا ہوا ہی اور ایک تالاب ہی کہ اُسمین کشتیاں بہتی پھرتی ہین اُسی تالاب پر چارون طرف چارون شہر کی سلطان خورشید لقا زہرہ لقا ماہ لقا

سہیلہ بانو آکر بیٹھیں خورشید لقا نے کہا کہ بہن زہرہ لقا یہ تمہارے ساتھ کون ہیں زہرہ لقا نے تمام حقیقت کوکبہ
روشن تن کی بیان کی اور کہا کہ میں نے سنا ہی کہ عاشق انکا تمہارے شہر میں آیا ہی آؤ ہم تم شادی بیاہ رچائیں خورشید لقا
نے کہا کہ برج شرقی میں سے چل کے شادی کرو زہرہ لقا نے کہا یہ مجھ سے نہو گا کہ تم اُسے خانہ زاد کرکے بیاہو جس طرح سے
رسم دنیا ہی اُس طرح کرو کہ تم دولھا بناکر برج غربی میں لاؤ اور دلہن کو بیاہ کر لیجاؤ خورشید لقا نے کہا کہ مجھے رسم دنیا سے
کیا کام ہی میرے برج میں شادی ہو زہرہ لقا نے کہا کہ یہ تو تم بھی خوب جانتی ہو اور میں بھی خوب جانتی ہوں کہ جسکے
برج میں شادی ہوگی اُسکا رتبہ طلسم میں زیادہ ہوگا اب اسکو بادشاہ پر رکھو جیسا حکم ہو ویسا کرو یہ باتیں ہو رہی تھیں
کہ آفتاب کائنات روشن ضمیر سے نکلا اور روشنائی کے کلس پر قائم ہوا اور دربار بزرگ قنبائی سے مل گیا اور لوگ پکارے
کہ بادشاہ جلوہ افروز ہوے ہیں جو جسے کہنا ہو عرض کرے زہرہ لقا نے کہا کہ اے کوکبہ روشن تن تم جبتک یہاں
سیر کرو میں تمہارا حال بادشاہ سے عرض کرتی ہوں غرض کہ خورشید لقا اور زہرہ لقا اور ماہ لقا اور سہیلہ بانو
چاروں دروازوں پر سے چل ہلانے لگیں اور کوکبہ روشن تن پھرتے پھرتے ایک درخت کے نیچے ٹھیری ایک پریزاد
نے آکر کرسی بچھا دی کوکبہ روشن تن اُسپر بیٹھکر چار طرف اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے کسی کا انتظار ہوتا ہی اور جمیلہ
رومال ہلا رہی تھی نسیم تلاش جمہور میں چلا جاتا تھا کہ شمیم کو دیکھا آواز دی کہ اے شمیم تمہاری ملکہ بھی آئی ہیں شمیم
خوش ہوا اور جمہور سے خبر کرنے کو دوڑا جمہور سیر کرتے کرتے ایک درخت کے نیچے ٹھیرا تھا اور حور لقا نامے ایک
پریزاد نے فرش بچھا دیا تھا اور شراب پلا رہی تھی کہ شمیم اور نسیم پہونچے جمہور نسیم کو دیکھکر بہت خوش ہوا
اور حال پوچھا جمہور نے اپنی سرگذشت اور ملکہ کا آنا بیان کیا جمہور نے کہا کہ ملکہ کہاں ہی نسیم نے کہا کہ اندر
حوالی الفلاک کے زہرہ لقا کے پاس ہیں جمہور دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ اندر باغ کے ایک درخت کے نیچے کرسی پر
ملکہ بیٹھی ہوئی ہی اور جمیلہ رومال ہلا رہی ہی جمہور نے ارادہ جانے کا کیا حور لقا نے کہا کہ کیا احمق ہوے ہو بغیر حکم
بادشاہ کے نہ جا سکوگے قضائے کار ملکہ کی نگاہ بھی جمہور پر پڑی تو کیا دیکھا کہ دونوں عیار پاس کھڑے ہوے ہیں
اور آپ بیٹھا ہوا ہی پریزاد حور نژاد شراب پلاتی ہی اور خوش ہلا رہی ہی ملکہ کو رشک ہوا جمہور بیتاب ہوکر بھاگنا چاہا
پریزاد بیساختہ ہنس پڑی اور کہنے لگی کہ آپ کی آواز بھی وہاں تک پہونچے گی کیا آپ نزدیک سمجھے ہیں پھر تو جمہور
اور ملکہ میں اشارے بازیاں ہونے لگیں اور کنایوں میں مطلب دلی کا اظہار ہونے لگا جمہور نے اشارے میں کہا کہ
میں ملک المشرق سے کہتا ہوں ملکہ نے جواب دیا کہ میں بھی زہرہ لقا سے کہتی ہوں غرضکہ دونوں اپنی اپنی جگہ سے
اٹھے جمہور ملک المشرق کے پاس آیا اور تمام کیفیت بیان کی ملک المشرق نے بیک منظور رکھا اور اسے
خورشید لقا سے کہلا بھیجا کہ بادشاہ سے عرض کرو کہ وہ شخص جو در طلسم جو شہر قید آباد میں ہی اُسکا معشوق بھی آباد
میں آیا ہی میں نے چاہا تھا کہ برج شرقی میں شادی ہو لیکن زہرہ لقا نہیں مانتی ہی اور میں وزیرزادی ہوں اگر
میری خاطر نہوگی تو میں اپنی جان دے دونگی زہرہ لقا نے کہا کہ تم وزیرزادی ہو تو میں بھی امیرالامرا کی بیٹی ہوں
اور اس مقدمے میں بادشاہ کسی کی خاطر نہ کرینگے یہ حجت درپیش تھی کہ بادشاہ بزرگ نے دونوں کو طلب فرمایا
خورشید لقا و زہرہ لقا دونوں گئیں اور یہاں رضیہ سلطان نے کہا کہ جمہور اور کوکبہ دونوں کو لاؤ میں بیاہ کر دونگی
ماہ لقا نے کہا کہ میں جمہور کو لاتی ہوں سہیلہ نے کہا کہ میں ملکہ کو لیکر آتی ہوں یہاں جمہور بیٹھا تھا کہ ماہ لقا
کشتی پر سوار آئی اور کہا کہ میاں جمہور چلو تم کو بادشاہ نے طلب کیا ہی ملک المشرق تو ہاتھ باندھکر اٹھ کھڑا ہوا
جمہور کشتی پر سوار ہوا کشتی بیچ دریا میں پہونچ کر چرخ کھا کر ڈوب گئی بعد تھوڑی دیر کے جمہور نے اپنے تئیں باغ

لیکن پہلے اب ماہ لقا اور سہیلہ سے تکرار ہونے لگی ہے کہا کہ تم ملکہ کو دو تو جمہور کو لے چلیں وہ کہنے لگی کہ تم جمہور کو لا دو تو
ملکہ کو لے چلیں بہت باغ میں ٹھہری ادھر ماہ لقا جمہور کو لپٹ جاتی ہے ادھر سہیلہ کوکبہ روشن تن کو اسی طرح دونوں کو
زیر قصر بلند بادشاہ لا کر کھڑا کیا جمہور کوکبہ روشن تن کے گرد پھرنے لگا اور بادشاہ کو دعائیں دینے لگا اس عرصہ
میں درویش ذاکر اور درویش مذکر بھی آ گئے بادشاہ نے کرسیاں بچھوا دیں اور سلام کیا اور تعظیم بجا لایا اور کہا کہ ان
دونوں کا فیصلہ آپ کیجیے درویش مذکر نے کہا کہ زہرہ لقا تو سچ کہتی ہے کہ جمہور آ لے اور بیاہ کر لیجائے درویش
ذاکر نے کہا کہ یہ تو حق ہے مگر زہرہ لقا کو لازم ہے کہ بڑی بہن کی خاطر کرے اور ملکہ کو لے جا کر برج شرقی میں شادی
کرے اور بڑا خوف یہ ہے کہ اگر یہ نہ ہوگا تو خورشید لقا اپنے تئیں ہلاک کر ڈالے گی درویش مذکر نے کہا کہ جو بات
حق ہوگی وہی کہی جائے گی اسے کوئی کیا کرے کہ وہ زبردستی ہی اپنے تئیں ہلاک کرے گی اسپر بہت تکرار بڑھی یہاں تک
کہ نوبت گفتم گفتا کی پہنچی بادشاہ نے کہا کہ واہ آپ نے بھی خوب فیصلہ کیا معاف رکھیے اور تشریف لیجائیے دونوں
اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہتے چلے کہ یہ بھی ایک علامت بربادی طلسم کی ہے کہ ہم دونوں قطب طلسم ہیں سے ایک مذہب
سے منحرف ہو جائے قریب ہے کہ طلسم برباد ہو لیکن بادشاہ کو نہایت تشویش تھی کہ اے رضیہ سلطان تو بادشاہ ہے
اور تجھ سے بھی انصاف نہ ہو سکا یہ باتیں دل سے کر رہی تھی کہ اسی وقت خیال میں آیا کہ روز اول جب تو پہنچی تھی
اور مقبرے میں حکیم اشراق کے گئی تھی اور تجکو بشارت ہوئی تھی کہ اب مقبرہ ہمارا نہ ظاہر ہوگا مگر جب کہ مشکل تجھ پر
پڑے گی اس وقت ظاہر ہوگا تو ہم سے آکر بیان کرنا یہ سوچ کر رضیہ سلطان نے حکم کیا کہ ان دونوں عاشق و معشوق
کو شہ نشین محل میں داخل کر دو اور تم سب یہیں رہو میں آتی ہوں لیکن جس وقت درویش ذاکر و مذکر جانے
لگے تھے اس وقت ایک ایک پیالہ پانی کا بھر کر خورشید لقا و زہرہ لقا کو دیتے گئے تھے اور کہہ گئے تھے کہ جمہور و کوکبہ
روشن تن کو پلا دینا یہ تمہاری اطاعت سے باہر نہ ہونگے انہوں نے اپنی اپنی جگہ وہی کیا جمہور اور کوکبہ روشن تن
پہلے تو آپس میں اختلاط کرتے تھے لیکن جب گفتگو آتی تھی ملکہ کہتی تھی کہ برج غربی میں آؤ تو بیاہ کر لیجاؤ اور جمہور
کہتا تھا کہ برج شرقی میں آؤ تو شادی ہو مگر جب رضیہ سلطان حکیم اشراق کے مقبرے پر پہونچی اور
مقابلہ جنی نے دروازہ کھولا رضیہ سلطان اندر آئی اور قبر پر فاتحہ پڑھ رہی تھی کہ غنودگی آگئی خواب میں حکیم اشراق
کو بہت آزردہ دیکھا جھک کے مجرا عرض کیا حکیم اشراق نے کہا کہ اے فرزند تو فکر نہ کر اور اس مقدمہ کو [illegible]
پر چھوڑ دے اور تو ترک سلطنت کر کے پردۂ قاف میں جا کر بیٹھ رہ جب کہ طلسم کشا آئے گا تو یہی مرات القلاع
پر آنا اور جشن کرنا اور طلسم کشا تیرا شوہر ہوگا تو بادشاہ آخر طلسم ہوگی یہ پھول جو چمن میں لگے ہوئے ہیں انکا گلدستہ
بنا کر لیتی جا جس روز یہ پھول مرجھا جائینگے اس دن طلسم کشا آئے گا رضیہ سلطان کو ہوش آیا مکان کو معطر
پایا اور گلدستہ بنا کر ہاتھ میں لیا اور باہر سوار ہوئی اور مرات القلاع پر آئی خورشید لقا و زہرہ لقا
وغیرہ سے کہا کہ میں اس مقدمہ میں دخل نہ دونگی تم جانو اور تمہارا کام جانے میں پردۂ قاف میں جاتی ہوں
جب تک طلسم کشا نہ آئے گا اس وقت تک نہ آؤنگی یہ سنکر ایک تہلکہ مچ گیا لوگ پکارے کہ جسے بادشاہ کو
دیکھنا ہو دیکھ لے کہ اب بادشاہ بغیر طلسم کشا کے آئے تشریف لائینگی تمام خلائق دیکھنے لگی جسکی نگاہ
ادھر پڑی اور چلتی اور چھپا گلی پر پڑی وہ بیہوش ہو گیا جمہور کی جو آنکھ کھلی تو اپنے تئیں ملک اشرق
کے خیمہ میں پایا اور ملکہ کو نہ دیکھا تڑپنے لگا ملک اشرق جمہور کو لیے ہوئے شہر فتنہ آباد میں آیا لیکن
جمہور کا یہ حال تھا کہ ایک دم قرار و آرام نہ تھا اور کہتا تھا کہ اے ملک اشرق جس طرح بن پڑے میری

معشوق کو ملا دو ورنہ میری زندگی محال ہو رہی ہے یہ کلمات حسرت آمیز زبان پر لاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا شعر حیف در چشم زدن صحبت
یار آخر شد * روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد * ملک اشرق جمہور کا یہ حال دیکھکر درویش ذاکر کے پاس لایا اور
حال بیقراری جمہور کا ظاہر کیا درویش ذاکر نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اور نامہ لکھیے کہ ناموس میرا تم نے چھین رکھا ہے
جس طرح رہیگے لونگا اور تم جانتے ہو کہ شرق کا غرب پر غلبہ رہا ہے جمہور نے کہا کہ غریبہ آباد میں نامہ کون لیجائیگا درویش
ذاکر نے کہا کہ شمیم لیجائیگا غرض کہ نامہ لکھکر شمیم کو دیا اور درویش ذاکر نے کہا کہ اے شمیم رات کو جانا اور جو آسمان پر طلوع
ہوتا ہے اسکے نیچے سیدھا چلا جانا اور اگر ذرا ادھر ادھر بھٹک جاؤگے تو بہت خراب ہوگے اور جس مقام پر صبح ہو جائے وہاں
سے آگے نہ جانا اور پھر جب شام ہو جائے تو رات بھر راستہ چلنا غریبہ آباد میں پہونچ جاؤگے شمیم نامہ لے کر اسی طرح
چلا بیابان کو کہ روشن تن کی جو عملداری تھی اپنے تئیں پہونچا قلعہ میں پایا اور ایک عورت کو پاس بیٹھے دیکھا کہا تو کون ہے اسنے
کہا میں غریبہ خاتون ملک مغرب سیاہ پوش کی زوجہ ہوں اور آپ جہان کی بادشاہت لیجیے ملکہ نے کہا مجھے بادشاہی
سے کیا کام نہیں ہے میرا عاشق مجھے مل جائے غریبہ خاتون نے بہت تسلی دی اور تخت پر بٹھا دیا اس اثنا میں جو پہونچی کہ
شمیم نامہ ملک اشرق کا دیا ہے ملک اغرب نامہ لیے ہوئے درویش مذکر کے پاس آیا انھوں نے مضمون نامہ پڑھکر
جواب دیا کہ ہم کو عذر نہیں تم دولہا بنکر لاؤ بیاہ دینگے اور تمنے یہ جو لکھا ہے کہ شرق کا غرب پر غلبہ رہا کیا ہے تو یہ اس طرح ہے
جیسے نوم اری کا آسمان پر جواب نامے کا لے کر شمیم روانہ ہوا اور بعد طے مراحل و قطع منازل شرقیہ آباد میں آیا
اور نامہ درویش ذاکر کو دیا درویش ذاکر نے مضمون نامہ پڑھکر کہا کہ جمہور اپنا ناموس لڑکر
چھین لاؤ غرض کہ تیاری لشکر کشی کی ہونے لگی مگر جب ایسا اتفاق ہوتا ہے تو دو سرحد دار ایک
طرف ہو جاتے ہیں اور دو ایک طرف ملک اشرق اور امین ایک طرف ہوئے اور ملک اغرب اور ابیر ایک
طرف ہوئے اور دونوں طرف سے سامان جنگ ہوا اور لشکروں نے کوچ کیا اور میدان میں اترے اور طبل جنگ
بجا رات بھر طبل جنگ بجا کیا صبح کو دونوں لشکروں نے صف بندی کی ملک اشرق جمہور کو تخت پر بٹھا کر میدان میں نکلا
ملک اغرب کو کہ روشن تن کو منہ پر نقاب ڈال کر تخت پر بٹھا میدان میں آیا جب کہ صف آرائی ہو چکی اور نقیب
بھا کر چلے گئے بلوط شرقی میدان میں آیا اور نعرہ کیا اس طرف سے بلوط غربی نکلا بعد نیزہ بازی و شمشیر زنی کے نوبت
کشتی کی پہونچی کہ ایک آواز غیب پیدا ہوئی کہ ای ظاہران طلسم دال ہب تمہارا یہ شیوہ ہو گیا کہ آپس میں خون ریزی
کرنے لگے بہتر یہی ہے کہ پھٹ جاؤ اور جو بیابان رات کو رہ جائے گا وہ مارا جائے گا اور دو نیچے پیدا ہوئے اور دونوں
کی کمر زنجیر میں باندہ دی کر اٹھا لے گئے ملک اشرق نے کہا باطن طلسم والوں کا علم نہیں ہے کہ کوئی آئے اور چار و ناچار دونوں
کوچ کر کے اپنے اپنے ملک کی طرف چلے گئے جمہور پھر اسی طرح تڑپنے لگا اور دامن جگر خراش کھینچنے لگا ملک اشرق
پھر درویش ذاکر کے پاس لایا درویش ذاکر تیلی برنجی کو دیکھ رہا تھا کہ منہ مغرب کی طرف ہونے میں تھوڑا فرق باقی
ہے کہ ملک اشرق جمہور کو لیے ہوئے پہونچا درویش ذاکر نے کہا کہ کوئی کپڑا ملکہ کے بدن کا منگواؤ میں ایسا
اسم پڑھ دونگا کہ وہ تمھارے پاس چلی آئے گی جمہور نے شمیم کو بھیجا ادھر ملکہ کا بھی یہی رنگ تھا کہ لوگ درویش
مذکر کے پاس لے گئے تھے درویش مذکر نے بھی کہا کہ کپڑا جمہور کا پہنا ہوا منگا دو تو میں ایسا اسم پڑھ دوں کہ وہ
خود چلا آئے ملکہ نے نسیم کو بھیجا غرض کہ شمیم ملکہ کا کپڑا اور نسیم جمہور کا کپڑا بحکمت عیاری لائے درویش ذاکر
اور مذکر نے کپڑوں پر اسم پڑھکر دم کیے اور کہا کہ اسکو بنے جامے میں شامل کر کے پہنو ملکہ نے کرتی جو بنا کر پہنی تو عشق
جمہور کا اور زیادہ ہوا یہاں تک کہ اب وہ دانہ ترک ہونے لگا نسیم نے کہا کہ دو ایک روز کا مغالطہ دے کر نکل چلیے

ملکہ غریبہ آباد والوں سے چھپ کر طرف شہر قبیہ آباد کے چلی ادھر جمہور نے جو جام پیا اسکو بھی عشق دونا ہوا اور
دیوانگی بڑھنے لگی ایک روز ملک اشرق سے چھپ کر راہ غریبہ آباد کی لی تھی راہ میں ملکہ سے ملاقات ہوئی اور یہ
صلاح ہوئی کہ آپ دو طرف بھاگ چلیے غرض کہ دونوں گھوڑوں پر چڑھکر راہی صحرا ہوئے وہاں ملک اشرق نے
جمہور کو اور ملک اغرب نے ملکہ کو ڈھونڈھا مگر کہیں پتا نہ لگا یہاں جمہور اور ملکہ دونوں بھاگتے جاتے تھے ایک
بیابان پر فضا میں پہونچے ایک درخت طلائی دیکھا اسکے نیچے اتر بیٹھ گئے لیکن آسمان کو جو دیکھا تو ابر چھایا ہوا ہے جمہور
نے شمیم سے کہا کہ اگر کہیں سے شراب ملے تو لا شمیم نے جو دھیان کیا تو مقابل اسی درخت کے ایک اور درخت نقرئی
معلوم ہوا اور اسکے نیچے ایک پیر مرد کو دیکھا کہ تانا تن تانا ہے اور شراب پی رہا ہے جمہور نے کہا کہ اے شمیم اسی سے لا
شمیم مرد پیر پاس گیا اور شراب طلب کی پیر مرد بہت خفا ہوا جب شمیم نے منت کی تو کہا کہ تو بیٹھ پی لے شمیم ایک
جام پیتے ہی ساقی پر عاشق ہو گیا اور وہیں کھڑا ہو رہا جمہور نے بعد تھوڑی دیر کے نسیم کو بھیجا وہ بھی اسی طرح جام پی کر
وہیں کھڑا ہو رہا جمہور آپ آیا مرد پیر نے بہت خاطر کی اور بٹھایا ساقی نے شراب دی جمہور نے شراب پی اور ساقی سے کہا
کہ اب کسی کو شراب نہ دینا ساقی نے دونوں جام جمہور کو دیے اور ایک پیر مرد کو دیا جمہور نے ایک طمانچہ مرد پیر کے
مارا وہ شراب چھین کر لے گیا مرد پیر اٹھا اور اس ابر میں ایک زنجیر لٹکتی تھی اسے پکڑ کر چڑھ گیا اور جادو کر دیے اور
ساقی اور نسیم اور شمیم بھی زنجیر کو پکڑ کر چڑھ گئے پیر نے جمہور سے کہا کہ یہاں تو جلوہ ہے جمہور بھی زنجیر پکڑ کر دیکھتا تھا
کہ تماشا کر رہا تھا اور اوپر زور سے کھینچ لے گیا ملکہ نے جو یہ حال دیکھا اپنی تنہائی پر روتی ہوئی پیچھے اسی ابر کے چلی
جاتی تھی کہ ایک صحرا بے حساب ملا کہ جہاں پانی نہ تھا اور گرمی بہت تھی مشکل سے طے کیا آخر تنہا دریا کے
پہونچی وہاں بیٹھکر رونے لگی کہ ایک کشتی پیدا ہوئی اسمیں ایک پیرزن اور چند عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے ملکہ پر
رحم کھا کر بٹھا لیا جب وہ کشتی بیچ میں آئی چرخ مار کر تھم گئی ملکہ کو جو ہوش آیا اپنے تئیں ایک مکان میں پایا اور
پاس اسی پیرزن کو دیکھا اسنے ملکہ سے حال پوچھا ملکہ نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی پیرزن نے کہا کہ میں تجھے
عالم پاس لیے چلتی ہوں وہاں جمہور کو ایک غنودگی سی آ گئی تھی جب آنکھ کھلی اپنے تئیں ایک شہر میں پایا اور سامنے کوتوالی
چبوترے پر اسی پیر مرد کو بیٹھے دیکھا پیر مرد نے کہا کہ تجھے اب سلوک یہ دینا اب میں کیا کہوں کہ تو مسلمانوں کی
عملداری میں آیا ہے اگر کافروں کی سرحد میں ہوتا تو وہ تجھے مار ڈالتے اور پوچھا کہ تجھے کچھ کام بھی آتا ہے جمہور نے
کہا کہ میں تاج بنانا جانتا ہوں نسیم سے کہا کہ تو کیا جانتا ہے اسنے کہا کہ میں زرگری جانتا ہوں شمیم سے پوچھا اسنے کہا
کہ میں جلاسازی جانتا ہوں جمہور سے پیر مرد نے کہا کہ تم طلسم کشا کے لیے تاج بنایا کرو اسی اثنا میں پیرزن ملکہ کو
لیے ہوئے آئی پیر مرد نے کہا کہ انہیں بھی لے جاؤ یہ بھی بت کو عمر دو بنایا کرینگی لوگ سبھوں کو لے کر زندان خانے
میں آئے جمہور نے دیکھا کہ مکان بہت وسیع ہے اور بیچ میں ایک تالاب ہے اسکے ایک طرف مرد کام کرتے ہیں اور
دوسری طرف عورتیں دن بھر کام کیا کرتی ہیں رات کو ایک ایک خوان کھانے کا آتا ہے سب کھانا کھا کر علیحدہ
مکانوں میں سو رہتے ہیں اور ملکہ سے اور جمہور سے اکثر مردوں میں باتیں ہوا کرتی ہیں یہ تو یہاں اس طرح سے
رہی لیکن چالیس خواصیں ملکہ کو کعبہ رواں تن کی جو لشکر امیر کی طرف چلی تھیں بعد چند روز کے پہونچیں امیر کو
خبر ہوئی کہ چالیس نقاب پوش آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم حال اپنا امیر کے حضور میں عرض کرینگے امیر نے کہا کہ خلوت میں
لاؤ عمرو نے کہا کیوں حمزہ یہ رانوں کو کہاں ملا کرتا ہے یہ کیسا پیغام لاتے ہیں امیر نے کہا تو بھی چل کر سن غرض
امیر اور عمرو خلوت خانے میں آئے دیکھا کہ نقاب میں منھ چھپائے ہوئے ہیں اور سب جوان ہیں اور نفیس بھی

درست ہین امیر نے احوال پوچھا سبھون نے حقیقت جمہور اور کوکبۂ روشن تن کی بیان کی امیر نے انکو تو خواہین مین
مسیر دکیا اور آپ روتے ہوے باہر نکلے بادشاہ نے حال پوچھا امیر نے کہا کہ جمہور طلسم مین گرفتار ہو گیا ہی مین اسکے چھڑانے
کو جاؤنگا بادشاہ نے بزرگ امید وغیرہ کو بلوا کے رمل منگوائے انھون نے علم نکالا اور بہت روئے اور کہا کہ امیر جاتے ہین
اور دو بیٹے اور دو سردار اور عمرو یہ سب ساتھ جائین تو طلسم ٹوٹے گا بادشاہ نے پوچھا کہ آپ روئے کیون انھون نے
کہا کہ امیر اس سفر سے پھر کر آئینگے تو کئی شخصون سے ملاقات نہو گی سب سردار روئے اور کہا کہ ہمین بھی ساتھ لیتے چلیے
امیر نے کہا کہ تم یہین رہو مین جاتا ہون اور عمرو بن حمزہ اور چوگان اور بہرام اور فرامرز اور عمرو کو ساتھ لیکر
کوچ کیا اور قاسم اور بدیع الزمان دو منزل تک ساتھ آئے کہ ہمین بھی لیتے چلیے امیر نے رخصت کر دیا اور سمجھایا
کہ آپس مین فساد نہ کرنا لیکن امیر جسوقت چلنے لگے تھے اپنا جانشین عجیل ناہر وکو کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ میرا چھوٹا
بھائی ہی اسے مثل میرے سمجھنا اور جو یہ کہے اسپر عمل کرنا سبھون نے قبول کیا غرض کہ امیر کوچ بکوچ ضحاکیہ مین
پہونچے یہان ضحاک شاہ کو خبر ہوئی کہ امیر آتے ہین دانشمند وزیر سے کہا کہ اب مین کیا کرون اسنے کہا کہ وہ تو سب
طلسم مین چلے جاتے ہین آپ کا دشمن ہی پیچھے ضحاک شاہ امیر کی پیشوائی کو آیا اور اپنے ہمراہ لایا دو روز تک ہمیشہ
یہان رہے دانشمند نے کچھ حال طلسم کا بیان کیا غرض کہ تیسرے دن امیر کوچ کر کے دریا کے کنارے پہنچے اور اس دریا کو دیکھا
کہ جسمین پیدل چلا جاتا تھا اور سوار نہین جانے پاتا تھا امیر نے ایک سوار کو بھیج کر تماشا دیکھا اور تعجب کیا بعد اسکے
امیر نے خود ارادہ کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون آپ نہ جائیے امیر نے کہا کہ مین جمہور کو چھڑانے
جاتا ہون غرض کہ امیر پانچ آدمیون سے دریا اتر کر تختہ گلزار مین آئے امیر نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو پار کا آدمی کوئی
نہ دکھائی دیا اور ادھر کے لوگ امیر کو دیکھتے تھے اور دریا بہت ظاہر معلوم ہوتا تھا امیر تماشا دیکھ رہے تھے
کہ پانچ گھوڑے پیدا ہوے پانچون آدمی گھوڑون پر سوار ہوے گھوڑے لیکر اڑے ہوے اتنے مین
ایک آندھی آئی اور تاریکی ہو گئی پھر چور دشنی ہوئی امیر نے دیکھا کہ بجاے در و دیوار کے دونون طرف درخت ہین
اور انمین سناٹا چلتے ہین اور سر پر جا کر دیکھا کہ مانند نقیب کے بوتی چلاتا ہی کہ اے ساکنان طلسم خبردار
ہو جاؤ کہ طلسم کشا آپہونچا اور جو کوئی اسکی اطاعت کرے گا وہ آفت سے محفوظ رہے گا اور جو اس سے
پھر جاے گا وہ تباہ و برباد ہو گا غرض کہ گھوڑے امیر کو لیے ہوے ایک مکان مین آئے امیر نے ملاحظہ کیا کہ مستطیل
دو رنگ بنا ہوا ہی اور اپنے گھوڑے کی جگہ پر دیکھا کہ ایک تکیہ لگا ہوا ہی امیر اور سب سردار اترے گھوڑے
اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے اور ہاتف پکارا کہ اے ضابطۂ جنی طلسم کشا آیا ہی امیر نے دیکھا کہ ایک عمارت ہی وہان سے
ضابطۂ جنی اور پانچ چار آدمی نکلے امیر کو اندر مکان کے لے گئے اور دعوت کی اور کشتیان جواہر کی آگے رکھین
امیر نے تو نہ لین مگر عمرو نے انکو داخل زنبیل کیا ضابطۂ جنی نے کہا یہی دلیل طلسم کشائی کی ہی کہ ایک شخص لائیگا
بھی ساتھ ہو اور ہما سر پر ہو اور گھوڑا جو آپ کو لایا ہی اسکو بھی حکما نے لکھا ہی کہ یہ طلسم کشا کو لائے گا بیشک
آپ ہی طلسم کشا ہین امیر نے پوچھا کہ تم کو یہان کیا خدمت ہی ضابطہ نے کہا کہ مین کلید بردار حکیم اشراق
روشن ضمیر کے مقبرے کا ہون امیر باتین کرتے تھے کہ آواز نقارے کی آئی امیر نے کہا اے ضابطہ یہ نقارہ کیسا
بجا ضابطہ نے کہا آپ خوب وقت مین آئے ہین کہ کل عرس حکیم اشراق کا ہی امیر رات بھر رہے اور صبح کو چلے
دور سے چمک معلوم ہوئی پوچھا کہ یہ چمک کیسی ہی ضابطہ نے کہا کہ یہ اقبال آپ کا ہی کہ یہان سے کئی منزل پر یہ
مکان ہی آپ کو نزدیک معلوم ہوتا ہی عمرو نے پیچھے پھر کے دیکھا تو جس مکان سے نکلے تھے وہ نہین معلوم ہوتا

ضابطہ سے پوچھا اُسنے کہا کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی غرض کہ امیر اُس مکان پاس پہونچے تھا پکارا کہ طلسم کشا آتا ہی ایک شخص
گندم رنگ نورانی شکل باہر آیا امیر نے کہا ای ضابطہ یہ کون ہی ضابطہ نے کہا حکیم اشراق نے پوتے حکیم قسطاس
روشن ضمیر ہین ہی اُنکے نائب ہین امیر اُنکے ساتھ اندر آئے دیکھا کہ ایک باغ بہت پُر تکلف ہی اور اُسکے چار دروازے
ہین چار رنگ کے اور مکان بہت بنے ہوے ہین اور بیچ مین ایک قصر پُر تکلف ہی اور اُسکے آگے ایک چبوترہ بلور کا ہی اسپر
ایک منبر الماس زینے کا رکھا ہی اور گرد کرسیان رکھی ہین امیر نے ضابطہ سے پوچھا یہ منبر کیسا ہی ضابطہ نے کہا حکیم
قسطاس اسپر وعظ بیان کرتے ہین اور جو اس سال کا احوال ہوتا ہی ظاہر کرتے ہین اور لوگ طلسم ظاہر و باطن کے ساتھ
اور غیر سا درسب سنتے ہین اور کسی کو کسی سے دشمنی بیان نہین ہوتی ہی غرض کہ امیر ایک برج مین بیٹھے تماشا دیکھتے تھے
کہ چار طرف سے چار بادشاہ پیدا ہوے ملک مشرق بارہ ہزار سوار سرخ پوش سے آیا ملک یمین بارہ ہزار سوار
سبز پوش سے آیا ملک مغرب بارہ ہزار سوار سیاہ پوش سے آیا ملک الیسیر بارہ ہزار سوار زرد پوش سے آیا اور سُنا
کہ طلسم کشا آیا ہی چاروں نے سلام کیا تھا یکا سا کہ چاروں بادشاہ نگاہ روبرو طلسم کشا سلامت غرض کہ چارون
بادشاہون نے امیر سے احوال جمہور اور ملکہ دردونون عیاروں کا بیان کیا اور ارقم نے اپنا حال کہا امیر نے ارقم کو
اپنے پاس رکھا ملک مغرب نے کہا کہ خواہش ملکہ کی جمیلہ اب تک میرے پاس ہی فرمایا رہنے دو چارون بادشاہ
اپنے اپنے مقام پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے ، سہین برج مشرق کی طرف سے ابر سُرخ آیا اور ہوا سے سرد چلنے لگی
ابر چبوترے سے مل گیا امیر نے دیکھا کہ برج جائین سی ہی ابر تو جاکر برج پر قائم ہو رہا خورشید لقا چار سو پریزادون
سے آئی اور پوچھا کہ یہ کون ہی ضابطہ نے کہا کہ یہ طلسم کشا ہی خورشید لقا برج آتش فراج ہی مگر امیر کا یہ رعب
چھایا کہ جھک کر سلام بجا لائی تھا پکارا خورشید لقا نگاہ روبرو طلسم کشا سلامت مگر خورشید لقا نے عمرو
بن حمزہ کو جو دیکھا عاشق ہوئی اور آکر انہین کے پاس بیٹھ گئی اور باتین کرنا چاہا لیکن عمرو بن حمزہ باپ کے
لحاظ سے بات نہ کرتے خورشید لقا نے امیر سے کہا کہ اگر آپ فرمائین تو مین انہین سیر کرا لاؤن امیر نے کہا کیا مضائقہ
ہی خورشید لقا عمرو بن حمزہ کو علیحدہ جگہ پر لائی اور شغل شراب شروع ہوا اسی اثنا مین ایک اور ابر سبز پیدا
ہوا اُسمین سے ماہ لقا نکلی اُسنے بھی سُنا کہ طلسم کشا آیا ہی ماہ لقا آئی اور سلام بجا لائی تھا پکارا کہ نگاہ
روبرو طلسم کشا سلامت ماہ لقا چوگان بن حمزہ پر عاشق ہوئی اور چوگان ماہ لقا پر عاشق ہوا غرض کہ
ماہ لقا آکر پاس بیٹھی اور پوچھا کہ میان تم طلسم کشا کے کون ہو چوگان نے کہا مین بیٹا ہون اور ابھی میرے
بھائی کو خورشید لقا لے گئی ہی آخر یہ دونون بھی اُسی طرح چلے گئے اور مصروف شراب خوری ہوے کہ ایک
اور ابر زرد پیدا اُسمین سے سہیلہ لقا آئی اور سُنا کہ طلسم کشا آیا ہی یہ بھی آئی اور سلام کیا تھا نے آواز دی نگاہ روبرو
طلسم کشا سلامت سہیلہ فرامرز پر عاشق ہوئی اور پوچھا کہ میان تم طلسم کشا کے کون ہو فرامرز
خفا ہوا اور کہا کہ تجھے کیا مین کوئی ہون غرض یہ جو بات کہتی تھی وہ ترش ہو کر جواب دیتا تھا سہیلہ گلابی
شراب کی جھک کر اُٹھانے لگی کہ ہاتھ سہیلہ کا سینہ مین فرامرز کے لگا فرامرز نے ایک دھکا دیا کہ سہیلہ دور
جا پڑی اور کہا کہ بزرگون کے سامنے اس طرح کی بے ادبی کرتی ہی سہیلہ نے کہا کہ مین تو شراب اُٹھاتی تھی یہ کہکر
رونے لگی امیر کو سہیلہ پر رحم آیا اور عمرو کی طرف دیکھکر کہا کہ محبت کیا بُری چیز ہوتی ہی کہ سہیلہ تو پیار کرتی ہی
اور فرامرز کو کچھ خیال نہین فرامرز پیشاب کو چلا سہیلہ اُٹھکر ساتھ ہوئی اور فرامرز سے لپٹنے لگی فرامرز نے
ایک طمانچہ مارا کہ سہیلہ گر پڑی اور ہونٹ پھٹ گیا غرض کہ فرامرز وہان آکر بیٹھا جہان کہ خورشید لقا

اور ماہ لقا اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بیٹھے تھے کہ سہیلہ جھانکنے لگی خورشید لقا کو جھجکایا اور کہا کہ میاں تم کیوں ایسا اتنا خفا
ہوتے ہو فرامرز چپ ہو رہا خورشید لقا نے سہیلہ کو بلا کر پاس بٹھایا اور دور شراب کا چلنے لگا فرامرز کو بھی جب نشہ ہوا سہیلہ
سے ہنسنے لگا اور باتیں کرنے لگا پھر تو یہ بھی اختلاط میں مشغول ہوا کہ چوتھا پہر سیاہ رات کا تھا انہیں سے زہرہ لقا آئی اور شب کہ
طلسم کشا آیا ہے زہرہ لقا آئی اور امیر کو سلام کیا اور بیٹھ گئی امیر نے تمام سرگذشت ملکہ کی بیان کی اور کہا کہ جو کچھ کیا
درویش فرازنے کیا اسی کے صدقے سے وہ نجات ہو گئے ہیں امیر نے بہت افسوس کیا مگر بہرام زہرہ لقا پر عاشق ہوا
اور پوچھا کہ ملکہ پاس آپ بیٹھیں زہرہ نے رکھائی سے جواب دیا کہ میں تجھ سے بات نہیں کرتی بہرام مایوس ہوا بعد تھوڑی دیر
کے گلابی شراب کی بہرام نے زہرہ کو دی زہرہ لقا خفا ہو کر چلی گئی اور بہرام بھی پیچھے پیچھے چلا زہرہ لقا خورشید لقا
پاس آکر بیٹھی بہرام چھپ کر دیکھنے لگا زہرہ لقا نے کہا دیکھو صاحبو یہ بلا یہاں بھی آئی اور زنخ بہرام پر مارا کہ گویا زیر لب
بہرام نے وہ زنخ چھاتی سے لگایا خورشید لقا نے کہا کہ اے زہرہ لقا وہ تجھے پیار کرتا ہے تجھے اس پر رحم نہیں آتا زہرہ لقا نے
کہا کہ ہو مجھے یہ باتیں نہیں اچھی لگتیں اور اپنی کرسی اٹھا کر دوسری طرف جا بیٹھی بہرام وہاں بھی جا کر لگا دیکھنے آخر کو
زہرہ لقا کو غصہ چڑھ گئی بہرام وہاں بھی آیا اور پیروں پر گر پڑا اور کہا کہ مجھے تو ذبح کر ڈال زہرہ لقا نے کہا کہ میری بلا ذبح کرے
میں کیوں ذبح کروں بہرام نے خنجر نکال کے حلق پر رکھ لیا اسوقت زہرہ لقا کو رحم آئی اور ہاتھ بہرام کا پکڑ لیا اور سمجھی کہ
یہ سچا عاشق ہے پھر یہ دونوں بھی جہاں اور سب بیٹھے تھے وہیں آکر بیٹھے اور مشغول اختلاط ہوئے کہ اسمیں نقارہ صبح اور دھوم
ہوئی کہ حکیم قسطاس روشن ضمیر آئے ہیں اسوقت امیر پاس دونوں بیٹے اور دونوں سردار بیٹھے اور عمرو دوڑا اور مال
بلانے لگا امیر نے دیکھا کہ ایک شخص باریش سفید تخت پر سوار اور گرد اس کے مقدس شمع سا تو اور ایک کتاب آگے رکھی ہوئی
اس طرح سے آتے ہیں وہ پکارا کہ اے نائب حکیم اشراق طلسم کشا آیا ہے تمہیں لازم ہے کہ مہمانداری کرو حکیم قسطاس
امیر پاس آئے اور سلام علیک ہوئی اور کہا کہ اے حکیم اشراق کی گشتے ہیں کہ آج تک دن نہیں ہوا وہ آپ کا انتظار تھا
کہ طلسم کشا آئے گا تو دفن کرے گا اور نائب آپ ہیں امیر نے پوچھا کہ تم نے وارث حکیم کی کبھی دیکھی ہے انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم
اور ضابطہ سے کہا وہ تخت جو طلسم کشا کے واسطے رکھا ہے لاؤ آج تک کوئی اس پر نہیں بیٹھا اور جو کوئی بیٹھا ہے وہ گر پڑا ہے
اور جو زمانے گیا اسے دکھائی نہیں دیا غرض کہ ضابطہ گیا اور تخت کو وہ لایا دیکھا کہ تخت الماس کا جڑاؤ نہایت
پر تکلف ہے اور چاروں کونوں کی طرف چار کرسیاں بھی ہیں جن میں ایک کرسی یاقوت نگار ہے امیر تخت پر جلوہ فرما
ہوئے اور عمرو بن حمزہ اور چوگان اور فرامرز اور بہرام آکر بیٹھے عمرو یاقوت نگار کرسی پر بیٹھنا چاہا کہ امیر بھی
وہاں جھینپنے لگا اور تخت کو جنبش بھی نہ ہوئی اور لوگ پکارے کہ بیشک یہ طلسم کشا ہے اسی عرصہ میں ایک ابر
آسمان پر چھا گیا اور بجلی چمکی جس میں سے پرکالے آتش کے اڑنے لگے اور عمرو ڈرا حکیم قسطاس نے
کہا کہ یا حضرت طلسم کے توڑ میں آپ خوف نہ کیجیے اور نقابدار دو طرف سے آئے اور دو کرسیاں عنبر کے دونے
بائیں بچھیں اسپر بیٹھے حکیم قسطاس نے زہرہ لقا وغیرہ سے کہا کہ تم بادشاہ کو دو دو چاروں مرات الفلاح کی
طرف روانہ ہو میں یہاں رضیہ سلطان پردۂ چہارم میں مالک اکلیل سرخیو تش جنتی کر رکھا ہے وہاں بھی تیغ کی کمر
گلدستہ پھولوں کا مرجھا گیا یہ تعجیل سوار ہو کر مرات الفلاح کی جانب روانہ ہوئی کہ خورشید لقا وغیرہ بہت خوش
اور خبر دی کہ طلسم کشا آیا ہے اور سب جمع ہیں آپ چلیے تو حکیم قسطاس وغیرہ کہ ہیں رضیہ سلطان نے
کہ طلسم کشا کون ہے اور سب تو چپ ہو رہیں مگر خورشید لقا نے کہا کہ آدمی ہے یہ سنتے ہی رضیہ سلطان
خفا ہوئی اور ہزاروں گالیاں حکیم اشراق کو دیں اور کہا کہ میں نہ آؤں گی یہ چاروں پھر گئیں اور حکیم اشراق سے

کہا کہ وہ نہیں آتی ہیں بعد اُسکے درویش ذاکر اور مذکر گئے مگر رضیہ سلطان نہ آئی حکیم قسطاس سے نقابدار
شنجرفی پوش سے کہا کہ آپ جائیے تو وہ آئینگی نقابدار شنجرفی پوش جب جانے لگا اُسوقت درویش ذاکر اور مذکر نے
ایک اسم ایسا پڑھ دیا کہ رضیہ سلطان اُنکی صورت دیکھتے ہی چلی آئی رضیہ سلطان نے سُنا کہ باغ طلسم کے نقابدار
آتے ہیں بہت خفا ہوئی درمیان آزر کیا کرینگے جبکہ وہ سامنے گئے تو بہت خاطر کی اور کرسی پر بٹھایا نقابدار شنجرفی پوش
نے کہا کہ آپ بادشاہ طلسم ہیں اور یہ جواہر ہیں اور مرات الفلاح کی کیفیت ہے اور آفتاب اور مہتاب جو نکلتا ہے یہ
باغ طلسم والوں کا سحر ہے اور پھر اگر آپ چاہینگی کہ ابر پر سوار ہو کر کہیں سیر کرنے کو جائیں تو ہرگز نہ جا سکینگی اور آپ کے
محل میں فرق پڑ چکا ہے اور ساحر آپ کے آدمیوں کو ذلیل کرتے ہیں آپ کو لازم ہے کہ رعیت پروری کیجیے اور آج احکام
آخری ہے سب ہی سُن لیجیے رضیہ سلطان نے کہا اس شخص سے جلتی ہوں کہ وہ آدم زاد صحبت میں سے نکال دیا جائے
نقابدار نے کہا یہ کیا مجال ہے کہ طلسم کشا کو نکال دے مگر ہاں پری زادیں آپ کو گھیرے رہینگی کہ طلسم کشا آپ کو دیکھنے
نہ پائے گا رضیہ سلطان چلنے پر راضی ہوئی اور اپنے ابر پر سوار ہو کر جشن گاہ میں آئی اور ابر زمین سے مل گیا رضیہ
سلطان اُتری حکیم جی اور دونوں نقابدار اور امیر تو تعظیم کو نہ اُٹھے باقی سب تعظیم بجا لائے رضیہ سلطان آکر اپنے
مقام میں داخل ہوئی اور سب پری زادیں گھیر کر کھڑی ہوئیں امیر جب سے کہ طلسم میں آئے ہیں نگاہ میں طلسم والوں
کی ایسے بڑھکر کوئی خوبصورت نہیں معلوم ہوتا جبکہ رضیہ سلطان کی نگاہ امیر پر پڑی اور امیر نے اُسکو دیکھا عاشق
ہوئے اور وہ امیر عاشق ہوئی اور دونوں کو قریب تھا کہ غش آجائے مگر سنبھلے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خدا خیر کرے
عمرو نے کہا حمزہ وہ آدمی سے نفرت رکھتی ہے اسپر عاشق ہونا دو تیرے ہاتھ نہ لگے گی رضیہ سلطان بیچ کے در میں
اپنے تخت پر بیٹھی ماہ نقاد وغیرہ مورچھل جھلنے لگیں اور پریزادیں آکر گرد کھڑی ہوگئیں کہ صورت امیر کی نہ دکھلائی
دے رضیہ سلطان اپنے گھبرا کر کہا کہ صاحبہ مجھے گرمی لگتی ہے سرک جاؤ پری زادیں ہٹ گئیں رضیہ سلطان نے
امیر کو دیکھا امیر نے اُسکو دیکھا دونوں مسکرا دیے اور اشارے میں باتیں ہونے لگیں اتنے میں غل ہوا مستظلم اور
تیرہ بخت آذر زرتشتی فشانی پر سوار بہت سے جادوگر ساتھ لیے ہوئے آکر اسیروں پر بیٹھے عمرو تو دیکھتے ہی ڈر گیا اب
حکیم قسطاس کا خبر پڑھ آئے درویش ذاکر اور مذکر دونے بیٹھے ہوئے حکیم قسطاس نے احکام پڑھنا شروع کیا کہ
ایہا الناس یہ شخص [illegible] طلسم کشا ہے اور جو اسکی اطاعت کرے گا وہ بچے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ مارا جائے گا اور
[illegible] طلسم میں جاری ہوگا مستظلم اور تیرہ بخت نے کہا کہ آپ نے ہمارے قتل کرنے کو اس شخص کو بلایا ہے خیر ہم
سمجھ لینگے اسکے لڑنیکو طلسم میں ہمکو معلوم ہوگا اور ہمارا ایمان تو آج کا ناحق تھا یہ کہتے ہوئے اور بہت دھمکی
دکھاتے ہوئے چلے گئے جس سے تمام سلطان گھبرائے اور کانپنے لگے حکیم قسطاس نے کہا کہ اب کی سال
طلسم برباد ہوگا یہ لشکر جسکے پیچھے آتے ہیں اور درویش ذاکر اور مذکر سے کہا کہ آپ رضیہ سلطان سے کہیے کہ کتاب
میں یہ احکام لکھا ہے کہ آج بادشاہ اپنا محل طلسم کشا کے ساتھ کریں اسی کی خوشی پر وہ طلسم کشائی کرے گا
عمل آپکا تمام طلسم میں ہوگا اور آپ کا مہری طلسم کشائی ہے درویش ذاکر اور مذکر نے اسی طرح بادشاہ سے
بیان کیا پہلے تو بہت خفا ہوئی بعد سکوت کے کہا کہ خوشی آپ سب صاحبوں کی مجھے منظور ہے رضیہ سلطان
کی ماں دہیں ہے اُس نے کہا کہ ہم رسمیں اپنے ملک کی کرینگے درویش ذاکر اور مذکر نے امیر سے بیان کیا امیر راضی
ہوئے مگر عمرو نے کہا ہم بھی رسم اپنے ملک کی کرینگے غرض رضیہ سلطان جھنجھلائی کہ یہ موا کون دخل دینے والا ہے
رضیہ سلطان نے کہا بوا وہ زنی رسم کریں تم اپنی رسم کرو اس سے کیا مطلب غرض کہ امیر کو اور رضیہ کو

یکجا کیا ذکیہ نے امیر کو دُلہن بنایا اور رضیہ کو دولہا بنایا اور سب رسمیں بردہ قاف کی کیں بعد اسکے عمرو نے امیر
کو دولہا بنایا اور رضیہ کو دُلہن بنایا اور درویش ذاکر اور مذکر نے نکاح پڑھا عمرو نے دونوں کو آرسی مصحف
دکھایا اور صحبت عیش ہوئی لیکن عمرو نے جبسے ذکیہ کو دیکھا تھا خود رفتہ ہو رہا تھا مگر ذکیہ کا خیال عمرو کی طرف
نہ تھا رات بھر عجب صحبت رہی کہ عمرو بن حمزہ اور خورشید لقا ایک طرف اور چوگان بن حمزہ اور ماہ لقا ایک طرف
اور فرامرز اور سہیلہ ایک طرف اور بہرام اور زہرہ لقا ایک طرف اپنے اپنے معشوق کو لیے ہوے بیٹھے تھے اور صحبت
گانے بجانے کی رہی صبح کو ایک دوسرے سے رخصت ہوا امیر نے رضیہ سلطان سے پوچھا کہ پھر بھی ملاقات ہوگی اسنے
کہا کہ مراۃ الفلاح پر جشن بزرگ میں آؤگے تو ملاقات ہوگی غرض کہ اُدھر رضیہ سلطان اور خورشید لقا وغیرہ
روتی ہوئی رخصت ہوئیں ادھر امیر اور عمرو بن حمزہ کے چہرے پر ایک مایوسی ظاہر ہوئی اور یہ تمام خلقت چلی گئی
فقط حکیم قسطاس پاس امیر کے رہ گئے غرض کہ عروس گاہ سے باہر نکلے کہ ایک آواز مہیب آئی کہ بجا حکیم صاحب آپ
نے ہمارے قتل کیلیے اس شخص کو بُلایا تو ہی مگر خیر ہم بھی سمجھ لینگے حکیم قسطاس کانپ گئے اور امیر سے کہا کہ میں نے
آپکا دامن دولت پکڑا ہی آپ میرے مکان پر چلیے امیر انکے ساتھ چلے اتنے میں ایک جنگل ملا اور آندھی آئی کہ تمام
زمانہ تاریک ہو گیا بعد اسکے روشنی ہوئی امیر نے دیکھا کہ وہ جنگل ہی نہ مکان عروس گاہ ہی ایک اور مقبرہ دکھائی
دیا امیر نے حکیم قسطاس سے پوچھا اسنے کہا کہ یہ آپکے قدم کی برکت ہی کہ آج مقبرہ حکیم اشراق کا دکھائی دیا اتنے
میں ضابطہ آیا اور امیر کو اندر لے گیا امیر نے قبر پر حکیم اشراق کی فاتحہ پڑھا اور بیٹھے تھے کہ غنودگی آئی خواب میں
حکیم اشراق کو صحبت آرا دیکھا امیر نے سلام کیا حکیم اشراق نے کہا کہ تو بیشک طلسم کشا ہی اور لشت میری ابھی
تک زمین سے نہیں لگی ہی کہ تو آئے گا تو دفن کریگا اب ایک کام کر کہ مقبرے کے پیچھے سمت غربی کو ایک درخت
بہت بلند ہی اسپر چڑھکر دیکھنا ایک دروازہ زمین میں معلوم ہوگا درخت سے اُترکر اُسی جگہ کھودنا دروازہ بند
ہوگا تہ خانے کے اندر جانا ہمارا صندوق صندل کا شکستہ ہی اور لوح طلسمی بھی شکستہ ہی جب تم سات مرتبہ درود
پڑھوگے تو لوح نیچے آجائے گی نہیں لازم ہی کہ جس وقت لوح نیچے آجائے فوراً اُٹھا لینا ورنہ میں ہو ساحر فکر میں لگے
ہوے ہیں لوح لیجائینگے جو لوح تمہارے ہاتھ نہ آئے گی غرض کہ آنکھ امیر کی کھلی بیان کرنے لگا امیر باہر نکلے اور سبھوں
سے احوال بیان کیا لوگوں نے حکیم قسطاس سے پوچھا کہ آپ دروازہ تہ خانہ کا جانتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے
کبھی سُنا بھی نہیں غرض کہ امیر اُسی مقام پر آئے دیکھا کہ درخت بہت بلند ہی اور میوہ انمیں مثل کدو کے لگا ہوا ہی
اور کھانے میں میٹھا ہی امیر اُسپر چڑھے دیکھا کہ وہ جو مقبرے کے گرد چبوترا ہی اسکے ایک کونے میں دروازہ ہی
امیر نیچے اُترے اور اُسی مقام پر کھُدوایا دروازہ پیدا ہوا لیکن قفل بند تھا امیر نے ضابطہ سے کہا کہ اسکی
کنجی بھی تمہارے پاس ہی اسنے کہا کہ نہیں ہی یکایک وہ دروازہ آپسے آپ کھل گیا قاعدہ ہی کہ مکان بند
جب کھلتا ہی تو ہوا گرم نکلتی ہی لیکن امیر نے جو خیال کیا نہایت سرد ہوا آئی غرض کہ امیر اور سب کو باہر چھوڑکر
اور اپنے سرداروں کو ساتھ لے کر اندر چلے پہلے بہت تاریکی ملی عمرو نے فتیلہ عیاری روشن کر لیا بعد اسکے دروازہ
ملا اسکے اندر جا کے دیکھا کہ درخت میوہ دار اور گملے رنگا رنگ لگے ہوے ہیں اور خوشبو عود اور عنبر کی
آتی ہی امیر حیران تھے کہ زمین کے نیچے یہ تیاری کرنے والا کون ہی حکیم اشراق کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھے ہیں اور
ایک کاغذ لکھا ہوا ہاتھ میں ہی امیر نے اُس کاغذ کو پڑھا تو یہ لکھا تھا کہ یاروتیم ایسا زبردست شخص تھا
کہ بھوت اور پریت اور جن اور پری اور دیو یہ سب میرے تابع تھے تخت ہوا پر سوار سلیمان وقت بنا یہ تا قد

اور تماشاے طلسم میں تھے سنا مگر قضا نے مجھے بھی نہ چھوڑا امیر اور سردار امیر کے بہت روئے کہ دنیا کچھ نہیں ہے امیر نے
دیکھا کہ صندوق اور لوح لٹکتے ہیں امیر نے ہاتھ دوڑایا کہ لوح کو لے لیں لوح اور اونچی ہو گئی اسوقت امیر کو یاد آیا
کہ حکیم نے کہہ دیا تھا کہ درود پڑھنا امیر نے سات مرتبہ درود پڑھا صندوق اور لوح دونوں نیچے ہوئے ادھر تو امیر نے
لوح پر ہاتھ ڈالا اور ادھر سے ایک سیاہ ہاتھ اور لوح پر پڑا امیر نے تمتما کے زور سے چھین لی اور ایک آواز آئی کہ
اس حکیم کا منہ سیاہ کہ جیسے یہ مرا تھا ہم نے کارخانہ اسکے جاری رکھے تھے اور وہ خدمت کیا کرتے تھے مغلظم اور
تیرہ بخت کی طرف سے معین تھے کہ لوح کوئی نہ لیے اسوقت میں ذرا غافل ہو گیا تھا کہ لوح تیرے ہاتھ لگ گئی مگر
اب میرے ہاتھ سے کہاں بچکر جا سکتا ہے امیر نے دیکھا کہ ایک دیو خونخوار کہ جسکا سیاہ ہے سامنے آیا اور وار
شمشاد امیر پر مارا امیر نے خالی دیکر جب وہ جھونکے میں آیا امیر نے وہ ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے ایک شور پیدا
ہوا کہ کشتی مرا نام میرا اشقار ما دیو امیر نے لاش اسکی جلوا دی اور حکیم اشراق کی لاش کو صندوق میں نکال
چاروں سردار کاندھوں پر اٹھا کر باہر نکلے ضابطہ نے چہار جانب خبر پہونچائی تمام طلعت غربی شرقی جنوبی شمالی قبر سے
پر حکیم اشراق کے آئی وہان رضیہ مراد القلاع پر بیٹھی تھی اور افسوس کر رہی تھی کہ اب امیر کا سے کو
ملاقات ہوگی کہ وہیں ضابطہ جنی پہونچا اور خبر امیر کے لاش نکالے حکیم اشراق کی بیان کی رضیہ نے پوچھا کہ لاش
کیونکر ملی مغلظم نے تمام حقیقت بیان کی غرض کہ رضیہ سلطان اپر سوار ہو کر مقبرہ پر آئی لیکن وہان سوا غم کے
صحبت کسی کو کسی سے نہ تھی غرض کہ امیر نے حکیم اشراق کو جلا کر اور بعض بنا کر مقبرہ میں دفن کیا اور کئی لوگ جو حکیم
اشراق کے ساتھ کے تھے انہیں بھی اسی تہ خانے میں دفن کیا اور باہر نکلے تھوڑی دنوں میں اپنی معشوقہ جمیلی معلوم
ہونے لگیں امیر حاضری رضیہ کے واسطے گئے یہاں رضیہ کے ساتھ والوں نے سیاہ لباس پہنا اور غم میں حکیم
اشراق کے بیٹھی امیر نے اسے سمجھایا کہ اب صبر کرو اور کھانا کھاؤ غرض کہ رضیہ نے امیر کے کہنے سے کھانا کھایا سوم تک
تو وہی غم رہا رضیہ نے سوم کے دن بہت سا کھانا پکوا کر تقسیم کیا بعد اسکے امیر نے پوشاک نو اپنے ہر ایک کے واسطے
بھیجی اور رضیہ کا تبدیل لباس کیا اور شب کو صحبت گانے بجانے کی ہوئی اور ہر ایک اپنے اپنے معشوق سے ہمکلام
رہا تھا امیر رضیہ سے باتیں کرتے تھے لیکن عمرو واسطے ذکیہ کے بےچین تھا اور وہ صحبت سے باہر بیٹھی تھی
عمرو کو اسوقت یہ تدبیر سوجھی کہ گیت گائے شاید گانا سنکر وہ بھی آئے عمرو نے کہا جو تم میں کوئی اچھا
بھی گاتا ہے خورشید لقا نے کہا کہ ذکیہ سلطان خوب گاتی ہیں مگر وہ کسی کے اختیار میں نہیں ہیں
امیر نے کہا اے خواجہ آج تم ہی بس عمرو نے ہفت بوندی کی جوڑی نکال کر بجانا اور گانا شروع کیا اور سب
کو محظوظ کیا اور ذکیہ بھی چھپی ہوئی سن رہی تھی اور تعریف کرتی تھی غرض کہ دو پہر رات گئے تک
صحبت رہی بعد اسکے سب اپنے اپنے مقام پر سونے کو گئے اور جب سب غافل ہو گئے عمرو بن حمزہ
آنکھ خورشید لقا پاس گیا اور مشغول اختلاط ہوا اور چوگان بن حمزہ ماہ لقا پاس گیا اور
سہیلہ فرامرز کو لے گئی اور بہرام زرنا ہوا زہرہ لقا پاس گیا جب یہ چاروں جا چکے اور امیر رضیہ
پاس آئے دیکھا کہ جاگتی ہے انکے خیال میں آیا کہ جب سو رہے تو چلیے اور رضیہ یہاں کہہ رہی تھی کہ وہ
کاہے کو آنے لگا آؤ چل کر دیکھوں تو کہ [illegible] جاگتے ہیں کہ امیر دکھائی دیے تو جیسے انکو چلی تھی ویسے
ہی لیٹ گئی امیر بھی برابر اسکے لیٹ گئے اسوقت رضیہ خفا ہونے لگی کہ تم یہاں کیوں آئے امیر نے کہا آج کی رات
ہم تم یکجا ہیں کل خدا جانے کس مصیبت میں ہم گرفتار ہونگے پھر اس میں شراب خوری ہونے لگی

اور عمرو نے مقام سے جو اٹھا تو جہاں زکیہ سوتی تھی وہاں جا کر اُسکے پاس لیٹ گیا اور زکیہ جو تڑپی تو دو دو ہاتھ عمرو کے مارے
روتی ہوئی رضیہ پاس آئی یہاں امیر و عیاران و سردار افسوس کرتے ہوتے آخر مجھ بیلا کہا کہ عمرو نے زکیہ کو سب یہ بیٹھے تھے میں
بھی حس کیا اور عمرو وار سوتا ہی کہ رضیہ اور زکیہ عمرو کو گالیاں دیتی ہوئی آئیں اور وہ سب کہتا تھا وہ بیا رستا تا ہی امیر نے
کہا کہ وہ تو سوتا ہی اور اتنے میں عمرو بولا کہ میں نے کیا ستایا ہی یہ گفتگو ہوتی تھی کہ ایک آواز بیسب آئی کہ ظاہر اب طلسم دو بوب
برج طلسم اشراق کا ہو چکا یہاں سے جاؤ اور جو کوئی یہاں رہیگا مارا جائیگا اور اُدھر تو رضیہ و خورشید نقارو لی ہوئی چلی
گئیں اور ادھر امیر اور سردار امیر کے روتے رہ گئے جبکہ یہ سب چلے امیر نے لوح دیکھی اُسمیں لکھا تھا کہ اگر شرقی طرف جاؤ گے
تو مقام مقصود پر پہونچو گے اور جو کچھ بات دیکھو گے لوح کو چھاتی پر لگانا حال معلوم ہو جائیگا اور جو اسم لوح پر لکھا ہی اُسے
پڑھتے رہنا کوئی آفت تم پر نہ آئیگی امیر نے عمرو اور عیاروں سرداروں کو طلسم اشراق کے مقبرے پر چھوڑا اور آپ جانب
شرقی کے چلے ایک دو کوس آگے ہونگے کہ ایک گنبد دکھائی دیا اور ایک شخص اُسپر بیٹھا ہی اور صورت اُسکی یہ ہی کہ دھڑ آدمی کا
اور سر طاؤس کا ہی اور دمبدم انڈا دیتا ہی اور وہ انڈا زمین پر گر کر ٹوٹتا ہی اور دو سپاہی آدمی پیدا ہوتا ہی امیر یہ دیکھتے تھے
کہ ایک گھڑی بھر میں تمام میدان اُن لوگوں سے بھر گیا اور وہ سب غل مچا کر دوڑے کہ طلسم کشا ہی نہ جانے پاوے امیر نے
لوح چھاتی سے لگائی اور اسم پڑھکر پھونکا اسم دم کرتے ہی سب لوگ غائب ہوگئے اور ایک جادوگر کو گرتے دیکھا امیر
نے ایک تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے اور تاریکی ہو گئی اور بعد اُسکے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من طاؤس جادو
دو دربان طلسم شرقی بود جب روشنی ہوئی امیر نے اپنے تئیں ایک جنگل ہولناک میں پایا اور جنگل اُسکو طے کیا ایک اور گنبد
دکھائی دیا اور سات آدمی لڑتے ہوے امیر پاس آئے اور کہا آپ ہمارا جھگڑا چکا دیں امیر نے لوح کو چھاتی سے لگایا
اور اسم پڑھکر تلوار سے ساتوں کو مارا غرض اُس گنبد میں سے ایک مرد مقدس نکلے اور کہا کہ اے طلسم کشا تو نے میرے
سات بیٹوں کو مارا ہی اب کہاں جائے گا اور پکارا اے کوئی ہی امیر دیکھتے تھے کہ سات آدمیوں کے چودہ ہوکر دوڑے
امیر نے اسم پڑھکر گنبد پر پھونکا اُسمیں سے شعلہ آگ کا نکلا کہ سب کو جلا دیا اور تاریکی ہوگئی جب روشنی ہوئی امیر
نے دیکھا کہ نہ وہ گنبد ہی اور نہ وہ لوگ ہیں اور ایک باغ ہی کہ چہار دیواری اُسکی یاقوت کی ہی امیر اندر گئے دیکھا کہ درخت
پھولوں کے لگے ہیں کہ شاخیں نقلی اور پتے اُنکے سرخ اور پھول سبز ہیں اور ایک بارہ دری ہی اُسمیں سات عورتیں
بیٹھی ہیں اور ایک عورت تخت پر بیٹھی ہی مگر رنگ اُسکا سیاہ ہی اور وہ ساتوں شراب پیتی ہیں اور کباب
کھاتی ہیں اور وہ پان نان کر اُسی تخت نشین کو دیتی ہیں امیر کو دیکھا اور کہا کہ تو جیسی آرزو تھی ویسا ہی
شخص آتا ہی اور یہ دیکھکر ہر ایک دوڑی کہ تو مجھے قبول کر امیر نے کہا کہ حوض میں تم نہا کر اور بناؤ کرکے آؤ جسے میرا
جی چاہے گا پسند کر لونگا غرض کہ وہ ساتوں حوض میں غوطہ لگا کر جو نکلیں سوریاں بن گئیں امیر نے ساتوں کو
مارا اور غل و شور پیدا ہوا اور باغ کی دیوار سے دھواں نکلا کہ تاریکی ہوگئی جب روشنی ہوئی امیر نے دیکھا کہ
باغ اور زیادہ رونق پر ہی اور وہی تخت نشین کو دیکھا کہ سیاہ رنگت تو جاتی رہی اب اور صورت نازنین نکلی امیر
یہ دیکھکر عاشق ہوے اور پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا کہ اس طلسم میں بھی چار ست ہیں چنانچہ زہرہ لقا کی طرف سے
جانب شرقی کی میں مختار ہوں اور سوزش دل منظلم او تیر محبت کی طرف سے یہاں رہتا تھا اور ہماری اطاعت
کرتا تھا جب سے درویش اندھے ہوے اُس روز سے ان لوگوں نے زیادتی کرنا شروع کی ہی اور مجھے تئیں نا گوار
یہی کہتے ہیں اور آپ میری طرف متخاطب ہوجیے اگر رضیہ سلطان بخبر حسن پائیگا مجھ سے بڑی طرح سے
پیش آئیگی امیر نے کہا کہ کیا مجال ہی بس امیر اُس سے کامیاب ہوے اُسنے کہا آپ جلدی سے نہا لیجیے ایسا نہ ہو کہ

آخر وقت آئے امیر حوض میں نہا کر نکلے ایک آدمی آئی اور کہ سیلان شور افگن آیا اور کہا کہ ای طلسم کشا تو نے میرے
سات بیٹوں کو اور بھائیوں کو مارا ہی دیکھ اب تو کہاں جائے گا اور ہاتھ کو ہلایا کہ ہزاروں برقیں چمک کر امیر کی طرف
چلیں امیر نے اسم پڑھکر پھونکا کہ برقیں پلٹ کر اُسی پر گریں مگر اُسکے بدن پر جو برق گری امیر نے دیکھا کہ سر اُسکا آسمان
سے جا لگا امیر حیران تھے کہ کیونکر اس تک پہونچینگے کہ یکایک حوض میں سے سانپ کا سر بہت بڑا اور ہولناک
پیدا ہوا اور امیر کے پاس آیا اور کہا کہ مجھپر سوار ہو جیے کہ میں آپ کو اُسکے سر تک پہونچا دوں اور جب اُسکے سر تلوار
پہنچے گی تو وہ مرے گا امیر نے کہا تو کون ہی اُسنے کہا مجھے ظفر جان جنی کہتے ہیں غرض امیر سوار ہوے اور سیلان شور افگن
کے پاس پہونچے اور اُسنے کہا کہ ای ظفر جان جنی تو نے اس وقت میں طلسم آشنا کا ساتھ دیا ہی بچ گیا تو خبر لوں گا
اُسنے کہا تو بچیگا کہاں ہے کہ یہ سنکر امیر نے تلوار ماری کہ از سر تا جگر اُتر گئی اور سیلان پکارا کہ میرا کام تو تمام ہوا اور
لاش اُسکی گر پڑی اور تاریکی ہوئی اور غل و شور پیدا ہوا کہ کشتی و نام من سیلان شور افگن جادو بود جب روشنی
ہوئی امیر نے دیکھا وہی باغ اور گلزار پری اور ظفر پری کھڑی ہیں اور ظفر جان امیر کو سجدہ کو بڑھا یا اور وہاں
سے سیلان شور افگن کا بہت اسباب ہاتھ لگا اور مہرہ ہشت پہلو مرد کا ظفر جان نے امیر کو دیا اور کہا اسمیں یہ
خاصیت ہی کہ جو کوئی اسکو گلے میں ڈالے تو وہ سب کو دیکھے اُسکو کوئی نہ دیکھے امیر نے اُسے لیا اور دیکھا کہ مقبرہ حکیم
اشراق سامنے ہی عمرو در چوگان وغیرہ خبر اُسکے پاس امیر کے آئے اور سنا امیر نے کہ شرقیہ آباد یہاں سے بہت
نزدیک ہی اور خورشید لقا یہاں کی مالک ہی اور وہاں میلہ ہی عمرو بن حمزہ خفا ہو کے مہرہ امیر سے لے کر شرقیہ آباد
کو گیا لیکن یہاں درویش ذاکر اندھے اور کر دگنگ بیٹھے تھے کہ فوراً آنکھیں کھل گئیں اور کر دگنگ کو جو دیکھا تو غائب
ہو گیا معلوم ہوا کہ شور افگن مارا گیا اور نامہ لکھا کہ ای خورشید لقا تمہارے دشمن کو امیر نے مارا اب وہ تمہاری طرف
آتا ہی ضیافت کی تیاری کرو لیکن خورشید لقا میلے میں تھی ہوئی سیر میلے کی کر رہی تھی کہ اتنے میں ایک منظور
نامہ لے کر آیا اور خورشید لقا کو دیا اُسنے نامہ کھول کر پڑھا اور بہت خوش ہوئی بعد اُسکے عمرو بن حمزہ مہرہ خفا
گلے میں ڈال کر آیا اور خورشید لقا کو گلے سے لگایا اور بوسے لیے وہ گھبرائی بعد اُسکے اپنے تئین ظاہر کیا خورشید لقا
عمرو بن حمزہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور بہو کر برابر بٹھلا لیا اتنے میں خبر آئی کہ امیر آتے ہیں اور ملک اشراق
استقبال کر کے لایا اور امیر نے تمام کیفیت میلے کی دیکھی اور خورشید لقا نے ضیافت امیر کی کی اور امیر درویش
ذاکر پاس آئے اور پوچھا کہ وہ تجلی برقی کہاں ہی انھوں نے کہا کہ جب سے آپ طلسم میں آئے اور تمہو اُسکا طرف
مشرق کے ہوا اُس روز سے وہ تجلی نہیں معلوم ہوتی ہی امیر نے کہا کہ جہاں وہ رہتا ہی وہاں مجھے لے چلو درویش ذاکر
امیر کو وہیں لائے امیر نے دیکھا کہ چہار طرف دیوار فولادی ہی اور بیچ میں ایک میل ہی امیر نے اُس میل کو
اکھیڑ کر پھینک دیا وہاں ایک تالاب دکھائی دیا بعد اُسکے امیر رخصت ہوے اور درویش نے کہا کہ یہ مکان
مظلم اور تیرہ بخت ہی یہاں ظلمانہ جادو کا ہی اور وہ بڑی مکار ہی آپ اُسکے گھر میں آتے ہیں گا امیر نے کہا کہ میرا
خدا حافظ اور نگہبان ہی یہ کہکر اُس تالاب میں کود پڑے جب پیر زمین کو لگے دیکھا کہ ایک جنگل ہولناک ہی امیر نے
بہت مشکل سے اُسکو طی کیا اور جب دریا کے کنارے پر پہونچے وہاں پیشاب کیا اور پانی استنجے کے واسطے لینے لگے
وہ پانی ایسا گرم تھا کہ ہاتھ میں پھپھولے پڑ گئے امیر حیران تھے اور کہتے تھے کہ پانی کہاں ملے گا کہ ایک کشتی
دکھائی دی اُسمیں پری زادیں بیٹھی ہوئی ہیں مگر ایک پری زاد بہت خوبصورت ہی امیر نے اُس سے پانی مانگا اُسنے
کہا آپ یہیں امیر کشتی پر آئے دیکھا کہ تصویریں بہت سی بنی رکھیں ہیں مگر ایک تصویر بہت خوبصورت ہی امیر

اُسے دیکھکر امیر عاشق ہوئے اور پوچھا کہ تصویر کسکی ہی اور تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا کہ یہ تصویر میری بی بی کی ہی
اور مجھے محفوظ پری کہتے ہیں امیر نے کہا کہ اپنی بی بی پاس مجھے لے چلو محفوظ پری امیر کو ایک باغ میں لائی دیکھا
کہ دیواریں باغ کی سبز ہیں اور پھول لگے ہیں اور بیچ میں بارہ دری سونے کی ہی امیر اُسمیں آکر بیٹھے اور
محفوظ پری سے کہا کہ اپنی بی بی کو لاؤ اُسنے کہا آپ نہائیے میں اُنھیں لاتی ہوں امیر نے کہا میں نہا لونگا
اُسنکر محفوظ پری گئی غرض بعد دو گھڑی کے امیر نے دیکھا کہ چار سو پری زادوں کے غول میں ایک پری زاد بہت
خوبصورت چلی آتی ہی امیر اُسپر عاشق ہوئے اور پوچھا کہ یہ لوح یاقوت کیسی ہی اُسنے کہا کہ آپ اپنی لوح اُتار رکھیے
رکھیے اور میں بھی رکھوں میری لوح آپکی لوح کے لینے آئی تھی امیر نے لوح اُتار کر رکھی اور اُسنے اپنی لوح امیر کی لوح کو
پیش کرنے آئی اور ظلمانہ دونوں لوحیں گلے میں ڈال کر کود کر الگ ہوئی اور کہا کہ اے نادان خیر دیسہ تونے بہت
جادوگروں کو مارا ہی اب کہاں جاوے گا امیر چاہتے تھے کہ تلوار کھینچیں اور ظلمانہ نے کہا کہ امیر کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے
اور ظلمانہ جادوگر خورشید تھا اور درویش ذاکر اور گلرنگ پری اور عمرو بن حمزہ وغیرہ کو پکڑ کر امیر کے سامنے لائی اور
کہا کہ سب کو قتل کروں گی اور محفوظ پری سے کہا کہ طلسم کشا کے کباب کر دو وہ امیر کو ایک حجرے میں لائی اور کہا ای طلسم کشا
تجھے کیونکر بچاؤں امیر نے کہا کہ یہ مہرہ گلے میں ڈال لے تو تو سب کو دیکھے گی اور تجھکو کوئی نہ دیکھے گا محفوظ پری مہرہ گلے
میں ڈال کر ظلمانہ کے پاس آئی اور کہا کہ حضرت ابلیس کا تم پر کرم ہی اور ظلمانہ نے دیکھا کہ ایک آواز آتی ہی مگر کوئی
دکھائی نہیں دیتا اور محفوظ پری نے معلوم کیا کہ مجھکو کوئی نہیں دیکھتا اُسوقت چھاتی پر ظلمانہ کی چڑھکر ایسا گلا دبایا کہ دم
اُسکا نکل گیا اور تاریکی ہو گئی اور غل شور پیدا ہوا کہ کشتی ورنام من ظلمانہ جادو بود جب روشنی ہوئی اور سب قید سے
چھٹے اور محفوظ پری نے لوح امیر کو لا کر دی اور ایک مکان سامنے دکھائی دیا اور اُسمیں سے ابلوق اور اطلاق جنی
جمہور اور کوکبہ روشن تن کو لیے ہوئے آئے اور جمہور نے ملازمت امیر کی حاصل کی اور امیر نے کوکبہ کو جہان
اور ناموس تھے مانند گلرنگ پری اور محفوظ پری کے وہاں اُسکو بھی داخل کیا بعد اُسکے امیر نے ابلوق اور
اطلاق سے پوچھا کہ تم کو یہاں کیا خدمت ہی اُنھوں نے بیان کیا کہ ہم خزینہ دار ہیں چلیے اور خزانہ دیکھیے امیر
اُنکے ساتھ ہوئے اور یہ دونوں امیر کو لیے ہوئے ایک کنوئیں پر آئے اُسمیں زینے بنے ہوئے تھے امیر
اُسکے اندر آئے دیکھا کہ اشرفی جواہر اور جوڑے اور اسباب لاانتہا دھرے ہیں امیر نے ابلوق اور اطلاق
سے کہا کہ اسباب یہیں پر رہنے دو جسدم طلسم کشائی کر لینگے تب لیلینگے امیر اُس مکان سے باہر نکلے اور سُنا کہ غریب آباد
یہاں سے نزدیک ہی امیر اُسی طرف کو چلے آتے ہیں کہ ایک آندھی آئی کہ تمام میدان تاریک ہو گیا بعد دو
گھڑی کے وہ آندھی برطرف ہو گئی اور امیر نے دیکھا کہ ایک گنبد سامنے سے معلوم ہوتا ہی درویش ذاکر اور
مذکر سے پوچھا کہ یہ گنبد کیسا ہی اُنھوں نے کہا کہ یہ مقبرہ حکیم اشراق کی بی بی مشترقہ خاتون کا ہی امیر اُسکے اندر
آئے اور قبر پر فاتحہ پڑھکر بیٹھے تھے کہ غنودگی سی آ گئی اور خواب میں ایک باغ دیکھا کہ پھول کھلے ہوئے ہیں
اور چار درخت صندل کے ہیں اُنپر مچان بندھا ہوا ہی اور اُسکے گرد کٹہرے سونے کے لگے ہیں اور آواز گانے
کی چلی آتی ہی جب بغور دیکھا تو دو پری زادیں اُسپر دکھائی دیں امیر نے پوچھا اُن پری زادوں سے کہ میں
اوپر کیونکر آؤں اُنھوں نے کہا کہ جفت درخت میں زینہ ہی اُسپر سے امیر اوپر آئے دیکھا کہ ایک عورت سن رسیدہ
اور چھپر کھٹ بچھا ہوا مسند پر بیٹھی ہی اور اُسکے پاس مشترقہ خاتون بھی ہی اور اُسنے امیر سے کہا کہ آپکے
تو آنے کی آرزو تھی بیٹھیے امیر مودب ہو کر بیٹھ گئے مگر اُسکی پشت پر دیکھا کہ ایک عورت کم سن بہت خوبصورت

وہاں ایسے حسن کی پری ہی امیر اسپر عاشق ہوے اور اُسنے جو امیر کو دیکھا خفا ہو کے چلی گئی امیر نے پوچھا کہ یہ
کون ہی اُنھون نے کہا کہ ضابطہ جنی جو میرے رقیب کا مجاور ہی اُسکی بیٹی ہی خورشید جمال امیر نے کہا کہ حکیم
اشراق نے بھی میری خاطر کی اور آپ بھی میرا کہنا کیجیے مشترقہ نے کہا کہ جو کچھ کہوگے سو میں کرونگی مگر خورشید جمال کے مقدمہ
میں نہ کہنا امیر نے کہا کہ میں اور کچھ نہیں کہتا ایک امر فقط یہ کہتا تھا کہ آپنے میری عزت نہ کی مشترقہ نے کہا کہ اول تو
خورشید جمال آتش مزاج ہی کہ اُسکو کئی دفعہ رضیہ سلطان نے بلا بھیجا تھا اور وہاں نہ گئی کہ مجھے سلام کرنا پڑےگا اور
اُسکی کئی شرطیں ہیں امیر نے کہا مجھے سب قبول ہی اُسی وقت درویش ذاکر اور مذکر آئے اور مشترقہ کو سلام کیا اور
اُنسے مشترقہ نے کہا کہ آپ لکھیے کہ امیر نے رضیہ سلطان کو اور خورشید جمال کو رتبہ میں برابر سمجھا ہی اور کسی امر میں
خورشید جمال رضیہ سے کم نہ رہے غرض کہ وہ کاغذ تیار ہوا اور اُسپہ امیر نے مہر کی بعد اُسکے مشترقہ نے خورشید جمال
کو بلایا اور وہ ایک نئے انداز سے آکر بیٹھ گئی اور مشترقہ نے سمجھایا کہ یہ طلسم کشا ہی اسے قبول کر خورشید جمال
نے کہا کہ کئی دفعہ آپ نے میری شادی کرنا چاہا لیکن میں نے قبول نہ کیا اب آپ جو فرماتی ہیں مشترقہ نے کہا کہ میں نے
سب شرطیں کر لی ہیں اور یہ کاغذ لکھوا لیا ہی خورشید جمال نے جب وہ کاغذ پڑھا تسکین ہوگئی اور مشترقہ نے امیر
کی انگوٹھی اُسکو پہنائی اور اُسکی انگوٹھی امیر کو پہنائی اور درویش ذاکر اور مذکر نے نکاح پڑھا اب جو امیر نے دیکھا کہ
صحبت میں کوئی نہیں فقط خورشید جمال ہی اور میں ہوں امیر نے چاہا کہ لپٹ کر بوسہ لیں کہ وہیں آنکھ کھل گئی اور
امیر افسوس کرتے ہوے باہر آئے اور درویش ذاکر سے پوچھا کہ یہاں کوئی ضابطہ جنی بھی ہیں اور کوئی اُنکی اولاد
میں بھی ہی درویش ذاکر و مذکر نے کہا کہ وہ یہاں کے مجاور ہیں اور اُنکی ایک بیٹی ہی یہ باتیں ہوتی تھیں کہ ضابطہ جنی
آیا امیر سے کہا کہ ہماری دعوت ہی امیر نے کہا کہ خواب میں تمھاری بیٹی کا نکاح مشترقہ نے میرے ساتھ کر دیا ہی اور یہ
انگوٹھی پڑھا دے کی مجھے پہنائی ہی اور وہ میری ناموس ہی اگر وہ مجھے ملےگی تو کھانا کھاؤنگا ضابطہ جنی نے کہا کہ میں
دریافت کر لوں اور ضابطہ جنی نے لوگوں سے دریافت کیا کہ خورشید جمال پردہ قاف سے آئی ہی اُنھوں نے کہا کہ
ابھی اندر خانہ میں بیٹھی ہی ضابطہ جنی نے تمام حقیقت خورشید جمال سے بیان کی کہ اسطرح طلسم کشا کہتا ہی اُسنے کہا
سچ کہتا ہی پھر تو ضابطہ امیر کو خورشید جمال پاس لائے اور امیر نے جو باغ خواب میں دیکھا تھا وہی یہاں پایا غرض امیر
خورشید جمال سے کامیاب ہوے بعد اُسکے امیر تین روز تک یہاں رہے اور ضابطہ جنی نے دعوت کی چوتھے روز امیر کوچ کرکے
آگے روانہ ہوے امیر چلے آتے تھے کہ رات کو خواب میں حکیم اشراق آئے اور کہا کہ اے امیر اب تم ہمارے عبادت خانے
میں جاؤ اور یہ اسم پندرہ روز تک پڑھو خدا چاہے گا تو تم طلسم کشائی کروگے وہاں شیطان کا غلبہ ہی کہ نیک
کام نہیں کرنے دیتا اور عیش سوجھتا ہی اسی واسطے اُسے عشرت گاہ بھی کہتے ہیں لیکن تم عیش کی طرف نہ راغب
ہونا اور اس اسم کو پڑھنا امیر بیدار ہوے اور خواب سبھوں سے بیان کیا اور عبادت گاہ کی طرف روانہ ہوے
دوسرے روز اُنکو دو چاند دکھائی دیے امیر نے درویش ذاکر اور مذکر سے پوچھا اُنھوں نے کہا کہ اُستاد
نے اپنی عبادت گاہ کے کلس پر اس طرح کا جانور بنا کر لگایا ہی کہ رات کو چاند معلوم ہوتا ہی اور دن کو
سورج امیر نے کہا یہ برابر چمک کاہے کی ہی اُنھوں نے کہا کہ وہ کوہ نقرہ ہی جہاں اکثر حکیم اشراق عبادت کیا
کرتے تھے غرض امیر عبادت گاہ میں آئے دیکھا کہ گنبد اور دیواریں اور مکانات چاندی کے ہیں اور کوسوں
تک سبزہ ہی اور درخت پھولوں کے بالشت بھر سے زیادہ اونچے نہیں ہیں اور اُن میں پھول ایسے ایسے
لگے ہیں کہ امیر نے کبھی نہ دیکھے تھے اور ناموس امیر کے اور بیٹے اور سردار مکانوں میں

اگر رہے امیر کو سوائے عیش کے اور کچھ نہ سوجھتا تھا ہر چند عمرو کہتا تھا کہ حمزہ اسم پڑھو اور امیر کہتے تھے کہ آج نہیں کل پڑھونگا
یہ تو اس لیت ولعل میں رہے لیکن رضیہ سلطان جب سے رخصت ہو کر پردۂ قاف میں آئی ہے ایک دم قرار نہیں اور
تصویر امیر کی آنکھوں کے سامنے پھرا کرتی ہے اور ذکیہ سمجھایا کرتی ہے ایک روز بیت بیٹھی تھی کہ علیم اشراق خواب میں
آئے اور کہا کہ یہ اسم پڑھکر سو یا کرو احوال امیر کا ظاہر ہو جائے گا اس روز رضیہ اسم پڑھکر سوئی امیر کو سلیمان
شور انگیز کے مکان میں گلرنگ پری سے کامیاب ہوتے دیکھا امیر پر بہت خفا ہوئی اور بیٹھی کہ تو بہ جوئی ہے ذکیہ
نے چونکا کے کہا یہ کیا برائی ہے رضیہ نے احوال خواب کا بیان کیا ذکیہ نے کہا بڑا خواب کی بات کا کیا یقین ہے دوسرے
روز رضیہ پھر اسم پڑھکر سوئی امیر کو ظلمانہ کے مکان میں محفوظہ پری کے ساتھ گرفتار دیکھا اور خفا ہوئی اور تیسرے
روز پھر اسم پڑھکر سوئی امیر کو مشرقہ کے مکان میں خورشید جمال کے مقدمے میں وہ خط کتابت کرتے دیکھا
جیتی ہوئی تھی اور ذکیہ سے کہا کہ سنا تم نے یہ ضابطہ جنی جو بجادہ رہی یہ تی اسکی میری برابری کرتی ہے لیکن وہ کیا کرے
جو بچارا سو طلسم کشا نے کیا اگر دیکھو تو میں بھی طلسم کشا کو کیا ستاتی ہوں اور کافور دایہ کو اور ذکیہ کو کہا کہ تم حمزہ
پاس جاؤ اور کہو کہ رضیہ کے دل میں درد ہے تو لوگوں نے علاج بتایا ہے کہ لوح گلے میں ڈالو تو درد جائے آپ مجکو
لوح دیجیے میں گھڑی بھر میں لا دونگا غرض کہ ذکیہ اور کافور کو نقرہ پڑھاتیں اور دو پری زادوں کو امیر پاس بھیجا کہ تمہا
صحبت میں اور کوئی نہو تو ہم کہیں پری زادوں نے امیر سے کہا امیر کو رضیہ کی ملاقات کا بڑا اشتیاق تھا یہ خبر سنکر
اپنے پاس کسی کو نہ رکھا ایک عمرو نہیں جاتا تھا اسکو بھی حشق نکالا اور ذکیہ امیر پاس آئی اور رضیہ نے جو کہا تھا وہ
بیان کیا امیر نے کہا کہ لوح دیتا ہوں تو شیطان میرے درپے ہیں اور نہیں دیتا ہوں تو جی کو بھر نہیں کرتا قضائے کار
عمرو کہیں سنتا تھا اور چھپا ہوا بیٹھا تھا اسنے کہا حمزہ خبردار لوح نہ دینا ذکیہ یہ سنکر خفا ہو گئی تبھی امیر نے لوح
اُتار کر دی کہ لیے جاؤ اور ذکیہ لوح لے کر رضیہ پاس آئی اور اسنے لوح گلے میں ڈالی اور کافور سے کہا کہ تم
حمزہ سے جا کر کہو کہ اگر اب سوائے میرے اور کسی کو نہ دیکھے تو لوح میں دونگی اور نہیں تو لوح نہ دونگی کافور نے
امیر سے آکر کہا امیر نے خفا ہو کر جواب دیا کہ اگر لوح سے طلسم کشائی تھی تو میں لوح سے درگذرا اور یہ مجھ سے نہو گا کہ سوائے
رضیہ کے اور کسی کو نہ دیکھوں کافور نے رضیہ سے آکر کہا رضیہ نے کہا کہ میں بھی لوح نہ دونگی ہر چند ذکیہ نے اور لوگوں
نے سمجھایا کہ لوح بھجوا دیجیے اسنے نہ مانا اور یہاں عمرو نے امیر سے کہا کہ کہو حمزہ ہم نے نہ کہا تھا کہ لوح نہ دینا امیر نے
کہا کہ اب تو جو ہونا تھا سو ہوا اور درویش ذاکر اور مذکر سے کہا کہ تم مرات الفلاع میں جاؤ وہاں جشن بزرگ کو رضیہ
آئے گی تو تم لوح اُسے سمجھا کے لانا اب اسکو تو ادھر چھوڑو

اب دو کلمے داستان مظلم تیرہ بخت کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ ظلمانہ کے مارے جانے سے غمناک بیٹھی تھی کہ وہیں خبر آئی کہ لوح طلسم کشائے شاہ بانو رضیہ سلطان نے منگوالی
ہے اور وہ اپنے پاس رکھے ہے اور یہ دونوں جب سے علیم اشراق کے کوہ گلاب سے آئے ہیں اور مظلم
شاہ بانو پہ عاشق ہوا ہے اور تیرہ بخت امیر پہ کہ اسمیں جو سنا کہ لوح طلسم کشا پاس نہیں ہے مظلم نے کہا کہ میں
طلسم کشا کو جا کر مارتا ہوں تیرہ بخت نے کہا کہ میں طلسم کشا پر عاشق ہوں تو کیونکر اسے مارے گا اس سے بہتر یہ ہے تو
میرے واسطے طلسم کشا کو لا اور میں تیرے واسطے رضیہ کو لاؤں مگر ایک جادوگرنی ہے کہ نام اسکا قرقشہ ہے اور وہ
مظلم پر عاشق ہے اسنے تیرہ بخت سے کہا کہ اگر مظلم میرا مطلب پورا کر دے تو میں لوح رضیہ سے لا دوں
تیرہ بخت نے مظلم سے کہا مظلم نے کہا کہ مجھے قبول ہے اور قرقشہ لوح لینے کو گئی مگر ایک شخص ہے کہ نام اسکا

اخر جس میں پیشانی پلوردہ تیرہ بخت پر عاشق ہوا اُسنے مظلم سے کہا کہ اگر تیرہ بخت میرا صاحب بلا کردے تو میں طلسم کشا
کو پکڑ لاتا ہوں مظلم نے تیرہ بخت سے کہا اُسنے بھی قبول کیا اور اخرس تین ہزار جادوگر لیکر امیر کو پکڑنے چلا لیکن
قرقشہ پریزاد قاف میں رضیہ کے مکان میں آئی اور ایک خواص ہے رضیہ کی کہ نام اُسکا شکیلہ ہے اور وہ رفع حاجت
کو نکلی ہے کہ قرقشہ اُسکو پکڑ کے اور آپ اُسکی صورت بنکے داخل صحبت ہوئی اور رضیہ مع خورشید لقا ورات القلعہ
میں آکر بیٹھی تھی کہ درویش ذاکر اور ہدہد آگئے اور رضیہ کو سمجھایا کہ لوح طلسم کشا کو مجید دو رضیہ نے کہا کہ دیکھو صاحبو
یہ ہمیشہ سے میرے نمک خوار کہلاتے ہیں اور کبھی میری طرفداری نہ کی دونوں درویش خفا ہوکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا
کہ بادشاہت آپ کی ہمارے باعث سے تھی اور اب ہماری قضا آگئی ہے کہ جسوقت حکیم اشراق نے ہمکو قطب طلسم کا
کیا تھا اُسوقت کہدیا تھا کہ جس روز بادشاہ کلمہ ترس کہے گا اُس روز تم مروگے یہ کہکر امیر پاس آئے اور کہا کہ رضیہ لوح
نہیں دیتی اور امیر کو وصیت کی کہ ہم مرجائیں تو ہمکو یہیں گاڑنا یہ کہکر درویش ذاکر کو ہچکی آئی اور دم نکل گیا بعد اسکے
درویش فکر بھی اسی طرح مرگئے امیر نے بہت افسوس کیا اور عشرت گاہ میں دونوں کو دفن کیا امیر بیٹھے تھے کہ نقارے کی
آواز آئی اور گلرنگ پری نے کہا کہ کل ورات القلعہ میں جشن ہے امیر نے جمہور کی زبانی تعریف ورات القلعہ کی
سُنی تھی اور اشتیاق رضیہ کے دیکھنے کا ہوا تھا عمرو سے کہا اے خواجہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ تماشا ورات القلعہ کا دیکھو
آئیں اور ہمکو کوئی نہ پہچانے عمرو نے امیر کو اور پانچوں سرداروں کو فقیر بنایا اور آپ اُنکا پیر بنکر درہ ظلمات کو طے
کرکے ورات القلعہ میں آئے لیکن ایک دیو ہے کہ نام اُسکا لملاج کرگدن پیشانی ہے وہ تیرہ بخت کے پاس آیا
اور کہا کہ میرے باپ کو طلسم کشا نے مارا ہے اگر تم کہو تو میں اُسے جاکر ماروں تیرہ بخت نے اُسے بلوادیا اور لملاج
مظلم پاس آیا مظلم نے کہا کہ تو شوق سے طلسم کشا کو جاکر مار اور میں تیرا شریک ہوں اور لملاج روانہ ہوا یہاں امیر
ورات القلعہ کی سیر کرتے پھرتے تھے اور رضیہ اُسی جنابی الماس نگار پر بیٹھی تھی اور خورشید لقا وغیرہ چاروں
دروازوں پر مورچھل ہلا رہی تھی کہ امیر کو رضیہ نے فقیر بنے ہوئے دیکھا اور لوگوں سے کہا کہ پوچھو تو یہ فقیر میرے
مکان میں کیوں آئے ہیں لوگ امیر سے یہ پوچھ رہے تھے کہ آندھی آئی کہ تمام ورات القلعہ ہل گیا امیر دیکھنے لگے کہ
ایک دیو بارہ سو گز کا اُس آندھی میں سے آیا اور سلملاج پکارا کہ اے طلسم کشا تو نے میرے باپ لملاج
کرگدن پیشانی کو مارا ہے اب کہاں جائے گا یہ کہکر درخت شمشاد امیر پر مارا امیر خالی دے کر الگ ہوگئے لیکن رضیہ
وغیرہ کو یقین ہوا کہ امیر کا کام تمام ہوا رضیہ اور سب پریزادیں رونے لگیں لیکن امیر نے جو غل رونے کا سُنا خاک
سے نکل کر ایک نعرہ کیا کہ تمام ورات القلعہ کانپ گیا اور تلوار سلملاج پر ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے رضیہ نے
اُن پریزادوں سے کہا کہ طلسم کشا کو باغ میں لے آؤ اور میں لوح اُسکی دیدوں امیر یہاں کھڑے ہوئے تھے کہ
گیتی آرا اور گلشن افروز تختی پر سوار آئیں اور امیر سے کہا کہ آپ کو ملکہ نے بلایا ہے غرض یہ سنکر امیر اور سردار امیر کے
کشتیوں پر سوار ہوئے ایک عمرو نہ سوار ہوتا تھا اُسکو بہرام نے زبردستی پکڑ کے سوار کیا اور کشتیاں چل نکلیں جب
بیچ دریا میں پہونچیں چرخ کھاکر جنبش کرنے لگیں عمرو پکارا کہ تھمرو میں اسواسطے سوار نہ ہوتا تھا غرض امیر نے اپنے تئیں ایک
باغ میں پایا اور گیتی آرا نے امیر کو لاکر محل میں بٹھایا اور رضیہ حمام کرنے کو کپڑے اتارنے لگی تو لوح گلے میں نہ پائی
اور قرقشہ اُسوقت لوح لے گئی تھی کہ جسوقت امیر سے اور لملاج سے سامنا پڑا تھا اور رضیہ بھی چھپ کر دیکھنے گئی
غرض رضیہ نے تمام ورات القلعہ میں ڈھونڈھا اور وہ لوح کہیں نہ پائی آخر کو معلوم ہوا کہ شکیلہ لوح لے گئی ہے اور
رضیہ نے کہا اب میں امیر کو منہ نہ دکھاؤنگی اور اپنے اوپر سوار ہوکر بہ دہ قاف کو روانہ ہوئی اور یہ خبر امیر کو ہوئی

ایک سناٹا سا گذر گیا اور عمرات الطلسم میں کسی کو نہ پایا تخت پر سوار ہو کر امیر باہر آ گئے تھے کہ ایک آواز آئی کہ اے طلسم کشا تو نے بہت جادوگروں کو مارا۔ اتنا اب تمام کیفیت معلوم ہوئی لیکن امیر کوچ کر کے ریاضت گاہ میں آئے اور قرقشہ نے لوح لا کر تیرہ بخت کو دی اور تیرہ بخت نے منظلم سے کہلا بھیجا کہ لوح میرے ہاتھ لگی اور میں رضیہ کو تیرے واسطے لیے جاتی ہوں جب تک تو میرے واسطے طلسم کشا کو لا کر یہاں منظلم ملاج کے مارے جانے پر تہوں کر رہا تھا کہ پیغام تیرہ بخت کا پہونچا اور منظلم سات لاکھ جادوگروں سے امیر کے پکڑنے کو چلا اور تیرہ بخت جادوگروں کو ساتھ لیکر پردۂ قاف میں آئی اور وہاں کوہستان میں خیمہ کیا اور قرقشہ نے کہا کہ میں رضیہ کو لاتی ہوں بعد اسکے قرقشہ نے کیا کام کیا کہ گلنار پری کہ ذکیہ کی طرف سے جزیرۂ گلنار میں نائب ہے ایک عرضی اسکی طرف سے لکھ کر اور ایک سر شکیلہ کے سر کی صورت بنا کر اور رومال میں باندھ اور پری زاد بنکر رضیہ کے پاس آئی اور وہ عرضی رضیہ کو دی رضیہ نے عرضی کو پڑھا اسمیں لکھا تھا کہ شکیلہ ادھر سے فوج لیے جاتی تھی میں نے اسکو مار کر سر آپکے پاس بھیجا ہے اور لوح میرے پاس ہے اور میں نے یہاں سے چودہ کوس پر خیمہ کیا ہے آپ آیئے تو لوح میں دوں رضیہ بانو صدمے میں بیٹھی تھی عرضی پڑھکر خوش ہوئی اور اسی وقت سوار ہو کر گلنار پری کی طرف چلی اور قرقشہ لیے ہوئے تیرہ بخت کے خیمہ میں آئی اور رضیہ نے تیرہ بخت کو بیٹھے ہوئے دیکھا چاہتی تھی کہ بھاگ جائے تیرہ بخت نے رضیہ کو مع چار سو پری زادوں اور خورشید لقا اور ذکیہ کے سحر کر کے پکڑ لیا اور کہا کہ تمنے تو ہمارے قتل کرنے کو ایک دھگڑا بلایا تھا لیکن میں نے ابھی تمہارے ساتھ کوئی برائی نہیں کی ہے کہ میرا بھائی تم کو چاہتا ہے میں تمہیں اس کے واسطے لیے جاتی ہوں یہاں ظاہر طلسم کی بادشاہ تمہیں وہاں پردۂ تاریکی کی بادشاہت کروں گی رضیہ نے کچھ جواب نہ دیا اور تیرہ بخت سب کو پکڑ کر روانہ ہوئی یہاں امیر ریاضت گاہ میں بیٹھے تھے کہ اخرس تین لاکھ جادوگروں سے آیا اور امیر کے برابر آ کر اسکا لشکر اترا اور ایک سردار ہے کہ نام اسکا اسلم ہے اور وہ سحر نہیں جانتا ہے اس نے کہا آپ میرے نام کا طبل بجوایئے کل میں حمزہ سے لڑونگا غرض لشکر میں اخرس کے طبل جنگ بجا اور ادھر امیر باتوقیر کے لشکر میں طبل بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے اور ادھر سے اسلم نکلا اور ادھر سے عمرو بن حمزہ نکلا اسلم نے پہلے تو سمجھایا جب عمرو بن حمزہ نے نہ مانا بعد اسکے تیرہ بازی ہونے لگی اسلم نے ایک نیزہ عمرو بن حمزہ کے مارا انہوں نے رد کر کے ایک تلوار جو ماری اسلم کے دو ٹکڑے ہوئے غرض شام تک عمرو بن حمزہ نے سترہ جوانوں کو مارا اور دونوں لشکر پھر گئے اور پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ادھر سے اخرس نکلا ادھر سے عمرو بن حمزہ نکلا اخرس نے نیزہ مارا عمرو بن حمزہ نے چھین لیا اخرس نے دیکھا کہ یہ زبردست ہے اسی وقت سحر کر کے عمرو بن حمزہ کو گھوڑے پر سے اٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر پھینک دے کہ اتنے میں امیر پہونچے اور ہاتھ اخرس کا قرز کر عمرو بن حمزہ کو چھین لیا اخرس نے سحر کیا کہ امیر بھی سست ہوئے کہ عمرو نے پکارا ای حمزہ اسم اعظم پڑھو امیر نے اسم اعظم پڑھکر اخرس کو پکڑا غرض تیرہ ہزار تین جادوگروں کو امیر نے قتل کیا کہ اتنے میں گرد پیدا ہوئی اور منظلم سات لاکھ جادوگروں سے آیا اور سنا کہ اخرس کو حمزہ پکڑ لے گیا منظلم نے کہا کچھ پروا نہیں ہے ایک نامہ حمزہ کو لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے حمزہ رضیہ سے تو ہاتھ اٹھا کہ میں اسپر عاشق ہوں اور میری اطاعت کر جہاں تو کہے گا وہاں میں تجھے پہونچا دونگا اور نامہ ڈھکوتہ جادو کو دیا کہ تو لیجا یہاں امیر نے اخرس سے کہا کہ مسلمان ہو غرض اخرس ہو کر مسلمان ہوا کہ اتنے میں خبر آئی کہ منظلم نے نامہ بھیجا ہے امیر نے طلب کیا اور ڈھکوتہ آیا اور نامہ امیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور ڈھکوتہ تلوار کھینچ کر دوڑا اخرس نے روک کر

تلوار ماری چھلونہ کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک آندھی آئی لاش چھلونہ کی اُڑ لے گئی اور آواز آئی کہ ای اخرس
تو نے ملازم بادشاہ کو مارا بہت برا کیا جب مظلم کو خبر پہونچی کہ چھلونہ مارا گیا اُسنے خفا ہو کر طبل جنگ بجوایا اور صبح
کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں اُدھر سے ازلال جادو نکلا اور ادھر سے اخرس نکلا ازلال
نے سحر کیا لشکر امیر پر اور شرقی غربی جنوبی شمالی کے لوگ زمین میں غرق ہونے لگے اور اخرس نے جو سحر کیا تو دو
مچھلیاں کاغذ کی بنا کر چھوڑیں کہ غرق ہونا لوگوں کا موقوف ہوا غرض اخرس نے ازلال کو مار ڈالا بعد اسکے اشرار
آیا اور بنا نہک چور وہ جادوگر اخرس نے مارے دونوں لشکر اپنے اپنے خیمہ میں گئے غرض اخرس نے پوشیدہ مظلم سے
کہلا بھیجا کہ آج رات کو کسی ساحر کو بھیج کہ حمزہ کا سر کاٹ لیوے غرض ایک مظلم کا نوکر تھا شرقان جادو اُسکو
بھیجا اور شرقان پچھلے پہر تلوار کھینچ کر امیر پر آیا اخرس نے دیکھا کہ جب تیری چوکی ہوتی ہے تو عمرو جھانکا کرتا ہے
آج بھی عمرو ہوگا اور تو بدنام ہوگا اور تیرا کام نہ بنے گا یہ سمجھکر اخرس نے شرقان کو مار لیا اسوقت عمرو سمجھا کہ
اخرس حمزہ کا بڑا دوست ہے اور امیر بھی اخرس سے خوش ہوئے اور اخرس نے مظلم سے کہلا بھیجا کہ میں نے یہ سمجھکر
شرقان کو مار ڈالا ہے اور میں فکر میں ہوں کہ حمزہ مع ہیکل حمزہ کی طلب نئے ترے کرا دوں مظلم سنکر خوش ہوا کہ اسمیں
رضیہ کو قید کیے ہوئے تیرہ بخت میں نا کر جادوگروں سے آئی مظلم نے تیرہ بخت سے کہا کہ رضیہ کو مجھے دو
تیرہ بخت نے کہا کہ جب تک تم حمزہ کو میرے روبرو نہ لاؤ گے میں رضیہ کو نہ دونگی اور مقابل ریاضت گاہ کے
سیاہ قصر ہے تو وہاں کی مالک گلگونہ جادو ہے تیرہ بخت نے رضیہ کو سیاہ قصر میں بھجوا دیا اور ذکیہ و خورشید لقا
وغیرہ کو مع چار سو پری زادوں کے پردۂ تاریکی میں اپنے باپ پاس کہ نام اسکا قہر یار جادو ہے بھجوا دیا اور ادھر
نسیم اور شمیم یہ خبر لے کر امیر پاس آئے امیر نے جو سنا کہ رضیہ قید ہوئی امیر کو بہت رنج ہوا اسمیں باپ رضیہ
کا سلطان سر جوش جنی احوال رضیہ کے قید ہونے کا سنکے لا کر دیو دری سے فریادی امیر پاس آیا امیر نے
سلطان سر جوش کی بہت خاطر کی لیکن اخرس خرس پیشانی نے امیر سے کہا کہ ایک مکان ہے وہاں چل کر آپ
دعا مانگیے تو جلد قبول ہو امیر نے عمرو اور جمہور کو ساتھ لیا اور اخرس کو لیے ہوئے سیاہ قصر کی سمت ایک
ٹیلے پر آیا اور کہا کہ یہاں دعا مانگیے امیر نے نماز پڑھکر دعا مانگی اور وہاں سے چلے کہ سامنے سیاہ قصر پر رضیہ
دکھائی دی اخرس نے کہا کہ دعا آپ کی قبول ہوئی وہ رضیہ بیٹھی ہوئی ہے امیر نے کہا کہ اسکا دروازہ کدھر ہے
اخرس نے کہا کہ یہاں دروازہ نہیں ہے آپ ہتھیار اتار ڈالیے تو میں لیچلوں امیر نے ہتھیار جمہور کو دیے اور
اخرس نے ہزار امیر کو سیاہ قصر پر پہونچایا بعد جانے امیر کے جمہور نے اخرس سے کہا کہ مجھے بھی لے چل اور جمہور
نے ہتھیار عمرو کو دیے اخرس نے جمہور کو بھی پہونچا دیا امیر یہاں رضیہ سے باتیں کرنے لگے اور یہاں اخرس نے
عمرو سے کہا کہ تو ہتھیار مجھے دے عمرو نے کہا کہ میں نہ دونگا اخرس نے کہا کہ ای ساربان زادے حمزہ کو تو میں قید
کر آیا تو کہاں جائے گا اور اخرس عمرو پر دوڑا عمرو نے کمند ماری اسکو پکڑا اور چاہا کہ ذبح کرے کہ وہ
جو دہا امیر کے ساتھ رہتا تھا وہ تیرہ بخت کی دایہ تھی اُسنے جو دیکھا عمرو اخرس کو مارے ڈالتا ہے بصورت
اصلی بنکر عمرو کو پکڑا اور سمجھ دیکھا کہ حمزہ اخرس نے دغا کی اور امیر مایوس ہوئے اخرس
خرس پیشانی ان سب کو قید کر کے تیرہ بخت پاس لایا تیرہ بخت اخرس سے خوش ہوئی اور
امیر سے کہا کہ مجھے قبول کر امیر نے کہا کہ یہ مجھ سے کبھی توقع نہ رکھنا اور مظلم نے رضیہ سے سوال
کیا رضیہ نے جواب دیا کہ اگر تو مجھے مار ڈالے گا تو بھی میں تجھے قبول نہ کرونگی تیرہ بخت اور مظلم

نے امیر اور رضیہ کو پنجروں میں ڈال کر بیل میں لٹکا دیا اور عمرو کو چاہا کہ قتل کریں اسی وقت ایک جانور خط گلے میں پڑا ہوا
تیرہ بخت پاس آیا تیرہ بخت نے خط پڑھا اسمیں شہریار جادو نے لکھا تھا کہ عمرو وہاں تو لگے تو ہمارے پاس بھیجدینا تیرہ بخت
نے سب جادوگروں سے کہا کہ کوئی تم میں ایسا ہے کہ عمرو کو پردۂ تاریکی میں لیجائے سبھوں نے کہا کہ ہم سے نہو گا اسوقت
تیرہ بخت نے ایک گنبد شیشہ کا سحر سے تیار کر کے اور عمرو کو اسمیں بٹھا کر تاریکی کی طرف روانہ کیا شہریار بیٹھا تھا کہ وہ
گنبد آیا اور ایک آواز آئی کہ تیرہ بخت نے عمرو کو بھیجا ہے اور شہریار جادو نے رد سحر تیرہ بخت کا کر کے عمرو کو
نکالا اور ساحروں سے کہا کہ کوئی رات بھر عمرو کو رکھے صبح کو لے آنے ساحروں نے کہا کہ ہم سے نہو گا اسوقت
شہریار نے اپنی دایہ زرارہ کو بلایا اور کہا کہ تم عمرو کو لیجا کر رکھو غرض زرارہ عمرو کو لے کر اپنے مکان میں آئی اور
پنجرے میں بند کیا اور گانے لگی اور عمرو بھی گانے لگا کہیں شہریار کی بیٹی کہ نام اسکا زہرہ ہے اپنے باغ کو
جاتی تھی کہ گانے کی آواز سنکر زرارہ کے مکان میں آئی اور کہا کہ عمرو کو مجھے دیجیے میں صبح کو دے جاؤنگی زرارہ نے
کہا میں نہ دونگی زہرہ روتی ہوئی شہریار پاس آئی اور احوال بیان کیا اور شہریار زرارہ کے مکان میں آیا اور
پنجرا عمرو کا زہرہ کا سمجھا کر دیا اور زہرہ عمرو کو اپنے باغ میں لائی اور عمرو زہرہ پر عاشق ہوا اور دلنوازی
کی اور زہرہ نے خوش ہو کر عمرو کو چھوڑ دیا عمرو بیٹھا تھا کہ فضل اور فضیل دونوں سردار شہریار کے عمرو کے
لینے کو آئے زہرہ نے کہا کہ کل میں عمرو کو لے کر بابا جان پاس آؤنگی غرض دونوں چلے گئے اور رات کو عمرو نے
زہرہ کو نذر زنبیل کیا اور آپ زہرہ کی صورت بن کر سو رہا اور صبح کو غل مچائے کہ عمرو چلا گیا میں اپنی جان دونگی
یہ خبر سنکے سلطانہ زہرہ کی ماں اور شہریار دونوں آئے اور زہرہ کو دلاسا دیا اور رات کو عمرو نے شہریار کو بھی
نذر زنبیل کیا اور اب اسکی صورت بن کر صبح کو سلطانہ کو مار کر باہر آیا اور زرارہ کو بلا کر سولی چڑھائی بعد اسکے
فضل اور فضیل سے کہا کہ اگر تم عمرو کو لے آتے تو زرارہ کیوں جاتی یہ کہکر دونوں کو قتل کیا بعد اسکے تمام شہر کے
جادوگروں کو بلا کر کہا کہ زہرہ غائب ہو جاوے اور تم تلاش نہ کرو یہ کہکر سب کو قتل کیا اور شہریار کو خیمے میں لا کر قتل
کیا فوراً تاریکی ہو گئی اور غل شور ہوا کہ کشتہ ہوا نام من شہریار جادو غرض عمرو جب سب کو مار چکا بعد اسکے
ذکیہ خورشید لقا زہرہ لقا ماہ لقا سہیلہ اور سب پری زادوں کو بلایا اور ذکیہ کو چھیڑا کیا اور وہ گالیاں
دیا کی بعد اسکے زہرہ کو زنبیل سے نکالا اور تمام حقیقت بیان کی اور زہرہ مسلمان ہوئی اور بادشاہت
پردۂ تاریکی کی زہرہ کو دی اور ذکیہ اور خورشید لقا وغیرہ سے کہا کہ تم ریاضت گاہ میں چلو اور میں حمزہ
اور رضیہ کے چھڑانے کو جاتا ہوں اور لشکر ساتھ لے کر اور شہریار کی صورت بن کر عمرو وارد تیرہ بخت اور مظلم
پاس چلا جہاں تیرہ بخت اور مظلم نے امیر اور رضیہ کو بہت سمجھایا انہوں نے نہ مانا اسوقت تیرہ بخت رضیہ کی
شکل بنی اور مظلم امیر کی صورت بنا اور دونوں نے منہ کالا کیا اور سلطان سرخ پوش سے کہلا بھیجا کہ اطاعت
ہماری قبول کرو نہیں قتل کیے جاؤ گے جب انہوں نے نہ مانا تیرہ بخت نے طبل جنگ بجوایا اور صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آئے ادھر سے اوتاد نکلا ادھر سے بہرام نکلا اوتاد نے سحر کیا کہ بہرام اندھا ہو گیا اور
عمرو بن حمزہ نے تیر مارا کہ اوتاد گر پڑا اور ادریس نکلا اسنے ملک اشرق و ملک اعرب و ملک اسیر و ملک
امین اور عمرو بن حمزہ چوگان بن حمزہ اور بہرام وغیرہ ان سب کو پکڑ کے پنجروں میں بند کر کے لٹکا دیا اور شام کو
دونوں لشکر خیموں میں آئے اور تیرہ بخت کو خبر ہوئی کہ شہریار جادو آتا ہے غرض جس وقت شہریار آیا تو تیرہ بخت
اور مظلم استقبال کر کے لائے اور عمرو نے رات کو سب کو بیہوش کر کے تمام محل کو لوٹ لیا اور چاہا کہ تیرہ بخت

نے اُسی وقت ہمائے جادو بہونچی اور عمرو کو پکڑ لا اور اُنکو ہوش میں لائی اور تیرہ بخت سے کہا کہ شہریار جادو
عمرو تھا تیرہ بخت نے کہا تو نے میرے باپ کو کیا کیا عمرو نے کہا کہ میں سب کو مار کر اور پردہ تاریکی میں پنہاں کر کے
آیا ہوں اور تیرہ بخت نے طبل جنگ بجوایا اور صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے اور ہما عمرو کو علم میں باندھ کر
ایک طرف کھڑی ہی اور اخرس سلطان سرخیوش کو پکار رہا ہی کہ یا تو دین ابلیس کا قبول کر یا مجھ سے آکر لڑ اور تمام
مسلمان ہراسان تھے اور دعا مانگ رہے تھے کہ اُسوقت ظفران زاہد آسمان پر سے آگئے اور چار نقابدار شنجرفی پوش
صندلی پوش بنفشہ پوش سبز پوش یہ چاروں بیٹے ظفران زاہد کے ہیں اور ظفران زاہد نے سلطان سرخیوش کو
تسلی دی اور شنجرفی پوش سے کہا کہ تم اخرس پر جاؤ اور صندلی پوش سے کہا کہ تم عمرو کو چھڑا لاؤ اور آپ تعویذ لکھ لکھکر
ہوا کی طرف اُڑانا شروع کیے اور اخرس نے سحر کیا کہ ایک زنجیر شنجرفی پوش تک آکر گھیر لی اور اُدھر سے جو زنجیر
گھیری تو اخرس کی مشکیں بندھ گئیں اور ہمانے صندلی پوش پر سحر کیا تھا کہ پانچ تلواریں چمک کر شنجرفی پوش
پر آگریں اُدھر سے پلٹ کر جو گریں تو فرشتہ کے پانچ ٹکڑے ہوئے اور منظلم نے صندلی پوش پر سحر کیا تھا کہ دو سبد
آگ کے صندلی پوش پر آگئے اور اُدھر سے چوبیٹے منظلم کی مشکیں بندھ گئیں اور تیرہ بخت نے جو یہ نقشہ دیکھا
طبل آسائش بجوا کر پھر گئی اور ظفران زاہد نے منظلم و اخرس و ہما کو پنجروں میں ڈال کر لٹکا دیا اور آپ
اسم پڑھنے کو بیٹھے اور تیرہ بخت نے جا کر دم لیا اور ایک اونٹ موم کا بنا کر اُسکے گلے میں زنگ ڈالا اور صبح کو میدان
میں آئی اور ادھر سے لشکر اسلام آیا پہلے تو جادوگروں نے سحر کیا تھا کہ کبھی تیر برسنے لگے تھے اور کبھی آگ اور کبھی
زمین پھٹ گئی اور لوگ غرق ہونے لگے اور ظفران زاہد نقش لکھکر آسمان کی طرف اُڑاتے تھے جب تیرہ بخت نے
دیکھا کہ کسی کا سحر اثر نہیں کرتا اُسوقت آپ میدان میں آئی اور ظفران زاہد کو سمجھایا جب نہ مانا اُسوقت
وہی اونٹ موم کا نکالا اور وہ ہوا الگ کر تر ہو گیا اور اُسکے زنگ کی آواز سے ظفران زاہد مع چاروں بیٹوں کے
گونگے اور بہرے ہو گئے اور تیرہ بخت نے منظلم و ہما کو چھڑا لیا اور ظفران زاہد کو جہاں امیر تھے وہیں لٹکا دیا اور
سلطان سرخیوش سے کہنے لگی کہ کل سب کو قتل کر دونگی اور سلطان سرخیوش پھر کر ناموس صاحبقرانی میں آئے اور چاہا کہ اپنے
تئیں ہلاک کریں اُسوقت عمرو آیا اور محفوظ پری گلرنگ پری خورشید جمال اور سلطان سرخیوش ان سب کو تسلی
دی اور کہا کہ آج میں امیر کو چھڑا لاؤنگا اور یہاں تیرہ بخت نے سحر سے ایک مکان شیشہ کا بنایا ہی اور صحبت آرا ہی کہ
عمرو گلیم اوڑھ کر آیا اور کہا کہ اے تیرہ بخت خداوند ابلیس تم سے خوش ہوئے ہیں اور اُنکا نائب تمہارے پاس آیا
چاہتا ہی اور پانچ چار حقے آتش بازی کے آسمان پر مارے اور جست کر کے اور صورت بدل کے کہ پوشاک مکلف کی
اور داڑھی منقش کی گھٹنوں تک تیرہ بخت کے سامنے آئے اور تخت پر بیٹھے سبھوں نے سجدہ کیا پہلے آپ نے
کہا کہ مرد سے مرد فعل کرے اور عورت سے عورت بعد اُسکے شراب میں بیہوشی دے کر سب کو بیہوش کیا اور تمام
محل کو لوٹا اور لوح تیرہ بخت سے لے کر اُسکو دھو کر پانی اُسکا امیر اور سرداروں پر چھڑکا امیر قید سے رہا ہوئے اور
لوح امیر کے گلے میں ڈالی اور عمرو نے ایک رقعہ لکھکر تیرہ بخت کے گلے میں ڈالا اور سب کا کالا مُنہ کیا اور امیر کے
ساتھ داخل لشکر ہوا یہاں تیرہ بخت جب صبح کو ہوش میں آئی اپنے تئیں بحال خراب دیکھا کہ مُنہ تو کالا ہی اور ننگی پڑی ہی
اور ایک رقعہ گلے میں پڑا ہی اُسکا مضمون یہ تھا کہ اے تیرہ بخت ہم تجکو چاہتے قتل کر ڈالتے لیکن نہ کیا اب بھی حرکت
شیطانی سے باز رہ ورنہ میں تجھے مار ڈالونگا غرض تیرہ نے سب کو ہوشیار کیا اور عیاری عمرو کا حال بیان کیا
منظلم نے کہا میں جاتا ہوں واسطے جنگل کے کہ میں نے ارقم کے پاس رکھوا دی ہی میں تلاش کرکے لاتا ہوں اور

تو فکر صاحبقران کے قید کرنے کی کی الغرض یہ دونوں اپنے اپنے کام میں مصروف ہوے مظلم ادھر چلا اور تیرہ جادو اپنے
ہوم خانہ میں آئی اب حال امیر کشور گیر فتاح طلسم کا سُنیے کہ صاحبقران اور عمرو داخل لشکر ہوے تمام لشکریوں کو
بہت خوشی ہوئی لیکن عمرو و ظفر ادھم میں چلے کہ ملاقات ادھم سے کرکے میل بے لون اور عمرو نے چلتے رخصت امیر سے کہا
کہ اگر رضیہ سلطان آپ کو بلائے تو ہرگز ہرگز نہ جائیے گا جبتک میں نہ آؤں کیونکہ آپ کا اسم اعظم چھنا ہے اور میں قیدیوں کی فکر کو
جاتا ہوں یہ کہکے روانہ ہوے اب اسکو تو یہان چھوڑیے

جبتک دو کلمے داستان رضیہ سلطان کے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت رضیہ سلطان نے سُنا کہ حمزہ صاحبقران لشکر میں آ گئے ہیں بیتاب ہوکر ایک رقعہ لکھا اور اسکا مضمون یہ تھا ہستی

ہوئی یہ مجوز جہاں دیکھا دیار　　کرتی ہو کچھ عشق یہ جو ہی ایمان　　قسم خدا کی نہیں دل کو ایک آن قرار　　میں مجھ سے کری ہوئی یہ مجبوری آتا
اور دل میں ہے غم بے نشان زدہ　　بجز غم کہ جب تیر بے کمان زدہ

ای صاحبقران حالِ گرفتاری کا سُنکے اس تن ناتوان میں جان نہ تھی لیکن اب جان تازہ خدا وند کریم نے بخشی اور اب ایک درد
ایسا اٹھا ہے کہ شاید گھڑی دو گھڑی جیون بس یہ تمنا ہے کہ تمہیں دیکھ مین تا روو ورنہ تمہیں یقین رہے کبھی تو محبت راز و نیاز
ہو جائے بس یہ لکھکر لکھا کہ درد مہلت نہیں دیتا کہ اور لکھوں لیکن تھوڑے لکھے کو بہت تصور فرمایئے گا سچ ہے شعر نقوش کلک
قدرت کو ہی اندیشے سے حیرانی یہ پڑھا جاتا نہیں ہرگز کسی سے خط پیشانی ۔ سو ہمارا حال ایسا ہی اور تمام شعر لکھا یا منہ
سے شمو بوسہ دیا اسنے ہو خطوں کا یہ سکندر رہ گیا پایا سا پہونچکر آب حیوان پر ۔ بس نامہ تیار کرکے ایک خواص خوش
لباس کے ہاتھ میں دیا اور کہا یہ نامہ امیر کو کسی ترکیب سے پہونچا دے غرض وہ نامہ لیکر روانہ ہوئی اور خدمت میں امیر
کی پہونچکر علیحدہ رضا سے ہے بلا کر نامہ امیر کے ہاتھ میں دیا اور تاب چل کر ہی ہوئی امیر نے نامے کو ملاحظہ کیا ایسا مضمون
لکھا پایا کہ دل امیر کا بیچین ہو گیا اور سب سے آکر کہا کہ میں بھی آتا ہوں ذرا اس باغ کی سیر کر آؤں کہ مجھے وحشت کمال ہے
سب نے عرض کیا کہ عمرو کے کہنے کا حضور خیال رکھیں اور باغ سے آگے نہ بڑھیے گا امیر نے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں بس
یہ کہکر اُس باغ میں آئے جو پشت باغ پر تھا اور دروازہ دوسرا کھول کر مکان رضیہ سلطان کا راستہ لیا اور یہ شعر پڑھتے ہیں
کوئی ہمدم کو کوئی تنگدست کر جانے ہے ۔ کوئی تلاش معیشت میں جان کھپاتے ہے ۔ میں تجھ سے پوچھوں ہوں ای دل
کدھر کو جاتے ہے ۔ تو مرکے نام میں آنسو یہ کہ سُناتے ہے ۔ علی الصباح جو مردم بکار و بار روند ۔ بلاکشان محبت
بکوی یار روند ۔ یہ پڑھتے ہوے صاحبقران جاتے تھے کہ ادھر تیرہ جادو نے جو طالع امیر کا دیکھا تو ساعت
انکی گرفتاری کی پائی لگی اپنے ساتھ فریب جادو کو لیکر چلی تیرہ جادو چیل کی شکل بنکے آئی اور زاغ کی صورت
بنکے فریب جادو ۔ حسب الاتفاق امیر چلے جاتے تھے کہ فریب جادو کی نگاہ پڑی کہا کہ ای ملکہ میں فتاح طلسم کو فریب
دیتی ہوں یہ کہکر آگے بڑھی اور عمرو کی شکل ہوکے حمزہ صاحبقران کے سامنے آئی امیر نے جو دیکھا تو رنگ انکار دیکھا
فرمایا کہ خواجہ جعلی تو ہوئی مجھ سے کہ تم نے منع کیا تھا اور میں چلا آیا لیکن ملکہ نہایت بیمار ہو گئی ہے عمرو نے کہا میں وہیں
سے آتا ہوں اور یہ پھول ملکہ نے دیا ہے کہ اسکی خوشبو سونگھکر بتلاؤ کہ یہ کونسا پھول ہے امیر نے عمرو کے ہاتھ سے لیا
اور سونگھا تو بیہوش ہو گئے اور تیرہ جادو نے کہ وہ چیل بنی تھی زمین پر آکے ہیئت انسانی پیدا کی اور فریب جادو
کی تعریف کی اُسنے امیر کو لپیٹ کر اور پشتارہ باندھ کر تیرہ جادو کو دیا اور اب امیر بجائے صحبت رضیہ سلطان
میں پہونچی کہ رضیہ سلطان نے خوش ہوکے تخت پر بٹھا لیا اور حال تیرہ جادو کا پوچھنے لگی کہ اتنے میں تیرہ جادو
مع پشتارہ صاحبقران کے پہونچی اور وہاں کے ملکہ رضیہ سلطان پر سحر کیا اور پکڑ لیا اور سب خواصیں یہ دیکھکر

رہ گئین جو دوا سے جلا دیا اور مار ڈالا غرض خوش ہو کے کہا کہ ای قریب جادو تم تو اُنکو گرفتار کر کے لے چلو اور مین ہیکل کی فکر مین جاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اب حال یہان کا سُنیے کہ ارقم ہیکل لے رضیہ کے پاس آتا تھا کہ اخرس نے آواز دی کہ ای بد ادر مجھے بھیجا ہی کہ تو ہیکل اس سے لے آ مین اسی لیے آیا ہون ارقم نے کہا کہ تو جھوٹا اور مکار ہی مین تجھکو کبھی نہ دونگا غرض یہ سمجھا کہ ارقم نہ دے گا اور ساحر بھی برکت ہیکل سے تاثیر نہ کرے گا پس اسوقت اخرس لڑنے کو تیار ہوا اور آگے ارقم سے لپٹ گیا اور ان دونون مین کشتی ہونے لگی برکت سے اُس ہیکل کی ارقم اُسپر غالب آیا پس اسوقت ارقم اسکو پچھاڑ کر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہ ایکبار اخرس نے کیا کیا کہ جیب سے اپنا [illegible] آنکھون پر ڈالے اور دیا جو ملتا ہی ارقم ایکبار چلا کر گرا پس ساتھ ارقم کے گرنے کے اخرس نے کہا ای ارقم ارے مین طلسم کشا کو قید کر کے آیا ہون اور تجھکو بھی مارے ڈالتا ہون ارے مین امیر کے پاس تھا جادوان کے پاس سے صرف ہیکل کے لینے کو فریب کر کے آیا تھا سو یہ ہیکل بھی میرے ہاتھ آئی اور طلسم کشا کو بھی مین نے پکڑا یہ کہکر اخرس چاہتا تھا کہ ارقم کو ذبح کرے کہ ایکبار ارقم نے بھی دونون کیا اسکی حرکت سے اذیت جو ہوئی تو اخرس ہائے ہائے کر کے نیچے گر پڑا اور ارقم بھی فوراً اسکے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا او بدمعاش اے دغاباز تو نے امیر کے ساتھ دغا کی مین تجھے کب جیتا چھوڑتا ہون یہ کہکر ارقم نے گیسنہ خنجر ہاتھ مین تھا کہ اخرس کو ذبح کرے اور ہائے اے وردہ رہا جو بسبب سحر کے امیر کے سر پر سایہ فگن رہتا تھا وہ بحکم تیرہ بخت کی کہ ایکبار اسنے ایک رسّی کی پھانسی ارقم کے گلے مین ڈالی کہ ایک جھٹکا مارا فوراً ارقم اخرس کی چھاتی سے نیچے گرا اور اخرس اُسپر چڑھ بیٹھا ایکبار رہتا نے کہا کہ اس طلسم کشا کی جان اُسدن سے فکر مین لگی تھی کہ جس دن سے یہ طلسم مین داخل ہوا تھا مگر میرا قابو نہ چلتا تھا آج میرے قابو مین آیا ہی اب مین اسوقت کب چھوڑتا ہون اور اخرس نے ارقم کو باندھا اور باندھ کے اخرس اور رہتا سے جادو دونون آئے اور امیر کو دیکھا کہ ملکہ رضیہ کے پاس بیٹھے ہین ایکبار اخرس نے امیر سے کہا ای امیر ملکہ سے الگ ہو بیٹھو اور مین تو اس ہیکل کے واسطے آیا تھا سو اب وہ ہیکل بھی میرے پاس آگئی ہی اور میرے ہاتھ لگی ہی ارے مین کب تجھے چھوڑتا ہون پس اخرس نے یہ کہکر بعلم سحر گرفتار کیا اور اخرس اور رہتا سے جادو یہ دونون رضیہ اور امیر اور ارقم کو مظلم اور تیرہ بخت کے پاس لے کر چلے

دوکلے داستان حال مظلم اور تیرہ بخت کے سنیے

کہ یہ دونون آپس مین یہ باتین کر رہے ہین مظلم کہتا ہی تیرہ بخت سے کہ ای تیرہ مین مرتا ہون تم رضیہ کو میرے حوالے کر دو مین اس سے وصل حاصل کرون اور اخرس گیا ہی طلسم کشا کو لینے کو وہ بھی جلد لے کر آتا ہی یہ سُنکر تیرہ بخت نے کہا واہ واہ یہ تم کیا کہتے ہو یہ ہرگز نہین ہونے کا تم اپنے معشوق کے ساتھ عیش کرو اور مین طلسم کشا کے واسطے ترپا کرون پس دونون سے آپس مین یہ باتین ہوتی ہین کہ ایکبار ایک عیار گرد مین آلودہ اور پسینے مین غرق آیا اور اُسنے تیرہ بخت اور مظلم کو مجرا کیا اور عرض کی کہ اخرس اور رہتا سے جادو یہ دونون ملکہ رضیہ سلطان اور طلسم کشا کو لیے آتے ہین بس یہ سُنتے ہی دونون ناچنے لگے اور اخرس نے کہا ای تیرہ بخت جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ وعدہ بھی پورا ہوا اب تم میرے ساتھ ہم صحبت ہو یہ سُنکر تیرہ بخت نے کہا تو مجھ احمق ہو رہی بس تیرہ بخت تو کہتی رہی مگر اخرس نے کچھ خیال نہ کیا غرض جب یہ خوب سا مساس کر چکا اسوقت اخرس نے چھوڑ دیا کہ ایکبار فرقشنہ بولی کہ بلاؤن میرا بھی وعدہ پورا ہوا یہ سُنکر تیرہ بخت نے کہا تو بھی جا کے پٹ جا مظلم

سے وقتشہ دوڑ کر مظلم سے لپٹ گئی اور بہت سا مظلم نے اُسے چمٹایا اور حمزہ کا یہ کب ماننے تھی پس خوب اُسنے بھی اپنا کام کیا اور فرہوشاں کے
وقتشہ ملعونہ نے چھوڑ دیا اور اب یہ دونوں ایک تخت پر بیٹھے اور سب کے رنگ بادلے اور تمامی کے بندے ہوئے ہیں اور امیر کے بدن پر
تمام زیور ہیں اور موتی جڑاؤ کے بھبوت ملا ہے اور مالا موتیوں کے پہنے ہوئے ہیں اور تمام جادوگرنیاں دہات جو وہ ہیں اور کئی ہزار
جادوگرنیاں کرسیوں اور چوکیوں پر بیٹھی ہوئی ہیں کہ یکبار سواری امیر کی آئی اور رضیہ سلطان کا تخت بیٹھی ہوئی ہیں مگر غم
اپنا بالوں سے چھپائے ہوئے ہیں اور امیر کی حالت غیر ہے اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ جس بات کا ڈر تھا وہی بات آگے آئی بیشک
تو ہر ایک سے مستعد ہوں اور اگر ملکہ رضیہ سلطان کی کوئی بے عزتی کی بات ہوگی تو میں سب بیٹیوں مار کر رواں دونگا اور ان ساحروں
کو اُنکے خیمہ میں گھس کر مارونگا غرض ہمارے مقدر نے یہ دن دکھایا کہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنا پڑا پس امیر اور رضیہ
دونوں آئے اور تخت پر بیٹھے ہیں کہ یکبار مظلم نے تیرہ بخت سے کہا کہ تم باتیں امیر سے کرو اور تیرہ بخت نے کہا مظلم سے
کہ تم باتیں ملکہ رضیہ سے کرو تیرہ بخت نے امیر کو دیکھکر کہا اے طلسم کشا تم واقعی قتل ہونے کے لائق ہو کہ تم نے میری
ماں ظلمانہ کو مارا ہے اور بہت سے جادوگروں کو مارا اور ان سب کا خون تمہاری گردن پر ہے اور یہ بھی ہمارا سلوک ہے کہ ہم
تم کو چھوڑے دیتے ہیں یہ کیسی تھی اور امیر سے انکو ملاقات جاتی تھی لیکن اب تم کو لازم ہے کہ جو میں کہوں وہ تم مانو اور جو نہ مانوگے
تو میں بری طرح سے پیش آؤنگی یہ سنکر امیر نے کہا کہ او قطامہ کتا ارے میں تیرے کہنے کو کبھی نہ مانونگا اور تیری آرزو
نہ پوری ہوگی اور ادھر مظلم نے ملکہ رضیہ سے کہا کہ اے ملکہ آفاق آرزو میری یہ ہے کہ مجھکو غلامی میں قبول کیجئے یہ کہکر ملکہ
کی طرف دیکھا اور اُسنے کہا کہ ارے او حرامزادے نالائق خدا مجھے اُس دن کو نہ رکھے کہ میں کسی کی صورت سوائے
طلسم کشا کے دیکھوں اور کسی سے بات بھی نہ کروں اور مجھکو اُسی کے ساتھ مرنا اور جینا ہے جب ملکہ نے مظلم سے یہ کہا اور
امیر نے تیرہ بخت کو برا کہا پس یہ دونوں خفا ہوئے اور برہم ہوئے اور ان دونوں نے کہا کہ یہ یوں نہ مانینگے جبتک
سب رفیق اور دوست اور لوگ انکے مارے نہ جائینگے پس یہ کہکر ان دونوں نے آگ منگوائی اور دو دونے ہاتھ کے
کچھ پڑھکر اُس آگ پر ڈالے جب جب چٹاہٹ ہونے لگی تو یکبار اندھیرا ہوا اور دھواں اُس خیمہ میں ایسا ہوا کہ تمام
خیمہ میں اندھیرا ہوگیا اور بعد دو گھڑی کے روشنی ہوئی اور دیکھا امیر نے کہ ایک چار دیواری شیشہ کی ہے لیکن اُسمیں
ایک چیز بھی نہیں ہے اور وہ جو خیمہ تھا وہ ایک عمارت عالیشان تیار ہوئی ہے اور تمام اُسمیں زمین سنگ کی ہے اور ان
سنگوں میں تودے الماس کے دیے ہیں اور وہ تودے جگمگ کر رہے ہیں اور اُسمیں تیاری مجلس آرائی کی ہوئی ہے
اور ناچ رنگ گانا بجانا ہو رہا ہے اور امیر اور ملکہ رضیہ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ پھر یکبار تیرہ بخت نے امیر سے کہا کہ اے
طلسم کشا اب بھی میرا کہنا مانو اور میں بھی تم کو لیکے ظلمات میں پہونچتی ہوں وہاں چلکر ہم تم دونوں عیش و عشرت
بسر کرینگے یہ سنکے امیر نے اُسکو سخت و سست کہا تیرہ بخت خفا ہوئی اور کہا حمزہ کو پنجرے میں بند کرو اور مظلم نے کہا
رضیہ کو بھی پنجرے میں بند کرو ملکہ اسکو مار ڈالو یہ سنکر تیرہ بخت نے کہا ابھی ان دونوں کو مارنا اچھا نہیں ہے اور جب
انکی ساری فوج اور لشکر کو پکڑ لینگے اُسوقت انکو بھی مار ڈالینگے پس مظلم نے کہا اچھا غرض ساحروں کو حکم کے دو پنجرے
تیار ہوے امیر اور ملکہ کو پنجرے میں بند کیا اور حکم کیا کہ دو میل نے اور سامنے لشکر کے ان دونوں میلوں کو گڑوا دیا اور دونوں
پنجروں کو میلوں میں لٹکا دیا اور سامنے لشکر امیر کا دکھائی دیتا ہے اور امیر حسرت دیکھتے ہیں اور کچھ قابو امیر کا نہیں
چلتا ہے اور یہاں اس تیرہ بخت اور مظلم نے کہا میں تو اپنی صورت بدلکر امیر کی صورت بناتا ہوں اور اے بہن تم صورت
رضیہ سلطان کی بناؤ اور ہم تم ساتھ طلسم کشا کے عیش و عشرت مشغول ہوں اور ہم دونوں مزا اڑائیں پس امیر
اور رضیہ یہ دونوں اسی حسرت میں مر جائینگے اور انکو تمام عمر بھی یہ بات نصیب نہ ہوگی پس مظلم نے اپنی صورت

سحر سے طلسم کشائی تیار کی اور تیرہ بخت نے اپنی صورت ملکہ رضیہ کی بنائی پس امیر کی صورت بن اور مظلم کی
صورت میں کچھ فرق نہ تھا اور جو پوشاک امیر کی تھی وہی پوشاک مظلم نے پہنی اور ہر ہوسی بات میں فرق نہیں ہوا
اور پس تیرہ بخت قطامہ نے اپنی صورت ملکہ رضیہ کی بنائی وہ بھی پوشاک پہن کر بیٹھی اور تیرہ بخت نے
پلنگ اپنا صحن میں بچھوایا اور مسند اُسکے آگے بچھی ہوئی تھی غرض یہ دونوں شراب پیتے ہیں اور آپس میں خوش فعلیاں
اور بوس و کنار میں مشغول ہوئے اور اس نشہ کی حالت میں اُن دونوں نے اپنا منہ بھی کالا کیا اور تیرہ بخت
نے امیر سے کہا کہ کیوں حمزہ ہم نے تو اپنا فرا یونہیں کر لیا او تم لوگ تمھیں تمام عمر یہ بات بھی نصیب ہوئی اور ملکہ
رضیہ نے یہ بات دیکھکر اپنا منہ پھیر لیا اور سر بھی نہ اُٹھایا امیر نے لاحول پڑھنا شروع کیا اور گالیاں دینا
شروع کیں اور امیر اپنے جی میں کہتے تھے کہ سچ مچ شیطان اور ابلیس میں زیادہ کچھ حیا اور شرم نہیں ہے اسوقت
تیرہ بخت نے مظلم سے کہا کہ بس یہ یونہیں راضی ہونگے پھر دونوں بیٹھے ہو رہے دوسرے دن شام کو طبل جنگ
بجوایا اور ہرکارے اور جاسوس آئے اور سلطان سرخپوش کو خبر دی کہ لشکر مظلم میں طبل جنگ بجا
پس اُسنے بھی کہا ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجے غرض لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا اور دونوں لشکروں میں
تمام رات تیاری جنگ کی رہی اور صبح کو دونوں دریائے لشکر میدان میں آئے اور سلطان سرخپوش
تخت پر سوار چہار سمت کے لوگ پرا باندھے کھڑے ہیں اُسوقت مظلم بولا اگر انکو پکڑ کے مارنا ضرور ہی کوئی جائے
اور اُنکو پکڑ لائے ایک جادوگر اُدھر سے نکلا اور پکارا کہ میدان جائید ہر کہ از دست مرگ داشتہ باشد کہ یکبار ر
سلطان شرقیہ آباد کہ نام اُسکا اشرق سرخپوش تھا وہ رکب بناز کر صف میں سے نکلا اور ہم نگا در ہوا
اور جنگ کی اور ملک اشرق نے کئی آدمی جان سے مار ڈالے جب کہ دیکھا اخرس نے اور مظلم نے کہ یہ بھی یونہیں
ماتو نہیں گے اُنکو سحر کرکے پکڑو پس اخرس آپ میدان میں نکلا اور اُسنے سحر سے ملک اشرق کو پکڑ لیا اور جتنے
لشکر اسلام کے تھے مع سردار سب کو سحر سے گرفتار کیا پس جسوقت اُسنے امیر کے رفیقوں کو اور شرقیہ آباد اور
جنوبیہ آباد و غربیہ آباد اور شمالیہ آباد والے سب کو پکڑ لیا اسوقت شام بھی قریب ہو گئی تھی کہ ایکبار اُسنے
طبل بازگشت بجوایا اور کہا سلطان سرخپوش اب بھی میرا کہنا مان اور اگر حاضر ہو نہیں تو کل تو بھی ذلیل اور رسوا
ہوگا پس یہ سنکر سرخپوش نے کہا او کدھے کیا بکتا ہے بس یہ کہکے طرف خیمہ گاہ کی رجعت کی اور یہ اپنے خیمہ
میں آئے اور اب ان لوگوں کے گرفتار ہونے سے ان سب پر ہراس زیادہ ہوا ہے اور سلطان جنیان کو یاد کرکے
زیادہ بیقراری کرتے ہیں اور اخرس جتنے سردار پکڑ کے گیا ہے اُن سب کو بھی نجہ دان میں قید کرکے بٹھلا دیا اور
باقی جتنے لوگ تھے اُن سب کو زنبیل میں بٹھلا دیا ہے اور امیر سے کہا کیوں حمزہ دیکھو سب ساتھی تمھارے ہیں اور رفیق
گرفتار ہو چکے ہیں اور کل سلطان سرخپوش کو بھی پکڑ لائینگے اور سب کو ہم قتل کرینگے ورنہ اب بھی کہنا ہمارا مان
رہے کیوں اپنے ساتھ سب کو خراب کرتا ہے یہ سنکر امیر نے کہا او حرامزادے ہمیں مرگ بہتر ہے اس بات سے اور یہ
نہیں ہو سکیگا مجھ سے کہ تم نابکار بدبختوں کی میں تابعداری کروں یہ ممکن نہیں ہے اور اگر ہمارے خدا نے ہماری
تقدیر میں یونہیں مرگ ہماری لکھی ہے تو منظور ہوگی اور اگر ہمارا مقدر اچھا ہے تو میں تم کو دیکھو تو کس طرح سے
مارتا ہوں اور میں تم سے کسی طرح سے ڈرتا نہیں ہوں انشاءاللہ تعالے ہمیں تم کو مارینگے اور مظلم اور تیرہ بخت
سے کہا کہ جو تم چاہتے ہو وہ کبھی قیامت تک نہ ہوگا یہ سنکر تیرہ بخت نے کہا بھلا دیکھو میں تجھے کس طرح سے
مارتی ہوں یہ کہکر اُسنے سلطان سرخپوش سے کہلا بھیجا کہ اے سلطان سرخپوش اب بھی جو اپنا بھلا چاہتے ہو،

تو چلے آؤ نہیں تو بُری طرح سے پیش آؤنگی اور ایک نامہ لکھکر ایلچی کے ہاتھ بھیجا پس ایلچی نامہ لیکر روانہ ہوا اور
سلطان سرخیوش کے پاس آیا اور نامہ دیا اور سلطان سرخیوش نے وہ نامہ پڑھا اور اُس ایلچی سے کہا کہ جا کر مظلم اور
تیرہ بخت سے کہنا کہ او بد معاش خدا نہ کرے کہ پاؤں ہمارا راہ ہدایت سے لغزیدہ ہو اس راہ صراط المستقیم پر ہم بخوبی
عمل کرتے ہیں اور کبھی اس راہ سے پاؤں کو ہمارے بازگشت نہ ہو اور کہدینا اُس حرامزادے اور اُس حرامزادی سے کہ
اگر خدا نے چاہا تو ہم بھی اُسی طرح سے بادشاہت کرینگے اور باخوشی رہینگے پس یہ ایلچی جواب لیکر چلا گیا اور لشکر
مین طبل جنگ بجے طبل جنگ کی آواز بلند ہوئی اور ہرکاروں نے سلطان سرخیوش کو خبر دی اور سلطان
سرخیوش نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین حکم کردو کہ طبل جنگ بجے پس دونوں لشکروں مین تمام شب تیاری
جنگ کی شروع ہوئی مگر سلطان سرخیوش کو حد سے زیادہ بیقراری ہوئی اور تشویش ہوئی اُسوقت عمرو نے
کہا اے سلطان اتنی بیقراری تم کو نہیں چاہیے اور حمزہ پر ایسی واردات ہوئی تھی مگر اللہ نے اُنکو محفوظ رکھا اور
اس بلا سے بھی کوئی صورت مخلصی کی ہوگی یہ سنکر عمرو سے سلطان سرخیوش نے کہا اے شاہ عیاران عیار اے
عمرو بن امیہ نامدار مین نے سُنا ہے کہ نام تیرا سر بندۂ جادوگران و زخشندہ ریش کا ذان ہے تو ہی کچھ مدد کرے گا
تو میر اور ملکہ رضیہ اور سب سرداروں کی مخلصی ہوگی یہ سنکر عمرو نے کہا اے میاں جی مین نے تمام عمر ایک جوں بھی
نہیں ماری ہے اور تم مجھکو جادوگروں مین بدنام کرتے ہو مگر یا نعم یار نگار رکھو دیکھو تو وہ کیا کرتا ہے پس سلطان سرخیوش
اس سوچ مین چپ ہو کر بیٹھے رہے کہ دیکھیے خدا کیا کرتا ہے تمام شب سلطان سرخیوش کو عبادت مین گذری اور خدا
سے دعا مانگا کیا ہے کہ اے رب العالمین تو ہی عزت اور حرمت رکھنے والا ہے اور غارت کر ان ابلیس پرستوں کو سب جتنے
مسلمان تھے سب کو ترپتے اور دعا مانگتے گذری اور جب گریبان سحر نے چاک کیا جتنے مسلمان تھے سبھوں نے اپنے سروں پر
کفن باندھے اور کفنیاں پہن کر آمادہ مرگ ہوے اور سب نے رونے بکر باندھی ہے کہ آج مر جائینگے مگر بے عزت
نہین ہونگے ان جادوگروں کے ہاتھوں سے اور سا اور ایسی زیست سے مرگ بہتر ہے اور ایک طرف حرم محترم جو سلطان
سرخیوش جنسی کے ہین تو انھوں نے اپنے منھ پر نقاب ڈال لی ہے اور ترکشوں مین تیر بھرے ہین اور کمان کاندھے پر
اپنے رکھے ہین اور بہت سلیمانی کو حمائل کیے ہوے ہین اور مرنے پر مستعد ہین اور کئی لاکھ پری زادین اور جن یہ بھی
اُنکے ساتھ ہین مگر سب ہمہ سلیمانی حمائل کیے ہوے ہین اور اسی طور سے مرنے پر نکلے ہین کہ جیسے مرے گھر سے
جنازہ نکلتا ہے اور تلوار کمر پر باندھ کر کھڑے ہوے ہین اور سلطان سرخیوش بھی تخت پر بیٹھا ہے اور یہ عالم ہے کہ سارے
مسلمان کفن پہنے ہوے ہین اور جب سلطان سرخ پوشس نے دیکھا اور یہ اُسکی حالت غیر ہوئی
اور بیقراری اُسکی زیادہ ہوئی اور سب کو لیکر میدان جنگ مین کھڑا ہوا اور اُدھر ایکبار آمد جادوگروں کی ہوئی پس
پرے کے پرے چلے آتے ہین لیکن عجیب عجیب طرح کی صورتین ہین انکی اور عجیب عجیب طرح کی سواریاں ہین کوئی
اژدہا آتش فشاں پر سوار ہے اور کوئی ہرن پر سوار کوئی طاؤس پر کوئی شیر پر سوار ہے مگر آتش انکے
منھ سے بار بار ناک دم سے نکلتی ہے اور ایسی ہیبت ناک شکل سے آتے تھے اور ایک تخت سے اوپر
مظلم اور تیرہ بخت سوار ہے لیکن تاج شاہی بر سر و چار نیزے بادشاہی دربار اور پہلو اُسکے بد معاش
کے گلے پہنے ہے اور ادھر دوسرے تخت پر یہ تیرہ بخت ہے یہ بھی ایک ابلیس لنگر کا تاج سر پر ٹیڑھا رکھے
ہوے ہے اور ایک جوڑا بہت تکلف کا پہنے ہوے ہے اور غرق دریاے جواہر ہے پس یہ دونوں تخت پر
اکڑتے ہوے اور ڈہر بجنے لگے اور نقارہ نوازی ہونے لگی یہ تمام ساحروں نے عجیب طرح کی ایک

غرضیکہ یہان سے باہر ہو اور اخرس اور ہمارے جادو یہ دونون تیرہ بخت کے پاس کھڑے ہین اور اخرس
تیرہ بخت سے خوش خوش فعلیان کر رہا ہی تیرہ بخت بھی ایک ناز و نخرے سے اس سے بات کرتی ہی اور ایک
طرف کو قرقشہ ملعونہ مظلم سے چہل کر رہی ہی اور منیش منش سے باتین کر رہی ہی لیکن عجب طرح کا ایک ہنگامہ
لشکر جادوگران مین ہو رہا ہی آج لوح طلسمی تیرہ بخت کے گلے مین ہی اور ایکبار اخرس نے مظلم اور
تیرہ بخت سے کہا مین جاتا ہون اور سلطان سرخ پوش کو گرفتار کرتا ہون ان دونون نے کہا کہ جاؤ تو وہ
بد معاش ہرن پر سوار ہی بس ایکبارگی آ کر ہرن کو میدان مین لایا اور آکر پکارا اور یہ پکارا کہ اے سلطان
سرخیوش بھیج کسکو بھیجتا ہی یا تو آکر مجھ سے مقابلہ کر لے جسوقت اخرس نے یہ کہا ہو تب سلطان سرخیوش
نے سب کی طرف دیکھا پس معلوم ہوا اسکو کہ کسی کا ارادہ نہین ہی اور کوئی گھوڑے کے تنگ کو درست کر رہا ہی اور
کوئی سپر کے پھولون سے کھیل رہا ہی غرض سلطان سرخ پوش نے کہا کہ کوئی نکلے اسکے سامنے میدان داری کرتا ہی کون
یہ جواب دیا کہ اے سلطان سرخیوش وہ جو لوگ ہم سے بڑے بڑے زبردست تھے انکو تو یہ پکڑ لے گیا ہم بیچارے
کیا کرین یہ سنکر سرخیوش ناچار ہوا اور خدا سے دست بدعا ہوا اور یہ عرض کرنے لگا کہ اے رب العزت دا رب العالمین
یا ارحم الراحمین تو ہی ہمارا اسوقت حامی اور مددگار ہی یہ دعا مانگ کر اپنے گھوڑا مانگا اور قریب سو برس کے اسکا
سن ہی غرض اپنے تخت پر سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اسی طرح سے سر برہنہ گھوڑا اڑا کر میدان مین آکر
برابر اخرس کے کھڑا ہوا اور یہ اخرس بدخصلت بدطینت خرس بادیہ ضلالت سامنے سلطان سرخیوش جیتی کے
آیا اور قہقہہ مار کے ہنسا اسنے کہا کہ آج تو میدان مین میرے مقابلے کے لیے آیا معلوم ہوا کہ اب کوئی سردارون مین
نہین باقی رہا جو تو خود میدان دوری کو آیا ہی او سلطان سرخیوش کیون کمبختی تیری آئی ہی ارے خیال
کر کے دیکھ کر شاہ جادوان تجھے بلاتا ہی اب بھی چلا آ اور دین ابلیس پرستی اختیار کر دیکھ عزرائیل و ابلیس
اور اس اشیاطین نے کیا اپنا فضل کیا ہی اور کیا اس دین کو مستحکم کیا ہی پس تجھکو بھی لائق ہی کہ تو بھی
شکر کر کہ بادشاہت تیری قائم رہتی ہی اور تو اپنی جیتی کو سمجھا کہ وہ شاہ جادوان کو قبول کرے یہ سنکر سلطان
سرخیوشش نے کہا او بدمعاش کیا گوہ کھاتا ہی ارے وہ رب العالمین کہ جسنے حرف کن سے یہ زمین و آسمان
بنایا ہی اسکے ہم بندے ہین اور اسنے ہمین پیدا کیا ہی وہی ہماری عزت و حرمت کا رکھنے والا ہی یہ سنکر
اخرس نے کہا تو یون نہین مانے گا اب تیرے ہاتھ باندھ کے لے جاؤنگا یہ کہکر اخرس نے کہا خبردار ہو یہ
کہکر اسنے جھولی مین سے ماش نکال کر پڑھ کر سلطان پر مارے ہنوز ہاتھ بھی اسکا جھولی سے باہر نہین
نکلا تھا کہ ایکبار سلطان سرخیوشش نے درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کر کے بخضوع و خشوع
اس طرح بلبلا کے دعا مانگی کہ تیر دعا نشانہ اجابت پر پہونچا ناگاہ ایک طرف سے ابر تیرہ و تار پیدا ہوا اور سب
کی نگاہ ابر تیرہ پر پڑی اور اس ابر مین سے گڑگڑاہٹ شروع ہوئی مظلم اور تیرہ بخت نے دیکھا اور اخرس
کی بھی نگاہ جا پڑی اور سب جادوگران اور سلطان کھڑا ہوا ہی کہ اتنے مین وہ ابر آکر سارے
لشکر پر چھایا اور خلق ہوا دیکھا ایک نقابدار سفید پوشش پیدا ہوا ہی اور چار نقابدار اسکے
ساتھ ہین ایک نقابدار شنجرفی پوش ہی اور ایک نقابدار صندلی پوشش اور ایک
نقابدار بنفشہ پوشش اور ایک زرد پوش ہی یہ چارون گھوڑون پر سوار ہین اور ساتھ سے چلے
آتے ہین وہ نقابدار آگے صف مین کھڑا ہوا جتنے مسلمان تھے سب اس نقابدار

کے پاس آئے اور کہا ای عابد خدا وہ سپہران جادوگرون کا غلبہ ہی اور ہمارے تاجدار اور افسر اور رضیہ سلطان اور خورشید لقا
کو زنجیرون مین قید کیا ہی اور سب سردارون کو پکڑ لے گئے ہین لیکن آج سلطان گیا ہی اور ڈرتے ہین اور بھی مجبور رہا ہی یقین
ہی کہ وہ بھی پکڑا جائے گا جسوقت اُسکو پکڑ لینگے تو اُسوقت ہم سب مسلمانون کو قتل کرینگے یہ سُنکے اُس مقدس نے نقابدار
شنجرفی پوش سے کہا کہ تم جاؤ مقابلے کو میدان مین اور ان ساحرون کا سامنا کرو اور سلطان سرخیوش سے کہنا کہ تم جاؤ
میدان سے پس یہ سُنکے نقابدار شنجرفی پوش مرکب کو دیتے کوڑا میدان مین آیا اور سلطان سے کہا کہ تم پھر جاؤ
غرض سلطان سرخیوش باحال تباہ گریبان دریدہ و بال پریشان سر برہنہ باچشم گریان پھر کے اُس مقدس پاس آیا
اور پوچھنے لگا ای برادر ہم بیکسون کی کفالت اور مددگاری کو آپ کہان سے تشریف لائے ہین اور اسم آپ کا کیا ہی
یہ سُنکر اُس مقدس نے تبسم فرمایا اور کہا نام میرا ظفران زاہد ہی اور ای سلطان سرخیوش تم خاطر جمع رکھو اور نگاہ
پروردگار پر رکھو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی سلطان سرخیوش جبنی سے یہ کہکر قلمدان منگوایا لوگون نے جلدی تمام وکمال
حاضر کیا اور ظفران زاہد کے روبرو رکھدیا اور اُنھون نے قلمدان کھولا اُسمین سے کاغذ نکال کر ایک نقش
بمراد وہ نقش لکھکر اُنھون نے اُڑا دیا کہ ایکبارگی وہ نقش اُڑکر اُس نقابدار شنجرفی پوش کے مُنہ کے سامنے آیا
اُسنے جو یہ دیکھا تو اپنے مرکب کو کڑکڑا کر ایک ہی تگا ور اُس اخرس خرس پیشانی کو دی کہ ایکبار اخرس نے
اُس نقابدار سے کہا کہ ای نقابدار تجکو اس فتنہ فساد اور اس لڑائی سے کیا کام ہی کہ انکی طرفداری کرتا ہی تجھے
اپنی جان کا خوف نہین ہی یہ سُنکر نقابدار نے کہا کہ او بے حمیت او نابینا تو احمق ہی ہم لوگ مسلمان ہین کیونکر ہم
مسلمانون کے شریک نہون کسواسطے کہ ہمارا اور انکا مذہب ایک ہی اور ہم سب ملت بیضا رکھتے ہین اس سے یہ
سُنکر اخرس خرس بادیہ ضلالت ہنسا اور کہا کہ تم طرفدار انکے ہوکے آئے ہو اور ہم سے عہدہ برائی کر سکوگے یہ سُنکر
اُس نقابدار نے کہا کہ بفضل خداے عزوجل سے مین تجھسے لڑونگا پس اخرس نے خفا ہوکر ہاتھ اپنے جھولی مین ڈالا
اور اُسنے جھولی مین سے ہاتھ ڈالکے ماش اور رائی اور سرسون اور دھونی مرچون کی اگر دھتورے کے پھل نکالے اور
آتیر اسم سحر پڑھا اور پڑھکے ماش سکو دانے اُس نقابدار پر مارنا شروع کئے پس شعلہ آگ کا بنکے آتا ہی اور
پھر جاتا ہی اور غائب ہوجاتا ہی یہ دیکھکر اخرس حیران ہوا اور گھبرایا اور چاہا اُسنے کہ نقابدار کے سامنے سے بھاگے
مگر یہ بہادر کب جانے دیتا ہی کہ ایکبار نقابدار مرکب کو کڑکڑا کر لپٹ گیا اخرس نے بہتیرا جی کیا پھر نقابدار پر بازو ہوا
کہ ایکبار نقابدار نے جھک کر ہاتھ اپنا اُسکے کمر مین ڈالدیا اور نعرہ الله اکبر کھینچکر لنگر اخرس کا توڑ لیا اور لنگر
توڑکر اُسکو چرخ دیا اور چرخ دے کر زمین پر دے مارا بیچارہ خشانے چت گرا اور نقابدار نے اُسکی مشکین باندھین
اور لشکر مین اپنے بھجوادیا پس جسوقت اس حرامزادے کو باندھکے بھیجدیا اور ساحرون کے ہوش جاتے رہے اور
کوئی اُس نقابدار سے مقابلہ کرنے کو نہ نکلا کسواسطے کہ اخرس کے سبب سے ڈرگئے تھے پس اسواسطے کوئی سامنے
نقابدار کے نہ آیا مگر تھوڑی دیر مین ہماسے جادو گھبرا کر نکلی اور سامنے نقابدار کے آئی اور ادھر وہ مقدس
نقش لکھکر ہوا سے آسمان کرتا ہی اور وہ نقش صورتمین جنات کی بنابنا کر آتے کہ یکایک وہ ہماسے جادو
زمین پر آئی اور ایک اژدر آتش فشان کی صورت بنکر نقابدار پر دوڑی اور آگ اُسکی ہوتے جاکر بجھ گئی جسطرح
سے کوئی پانی سے بجھاتا ہی اور وہی صورت اُسکی ہوگئی غرض نقابدار نے اُسکو بھی گرفتار کرکے اپنے لشکر
مین بھجوادیا اور نقابدار نے نعرہ کیا اور پکارا کہ ای ساحران مکار وہ سے جادوگران غدار نکلو میدان مین
اور آکر سامنا میرا کرو اور تم نے مسلمانون پر بہت زور کیا تھا اب اپنی سزا کو پہونچے غرض کوئی نہ نکلا یہ دیکھکر

نقابدار گھوڑا اڑا کر ساحروں کی فوج میں گھس گیا پس جس وقت نقابدار تلوار مارتا ہی بیس بیس کے سر اڑ جاتے ہیں
دو جادوگر جس وقت جھولی میں اپنا ہاتھ ڈال کے ارادہ کرتے ہیں کہ ہم سحر کریں پس کوئی جھولی میں انکے ہاتھ پکڑ لیتا ہی
اور وہ ہاتھ اُنکا وہیں رہ جاتا ہی اور کوئی کسی کی زبان پکڑتا ہی اور بند کر دیتا اور کوئی ایسا گھونستا ہی کہ آنکھیں نکلی آتی ہیں
اور نقابدار قتل کرتا جاتا ہی کوئی اُسکا سامنا نہیں کرتا ہی نقابدار جو ایک تلوار مارتا ہی پچاس ساحروں کے
سر اڑ جاتے ہیں غرض تلواریں مارتا ہوا نقابدار تخت مظلم کے پاس پہونچا اور دیکھا مظلم نے کہ نقابدار
میرے تخت کے برابر آیا ہی یہ دیکھکر مظلم نے ارادہ سحر کا کیا مگر سحر اُسکو یاد نہیں آتا ہی مظلم بدحواس ہوا اور
سوچا کہ شاید اس ہیکل سے تیرا سحر فراموش ہوا ہی یہ خیال کر کے ہیکل اپنے گلے سے اُتار کر تیرہ بخت کے پاس
پھینک دی اور چاہا کہ تخت پر سے کود پڑے کہ ایکبار نقابدار نے گھوڑا اڑا کر جھپٹ کے ہاتھ اپنا کمربند میں ڈال دیا اور
نعرہ اللہ اکبر کا کرکے لنگر مظلم کا توڑ لیا اور چرخ دے کے اُسکو زمین پر مارا اور کود کے اُسکی مشکیں باندھیں اور کمند
سے اُسکو باندھا اور پھر سوار ہو کر گھوڑے پر شمشیر زنی کرنے لگا کہ اتنے عرصہ میں شام ہو گئی تھی اور نقابدار نے کہا
ساحروں سے کہ آج میں تم کو چھوڑے جاتا ہوں اور کل انشاء اللہ تعالے اگر تم سب کو پکڑ کر باندھ لے جاؤنگا یہ کہکر
مظلم کو باندھے ہوئے اپنے ساتھ لے کر نقابدار شبخونی پوش ظفران زاہد کے پاس آیا پس ظفران زاہد اور
سلطان سرخیوش شادیانے بجواتے ہوئے اپنے خیام و الا احتشام میں داخل ہوئے اور سلطان سرخیوش جنگی
ظفران زاہد کا بہت ممنون احسان ہوا پھر شیر دان اور پاندان اور کشتیاں انواع اقسام طرح کی اُس مقدس
کے آگے رکھیں اور سلطان سرخیوش نے کہا کہ ان تینوں حرامزادوں کو میرے سامنے لاؤ غرض لوگ ان تینوں
کو لائے سلطان سرخیوش نے کہا کہ ان تینوں کی گردن مارو کہ سارا فساد انہیں تینوں کا ہی جس وقت اخرس نے
یہ دیکھا کہا کہ ای سلطان سرخیوش یہ مقدور تمہارا نہیں ہی کہ تم ہماری گردن مارو ورنہ ابھی سلطان جہان امیر
گیتی ستان اور ملکہ رضیہ اور سب انکے رفیقوں کو تیرہ بخت مار ڈالے گی یہ سنکر ظفران زاہد نے کہا ابھی صلاح
انکے مارنے کی نہیں ہی بر وقت خلاصی امیر سمجھا جاے گا یہ سنکر سلطان سرخیوش نے ان تینوں کے واسطے پنجرے
بنوائے اور تینوں مردودوں کو پنجرے میں بند کیا اور تین میل پر جا کر انھوں نے بھی گڑوا لئے اور ان تینوں پنجروں کو ان
میلوں میں لگایا اور سامنے اُنکا لشکر ہی اور ظفران زاہد اور یہ چاروں نقابدار اور سلطان سرخیوش بیٹھے
باتیں کرتے ہیں اور اس طرف تیرہ بخت جو اپنے لشکر میں پھر گئی بہت خفا اور رنجیدہ اپنے خیمہ میں آئی ہی اور اُسنے
سب ساحروں سے کہا ہی کہ دیکھو تو کل میں ظفران زاہد کا کیا حال کرتی ہوں اور اُسکے نقش اور طلسمے کیسے نکالتی ہوں
یہ کہکر اُسنے کہا کہ میرے ہوم کی تیاری کر دیں اُسی وقت صندل سے چوکا لیپ دیا اور منقل آتشین کو اُسمیں
رکھا اور شراب کی کشتیاں یہ سب اپنے پاس رکھوائیں اور جتنی چیزیں ہیں کہ جن چیزوں کے زور پر سحر چلتا ہی
وہ سب پاس اُسنے رکھوائیں اور ایک اژدہا سامنے اپنے بندھوایا اور حکم دیا ڈھیر ڈھیر دھنکنے لگے اور ناقوس
پھونکنے لگے اور تیرہ بخت شراب پینے لگی اور شراب آگ میں ڈالتی جاتی ہی بعد ایک گھڑی کے اُسنے کہا اژدہے
کو چھوڑ دو اور اُسکے گلے میں ہار پھولوں کا ڈال دو اور اژدہے کے ہاتھ پاؤں پر مہندی لگائی اور اژدہے کو
چھوڑ دیا اور ایکبار وہ اژدہا دونوں کنوتیاں بدل کر اور اُسے دیکھکر گرد پھرنے لگا اور یہ جب خوب سا گرد
پھر چکا اُسوقت تیرہ بخت نے دو ماشہ اُسکے پیر پر جھکر مارے گردن اُس اژدہے کی کٹ کر گر پڑی اور وہ لگاتہ اُسکا
خون چلو میں لے کر اُس خون سے نہائی اور تمام جسم اُسکا اور منھ اور بال یہ سب لال ہو گئے اور اُسنے منقل آتشین

اپنے پاس رکھوالی جب بدن اُسکا سب خشک ہو گیا اُسوقت اُسنے سر کو اُٹھا کر اپنے پاس رکھا اور دیر کرنے لگی
اور تیوریاں بدلنے لگی اور پلکیں جھپکنے لگی اور ہونٹھ ہلانے تیرہ بخت نے موم بھی بہت سا اپنے پاس رکھا ہے
اور بتیاں کافوری روشن ہیں کہ ایکبار اُسنے اُسکے مُنہ میں ایک گولی موم کی دی اور سب کو کہا کہ تم سب مجھ سے
دور ہو بیٹھو کوئی میرے پاس نہ آئے بس یہ سُنکر سب اُٹھے غرض جسوقت یہ نہادھو چکی تو اُس اونٹنے کے سر کو
سامنے لے کر بیٹھی اور ایک آرے سے اُسکی گردن ریتی اُسکے گرد ناقوسیں لیے ہوئے سب پھونک رہے ہیں اور
باہر بنگالی اپنے کام پر مستعد ہیں اور اُنکا یہ عالم ہے کہ کہیں بیدی گردن مروڑ کے کھا جاتے ہیں اور کہیں فاختہ کی
ٹانگ توڑ کے چبا جاتے ہیں اور کہیں چڑیا کی آنکھیں کھا جاتے ہیں اور منہ اُنکے خون سے سرخ ہیں اور ایک ہیبت ناک
شکلیں اُن حرامزادوں کی بنی ہوئی ہیں اور اُس تکاتہ نے تھوڑا سا پوری اور حلوا آپ کھایا اور خوب اُس اونٹنے کے
سر کو کھلایا اور بولی کہ کیا کوئی جمشید اور سامری کا نام لیوا اور پانی دیو نہیں رہا ہے جو یہ نقش اور تعویذ ہمارے
اوپر کرتے ہیں اور ہمارا اُنپر بس نہیں ہے ہم سب بے بس ہوگئے ہیں اور ابھی تو ہم پوتی پر دتی بیٹھی ہیں یہ کہکر
مشغول سحر ہوئی اور شراب پینے لگی اور اونٹنے کی سر کو دیکھا کہ اس سر نے آنکھیں کھولیں اور دیکھا اُسوقت اُسنے
موم اُٹھا کے اپنے ہاتھ سے ایک اونٹ بنایا اور ایک بال پرند کا لیکے اُسکو تیر کے تمام سر کے اوپر بجائے پشم کے لگا دیا
اور سر پر اسکے ایک کلغی لگائی گردن میں اسکے ہار ڈالا اور ایک کنٹھا موتیوں کا پہنایا جب اس طرح سے یہ تکاتہ
اونٹ کو تیار کر چکی تھی اُسوقت وہ فقط مہتاب خاص سے نہا دھو کے اونٹ کو ایک خوان میں رکھ کے کپڑے سے
کس دیا اور مہر تشبیر کی اور سرہانے اپنے رکھا اور وہ جو منقل آگ کی رکھی ہیں اُنکو آسانی بجھادیا جیسے کوئی پانی سے
بجھا دیتا ہے اور زہرہ ورنا قوس موقوف کیے جب زہرہ ناقوس بجنا موقوف ہوئے تو وہاں سے اُٹھی طبل جنگ
بجنے کا حکم کرکے آکر اپنے پلنگ پر سو رہی تمام رات یہاں تیاری رہی کہ صبح سارا لشکر مسلمانوں کا غارت ہوگا اور
مسلمانوں میں بھی طبل جنگ بجا کیا اور سب کو ایک خوشی تھی کہ کل تیرہ بخت کو پکڑ لاوینگے اور کام ان سب کا تمام
کرینگے وہاں اس بات کی تمام رات خوشی رہی اور وہ مقدس ظفران زاہد اور اُنکے بیٹے تمام رات گھر دعا میں
مشغول رہے اور نقش اور تعویذ لکھا کیے اور اپنے کام میں مشغول ہیں کہ ایکبار ستارہ صبح کا آسمان پر چمکا اور وقت
صبح کا ہوا آمد آمد لکھا ری کی شروع ہوئی اور نسیم عیار اور پیک ناظر اور پیک منظور یہ چاروں عیار خبر لیکر
آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ فوج ساحروں کی میدان میں آتی جاتی ہے پس یہ سُنکر سلطان سرخیوش اور
ظفران زاہد نے اپنے چلنے کی تیاری کی اور پوشاک سب نے پہنی اور سلطان سرخیوش نے تاج سر پر رکھا اور تخت
اپنا منگوا کر اُسپر سوار ہوا اور چار ہزار پری زادیں ہم صورت پری وش نے گرد اُس تخت کے تاج زر اُنکے سروں پر
رکھے ہوئے اور نیچے کمروں میں حمائل کیے اور فوج اپنے لوگ بھی سب کمریں باندھے ہمراہ ہیں اور شرقیہ آباد اور
غربیہ آباد اور جنوبیہ آباد اور شمالیہ آباد یہ چاروں سمت کے لوگ سب سلطان سرخیوش کے ساتھ ہیں اور
ادھر ظفران زاہد اور چاروں بیٹے اُنکے یہ بھی چلنے کو تیار ہوئے ہیں اور وہ مقدس بھی اپنا تخت منگوا کے
اُسپر سوار ہوا اور قلمدان اپنا رکھوالیا اور چاروں بیٹے اُنکے گھوڑوں پر سوار یہ بھی ہمراہ ہیں اور حکیم قسطاس
وغیرہ اور درویش ذاکر اور بندگر یہ بھی ساتھ ہیں سلطان سرخیوش اور یہ مقدس اپنے اپنے تخت پر سوار چلے
آتے ہیں اور پیچھے سب فوج پرے باندھے آتی ہے اور سلطان سرخیوش بھی آکر پرے میں کھڑا ہوا اور یہ مقدس
ظفران زاہد بھی اپنا تخت سے کی الگ کرتے ہوئے اور تعویذ نقش لکھنے لگے کہ ایکبار ادھر سے ساحروں کی

فوج بھی آکر کھڑی ہوئی اور دیکھا کہ تیرہ بخت بڑی دھوم دھام سے چلی آتی ہی اور تاج اُسکے سر پر رکھا ہوا ہی اور جوڑا ایک
تکلف کا پہنے ہوئے ہی اور دریاے جواہر مین غرق ہی اور ساتھ اُسکے قرقشہ ملعونہ بھی ہی مگر جسوقت آکر اپنی صف مین
کھڑی ہوئی اسوقت قرقشہ ملعونہ نے کچھ پڑھکے زمین پر مارا پس ساتھ مارنے کے یہ معلوم ہوا کہ تمام زمین کانپنے لگی اُس
مقدس نے جو یہ دیکھا کہ اُس حرامزادی نے سحر کیا ہی بس اُسوقت اُنھون نے اُس نقابدار شنجرفی پوش کو اپنے پاس
بلایا اور ایک نقش دیا اور کہا اسکو دھوکر تم چارون کونون پر اپنے لشکر کے چھڑک آؤ پس نقابدار نے اُسکو دھوکر چھڑک
دیا پس ساتھ ہی چھڑکنے کے کہین زمین کو ذرا بھی جنبش نرہی جیسے کسی نے پہاڑ اُٹھا کر رکھدیا اور تیرہ بخت نے
یہ جو دیکھا تو قرقشہ سے کہا دور ہو بس سحر کرچکی قرقشہ یہ سُنکے چپکی ہو رہی کہ اتنے مین اس تیرہ بخت نے تھوڑے
سے دونے مروے کے لے کے اُنپر کچھ پڑھا اور زمین پر دے مارے پس ساتھ دے مارنے کے اُسی وقت ہزارہا مچھلیان
پنکھ دار ہوئین اور غوطے مارنے لگین اور ایکبار غوطے مار کر ایک پچاس قدم پر جا نکلین اور وہان اُچھلنے لگین
اور جس وقت یہ اُچھلتی تھین اُسوقت کسی کی نگاہ اُنپر نہین ٹھہرتی تھی اور جاکر لشکر مین مسلمانون کے برابر
پہونچین اور ایکبار اُچھلنے لگین لیکن جسکے گھوڑے کے سینے کے نیچے سے اُچھلین سوار کا پاؤن توڑ کے نکلین اور
سوار کو گرا دیا جب سوار کے چھاتی مین لگین پار نکل گئین لشکر مین قیامت برپا ہوئی اُس مقدس نے جو دیکھا
ایک نقش لکھکر اُن مچھلیون کی طرف پھونک کے اُڑا دیا وہ نقش اُسی وقت دام کی صورت بنکے ساری مچھلیون پر گرا
اور سب کو پکڑ لیا اور یہ دیکھکر تیرہ بخت نے کہا یہ یون نہین مانینگے جبتک یہ اپنی سزا کو نہ پہونچینگے اور کہا تخت نیچا
رکھدو بس لوگون نے اُسکا تخت زمین پر رکھدیا اور وہ نیچے اُتری اور اُسنے کہا او درویشو بہت مدت تک ہم نے تمہارا کہنا
مانا اور اب ہم تمہارا کہنا نہین کرینگے اور اب علم اور احکام سب ہمارا طلسم مین ہی اور کیون کمبختی تمہاری آئی ہی چلے جاؤ
جہان سے نکلے ہو نہین تو سب کو ذلیل اور رسوا کرونگی یہ سُنکر اُس نقابدار شنجرفی پوش نے کہا او لکاتہ کیا گوہ کھاتی ہی
اور کیون جھک مارتی ہی اور کہا چل دور ہو یہ سُنکر اُس لکاتہ نے کہا بھلا اب کوئی دم مین تم کو معلوم ہوتا ہی بس یہ کہکر
اُس میدان مین بیٹھ گئی اور اُس لکاتہ نے کہا وہ خوان تو لاؤ غرض لوگ سرہانے سے اُسکے وہ خوان اُٹھا لائے اور اُسکے
آگے رکھا اور اُسنے اُس خوان کو کھولا اور اُسمین سے وہ اونٹ نکلا دو ماش پڑھکے اُس شتر پر مارے ایکبار وہ اونٹ
بڑھنے لگا اور بڑھتے بڑھتے برابر فیل کے ہوا کہ ایکبار اُس لکاتہ نے دو ماش اور پڑھکے اُس اونٹ پر مارے اور دوسری
مرتبہ سات ماش جو مارے تو اونٹ نے جنبش کی ڈھیرو بجنے لگا اور ناقوس پھنکنے لگے اور جھانجھ بجنے لگی اور ماش پڑھکے
جو مارے اونٹ اُچھل کر میدان مین آیا اور اُس شتر نے نعرہ کیا وہ گھنٹا جو اُسکے گلے مین تھا وہ بجنے لگا اور
گھنٹے کی آواز اُس ظفران زادہ کے کان مین آئی پس ساتھ ہی آواز سُننے کے اُس مقدس کو غش آیا اور جتنے
مقدس اور تھے اُنکو بھی غش طاری ہوا کہ ایکبار یہ سب مقدس تخت پر سے گر پڑے اُسی وقت
تیرہ بخت نے آکر ان سب درویشون کو باندھ لیا اور حکم کیا اُسنے پان شادیانے بجین اور جاکر وہ
اُسنے تینون نیچے اپنے اُتارے اور کہا او سلطان سر جوش آج تجھے چھوڑے جاتی ہون کل آکر تجھکو
بھی باندھے جاؤنگی یہ کہکر نوبتین خوشی کی بجواتی ہوئی اپنے خیمہ مین داخل ہوئی اور ادھر سلطان
سر جوش روتا پیٹتا اپنے خیمہ مین آیا لیکن آج ان درویشون کے پاس نہ ہونے سے اُسکی اور بھی
غیر حالت ہی کس واسطے کہ اُنسے اُسکو بڑی تقویت تھی پس اس حالت بیقراری اور گریہ وزاری
مین آکر شاہ عیاران عیار نے کہا کہ اے سلطان سر جوش تو اپنے دل مین ہراسان نہو اور خدا پر

سے اپنا دھیان رکھو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی اور مین وہ ہون کہ جسنے ام رکیبال کو غارت کیا اور مین ہے اندر کوت اور چاہ مار ان کو غارت کیا اور مین وہ ہون کہ زرگستان کے پانچ لاکھ ساحرون کو مارا اور سرامہ اور دمامہ جادو اور سافر اسباب اور الماس جادو کو مارا اور مین وہ ہون کہ مین نے شہر صندل کو ویران کیا تو خاطر جمع رکھ پس جسوقت عمرو نے یہ کہا عمرو کے کہنے سے سلطان کو ایک نوع کی تقویت ہوئی اسوقت سلطان نے عمرو سے کہا تم کو خدا سلامت رکھے اور اب تو تمہین ہمارے حامی و مددگار ہو اب سوا تمہارے کوئی نہین ہی ہمارا بجز خدا کے یہ سنکر عمرو نے کہا تم ہرگز ہراسان اور بیقرار نہو یہ کہکر عمرو نے کہا اب ایک کام کرو جو مین کہون ای سلطان تم کسی کو تیرہ بخت اور مظلم کے پاس بھیجو کہ تم ہم کو ایک ساعت دن کی مہلت دو اسواسطے کہ اس عرصہ مین جو جو ہم لوگون مین ہوتا ہی وہ کرین ہم اب نہائین اور دھوئین نمازین پڑھین اور پھر اپنے خدا کو یاد کرین تو پھر مارے جاینگے اور اس کے سوا ہم اپنی بیٹی ملکہ رضیہ کو بھی اور طلسم کشا کو بھی سمجھا دینگے کہ وہ لوگ اپنے گھر مین لونڈیان اور غلام بہتیر سے رکھتے ہین آپ اسکو قبول کیجیے اگر وہ مانینگے تو خیر ورنہ ہم سب کو مار ڈالنا اور ای مظلم وہ اسے تیرہ بخت وہ کیونکر نہ مانینگے ہمارا کہنا ضرور مانینگے پس یہ سب احوال کہنے سے عمرو کے لکھکر ایک نامہ اور پیک منظور کے ہاتھ بھیجا

اب دو کلمے داستان حال طلسم کشا مظلم سے تیرہ بخت کا بیان کرنا اور قید ہونا ظفران کا اور کیفیت ملکہ رضیہ کی بیان کیے جاتے ہین

کہ تیرہ بخت مظلم سے کہ رہی تھی کہ میا مین کیا کرون کہ طلسم کشا کسی طرح نہین مانتا ہی یہ سنکر مظلم نے کہا ہو مین کیا کرون ملکہ رضیہ بھی نہین مانتی ہی یہ دونون شیشے ایسی مین باتین کرتے ہین اور کبھی کہتے ہین کل ہم انکو کس طرح سے مارتے ہین کہ یہ بھی تو یاد کرین ہمارا کہنا نہ مانین اور ادھر ظفران زاہد اور امیر سے باتین ہو رہی ہین پنجڑے مین انکو بھی قید کیا ہی جن پنجڑون مین مظلم اور اخرس اور ہمارے جادو یہ سب قید تھے انکو تو نکال لیا اور ان مقدسون کو قید کیا ہی غرض امیر نے ظفران زاہد سے سلام علیک کی کہ السلام علیک ای زاہد وہ سے راستی کیش و ای عابد نیک اندیش ای ملک سیرتم نے جہاد پیکر باندھی ہی کہ ان سب کو مارے اور مسلمانون کو تم اپنے مقدر مین تمہارے یہ لکھا تھا کہ پکڑے جانا اور ماگاس راہ مین مارے گئے تو اچھا ہی اور جو انکو مارتے تو بھی اچھا تھا یہ سنکر ظفران زاہد نے کہا ای طلسم کشا سے جان اگر مین یہ جانتا کہ یہ اب ایسا جادو کرینگے تو مین کاہے کو غافل رہتا اور سر دست ہو نہ سکا اور جو پہلے سے مجھے معلوم ہوتا تو مین بھی ایسی تدبیر کرتا کہ یہ بھی حرامزادے تو جلتے کہ ہان کسی سے سامنا پڑا تھا یہ سنکر امیر نے کہا کہ ای ملکہ معلوم یہی معلوم ہوا یہ سب کو تھے مین مارے جاینگے کہ نام و نشان انکا باقی نہین رہے گا پس ظفران زاہد نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہین اب تو کوئی صورت ہماری رہائی کی نہین ہی امیر نے کہا مین خلاف نہین کہتا ہون یہ سنکر رضیہ نے کہا کہ آپ میری تسلی کرتے ہین اور یہ سناتے ہین کہ عورت ہراسان نہو امیر نے کہا واللہ مین شرعی قسم کھاتا ہون عنقریب دیکھ یہ سب ساحر مارے جاینگے یہ سنکر ظفران زاہد نے کہا کہ آپ کو یہ نہین چاہیے کہ اب قسم کھائین امیر نے کہا کہ آپ نے مجھے کاذب اور دروغگو کاہے سے جانا ظفران زاہد نے کہا مین نے اس سے جانا کہ اب کوئی ایسا نہین ہی کہ جو ہم کو چھڑا دے کسواسطے کہ اس طلسم مین کہین سے مدد بھی نہین ہی اور نہ کوئی مدد کرے گا امیر نے کہا ای ظفران زاہد تمام عمر جادوگرون کو مین نے مارا اور میرے لشکر مین وہ شخص ہی کہ جسنے ام رکیبال مین ساب لاکھ جادوگرون کو مارا اور شاہ شمس کو اور شہبال جادو کو

مارا اور اندر کوٹ اور چاہ مار ان مین پانچ لاکھ جادوگرون کو مار کر کام تمام کیا اور سرامہ اور دمامہ جادو کو مارا
اور ترکستان مین تین لاکھ جادوگرون کو قتل کیا اور کشمیر اور کاشغر مین الماس جادو اور الیاس جادو کو قتل کیا
اور غار افراسیاب و شہر صندل کو لوٹا اور پھونکا اور سب جلا دیا وہ میرا عاشق دلشیدا ہے میری جان ہے اور
میرا قوت بازو ہے پس جسوقت اُسکو یقین ہوگا کہ کوئی باقی نہین رہا ہے اُسوقت وہ سرفروشی کرنے اور جان دینے
کو تیار ہوگا اور زہد طلسم بیت الی تاثن وہ فرشتہ میرے واسطے سرفروشی کرتا رہا ہے یہ سنکر ظفران زاہد نے کہا کہ
مین نے اُن بزرگوار کی زیارت نہین کی امیر نے کہا کہ آج کل مین وہ آتا ہے اور اُسے کل کہون ہے یہان تو نسے اور
ظفران زاہد سے یہ باتین ہوتی تھین وہان وہ نامہ مظلم نے کھول کر پڑھا اور پڑھکر فال دریافت کیا تو نکلا تیرہ بخت
بولی اے اب مین انکو مہلت ایک گھڑی بھر کی نہین دینگی اور کل ان سب کو مار دونگی اور قتل کر ڈالی اور راخرس بھی
بولا اور قرقشہ ملونہ نے بھی کہا کہ ہم دیکھ رہے ہین کہ ایک آدمی وہان بلا کا ہے کہ اُسنے لاکھون جادوگرون کو مار ڈالا ہے
نہین صاحب اب انکو ایک گھڑی بھر کی مہلت دینا نہین اچھا راخرس نے کہا ہان اُنکے لشکر مین ایک آدمی کو دیکھ
آیا ہون اور نام اُسکا عمرو عیار ہے وہ بڑا ہی مکار ہے یہ سنکر مظلم نے کہا اے تیرہ تم نے دیکھا وہ جو مجھے لکھا ہے کہ ہم
ملکہ رضیہ اور طلسم کشا کو سمجھا کر راضی کرینگے بس یہ سنتے ہی تیرہ بخت کے منھ مین پانی بھر آیا اور راخرس سے کہنے لگی
جمشید و سامری کے سوا جتنے جادو ہے ہین وہ سب آج میرا سامنا کرین اور جو جمشید و سامری بھی میرا سامنا
کرین تو میرا اور انکا سحر برابر ہوگا اور کسی کا کیا مقدور ہے جو میرا مقابلہ کرے اور میرے سامنے آئے اور جا کہدو کہ
ہم نے سلطان سرخ جوش کو سات روز کی مہلت دی یہ بات ادبیک منظور نے آکر سلطان سرخ جوش سے کہا کہ
تیرہ بخت اور مظلم نے تم کو مہلت دی یہ سنکر سلطان سرخ جوش نہایت خوش ہوئے اور انھون نے عمرو سے کہا کہ آپ کے
آنے سے مین نے آدمی بھیجے تھے سو مہلت سات دن کی دی ہے یہ سنکر عمرو نے کہا انشاء اللہ تعالی دیکھو تو مین
کیا کرتا ہون اے سلطان تین باتون سے مجھے ڈر لگتا ہے ایک تو مین کشتی پر دریا مین سوار نہین ہوتا ہون ذرا سی بات
مین کشتی زیر و زبر ہو کر ڈوب جاتی ہے پھر وہان کوئی پیش نہین آتی ہے اور نہ کچھ عیاری کام آتی ہے اور نہ کچھ مکاری
چلتی ہے اور ایک مین ساحرون کے لشکر مین نہین جاتا ہون سو واسطے کہ ایک دو دو نے پڑھکر مارے تو آدمی اونکے
رہ گیا اور ایک نقابدار کے لشکر مین رہ گیا جاتا ہون جہان اُسنے برق تجلی کا ڈال لیا اور لگا تلوارین مارنے
اور جو جی مین اُسکے آیا کرنے لگا بس جن چیزون سے مین ڈرتا ہون وہی بات میرے سامنے آئی لیکن کیا کرون
اس لیے ارادہ کرتا ہون کہ میرا سر قلم ہو اور نہ اس طرح سے قید ہے اور مین یون مین سے بیٹھا رہون اور
وہ میرا آقا ہے اور مین اُسکا غلام ہون اگر اسوقت مین اسکی خدمت بجا نہ لایا تو تمام خلق عالم مجھے کیا کہے یہ سنکے
کہا اے عمرو اب تو اُسکے لشکر مین چل اور رہائی کی تدبیر کر یہ کہکر سلطان سرخ جوش سے رخصت ہو کر روانہ ہوا اور
عمرو نے اپنی صورت ایک سسندرا سی کی بنائی ایک لنگ ریشمی کا تہمد باندھے ملندے کانون مین ڈالے بس
ویسے ہی کان چھدے اور تن پر بھبوت ملے ہوئے گھونگر ماتھے پر لٹکایا ایک ٹیکا سیندور کا دیا ہوا اور ہاتھ مین
لیے ایک بیرا گانیکو طرف لشکر ساحران کے روانہ ہوئے اور جا کر داخل لشکر ہوئے اور لشکر کی سیر کرنے لگے
اور تمام لشکر کو دیکھتے پھرتے ہین اور سات لاکھ جادوگرون کا لشکر ہے بڑی دھوم دھام اور چہل پہل ہو رہی ہے بس
اب پھرتے پھرتے آکر اس بارگاہ کے سامنے پہونچے جہان مظلم اور تیرہ بخت نے جشن نوروزی کیا تھا اور
تیاری کی تھی دیکھا کہ دونون طرف بڑے بڑے ساحر غدار بیٹھے ہین اور زرنگار کے لباس پہنے ہوئے ہین

اور اسی شیشہ کے مکان کے اندر اس محفل کو آراستہ کیا ہے تمام زرق برق کیا ہوا ہے اور سائبان زربفتی کھنچے ہوئے
ہیں اور اسمیں تخت مظلم اور تیرہ وبخت کا بچھا ہوا ہے مظلم کا تخت یکدانہ الماس کا ہے اور تیرہ بخت کا
تخت زمرد کا ہے اور جوڑا تیرہ بخت کے گلے میں نافرمانی ہے اور پھول امبیر دانوں سے گندھے ہوئے ہیں اور زر سے
تکلف کا جوڑا مظلم کے گلے میں ہے اور تاج انکے سروں پر رکھے ہوئے ہیں اور یہ دونوں تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور
تمام ساحر گرد واطراف انکے کرسیاں بچھائے ہوئے بیٹھے ہیں اور بال انکے سر کے بندھے ہوئے ہیں اور دھوتیاں
بندھی ہوئی ہیں اور چوٹیاں انکے آگے آویزاں ہوئے اور داڑھی سرسوں کی رنگی ہوئی ہیں ناچ ہو رہا ہے اور دور
شراب کا چل رہا ہے اور عجیب طرح کی محفل ہے ہوشربا ہوش اور نوشا نوش کی صدا بلند ہے اور خواجہ صاحب نے
دیکھا کہ سب دروازوں پر بڑا ہی زرق برق ہے اور کیا دخل کہ کوئی جانے پائے کہ ایکبار شاہ عیاران خیار خواجہ عمرو
نامدار یہ تماشا دیکھ کے دریائے فکر میں غوطہ زن ہوئے بہتیرا ڈھونڈھا کہیں گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا ناچار
ہوکے زانوے فکر سے سر اٹھایا بعد ایک گھڑی کے پھر دریائے تشویش میں شناوری کرنے لگے اور بہت حیران
ڈھونڈھنے لگے بہت ہی لیکن کنارہ مطلب کو نہ پہونچے اور کچھ تدبیر انکی نہ چلی آخر کو سوچتے سوچتے یہ خیال کیا اس واہی
خیال کے انکو اسوقت مکاری اور فیلسوفی سوجھی کہ ایکبار اپنی صورت تبدیل کی اور آپ نے ایک بڑا قد لمبا لمبا اور
شکم پر ایک بڑا اژدرھا منقش کا لٹکایا اور سارے پشمی بال اپنے سر پر جمائے اور ایک تاج سر پر رکھا کہ گرد اسکے
جواہر نقش کی لگی ہوئی بڑی بڑی جھلملیں لٹکتی ہوئی ہیں اور بڑے بڑے موتیوں کے دیے ہیں اور دیوجامہ اپنے
گلے میں پہنے ہوئے یہ دیوجامہ حضرت آدم صفی اللہ کا ہے تحفہ یہ دیوجامہ بہت سے بولتا ہے اور دیوجامہ پر بھی
بہت سا جواہر لگا ہوا ہے اور ایک کلغی اور ایک شمشیر لگا ہوا ہے پس جسوقت اپنی یہ صورت بنا چکے تو گلیم
عیاری اوڑھ کے اندر بارگاہ کے چلے گئے اور کسی نے انکو نہ دیکھا اسواسطے کہ گلیم کا یہ خواص ہے جو کوئی اسے
اوڑھتا ہے اسکو کوئی نہیں دیکھتا اور اوڑھنے والا سب کو دیکھتا ہے لیکن امیر سے آپ نے یہ قسم کھائی ہے کہ حمزہ میں
اسکو اوڑھکر جہاں میرا جی چاہے گا جاؤنگا اور اوڑھکر کسی کو مارنے کا نہیں اور نہ کسی کو ایذا دینے کا عمرو داؤ
امیر سے تو یہ قول وقرار ہو گیا ہے پس آپ اندر گئے اور سب کے بیچ میں جا کر کھڑے ہوئے ان دونوں کے تخت کے
سامنے اپنا پنجرا رکھا ہے اور ان عقدوں کے بیچ سب پہونچے تو ان دونوں نے اترکر اپنے سامنے رکھے ہیں اسواسطے
کہ امیر بھی دیکھیں اور عبرت کریں اور بیاد وقت یاد کریں ایکبار آپ پکارے کہ ای بندگان من بندہ میں تم سے بہت
خوش ہوا اور مجھی سے تمکو فوقیت بہت ہے مجھی کیا اور ابلیس اور دوسرے شیاطین کو بھی کیا کہ تم نے دین قدیم کو
جاری کیا اور اسکو رواج دیا اور اب میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تمام عالم میں ایک دین جاری کروں پس جسوقت انکی
آواز سنی تو تیرہ وبخت اور مظلم اور جو گرد وپیش انکے بیٹھے تھے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور جھک جھک کے سلامیں
کرنے لگے اور جب یہ کیفیت امیر نے بھی یہ آواز سنی اور ان ساحروں کو امیر نے سجدہ وسلام کرتے دیکھا دریافت
کیا امیر نے کہ آپ تشریف لائے اور امیر نے ظفران زاہد سے کہا کہ دیکھو وہ آپ تشریف فرما ہوئے جنکا ذکر میں نے
تم سے کیا تھا یہ سنکر ظفران زاہد نے کہا ہمیں تو کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے امیر نے کہا اگر آپ دیکھیے تو آپ کو بھی معلوم
ہوتا ہے اور سب ساحران فدا پکارا پکارے یا عزازیل یا شیطان جب یہ پکار چکے تو چپ ہوئے پھر آواز
آئی کہ ہم کو تم نے بہت راضی کیا ہے اور ہمارا جی چاہتا ہے اس تمھاری صحبت میں ہم آئیں اور تمھاری اس صحبت
کو ہم دیکھیں کہ ہم بھی کہیں کسی کے کم نہیں تھے اے تیرہ بخت اور اے مظلم یہ نصیب تمھارے جو ہم تمھارے

یہاں آئے ہیں پس یہ آواز سب نے سُنی ایکبار پھر سب سجدے میں گئے اور عرض کرنے لگے آپ تشریف لائے زہے
نصیب ہمارے پس یہ سُنکر آپ گلیم اوڑھے ہوئے ایک ساعت تک گذر گئے اور جب اوپر سے اُترنے لگے ہاتھ میں گلیم اپنے
سر پر سے اُتاری کہ ایکبار سب نے دیکھا اُنکو کہ آسمان سے اُترے اور آ کھڑے ہوئے سب نے عرض کیا کہ آپ زمین
اور اپنے قدم مبارک سے اس کلبۂ احزان کو منور اور روشن فرمائیں پس پھر ایک ساعت تک گذر گئے اور پھر اُترے
اور گلیم عیاری کو بالکل سمیٹ کے زنبیل میں آپنے رکھ لیا اور پھر سب نے اُنکو آسمان پر سے آتے دیکھا تیرہ بخت
اور مظلم تخت پر سے اُٹھے اور تخت اُنھوں نے چھوڑ دیا اور سب نے جھک جھک کے سلام کیا اور سجدہ کیا اور اُن دونوں
نے آپ کو تخت پر بٹھایا دونوں مورچھل ہمارے ہاتھوں میں اپنے کر دونوں طرف سے مگس رانی کرنے لگے اور
آپنے سب کی طرف نگاہ غور دیکھا اور کہا ای تیرہ بخت اور ای مظلم خدا نے نا دیدہ نے جن چیزوں کو منع کیا ہی
اُنکو ہم نے جاری کیا ہی کہ شراب پیو اور جو جی چاہے وہ فعل کرو اور اپنی خوشی سے کام کیا کرو ہاں میری خوشی ہو وقت
یہ ہی کہ ای تیرہ بخت جس سے تیرا جی چاہے فعل بد میں مشغول ہو میں بہت خوش ہونگا یہ سُنکے تیرہ بخت فعل بد میں
مشغول ہوئی بعد اُسکے مظلم سے کہا کہ ای مظلم جس طرح سے تیرہ بخت نے مجھے خوش کیا ہی تو بھی مجھے خوش کر دے کہ
اخرس سے تو بھی فعل بد کر پس مظلم نے اخرس کے فعل بد کیا غرض پھر دیکھے دے اور عورت نے عورت سے آپ
بہت خوش ہوئے اور آپنے فرمایا ہم تم سے بہت راضی ہوئے پھر تیرہ بخت سے فرمایا کہ تم ایک کام کرو کہ جتنا جو زر
تمہارے ہو وے سب منگواؤ اور مظلم سے کہا تو بھی منگوا جتنا تیرے گھر میں ہی پس ان دونوں نے تمام پونجی اپنے گھر کی منگوائی
اور سب آپکے سامنے رکھ دی پھر آپ نے سب سے کہا کہ ہم سب کو ایک علم بتا دینگے کہ وہ تمہارے بڑے کام آئیگا
بعد اُسکے مظلم سے کہا کہ تو میرے آگے بیٹھ وہ حرامزادہ آگے آیا کہ ایکبار اپنی ایک لات اُسنے اُٹھا کر مظلم کی پیٹھ
پر ماری اور کہا جا ہم نے تیری ہزار برس کی عمر زیادہ کی یہ سُنکر مظلم بہت خوش ہوا اور کہا اُسنے کہ ایک اور مارئیے
آپنے فرمایا بس اب نہیں پھر آپ نے تیرہ بخت کو بُلایا اور اُسکو بھی ایک گھونسا مارا کہ وہ ہائے ہائے کرکے گر پڑی
آپ نے فرمایا کہ عجب اری عجب تیری عمر دو سو برس کی تھی اب نو سو برس کی کر دی یہ سُنکر تیرہ بخت نے کہا کہ
ای خداوند ایک اور گھونسا ماریے آپنے کہا بس اب نہیں پھر تو کہیں اخرس اور کہیں قرقشہ اور کہیں
ہمارے جادو کے لائیں اور گھونسے مارنا شروع کیے غرض یہ کہ قرار واقعی خوب آپنے سب کو مارا اور پھر بیٹھ کر
آپ بیٹھے اور تماشا دیکھ رہے ہیں اور ناچ ہو رہا ہی کہ ایکبار آپنے تیرہ بخت سے کہا کہ ای تیرہ بخت ایک
جام شراب لاؤ وہ جام شراب لائی اور آپنے کہا میں تجھے ایسی چیز دیتا ہوں کہ جس سے تیری دس ہزار برس کی
عمر اور زیادہ ہو جائے پس یہ کہکر ایک جُلاب ہے بیہوشی اُسمیں ڈال دی اور کہا اسے پی لے پس اسی طرح سے
مظلم کو بھی دی اور کہا تیری بھی دس ہزار برس کی عمر زیادہ کی پس مظلم نے بھی اُسے پی لیا اسی طرح سے جتنے
لوگ قریب کے تھے جب وہ سب پی چکے اُسوقت آپنے کہا کہ مٹکے اور قرابے اُٹھا لاؤ پس لوگ جا کر مٹکے اور قرابے
اُٹھا لائے پس آپنے منیان بھر کے بیہوشی سب میں ڈال دی اور آپنے کہا ان سب کو پلاؤ پس سب کو پلایا
اور کہا تم سب پیو پس سب نے شراب کو بخوبی پیا جب آپ اس کام سے فراغت پا چکے ہو تب تیرہ بخت سے
کہا کہ یہ لوح اور ہیکل تم اپنی طرح سے رکھنا تیرہ بخت اور مظلم نے کہا انکو آپ ہی اپنے پاس رکھیے آپنے کہا کہ
کیا کرونگا تمہیں رکھو مگر اس طرح سے رکھنا کہ یہ مسلمان نہ پائیں لیکن اتنے میں ان سب پر بیہوشی نے غلبہ کیا اور
سبکے سب کھڑے ہوئے اور ناچنے لگے پاؤں تو گھنے میں نہ تھے ایکبار سب گرے اور ناچتے اور جس وقت

سر پر لگی اُسنے یہ جانا کہ یہ جو مرد میرے پاس لیٹا ہی یہ جوتی مار کے لیٹ گیا ہی یہ سمجھکر ایک جوتی اُسنے اُسکو ماری اُسنے
جو آنکھ کھول کر دیکھا کہ اس کل موہے نے میرے جوتی ماری اُسنے اُس سے کہا او حرامزادے کل موہے تونے مجھے کیون
مارا غرض جو اُٹھتا ہی وہ روتا ہوا اُٹھتا ہی اور قضاے کار اخرس کی کہین آنکھ جو کھلی اور قرقشہ ملعونہ اور بہار جادو
نے آنکھ کھولی دیکھتے کیا ہین کہ تمام مجلس کا عجب رنگ ہی اور چارطرف ایک ہنگامہ ہو رہا ہی اور تیرہ بخت اور
مظلم کو دیکھا کہ یہ رو رہے ہین اپنے دل مین کہا کہ یہ کیا ماجرا ہی یہ حالت کسنے کی ہی اور کون کر رہا ہی غرض یہ کہ رہا تھا
جو دھیان ہنسا مظلم کے گلے پر پڑا تو لوح اور ہیکل نہ پائی جسوقت اخرس نے دیکھا بدحواس ہوکر مظلم اور تیرہ بخت
کے پاس آیا تیرہ بخت نے کہا اے مظلم وہ لوح اور ہیکل تونے کیا کی اُسنے کہا رکھی ہوگی جسوقت تیرہ بخت اور
مظلم نے دیکھا لوح اور ہیکل نہین ہی بس یہ دیکھنے کے ساتھ ہی دونون اپنا سر پیٹنے لگے اور کہین اُس رونے اور پیٹنے
مین وہ ہنگامہ اور ایک رقعہ جو آپ مظلم کی مونچھ مین باندھ گئے تھے جب وہ ہلا تو مظلم نے اُسے بیدرنگ کھسوٹ لیا
اور دیکھا اُسنے کہ کچھ کوئی کاغذ مین بندھا ہوا معلوم ہوتا ہی غرض جانا اُسنے کہ وہ دو بال ... ہین غرض حیران
ہوکے دیکھنے لگا اسمین قرقشہ ملعونہ نے مظلم سے کہا او رے اسمین تو نوشتہ ہی اُسکو تیرہ بخت تو دیکھے کہ اسمین کیا لکھا ہی
اور اس حرامزادی نے اُس رقعہ کو پڑھا اسمین لکھا تھا این کار کہ کردہ است این کار عمرو بن امیہ ضمری ست
اور اے حرامزادو تم دو میرے آقا کو کہ اُسنے میرے ہاتھ سے تم سب کو بچا لیا نہین تو مین سب کو جان سے مار ڈالتا
اور دیکھا وہ پھرے تو ہین مگر قیدی نہین ہین بس دیکھتے ہی خاک اُڑانے اور سر پیٹنے لگی اور کہا کہ یہ سواے عمرو کے کسی
دوسرے کا کام نہین ہی اخرس نے کہا اے مظلم اور تیرہ بخت رونے پیٹنے سے کچھ نہوگا اب اسکی کچھ تدبیر کرو اور پہلے عمرو کو
پکڑو پھر ان سب کی تدبیر کرو غرض یہ سب ساحر تمام لشکر مین عمرو کے لگے کوئی مکھی بنکے اُڑ گیا اور کوئی چڑیا بنکے اُڑ گیا اور کوئی
چیل بنکے اُڑ گیا بس اس طرح سے سب تجسس مین گئے

اب دو کلمے داستان حال ظفران زاہد اور خواجہ عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت سے عمرو واسطے تلاش امیر حمزہ صاحبقران کے نکلا ہی بس اُسی وقت سے سلطان سرخیوش نے مرنے کی
تیاری کی نہایت پاک و پاکیزہ کفن اپنے واسطے منگوایا اور اُسکو سر پر باندھ کے مستعد ہوا اس صورت سے تخت پر
بیٹھا ہی سوا مرنے کے اُسکو کچھ نہین سوجھتا اور یہ جانتا ہی کہ سات روز کا وعدہ کیا ہی لیکن اُسکو یہ دغدغہ ہی کہ کہین یہ سب
بدعہدی کرکے نہ چڑھ آئین اور اُس تخت کو بجاے تختہ تابوت سمجھے ہوے ہی کہ اتنے مین وہ طلسمی کا طبقہ زمین کا جو
اُس تخت کے جسپر امیر حمزہ اور یہ سب مقدس بیٹھے تھے آسمان سے سلطان سرخیوش کے خیمہ کی طرف اُترا رفیعہ الگ ایک
طرف کو ہی اور امیر و عمرو اور یہ سب مقدس ایک طرف کو بیٹھے ہین سلطان سرخیوش نے دیکھا کہ امیر بہت خوش
ہین غرض امیر تو تخت سے اُترکے سلطان سرخیوش کے پاس آئے اور ملاقات کی امیر نے دیکھا سلطان سرخیوش کا
مرنے پر تیار بیٹھا ہی پوچھنے امیر سے پوچھا اے شہریار اسکے سبب سے تمنا میری پوری ہوئی امیر نے کہا وہ جو میرا یار
وفادار مونس وغمگسار عمرو بن امیہ ضمری تھا وہ مجھے مدد پروردگار سے لایا ہی اور رفیعہ سلطان تو اپنے باپ
کے خیمہ مین گئی اور امیر سب زاہد جتنے تھے یہ سب سلطان سرخیوش کے خیمہ مین بیٹھے ہین اپنا سب حال امیر بیان
کر رہے ہین اور عمرو کی عیاری بیان کر رہے ہین کہ اتنے مین ایک ابر تیرہ آسمان پر نمودار ہوا سب دیکھنے لگے
کہ وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک شخص مالک سپہر تخت پر بیٹھا ہی اور ساتھی اُسکے ... ہین اور کوکبہ روشن ...
اپنے خیمے مین ہی اور اس شخص نے آکر امیر سے کہا سلام علیک یا حلیم کنا امیر نے کہا علیکم السلام بیرو جان جنی

اور ظفران جنی سلام کرکے امیر کو کھڑے ہوئے اور جمہور جہانسوز شہنشاہ تبرزن بہادر دوڑ کر امیر کے پاؤن پر گر پڑا
امیر نے گلے لگایا اور آب دیدہ ہوئے جمہور نے پکارا ایہا الناس سب غور کرین کہ مجھ ایک ادنیٰ غلام کے واسطے حضور
صاحبقران خود تشریف فرما ہوئے مالک ہین میرے اور مین غلام ہون انکا امیر نے فرمایا ای جمہور تم نے میرے ساتھ
سیکڑون بار سرفروشی مین قصور نہین کیا اگر ایکبار تمھارے واسطے مین بھی آیا تو کیا ہوا اب یہ کہو کہ تمھاری بسر اوقات
کس طرح سے ہوتی ہی جمہور نے تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ ان دنون یہ شغل تھا کہ مین تو حضور
کے واسطے یہان آیا تھا اور کوکبہ ملکہ رضیہ کے واسطے جوڑا تیار کرتی ہین یہ سب تیاری حضور کے واسطے ہو رہی ہی
اور ای شہریار اسی طرح سے قریب چار سو آدمی ہین کے جو کہ وارد طلسم ہین وہ سب اسی تیاری مین مصروف ہین اور
بہت لوگ اور جو بھی ہوگئے اور بعضی جا آرایش کی تیاری ہو رہی ہی حضور کی شادی کے واسطے باتین ہو رہی ہے یہ
سرانجام ہو رہا ہی یہ سنکر سلطان سرخ پوش جنی بہت خوش ہوا اور کہا ارے کہ یہ اسباب یہان کہان سے پیدا کیا جو مین
شادی ملکہ رضیہ کی کرتا جمہور نے امیر سے کہا کہ ای شہریار مجکو ایک مکان ملا تھا کہ وہ قابل حضور کے رہنے کے
تھا اور ایک باغ دلکشا تھا جسمین بہت بڑا تالاب تھا اور اسکے پاس کے مکان مین تو ملکہ کوکبہ رہتی تھی مین اس کنارے
کے مکان مین رہتا تھا اور ملاقات میرے اور کوکبہ کے دور سے ہوتی تھی پھر بعد چند روز کے ہم اور کوکبہ ایک جا
رہنے لگے اور ای شہریار سات روز تک تو ہم اس مکان مین رہے تھے اور ایک روز تمام شہر کی سیر کر گئے بعد چند
روز کے ایسا ہوا کہ یہ پابندی کچھ بھی نہ رہی بس ہم شب و روز باہر آنے جانے تھے کچھ قید نہ تھی لیکن ای شہریار اس
طوفان جنی کے سبب لوگون کو آرام اور مین تھا بس جس وقت جمہور امیر سے یہ سب احوال کہہ چکا اس وقت
طوفان جنی نے امیر سے کہا کہ ای شہریار آپ کی امانت جو ہمارے پاس تھی سو ہم لے کر آئے ہین امیر نے کہا وہ
امانت کہان ہی طوفان جنی نے دیوون سے کہا آگے آؤ اور وہ حضور کے سامنے لاؤ کہ ایکبار یہ سب دیو بارگاہ طلسمی
جو امیر کے سامنے لائے اور امیر نے اس بارگاہ کو دیکھا اور طوفان جنی نے احوال اس بارگاہ کا بیان کیا کہ ای شہریار
یہ بارگاہ چار کوس کے گرد مین کھڑی ہوتی ہی اور چار سو ستون اسکے اندر مین ہر ستون مین جواہر لگے ہین اور چار دروازے
اسکے ہین اور ہر ایک دروازے پر دوہرے دریچے لگے ہین اور ہمراہ اس بارگاہ کے ایک خیمہ ہی
کہ بارہ کوس کے گرد مین کھڑا ہوتا ہی نعمت خانہ آبدار خانہ جامہ خانہ فراش خانہ باورچی خانہ جنسی خانہ پانی خانہ
جواہر خانہ اور اصطبل وغیرہ جتنے مکان ضرورت کے ہین سب اسمین موجود ہین اور ماسوا اسکے اور مکان بھی
بہت ہین یہ سب اس بارگاہ کے متعلق ہین مگر سب الگ الگ ہین اور تین خزانے مین حضور کو دینے آیا ہون
یہ سنکر امیر نہایت خوش ہوئے اور امیر نے وہ سب خزانے لیے اور بارگاہ اور اسباب سب رکھوا لیا پھر
ظفران جنی نے امیر سے کہا ای شہریار باقی امانت آپ کی باطن طلسم دیوون کے پاس ہی انشاء اللہ تعالے
جس روز آپ طلسم کشائی کر چکینگے اسی روز وہ سب مال و اسباب خود بخود آپ کے پاس چلا آئیگا امیر سے
اور طوفان جنی سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین ظفران زاہد نے امیر سے کہا کہ ای شہریار وہ مقدس کون ہے
ہین جنھون نے یہ کام کیا ہی کہ آپ کو اس بلا سے رہائی دی اور آپکو خبر دیا ہی یہ سنکر امیر نے کہا وہ یہین ہونگے
مقدس نے امیر سے کہا کہ انکو بلائیے امیر نے کہا ای خواجہ سلامت ظفران زاہد تمھارے دیکھنے کا اشتیاق
رکھتے ہین اور عمرو عیار بھی وہین کھڑے ہوئے ہین عمرو نے سنا کہ امیر کہتے ہین کہ ظفران زاہد تمھاری
ملاقات کے امیدوار رکھتے ہین کہ ایکبار ایک طرف سے آواز آئی کہ ای ظفران زاہد مین بیچارہ ایک مور ضعیف

مگر میں ہیبتناک صورت سے ہو رہے تھے تو کیا دیکھوں کہ ظفران زاہد سے تو اور دیکھ کہ یہ تو نہیں یا میں ہے تو اورا تنی میں ظفران زاہد
نے امیر سے کہا کہ آپ بلائیے امیر نے کہا اے خواجہ آپ رہنے دیجئے اپنے تئیں دکھلائے دیتے جاؤ عمرو نے
کہا اے حمزہ وہ سب میری تدبیریں تھیں مرتے ہیں اور ابھی اگر وہ دیکھیں تو مجھے زندہ نہ چھوڑیں جو خیر امیر نے
کہا عمرو نے نہ مانا آخر کو امیر نے ایک پنج ہزار روپے زرسرخ کے منگوا لئے اور تھوڑا ان تو تو ڑدن کے ذرے کے رکھے اب
اور کہا یہ دیتا ہوں جو تم اپنی صورت دکھاؤ عمرو کے منہ میں پانی بھر آیا بقول شیخ سعدی شعر بیت طمع دیدہ ہوشمند
در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند اور کہا حمزہ ہم نے تیرے سعدے میں بہت کچھ کھایا کہا اور کیا تو ہم کو نہ دیتا ہم
اپنی صورت نہ دکھلاتے اور یا تو نہ جائے یا یوں تسبیلا ان اٹھائیں بعد اس کے نقاب تیرے کہ عیاری سے گئے ہوئے
ہوئے اور کہا ہے سلام علیکم اے ساحب سرخیوش وظفران زاہد ہو تھا عمرو کو ظفران نے مجھے
آج نے دیکھا تعظیم کے جواب سلام کہو ہائے ہاں عجیب کیفیت صورت دیکھ متحیر ہو کر رہ گیا اور کہا اے عمرو
اور خانہ نجاست عمرو اپنے مقام پر بیٹھے اور جیتے گئے اور کہیں تعقلے کا رآخر حمزہ پیشانی کی نجاہوا
بارگاہ کے رشادے پر جاتا تھا جو وقت اب عمرو کو دیکھا یکبار سے آکر عمرو کی گردن پر بیٹھا اور عقاب
کی صورت بن گیا عمرو ہاتھ سے اسے دیکھنے لگا کہ لوگ پکارے ارے یہ عقاب کیسا ہے جو عمرو کی گردن پر بیٹھا ہے
اور کہا یہ عقاب جانے نہ پائے اور وہ عقاب یکبار عمرو کے دونوں شانوں پر پنجے گاڑ کے دفعتہً عمرو کو لے
اڑا اور بارگاہ میں غل ہوا کہ عقاب عمرو کو اٹھائے لئے جاتا ہے امیر یہ سنکر بسر و تلوار لیکے دوڑے اور
امیر پکارتے جاتے تھے کہ لینا اسے جانے نہ پائے امیر تو یہ کہتے رہے اور وہ آسمان پر عمرو کو لئے جاتا تھا اور
امیر پیچھے چلے جاتے تھے جب یہ نگاہ سے میری پوشیدہ ہو گیا اسوقت امیر ایک آہ کا نعرہ کرکے گر پڑے اور
بیہوش ہو گئے اور دشت امیر کے بیٹھ گئے اور ادھر عمرو پکار پکار کے کہتا جاتا تھا کہ اے حمزہ یہ غلام تیرا تجھ سے جدا
ہوا اور اب ملاقات ہماری تمہاری قیامت پر رہی اور اے حمزہ اس غلام کی یہ آرزو ہے کہ فاتحہ خیر سے فراموش
نہ کرنا پس یہ کہتا ہوا عمرو تو ادھر چلا گیا اور ادھر جو لوگ پیچھے امیر کے آئے انہوں نے جو امیر کو بیہوش پڑے
ہوئے دیکھا پس وہ سب لوگ امیر کو اٹھا کر خیمہ میں لائے اور امیر جسوقت ہوش میں آئے اسوقت یہ بیان
کرکے روتے تھے اور عمرو کو پکارتے تھے کہ خواجہ تم نہ آتے تھے میں نے تمہیں زبردستی بلایا اور میں نے اپنے ہاتھ سے
دیدہ و دانستہ تم کو کھویا اور جو میں جانتا کہ کوئی حریف تمہارا یہاں پیدا ہوا ہے تو میں کاہے کو ظاہر کرتا پس امیر
یہ کہتے جاتے ہیں اور پچھاڑیں کھاتے ہیں اور لوگ سمجھاتے ہیں کہ امیر خدا سب سے نزدیک ہے چاہے تو ...کی

عمرو سے اور ملاقات کروا دے آپ کو اتنی بیقراری لازم نہیں ہے

اب دو کلمے داستان عمرو کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ وہاں اپنے خیمہ میں تیرہ بخت اور مظلم دونوں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپس میں ذکر رات کا کر رہے ہیں
کہ مردہ سولی کا کیا صورت بناکے آیا تھا اگر میں جانتی کہ عمرو ہے تو زندہ نہ جانے دیتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں
آخرش جادو زادہ صورت عقاب کی بنا ہوا عمرو کو پاؤں میں دبائے ہوئے سامنے سے نمایاں ہوا اور آکر
بارگاہ میں تیرہ بخت اور مظلم کی اترا اور تیرہ بخت اور مظلم نے دیکھا کہ آخرش عمرو کو پکڑے لئے آتا ہے
پس دونوں دیکھتے ہی عمرو کے ناچنے لگے تیرہ بخت نے عمرو سے کہا کیوں اے بدذات بے حیا کہہ تیرا
کیا حال کروں یہ سنکر عمرو نے کہا واقعی میں تقصیروار ہوں تمہارا جو جی چاہے میرے حق میں سو کرو

لیکن اب مین نے جانا کہ دین لات اور منات کا برحق ہی اور سب دین جھوٹے ہین اور حضرت عزازیل شیطان برحق ہین اور
آج مین نے بھی دین لات منات کا قبول کیا پس جس وقت تیرہ بخت نے عمرو سے یہ کلام سُنا کہا ارے جعلساز تو اب مجھے
پھر فریب دیتا ہی ارے موے مین تجھے مار ڈالونگی اور لوگون سے کہا ابھی اس نگوڑے کو مار ڈالو یہ موا بڑا مکار ہی اور بڑا
فیلسوف ہی اور ہرگز اسکی باتون پر نہ آنا یہ سُنکر مظلم نے بھی کہا ابھی مار ڈالو اور عمرو منتین کر رہا ہی اور کہتا ہی
اے تیرہ بخت اے مظلم دیکھو تو ہم تمھارے ساتھ کیا جان فشانیان کرتے ہین یہ سُنکر تیرہ بخت نے اخرس سے کہا کہ گر دلی
حلقہ بگوش ہو تو در گذر کرنا چاہیے یہ سُنکر اخرس نے کہا اری دیوانی ہوئی ہی کیون تیری شامت آئی ہی اسکے فریب مین
نہ آنا پس اُس وقت عمرو نے یہ سُنکر اخرس سے بیباکانہ عرض کیا کہ او نالائق حرامزادے تم نہین جانتے کہ مین سر زندہ
جادوگران در پیش تر کشندہ کا قزاق ہون انشاء اللہ تعالی تم سب کو مار کر یہان سے جاؤنگا اور تم سب کو قتل کرونگا اور
تم نہین جانتے کہ مین مرنیکی خو نہین ہی اور بھلا مجھے مار تو دیکھو تو مین کس طرح سے تمہین مار کے جاتا ہون یہ سُنکر
اخرس نے کہا ایک کام کرو اب اسکو مروا ڈالو حمزہ اور رضیہ اسیر ہوا تو نہین کرلیگا اور ایک شخص پر اور سحر نہین
اثر کریگا جسکے پاس ہیکل ہوگی باقی سب کو تو سحر سے گرفتار کرلینگے آؤ اور حمزہ اور رضیہ سے جبل خنگ کو ملے
تو ادھر سے روئینگے وہ سات لاکھ جادوگر دن سے کہان تک لڑینگے اور کہان تک مارینگے آخر انکو گھیر کر پکڑ لینگے
یہ سُنکر تیرہ بخت نے کہا اچھا اسکو قید کرو اور اخرس نے کہا کل اسکو ایک ہیل پر باندھ کر اپنے ساتھ میدان جنگ مین
لیے چلو اور اسکو کوڑے اور جوتیان ماریں پس جس وقت حمزہ دیکھے گا اسکو کب گوارا ہوگا کہ عمرو کو اس طرح سے دیکھے پس
وہ عمرو کے چھڑانے کو آئیگا ہم سب اسکو گھیر کر پکڑینگے پس یہ بات ٹھہر گئی اور تیرہ بخت اور مظلم نے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجے اور عمرو کو اخرس کے حوالے کیا اور کہا تو رات کو عمرو کو اپنے پاس رکھ پس اخرس عمرو کو اپنے
گھر لایا اور یہان مظلم اور تیرہ بخت سے کہا کہ جتنے ساحر ہین سب حضرت عزازیل کی قسم کھائین کہ کل ہم ان مسلمانون
سے بغیر انکا کام تمام کیے نہین پھرینگے یہ سُنکر مظلم اور تیرہ بخت نے کہا اچھا خوب بات ہی اور تیرہ بخت نے
کہا لاؤ حضرت عزازیل کو ایکبار سب لوگ عزازیل کے لانے کو دوڑے بڑی دھوم دھام سے ایک تخت جواہر نگار پر
تصویر طلائی شیطان کی بنی ہوئی لائے اور بیچ محل مین لاکر رکھدیا اور کہا جتنے لوگ سات لاکھ جادوگر اور دو لاکھ ساحر
ہین سب آکر قسم کھائین کہ کل ہم جنگ مین منھ نہ موڑینگے اگر یہ حرکت ہم سے سرزد ہو تو حضرت شیطان ہم کو بہت سی
سزا دین پس جس وقت اخرس نے یہ بات ٹھہرائی اُسوقت تمام ساحر اور غیر ساحر سب نے اُٹھ اُٹھ کے اس تصویر کے
سر پر ہاتھ رکھا اور کہا یا حضرت شیطان جو ہم تمھاری جھوٹی قسم کھائین تو ہم سب نا امید ہون جب یہ سب تصویر
شیطان پر ہاتھ رکھ کے قسمین کھا چکے اُسوقت اخرس نے نصیحت شروع کی کہ ایہا الناس تم سب دیکھ لو اور
اپنے جی مین تصور کر لو کہ سوت کی رسی مین فیل مست کو باندھ سکتے ہین وہ ہرگز اس رسی کو توڑ نہین سکتا کیونکہ
ہزارہا تار آپس مین ملے ہوئے ہوتے ہین اور ایک تار کو جو چاہے وہ توڑ ڈالے خواجہ سلامت یہ باتین سبل پر
سے سُن رہے تھے اور جی مین کہتے تھے کہ یہ تدبیر اسنے تیرے واسطے خوب نکالی کہ ایکبار آپ پکارے کہ ایہا الناس
مین تمہارا دوست ہون جو تم سے کہتا ہون تم سب تصور کر لو کہ جو شمع بناتے ہین اور کتنا موٹا فلیتہ رکھتے ہین
لیکن جس وقت اُنہین آگ لگا دیتے ہین ایک تار اُنہین کا نہین بچتا ہی اور سب تار جل جاتے ہین یہ سُنکر
اخرس نے کہا ارے مار دو اس نالائق سے کہو کہ تو کیون بولتا ہی اور یہ چاہتا ہی کہ انہین ایکبات نہ ہو
پس عمرو چپکا ہو رہا اور ایکبار تیرہ بخت نے مظلم سے کہا کہ آج کی رات ہی جو جسکا جی چاہے وہ کرے اور

کہ نہیں معلوم کسکی قسمت مین جینا ہی اور کسکی قسمت مین مرنا ہی پس ایک طرف کو مظلم اور قیرہ بحث مصروف ہوے
اور ایک طرف جتنے وزراء تھے سب آپس مین مشغول ہوے انہیں تو یہان رہنے دو

اب دو کلمے داستان خالی طلسم کشا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت عمرو کو وہ عقاب لیکر اڑا اسوقت سے امیر کی عجب حالت تھی کہ یکسان اشک آنکھون سے آنسو بہے چلے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ای عمرو ہمارے تمہارے یہ وعدہ تو نہ تھا کہ تم چلے سے روانہ عدم ہوئے کہ ایکبار نسیم اور شمیمہ دونون عیار گریبان چاک کیے ہوے اور سینے مین غرق ہوے سلطان سرخموش کے پاس پہونچے اور بعد دعا کے عرض کیا کہ ان ساحرون نے طبل جنگ بجوایا ہی اور عمرو کو ایک میل سے باندھا ہی اور یہ بات ٹھہرائی ہی کہ صبح کو امیر کے سامنے عمرو کو اسی صورت سے لیکر جینگے امیر کو تاب نہ رہے گی وہ مرینگے ہم گرفتار کر لینگے امیر نے سنکر کہا خدا سے بزرگ ہت اور ہم سون سے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور تیاری مرنے کی کی اور فرمایا صاحبو ہزار جان میری عمرو پر سے قربان ہی اور مجھ سے یہ کب ہو سکتا ہی کہ میرے سامنے عمرو کو کوئی پکڑین اور مین دیکھون جسوقت عمرو کو میرے سامنے کسی نے مارا اسدم مین گھس جاؤنگا اگر کرور آدمی ہونگے تو کیا ہوگا بعد اسکے امیر نے فرمایا کہ ای صاحبو آج رات کو سب عبادت خدا مین مشغول رہو کل خدا جانے کون زندہ رہے گا اور کون مارا جائے گا یہ سنکر سب نے مرنے کی تیاری کی اور سب نے جانا کہ کل سفر آخرت ہی غرض سب نے گلے مین کفن پہنے اور امیر نے تمام رات عبادت مین کاٹی اور اُس طرف ظلمران زادہ بھی جا رون بیٹھے ہوئے کر عبادت مین مشغول ہوے اور تمام ساحر اپنے اپنے کام مین مشغول رہے جسوقت صبح نے اپنا گریبان چاک کیا اور خورشید خاوری فلک نیلگون پر سوار ہو کر نکلا امیر بعد نماز صبح کے وظیفہ سے فراغت کر کے تمام تبرکات بنی نوع پر آراستہ کر کے برآمد ہوے گویا خورشید پردہ سحاب مین سے نکل آیا اور ملکہ رضیہ نے جو سُنا کہ امیر نے مرنے پر کمر باندھی ہی اور فوج ساحران سے مقابلے کو جاتے ہین ملکہ بیتاب ہو گئی اور اُسنے ملکہ کوکبہ کو بُلایا اور کہا کہ تم میری طرف سے امیر سے جاکے کہو یہ ہیکل حاضر ہی آپ لیجیے اور ای شہریار خدا انکو سلامت رکھے یہ ہیکل لیکے مین کیا کرونگی آپ کسی کو یہ ہیکل دیجیے وہ جنگ مین آپکے ہمراہ رہے اور آپ تنہا قصد جانے کا نہ کیجیے گا ایک سے دو بہتر ہین اور کوکبہ روشن تن نے پیام ملکہ کا امیر سے کہا امیر نے سنکر کوکبہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ مین فقط حفظ خدا کی ہیکل چاہیے ہی اور یہ ہیکل کو تم اپنے پاس رہنے دو ملکہ نے جواب کہلا بھیجا کہ ای امیر یہ کس کام کی ہی تم کسی اپنے دوست صادق کے گلے مین ڈال دو کہ وہ تمہارے پاس حاضر رہے پس امیر نے سنکر کچھ سوچے کہ بات ملکہ کی بہت معقول ہی بعد اسکے بہ سمت دست راست دیکھکر آواز دی کہ ای زیب و زینت بارگاہ سلیمانی عمرو بن حمزہ یونانی یہ ہیکل تم پہنے رہو حمزہ یونانی نے آداب بجا لاکے وہ ہیکل زیب گلو کی کہ دوسرا آدمی ملکہ نے امیر کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جسوقت آپ سوار ہون تو میرے پاس بھی آئیے گا امیر نے کہا مین آؤنگا مگر حالت تمہاری اور غیر ہو گی پھر ملکہ نے کہلا بھیجا کہ ای امیر مجھے آخری دیدار سے محروم نہ رکھنا میرے دل مین روز قیامت تک اسکی حسرت رہے گی امیر یہ سُنکے رضیہ سلطان کے خیمے مین گئے دیکھا امیر نے کہ رضیہ کی عجب حالت ہی سر کے بال کھلے ہوے اور آنکھین روتے روتے سُرخ ہو گئین ہین اور رات کے سجدون کے نشان پیشانی سے ظاہر ہین ملکہ نے جو امیر کو دیکھا اسوقت بالکل حیا اور شرم نہ رہی بے اختیار اُٹھکے امیر کے گرد پھرنے لگی اُس وقت امیر نے جو ملکہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای ملکہ آفاق و اے زیب و زینت طلسم حلیم اشراق اسقدر قلق کیون ہی خدا پر نظر رکھو پھر امیر رضیہ کو سمجھا کے روانہ ہوے ملکہ رونے لگی لوگ سمجھانے لگے کہ بی بی بدشگونی نہ نکالو کہ امیر جو

باہر آئے تو دیکھا کہ سلطان اشرف تخت پر سوار ہے اور سواری روانہ ہو چکی ہے کہ امیر اس گھوڑے طلسمی پر سوار ہو کے
ہمراہ روانہ ہوئے اور ایک طرف حمزہ یونانی اور جوگان بن حمزہ اور دست چپ مین قلمزن عاد مغربی اور
بہرام گردن خاقان چین اور ارقم ہین اور پیچھے سب فوج مسلمانون اور پری زادون اور جنون کی ہے اور
ایک طرف حکیم قسطاس اور درویش ذاکر اور مذکر ہین اور ایک طرف خرم ظفران زاہد اور اُسکے چارون بیٹے ہین
بس اس طرح سب میدان مین آگئے اور صف آرائی ہونے لگی بعد اسکے ظفران مع اپنے بیٹون کے تخت پر سے
اُتر کے ایک سوزنی الگ بچھا کے قلمدان اور چاقو اور قلم اور آفتابہ پانی کا لے کے مستعد بیٹھے اور اس طرف آمد آمد لشکر
ساحران کی ہوئی ہر ایک ساحر نے اپنے آلات سحر آراستہ کیے ہوے اور شیر و خرس پر سوار نمودار ہوے تشقے وغیرہ
کھینچے ہوے ہین اور پرکالے آتش کے اُڑتے ہوئے جب سب ساحر جمع ہو چکے اُس وقت تخت
تیرہ بخت اور منظلم کا آیا یہ دونون ایک ہی تخت پر بیٹھے ہوے ہین اور آگے اُنکے تخت کے اخرس ہاتھ مین
بیل عمرو کی قید کا لیے ہوے اور ساتھ اُسکے ہمانے جادو ایک طاؤس پر سوار ہے اور ہاتھ مین اُس ملعونہ
کے ایک کوڑا ہے یہ بھی طاؤس کو ہنکاتے اُڑاتے ہوے آ کے داخل ہوئی اور اخرس چالیس گز کے اژدر
پر سوار بسرعت تمام یہ بھی آیا ہے جب سب جمع ہو چکے اُسوقت قرقشہ ملعونہ نے ایکبار کچھ پڑھکر کاغذ کے
ٹکڑے اُڑائے وہ سب ٹکڑے مثل تیر اور تلوارون کے بن گئے جتنے درخت تھے سبھون کو انھون نے ایک
دم مین قلع کیا بعد اسکے اخرس نے کیا کام کیا کہ ایک روئی کا پہل بنا کے اور منہ سے پھونک کر آسمان کی
طرف اُڑا دیا اُس پہل نے سارے آسمان کو گھیر لیا اور اُسمین سے مینہ برسنے لگا جب خوب چھڑکاؤ ہو چکا اُسوقت
باران تو موقوف ہو گیا اور اب صورت ایک ایک کی دیکھنے لگا کہ اسمین کوئی چار گھڑی دن آیا ہوگا کہ امیر
نے عمرو کو دیکھا کہ بحال خراب بیل پر گرفتار ہے ساتھ ہی دیکھنے کے امیر کو ایک جوشش رقت شروع ہوا
الغرض طرفین سے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہو چکے اُسوقت قہلیل جادو کہ رشتہ دار
منظلم کی ہے اُسکے ہاتھ مین ایک تماشا ہے اُسکی گولی بنا کر سحر دم کر کے زمین پر ماری کہ ایکبار وہ گولی زمین مین
غائب ہو گئی اور وہ درجا ایک آگ پیدا ہوئی اور وہ آگ امیر کے لشکر کی طرف بڑھنے لگی اور لشکر مین ایک شور
پیدا ہوا یہ خبر ظفران زاہد کو پہونچی ساتھ ہی سُننے کے وہ آفتابہ جو قریب تھا اُٹھا کے پانی اُسکا اُسی آگ
کی طرف بہا دیا کہ فوراً وہ بہاؤ آب بن کے رہ گیا اور آگ اُس پانی مین چھن چھن کے بجھ گئی دفعتہ قہلیل
کو سنناٹا شروع ہوا تمام ساحرون مین کھلبلی پڑ گئی طرفہ اسمین مین قہلیل مع اپنے ساحرون کے ا
ہو گئے پہ گئی یہ حال جو اُسکی بہن نے دیکھا آزردہ ہو کر ہاتھ مین اُسکے ایک تسمہ تھا اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے
ہوا کی طرف اُڑا دیا کہ فوراً وہ سانپ بن بن کے سیاہ اور بین مثل باران کے برسنے لگے تمام لشکر خدا پرستان
مین ایک دھوم پڑ گئی جسکو سانپ نے کاٹا وہ سوجہ پھول گئے یہ خبر ظفران زاہد کو ہوئی اور اُس نے
کاغذ کے پرچون پر کچھ لکھ کے بسمت ہوا اُڑا دیے اُسی وقت تمام سانپ سمت کے لشکر ساحران پر جا پہنچے
اور ہزارون ساحر فنا ہونے لگے وہی عالم ان ساحرون کا بھی ہوا یہ خبر تیرہ بخت کو ہوئی کمال
برہم ہوئی اور دو تیرون پر کچھ پڑھ کر زمین پر پھینکا ایکبار وہ دونون تیر زمین پر گرتے ہی طاؤس بن کے
اُڑے اور جتنے سانپ تھے انکو نگل گئے بعد اسکے قرقشہ ملعونہ نے کچھ پڑھ کر زمین پر مارا کہ ساری زمین
مین زلزلہ پڑ گیا قریب تھا کہ تختہ اُلٹ جائے یہ خبر ظفران زاہد کو پہونچی دو نقش بجلدی تمام لکھ کے

شنجرفی پوشش کو دیے کہ ایک اُس کونے پر اور ایک اُس کونے پر دفن کردو شنجرفی پوش جلدی تمام
طلسم ظفران زاہد کا بجا لایا کہ زلزلہ موقوف ہو گیا۔ تیرہ بخت نے دیکھا آواز دی کہ اے کیوں سحر برباد
کرتے جاتے ہو جانتے ہو کہ اُس طرف ظفران زاہد ہے وہ سحر کسی کا برپا نہ ہونے دے گا کل جو بات تجویز کی تھی وہ
آج عمل میں لاؤ سب کے سب پکار اُٹھے بہت بہتر اور میل لکڑی کا جسمیں عمرو بندھا ہوا تھا سامنے امیر کے
لے، اور عمرو پکارا کہ ای حمزہ زنہار تم میری رہائی کا قصد نہ کرنا اگر میں مر جاؤنگا تو کچھ مضائقہ نہیں ایک ادنا
غلام ہوں نہو اگر تم میرے واسطے آفت میں گرفتار ہو گا اور ادھر ہماے جادو نے گرز عمرو کو مارا امیر نے جو
دیکھا تاب نہ رہی پکارے خواجہ مجھے لعنت ہے تمہارے صدقے میں ہوگا اور مرکب کو تازیانہ کیا کہ مثل برق کے چمک کے
روانہ ہوا کسی نے دیکھا اور کسی نے نہ دیکھا ساتھ ہی عمرو بن حمزہ نے گھوڑا اٹھایا اور دونوں مثل شیر ببر کے
لشکر روباہ پر جا پڑے بعد اُنکے چوگان بن حمزہ اور فرامرز عاد منقلی اور بہرام گرد خاقان چین اور جمہور
اور ارقم نوجوان ان سب نے ارادہ کیا اور کہا یارو امیر اکیلے ہیں اور ایک عمرو بن حمزہ ہے اور اُدھر سب کو
لشکر کفار میں تو لاکھوں آدمی ہیں بلا سے ہم مارے جائینگے لیکن ساتھ نہ چھوڑینگے یہ کہکے سب روانہ ہوے
کہ تیرہ بخت کی نظر پڑی فوراً اُسنے اپنے دونہ میں سے کپڑا پھاڑ کر لشکر اسلام کی طرف زمین پر پھینکا دفعۃً ایک
دیوار آہنی بن کر تیار ہو گئی جب یہ قصد کرتے ہیں ٹکریں کھاتے ہیں گنبد سے پیچھے گرتے ہیں اور دوسرے
وہ دیوار نظر نہیں آتی ہے قریب سے جانا غیر ممکن ہے مگر امیر اور عمرو بن حمزہ بخوبی جنگ کر رہے ہیں یہاں تک
کہ سب گروہ ساحروں کا پسپا ہوا اور خواجہ نے دیکھا کہ امیر پہونچے کہ دفعۃً دوڑ کر امیر نے آخر اُس کو
عقرب سلیمانی مارا کہ کام اُسکا تمام ہوا اور عمرو کو چھڑا لیا اور عمرو نے چھوٹتے ہی گلیم عیاری اوڑھ لی
دیکھا امیر نے مطلم اور تیرہ بخت یہ دونوں ایک تخت پر بیٹھے ہوے ہیں یہ دیکھتے ہی امیر ادھر روانہ ہوے عمرو
بن حمزہ طرف ہماے جادو کے روانہ ہوا ہماے جادو نے آواز دی کہ اے عمل تو میری طرف آیا ہے یہاں
مارا جائے گی یہ سخن ابھی درود ہاں تھا کہ عمرو بن حمزہ نے ایک ایسی تلوار ماری کہ کام اُس نابکار کا تمام کیا
قرقشہ ملعونہ نے جو دیکھا تو جیل عمرو بن حمزہ کے گلے سے اُتاری خواجہ نے جو دیکھا تاب نہ آئی گلیم اُتار کے
جھپٹ کر ایک خنجر مارا کہ گردن قلم ہو گئی عمرو نے جیل اسکے عمرو بن حمزہ کے گلے میں ڈالدی اور جلد
گلیم اوڑھ لی تیرہ بخت نے جو دیکھا سحر کرنے لگی ظفران زاہد کو خبر پہونچی ظفران نے سات ٹکڑے کاغذ کے
لیکے اور اسم پڑھ کر ہوا پر اُڑا دیے کہ وہ سب برق بن کے لشکر کفار پر گرنے لگے صدہا جادو جل گئے میں گرگی
جنگ میں پھانسا تھا امیر اور مطلم یہ ہوا مطلم کے سامنے تھوڑے سے کانٹے رکھے ہوے تھے اُسنے کچھ پڑھ کے وہ کانٹے
زمین پر پھینکے ساتھ ہی پھینکنے کے تیروں کا مینہ برابر پڑنے لگا مگر کچھ امیر پر اثر نہوا بلکہ وہ تیر مطلم پر پڑنے لگے
اور امیر نے ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا ایسا مارا کہ دو ٹکڑے ہو گئے تیرہ بخت نے جو دیکھا نعرہ ۃ کا مارا اور ایکبار
اٹھ وہ منتر سحر کا نکالا اور وہ منتر منتر نعرہ کرنے لگا اور آواز نگ جو گلے میں تھا آواز اسکی پھیلی اور ان سب مقدسوں
کے کان تک گئی یہ سب گونگے اور بہرے ہو گئے اور ادھر وہ برق موقوف ہو گئی اور اسوقت تیرہ بخت
کو امیر نے جا کر گھیرا اور پکارے او لکاتہ میں کب جانے دیتا ہوں اور کب تجھے جیتا چھوڑتا ہوں اور یہ تخت
پر بیٹھی ہوئی تھی کہ ایکبار برابر سے عمرو بن حمزہ تلوار مارتا ہوا آتا تھا اُس نے تیرہ بخت
کو دیکھا میں جھپٹ کر عمرو بن حمزہ نے ایک تلوار ایسی ماری ایکبار تیرہ بخت کو دو ٹکڑے زمین پر اور

بصورت عقاب نکلے چاہا کہ اُڑ جائے کہیں خواجہ سلامت بھی برابر اُسکے گلیم عیاری اوڑھے ہوئے آتے تھے اُنھون نے دیکھا کہ یہ
عقاب نکلے جاتا چاہتی ہی ایکبار جال دلیہ سی کو اُٹھا کے اُس کیطرف مارا اور جال مین پھنسکر اُسکو زنبیل مین ڈالا اور کہا
داد صاحب اب زمین پہ سے رکھنا اور جلدی سے گلیم اوڑھلی یا دائیہ نے کہا کہ مین جیسرہ بخت کو گرفتار کیا ہی امیر کو شفق
ہوئی ساحرون کو قتل کرنے لگے بعد بہر کے تمام ساحر فرار ہوگئے انھون نے کہا امان امان امیر نے کہا ایمان لاؤ غرض سب
کلمہ پڑھکے مسلمان ہوئے امیر نے کہا اے ظفران زاہد یہ سب ایمان لاتے مین کیا مرضی ہی ظفران زاہد نے وہ نقش
الٹ دیا اور قتل موقوف ہوگیا تمام ساحر زنار بردار ہوئے خواجہ نے تمام مال ودولت کا خوب لوٹا ہر چہار طرف شادیانے
فتح کے بجنے لگے اور طلسم جشن ہوا بعد اُسکے امیر نے کہا خواجہ ذرا تیرہ بخت کو تو نکالو عمرو نے کہا حمزہ مین زنہار نکالو
امیر نے کہا خواجہ مع جال نکالو عرض کیا اُسکا مضائقہ نہین عمرو نے پکارا دادا صاحب یہ نکلے ساتھ ہی نکلنے کے عمرو نے
دیکھا کہ یہ تو کچھ سحر کیا چاہتی ہی فورا اُسنے پہ سے گلہ دباکر زبان کھینچ کے سو جاؤ امیر نے فرمایا خواجہ جلد سر اُسکا قلم
کرڈالو عمرو نے بموجب حکم کے سر اُسکا قلم کیا اور تمام ساحرون کے سر نیزے پر چڑھا دیے بعد اُسکے امیر نے عمرو بن
حمزہ سے کہا تم ظلمات کو جاؤ اور خورشید لقا اور زہرہ لقا اور حور لقا اور ماہ لقا کو لے آؤ عمرو بن حمزہ یونانی
تاریکی کو روانہ ہوئے اور امیر یہان جشن مین بیٹھے جسوقت عمرو بن حمزہ پردہ تاریکی سے سب کو اپنے ہمراہ لیکر
امیر کی خدمت مین آیا اور امیر بعد چند روز کے کوچ کرکے گنبد ریاضت گاہ مین آئے عمرو نے عرض کیا اے
حمزہ تو گنبد ریاضت گاہ مین جاکر چلہ کشی کر امیر نے ملکہ رضیہ سلطان کو ایک مکان محکم مین چھوڑ کے اور آپ
درخت کے پھل توڑ کے روانہ ہوئے اور اُن پھلون مین یہ وصف ہی کہ اُنکے کھانے سے بول اور غائط نہین ہوتا
گنبد ریاضت گاہ مین پہونچ کر بیٹھے بعد سات روز کے آٹھوین دن امیر کو غنودگی آئی ہی عالم غفلت مین دیکھا
کہ سامنے سے دو آدمی چلے آتے ہین ایک کو تو امیر نے پہچانا کہ حکیم اشراق ہی اور دوسرے کا حال یہ معلوم ہوا
جب وہ قریب آئے پکارے سلام علیک امیر نے جواب سلام کا دیا علیکم السلام یا شاہزادہ آفاق حکیم اشراق
آپ بیٹھے یہ دونون بغدس آکے بیٹھ گئے امیر نے کہا آپ کا آنا کیونکر ہوا حکیم اشراق روشن ضمیر نے کہا اے شہریار
تمہارے پاس ہم اسواسطے آئے ہین کہ اب یہ لوح اور یہ پھل بیکار ہی اور اس مقدس کو تمہارے پاس لایا ہون کہ
اب جو کچھ یہ کہین اُسپر عمل کرو امیر نے کہا کہ یہ مقدس کون ہین اُسوقت حکیم اشراق نے کہا کہ یہ وہ قوم جن ہین
اور اُنکے جسم لطیف ہین اور یہ مانند ہوا کے خواص رکھتے ہین یہ سنکے امیر نے کہا اے صاحب بیٹھو اُسوقت حکیم اشراق
بھی بیٹھ گئے اور کہا یہ ظفران زاہد ہین رومین تن ہین اور نام اُنکا ظفر جان جنی ہی اُسوقت ظفر جان زاہد نے
کہا کہ اے شہریار مین تمکو ایک خط دیتا ہون تم اُسکو دیکھ لینا جو اُسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا یہ سنکے امیر نے کہا بہت خوب
ظفر جان جنی نے ایک مکتوب نکال کے دیا امیر نے اُسے لے لیا اور بہت پسند کیا پھر ظفران زاہد نے کہا اے
شہریار تم اس اسم کو الگ چھپاکے پڑھنا اگر کوئی تم کو فریب دے تو تم جاننا کہ یہ شیطان کا کام ہی ایسا نہو کوئی
فریب پڑجائے اگر کسی طرف سے کوئی صدا آئے تو تم سمجھنا کہ یہ کام شیطانی ہی اور جب تم اس اسم سے
فراغت کرچکو گے اُسوقت ایک گھوڑا آئے گا تم اُس گھوڑے سے کہنا اے صبا رفتار تم مجکو اس پردہ تاریکی
مین مرات القلاع کو لے چلو کسواسطے کہ طلسم مرات القلاع اور طلسم آفتاب اور مہتاب کا فتح کرنا
جملہ واجبات سے ہی وہ گھوڑا تم کو سوار کرکے لے جائے گا بعد اُسکے امیر کی آنکھ کھل گئی اُس گنبد ریاضت گاہ
سے باہر آئے عمرو نے کہا اے شہریار بہت جلد تمہارا مطلب حاصل ہوا اور درویش نواز نے کہا کہ اے شہریار اب

امیر وقت بھی آخری ہی تمام عمر مین ایک تقصیر مجھ سے سرزد ہوئی ہی اُسی اعمال شنیعہ مین گرفتار ہون اور ایک میری
عرض ہی کہ مجھے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا یہ کہکے ملک عدم کو راہی ہو گیا بس امیر کو نہایت صدمہ ہوا اور سب مقدسون
سمیت احتیاط سے اُنکی تجہیز و تکفین کی اور اُس مکتوب کو کھولا اُسمین لکھا تھا کہ اب رضیہ سلطان کو یہان رکھنا
مناسب نہین ہی چاہیے وہ پردۂ قاف مین رہے چاہے پردۂ تاریک مین اُسوقت امیر نے رضیہ سلطان سے
کہا کہ تم پردۂ قاف مین جاؤ یہان رہنا مناسب نہین ہی مین طلسم کشائی کو جاؤنگا رضیہ جسکی پوری ساتھ دیلیون
نے کہا کہ ای طلسم کشا رضیہ نے بیوفائی نہین کی تو اسواسطے نہین قبول کی کہ آپ تنہا چھوڑ جاتے امیر نے کہا کہ مین
بعد طلسم کشائی کے بلوا لونگا رضیہ نے کہا کہ مین مرات القلاع مین رہون امیر نے کہا اب تمھارا وہان گذارا
نہین ہی وہان عمل اور دون کا ہی اگر تم کو میرا اعتبار نہین ہی تو پہلے کسی پریزاد کو بھیجکے دیکھو الغرض رضیہ نے ایک
پریزاد کو ابر پر سوار کرکے روانہ کیا اُس پریزاد نے جاکے جو دیکھا تو کہین نشان قلعہ کا نہین ہی اور آواز غیب پیدا
ہوئی کہ خبردار کہدینا اُس مقدس سے کہ اگر کوئی پریزاد تیرا یہان آیا تو ہم زندہ نہ چھوڑینگے وہ پریزاد وہان سے
بھاگی اور آکے رضیہ سے تمام احوال بیان کیا امیر نے کہا ای ملکہ کیا مین جھوٹ کہتا تھا بعد اُسکے امیر نے ملکہ کو روانہ
کیا خورشید لقا اور حور لقا اور ماہ لقا اور زہرہ لقا اور سلطان سرخ پوش کو مع سب مقدسون کے امیر
نے یہین رکھا اُسوقت عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور فرامرز عاد مغربی اور بہرام و جمہور ان سب نے
عرض کیا کہ ای شہریار عالی تبار آج تک ہم آپ کے قدمون سے الگ نہین ہوے امیدوار ہین کہ ہمین ہمراہ
لے چلیے خصوص عمرو نے غمزہ کیا امیر نے کہا کہ بے علم مین کوئی کام نہ کرونگا اور سب کو چھوڑ کر آپ تنہا روانہ ہوے
اور اُسی قلعہ کوہ پر جاکر اسم پڑھنا شروع کیا دیکھا تمام پہاڑ سرسبز ہی اور ایک تالاب اُسپر تھا اور اُسکے چوگرد
کے اندر معلوم ہوتا تھا کہ آئینہ جڑا ہی اور امیر اُسمین وضو کرکے اسم پڑھنے لگے ایک چار گھڑی گذری تھی کہ ایک
حباب پانی پر معلوم ہوا اور وہ بڑھنے لگا بڑھتے بڑھتے مانند گنبد کے ہو گیا امیر نے دیکھا کہ اس حباب مین ایک
مقدس تخت بچھا ہی اور اُسکے پہلوؤن مین دو عورتین بیٹھی ہوئی ہین اور ایک طرف ایک حسین صاحب جمال بیٹھی ہوئی ہی
شراب اور کباب اُسکے سامنے رکھا ہوا ہی کہ یکبارگی اُس ضعیف نے امیر سے کہا کہ ای جوان تو بھی پی امیر نے
اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا اُس بڈھے نے اُن عورتون سے کہا کہ تم اس جوان سے کہو وہ عورتین امیر کے سامنے
آئین اور امیر کے بشرے کو دیکھکے عجب عجب حرکتین کرنے لگین کبھی تو اوپر کے بدن سے برہنہ ہو جاتی ہین اور کبھی
پیٹ اپنا دکھاتی ہین امیر اپنے دل مین کہتے ہین کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور دوسرے کوٹھے پر جا بیٹھتے ہین
وہان بھی یہی صورت دیکھتے ہین آخر کو بس امیر چارطرف پھرنے لگے وہ لوگ بھی ہمراہ ہوے کہ اُس بڈھے نے
ایک لڑکی کو سامنے بیٹھا اُسنے بھی نئی نئی حرکتین کین کہ جسکا بیان نہین امیر لاحول پڑھتے رہے کہ دفعۃً اُسی
بڈھے نے تالاب مین ہاتھ ڈال کے ایک جوان کو نکالا اور چاہا کہ ذبح کرے امیر جو دیکھتے ہین تو بدیع الزمان
ہی اور بدیع الزمان نے کہا کہ ای امیر مین آپ کی قدمبوسی کو آیا تھا یہ مجھے قتل کرتا ہی امیر بیتاب ہوگئے
اور چاہا کہ چھڑا دین پھر یہ خیال آیا کہ یہ کارخانہ شیطانی ہی مخاطب نہوے اُسوقت بڈھے نے اپنا منہ پھیرا
اور کہا کہ تونے تو ہمارے قتل پر کمر باندھی ہی ہم بھی سمجھ لینگے یہ کہکے وہ مع حباب کے غائب ہو گیا امیر نے
وہ اسم موافق قاعدہ و معینہ کے پڑھا کہ ستارۂ صبح کا چمکا پس امیر نماز صبح سے فراغت کرکے اب بسیر اُس
پہاڑی کرنے لگے کہ اتنے مین خورشید خاوری چرخ نیلگون پر نمایان ہوا اور روشنی ہوئی کہ دفعۃً اُس

بیابان میں ایک گرد صبح رنگ اٹھی کہ جیسے کوئی بگولا اڑتا ہے کہ یکبارگی اُس گرد میں سے ایک گھوڑا برابر فیل گردون
کے پیدا ہوا پیش و پس اُس گھوڑے کا بہت خوش اسلوب کہ جو کوئی دیکھے یہی چاہے کہ جان بیچ کے بے مول لیجیے
گھوڑوں میں ایسی روش نہ دیکھیے اور وہ گھوڑا امیر کے سامنے آکر کھڑا ہوا امیر نے کہا اے اسپ صبا رفتار تجھے میرے واسطے
کیا خلق ہے تو مجھکو پردۂ تاریکی کی راہ سے ورات القلاع کی طرف لیجل یہ سُنکے وہ گھوڑا امیر کے پاس آ کھڑا ہوا
اور امیر یکبارگی رکاب میں پاؤں دے کر اس گھوڑے پر سوار ہوے اور وہ اسپ صبا رفتار اُس پردۂ تاریکی کی راہ سے
ورات القلاع کو لے چلا اور دور جا کر ایک ٹیکرے پر چڑھ گیا اور اس ٹیکرے پر جا کر کھڑا ہوا امیر اسپ سے نیچے اُترے
اور وہ گھوڑا امیر کے اُترتے ہی ایک طرف کو چلا گیا اب جو امیر نے اُتر کے دیکھا وہ ٹیکرا سنگ سبز کا ہے مانند زمرد کے
چمکتا ہے اور اسمیں ایک حوض نہایت پانی سے ملا ہے اور گرد درخت لگے ہیں وہ بالکل سنہلے اور روپہلے ہیں اور اُدھر ایک
نہایت عجیب پہاڑ ہے اور اُس پہاڑ کے گرد ایک دریاے عظیم ہے اسکے سامنے ورات القلاع معلوم ہوتا ہے اور
تمام ابر سے چھپا ہوا ہے امیر نے وضو کیا اور اسم پڑھنے لگے ایک چار گھڑی نہ گذری تھی کہ ابر سامنے سے نمودار
ہوا اور اسمیں سے ایک تخت اُترا امیر نے دیکھا کہ ایک پری زرد پوشاک تخت پر سے اُتری اور آ کر امیر سے
کہا کہ ملکہ شعشعہ نے میرے پاس کہلا بھیجا کہ طلسم کشا اس قلعہ میں آیا ہے اور لو یہ شراب ملکہ نے تمہارے
واسطے بھیجی ہے امیر نے کہا ہمارا رتبہ یہ نہیں ہے کہ ہم تمہارے ہاتھ سے لین مگر امیر نے نام ملکہ کا جو سُنا تو
بہت خوشی حاصل ہوئی تھی مگر خطرات جنی کے اندیشے سے چپ ہو رہے تھے اُسنے کہا کیون صاحب ہمارا مرتبہ
ایسا ہے کہ آپ کو شراب دینے میں تامل ہوا امیر نے کہا تم جلکے ملکہ بازغہ مہرزاد کو سجدہ کرو نہین امیر نے ملکہ بازغہ کا نام
لیا اُسنے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا اے طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ بے وضو نام لیا جو کوئی نام ملکہ کا لیتا ہے پہلے گلاب سے
لاکھ کلیان کر لیتا ہے بعد اسکے بجا لاتا ہے کوئی ہے کہ اسکو شرف دے کہ یکبار ایک دیو گرز شمشاد ہاتھ مین لیے ہوے
بغیظ و غضب سامنے سے آیا اُس پری زاد نے کہا مارے اسنے بڑا قصور کیا ہے یکبارگی اُس دیو نے وار
شمشاد اُٹھا کے ایک ہی وار امیر پر کیا امیر نے وہ وار شمشاد آتے دیکھ کے روکی اور روک کے کود کے اُس
دیو کی داہنی طرف کو جا رہے اور اُس دیو نے وار شمشاد جو امیر کو ماری تھی وار اُسکا خالی زمین پر گیا اور یکبار
امیر نے پھر پرا کے ضرب سلیمانی کھینچ کر ایک ہاتھ اُس دیو کی کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہو گیا اور تڑپ کے
اُس پانی میں جا رہا وہ پری زاد یہ دیکھتے ہی اپنے تخت پر بیٹھ کے چلی گئی بعد ایک دو گھڑی کے ایک پری زاد
پھر اسی طرح سے آئی جس طرح سے پہلی آئی تھی مگر یہ اُس سے بھی زیادہ حسین ہے اور سج میں بھی اُس سے زیادہ
ہے وہ امیر کے پاس آئی اور اُس نے بھی امیر سے کہا کہ صاحب تمہارے واسطے ملکہ آفاق نے شراب
کباب بھیجے ہیں اور کہا ہے کہ تم ہمارے مہمان ہو یہ شراب پیو اب امیر اُس دیو کے مارنے اور اُس پری زاد
کے جانے سے اور زیادہ حیران ہوے امیر نے اُس پری زاد سے بھی کہا کہ تم اس قابل نہین ہو کہ جو مین تمہارے
ہاتھ سے شراب اور کباب کھاؤں پیون اُس پری زاد نے یہ سُنکر کہا کہ ہم مین ایسے کیا کیڑے ہین امیر نے
کہا البتہ پڑے ہیں یہ سُنکر وہ کہنے لگی اے مردوے تو دل لگی کیا کرتا ہے شراب پی لے یہ سُنکر امیر نے کہا مین
نہیں پینے کا اور تم جا کر بازغہ مہرزاد کو بھیج دو وہ ملکہ شعشعہ جہان افروز مالک میرا ہے بس یہ سُنکر اُس پری زاد
نے اپنا منہ پیٹا اور کہا ارے بغیر وضو کے اُسکا کوئی نام نہیں لیتا ہے اور جب لیوے تو اور گلاب سے کلیان
کرتا ہے تو اُسوقت اُسکا نام لیتا ہے ارے غضب کیا تو نے اُسکا نام بے وضو لے لیا پس یہ کہکر اُس پری زاد

نے کہا اے کوئی ہے کہ اسکو ضرب معقول دے کہ ایک دیو پیدا ہوا اُسنے وار شمشاد امیر پر ماری اور امیر نے اُسکو بھی
رد کیا اور اُٹھکر ایک تلوار اسکی کمر پر ماری کہ کمر دو ٹکڑے ہوگئی اور یہ دیو بھی گرا اور وہ پری زاد اسی طرح سے تخت پر بیٹھ کے
چلی گئی پس کہاں تک بیان کیجیے کہ اسی طور سے پانچ پری زادین پیدا ہوئین اور امیر نے اسی طرح پانچ دیو مارے کہ جو ہمراہ
اُن پری زادون کے اُڑ گئے اور جسوقت چھٹی پری زاد کی اُسنے بھی اسی طرح کی باتین امیر سے کین اور اُسنے بھی اسی
طرح سے ایک دیو کو سامنے امیر کے کیا اور امیر نے اُسکو بھی مار ڈالا اور یہ پری زاد شش و پنج کرتی ہوئی گئی القصہ
جب امیر چھ دیوون کو مار چکے اور اب کھڑے ہوئے ہین کہ یکبارگی ایک طرف آسمان پر سے آواز نوبت اور نقارے
کی پیدا ہوئی اور گانے بجانے کی صدا آنے لگی اور ایک ابر سیاہ سامنے سے نمایان ہوا دیکھا امیر نے کہ قریب
ہزار بارہ سو بان اور نشان مرصع اُنکے کھلے ہوے قریب بارہ یا چودہ ہزار پری زادون کے اپنے اپنے تختون پر
سوار اور بیچ مین سب تختون کے ایک تخت ہے کہ اُسپر ملکہ بازغہ مہر افروز سوار ہے اور یہ بڑی عزت دار اور ایک دختر زادی
شعشعۂ ماہ و زہرہ کی ہے ایسے بانو قیصر کے پاس آئی اور امیر نے جو اسکو دیکھا پس دیکھتے ہی امیر غش کر گئے اور کہا
سبحان اللہ کیا صورت اور حسن و جمال اسکا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صانع قدرت نے صفحۂ قدرت پر اپنے ید قدرت
سے اسکی صورت بنائی ہے اور مہر و ماہ کو حل کرکے اسکا خمیر تیار کیا ہے نور کے سانچے مین اسکو بنایا ہے اُسنے امیر سے
کہا کیون صاحب مجھے کیون یاد کیا ہے کہ بازغہ کو بھیج دو صاحب مین حاضر ہون یہ سُنکر امیر نے کہا آؤ صاحب
پس بازغہ نے کہا آؤ کیا کرتی ہو وہ جو ملکہ نے تمھارے واسطے بھیجا ہے دے لو مگر اس ملکہ کے ساتھ کلام کیے
کہ امیر خوش ہو گئے اور بازغہ نے وہ شراب اور کباب امیر کے روبرو رکھے امیر نے بازغہ سے کہا مین تیرے ہاتھ
سے نہین لونگا تیرا یہ مرتبہ نہین کہ مین تیرے ہاتھ سے لون یہ سُنکر بازغہ نے کہا لو اور سنو تم مجھے اپنے دل مین
سمجھے کیا ہو اور تم یہ جانتے ہو کہ مین طلسم کشا ہون اور اے صاحب اگر تم طلسم کشا ہو تو اپنے واسطے ہو اور
یہ جو مرتبہ تمھارے واسطے ہے تو کیا ہے یہ سُنکر امیر نے کہا بازغہ مین تیرے ہاتھ سے شراب نہین پینے کا
بازغہ نے کہا ہان صاحب یہ مجھ مین کیڑے پڑے ہین یا ور یہ برائی ہے غرض جو جو یہ کہتی تھی امیر اسکو جھڑک
جھڑک کر جواب دیتے تھے کہ یکبارگی بازغہ نے کہا کہ اس مردوے کی باتین دیکھو کہ آدمزاد ہو کے ہم سے اتنی
درون کی لیتا ہے اور اپنے نزدیک ہماری کوئی حقیقت نہین جانتا ہے اور امیر سے کہا کہ چلو میان اپنے عقل کے
ناخن لو اتنا بھی آدمی بے شعور نہو یہ کہکر کہا لو اب تو شراب پی لو اور ایک جام شراب کا بھر کے ہاتھ بڑھا کے
امیر کے ہاتھ مین دینے لگی پس جسوقت امیر نے اُسکے پنجہ اور کلائی کو مثل پنجہ خورشید درخشان اور ساعد ہلال
کے دیکھا امیر کی آنکھون کے آگے ایک برق سی چمک گئی اور حالت بیقراری طاری ہوئی امیر نے کہا
سبحان اللہ کیا حسن و جمال ہے مگر امیر نے انکار کیا اور دل مین سمجھے کہ خدا جانے اسکا انجام کیا ہو پس یہ
سمجھکر اُس سے جام لیکے نہ پیا اور بازغہ سے کہا کہ میرا مرتبہ یہ نہین ہے کہ مین تیرے ہاتھ سے پیون غرض
بازغہ نے یہ سُنکر وہ جام آخر بے مزا ہوکر رکھ لیا امیر نے کہا کہ یہ بدمزہ ہوئی اور نہایت ہی اسے یہ میرا کہنا
ناگوار ہوا اُسوقت امیر نے بازغہ مہر افروز سے کہا شعر پیش کیے روکہ طلبگار تست ✤ ناز بر آن کن کہ خریدار
تست ✤ یہ سُننا تھا کہ بازغہ نے کہا سبحان اللہ تم بھی اس قابل ہو کہ جو تم پر کوئی ناز کرے گا اے صاحب
اپنا منہ تو دیکھو یہ سُنکر امیر نے کہا تم لاکھ کہو کوئی مگر مین تمھارے ہاتھ سے یہ شراب نہین پیونگا پس بازغہ نے کہا اے
صاحب تم کو دیتا کون ہے اور جب دیکھا امیر نے کہ بات مین بیچین ہوئی اُسوقت امیر نے کہا لاؤ صاحب لاؤ

تمھاری خاطر سے پی لونگا باز غہ نے کہا نہیں صاحب یہ نہیں ہونے کی امیر نے کہا نہیں تم سے صبر کی قسم لاؤ دو میں پی لون گا اُسوقت ملکہ باز غہ مہر افزا نے ایک جام شراب بھر کے امیر کو دیا بس امیر نے وہ جام لے لیا اور پی کر باز غہ سے کہا تم بھی پیو ایک جام آپنے بھی پیا غرض جب دو دو جام پی چلے تو دماغ امیر کا گرم ہوا اُسوقت دل مین یہ کہا ای امیر تم بھی بوسے کسواسطے کہ ایسے اکیلے مکان مین ایسی نازنین خوبصورت پاس ہو اور تو غفلت نہ کر پھر کہنے لگے کہ شاید یہ امتحان کرتی ہو اور یہ خیال کرکے اُس مکتوب کو کھولا اور دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای امیر اگر تمنے ہاتھ لگانے کا ارادہ کیا تو یہ کب ہاتھ آئی اگر خبردار خبردار ہرگز ہرگز یہ ارادہ نہ کرنا بس امیر یہ دیکھکر چپ ہو رہے باز غہ نے دیکھا کہ امیر چپکے بیٹھے ہین یہ دیکھکر باز غہ آکر امیر کے پاس بیٹھ گئی اور اختلاط کرنے لگی امیر نے یہ دیکھکر کہا بس الگ ہو بیٹھو تمہے یہ ڈھنگ تمہارے اچھے نہین معلوم ہوتے ہین اور یہ کہتے ہی باز غہ نے امیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور کبھی ران پر ہاتھ رکھتی ہو غرض ان حرکتون سے امیر کی یہ حالت ہی کہ نعوذ باللہ اور جسوقت آدھی رات کے قریب آئی اُسوقت ماہ نصف آسمان پر جلوہ گر ہوا چودھوین رات کا چاند اور سامنے دریا اور گرد سبزہ اور وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اُسوقت باز غہ مہر افزا نے کہا ارے کوئی یہان آئے کہ ایکبار ایک پری زاد تخت پر سوار آئی اور آگے کشتیان جنگیر دان اور پاندان سامنے باز غہ کے رکھدیا اور آپ چلی گئی اور اسی کیفیت از ماہ روے باز غہ نے آنکھ اوپر کرکے کہا کہ امیر کو وہ گردش آنکھ کی نہایت بھلی معلوم ہوئی بیساختہ یہ شعر پڑھا شعر چشم مست خود گردان سوے گردون وا مکن + چشم جادو ای پری بر عالم بالا مکن + اور باز غہ نے وہ گہنا پہننا شروع کیا اور دوپٹہ سر سے اُتار کے رکھوا دیا اب جو نگاہ امیر کی اسکے سینہ پر پڑی بس امیر کو یہ معلوم ہوا کہ تخت طلائی پر بیٹھے دو سرکش حسن سرکشی کر رہے ہین یا دو شاہ ملک حسن بادشاہی کر رہے ہین غرض اسکا سراپا دیکھ کے امیر کا وہی حال ہوا اور باز غہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی امیر نے کہا بس اپنے قرینہ سے تم بیٹھی رہو اور سے یہ خوش خصلیان آپ کی بھلی نہین معلوم ہوتی ہین غرض امیر نے کہا کہ باز غہ تیرے جی مین کچھ اور ہی اور ظاہر مین مجھکو کچھ اور معلوم ہوتا ہی اگر تو ایک طرح ہوتی تو البتہ مین انکار نہ کرتا یعنی جو ظاہر مین ہو وہی باطن مین بھی ہوتی اور باز غہ اپنے دل مین کہتی ہو کہ یہ کیسا نا ہو آخر کو اسی طرح سے تمام رات گذر گئی اور جسوقت صبح کا تارا آسمان پر بلند ہوا اُسوقت باز غہ نے وہ سب ہار پھول لیکر پھینک دیے اور کہا ای آدم زاد تو نے مجھے رسوا کیا اور کچھ تجھ سے مجھے حاصل نہ ہوا ساری پری زادین میرے ساتھ کی کہینگی کہ تو مرد کے ساتھ ساری رات رہی اور کیا کیا اور مجھے یہان اب تک کچھ حاصل نہ ہوا مجھے معلوم ہوا کہ تم اندر ہی سے بیل ہو صرف دیکھنے کے ہو کام کے نہیں ہو امیر نے کہا میری مال ہی ملکہ شعشعہ جہان افروز تم ایسون کو کب پوچھتا ہون بس جونہین امیر نے ملکہ شعشعہ جہان افروز کا نام لیا ساتھ ہی نام لیتے کے باز غہ بولی کہ ارے چپ تیری یہ مجال ہی کہ تو ملکہ کا نام بے وضو کے لیتا ہی اور پکاری کہ ارے کوئی ہی جو اسکو سزا دے اتنا کہنا تھا کہ ایکبار سات دیو پیدا ہوے سب کے ہاتھ مین دار شمشاد کسی کے ہاتھ مین ترسول اور گلہ لٹھ بس انھون نے آکر امیر پر وار کیا امیر خالی دیکے لپٹ پڑے امیر نے جلدی عقرب سلیمانی مار دو ٹکڑے کیا ایک دفعہ العین مین ساتون دیوون کو مارا باز غہ نے دیکھا کہ ساتون دیو مارے گئے اُسوقت یہ دوڑ کر امیر کے قدمون پر گر پڑی کہا کہ امیر مین سمجھا کہ تم طلسم کشا برحق ہو اور ہمارے یہان یہ لکھا تھا کہ جو طلسم کشا ہوگا وہ ان دیوون کو مارے گا اور ہنس کر کہنے لگی کہ جان آپ فرمایئے وہان چلون یہ سنکر امیر نے اُس مکتوب کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اب باز غہ سچ کہتی ہی اُسوقت امیر نے کہا ای باز غہ چلے تو مجھے مراۃ الکبع مین لے چلو جہان سے

شہر نیلی حصار کو چلونگا یہ سُنکر بازغہ نے کہا بہت اچھا پس بازغہ نے ایک آواز دی ساتھ ہی آواز دینے کے
ایک تخت پیدا ہوا اور اُس تخت پر بازغہ نے امیر کو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھی دونوں اُس تخت پر سوار ہوے
لیکن اب جو یہ بیٹھی ہو تو امیر سے الگ بیٹھی ہو اور بیچ میں ایک تکیہ رکھا ہو پھر بازغہ نے تخت کو حکم دیا وہ تخت
وہاں سے اُڑکر چلا اور مینہ اُسکی ساتھ پری زادیں تھیں سب اُس پانی کے اندر غوطہ مارکے غائب ہوگئیں اور یہ
تخت جب اُس ابر کے برابر پہونچا اُسوقت وہ ابر شق ہوا اور وہ تخت مرآۃ القلعہ کے اندر داخل ہوگیا اور تخت
دروازے پر رکھا گیا پس ملکہ بازغہ نے کہا یا امیر اب تم جاکر سیر کرو کسواسطے کہ تم نے اُس دن اچھی طرح
سے نہیں دیکھا تھا اور میں یہیں ہوں جب تم آؤگے تو مجھے یہیں پاؤگے یہ سُنکر امیر اُٹھے اور وہاں سے سیر کو گئے
آگے جو جاکر دیکھا تو بعورعا کنوں کے ساتھ ہزار پری زادیں ہیں کہ ہر ایک زر درگوش مرصع پوش ہے اور ایک درخت
کے نیچے بیٹھی ہوئی ہیں اور ناچتی ہیں اور گاتی ہیں اور سات پری زادیں عزت دار ہیں اور ہر مقام پر فرش ملوکانہ
بچھا ہوا ہے اپنی اپنی مسندوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اور یہ طائفے اُنکے ساتھ ہیں پس امیر اُنکے پاس جاکر بیٹھ گئے اور
اُنسے اختلاط کی باتیں کرنے لگے اُن ساتوں نے امیر سے کہا کہ تم ہم سے کب بیاہ کروگے اور کب ہم پر نظر لطف
کروگے اُسوقت امیر نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ بوقت طلسم کشائی ہم سب سے سمجھ لینگے یہ کہکے وہاں سے اُٹھے اور
سیر کرکے بازغہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے بازغہ اب تو مجکو قصر رفعت پر لے چل بازغہ نے کہا آپ جائیے آپ کا
کوئی مزاحم نہوگا پس امیر قصر رفعت پر گئے اور جو مکان ملکہ رضیہ سلطان کا ہے اور جہاں ملکہ رضیہ سلطان تخت پر
جلوہ گر ہوئی ہے امیر نے اُس تخت کو دیکھا آب دیدہ ہوے اور ملکہ رضیہ سلطان کو بہت یاد کیا تمام اُس آئینہ خانہ میں اُس
ماہ تاباں کو دیکھا لیکن کہیں اُسے نہ پایا اسی طرح سے باچشم پُر آب پھر کر بازغہ کے پاس آگئے اور کہا بازغہ تو مجھے شہر
نیلی حصار میں لے چل بازغہ نے کہا بہت اچھا چلیے ابھی چلیے گا امیر نے کہا ہاں ابھی چلونگا غرض یہ سارا حال امیر کو اُس مکتوب
سے معلوم ہوجاتا تھا اور امیر جو بات کرتے تھے بحکم مکتوب کرتے تھے پس بازغہ نے امیر کو ایک کشتی پر بٹھایا اور آپ بھی اُس
کشتی پر بیٹھی اور وہ کشتی دریا میں روانہ ہوئی جب بیچ دریا میں پہونچی چکر کھانے لگی اور چکر کھاکر دریا میں ڈوب گئی امیر کی
آنکھیں بند ہوگئیں بعد ایک لمحہ کے آنکھیں کھولیں امیر نے دیکھا تو ایک شہر عالی شان ہے مگر بازغہ نہیں ہے اُسوقت امیر کو
حیرت ہوئی اور افسوس کرنے لگے امیر نے لوگوں کو دیکھا کہ شہر میں آتے جاتے ہیں اور ہاتھی اور گھوڑے اور چھکڑے سب
آتے جاتے ہیں لیکن یہ سارا شہر لاجوردی رنگ کا ہے اور تمام دیواریں اور قلعہ سب لاجوردی ہے امیر شہر کے اندر جلوہ فرما ہوے دیکھا
کہ شہر بہت آباد ہے اور دوکاندار اپنے اپنے موقع سے بیٹھے ہوے ہیں مگر کوئی کسی کے ساتھ بات نہیں کرتا ہے اور ہر ایک اپنے
کاروبار میں مشغول ہے امیر نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کیا ماجرا ہے آخر بازغہ نے مجھسے دغا بازی کی اب کس سے پوچھوں اور
کون بتلائے گا پھر امیر نے وہ مکتوب دیکھا اُسمیں لکھا تھا کہ یا امیر جس طور سے تمہارا دل چاہے اپنے تئیں بازغہ تک
پہونچاؤ پس امیر نے اُس مکتوب کو پڑھ کر رکھ دیا اور آپ سیر کرنے لگے اور ہر طرف اُس شہر میں پھرنے لگے پھرتے پھرتے برابر
ایک سوداگر کے آئے دیکھا کہ وہ سوداگر دروازے پر اپنی کرسی پر بیٹھا ہے اور ایک کرسی خالی بچھی ہے اور تین چار غلام
حبشی سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں امیر نے اُس سوداگر کو دیکھکر اپنے دل میں کہا یہ جوان مرد آدمی معلوم ہوتا ہے اب
اس سے پوچھیے یہ خیال کرکے اُس خالی کرسی پر جاکے بیٹھے مگر کوئی امیر سے بولتا نہیں لیکن اُس سوداگر نے چند نگاہ سے
امیر کو دیکھا اُسکے نوکروں نے بھی تیز نگاہ سے دیکھا اور بڑی دیر کے بعد امیر نے اُس سوداگر سے پوچھا کہ نام تمہارا
کیا ہے اُسنے بہت دیر کے بعد کہا کہ نام میرا عبداللہ ہے امیر نے پوچھا کہ آپکے پدر بزرگوار کا کیا نام ہے اُس سوداگر نے

سنکر امیر کہا اور وہ آدمی مغز تو تہ کھاتا ایک تو بغیر کہے آ کر کرسی پر بیٹھا اور دوسرے تو اوروں کا مغز کھاتا ہی اور غلام بھی اُسکے
کہنے لگے کہ تو کیا موقع ہی جو تو ایکبیک چلا آیا اور دوسرے منہ پریشان کرتا ہی جسوقت غلاموں نے امیر سے یہ گفتگو کی امیر
کو طیش آیا اور نہایت ناگوار ہوا اُسوقت امیر نے اُس غلام کو طمانچہ مارا اگر پورا طمانچہ پڑتا تو کلہ اُڑ جاتا مگر دو انگلیاں
اُس غلام کے گلے پر پڑیں کہ چار دانت حلق میں جا رہے اور گال پھٹ گیا اور خون جاری ہوا سوداگر پکارا اے بھلے
آدمی تو نے بے گناہ بے جرم و خطا اُسکو کیوں مارا اسنے تیرا کیا قصور کیا تھا معلوم ہوا کہ تو مسلمان نہیں ہی جو مسلمان
ہوتا تو خدا سے ڈرتا امیر بھی سوداگر کی یہ گفتگو سُن رہے ہیں کہ ایکبار ایک درویش مقدس صورت آیا اور امیر سے
اُسنے کہا کہ اَی مرد آدمی مجھ سے پوچھو جو تمہیں پوچھنا ہو اور میرے گھر میں چلو سب تم سے کہہ دونگا وہ سوداگر امیر کو
لے کر اپنے گھر آیا اور امیر کو بٹھلایا دیکھا امیر نے کہ مکان تو چھوٹا سا ہی مگر بہت خوب ہی اُس سوداگر نے کہا اب پوچھو کیا
پوچھتے ہو امیر نے کہا میں یہ پوچھتا ہوں کہ ملکہ بازغہ تمہیں اپنے ساتھ لائی تھی اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر کہاں
چلی گئی جسوقت امیر نے یہ کہا سوداگر ایک قہقہہ مار کر ہنسا امیر اپنے دل میں خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ سوداگر
تو مجھے اُس سوداگر سے زیادہ نالائق معلوم ہوتا ہی جب ہنس چکا اُسوقت امیر سے کہا کہ اَی صاحب آدمی کو لائق ہی
کہ اگر جھوٹ بولے تو ایسا بولے کہ عقل میں آوے کہاں بازغہ کہاں تم یہ سُنکر امیر وہاں سے خفا ہو کر اُٹھے اور اب
قریب دوپہر دن کے باقی ہی اُسوقت امیر کو بہت بھوک لگی امیر نے دکان پر شیرینی فروش کی آ کے چار اشرفیاں
حلوائی کو دیں اور کہا کچھ مٹھائی ہمیں دے اور امیر نے جانا تھا کہ حلوائی اشرفیاں دیکھکر خوش ہوگا حلوائی نے کہا
یہ میرے کام کی نہیں ہی اَی عزیز سکۂ رائج الوقت چاہیے یہ سُنکر امیر نے روپے نکالے حلوائی نے وہ بھی نہ لیے امیر نے
جواہر نکال کر دیا اُسنے وہ بھی نہ لیا اور کہا سکۂ رائج الوقت لائے اُسوقت امیر خفا ہو کے وہاں سے آگے چلے
ایک نانبائی اپنی دکان پر بیٹھا ہی اور اُسکی دکان پر شیرمال اور کباب پلاؤ باقرخانی گاؤ زبان گاؤ دیدہ زردہ مزعفر
متنجن بریانی وغیرہ غرض کہاں تک بیان کروں یہ سب کھانے تیار ہیں امیر نے نانبائی سے کہا کہ پانچ اشرفیاں
ہم سے لے اور کھانا دے اُسنے بھی اشرفیوں کو دیکھکر کہا یہ رائج الوقت نہیں ہیں سکۂ رائج الوقت لاؤ تو البتہ
کھانے کو ملیگا اور نہیں تو بھوک کے مارے تم مر جاؤگے پس امیر کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا اور اُسے ایک دھول ماری
کہ وہ بھی چکر کھا کر گر پڑا شہر میں ایک غل مچا کہ ایک ظالم ایسا پیدا ہوا ہی کہ سب کو مارے ڈالتا ہی اور وہی سوداگر دوڑا
ہوا ہنستا ہوا آیا اور اُسنے امیر سے کہا کہ اَی عزیز تجھے کچھ کام بنانا آتا ہی یا نوکری کرنا آتی ہی مجھ سے تو کہدے اگر تجھے کچھ بھی کام
آتا ہو تو یہاں روٹی میسر ہوگی ورنہ ایک ٹکڑا بھی نہ ملیگا یہ سُنکر امیر نے کہا مجھے کوئی کام آتا ہی نہ میں نے کسی کی نوکری
کی ہی مگر یہاں اگر کوئی روزگار ہو تو میں کر دونگا یہ سُنکر سوداگر نے کہا کچھ مضائقہ نہیں ہی اَی عزیز اِس شہر کے باہر
ایک درخت ہی وہ تو مجھے اُکھاڑ دے تو میں تجھے تر تر تازہ پلاؤ کھلاؤں یہ سُنکر امیر نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص
کتنا احمق ہی اور اَی امیر قدرت خدا کی آج روٹی کے واسطے درخت اُکھاڑنا قبول کیا یا تم ہمیشہ حماموں میں جایا
کرتے ہو وہاں ہر ایک طلسم میں تمہاری قدر ہوا کی اور یہ ایسا طلسم ہی کہ یہاں کوئی نہیں پوچھتا ہی یہ سبب
مجبوری کی خرابی ہی بموجب اِس بیت کے بیت آنکہ شیران را کند روبہ مزاج + احتیاج ست احتیاج ست
احتیاج + پس امیر نے اُس درخت کے بڑے بڑے ڈالے ایک جھٹکے میں توڑ ڈالے اور وہ جب ٹنڈ رہ گیا اور ٹنڈ بچا
ایسا تھا کہ ایک بیس آدمی کی کولی میں آتے اُسپر امیر نے ایک ڈنڈا مارا وہ درخت ایک طرف سے ہل گیا دوسرا ڈنڈا
مارا اُس طرف سے بھی وہ درخت ہل گیا اسی طرح سے امیر نے چاروں طرف سے ہلا کے جڑ سے اُکھیڑ کے پھینک دیا

اور تمام خلقت خدا تماشا دیکھ رہی تھی کہ یکبار غل ہوا وہ درخت اس آدمی نے اکھاڑا اور خبر اُس شہر میں ہوئی کہ جہان
پہلک منظور وزیر دانا ملکہ بازغہ کا ہی اور پہلک منظور نے سُنا کہ کوئی شخص یہاں وارد ہوا ہی اُسنے درخت کو
اُکھاڑا پس پہلک منظور سوار ہوکر یہاں آیا امیر نے پہلک منظور کو دیکھا تو وہی پہلک منظور ہی اور پہلک منظور
بھی دیکھنے کے ساتھ ہی کود کر امیر کے قدموں پر آگرا امیر نے پہلک منظور کو گلے لگایا اور کہا کہ تم یہاں کہاں
یہ سُنکر پہلک منظور نے کہا اے طلسم کشا اب میں وزیر ملکہ بازغہ کا ہوں اور انکے کہنے سے میں وہاں جاتا تھا اور اب
آپ چلیے غرض امیر کو سوار کرکے پہلک منظور لے چلا اور تمام سوار اور چوبدار اور پیادے امیر کے ہمراہ ہیں اور
بڑے اہتمام سے سواری امیر کی چلی اور شہر میں داخل ہوے دیکھا امیر نے کہ وہ حلوائی دکان پر بیٹھا ہی اور اُس حلوائی
نے امیر کو دیکھا ایک تھالی میں مٹھائی بہت تحفہ لگا کے آگے آکے کھڑا ہوا امیر نے دیکھ کے فرمایا اس حلوائی سے
مٹھائی لے لو لوگوں نے اُس سے مٹھائی لے لی اور امیر نے پہلک منظور سے ہزار طلایان دلوائے آگے بڑھے دیکھا کہ
وہ نان پز بھی بہت تحفہ کھانا لیے کھڑا ہی امیر نے کہا اس سے بھی لے لو اور پہلک منظور سے کہ ہزار طلایان
دے دو اور آگے بڑھے دیکھا کہ وہی سوداگر جسکے غلام کو طمانچہ مارا تھا ہاتھ پر ایک کشتی جواہر کی لیے ہوے
کھڑا ہی لوگ اُسے ہنسنے لگے امیر نے منع کیا کہا اسکو بھی کچھ نہ کہو اور نہ کہ پاس آیا سوداگر کے کھڑے ہوے اُس
سوداگر نے امیر کو دیکھا سر نیچا کرلیا امیر نے دیکھ کر کہا اس سے بھی کشتی لے لو پہلک منظور نے کشتی لے لی اور
امیر نے پچاس ہزار دینار دلوائے وہاں سے سواری آگے چلی کہ یکبار سامنے سے نوبت اور نشان لہراتے ہوے
معلوم ہوے اور شہر وسیع سامنے سے معلوم ہوا اور دیکھا امیر نے تمام شہر کا نقرۂ خالص کا ہی اور وہ شہر نور نہیں
شہر آسیاب کی حالت ہی جس وقت سواری امیر کی جلوخانہ میں داخل ہوئی دیکھا یہاں کوئی مرد کی صورت
نہیں معلوم ہوتی ہی سب عورتیں ہیں مگر آگے سب کے قلماقنیں حبشنیں اور ترکنیں ہیں سب سواری کے آگے چوب
اور چاندی ہاتھوں میں لیے ہیں اور بڑے اہتمام کرتی ہوئی چلی آتی ہیں اور ایک تخت جواہر نگار آگے چلا آتا ہی اور
ایک شخص منہ پر نقاب ڈالے ہوے ہمراہ ہی لیکن اُس نقاب کے اندر سے چہرہ اُسکا مثل آفتاب کے معلوم
ہوتا ہی پس امیر نے اُس نقابدار کو دیکھا پوچھا پہلک منظور سے کہ یہ نقابدار کون ہی پہلک منظور نے عرض کیا
یہ ملکہ مہر افروز ہی اور وہ تخت برابر امیر کے آیا اور ملکہ بازغہ نے کہا کہ اے صاحب اس تخت پر سوار ہو امیر نے کہا
مجھے کچھ تخت کی پروا نہیں ہی بازغہ نے کہا بس کچھ عذر نہیں اس تخت پر سوار ہو پس امیر کہنے سے ملکہ کے تخت
پر سوار ہوے اور بازغہ نے پایہ تخت کا پکڑ لیا اور امیر کے تخت پر ہمراہ چلی اور اسی طرح سے سب کے امیر کو
قلعہ میں لے گئے اور سواری امیر کی اتری اور امیر دیوان عام میں بیٹھے اور پہلک منظور بھی بیٹھا اور تمام پری زادیاں
گانے اور بجانے کا ساز و سامان لے کر حاضر ہوئیں اور ساقیان مہ صورت پری پیکر با خلعت آکر حاضر ہوئیں
اور ناچ ہونے لگا اور ساقی جام و صراحی لے کر مستعد ہوے اور بازغہ نے صراحی اپنے ہاتھ میں لے لی اور
نقاب کو اپنے منہ سے الٹ دیا اب یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ابر میں سے آفتاب نکل آیا غرض اُسنے اپنے ہاتھ سے
شراب پلانا شروع کی پہلا جام بھر کے امیر کو دیا امیر نے جام نہ پیا اس وقت بازغہ نے کہا ہمارے سر کی
قسم پی لو یہ سُنکر امیر نے کہا کہ جب تک تم مجھے یہ بات نہ بتلاؤ گی اُس وقت تک میں نہیں پیئے کا بازغہ نے
کہا کیا پوچھتے ہو امیر نے کہا میرے ساتھ تو نے یہ کیا حرکت کی کہ اپنے مکان میں مجھے لا کے چھوڑ دیا اور آپ
غائب ہو گئی پس بازغہ نے کہا تو اس بات کو نہیں سمجھا میں تو خوب جانتی تھی کہ تو طلسم کشا ہی

جا کر بیٹھا اور باہر نکل گیا ساتھ ہی تیر پڑنے کے ایک غل گیر و دار کا ہوا اور تاریکی ہو گئی جب تاریکی برطرف ہوئی امیر نے
دیکھا خرچنگ کھڑا ہی کہا کہ تو جسکی قید میں تھا میں نے اسکو مارا اب تجھے لائق ہی کہ تو میرا مطلب پورا کر پس اسوقت
خرچنگ بزبان انسانی گویا ہوا کہ ای شہریار دو قعے میں اسکی قید تھا تو نے رہا کیا اب جو فرمائے میں بجا لاؤن امیر نے کہا کہ
تو مجھے سحر الظلم کو لے چل پس وہ خرچنگ امیر پاس آکر کھڑا ہوا دیکھا آپ میری پیٹھ پر سوار ہو جیسے امیر سوار ہوئے
اور خرچنگ امیر کو لے چلا اور جا کر اس کنوین کے پاس کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار اب آگے میرا مقدور نہیں ہی امیر
اس کنوین کے پاس کود کے جا کر کھڑے ہوئے دیکھا امیر نے منھ اس کنوین کا بولتا ہی اس سببسے وہ کنوان چھپتا
معلوم ہوتا تھا پس یہان امیر نے اس مکتوب کو نکالا دیکھا اسکو نود بندست ہوا امیر نے اس چاہ کو جھک کے دیکھا معلوم
ہوا کہ ایک اژدہا منھ پھیلائے ہوئے دہشت ناک پڑا ہی جسکے دیکھنے سے رستم کا بھی زہرہ آب ہو جائے امیر
کو ایک ہیبت آگئی پس ایکبار وہ اژدہا اوپر آیا اور چاہا کہ انہیں منھ سے چھوڑا دہشت ہیا اور پیدا ہوئی کہ طلسم کشا ئیں کام
ہاتھ سے کھوتے ہو کس لیے دیر کرتے وجسوقت یہ آواز امیر نے سنی پھر کے دیکھا تو خضر ان جنی کھڑا ہوا ہی اور کہتا ہی ای
طلسم کشا دیر نہ کرو جلد اپنا کام کرو اسوقت امیر نے آنکھیں بند کرلین اور جسم سے اس اژدہے کے منھ میں کود پڑے
جب پانون زمین پر امیر کا پڑا اسوقت آنکھیں امیر نے کھولین دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی اوسکے بیچ میں ٹیلے ایک
غار ہی اور نہیں ایک چرخی لگی ہوئی ہی اور ایک مہتاب ہی کہ نظر اسپر نہیں ٹھیرتی اور ایک طرف سیاہ دیو بصورت
مہیب اور ایک طرف سفید دیو کھڑے ہوئے ہیں لیکن سیاہ دیو روتے ہیں اور سفید دیو ہنستے ہیں اسوقت امیر نے
مہرہ خفا کو نکال کر منھ پر پھیر لیا کہ سب کی نظروں سے پوشیدہ ہوئے امیر نے اپنے کانوں سے سنا کہ سیاہ دیو
کھڑے کہتے ہیں ارے میاں اب دیر کیا ہی مار ڈالو پس جو دیو کھڑے ہوئے تھے ایکبار سب حربے لیکے سفید دیوون
کے مارنے کو تیار ہوئے امیر نے مکتوب کو دیکھا دریافت ہوا کہ فلان اسم جو لکھا ہی اسے پڑھو امیر بموجب حکم مکتوب
کے وہ اسم پڑھتے ہوئے دیوون کے پاس آئے اور وہان سے وہ اسم پڑھتے ہوئے دو قدم گنتے ہوئے چلے اور جا کر
درخت کے پاس پہونچے اور یہ درخت وہ ہی جو درخت مکتوب نے بتایا ہی اور یہ درخت خرمے کا ہی پس جسوقت
امیر برابر درخت خرمے کے پہونچے دیکھا کہ ایک جانور زرد نہایت خوش رنگ اس درخت پر بیٹھا ہی جب امیر نے یہ
دیکھا تیر نکالا اور اس جانور کو تاک کے مارا اور وہ تیر اس طائر جادو کے سینے میں لگا اور پار نکل گیا طائر جادو لوٹ
پوٹ ہو گیا اور تاریکی ہو گئی اور غل ہوا بعد دو گھڑی کے تاریکی اور غل اور شور موقوف ہوا اسوقت امیر نے
بقوت تمام جڑ سے اس درخت خرما کو اکھاڑ لیا اور زمین پر مارا اس سے جتنے شاخین چھوٹی بڑی تھین جھڑ کے گر پڑین
ٹنڈ رہ گیا امیر درخت کو گھسیٹتے ہوئے چلے اور اس غار کے پاس لے کے آئے اور اسمین ڈال دیا اور کنوئیں میں
جو مہتاب تھا ایکبار اس چرخ میں سے نکل کر وہ مہتاب آسمان پر گیا اور سیاہ دیو اور بھی زیادہ رونے لگے
پس امیر نے اسوقت اس مہرہ خفا کو منھ پر سے ہٹا لیا پھیرتے ہی سب دیوون نے امیر کو دیکھا اور سب پکارے
کہ طلسم کشا آیا ہی اور امیر نے سفید دیوون کو تسلی دی یہ دیو تو خوش ہوئے اور دیو سیاہ مارے ہیبت کے
کانپتے تھے اتنے میں اسی غار سے ایک ساحر بڑے قد و قامت کا نکلا کہ سر پر اسکے دو سینگ تھے
اسنے سیاہ دیوون سے کہا کہ اب تم ہراسان نہو میں طلسم کشا کے مارنے کو آیا ہون یہ سنکر سیاہ دیو خوش
ہوئے اور سب حربے لے کے سفید دیوون پر آگرے اور ہتھیار چلنے لگا اب جو امیر نے دیکھا تو ایک
بارش خون کی ہو رہی ہی یہ دیکھکے امیر نے چاہا کہ دیو سیاہ کو عقرب سلیمانی کی ضربت کرارین پھر اسوقت

پھر دل میں سوچ کر امیر نے اُس مکتوب کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اسے تلوار نہ مارنا بلکہ اسکے دونوں سینگوں کے بیچ میں وہی ڈنڈ
درخت کا مارنا پس امیر نے پیٹ کر وہی ڈنڈ درخت کا اُٹھا کر اُس ساحر پر مارا اور نام اُس ساحر کا سمکال آہن شاخ
تھا پس جو نہیں وہ ڈنڈ اسکے مارا وہ اسکے دونوں سینگوں میں اٹک گیا اور اسکے سینگوں میں آگ لگ گئی پر یہ درخت سحر کا بنا تھا
اور سمکال آہن شاخ جادو پکارا رے مجھے بچاؤ جتنے دیو پسیا دو تھے یہ سمکال آہن شاخ جادو جل کر مارا گیا ہی اور
جو کوئی اس آگ کے بجھانے کو آتا ہی وہ آگ جو اسکے ہی اسکے بدن میں لگ جاتی ہی پس اسی طرح سے سب جل جلکے رہ گئے
لیکن سمکال جادو کا سر نہیں جلا ہی اور تمام بدن جل کر خاک ہو گیا تو ایک شور غل برپا ہوا اور تاریکی ہو گئی اور آواز
آئی ہم ہیں ناکہ مارا جلنے نہ پائے چار گھڑی تک شور غل رہا بعد چار گھڑی کے روشنی ہوئی اور اُن سب دیووں نے چاہا
کہ امیر کو ماریں اور دیو ایسے پیکر ہوتے اور ایک طرف سے وہ ماہی جبیں سرخ اپنی تمام فوج سے ان دیووں پر آپڑا ایک
طرف سے فوج دیوان پری اور آن دیووں کو مار لیا امیر نے دیکھا کہ پرے کے پرے دیووں کے کٹے ہیں گئے ہیں یہ دیووں
کے غول کے غول چلے آتے ہیں پیچھے پیک منظور بھی ایک پری پیکر گھوڑے پر سوار تخت پر ملکہ باز غہ
شنور پہ نقاب ڈالے ہوئے چلی آتی ہی اور آگے اسکے حسنا نوازی ہوتی چلی آتی ہی اب جو امیر نے ملکہ باز غہ
مہر افزا کو دیکھا تو اور ہی دبدبہ ہی اور رتبہ ایک اور طرح ہی کہ جسکا بیان نہیں غرض کہ ملکہ باز غہ امیر کے پاس
آئی اور امیر سے کہا آپ تخت پر سوار ہوجیے امیر تخت پر ملکہ باز غہ کے پاس جا کر بیٹھے اور باز غہ نے کہا کہ آپ کو
طلسم کشا مبارک ہو اور پیک منظور نے آکے نذر دی اور کہا اے شہریار تم کو فتح طلسم مہتاب مبارک ہو
امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور پیک منظور سے کہا کہ اے پیک منظور میں یہ پوچھتا ہوں کہ مہتاب تمہاں پر
کہاں گیا پیک منظور نے عرض کیا کہ اے شہریار جس طرح سے قیامت کے نشان اور آثار ہیں اسی طرح سے
یہاں کا سب حال ہی مہتاب اور آفتاب یہ دونوں اب غائب ہو گئے یہ قیامت طلسم ہی اب ملکہ باز غہ بھی
ایک بڑی تمکنت سے امیر کے پاس سے آکر الگ بیٹھی ہوئی ہی اسواسطے کہ وہاں یہ لکھا ہوا تھا کہ بعد فتح طلسم کے
تمام نیلی حصار اور ملکہ باز غہ مہر افزا کا مالک طلسم کشا ہی پس اب باز غہ امیر کو مالک دیتا اور مالک تمام
شہر نیلی حصار کا سمجھکر چپکی بیٹھی ہی تھوڑی دیر کے بعد پیک منظور نے سواری امیر اور ملکہ کی لاکر حاضر کی اب امیر
اور ملکہ باز غہ مہر افزا سوار ہوئے اور سواری امیر کی بڑی شان و شوکت سے پیک منظور لے کر چلا آگے آگے
سواری کے نوبت بجتی ہوئی اور نشان کھلے ہوئے امیر و ملکہ باز غہ مہر افزا شہر نیلی حصار کی طرف روانہ
ہوئے جس وقت یہونت تمام شہر نیلی حصار میں داخل ہوئے دیکھا امیر نے کہ ایک ایک پری نژاد خوش و
خرم اور ہر ایک نشۂ محبت میں سرمست ہی پس امیر ایوان بادشاہی میں داخل ہوئے اور اوپر تخت سلطنت
پر متمکن ہوئے اور اب پھر وہی سامان موجود ہوا تمام ساقیان سیمین ساق دلربایان مہوش اور صراحیان
جواہر نگار و پیالے مرصع کار حاضر ہو کر جام گردش میں لائے اور امیر نے باز غہ سے کہا اے باز غہ آج یہ کیا ہی
کہ تم دور دور مجھ سے الگ الگ بیٹھی ہو پہلے تو تم کو ایسا اصرار تھا اب ایسا انکار ہی باز غہ نے کہا اب کیا ہی تم
ہمارے ہو اور ہم تمہارے ہیں امیر نے کہا کیا میں نیلی حصار کو فتح کر کے آیا ہوں اس سبب سے تم ناراض
ہو میں تمہارا اور نیلی حصار کا مالک ہوں اور امیر نے اُسکے ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھلانے کا قصد کیا
باز غہ نے نام نیلی حصار کا سُنکے کہا درحقیقت آپ سچ کہتے ہیں آپ مالک اور حاکم ہیں اور ہم سب کنیزیں آپ
کی ہیں لیکن یہ نہیں ہونے کا کہ آپ مجھ پر دست انداز ہوں یہ بخیریت ہی خبردار مجکو ہاتھ نہ لگائیے کا غرض اسی

گفتگو میں ختم ہو گئی اور جتنے لوگ حاضر تھے یہ سب رخصت ہو کر گئے اور اب امیر اور بازغہ دونوں تنہا رہ گئے
تب امیر نے چاہا کہ بازغہ سے پیشتر مدعائے دلی حاصل کریں مگر بازغہ نے نہ مانا غرض اسی حیث و بحث اور
بیقراری میں صبح ہو گئی اسوقت امیر نماز پڑھ کے سو رہے رات کے جاگے ہوئے تھے سارا دن سوئے قریب شام
اٹھے جب پھر رات آگئی اسوقت امیر نے بازغہ سے وہی اختلاط شروع کیے بازغہ نے امیر کو روکا اور اب
امیر کی عجب حالت ہے کہ نعوذ باللہ بس اسی طرح وہ بھی رات گذری جب تیسرا دن ہوا اسوقت بازغہ نے یک منظور
سے کہا کہ طلسم کشا ہر شب مجھے ستاتا ہے یہ مجھکو منظور نہیں ہے یہ ہر روز کا ستانا مجھکو اچھا نہیں معلوم ہوتا اب
رات کو میں نہیں آنے کی یہ سنکر یک منظور نے کہا جو مرضی آپ کی اور جو حکم پس بازغہ اپنے محل خاص میں جا کر سو رہی
اور آرام کیا جسوقت رات ہوئی اسوقت سب موجود ہوئے لیکن بازغہ نہیں آئی امیر نے یک منظور سے پوچھا
کہ آج بازغہ کہاں ہے یک منظور نے عرض کیا کہ اے شہریار مجھے نہیں معلوم کہ کہاں ہے حضور کو اسکا حال معلوم ہوگا
پس امیر یہ سنکر چپ ہو رہے جب سب چلے گئے اسوقت امیر اٹھے اور دل میں کہا کہ اے دیو جہان ملکہ بازغہ مراد ہے
وہاں چلنا چاہیے یہ سوچ کر [illegible] کمند ہاتھ میں اٹھائی اور بالاے بام کمند کو پھینک کر چڑھے اور جب اوپر آئے
تو یہ کوٹھا دیکھا اور وہ کوٹھا دیکھا لیکن بازغہ کو نہ پایا امیر دیکھتے چلے جاتے تھے کہ ایکبار سے امیر کو ایک مکان
معلوم ہوا کہ اس تمام مکان میں روشنی ہے اور وہ مکان خوب سجا ہوا ہے اور ایک سائبان زربفت کھنچا ہوا ہے
اور آگے اسکے ایک تکیہ کھڑا ہے کہ ستون اسمیں الماس کے لگے ہوئے ہیں اور جھالر زر نگار منقش
کی لگی ہوئی ہے اور مروارید آویزاں ہے لیکن تکیہ قباسی کا ہے اور فرش تمامی کا تمام تکیہ میں بچھا
ہوا ہے اور پلنگ بھی بہت تکلف کا کہ چوڑی پاؤں کی الماس کی ایسی خوبصورت اور سبک ترشی
ہوئی ہے کہ اسکو دیکھ کر الماس بھی زہر کھائے اور امیر ایک ماہتاب یا مہر درخشاں حالت خواب میں
جلوہ فرما ہے لیکن وہ مست ناز بس اندر سے محو خواب تھا کہ جسکو دیکھکر دل امیر کا بے چین ہو گیا صبر و ضبط
جاتا رہا اور امیر نے جا کر آتے ہی سینہ پر اپنا ہاتھ رکھا اسنے دوسری کروٹ لی امیر بیتاب ہو کے اسکے پاس لیٹ
گئے اور اسے اپنی طرف کو کھینچا بازغہ نے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ ایک شخص میرے برابر مجھ سے لپٹا ہوا ہے
یہ اٹھ بیٹھی امیر بھی اٹھ بیٹھے اور بازغہ بہت خفا ہو امیر سے کہنے لگی کہ اے طلسم کشا واسطے اپنے دین و مذہب
کے تو مجھے اب چھوڑ دے اور اے طلسم کشا جانتے یہاں یہ رسم ہے جب بادشاہزادی سے پہلے شادی کا دور
دلیتا ہے اسوقت ہر کسی اور سے شادی کا دور ہوتا ہے امیر نے کہا کہ مجھ ہو میں آج نہیں چھوڑونگا یہ سنکر
بازغہ نے کہا دیکھو خبردار اگر تو نے میرے ساتھ ایک ذرا بھی اور ارادہ کیا تو تو بھی جل جائے گا اور میں بھی
جل جاؤنگی ہر چند بازغہ امیر کو سمجھاتی ہے مگر امیر بازغہ کو نہیں چھوڑتے اور بازغہ بیٹھی ہوئی ہے کہ یکبارہ
ذرا جو بازغہ نے امیر [illegible] فورا مانند برق کے چمک کے نکل گئی اور یہ جادو جا امیر اسکے پیچھے دوڑے
اور بازغہ پکاری اے نمک حرام تو کہاں ہو جلدی آ اس آواز کے ساتھ ہی ایک طرف سے پری زادیں
صف بصف تخت لے کر آئیں اور بازغہ جھپٹ کے اس تخت پر سوار ہوئی اور پری زادیں اس تخت
کو لے اڑیں امیر پکارتے رہے اے بازغہ تو کہاں جاتی ہے امیر دیکھتے رہے گویا کہ کبوتر سی اڑی ہوئی
چلی گئی میں تو اور ہی عالم امیر کا ہو گیا اور اب ہر ایک در و دیوار سے پری زادیں اس طرح اڑی جاتی
ہیں جس طرح [illegible] سے ہوائی آتشبازی کی نکل کے آسمان کو جاتی ہے ایک طرفۃ العین

میں سب پری زادیں چلی گئیں اور بہت سا مکان خالی ہو گیا اب کہیں کسی مکان میں سوائے عمرو ات نہیں ہے امیر کو ایک
حالت وحشت کی زیادہ ہوئی اور امیر اب دیوانہ وار مجنون مثال اس طرف چلے آنے دیکھا [illegible]
جب بازار میں آئے دیکھا کہ سب دکانیں تمام پڑی ہیں اور بازار میں بھی کوئی نہیں ہے بس سی دیر تک ڈھونڈتے ہوئے
امیر شہر کے باہر آئے کہ شاید کوئی شہر کے باہر ہو باہر شہر کے بھی کچھ نہ دیکھا اور اب جو پیچھے پھر کے دیکھتے ہیں تو وہ عجب
نیلی حصار بھی نہیں ہے امیر حیران و ششدر رہے اسوقت آپ کو وہ مکتوب یاد آیا امیر نے وہ مکتوب نکالا اور کھول کر
اسکو دیکھا تو اسمیں لکھا تھا اے طلسم کشا جس طرح سے ہو سکے تو اپنے تئیں اس حصار میں لالہ شعلہ جان افروز کے پاس پہونچا
امیر نے کہا عجب طرح کا کاغذ ظفران جنی نے دیا ہے کہ جسمیں کچھ پتا ہی نہیں لکھا ہوا ہے کہ کس طرف جاؤں پھر دل میں کہا اب
جدھر خدا پہونچا دے توکل پر چلو یہ سوچ کے وہاں سے آگے چلے رستہ میں بھی کوئی نظر نہ آیا امیر اسوقت ایک سکتے کی حالت
میں ہو کر دوڑے بڑھے جاتے جاتے ایک مقام پر ایک گنبد طلائی جڑاؤ سامنے سے نمایاں ہوا کہ ایسا گنبد کبھی گنبد گردوں دوار
نے بھی آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا اور اس مقام پر لوگ بہت نظر آتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے میلا ہے امیر نے وہاں قریب سے جا کر
دیکھا کہ گنبد طلائی جڑاؤ ہے اور اسکی چار دیواری سنگ دار ہے اور دروازے پر ایک پتلی کھڑی ہوئی ہے اور اس جگہ تمام
شاہ اور شہریار تا جامۂ شاہی بر سر و چار قبہ بادشاہی دربر کئے اور دار رسن گلے میں پہنے ہوئے موجود ہیں امیر
ہر طرف کی سیر کرتے ہوئے اس دروازے پر آئے دیکھا کہ ایک پیر مرد عمامہ سر پر جوڑ جوگیوں کے باندھے ہوئے اور ایک
جانگلے میں پہنے بیٹھا ہے اور ایک عصا مرصع اسکے آگے دھرا ہوا ہے اتنے میں دیکھا امیر نے کہ ایک شخص اس مرد
ضعیف کے پاؤں پر گرا اس مرد پیر نے کہا کیا کہتا ہے اسنے کہا اگر مجکو حکم ہو تو میں اس گنبد کے اندر جاؤں اس بڈھے
نے کہا اگر تو جا سکے تو جا یہ شخص خوشی خوشی وہاں سے اٹھا اور گنبد کے دروازے کے اندر قدم رکھا یکبار اس پتلی آہنی
نے اس زور سے ایک طمانچہ مارا کہ یہ شخص کھا کر گرا اور اسکے خویش و اقربا سب دوڑے اور ان سبھوں نے اسکو اٹھایا
اور بیہوش پڑا ہے امیر بھی اسی دروازے کے پاس آئے اور دیکھا امیر نے کہ ایک تصویر کسی عورت کی ہے جب غور سے دیکھا
تو یہ تصویر ملکہ سرو نسیم نازکی ہے یہ دیکھکر امیر کو ایک نہایت تعجب ہوا اور امیر نے لوگوں سے پوچھا کہ اسکے اندر کیا ہے یہ سنکے
سبھوں نے کہا اس طرف کو جاؤ اور دیکھو سب معلوم ہو جائیگا بس امیر اس گنبد کے پیچھے آئے دیکھا امیر نے کہ اسکے
دیوار کے شبکے ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے ہیرے جڑتے ہیں امیر نے ان شبکوں میں سے دیکھا کہ سامنے ایک تخت
یاقوت نگار بچھا ہوا ہے اور اسپر ایک پری زاد بیٹھی ہوئی ہے اور جو زیور اسکے بدن میں سجا ہے گویا خورشید بیٹھی ہوئی ہے
اور ایک تاج یاقوت کا اسکے سر پر ایسی کجکلاہی کا رکھا ہوا ہے اور اسکے حسن کا یہ عالم ہے کہ جیسے آفتاب کی صورت
ہوتی ہے کیا مقدور کسی کا جو آنکھ بھر کے اسکو دیکھ سکے امیر نے جو اسے دیکھا ساتھ ہی دیکھنے کے امیر کی عجب حالت
ہو گئی بے اختیار جی میں آیا کہ تصویر کو اندر سے چل کے دیکھو یہ سوچ کر دروازے کی طرف آئے دیکھا کہ ایک کرسی پر وہ
مرد پیر بیٹھا ہوا ہے اور دوسری کرسی خالی رکھی ہے بس امیر اس مرد پیر سے سلام علیک کر کے اس خالی کرسی پر بیٹھ گئے
مرد پیر نے جواب سلام کا دیا اب امیر نے اس ضعیف سے کہا تم مجھے پہچانتے ہو پیر نے کہا میں کیا جانوں کہ تم کون ہو امیر
نے کہا میں طلسم کشا ہوں اسنے کہا ہونگے امیر نے کہا میں نے تمام طلسم میں تمام پیر کو اس نے کہا کہی ہوگی پھر امیر نے کہا
کہ میں نے ظالمانہ اور مظلم و تیرہ بخت کو مارا ہے پیر بولا مارا ہوگا یہ مجھ سے تو کیا کہتا ہے اے جو مطلب تیرا ہو وہ
کہ امیر نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ اس گنبد کے اندر جاؤں پیر نے کہا جاؤ میں منع کرتا ہوں اگر جا سکو جاؤ ابھی دیکھا ہے
کہ جو جاتا ہے اسکا کیا حال ہوتا ہے امیر نے کہا میں نے دیکھا ہے مگر میں جاؤنگا پیر نے کہا اس گنبد کے دروازے پر

ایک تصویر ہے جب کوئی جاتا ہے تو وہ طمانچہ مارتی ہے اُسے غش آجاتا ہے امیر نے کہا پھر وہ ہوش میں بھی آتا ہے یا نہیں
کہا ہاں تین دن کے بعد وہ ہوش میں آتا ہے جو کوئی اس تصویر کو مار ڈالے وہ بے خطر چلا جائے امیر نے کہا میں مارونگا
پیر نے کہا اگر اتنا زور رکھتے ہو تو کیا مضائقہ ہے جاؤ امیر نکلے اُس دروازے کے اور آئے اور اس تصویر کو دیکھا کہ قتل ہونے
کے کھڑی ہے اُسے دیکھکے امیر پھرے اور پیر مرد سے کہا کہ یہ تصویر خیالی ہے یا انسانی ہے اُنے کہا انسانی ہے اور اسکی صورت کی
اصل بھی ہے امیر نے دل میں کہا کہ اب اسے مار بھی ڈالیے جو ہو سو ہو یہ ارادہ کرکے تصویر کی طرف گئے تو تصویر نے امیر کو
بحسرت دیکھا امیر کو رحم آگیا دوبارہ پھر آئے اور پیر مرد سے کہا کہ اگر اُسکو نہ مارے اور اندر چلا جائے تو کچھ مضائقہ تو نہیں؟
پیر مرد نے کہا اے عزیز جو اسے قتل نہ کرے گا اندر نہ جا سکے گا اور ایک بات اور ہے کہ جسوقت یہ تصویر یہاں قتل کیجائے گی
اُسوقت اُسکی اصل ثانی بھی وہاں مرجائے گی امیر ناچار ہوئے پھر ارادہ کیا اور چلے کہ اب کی مار ہی ڈالونگا جب
قریب اُس تصویر کے آئے اور چاہا کہ عقرب سلیمانی ماریں کہ اُس تصویر نے پھر بنگاہ حسرت دیکھا اور بولی کہ اے ظالم کشا
میں نے تیرا کیا گناہ کیا ہے جو تو میرے قتل پر مستعد ہے اے عزیز میں نے تیرے ساتھ کچھ برائی نہیں کی امیر سمجھے کہ یہ
سچ کہتی ہے اور اُسوقت امیر آبدیدہ ہوئے اور پھر پھرے اور دل میں کہا کہ اے امیر اپنے معشوق کو چھوڑ کر جاتے ہو
کہ ایسی رضیہ سلطان ہے اور نہ ایسی ملکہ بار نہ مہر افزا ہے بس جسوقت یہ خیال امیر کو آیا باگ اسپ صبر کے ہاتھ
سے چھوٹ گئی اور دیوانہ وار دشتی شمال پھرے اور پھر دل میں آیا کہ حمزہ ایکبار قتل کرکے پھرنا کہ پیر مرد نے کہا
کہ اے شخص یہ تو دھیان کر کہ جسکی تصویر ایسی ہے وہ خود کیسی ہوگی یہ امر عشق سے بعید ہے اور اب تو تمام عشق و
عاشق کا نام لینا امیر کو یہ کہنا اُسکا ناگوار ہوا دوڑ کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا کہ اُس تصویر کے دو ٹکڑے
ہوگئے اور آواز فریاد و فغان کی بلند ہوئی کہ ہائے سرو ناز ہائے سرو ناز عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور
فرامرز عادی سعدی اور بہرام گرد خاقان چین سب یہاں گرفتاری کرتے ہیں اور اب یہاں سرو ناز کے
اٹھانے کی تجویز ہو رہی ہے کہ ایکبار اُس گنبد ریاضت گاہ میں سے ایک آواز آئی کہ خبردار اُسکو آج نہ اٹھانا
اور یہ آواز سب نے سُنی اور کہا کہ آج اسے رہنے دو تمام شب سب کے سب اُس مُردے کو لیے ہوئے
بیٹھے رہے اور ان سب کو حکیم اشراق نے خواب میں دکھایا کہ یہ کشتہ طلسم ہے جب تک امیر حمزہ اندر نہ آئیں
اسے دفن نہ کرنا اور اسی گنبد ریاضت گاہ میں لٹا دینا صبح سب کے خواب متفق ہوئے اور کہا کہ حسب الحکم
عمل میں لاؤ بعد اُسکے ملکہ سرو ناز کو اٹھا کر گنبد میں لے گئے اور پلنگ کے نیچے اُتار کے لٹا دیا اور سب قلعہ کے
چلے آئے ادھر جہان امیر اُس گنبد طلسم میں گئے دیکھا کہ چار پری زادیں ہیں دو ایک طرف اور دو ایک طرف جام
اور صراحیاں ان چاروں کے ہاتھ میں ہیں اور تصویر ملکہ خفشہ جہان افروز کی تخت پر بنی ہوئی رکھی ہے اور وہ
پری زادیں جام اُس تصویر کو دیتی ہیں اور تصویر جام لیکر انڈیل دیتی ہے امیر اُس تصویر کے قریب گئے اور تصویر نے
بہ نظر حیرت امیر کو دیکھا اور ساقی سے کہا کہ جام مہمان کو دے اُس ساقی پری زاد نے جام شراب بھر کر ہاتھ میں
اُس تصویر کے دیا تصویر نے امیر کو دیا امیر نے وہ جام اُسکے ہاتھ سے لے کے انڈیل دیا دوبارہ پھر اُسنے دیا امیر نے
پی لیا ساتھ ہی پینے کے سرور اور نشہ ہوا اُسوقت امیر کو نہایت تعجب ہوا کہ تصویر میں یہ حرکات کہ ایکبار اُن
خواصوں نے امیر سے کہا کہ اے شہریار اب تم کچھ کہانی ملکہ کے سامنے کہو دیکھو یہ کیا باتیں کرتی ہے کہ تم تعجب
کروگے امیر نے تمام سرگذشت اپنی از ابتدا تا انتہا کہ سُنائی مگر سرو ناز کا کچھ ذکر نہ کیا کس واسطے کہ اُسے اسیر امیر
خود ہاتھ کی تھے یہ گمان ہوا شاید اسے سنکے رشک ہو اُسوقت تصویر ایک قہقہہ مار کر ہنسی اور ساتھ ہی اُسکے

پینے کے امیر کو غفلت آ گئی اور غنودگی طاری ہوئی دیر کے بعد امیر کو ہوش آیا اور آنکھیں کھولیں دیکھا نہ وہ تصویر ہے نہ وہ
گنبد ہے بلکہ دیکھا امیر نے کہ میں ایک صحرائے لق و دق میں بیٹھا ہوا ہوں اُسوقت ایسی بیقراری امیر کو ہوئی کہ حیطۂ بیان
سے باہر ہے اسی بیقراری میں امیر کو وہ مکتوب یاد آیا اور اس کاغذ کو نکال کر دیکھا اُسمیں لکھا ہے کہ اے شہریار جس طرح
سے ہو سکے اپنے تئین ملکہ شعشعہ جہان افروز تک پہونچا اُسکو دیکھکر امیر چلے اور صحرانوردی اور دشت پیمائی کرتے
ہوے چلے جاتے ہیں کہ یکبار ایک باغ نمایاں ہوا تمام چار دیواری اُسکی مع دروازے کے نقرئی ہے اور اُس دروازے
کے قریب ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے امیر اُس دروازے پر جا کر کھڑے ہوے اور معلوم کیا کہ یہان بھی کوئی تصویر ہوگی پس امیر
نے آگے بڑھکر اُس عورت سے کہا کہ اگر تم کہو تو ہم اندر اسکے جائیں اس عورت نے کہا کہ تم جا سکو تو جاؤ امیر نے
کہا میں جاؤنگا وہ عورت امیر کو لے کر چلی جونہیں امیر اُس باغ کے دروازے پر آئے دیکھا کہ کرسی پر تصویر خورشید لقا
کی رکھی ہوئی ہے جسوقت امیر نے دیکھا ایک رحم دل میں آیا اُس عورت نے امیر سے کہا اے شخص اسکو تلوار مار امیر نے کہا یہ
تو خورشید لقا ہے میں اسکو نہیں مارنے کا اُس عورت نے کہا جسوقت تم سب کی محبت اپنے دل سے نکال ڈالوگے
اُسوقت تمہیں وصل ملکہ شعشعہ جہان افروز کا نصیب ہوگا اور اس طلسم کا یہی دستور معمول ہے کہ انکی محبت تو کم
ہو جاتی ہے اور ماں کی محبت زیادہ ہوتی ہے پس جسوقت امیر نے یہ سُنا دل میں کہا ہے مار اور بڑھکے ایک ہاتھ
عقرب سلیمانی کا دیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہو گیا اور چیخوں اور رفیقوں کے غل و شور کی آواز امیر کے کان میں آئی
مصرع عمرو و حمزہ کی کہ عنقریب تھا کہ وہ اپنے تئین ہلاک کر ڈالیں کہ یکبار اُس گنبد ریاضت گاہ میں سے آواز
آئی کہ یہ کشتۂ طلسم ہے اسکو بھی گنبد ریاضت گاہ میں لاؤ حسب الحکم عمل میں لائے زیادہ طول مناسب نہیں
ہے یہان امیر کو اسی طرح سے نکالے اور اسی طرح امیر نے ہر ایک مقام پر ہر ایک پری زاد کی تصویر دیکھی ایک
مقام پر خورشید لقا کی تصویر کو مار ڈالا اور دوسری جگہ زہرہ لقا کی تصویر کو مارا کہیں حور لقا کو مارا کہیں جبار
ماہ لقا کو مارا جب سب کو مار چکے اور یہان گنبد ریاضت گاہ میں ہر ایک کے دیکھے خواب میں بشارت ہوئی
اور سب گنبد ریاضت گاہ سے باہر نکلے اور اپنے اپنے مقام پر پہنچے اور اب امیر جب ان سب کو بحکم مکتوب مار گنبد ریاضت گاہ
سے باہر نکلے روانہ ہوے جاتے جاتے ایک باغ کے برابر پہونچے اُس باغ میں جا کر دیکھا کہ ملکہ شعشعہ بیٹھی ہے اور ایک
جوڑا زمرد نگار پہنے ہوے ہے اور سر پہ اُسکے تاج جگمگا رہا ہے اور پاس اسکے خواصیں بیٹھی ہوئی ہیں اور ملکہ شعشعہ نے
امیر کو دیکھکر ایک خواص سے کہا اُسنے ایک جام شراب بھر کے امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے وہ جام لے کے پی لیا اور ساتھ ہی
پینے کے ایک نشہ امیر کی آنکھوں میں آیا اور امیر نشہ کی حالت میں بوس و کنار کرنے لگے ہر چند خواصیں کہتی ہیں کہ
اے شہریار یہ تصویر ہے اصلی صورت تو نہیں ہے مگر تم اس سے بوس و کنار کرتے ہو بعد اسکے امیر اُسی طرح سے اپنی
سرگذشت کی کہانی کہنے لگے اور جب ملکہ رضیہ سلطان کا ذکر آیا بس امیر نے بیچ میں سے اُڑا دیا بس اُسوقت
اُس تصویر نے بنظر غیرت امیر کو دیکھا اور ایک نعرہ مار کے وہ تصویر ہنسی بس جسوقت وہ تصویر ہنسی اسی طرح
سے امیر کو ایک غفلت سی آ گئی اب امیر خواب کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بیابان ہے اور اسی بیابان میں ایک
قصر عالیشان ہے اور اُس قصر کے اندر ملکہ شعشعہ جہان افروز بیٹھی ہوئی ہے اور ناچ رنگ ہو رہا ہے اور
خواصیں سب گرد و پیش کھڑی ہوئی ہیں امیر یہ خواب دیکھتے ہی تھے یکبار امیر کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا نہ وہ باغ ہے
نہ وہ لوگ ہیں اور اسباب ہوے کا نشان نہیں آتا ہے فوراً امیر کو ایک وحشت جنون کی سی ہوئی بس امیر دیوانہ وار
مجنون تمثال اشک ریزان چاک گریبان وہان سے روانہ ہوے اور جاتے جاتے امیر دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بیابان ہے

جو خواب میں دیکھا تھا اور وہی قصر عالی شان سامنے ہی امیر اپنے جی میں کہتے ہیں کہ ای امیر چل کے دیکھ تو اسکو
غرض امیر دروازۂ قصر پر آئے اور دیکھا کہ ایک پیرزن دروازے پر بیٹھی ہوئی ہی اور ایک جریب اگلے آگے رکھی
ہوئی ہی امیر اُسکے پاس گئے اور اُس پیرزن سے کہا کہ ای پیرزن تو مجھے جانتی ہی میں کون ہوں اُس پیرزن نے
کہا میں جانتی ہوں کہ تو آدمزاد ہی اُسوقت امیر نے کہا میں طلسم کشا ہوں یہ سُنکر اُسنے کہا جو تو طلسم کشا ہو تو مجکو
کیا تم اپنا مطلب کہو کہ تم کیا کہتے ہو امیر نے کہا میں اِس مکان میں جاؤنگا اور ملکہ شعشعہ کو دیکھونگا اُسنے
سُنکر کہا ہر ایک بو الہوس کا ارادہ اسے دیکھنے کا ہوتا ہی اور جو ہی وہ یہی کہتا ہی کیا کوئی اسکو دیکھنے پاتا ہی
اور اب تم آئے ہو اور کہتے ہو کہ میں طلسم کشا ہوں ایک تو خاک چھانتے ہوئے تو آپ آتے ہیں کہ سواری بھی
آپ کو میسر نہیں ہی اور سنو میاں آدمی کو لائق ہی کہ وہ بات کہے کہ جو انسان کے خیال میں آئے اور وہ بات
نہ کہے کہ جو وہم و خیال میں نہ آئے اور سنو میاں اُسکے دروازے پر ایک تصویر چلی کی ہی اگر تمھارے پاس تیغۂ عقرب
سلیمانی ہی تو تم جاؤ اُس تصویر کو مار کے اندر چلے جاؤگے اور نہیں تو کوئی صورت اندر جانے کی نہیں ہی یہ سُنکر امیر نے
کہا ہاں میرے پاس عقرب سلیمانی بھی ہی اُس پیرزن نے کہا تو تم میرے ساتھ چلو اور اپنے ساتھ امیر کو لیکے اُس
مکان کے اندر گئی امیر نے دیکھا کہ ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہی ہر طرف طرح طرح کے درخت لگے ہوئے ہیں
عجب عجب طرح کے پھول کھلے ہوئے ہیں روشیں آراستہ ہیں چمن پیراستہ ہیں ہر ایک طرف نہریں جاری ہیں جانوران
خوش الحان زمزمہ پیرائی کر رہے ہیں اگر اُس باغ کی تعریف و توصیف لکھی جائے تو فقط وہاں کی کیفیت کے بیان میں
دفتر کے دفتر لکھ جائیں اور ایک چمن کے حالات بھی تمامی پر نہ آئیں خلاصہ یہ کہ ہر چمن سے اُسکے گلشن شداد شرماتا تھا
پردہ دنیا پر باغ بہشت نظر آتا تھا اندر سے اس باغ کے گانے بجانے کی آواز امیر کے کان میں آئی امیر اُسکے
دروازے پر پہنچے اور اُس پیرزن نے امیر سے کہا کہ چلو صاحب بس امیر روانہ ہوئے جونہیں امیر نے دروازے
کے اندر قدم رکھا دیکھا امیر نے کہ ملکہ رضیہ سلطان کرسی پر بیٹھی ہی دیکھتے ہی امیر کے تمام بدن میں لرزہ پڑ گیا
تھر تھر کانپنے لگے اور ملکہ شعشعہ کی ایک خواص ہی کہ نام اُسکا طلعت افزا ہی وہ سامنے سے آئی اور اُس خواص نے
امیر کو دیکھکر کہا مارے دیکھتا کیا ہی امیر نے یہ سُنکر اُس سے کہا ارے یہ ملکہ رضیہ سلطان ہی میں کیونکر اسے
ماروں اور مجھ سے ہرگز یہ نہیں ہونے کا اُس خواص نے کہا کہ جو تجھ سے یہ نہوگا تو وہاں ملکہ شعشعہ تک کیونکر پہنچ سکیگا
اور یہاں کا یہ خواص ہی کہ چیلے کی محبت بھول جاتی ہی اور ما دم یہ بات اُسکی یاد نہیں آتی ہی اسی واسطے یہ تصویریں
بنائی ہیں یہاں امیر سے اور اُس خواص سے یہ باتیں ہو رہی ہیں اور امیر کا یہ عالم ہی کہ بیان سے باہر ہی اور یہاں
ظفران زاہد وغیرہ نے جو سُنا کہ امیر اب نہایت بیداد کرتے پھرتے ہیں اور اب باری رضیہ سلطان کی ہی
پس سب متفق یہ خیال اپنے دل میں کرکے اٹھے اور چلے اور مہر نوش ممتاز کے پاس آئے اس مہر نوش ممتاز
سے اور قوم جنات سے بہت اخلاص اور پیار و دوستی ہی کس واسطے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر نے ایسے ہی
چار شخصوں کو علم اپنا بتایا ہی اور بجائے ستون طلسم کے اُنکو مقرر کیا تھا اسواسطے اُنکو سب مانتے ہیں اور ایک
جن ہی کہ نام اُسکا نجم زرین تاج ہی جس وقت اُسکے گھر میں اُسکی بیٹی پیدا ہوئی تھی تو اُسوقت اُسکے
گھر میں مہر نوش ممتاز موجود تھا اُسنے اس لڑکی کو اُس جن سے اپنی فرزندی میں لے لیا تھا اور مہر نوش ممتاز
نے نام اُسکا شعشعہ جہان افروز رکھا تھا اور اُسکو پرورش کیا تھا تو اب ملکہ شعشعہ جہان افروز
بیٹی نجم زرین تاج کی نہیں کہلاتی ہی بلکہ مہر نوش ممتاز کی کہلاتی ہی اور جب اسے مہر نوش نے پالا

اور یہ سن تبریز کو پہونچی اُسوقت مہر نوش ممتاز نے اُسکو نقش طلسم کشا کا دکھلا دیا وہ اس سے کہا کہ تیا تم طلسم کشائی قسمت
کی ہو اور مہر نوش ممتاز نے ایک آئینہ اُسکو بنا دیا تھا کہ اس آئینہ میں شکل طلسم کشا کی معلوم ہو کر جسوقت تمہارا جی
چاہے اُسوقت تم اس آئینہ میں طلسم کشا کو دیکھ لیا کرنا چنانچہ تب سے یہ اس آئینہ میں دیکھا کرتی ہی غرض جب سے طلسم کشا
آیا ہی اور ملکہ شعشعہ جہان افروز نے عشق امیر اور ملکہ رضیہ سلطان کا اس آئینہ میں دیکھا ہے جب سے اسے ایک رشک
پیدا ہوا ہی اور یہ چاہتی ہی کہ طلسم کشا سوا میرے کسی کو نہ چاہے لیکن اسنے مہر نوش ممتاز سے کہا طلسم کشا کو رضیہ سلطان
کا عشق بہت معلوم ہوتا ہی اور میں چاہتی ہوں کہ طلسم کشا سوا میرے کسی کو نہ چاہے پس مہر نوش ممتاز نے ایک طلسم تیار
تیار کیا ہی اُسکی خاطر سے جابجا تصویریں بنائی ہیں کہ جسوقت امیر ان تصویروں کو یاد دیکھا اُسکو شعشعہ کی محبت امیر
کے دل سے جاتی رہے گی مع ہذا القیاس اسی واسطے ملکہ رضیہ سلطان کی تصویر نہایت تکلف کی بنائی ہی کہ پوشاک
بھی بہت اعلے پہنائی ہی کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی ہی خواصیں دست بستہ روبرو اُسکے کھڑی ہوئی ہیں

اب وہ کلمے داستان دریافت کرنا ظفران امداد ظفران جنی کا مہر نوش ممتاز سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جب یہ مہر نوش ممتاز کے پاس آئے ان سب نے برہم ہو کے کہا کہ اے صاحب اپنے اپنی خوشی کی خاطر اور خود غرضی سب کو جیب
دی مگر تم نے یہ کیا کیا کہ جابجا تصویریں بنائی ہیں جو میرے علاقہ رکھتی ہیں تصویریں انکی بھی بنائیں اور جو نہیں علاقہ رکھتی ہیں انکی بھی
اور بھلا خورشید لقا اور زہرہ لقا مہر لقا ان سب نے تمہارا کیا کیا جو تم نے انکی تصویریں بنائیں اور ملکہ رضیہ سلطان
شعلہ رو کی بھی تصویر بنائی ہی جو بادشاہ ظاہر طلسم ہی اور اسکے علاوہ وہ اولاد میں حکیم اشراق روشن ضمیر کے ہی
اُسکا آپ نے یہ مرتبہ کیا ہی آپ کو ملکہ شعشعہ کی خاطر منظور ہوئی اور اولاد حکیم صاحب کی خاطر نہوئی اور ایسی حرکت
کوئی کرتا ہی جو آپنے یہ حرکت کی پس یہ سب مہر نوش ممتاز نے سُنا اور بہت شرمندہ ہوا اور مہر نوش ممتاز نے ان
سب کے آگے ہاتھ باندھے اور کہا واقعی مجھ سے یہ قصور ہوا ہی مگر مجھ سے یہ بات سہواً ہو گئی ہے کہ محمد اب آپ سب
صاحب میرے قصور کو معاف کیجیے یہاں تو ان سب معتقدوں میں یہ گفتگو ہو رہی ہی اور وہاں جو خواص ملکہ شعشعہ
جہان افروز کی ہی کہ نام اسکا طلعت افزا ہی یہ امیر سے کہتی ہی کہ اے صاحب ہمارے ہی نقش تعویذ دیے ملکہ رضیہ
سلطان نہ ہی جلدی ایک تلوار مارو کہ پاؤں اسکے کٹ جائیں جسوقت اسنے امیر سے یہ کہا کہ ایکبار ایک طمانچہ جب
اسکے ایسا لگا کہ جیسے قضا کا طمانچہ لگتا ہی اور ایک آواز عجیب آئی کہ وہ تمام مکان کانپ اٹھا اور ایک اور آواز
اس طرح آئی کہ جیسے حکیم اشراق کی آواز ہی وہ کہتے ہیں کہ اے طلسم کشا تم کو یہ نہیں چاہیے کہ تم رضیہ کو اس طرح
فراموش کرو اور امیر گریستہ تھے اور وہاں مہر نوش ممتاز نے جا کر ملکہ شعشعہ جہان افروز سے کہا کہ تصویر ملکہ رضیہ
سلطان کی رکھنا مناسب نہیں ہی کس واسطے کہ وہ اولاد میں حکیم اشراق کی ہی اسکا ادب واجب ہی اسکو تبدیل
ضرور کرنا چاہیے پس جسوقت ملکہ شعشعہ نے یہ سُنا اسوقت اسنے کہا کہ بہتر بازغہ نے میرا کہنا کیا اسکی بھی تصویر
نہ رکھی جائے غرض ملکہ رضیہ سلطان اور بازغہ اور خورشید لقا اور زہرہ لقا اور حور لقا اور ماہ لقا کی تصویریں
موقوف کی گئیں ایک مرتبہ ایسی تاریکی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں معلوم ہوتا تھا جسوقت وہ اندھیرا
موقوف ہوا تو امیر نے دیکھا کہ اب نہ رضیہ سلطان ہی نہ وہ طلعت افزا خواص ہی نہ وہ گانے بجانے کی صدا ہی
تمام مکان خالی پڑا ہی اور کوئی نہیں ہی امیر نے انہیں درختوں میں سے میوہ توڑ کر کھایا اور پانی پیا اور شب کو
وہیں آرام کیا جسوقت ستارہ صبح کا چمکا اسوقت امیر اٹھے اور نماز صبح ادا و وظائف سے فراغت

پائی اور تاب نظر اُس قصر عالی شان کے نیچے اُترے اور باغ مین آگے اور تابہ نے اُس کاغذ کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای
طلسم کشا اُس باغ کے سامنے جو سواد کی راہ ملی ہوئی ہی پس اُس کوہ کی طرف داہنے طلسم کشائی کے جالیں ایسے
اُسوقت بحکم کاغذ کے اس کوہ سواد کی طرف چلے ابھی چند قدم گئے تھے کہ امیر کو دور سے ایک بیابان خوش گو، ریگ زرد
دکھائی دیا اور اسمین ایک کوہ ہی اور یہ کوہ سر بفلک کشیدہ ہی اور پھولون سے تمام دامن کوہ بھرا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی
کہ جیسے ایک پہاڑ پھولون کا ہی اور گرد و اطراف مین اُس پہاڑ کے سترہ نہرین پانی کی جاری ہین جنکے دیکھنے سے دل کو
ایک تازگی اور سرور ہوتا ہی اور تمام بیابان پھولون سے بھرا ہوا ہی امیر اُسکی سیر دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ دیکھا
جو امیر نے دیکھا تو ایک طرف تو قطار ہرنون کی چلی آتی ہی اور ایک ہرن سیاہ سب کے آگے ہی اور ایک طرف
کو غول کے غول چکارون کے معلوم ہوتے ہین اور ایک طرف اُن نہرون مین قاز اور قرقرے کلنگ و سارس پھر رہے ہین
اب امیر نے بحکم مکتوب کے میان مین سے کمان اور ترکش مین سے تیر لے کر ایک تیر تاک کر اُس ہرن کے مارا قدرت
خدا وہ تیر جاکر اُس ہرن کے پشت پر لگا اور پشت سے جگر تک توڑ کے نکل گیا پس تیر کے پڑنے کے ساتھ ہی وہ
بھاگا امیر نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا چند قدم وہ ہرن گیا ہوگا کہ گر پڑا فوراً امیر نے گھوڑے پر سے کود کر اُس ہرن کو ذبح
کیا اور اُسکو اُٹھا کر ایک درخت کے نیچے لائے اور چاہا کہ اسکے کباب بھونین اس اثنا مین ناگاہ امیر کی سامنے جو نگہ گئی
تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک شہزادہ نہایت خوبصورت خوش رو زلفین پائتا بہ سقرلاتی تن پر آراستہ اور پیراستہ کیے
گھوڑا اُڑاتا ہوا چلا آتا ہی اور پیچھے اُسکے اور لوگ کوتل گھوڑے اُڑاتے ہوے آتے ہین غرض اُس شہزادے نے آکے
امیر کو مجرا کیا امیر نے اُسکو پہچانا کہ بیک منظور ہی امیر نے کہا ای بیک منظور وزیرزادہ تم کیونکر آئے ہو
بیک منظور دیکھو یہ باز غمزہ نے میرے ساتھ کی - بیک منظور نے کہا ای شہریار یہ آپ جانین یا وہ جانے اسے
غلام کیا جانے ہم بیک منظور [illegible] اب آپ چلیے امیر نے کہا ای بیک منظور کہان چلون بیک منظور نے کہا ای
شہریار ملکہ باز غمزہ کے پاس چلیے امیر نے کہا ملکہ باز غمزہ اب کہان ہی بیک منظور نے کہا دیکھیے وہ سامنے خیمہ معلوم
ہوتا ہی امیر نے جو دیکھا تو دور سے ایسا معلوم ہوا جیسے بادل کے سامنے کھڑے ہین امیر کو نہایت اشتیاق ہوا اس اثنا مین
دوسرے بیک منظور نے [illegible] پیام ملکہ شعشعہ نے کچھ کہلا بھیجا ہی اسکا بھی اشتیاق امیر کو ہوا غرض دوسرا بیک منظور
اور امیر گھوڑے پر سوار ہو کے روانہ ہوے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ سامنے سے نوبت اور نشان نمایان ہوئے اور
ہمراہ اُسکے قریب پانسو پری زادون کے غرق دریاے جواہر نمودار ہوے اور ایک پری پیکر گھوڑے پر
ملکہ باز غمزہ منہ پر نقاب ڈالے ہوے چلی آتی ہی اُسکے قد و قامت سے امیر نے سمجھا کہ یہ باز غمزہ ہی اور
وہ قریب آکے بولی کہ ملکہ شعشعہ جہان افروز نے آپ کے پاس کچھ کہلا بھیجا ہی پس امیر پیشتر چلے ہو رہے اور باز غمزہ
امیر کو لے کر چلی اور اس خیمہ تک پہونچایا اور دروازے سے آپ الگ ہو گئی اب جو امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا تو باز غمزہ
نہین معلوم ہوتی ہی اسوقت امیر نے بیک منظور دانا سے کہا کہ باز غمزہ کہان گئی بیک منظور نے عرض کیا ای آقا
آپ چلیے امیر اُس خیمہ کے اندر گئے دیکھا کہ خیمہ یاقوت کا ہی اور مسند بصد خوبی لگی ہوئی ہی امیر اُسپر جاکر
بیٹھے اور بیک منظور سے پوچھا کہ ملکہ شعشعہ نے کیا کہلا بھیجا ہی عرض کیا مجھے نہین معلوم آپ وہان چلین جہان باز غمزہ
ہی امیر نے کہا چلو غرض پردہ اُس خیمہ کا اُٹھا کر امیر کو دوسرے خیمہ مین لائے دیکھا امیر نے کہ مسند کے پاس
باز غمزہ بیٹھی ہی نقاب منہ پر ہی امیر اُس مسند پر جا بیٹھ گئے اور شکوہ کرنے لگے باز غمزہ نے کہا اب کہنے سے
فائدہ کیا ہی جب ہم پاؤن پڑتے تھے اور منت کرتے تھے تم نے قبول نہ کیا اب ہم کو انکار ہی یہ سب بیفائدہ ہی

امیر خاموش ہو رہے بعد اُسکے پوچھا ملکہ شعشعہ نے کیا کہلا بھیجا ہے اُسنے کہا مجھے بخوبی معلوم نہین اگر معلوم ہوتا تو بھی نہ کہتی
امیر نے کہا سچ کہتی ہے یہ سُنکر بازغہ امیر کے پاس سے اُٹھی اور ایک کشتی اُٹھا لائی اُسمین نامہ بمہر خاص ملکہ شعشعہ
کا لکھا ہوا ایک تھیلی مین رکھا تھا لاکے وہ کشتی رکھدی نامہ دیکھتے ہی امیر کو شوق ملکہ شعشعہ جہان افروز کا زیادہ ہوا
اور اُس نامہ کو مثل نامہ اعمال کے کھول کر پڑھنا شروع کیا اُسمین لکھا تھا کہ اے سلطان ثانی سلیمان اول تو تم
طلسم کشا ہو اور ہم نے سُنا ہے کہ صاحبقران ہو اور آج تک تم پر کسی نے غلبہ نہین کیا ہے لیکن دو باتین سے مجھے
آزمانی ہین اول طلسم کشائی باطن کی وہ تو مجھے غور مین آئی دوسری یہ بات اور ہے کہ ایک نقابدار یاقوت پوش
اس کوہ سود کے دامن مین رہتا ہے وہ بھی کہتا ہے کہ مین صاحبقران ہون پس اگر تم صاحبقران ہو تو تم اُسکو
پشت زمین پر پہونچاؤ تو البتہ ہمین یقین آئے کہ تم صاحبقران زمان ہو اور ہم اُسکے ہاتھ سے بہت ہی تنگ
ہین جس دن تم اُسکو زیر کروگے اُس دن ہمارے اور تمہارے ملاقات ہوگی اور جو کچھ تمہاری خدمت ہم سے
ہو سکے گی وہ ہم بجا لاوینگے پس جسوقت امیر یہ نامہ پڑھ چکے اُسوقت امیر نے بازغہ سے پوچھا کہ وہ نقابدار
دامن کوہ مین کس مقام پر رہتا ہے بازغہ نے کہا اسی بیابان مین ایک درہ کوہ ہے وہان رہتا ہے اور اے شہریار
کیا مقدور کسی کا کہ کوئی اُس بیشہ مین شکار کھیلے یا کوئی شکار کرے اور ہر روز وہ اس بیابان کی خبر لیتا ہے اور جو
کوئی اس کوہ بیابان مین آتا ہے تو وہ نقابدار بھی اُس سے لڑنے کو آتا ہے اور سب لشکر اُسکے پیچھے ڈیرے کرتا ہے
شب کو طبل جنگ بجواتا ہے اور صبح کو میدان مین نکل کر لڑتا ہے اور آزمایش کرتا ہے پس جسوقت بازغہ امیر سے
یہ باتین کر چکی اُسوقت اُسنے ناچ کو حکم کیا اور ناچ شروع ہوا اور ساقی ماہ طلعت اور پری صورت جام و صراحی ہاتھ
مین لے کر آیا اور جام بھر کر امیر کو دیا امیر نے دو تین جام شراب کے پیے اور بازغہ سے کہا کہ تم بھی پیو بازغہ نے کہا امیر
موقع یہان شراب پینے کا نہین ہے غرض ایسی خوب ہوئی اور جسوقت سب لوگ اُٹھ گئے اُسوقت امیر نے بازغہ سے
کہا کہ اے بازغہ تم اکیلی سوؤگی اور ہم اکیلے سوئین یہ سُنکر بازغہ نے امیر سے کہا کہ ابھی تک وہ تمہاری باتین نہین
باتین امیر سے اور بازغہ سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکبار دیکھا کہ ہزارہا تخشانے روشن سامنے سے چلے آتے ہین
یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے بیابان مین آگ لگی ہوئی ہے اور پیچھے اُسکے فانوسین انواع اقسام اور طرح طرح کی
روشن ہین اور اُن فانوس کے پیچھے برقین اور نشان بہت سے اُنکے کھلے ہوئے اور نوبت اور نقارے بجتے ہوئے
چلے آتے ہین اور سب کے پیچھے ایک نقابدار یاقوت پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار تاج شاہی برسر و
چارقبہ شہنشاہی دربر و مالائے مروارید در گلو آیا اور امیر نے سامنے سے دیکھا نہایت وہ فوج اور نقابدار
پسند آیا اور اُس نقابدار نے جا کر برابر سود کوہ کے اپنے خیمہ و خرگاہ کو ایستادہ کیا اور خیمہ مین داخل ہوا اور
یہان امیر نے بازغہ سے کہا کہ مجکو یہ منظور ہے کہ میرے اور نقابدار کے جلد فیصلہ ہو جاوے پس لشکر مین حکم
کر دو کہ طبل جنگ بجے باوجودیکہ یہ آئین امیر کا نہ تھا کہ پہلے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوائین مگر بسبب اشتیاق
ملکہ شعشعہ جہان افروز کے یہ نوبت پہونچی کہ امیر نے طبل جنگ بجوایا کہ جس مین نقابدار سے جلد فیصلہ
ہو جاوے اور ملکہ شعشعہ سے جلد ملاقات ہو جب طبل جنگ کی آواز امیر کے لشکر مین بلند ہوئی اور ہرکارے
دوڑ کے بھاگے اور آئے بعد دعا و ثنا کے نقابدار سے اُنھون نے عرض کیا کہ لشکر صاحبقران مین طبل
جنگ بجا ہے اور نقابدار نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اور اُسنے جا کر آرام کیا اور بازغہ
بھی اپنے خیمہ مین آرام کر رہی ہے دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ مین گذری جسوقت ستارہ صبح کا

چمکا اور آفتاب عالمتاب تاج زرین کو سر پر رکھے اور نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ میں لے کر فلک نیلگون پر سوار ہو کر
جلوہ فرما ہوا اور امیر نماز صبح ادا اور اوراد و وظائف سے فراغت کر کے اور زرہ اور جوشن سب ہتھیاروں کے بدن پر
آراستہ کر کے مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کر ملک منظور کو ہمراہ لے کے چلے اور بازغہ نے تمام فوج پری زاد دیو
اور جنوں کی امیر کے ساتھ کی امیر نے جو دیکھا تو بازغہ سے کہا کہ مجھ اس فوج کی احتیاج نہیں ہے یہ سنکر بازغہ نے
کہا کہ آپ کے سب مطیع اور فرمانبردار ہیں امیر یہ سنکے چلے ہو رہے اور مع لشکر اور نوبت و نشان کے لشکر نقابدار
کے سامنے جا کے صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور اس طرف سے نقابدار بھی مع اپنے لشکر اور سوار ہو کے واسطے
جدال و قتال کے چلا اور تمام سوار زرین پوش ہمراہ لیے ہاں اور نشان مرتے ہوئے پرچم نشانوں کے چمکتے ہوئے
اور بیرقین باد کے کی کھلی ہوئی اور نوبت اور نقارہ بجتا ہوا سامنے امیر کے پرا باندھ کے کھڑا ہوا امیر نے
بغور اس نقابدار کو دیکھا کہ ایک چمک اسکی نقاب کے اندر سے نکلتی ہے کہ نگاہ نہیں کام کرتی ہے اور دست و
پا اس نقابدار کے نازک نازک ہیں امیر کو دیکھ کے نہایت حیرت ہوئی اور اپنے دل میں کہا کہ خدا جانے کہ یہ کون ہے کہ
یکبار امیر مرکب کو کڑکا کر میدان میں آئے اور خبر دی کہ اے نقابدار بیا بمیدان اگر آرزوے مرگ باشد بس
جسوقت نقابدار نے امیر کو میدان میں دیکھا نقابدار بھی مرکب کو چمکا کے صف میں سے نکلا اور امیر کے
برابر آیا باہم نگاہ روبرو ہوئی کوئی تین قدم نقابدار کا مرکب پیچھے ہٹا کر اڑ گیا اور دو قدم مرکب امیر کا پسپا ہوا
اور امیر نے نقابدار کو جو دیکھا وجد کیا اور پوچھا کہ اے نقابدار نام تمہارا کیا ہے نقابدار نے یہ جو سنا تو کہا یہ باتیں
تو مجھے صلح کی معلوم ہوتی ہیں تم لڑنے کو آئے ہو یا صلح کرنے کو یہ کہکر نیزہ ہاتھ میں پکڑا اور سامنے امیر کے آ کے کہا
نیزہ بازی ہمو دیا زی اور خبردار خبردار کہتے اور تاک کے نیزہ سینہ بے کینہ امیر پر مارا امیر نے نیزے کی سنان اپنے
نیزے کی سنان پر روکی چنگاریاں آگ کی جھڑ جھڑین نیزہ بازی ہونے لگی سو یا سو ہو طعن نیزے کی آپس میں
رد و بدل ہوئی یکبار امیر نے لیکا پر نیزہ نقابدار کا مرکب کو چمکا کر صاف نکال کر آسمان پر ہوا کی کیا جیسے
ہوائی آتشبازی کی بنج میں سے نکل جاتی ہے فوراً خط شعاعی کے مانند اور چمکا نقابدار برہم ہوا مرکب
اپنا امیر کے گھوڑے سے ملا کر اپنا ہاتھ امیر کے گریبان میں ڈال دیا امیر نے بھی اسکی گردن پر ہاتھ رکھ دیا
دونوں میں کشاکش سے زور ہونے لگے کہ دونوں گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اسوقت دونوں طرف کے عیار پکارے
کہ اے بہادرو بے زبانوں نے کیا کیا ہے اگر زور آزمائی منظور ہو تو نیچے اتر کر زور کرو یہ سنکر امیر اور نقابدار مرکب
سے کود کے زور ہونے لگے تین پہر تک آپس میں زور ہوا ایک بعد تین پہر کے امیر نقابدار کو قوت تمام
سے دو پٹے اور ایک جھٹکا مارا اور ساتھ ہی جھٹکے کے نقابدار نے لنگر مارا اور کہ پشت پا تک زمین میں غرق ہو گیا
امیر نے بہت چاہا کہ لنگر نقابدار کا توڑیں مگر نہ ٹوٹا آخر امیر نے نقابدار کو چھوڑا اور نقابدار امیر کو لے کر چلا
آگے بھی امیر کو چار قدم ہٹا کے جھٹکا مارا امیر نے بھی لنگر مارا نقابدار بھی لنگر امیر کا نہ توڑ سکا اس عرصہ
میں شام ہو گئی خورشید خاوری رعب و دہشت سے ان دلاوروں کی گوشہ مغرب میں جا کر روپوش ہوا اور
مہتاب سجادہ نشین تسبیح انجم ہاتھ میں لیے ہوئے توسن فلک پر سوار ہو کر نکلا اسوقت نقابدار
امیر سے الگ ہو گیا اور امیر سے کہا رات واسطے آرام کے ہے کل صبح کو جب سمجھ لونگا یہ سنکر
امیر نے کہا ہمارے یہاں یہ دستور اور معمول ہے کہ تاوقتیکہ جنگ کا فیصلہ نہ ہو جب تک حریف سے
ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں اور حریف کو نہیں چھوڑتے ہیں یہ سنکر نقابدار نے کہا تعجب ہے ہم نہیں

گئے نقابدار امیر سے یکلک گھوڑے پر سوار ہو کر فوراً اپنے لشکر کو روانہ ہوا امیر ششدر رہ گئے اور حیران کھڑے ہوئے تھے کہ اسوقت
منظور دانا نے کہا ای شہریار آپ چلیے پس امیر اپنے آزردہ اور خفا تھے کہ منظور دانا کو کچھ جواب نہ دیا اور پھر بار امیر کے
جی مین یہ آتا ہی کہ اپنے تئین مار ڈالیے اور کبھی دل مین کہتے تھے کہ ای امیر تم تو چھ چھ دن اور سات سات دن لڑے ہو
کیا مضائقہ ہی آج زیر نہین ہوا کل اسے زیر کر کے مار لینگے غرض یہ باتین اپنے دل مین کر گئے امیر بھی مع فوج اور لشکر اپنی
بارگاہ مین آئے اور داخل خیام والا احتشام ہوئے پھر [illegible] ہونے لگا اور شراب چلنے لگی کہ ایکبار باز غم نے نقابدار کا
ذکر کیا امیر نے باز غم سے کہا کہ نقابدار اگر آج بچ گیا تو کیا ہوا انشاء اللہ تعالے کل میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائے گا
یہ سنکر باز غم نے کہا ای شہریار وہ نقابدار بھی ایک ہی آفت روزگار ہے آخر امیر اور باز غم سے یہ باتین ہو رہی تھین
اور قریب پہر یا ڈیڑھ پہر رات کے گئی ہوگی اسوقت امیر نے پلنگ پر جا کر آرام کیا اور باز غم اپنے خیمہ مین گئے دونون
لشکروں مین رات بھر طبل جنگ بجتا رہا طرفین مین تیاری جنگ ہوتی رہی جسوقت صبح کا ستارہ نمودار ہوا اسوقت
امیر اٹھے اور نماز صبح ادا کی اور موافق معمول کے منظور دانا بھی حاضر ہوا امیر رکیب پر کی گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور
تمام فوج امیر کے ساتھ ہوئی طرفین کے لشکر کے نشان کھلے اور آواز نعرہ ہاے مردی اور کوس جنگ دور دور تک زمین مین
بلند ہوئی امیر کا لشکر مقام معین پر آکے کھڑا ہوا اور امیر بھی چند قدم سالاری کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے تھے کہ ایکبار
سواری نقابدار عظیم الشان کی آئی اور نقابدار بھی آکر کھڑا ہوا فوراً امیر رکیب اپنا صف مین سے نکال کر میدان
جنگ مین آئے نصف میدان تو امیر نے اپنی پشت پر چھوڑا اور نصف میدان حریف کے لیے چھوڑا وسط میدان
مین آکر کھڑے ہوئے اور پکارے کہ ای نقابدار پیا میدان ہو ناگاہ یہ سنکر نقابدار بھی تاول کر کے آیا اور برابر امیر
کے آکر کہا کہ رات کو آپ کو نیند بھی آئی یا نہین یہ سنکر امیر نے اپنے دل مین کہا کہ نقابدار نے یہ کیا کہا ای امیر
کیا آج بہت سویرے آئے ہو جواب دیا کہ آج اسواسطے مین سویرے آیا ہون کہ ہمارے اور تمھارے آج سویرے
کشتی ہو کہ جسمین جلد فراغت ہو جائے یہ سنکر نقابدار نے کہا ہمارے تمھارے نیزہ بازی تیغ بازی عمود بازی تو
موقوف لیکن ہان فقط زور کی آزمائش ہو امیر نے کہا کیا مضائقہ ہی جو تمھاری مرضی ہو یہ کہکے امیر گھوڑے پر سے
کودے اور ساتھ ہی امیر کے نقابدار اس چمک دمک سے اپنے گھوڑے پر سے کودا کہ جیسے برق لامع کوند جاتی ہی
امیر کی نگاہ جو نقابدار کے سراپا پر پڑی دیکھا بچہ وسعت مثل بچہ خورشید درخشان ہین کلیون سے
نزاکت عیان ہی سینہ بے کینہ کو اٹھے جو غور سے دیکھا تو کچھ بلند پایا معلوم ہوتا ہی کہ دو سنگترے ایک جا پر
کھڑے ہوئے ہین اسوقت امیر کو خیال ہوا کہ یہ نقابدار عورت ہی ایکبار امیر با توقیر نے نقابدار کے
سینے پر ہاتھ رکھا اور چاہا کہ اسے لے دوڑین نقابدار نے چستی تمام ہاتھ امیر عالی مقام کا اپنے سینے پر سے
ہٹا دیا پھر امیر نے نقابدار کا سر اپنے سینے سے لگا لیا سر مین سے ایک ایسی خوشبو امیر کو معلوم ہوئی کہ دماغ
امیر کا معطر ہو گیا پس اسوقت امیر کا عجب عالم ہو گیا اور نقابدار نے برہم ہو کے امیر سے کہا ای مرد آدمی یہ
بھی کوئی مردانگی کا طور ہی دوسری بار پھر دیدہ و دانستہ امیر نے نقابدار کی چھاتی پر ہاتھ رکھ دیا اور اسکو گلے سے
لپٹا لیا جونہین امیر نے سینہ بسینہ ہوکے نقابدار کو اپنی طرف کھینچا اور چھاتی نقابدار کی امیر کے سینے سے لگی
معلوم ہوا کہ دو تیر کلیجے کے پار نکل گئے امیر کا عجیب حال ہوا فوراً نقابدار کود کے علحدہ جا کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ
تم اپنی بدذاتی سے نہین باز آتے ہو کشتی لڑتے ہو یا اوردی اپنی دکھاتے ہو نقابدار امیر سے علحدہ کھڑا ہو
رہا تھا کہ ایکبار امیر نقابدار سے دوڑ کر پھر لپٹ گئے اور نقابدار بھی امیر سے لپٹ پڑا اب امیر اور نقابدار

میں باہم برہنہ کے نزد کشتی کے ہو رہے ہیں۔ یکبار امیر نے ترنے میں کہا کہ ای نقابدار کیا خوب تیری زرہ ہے اسکے
بنانے والے نے کیا صنعت کی ہے کہ یاقوت تو تلوار کے اسکے حلقے نکالے ہیں یہ سنکر نقابدار سخن زیر انس ہوا
ای عزیز آج تجھکو کیا ہو گیا ہے کہ نہیں تو زرہ کہ ذرہ تھا ہے کیون مجھ سے بد زبانی کرتا ہے امیر نے کہا کہ ای نقابدار آواز تو تیری
عورت کی سی معلوم ہوتی ہے اور زور تجھ میں یہ خدا نے دیا ہے کہ عقل میری حیران ہے یہ سنکر نقابدار نے جواب دیا کہ اگر تم
مجھے یہ جانتے ہو کہ یہ عورت ہے تو ڈوبے صاحبقرانی کہ تم میرا کچھ نہیں کر سکتے ہو اور اس زندگی سے تو تم چلو بھر پانی میں ڈوب
مرو بس جسوقت نقابدار نے امیر سے یہ کلام تہ آمیز کہے اس وقت امیر کو طیش آیا اور چہرہ سرخ ہو گیا اور دونون
آنکھیں امیر کی مانند کاسۂ خون کے لال ہو گئیں دل میں کہا کہ میں دیکھون تو یہ نقابدار کون ہے اور یہ کہہ کر دست امیر نے
نقابدار کے منہ پر ہاتھ مارا فوراً سب بند نقاب کے ٹوٹ گئے اب جو امیر نے دیکھا تو وہ نقابدار ملکہ شعشعہ جہان افروز
ہے بس یہ دیکھنے کے ساتھ ہی امیر کو تاب نہ باقی رہی حالت غشی کی طاری ہوئی غنودگی سی آئی اور اب یہ نہیں
معلوم کہ کتنی دیر کے بعد امیر نے آنکھیں کھولیں بس جسوقت امیر کی آنکھیں کھلیں تو دیکھا نہ وہ نقابدار ہے اور نہ
وہ لشکر ہے اور نہ امیر کا خیمہ ہے نہ وہ لشکر امیر ہے نہ سنکر دانا ہے بس اسوقت امیر کو بہت ندامت اور
شرمندگی ہوئی اور اپنے دل میں کہا کہ افسوس ای امیر یہ غیرت کہ تم کچھ نہ کر سکے بس اب ایسی زیست سے تو
مرگ بہتر ہے بس یہ خیال امیر اپنے دل میں کر کے اور خنجر کھینچ کر چاہتے تھے کہ ماریں کہ یکبار ایک طرف سے آواز آئی کہ خبردار کیا
کرتا ہے ای طلسم کشا اپنے تئین ہلاک نہ کر بس ساتھ اس آواز کے امیر نے پھر کر دیکھا تو سامنے ظفران جنی کھڑا ہے اور اسنے
کہا ای شہریار اس نقابدار کے گلے میں جو زرہ ہے وہ سحر کی ہے یہ سنکر امیر نے کہا کہ ای ظفران جنی کیا ملکہ شعشعہ
جہان افروز ساحرہ ہے ظفرجان جنی نے کہا استغفر اللہ ملکہ شعشعہ تو ساحرہ کاہے کو ہے یہ سب باتیں مہرنوش کی ہیں
اور یہ زرہ انکو مہرنوش ممتاز نے اسواسطے بنا کر دی ہے کہ اس زرہ میں یہ خاصیت ہے کہ جو کوئی اسکو پہنے اور رستم و
اسفندیار بھی آ جاوے اگر مقابلہ کریں تو وہ انکو اٹھا کے زمین پر پٹک دے وہ ایسی زرہ ہے اور وہ عورت ہے اسکا بھی تو
مقدور ہے کہ وہ تم سے ہمسری کرے اور یہ فقط اس زرہ کی کارستانی ہے یہ سنکر امیر کا غصہ کم ہوا اور ظفرجان جنی
نے کہا کہ اب ارادہ طلسم کشائی کا کیجیے یہ سنکر امیر نے کہا اس کاغذ میں تو کچھ طریقہ طلسم کشائی کا بھی لکھا نہیں ہے ظفران
جنی نے کہا کہ خیر آپ میرے ہمراہ مہرنوش ممتاز کے پاس چلیے جو کچھ وہ کہے سو کیجیے یہ سنکر امیر نے کہا بہت
خوب پھر ظفرجان جنی نے کہا کہ میرے پاؤن پر پاؤن رکھیے اور آنکھیں اپنی بند کر لیجیے جسوقت میں کہونگا
اسوقت آنکھیں کھولیے گا امیر نے آنکھیں اپنی بند کر لیں اور اپنا پاؤن ظفرجان کے پاؤن پر رکھدیا اور ظفرجان جنی
نے کچھ اسم پڑھنا شروع کیا اور جب پڑھ چکے اسوقت امیر سے کہا کہ آنکھیں کھول دو امیر نے جو آنکھیں کھولیں
تو ایک عالیشان قلعہ سامنے دکھائی دیا کہ مانند ماہ تابان یا مہر درخشاں کے روشن ہے تمام میدان منور اور نورانی
ہے اور برج اسکے مذہب بنا قمر کے روشن ہیں امیر کو دیکھکر تعجب ہوا دل میں کہنے لگا کہ اس طلسم میں عجائب
غرائب طلسم ہیں اب اسوقت دو تین گھڑی رات گئی ہوگی کہ جسوقت امیر دروازہ قلعہ پر پہنچے ظفرجان جنی
نے دروازے پر جا کر کچھ اسم پڑھ کے اس دروازے پر دم کیا اسم دم کرتے ہی وہ دروازہ فراخی سے کھل گیا دیکھا
امیر نے کہ ایک مقدس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں عربی عمامہ انکے سر پر ہے اور گلے میں انکے ایک حمائل پڑی ہوئی ہے
اور ایک ہاتھ میں عصا ہے اور یکبار امیر نے جو دیکھا اس مقدس کو پکارے سلام علیک اس مقدس نے امیر کو
دیکھکر کہا علیک السلام ای حمزہ نامدار و صاحبقران عالی مقدار و ای امیر شہسوار خوش آمدی اور دیکھکر

وہ مقدس کرسی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لے گیا دیکھا امیر نے کہ وہ مکان مثل
ماہ تاباں یا مہر درخشاں کے روشن و نورانی ہے پس مقدس نے امیر کو لیجا کر تخت پر بٹھایا اور ظفر جان جنی اور ہاتف چلے
امیر نے دیکھ کے کہا کہاں جاتے ہو ظفر جان جنی نے جواب دیا [illegible] ابھی آتا ہوں تشریف رکھیے پس امیر خاموش ہوئے اور بعد ایک
لمحے کے دیکھا امیر نے کہ ایک دو شخص اور چلے آتے ہیں ایک اُن میں سے ظفر جان جنی کو پہچانا اور دوسرے شخص کو جو دیکھا
امیر نے تو وہ عابد وضع ہے امیر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس تخت سے نیچے اُترے اور ظفر جان جنی تعظیم امیر کی کرنے لگے پس
ظفر جان سے امیر کی تعریفیں سنکر مہر نوش ممتاز نے کہا کہ اے ظفر جان جنی جو تو نے امیر کا کہا ہے میں خوب جانتا ہوں آپ بیٹھے
رہیں اب امیر کو یہ دریافت ہوا کہ یہ مقدس مہر نوش ممتاز ہے اُسوقت امیر نے مہر نوش سے کہا کہ آپ بڑے متقی اور
پرہیزگار اور عبادت شعار ہیں آپ کا کیا کہنا ہے مہر نوش ممتاز نے امیر سے عرض کیا کہ آپ ہمارے مالک و مختار اور
افسر ہیں اور ہم آپ کی رعیت ہیں امیر نے جواب دیا کہ یہ سب آپ کی سرفرازی ہے جو آپ اس طرح فرماتے ہیں پس
مہر نوش نے امیر کو تخت پر بٹھایا اور سب مقدس بھی پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یکبار امیر نے ملکہ شعشعہ جہان افروز کا
ذکر چھیڑا مہر نوش نے امیر کو جواب دیا کہ اے شہریار وہ بھی ایک کنیز ہے اور میں بھی آپ کا تابعدار ہوں یہ کہکر مہر نوش
اُٹھے اور جا کر ایک کشتی لائے اُس کشتی پر ایک تورے پوش پڑا ہے اُسے لا کر امیر کے آگے رکھا اور امیر نے اُس
تورے پوش کو اُٹھایا دیکھا کہ اُس میں ایک جام مانند خورشید تاباں اور مہر درخشاں کے رکھا ہوا ہے کہ نظیر اُسکا نہیں
ٹھہرتی ہے امیر نے اُس جام کو نہایت پسند کیا اور مہر نوش سے پوچھا کہ یہ جام کیسا ہے مہر نوش نے کہا کہ اے شہریار اس
جام کو جام خورشید کہتے ہیں اور اس میں یہ تکلف ہے کہ جسوقت اُسکو زمین پر رکھا اور اُس میں دیکھا کہ ایک اسم لکھا ہے
جہان اُس اسم کو پڑھا جس شہر کے دیکھنے کو جی چاہا اُس شہر کا حال اُس جام سے معلوم ہو جائیگا مثلاً آپ اسوقت یہاں
بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کا جی چاہے کہ میں بالا باختر کا احوال دیکھوں یا جس شہر کو جی چاہے سب کا احوال اس میں
دیکھتے ہی آپ کو معلوم ہو جائیگا امیر نے یہ کیفیت اُس جام جہان نما کی سنکے مہر نوش سے کہا کہ یہ جام تو خوب ہے
یہ سنکر مہر نوش نے کہا اب آپ دیر نہ کیجیے کس واسطے کہ اب مرحلہ آفتاب باقی رہا ہے اور اے شہریار اب اُسکو بھی
فتح کرو تم یہیں سے بیٹھو بعد اس گفتگو کے رات بھر تو امیر نے وہیں آرام کیا اور جسوقت ستارہ صبح کا نمودار ہوا امیر
اُٹھے اور نماز سے فراغت کرکے وظیفہ پڑھ رہے ہیں اور مہر نوش ممتاز اور ظفر جان اور سب مقدس بیٹھے ہوئے
ہیں اور آپس میں باتیں کر رہے ہیں کہ یکبار مہر نوش نے امیر سے کہا کہ اب آپ روانہ ہوجیے اور ظفر جان کو بھی
اپنے ہمراہ لیجیے اور ظفر جان سے کہا کہ تم امیر کے ساتھ جاؤ یہ سنکر ظفر جان نے کہا کہ حضور کے ہوتے میرا اسقدر رتبہ ہے
کہ میں جاؤں مہر نوش نے جواب دیا کہ میں اور آپ ایک ہیں جیسے میں ویسے ہی آپ کوئی آپ میں فرق نہیں
ظفر جان جنی نے کہا معاذ اللہ آپ کا رتبہ اور ہے اور میرا رتبہ اور ہے بھلا مجھکو یہ لیاقت کہاں جو آپ کو حاصل ہے
اُسوقت مہر نوش ممتاز نے کہا یہ سب آپ کی توجہ ہے جو آپ فرماتے ہیں پس امیر کو مہر نوش اور ظفر جان جنی
دونوں امیر کے ہمراہ ہوئے اور امیر مرحلہ آفتاب کے فتح کرنے کو چلے پس اُسوقت مہر نوش ممتاز نے لوح
طلسم آفتاب امیر کو دی اور کہا امیر سے کہ حضور اس لوح پر عمل کریں جو لوح میں نکلے گا ویسا ہی کیجیے گا اور جو
اس لوح کے حکم کے بموجب نہ کیجیے گا تو خطا پائیے گا یہ کہکر مہر نوش نے امیر سے کہا کہ اب آپ یہاں سے
چاہ شعلہ کی راہ کو جائیے امیر نے کہا میں کیا جانوں چاہ شعلہ کی راہ کو کہ کہاں ہے یہ سنکر مہر نوش ممتاز نے
کہا کہ اے شہریار میں بھی اور ظفر جان بھی آپ کے ہمراہ رکاب ہوں پس امیر نے جواب دیا کہ آپ صاحبوں کو

تکلیف دینا مجھے منظور نہیں ہے کہ آپ صاحب میری وجہ سے اتنی دور دراز کی زحمت گوارا کریں مہر نوش نے جواب
دیا اے شہریار جو کچھ حضور کی ہم سے خدمت ہو سکے وہ ہماری عین سعادت ہے الغرض مہر نوش اور ظفر جان جنی
یہ دونوں امیر کو لیکے چاہ شعلہ کی طرف کو روانہ ہوے چند قدم گئے ہونگے کہ دیکھا ایک صحراے وسیع الفضا معلوم
ہوا امیر نے اس صحرا کو دیکھکر مہر نوش سے کہا کہ دیکھو یہ صحرا کیا وسیع ہے اور مجھکو بہت پسند ہے اور اس صحرا میں ایک
مقام پر دیکھا کہ ایک کنوان ہے اور اس کنوئیں میں سے شعلے آگ کے نکلتے ہیں امیر اور مہر نوش اور ظفر جان یہ تینون
جب اس کنوئیں کے پاس آئے مہر نوش نے امیر سے کہا کہ آپ اس کنوئیں میں کود پڑیے اور یہی راہ طلسم آفتاب کی ہے پس جس
وقت امیر نے سُنا اسوقت امیر اپنی آنکھیں بند کرکے اس کنوئیں میں کود پڑے جب پانوں امیر کا زمین پر آشنا ہوا
آنکھیں کھولیں دیکھا کہ بہت بڑا میدان ہے اور اسمیں ایک حوض ہے چار سو قدم سے چار سو قدم تک لیکن بجاے
پانی کے اس میں آگ بھری ہے یہ دیکھکر امیر کو ایک تعجب ہوا اور اب جو غور کرکے دیکھا تو اسمیں بالشتیے چھوٹے
چھوٹے عمود لئے ہاتھوں میں ہیں اور حوض میں تیرتے پھرتے ہیں ان بالشتیون کی نگاہ جو امیر پر پڑی اس حوض میں سے
وہ سب نکلکے باہر آئے اور آکر وہ مستعد لڑنے کے ہوگئے امیر انکو دیکھکر وہان سے پھرے جب انھون نے دیکھا یہ جاتے
ہیں فورا وہ سب آکر امیر سے چمٹ گئے جب امیر نے یہ دیکھا تو وہ مہرہ جو بازغہ نے دیا تھا انکو یاد آیا فورا اسے
نکالکر امیر نے اپنے منھ پر پھیر لیا پس ساتھ ہی اسکے امیر سب کی نظرون سے پوشیدہ ہوگئے اور وہ سب کو
ڈھونڈھتے پھرتے تھے اور سب آپس میں کہتے تھے کہ ابھی وہ آدمی کدھر تھا کیا ہوا یہان امیر نے لوح طلسم کو دیکھا اسمیں
لکھا تھا کہ اے طلسم کشا جسوقت تم پر یہ بالشتیے دوڑیں تم فورا اپنے تئیں پوشیدہ کرنا اور پھر اپنے تئیں اسی حوض پر
پہونچانا اسوقت اس حوض میں ایک درخت پیدا ہوگا اور اس درخت پر ایک جانور بیٹھا ہوگا اور وہ قد و قامت
میں برابر شتر مرغ کے ہوگا اور اسکو نہایت بیقراری ہوگی اور اسکے پرون سے چنگاریان آگ کی جھڑتی ہونگی
اور وہ چنگاریان جسوقت حوض میں گرینگی ویسی ہی صورت یہ بنکے تیرے ڈھونڈھنے کو دوڑینگی اس وقت
تو تیر کمان میں پیوستہ کرکے مارنا کہ دونوں بازو اس جانور کے چھد جائینگے اور وہ جانور پھر اس حوض میں گر پڑیگا
اسوقت جتنی یہ آگ ہے سب نکلکے بالشتیون کی طرف دوڑیگی اور جاکر انکو گھیر لیگی اور سب کو جلا دیگی
پھر تم اسوقت اپنے تئیں اس حوض میں گرا دینا بموجب حکم لوح کے امیر اس حوض پر آئے دیکھا ایک درخت
پیدا ہوا ہے اور اسپر وہ جانور پر فشانی کرتا ہے اور جو چنگاری آگ کی اسکے پرون میں سے نکلتی ہے وہ چنگاری
اُس حوض میں گرتی ہے پس ویسی ہی صورت بنکر امیر کی طرف دوڑتی ہے پس بموجب حکم لوح کے امیر نے
ایک تیر کمان میں پیوستہ کرکے اس جانور کے مارا اور وہ تیر اس جانور کے بازو پر لگا کہ دونوں بازو اس جانور کے چھد گئے
اور وہ جانور چیخ کھاکر اسی حوض میں گرا پس ساتھ گرنے کے وہ جتنے شعلے آگ کے تھے وہ سب حوض میں
سے نکلنے لگے پھر سب شعلے جمع ہوکر بالشتیون کی طرف دوڑے اور جاکر انکو گھیر لیا اور وہ سب جلنے لگے
اور آگ نے سب کو جلا دیا اور خاک کر دیا اسوقت امیر اس حوض میں کود پڑے اور جسوقت پانوں زمین پر
آشنا ہوے امیر نے آنکھیں کھولیں تو اپنے تئیں ایک صحرا میں دیکھا اور اس صحرا میں عجیب بھینی بھینی خوشبو
آرہی ہے ہر طرف گیندا پھولا ہوا ہے اور بیچ میں اسکے چار دیواری طلائی معلوم ہوتی ہے اور اسپر صیقل کیا ہوا ہے
اور وہ چار دیواری جگ جگ کر رہی ہے امیر دروازے پر اسکے آئے اور دیکھا کہ عجیب کیفیت اُس
دروازے کی ہے دروازہ طلاے احمر کا ہے اور کل کیلین اُسمین یاقوت کی جڑی ہوئی ہیں امیر اندر سے گئے

دیکھا کہ ایک شیر ہی اور اُس شیر کے اوپر ایک زنگی سوار ہی یہ دیکھکر امیر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ جسوقت یہ زنگی
تمہین دیکھیگا یہ حربہ جو اُسکے ہاتھ مین ہی وہ تم پر مارے گا اُسکے وار کو رد کرنا اور اُس زنگی کی گردن پر ایک سفید خط ہی
پس ایک تلوار اُس خط پر مارنا اُسوقت اُس زنگی کا سر کٹکے گر پڑے گا تو وہ شیر اُس سر کو مُنھ مین لیکر بھاگے گا خبردار
پیچھا اُسکا نہ کرنا پس جس طرح لوح مین لکھا تھا اُسی طرح سے امیر نے اُس زنگی کو مارا اور وہ شیر سر اُس زنگی کا لیکے
بھاگا امیر اندر گئے دیکھا کہ عجب کیفیت اُس باغ کی ہی کہ ایک طرف کو سنبل اور گلِ لالہ کی کیاریان ہین ایک
سمت کو داربست انگوری کی ہی ایک طرف کو کیلون کی باڑھ لگی ہوئی ہی غرض اُسکے اندر تمام درخت انواع
انواع طرح کے ہین اور سارے چمن پانی سے بھرے ہوے ہین اور ایک حوض ہی اُسمین پانی پاک اور پاکیزہ بھرا ہی
اور ایک عمارت عالی شان یاقوت کی بنی ہوئی ہی اور آگے اُسکے ایک سائبان سرخ مخمل کا کھنچا ہوا ہی اور
استادے اُسکے یاقوت کے ہین اُسکے اندر ملکہ بازغہ غمزدہ بیٹھی ہوئی ہی جونہین بازغہ نے امیر کو دیکھا دیکھتے ہی
اُٹھ کھڑی ہوئی اور امیر سے کہا کہ ای طلسم کشا ہم عجب مصیبت مین گرفتار ہین کہ ساحر ہم کو پکڑ لائے ہین اور
ہم کو یہان لا کر رکھا ہی بعد ملکہ شعشعہ کو ایک سوار لیے ہوے کسی صحرا مین پڑا ہی اور ای شہریار اب
تک تو مین نے اپنے تئین بچایا اور یہی بہت اُسکے اقرار تھا کہ اگر آج بھی میرا کوئی مددگار نہ آئیگا تو تیرا جو
جی چاہے وہ کرنا اور امیر کو لوح کا یہ حکم ہی کہ جب تک فلان اسم تمام نہ کر لینا جب تک کچھ ارادہ نہ کرنا پس
امیر نے لوح کو دیکھ کے یہ احوال دریافت کیا اور اُس حوض پر بیٹھ کے وہ اسم پڑھنا شروع کیا پس امیر اُس اسم
کو پڑھتے تھے کہ یکبار ایک ہوا ے تند و تیز چلنے لگی اور اُس ہوا مین سے ایک ساحر پیدا ہوا نہایت قبول صورت
وجیہ اور دونون بازوؤن پر پریان جڑی ہوئی ہین اور ماتھے پر صندل کا ٹیکہ دیا ہوا ہی اور یہ ساحر آکر ملکہ بازغہ
کے پاس بیٹھا اور کہنے لگا کہ ہمارا اور تمہارا آج وعدہ ہو چکا یہ سُنکر بازغہ نے کہا میرا حامی اور مددگار
آ پہونچا یہ سُنکر اُس ساحر نے کہا کہ اگر رستم ہو یا اسفندیار ہو تو وہ بھی میرا کچھ نہین کر سکتا ہی اور اُسنے
امیر کو نہایت حقیر سمجھکر بازغہ سے کہا ای بازغہ تو ابھی سے مجھے ڈراتی ہی یہ سُنکر بازغہ نے کہا یہ طلسم کشا ہی
جسوقت اُسنے سُنا کہ یہ طلسم کشا ہی ایکبارگی قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا واہ واہ یہ طلسم کشا ہی اور اُسنے
یہ کہکر بازغہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیا اور بوس و کنار کرنے لگا اور بازغہ نے بھی دوپٹہ اپنے اُتار کر رکھدیا
اور وہ بھی اُس سے بوس و کنار کرنے لگی جب امیر نے دیکھا اُسوقت امیر کو ایک غصہ آیا اور دل مین اپنے کہا
لعنت خدا کی عورت کی اوقات پر دیکھو تو کیا جلد راضی ہو گئی ہی اور طرہ برین یہ کہ یہ بھی کہتی جاتی ہی کہ ای طلسم کشا
جلد آؤ کہ یہ مجھ سے حرکت نامعقول کرتا ہی اور لعنت ہی حکیم اشراق اور مہر نوش ممتاز پر کہ جنھون نے یہ قید
رکھی ہی کہ جبتک یہ اسم نہ تمام ہووے ہرگز ہرگز تم کچھ ارادہ نہ کرنا اور امیر اُس قید اور اسم کے باعث سے
مجبور تھے کہ یکبار اُس ساحر نے بازغہ کو چھاتی سے لگا لیا اور فعل بد مین مشغول ہوا یہ دیکھکر امیر کو بازغہ سے
نفرت ہو گئی اور دل مین کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ کمظرف اسی کے لائق ہی غرض امیر نے وہ اسم پڑھتے
پڑھتے تمام کیا بعد اُسکے لوح طلسم کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ امیر جسوقت تم اسم کو پڑھ چکیگے تو اُسوقت ایک
ایسا تیر مارنا کہ ایک ہی تیر مین یہ دونون نشانہ ہو جائین اور پھر تم اسی حوض مین کود پڑنا امیر نے بموجب حکم لوح
کے تیر کمان مین پیوستہ کرکے ایک ہی تیر مارا وہ دونون چمٹے ہوے تو تھے ہی وہ تیر بازغہ کی پشت پر بیٹھا اور
اُس ساحر کے سینہ کو توڑ کے نکل گیا اور ایک آواز عجیب پیدا ہوئی کہ جیسے بادل گرجتا ہی یا بجلی کڑکتی ہی اور جیسے

درخت باغ میں تھے اُن سب درختوں کے پتوں میں سے اور شاخوں میں سے آگ جھڑنے لگی اور امیر اُس سردار
جادو ان کو مار کر اُس حوض میں کودے جب امیر کے پاؤں زمین پر آشنا ہوئے اُسوقت امیر نے دیکھا کہ ایک
صحرا ہے میں اُسمیں کھڑا ہوں اور اُس صحرا میں ایک ٹیکرا ہے اور وہ ٹیکرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مخمل سبز سے کسی نے
منڈھوایا ہے اور اُسپر ملکہ شعشعہ جہان افروز بیٹھی ہوئی ہے اور ایک شیر ہے اُسکے ہاتھ کا وہ ملکہ شعشعہ جہان افروز
کے پاس سوتا ہے کہ ایکبار ملکہ شعشعہ کی جو نگاہ امیر پر پڑی اور امیر نے ملکہ شعشعہ کو دیکھا چارون نگاہیں
ایک ہوئین تو ملکہ شعشعہ جہان افروز نے امیر کو اشارے سے منع کیا اور [illegible] ٹھہرایا ہے کرنے کا ارادہ [illegible]
پھر جاؤ کسواسطے کہ اگر یہ جاگے گا تو آپ کو مار ڈالے گا مگر امیر نے ملکہ کے منع پر عمل نہ کیا اور ملکہ شعشعہ کے پاس چلے
جب دیکھا ملکہ نے کہ امیر نہیں مانتے ہیں اور چلے آتے ہیں ملکہ نے اپنا ہاتھ اُسکے اوپر رکھا اور ہاتھ رکھنے کے ساتھ
ہی وہ شیر چونکا اور دہاڑا کر اپنی دم زمین پر ماری اور امیر کی طرف چلا امیر نے وہ عمرو خفا جو اُنکے پاس موجود تھا
اپنے منہ پر پھیرا اور اس شیر کی نگاہ سے غائب ہو گئے بعد اُسکے امیر نے لوح کو دیکھا اُسمیں لکھا تھا اے طلسم کشا
خبردار اسوقت یہ شیر تمہارے پاس آئے تو تم ایک حصار کھینچنا اور اُسکے اندر بیٹھنا اور پیچھے میں ملکہ شعشعہ جہان افروز
کے پہونچو اور جسوقت ملکہ کے پاس پہونچ جاؤگے تو ایک لیسی تلوار ملیگی [illegible] گلا کٹ جائیگا وہ شیر ملکہ کا سر منہ میں
لے کے بھاگیگا اُسوقت ایک جست کر کے اُس شیر کی پیٹھ پر سوار ہو بیٹھنا پس وہ تم کو تمہارے مکان کو پہونچا دیگا
امیر نے اُسی طرح سے بموجب حکم لوح کے اپنے تئین ملکہ شعشعہ کے پاس پہونچایا اور ایک تلوار ماری کہ سر اُسکا
تن سے قلم ہو گیا اور نام اُسکا شہران جادو تھا اور اس شیر کا نام تشقیون جادو تھا پس اُس شیر نے منہ میں سر ملکہ کا
اُٹھایا اور چاہا کہ سر اُٹھا کر بھاگے کہ ایکبار امیر جست کر کے اُسکی پشت پر سوار ہو بیٹھے پس اُسنے جو دیکھا کہ کوئی
سوار ہے یہ دیکھکر وہ بسرعت تمام بھاگا اور ایسا تیز چلا جاتا تھا کہ امیر کو اُسکے اوپر بیٹھنا مشکل ہو گیا مگر امیر ایسے
شہسوار تھے کہ جو اُسکے اوپر سوار اور قائم رہے اور دوسرے کا کیا مقدور ہے جو وہ قائم رہتا پس جس وقت
وہ شیر امیر کو لیکر ایک میدان وسیع الفضا میں پہونچا امیر نے دیکھا کہ ایک میدان بہت عجیب ہے اور نزہت کا
مقام ہے ہر ایک طرف سبزہ [illegible] ہو رہا ہے غرض چلتے جاتے ایک حوض کے برابر پہونچا اور امیر موجب حکم لوح
کے اُس شیر کی [illegible] سے اور عمرو خفا کو پھیرا اور پوشیدہ ہو گئے اور اسی طرح سے اُس شیر کو چھوڑا
اور امیر [illegible] دیکھتے ہیں کہ حوض کی لب گرد سب یاقوت کا ہے اور وہ حوض ہزار قدم سے
ہزار قدم تک ہے اور ایک طرف تو حوض کے فرش مخمل [illegible] کرسیاں بچھی ہوئی ہیں اور اُسپر دو ساحر قوم جنات
سے بیٹھے ہوئے ہیں نہایت ہیبت اور کریہ منظر اور اُس فرش کے اوپر دو دیو سلیمانی بیٹھے دست بستہ ہیں اور
گلے میں اُنکے طوق ہے اور اُس حوض کے درمیان میں ایک کرسی بچھی ہوئی ہے اُسکے اوپر ایک دیونی نہایت
ڈراونی شکل بیٹھی ہوئی ہے ناچ رنگ ہو رہا ہے اور عجب طرح کے باجون کی صدا امیر کے کانون میں آتی ہے
کہ کبھی یہ آواز نہ امیر کے گوش زد ہوئی تھین اور اُس دیونی کا نام [illegible] دیونی ہے اور وہ دونون ساحر
جو کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہیں ایک کا نام قرقشہ اور دوسرے کا نام خرقشہ ہے اور یہ دونون مقید جو بیٹھے ہین
اُنمین ایک کا نام توکلغام ہے اور دوسرے کا نام گلرو ہے اور یہ دونون مسلمان ہین امیر یہ دیکھ رہے تھے کہ
ایکبار سب ساحر یہ کہتے ہوئے اُٹھ کے دوڑے کہ تشقیون آیا اور آکر پوچھا کہ تشقیون طلسم کشا کو لایا اُسنے کہا لایا
ان ساحرون نے کہا کہان ہے اُسنے کہا میری پیٹھ پر بیٹھا ہوا ہے کہ ایکبار سب ڈھونڈھنے لگے کہیں امیر کو

ہو یا آخر کو سب نے لشتیون سے کہا کہ تھا پر تو کہین گر آیا یہ سنکر لشتیون نے کہا کہ مین کہین گر تو نہین گیا ہون بلکہ آیا ہون وہ
میری پیٹھ پہ ہی غرض آپس مین سب نے صلاح کی کہ لشتیون کو مار کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیے اور جب یہ مارا جائے گا
اسوقت اژدر علم کشا بھی اسکی پیٹھ پر ہوگا تو وہ بھی مارا جائے گا پس سب دیو اور ساحر اور جن اپنے اپنے حربے
ہاتھون مین لیکے مارنے کو مستعد ہوے کوئی تو زنبول ہاتھ مین لیکر آیا اور کوئی اپنے ہاتھ مین کلہاڑا اور کوئی گرز سول
اور کوئی درشمشاد غرض سب نے آ کر لشتیون کو مارنا شروع کیا لشتیون نے کہا کہ مین نے کیا تمھاری تقصیر کی ہی
جو تم مجھے مارے ڈالتے ہو اور اسکا کہنا کسی نے نہ سنا اور اسکو مارکے ڈال دیا اور خوشی کرتے ہوے جا کے اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے اور سب پکارتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ طلسم کشا کو مارا امیر یہ سب باتین کھڑے
سنتے ہین پھر امیر نے اُس لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اس حوض کے نیچے ایک کوہ ہی اور اس کوہ کے اوپر ایک
درخت عقیق کا ہی اُس کوہ پر جاؤ اور اُس درخت عقیق کے نیچے جا کر یہ جو اسم لکھا ہوا ہی اُسکو پڑھنا پس جسوقت
اس اسم کو پڑھو گے اُسوقت مہر نوش ممتاز تمھارے پاس آئے گا اور جو کچھ حال ہوگا وہ مہر نوش سے معلوم ہو جائیگا
پس بموجب حکم لوح کے امیر اُس پہاڑ پر گئے اور دیکھا تو واقعی اُس کوہ پر درخت عقیق کا ہی امیر نے اسکے نیچے جا کر اسم
پڑھنا شروع کیا اور جسوقت وہ اسم تمام ہو چکا دیکھا امیر نے کہ مہر نوش سامنے سے آتے ہین اور آکر امیر سے کہا کہ
مجھے آپ نے کیون یاد کیا ہی یہ سنکر امیر نے کہا یا حضرت مجھے آپ نے یہان کا تو کچھ حال بتایا ہی نہ تھا اور اب
آپ فرمائیے مین یہان کیا کرون یہ سنکر مہر نوش نے کہا کہ اب آپ ایک کام کرین کہ اس پہاڑ کے نیچے اُتر جائین اور
وہان ایک دریا معلوم ہوگا اُس دریا کے کنارے جا کر بیٹھ کر وضو کیجیے گا اور وہین بیٹھ کر یہ اسم پڑھیے گا پس جسوقت
یہ اسم پڑھ چکیے گا تو وہ دریا شق ہو جائے گا اور دونون طرف کو اُس دریا مین دو دیوارین اُٹھ جائینگی اور بیچ مین
اُس کے ایک راہ پیدا ہوگی پس اُسی راہ کے اندر تم چلے جانا اور جب تم نصف دریا مین جا کر پہونچو گے اُسوقت
تم کو ایک آواز ڈرانے کی آئے گی اور اُس دریا کے پاس ایک گنبد ہی اُسکا دروازہ کھل جائے گا اور تم
دیکھنا کہ اُسکے اندر ایک دیونی بیٹھی ہوئی ہی اور اُسکے ساتھ دو بچے ہین وہ دودھ اُس دیونی کا پی رہے
ہین اور وہ دیونی جس وقت تم کو دیکھے گی اُسوقت وہ ایک بچے کو اپنے پھینکے گی اور کہے گی کہ جا مار طلسم کشا
کو جس وقت وہ آکر تم پر حملہ کرے گا اُسوقت تم اُسکا حربہ خالی دے کر اُسکو ایک ہی ہاتھ مین تلوار کے
مار ڈالنا اُس وقت وہ دوسرے بچے کو پھینکے گی پس اُسکو بھی اسی طرح سے مارنا اور جس وقت وہ آپ
آئے اور آکر وہ تم پر سحر کرے گی جب کوئی سحر اُسکا تم پر نہ چلے گا تو وہ بھاگے گی اُس وقت ایک سیاہ
اژدہا منھ کھولے ہوے سامنے سے پیدا ہوگا یہ اُس کے منھ کے اندر گھس جائے گی پس تم بھی اژدہے
کے منھ مین کود پڑنا اور پکڑ کر اُسکو کھینچ لانا اور اُسکو مار ڈالنا اور اگر کوئی صورت بن کر وہ کہے تو تم
ہرگز خیال نہ کرنا اور اُسکو مار ہی ڈالنا اور اُسکو مار کر اُس گنبد کے اندر جانا اُس گنبد مین ایک
صندوق لٹکتا ہی اور اُس صندوق کے اندر ایک حربہ رکھا ہی پس اُس حربہ کو تو نکال کے لے آنا
اور وہ جو دیونی حوض مین کرسی پر بیٹھی ہی اُسکا نام دو بجا ہی اور یہ مالک باغ طلسم آفتاب کی ہی
اُسکو اسی حربے سے مارنا اور جب وہ ماری جائے گی اُس وقت اُسکی کرسی اُٹھا کر الگ رکھ دینا اور
اس کرسی کے نیچے ایک کنوان ہی تم اس کنوئین کے اندر جانا اور وہی راہ طلسم آفتاب کی ہی غرض جب
سب حال امیر سے مہر نوش ممتاز کہہ چکے تو کہا امیر سے بسم اللہ آپ تشریف لے جائیے مین یہین بیٹھا ہون

اور تم یہیں میرے پاس آنا غرض امیر یہ سُنکر رخصت ہوئے اور اُسی طرح سے چلے پس امیر نے اُسی طرح سے
وہ دریا دیکھا اور اُس کے کنارے بیٹھکر وہی اسم پڑھا اور جس طور سے مہرنوش نے کہا تھا اسی طور سے
وہ دریا شق ہوا اور دو دیواریں بیچ میں دریا کے پیدا ہوئیں امیر وہاں گئے اور وہ دونوں دیو سنگے
باری باری امیر کے ہاتھ سے مارے گئے پھر اُس دیونی نے امیر پر سحر کیا جب سحر سے کچھ
اثر نہ کیا تو وہ بھاگی اور ایک اژدہا پیدا ہوا اُسکے مُنہ میں کود پڑی امیر بھی اُسکے مُنہ میں پہونچے
اور پہونچ کر اژدہے کے مُنہ سے اُسکو باہر نکال لائے اُس وقت وہ دیونی اپنی صورت سحر سے
ایسی بنائے ہوئے ہے کہ امیر دیکھتے ہی مائل اور فریفتہ ہوگئے مگر وہیں امیر کے جی میں آیا کہ مجھ سے
مہرنوش ممتاز نے کہا تھا کہ خبردار جو وہ صورت بنے اُسکا خیال نہ کرنا یہ جس وقت امیر کو یاد آیا اسوقت
امیر نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا میں کب تجھے چھوڑتا ہوں اور جب اُس نے جانا کہ یہ مار ہی ڈالیگا
اُس وقت بدن میں تمام کرم پڑنے لگے پس امیر کا جی چاہتا تھا کہ اُسکو چھوڑ دیجیے پھر امیر کے
دل میں آیا کہ اُسکو مار ہی ڈال اور امیر نے غضب سے عقرب سلیمانی کا ایک ہی ہاتھ ایسا
جو مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اور اُس اژدہے کو امیر نے جو دیکھا تو وہ ایک درخت بن کے
تیار ہوا ہے اور اندر سے وہ درخت خالی ہے پس امیر اُسکو مار کے گنبد کے اندر گئے اور وہاں جاکر امیر
نے اُس صندوق کو اُتارا اور اُسکے اندر سے وہ حربہ نکالا اور اُسے لیکر چلے اور مہرنوش ممتاز
کے پاس آئے اور حربہ مہرنوش کو دکھایا مہرنوش نے اُس حربہ کو دیکھکر کہا یہ جو کمبخت ہے اسی
کے واسطے یہ ہتھیار اُس نے بنایا تھا اور اُن دونوں میں آپس میں لڑائی ہوئی اور یہ حرامزادی
اُس پر غالب آئی اس نے اُسکو مار ڈالا اور اُس نے جو ہتھیار اُس کے لیے بنایا تھا وہ یہی ہے
اور اُسکی قضا اسی سے ہے اور امیر سے کہا اب تم جاؤ اور ایک نقش لکھدیا اور کہا یہ نقش
دونوں مسلمانوں کو دینا اور جب وہ اپنے بدن سے لگائینگے اُس وقت سب سحر اُنکا دور
ہوجائیگا اور تم مہرہ خفا کو دوسرے رخ سے پھیرنا اور جب وہ تم کو دیکھینگے اسوقت ایک مچھلی
اُس حوض میں سے پیدا ہوگی اُسکے اوپر تم سوار ہوجانا اور وہ مچھلی اُسکے گرد پھرے گی اور جب
وہ خوب پھر چکے گی اُس وقت تم اُسکو مار ڈالنا پس یہ سُنکر امیر مہرنوش ممتاز کے پاس سے
رخصت ہوکر چلے اور جاکر اُس حوض کے کنارے پر کھڑے ہوئے اُسوقت یہ ساحرہ مسلمانوں پر ظلم
و تعدی کر رہی تھی اور شام کا وقت ہوا اب امیر نے مہرہ خفا کو پھیرا اور ساتھ پھیرنے کے امیر
سب کو دکھلائی دیے اور ان مسلمانوں نے دیکھا کہ طلسم کشا آیا ہے اور امیر نے وہ نقش اُنکو دیا اور
اُن سے کہا کہ اس نقش کو اپنے بدن سے لگاؤ غرض وہ نقش لیکر اُن دونوں نے اپنے بدن سے
ملا پس ساتھ ملنے کے سب سحر اُنکا دور ہوا اور امیر نے تمام رات جیسکر وہ اسم دل میں پڑھا اور صبح کے وقت وہ
مچھلی پیدا ہوئی اور آکر کنارے پہونچی کہ یکبارگی امیر ایک جست کرکے اُس مچھلی کے اوپر پہونچے اور جاکر بیٹھے کہ
ایکبار وہ مچھلی امیر کو لیکر اُسی دہانے کی طرف چلی اور وہ ساحرہ نے جو دیکھا تو چلانے لگی اور پکارتی تھی
کہ اے دوڑو طلسم کشا پہونچا اور وہ جو ساحر باہر بیٹھے ہوئے تھے اُن سب نے کہا
کہ پہلے تو یہ جو دونوں مسلمان قید میں ہیں اُنکو مار ڈالو بعد اُسکے انکو نہ معلوم تھا کہ وہ

دونوں قید ہو سے چھٹ گئے اور جسوقت یہ سب ساحران دونوں کے روبرو تھے یہ دونوں امیر تلوارین ہاتھون مین
پکڑ کر انسے لڑنے لگے انہین تو جنگ ہونے لگی اور ادھر دانیا امیر پر سحر کرنے لگی امیر پر اسکا سحر نہ چلا اور جو اُسکے
سحر نے امیر پر اثر نہ کیا جب دیکھا دانیا نے کہ امیر پر سحر اثر نہین کرتا ہی اُسوقت دانیا نے کیا کام کیا کہ بدحواس
ہوکے اسم سحر پڑھکے اپنے اوپر دم کیا اور دونوں شانون پر اُسکے پر پیدا ہوے اور ایکبار وہ اوپر کو اڑکر بھاگی
جیسے ہی یہ اوپر کو چلی ہی کہ دفعۃً ایک تیر اُسکے ایسی لگی کہ نیچے زمین پر گری پس امیر نے دوڑکر وہی حربہ دانیا
مارا کہ تڑپ کر اُسی حوض مین گر پڑی اور وہ پانی حوض کا فوراً کے سبب اُس حوض مین غائب ہوگیا امیر نے وہ
کرسی اٹھائی اور دیکھا تو واقعی اُسکے نیچے ایک دنیا ہی کنوان سا ہی جیسا مہرنوش ممتاز نے امیر سے بیان
کیا تھا اسوقت امیر آنکھین بند کرکے اُس کنوئین مین کودے اور جب پاؤن زمین پر پہونچے اسوقت آنکھین
کھولکے امیر نے دیکھا تو ایک میدان نہایت سبزہ زار اور خوشگوار دلچسپ ہی اور ہرطرف اُسکے سبزۂ پربہار ہی آفتاب
اور مہتاب دونوں سامنے دکھائی دیتے ہین امیر نے اس لوح طلسم کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ اے طلسم کشا یہ جو
کنوان معلوم ہوتا ہی اس کنوئین مین سانمر گز کا ایک بیل ہی اور اُس بیل کے اوپر آفتاب اور مہتاب ہین پس
تم کو چاہیے کہ جس حربے سے تمنے دانیا کو مارا ہی وہی حربہ ان دونون کے بیچ مین بیل پر مارنا اور جب بیل جھک
جائیگا اُسوقت تم آفتاب اور مہتاب دونوں کو پکڑ لینا اور خبردار جانے نہ پائین اور جسوقت تم انکو پکڑ لوگے اُسوقت
اُس کنوئین کے اندر سے ایک دیو نکلیگا اور وہ دیو تم پر حربے کا کام کرکے حربہ کو خالی دیگا اور دیکھنا کہ اُسکے ماتھے پر ایک
نشان ہی پس تم کو چاہیے کہ اُسکے اُسی نشان پر ایک ہی تلوار ایسی مارنا کہ اُسکا سر تن سے اڑ جائے پس امیر نے
اسی طرح سے بموجب حکم لوح کے وہ حربہ اُس بیل کے بیچ مین مارا کہ وہ بیل جھک گیا اور یہ جو آفتاب و مہتاب
تھے ان دونوں نے چاہا کہ یہان سے نکل جائین چلے ہی تھے امیر نے دیکھا دل مین کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ یہ تو
چلے ایکبار امیر نے آسمان کی طرف جست کی اور جاتے ہی دونوں آفتاب اور مہتاب کو امیر نے پکڑا اور گھسیٹ کے
ان دونوں کو زمین پر لے آئے اور اب امیر کے اور دونوں آفتاب اور مہتاب کے زور ہونے لگے جسوقت
یہ دونوں زور کرتے ہین امیر کے پاؤن زمین سے اُکھڑ جاتے ہین امیر فوراً لنگر مارتے ہین اور پھر دونوں کو گھسیٹ
لاتے ہین اور قائم ہوکے کھڑے ہوتے ہین اور اُس لوح اور کاغذ مین بھی یہی لکھا ہوا تھا کہ اگر تم صاحبقران
ہوگے تو تم سے یہ آفتاب اور مہتاب نہ جانے پائینگے کہ ایکبار وہ دیو اندر سے نکلا اور پکارا کہ اے آدمزاد
اور ہرا بہت مدت ہوئی تھی کہ مین نے گوشت آدمی کا نہین کھایا تھا سو اب تیرا گوشت مین کھاؤنگا یہ سُنکر
امیر نے کہا تو اپنی خیر لے مین تجکو مارنے کو آیا ہون جسوقت دیو نے یہ سُنا قہقہہ مارکر ہنسا اور دار شمشاد
کو ہاتھ مین لے کر اُسنے آنکھین بند کرکے ایک وار امیر پر کیا امیر نے جسوقت دیکھا کہ دار شمشاد کو جھپاڑا ہی
ایک ذرا پیچھے ہٹ لا وہ وار اُسکا خالی گیا اور دار شمشاد پھسل کرکے زمین مین غرق ہوگئی اور یہ پکارا کہ اے
آدمزاد تیرا شور یہ ہی مجھے نصیب ہوا دیو تو کہتا تھا کہ ایکبار امیر نے عقرب سلیمانی کو کھینچ کے اور وہی
نشان دیکھکے ایک ہی ہاتھ اسی نشان پر مارا کہ سر اُسکا تن سے اڑ گیا اور جسوقت وہ دیو مارا گیا اُسوقت
مہرنوش ممتاز آگئے اور امیر سے کہا کہ اے شہریار تم کو طلسم کشائی مبارک ہو اب ایک مرآۃ القلعہ باقی ہی
اور آپ کا جی چاہے پہلے شادی کر لیجیے اور جی چاہے مرآۃ القلعہ کو بھی فتح کر لیجیے پھر شادی کیجیے یہ سُنکر امیر نے
کہا پہلے شادی کرنا مجکو منظور ہی امیر یہ باتین کرتے تھے کہ سواری ملکہ بازغہ کی مع فوج اور نوبت اور

نشان کے نمودار ہوئی اور ملکہ بازغہ شادیانے بجاتی ہوئی حاضر ہوئی اور اب جو امیر نے خیال کرکے دیکھا
تو مرآۃ القلعہ بھی سامنے ہے

اب دو کلمے داستان جانا امیر کا گنبد ریاضت گاہ میں بیان کیے جاتے ہیں

کہ جب امیر نے دیکھا گنبد ریاضت گاہ بھی سامنے ہے اور مرآۃ القلعہ بھی پیش نظر ہے مہر نوش ممتاز سے پوچھا کہ ای
مہر نوش مرآۃ القلعہ تو کئی مہینے کی راہ تھا اب سامنے معلوم ہوتا ہے یہ سنکر مہر نوش نے امیر سے کہا کہ ای شہریار
وہ وہ چیزیں جو طلسم کے درمیان حائل تھیں وہ تو اب سب موقوف ہوگئیں اس وجہ سے مرآۃ القلعہ سامنے معلوم ہوتا ہے
امیر کو نہایت تعجب ہوا کہ ایکبار بازغہ نے امیر سے کہا کہ آپ بھی میرے ساتھ گنبد ریاضت گاہ میں چلئے امیر نے بازغہ
سے کہا اچھا چلو پس بازغہ امیر کو لیکے گنبد ریاضت گاہ میں آئی اور امیر نے اپنے بیٹوں اور رفیقوں کو دیکھا کہ
سب کے گلے میں کفنیاں پڑی ہوئی ہیں اور سب نے حالت اپنی تباہ کی ہے سب کے بالوں پر خاک پڑی ہوئی ہے
اور حالت سب کی غیر ہے اور عمرو نے جو امیر کو دیکھا فوراً پاس آکے رونے لگا امیر نے عمرو سے پوچھا ای عمرو
یہ سب نے حالت اپنی کیا بنائی ہے یہ سنکر عمرو نے کہا کہ ای حمزہ کیا بیان کروں میں جو ان سب پر آفت ٹوٹ پڑی
امیر نے کہا کہ خواجہ جلد کہو کہ انکو دیکھ کے حالت میری تباہ ہوتی ہے اسوقت عمرو نے ناچار ہو کر امیر سے کہا ای حمزہ
ایک روز ملکہ خورشید لقا اور ایک روز زہرہ لقا مر گئی اور اسی طرح سے ایک دن حور لقا اور ایک دن مہر نگار بھی
مر گئیں یہ چاروں گنبد ریاضت گاہ میں دفن ہیں ہم نے انکو دفن بھی نہیں کیا اسواسطے کہ حکم حکیم اشراق کا ہوا کہ
ان تینوں کو گنبد ریاضت گاہ میں یونہیں رکھدو اور انکو گاڑو نہیں جسوقت امیر نے یہ سنا ساتھ ہی سننے کے
امیر بیحس ہوگئے اور ہاتھ ڈالکر گریبان میں ڈالکے ایک جھٹکا مارا انکے گریبان کو تا بناف چیر ڈالا اور رونے پیٹنے لگے
اور حالت اپنی تباہ کرنے لگے مہر نوش ممتاز نے جو اور دیکھا خواہ کہ حالت امیر کی غیر ہے امیر سے کہا کہ ای
شہریار آپ کچھ رنج و الم نہ فرمائیے یہ سب زندہ اور صحیح و سلامت ہیں کسواسطے کہ یہ سب کشتہ طلسم ہیں اب آپ
یہ کام کیجئے کہ چرخ آفتاب اور ماہتاب دونوں آپ لائے ہیں انکو پانی میں دھوکے اس پانی کو ان سب کے
اوپر چھڑکیے فوراً یہ سب زندہ ہو جائینگے پس یہ سنکر امیر خوش ہوئے اور جلدی سے آفتاب اور ماہتاب کو دھوکے
پانی سے گنبد ریاضت گاہ میں گئے اور گنبد کے اندر جاکے اس پانی کو سب پر چھڑکا یہ سب جی اٹھیں پس امیر ان
سب کو ساتھ لیکر باہر آئے اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور فرامرز عاد مغربی اور بہرام گرد خاقان چین
ان سب نے سب کو زندہ دیکھا سب کو عجب طرح کی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے اور یہ سب ہنسی خوشی
آکر بیٹھے کہ ایکبار سلطان سرخیوش جنی اور حکیم قسطاس وغیرہ نے آکر امیر سے ملاقات کی اور مہر نوش ممتاز
اور ظفر جان جنی یہ سب بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ مہر نوش ممتاز نے کہا کہ پہلے شادی ملکہ شعشعہ جان ازدری
ہولے تو پھر ملکہ رضیہ سلطان خورشید شعد روکی شادی ہو جب تک یہ بات ظفر جان جنی نے سنی نہایت برہم
ہوا اور کہا اُسنے کہ یہ امر ہرگز نہ ہوگا اور پہلے شادی ملکہ رضیہ سلطان کی ہوگی بعد اسکے اور کسی کی شادی
ہوگی اسواسطے کہ اول تو وہ دختر حکیم اشراق روشن ضمیر کی ہے اور دوسرے وہ بادشاہ خاور طلسم
کی ہے پس اُسکی تو پہلے شادی ہو اور دوسری شادی پہلے ہو یہ تمہاری دانائی سے بعید ہے یہ سنکر مہر نوش ممتاز
کچھ سوچ میں چپکے ہو رہے اور کہا چونکہ تم سب صلاح کرتے ہو پس پہلے شادی ملکہ رضیہ سلطان کی ٹھہری
بعد اسکے ملکہ شعشعہ جان ازدری کی ٹھہری پس سرخیوش جنی نے ملکہ خورشید لقا اور زہرہ لقا اور حور لقا

اور ماہ لقا ان چارون سے کہا کہ تم چارون پردۂ قاف مین جا کر ملکہ رضیہ سلطان کو لے کر جلدی آؤ جسوقت
یہ چارون ملکہ رضیہ سلطان کو لینے پردۂ قاف مین گئین اور ملکہ رضیہ پاس پہونچین اور سارا احوال امیر کا
مفصلاً ان چارون نے بیان کیا کہ بعد طلسم کشائی اب امیر گنبد یافت گاہ مین ٹھہرے ہین اور تمہین تمھارے
باپ نے بلایا ہی ہم تم کو لینے کو آئے ہین ملکہ رضیہ تخت پر سوار ہوئی اور ان چارون کو بھی ساتھ تخت
پر بٹھا کر روانہ ہوئی اور آکر اس گنبد یافت گاہ مین پہونچی جسوقت امیر کو یہ خبر ہوئی کہ ملکہ رضیہ آئی امیر کو
بھی نہایت خوشی ہوئی اور ملکہ رضیہ سلطان سرخیوش کے خیمہ مین گئی اور وہان جا کر اپنے باپ کو مجرا کیا باپ
نے اسکو دیکھا گلے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور آپس مین باتین کرنے لگے اتنے مین سلطان سرخیوش حبشی
نے مہرنوش ممتاز سے کہا کہ تم سب کو رقعہ لکھو کہ شادی مین سب آکر حاضر ہون مہرنوش ممتاز نے رقعے لکھ
چارسمت بھیجے کہ شادی ملکہ رضیہ سلطان کی مقرر ہوئی ہی فلان روز جلد آکر حاضر ہو پس بموجب لکھنے کے
ہر چارسمت کے لوگ حاضر ہوے مہرنوش ممتاز نے تبھی صندل کو ملکہ صندل پری پاس بھی رقعہ لکھ بھیجا
اور اسمین صندل پری کو لکھا تھا کہ آپ بھی اور خورشید جہان بھی تشریف لائین کسواسطے کہ آپکے رونق افزا
ہونے سے ایک رونق ہوجاوے گی اور ملکہ رضیہ سلطان کا باپ یعنی سلطان سرخیوش صندل پری کا زیر
اطاعت ہی اور یہ صندل پری کو خراج دیتا ہی اور ملکہ صندل پری ہفتم قاف کی ہی اور بادشاہزادی ہی اور
یہ ملکہ آسمان پری کو خراج دیتی ہی اور ملکہ رضیہ آسمان پری کی بڑی مطیع اور فرمانبردار ہی اور ملکہ رضیہ
سلطان سے اور ملکہ خورشید جہان سے بڑی محبت اور اتحاد ہی باوجودیکہ رضیہ خورشید جہان کی محکوم ہی اور
ملکہ خورشید جہان حاکم ہی مگر بسبب محبت اور اتحاد کے رتبہ برابری کا ہی اور اسی طرح سے ملکہ خورشید جہان
اور ملکہ قریشیہ سلطان سے بڑی محبت ہی باوجودیکہ ملکہ خورشید جہان بھی ملکہ قریشیہ سلطان کو اپنا حاکم اور
مالک جانتی ہی قضارا کہین یہ خورشید جہان ہمراہ ملکہ قریشیہ سلطان کے سیر و شکار کو گئی تھی اسوقت یہ رقعے
شادی کے ملکہ رضیہ اور ملکہ صندل پری کے پاس پہونچے صندل پری نے رقعہ پڑھا اور رقعہ کو پڑھ کے
اسنے ایک خط اپنی بیٹی ملکہ خورشید جہان کو لکھا کہ اے خورشید جہان تم جلد آؤ کہ تمھاری دوست جو ہی ملکہ
رضیہ سلطان اسکی شادی مین تمہین چلنا ہوگا اور اسکے باپ نے بہت منت اور سماجت سے رقعہ لکھا ہی
تم جلد آؤ تو چلین پس یہ خط لکھ کے صندل پری نے ایک دیو کو دیا اور کہا جہان ملکہ خورشید جہان ہو وہان
جاکے تو یہ خط اسکو دینا پس دیو خط لے کر روانہ ہوا جسوقت یہ دیو خط صندل پری کا لے کر ملکہ خورشید جہان
کے پاس آیا اور وہ خط اسکو دیا اور خورشید جہان نے خط اپنی مان صندل پری کا پڑھ کے قریشیہ سلطان
سے کہا کہ اے ملکہ ہمارے اور تمھارے ہمیشہ وعدہ ہوا کرتا ہی کہ مرآۃ القلعہ ایسا خوب مکان ہی کہ ایسا کہین
کوئی مکان روے زمین پر نہین ہی اور آپ فرمایا کرتی ہین کہ کبھی ہم چلینگے تو ہماری ایک دوست جو ہی
رضیہ سلطان اسکا نام ہی اسکی شادی اسی مرآۃ القلعہ مین ہوتی ہی مین امیدوار ہون کہ آپ بھی تشریف
لے چلین اور چل کر اس مکان کی سیر کرین اور وہ مکان بھی سیر دیکھے ہی یہ سنکر ملکہ قریشیہ سلطان نے
خورشید جہان سے کہا کہ تمہارے چلنے سے سب کام خوب ہو جائے گا اور تمہین شادی کی کوئی
کیفیت حاصل نہوئی اور بیٹھے تم تو میرے پاس رہو گی تم سے کوئی کام نہ ہوسکے گا یہ سنکر خورشید جہان
نے ملکہ قریشیہ سلطان سے کہا کہ آپ مرآۃ القلعہ مین تشریف فرما ہون اور مین جا کر گنبد یافت گاہ مین

شادی کر دیجیے یہ سنکر قریشیہ سلطان نے کہا کہ ہاں اسکا مجھے مضائقہ نہین ہی پس یہ کہکر ملکہ قریشیہ سلطان کو
اپنے ہمراہ لیکے شہر صندل مین اپنی ماں کے پاس آئی ملکہ صندل پری تو شہر صندل ہی مین رہی لیکن
ملکہ خورشید جہان کے ساتھ اُسکے بھائی سلطان سلیمان کو کر دیا پس ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ خورشید جہان
اور سلطان سلیمان یہ تینوں بڑی عزت و شان سے سوار ہو کر تختوں پر روانہ ہوے اور ہمراہ اُنکے لشکر دیوون اور
پریزادون کا ہی چلتے چلتے اُس گنبد یافت گاہ مین آکر اُترے ملکہ قریشیہ سلطان نے بارگاہ سلیمانی کھڑی
کر دی اور ایک طرف کو خورشید جہان نے خیمہ برپا کیا اور جسوقت بارگاہ سلیمانی ایستادہ ہوئی اور تخت
بارگاہ سلیمانی کے مانند آفتاب اور مہتاب کے چمکنے لگے اور بارگاہ سلیمانی کئی فرسخ سے معلوم ہوتی ہی قضارا
کہین امیر گنبد یافت گاہ مین اپنے خیمہ مین آکر بیٹھے کہ ایکبار نسیم عیار جمہور جہان سوز گرد مین آلودہ اور
پسینے مین غرق آیا اور آکر امیر کو مُجرا کیا اور بعد دعا و ثنا بادشاہی کے دونوں نے ہاتھ باندھ کے عرض
کیا کہ ای شہریار والا تبار مبارک ہو کہ بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما ہوے ہین اور سامنے
یہ بارگاہ سلیمانی ایستادہ ہی کہ جسکے کلس سونے کے چمکتے ہین امیر نے پوچھا ای نسیم تو نے کس سے سُنا اُسنے
عرض کیا کہ خانہ زاد خود بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر آیا ہی مگر بادشاہ اسلام کو نہین دیکھا مگر خوب بارگاہ کو
سجا ہوا اور خوب آراستہ کیا ہی اور بارگاہ سلیمانی سواے بادشاہ اسلام کے کسی کے پاس نہین ہی اس سے
غلام نے عرض کیا کہ بادشاہ اسلام تشریف لائے ہین یہ سُنکر امیر خوش ہوے اور دل مین اپنے کہا کہ شاہ پور اور
لقا نے اسلام اختیار کیا ہی اور یہ سب ادھر آئے ہین یہ خیال کر کے عمرو سے کہا کہ بھائی خواجہ جلد خبر تو لاؤ کہ اس
بارگاہ سلیمانی مین کون ہی پس عمرو مانند باد صرصر کے روانہ ہوا اور جا کر دیکھا عمرو نے کہ کہین آدمی کی بو تک نہین ہی
سواے دیو اور پری اور جن کے پس عمرو دیکھکر پھر آیا اور امیر سے آکر کہا کہ ای حمزہ بارگاہ سلیمانی تو ہی مگر اُس
بارگاہ مین سواے دیو اور پری کے کسی انسان کا نام نہین ہی پس [illegible] وقت امیر نے یہ سُنا امیر کا ماتھا ٹھنکا اور
کہا خدا خیر کرے کہ کہین آسمان پری نہ آئی ہو ورنہ سواے اُسکے اور بارگاہ سلیمانی کسی کے پاس نہین ہی
در حقیقت مین ایک تو پیش خیمہ اور ایک پس خیمہ تو رستمین کی آدمی بارگاہ تو میرے پاس ہی اور آدمی بارگاہ
ملکہ آسمان پری کے پاس ہی اور اُسوقت امیر کو وہ وقت اور وہ دن یاد آیا کہ امیر پردۂ قاف مین سے
اور ذکر ملکہ مہر نگار کا آسمان پری سے سُنا تھا اور اٹھارہ برس پردۂ قاف مین سے امیر کو آنے نہ دیا تھا
اور خوب خاک چھنوائی تھی اور جب ذکر ملکہ گردیہ بانو کا سُنا تھا کہ گردیہ بانو بھی آئی ہین اور مریع الزمان
راہ مین پیدا ہوا تھا اور گردیہ بانو کو اُسوقت دیو نے ایک کوہ پر اُتارا تھا غرض امیر نے بد حواس ہو کر
عمرو سے کہا کہ ای خواجہ جلد تحقیق کر کے خبر تو لاؤ یہ سُنکر عمرو نے کہا کہ ای حمزہ پھر ایسا کام کاہے کو
کرتا ہی جو تو ڈرتا ہی اور اب بھی کچھ نہین گیا شادی موقوف کر دے یہ سُنکر امیر نے عمرو سے کہا
بس جھک مارو چلو جاؤ عمرو روانہ ہوا اور جا کر تحقیق خبر لایا اور امیر سے کہا ای حمزہ تیری بیٹی ملکہ
قریشیہ سلطان ہی پس عمرو نے یہ جو کہا سب نے یہ بات کو سُنا اور سب کو معلوم ہوا کہ اب مہمان پری
کے شوہر ہین سب نے امیر سے کہا کہ ای شہریار آسمان پری آپ کی زوجہ ہی اور ملکہ قریشیہ سلطان آپ کی دختر
ہین یہ سُنکر امیر نے سب سے کہا کہ ہاں ہی تو سہی پس جسوقت سب نے سُنا نہایت خوشی ہوئی تھی اور دل مین یہ
کہا کہ یہ شخص ایسا ہی کہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہم السلام کی پوتی جسکے ساتھ منسوب ہو اور امیر نے

در بارگاہ سلیمانی جو امیر کے ساتھ آئی تھی اُنکو استادہ کرواکر تمہیں جشن ہیا اور اُس جشن میں نئے تھے ہیں اور یہاں ملکہ قریشیہ
اور خورشید جہان جو بارگاہ سلیمانی میں بیٹھی ہیں تو کہیں ملکہ رضیہ کی شادی کا ذکر آیا کہ کیا ملکہ قریشیہ سلطان
نے خورشید جہان سے پوچھا کہ رضیہ کی شادی کسکے ساتھ ہے کوئی پری زاد ہے جسکے ساتھ رضیہ کی شادی ہے یہ سنکر
خورشید جہان نے ملکہ قریشیہ سے کہا پری زاد نہیں ہے بلکہ آدمی زاد ہے جس سے شادی ہوئی ہے یہ سنکر قریشیہ
نے کہا اُسکا کیا نام ہے خورشید جہان نے کہا کہ وہی حمزہ صاحبقران نامی ہے اُسکے ساتھ تو شادی ہوئی ہے ملکہ قریشیہ
نے کہا کوئی اُسکے ساتھ بھی ہے اُس وقت خورشید جہان نے کہا کہ ایک بیٹا ہے عمرو بن حمزہ اور دوسرا بیٹا
چوگان بن حمزہ اور ایک رفیق کا نام فرہاد عاد مغربی ہے اور دوسرے رفیق کا نام بہرام بن گردفاذان میں ہے
یہ سنکر ملکہ قریشیہ نے کہا کہ خورشید جہان وہ تو میرا باپ ہے یہ سنکر خورشید جہان تو سکتے کی صورت ہوگئی اور
ملکہ قریشیہ سے کہا کہ سچ کہتی ہو ملکہ قریشیہ نے کہا میں سچ کہتی ہوں اُس وقت خورشید جہان نے اتنا کہا کہ بھلی
ایسی ہی صاحب شوکت اور لیاقت ہو اُسکا باپ شادی کرے یہ سنکے ملکہ قریشیہ نے جواب دیا کہ دو تین جا اپنی
شادیاں کریں خدا اُنکو مبارک کرے جسکے ساتھ وہ شادی کرینگے وہ ہماری ماں ہے یہ سنکر خورشید جہان نے کہا کہ بی شاباش
تمہیں سے یہ ہو سکیگا ہم سے تو کبھی نہ ہوسکے یہ سنکر ملکہ قریشیہ نے کہا کہ ای خورشید جہان تم نے مجھے لا کر
اس فضیحت میں ڈالا اگر میں میری سنے گی کہ یہ باپ کے بیاہ میں بیٹھی تھی تو وہ مجھ سے خفا ہو جاینگی اور جو یہاں سے
چلی جاتی ہوں تو باپ سنکر خفا ہونگے اور کہینگے کہ بیٹی میری شادی نہ دیکھ سکی اور اب مجکو دونوں طرح سے مشکل ہے اور
اب کچھ بن نہیں آتا ہے مگر جی میں آتا ہے کہ میں اپنے باپ کی شادی آپ کروں اور اگر اماں جان خفا ہونگی تو خفگی سہ بھی جاینگی
اور جو بابا جان خفا ہوگئے تو اُنکی خفگی نہیں سہی جا سکتی یہ کہکر سب سے کہا خبردار کوئی اماں جان سے نہ کہنا اور جو کہیگا میں
اُس سے بُری طرح سے پیش آؤنگی اور یہ کہکر خیمے اور بارگاہ سلیمانی کے اُکھڑنے کا حکم کیا اور چلنے کی تیاری کی پس
ملکہ قریشیہ اور خورشید جہان دونوں روانہ ہوئیں ادھر امیر کو خبر پہونچی کہ ملکہ قریشیہ آئی ہے امیر نے سب کو حکم کیا
کہ تم سب باہر جاؤ جتنے لوگ تھے سب باہر گئے اور دونوں بیٹے امیر کے اور دونوں سردار اور ایک خواجہ باقی رہے
پس امیر کے خیمے میں امیر بیٹھے تھے کہ سواری ملکہ قریشیہ کی آئی اور ملکہ قریشیہ سواری سے اُترکر ڈیوڑھی
بارگاہ میں آئی اور اندر آکر امیر کو مجرا کیا امیر نے اپنی گردن نیچی کر لی کہ یکبار ملکہ قریشیہ امیر کے گلے سے لپٹ گئی
اور کہا کہ ای باباجان آپ کیوں اُداس ہیں اور آپ کس واسطے سوچ میں ہیں خوب ہوا جو میں ہوتی آئی ہوں اور
یہاں کوئی آپ کا نہیں تھا اور اب میں آپ کی شادی کرونگی یہ سنکر امیر نے کچھ جواب نہ دیا مگر ملکہ قریشیہ نے
سلاسل پری اور صلاصل پری سے کہا کہ تم دونوں پری کوہ قاف میں جاؤ اور جاکر وہ گلدستے لاؤ جو گلدستے کہ
حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کے ہمراہ کوچ میں چلتے تھے اور جہاں خیمہ ہوتا تھا تو وہ گلدستے اُنکے سامنے
لگائے جاتے تھے اور وہ تمام میدان گلدستہ معلوم ہوتا تھا اور تمام گلدستوں سے میدان باغ وبہار ہو جاتا تھا
اور حضرت اُسکی کیفیت دیکھتے تھے اور جو حدان اور لالٹینیں نئی نئی وضع کی ہیں وہ بھی لیتی آنا مگر خیال رکھنا کہ
خبردار اماں جان کو خبر نہو بس یہاں سے یہ سب گئیں اور جاکر جلدی سے سب اسباب نکال لائیں اور لے کر یہاں آئیں
اور ملکہ قریشیہ نے امیر کی طرف سے شادی کی تیاری کی اور ملکہ رضیہ کی طرف ملکہ خورشید جہان نے شادی
کی تیاری کی اور ملکہ قریشیہ نے بعد منگنی کی رسم کے نیک دن دیکھ کے ساچق امیر کی لے کر با نوبت و نشان
سوار ہوئی اور تمام آرائش اور دو گلدستے نیلی حصار سے روشن حصار اور مرآۃ القلعہ تک ہیں اور کہیں اُنکے

بجانے کا ٹھکانا نہیں آتا آتش بازی چھوٹ رہی تھی اور ایک تخت جواہر نگار پر امیر سوار ہیں اور دونوں جانب
راست و چپ ہیں اور دونوں رفیق دست چپ کو ہیں اور راست کے خواجہ عمرو بڑی دھوم دھام سے اہتمام
کرتے جاتے ہیں اور ملکہ قریشیہ ایک طرف اپنے تخت کو اڑاتے ہوئے چلی جاتی تھی غرض جلوس دھوم کے ساتھ
پہونچی امیر وہاں خیمہ میں اُترے اور مسند پر بیٹھے اور دست راست کو دونوں بیٹے ہیں اور دست چپ کو دونوں
رفیق بیٹھے ہیں اور ایک طرف کو خواجہ عمرو اور ایک طرف ملکہ قریشیہ اور سلاسل پری اور ضلاضل پری اور
زمرد پری اور باقی سب پریزادیں بیٹھی ہوئی ہیں اور طائفے آگر اپنے رقص کرنے لگے اور ساقی جام و صراحی
لے کر حاضر ہوئے اور مے کشی ہونے لگی کہ اتنے میں ملکہ خورشید جہان نے جام ہاتھ میں اٹھالیا اور ملکہ خورشید لقا
نے سیلابچی اور آفتابہ لیا اور ملکہ زہرہ لقا نے خنجر اٹھا لیا اور حور لقا نے پاندان اٹھالیا اور ماہ لقا نے
عطردان اٹھالیا یہاں تک کسی پریزاد نے ہار اٹھا لیے اور کسی نے کچھ غرض جتنی پریزادیں تھیں کسی نے کچھ
اور کسی نے کچھ اٹھا لیا اور خورشید جہان نے شربت پلانے کو اور وہ جہان سا اور صراحی ہاتھ سے مندھی ہوئی تھی اور
زیور کا سنگار کی اور تمامی کا کیا ہوا اور اُسپر جواہر نقش قیمت لگا ہوا اور جام و صراحی ہاتھ میں لے کر امیر کے سامنے
آئی بس جسوقت میری نگاہ خورشید جہان پر پڑتی ہے سینہ میں امیر جل گئے اور حالت امیر کی غیر ہوئی اور خورشید جہان
نے امیر کو شربت پلا کر اس طرح سے منہ امیر کا پونچھا کہ امیر بے حس ہو گئے اور خورشید جہان نے سیلابچی آفتابہ آگے
امیر کے لا کے رکھا اور منہ ہاتھ دھلایا اور امیر کے داہنے ہاتھ برابر عمرو بن حمزہ بیٹھا تھا عمرو کی نگاہ خورشید جہان
پر پڑی اور خورشید جہان کی نگاہ عمرو بن حمزہ پر پڑی بس ساتھ ہی نگاہ پڑنے کے تیر نگاہ خورشید جہان کے
کلیجے کے پار ہو گیا اور تیغ ابرو نے دو ٹکڑے دل کے کر دیے لیکن اُسنے دانائی سے اپنے تئیں سنبھالا اور اپنے
تئیں قائم کیا اور دل میں اُسنے کہا کہ دیکھو کیا خوب اسوقت قائم رکھا مجکو او قضائے کار جو عمرو بن حمزہ کی
نگاہ اُسپر پڑی تو بس ایسی حالت عمرو بن حمزہ کی ہو گئی کہ قابل بیان کے نہیں اور ایک آہ کی ساتھ ہی آہ کے
غش آگیا اور ہوش جاتا رہا بس جسوقت یہ طرفین کی حالت ہوئی اور کہیں خورشید لقا برابر کھڑی تھی اُسنے جو
دیکھا خورشید جہان اور عمرو بن حمزہ کو ایک تو یہ آپس میں چاہتی ہیں بس یہ صاف پہچان گئی اور اپنے دل میں
اپنے کہا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا اور خورشید جہان نے اپنے تئیں روکا عمرو بن حمزہ کو شربت پلایا بس جسوقت
خورشید جہان نے عمرو کا منہ دیکھا اور پونچھا اسوقت اور بھی قرار گیا اور خورشید لقا اپنے جی میں جلتی تھی جسوقت
خورشید جہان نے جو گان بن حمزہ کو شربت پلایا آخر کو تاب نہ رہی خورشید جہان نے بھر اس سے جام شربت
لے کر زہرہ لقا کے ہاتھ میں دیا اور چلی گئی کہ اتنے میں خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ قریشیہ سے یہ کون ہے ایسی
بے سلیقہ اور بے لیاقت ہے کہ اسکو شربت پلانے میں کچھ وقوف نہیں یکبارگی ملکہ قریشیہ نے خورشید جہان کو
بلایا اور کہا بیٹا پہلے تمہیں شربت خواجہ عمرو کو پلاتا تھا خورشید جہان نے کہا مجھے اسوقت گرمی معلوم
ہوئی ہے اور حالت میری غیر ہوئی ہے اور اسوقت میں آپ میں نہیں ہوں یہ سنکر قریشیہ نے کہا کہ پہلے تمہیں
تمہیں کو شربت پلانا واجب تھا بس یہ سنتا خورشید جہان نے جام و صراحی ہاتھ میں لے کر خواجہ سلامت کو شربت
پلایا اور جام شربت عمرو کو دیا عمرو نے کہا نہیں میں تمہیں پینے کا خورشید جہان نے کہا کہ خواجہ سلامت شربت
نہیں پیتے ہیں کہ یکبار امیر نے سنکر کہا کہ بھائی خواجہ عمرو تمنے اپنی ایسی صورت کیوں بنائی ہے جو تمہیں کوئی خیال
میں نہیں لاتا یہ سنکر عمرو نے کہا کہ اے حمزہ یہ وقت ہنسی کا نہیں ہے آخر کو سب نے منت و سماجت خواجہ

سلامت کو شربت پلایا پھر خورشید جہان نے بہتون کو شربت پلایا اور چوگان اور عمرو نے پہلے ملکہ قریشیہ کو
شربت پلایا بعد فراغت شربت پینے کے کشتی ہار دریان کی آئی پس یہ بھی بٹ چکی اور وقت رخصت کا آیا اسوقت
بھی عمرو بن حمزہ اور خورشید جہان مین نظارون کی باتین اشارون مین ہوگئین اور امیر کو وہ خلعت پہنایا کہ کبھی
چشم فلک نے بھی ایسا خلعت نہ دیکھا تھا عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ کو موافق لیاقت کے انکو بھی ملے اور
رتبے اونکے تھے خلعت فرامرز عاد اور بہرام کو ملا اور ایک بھاری خلعت ملکہ قریشیہ سلطان کو ملا جب
سب کو خلعت مل چکے اور اندر ملکہ قریشیہ کو دو جوڑے تسلیم مین تیار ہو سکے تھے اور یاسمان ازرق کو اور
سلاسل پری اور زمرد پری کو اور باقی پری زادون جتنی تھین سب کو دو دو جوڑے ملے بعد اسکے رخصت
ہوے اور سواری امیر کی بڑے عظیم و شان سے نوبت و نشان و شادیانے بجتے ہوے اکر خیام والا احتشام
مین داخل ہوئی اور جب دوسرے دن ادھر سے شہدی کی تیاری ہوئی اور خورشید جہان ایک تخت
مکلات پر سوار ہوئی اور ایک تخت پر صندل پری اور چاروں سلطان اپنے اپنے تختون پر سوار ہوے
اور سب کے تخت اور فرش کے اوپر چھے فانوسین اور [illegible] انواع انواع طرح کی اور بیچ انکے
روشن چوکی اور پرستان سے بجے کہ جس مین تخت ہی اونکی نکلتی ہین اور بعد اسکے اس شہدی کے ساتھ
کشتیان پوشاکون کی اور برابر اسکے ہزار دوق پری زاد [illegible] چلی آتی ہین بہت تکلف کے سب کے گلون مین
جوڑے چڑے ہوے ہین اور وہ [illegible] کی روشنی دونون طرف کو جو اسیر ہوئی تھی تو عجب کیفیت چراغوں
کی ہے کہین نور روشنی تھا [illegible] اور کہین چراغان ہے اور کہین [illegible] روشنی ہین اور
پیچھے سواری کے ملکہ خورشید جہان ایک تخت زرنگار پر سوار ہین پس اس طرح سے سواری دولہا کے مکان پر
پہونچی اور ملکہ قریشیہ کے ہاتھ مین میوون کی چھڑیان جس مین تمام جواہر نصب کیا ہوا تھا اور وہ چھڑی ہاتھ مین
لے کر ملکہ آفاق اور سب فرش پر کھڑی ہوئی اور سواری خورشید جہان کی اتری کہ اتنے مین یکبار دوڑ کر
قریشیہ نے ایک چھڑی ماری اور خورشید جہان نے بھی دوڑ کر ایک چھڑی ماری پھر تو آپس مین ہر ایک سے
خوب باتین ہونے لگین اور بعد اسکے یہ سب جا کر مسند پر بیٹھین اور سب پری زادین برابر قرینے بیٹھین پس
اسوقت ناچ کا حکم ہوا اور ناچ شروع ہوا اور امیر بیٹھے ہوے ہین اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ
اور فرامرز عاد مغربی بہرام اور خواجہ عمرو یہ سب کاروبار کرتے پھرتے تھے اور عمرو بن حمزہ مہندی اور
طبق مین سے لے کر خورشید جہان مہندی کو اور لعل شب چراغ امیر کے ہاتھ مین رکھکر مہندی امیر کے
ہاتھ مین لگائی اور خلعت بڑے تکلف کا امیر کو پہنایا اور کئی لاکھ تومان امیر پر سے نچھاور کیے پس اسوقت
خورشید لقا شربت پلانے کو اٹھی خورشید لقا نے خورشید جہان کو شربت پلایا اور قریشیہ نے ہنسی سے
نیگ مہندی کا امیر سے طلب کیا جس وقت سب شربت پی چکے اور اب ناچ ہو رہا ہے اور ایک طرف کو
عمرو بن حمزہ پھرتے تھے اور جھمک جھمک کے خورشید جہان کو جھانک رہے تھے اور کبھی تو ادھر سے اور
کبھی ادھر سے آکر جھانکتے ہین اور کہین نگاہ خورشید جہان کی عمرو پر پڑی پس یہ بھی بیقرار ہوئی کہ یکبار
خورشید جہان نے کہا کہ کوئی آگے اور آفتابہ رکھے اب یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی اور عمرو کے آگے جا کے کھڑی
ہوئی جہان وہ خیمہ آگے پیچھے کھڑے ہوے تھے اسی دونون کے بیچ مین یہ کھڑی ہوئی ہے پس خورشید جہان بھی
وہان گئی اور عمرو نے جو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا اور خورشید جہان کہنے لگی تو مجھے رسوا کرتا ہے یہ بات تیرے

حق مین اچھی نہین ہی اور اسنے ایک خواص کو رو برو کھڑا کیا اور اس سے کہا کہ تو دیکھتی رہ کوئی اور نہ آنے پاسے
پس یہ خواص آکر راہ مین کھڑی ہوئی کہ کوئی آئے تو اشارے سے کہدینا اور یہان عمرو بن حمزہ بوس و کنار
کرنے لگا اور یہ جون جون جھینپتی ہی کہین سے اٹھا سکتی ہی اور بال بھی سب کے ڈھیلے ہوگئے اور دونون عاشق و
معشوق آپس مین باتین کر رہے تھے کہ خورشید جہان نے عمرو سے کہا کہ اب تو مجھے جانے دے اور اب کل
ہمارے تمہارے حسب دلخواہ باتین ہونگی کس واسطے کل یوم سعد ہی نہ خواہ تیرے جیسی کہ تجھے منظور ہی کل باتین
ہونگی یہسنکر عمرو نے کہا وہان تو سیکڑون خیمے کھڑے ہونگے پس خورشید جہان نے کہا وہ جو دہنے سمت کو فلان
خیمہ کھڑا ہی اسمین کھڑی ہونگی جسمین گلشن ضیا ہی بس وہین تم اس خیمہ مین آنا عمرو نے یہسنکر کہا کہ ای خورشید
جہان مین آؤنگا مگر وہان تم ضرور ہونا خورشید جہان نے کہا مین تو ہونگی مگر وہان تم ضرور آنا پس جسوقت آپسمین
یہ وعدے ٹھہر گئے اور خورشید جہان نے کہا کہ خورشید لقا میرے پیچھے پڑی ہوئی ہی ایسا نہو کہ کہین ڈھونڈھے وہان نہ دیکھے
پس اب تم مجھے جانے دو اور خورشید جہان نے کہا کہ ای عمرو حسن تجھکو ایسی میری کیا بات پسند آئی ہی کہ
تو اسیر ہوا ہی یا مجھے تیری یہ بات اچھی لگتی ہی یہسنکر عمرو نے کہا شعر کرون جو وصف تیرا طاقت بیان نہین ✤
زبان مجسم نہین جسم کے زبان نہین ✤ خورشید جہان تو عمرو سے باتین کر رہی تھی کہ کہین قضا کار وہان
خورشید لقا نے دیکھا کہ خورشید جہان یہان نہین ہی کہ ایکبار یہ بھی اٹھی اور ہر طرف دیکھتی پھرتی تھی اتنے مین یہ دونون
آپس مین خوش فعلیان کرتے تھے اور اس خواص نے جو خورشید لقا کو دیکھا کہ ایکبار اس خواص نے اشارہ کیا
کہ خورشید لقا آتی ہی پس یہسنکر عمرو تو جلدی سے اس طرف کو چلا گیا اور خورشید جہان اسی طرف سے نکل گئی
اور جسوقت یہ خورشید لقا نے دیکھا آتش غضب اسکو بھڑکی اور کہنے لگی کہ واہ واہ یہ تو وہان کیا کرتی تھی اسوقت
خورشید جہان نے خورشید لقا کے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اور اسنے کہا کہ ای عورت جبکو دیکھتی ہی آوازے توازے
مجھ پر کستی ہی خورشید لقا نے کہا واہ واہ چوری اور سرزوری اور کہا لوصاحبو خواہ مخواہ یہ آکے مجھ سے الجھتی ہی یہ
سنکر سب لوگ جمع ہوے اور خورشید جہان نے کہا کہ اسنے کیا سمجھا ہی اور اب مین اسکو بہت ذلیل اور رسوا کرونگی
کہ بیٹھے اپنے دل مین کیا سمجھتی ہی جو ہر گھڑی مجھ سے الجھتی ہی یہ تو ان دونون مین باتین ہو رہی تھین اور
لوگ ان دونون کو سمجھاتے تھے اور کہتے تھے کیا مقدور جو خورشید لقا تم سے بول سکے اور تم اپنی طرف کو دیکھو
ملکہ قریشیہ نے بہت سمجھایا کہ یہ سنا بیٹا خورشید تمہارے ساتھ ہی اور خورشید لقا کا مرتبہ اسکے ساتھ ہی کہ ایکبار
ایک طرف سے خورشید جہان کے ملکہ صندل پری آئی اور اسنے خورشید جہان کو سمجھایا اور کہا مجھی کیا
مقدور کسی کا جو کوئی آنکھ بھر کے دیکھے پس یہ کہکر سب نے اسکو مسند پر بٹھایا اور ملکہ قریشیہ سلطان نے اس
طور کی باتین کرنی شروع کین خورشید جہان کو بھی ہنسی آئی اور ادھر خورشید لقا نے پاکھنڈ مچایا کہ تم سنو
کہ عورت اپنے دل مین کیا سمجھی ہی اور صبح تو جانتی ہی کہ میرا نکاح اسکے ساتھ عروس لگا وہین ہوا ہی پس یہ
جانتی ہی اور جان بوجھ کے عورت کھڑی پڑی ہی اور یہ جانے کہ مین بھی بہو ملکہ آسمان پری کی ہون اور امیر
حمزہ صاحبقران کی بہن بہو ہون اور اصل بو بیبو تو سب طور سے ہماری رعیت ہی یہ اور اسکی رعیت
ہوگی رضیہ سلطان کی ہوگی مجھ مین اسکی رعیت نہین ہون پس عجب تماشا کا آپس مین جھگڑا
ہو رہا ہی مگر ادھر خورشید جہان کو سمجھاتے ہین اور کچھ لوگ خورشید لقا کو سمجھاتے ہین کہ ایکبار
غل سواریون کا اٹھا اور سواریان طلب کین اور چلنے کی تیاری ہوئی اور خورشید جہان سے

عمرو بن حمزہ کی طرف دیکھا اور اشاروں میں باتیں ہو گئیں کہ تم وہیں آنا کہ ہمیں سواریاں آئیں اور اب سب سوار ہو کر
چلے اسی شان و شوکت سے بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے پس جسوقت رات گذری اور صبح کا وقت ہوا اُسوقت
خورشید جہان نے کہا اپنی ماں سے کہ ای اماں جان میں دو تین روز کی جاگی ہوئی ہون اگر آپ فرمائیں تو وہ جو دریا کے کنارے
خیمہ کھڑا ہے ہمین جا کر میں آج رہونگی کسواسطے شادی کا دن تو کل ہوگا کل میں چلی آؤنگی یہ سُنکر خورشید جہان کی ماں
نے کہا کہ ای خورشید اچھا وہیں آرام کرو پس خورشید جہان اپنی ماں سے پوچھکر وہ چند خواصین جو اُسکی محرم راز و
دمساز ہیں سب کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئی اور اُن ہی خیموں میں اُتری تیاری جشن کا حکم دیا پس تیاری جشن
ہونے لگی ملکہ اپنے ہاتھ سے بھی اکثر کام کر رہی ہے کہ کسی طرح دن کٹے کبھی گھبرا کر خیمے سے باہر نکل کر دیکھتی ہے کہ ابھی دھوپ
باقی ہے یہ شعر زبان پر لاتی ہے شعر شام کیا روز جدائی کی نہیں ہوتی ہے ، دھوپ جب دیکھیے موجود ہے دیواروں پر ،
غرض کہ بمشکل دن گذرا اور قریب وقت شام کا آیا اب ملکہ انتظار میں بیٹھی ہے کہ یکایک ایک ابر تیرہ و تار اٹھا اور
ہوا تند چلی تھوڑی دیر میں وہ ابر چاروں طرف محیط ہو گیا اور مینہ برسنا شروع ہوا اور بجلی چمکنے لگی جب کوندا لپکتا ہے ملکہ ڈر کر
آنکھیں بند کر لیتی ہے اور ہاتھ جوڑے ہوئے دعائیں مانگ رہی ہے کہ خداوندا اب اگر وہ شخص نہ آئے تو بہتر ہے کیونکہ
اس آفت میں نہیں معلوم کیا مصیبت راستے میں پڑے ملکہ کی تو اس طرف یہ حالت ہے اور اُدھر عمرو بن حمزہ پر
یکایک جنون نے غلبہ کیا کہ تو نے وعدہ کیا تھا ایسے دوست سے کہ یقین ہے راہ دیکھتا ہوگا یہ تو ہمیشہ ہی برسا ہی کرے گا
اگر زندگی ہے تو ملنا واجب ہے کہ خورشید جہان کہتی ہوگی کہ عمرو بن حمزہ عجیب وعدہ خلاف ہے کہ نہ آیا ای عمرو بن حمزہ
جو کچھ ہو ملنا واجب ہے عمرو بن حمزہ نے پوشاک پہنی اور تاج اپنے سر پر رکھا اور نیزہ ہاتھ میں لیا کہ یکبار فرخ بن عمرو
نے دیکھا عرض کیا کہ ای شہریار یہ بھی کوئی وقت کہیں جانے کا ہے دیکھو تو ایک ایک نالہ برابر دریا کے بہ رہا ہے اور
کہیں راہ سوجھتی نہیں ہے اور نہ کوئی خیمہ معلوم ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہیں دریا میں جا رہیں یہ سُنکر عمرو بن حمزہ نے کہا
ای فرخ بن عمرو میں تو جاؤنگا جو کچھ ہو یہ کہکر گھوڑا طلب کیا فرخ بھی ساتھ شہزادے کے ہو لیا عمرو بن حمزہ نے
گھوڑا پانی میں ڈالا اب نہ تو راہ معلوم ہوتی ہے نہ راستہ جانا بوجھا ہے نہیں معلوم کدھر نکل گئے لیکن راستہ جو بھولے
تو بیلی حصار کے قریب پہونچے یکبار بجلی چمکی اور روشنی ہوئی فرخ بن عمرو نے دیکھا کہ یہ بیلی حصار ہے عرض کیا کہ ای
شہریار یہ تو دریا کا کنارہ نہیں ہے ہم آپ بہت آگے نکل آئے ناچار شاہزادہ عالی تبار وہاں سے پھرے اور لب دریا
آئے کہ یکبار سامنے سے ایک خیمہ دکھائی دیا اُس خیمے کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اتفاقاً وہی خیمہ خورشید جہان کا تھا
لیکن اندر خیمے کے وہ گھبرا رہی ہے اور اپنی انیسوں سے کہتی ہے کہ ای گلرخ جا کے دیکھ تو شاید وہ شاہزادہ آیا ہو
یہ سُنکر گلرخ نے کہا بی بی حمزہ کے بیٹے ناز پروردہ ہیں بھلا اس آفت میں وہ کیونکر آ نکلے انہیں ایسی کیا غرض ہے
کہ وہ آ نکلے تمہیں سودا ہے یہ سُنکر خورشید جہان نے کہا تجھے میرے سر کی قسم تو باہر نکل کر دیکھ تو گلرخ نے
کہا حضور نے کیا کام آپ کا اور کہنا میں نے کر دیا بس یہ کہکر باہر نکلی اور جا کر چاروں طرف کو نگاہ دوڑائی کہ یکبار بجلی
چمکی اور جان شہزادے کا اس روشنی میں معلوم ہوا دیکھا کہ نیچے ایک درخت کے مانند آفتاب کے گھوڑے پر
جلوہ گر ہے اور ایک آدمی اور ساتھ ہے یہ دیکھکر گلرخ نے کہا کہ میاں تم کون ہو جو یہاں کھڑے ہو فرخ نے کہا کہ
بی بی تم کہو کون ہو جو ہم بتا دیں گلرخ نے کہا جو پہلے مجھ سے نہ کہو تم وہی ہو جن سے ملکہ سے اقرار ہوا تھا عمرو بن
حمزہ یہ سنتے ہی خوش ہو گیا فرخ نے کہا ہاں میں وہی ہوں گلرخ نے کہا وہاں کھڑے کیا کرتے ہو یہاں آن
خورشید جہان نے سُنا کہ عمرو بن حمزہ آیا ہے بس مارے خوشی کے باہر نکل آئی ادھر سے عمرو بن حمزہ کو گلرخ

اپنے ہمراہ لے کر آئی خورشید نے دیکھا اپنے عاشق کو اور کہا مجھے یقین نہ تھا کہ آپ آئینگے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ ای
خورشید جہان وعدہ اگر تیر دن کا منھ برستا تو بھی آتا یہ تو پانی تھا ہم لوگ جو وعدہ کرتے ہیں اُسے پورا کرتے ہیں
خلاف وعدہ ہم کبھی نہیں کرتے یہ سُنکر اُسنے کہا اچھا صاحب کپڑے تو اُتار دیجئے بھیگے ہوئے ہیں پس عمرو بن حمزہ
نے پوشاک اُتار ڈالی اور دوپٹہ خورشید نے اپنا دیا عمرو نے اوڑھ لیا اُسوقت خورشید نے کہا کہ پائجامہ تمھارا
گیلا ہو گیا ہے تم اُسکو بھی اُتار ڈالو اور میرا پائجامہ پہن لو اُسوقت عمرو بن حمزہ نے کہا جو پائجامہ تم پہنے ہوئے ہو
وہ دو تو میں پہنوں یہ سُنکر خورشید خاموش ہو رہی اُسوقت گلرخ نے اپنا دوپٹہ دیا عمرو بن حمزہ نے وہ باندھ لیا
اور مسند پر جا بیٹھا خورشید بھی بیٹھی اور کشتیاں بادام شیرینی کی اور گزک کی سامنے رکھدیں جام شراب بھی رکھدیا
دونوں پینے لگے کہ اتنے میں بارش موقوف ہو گئی اور مہتاب نکل آیا ان دونوں کے دل میں آیا کہ باہر نکل کر چاندنی
کی سیر کیجیے اُسوقت گلرخ نے جلدی جلدی باہر تخت نکلوائے فرش کرا دیا یہ دونوں باہر بیٹھے لگے سیر کرنے باہم دونوں
مگر ان تھے کہ سفیدۂ صبح کا چمکا گجر بجنے لگا کہ ایکبار خورشید کا رنگ زرد ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر آیا اور کچھ اس
چرخ کو آیا تو یہ آیا + گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا + اور خصوصاً عمرو بن حمزہ کا جو کچھ حال ہوا کہ
رنگ تو انکا زرد ہو گیا اور ہوائیاں منھ پر چھوٹنے لگیں ایکبار خورشید جہان سے گلرخ نے کہا کہ بلاؤں آؤں، جیا لا اب
ہو گیا ہے انسے کہو کہ یہ سدھاریں پس ناچار ہو کے خورشید جہان نے کہا لو صاحب سدھارو مگر صاحب تم کل سو
تم رہنا اور دیر لگاؤ گے تمھیں اختیار ہے یہ سُنکر عمرو بن حمزہ نے کہا کس طرح سے تم اپنی ماں سے کہو کہ وہ شادی
کا پیام ہماری تمھاری امیر سے دیں خورشید جہان نے کہا لو اُسنے میں عورت ہو کر کہوں اور یہ مرد ہو کر نہیں
اور پھر کہا اے صاحب تم اپنی ہی ملکہ قریشیہ سلطان سے کہو وہ تمھاری شادی کا پیام دیں اور نہیں تو ایک
کام اور کرو تم خواجہ سلامت کو مقرر دینا وہ تمہارا سب مطلب کر دینگے یہ سُنکر عمرو بن حمزہ نے کہا یہ بات بہتر ہے جو
تم نے کہا پس جسوقت یہ بات ٹھہر چکی عمرو بن حمزہ تو سوار ہو کر اپنے خیمہ کو گیا لیکن یہاں خورشید لقانے اپنی ایک
خواص کو بھیجا اور اس سے کہا دیکھو تو عمرو بن حمزہ اگر گیا ہے تو کہاں گیا ہے اور کیا کرتا ہے یہ خواص آئی مگر عمرو بن
حمزہ کو خیمہ میں نہ پایا پس اُس خواص نے آکر خورشید لقا سے کہا کہ عمرو بن حمزہ اپنے خیمہ میں نہیں ہے پس جسوقت
خورشید لقانے یہ سنا سا تو ہی سُننے کے بتاڑ گئی اور دل میں کہا یہ تو خورشید جہان کے پاس گیا ہوگا پس
ملکہ خورشید لقا بھی کسی بہانے سے اُسکی ماں کے پاس آئی اور ملکہ صندل پری سے خورشید لقانے کہا ذرا
خورشید جہان کے خیمہ میں تشریف لے چلیں صندل پری یہ سُنکر اُٹھی اور آئی جسوقت کہ عمرو بن حمزہ جا چکے تھے
اور صراحیاں ٹوٹی پڑی ہوئی تھیں جام لنڈھے پڑے ہوئے تھے اور جو ہار توڑ توڑ کر پھینک دیئے تھے وہ بھی پڑے تھے
خورشید لقانے دیکھا پہچان گئی دل میں کہنے لگی کہ عمرو بن حمزہ ضرور آیا تھا صراحیوں کی طرف دیکھکر اشارہ سے
کہا کہ دیکھو صندل پری نے سمجھ لیا لیکن خورشید جہان نے جو دیکھا کہ خورشید لقا آئی ہے کہا کہ اے خورشید لقا
کسواسطے آئی ہو خورشید لقانے کہا آپ جو کہے نہیں میں سب کام اچھا ہے اب چلیے سب کام درست کیجیے یہ
سُنکر خورشید جہان آئی لیکن خورشید لقا اُٹھ وہاں سے ہمراہ القلعہ گئی اور جاکر فکر شادی دونوں کی میں
اور تیاری میں مصروف ہوئیں اور ادھر جب دن گذرا اور وقت شام کا آیا امیر کے چلنے کی تیاری ہوئی پس امیر کو ملبوس
اور نہلا دھلا کر خلعت شادی کا پہنایا سہرا امیر کے سر پر باندھا تخت پہ سوار کیا ہمراہ امیر کے شرقیہ آباد والے
اور غربیہ آباد والے اور شمالیہ آباد والے اور جنوبیہ آباد والے ہوئے اور دونوں بیٹے امیر کے دست بدست

کو اور دونون رفیق دست بجیب کو چلے جاتے تھے اور تمام قلعہ روشن حصار اور فصیل حصار کے اور گنبد ریاست کا ستا تا بمراۃ القلعہ سب روشنی ہی گویا ایک آگ لگی ہوئی ہی اور آسمان پر دیوان قاف ہا تھون مین تختہاے خوان اور ہفت خوانچے لیے ہوئے سب چلے جاتے ہین اور تخت آرائش کے جس طور سے زمین پر ہین اسی طور سے آسمان پر ہین پس اس دھوم سے جب برات مراۃ القلعہ کے دروازے پر پہونچی اور خواجہ عمرو نے صورت اپنی تبدیل کرکے آکر دروازہ بند کیا اور خاطرخواہ نیگ لیا اور سے کر آپ غائب ہوگئے اور پھر ظاہر ہوکر آپ امیر کے شریک ہوے اور سواری امیر کی اتری اور جاکر مراۃ القلعہ مین مل کر خلوت مین بیٹھے اور عمرو کو امیر نے منع کیا اور کہا کہ تم اس صحبت مین نہ آنا کسواسطے کہ وہان زکیہ بھی ہی ایسا نہو وہ صحبت درہم برہم کرے پس فقط ایک عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور دونون رفیق امیر کے یہ پانچون آدمی اور باقی انکے سوا اور کوئی نہین پس تمام رات ناچ رنگ رہا جسوقت ستارہ صبح کا چمکا امیر کو بلاکر جس مکان مین رضیہ سلطان تھی دونون بیبیان امیر کے ساتھ تھے امیر آکر مسند عالی شان پر بیٹھے ہین اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ سے اور خورشید جہان سے نظارہ بازی ہورہی ہی یہان تو یہ ماجرا

اب دو کلمے داستان بیان کیے جاتے ہین

دیودون اور جنون کے یہ ملکہ زلیخا کے ساتھ کے دیو اور جن تھے انھون نے جو دیکھا کہ یہان شادی امیر کی ملکہ رضیہ سلطان کے ساتھ ہوئی ہی اور آخر یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہوگی تو ہم پر خفا ہوگی اور خدا جانے وہ حق میں ہمارے کیا کرے اور یہ کہے کہ تم تو یہان سے اسباب لے کر گئے تھے تمنے شادی امیر کی ہوتے دیکھی اور تم نے مجھ سے نہ کہا اسوقت ہم کیا جواب دینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ تم اب چلکے یہ احوال کہدو آخر وہ خفا تو ہوگی پس یہ دیو مشورہ کرکے سب پردۂ قاف کو روانہ ہوے اور سارا احوال امیر کی شادی کا ملکہ آسمان پری سے کہا کہ ای ملکۂ آفاق زلزلۂ قاف نے اپنی شادی کی ہی رضیہ سلطان کے ساتھ پس یہ بات سننے کے آتش رشک بھڑکی یہ آگ کا پرکالہ بن گئی اور کہا کہ یہ خوب باتین میرے ساتھ شروع کین آدمی زادون پر نگاہ کر نکلے اب لگے پری زادون پر ہاتھ ڈالنے وہی مثل ہی پیر کی جوتی سر پہ چڑھنے لگی اور جو لوگ ہماری رعیت تھے وہ اب ہم سے ہمسری کرنے لگے اور اب وہ برابری کا دعوی کرینگے مجھے اس سے تو کچھ کام نہین ہی مگر مین رضیہ سے سمجھونگی کسواسطے کہ وہ جانتی تھی اور اسنے جان بوجھ کے یہ حرکت کی یہ کہکر کہا جلد لاؤ میری سواری پس اسی وقت تخت آکر حاضر ہوا پس یہ اسپر سوار ہوئی اور گنتی کے تولاکھ جن اور پری زاد ہمراہ ہوے اور تیغہ سلیمانی میان سے کھینچ لیا غیظ و غضب مین چلی اور یہان زلیخا کو یہ خبر ہوئی پس صندل پری اور خورشید جہان یہ تو کہین چھپ رہین اور سلطان سرخپوش اور سبزپوش حبشی اور شمیمہ اور زکیہ اور رضیہ سلطان یہ بھی کسی طرح کو چھپ رہین اور اب امیر کے ہوش و حواس گم ہوگئے عمرو نے زکیہ کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب معلوم ہوگا تم کو جیسے تم نکتہ پیچ ہین اور جو کیا ہی تمنے یہ سنکر زکیہ نے کہا کہ سنو اس موے سوکھے کی باتین اسکی کیا بنی ہی کہ میرا نام لیتا ہی اسے مین نے کہا کیا ہی جو تو میرا نام لیتا ہی اور مجھے ڈرتا ہی یہ سنکر عمرو نے کہا خیر اب تم کو معلوم ہوگا بس یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین سارا آسمان سیاہ ہوگیا اور نولاکھ دیودون نے ایکبار سارے مراۃ القلعہ کو گھیر لیا اور تخت ملکہ آسمان پری کا مراۃ القلعہ مین اترا اور ملکہ آسمان پری آئی اس جگہ جہان امیر سہرا باندھے ہوے بیٹھے تھے بس ایکبار ملکہ آسمان پری سامنے آکر کھڑی ہوئی اور کہا کہ رضیہ کہان ہی وہ کو نو اسے کہ اسکو مرادون ہو زلزلۂ قاف سے تو مجھے کچھ کام نہین ہی

لیکن رضیہ سے بھونگی پس اُسوقت امیر کو بھی ایک غیظ اور طیش آیا اور کہا کیا مقدور تمہارا جو تم آنکھ اُٹھا کے
اسکی طرف دیکھو یا مجھکو یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے کہا کیا خوب چوری اور سرزوری اور کہا مجھے قسم ہے حضرت
سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی اگر اسوقت تم بوڑھے نہ ہوتے تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالتی اور اب قریشیہ نے جو یہ عالم
دیکھا اپنی ماں سے کہا کہ اماں جان اسوقت تمہین آنا کیا مناسب تھا جو تم آئین آسمان پری نے کہا دولہی تو نہ
ہول اس درمیان مین اور کہا ارے یہ سب کیا کہیئے کہ ایکبار رضیہ سلطان نے سرنگون کر لیا اور اب پردے سے
نکل کر قدمون پر گر پڑی اور کہا تقصیر وار ہون اور مین حاضر ہون مجھے نہین معلوم تھا کہ آپ کے اور مجھے اس طرح کا عقد
تھا اور ہمارے یہان تو حکیم اشراق روشن ضمیر نے بائیس برس آگے سے کہا تھا اور لکھا تھا کہ جو طلسم کشائی کریگا
رضیہ اسکی قسمت کی ہے سو اب امیر نے طلسم کشائی کی ہے اسواسطے لوگون نے میری شادی اُنکے ساتھ کر دی اور قسم ہے
مجھے حضرت سلیمان بن داؤد کی کہ جو مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ انکی شادی آپکے ساتھ ہوئی ہے تو مین دیدہ و دانستہ یہ کام
کیون کرتی پس جسوقت یہ ملکہ آسمان پری نے سُنا اُسوقت اُسکو بھی رضیہ سلطان پر ترس اور رحم آیا اور رضیہ کو
ساتھ اپنے لیکر مسند پر بیٹھی پس جسوقت ملکہ آسمان پری اور رضیہ مسند ناز پر خلعت فاخرہ پہنکر بیٹھین پھر تو ادھر
سے صندل پری نکل آئی اور ایک طرف سے خورشید جہان آئی اور اُدھر زکیہ سلطان آئی پس آکر بیٹھ گئی کہ
اتنے میں سلطان مہر جوش اور سبز پوش جنی اور ملکہ شعشعہ یہ بھی دونون آئین اور انکو انھون نے بھی مجرا کیا اور بیٹھ
گئین اور ایک طرف عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ نے آکر سلام کیا ملکہ آسمان پری نے دونون کو چھاتی سے
لگایا اور یہ بھی دونون بیٹھ گئے اور اب ملکہ آسمان پری ملکہ رضیہ کو پہلو مین لیے بیٹھی تھی اور دُلھن سوار ہوا
چاہتی ہے پس اپنے ہاتھ سے کبھی تو افشان مقیش کی ملکہ رضیہ کی پیشانی پر چھاتی ہے اور کبھین گہنا ملکہ آسمان پری
نے اپنے ہاتھ سے اُسکو پہنایا ہے اب ملکہ آسمان پری سب کچھ کام اپنے ہاتھ سے کر رہی ہے کہ اتنے مین سلطان
ارزق پری اور زلازل پری اور سلاسل پری اور امید پری یہ سب سامنے کر سامنے آکے بیٹھین اور
لگین گانے اور ملکہ آسمان پری اور امیر اور رضیہ اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ سب بیٹھے ہین
اور ایک طرف کو زکیہ اور ساری پری زادین بیٹھی ہین سب گھنی ہین اور انکے سوا اور سب پری زادین
بھی گاتی بجاتی ہین کہ اتنے مین ملکہ آسمان پری نے زکیہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ بی بی ہم تمہارے بہت
مشتاق ہین اور ہم نے سُنا ہے کہ تمہاری خوب آواز ہے یہ سنکر زکیہ نے اُٹھکر مجرا کیا اور عرض کیا کہ مجھے کیا شعور ہے
اور یہ آپکا اشفاق ہے جو مجھے آپ سرفراز کرتی ہین یہ کہکر بیٹھی اور ساز اپنے منگوا لیے اور وہ سب ساز بیت
تکلف کے ہین کہ جن مین تمام جواہر جڑے ہوئے ہین وہ لاکر سامنے رکھے گئے اور زکیہ نے اُنکے سُر ملا لیے اور سُر ملا کر
پری زادون سے کہا کہ تم بجاؤ اور مین گاؤن پس پری زادین لگین بجانے اور زکیہ گانے لگی اب پری زادین
تو ساز بجا رہی ہین اور زکیہ گا رہی ہے ملکہ آسمان پری کا اور صندل پری کا یہ عالم ہے کہ دونون کو ایک
حالت وجد کی ہے اور یہ ہر آن پر اپنے سر دھنتی ہین اور سارے پری زاد اور جن جو ہین اُنکی حالت
ایک غشی کی ہے اور سب سر دھنتے ہین اور ملکہ آسمان پری ہر گھڑی کہتی ہے کہ اے زکیہ تجھے شہر صندل
بخشا اور کبھی کہتی ہین تجھے فلان شہر دیا اور کبھی کہتی ہے ہم نے تجھے وہ دیا اور یہ دیا کہ ایکبار ایک پری زاد کہ
کہ سن اسکا چودہ پندرہ برس کا ہے نہایت حسین صاحب جمال تاج کج رکھا ہوا سامنے ملکہ آسمان پری
کے آئی اور سلام کیا یہ دیکھکر ملکہ آسمان پری نے اُس سے پوچھا تم کہان سے آئی ہو اُس نے

عرض کیا کہ میں پردۂ قاف سے آئی ہوں اور میرا حسن پری نام اور شہر نگارستان کی رہنے والی ہوں اور آپ کی
حلقہ بگوش ہوں اُسوقت سب نے کہا اے حسن پری کچھ تو سناؤ حسن پری نے کہا جو میں تو ایک صاحب کے گانے کی
مشتاق ہوکے آئی ہوں سو میں اُنکو سنوں گی یہ سُنکر سب نے کہا کسکا گانا سنو گی اُسنے کہا شاہ عیاران عیار بیکدار
خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا پس جسوقت زکیہ نے سنا تیوری چڑھا کے اُسکی طرف دیکھا اور کہا صاحب اُنکا ہی گانا
سن لینا مجھکو تو اُسنے کہا گاتی میں بھی ہوں لیکن اپنے سامنے کسی کو موجود نہیں جانتی ہوں مجھکو اشتیاق ہی تو خواجہ عمرو کا
ہی یہ سُنکر ملکہ آسمان پری نے کہا سنو تو کیا مزے سے یہ جوڑی گاتی ہی پس یہ ملکہ کو سلام کرکے بیٹھ گئی اور زکیہ لگی گانے
اور حسن پری لگی سننے پس اُسوقت زکیہ نے اس مزے سے گایا کہ ایکبارگی سب سر ہلانے اور لگے سر دھننے اور
حسن پری ایک بیدلی سے سُن رہی ہی اور مطلق زکیہ کا گانا اُسکے خیال میں نہیں آتا ہی اور یہ کچھ زکیہ کو خیال میں نہیں لاتی ہی
اور زکیہ اپنے دل میں ہی رکھتی ہی آخر زکیہ کو تاب نہ آئی اور اُسنے کہا کہ اے حسن پری کچھ تم بھی گاؤ یہ سُنکر اُسنے کہا کہ یہاں
تو میرے ساز ہیں اور نہ میرے لوگ کیونکر گاؤں یہ سُنکر ملکہ آسمان پری نے کہا کہ یہ سب تمہارے لوگ ہیں بجانے کو حاضر ہیں
پس یہ سُنکر حسن پری زکیہ کے پاس آبیٹھی اور اُنسے ساز اُٹھا لیے اور لگی یہ سُر ملانے پس جسوقت اُسنے سُر ملائے ساتھ
سُر ملانے کے سب کے حواس درست نہ رہے اور سب کے ہوش جاتے رہے اور وہ سازندہ پھر حسن پری نے لوگوں کو
دیے کہ تم اُنکو بجاؤ اور پری زادیں وہ ساز لیکر لگیں بجانے اور یہ لگی گانے پس یہ ایسی ہوئی کہ ایکبارگی سب کے
آنکھوں سے اشک جاری ہوے اور ہر ایک تان سے سب کی جان نکالے لیتی ہی اور خصوصاً جو کچھ حال زکیہ کا ہی کہ یہ
ہر تان میں ہر گھڑی کلیجے کو پکڑ لیتی ہی اور اب حسن پری کا یہ عالم ہی کہ کبھی تو زکیہ کی ران پر ہاتھ رکھ دیتی ہی اور کبھی
اُسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیتی ہی اور زکیہ اپنا ہٹا جاتی ہی اسکا ہاتھ رکھنا اب در و دیوار و صحن میں اثر کر رہی ہی
حسن پری اس ناز و انداز سے کہ جسکا بیان نہیں یہ شعر گاتی ہی شعر باغ طلسم چہرۂ رنگین ہی یار کا + رہتا ہی چار فصل
میں موسم بہار کا + پس جسوقت یہ گا چکی اُسوقت ملکہ آسمان پری نے اس سے کہا کہ تم ہماری آج مہمان ہو پس
زکیہ نے کہا کہ آج شب کو میرے غریب خانہ میں تشریف رکھو اور ہاتھ پکڑ کر زکیہ حسن پری کا اُٹھی اور اُسکو اپنے
مکان میں لے آئی پس جسوقت زکیہ ہاتھ میں ہاتھ حسن پری کا لیے ہوے قصر میں رقیہ پری کے آئی وہاں
ایک مسند نہایت تکلف کی بچھی ہوئی تھی اُسمیں چار موتیوں کی ہی اور ایک کٹہرہ تنا ہوا ہی اور بیچ اس کٹہرے کے
ایک پلنگ بچھا ہوا ہی کہ اُسکے پائے بھی الماس کے ہیں غرض کہ بہت خوب وہ بچھا ہوا ہی اُس مسند پر زکیہ
بیٹھی اور حسن پری کو بھی پاس بٹھا لیا اور ہنسنے لگیں پس یہ دونوں لگیں شراب پینے پس اور ہی کچھ صحبت کا رنگ
ہوگیا وہ آسمان پر چاند نکلا ہوا اور وہ مرآۃ القلعہ کا لطف وہ تمام شب کا سماں بہت بڑا وہ ہر وقت گانے
کی آواز بلند غرض عجب طرح کی کیفیت ہی اور زکیہ ہر گھڑی کہتی ہی کہ اے حسن پری اب سو رہو اور اب سے
یہاں نیند کب آتی ہی اور اسکو ایک نیا خیال سوجھا حسن پری لگی پوچھنے کہ اے زکیہ تجھے ہمارے سر کی قسم ہی
سچ کہنا ایک بات میں تجھ سے پوچھتی ہوں یہ سُنکر زکیہ نے کہا کہو کیا کہتی ہو اور کیا پوچھتی ہو یہ سُنکر حسن پری
نے کہا بھلا سچ کہنا کبھی تم بھی کسی پر عاشق ہوئیں یہ سُنکر زکیہ نے کہا میری بلا جانے میں کیا جانوں لوگ سب
محبوبوں کا ذکر کرتے ہیں اور شیریں اور فرہاد کا قصہ بیان کرتے ہیں لیکن ہم نے آنکھوں سے نہیں دیکھا ہاں مگر
ایک رضیہ سلطان کو دیکھا کہ اس عورت کو باتوں کا انکار تھا آدمی زاد سے اور یا ایکبار اس سے فریفتہ ہوئی
کہ جسکا بیان نہیں ہی مگر یہ حسن پری نے کہا سچ کہو تمہارے دل کو کہیں سے لاگ ہی یا نہیں میرے سر کی قسم

یہ سنکر زکیہ نے کہا اے حسن پری تمھاری جان کی قسم ہے سچ پوچھو تو بس حمزہ کا لڑکا اور دودھ شریک بھائی ہے نہایت
شریر اور بدذات اور فیلسوف ہے کیا بیان کروں جیسا وہ ہے لیکن جب روز میں اسے دیکھتی ہوں تو جی چاہتا ہے کہ
اسے اپنے کو دکھاؤں اے حسن پری ایک صحبت میں وہ ہو اور ہم ہوں اور اسکے سامنے ناز و انداز سے باتیں
کروں یہ بھی دل میں آتا ہے کہ یہ سب حرکتیں وہ دیکھے بس اتنا تو جی چاہتا ہے اور کچھ نہیں اور جو ایسے سوا اور کچھ
جی میں ہوے تو اسکا ستیاناس ہو جاے یہ سنکر حسن پری نے کہا سنو تو زکیہ تم اپنی شادی کیوں نہیں کرتی ہو
یہ سنکر زکیہ نے کہا کہ اے حسن پری بیٹھے بٹھلائے بھلا اپنے تئیں رنج میں گرفتار کیا فائدہ ہے اور بیگانا تابعدار ہونا
کیا غرض ہے بس یہ باتیں کرتی تھی اے حسن پری اے زکیہ تم گاؤ اور ہم بجاویں اور حسن پری نے دائرہ ہاتھ میں
اٹھا لیا اور لگی بجانے اسوقت زکیہ نے کہا میری لیاقت نہیں جو میں تمھارے سامنے گاؤں حسن پری آپ
گانے لگی اور سنسنے لگی زکیہ کا یہ عالم ہے کہ حسن پری کے گرد پھرتی ہے اور حسن پری کی بلائیں لیتی ہے اور ہر گھڑی
گلے سے لگا لیتی ہے پس جب گا چکی اسوقت زکیہ نے کہا کہ ایک گھڑی آرام کر لو کیونکہ تمھیں چار گھڑی رات
رہے تمھیں چلنا ہوگا ملکہ آسمان پری کے پاس یہ کہکر اسنے پلنگ اپنے پلنگ کے برابر بچھوا دیا اور کہا چلو لیٹو پھر
زکیہ اپنے پلنگ پر جا لیٹی دوسرے پلنگ پر حسن پری جا لیٹی زکیہ نے دوپٹہ اپنا اتار کے پاس رکھ دیا اور حسن پری
سے کہا کہ تم بھی دوپٹہ اپنا اتار دو اب زکیہ کا اور ہی عالم ہے کہ سامنے وہ دونوں پلنگ کے چھاتیاں اٹھی ہوئی گویا
دو چھوٹے حسن پری کے کٹورے ہوے تھے اور پیٹ صاف مانند آئینہ کے اور وہ کمر پتلی سی اور یہ سب جو حسن پری نے
دیکھا نہایت اسکو بے کلی ہوئی اسوقت اسنے اپنا حال ظاہر کرنا چاہا اور دل میں اپنے کہا جو کچھ ہو سو ہو اب اس سے
اپنا حال کہو بس یہ کہہ دونوں ہاتھ اپنے باندھے اور قدموں پر گر پڑی اور کہا کہ اے زکیہ میں تیرا غلام ہوں جو چاہو
میرے حق میں کر بیٹھے تو زکیہ بھچکی بکا بکا ہوئی اور کہنے لگی اے حسن پری خیر تو ہے یہ سنکر اسنے کہا کیسی حسن پری میں
تیرا غلام ہوں شاہ عیاران عیار بیک وار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہے جسوقت یہ زکیہ نے سنا ایکبار منھ پر اپنے
دوہتڑ مارا اور کہنے لگی ہاے غضب یہ کیا ہوا ارے اگر یہ میں جانتی تو کاہے کو میں اپنے ساتھ تجھے لاتی اور یہ کہتے ہیں
زکیہ میں تیرا غلام ہوں تیرا جی چاہے سو کر میرے حق میں زکیہ نے کہا کہ ابھی اسکا عوض یہ ہے کہ تجھکو خوب سی
جوتیاں لگواؤں لیکن دل میں کہہ رہی ہے کہ غضب ہوا میں نے دل کا حال اس سے کہہ دیا یہ سنکر عمرو نے کہا کیا مقدور
کسی کا جو ایک بات تجھے کہے مگر ہاں جو تیرا جی چاہے سو تو کہہ یہ مجھے سب گوارا ہے پس یہ سنکے بیچاری اسے کوئی
بھی کچھ نہیں نا کہہ سکی اسوقت آپ جاکے اسکے سامنے سے اور اب زکیہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی اور دل میں کہتی ہے ای
زکیہ تو کس کی بیٹی ہے ہر گھڑی لپٹ لپٹ گئی ہے اور وہ تجھسے لپٹ لپٹ گیا ہے اور اسنے تجھے برہنہ
دیکھا اور تیرے دل کی باتیں اسنے پوچھ لیں اور تو نے آپ کہیں یہ تو اسی سوچ اور فکر میں سر جھکائے بیٹھی تھی ایکبار
سپیدہ صبح کا نمودار ہوا اور ستارہ صبح کا چمکا اور جانوران خوش الحان چہچہے کرنے اور وہاں آسمان پری
قریشیہ سلطان اور خورشید اور صندل پری اور رضیہ سلطان اور ازرق پری اور زلزل پری اور زری
اور شمسہ پری اور سلطان سرخپوش جنی اور سبزپوش جنی اور امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو بن حمزہ
اور چوگان بن حمزہ اک محفل میں بیٹھے ہیں کہ ملکہ آسمان پری نے کہا اے کوئی ہے جاؤ اور جا کر زکیہ کو لے آؤ اور
اس سے کہنا کہ حسن پری کو اپنے ساتھ لیتی آئے دو ایکبار لوگ دوڑے اور گئے زکیہ کے پاس اور ان
لوگوں نے زکیہ سے کہا کہ تمھیں ملکہ آسمان پری نے بلایا ہے اور کہا ہے کہ حسن پری کو بھی اپنے ساتھ

لیتی آتا جسوقت زرکیہ نے یہ سنا پہلے تو خفا ہوئی پھر اٹھکے اُسنے کہا مین نہین آئی اور حسن پری کو مین کیا جانون
وہ کہان گئی اور جلنے میری جوتی پس یہ دونون نے جاکر آسمان پری سے کہا صاحب وہ تو نہین آتی ہی اُسوقت
یہ سنکر خورشید جہان سے آسمان پری نے کہا تو جاکر زرکیہ کو لے آ اور کہنا حسن پری کیون نہین آتی اُسے
بھی لیتی آنا خورشید جہان گئی زرکیہ نے سنا کہ خورشید جہان آئی ہین پس ساتھ بیٹھنے کے وہان سے اُٹھی اور مجرا
بجا لایا اور تعظیم بجا لائی خورشید جہان نے کہا اے زرکیہ تمہین ملکہ آسمان پری بلاتی ہین اور فرمایا ہی کہ حسن پری کو
اپنے ساتھ لیتی آنا یہ سنکر زرکیہ نے کہا مین کیا جانون حسن پری کہان گئی غرض خورشید جہان بمشکل زرکیہ کو ہمراہ
لے چلی پس اب یہ تو اُدھر سے دونون چلین اور یہان خواجہ سلامت چپکے سے اس محفل مین آئے اور سرپر امیر کے
کھڑے ہوے دین امیر نے دیکھا عمرو کو کہ سرپر کھڑا ہی پوچھا کہ خواجہ تم دو دن سے کہان تھے ارے یہان تمہاری مشتاق
ایک پری زاد پردۂ قاف سے ہوکے آئی ہی اور نام اُس پری زاد کا حسن پری ہی یہ سنکر عمرو نے کہا کہ حمزہ پھر وہ
کہان ہی امیر نے کہا زرکیہ اپنے ساتھ لے گئی ہی اور دیکھو اب وہ آتی ہی پس یہان امیر سے یہ باتین ہوئی ہین کہ یکبار
خورشید جہان زرکیہ کو لے کر آئی ملکہ آسمان پری نے جو دیکھا کہ حسن پری نہین ہی کہا اے زرکیہ حسن پری کو نہ لائی
یہ سنکر زرکیہ نے کہا کہ مین کیا جانوں بیغیب کو وہ کہان چلی گئی یہ سنکر عمرو بولا صاحب وہ ہماری مشتاق تھی اب اُسے پیدا کرو
یہ سنکر زرکیہ نے کہا موئے ہی کاٹنے سنبھالا ان کے تو نہ بولی اور اُسنے یہ کہکر اپ دو ہتڑ اپنے مُنہ پر مارے اور کہا اے یہ
کیا غضب ہی جتنا مین اس سے بھاگتی ہون اتنا یہ میرے پیچھے پڑتا ہی ہاے مین غارت ہوگئی یہان کیون آئی تھی یہ کہکر
لگی منہ ڈھانپ کے رونے امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر کہا خواجہ یہ تمہاری بدذاتی معلوم ہوتی ہی یہ سنکر عمرو نے
کہا حمزہ مین کیا جانوں یہ سنکر امیر نے زرکیہ سے کہا کہ تم بتلاؤ یہ کیا معاملہ ہی زرکیہ نے امیر سے کہا کیا نام کی بتلاؤں ہا
امیر اگر مین یہ جانتی حسن پری اسی صورت اس کی بدذات ہی تو مین ہرگز اُسکو اپنے ساتھ نہ لیجاتی یہ سنکر عمرو نے کہا کہ
زرکیہ بیبی تیرے ساتھ آپ سے تو مین کیا تو مجھے جانو یہ مجھکو آپ نے لی تھی اور اب یہ باتین بناتی ہی ادھر تو یہ باتین ہوئی ہین
۔۔ ساری محفل مع آسمان پری سب ہنستی ہین اور زرکیہ خفا ہو رہی ہی اور سب اُسکو سمجھاتے ہین آخر کو جون تون کرکے
زرکیہ کو سمجھایا جب دو دن گذر گئے اور تیسرا دن پرچھی کا آیا اب رضیہ سلطان سے اور امیر سے چوتھی ہو رہی ہی اُدھر تو ملکہ
آسمان پری اور رقیبہ اور اُس طرف کو خورشید جہان اور صندل پری ہاتھون مین اُٹھے پھولون کی چھڑیان اور
بادشاہ کی چھڑیان اور یہ آپس مین چل رہی ہین ادھر عمرو بن حمزہ یہ بھی تاک تاک کر خورشید جہان کو مارتا ہی اور یہ بھی
اپنے تئین بچاتی جاتی ہی اور یہ بھی شاہزادۂ عالی قدر کو تاک کر مارتی ہین غرض جب چوتھی ہو چکی تو دیکھا کہ بادشاہ
کی چھڑیان غائب ہین امیر عمرو کی طرف دیکھکر ہنسے اب سب سوار ہوکر اپنے گھر گئے اور زرکیہ نے بھی اُسی دریا
کے کنارے ایک مکان مین جاکر سونے کی تیاری کی مگر خواجہ سلامت نے کیا کام کیا کہ کہا یا دادا آدم درویش
از کل عالم خویش بود رنگ روغن نکال کے شکل کو تبدیل کیا اور معجزہ طلب کیا کہ دادا میری صورت ایک
پری زاد کی بنے پس وہی صورت ہوگئی اب عمرو کچھ شراب اور کچھ گزک اور کچھ کھانا یہ سب لے کر ملکہ
زرکیہ کے پاس گئے اور زرکیہ سے کہا کہ یہ تم کو ملکہ آسمان پری نے بھیجا ہی پس زرکیہ اُٹھی اور تعظیم کی اور
کہا مجھے مرتۂ آفاق نے سرفراز کیا میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا پس یہ دے کر خواجہ سلامت
چلے آئے زرکیہ نے وہ کھانا عمرو کو یاد کرکے کھایا اور شراب پی بیہوشی نے اثر کیا اور بیہوش ہو گئی
خواجہ سلامت جو صورت پری زاد کی بنے ہوے تھے یہ پوشیدہ ہوکے دیکھتے تھے جب سب بیہوش ہو گئے

اُسوقت آپ بھی جا کر زکیہ کے ساتھ سو رہے اور خوب لپٹ لپٹ کر پیار کیا تفنات کا آرام ہوا کی آنکھ لگ گئی اور
صبح ہو گئی ایک پری ادھر ادھر آ نکلی اور اُسنے دیکھا کہ عمرو زکیہ کے ساتھ سوتا ہے اُسنے جا کر آسمان پری سے کہا کہ
زکیہ اسوقت تک ساتھ خواجہ سلامت کے سوتی ہے یہ سُنکر ملکہ آسمان پری نے کہا تو سچ کہتی ہے اور ملکہ خورشید جہان
اور صندل پری اور قریشیہ نے بھی سُنا سب اُٹھ گئیں جا کر جو دیکھا تو واقعی دونوں لپٹے ہوئے پڑے ہیں ملکہ
آسمان پری نے کہا کہ یہ عورت ظاہر میں انکار کرتی ہے اور باطن میں یوں محبت کرتی ہے اور خواجہ سلامت کا یہ
عالم ہے کہ نیند میں اور زیادہ لپٹے جاتے ہیں اور اب خوب تماشہ ہے پری اور ملکہ غنچہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے کے دماغ میں
زکیہ کے ٹھنڈی ہوا لگی اور بیہوشی دور ہوئی اور کان میں آواز ان سبھوں کی آئی زکیہ کی آنکھ کھل گئی اب جو
دیکھا تو عمرو پاس لیٹا ہے بلکہ لپٹا ہوا ہے بس چاہتی ہے کہ ایک طمانچہ مارے کہ حضرت عمرو ڈٹ بیٹ کر خالی
دے گئے اور بھاگے اور بھال کر دور جا کھڑے ہوئے اور آپ پکارے کہ زکیہ یہ تیری جنگ زرگری اچھی نہیں
معلوم ہوتی ہے یہ کہا کہ تو سب کے روبرو غصہ کرتی ہے اور مجھے یوں بلاتی ہے یہ کیا کہتے ہیں یہ سُنکر زکیہ کہنے لگی
جھوٹے کے منہ میں سارے جہان کی گوہ اور جھوٹے کا منہ کالا اور آپ مُکرے کہتے ہیں کہ ہنس پڑا زکیہ یہ سُنکر خفا
ہوئی ہے اور اپنی زبان کاٹ کھاتی ہے اور یکبارگی سیف کے نیچے عمرو پہ دوڑی عمرو نے جو یہ دیکھا تو بھاگا جب
عمرو کو نہ پایا تو کھسیانی ہو کر خنجر اپنے پیٹ پر رکھنے چاہتی ہے کہ زکیہ اور ملکہ یکبار آسمان پری نے دوڑ کر ہاتھ
پکڑ لیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا تو بے اختیار دوڑا اور آپ بھی گستہ کے خنجر اپنے کو ہلاک کرنے لگا پس امیر نے
دیکھا کہ عمرو اپنے تئیں ہلاک کئے ڈالتا ہے پس امیر دوڑے اور عمرو کا ہاتھ پکڑا اور کہا بھائی خواجہ اگر تم اپنے کو
ہلاک کرو گے تو میں بھی سینہ پھٹ کر اور روبرو اپنے تئیں مار ڈالوں گا اور ملکہ آسمان پری نے دیکھا کہ زوجہ قاف
ثانی سلیمان اپنے تئیں مارے ڈالتا ہے پس آسمان پری زکیہ کی منت کرنے لگی اور ایک طرف سے رضیہ سلطان
اور قریشیہ سلطان یہ بھی ہاتھ جوڑنے لگیں زکیہ سے ملکہ آسمان پری نے کہا کہ اے زکیہ حمزہ سب کے سر کا
تاج ہے اُسنے اپنی جان دی تو غضب ہو جائیگا رضیہ نے بھی کہا کہ اے ہمناز زکیہ تمہیں منظور ہے کہ میں دو دن کی
بیاہی رانڈ ہو جاؤں اور اے زکیہ لوگ تانا دینگے کہ رضیہ کیا منحوس قدم تھی کہ دوسرے دن رانڈ ہو گئی اور دورشت
اور افسر و تاجدار کو اپنے گھر سے بھیجی ہے اب واسطے خدا کے اس بات کو مان لے اور اُدھر عمرو بن حمزہ اور
چوگان بن حمزہ یہ دونوں آگے زکیہ کے سامنے ہاتھ باندھتے ہیں غرض سب منت سماجت کرتے ہیں پس یہ زکیہ نے
جو دیکھا مجبور ہوئی آخر کو زکیہ ناچار ہو گئی اور کہا اچھا جو تم جیتے اور میں ہاری جو تم کہو وہ مجھے قبول ہے جسوقت زکیہ
راضی ہوئی اُسوقت سب کو ایک ایسی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے اور سب عمرو کو مبارکباد دینے لگے
اور اُسی وقت سے شادی کی تیاری ہوئی پس وہی سارا اسباب جو ملکہ رضیہ کی شادی میں لگا تھا وہی
اسباب اور وہی آرائش اور وہی جوڑے اور بیاہ وہی رخصتی سب موجود ہے باقی آرائش اور اسباب
جو درکار تھا ملکہ آسمان پری نے پردہ قاف سے منگوا لیا اور عمرو کی طرف تو ملکہ آسمان پری ہوئی اور
ملکہ قریشیہ سلطان ہوئی اور زکیہ کی طرف ملکہ رضیہ سلطان اور خورشید جہان اور صندل پری یہ
سب ہوئیں پس ملکہ آسمان پری نے کہا عمرو ہرگز ایک کوڑی نہیں صرف کرنے کا یہ بڑا منحوس ہے ملکہ آسمان پری
نے عمرو کی شادی آپ کی اور کسی بات میں امیر سے کم نہیں ہوئی جو کچھ امیر کی شادی میں تھا وہی زکیہ
اور عمرو کی شادی میں ہوا اور کوئی اسباب جلوس نہ چھوٹا کہ جو امیر کی شادی میں ہو جب

شادی ہو چکی اور دن چوتھی کا آیا اب خواجہ سلامت چوتھی کھیل رہے ہیں اب عمرو بن حمزہ نے دل میں کہا سوا
خواجہ عمرو کے تیرا کام کسی سے نہ ہوگا پس عمرو بن حمزہ عمرو کے پاس آیا اپنا حال کہا کہ یہاں ملکہ رضیہ سلطان کے
ساتھ امیر کامیاب ہوئے پس امیر سے رضیہ کے لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اسکا سکندر فرخ لقا ہوگا اور خواجہ عمرو دم
زکیہ سے کامیاب ہوئے انکے نطفہ سے حمل قرار پایا نام اسکا طوفان عمرو رکھا جائیگا یہ سکندر فرخ لقا کے ہمراہ ہوتا ہے
پس دوسرے روز عمرو بن حمزہ عمرو کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ اے عم بزرگوار گو یہ بات آپ سے کہنے کی نہیں ہے لیکن بیٹے کی
وہ بات مخفی نہیں وہ یہ ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میرا جی خورشید جہان پر آیا ہے اور خورشید لقا ناحق جھگڑا کرتی ہے آپ
خورشید لقا کو سمجھا دیں تو بڑا کام کریں یہ سنکر عمرو نے کہا خورشید لقا ایک شعلہ خو آتش مزاج ہے اسکے کون سر چڑھے مجھسے
یہ کام کبھی نہیں ہونے کا پس یہ سنکر عمرو بن حمزہ نے کہا کہ اے عمو جان وہ خزانہ جو میں طلسم نارنج میں سے لایا ہوں
اسمیں سے دو گنج آپ کو دونگا اگر میرا یہ کام ہو جائے گا یہ سنکر خواجہ سلامت نے کہا خیر جاتا ہوں جو وہ مانے یہ کہکر
عمرو روانہ ہوئے اور خورشید لقا کے پاس آئے اور کہا کہ بی بی میں تمہارے پاس اسلیے آیا ہوں تم جانتی ہو کہ لشکر میں
اسکے جوڑ ور کے سب ہیں یہاں تک کہ جوان بیٹا سلطان سعد موجود ہے اور یہ کچھ انہوں نے تمہارے پاس ہی نہیں
آسکتے اب تمہیں یہ نہیں لازم ہے کہ تم خورشید جہان کے مقدمہ میں دخل دو دیکھو کہ ملکہ آسمان پری نے کیا ضبط
کیا ہے کہ اسکے سامنے رضیہ کی شادی ہوئی بلکہ ملکہ آسمان پری نے اپنے ہاتھ سے کی پس اب تمہیں بھی یہی چاہیے
کہ اس مقدمہ میں نہ بولو اور اسکی شادی ہونے دو یہ سنکر خورشید لقا نے کہا جو آپ نے فرمایا
وہ مجھے قبول ہے یہ سنکر عمرو نے کہا پہلی شادی تمہاری ہم کرینگے خورشید لقا نے یہ سنکر عمرو سے کہا کہ پہلے
شادی خورشید جہان کی ہو کیونکہ وہ بادشاہزادی ہے اور خرد ہے پس جب خورشید لقا راضی ہو گئی
خواجہ سلامت اٹھے یہاں سے صندل پری کے پاس گئے اور جاکر صندل پری سے کہا کہ تم جانتی ہو اپنی بیٹی
کا احوال اب لازم یہ ہے کہ خورشید جہان کی شادی عمرو بن حمزہ کے ساتھ کرو یہ سنکر صندل پری نے کہا کہ خواجہ
تم جانتے ہو کہ خورشید لقا کا مقدمہ درمیان میں ہے اور وہ ایک موجب ہے اس سے ہمیں ڈر معلوم ہوتا ہے یہ سنکر
عمرو نے کہا کیا مقدور خورشید لقا کا جو تم سے بول سکے پس اس طرح عمرو نے صندل پری کو بھی راضی کیا اور
وہاں سے آکے امیر کو بھی راضی کیا اور شادی کی تیاری ہونے لگی پس اسی دھوم سے اور اسی جلوس سے اور اسی
تیاری سے اور اسی آرائش سے خورشید جہان کی اور خورشید لقا کی شادی عمرو بن حمزہ سے ہوئی اور
زہرہ لقا کی شادی چوگان بن حمزہ سے ہوئی اور حور لقا کی شادی فرامرز دامغانی کے ساتھ ہوئی اور
ماہ لقا کی شادی بہرام بن گرد خاقان چین کے ساتھ اور جمہور کی شادی ملکہ کوکبہ روشن تن کے
ساتھ ہوئی پس جب یہ شادیاں ہو چکیں تو مہر نوش ممتاز نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ یا حضرت اب
بندہ شادی کرے گا ملکہ شعشعہ جہان افروز کے ساتھ اور شادی کی تیاری شروع ہوئی پس جتنا اسباب
طلسم باطن کا تھا وہ سب آکے موجود ہوا پس بڑی دھوم سے اور بڑی شان و شوکت سے مہر نوش ممتاز نے
شادی کی اور وہ اسباب جو باطن طلسم کا تھا وہ سب امیر کو جہیز میں دیا اور بعد دو دن کے بازغہ مہر افزا کی
شادی امیر کے ساتھ اسی دھوم سے اور اسی شان و شوکت سے ہوئی پس جسوقت یہ بھی شادیاں ہو چکیں بعد
چوتھی کے سب پری زاد رخصت ہونے لگے اور رخصت ہو ہو کے چلے پس جو جاتا ہے اسے راہ نہیں ملتی ہے
گرد ایک دیوار حائل ہو جاتی ہے اور ایک آواز غیب اسمیں سے پیدا ہوتی ہے پس جانے والا سنتا ہے اسے

غش آجاتا ہی اور اگر دوسری بار وہ پھر جاتا ہی اور وہ آواز سنتا ہی تو دو دن گھڑی غش مین پڑا رہتا ہی اور اگر تیسری
بار وہ جاتا ہی اور وہ آواز سنتا ہی تو تاحیات طلسم وہ یونہین پڑا رہتا ہی پس جب سب پری زاد جا چکے پھر آنے
اور امیر سے یہ تمام احوال آکر کہا اُسوقت امیر نے مہر نوش سے کہا کہ میر صاحب یہ کیا سبب ہی جو کوئی یہان سے
جانے نہین پاتا ہی مہر نوش نے امیر سے کہا کہ یا امیر ابھی طلسم مرآۃ القلعہ باقی ہی پس جسوقت یہ فتح ہوگا اُسوقت راہ
ملے گی یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے کہا ہی رئیس الشیاطین ایسا ساحر باقی ہی کہ کسی کو اُس سے نسبت نہین ہی نہ
مظلم کو اور نہ تیرہ بخت کو اور نہ ظلمانہ کو اور نہ اخرس کو نہ فرشانہ کو نہ قرقشہ کو نہ ہماے جادو کو اور مہر نوش نے
کہا کہ یا امیر اس مرآۃ القلعہ کی دو مدین ٹوٹی ہین پس اسی سبب سے شہر بلی حصار اور روشن حصار مین بند و بست
آپ کا ہوا ہی آپنے اُس کاغذ کے باعث سے وہ دو ملے تو توڑے تھے اب پھر وہی لوح کام آئیگی پس اب آپ اُسی کو نکال
کے ملاحظہ کیجیے پس یہ سب احوال امیر نے مہر نوش سے سُنکر وضو کیا اور سات بار صلواۃ پڑھ کے سینہ پر دم کی اپنا ہاتھ
لوح پر پھیرا معاً جی مین آیا کہ یہ جو دریا ہی اسی مین اسکی راہ ہی تو شوق سے اپنی آنکھین بند کرکے اُسمین کود پڑا وہ
جسوقت پانؤن زمین سے آشنا ہوا اُسوقت بموجب حکم اس لوح کے عمل کرنا پس امیر اُسی وقت آنکھین بند کرکے
دریا مین کود پڑے اور امیر کے پانؤن زمین پر لگے آنکھین کھول کر جو امیر نے دیکھا تو ایک صحرا ہی تمام اُسمین لالہ کھلا ہی اور
ہر طرف ایک آگ سی لگی ہی اور ایک تالاب بیچ مین ہی ایک جادوگر اُسکے کنارے بیٹھا ہی اور ایک بنگلہ نہایت تکلف
کا اُس تالاب کے پاس کنارے پر ہی اور ایک پلنگ اُسمین لگا ہوا ہی اور ایک مسند اُسکے آگے بچھی ہوئی ہی اُس
ساحر کے ہاتھ مین ایک قرنا ہی پس جسوقت وہ اُسکو دم کرتا ہی تو اُس تالاب مین ایک شیشہ پڑا ہوا ہی وہ شیشہ
جوش مارتا ہی اور اُس شیشہ کا ایک چھوٹا سا مرآۃ القلعہ تیار ہوتا ہی اور وہ ساحر اُس مرآۃ القلعہ کو دیکھتا ہی اور
پھر بعد ایک گھڑی کے وہ دم کھینچتا ہی کہ وہ سب قلعہ اُسی حوض مین غائب ہو جاتا ہی جب امیر نے یہ تماشا دیکھا
تو امیر کے جی مین آیا کہ اگر یہ مرآۃ القلعہ ہو تو کیا خوب مکان ہی اور اگر یہ ساحر مسلمان ہو تو اسکو نہ ماریے
پس امیر یہ بات ٹھہرا کر سامنے اُس ساحر کے آئے اور اُس ساحر نے امیر کو دیکھا پکارا کہ ای طلسم کشا
تو یہان بھی آیا اب کہان جائیگا بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون اور کہان جانے دیتا ہون پس یہ
یہ کہکر قرنا منھ سے لگا کر پھونکی جتنا وہ تختہ لالہ کا تھا وہ سب مثل چراغان کے روشن ہو گیا وہ سب آگ
آسمان پر چڑھ گئی اور وہان سے گری اور امیر کو گھیر لیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ سب آگ
بجھ گئی اب امیر نے اُس ساحر سے کہا دیکھ اب بھی خدا کو پہچان ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا اور پھر تیرا
تجھکو ارشد کرے گا اُس نے دوسری بار قرنا اُس تالاب کی طرف منھ کرکے پھونکی یکبارہ وہ سب شیشہ نکل کے
امیر کی طرف دوڑ آئے اور گرد امیر کے ایک گنبد سے تیار ہوا امیر نے پھر اسم اعظم پڑھ کے دم کیا کہ
ایک آواز پیدا ہوئی اور وہ گنبد پھٹا وہ سب شیشہ اُسی ساحر کی طرف دوڑا اُسوقت امیر نے کچھ پڑھ کے
دم کیا کہ وہ شیشہ تھم گیا پھر امیر نے اُس ساحر سے کہا کہ یہ مین نے دوسرا احسان کیا تجھپر پس جسوقت یہ باتین
اُس ساحر نے دیکھین دوڑ کر امیر کے قدمون پر گرا اور کہا ای شہریار جانا مین نے کہ دین آپ کا برحق ہی اور بعد
ازان مسلمان ہوا تب امیر نے کہا کہ ای دوست جدید معلوم ہوا کہ یہ مرآۃ القلعہ مین یون بنا ہی تمہارے سوے
کون ہی یہ جگہ تو آئینہ طلسم ساحر نے کہا کہ ای شہریار مین اکیلا نہین ہون اسکے نگہبان چار شخص ہین اور ان چارون کے
قابو مین ہی ایک تو مین ہون دوسرا آئینہ جبین ساحر جادو ہی اور دوسرے کا نام نہال عفریت جادو ہی اسکے

تابع سب درخت مراۃ القلعہ کے ہین اور تیسرے کا نام اربیسان جادو ہی جسکے تابع مین ابر ہین اور چوتھے
کا نام نیرنگ جادو ہی جسکے تابع سب جانور ہین یہ کہکر جلاے آئینہ ساز نے قرنا منھ سے لگائی اور پھر دم دیا
پھر اُسی طرح وہ شیشہ جوش مارنے لگا اور پھر اُسی طور سے وہ قلعہ بن کے تیار ہوا اُسوقت جلاے آئینہ ساز
نے امیر سے عرض کی کہ یا امیر اسی طور سے یہ قلعہ رہے یا رنگت تبدیل ہو جاوے یہ سنکر امیر نے کہا یہ کا مکان تو
ہو نہین رہے جسطرح سے یہ ہی مگر اور قصر فلک رفعت یہ مکان رنگارنگ ہو جاوین یہ سنکر اُسنے سحر کیا کہ کوئی بنگلہ تو زرد
کا اور کوئی بنگلہ یاقوت کا کوئی مکان پکھراج کا کوئی مکان نیلم کا بن گیا جب سب مکان بن کے تیار ہو چکے جلاے
آئینہ ساز نے قرنا کو گاڑ دیا اور امیر سے عرض کی کہ بیچیے اب اسکو مین بند کیے دیتا ہون کہ جبتک یہ قلعہ رہیگا
اُسوقت تک مراۃ القلعہ رہے گا یہ سنکر امیر نے کہا بہتر ہی اب جلاے آئینہ ساز نے اُس حوض کو بند کر دیا
اور امیر سے کہا کہ اے شہریار اب اربیسان جادو کے پاس چلیے یہان انکی سنیے جسوقت یہ عالم قلعہ کا عمرو نوش ممتاز
نے دیکھا کہ مقرر وہ شہریار عالی مقدار کامیاب ہوا اور انہی کے مین قدم کی بدولت یہ نقشا مراۃ القلعہ کا ہی اور وہان
جلاے آئینہ ساز جادو امیر کو لیے کر پاس اربیسان جادو کے چلا ہی کہ جو ابرون کا مالک ہی چار دن ابر کوچک
اور نیز کے سبب اُسکے سمت مین یکا یک دور سے ایک قلعہ کوہ پر نظر آیا جسوقت نزدیک اُس کوہ کے آئے اور امیر
نے اُس بیابان کو دیکھا بہت خوش ہوے لیکن جلاے آئینہ ساز جادو اُس قلعہ کوہ پر چڑھا امیر نے دیکھا کہ اس
سمت کو ایک ابر ہی رنگت اُسکی اودی ہی اور ہوا سرد چل رہی ہی کہ اُس ہوا کی خنکی سے آنکھ بند ہوئی جاتی ہی کہ
کہین بارش ہو رہی ہی اور اُس قلعہ کوہ پر ایک بنگلہ ہی جسکا کلس مانند مہر کے چمکتا ہی اور آگے اسکے ایک تکیرہ
استادہ ہی ستون اُسکے الماس کے ہین نیچے اُس تکیرہ کے ایک مسند بہت تکلف سے لگی ہوئی ہی مجھار اُسکی منقش
کی ہو جاتا جواہر مثل بہا جڑے ہوے ہین اور اُسپر اربیسان جادو بیٹھا ہوا کچھ اپنے کام مین مشغول ہی لیکن دیکھا
اُسنے جلاے آئینہ ساز جادو کو کہ ایک شخص کو اپنے ساتھ لیے ہوے چلا آتا ہی کہا کہ اے برادر یہ کون ہی اُسنے
کہا تو انکو نہین جانتا ہی جو یہ کہتا ہی اُسنے جواب دیا کہ مین کیا جانون کہ یہ کون ہی اسوقت جلاے آئینہ ساز جادو
نے کہا کہ یہ شخص طلسم کشا ہی جسنے سارے طلسم حکیم اشراق کو درہم برہم کر دیا اور اب یہان واسطے
بربادی طلسم مراۃ القلعہ کے آیا ہی مین نے اسپر بہت کچھ سحر کیا مگر میرے سحر نے کچھ اسپر تاثیر نہ کی اُسوقت
مجھے یقین ہوا کہ اسپر کوئی غالب نہین آسکتا بس مین نے دین اسلام اختیار کیا ہی جسوقت اربیسان جادو
نے یہ سنا کہا کہ تجھے کچھ خوف شہنشاہ جادو کا نہین ہی اُسنے جواب دیا کہ یہ وہ شخص ہی کہ اسنے منظلم کو اور
ظلمانہ کو اور تیرہ بخت اور شیران جادو کو مارا اور دونون طلسم آفتاب و مہتاب کے توڑ چکا ہی اور امیر نے
کہا کہ اے اربیسان اگر تجھے کچھ گھمنڈ اپنے سحر کا ہی تو بھی اپنا حوصلہ نکال لے جب مین تجھپر احسان کرونگا اور تجھکو
چھوڑ دونگا اُسوقت اسلام اختیار کرنا یہ سنکر اربیسان جادو نے جانا کہ واقعی یہ حمزہ صاحبقران
ہین اور یہ وہ شجاع بہادر ہی کہ اس سے کوئی عہدہ برآ نہوگا غرض یہ اپنے دل مین خیال کر کے دوڑ کر امیر کے
قدمون پر گر پڑا اور بصدق دل مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اے شہریار اسوقت مسلمان ہونے کا کیا فائدہ ہی مگر
غلامی نے تو حلقہ غلامی اپنے کان مین ڈالا ہی جسوقت اربیسان جادو مسلمان ہو چکا امیر کو نہایت خوشی
ہوئی اور کہا کہ اب تم مجھے نیرنگ عشرت جادو کے پاس پہونچاؤ ان دونون نے عرض کیا ہم حاضر ہین اور یہ
دونون امیر کو لیے بس تھوڑی دور جاتے تھے کہ یکبارہ دیکھتے کیا ہین کہ جہان تک نظر کام کرتی ہی وہان

تک ایک چمن پھولا ہوا نظر آتا ہی اور اُس چمن میں انواع اقسام کے درخت سونے اور چاندی کے ہیں یہ دیکھکر
امیر بہت خوش ہوے اور وہ اشعار بہت پسند آئے پوچھا کہ نہال عشرت خیز جادو کہاں رہتا ہی انھون نے ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ ای شہریار اُسکا کہیں ٹھکانا نہیں ہی اور اُسکا یہ تماشا ہو رہا ہی کہ مثل مجنونوں کے ہو رہا ہی یہی
باتیں ہو رہی ہیں کہ ایکبار دیکھا پہرنے کہ سامنے چار ستون کھڑے ہیں اور اُسپر ایک شامیانہ بندھا ہوا ہی اور بطور
گہوارے کے کہ جس طرح سے کوئی گشت کی چوکی دیتا ہی اور وہ تمام ستون اور شامیانہ تمامی سے بندھے ہوے ہیں اور ایک
تکیہ کھینچا ہوا ہی اُسکے نیچے ایک شخص بیخبر بیٹھا ہی اور اُسے کچھ خبر نہیں ہی کہ کون آتا ہی اور کون جاتا ہی یہ دیکھکر امیر سے
کہا کہ ای شہریار نہال عشرت خیز جادو یہی ہی یہ سُنکر امیر نے قدم بڑھایا اور اُسکے پاس جاکر پکارے کہ ای
نہال عشرت خیز جادو کیا کرتا ہی امیر یہ کہ رہے ہیں مگر اُسکو کچھ خبر نہیں ہی کہ کون پکارتا ہی کہ ایکبار جلاے آئینہ ساز
جادو نے اور اُدھر ابریسمان نے پکارا کہ اے طلسم کشا تشریف فرما ہوے ہیں جسوقت اُسنے یہ سُنا سارا نشہ
اُتر گیا آنکھیں کھولکر کہا کہ عجب کیا ہی جو آیا ہو ایک مدت مدید سے ہیں بھی طلسم کے ہو رہے واقف ہوں دیکھیے
ان سب درختوں کو اس طور سے ہم مدد کر رکھا ہی کہ کوئی نہیں رکھ سکتا اور یہ کہکر چپ ہو رہا امیر نے کہا کہ ارے تو
اپنا حال تو کہہ نہال عشرت خیز جادو نے ہاں میں کیا اپنا حال کہوں کسی نے شعر کسی سے کیا بیان کیجے اس اپنے
حال ابتر کو + دل اُسکے ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا + اور کہا کہ ای طلسم کشا مجھ میں طاقت نہیں کہ کہوں شعر کیا
کہیں کچھ کہا نہیں جاتا + اور چپ بھی رہا نہیں جاتا + امیر نے فرمایا کہ ای نہال عشرت جادو اب کہہ جو کام تیرا وہ
آنکھوں سے کرونگا تو بیان کر جسوقت اُسنے یہ عنایت دیکھی کہا کہ ای طلسم کشا کیا کہوں ایک روز تیز تک جادو کی بیٹی
گا رہی تھی میں کبھی آواز سُنکر دوڑ کر بیٹ گیا بس اُسی روز سے دل میرا اُسپر فریفتہ ہی اور اگر اُسکے آگے بھی میرا نام
کوئی لیتا ہی تو وہ خوش ہوتی ہی یہ سُنکر امیر نے اُسکو دلاسا دیا کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو تمھیں ہم لے چلینگے
جسوقت نہال عشرت جادو نے امیر سے سُنا نہایت شادمان ہوا اور کہا کہ بس یہی جی چاہتا ہی کہ اُسے دیکھا کروں
اور جو کچھ حسرتیں غلام کے جی میں ہیں انھیں کیا بیان کرے اور امیر کے ساتھ ہو لیا امیر چلے اس وقت
جلاے آئینہ ساز جادو نے اور ابریسمان جادو نے امیر سے کہا کہ ای شہریار ہمارا مقدور نہیں ہی جو ہم وہاں
جائیں کسواسطے وہ ایک حرامزادی ہی جسکا نام تیز تک جادو ہی یہ سُنکر امیر نے کہا ہم تو کہتے ہیں کہ ہم شاہ جادوان
سے لڑینگے تمھارے عوض تم ہمیں دور سے اُسے دکھلا دو اور بتلا دو اور کچھ تمھارا کام نہیں ہی یہ سُنکر دونوں نے
عرض کیا کہ ای شہریار ہمیں کسی سے کام نہیں ہی اور اسواسطے ہم نے آپ کی غلامی اختیار کی ہی اور امیر کیسے کر
دونوں چلے غرض راہ کو طی کرکے اُس بیابان میں پہونچے جہاں تیز تک جادو کا مکان ہی اور اب کوئی چار
گھڑی دن باقی ہی کہ ایکبار دور سے ایک باغ دلکشا دکھائی دیا اُس باغ کی دیواریں یاقوت نگار ہیں اور
تین طرف کو اُس باغ کے دریا ہی اور اُسمیں سے فوارہ سا اچھلتا ہی ایک طرف کو راہ ہی دور تک سبزہ کا
تختہ چلا گیا ہی امیر کو وہ باغ نہایت پسند آیا اور اندر گئے دیکھا کہ عجب رنگ ہی کسی گل نے کسی کے واسطے
گریبان چاک کیا غنچوں نے خموشی اختیار کی ہی نرگس ایک طرف کو دیدۂ حیرت سے دیکھ رہی ہی سرو کو سکتہ ہی
بلبلیں نوحہ خوان ہیں اور کہیں راستہ نہیں ہی لیکن عجب عجیب طرح کے درخت ہیں کہ دنیا میں ایسے
درخت نہیں ہیں ایسے جانور ہیں مکانوں کو دیکھے چلے جاتے ہیں کوئی آدمی نہیں ہی بارہ دری سامنے
دریا کے کنارے ہی کہ اُسمیں پردے پڑے ہیں اور ایک پردہ آدھا بندھا ہوا ہی چلمنیں پھولی ہوئی

ہیں امیر اُسکی طرف چلے اب یہ تینوں امیر کے ساتھ ہیں نہال عشرت خیز جادو کی عجب حالت ہے کہ ڈرتا ہوا جاتا ہے یہاں
جسوقت امیر اُس مکان کے برابر پہونچے اور دیکھا کہ ایک چبوترہ ہے بلور کا نہایت خوشنما ہے امیر نے ان تینوں کو چبوترے کے
نیچے چھوڑا اور آپ اوپر گئے پس جسوقت گئے ہوا پردے تو نہایت زخمی کی تو ئی پر پردہ تھا دستک ایکبار ایک خواص
آئی اور اُسنے پردہ بند کر دیا امیر متعجب رہ گئے کہ ایکبار نیزنگ جادو کی نگاہ امیر پر پڑی کہا کہ اے طلسم کشا کدھر آئے تھے امیر
نے کہا تمھارے پاس آئے ہیں یکایک ان تینوں آدمیوں پر نگاہ نیزنگ جادو کی پڑی کہا کہ اُنسے تم کیوں آئے ہو
اور یہ تیسرا حرامزادہ کیوں آیا ہے امیر نے کہا میں انہیں لایا ہوں یہ سنکر نیزنگ جادو نے خفا ہو کر کہا کہ ایک تو آپ
آئے ہیں اور دوسرے آپ اس حرامزادے کو لائے ہیں دور کیجئے کون ہے اُسکو باہر نکال دو یہ سنکر امیر نے کہا اسکے
عوض مجکو نکال دے اب نیزنگ جادو نے سر جھکا کر کہا کہ مجھے آپ کی خاطر منظور ہے اس لیے کہ آپ ہمارے مہمان ہیں اگر
نہیں تو معلوم کر دیتی اور ان تینوں سے کہا کہ تمہیں کچھ خوف شاہ جادوان کا نہ آیا جو تم طلسم کشا کے شریک ہو گئے
امیر نے کہا کہ ہم آپکے تابعدار ہیں لیکن قابو میں اور شخص کے ہیں جسوقت وہ پیدا ہو گا اُسوقت
اطاعت تمھاری اختیار کرینگے اور اب آپ ہمارے مہمان ہیں آج کی دعوت قبول ہو نان خشک ہیں تناول
فرمائیے امیر نے منظور کیا اُسوقت نیزنگ جادو نے اپنی خواصوں کو بلوایا جب وہ آئیں تو امیر نے دیکھا کہ جوانی
کا عالم ہے چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کا سن و سال اور نہایت حسین صاحب جمال زرد گوش مرصع پوش سلام
کرکے کھڑی ہو رہیں ایک بڑی جام اور صراحی لے آئی اور ساقی گری کرنے لگی جسوقت جام امیر کے آگے آیا
امیر نے جام اُسکے ہاتھ سے لے کر عشرت خیز جادو کو دیا اُسنے آداب بجا لاکے اپنے ہاتھ میں وہ جام لے لیا دوسرا
جام امیر نے پیا جسوقت دورہ جام کا ختم ہو چکا امیر نے نیزنگ جادو کو سمجھانا شروع کیا کہ اے نیزنگ جادو
نہال عشرت خیز جادو بڑا احمق ہے اور اگر احمق نہ ہوتا تو جانتے ہوئے سرتابی نہ کرتا یہ سنکر اُسنے کہا کہ اے طلسم کشا
اُسنے مجھے خوب ستایا ہے اور بہت رسوا کیا یہاں تک کہ جہان میں گھر سے باہر نکلی اور شاہ جادو پاس گئی لوگ
کہتے ہیں کہ نہال عشرت خیز جادو سے تمہے علاقہ ہے امیر نے کہا کہ اے نیزنگ جادو وہ کیا بدنام کرے گا وہ تو خود
آپ میں نہیں ہے اور اسکا تو یہ عالم ہے کہ حواس میں نہیں ہے یہ تیرا خیال کدھر ہے اور وہ کہتا ہے کہ ملکہ نیزنگ جادو
میرے واسطے جو فرمائیں راضی ہوں نیزنگ جادو نے کہا یہ تو مجھے قبول نہیں ہے یہ سنکر امیر برہم ہوئے اور کہا کہ او
نیزنگ جادو جو مجھ سے ہو سکے وہ تو کر بیٹھے ہیں میں بھی ہم دشتا اور بجز نہال عشرت خیز جادو کی خاطر ہے جو
میں تجھے کچھ نہیں کہتا ہوں نہیں ابھی میں تجکو مار ڈالتا یہ سنکر نیزنگ جادو نے کہا آپ نہال عشرت جادو کے
سبب سے مجھے نہ چھوڑیے اور جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے یہ کہکر اپنے ہونٹھ چبا کے سحر کرنا شروع کیا اُسوقت
جلاے آئینہ ساز جادو نے کہا کہ اے شہریار جلد باہر نکلیے امیر یہ سنتے ہی باہر چلنے کے جا کھڑے ہوئے کہ ایکبار
وہ مکان مانند چرخ کے گھومنے لگا تھوڑے اب جا اِلہ لوگ کو دیکھیں منظرہ قائم رہ سکی اب امیر نے ان تینوں کی طرف
دیکھا انھوں نے عرض کیا کہ اے شہریار ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا ہمارا مقدور نہیں ہے جو اسکا کچھ کر سکیں ایک بار
نیزنگ جادو نے اپنا ہاتھ روکا جسکی حرکت سے مکان گھوم رہا تھا اب تمام مکان ٹھہرا ہے لیکن زمین متزلزل ہے
کہ پاؤں اکھڑے جاتے ہیں کہ ایکبار امیر کو اسم اعظم یاد آیا جلدی سے پڑھکر دم کیا کہ وہ زلزلہ برطرف ہوا اور
سحر باطل ہو گیا نیزنگ جادو کو غش آگیا یہ حال نیزنگ جادو کا دیکھا نہال عشرت جادو نے دوڑ کر
پانی کے چھینٹے اُسکے منہ پر دیے کہ پانی سے تمام دوپٹہ بھیگ کر بدن سے لپٹ گیا یکایک اُسکو ہوش آگیا

اپنی عجب حالت دیکھی اور نہال عشرت خیز جادو کو خدمت کرتے پایا ست ہوگئی اور نہال عشرت جادو کے
ایک طمانچہ مارا اُسنے کہا کہ مین نے کیا قصور کیا ہی جو مجھپر غصہ اُتارتی ہو ارے بیدرد کہین تو رحم کھا بارے پھر نیرنگ
نے پھر سحر کیا کہ زمین شق ہوگئی اور سب سماگئے امیر بھی چھاتی تک دھنس گئے اُسوقت امیر نے کہا کہ تو نے بڑی مردانگی
سے نہیں جو کتی اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ زمین نے چھوڑ دیا اور یہ تینون بھی اوپر آئے اور امیر نے جلاے آئینہ ساز
جادو اور ابریشمان جادو سے کہا کہ پکڑ لو اُس ستوفش کم بخت کو امیر کے دونون چلے اُسنے دیکھا کہ تینون مجھے پکڑنے
آتے ہین پکاری کہ تم حماقت سے آئے ہو اب مین تم سے بھی سمجھ لونگی یہ کہکر اس طرح سے اُڑی کہ جیسے شبنم
اُڑ جاتی ہی اور نظر نہین آتی امیر نے ان تینون جادوگرون کو کہا کہ جانے نہ پائے دیکھین کسی نے اسکا بچاؤ کیا قضاے کار
اُس طرف سے مہر نوش ممتاز چلے آتے تھے کہ یکبارگی نگاہ اُس جادوگرنی پر پڑی دیکھا کہ یہ بدحواس جاتی ہی
دل مین سوچے کہا مبادا ایسا نہو کہ یہ امیر کے ہاتھ سے بھاگی ہوئی ہو بس یہ خیال کرکے ایک اسم پڑھکر پھونکا کہ دیوار
آہنی اسکے سامنے حائل ہوگئی اب یہ جدھر جاتی ہی راہ نہین ملتی ہی بس ناچار ہوکر امیر پاس چلی آئی اور کہا کہ
ای طلسم کشا مین نے جانا کہ دین تیرا برحق ہی اور اب مین بھی کنیز ہون جو چاہیے میرے حق مین کیجیے لیکن مین اس سے راضی
نہین ہون امیر سے یہ کہہ رہی ہی کہ یکبار نگاہ امیر کی آسمان پر پڑی دیکھا کہ ایک تخت چلا آتا ہی اور ایک شخص تخت
پر بیٹھا ہوا ہی اور اُدھر مہر نوش ممتاز کی نگاہ امیر پر پڑی اُدھر امیر نے پہچانا اُٹھکر کھڑے ہوے تعظیم بجا لائے اور کہا
کہ آپ کہاں تشریف لائے مہر نوش ممتاز نے کہا یہاں جواب کو آتے ہوے دیر ہوئی ہی مراۃ القلعہ مین ایک
کہرام ہی ملکہ شعشعہ کی عجیب حالت ہی مین اُسکی خاطر سے آپ کے پاس خبر کو آیا ہون مین نے راہ مین دیکھا کہ
یہ نیرنگ جادو بھاگی جاتی تھی مین نے ایک اسم پڑھکر پھونکا اور اُس اسم کی برکت سے اُسنے راہ جانے کی نہ
پائی یہ سنکر امیر نے کہا کہ یہ کیسے آپ اسکو پکڑ لائے ہین اور نیرنگ جادو سے کہا کہ ای نیرنگ جادو بہتر یہ ہی
کہ تو نہال عشرت کو قبول کر اور مہر نوش نے بھی سمجھایا نیرنگ جادو نے نہ مانا اور کہا تم مفسدون نے یہ خوب
اختیار کیا ہی کہ ہر ایک کی خاطر سے زندیان ملاتے ہو یہ سنکر امیر کا رنگ زرد ہوگیا مگر مہر نوش نے نیرنگ جادو
سے کہا کہ عورت کی شادی مرد سے ہوتی ہی اور مرد کی عورت کے ساتھ ہم نے کام نیک پر کمر باندھی ہی ہم کچھ
بیجا نہین کرتے ہین یہ سنکر نیرنگ جادو نے امیر سے اور مہر نوش سے کہا کہ اگر یہ امر نیک ہی تو مین کہتی ہون اب
مجھے جادو حوالے کرو یہ سنکر امیر نے کہا ہماری خوشی یہی ہی کہ تم اپنی شادی نہال عشرت خیز جادو سے کرو
اُسنے کہا مجھے قبول ہی امیر نے کہا ان طائرون کو بھی طلب کرنا کہ جس طرف سے یہ بکثرت ہین یہ سنکر اُسنے
وہ جو درخت بنالیے تھے اور اُسپر جانور موم کے بٹھلائے تھے سب کشتیان اُٹھا لائی اور امیر سے کہا کہ ای شہریار
مین ان سب کو زمین پر لگاتی ہون اور یہ سب تا قیامت یونہین قائم رہینگے امیر نے کہا مین یہی چاہتا ہون
پس اُسنے کچھ اسم سحر پڑھکے زمین پر دم کیا کہ یکبار زمین شق ہوگئی اُسنے ان جانورون کو جو درختون پر
موم کے بنا کر بٹھلائے تھے زمین مین گاڑ دیا اور امیر سے کہا کہ ای شہریار اب یہ مراۃ القلعہ بدستور یونہین
رہیگا امیر نے فرمایا اب کس طرح مراۃ القلعہ مین پہونچین نیرنگ جادو نے کہا کہ آپ سب صاحب ایک
جا کھڑے ہون امیر اور سب ایک مقام پر کھڑے ہوے اُسنے کچھ سحر پڑھکر زمین پر ہاتھ مارا کہ زمین کا طبقہ سارا
اُٹھکر الیس امیر اور ہمراہیان امیر طبقہ پر زمین کے اُڑ کر مراۃ القلعہ مین پہونچے دم بھر نہ گذرا تھا کہ وہ اودر روشن
سیاہ ہوگیا ہوا اور زمین سب آئے لیکن امیر نے یہ حال دیکھکر پوچھا جلاے آئینہ ساز جادو وغیرہ سے

کہ جاکر خبر لاؤ تو کہ یہ کون آتا ہی کہ یکبارہ چارون دوڑے اور جاکر دیکھا کہ چہار طرف ایک دیوار کھڑی ہی اور اُس دیوار
مین کھڑکیان لگی ہوئی ہین اُنمین ایک ایک پری زاد بیٹھی ہی اور ہر ایک کے ماتھے پر ٹیکا سیندور کا دیا ہوا ہی چوٹیین
سر پر بندھی ہوئی ہین یکبارہ چارون برابر کھڑکیون کے گئے اور پوچھا کہ تم کیون آئی ہو اور تم کون ہو مگر یہ سب
ان چارون کے جن سے پہچان نکلے پس یہ سُنکر ان سب نے کہا کہ ہمین شاہ جادوان نے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ تم جاکر
مراۃ القلعہ کو گھیر دو کہ یہ طلسم کشا جانے نہ پاوے تو ہم اس ارادے سے آئے ہین اور پیچھے ہمارے شاہ جادوان
بھی آتا ہی پس یہ چارون جبرے کر امیر کے پاس آئے اور خبر دی کہ ای طلسم کشا یہ سب شاہ جادوان کی فوج سے
آئے ہین اور بعد کو شاہ جادوان بھی آتا ہی جسوقت امیر نے یہ سُنا ظرف ہو گئے غرض کہ تمام رات گذری اور
دن ہوا امیر نے دیکھا کہ ایک دیوار بشکل گرد مراۃ القلعہ کے ہی اور کچھ معلوم نہین ہوتا ہی اُسوقت امیر بارادہ جنگ
باہر نکلے پس عمرو بن حمزہ کے گلے مین نقد ہیکل ہی اور امیر کے گلے مین لوح طلسم ہی اور سارا لشکر امیر کا امیر کے
ساتھ ہی اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان اور رضیہ سلطان اور شعشعہ جہان افروز اور ملکہ بازغہ
مہرافزا اور صندل پری اور خورشید جہان اور خورشید لقا اور حور لقا زہرہ لقا سلطان ازرق اور
ضلا ضل پری سلطان سرخ پوش سبز پوش حبشی اور تہمسیہ پری اور شاہی سلیمان بجائی حور جہان کا اور
حکیم قسطاس روشن ضمیر اور مہر نوش ممتاز اور ظفران زاہد اور چارون بیٹے اسکے اور درویش فکر اور
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ سب ساتھ ہین امیر نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی کہ یکبارہ آواز کوس حربی کی
بلند ہوئی لیکن کوئی معلوم نہین ہوتا تھا کہ یکبارہ امیر سید ان مین نکلے اور آواز دی کہ ای شاہ جادو نکل میدان
مین یا بھیج کسی کو اُسوقت آواز دی کہ ہم کسواسطے آوین اور ہمین کیا غرض ہی کیونکہ ہم نے وہ تدبیر کی ہی کہ تمام عمر
رہائی ہوگی اور قید مین مرجاؤ گے یہ سُنکر امیر اسم اعظم باندھ کے بیٹھ گئے اور اسم اعظم پڑھنے لگے اور اُن دیوارون
پر دم کرنے لگے پس جسوقت موافق تعداد پڑھ چکے سب دیوارین غرق دریا ہو گئین کہ نام و نشان تک باقی نہ رہا
اب جو امیر نے دیکھا تو سامنے خیمے کھڑے ہوے ہین اور لشکر مین ساحرون کے چل پل مچی ہوئی ہی اور ہر ایک
ساحر نے اپنے مرکب پر سوار ادھر چلا آتا ہی لیکن آج وہ گھوڑے طلسمی جو امیر کے واسطے آیا کرتے تھے نہین آئے
اور دیکھا امیر نے کہ ایک جادوگر ہی اُسی اسپ طلسمی پر سوار ہی فوج اور پیچھے اسکے شاہ جادوان تخت پر سوار
اور چار اژدہے تخت اُٹھائے ہوئے آتا ہی غرض میدان مین پہونچ کر تخت بلند کھڑا ہوا اور اس ساحر کا نام
آشوب جادو ہی پس یہ بھی میدان مین آیا اور شاہ جادو سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو مین ایک آن مین ان سب کا
کام تمام کرون شاہ جادو نے جام شراب عنایت کیا اُسنے جام شراب لیا اور مرکب اپنا اڑا کر سامنے امیر کے
آیا اور کہا کہ ای طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ شاہ جادوان کا سامنا کیا اب کیا یہان سے تو جیتا جائیگا جو دعوی
بہادری کا رکھتا ہو امیر نے کہا پہلے تو اپنی بہادری دکھا جب مجھ پر تیرے ہاتھ سے ضرر پہونچیگا تو مین بھی ایسا
وار کرونگا یہ سُنکر آشوب ہنسا اور کہنے لگا کہ تم کب وار کروگے اور تم کو ندا کیونکر پاؤ گے اب ہوشیار ہو کہ
اب مین حرکت کرتا ہون یہ کہکر آشوب جادو نے سحر کرنا شروع کیا کہ یکبارہ ساری زمین ہلنے لگی زلزلہ پڑا اور
تمام لشکر امیر کا جھومنے لگا اور ایک ایک اژدہا بطور دری کے جو ایک کوہ کے اوپر سوار کر کے لے اُڑا اور آسمان کو روانہ
ہوا ایسی ہزارون دیوون اور پری زادون کو اُڑا لے گئے ایک تو وہ دیو کہ قد ہر ایک ہزار گز کے اور دوسرے
وہ اژدہے ہزار ہزار گز کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا سامنے سے پہاڑ اُٹھے جاتے ہین کہ یکبارہ ایک شور و غل

ہوا اور ملکہ آسمان پری کے تخت کے پیچھے بھی چار اژدر آتش فشان آ گئے اسوقت مہر نوش ممتاز نے جو
دیکھا ایک نقش نکلکے آسمان کی طرف اُڑا یا پھر دا ان نقش کو اڑانے کے منصوبہ کر سکا وہ سب اژدر ملکہ کے تخت
کے قریب تھے دفعۃً سوختہ ہو گئے اور وہ سب دیو اور پری زاد اور جن امیر کے لشکر کے خود بخود چھوٹ گئے دوسری
بار مہر نوش ممتاز نے تھوڑے سے بال اپنے توڑ کر کچھ پڑھ کے اشعث کی طرف پھینکے کہ وہ رسن جانب اشعث
گئی اور مشکیں باندھ کر سامنے مہر نوش ممتاز کے حاضر کیا جب یہ معرکہ شاہ جادوان نے دیکھا کہ اشعث
کو مہر نوش نے گرفتار کر کے پکڑوا منگوایا پس شاہ جادوان برہم ہوا اور یہ کہا کہ ای مہر نوش معلوم ہوا کہ
تو بھی انکا شریک ہی اور تو نے یہ سب فساد کیا ہی اب پہلے تیرا علاج کرونگا بعد اسکے طلسم کشا سے سمجھونگا یہ کہکر
ایک سحر کی بجلی آسمان نا گوری پہ چھٹے تھے اور امیر چند دانہ ماش کے کچھ اسم سحر کا پڑھ کے مارے کہ وہ بجلی
امیر کی طرف چلی شاہ جادوان پکارا کہ ای حمزہ خبردار ہو یا تو یہ بجلی ساری سے وقت میں نکلی تھی یا آج
نکلی ہی اور امیر کے لشکر میں آ کر مہر نوش ممتاز کو اور ظفران زاہد کو اور اُنکے چاروں میزبانوں کو اور دلشاد
مدد گر کو اپنے اوپر لادکے چلی اور جسنے جسکو اپنی پیٹھ پر لاد لیا پھر وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکا پہلے یہ بجلی
شاہ جادوان کے پاس آئی اور ان سب کو اپنے اوپر سے اتار کر شاہ جادوان کے سامنے حاضر کیا شاہ
جادوان نے انکو دیکھکر کہا کہ اسی طرح سے تم سب کو مارونگا کہ اے بیابان دریا اور طوفان میرا تمہارے حال پر
گریہ و بکا کریں اور مجھے درد سر یہ کلام نا فرجام سنکر امیر کو تاب نہ رہی کیونکہ یہ تو بڑے بہادر ہیں یہ کب ایسی
بات سن سکتے ہیں چہرہ تمام سرخ ہو گیا تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا غصہ سے کہا کہ ای شاہ جادوان تو مجھکو کیا
دھمکاتا ہی میں وہ طلسم کشا ہوں کہ تمام ساحروں کو قتل کر چکا ہوں اور بہتوں کو گرفتار کر کے مہر نوش سے
حوالے کیا کہ اُسنے انکو مقید بقید شدید کیا تو مجھکو کیا مارے گا یہ کہکر دوڑے اور امیر کے ہمراہ عمرو بن حمزہ چلا
دونوں مثل شیر غضبناک لشکر میں اُن ساحروں کے در آئے یہ تمام ساحر سحر کرنے لگے اور جو ساحر کہ امیر پر سحر کرتا ہی
وہ سحر پلٹ کر انہیں سب کو مارتا ہی اور اگر کوئی ناریل سحر کر کے امیر پر مارتا ہی تو وہ پھر کر بطور گولے کے اسکو مارتا ہی
اور ایک آواز اُسمیں سے پیدا ہوتی ہی اور پچاس پچاس آدمی اڑ جاتے ہیں امیر کے گلے میں ہیکل طلسمی ہی
کہ اسکا عکس عمرو بن حمزہ پر پڑتا ہی اس باعث سے سحر اثر نہیں کرتا ہی اس عرصہ میں صدہا ساحر غارت
اور برباد ہو گئے جب دیکھا شاہ جادوان نے کہ جادو مطلق اثر نہیں کرتا ہی اسوقت پکارا کہ ای ساحران
اب کوئی امیر پر سحر نہ کرو کیونکہ امیر کو کوئی سحر نہیں اثر کرے گا اس سے بہتر یہ ہی کہ تم سب مل کر ان دونوں کو پکڑ لو
یہ دو آدمی ہیں تم اسقدر بیشمار ہو کچھ نہیں کر سکتے یہ سنکر سب ساحر چاروں طرف سے امیر پر اور عمرو بن حمزہ
پر ٹوٹ پڑے یہ دونوں شمشیر کرنے لگے اب کوئی ان دونوں کے برابر نہیں آتا ہی اور جو آتا ہی وہ تہ تیغ ہوتا ہی
آخر یہ سب ساحر پرا باندھے ہوئے چلے آتے ہیں اور دوڑ کے امیر پر وار کرتے ہیں امیر نے جو دیکھا کہ یہ ساحر
اب قریب نہیں آتے ہیں اور دور سے لڑتے ہیں اُن ساحروں پر جھپٹے اور ساتھ ہی امیر کے عمرو بن حمزہ بھی
دوڑے اور قریب اُن ساحروں کے شمشیر زنی کرنے لگے یہ دیکھکر اُن ساحروں نے کہا کہ امیر بیشک تم بہادر
ہو اور عمرو بن حمزہ بہادر ہی اسوقت امیر نے کہا کہ تم اس بات کو ذہن میں رکھو کہ ہمسے کیسے ہیں نہ
ٹھہر دونگا اور تم سب کو تہ تیغ کر دونگا یہ سنکے چاروں طرف سے پھر امیر پر سحر کرنے لگے امیر نے جو دیکھا کہ سحر
ہر طرف سے ہو رہا ہی امیر نے اسم اعظم پڑھ کر دم کیا وہ زمین پر پلٹ پڑے جب شاہ جادوان نے

یہ دیکھا کہا کہ وہ ساحر دم نے تم کو منع کیا تھا کہ سحر نہ کرو مگر تم نے نہ مانا اب یہ قوت امیر سحر نہیں اثر کرے گا تم سب ابتر ہوت پڑ رو
پر لشکر جو امیر پر لوٹ پڑے امیر نے اسی طرح سے پھر قتل کرنا شروع کیا غرض اب کہاں تک بیان کروں کہ اسی طرح تین شبانہ
روز دونوں کو لڑتے گزر گیا اور لاکھوں جادوگر مارڈالے اب یہ عالم ہے کہ ان دونوں کے ہاتھ میں قبضے جم گئے ہیں اور کشتوں
کے پشتے بند ہوگئے ہیں اسوقت عمرو بن حمزہ نے امیر سے کہا کہ اے پدر بزرگوار آپ کہاں تک ان ساحروں سے لڑیے گا اب
یہ بہتر ہے کہ چل کر شاہ جادوان کو مارئیے سب کام درست ہو جائے گا اور یہ لڑائی فتح ہو جائے گی پس یہ رائے
پسند خاطر ہوئی اور دونوں تلواریں مارتے ہوئے چلے ہیں کہ عمرو گلیم تار کے سامنے امیر کے آیا اور کہا یا امیر میں آپہنچا
یہ کہکر پردہ اٹھا دیا ہی اور شاہ جادوان کی طرف چلا کسی نے انکو دیکھا کسی نے دیکھا بھی نہیں اور جاتے ہی ساتوں
حلقے کمند کے شاہ جادوان کی گردن میں ڈالے اور کھینچے اسوقت امیر اور عمرو بن حمزہ نے اپنے کو عمرو تک پہنچایا
اور کہا خواجہ تم خاطر جمع رکھو ہم بھی آتے اور عمرو نے کہا کہ اگر کسی جادوگر نے کچھ سحر کیا یا حربہ کیا میں شاہ جادوان کو
مار ڈالونگا یہ سنکر سب ساحر جاگے کسی کی یہ طاقت نہ تھی جو عمرو اور امیر اور عمرو بن حمزہ کا سامنا کرے اور شاہ جادوان کا
نام ہی شمشاد جادو اس نے عمرو کو سلام کیا اور اشارے سے کہا میں مسلمان ہوتا ہوں یہ سنکر عمرو نے کہا حمزہ کہیں ایسا
نہو کہ یہ مردوی کرے اور دغا سے مسلمان ہو جائے امیر نے کہا خواجہ یہ کیا مردوی کرے گا عمرو نے شمشاد جادو کے ہونٹوں
سے سوئیں کھینچ لیں سوزن کے کھنچتے ہی شمشاد جادو دوڑکر امیر کے قدموں پر گر پڑا اور مطیع اسلام ہوا اور امیر کے
ہمراہ داخل مراۃ القلعہ ہوا جسوقت کہ امورات طلسمی سے فراغت کرکے سلطان شاہان اور سرکوب گردن کشان شیر
کوہستان امیر حمزہ صاحبقران زمان مراۃ القلعہ میں داخل ہوئے اور ہر طرف کو صدائے مبارکباد بلند ہوئی دو
روز تو اس خوشی میں گزرے تیسرے دن ملکہ آسمان پری اور ملکہ ذلشیبہ سلطان امیر سے رخصت ہوکر بکوہ قاف
کو روانہ ہوئیں بعد اسکے صندل پری جو خورشید جہان اور بھائی خورشید جہان کا بعد اسکے حکیم قسطاس اور
سلطان سرخپوش اور سبزپوش جنی اور شمسہ ملکہ رضیہ کی ماں یہ بھی امیر سے رخصت ہو گئیں پھر جب یہ سب
جا چکے اسوقت مہر نوش ممتاز سے امیر نے فرمایا کہ آپ مراۃ القلعہ میں تشریف رکھیں کسواسطے کہ یہ جائے عبادت
ہے اور رضیہ سلطان اور ملکہ شعشعہ جہان افروز کو اور بازغہ مرخ کو اور زکیہ کو اور حور لقا اور زہرہ لقا اور
ماہ لقا کو مہر نوش کے پاس چھوڑا اور خضر جان جنی کو روشن حصار دیا اور کہا کہ آپ وہاں رہیں جب امیر ان امورات
سے فراغت پاچکے اسوقت امیر نے سب سے رخصت چاہی اور کہا کہ عرصہ بعید ہوا ہے کہ مجھے لشکر کی کچھ خبر نہیں ہے پھر
جب امیر چلے تو اپنی زبان سے فرمایا اسوقت عجب حالت پری زادوں کی ہوئی کہ قابل بیان کے نہیں اور اگر
بیان کی جاوے دفتر دیگر تیار ہو جائے غرض کہ امیر سب کو اسی حالت میں چھوڑکر طے منازل اور قطع مراحل کرتے
ہوئے آتے ہیں ادھر یہ خبر خفر شاہ کو ہوئی کہ صاحبقران تمام لشکر عظیم اشراق کے درہم برہم کرکے آ رہے ہیں اور لشکر
اسکا زیر کوہ فروکش ہے اور شام کا وقت ہے کہ امیر کچھ باتیں بدیع الزمان کی اور قاسم کی کرتے کرتے سو گئے
امیر نے ایک خواب دیکھا اور عمرو سے بیان کیا عمرو یہ سنکر بدحواس ہوا مگر کہا کچھ مقام تردد نہیں ہے یہ سنکر امیر
نے خواجہ سے کہا کہ میں بعد ایک دو روز کے یہاں سے روانہ ہونگا تم جلدی مجھے لشکر کی خبر لادو کہ کیا حالت
ہو رہی ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری قطورے زربفتی پاتابے سقرلاتی گرمیں عیاری حیلہ ہاے [illegible]
بدن پر آراستہ کرکے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان مقصد کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت لقا کو عرضی کنجاب کی پہونچی کہ لشکر امیر کا کوہ صفا مین آلیا ہی اُسوقت اُسنے برزق تیر تیغ زہر آلود بکن
اژدر چشم اور ملکہ حیات جادو کو روانہ کیا اور کہا کہ جبکے سردارون کو زندہ پکڑ لاؤ اگر نہ ہین تو اُنکا سر کاٹ کر ہمارے
سامنے لاؤ غرض یہ ایک سو تیرہ اور دونون سردار مع نو لاکھ فوج کے روانہ ہوے بعد قطع منازل اور مراحل قریب کوہ صفا
کے پہونچے یہ ساحرہ الگ دامن کوہ مین جا اُتری اور مشغول اپنے سحر مین ہوئی اور دونون سردار سامنے لشکر اسلام کے
فوج کو لے کر اُترے یہ خبر ہرکارون نے سعد بن قباد و مالی وقار کو پہونچائی شعر بادشاہا بارگاہت از فلک پرنور
باد + داد عدلت در سر سے آخرت معمور باد + ای فریدون ہست در ستم دل خورشید فر + تیغ تو برفرق دشمن نام منصور
باد + لقا کی جانب سے دو سردار نہایت سرکش اور زبردست نو لاکھ فوج سے آئے ہین اور یقین ہی کہ نامہ خدمت
مین روانہ بھیجین بادشاہ نے اس خبر کو سنکر فرمایا شعر سر نہی چیم رحیتم حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + اور
خیال مین حمزۂ صاحبقران کے نہایت مغموم تھے اور فرمایا کہ اسوقت تک کوئی خبر امیر کشور گیر کی نہ معلوم ہوئی دیکھیے
ملاقات ہوتی بھی ہی یا نہیں سردارون نے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالی بہت قریب ہی کہ ملاقات ہووے اور امیر
طلسم کو فتح کیے آتے ہون بادشاہ نے فرمایا ہان شعر بجا جو ہجر سے وہ وصل یار دیکھے گا + جو اس خزان سے
نپیگا بہار دیکھیگا + غرض کہ یہان لشکر کفار سے ایک ساحرہ موسوم بہ تحویل زحل پیشانی نامہ لے کر روانہ ہوا جب
قریب لشکر ہند کے آیا تو غلم اور دعوت کرنے لگا یہ خبر لندھور کو پہونچی انھون نے بادشاہ سے آکر عرض کیا بادشاہ
نے لندھور کو وہ سنادیا اور کہا دنگل پر بیٹھے اور یہان سے سند دیل اصفہانی کو روانہ کیا کہ سمجھا کے لاؤ غرض
سند دیل چالیس ہزار فوج سے قریب تحویل زحل پیشانی کے پہونچا اور کہا کہ ای برادر یہ ان دکاندارون نے تمہارا
کیا کیا ہی جو تم اس طرح سے پیش آتے ہو تم کو بادشاہ نے یاد کیا ہی اسوقت یہ سند دیل کے ساتھ اکڑتا ہوا لات و
گزاف کرتا ہوا قریب بارگاہ کے پہونچا سند دیل گھوڑے پر سے اترا اور تحویل سے کہا کہ تم بھی گھوڑے سے اترو غرض کہ
بمشکل تحویل گھوڑے سے اترا صیارہ خدمتگار بن کر اسکے وظیفہ سے نامہ نکال لے گیا اور یہ لعین مدہوش سامنے بادشاہ
کے آکر کہنے لگا سنو نامہ دار ہم نامہ دار بادشاہ نے ایک دنگل آگے واسطے بیٹھنے کو فرمایا لہ پہلوان جہان بتہو اسنے
دیکھکر کہا کہ یہ نامہ خداوند کی جانب سے ہی اسکا استقبال تم سب مع بادشاہ دس قدم کرو ادھر صیارہ نے پہلے ہی
نامہ بادشاہ کو دے دیا تھا بادشاہ نے یہ سنکر کہا کہ نامہ نکالو کہ اسکا استقبال کرین اب اسنے چاہا کہ نامہ نکالون سر پر
جو ہاتھ لے گیا تو نامہ نہ پایا نہایت پریشان ہوا بادشاہ نے تحویل سے کہا کہ نامہ دیا اسنے کہا خداوند زمرد شاہ باختری
نے منگوا لیا ہوگا لندھور نے ہنس کر پوچھا کہ کیا تمہارا سر بھاری ہوا تھا کہا خداوند خود لینے کو نہین آئے کسی جن کو
حکم ہوا کہ وہ میرے سر سے لے گئے اس کلام پر لندھور اور مالک زیادہ ہنسے تحویل نے کہا کہ تم لوگ نہایت بے وقعت
ہو کہ خداوند گویا ہی اپنے بندون سے باتین کرتا ہی لیکن تم لوگ اُسکو سجدہ نہین کرتے ہو اور خداوند آسمانی کو
سجدہ کرتے ہو ہم تمہاری عقل پر بڑا تعجب کرتے ہین اسوقت لندھور نے کہا کہ ایک کام کر تو اپنے خداوند لقا کا
نام لے کر کہ گویا ہی نامہ مانگ اگر وہ دیدے تو ہم اسی کو سجدہ کرین اور خداوند آسمانی سے بھی مانگ اگر وہ دیدے
تو تو خداوند آسمانی کو سجدہ کر اُسنے کہا اچھا اور آنکھون کو بند کرکے دنگل سے اتر کر کہنے لگا کہ ای غریبون کے
زردارون کے خداوند جبریل قدرت یعنی یاقوت خدا کے باپ واسطے نور عقیدہ یعنی ملکہ گیتی افروز کا نامہ
میرے ہاتھ مین دیجیے یہ خدا پرست آپ کا مذہب اختیار کرتے ہین آنکھین تو انکی بند تھین مہتر برق فرنگی نے
خود بھی اسکے سر سے اُتار لیا لندھور نے آواز دی کہ فرشتے خود ہی لیے چلے ہین اُسنے گھبرا کر آنکھین کھولین اور

کہنے لگا کہ وہ خداوند نامہ بھی لے لیا اور خود بھی لے لیا کہ شکر ہوگئے واہ ری آپ کی عدالت کہ نئے لوگون میں
ذلیل کر دیا لندھور اور مالک اور بادشاہ ہنسنے اس کے کہنے پر بہت ہنسے اور یہ کہا کہ اب دعا تو ہمارے خدا سے مانگ
دیکھو یہ نامہ از خود ملتا ہی یا نہیں اب اسنے رب آتش پرست بجز زمین خبر لین اور کہا الٰہی ہمارا بی خدا اگر تو برحق
ہی تو میرا خود و نامہ عنایت کریگی تو ہمکین نہ [illegible] اور خود برق نے اسکے آگے رکھ دیا اور آتش پرست
اسنے جو نگاہ کھول کر دیکھا تو خود اور نامہ اپنے نزدیک پایا خود کو سر پر رکھا اور نامہ پڑھنے لگا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے
خدا پرستان واے زیر دستان خداوند کے غضب سے ڈرو اور ہمارے پاس چلے آؤ تو ہم تمہارے قصور معاف کر دینگے اور
نہیں تو وہ سر جنگ معقول تعین ہی کہ نہ [illegible] دیکھ کہ اگر زندہ رہو گے نوبت یاد کروگے اور آپ ہی اسکو
پڑھا اور کہا کہ میں ان سب سے اس نجود کا حال بیان کرونگا بادشاہ نے اسے خلعت دیا + اپنی فوج چالیس
ہزار لیکر آتشا روانہ ہوا اور پہونچ کر [illegible] وہین سب احوال بیان کیا اور کہا کہ لقا نہایت مکروہ ہی خداوند تعالٰی
نے نامہ اور خود جیسے کہ مجھے دیا ہیں ایسے خداوند لقا پر لعنت کرتا ہون بہمن اژدہا چشم نے ایک تلوار اسکے
اوپر ماری اُسنے تلوار خالی دے کر اپنے لوگون سے کہا کہ تم دیکھتے ہو مارو اسکو اور کئی تلوار چلنے کہ اسی بہم
کی جنگ میں پانچ سو آدمی مارے گئے اور ہزارہا کفار مارے گئے غرض بہمن اژدہا چشم کے ہاتھ سے تحویل مارا گیا
یہ خبر لشکر اسلام کو پہونچی بادشاہ ان بے وقوفون کی بیوقوفی پر بہت ہنسے اور دوسری روایت یہ ہی کہ حیات کی
اس جنگ سے تحویل کو اٹھالے گئی اور سارا حال نامہ کا اور خود کا بیان کیا کہ عیار نے اس طرح سے دیا تھا
اب یہاں تحویل لشکر میں آیا اور عذر کیا اور طبل جنگ بجوایا یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی حکم ہوا کہ ہمارے یہان
بھی طبل جنگ بجے بحکم بادشاہ اسلام یہان بھی طبل جنگ نوازش میں آیا غرض بجا اس طرف فوج میں طبل
جنگ + اڑا جہرہ گردون کے چہرے کا رنگ + آواز طبل سے گوش گردون دون کر ہوگئے اور یہان سردار
سامان جنگ میں مصروف تھے دوست دوست سے کہتا تھا کہ دیکھیے صبح کس سے جدائی ہوتی ہی اور کون
جامہ شہادت زیب تن کرتا ہی اور کون تخت پر ہوتا ہی اور کون تابوت میں ہوتا ہی غرض یہان تو تیاری
جنگ میں دونون لشکر مصروف ہی کہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی اب
وہ وقت ہوا کہ اشعار

ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند	لگے ہونے نظروں سے تارے نہان	چھپا نور میں جلوہ کہکشان
اٹھے دل سے [illegible]	رخ شمع مائل بزردی ہوا	لباس فلک [illegible] ہوا
	موذن اذان دے ہوئے بہرہ مند	
	مسیحا نفس تھی نسیم روان	

ہر ایک شاخ درخت پر طائران خوش بیان محو تسبیح میں زبان سے صفت پروردگار
یون کر رہے ہیں شعر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار + دیگر ہر گیاہی
کہ بر زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + غرض کہ خدا پرست نماز صبح سے فراغت حاصل کر کے سوئے میدان
کارزار کے روانہ ہوئے لندھور و مالک زرہ و بکتر [illegible] دولت بادشاہ کی طرف روانہ ہوئے دیکھا کہ پردہ درگاہ
کے اوپر کھنچا بادشاہ اسلام تخت سلیمانی پر مثل نور ربانی جلوہ گر تھے کہ چار قبہ شہنشاہی دربر و تاج شاہی
برسر اس کر کے تخت سے باہر آیا علم شاہ لندھور وغیرہ نے مجرا کیا بادشاہ نے سب کا سلام اشارے سے
لیا میدان میں پہونچے میمنہ میسرہ قلب جناح کی صفین آراستہ ہوئین اسوقت فوج حریف بھی سامنے
کھڑی تھی بیلدار برق رفتار پستی اور بلندی کے درستی کرنے لگے سقون نے مانند ابر کرم کے گرد و غبار کو بٹھایا
منصب نقابت کرنے لگے شعر رومی مصری کماوری کرمانی سب جوان + آج زنگ سیج [illegible] کر خوب کرین

انکسان * جو تلواروں کے گھر جتے توسعید کہلائے + جو جنگ میں جیتنے بچے گاجی کہلائے + شعر بیاد لیجا دُھر دس موت
کو + دو ہلاق میں زندگی کی سوت کو + ای بہادر دوواے جو تو جتال کر دکھیے کیسے جوان اور بادشاہ زیر خاک ہوئے شعر

نہ تو رستم نہ سام باقی ہے	اک فقط نام ہی نام باقی ہے	اور جو اونچے مکان تھے جنکے	آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے
عطر منی کا جو نہ بیتے تھے	نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے	گردش چرخ سے ہلاک ہوئے	استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوئے

غرض نقیب ایسے شعر عبرت آمیز پڑھکر چپ ہوئے سب آمادہ جنگ ہوئے لشکر کفار سے تحویل زحل پیشانی نکلا
اور اجازت لے کر میدان میں گیا اور اُسنے آواز دی کہ ہے تم میں کوئی ایسا جو مجھ سے مقابلہ کرے اُس وقت
پہلوان عادی نکلے اور نگاہ در ماری کہ مرکب زحل کا پانچ قدم ہٹ گیا عادی کا مرکب اُنکے تنگر میں پست تھا
دہ گیا جتنا زحل نے شرمندہ ہوکر نیزہ مارا عادی نے سنان کو سنان پر لگا کر نیزہ اُسکے ہاتھ سے چالیس
قدم میں نکال دیا کہ زحل نیزہ پھر خجالت سے کر گیا اور دوڑ کر تلوار ماری عادی نے تلوار روک کر ایک ہاتھ گت
شد ادی کا مارا کہ تا جگر گاہ کٹ آیا کلّی جھٹکا مارا دو ٹکڑے ہوئے ادھر لشکر اسلام سے آواز مرحبا کی بلند ہوئی تھی کہ
عادی نے بادشاہ کو سلام کیا اور کہا کہ ایک دفعہ واسطے نہاری کے پرخا دیکھیے جتنے کفار ماروں اتنے اوقات
باؤں بادشاہ نے فرمایا کہ اجازت ہے میں بہمن اژدہا چشم للکارتا ہوا نکلا اور عادی پر نیزہ مارا عادی نے
ساتھ ملعون جن اُسکا بھی نیزہ نکال دیا اور نیزہ اُسکا زمین پر گراتے ہی اژدر ہو گیا اور اب جو سانس
کھینچی تو عادی اُسکے منھ میں جا رہے اور وہ اژدر آسمان کی طرف اُڑا چلا گیا ادھر اہل لشکر نہایت حیرت میں
تھے کہ بہمن نے آواز دی کہ اے خدا پرستو یہ مقام عجیب نہیں ہے یہ سب کہ زمانے خدا اوند کے ہیں اور دوسرا
نیزہ لے کر پھر مبارز طلب ہوا اب کی مند ویل اصفہانی نکلا اور نیزہ بہمن کے ہاتھ سے نکال دیا اسی
طرح سے اژدر بن کر اُسکو بھی نگل گیا غرض آج کے مقابلے میں مند ویل اصفہانی اور تہلیل جنگسرانی
اسد ہمدان اسد خیبر گیر اسد پنجہ گیر غرض سات سردار لشکر اسلام کے لقمۂ اژدر ہوئے اور اسی طرح سے
تین دن کی میدان داری میں ساڑھے تین سو سردار یونہیں اژدر کھا گیا چوتھا دن تھا کہ بہمن اژدہا چشم
نے میدان میں آکر للکارا کہ رستم زمان علم شاہ نوجوان نے اپنا مرکب کو پھیرا اور ہم نگاہ دھرا کہ مرکب
بہمن کا سات قدم ہٹ گیا کہ اُسنے جھپٹ کر نیزہ مارا علم شاہ نے نیزے کو خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا
جو مارا دو ٹکڑے ہوئے بس تمام فوج کفار علم شاہ پر ٹوٹ پڑی ادھر سے بھی نعرہ مالک ہوا کہ منم مالک
اژدر غلام نبی چاکر حیدر چالیس ہزار نیزہ باز دواں سے جو بڑا اسلام ہی دوسرا نعرہ ہوا کہ خبر دار اے دریا رو گر فتم تا
بہ ہندستان و اگر نام نشیدانی منم لندھور بن سعدان تیسرا نعرہ ہوا شعر کرب شمس وار میل تا مدہ نصیر
کر وہ شمشیر پر وردگار + غرض اسی طرح سے سردار ان لشکر کے نعرے برابر ہونے لگے اور تلوار چلنے لگی شعر
چقاچاق خنجر بگردون رسید + دگر بارہ شد خون بہ جیحون رسید + دیگر بیلے فوج کے غول اور صف سے
صف + گئے موسن اور گبر باہم لپٹ + پیادوں سے اک سمت ملتے ہوئے + سواروں سے گلے ملتے ہوئے +
لگے کٹنے سب سر دھلے اور دُھوں + ہیے سر کے بال اپنے عمر سے نکول عجب طرح کا اسوقت عالم تھا کہ جو بجاں
تلواروں کی چلی آتی تھی اور گھٹا کالی کالی سپروں کی چھائی ہوئی تھی غرض دوپہر تک تلوار چلی دریا خون موجزن
اسقدر ہو گیا تھا کہ سرشل حباب کے تیرتے پھرتے تھے ایک کی ایک کو خبر نہ تھی کہ ناگاہ ایک آندھی سیاہ
اُٹھی اور اُسنے آ کے لشکر کو گھیر لیا اسوقت علم شاہ وغیرہ کا دو ایسا گھبرایا کہ یہ تو آندھی سحر کی ہے

دو مالک لندھور نکل گئے اور باقی سب خداپرست مع بادشاہ اسلام اسیر ہوگئے اور جہان تک سب تیرہ ہوگئے آدمی بعد چار گھڑی کے دفع ہوئی تو وہ ہوا کہ ستم حیات جادو و ازرق شیر چشم نے کہا الحمدللہ خوب وقت پر آپ تشریف لائیں ہیں تو ہمارا کام ان خداپرستوں کے ہاتھ سے تمام ہوا تھا

اب دو کلمے داستان مہر سپہر عیاری کے بیان ہوتے ہیں

کہ اُسنے آکر بربادی لشکر اسیری دیکھی اور سارا حال دریافت کرکے ایک نامہ لکھکر سرہنگ بلی کو دیا کہ تو پاس امیر کے صاحبقران کے جا یہ تو نامہ لے کر چلا اور عمرو واسطے اس ساحرہ کے فکر کرنے کے عیاروں کو تیار کرنے لگا مہتر برق فرنگی و درچالاک اور ابوالفتح اصفہانی ان سب عیاروں کو باہم کرکے کہا کہ اس ساحرہ کو مار ڈالو اور ایک دامن کوہ میں جا کر بیٹھا لیکن یہاں ستم فیل گردن دولا کو سوچے مدد کو گنجاب کی جا تھا کہ اُسنے یہ ماجرا دیکھا تو آکر ازرق شیر چشم سے ملاقات کی اور آپ بھی حفاظت میں ان قیدیوں کے مصروف ہوا حیات جادو نے بادشاہ اسلام اور شیر دو بن حمزہ اور فرخ شہسوار قلندر اور سعداں سعد وغیرہ ایسے ایسے میرے بیٹے اور پوتوں کو انکی قید میں قفس آہنی میں رکھا اور باقی قیدی ت بارگاہ سلیمانی اور شاہ عصا جعفر کی ان دونوں کے سپرد کیے اور یہ کہا کہ جسوقت خداوند کا نامہ آئے تو جو کچھ اسمیں لکھا ہو اسپر عمل کرنا میں خداوند کے پاس جاتی ہوں اور آپ اپنے ہمراہ ہزار آدمی لے کر چلی غرض چار پانچ کوس مع قیدیوں کے گئی تھی دیکھا اُسنے کہ ایک دہقان نوجوان سامنے آیا اور جھک کر سلام کیا پوچھا اُسنے کہ تو کون ہے عرض کیا کہ میں بیابان وسیع کا رہنے والا ہوں اور ہماری زمین پر جو اُگی جوار کی بالی میں موتی پیدا ہوتے ہیں اور یہ کہکر ایک بالی نکالی اور کہا کہ حضور یہ آپ کی نذر ہے اور خداوند سے عرض کیجئے گا کہ اب کی دہقان موتی چھوٹے ہوئے حیات جادو نے بالی ہاتھ سے لے لی اور نہایت صفت تعالیٰ کی کسان نے کہا کہ اُسکو سونگھئے تو اُسکی خوشبو مثل عنبر کے ہے جیسے برابر دماغ کے لائی جس طرح سے آتشبازی چھوٹتی ہے اور اسکے پھول گرتے ہیں اسی طرح سے وہ موتی چھٹک کے چھینک مار کر حیات جادو زمین پر گری اسوقت کسان نے آواز دی منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ شیاران شہریار طرار خنجر گذار ریش تراشندہ کافران مہر بندہ جادوگران بس نعرہ کرکے چاہتا تھا کہ تلوار کمر پر مارے کہ تڑاق سے زمین شق ہوئی اور ایک عورت نے نکل کر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا لاکھ جھٹکے عمرو نے مارے لیکن ہاتھ نہ چھوٹا اس عورت نے ایک پچکاری کمر سے نکالی اور حیات جادو کے منھ پر ماری کہ حیات جادو کو ہوش آگیا حیات جادو نے یہ انتظام پہلے سے عمرو کے خوف سے کیا تھا اپنے پیر کو قائم رکھا تھا کہ جب میں بیہوش ہوں تو تو مجھے ہوشیار کر دینا اور اسکا ہاتھ پکڑ لینا دیکھا ہی اُسنے کیا حیات جادو نے عمرو پر سحر کرکے کہا کہ اے دزد باریک گردن غضب کیا تھا تو نے کہ میرا کام ہی تمام کیا تھا عمرو نے عرض کیا کہ آپ قدردان ہیں کہ میں نے اتنی بڑی عیاری آپ کے سامنے کی آپ کو لازم ہے کہ کچھ انعام مجھے عنایت فرمائیں اور ساحرہ نے اُسنے منگوا کر قفس انکو بھی بند کیا اور بادشاہ کے قفس کے پاس رکھوا دیا اور کہا یہ انعام آپ کے قابل ہے اور اپنے ملازموں سے کہا کہ ذرا اس سے خبردار رہنا اب مجھے کسی کا خوف نہیں رہا اور یہ کہکر شب وہیں بسر کی صبح کو کوچ کیا ایک صحرائے سبزہ زار خوشنما میں پہونچی دیکھا کہ ایک عورت بارہ تیرہ برس کا سن نہایت حسین ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی مالا جپتی ہے اور لقا کا نام لیتی ہے حیات جادو اس عورت کے قریب گئی اور پوچھا کہ صاحبزادی تم کون ہو اس جمال بے مثال کو اپنے اس صحرا میں کیوں شاقی ہوا اور کیوں یہاں بیٹھی ہو آنکھ ... اُسنے کہا کہ میرا حال

قابل بیان کرنیکے اور سننے کے نہیں تب حیات جادو نے قسمیں دیں اور کہا کہ ضرور بیان کر تب ناز نے کہا کہ خداوند کے
عشق نے مجکو برباد کیا ہے میں خداوند کو خواب میں دیکھکر عاشق ہوئی وہیں بادشاہزادی ہوں اپنے شہر کو چھوڑ کر
اس صحرا میں آئی ہوں اور خداوند نے خواب میں کہا تھا کہ تو فلان صحرا میں جا تو کسی سلسلہ سے ہمارے
پاس آجائیگی لیکن اسوقت تک کوئی سلسلہ میرے پہونچنے کا خداوند تک نہیں ہے اب تو حیات جادو نے کہا کہ
خداوند کہاں کہاں پہونچتے ہیں اپنے بندوں کو سرفراز کرتے ہیں اور کہا ہم بھی خداوند کے پاس ان قیدیوں کو لیکر
چلتے ہیں تو میرے ساتھ چلو یہ کہکر اپنے لشکر میں لائی اور دربار میں اسنے مقام کیا اس نازنین نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں
اسنے کہا یہ کچھ بھی اور لوگ تھے عمرو عیار جیسے شخص ہیں افسوس کی قید سے بہت خوش ہوئی اور کہا خداوند
کے دشمنوں کو آپ نے پکڑا خداوند آپ سے بہت خوش ہونگے اب یہ بھی ذریعہ اچھا نکل آیا اسوقت حیات جادو
نے پوچھا کہ تمہیں یہاں بیٹھے کیا وجہ بیان ہے یہ کھانا دینی تم کو کون دیتا تھا اس نازنین نے کہا کہ ایک آدمی
آتا ہے ایک جام سرد آب اور ایک روٹی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تمکو خداوند نے اور اس سے جو ذائقہ چاہو وہ دیتا
ہوں بس تم کو بیرحمی چاہتے تھا ہے وہی ذائقہ حاصل ہوتا تب حیات جادو کو بھی اشتیاق ہوا اور اسنے کہا
کہ آج یہیں چلو اپنے کھانے کے وقت دو دکھاؤ ضرور کہ کون شخص آتا ہے اس عورت نے دل میں کہا کہ اے
پروردگار اتنی بڑی بات میں نے کہی ہے یہ کیونکر ثابت ہوگا خوش کیجیو حیات جادو کو ساتھ لیکر اس درخت کے
نیچے آئی اور پکارنے لگی کہ یا خداوند ہمارے کھانے کو آج کیوں دیر ہے دکھا آج اپنی قدرت کا حال حیات جادو
پر بھی ظاہر کر دے خدا کی قدرت وہاں اور بھی عیار پوشیدہ تھے وہ دیکھتے تھے ابھی ایک ساعت نہیں گذرنے
پائی تھی دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ میں ایک جام اور ایک روٹی لیے ہوئے آیا اور اس نازنین کے آگے لا دیا حیات جادو
نہایت حیران تھی اور کہتی تھی کہ واہ خداوند واہ کیا کہنا ہر جگہ پر کھیل تیری قدرت کے نظر آتے ہیں اور اس
شخص سے پوچھا کہ تم خداوند کے پاس رہتے ہو اسنے کہا بہشت میں رہتا ہوں یہاں پر آیا ہوں کہا خداوند کا حکم ہے کہ
ایک نازنین فلان صحرا میں ہمارے نام پر بیٹھی ہے اسے رزق پہونچا تو میں فرشتہ رزق رسان ہوں حیات جادو
نے کہا کوئی نشانی بہشت کی بھی تمہارے پاس ہے اسنے کہا ہاں اور ایک گل عجیب و خوش رنگ اپنی آستین سے نکالکر
دیا اور کہا کہ اسکو سونگھو اور اس گل سے پوچھو سارا حال بہشت کا کہ کیا قدرت خداوند بیان کرے گا حیات نے اس گل کو لیا
اور سونگھا عجیب خوشبو تھی کہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی اسوقت تو وہ ہوا نعرہ سریع المسیر چوق ابر بہاری ☆
جہان حرب و زنجیر گذاری ☆ بمیدان از درت آتش نشانم ☆ تم مہتر قران شیر نیام ☆ اور یہ کہکر بغلوں سے
نکالا اسوقت یہ نازنین یعنی مہتر برق فرنگی نے کہا میں تمہاری گفتگو سے پہچان گیا تھا برق نے کہا تلوار
نہ مارئیے گا کہ استاد بھی میں گرفتار ہو چکے ہیں قران نے باروت کی پوٹلیاں نکالے اور پھینک کر اور ہٹ کر
حقہ آتشبازی مارا کہ بارود میں آگ لگی حیات جادو بالکل جلکر خاک سیاہ ہوگئی آوازیں آئیں کہ مار نام میں
مارا حیات جادو بود وہ ملازم جو نفس کے محافظ تھے اس آواز سے گھبرانے لیکن مرنے سے اسکے تاریکی جو چھائی
ہوئی تھی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور قران و برق ان ہزاروں دیووں پر بغدہ اور تلوار کھینچ کر آ پڑے یہاں بادشاہ
اور سرداروں نے دیکھا ہاتھ پاؤں میں طاقت معلوم ہوئی ہے بس نفس کی تیلیاں توڑ کر منتم کے نعرے
کرنے لگے رہنے عمرو بھی چھوٹے اور وہ لوگ جو کوہ صفا کے اور قید تھے حیات جادو کے مرتے ہی ان سب
نے قیدیں توڑیں یہاں بھی تلوار چلنے لگی

اب دو ورق داستان امیر کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ بعد اس نے عمرو کے امیر بھی اُس بیتابی خواب میں چل کر سے ہوئے تھے کہ سر مہلب نے نامہ عمرو کا دیا اور زبانی
کہا امیر بھی گھوڑے کو اٹھا کر ایسے سرداروں کے سردار ہوئے اب حال بیان کا۔ حق کیا جاتا ہے کہ عمرو اور بادشاہ اُن
ہزار آدمی کو ساتھ لشکر کی جانب چلے تھے اور ادھر کوہ صفا پر ہوا چل رہی تھی کہ جالوت آہن قبا میں لاکھ سوار
کی فوج سے کنجاب کی۔ دلو چلے تھا اُنکو دیکھکر اشارہ کیا تھا کہ یک جا ہوا اور بہو زرد آدمی پانچ لاکھ فوج نے ساتھ آہن قبا
آکر لشکر اسلام پر گرا پھر تیغ گرد کا اٹھا کہ طوفان اندھیو رہی لاکھ سوار سے ایک ہوا اب خدا پرستوں کا یہ حال ہوا
کہ ایک تو تھکے ہارے دوسرے یہ کہ لشکر بے امیر کے بے فقیر تو تیغ بے جوہر کے کام نہیں دیتی ہے قریب تھا کہ قدم
اُنکھڑ جائیں اُس وقت سردار مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں مصروف تھے کہ اشعار: تو آنکہ بلاے خویش بامیدہ
تونی + فرد من شب صبح نماینده تونی + کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ + بکشاے خدایا کشاینده توئی ہو اے
پروردگار۔ اس وقت مصیبت میں رحم فرما دیکھ پردہ غیب سے ایک گرد اٹھی جب وہ گرد کا شگاف ہوا تو صدا
نعرہ کی پیدا ہوئی اشعار: امیر عرب جس قدر روزگار + منم صف شکن حمزہ نامدار + تیغم سید الانام آذر ان + بہر سو
تو در الامان الامان + دوسرا نعرہ اور ہوا کہ شیر شور کشار سینہ [illegible] تمام بانی ہزبر دیوکش نام عمرو بن حمزہ یونانی
غرض اسی طرح سے مع جمہور جہاں سوز تیر زن بہادر اور فرامرز عادی مغربی اور بہرام گرد بن خاقان چین
کے نعرے ہوئے اور آکر کفار لشکر کفار پر گرے کہ اتنے میں بادشاہ اسلام اور رستم دوم بن حمزہ وغیرہ کا بھی نعرہ ہوا
اور سب آکر پہنچے اب ہوا بگھا سان کی چلنے لگی اُس وقت مسلسل آہن قبا نے دیکھا کہ حمزہ آگئے ہیں لڑائی کا سرنا
تو مشکل ہے اب تو یہ کام کرنا کہ بارگاہ سلیمانی لیے کر پاس کنجاب کے پہنچ یہ سوچکر بارگاہ پر آکر گرا اور
سب فقطوں کو مارا بارگاہ قبضہ میں کر دبا یہ سمت کوہ زر کے چل کھڑا ہوا اُدھر امیر لڑائی میں مشغول تھے یہ لشکر
سے دو کوس کے نکل گیا تھا کہ اُس وقت خدائی قدرت علمشاہ رومی جو اندھی کی بدولت میں جنگل سے نکل گیا تھا
اب جو اُدھر سے دیکھا کہ ایک کبر نا ہنجار تین لاکھ فوج سے بارگاہ لیے جاتا ہے گو کہ علمشاہ اکیلے تھے لیکن تلوار
کھینچ کر نعرہ کیا کہ منم بہستم پیل تن دیل افگن کشندہ فیل ہندی دو دیل ہندی کشندہ کیستان زنگی شیر علمشاہ
رومی شیر نیل زور + کہ برنشت مرزوق افگندہ شور + یہ لشکر پر گرے ادھر مسلسل آہن قبا نے بھی آواز دی کہ تنہا مجھ
سے مارلو اس وقت علمشاہ مثل شیر گرسنہ کے حملہ آور ہوا اور کفار کو واصل جہنم کرنے لگا لیکن اکیلے تھے اور صبح چار
گھڑی کا ہوا تھا کہ دیکھا لندھور بن سعدان گرد صحرا سے نمایاں ہوا اور یہ بھی شریک جنگ ہوا تھا کہ نعرہ مالک اژدر
کا ہوا اب تو مسلسل آہن قبا نہایت مضطر ہوا کہ ایک ہی کیا کم تھا نہ یہ کہ دو شیر اور آگئے یہ اپنے قلب کو جو سا
کرکے کہنے لگا کہ اے خداوندا کیا تیری یہی مصلحت ہے کہ حمزہ یہ فوج پاکے اور ہم جہاں مصیبت میں گھر گئے ہماری مدد کو
کوئی نہ ہو تھے حسب اتفاق القان جالندری صحراے پلنگ کوہ سے آتا تھا کہ راہ میں ہرکاروں نے اسے خبر پہنچائی
کہ لشکر میں تلوار خوب چل رہی ہے اور مسلسل آہن قبا تنہا ہے طوفان جالندری نے اپنے گھوڑے کو
اڑا دیا اور آکر لشکر مسلسل آہن قبا میں ملحق ہوا اور کہا کہ اب بارگاہ لے کر پاس کنجاب کے چلیے تین سردار اسد
ہو رہے ہیں بس اسی وقت اس نے کہا کہ خالو صاحب آپ تو ہمیں دیکھیے اور یہ بارگاہ سلیمانی لے کر پاس
کنجاب بن سنجور کے پہنچتا ہوں یہ تو خوش ہوا اور اس نے کہا کہ اے فرزند بہت مناسب ہے بس یہ بارگاہ لے کر
چلا تھا کہ لندھور نے اپنے گھوڑے طوفان جالندری کے پہنچ کر آواز دی کہ باغی او کبر نا ہنجار کہاں چلا آ

تلوار ماری لندھور نے خالی دے کر جو تیغہ دودستہ ہندی کا ہاتھ مارا دو پرکالے کیے ادھر ملک مسلسل آہن قبا
کے پاس پہنچا کہ تلوار اسکی سر درکے تیرہ ورا کہ پشت کو توڑ کر نکل گیا اُسوقت لشکر نے اُسکے بیدل ہو کر امان مانگی غوران
نے امان دی ہزاروں کفار تو بھاگ گئے اور بہت سے خدا پرست ہوئے آپ بارگاہ سے کہ لشکر کی طرف چلے یہاں
جو آکر دیکھا تو صاحبقران لڑ رہے ہیں حسب اتفاق ازرق شیر چشم زہرا تو دے سامنا امیر کا ہوا امیر نے دور
بدوی کر ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا اُسنے سپر کو بچہ کی پناہ کیا تھا لیکن تیغہ سپر کو نکل فرق میر کے کاٹ کر
خود تک گرا اب جو جھٹکا مارا تو مع مرکب دو ٹکڑے ہوئے ایک ایک سردار نے ایک ایک سردار کو
مار لیا و خرافات ختم کئے کفار بھاگے بہت مسلمان ہوئے بارگاہ سلیمانی برپا ہوئی امیر کشور گیر اور سردار
داخل بارگاہ ہوئے بعد اسکے لاشیں خدا پرستوں کی اُٹھوائیں تین لاکھ خدا پرست بدرجۂ شہادت پہونچے
اور چھ لاکھ کفار مارے گئے امیر نے برابر کوہ صفا کے گنج شہیدان بنایا اور سب کو دفن کیا اور بجائے شمع داغ کے
اشک حسرت چڑھائے اور نہایت اُنکے واسطے افسوس کیا کہ یہ جوانان قدیم میں سے یہ لوگ تھے بعد اُسکے امیر
دنگل نادخبر پر متمکن ہوئے لیکن علم شاہ کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ سب سرداروں کو امیر زیر کرتے ہیں تو علم شاہ
بھی زیر ہوتے ہیں اور ایک یہ ہے کہ سنجان میں ملاقات ہوتی ہے یہاں دونوں روایتیں مندرج کی گئی ہیں
غرض بیان حمزۂ صاحبقران نے بعد درستی لشکر کے حال طلسم کا بیان کیا بادشاہ کو نہایت خوشی حاصل
ہوئی اور سب سرداروں کو جمع کر کے فرمایا کہ کچھ حال شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا نہیں معلوم ہوا
بادشاہ نے فرمایا کہ شاہ جہانیہ میں لشکر درست کر کے قاسم تہ سنجان کو جاتے ہیں اور شاہزادہ بدیع الزمان
بھی اپنے لشکر کی آراستگی میں مصروف ہیں اور لشکر کو آراستہ کر رہے ہیں لیکن لشکر قلیل اُنکے ساتھ ہے اب
مناسب یہ ہے کہ آپ بھی جلد یہاں سے کوچ کر کے سنجان کو چلیے تاکہ اُس شہریار کو تقویت حاصل ہوئے امیر نے
یہ سنکر خواجہ سلامت کو بُلا کر کہا کہ اے خواجہ اسباب طلسمی جو ہے سب پیش کش بادشاہ کرو اور عادی کو بلا کے حکم دیا
کہ اُٹھالا بارگاہ سلیمانی کا بار کر اور کہ چار اور ارادہ مصمم جانے کا ہے مگر دیر نہ کر کیونکہ میں نے سنا ہے کہ بدیع الزمان
اپنے لشکر کی آراستگی میں مصروف ہے اور لشکر اُسکا قلیل ہے غرض خواجہ نے سب کی بہت خوب اور اسی وقت
اشیاء طلسمی خدمت بادشاہ میں گذرانیں اور عادی اُٹھالا بارگاہ سلیمانی کا بار کر کے مع فوج روانہ ہوئے
اب یہاں سے حال لشکر روانہ ہونے کے بیان ہوگا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جبکہ شاہزادہ نجم گروہ سم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان
گردلشکر شکن نے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو رخصت کیا اور تکمیل ملکش کی آراستہ کر کے مع اپنے
تمام سرداروں اور رفیقوں کے مصروف عیش ہوا ناگاہ مرجان تیز رفتار نے مجرا کیا اور بعد دعا و ثنا کے عرض
کی کہ اے شہریار گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان زردکش نے لشکر کشی کر کے دامان کوہ سنجان کے میدان میں
کہ یہاں سے بارہ کوس کا فاصلہ ہے اپنی بارگاہ استادہ کرائی ہے اور بارہ تیرہ کوس کے فاصلے میں خیمے ڈیرے
سراپردے چوبے تلنگ زیاں بارگیاں چوبیں سرادقات بے نظیر سے ایسا ہے کہ چولداریاں وغیرہ استادہ ہیں
میدان سے سنجان کی تا دامان کوہ سنجان بارہ تیرہ کوس تک لشکر گنجاب کا اور افواج کفار کی پھیلی ہے
شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن یہ خبر بہت اثر لشکر گنجاب کی سنکے مع اپنے زمرد پوشوں کے کہ کل لاکھ سوار

سے کچھ زیادہ تھے سوار ہو کے عازم میدان ہوا اور لشکر گنجاب کے سامنے پے سپر کا پرا جما کے افسران فوج و سرداران لشکر
سے کچھ باتیں کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک گرد نمایاں ہوئی مگر تیرہ تیرہ و غبار و سر گرد بآسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین دوزیدہ
سلطان و پہلوان چون سرزلف عروسان ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دہن گرد شگفتہ ہوا دیکھا کہ بدرمن
زلازل جاپ جشمی مژیش خیمہ گنجاب کا لیے پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان کو یہ فوج قلیل پاکے بنظر حقارت دیکھ کر اپنے
دل میں کہنے لگا کہ میں یہاں ناحق توقف کر رہا ہوں جب تک گنجاب آئے یورش کر کے بدیع الزمان کے لشکر کو تہ و بالا کر دوں پھر
سوچا کہ مناسب اور صلاح وقت نہیں ہے کس لیے گنجاب اب چاہتا ہے کہ میں بدیع الزمان کو سزائے اعمال پہونچاؤں
بس انکے صبر کروں دیکھوں کیا ہوتا ہے یہ سوچ کے اسی مقام پر اپنے لشکر کی صفیں جما کے کھڑا ہو رہا بعد اسکے پھر ایک گرد
اٹھی جب وہ گرد پھٹی تو دیکھا کہ الیاس خون آشام مع لشکر بد انجام پہونچا اسنے بھی شاہزادہ رستم منزلت کی فوج قلیل
دیکھ کر کہا کہ گنجاب سخت احمق ہے پیغمبر رسل خدا اذہ لقا کا ہے کہ انہیں پانچ سات مفلوکوں کے مقابلے اور مجادلے کو آپ
میدان میں نکلا ہے ابھی یہ کہہ رہا تھا شعر کہ از دہن دشت علاج او بانگ + گردے برخاست تو تیا رنگ + اور صدائے جلجل
سکندری اور نفیر جمشیدی اور بوق افراسیابی اور سنج کیومرثی سے گوش گردوں کر ہوا جاتا تھا اور زمین میں زلزلہ آیا اور
سرداران لشکر کے خود اور درع بلقے اور نیزوں سے بجلیاں سی کوندتی نظر آتی تھیں کہ جن سے زلازل بطیشمی اور الیاس
خون آشام نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر بدیع الزمان کی اعانت کے واسطے آتا ہے یہاں شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان
نے جو وہ سامان اور رنگ ڈھنگ اس فوج کا دیکھا فرمایا کہ یہ لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سے آمد میری والد بزرگوار
سلطان شاہان حلقہ فگن گوش گردن کشان مرزوم پیرائے زمین خنک شیر بیشہ جنگ شکنندہ کمان رستم و دستان صاحب گرز
سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی سلطان عم بزرگوار پیغمبر آخر الزمان حمزہ صاحبقران پیر تور گیر جہان ستان کی معلوم
ہوتی ہے القصہ وہاں سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران بھی بہ نفس تمام لاحق ہوئے یہ کہ دو لشکر برابر مقابلہ ہو کر آکے
ہوئے ہیں بعد اسکے صاحبقران دوران ایک بلند ٹیلے پر مع تمام بہت سواروں کے تشریف لے گئے اور عمرو سے
پوچھنے لگے کہ خواجہ میرے فرزند دلبند لخت جگر شاہزادہ بدیع الزمان کا لشکر کونسا ہے اور وہ اب کہاں ہے عمرو نے
اشارے سے بتلایا کہ وہ لشکر شاہزادہ نامور کا ہے صاحبقران نے پھر پوچھا کہ خواجہ یہ تو بتلاؤ کہ وہ آپ اس لشکر میں
کہاں ہے عمرو نے کہا حمزہ دیکھو اشعار دران فوج آن سوری کو علیدست + رخش گلگون وکش ارجمند ست + بدیع
آن آفتاب خسرو ولست + کہ شیر چرخ ز ترکش سکالست + سلطان عالی مقام نے فرمایا کہ میرے فرزند کا یہ لشکر بہت مختصر ہے
اور گنجاب کی فوج کی کچھ انتہا نہیں معلوم ہوتی ہے طور سرکش نے آگے بڑھ کر عرض کی کہ شہریار عالم یہ تو مژیش خیمہ گنجاب کا
دو سردار اسکے لے کے آئے ہیں یہ لشکر اسکا نہیں ہے ابھی یہ کلمہ طور سرکش کی زبان سے نہیں نکلنے پایا تھا کہ عیوق
تیرہ در تین لاکھ سوار سے نمودار ہوا اور لشکر گنجاب میں آکے شامل ہوا بعد اسکے میں اور لیسار خون آشام تین لاکھ سوار
سے آکر قائم ہوا اور پھر گرد نمایاں ہوئی اور اسمیں سے منفور چار لاکھ سوار سے آکے فوج کفار میں ملحق ہوا بعد اسکے قاہر
بن قہرمان بھی چار لاکھ سوار سے پہونچا اور خبر کہا لشکر گنجاب ہو کے صف آرا ہوا غرض اسی طرح سے جیل جیل ذیل
ذیل دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ فوج کفار نابکار کی چلی آتی تھی اور قائم ہوتی جاتی تھی بعد ان سبھوں کے
گنجاب چودہ لاکھ سوار کفار ہمراہ لے کر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا سلطان حمزہ افتشام ہیر با احتشام نے یہ کثرت
لشکر گنجاب کی دیکھ کر عمرو کو پھر شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ کہدینا ہے فرزند نادانی نہ کرنا اگر
تیرے پاس لشکر نہیں ہے تو میں آکے تیرے شریک ہوتا ہوں عمرو نے حسب الحکم سلطان والاقدر شاہزادہ بدیع الزمان

نامور کے پاس جاکے ابلاغ حکم کیا شاہزادۂ عالم نے کہا کہ میری طرف سے بعد آداب فدویانہ عرض کرنا کہ غلام کے پاس
بفضل الٰہی و اقبال صاحبقرانی سے لشکر بہت بڑا اور فوج لاانتہا ہے فدوی کو احتیاج مدد کی نہیں ہے حضور میرے
لشکر کا تماشا دیکھیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ فدوی نے اس مدت دراز میں اقدام عالی سے جدا ہو کر کیسے کیسے کارنمایاں
کیے ہیں اور کیسے کیسے شجاعان روزگار اور دلیران عرصۂ کارزار بہم پہونچائے ہیں عمرو نے یہ حال سنکے بحضور سلطان
صاحبقران کے آکے عرض کیا امیر با توقیر نے فرمایا کہ ایک مرتبہ تو بھیج کے ایک آدمی کو جو ہر سردار کو شاہزادۂ بدیع الزمان
عالی وقار کے جانتا اور پہچانتا ہو لشکر سے اسکے بلا لا تب بحکم سلطان با کرام عمرو نے بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان
آیا اور کہا کہ کسی شخص معقول کو امیر کے پاس بھیجو کہ وہ تمہارے لشکر کے ہر ایک سردار اور افسران فوج کو بتلاتا جائے
شاہزادۂ عالی شان نے مرجان تیز رفتار کو ہمراہ کر کے بخدمت سلطان نامدار بھیج دیا مرجان تیز رفتار نے
حضور سلطان صاحبقران آ کے باداب تمام مجرا کیا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک لڑکا سولہ سترہ برس کا سن بہت
چست و چالاک شاطروں کی وضع ہے امیر با توقیر نے فرمایا کہ خواجہ یہ کون ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ مرجان تیز رفتار لڑکا
گوہر ملک تیری بہو کا ہے صاحبقران نے جانب مرجان مخاطب ہو کے پوچھا کہ اے مرجان شاہزادۂ بدیع الزمان کا لشکر
کسقدر ہوگا مرجان نے عرض کی کہ اے شہریار عالم شاہزادۂ بدیع الزمان کا لشکر اتنا ہے کہ ہفت اقلیم میں ہوگا صاحبقران
نہایت خوش ہوئے اور سمت میدان دیکھنے لگے کہ ایکمرتبہ سامنے سے گرد اڑی اور بیچ سے ایک نقابدار نمد پوش سات
[illegible] کو ہمراہ لیے مسلح اور مکمل دریاے فولاد میں غوطہ زن آکر ایک سمت قائم ہوئی یہ نقابدار شاہزادہ ملک
قاسم کا خیر خواہ ہے امیر با توقیر نے مرجان سے پوچھا کہ یہ نقابدار نمد پوش کون ہے مرجان نے عرض کی کہ خانہ زاد [illegible]
کہ یہ نقابدار بھی خیر خواہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کا ہے اور فدوی نام اسکا نہیں جانتا اب کوئی دو مہینہ [illegible]
دن چڑھا ہوگا کہ پھر ایک گرد نمایاں ہوئی اور جب وہ گرد دفع ہوئی تو دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش سات
لاکھ سوار سے اور آگے اسکے سات سو علمہاے زرنگار جنپر تعریف جناب باری اور نعت حضرت رسول مقبول کی
لکھی ہوئی ہے جوانان پری زاد فیلان فلک شکوہ پر علمہاے زرنگار ہاتھوں میں لیے پھریرے کھولے ہوئے نقابدار
علم شیر پیکر کے نیچے مرکب کو چمکاتے بہ کمال شوکت و شان نمودار ہوا اور برابر خیر خواہان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم
کے آ کے پرا فوج کا باندھ کے قائم ہوا امیر با توقیر نقابداروں کو دیکھکر تا در محویت کی حالت میں رہے اور تمام
اعضاے جسم میں جوش محبت پیدا ہوا مرجان سے پوچھا کہ تو اس نقابدار مرصع پوش کو بھی جانتا ہے مرجان نے عرض کی کہ یہ
بھی ہوا خواہ شاہزادۂ خاور سیاہ ہے نام اسکا بھی میں نہیں جانتا القصہ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ جو
دیکھا تو سمت جانب کی طرف سے ایک گرد نمایاں ہوئی اور اس گرد میں سے ایک جوان گھوڑے پر سوار چالیس ہزار
جوانان شمشیر شکار گرد و پیش رعنائی چہرے سے ظاہر نمودار ہوا امیر با توقیر نے اس جوان دلیر کو دیکھکر مرجان تیز رفتار
سے پوچھا کہ اسکا کیا نام ہے مرجان نے عرض کی یا سلطان صاحبقران اس ملک باختر میں پہلے اسلام
اسی بہادر نے قبول کیا تھا اسکا نام ترک جوشن پوش جان نثار شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہے کہ وہ آ کے
ایک جانب اپنی فوج کا پرا باندھ کے ٹھہرا کہ تعاقب میں اسکے پھر گرد اٹھی اور دو جوان حبشی نیچے مع چالیس
ہزار سوار کے مسلح اور مکمل خونخوار صورتیں مردانہ چتوں میں گھوڑوں پر سوار برابر ترک جوشن پوش کے آ کر صف آرا
ہوئے سلطان صاحبقران نے مرجان تیز رفتار سے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں مرجان نے عرض کی یہ دونوں
خانہ زاد گنجاب کے ہیں ایک کا نام قاتل زنگی دوسرے کا نام مقاتل زنگی بعد دم بھر کے پھر ایک گرد بلند ہوا

جب وہ بھی گرد شگافتہ ہوا تو چالیس علم اور نشان چالیس ہزار سوار اور زیر سایہ علم ایک جوان تیز قدم نہایت
وجیہ و شکیل گھوڑے پر سوار بیستر بلوار بھو اسپ پر سے کر ذرہ چلا آتا ہے سلطان صاحبقران نے پوچھا کہ یہ کون
بہادر ہے مرجان تیز رفتار نے عرض کیا کہ یہ شخص نظر کردہ حضرت عمر علیہ السلام فضل بن گیا ہور خون آشام عرب بہادر
مردانہ ہے عرض فضل بھی اپنی طور پر آکے سمت بائیں کے قائم ہوا شاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نے جو فضل کو
دیکھا تو سلطان عالی مقام سے فضل بن گیا ہور خون آشام کی بہت سی تعریف کر کے اپنا سب حال بیان کیا بعد
اسکے قیس بن گیا ہور اور لیس بن گیا ہور اور نوح بن گیا ہور وغیرہ نو بیٹے گیا ہور کے بھائی فضل کے
چالیس ہزار سوار سے آکے قائم ہوئے بعد اُسکے طرید اور خر لیلا دو بیٹے علقمہ ذریح کے بیس ہزار سواران مع پوتی
سے خبر لیکر لشکر شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہوئے بعد ازاں پھر ایک گرد نمایان ہوئی اور فضل بن آشوب بھی
مع چالیس ہزار سوار کے اگر وہیں قائم ہوا مرجان نے فضل بن گیا ہور خون آشام کے بھائیوں کا اور فضل بن
آشوب کا حال بخدمت سلطان والا مرتبت بیان کیا الغرض جو کوئی آتا تھا مرجان تیز رفتار اُسکا نام اور
حسب و نسب اور حال مشرف باسلام ہونے کا مفصلاً اور مشرحاً صاحبقران دوران سے عرض کر دیتا تھا بعد اسکے
سعد جرگہ نشین و سعید جرگہ نشین بائیس ہزار سوار سے آکے قائم ہوئے بعد ازاں چالیس ہزار سوار فوج و سپاہ سے ایک
نوجوان نہایت خوش رو مردانہ وضع نور اسلام اسکے ماتھے سے ہویدا ایک مرکب پری پیکر گلگون صبا رفتار پر سوار
نمودار ہوا سلطان جم اقتدار نے مرجان سے پوچھا یہ کون شخص ہے مرجان نے عرض کی کہ طرید خان بن کنجاب
چھوٹا بیٹا کنجاب کا ہے بعد اُسکے حارب خونریز اور ضارب خونریز خزانہ اور جواہرات اور مال و اسباب کنجاب کا سینکڑوں
چھکڑوں پر اور اونٹوں پر بار کیے چالیس ہزار سوار ہمراہ لے کے پہونچے بعد اُسکے اہرمن سیاہ بخت اور ہیانخ بن اہرمن تین لاکھ
سوار کی جمعیت سے اور بیس ہزار شتر محمولہ اسباب لیے سر میدان آکے قائم ہوئے بعد ازاں پھر ایک گرد نمایان ہوئی
اور اس گرد میں سے ایک جوان بلند بالا خوش وضع چھ لاکھ سوار کا لشکر پشت پر گھوڑے کو جولان کیے نمودار ہوا
سلطان عالی مقام نے مرجان سے پوچھا کہ یہ کون بہادر ہے اُسنے گذارش کی کہ یہ طاہر بن قہرمان عجمی ہے جسوقت
شاہزادہ بدیع الزمان کو طاہر بن قہرمان عجمی نامردی سے پکڑ کے سمت ملک عجم لے گیا تھا اور ملکہ یاقوت ملک
کے ذریعے غلام شاہزادہ عالی مقام کو زندان خانہ عجم سے نکال لایا اسکو وہاں شاہزادہ عالم نے مسلمان
کیا تھا بعد ازاں مملوک عجم بارہ ہزار سوار سے بیس ہزار شتر پر اسباب لیے آیا اسکے بعد ملک صفوان مطلع نشین
اور ملک نوذر زردریائی تخت پر سوار چار لاکھ سوار سے میدان میں آکے قائم ہوا بعد ازاں چالیس ہزار دیو اسنے
قبائیں شیر اور ببر اور چیتے کی کھالوں کی پہنے ہوئے آگے آگے اُنکے ایک نوجوان بلند بالا وجیہ خوش ترکیب
قبا اژدر کھال کی پہنے چو دست بارہ من کی کاندھے پر خود اور دو طبقہ سر پر زرہ فولادی اُسکے
قبا پر پہنے تیغہ ہفت صد منی کمند میں لگا کے زیر سایہ علم نمودار ہوا امیر نے مرجان سے پوچھا کہ یہ شخص
دیوانہ وضع کیون ہے اور اسکا کیا نام ہے مرجان نے عرض کی کہ شہریار یہ بیٹا ملک حرمان دیو کش کا
قیطاس اژدر پوش چچا کنجاب کا ہے بعد ازاں ساٹھ ہزار سوار جرار سے ارباب باختری مرکب پر سوار
آکے میدان میں اپنی فوج کا پرا باندھ کے قائم ہوا بعد اُسکے بلوچ مع چالیس ہزار سوار کے آیا امیر نے پوچھا
مرجان نے کہا کہ اس جوان کا نام بلوچ ہے اور اسکے گھوڑے کا نام گلگون دریائی ہے بعد تھوڑی دیر کے اور
ایک گرد نمایان ہوئی جسوقت وہ گرد پھٹی تو دیکھا ایک جوان سکندر صولت شیر خصلت کمال شوکت و شان

نے سلح اور مکمل دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوئے اور جو اشت پر ایک ایک لاکھ سوار ہزار ہا غول پیچھے ترچھے کیے
تلوارون کے قبضون پر ہاتھ رکھے گھوڑے اُٹھائے ہوئے گرد سے چلے آتے ہین صاحبقران نے پوچھا یہ کون بہادر ہی
مرجان نے عرض کی اسکا نام قارن بلند کمان مقرب خاص بارگاہ لقاکا ہی کنجاب کی بارگاہ مین قاہر بن قہرمان کبھی
سے اور ہی جوان ہے کچھ تکرار ہو گئی تھی کنجاب نے آپس مین ان دونون کے کشتی کروا کے قاہر بن قہرمان کبھی کو بہت
بھاری خلعت دیا تھا اور اسکو سرسری خلعت دیا تھا اس بات سے یہ کنجاب سے کشیدہ خاطر اور ناراض ہو کے چند سردار
شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے جو کہ کنجاب کے لشکر مین قید تھے اُنکو رہا کر کے اور چھوڑ کر خدمت مین شاہزادہ والا مرتبت
کی آکے از سر صدق و خلوص نیت کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا بعد اسکے اور گرد بلند ہوئی اور اس گرد سے
آواز نقارون اور نفیرون اور قرناؤن کی بلند ہوئی جب وہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا تین سو علم جوانان خوش رو
ہاتھون مین لیے ہاتھیون پر بیٹھے ہین اور تین لاکھ سواران نیزہ دار کا لشکر گرد و پیش اور آگے ایک تخت پر ایک
بادشاہ تاج شاہی بر سر و چار قبۂ شہنشاہی در بر بکمال شوکت و شان تین بیٹے اُسکے ہمراہ تخت کے نظر آیا سلطان
نامدار نے مرجان سے پوچھا کہ یہ کون ہی اُسنے عرض کیا اسکا نام جروم پردہ ہی اور اسکے بیٹون مین ایک کا نام محمود
اور گوش دوسرے کا نام عقاب دُرد گوش تیسرے کا نام جمہور دُرد گوش مشہور ہی امیر با توقیر نے پوچھا کہ اے
مرجان ابھی شاہزادہ بدیع الزمان کا اور بھی کچھ لشکر باقی ہی مرجان نے عرض کیا کہ شہریارا ابھی بہت لشکر ہی اور جب
لشکر کے آنے مین ذرا سے توقف ہو جاتا تھا تو سلطان بالکرام پھر پوچھتے تھے کہ اے مرجان کیا لشکر بدیع الزمان کا ابھی
اب تو کوئی باقی نہین ہی اُسوقت مرجان عرض کرتا تھا کہ اے شہریار ابھی بہت لشکر آنے کو ہی ابھی تو چند سردار آئے ہین
سلطان صاحبقران متحیر ہو کے گئے تھے بنازم بر صولت و شجاعت شاہزادۂ بدیع الزمان کہ کیسے کیسے دلیر اور
بہادر جوان اور کیسا لشکر بہم پہونچایا ہی اس عرصہ مین برق گرد کا اُٹھا اور سات سو فیلان کوہ شکوہ کہ ہودے اُنکے
رنگے ہوئے جوڑے مکلل بجواہر دانتون پر چڑھے ہوئے گلا مین پڑی ہوئین چاند سورج الماس کے مسکون پر لگے ہوئے
دو دو جوان بادریوش نشان بردار علمہاے زرنگار ہاتھون مین لیے اُنپر بیٹھے فیلبان وردیان کلف کی پہنے ہوئے
کجک ہاتھ مین ہاتھیون کو راہون سے سنبھالتے چلے آتے ہین اور پیچھے اُنکے بارہ ہزار اونٹ زر و جواہر و مال و
اسباب سے لدے ہوئے بعد اُسکے سات لاکھ سوار نیزہ دار کا لشکر اور بیچ مین ایک بادشاہ مرکب باد رفتار پر سوار نمودار ہوا
امیر نے پوچھا کہ مرجان دیکھو تو یہ کون شخص ہی اُسنے عرض کیا کہ اسکا نام مالک ممالک بنفشہ پوش ہی ابھی
مرجان یہی عرض کرتا تھا کہ الاق و تلاق و قراقاتی بالیس ہزار سوارون سے پہونچے اور بارہ ہزار چھکڑے
مال و اسباب کے اُنکے ہمراہ تھے بعد اُنکے اب جو دیکھا تو گرد سے بر خاست تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد با آسمان
رسیدہ ہوا کہ گرد زمین دوزیدہ ظلمات و پیچان مثل زلف بوہوشان یکا یک وہ گرد شگافتہ ہوا اور ایک
سو علم پھریرے اُنکے کھلے ہوئے صداے کوس حربی و نعرۂ جلاجل زری سے زمین متحرک آسمان متزلزل ہو رہا
تھا بعد ازان ایک نوجوان فیل تن شیر سیرت رستم توان سہراب دل شعر باشندہ مشہباے شیران ہم پنجہ
بازوے دلیران بکمال شوکت و شان ایک زنجیر فولادی گلے مین پڑی ہوئی ایک فوج سازندون کا آگے
آگے سرود چھیڑتے اور سازون کو بجاتے ساقیان مہ طلعت ماہ صورت جام اور صراحی زرین ہاتھون مین لیے
جب دراست سے پیالہ شراب احمر سے مثل خون کبوتر کے لبریز بھر بھر کے دیتے جاتے ہین اور وہ نوجوان
جام نوش کرکے بجاے گزک کے دانہاے زنجیر فولادی جو کہ اُسکے گلے مین پڑی ہی دانتون

ن گنجور بن ملک سحرمان دیو کش نے از مغرب تا مشرق و از جنوب تا شمال سرداروں کے خیمے ڈیرے بارگاہیں چوب رسے
زرکار چوبے، سپید و رو پیان طلمند، بان نگہ سے وغیرہ استادہ دیکھے گنجاب سے کے تمام جسم میں رعشہ پڑ گیا اور خوف
سے مثل بید کانپ رہا تھا رنگت چہرے کی زرد ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے تھے بات منہ سے نہیں نکلتی تھی خواجہ عزالدین
ملک بختیارک شوم کا ذ... نے یہ حال بغیر وسل گنجاب کا دیکھ کر کہا اے گنجاب کیوں اس درجہ پریشان خاطر ہے سبب
کمزوری کا اپنے بیان کر گنجاب نے کہا اے بختیارک بھلا تو ہی کہہ کہ اس بدیع الزمان کے لشکر سے کسی کی تاب و طاقت
ہے جو حوصلہ جنگ کا تو درکنار اسکے لشکر کی جانب رخ کرسکے بختیارک نے بہت سی تسکین اور تسلی گنجاب کو دے کے کہا
کہ اے بغیر وسل تو خاطر جمع رکھ کس لیے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند حمزۂ صاحبقران کا بڑا شجاع ابن الشجاع و مرد مردانہ
اور انتہا زمانہ بہت با وضع ہے وہ کبھی دیو اور جن و پری زاد اور غولوں اور ساحروں سے تیری فوج دیکھا ہے مقابلہ و جدال
کرنے کا حکم نہ دے گا دیو جن پری غول ساحر یہ سب کوئی تجھ سے کبھی نہ لڑینگے اور مرے صبر کر تو دیکھ کہ تھوڑی دیر میں یہ سب دیو پری
جن وغیرہ کو رخصت کر دیگا فقط سوار و پیادہ قوم انسان جو اسکے ہمراہ لشکر اور فوج حاضر ہیں انہیں سے اور تیری فوج سے
معرکہ رزم و جنگ درپیش ہوگا غرض بختیارک نے خوب سا سمجھا کے جب تسکین اور تشفی کی اسوقت گنجاب کو اندک
اطمینان حاصل ہوا لیکن کسی طرح سے دل کو چین اور اطمینان کلی حاصل نہ تھا حیران و ششدر بیٹھا تھا اب حال شہزادہ
عادر سیاہ ملک قاسم کا سنیے کہ ملک قاسم نے جو اجتماع اور ہجوم دیوان و زرہ شاہین قاف اور قوم جن و
پری زاد اور غولان صحرائی اور ساحران غدار کا اور امداد لشکر بے پایان اور فوج بیکران شاہزادۂ بدیع الزمان
کی دیکھ کے اپنے دل میں از روے عدالت اور بنظر انصاف کہتا تھا کہ اگر حق اور سچ یہ ہے کہ بدیع الزمان نے بڑی جمعیت
اور خوب لشکر اور کیا اچھے اچھے شجاعان جنگ آزمودہ دلیران خیر شکار بہم پہونچائے ہیں و جا بانشاد ... معلوم ہوا کہ
بدیع الزمان بہ مردانہ اور شیر نر زمانہ ہے لیکن حیران ہوں یہ دیو اور پری اور جن اور غول اور ساحروں کا مجمع کیوں کیا اور
انکو کس لیے طلب کیا ہے اگر یہی تو ہمیں بھی چلکے اپنا لشکر لیے آتا ہوں تقاضا بدر سر خورشید نے یہ گفتگو قاسم کی سنکے کہا کہ
اے قاسم اندکے توقف کر دیکھ ابھی کیا ہوتا ہے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان شاہان حلقہ فگن گوش گردن کشان مردم ربائے زین خدنگ سرشکنندۂ خنگ شکنندۂ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان متزلزل کنندۂ قاف ثانی سلیمان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران گذارش کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ کمال علم نے تماشا آمد لشکر شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا دیکھا نہایت
شاد و خندان اپنی بارگاہ عرش اشتباہ سلیمانی کو استادہ کرکے مع پانچ ہزار پانسو چھپن سرداران نامی و دلاوران گرامی
جوانان صف شکن شیر افگن بہادران تہمتن شجاعت شعار جسامت کردار و عمل نادر پر جلوہ فرما ہوئے اور سرداران دست راست
جانب راست اور سرداران دست چپ سمت چپ اپنے اپنے دنگلوں پر بقاعدۂ مستمرہ متمکن ہوئے حکم ہوا کہ جشن نشاط اور
محفل انبساط کی تیاری ہو حسب الحکم غلامان امیر عالی مقام خورد و کلاں ... جو حاضر تھے تھاپ طبلوں پر پڑی آواز
ہو شادیانہ نوشانوش کی بلند ہوئی لہلہے کی گانے کی گمک تہاں کو ملنے لگی قانون میں رباب چنگ بربط دف دائرہ جھانجھ
کینگ کے ساتھ جلترنگ سرود ستار الگوجا سارنگی سرمنڈل ارگن ... وغیرہ انواع اقسام کے باجے بجنے لگے مغنیان سیہ تابان
مہ رویان کرشمہ ساز حالت رقص میں پاؤں کو زمین پر رکھتے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ مجبول بد دماغی تعلقات دنیوی پر ٹھوکر
مارتے ہیں اور وسیلے از دیاد عمر و جاہ سلطان صاحبقران عرش بارگاہ کے اپنے اپنے ہاتھ دعا کیلیے آسمان بلند کرتے ہیں

رنگوں سے دلہائے عشاق پرشور انگیز تھے اور جنگلہائے بیتابانہ مردوں کو یہ ثابت ہوتا تھا کہ خاطران دلشکستگاں کی تنہا زلف پیچاں سے
آزردہ نے دیتی ہیں اشعار مطرب ازین ہاے درد دی ﴿ دل بی برد و جان ہمی بخشید ﴾ گشت قمیص تخیلان کہ دریدہ ﴿ پردہ صبر
عاشقان بدرید ﴿ حضار محفل مثل عاشقان بسمل اور مشتاقان بیدل دست بدل طلبانہ بر در تھے مشغوفان گلبدن و لیلیان شوخ و
شیرین کا چہرہ آشوب ﴿ چنان بر ذمہ صبر از دل کہ ترکان خوران یغما را ﴾ ساقیان مہر طلعت جام و صراحی زردین ہاتھوں میں لیے
دور بہ جام شراب یاقوت رنگ کا چل رہا تھا اور اب محفل میں دھوم ہر قطعہ ساقی نو بادہ دہ باز و دہ جام ہا ﴿ مطرب بگو کہ کار جہان شد
بکام ما ﴿ ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم ﴿ ای بے خبر ز لذت شرب مدام ما ﴿ ناگاہ سلطان والا جاہ نے جانب شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ نامدار مخاطب ہو کے فرمایا کہ خواجہ سلامت تم ذرا میرے قرۃ العین نور بصر پارہ جان لخت جگر فرزند دلبند شاہزادہ
بدیع الزمان کے پاس جا کے کہو کہ اے راحت روح روان شمع جمی کو اگر جلوہ فرما نہ دیکھا ﴿ برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا ﴿ اور اپنے ساتھ
لے آؤ اور اتنا کہدینا کہ اے فرزند میری آنکھیں تشنۂ دیدار ہیں ذرا دم بھر کے لیے آ کے مجھے اپنی صورت دکھا جاؤ حسب الحکم امیر با توقیر کے
شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اسی وقت بارگاہ سے نکلے متوجہ طرف بارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ کے ہوا وہاں
شاہزادہ بدیع الزمان نے بعد ملاحظہ تمام پیشکش دیو اور پریزاد اور جنہ اور مخلوق دریا و ساحران دریا نے جن کے فرمایا کہ تم اب سب اپنے اپنے
ملک کو جا کے خدمت کرو اور سب کو رخصت کیا اور آپ مع فضل بن گیا ہو زمرہ خوان شام وہ بیاب باختری اور قارن بلند کمان اور
ورقا بے زنجیر خلے اور ترک جوشن پوش اور تزید خان بن گستاب اور رستم خان بن گستاب اور طاہر بن قہرمان عجمی اور سعید
چرک نشین اور حارث خونریز اور ضارب خونریز اور ملوک عجم اور ملک صفوان بلند شیبن اور ملک گودرز دیلمی اور قیطاس
اژدر پوش اور ملک ممالک غضنفر پنجہ اور علاقی قزلاقی اور تملاق قزلاقی اور ملک منصور شاہ اور علقمہ اصطرلابی اور
قیس بن گیا ہو اور الیاس بن گیا ہو اور نوح بن گیا ہو اور وغیرہ نوشیگیا ہو کے اور قاتل زنگی مقاتل زنگی وغیرہ اپنے
سرداروں اور جان نثاروں کے اپنی بارگاہ میں بیٹھے گل قیس و سرور میں مصروف ہوتے کہ عمرو بن امیہ نامدار اندر سراپردہ کے
آکے رو برو شاہزادہ عالیجاہ کے آیا اور دعا و ثنا بے شاہانہ بجا لایا شاہزادہ بدیع الزمان نے جو عمرو کو دیکھا تو اپنے ذیل سے
سرو قد اٹھ کے تعظیم دی اور باعزاز و اکرام تمام اپنے پاس بٹھلا کے پوچھا کہ خواجہ جان آپ اس وقت کیوں تشریف لائے عمرو نے کہا میں
حسب الحکم حمزہ تیرے بلانے کو آیا ہوں لیکن اے بدیع الزمان تجھ کو کس قدر مال اور خزینہ قسم باد وہ گنجینہ لعل و گوہر وغیرہ جو تو نے پیدا کیا ہے
اس میں سے مجھے کس قدر عنایت فرمائیگا شاہزادہ عالم نے کہا کہ اے عمرو بزرگوار جس قدر کہ مال و اسباب نقد و جنس میرے پاس ہے آدھا میں دونگا آپ کا
اور دوسری دو کیا میں مالک ہوں اور باقی جو کچھ ہے وہ واسطے خدمت کے مگر یعیہ حمزہ صاحبقران نامدار کی نذر کا ہے عمرو نے کہا اے
بدیع الزمان تو خوب جانتا ہے کہ حمزہ صاحبقران کو کچھ مال و دولت درکار نہیں جو کچھ ہے سب بیوہ ہے وہ خود گنج وقار رکھتے ہیں سو وہ جو
اور مال و اسباب اپنے قبضہ اختیار میں رکھتا ہے تو ایک کام کر کہ ہم اور تو باتفاق باہم بہ بہ جنس تقسیم کریں شاہزادہ بدیع الزمان نے جو
یہ تقریر شاہ عیاران عیاری کی جو سنی تو بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ خواجہ صاحب بہت طمع و بخیل ہیں عمرو سنکے خاموش ہو رہا بعد اسکے کہا
کہ حمزہ نے تجھے طلب کیا ہے شاہزادہ بدیع الزمان عالی مقام نے کہا کہ اے عمرو صاحب میں بھی نہایت مستعد زیارت اور قدمبوسی
اقدام بابا سلطان عالی مقام کی دل میں رکھتا ہوں مگر مجبور مطلق ہوں کیا کروں انشاء اللہ تعالی اگر فضل الٰہی شامل حال ہوا اور حیات
مستعار باقی ہے تو بعد فراغ معرکہ جدال و قتال اور تصفیہ گستاب ضرور حاضر ہونگا عمرو نے کہا کہ اے بدیع الزمان عدول حکمی
حمزہ کی کرتا ہے یہ بات مقتضائے دانشمندی نہیں ہے شاہزادہ بدیع الزمان متوجہ ہوکے ہمراہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار
بخدمت سلطان عالی مقام روانہ ہوا عمرو نے آگے جا کے خدمت فیض درجت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران دوران عرض کی کہ شاہزادہ
بدیع الزمان آتا ہے صاحبقران دوران نے سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور سب سردار استقبال کر کے ہمراہ رکاب

رشتۂ جان جانتے تھے خنجر بے قبضہ زیر عبا تھا نیزہ نیزہ بالا زرہ کو کہن مثانہ تھا ایک ایک زرہ پر سو سو جوان چشم پر دوختہ
چار آئینون کے واسطے آشنا آشناؤن سے جدا جسم ہوکے بات نہین کرتے تھے اور کہتے تھے یارو جو شی جا ہو حاضر ہو جنگ
دینے مین ہمکو کبھی انکار اور کچھ تکرار تمسے نہین آلات قسم ہتھیار سے آج کوئی ہمسے طلب نہ کرو **اشعار** بسکہ تشنہ گرم بازار
تیغ و حلق میکردند جان نثار تیغ قیمت خود بسکہ مردم می فزود بیسہ زر قیمت یک خود بود بہزارون لاکھون بہادران اور
دلیران صاحب عزو تمکین نے جسوقت سے کہ آواز طبل جنگ کی سنی ہے غسل کرکے پوشاکین نفیس اور پاکیزہ مین پہن کے
عطر ملکے سیکڑون اپنے خیمے ڈیرون مین کنج عزلت مین سیکڑون خانقاہون اور مسجدون مین ہزارون سب دریا ہزارون
جانب میدان سر برہنہ جانب قبلہ منہ کیے دعائین مانگتے تھے اور بحضور قلب اور خلوص نیت سجدۂ شکر ... نظر ہمت پیوستہ
کیے جناب باری سے مستدعی اور ملتجی تھے کہ اے رب جلیل دریک قطرہ خون ہوا سکا کچھ بھروسا اور اعتبار نہین ہی
کل صبح کو میدان مصاف مین امتحان قوم اشراف اور فرقہ اجلاف کا بزبان خنجر اور دم شمشیر اور گواہی کلہ عمود
بر روے کار آئے اور جوہر عالی نسبی اور والا دودمانی کا ہر ایک دلیر عرصۂ کارزار کے بر صفحۂ ظہور آئیگا اپنی رحمت
کا صدقہ ہمکو اپنے آقاے ولی نعمت کے روبرو سرخرو کرنا آرزوے دلی یہی ہو کہ سہرے خون کے اور بڑھین زخمون
کی تن پر ڈالے آئینہ شمشیر مین چہرۂ عروس فتح و ظفر کا جلوہ کرکے دولہا بنے میدان رزم و پیکار مین نمودار ہون
اور ایک قدم ہمارا آگے سے پیچھے کو نہ ہٹے غرض یہ ہے کہ تمام رات دونون لشکرون مین بڑی جاگ اور چہل پہل
رہی طلایہ سوارون کے پھرتے تھے آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند تھی آخرالامر اب کوئی تین چار گھڑی
پچھلی رات باقی رہگئی کہ یہان سرخیل وفاداران **مقبل** وفادار نے جاکے بپاے سعادت صاحبقرانی کو بوسہ دیا
سلطان والا شان خواب راحت سے بیدار ہوئے اور پوچھا کہ **مقبل** رات کتنی باقی ہوگی **مقبل** نے عرض کیا کہ اے
شہریار نماز کا وقت ہے سلطان **صاحبقران** نے فرمایا کہ پانی وضو کے لیے طلب کرو فراش آفتابہ اور سلفچی
لیے حاضر تھے **امیر** باتوقیر نے اٹھکے وضو کیا اور بعد وضو دو رکعت نماز پڑھکے پوشاک سپہگری اور صندوق سلاح
کا طلب کیا تمام سلاح ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کیے **اشعار** زخود بسر افراخت آن سرفراز • که تا فتحش پیش آید ز
طراز • زره کش قبائے برازنده بود • که صنعت گرش داود بود • مسلح اور مکمل ہوکے باہر برآمد ہوئے **قند زیادہ اشقر**
دیوزاد کو لیے حاضر تھا **امیر** نے **اشقر** کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پایل بپہ ڈالکے رکاب مین قدم رکھا **اشعار** بزین برجہید
کرو چست پیوستہ سکندر بزین برنشست • دو گون که سهراب یل زنده شد • تنگ زیر شمشیر او زنده شد • چار سو ساڑھے چار سو
رفقا اور ندمائے شہ **سلیمان فارسی** اور **ابو المعجن گرد** و **مقبل** وفادار وغیرہ ہمراہ رکاب ظفر انتساب
سلطان عالیجناب کے ہوے سواری شاہانہ آہستہ آہستہ روانہ ہوئی جبکہ قریب نقارخانۂ بلورین کے پہونچے تو دیکھا سامنے
عیش محل کی ڈیوڑھی پر پردہ ہر چیونٹی پر کھنچ چکا ہے گل باری اینک قائم ہے ایک طرف سترہ سو کنول بلورین الماس نگار
اور سورج مکھیان اور ہزارہا پردہ سو جھاڑ بوقلمون اور دو دو ہزار پنجشاخے کنگا جمنی اور روپہلی سنہری **شمعدان** کف دست
انکے ... ہر انگشت پر ... شمعین موی اور کافوری کنولون اور سو ... وغیرہ پر چڑھین روشن ہین
ازبسکہ صبح کی روشنی نمایان ہوتی جاتی ہے تو روشنی پر زردی سی چھا گئی ہے اور فتیلے بے نور نظر آتے تھے ایک طرف نگور
نوبت کی لگ رہی تھی نقارے سونے روپے کے وقرنا اور شہنا چین طلائی و نقرئی نقارچی سب بادلہ پوش دالین
طلائی نوبت خانہ بہت تکلف کا بجا ہوا نگیرہ تمامی کا آگے اسکے کلابتون دور لپٹے کھنچا ہوا شہنا نواز شہناؤن مین
گٹ بھرے مین ... کو چومتے ہوے سناٹے سرون کے ایسے معلوم ہوتے تھے شہنا نوازون کی پیاری ...

جنھین کان رکھ کر ٹھکر طالک سینین ہے ایک سمت دو ڈھائی ہزار سفید پادشاہی گرزبان توی کے سونٹا کھینچے کر کلوی کا کرتے
سوہی تجنی باندھے جوتے پیشوری سلے سنا ہرے کے پانوؤن مین چڑھ شمشیر بند بودار چمڑے کے کاندھے پر رکھے گلاب
کیوڑا عرق بہار بید مشک انمین بھرے فوارے ہزارے مرصع وہ انون پر چڑھائے عطر بیزی اور گوہر افشانی کر رہے ہین ایک
جانب سات سو آٹھ سو مشعل بردار عود سوز اگر سوز عنبر سوز ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑے کے روشن کیے عود بو کی جھڑ لگے
ہوے بخورات طرح طرح کا جلتا ہوا نسیم عنبر شمیم وزان ہو دماغ جان معطر ہوے جاتے ہین سترہ اٹھارہ سو حاجب
دربان کلیجی قرباشی پیادول مردے چہ بدامنس تین تین پیچ کی جیغہ دار پگڑیان سرون پر باندھے مرزائیان
بلکاری کی اوپر قبا مین برق چاک محمودی کی اور قلم کار ریتون کی سنجاب شکلی ہوئی گلے مین پہنے مشروع کے پائجامے
پانؤن مین جبل چشم کے پٹکے کمرون سے باندھے ابلق کمیت سرنگ سمند سیاہ گھوڑے رانون کے تلے دہانے چبا رہے
گرد کرتے منتظر سواری کھڑے ہین ایک سمت ہزار بارہ سو فیلان کوہ شکوہ بسونڈے رنگے ہوے گلے مین پڑی زرّین حلقہاے
زرنگار پشت پر اشعار زنبک سے خورشید ہودج زرین پہ جبین فیل جب شہ کی سواری کے کھڑے ہون در پر جھل
زربفت کو ہو جاوین راتونسے لگے کہ شب دیجور پہ کیون نور کی ڈالی ہے چادر جھوڑے مسکل بجواہر دانتون پر چڑھے ہوے
مہ وجوان بادل پوش علماے زرنگار ہاتھون مین انکی پشت پر بیٹھے فیلبان بانک کھڑے خاموش انتظار سواری مین
ہین چودہ سو پندرہ سو سانڈنیان بطور مہارانیان کے آراستہ سترہ بافی عمل جھولین پڑی ہوئین دوریان کلابتون جھالرین
مقیش کی کرہین مرتین باسلکہاے مروارید آویزان زنگ گنگ جھنجی گردون مین سانڈنی سوار درویان جوہ دھامی پہنے
جامہ پہنے سانڈنیون کو روکے کھڑے ہین ایکطرف بارہ ہزار خاص بردار بندیان بندو گلے مین بگڑیان اور سکے سُرخ
سُرخ سرون پر درویکرون مین ہرکارے پرچے لگاے سلح اور کمل نقرئی طلائی ترمی کے غلافون کی خاصیان کمر وہان شیریان
جواہر نگار رومی ولایتی فرانسیسی نادر جھاقین دونالیان یک نالیان رفل خاردار رفل وغیرہ کاندھون پر رکھے پرا باندھے
لب بسکوت حاضر اور مستعد ہین غرض سامان اور جلوس سواری کا دیکھتے ہوے سلطان صاحبقران قریب خیمہ ملک
تکریم طالک نقیم کے پہونچے اشقر دیوزاد پر سے اُتر پڑے اور زین پوش بچھا کے انتظار مین ہمہ آرم ہوے حضرت
ظل الٰہ شہنشاہ سعد بن قباد کے وہین بیٹھ گئے اور جو جو شاہ وشہریار اور سردار مجرئی آتے جاتے تھے سب
امیر حمزہ صاحب توقیر کو مجرا کرکے چپ وراست زین پوش بچھا بچھا کے بیٹھتے جاتے تھے ناگاہ اندر سے آواز شہنائیان
کی گوش زد ہوئی اور آمد سریر سلطان حضرت ظل اللہی کی ہوئی عادیان پورشداریان کیتان کرب بن کوہ کر بجمرو
معدیکرب پہلوان عادی نے پردہ زنبوری کو ہاتھ سے تھام لیا اور تخت حضرت ظل اللہ عرش بارگاہ سلیمان
سریر گردون مسیر وارث اورنگ جہانبانی مالک سریر سلطانی شہریار ذی اقتدار سعد بن قباد کا چار سو ساڑھے چار
کہاریان نوجوانین پری طلعتین ماہ وشنین دوش بدوش لیے ہوے اور گرد دو میل کنول بردار نسان جوجھی
والیان لالٹین والیان دستی والیان روشنی مومی کافوری شمعون کی لیے ہوے اور روشنچوکی والیان روشنچوکی بجاتی
ساتھ سرون کے نکلے ہوے پہلوان عادی پکارا نصر من اللہ وفتح قریب کہارون نے بڑھ کے تخت اُس سلیمان
مرتبت کا کہاریون سے لیکے اپنے دوش پر رکھا حضرت کے چہرۂ اقدس پر جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ شاید ابھی نماز صبح سے
انفراغ حاصل کرکے سوار ہوے ہین سجدہ گاہ کی مٹی جبین اقدس پر لگی ہوئی وظیفہ مین مشغول ہین صاحبقران
دوران اٹھکے مجرے کو جھکے مردے نے نقیب دی بادشاہ سلامت شہنشاہ عالم پناہ سلامت زلزلہ قاف ثانی
سلیمان حمزہ صاحبقران امیر کشورستان جہانستان کا مجرا نگاہ رو برو حضرت ظل اللہ نے اپنا ہاتھ چھاتی پر رکھکے اشارہ

صف بندی کے قائم ہوا ناگاہ سلوف سے گنجاب علیہ اللعن والعذاب تخت پر سوار اور خواصی مین خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کا ذہیدین اور دست راست برمز تاجدار اور فرامرز نابکار پسران نوشیروان ملک العادل کسری اور دست چپ القاس خون آشام اور بدربن زلازل یک چشمی وغیرہ کفار اور پشت پر لشکر کفاران نابکاران پرجفا شعر حرامی لعینان و بدرخواران مردم پرستان ہمہ نابکار چنین خیل خیل ذیل ذیل بیچھے کے بیچھے فشون فشون دستے دستے گروہ گروہ انبوہ انبوہ غول کے غول غٹ کے غٹ پرے کے پرے فوج فوج موج موج شعر بمیدان رسیدند از ہر طرف بجوا افواج دجال بستند صف دو طرفین سے جب دار اور سقے نکل کے جھاری جھنڈی کا لشکر میدان کو تھوڑ کر دیا بیلچہ دار بیلچہ کاری کرکے نکل گئے سقے وغیرہ آبپاشی کر رہے تھے گرد و غبار کو بٹھا رہے تھے مگر کثرت گرد و غبار سے کرۂ ہوا کرۂ خاک آسمان گنبد لاگند لا اندام زمین رعشہ دار نظر آتا تھا دلی دماغ چوبون سے سر پیٹ رہے تھے اور حجاب نجین کف افسوس ملتی تھیں علمہائے زر نگار و زنگار کی گیسوا اپنے کھولے ہوئے زمین ہمہ تن چشم ہوکے میدان کو جھانک رہی تھیں جو آئینون کو عالم حیرت تھا بارے بعد دو گھڑی کے بسبب کثرت آبپاشی جبکہ گرد و غبار فرو ہوا اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے لگا تو اس وقت نقیبون اور چاؤشون نے میدان مین نکل کے میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول جو دو صفین باہم مہیب آراستہ اور پیراستہ کرکے یک بیک دل دار و جابجا سے آنکو ملاکے باواز بلند کہا کہ ای مردان نکو شیدا جامنزنان نیو شید شعر روز جنگ است جنگ بدید آید در آورشن نام و ننگ بدید برود سکندن ہو وہ رستم وہ سہراب کہان بیژن اور برزو شعار

ز احوال جم جام عبرت گوست	زنشانہ ز تو سند مغز دست	سکندر کہ یک عمر آئینہ ساخت	از تیغ مرگ چون زنگ باخت
نظر کن دو این طاق از پیچ رنگ	ز رستگست چون فرق کسری بسنگ	کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد	مداری زکاؤس و دارا بیاد
فریدون خدا وندا کلیل و تخت	ز دنیا بجا چو بربست رخت	جگر خون شد از دہر افراسیاب	کہ گشتی از و زہرۂ شیر آب
بجنگ سیہ فرق رستم گمر	کرد زید سے از گرز و گو د سر	چو بیژن بچاہ بلا شد قرار	نماند آن یلی برزوی نامدار
جہان ماکسے پایداری نکرد	کسی این چنین بیشہ ہا دی نکرد	مگر آنکہ نام شجاعان عصر	بماند نکو تا بفرداے حشر
شجاعت خدا و رسل را پسند	شجاعان دنیا بجنت رسند	کہ او رست پس آن یلی ارجمند	کہ آید بمیدان تیغ و کمند
وہ جلوۂ نام جستہ دید	بہ پیش شجاعان شود جوہر		

یعنی کون ایسا جوان ہوگا کہ آج ان بہادرون کا نام مثل حرف غلط مٹاکے اپنے باپ دادے کا نام اس صفحۂ ہستی پر روشن کرجائے سپہ گری کا فن جو مردون کو دکھلا جائے ۔ یک آگے بڑھ رہے اور یک پاچھے ہٹ جائے ۔ بس ساتھ اس کڑکے کے تیغ عام عرصہ کارزار اور دلیران نامدار کی آنکھون مین نشہ شجاعت کے پردے سے رنگ اور برچھے نیزے چلے اور قبضون پر تلوارون کے ہاتھ رکھے منتظر تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر کون ہوتا ہے یہان تو یہ حال تھا اب شمہ حال گنجاب خانہ خراب سیاہ دل کا گذارش کیا جاتا ہے کہ گنجاب نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین سات صفین آراستہ ہون چنانچہ اوّل مین ارجل خشت انداز اور سرجل خشت انداز مع ایک لاکھ اسی ہزار خشت انداز اور رعد اندازون کے آکر قائم ہوئے اور صف دوم مین اقوان گراز وندان اور کیوان گراز وندان مع سی ہزار کفار آمادۂ مرگ مہیا ہے قائم تھے تیسری صف مین غراب زنگی اور محراب زنگی لاکھ حبشی اور زنگیان مردم خوار سے صف آرا ہوئے چوتھی صف مین فیل گرگ پیشانی اور گرگین فیلتن ایک لاکھ تیس ہزار سوار سے صف آرا ہوئے اور صف پنجم مین کلال خرس پیشانی اور جھلال خرس پیشانی ایک لاکھ چالیس ہزار سوار سے وصف جنگ دین یہ مین صف ششم مین ارقم فیل زور اور عقرب اژدہا چشم

ہوا کہ سوار نیزہ دار سے آمادہ پیکار ہو صف مقتل میں تہور گرگدن سوار یک لاکہ سوار کہ نام روشنے تہمینہ کا ... جہاں
تھا ایک مرتبہ ارجل خشت انداز نے یک گرگدن اہرمن طلعت پر اشعار

زد صریر زد و ہنگام رفتن	چنان دم کوہ را صد پارہ کردے
میان مرد کش بر پلنگ	بجنبش چون بوزی تخت
سینے نیزہ دن چون وہ آہن	اشارت گر بسنگ خارہ کردے

چونکہ زیر ران رکھتا تھا آئے جانب دہنے صف لشکر غازی سے باہر نکلا اور سامنے تخت گنجاب
کے آکے اجازت طلب ہوا گنجاب نے کہا جا تجھے خداوند لقاے خداے باختر کو ہیں یہ سنکے وہ
گبر مغرور بقصد رضا اور مردود خلائق ارجل خشت انداز گنجاب علیہ اللعن والعذاب سے رخصت ہوا اور اپنے
گرگدن کو تیز گام کرکے ناف میدان مصاف میں آکے قائم ہوا اور پکارا ہو لشکر بدیع الزمان والے فرقہ خدا
پرستان انتشار کسے کہ آرزوے مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان جنگ کرادہ دست وپا آوری دارم تا بخن ورد یا لنگ
بوداور پیرا کلمہ ابھی زبان سے نہیں نکلنے پایا تھا کہ تقدیر ابھری بوش نے چاہا کہ میں اپنا مرکب جولان کرکے اُسکے مقابلہ
کو نکلوں ناگاہ ادھر سے شاہزادہ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار نے اپنے مرکب کو صف لشکر سے باہر نکالا اور جیب و
دست عملون کو جلوہ دیا شاہزادہ ستودہ صفات سہراب دوران بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہمت ثانی سلیمان الاشان
حمزۂ صاحبقران نے تخرکے مرکب بڑے کو دیا اور امیر عالیمقام کو مجرا کرکے جیر گھوڑے پر سوار ہوا اور مرکب
کو جرکا تا قریب ارجل خشت انداز کے پہنچکر ہنگامہ در ہوا تو دیکھا کہ گینڈا ارجل خشت انداز کا دس بارہ قدم پیچھے ہٹ
گیا ارجل گرگدن بڑے گرتے گرتے بچا اور پھر خوب سا سنبھلکر تازیانہ گرگدن کو مارا اور نہایت غیظ وطیش میں بھرا ہوا سامنے
شاہزادہ بدیع الزمان کے آکے کہنے لگا کہ ای جوان یہ کونسی رسم دری ہو کہ تونے آتے ہی نگاہ ڈالکے میرے گرگدن کو پسپا
کر دیا شاہزادہ عالم نے جواب دیا کہ ہمارے طریق اسلام میں یہی رسم ہو کہ پہلے ہنگام دورکے امتحان زور بازو سے حریف کا
رستہ میں کرتے ہیں قوت اور مردی ہمیں ظاہر ہوگئی کہ بیشک طاقت ہو ایک نگاہ میں گینڈے بڑے گرتے گرتے بچا
ارجل خشت انداز یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سنتے جھٹ درہم برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے پسر خدا پرست تو مجھے کیونکر
جانتا ہو تو شعر بیا تا بہ داری زمردی نشان کہ مانند میں دگر زور گران شاہزادہ والا مرتبت نے فرمایا اے ارجل
خشت انداز ہمارے طریق میں چار باتیں ممنوع ہیں اول حریف پر پیشدستی نہیں کرتے دوم بھاگے کا تعاقب نہیں
مناسب جانتے سیوم کسی بزرگوار کے مزار پر دیدہ و دانستہ قدم نہیں رکھتے چوتھے کسی عاشق کا راز نہیں فاش
کرتے انہا شعر تو اول بزن بر مناسے خویش کہ من خصم را نمیدہم جاے بیش یعنی تو پہلے اپنی ضرب کرکے اپنے دل کا
ارمان نکالے کی حسرت نکال لے اگر جناب احدیت تیری ضرب سے مجھے محفوظ اور سالم رکھیگا تو جدا سکے میں بنا حریہ
تجھ پر کرونگا ارجل خشت انداز نے کہا دو بار مری دو جوبے مارے سوچ کر مجھے کو کیا ایسے جب تو میری ضرب
سے جانبر ہوگا تب میں تیرے وار کو دیکھونگا یہ کہکے پکارا خبردار رہنا کہہ کر خبردار نہ کیا و دفاخن کے گلے میں ایک خشت
فولادی اور اسکے چاروں کونوں میں چار خنجر فولادی بران اور بہت آبدار نصب کیے ہوے رکھکے اپنے سر پر چرخ
دیا اور سمت شاہزادۂ عالیمقام بقوت تمام بہ اوج بجز وہ اینٹ مثل رعد شور کرتی چلی شاہزادہ عالیجناب نے اُسکو جب
آتے دیکھا اپنا ایک پاؤن رکاب سے نکالکر فاش زین سے چپتی تمام بغل مرکب پر آرہا اور زین کو خالی کر دیا اینٹ
برابر پالان مرکب کے آکر لگی اور کلہ مرکب کا توڑکے زمین میں غرق ہوگئی وہ گھوڑا شاہزادہ بدیع الزمان کا تصدق
ہوگیا اور شہزادہ عالم جست کرکے زمین پر آیا اور امیر بن عمرو سے فرمایا کہ گلگون باختری کو لاحسب بحکم شاہزادہ عالم
کے امیہ بن عمرو نے اُسی دم مرکب گلگون باختری کو لاکے حاضر کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے پیچے تو زور کرکے

اُس اسپ کو زمین سے کھینچ لیا اور بولتے گلگون باختری پر سوار ہو کے اُسی اینٹ کے لیے مرکب کو تیز گام کر کے جانب

ارجل خشت انداز متوجہ ہوا اور یہ نعرہ کیا نعرہ

بدیع الزمانم کردہ نبرد گزین ۔ دانم زدن آسمان بر زمین

صاحب خوبی سر انجمن ۔ ز تیغم بسے ملک اسلام شد

بدیع الزمان گرد لشکر شکن ۔ کہ سر فتنہ باختر تام شد

نہیب دی کہ ہاں او نطفہ حرام بد ذات خبردار کہ میں تیرے تقدیری حربے سے تجھے جہنم واصل کرتا ہوں ارجل خشت انداز یہ کلام شہزادہ عالی مقام کا سُنکے قہقہہ مار کے خوب ہنسا اور کہنے لگا کہ اے بدیع الزمان مجھے خداوند لقا نے پروانہ مسلمی کا دیکے تقدیری ہو کر تو سب پر غالب رہیگا کبھی کسی سے تو مغلوب نہو گا شاہزادہ عالیمقام نے فرمایا کہ کیا معاذ اللہ تیرے اس گبر مغرور خونخوار بکر خرس بادیہ ضلالت گمراہ کنندہ عالم لقا کی تقدیرات اور مزخرفات کہنے کا ابھی تماشا دیکھ اور یہ کہکے اُسی اینٹ کو سر پر پیچ دیکر ارجل کو نشانہ تاک کر مارا ارجل نے چاہا تھا کہ اینٹ کو خالی دے مگر اینٹ آکے اُس حرامزادے کی جبہائی پر لگی اور وہ جہنمی چیخ مار کے گینڈے ہرے چاروں شانے چت زمین پر گرا اور دم بھر میں ہو پڑک پڑک کے سدھارا جہنم کو گیا گنجاب نے جو یہ حال دیکھا کہ ارجل خشت انداز مارا گیا بچارا کہ دادو بیداد واحسرتا وادریغا اس خیرہ سر بیہودہ روزگار خدا پرست نے غضب کیا کہ سرغنہ خداوند لقا کا نوڑا کسلیے کہ تقدیر خداوند لقا سے کی تھی کہ کوئی ارجل خشت انداز کو کبھی نہ مار سکیگا ورلے نے بخلاف تقدیرات خداوند لقا کے ارجل کو مار ڈالا اس نجات نہ دینا اسکو اور چار طرف سے محاصرہ کر کے مار لو زندہ و سالم نجھو زو دیہ شو۔ گنجاب کا سُن کے سرجل خشت انداز چھوٹا بھائی ارجل جہنمی کا اے بھائی ہے بھائی کہتا اپنا گھوڑا دوڑا کے سمت شاہزادہ بدیع الزمان جلاد بدار سرخ پوش نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان سے نعرہ زن دار سرجل خشت انداز بکار کہ جہنم واصل کیا اور اب سرجل خشت انداز چھوٹا بھائی اُسکا جو یہ زخم بر سر شاہزادہ بدیع الزمان جاتا ہوا لیکے اپنا گھوڑا گرم کر کے سد راہ سرجل خشت انداز کا ہوا اور پکارا بلند صدا کہ باش اے نامرد خیرہ روزگار کہاں جاتا ہے کس واسطے کہ تو صید ہے میرا ہے سرجل خشت انداز نے نقابدار سرخ پوش کو سد راہ اپنا دیکھ کے حالت غیظ و غضب میں سبطح کی ایک ورا اینٹ فلاخن میں رکھی اور چاہا کہ پیچ دیکر سر پر حربہ اپنا کرے ایک مرتبہ نقابدار سرخ پوش نے مثل برق جہاں کے دوال کمر پر اُس کے سطح سے تیغ مبارک افراسیابی کا حربہ کیا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر روح اُس جہنمی بدمعاش کی لاش زین سے زمین پر گری اور خاک و خون میں بچھنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان رستم صولت نے جو دیکھا کہ نقابدار سرخ پوش نے سرجل خشت انداز کو واصل جہنم کیا شاہزادہ عالم اپنا گھوڑا چمکا کے قلب لشکر گنجاب پر جا پڑا اور اس طرف سے بھی تمام کفار پر جھپٹے وہ تلواریں چمکنے لگیں نہ زمین رہی نہ آسمان ہوا بیکار رہو نے یہ سرپوش اور جلوہ فوج کفار کا دیکھ کر اس طرف سے فضل بن گیا مور خون آشام اور قرن بلند کمان اور رفاعے زنجیر خا سے اور رستم خان بن گنجاب اور ترک جوشن پوش اور ارباب باختری اور دیوانہ قیطاس آزور روش طاہر بن قہرمان عجمی اور قاتل زنگی اور معاتل زنگی اور مقبل بن آشوب اور منصور شاہ وغیرہ سرداران جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان کا دلاور کے نیچے سے دی نعمت شاہزادہ بدیع الزمان رستم صولت کو یکہ و تنہا لشکر کفار میں حمار ہی اور شمشیر زنی کرتے دیکھ کر اپنے اپنے گھوڑے دوڑا کے پشت پر شاہزادہ عالم کی پہونچے اور آمادہ کفار کشی اور جہاد ہوئے اشعار

سکے نیزہ زور بر عماری نشین ۔ سکے تیغ بر موج آہنین

سکے لبل از خنجر آبدار ۔ سکے کشتہ از تیر سینہ فگار

کشیدہ بہم تیغ کین از غلاف ۔ بئے قتل و کفار و اہل خلاف

سکے راہ باز و سکے راہ بر ۔ سکے راہ پشت و سکے بر کمر

سکے بود در خواب در مرش رسید ۔ اجل دیدہ دو دم تیغ دید

یکے را بہ پیکان جگر کاستہ ❊ یکے رگ رگ از خدا خواستہ
یکی بود چون مرغ بسمل بخاک ❊ شد از زخم خنجر یکے سینہ چاک
یکے بود بر نوک نیزہ طپان ❊ بخاک اوفتادہ یکے نیم جان
یکے بود گریان بحال پدر ❊ یکے بر برادر یکے بر پسر
شکستند صد پایہ گوپال سر ❊ برون مغز صد ہا شدہ از تبر
کمانہا ز عبرت بہ بستہ میان ❊ گذارندہ تیرے بہ آغوش جان
بہ فوج عدو بود اجل خندہ زن ❊ ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
بلا اسپ ہر سو ہزاران ہزار ❊ ہمی گشت در دشت کین بیقرار
بسے دیدہ مجروح و خونابہ بار ❊ صدائے برآمد ز نالہ زار بود

یکے را دہان پر خون ز زخم سنان ❊ بمیدان یکے تشنہ لب دادہ جان
یکے بود بے پا و بے سر یکے ❊ یکے کشتہ تیغ و خنجر یکے
یکے چشم پر نم چو تبخالہ داشت ❊ یکے بر لب از سوز دل نالہ داشت
بہ شمشیر و خنجر بہ تیر و سنان ❊ بہم یکدگر می ربودند جان
صدائے تراق و تراق و تراق ❊ زمیدان رسیدہ بہ نیلی رواق
چنان گرم کردند بازار جنگ ❊ کہ میسوخت پرہائے تیر خدنگ
زبس کشتہ افتادہ پہلو بہم ❊ شدہ خویش و بیگانہ پہلوے ہم
سر مردہ در زیر نعل ستور ❊ شدہ سرمہ دیدہ مور گور

اور حال شاہزادہ با اقبال یوں ہے کہ ہمعنان شاہزادہ بدیع الزمان گرد و شکر شکن کا یہ تھا کہ مثل شیر صحرائی صید افگنی کرتا ہوا جیسے دو ٹکڑے سر پر تیغہ طهمورث دیو بند کو مارا زیر تنگ اسپ کری کمند لنگ کے نکل گیا اور لاش اُس جہنمی بد معاش کی مع مرکب چار پارہ کالے ہو کر خاک و خون میں لوٹنے لگی جیسے دوال کمر پر ہاتھ مارا بیٹھا مثل خیار تر قلم کرکے گرا دیا جیسے جنیو کا ہاتھ مارا ایک شانہ ایک ہاتھ اور سر دھڑ سے غائب ہو گیا اور افواج کفار مانند گلہ بز و میش سامنے سے پریشان اور بھاگتی پھرتی تھی خلاصہ یہ کہ وہ اشجع دہر فہیم ہیجائے وغا شمشیر زنی کرتا برابر صف اول کے پہونچا وہاں سردار اُس صف کا ایک گبر غیور کہ نام اُسکا **عنطر فیل دندان** اور چھوٹا بھائی اُسکا **قنطر فیل دندان** تھا وہ خوک صحرائی **عنطر فیل دندان** بمقابلہ شاہزادہ **بدیع الزمان** رستم صولت ہو کے پکارا کہ ابے او **بدیع الزمان** کہاں جاتا ہے کہ گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی اور یہ نعرہ دے کے برابر ایک ضربت تیغ بر سر اقدس اُس شاہزادہ نامور کے کی شاہزادہ اشجع دہر نے سپر کو اُس وقت پشت پر ڈالدیا اور یہ مشورہ کہکے کہ **شعر** سپر رو گرفتن ننگ می آید سپاہی را * دلیر مرد میدان روز جنگ این وسپاہی را * اور تیغہ **طهمورث دیو بند** کی پشت سے اُسکی کمر کو دو ٹکڑے کر کے ایک وار تیغہ آبدار کا اُس **عنطر فیل دندان** تیرہ روزگار پر کیا اُس علیہ اللعن نے سپر کو پناہ کیا تھا مگر وہ برق شمشیر چمک کر اور جھپک کر گری تو لگا یہ سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کر کے خود اور دو مغفر اور کھوپڑی کو کاٹتے ہوئے اور چہرے کو لیتی ہوئی صراحی گردن میں مثل قطرۂ سیماب نہ ٹھہری صندوق قبا شکم کے دو ٹکڑے کر کے اسفل کی طرف سے نکلی اور قاش زین اور نمد زین کو کاٹ کے زیر تنگ اُس کری کمند لنگ کے نکل آئی زمین کو بوسہ دیا لاش اُسکی مع مرکب چار ٹکڑے ہو کے پھڑکنے لگی اور شاہزادہ سہراب توان اُس **عنطر فیل دندان** کو جہنم واصل کر کے جانب صف دوم متوجہ ہوا اور با شمشیر خونچکان قریب صف دوم کے پہونچا اُسطرف سے نقابدار سر خوش تلوارین مارتا اور لاش پر لاش گراتا اسی پہلی صف پر پہونچا **قنطر فیل دندان** چھوٹے بھائی نے **عنطر** کے **قاسم** کے روبرو آکے تلوار بہ سر خاور سپاہ نامدار کے ماری **قاسم** نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر بوقت برگشتن تیغہ ایک چمک کر مارا تا جگر گاہ اُتر گیا اور وہ کافر چیخ مار کر گھوڑے پر سے زمین پر گر کے جہنم واصل ہوا اسمت صف دوم تعاقب میں **بدیع الزمان** کے روانہ ہوا اتنے عرصے میں شاہزادہ **بدیع الزمان** با شمشیر خونچکان کفار کشی کرتا ہوا صف دوم میں جا کے غٹ پٹ ہو گیا یکایک **اکوان گراز دندان** ملک اُس صف کا نعرہ دے کے برابر شاہزادہ **بدیع الزمان** کے آیا اور تلوار کھینچ کر بر سر شاہزادہ نامور حملہ آور ہوا شاہزادہ عالم نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر بوقت برگشتن جلد بیچ کا ہاتھ

سے کلے پر مارا گویا طمانچۂ اجل اُس کافر بے حیا کے لگا اور وہ جہنم واصل ہوا اور فوج کفاران صف دوم کو پریشان و پراگندہ
کرکے جانب صف سوم متوجہ ہوا اُدھر نقابدار سُرخ پوش صف دوم میں پہونچا کیوان گراز دندان سپہ بر نقابدار
سرخ پوش آیا اور تلوار کھینچکر بقوت تمام بر سر نقابدار ماری نقابدار سرخ پوش نے اپنی تلوار کی پشت سے اسکی تلوار کو مانند
آئینہ حلبی کے دو ٹکڑے کیا اور فاش زین پر قائم ہوکے تیغ مارا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوکے علیحدہ جا پڑا اور لاشہ ایکطرف
گرکے پھڑکنے لگا بعد ازان نقابدار سرخ پوش بھی متوجہ صف سوم ہوا اتنے میں شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والا
مرتبت صف سوم پر پہونچا۔ غراب زنگی مالک صف سوم نے جو شاہزادہ عالم کو آمادہ رزم و پیکار آتے دیکھا بر شہزادہ
حملہ ور ہوکے چلاکر پکارا ای خدا پرست باش بہ ہوش خبردار مرد میدان ہو یہ کہکے ایک گرز دو دستی بر سر شاہزادہ والا قدر ماری شاہزادہ
عالیمقدار نے بند دست اُسکا پکڑکے جو اُسکی کلائی کو زور سے دبایا تو گرز اُسکے ہاتھ سے دور جا پڑی اور پھر طنطنۂ اللہ اکبر جگر
سے کھینچکر اُسکے کمر بند میں ہاتھ ڈالکر فاش زین سے اُٹھا لیا سب اتفاق شاہ عیاران عمرو بن اُمیہ بھی اسی مقام پر
بہیئت عیاری تبدیل لباس کیے کھڑے ہوئے یہ تماشائے جنگ دیکھ رہے تھے بیساختہ صاحبقران کیطرف متوجہ
ہوکے پکارے کہ اے حمزہ ذرا بچشم انصاف و نظر عدالت دیکھ کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے اس زنگی مردم خوار
اہرمن توان کو کس جوان مردی سے بسہولیت و آسانی خانہ زین سے اُٹھا لیا اور بر روے ہوا پھینک کر یقین ہے کہ
چرخ رنگ ہوائی کا تماشا دکھاوے صاحبقران نے جو خیال کیا تو واقعی شاہزادہ عالیجناب نے غراب زنگی کو پہیہ وار
گرد چرخ دیکے آسمان کیطرف پھینکا اور گرتے گرتے دوال کمر پر تیغ ماری دو پر کالے ہوکر گرا اور لاشہ اُسکا خون میں لوٹنے
لگا شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن غراب زنگی جہنمی علیہ اللعن والعذاب کو قتل کرکے صف چہارم کی
طرف روانہ ہوا اُسطرف سے نقابدار سرخ پوش صف دوم کو تہ و بالا کرکے شمشیر زنی کرتا صف سوم میں پہونچا محراب
زنگی چھوٹے بھائی غراب زنگی جہنمی کا اپنے بھائی کو مارا گیا دیکھکر جنگ بہ نقابدار سرخ پوش آیا اور ایک وار تلوار کا
بر سر نقابدار کیا نقابدار سرخ پوش نے پھرتی تمام سے بچکر زنگی کی ملاحظہ کے بیچ میں تیغ ماری کہ ایک شانہ مع
گردن اُسکا قلم ہوکر ساتھ سر کے گھوڑے پر سے تڑپتا ہوا نیچے گرا اور سم مرکب کے نیچے پامال ہوکے فی النار
والسقر ہوا اور نقابدار سرخ پوش محراب زنگی کو قتل کرکے متوجہ سمت صف چہارم ہوا وہان شاہزادہ عالیشان
بدیع الزمان سیر دون کفار کا صفایا کرتے بیدین کو تیغ بیدریغ کرتا ہوا صف چہارم کے قریب پہونچا اور فیل
گرگ پیشانی سردار صف چہارم کا آمد شاہزادہ رستم دل سفندیار توان بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی دیکھ
طہمورث دیو بند کھینچے لاش پر لاش ڈھیر پر ڈھیر سر پر سر ہوتے ہوئے پژمردہ گرتا مثل شیر صحرائی صید افگنی کرتا شعر
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد + یکے را دو کرد و دو را چار کرد + بلکار یک گرز ہفتاد منی لیے سامنے آیا اور پکارا
ای خدا پرست بیت گران گرز در سر برتن ست + حکیم علاجش بدست من ست + اور وہی گرز بزور قوت تمام
یا خداوند ہیجدہ ہزار عالم لقاے خدا ہے با خبر کہکے بر سر اقدس شاہزادہ عالیمقام مارا شہزادہ سہراب توان
بدیع الزمان نے بڑی چستی وچالاکی سے اپنا ہاتھ بڑھاکے قبضہ گرز کو پکڑ لیا اور اپنے قبضۂ اختیار میں کرکے
اسی گرز کی ایک ضرب اُسپر کی کہ مع مرکب پیوند زمین و پیوند زمین ہوکر استخوان جسم تک اُسکے سرمہ سا ہوگئے اور جہنم واصل
ہوا القصہ شاہزادہ والاشان فیل گرگ پیشانی کو پیوند خاک کرکے جانب صف پنجم مخاطب ہوا اُسطرف سے وہ نہنگ
بحر شجاعت نقابدار سرخ پوش دریاے لشکر کفار میں شناوری کرتا تلوارین مارتا صف چہارم پر پہونچا گرگین فیلتن
سردار صف چہارم پر جہا پکڑ کے بمقابلہ نقابدار سرخ پوش آیا اور نیزہ سینہ بے کینہ نقابدار پر مارا نقابدار سرخ پوش نے نیزہ اُسکا

برگشتن پہ کھیسے رہ گو گبر مغرور شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن - یہ کہکر پیار کر تسمیہ لگا
گرز ہولناک عیار زرد وپہ کا لے ہو گیا خر اسکی خاک و خون میں لوٹنے لگی ۔ وہ نقارہ بروہ نہ ان لشکر کفار سے رزم و پیکار کرتا
ہوا جانب صف ہفتم متوجہ ہوا اس عرصے میں وہ رستم صورت سہراب تن صاحبقران بن صاحبقران پہلون
تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہزاروں کو یوسف تیغ آبدار کرتا قریب صف ہشتم آکے نعرہ زن ہوا نعرہ

مہ برج خوبی شہ انجمن | تہمتن جوان گرد لشکر شکن
زتیغ بے ملک اسلام شد | کہ ہر فتنہ با خیر تمام شد
بدیع الزماں نام کی در زمین | توانم زدن آسمان بر زمین

نعرے نعرہ کو وہ شگاف اس قدر زلزلہ قاف کی شل سان ہزرہ
جو سنتا ان باو کے بیچاک پر مردوں غصے ہیں کہ سینوں پر نکل گئی درخت کے تین جگر پھٹنے لگی ناگاہ ایک پہلوان دیو
طلعت اہرمن توان قمہور کرگدن سوار نے مسلح اور مکمل سر بر صف ہفتم شمشیر عدو اور نیزہ بر دوش بکمال جوش
وخروش گھوڑے کو دوڑا کے یہ نہیب دی ہو کر بدبخت بدیع الزمان نے گذایہ کی از دست من زندہ و سلامت
روی ہو مقابلہ شاہزادہ عالیمقدار آیا شاہزادہ نے گفتگو سے معقول اور تقریر معقول لاف و گزاف کی اس گبر مغرور کی سن

کے فرمایا سبحان اللہ اشعار
ہمی گرد شی چیخ ہیں تک سازد | نگیرد نیک اور سر نیزہ باز
دریغا نیز گی دہر سپہر | کند روبہے مثل نخچیر شیر

اور بعداسکے اسکی جانب مخاطب ہو ارشاد کیا کہ اے زبان دراز بس ہیہودہ گوئی سے کیا حاصل
میدان زبان نیزہ اور دم شمشیر سے گفتگو کرنا ہو رزم ہی شعر زبان دانش و تیغ کشیش خلاف نہ کہ جملہ سخن نیست وقت مصاف
یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سنکر قمہور کرگدن سوار نے بہت خواری اسی اثنے روزگار شاہزادہ نامدار نے بلطف
سے گرز بند دست اسکا کھینچ کے ایک جھٹکا دیا کہ منہ کے بل تا پشت زین پر گر پڑا اسوقت حالت غیظ وطیش میں شاہزادہ
نامور نے ایک طمانچہ اسکے منہ پر مارا کہ دو ہر ے سر اسکے علیحدہ جا پڑا اور لاشہ بے سر اسکا چرخ مار کے نیچے گر کے خاک
وخون میں پھڑکنے لگا شاہزادہ عالیمقام نے قمہور کرگدن سوار کو جہنم واصل کر کے در بافضال ایزدی و
تائید سرمدی ساتوں صفوں سے مظفر و منصور ہو کے اب رخ طرف گنجاب کے کیا اور ہر طرف گنجاب نے دیکھا کہ
قمہور وغیرہ سردار سب توں صفوں کے مارے گئے اور بدیع الزمان اب میری طرف آتا ہو آواز بلند کہا کہ اے یارو
اب انتظار کسکا کرتے ہو اور دیکھتے کیا ہو بدیع الزمان میری طرف آتا ہی اسے چار طرف سے محاصرہ کر کے مار ڈالو مجھ تک
آنے نہ دو یہ کلام گنجاب تیرہ انجام کا سنکے بدرین زلازل یک سیتمی جو برابر تخت گنجاب کے اپنے مرکب پر سوار آماد
رزم و پیکار کھڑا تھا یہ کہنے کہ یا پیغمبر مرسل مجھ خداوند لقا دیتے قبل سے میں جا کے اسکا کام تمام کرتا ہوں بس اتنا
کہکے اور گھوڑا اپنا کے شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان کی طرف جب وہاں تن تیرے سے بڑھتے سلطان عالی مقام
امیر حمزہ صاحبقران مع تمام سرداران بارگاہ نشین تماشا شجاعت اور شمشیر زنی شاہزادہ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن کا ملاحظہ فرماتے تھے اور سراج عیاری نقب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار
برابر چتر امیر اقدس پر سایہ بن با اقبال کے مسند زرنگار پر نثار تھا یکایک عمرو نے کیفیت سلطان صاحبقران عرض کی کہ حمزہ
علم زرنگاری فوج کفار کا میمنہ سے جدا ہو کے جانب شاہزادہ بدیع الزمان والا منزلت ہوا سے لہراتا ہوا رخ کیے ہوئے
معلوم ہوتا ہو شاید اور کوئی بڑا سردار لشکر گنجاب کا بمقابلہ شاہزادہ عالیجناب بدیع الزمان آتا ہو امیر با توقیر
نے بھی اس جانب کو بخوبی متوجہ ہو کے دیکھا کہ ہجوم کفار بر سر شاہزادہ عالی مقدار ہوا اور ایک گبر مغرور و لچے
آہن میں غوطہ مارے شمشیر عریان سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے آمادہ رزم و جنگ آ پہونچا سلطان
صاحبقران امیر کشور گیر جہانستان نے سمت قبلہ منہ کر کے با چشم اشکبار جناب باری سے دعا کی کہ اے قادر ذوالجلال صدقہ

بنی وحدانیت کا میرے دست جگر پایا۔ بدیع الزمان کو اس بلائے کفار سے محفوظ رکھنا ابھی میرا تو قدرت بدعا تھے کہ بدر بن
زلازل یک حسیتمی نے یہ کہکے کہ اے خیرہ سر خیرہ روزگار بہت عیش و نشاط کر چکا اور بڑی نمود اور دھوم تیری تھی
بس تا چند شجاعت اور جرأت اپنی دکھلائیگا خبردار ہو جا اور مرکب کو برابر ملا کے خانۂ زین پر قائم ہو کے بر شاہزادۂ نامدار
تلوار ماری شاہزادۂ عالم نے اپنے تیغ طہمورث دیو بند کی پشت پر اسکی ضرب کو جو روکا تو اسکی تلوار مانند آئینہ چینی کے
ٹوٹ کے دو ٹکڑے ہوگئی بدر بن زلازل یک حسیتمی نے چاہا کہ دوسری تلوار جلد پر چلا۔ جامہ تھی سے پرتلے کھینچ لے
کہ جب تک وہ تلوار مڑھے سے کھینچکر ضرب کرے کرے شاہزادۂ بدیع الزمان نے بجستی تمام تیغ طہمورث
دیو بند کا ایک ہاتھ اسکے سر پر مارا بدر بن زلازل نے سپر کو پناہ کیا حسب عادت جیسا تلوار کا سپر پر پڑا سپر کو کاٹ
کے خود و دو لغہ و کھوپری کو کاٹ کے تا دو ابرو اتر گیا بدر نے اپنا سر جھکایا تیغ طہمورث دیو بند گردن پر پیٹھ سے
کی پڑا اور گردن گینڈے کی قلم کر کے نکل گیا بدر بن زلازل یک حسیتمی مع اپنے اُس ترگرن کے مانند دیو
آتشبازی کے چرخ مار کے میدان میں زمین پر گرا لکھو کھا کفار پیادہ اور سوار فوج کنجاب کے ہاں ہاں میاں لینا دوڑ نے
دبا لیکے چار طرف سے دوڑ پڑے اور اپنا قتل ہونا اور مرنا گوارا کر کے جسطرح سے ہو سکا قریب نہیں چالیس کا فوج کے
مارے گئے بدر بن زلازل یک حسیتمی کو اسی حالت زخمداری اور غش میں خاک و خون میں آغشتہ اٹھالے دوش
بر دوش لے بھاگے باقیماندہ تمام لشکر کنجاب شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار پر ہیبت اپنی اپنی منھ پر کٹے
مثل ابر جھکے ہوئے بارش تیز و تیر اور تبر اور شمشیر اور خنجر کی کر رہے تھے انتہاے درجہ یہ کہ اب اس درجہ
ہجوم اور دھوم کر کے فوج کفار نے محاصرہ کیا کہ شاہزادۂ عالم نظروں سے پنہاں ہو گیا سلطان والا شان امیر حمزہ
گیتی ستان صاحبقران نے جو یہ غوغائے افواج کین اور ہلہ اعداے دین کا رسد دیکھکر اپنے لخت
لخت جگر جو نظروں سے مخفی و پنہاں دیکھا حالت اضطراب میں نہایت بیتاب ہو کر با چشم پر آب ہو کے عمرو کی جانب
مخاطب ہو کے فرمایا کہ خواجہ وہ قرۃ العین نور بصر شاہزادہ بدیع الزمان اسوقت لخت و غیرہ میری نظر سے ہوا
غور سے دیکھو کہ فوج کفار میں وہ کسطرف نظر آتا ہے عمرو بھی سراسیمہ ہو کے چار طرف دیکھنے لگا کہ فرسنگوں تک یہ
سپر چھایا ہوا اور برق شمشیر جیسے لپکتی ہے ہر سمت تیر کی جھڑی لگی ہوئی ہے تیرہ و تار فوج کفار نے زمانے
میں اندھیر ہی کر رکھا ہے آفتاب سپہر صاحبقرانی یعنی شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان عرش مرتبت بدر بن زلازل
یک حسیتمی کو زخمی کر کے جو اُس ظلمت ہجوم اور دھوم لشکر کفار سے نکل ہو دیکھنے مر پر چلا جو لشکر کفار کا ہو رہا اور
اور بیشتر نظر اپنے کنجاب علیہ اللعن والعذاب کو تخت پر اجلاس کیے ملاحظہ فرما کے ایک مرتبہ شمشیرزنی کرتا ہوا پر لاش پر دھر

برنگ بہار بر سر این جوان	چو بادبرسنہ اصید کمناک	بحیہ شیر ژیان ہوا بوے لالہ	پر دھر مر بر سر مردے پر مردہ گرانا کشتوں کے پشتے لگاتا ہوا غیظ و جلال اشعار	چو رنگ بہار شفق جسم خونستانا بلبلہ مرکب گلگون باختری

کو تا ز یانہ مارکے برسر کنجاب چلا کنجاب نے جو دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان عنقریب آپہونچا
حالت اضطراب میں ادھر اُدھر دیکھکر چاہتا تھا کہ بھاگ کھڑا ہو ابوالقاسم خون آشام جو برابر تخت کے کھڑا تھا
اُسنے کنجاب کو نہایت بیتاب دیکھکر کہا کہ اے بے غیرت جل ع صد خندہ مرگ بر جبین زیست ے تف ہے میری
ایسی بیحیائی کی زیست پر اور ننگ میرے سر پر کہ میرے سامنے تیرے دل کو صدمہ اور قلق کسی بات کا ہو اب
مجھے تنہا چھوڑ کے میں مارنے زندہ کہاں جاؤنگا یہ کہکے اپنے مرکب کو جولان دیا اور برابر شہزادۂ نامور کے پہونچکر
حضور پر سر اقدس شاہزادۂ عالیمقدار ماری شہزادہ والا گہر نے اپنے تیغ طہمورث دیو بند کی پشت پر اسکی ضرب

کو روک کر تلوار کو اُسکی توڑ دیا اور پے بہ پے درجواب اُسکے تیغ مارکر ایک زخم کاری سر پر لگایا کہ القاش نشست
سے زمین پر کو پڑا اور اگر ذرا توقف کرے تو اُسی وقت جہنم واصل ہوتا اور ہزاروں کفار نے چار طرف سے القاش خون
آشام کے گھوڑے کے گرد و پیش ہجوم کر کے اپنا قتل ہونا اور مارا جانا گوارا کیا مگر القاش خون آشام کو اُسی صورت
مین زخمی اُٹھا کے لے بھاگے اور اُس شور و غل اور جدی مین قریب سات ہزار کافر کے شاہزادہ بدیع الزمان نامور
کے ہاتھ سے مارے گئے اور جس وقت القاش خون آشام کو کفار سامنے سے شاہزادہ عالی مقدار کے بیہوش کر کے لے
بھاگے تو وہ اشجع دہر جنگجو ہے یعنی شاہزادہ بدیع الزمان نامدار مثل شیر غران باشمشیر خونچکان کفار کشی
کرتا ذیب تخت گنجاب ملعون کے پہونچا گنجاب علیہ اللعن والعذاب نے جو شاہزادہ کو برسر قتل آتے دیکھا حالت اضطرار
مین نہایت بیتاب اور مجبور ہو کے بقول سعدی شیرازی کے شعر وقت ضرورت چو نماند گریز ۔ دست بگیرد سر شمشیر تیز
تلوار تخت پر سے ... کے ... شاہزادہ نامور لگائی شاہزادہ عالم نے جبتی تمام ہاتھ بڑھا کے
... گنجاب کا پکڑ لیا اور قبضہ اُسی تلوار کا اپنے قبضہ مین کرکے زاجو کا ... تلوار اُسکے ہاتھ
... اور پھر ... کہ ... اُسکو پکڑ کے تخت پر سے اُٹھا لیا اور طنطنہ اللہ اکبر کہہ کے
کھینچ سر سے بلند کر کے ... نقش زمین ... کرے دوست دشمن اپنے بیگانے وضیع و شریف
ابھی دیکھتے تھے کہ گنجاب کو شاہزادہ بدیع الزمان عالیجناب سے ... کے عنقریب ... کہ زمین پر
مارے ایکطرف تو نقابدار سبز پوش کہ حقیقت نور حدیقہ رسالت اور شہامت صاحب عزم مبارز رزم شاہزادہ
خاور سپاہ ملک قاسم عالی خاندان خونریز خاوری بھی ... صف مین ہزارہا کفار تیرہ روزگار کو تیغ بیدریغ کا ... کرتا
صف کے قریب آپہونچا تھا قمطوس سرکردن سوار ... مثل ... سرکردن سوار ... کا پاہ شاہزادہ خاور سپاہ
... کر ... تھا ... بہ ... کے ... تمام تیغ ... سے ... شاہزادہ خاور سپاہ نامور
ملک قاسم نے بصورت نامراد ... تلوار کا پکڑ لیا اور ... زمین سے ... مگر اُسکا ... سے
... قریب زمین پر مارے ناگاہ ایک اور گبر غیور فغفور نامے کہ نسبتی بھائی قمطوس کا تھا
بامے قمطوس کہتا تیغ کھینچکر شاہزادہ ... سپاہ پر حملہ ... شاہزادہ خاور سپاہ نے قمطوس سرکردن سوار
... فغفور فغفور ... ساتھ وہ گھوڑے ... گھوڑے پر سے زمین پر گرا اور
شاہزادہ خاور سپاہ نے ... دونوں کی لاشین چار ٹکڑے ہو کر خاک و خون مین ... اور ... لگین در
ملک قاسم اُن دونوں کا فرون کو مرحبا ... السلاطین ... کے جانب گنجاب علیہ اللعن والعذاب ...
ہوا سلطان ... تو فرا امیر کشور گیر نے ... رستم ... نقابدار سبز خنث کی دیکھکر فرمایا ... بزور بازو نقابدار
... کس جرأت و شجاعت سے اپنے ... دونوں ... سرداران گنجاب کو مارا ہے اور کس شوکت و شان سے دیر ...
میرے فرزند جگر پیوند شاہزادہ بدیع الزمان کے تعاقب مین شمشیر زنی اور کفار کشی کر رہا ہے ابھی سلطان
والا صفات یہی کلمات زبان فیض ترجمان سے فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جانب میدان وغا سے آواز طنطنہ
اللہ اکبر کی گوش زد ہوئی اور دیکھا کہ اُس لشکر کفر و ظلام مین چار طرف سے کفار تیرہ روزگار ... اٹھائے بھاگے
... باہم ... کہ ... دیکھو وہ آفتاب سپہر صاحبقرانی بدیع الزمان ... فوج
گنجاب سے ... ہوا سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام نے جو اُسطرف کو ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ شاہزادہ عالیجناب
گنجاب کو بجائے سپر ہاتھون ہاتھ مین ... کفار اور فوج اعدائے تیرہ روزگار ... | ... قتل کفار اعدائے دین

کنجاب کا جرت کھا کے جسطرف جسکا منہ ہوا بھاگ کھڑا ہوا میدان رزمگاہ مین کوسون تک شعر ایسے جب جا رسیلاب
خون پاک شود ہر کشتہ برکشتہ نیابان بود گر خاک نبود ہیچ بحرف دیکھے خون کے بہتے ہوئے لاش پر لاش مردے پڑے ہوئے دھڑ
پر دھڑ سر پر سر کشتون کے پشتے لگے ہوئے ٹھوکرین کھاتے ہین اور ہر طرف گوشت آدمیان پر چیلے ہوئے سپرین تلوارین تیر
ترکش خنجر و گرز وغیرہ ہتھیار ونکا انبار پڑے ہوئے فوج وسپاہ ار علم حیرو بنگاہ کنجاب کا ہزیمت خوردہ افتان وخیزان
تن بدن کا ہوش کسیکو باقی نہین جان تو رست پڑی جوتے چھوڑے بدو گوش دیک مین بھاگے جاتے تھے آدمی پر
آدمی گرتا بدحواس حالت یاس وہراس مین جسکا جدھر منہ پڑا چلا جاتا ہو تعاقب فارس بو حق یعنے شاہزادہ خاور سپاہ
ملک قاسم لعل نعمان خونریز خاوری بھی مع تمام اپنے لشکر کے کنجاب کے تعاقب مین بلوہ کیے نکل گیا یہان میدان
مصاف مین مطلع صاف دیکھکر زمین رزمگاہ سے آواز مبارکباد کی بمضمون ان دو شعرون کے گوش زد ہوتی تھی اشعار

بگیتی ستانا ہمہ فتح و شکست | چنین فتح کس را نداد است دست
نہ چشم زرہ این چنین فتح دید | نہ گوش سپہ در معنامے شنید

شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والا مرتبت نے ایک بہت بلند ٹیکرے پر جاکے اپنے لشکر کے بہادران جان نثار
اور دلیران عرصہ کارزار کو آواز بلند فرمایا کہ شادیانے فتح کے بجاکے خیمہ و خرگاہ سبز بنگاہ اور مال و اسباب کنجاب
کا اور اسکی فوج وسپاہ کو تاخت و تاراج کرو چنانچہ حسب الاحکام عظام شاہزادہ عالیمقام کے جوانان لشکر اسلام لوٹ پر
جا گرے اور کرورہا روپیہ کا مال واسباب اور ہتھیار فوج کفار قبضۂ تصرف مین شجاعان عالی مقام کے جوانان لشکر
کے آیا بعد اسکے شاہزادہ عالم واسطے نذر شہنشاہ و لشکر اسلام اور امیر عالیمقام کے روانہ ہوا اور بخدمت سلطان الاقدس
عالی منزلت آگے اقدام عالی سے امیر باتوقیر کے لب کو یا شعر چون دید پدر پسر نیکو چہ گفت ؛ آسودہ جان زجستجو بیش
اور سلطان والا شان نے اپنے قرۃ العین نور بصر لخت جان پارۂ جگر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کو اپنی چھاتی
سے لگا لیا اور اشک ساری آنکھون مین بھر کے بہت سا پیار کیا اور اپنے برابر بٹھالیا شاہزادہ عالم نے نذر امیر باتوقیر کو
اور حضرت ظل اللہ بادشاہ سعد بن قباد کو دیکر شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو کچھ پیشکش اور نذرانہ دینے کا
اقرار کیا اور ہستہ عالی کہ عمو جان آپ بر سبیل ... کوشش کر کے گوہر ملک کی ملازمت کی تقریب ادا جان سے لیجیے
عمرو نے امیر باتوقیر سے کہا کہ حمزہ ملکہ گوہر ملک تیری بہو امیدوار قدمبوسی کی ہے تب صاحبقران دوران نے
فرمایا کہ چشم ما روشن ... عمرو کو ہمراہ لے کے حرم سرا مین شاہزادہ عالم کے تشریف لیگئے اور ملکہ گوہر ملک نے با ادب تمام
امیر عالیمقام کو مجرا کرکے دو دانے لعل شبچراغ کے سلطان والا قدر عالی منزلت کو نذر دیے عمرو نے وہ دونون لعل شبچراغ عالیشان
ہاتھ سے اٹھا کے نذر زنبیل کیے صاحبقران دوران نے ملکہ کا سر اپنی چھاتی سے لگا کے بزرگانہ آستین مرحمت کی چھاتی
پر رکھی اور ایک بازوبند مرصع جو ملکہ آسمان پری نے ملکہ مہر نگار کی عروسی مین دیا تھا بہو کو مرحمت فرمایا اس
عرصے مین ملکہ غنچہ خاتون سلطان صاحبقران کو دیکھکر مارے شرم و حجاب کے عرق عرق اور زیر سر ... ہوئی
صاحبقران دوران بعد ادراک حال ملکہ غنچہ خاتون کی بہت سی طمانیت اور دلجوئی کر کے محل سے برآمد ہوئے اور
بارگاہ سلیمانی مین آکے اپنے دنگل نادر پر متمکن ہوئے اور جتنے شاہ شہریار زادے اور سرداران لشکر اسلام تھے
کے سب نذرین تہنیت کی دیدیکے دست راسی دست راست و دست چپ ... اپنے رنگون پر شادان و خندان
بیٹھے آپسمین ذکر و مذکور شجاعت اور دلیری شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت کا کر رہے تھے اور سلطان والا شان
امیر کشور گیر جہان ستان واسطے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کے نہایت متوحش اور متردد ہو رہے تھے

اب دو کلمے داستان کنجاب علیہ اللعن والعذاب سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت گنجاب عدہ گاہ مصاف سے شکست کھا کے باحال تباہ و حالت پریشان بحالت یاس و ہراس نہایت پریشان و
بدحواس سمت قلعہ ملک عجم فراری ہوا ناگاہ سر راہ اسنے دیکھا کہ دور سے ایک گرد سیزہ و تار نمایاں ہوئی اور جس وقت اُس
گرد شگافتہ ہوا تو اُسمیں سے ایک جوان قوی ہیکل تنومند بازو در لباس آہن میں غرق مسلح و مکمل مرکب پر سوار مع چار
لاکھ سواران نیزہ دار کے فوج و سیاہ سے سبائل کی طرف سے جانب سنجان جاتا ہے گنجاب نے کچھ عیاروں کو خبر
کے واسطے بھیجا بعد دم بھر کے اُن عیاروں نے خوب تحقیق کرکے آکے عرض کی کہ غراک بن عربدہ جوے
تند خوے جنگجو خداوند بجدہ ہزار ملک لقا کے پاس سے حسب الحکم خداوند واسطے گرفتاری بدیع الزمان اور
حمزہ صاحبقران وغیرہ سرداران نادیدہ خدا کے پرستار۔ ون کے آتا ہے ابھی وہ عیار یہی حال بیان کر رہے تھے کہ وہاں
غراک بن عربدہ جوے تند خوے جنگ جو نے بھی گنجاب کی فوج شکست خوردہ کو دیکھکر پوچھا کہ
یہ کون آتا ہے لوگوں نے کہا کہ لشکر گنجاب پیغمبر مرسل کا بدیع الزمان سے ہزیمت کھا کے سمت سبائل بحضور خداوند جاتا
ہے غراک بن عربدہ جوے تند خوے جنگجو یہ سنکے گھوڑے سے اُتر پڑا اور پیادہ پا گنجاب کے پاس آکر رکاب کو بوسہ
دیا اور اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ اسی جا پر ہماری بارگاہ استادہ کرو بموجب اُسکے حکم کے فراشوں نے اسی مقام پر بارگاہ استادہ
کر دی اور چار طرف خیمے ڈیرے لشکر کے پڑ گئے غراک بن عربدہ جوے تند خوے جنگجو نے جو گنجاب کو اپنی
بارگاہ میں لاکے بڑی عزت و توقیر سے تخت پر بٹھایا اور پائین تخت آپ بھی ایک کرسی پر بیٹھ کے کہنے لگا کہ یا پیغمبر مرسل خداوند
لقا نے تقدیر کی ہے کہ میں جاکے حمزہ کو اور بدیع الزمان کو مع اُنکے سب سرداروں کے پکڑ لاؤں بختیارک نے یہ
تقریر غراک بن عربدہ جو کی سنکے کہا کہ خبردار او نہ ہنجار ای غراک تو نے کیا ارادہ کیا ہے کرنا اور کبھی خواب میں بدیع الزمان
سے اور حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا نام لینا تو بڑی بات ہے ہرگز ہرگز اُسطرف رخ کر کے نہ سونا کس واسطے کہ
یہیں تیری جان کا نقصان ہوا اور سوائے اسکے کچھ فائدہ نہ ہوگا تو نے اُسطرف جائیگا اور بدیع الزمان سے مقابلہ اور
مجادلہ کرنے کا حوصلہ کیا وہ مکھی کی موت مارا جائیگا غراک بن عربدہ جوے تند خوے جنگجو نے جو یہ گفتگو بختیارک
کی سُنکے منہ بختیارک کا دیکھا کہ ایک شخص مسخرہ کی صورت زرد رو زرد مو کوتہ گردن تنگ پیشانی بدذاتی اور بدافعالی
کی نشانی بشرے سے عیاں اور نمایاں ہے غراک نے پوچھا کہ یا پیغمبر مرسل یہ کون شخص ہے بختیارک نے جواب دیا کہ اس
گنہگار کو ملک بختیارک بن بختک بن سنگ سفید کہتے ہیں اور میں وزیر اعظم دستور معظم ہرمز بن نوشیروان
کا ہوں اور میں فقط اسی لیے تجھے حمزہ اور بدیع الزمان سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو منع کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ
مجھے تیری جوانی پر بہت سا افسوس اور ترس آتا ہے بدیع الزمان اور حمزہ کو تو اپنی جان کا ملک الموت اور قضائے اجل
سمجھ رکھ اودھر تو نے منہ سامنا کیا اور مارا گیا غراک بن عربدہ جوے تند خو یہ تقریر بختیارک کی سُنکے
اور بھی زیادہ تر افروختہ ہوا اور حالت غیظ و طیش میں ہزاروں گالیاں فحش دیکے چاہا کہ خوب سا بختیارک کو
زد و کوب کرے گنجاب نے بہت سا سمجھا کے منع کیا اور کہا ای غراک بن عربدہ جوے تند خوے یہ مسخرہ
مضحک وزیر ہرمز تاجدار کا ہے پس خاطر ہرمز اس سے کچھ نہ کہہ باسے غراک بن عربدہ جوے نے یہ کہکے
کہ بطفیل اور خاطر سجدہ تیرے میں ابھی جاکے بدیع الزمان کو مع حمزہ بعذاب الیم مبتلا کرکے پھر کر آتا ہوں اُسوقت
تجھسے کیا سلوک کرتا ہوں بختیارک نے کہا کہ میں راضی ہوں یا خدا راضی اگر تو وہاں سے جاکے زندہ و سالم پھر آئے
تو مجھے بلا تامل قتل کرنا میں نے برضا و رغبت اور بطیب خاطر اپنا خون تجھے معاف کیا اور بحثنا القصہ طول تا چند مختصر
یہ کہ غراک بن عربدہ جوے تند خوے جنگجو۔ گنجاب کو باطمینان تمام مع سب سرداران لشکر کفر و ظلام کے

اپنی بارگاہ مین بھلا کے اپنی فوج ہمراہ لے کے سمت شہر سنجان بہ تہیۂ مقابلہ و مجادلہ شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا
بختیارک نے بوقت رخصت غراک بن عودہ جو سے کہا کہ افسوس صد افسوس دیکھیے کارخانۂ قضا و قدر اسکو
کہتے ہین کہ حضرت عزرائیل کس طرح سے گریبان غراک کا پکڑے کشان کشان لیے جاتے ہین غراک نے یہ بات سُنکر نہایت
غضبناک ہوکے بختیارک کو دیکھا اور پاس ہرمز تاجدار اور گنجاب نابکار تیرہ روزگار کے جا کے بیٹھا بارگاہ سے
باہر نکل آیا اور اپنے مرکب پر بیٹھکر مع تمام اپنے لشکر بے شمار کے برابر قلعہ شہر سنجان کے پہونچا اور تھوڑے سے فاصلے
پر لشکر فیروزی اثر سے سلطان صاحبقران نامور کے خیمہ استادہ کروا کے اُتر پڑا اور بارگاہ گردون اشتباہ سلیمانی
اور خیام سرداران عالی شان کی دیکھکے ہوش و حواس اُسکے بجا نہ رہے مگر اُس نے توہمات باطلہ اور تخیلات جہل کی
توقع یہ کہ خداوند لقا نے تقدیر کی ہے کہ اے غراک تو سب مسلمانون نادیدہ خدا کے پرستارون پر فتحیاب ہوگا آسمان
مسخرے واہی کو یقین کلی ہے کہ مین کل عادہ پر فتحیاب ہونگا اور غالب رہونگا اور حمزہ و بدیع الزمان کو
پکڑ لونگا اپنے دلکو تسلی اور تسکین دے کے شاید ہو اور فوج بیکران سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خیال نہ کیا
مع اپنے تمام سردارون کے بارگاہ مین بیٹھکر اشارہ ساقی کو کیا اور جام شراب کا گردش مین آیا جب دو دو تین تین
پیالے شراب ناب کے پی چکے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا یکبار نشہ کی ترنگ مین حکم دیا کہ ہان میرے لشکر
مین طبل جنگ بجے اور ساقہ اتنا کہنے کے تھے شکر مین طبل جنگ بجا اور یہ خبر لے کے ملکارہ ہاے لشکر اسلام
سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوے در بارگاہ سلیمانی مین بحضور شہنشاہ والاجاہ گیتی پناہ خواقین سجدہ گاہ
ظل اللہ سلیمان سریر گردون مسیر وارث اورنگ جہانبانی مالک سریر سلطانی شہریار عالی نژاد سعد بن قباد آکے
زمین ادب کو بوسہ دیا اور بعد دعا و ثناے شاہنشاہی کے عرض کی اشعار اے تاج شاہی را فروغ از تارک
والاے تو [illegible] خلعت شاہنشہی زیباست بر بالاے تو [illegible] جاے حرمت [illegible] ابہت [illegible]
فخر تخت سلطنت کا [illegible] زیر پاے تو [illegible] سرور عالم کی عمر دراز ہو لشکر غراک بن عودہ جو سے تندخوے
جنگجو مین طبل جنگ بجا اور وہ کافر صبح کو معرکہ آرائے میدان کارزار ہوگا سلطان صاحبقران نامی امیر حمزۂ
عالی مقام نے بمجرد استماع اس کلام کے فرمایا شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب * ہرچہ آید بر سر من یا نصیب *
جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے بروز دیوان قضا کلک قدرت سے اپنے ترقیم کردیا ہے
وہ بعرصۂ ظہور آئیگا اسمین فکر و تردد کرنا محض بیجا اور بیکار ہے لہذا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی کوس
ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ کی صدا بلند
ہوئی غازیان دیندار اور مجاہدان شہور شعار آمادہ رزم اور جویاے قضا ہوکر عزیز و اقربا یگانے بیگانے خویش و عزیز
باہم ملنے لگے اور کہتے تھے کہ صبح کو دیکھیے کسکو تختۂ تابوت اور کسکو تخت سلطنت نصیب ہو اشعار در اندیشہ بودن
کشتان یک بیک * کہ فردا بکام کہ گردد فلک * زمانہ کرا سازگاری کند * ستارہ بجان کہ یاری کند * کرا تاج اقبال
بر سر نہد * کرا تخت تابوت بر در نہد * کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید * ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید *
شجاعان عرصۂ کارزار اور دلیران نامدار اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھنے بھالنے لگے بہادران مومنین دیندار نامی
صاحب عزم و تمکین کے جسوقت سے کہ صداے طبل جنگ گوش زد ہوئی غسل کر کرکے لباس پاکیزہ پہن پہن
کے سیکڑون مسجدون خانقاہون مین ہزارون اپنے خیمے ڈیرون مین ہزارون لب دریا ہزارون میدان فراخ
کی طرف جاکے سجادے زمین پر بچھا بچھا کے سمت قبلہ منھ کرکے روبرو کے بحضور قلب اور خلوص نیت مستدعی

اور ملتجی تھے کہ اے رب جلیل صبح کو وعدہ گاہ مصاف میں اسی فرقۂ اجلاف و بد قوم اشراف کا گواہی کلۂ عمود اور زبان
اور نیزہ بر روے کار آئیگا صدقہ اپنی وحدانیت کا پاے ثبات میں ہمارے لغزش نہ آنے پائے اور کوئی قدم ہمارا آگے
سے پیچھے کو ہٹ نہ جائے سہرے خون کے بدھیان زخموں کی گلے میں خلعت شہادت پہنیں اور اپنے آقا سے
ولی نعمت کے سامنے سرخرو ہے جو وہ ہوں رات بھر دونوں لشکروں میں بڑی جاگ اور چہل پہل رہی طلایہ
طرفین سے پھر رہے تھے اور زہ ہوشیار و بیدار بادشاہ کی بندگی تھی جبکہ گریبان سحر چاک ہوا اور کوئی دو تین گھڑی
رات پچھلی باقی رہی اُس وقت سرخیل وفاداران **مقبل وفادار** نے پاے سعادت صاحبقرانی کو بوسہ دیا **امیر** نے توقیع نے
خواب راحت سے بیدار ہو کے پوچھا کہ رات کتنی باقی ہوگی **مقبل** نے عرض کی کہ نماز کا وقت ہو سلطان بکرم نے
پانی وضو کے واسطے طلب کیا فراش آفتابہ سینچی لیے حاضر تھا **صاحبقران** دوران نے اٹھ کے وضو کیا اور بعد
وضو دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہو کے وظیفہ پڑھا بعد اسکے پوشاک پہن کے صندوقچہ سلاح کا کھولا سلاح ذات
اقدس پر آراستہ و پیراستہ کر کے بارگاہ عرش اشتباہ سے برآمد ہوئے **قند** زدیوانہ **اشقر** دیوزاد کو لیے حاضر تھا **امیر**
اول پر ہاتھ ڈال کے رکاب میں قدم رکھ کے خانۂ زین پر جلوہ فرما ہوئے شاہ **سلیمان فارسی ظفر فاریابی**
ابوالمحجن گرد وغیرہ سو سو سوار رفقا اور ندما مجرا کر کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوئے سواری مانند باد بہاری روانہ
ہوئی قریب ڈیوڑھی جلو خانے کے سلطان بکرم گھوڑے پر سے اتر پڑے اور زین پوش بچھا کے بیٹھے بعد ازاں اور
سب شاہ و شہریار زادے آتے جاتے تھے اور **امیر** بانوقیر کو مجرا کر کے وہیں زین پوش بچھا بچھا کے بیٹھتے جاتے تھے کہ
ناگاہ آمد سواری شہنشاہ **سعد بن قباد** معلوم ہوئی فراشوں نے دو رویہ ڈونٹیاں پردۂ جلو خانہ کی جڑ جنی پر کھینچیں اور
ایک مرتبہ نقیب ڈھنیں شہنا نوازوں کی گوش زد ہوئیں اور بجھو کنول برداریاں سورج مکھی والیان لاشۂ والیان
دستی والیان فانوس برداریاں بخشانے والیان گرد و پیش اور تخت پر شہنشاہ لشکر اسلام اجلاس فرمائے کہاریاں پری
طلعتیں تخت اُس سلیمان مرتبت کا دوش پر لیے نمودار ہیں کہاروں نے بڑھ کے تخت کو رکھ کے دوش بدوش روانہ
ہوے **امیر** کشورگیر **حمزہ** بانوقیر واسطے مجرے کے جھکے مردہا پکارا صاحبی بادشاہ سلامت شہنشاہ عالم پناہ سلامت صاحبقرانی
صاحبقران امیر کشورگیر جہانستان کا مجرا نگاہ روبرو بادشاہ نے ہاتھ چھاتی پر رکھا اور اشارہ سواری کا کیا سلف
صاحبقران اشقر پر سوار ہو کے چالیس قدم پیش روی اور صاحبقرانی زیر سایۂ علم اژدہا پیکر آگے تخت سے بڑھے ہوے
اور ایک مجرئی کا مجرا لیتے ہوے سواری حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام سمت میدان رزم روانہ ہوئی اور آگے
بڑھ کے تبرداروں نے جھاڑی جھنڈی جنگل کے کاٹ کے میدان کو ہموار کر دیا بہیچ کار نیچہ کاری کر کے تکلفے سے
آب پاشی پر چھڑکے گرد کو بٹھا رہے تھے اس عرصے میں تخت بادشاہ لشکر اسلام کا ناف لشکر میں جا کے قائم ہوا اور امیر
بانوقیر سات قدم آگے تخت سے بڑھے ہوے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر دستہ ساقی دست راست دست چپی دست جیب
صف آرا ہوئے اُس طرف سے **غراک بن عربدہ جوے** تند خو بھی مع لشکر نکبت اثر کے میدان میں قائم ہوا
اُس وقت نقیب و ترکمیتوں نے میمنہ میسرہ قلب جناح آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول حسب دستور صفیں آئین بہیں
آراستہ و پیراستہ کر کے ترکمیتوں نے باواز بلند کڑکا کہنا شروع کیا کہ اے مردان کہ جمشید تاجداران خورشید **شعر** روز
جنگ است جنگ باید کرد کوشش تمام و ننگ باید کرد کہاں ہیں رستم و سہراب اور کہاں بہمن و برزو اور کون ایسا
بہادر اور دلیر ہو کہ آج نکل کے اس میدان کارزار میں اُن بہادروں کا نام مثل حرف غلط مٹا کے اپنے باپ دادے کا
نام روشن کر جائے وہ دن دیکھے جو مرجائے اور کھیت دیکھ کر اترائے دلیپے پوت کپوت کا کاگا اس نکھاسے

سے نقارون کی آواز کے گوش زد ہونے کے جوانان شمشیر زن اور بہادران صف شکن کی آنکھون مین نشۂ شجاعت کے
ڈورے پڑ گئے تھے سمت رزمگاہ دیکھ دیکھ کے قبضون کو دون پر ہاتھ رکھے برچھے ترچھے لیے گھوڑون پر سوار خرم خرم
جھوم رہے تھے ناگاہ غزاک بن عربدہ جوے تندخو اپنی فوج کی صف مین سے گھوڑا جھپکا کے نکلا اور ناف
میدان مین آکے پشت کی لشکر اسلام کی طرف اور رخ کیا سمت قیطول لقا گھوڑے پر سے کود پڑا اور زمین پر لات کو
ہنہنا کے اُٹھا اور پھر اپنے مرکب پر سوار ہوکے مقابلہ لشکر فیروزی ہوکے پکارا ای خدا پرستان و ای زبردستان از شما
ہر کرا آرزوی مرگ باشد بیاید بمیدان جنگ ارادہ دست و پا آوری دارم ابھی پورا کلمہ اُسکی زبان سے نکلنے نہین پایا تھا کہ
لشکر اسلام مین علمدارون نے علم کو جلوہ دیا اور دست راست سے انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر صاحبقران ابن
صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے اپنے مرکب گلگون باختری کو صف مین کاوا دیا
حضور شہنشاہ لشکر اسلام آکے اجازت طلب ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے جام کلۂ عفریت اپنے دست خاص سے بھر کر عنایت
فرمایا اور شاہزادہ رستم صولت نے آداب بجالا کے اُس جام شراب کو پی لیا اور اک دم مین اُسے نوش فرما کر جانب میدان
رزم متوجہ ہوکر مرکب گلگون باختری کو تیز گام کیے برابر غزاک بن عربدہ جوے تندخو کے پہونچا اور اس زور سے
ہنہنا کر ہوا کہ گھوڑا غزاک کا دو قدم پسپا ہو گیا اور غزاک گھوڑے پر سے گرتے گرتے خوب سا سنبھلکر گھوڑے کو تازیانہ
مار کے پھر برابر شاہزادۂ عالم کے آیا اور کہنے لگا ای جوان کیا نام ہے تیرا اور تو کون شخص ہے شاہزادہ عالی مقام نے جواب دیا کہ ای غزاک
عربدہ جو تو نے سُنا ہو کمترین بندگان خدائے عزوجل نظم

ملک نامور شاہ انجم گروہ — خلف رخش جنگجاہ رستم شکوہ
بدیع الزمانم کہ در روز کین — توانم زدن آسمان بر زمین

نامدار کامیاب ہون جون غزاک بن عربدہ جوے
تندخو نے یہ گفتگو شاہزادۂ عالیجناب کی سنکے نہایت پیچ و تاب کھایا اور مارے غیظ و غضب مین نیزہ پکڑ کے سینۂ کینہ
پر شاہزادۂ بدیع الزمان کے مارا اُس شیر روزگار شاہزادۂ نامدار نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روک لیا اور باہم
نیزہ بازی شروع ہوئی اشعار

بجنبش نمد آمد از ایشان مین — سنان را چنین کرد کاندر نہان
دو جنگ آور پر دل ز ایک دو بار — چنان نیزہ با نیزہ آمیختند — نہ این را ظفر شد نہ آن را خطر
سنان چون زبان ز نیزہ دار — سنان یک بدیگر در آویختند — نہ او را خطر شد نہ این را ظفر
بمیدان کشیدہ سنان سپر هین — کہ باہم نہ پیچید زانگونہ مار

تھوڑی طعن مین شاہزادۂ
والا شان نے نیزہ اُسکا ایک مقام پر گھٹکر اس خوبصورتی سے نکال دیا کہ نیزہ غزاک کا جسطرح ہوائی آتشبازی کی چرخ
سے نکلجاتی ہے سمت آسمان نکل گیا اور سنان اُسکے نیزہ کی آسمان پر جاکے مانند ستارے کے چمکی اور وہ نیزہ مثل تیر شہاب
تھوڑا سا اور بلند ہوکے زمین پر گرا پھر تو غزاک سرنگون ہو گیا غزاک عربدہ جوے تندخو نے جبکہ دیکھا کہ میرا نیزہ شہزادہ
بدیع الزمان نے ہوائی کر دیا بے ساختہ پکارنے لگا ای خدا پرست نیزہ بازی خیال بازی عمود بازی حال بازی شمشیر بازی
راستبازی ہے بس خبردار ہو جا یہ کہکر خنجر کھینچکر بر سر شاہزادۂ نامور آیا اور ایک ضرب تیغ بر سر شاہزادۂ عالی
مقام بقوت تمام کی شاہزادۂ عالم نے اپنی سپر کو پشت پر ڈالدیا اور بطریق سپہ گری بچستی تمام ہاتھ بچا کر بند دست اُسکا پکڑ کے
زور جو فشار دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹکر علیحدہ جا پڑی اُسوقت شاہزادہ رستم صولت نے جو اپنا ہاتھ اُسکے
کمربند مین ڈالکے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور زور بازو مین غزاک بن عربدہ جو کو خانۂ زین سے اُٹھا
کے سر سے بلند کیا اور چرخ دیکے زمین پر مارا چار طرف سے عیاران لشکر اسلام نے دوڑ کے غزاک بن
عربدہ جوے کی مشکین باندھ لین لشکر کفار نے جو یہ حال غزاک کا دیکھا ہاے واے کرتے چار
طرف سے تلوارین برچھے پکڑ پکڑ کے بر سر شاہزادۂ نامور آپڑے ہر طرف ایک فصل بن گیا ہور خون آشام

اور قادران بلند کمان اور دور رقاصت زنجہ شغب اور ترک جوشن پوش اور قاتل زنگی اور مقاتل زنگی
اور ارباب باختری اور نفیل بن آشوب اور طاہر بن قہرمان عجمی ہمرہ سرداران شاہزادہ والا مرتبت کی
فوج و سپاہ کے غازیان وغیرہ اور شجاعان عرصہ کارزار مقابلہ لشکر لقا چلے آمادہ رزم و پیکار ہوئے اور آن واحد مین بعد
شمشیر زنی و دلاور کشی کی کہ لکھوکھا لاش پر لاش اور دھڑ پر دھڑ اور مردے پر مردہ گرادیا اور کشتون کے پشتے لگادیے
تھے چار ناچار کفار شکست فاش کھاکے بھاگ کھڑے ہوئے اور گنجاب کی فوج شکست خوردہ مین جاکے ملحق ہوئے یہان
لشکر نصرت قرین شادیانہ فتح کے بجنے لگے بہادران صف شکن و دلیران شمشیر زن وعدہ گاہ مصاف سے بفتح و نصرت تمام مع
شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقام مراجعت کرکے گرد و پیش تخت شہنشاہ لشکر اسلام کے قیام پذیر ہوئے مگر وہان کا حال سنیے
جسوقت کہ گنجاب نے سنا کہ غراک گرفتار ہوگیا اور اسکی تمام فوج ہزیمت کھاکے یہان آئی ہو بختیارک کا باصرار
برمحمد شعر ہرکس کہ زحد برون نہد گام ۔ بیند سزائے آن سرانجام ۔ اے گنجاب تونے دیکھا کہ مین سچ کہتا تھا پس
جو شتاب بہتر یہ ہو کہ جانے جلد قلعہ عجم مین ہو پہونچ بیٹھ تا مبادا اثنائے راہ مین خداپرست آپہونچین تو پھر سوائے مرجانے
اور مارے جانیکے اور کوئی بات بن نہ پڑیگی گنجاب عاجز ہوکے سمت ملک عجم روانہ ہوا اور جبکہ بعد طے مراحل و قطع منازل
بحال شکستہ و تباہی زدہ قریب ملک عجم کے پہونچا تو یہ خبر گنجاب کی شکست فاش کھانے اور ہزیمت کھاکے آنیکی قہرمان عجمی
کو پہونچی تو قہرمان عجمی نے مع اپنے تمام سرداروں کے استقبال گنجاب کا کیا اور بڑی عزت و تکریم سے گنجاب کو اپنے
شہر مین لاکے تخت پر بٹھایا اور تیاری دعوت کی بڑی دھوم سے کرکے باہم مشورہ کیا اور قہرمان عجمی نے کہا
کہ یا حضرت مرسل جتنے جو کام کیا ہو ان خداپرستون سے بدون مکر و فریب کسیکا کام نہین بنتا ہو لہذا میری رائے مین تو
یہ صلاح بہتر ہو کہ ازراہ فریب و مزوری امیر حمزہ صاحبقران کے پاس چلکے مسلمان ہوجائیے اور پھر حمزہ کو مع
سرداروں و بادشاہ اسلام کے بحیلہ دعوت شہر مین لاکے سامان رقص و سرود کا کیجیے اور کھانے مین بیہوشی ملاکے
سبکو کھلایئے جبکہ یہ سب بیہوش اور بیخبر ہو جائین تب ان سبکو معلوق اور مسلسل کرکے سولیون پر چڑھا دیجیے اور تیرباران
کرکے ان سبکو قتل کیجیے بختیارک نے جو یہ مشورہ سنا تو بہت پسند کرکے خوشی خوشی کہنے لگا کہ اس سے زیادہ اور کوئی تدبیر
نہین ہو غرض قہرمان عجمی اور گنجاب علیہ اللعن والعذاب اور بختیارک تو اس فکر و تدبیر مین ہین اب ذرا حال سلطان
باقبال امیر کشورگیر امیر حمزہ کا تو فقیر کا سنیے کہ سلطان والاقدر عالی منزلت نے یہ کلمہ زبان فیض ترجمان سے فرمائے کہ
مجھے منظور اب یہ ہو کہ شادی شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک کی بیچ ملک عجم کے کرون معروف جشن عیش و نشاط
ہوئے روز دوم وقت صبح جبکہ بارگاہ سلیمانی مین شہنشاہ گیتی پناہ سعد بن قباد نے سریر سلطنت پر آکے اجلاس فرمایا
اور سلطان صاحبقران والا شان دنگل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوے اور جتنے دست راستی اور دست چپی بادشاہ و
شہریار زادے اور سرداران لشکر اسلام تھے سب کے سب بقاعدہ مستمرہ مجرا گاہ مجرا کرکے اپنے اپنے تختون پر بآداب
تمام متمکن ہوئے عمر باتیج عیاری قطب فلک خنجرگذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار بھی کرسی پر
آکے بیٹھے ایک مرتبہ سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ ہان غراک بن عربدہ جوئے تندخو کو لاؤ حسب الحکم
عالی مقام امیر عالی مقام کے داروغہ زندانخانہ نے غراک بن عربدہ جوئے تندخوئے جنگجو کو زندانخانے سے
طلب کرکے بحضور سلطان والاقدر عالی منزلت حاضر کیا امیر با توقیر نے بکمال عطیات اسکی طرف متوجہ ہوکے فرمایا
کہ اے غراک لقا پرستی کو ترک کر اور نکل اس چاہ کفر و ضلالت سے کلمہ پڑھکے بہ ہمہ تن حقیقت ہزیمت مت بیٹھ
دین اسلام قبول کر کہ دنیا و عقبی دونون بخیر ہوجائین غراک بن عربدہ جو کو یہ ارشاد ہدایت بنیاد سلطان صاحبقران

کا بسبب تیرہ دلی وتاریک درونی کے نہایت ناگوار خاطر ہوا اور حالت غیظ وغضب وطیش مین ہاتھون کی ہتھکڑیان توڑ
کی بیڑیان زور کر کے توڑ ڈالین اور سمت سلطان صاحبقران حملہ ور ہوا یہ حرکت اُسکی شرارت کی دیکھکر شاہزادہ رستم صولت
بدیع الزمان والا مرتبت نے اپنے دنگل پر سے اُٹھکے برابر سے اُسکو پکڑ لیا اور اُسی جوش وخروش مین ڈالکر کمربند
مین ہاتھ غراک بن عبدہ جو کو ایک ہی زور مین زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور جست
کر کے اُسکی چھاتی پر جا بیٹھا اور پھر بہ سہولت فرمایا کہ اے غراک بہتر تیرے حق مین یہی ہو کہ تو کفر وکافری کو چھوڑ کے
مسلمان ہوجا اور لعنت کر اُس خوک پیکر خرس بادیۂ ضلالت لقائے مسخ شدہ زمرد شاہ مردود آیا ختری کے نام پر جو
جو کہتے ہین شعر آب زمزم وکوثر سفید نتوان کرد * گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ * اُس علیہ اللعن والعذاب غراک
سیاہ دل نے * نفرین شاہزادہ والا توقیر کی سنکے از راہ خباثت بیساختہ چہرۂ اقدس پہ شاہزادہ عالم کے لعاب
اپنے منہ کا ڈالدیا تب اُس آسمان مرتبت شاہزادہ بدیع الزمان والا شان نے برہم ہو کر ایک ہاتھ ابن
غراک کے سر پر اور دوسرا ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھکے زور جو مروڑا تو جسطرح سے قصاب گاؤ کا سر دھڑ سے جدا
کر دیتا ہو اُسطرح سے شاہزادہ عالم نے غراک جہنمی کا سر دھڑ سے کھینچکر علیحدہ پھینکدیا اور لوگون کو حکم دیا کہ
اِسکی لاش لیجا کر لشکر کے کنارے ڈالدو چنانچہ حسب حکم شاہزادہ والا شیم کے سر اور دھڑ اُس ناپاک جہنمی غراک
کا لوگون نے لیجا کے کنارے لشکر کے ڈالدیا اور یہان سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران نے اپنے فرزند
جگر پیوند شاہزادہ عالیشان بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی بہت سی تعریف شجاعت اور تہمتنی کی فرماکے تیاری
جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ کی فرمائی اسیرا بارہ سو طائفے ارباب نشاط کے آکے حاضر ہوئے نقارہ طبلون پر
پڑنے لگی آواز ہوش شا ہوش نوشا نوش کی بلند ہوئی لوا سارنگی کا زمین کی کمک آسمان کو جانے لگی قانون مین رباب
بجنگ مرچنگ دف دائرہ سرود دستا جلترنگ الغوجا مُرلی سُرمنڈل جھانجھ کینٹری راگ وغیرہ وہ باجے بجنے لگے ساقیان
مہر طلعت ماہ صورت جام وصراحی زمردین ہاتھون مین لیے دورۂ جام شراب یاقوت رنگ کا بندھا ہوا تھا ارباب محفل
پہ ہین رہو مستی اشعار گلشن مین قدم رکھتی ہو صبا گل بزم آرائی کرتے ہین جیب خالی تیرے منہ مین بلبل پہ شیون
کا ہنگام نہین * جون بندۂ پیر مغان ساقی کچھ جائے تکلف تجھسے نہین * لا درد ہی گر صاف نہین مے تیز ہی
مین گر جام نہین * مغنیان شوخ وطناز اور لولیان سراپا کرشمہ وناز حالت رقص مین بلے کو بھی نہین کرتے سے تھے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ حصول مدعیٔ بہشت یا بہ تعلقات دنیوی ماکے واسطے ازدیاد عمر وجاہ شہنشاہ عرش بارگاہ کے
ہاتھ دعا کے سوئے آسمان بلند کیے ہین زنگولے رنگولے عشاق پرشور انگیز تھے اور چھتیان بجانا رنڈیون کا یہ ثابت ہوتا تھا
کہ تار زن کلفت کی آئینون سے دلکے اُڑائے دیتی ہین حضار محفل مانند عاشقان بیدل اور مشتاقان بسمل کے دست
بدل تغنیہ برداشتہ تھے یہان ابھی لولیان شوخ وشنگ شہر آشوب عربدہ جو عنبرین مو بصد انداز ودلربائی ناچنے مین
مشغول تھین کہ شاہزادہ بدیع الزمان عالی جاہ نے بحضور سلطان والا شان دست ادب باندھکر عرض کی کہ
ہر چند ترک ادب ہے مگر مجبور ہون کہ ملکہ غنچہ خاتون کو نہایت استدعا ہو اور مجھسے نہایت درجہ مجبور ہو کر وعدہ لے چکی
کہتی ہین کہ تم میری طرف سے عرض کرو کہ حضور میمنت قدوم میمنت لزوم سے شہر سنجان کو بھی منور فرمائین ملکہ غنچہ خاتون
نے اس خوشی مین بڑی دھوم دھام سے تیاری شہر سنجان کی کر کے ہزارون طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے ہین
وہمہ تن چشم براہ انتظار بیٹھی ہین سلطان والا شان امیر کشورگیر جہانستان حمزۂ صاحبقران نے
بپاس خاطر اپنے فرزند جگر پیوند شاہزادہ بدیع الزمان کے مع شہنشاہ سعد بن قباد اور تمام شاہ وشہریار زادون

اور سرداران لشکر اسلام کے جسوقت سوار ہوکے سمت شہر سنجان روانہ ہوے بعد طے مراحل و قطع منازل جبکہ داخل شہر سنجان ہوے تو دیکھا شہر بہت آباد ہے اور نہایت پُرفضا بستی ہے انتہا خلق انبوہ در انبوہ سکان شہر گروہ گروہ چوہر کا بازار چاندنی چوک اُردو بازار جوہری بازار مُشیّہ سی بازار مچھلی بازار صرافہ بزازہ سب کھلا ہوا دُکانوں پر تمام نقش و نگار چھت پردے تمامی زربفت کے بندھے ہوے سائبان زربفتی و زرتاری کھینچے ہوے دُکاندار مرفہ الحال دُکانوں میں مال بہر کو ہر زن میں نوبت کی لگ رہی ہر چار طرف جنی جبتیں اور برج بنگلے بر آمدے کمرے نظر آتے ہیں اُنپر ہزاروں بھانڈ نقال بہرو پیو ڈھاڑی ڈوم کلاونت قوال کتھک کشمیری بچے زنانے رہجٹے جونے والیاں سازنگیاں بجا رہیں طبلے مردنگ جوڑیاں کرتال کی لے مبارکباد گا رہے نقاب طبلوں پر پڑ رہی تھی چھم چھم کی آواز بلند گلنے بجانے کی دھوم مرہا رہ لکھوکھا تماشائیوں کا ہجوم ہے اور جتنے درخت ہیں سب آتش بازی سے منڈھے ہوے قمقمے کنیٹے لگے ہیں جھولے ہندولے پیچ بارہ دریاں تختے آتشبازی کے چار سمت گڑے ہوے سروچراغان کا سمان ایکطرف ہو سرراہ کمخواب زربفت مشجر اسادری اطلس وغیرہ کا فرش ہے تمام شہر میں آئینہ بندی ہے جسوقت سواری سلطان ظفر احتشام امیر صاحبقراں آگے بڑھتی ہو تو لکھوکھا فقیر محتاجیں مساکین گرگرے دریوزہ گر شہدے کنجڑا فرش لوٹتے جاتے ہیں جو جو کہ مکانات کی چھتیں بے پردہ ہیں اُنپر ہزاروں بڑھی بوڑھیاں کہ سفید سفید بال اُنکے چاندی کے سے تار چمکتے ہوے سفید سفید پاجامے پہنے اور سفید سفید چادریں سر و پر اوڑھے کہرے بڑا ہے چرخ گانی ٹھٹے آگے رکھے ہیں رہی ہیں ہنستے جھنوں چاندنیوں کے پردے کرلیے ہیں اور جو جو کہ برآمدے کمرے بنگلے پختہ در خام ہیں اُنمیں پردے سقرلاتی اور مخملی اور بنارسی کنار دو کے اور چلمنیں گنگا جمنی پڑی ہیں ہزار ہا نازنیناں مہ جبیں اور مہر تمکیں بیٹھی جھانک رہی ہیں آنکھیں بطور نرگستان کے نظر آتی ہیں جسطرف سے کہ سواری سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران کی جاتی ہو چار طرف سے گلہاے نقرئی اور طلائی لوگ نثار کرکے پھینکتے ہیں لکھوکھا آدمی گرد ہیں خلق کا مجمع کثیر اور انبوہ عظیم ہو غرض سلطان باکرم سیر فضا شہر سنجان کی دیکھتے ہوے داخل دیوان عام ہوے اور شہنشاہ والا جاہ نیک پناہ خواقین سجدہ گاہ ظل اللہ سلیمان حرم گردون سریر وارث اورنگ جانبانی مالک سریر سلطانی شہر یار عالی نژاد سعد بن قباد نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا اور تمام سردار دست بستہ اور دست راست اپنے اپنے ذکلوں پر متمکن ہوے امیر باتوقیر سلطان عالیشان حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو ہمراہ لیکے ملکہ غنچہ لب خاتون کے محل میں تشریف لیگئے اور ملکہ غنچہ لب خاتون نے بڑے اعزاز و احترام سے سلطان عالیمقام کو بارہ دری میں لیجاکے صدر جاہ و حشمت پر بٹھلایا چونکہ ملکہ غنچہ لب خاتون نے ازبانی شاہزادہ بدیع الزمان کی اور اکثر وقائع معتبر سے حال عمرو کی طماعی کا سنا ہو تو اول ایک صندوقچہ جواہر بیش بہا کا عمرو کی تواضع کیا عمرو نے اُس صندوقچے کے جواہرات کو کہ کئی سلطنتوں کا خراج تھا دیکھکر سلطان والاقدر عالی منزلت سے کہا کہ اے حمزہ میں نے اس اتنے سن میں کوئی بی بی بادشاہزادی اور امیر و وزیرزادی ثانی ملکہ غنچہ خاتون کی عالی ہمت اور سخی و کریم اور سیر چشم اور گنج بخش و فیاض حاتم دل نہیں دیکھی ہو حمزہ اسوقت کی بات میری گوشِ دل سے سُن رکھنا کہ دولت سواد ہندوستان کندھور بن سعدان تمام عمر ملکہ غنچہ خاتون کی جوتیاں اُٹھا لگا اور نوے آنکھوں میں لگاے رہیگا القصہ بعد عمرو سے سازگرینکے ملکہ غنچہ خاتون نے چالیس ہزار کشتیاں جواہرات کی اور بیس ہزار کشتیاں خلعتہاے زر دوزی اور پوشاک شاہانہ کی اور دس ہزار گھوڑے کچھی یمنی تازی ترکی عربی عراقی وغیرہ تحفہ گلگون صبا رفتار بازین و لجام مرصع کار اور دو ہزار مادہ شتر مردی بغدادی سرخ و مخمل زرنگار مرصع کار پشت پہ اور زنگ گنگا جمنی گرد نوں میں خلخال مرصع پاؤں میں اور دو ہزار غلام خوش شکل نوجوان ترکی حبشی رومی چینی وغیرہ نذر

نے بہت ہی نوش جان فرمائین ہمین جو نمین مشہور ہے کہ یکسان ہے بہت و دل ہٹ کی زرایت ؛ قصہ مختصر طول تا چند دن ملکہ غنچہ
خاتون اُس روز بڑی دھوم دھام سے دعوت و مہمانداری مین سلطان خجستہ احتشام امیر عالیمقام کی ہمہ تن مصروف
رہی اور ایسی تیاری و فرمانبرداری کی کہ سلطان باکرم اور عمرو اور تمام سرداران بارگاہ نشین نے ایسی صحبت اور دعوت
کسی کے یہان نہین دیکھی تھی آخر کار سلطان صاحبقران نامدار نے بھی بہت سے تحفہ تحائف اور سوغات جو کہ لائق بخشش کے
تھے ملکہ غنچہ خاتون کو مرحمت فرمائے اور روز یازدہم ملکہ غنچہ خاتون سے رخصت ہو کے محلسرا سے برآمد ہوئے بعد
تشریف لیجانے امیر باتوقیر کے ملکہ غنچہ خاتون نے کئی ہزار خلعت فاخرہ اور تحفہ تحفہ گھوڑے باساز و یراق مکلل بزر مرصع
بجواہر تمام بارگاہ نشینون اور سرداران لشکر اسلام کیواسطے نواب ناظران اور خواجہ سراؤن کے ہاتھ بھیجا اور حسب الحکم
و حسب الاسترضاے صاحبقران دوران سبھون نے شادان و خندان ہو کر لے لیے اور ہر ایک تعریف اور توصیف
دریادلی اور عالی ہمتی اور سیرچشمی ملکہ غنچہ خاتون کی آپس مین کرتے تھے غرضکہ سلطان والا شان مع شاہ عیاران عیار
داخل بارگاہ سلیمانی ہو کر مصروف جشن عیش و طرب ہوئے روز دوم شاہزادہ بدیع الزمان نے عرض کی کہ یا سلطان
صاحبقران ایک روز قدم رنجہ فرما کے سیر اور گلگشت چار باغ ملک حرمان دیو قشن کی بھی کیجیے سلطان
والاشان امیر حمزہ صاحبقران حسب استدعا والتجا اپنے فرزند دلبند پارہ جان لخت جگر شاہزادہ بدیع الزمان
کا مع اپنے تمام سرداران بارگاہ نشین شاہزادہ عالم کو ہمراہ لیکے سوار ہوئے اور عرصہ راہ کو طے کر کے جلد دروازہ باغ کے
قریب پہونچے اشعار دفعتہ وہ سامنے سے چار باغ آیا نظر ؛ وہ صف شادابی مین جسکے ہے پری کا مرزبان ؛ لغزش مستانہ
کھانے لگا پاے خیال ؛ بسکہ اُسکی چار دیواری تھی صاف آئینہ سان ؛ بیشتر دلچاریہ اُسکے وہ سبو و دیکھا ؛ چار سو ہری
سے جیسے سبز خط گلرخان ؛ ہو دریچے پر گمان تھا صاف چشم حور کا ؛ قدرت حق کا نمایان تھا ہر ایک جانب سمان ؛ صورت
تصویر سبکو ٹکٹکی سی لگ گئی ؛ فرد حیرت نے بجھا دی دلسے فکر دوجہان ؛ جون قدم آگے بڑھا جا کر پے گلگشت باغ ؛
صنعتین دیکھین وہ اُس کا ہین قدرت کی عیان ؛ وہ لہراتی پھرتی ہو باد بہاری ہر قدم ؛ نکہت گل نے ہر ایک جانب
مین کھولے عطردان ؛ وجد کی حالت مین صف باندھے کھڑے ہین جھومتے ؛ ہر طرف کیلے جنگل نخل ہو شان جنان
دار بستون سے عیان ہو چرخ اخضر کی بہار ؛ تاک کے خوشے ہین عقد ثریا کا گمان ؛ طرفہ سرسبزی نے کی ہو ہر طرف
سرکشی ؛ ہو زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان ؛ سجدہ خالق مین ہو ہر شاخ نخل میوہ دار ؛ حمد مین وحدت کے
ہر ایک غنچہ کھولے ہو دہان ؛ نغمہ عشرت مین ہو سنبل کھلے بالون پری ؛ کہتی ہو تعریف سوسن باغ کی با صد زبان ؛
آبشارون سے عجب ہین چشمہاے سلسبیل ؛ حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان ؛ ہو تماشا گہ بنے روح الامین ہر کنج
باغ ؛ جوش گل سے ہر چمن ہو رشک گلزار جنان ؛ نغمہ پیرایان گلشن ہین بہم مرغول سنج ؛ دیتے ہین گلبانگ عشرت
طائران خوش بیان ؛ چہچہے کیسے ہین گل پر عندلیبان چمن ؛ زمزمہ پرداز کوکو سرو پر ہین قمریان ؛ نغمہ زن کبک ہین
خوش رفتار کے سامنے ؛ کرتے پھرتے ہین نہروان چمن اٹکھیلیان ؛ ہو نکلتا موج آب جو مین لہرا ساز کا ؛ صحن بارہ دری
سے پانی بھر رہے ہین باغبان ؛ چار طرف گردھل اور مہندی کی ٹٹیان گڑی ہوئی ہین روشون پر جلیچ کاری کی ہوئی
ہوا بیل بنی ہوئی اور سرو خوشنما مانند عروس و داماد ہر مقام پر ایستادہ ہین نرگس کو انتظار مقدم شریف سلطان
صاحبقران نامدار ہو سنبل سر کے بال کھولے زمین باغ پر سجدات شکر کر رہی ہو سوسن بہزار زبان حمد و ثنا مین مشغول
ہزارا کھلا ہوا غنچے تبسم معمول قہقہے مار رہے ہین شعر بہار دیکھی ہو کم ایسی چشم نرگس نے ؛ صبا یہ کہتی ہو کھا کر شگوفے
کی سوگند ؛ غرض وہ کہ وہ جو کہانی والے بیان کرتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان گھما کے تو قلمین میوہ گون گون

عجب طرح کا مکان چار باغ نفرت آ ہو یا رہ دربان صحیحیان بنگلے برج بر آمدے بام پر تکلف سجے ہوئے چار طرف ہنگامہ
شادی اور شور مبارکبادی بلند ہوا سوجہ سے کہ بدیع الزمان کی شادی دختر گنجاب یعنی ملکہ گوہر ملک سے ہوئی
ہے اور نورالدہر اُس سے پیدا ہونا ہے اور رعد گوہر ملک یعنی ملکہ غنچہ خاتون کی شادی لندھور بن سعدان سے
ہوگی اور لندھا وا اُس سے پیدا ہوگا اور صاحبقران کی شادی دختر ارشاد نقب زن یعنی ملکہ فتانہ سے ہوگی
اور جانسوز اُس سے پیدا ہوگا اور بعض داستان گو بیان کرتے ہیں کہ دختر گرد مرد سے جانسوز پیدا ہوا ہے القصہ طول
دیجیے تا چند تین شبانہ روز سلطان باکرم نے سیر چار باغ ملک حرمان دیوکش کی کرکے خیر دولت داران مقبل وفادار
سے فرمایا کہ تم یہاں رہو اور شہر عجم نہایت ہی آباد مبارک ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ مع اپنے تمام سرداروں کے وہاں جاکے
شاہزادہ بدیع الزمان کی شادی کا جلسہ کروں اتنا فرما کے پھر جانب بل عادیان پر رشید ادیان کیتان کرب بن کوہ
کرب آفتاب ہفت گردہ عرب عمر معدیکرب یعنی پہلوان عادی کی طرف مخاطب ہوکے ارشاد کیا تم ہمارا پیش خیمہ مع بارگاہ
سلیمانی سمت ملک عجم لیکے روانہ ہو حسب الحکم عظام سلطان عالیمقام کے پہلوان عادی پیش خیمہ و بارگاہ سلیمانی
شتروں پر چھکڑوں پہ بار کرکے طرف ملک عجم گئے روز [illegible] دوم صبح کو سلطان والا شان حمزہ صاحبقران
مع سپاہ لشکر اسلام اور تمام شاہ و شہزادہ عالی مقام کے سوار ہوئے اور بعد طے مراحل و قطع منازل قریب ملک عجم
ہو پہنچے یہ خبر سلطان امیر عالی مقام کی تشریف آوری کی سنکے گنجاب نہایت پریشان و شورشدہ ہوا قہرمان عجمی نے
[illegible] کہ [illegible] میرے نزدیک تو اب یہی صلاح خوب ہے کہ حمزہ کے پاس بخوف و خطر چلکے مسلمان ہو جایئے اور
بعد [illegible] لفظ اُنکے طریق کے جیسے وہ کلمے کہتے ہیں طوطے کی طرح پڑھ کے بعد ازاں بفریب دعوت حمزہ کو مع سرداران
اپنی بارگاہ میں لایئے اور کھانے میں بیہوشی ملا کے کھلا دیجیے [illegible] حالت بیہوشی میں سبکو گرفتار جا بجا یہیں قید کیجیے
جا بجا [illegible] و مسلسل کرکے بحضور خداوند لقا بھیجئے بختیارک بول اٹھا کہ واہ واہ ہو قہرمان عجمی کیا اچھی تدبیر
[illegible] سے تدبیر ہے بہتر اور کوئی تدبیران خدا پرستوں کے شر سے امین ہونے اور نجات پانیکی نہیں ہے القصہ گنجاب
علیہ اللعن [illegible] قہرمان عجمی اور خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کا فریدین وغیرہ کفار پیش خود
وشنو [illegible] کرکے از راہ مزوری اور مکاری اپنی بارگاہ سے واسطے استقبال کرنے کے بیرون شہر پہنچے اور کشادہ
گردنوں میں گلوں میں اور تلواریں دانتوں میں دبا کے سبھوں نے ہاتھ اپنے اپنے رومال سے باندھ کے اور گھوڑوں پرسے
اتر کے پیادہ پا چلے جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہنچے اُسوقت عیاران لشکر اسلام نے یہ حال جاکے بارگاہ
سلیمانی میں بحضور سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران بیان کیا کہ گنجاب مع قہرمان عجمی وغیرہ اپنے
تمام سرداروں کے اس ہیئت دست بستہ قریب عتبہ فلک نکریم مالک مقیم کے آ پہونچا ہے امیر ذی توقیر نے یہ ماجرا
سنا تو یہ فرمایا کہ گنجاب بہت جلیل المرتبہ بادشاہ ذیشان ہے سوائے کفر اور کافری کے اور کسی بات کا رتبہ اور
مرتبہ میں فرق نہیں ہے پس لازم ہے کہ جتنے سردار بارگاہ نشین ہیں سب جاکے گنجاب کا استقبال کرکے بہ تعظیم
و توقیر یہاں لائیں حسب الاحکام عظام امیر عالی مقام خسرو بادہ ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند حمزہ
صاحبقران لندھور بن سعدان اور مالک اشتر صاحب نیزہ [illegible] بہرام گرد بن خاقان
چین اور فرامرز عاد مغربی اور جمہور جانسوز طرطوس بہادر شہنشاہ تبریزک وغیرہ سرداران اسلامی
جبکے استقبال کے واسطے اٹھے اور باعزاز و تکریم تمام گنجاب کو دروازہ بارگاہ سلیمانی تک لائے سلطان عالیشان
ذی مرتبت امیر حمزہ صاحبقران آپ بنفس نفیس دروازہ بارگاہ تک گنجاب کے لینے کو تشریف لیگئے دورا

دست مبارک سے ہاتھ کنجاب کا اور قہرمان عجمی کا کھولا اور ترکش گلون مین سے اور تلوار دانتون سے دونون کے
جدا کیکے اندرون بارگاہ لیجا کے برابر تخت شہنشاہ لشکر اسلام کے اور تخت بچھا کے کنجاب کو ہمیر بٹھلایا کنجاب نے اور
قہرمان عجمی نے بہت سا عذر اور انکسار کر کے کہا کہ ای حمزہ صاحبقران واقعی تو صاحبقران زمان جرم بخش
عذر نیوش ہے اب ہم دونون امیدوار ہین کہ ہمکو وہ کلمہ ارشاد کیجیے جسکو پڑھ کے ہم ملت بیضا دین اسلام قبول کرین
سلطان والا قدر عالی مرتبت نے یہ گفتگو اور تقریر کنجاب علیہ اللعن و العذاب اور قہرمان عجمی بزرگ و برگی جو سنی تو نہایت
خوش ہو کر کلمہ شہادت ارشاد کیا وہ دونون بہ مکاری اور کذب یعنی قہرمان عجمی اور کنجاب کلمہ پڑھکے بظاہر مسلمان
ہوگئے عمرو نے باشارہ چشم و ابرو سلطان صاحبقران سے کہا کہ یا حمزہ مجھے ان دونون کے ایمان لانے اور مسلمان ہونے
کا یقین نہین ہوا اور فکر سگذرتا ہو کسیلیے کہ شعر آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ + امیر باتوقیر
نے فرمایا کہ ای عمرو جو کوئی اپنی حسب مسلمان ہوتا ہو تو ہمیشہ اُسکو یہ نہین کہا کرتے ہو عمرو نے پھر کہا کہ حمزہ مجھے کسی سے غرض
اور عداوت نہین فقط بخیال مسکے کہ کنجاب اور قہرمان عجمی کے بشرے پر نور اسلام نہین ہو مین کہتا ہون آگے تجھے
اختیار رہو مجھے اسمین کیا دخل ہو صاحبقران دوران نے کہا کہ سبحان اللہ تو ایسا ہی صاحب کشف ہو کہ بشرہ پہچان
لیتا ہو غرض یہ گفتگو تھی کہ شام کو جب دربار برخاست ہوا تو کنجاب اور قہرمان عجمی بھی رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین
گئے اور بمشورہ بختیارک تمام رات اسی فکر و تدبیر مین رہے کہ کسی صورت سے سلطان صاحبقران اور عمرو کو زک
فاش دے کر فوج اسلام کو ہزیمت دین اور آپ پھر بدستور عیش اور حکمرانی کرین شعر صبح دیگر کاین سرای انقلاب +
گشت روشن از فروغ آفتاب + شہنشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا اور سلطان عالی مقام لنے دنگل
نادعنبر پر اور سب شاہ و شہریار باادب ہاتھ باندھ کے دست چپ دست چپ اور دست راستی دست راست اپنے اپنے دنگلون
پر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے کہ اس عرصہ مین کنجاب اور قہرمان عجمی بھی دربار مین آئے اور حضرت کو مجرا کر کے
اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے بعد دم بھر کے کنجاب بکمال ادب دست بستہ آنکھون مین آنسو بھر کے بجناب سلطان
باتوقیر عرض کرنے لگا کہ یا حمزہ صاحبقران مین نے سُنا ہو کہ طریق اسلام مین اجابت دعوت از جملہ واجبات
اور ثواب دلداری مومن طواف بیت اللہ سے سوا ہوتا ہو لہذا مین امیدوار ہون کہ از راہ عنایات خاقانی اور مراحم خسروانی
اگر اس خاکسار ذرہ بیمقدار کو حضیض خاک سے اُٹھا کے اوج افلاک بہ پہونچایا ہو اور آپ داعیٔ اسلام مین لائے ہین تو ایک دن
بجاے خوان نعمت گزین بنان جوین قناعت فرما کے میرے کلبۂ احزان مین بتقریب دعوت تشریف لیچلیے اور جو کچھ کہ نان
نمک موجود ہو اُسکو نوش فرمائیے شعر ہماے اوج سعادت بدام ما افتد + اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد + سلطان والا شان
امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای کنجاب ہمارے طریق مین واقعی دعوت کا رد کرنا بہت ممنوع ہو اگر بمقدار
دعوت کوئی کافر بھی آ کے استدعا کرے تو اُسکے یہان بھی ہم جائین اور دعوت کھائین انکار نہ کرین کجا تم کہ تو کلمہ
جیسا اپنی زبان پر جاری کیا اور مشرف بدین اسلام ہوے تو تم تو ہمارے بھائی ہو چکے ہمین دعوت مین کیا عذر باقی
رہا بسم اللہ ابھی چلو ہم چلنے کو مستعد ہین کنجاب نے از راہ مکر و زور بکمال بشاشت و سرور عجب طرح کی لسانی اور
چرب زبانی سے کہا کہ زہے طالع اور خوشا افتخار میرا یہ کہکے روز دویم صبح کے وقت سلطان والا قدر عالی منزلت نے
بارگاہ سلیمانی اور تمام اثاثہ صاحبقرانی اور حفاظت اور خدمت مخدرات عالیہ تین خسرو و خادمان محل کی شاہ سلیمان
فارسی کے تفویض کیکے مع حضرت عمل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام اور شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ سردار
اور سردارون کے سوار ہوکے ملک عجم مین تشریف لیگئے اور وہان ایک باغ مین قہرمان عجمی نے پہلے سے دعوت

کی تیاری کر کے بھی تھی فروکش ہوئے تو دیکھا کہ فی الحقیقت جگہ بہت دلچسپ اور پُر فضا ہے اور تیاری بزم شاہانہ و محفل
خسروانہ کی بہت دھوم دھام سے ہوئی ہے بارہ دریاں اور کمرے بنگلے جو کہ اُس باغ میں ہیں بہت پُر تکلف سجے ہوئے فرش
پاکیزہ گسترده ہے شیشہ آلات وغیرہ بکثرت قرینہ قرینہ سے لگا ہے حضرت ظل سبحانی سریر جہانبانی پر بلند امیر با توقیر دنگل پر اور بائیں دست
راستی دست چپ سب سردار یک ایک دنگل پر جہاں تہاں بیٹھے طائفہ ارباب نشاط کے حاضر ہوئے ناچنے گانے بجانے لگے یہاں تک وقت
شام کا ہو گیا شعر ہوا نیلم آسمان سنگ سرخ ۔ شفق سے ہوا شام کا رنگ سرخ ۔ آفتاب چھپا اور چاند نکلا قہرمان عجمی
نے حکم روشنی کا دیا ہزاروں جھاڑ اور سرو چراغان اور مردنگیاں اور کنول فانوس ہیں چار طرف روشن ہو گئیں اشعار
ہوئی گانے بجانے کی کس دھوم دھام ۔ تماشائیوں کا ہوا ازدحام ۔ ہوئے اہل رقص و طرب آکے جمع ۔ لگے کرنے پروانے
پابوس شمع ۔ ساقیان ماہ طلعت جام و صراحی بکف آئے دورہ شراب کا چاروں طرف شروع ہو گیا قہرمان عجمی اور
کنجاب کاوہ و خدمت میں دعوت کے آب دامن گردانے مستغرق اور کثرت دوا دوش سے سر سے پاؤں تک
عرق عرق زرہ ہو رہے تھے اور ہر چند صاحبقران نے ممانعت کی اور فرمایا کہ تم دونوں صاحب ہمارے پاس کے
بیٹھو ناچ دیکھو تمھارے نوکر چاکر تو حاضر ہیں مگر اُن دونوں نے عذر و انکسار کر کے قبول نہ کیا تین شبانہ روز اس تکلف
سے دعوت کی کہ صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور عمرو کے دل میں جو شکوک تھے وہ سب نکل گئے عمرو کو
بھی یقین کلی ہو گیا کہ کنجاب اور قہرمان عجمی کفر اور کافری ترک کر کے بصدق دل مسلمان ہو گئے ہیں قصہ
مختصر روز چہارم اب جو سب کے قسم ماکولات اور مشروبات سے شراب و پان و کباب شیرینی وغیرہ تھی اُس سب میں
بیہوشی ملا کے محفل میں لائے اور جسنے ایک نان و کباب یا دو پیالے شراب کے پیے اور کھانے بیساختہ سب کو چھینکیں
آئیں اور چاہتے تھے کہ گھبرا کر اُٹھیں تڑاق پڑاق چاروں شانے چت سب زمین پر گرے اور بیہوش ہو گئے کنجاب
اور قہرمان عجمی دونوں علیہ اللعن والعذاب نے اپنے ملازموں سے کہا کہ جھٹ پٹ ان سب کی مشکیں باندھ کر
آہنگروں کو طلب کرو چاروں طرف سے کفار نے بجستی اور سرعت امیر با توقیر اور عمرو کو مع سب سرداروں کے اُسی
حالت بیہوشی میں باندھ کر وہیں بٹھا دیا اور جتنے لُہار تھے انہیں کچھ ملازمین قہرمان عجمی کے تھے اور کچھ بطور
بیگاریوں کے شہر سے پکڑ لائے تھے اُنھوں نے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق بغل میں جاندار
لٹو کمروں میں سیخچے ڈلوا دیئے کنجاب نے پھر حکم دیا کہ اب ان سب کو ہوشیار کرو چنانچہ بموجب حکم کنجاب کے نوکروں
نے فتیلہ دفع بیہوشی سنگھا کے سب کو ہوشیار کر دیا امیر با توقیر اور شہنشاہ لشکر اسلام اور عمرو اور تمام سرداروں نے جو آنکھیں کھولیں
تو دیکھا کہ کنجاب تو سامنے تخت پر اور قہرمان عجمی اپنے دنگل پر بیٹھا ہے ہم سب قید شدید میں مبتلا فرش پر بیٹھے ہیں ایک
دم تو عمرو نے سلطان صاحبقران کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیوں حمزہ تو نے کنجاب کی مومنیت اور دینداری کو دیکھا
اور میری نفسانیت اور حق و دجل ہوس کر دیکھا تجھے یقین آیا یا ابھی نہیں امیر حمزہ صاحبقران تو ابھی کچھ عمرو کو
جواب نہیں دینے پائے تھے کہ ناگاہ کنجاب نے رخ جانب سلطان والاجناب کر کے بولا کہ کیوں اے حمزہ صاحبقران
تو نے دیکھا کہ یہ تجھ پر قہر خداوند لقا کا کیونکر نازل ہوا مگر خیر ابھی تک کچھ نہیں گیا اب بھی تو دیدہ خدائے آسمانی کی بادشاہت
ہاتھ اُٹھا کے خداوند لقا کو کر سجدہ ہزار ملک باختر کا مالک ہو سجدہ کر امیر والا توقیر نے یہ کلام زبان ناپاک سے اُس
شقی تیرہ انجام کی سنکے لقا پر اور اُسکے پرستاروں پر لعنت کی اور کنجاب سے بہت سے کلمے سخت اور درشت کہکے
فرمایا کہ اے ملعون بس زیادہ گوئی نہ کر سجدہ اُسی خالق اکبر خدائے عز و جل خالق جزو و کل کو واجب ہے جسنے ایک کلمہ کن سے
طبقۂ خاک عالم کو آب پر جلوہ گر کیا اور آسمان کو باین بلندی بیستون سحاب کہکشان وغیرہ ستاروں سے منقش اور مزین فرمایا اشعار

شہ لاشبیہ و شریک لہ	الٰہ الصمد جل وحدہ	سمیع و بصیر و علیم و خبیر	محیط علی کل شی قدیر
کریم و وحید و غفور و رحیم	حمید و مجید و عزیز حکیم	طرازندہ نقش چشم و دہن	جلی بند ترکیب بے پیچ و بن
شرف بخش افلاک و شمس و قمر	ضیا بخش نور جبین سحر	خداوند علام و دانائے غیب	منزہ ز نقص و منزہ ز عیب

اور لعنتی ایک یہ مردود خوک پلید جس بادیہ ضلالت ہی اُس کو بے الوہیت و وحدانیت قرار دیا تھا جہالت و رعین کفر ہی گنجاب نے جو یہ کلام امیر یا تو قہر کا شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور نہایت درہم و برہم ہوکر او رشش ہوکر دم بریدہ پیچ و تاب کھاکر بہ باکہ ان حمزہ کو مع عمرو اور تمام سرداروں کے بیرون شہر بھیجو اور وہاں سب لشکر کے سامنے سولی پر چڑھاؤ وہ یہ کہکے گنجاب مع قہرمان عجمی اور خواجہ گرازالدین ملک بختیارک شوم کا فرمیدین مع چند اپنے احباب و سرداروں کے بیرون شہر عجم کیطرف گئی لاکھوں کفار تیرہ روزگار پیادہ سوار ملازم و نمکخوار گنجاب اور قہرمان عجمی نابکار کے سلطان والاشان امیر حمزہ عالیمقام کو مع بادشاہ اسلام اور شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور تمام سرداروں اور شاہزادوں اور شہریارزادوں کو اسی صورت سے مطوق اور مسلسل اونٹوں پر بٹھا کے گرد و پیش تلواریں کھینچے نیزے اُٹھائے بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے لیگئے اور ایک میدان وسیع دیکھکر سولیاں گڑوا دیں گنجاب نے جلادوں کو اشارہ کیا کہ ان سب مسلمان کو دار پر کھینچو اور اب توقف نہ کرو حسب الحکم گنجاب علیہ اللعن والعذاب کے جلاد سب کو اونٹوں پر سے اُتار کے سولیوں کے نیچے لیگئے اور آواز بلند کی کہ خلق خداوند لقا کی اور ملک دحکم قہرمان عجمی و گنجاب کا ہم لوگ قدیم الایام سے پیشہ جلادی کا کرتے ہیں اور حاکم کے حکم سے اپنے جور و بچوں کے پالنے اور اپنے اس دوزخ پیٹ کے بھرنے کے لیے جو کوئی اسیر ہو جاتا تھا اور گرفتار ہوا من اجل ہماری زیر تیغ آ بیٹھا مجرم اور بے جرم ہماری نظروں میں سب یکساں ہیں بخوف و خطر اُسکو قتل کرتے ہیں اشعار بچارون کو حرص دانہ نے پھنسایا دام میں ۔ حق اگر سمجھے تو ہو شکوہ عبث صیاد کا ۔ جسکی آ پہونچی قضا وہ ہر طرح مارا گیا ۔ حکم حاکم سے ہمارا ہیں جرم کیا جلاد کا ۔ اے اسیرو تو قیدیو اور اے مغضوبان بارگاہ خداوندی نادیدہ خدا کے پرستارو جو تمھارا جی چاہے کہ لو اور جسکو چاہو دیکھ لو جو تمھیں حاجت بول و براز کی ہو اس سے فارغ ہو لو جو کہنا ہو کہلو سُن لو بعد دم بھر کے یہ دنیائی فضا اور ٹھنڈی ہوا اور ٹھنڈا پانی پھر تمھیں دیکھنا نصیب نہوگا تم سب سولیوں پر چڑھکے ہلاک اور پیوند خاک ہو جاؤ گے بعد دو چار پہر کے شہر پر سیال کی طرف جائینگے نیزوں پر چڑھے خاک و خون میں تم سبھوں کے لاشے پامال ہونگے پڑے وے یہ پکار کر جلاد تو منتظر قیصر سے حکم کے سولیوں کے نیچے جا بجا خاموش کھڑے تھے اور سلطان صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام اور سب سرداروں کو یقین کلی ہو گیا تھا کہ آج کسی صورت گنجاب کے ہاتھ سے مفر نہیں اور جانبر نہیں ہوتے اور عمرو کا حال یہ تھا کہ کہیں تو آنکھیں بند کرکے کہتا تھا کہ تو یہ میں کیسا خواب پریشان دیکھتا ہوں اور کہیں جو آنکھ کھولکر جلاد کو باشمشیر عریان سر پر کھڑا دیکھتا تو اپنے جی میں کہتا تھا کہ میرا اللہ تو صادق الوعد صادق الاقرار ہو اُسنے میرا نام وا مرکیا یعنی نہ مروں پھر یہ شخص بصورت فرشتۂ عذاب میرے سر پر کیوں کھڑا ہو کہا سے آیا کیا ماجرا ہوا اور پھر آنکھیں اپنی بند کرکے محو حیرت سکتے کی صورت رہجاتا ناگاہ یہ خبر وحشت اثر لشکر اسلام میں پہونچی اور تمام افسران لشکر اور دلیران نامور اور لاکھوں پیادے اور سوار اور تین لاکھ چوراسی ہزار عیاران خنجر گزار اپنے اپنے آلات حرب و ضرب لے لے کر آندھی مرگ و مہابت قضا چار طرف سے دوڑ پڑے جس وقت کہ تھوڑے فاصلے پر پہونچے تو اُس طرف کفار بیحیا پکارے کہ خبردار ای فوج اسلام آگے قدم نہ بڑھانا اور اچھا تم ہمارا کہنا نہ مانو گے اور جبتک تم ہم تک پہونچو گے تب تک ہم حمزہ کا اور تمھارے بادشاہ اور تمام سرداروں کا سولیوں پر چڑھا کے کام تمام کر دینگے یہ گفتگو اعدائے دین کی سُنکے جتنے بہادر اور مومنین تھے چپ سب عاجز و مجبور رہ جاتے خستہ دل

رنجور رنجبال اسی تامل و تفتیش کے کہ فی الواقع جب تک ہم جو تجویز ہوچکی ہے سلطان عالیمقدار امیر حمزہ عالیوقار شاہ
عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار اور سب سرداروں کو سولیوں پر چڑھا دینگے اور اُنکے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالیں گے مگر حیف
بیدست و پا ہوکر کف افسوس ملتے اور شدت غم و غصہ سے اپنے ہونٹھ دانتوں سے چباتے اور بوٹیاں بدن کی
کاٹتے تھے اور سارے خادمان محل اور خواتین معظم سانحۂ ہوش ربا و وقائع حیرت زا سنکے با سر عریان اور موے
پریشان سر زنان اور سینہ کوبان شیون و شین کنان نالہ و فریاد بلند کرتی چار طرف پچھاڑیں کھاتی پھرتی تھیں تمام
محل میں کہرام پڑا تھا خیمے سے باہر سراچون کے نکلی پڑتی تھیں اور وہاں میدان میں اب وہ وقت ہو کہ نیلا حکم بھی گنجاب
کا جلادوں کو پہونچ چکا ہو اور جلاد ہر یک شاہزادے اور سردار کو پیچھے ایک ایک دار کے کھڑا کرکے چاہتے ہیں کہ اوپر
سولیوں کے چڑھائیں مگر وہ جو ستا ہو دو ہاتھ جاکر اُنکے سائیان اسکے نہیں کہے حال نہ بیان کر سکے جو دو جگ
بپری ہوئے اور فارسی میں وہ شعر مشہور ہو شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ۔ نبرد رگے تا نخواہد خداے ۔ ناگاہ ایک
کی نگاہ جو سامنے جا پڑی تو دیکھا کہ شعر از دامن دشت طارق اور نگ گرد سے برخاست نو تیار نگ وحشی گرد ہیست
نیزہ تیر و خیرہ خیرہ سر گرد با آسمان رسیدہ و بلے گرد زمین دو زیدہ غلطان و پیچان چون زلف سرو سان ہولنے مارا
گرد کو گردنے مارا ہوا کر دامن گرد شگافتہ ہوا تو ایک نقابدار سرخ پوش بکمال جوش و خروش مع لشکر بیکران اور فوج
سرخ پوشان سامنے سے نمودار ہوا اور غلغلۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر فوج گنجاب اور سوار و پیادگان ملازمان
قہرمان عجمی پر مثل شیر ژیان و پیل دمان آپڑا اور آمادہ کفار کشی ہوا ایکطرف تو نعرہ نقابدار اُسنکے جتنے کفار
نابکار اور جلاد برابر سولیوں کے گرد و پیش سرداروں کے کھڑے تھے اُن سبکے ہاتھوں میں ہم جان سے رہتے
بہکنے تلواریں ہینٹے گر گر پڑے اور جسطرف اُنکا منہ پڑا بھاگ کھڑے ہوے اور ایکطرف امیر حمزہ
صاحبقران عالی مقام اور شہنشاہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام اور سب سرداران ذوی الاحترام نے
جو نقابدار سرخ پوش کو اپنی ہواخواہی میں فوج کفار پر گرتے اور لڑتے دیکھا تو ہر ایک نے حمیت اور غیرت سے
اپنی اپنی قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور وہی سولیاں پکڑ پکڑ کے مستعد جنگ ہوئے الا عمرو کہ بسبب
ضعف و ناطاقتی کے اپنی بیڑیاں ہتھکڑیاں نہ توڑ سکا تھا تو وہیں بیٹھے بیٹھے شور و غل کرکے کہتا تھا کہ حمزہ یہ کیا تم ہو
کہ کوئی میری خبر نہیں لیتا مجھے کوئی کافر آکے ایذا پہونچائیگا اور یہ مال مفت یعنی لکھوکھا روپے کی ہتھکڑیاں بیڑیاں اور
وغیرہ میرے ہاتھ سے جاتی رہینگی سلطان صاحبقران نے داد و بیداد عمرو کی جو سنی تو بجستی تمام پلٹ کر قید
عمرو کی توڑ دی اور پھر اُسی شکل سے آمادۂ کفار کشی ہوئے اُسوقت آمد نقابدار سرخ پوش کی دیکھکے اور نعرہ
اللہ اکبر صاحبقران دوران کا سنکے وہ جو لکھوکھا دلیر لشکر اسلام بصد درد و آلام بیدست و پا کھڑے تھے وہ
سبکے سب یلغار کرکے بر سر فوج قہرمان عجمی چلے تھے کہ گنجاب نے جو شمشیر زنی نقابدار سرخ پوش کی اور اپنی
قید توڑ کر معرکہ آرائے میدان جنگ ہونا ہر ایک سردار کا دیکھا تاب لڑنے اور ٹھہرنے کی نہ لاسکا لاعلاج ہو کر
بھاگ کھڑا ہوا اور شکست کھا کے مع بختیارک اور ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار وغیرہ مع اپنے تمام
سرداروں کے سمت سابل لقا سے مشرک غدار کے پاس چلا ہی اُسکو تو جانے دیجیے جبکہ حال نقابدار خوش خصال
سنیے کہ نقابدار سرخ پوش نے کفار پر تلواریں مارتا لاشوں پر لاش گراتا قریب امیر والا آیا تو امیر حمزہ صاحبقران
کشور گیر کے ہو بچکر اپنے مرکب سے کود پڑا اور پیادہ با دست بستہ ہو کر امیر سے عرض کرنے لگا کہ حضور اس گھوڑے
پر سوار ہوں ابھی سلطان صاحبقران کچھ کہنے نہیں پائے تھے کہ ناگاہ بند نقاب کا اس سرخ پوش کے چہرے

سے فلک پر اور سلطان والاشان کی نگاہ جو امیر پر جا پڑی تو یہی تاکہ وہ قد بلند والا تبار شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
لعل خفتان خونریز خاوری ہے امیر باتوقیر نے دوڑ کر قاسم کو چھاتی سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیکر کہا کہ حقا ای قاسم
تو مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہے تمام سرداروں کو معلوم ہوا کہ ملک قاسم نہ بدار سرخ پوش بنکر آیا تھا خصوصاً مالک
اژدر نے جو دیکھا تو فرط شادی سے مثل گل پیرہن میں پھولا نہ سماتا تھا اور کہتا تھا کہ اے شاہزادہ خاور سیاہ ہم سبکی جان بخشی
تو نے کی اور ہم سب تیرے آزاد کیے ہوئے ہیں جب صاحبقران دولتشاد نے خیمہ کے جو کے بارگاہ سلیمانی میں داخل
ہوئے حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر جلوس فرمایا امیر باتوقیر دنگل نادشہر پر جلوہ افروز
ہوئے اور باقی سب سردار شاہ و شہریار حسب درجات باقاعدہ مستمرہ اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ابدار
کرسی پر ہر بر ابر تخت کے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ تمام سے عمرو نے جو یک ... شیدہ تھی وقت
نہیں آیا کہ سلطان صاحبقران حقدار کا حق دلوادیں عمرو نے ... قاسم ... بات ... کہ نہیں
کہہ سکتا مجھے معذور رکھئے ہیں صاحبقران دوران نے سب سرداروں کی جانب ... تب ... فرمایا کہ ... میں
چالیس دن تک اپنے فرزند جگر پیوند پارہ دل راحت روح و روان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو تخت
سلیمانی پر بٹھلا کے بادشاہ کرتا ہوں اور جتنے شاہ و شہریار زادے ... دوست ... دوست ہیں انکو لازم
ہے کہ وہ سب اسکی خدمت میں حاضر رہیں اور ... یہ ہے کہ ... شادی ... عروسی و دامادی کا
اپنے فرزند کی کروں کہ کسی نے شاہان دیرین میں سے زمانہ پیشین میں کبھی ایسی شادی ... فرزند کی ... عمرو کی
جانب مخاطب ہو کے فرمایا کہ خواجہ سلامت تم تیاری بزم شاہانہ ... محفل خسروانہ کی کرو ... اہتمام و انتظام میں مستعد و آمادہ ہو
اور جو کچھ کہ سامان چاہیے وہ سب مہیا کرو یہ کلام اور یہ حکم امیر کا ... شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اپنے جی
میں نہایت رنجیدہ اور مکدر ہوا بعد دم بھر ٹھہرکے اپنے ہمراہ کے سرداروں سے یہ کہے کہ تم بھی میں شریک ... ہو میں بہ نیت
شکار سوار ہو کر جاتا ہوں بعد چالیس روز کے آؤنگا غرض یہ کہکے ملک قاسم امیر ... چشم پوشی کرکے جانب
شکارگاہ سوار ہوا

اب دو کلمہ داستان گنجاب بن گجور بن ملک حرمان دوکشن سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت گنجاب در بند طاؤسیہ کو کہ وہ مشہور ہے جادو کی ... فیض رسان میں ہوچکی اور گنجاب
کے ہزیمت کھا کے آنیکی خبر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت آگاہ نے سنی کہ گوہر ملک اسکے ہاتھ مردانہ منسوب ہوچکی
تھی یاقوت شاہ نے نہایت حیران و ششدر ہو کے معتمد کو بلایا اور اس سے یہ کہا کہ تو ذرا جاکے جشن
فیض رسان میں ملکہ گوہر ملک کی خبر تو لا ... گنجاب ... مرسل خداوند کا وہاں آیا ہے
حسب الحکم یاقوت شاہ کے معتمد وہاں گیا اور جو سرگذشت گنجاب کی تھی وہ وہاں خوب تحقیق
کرکے یاقوت شاہ کے پاس آکے بیان کی یاقوت شاہ نے اسوقت حکم دیا کہ ہمارے یہاں سے بہت
سے سردار پیغمبر مرسل کے استقبال کے واسطے جائیں اور بڑے اعزاز و اکرام سے اسکو لے آئیں ... شہزادہ ...
وملازمین یاقوت شاہ کے بیشہ فیض رسان تک واسطے استقبال کے گئے ... تو قیر سے
گنجاب کو لاکے شہر سابل میں داخل کیا اور ایک باغ میں اتروا دیا ... یاقوت شاہ نے مع اپنے
سب سرداروں اور مقربین اور مصاحبین کے اس باغ میں جاکے گنجاب سے ملاقات کی اور بعد ... برہمی
احوال پوچھا کہ کیا سانحہ تمکو درپیش ہوا اور کیونکر اس حال سے تم بہ تنگ آئے ہو گنجاب نے سارا حال ...

تماشا شاہزادہ بدیع الزمان کے آنے اور معرکۂ جنگ و جدال اندرون سنجان کا حال اور بعد اسکے شکست پا کر کنجاب کے
اپنے فرار ہونے اور ملک عجم میں انکے بعیاری سلطان صاحبقران وغیرہ کو قید کر لینے کا اور سولینے کے گھوڑے
کرنے کا اور شاہزادہ خضر و سیاہ کا لقا بدار سرخ پوش بن کے آنے اور جنگ کرنے اور پھر سب قیدیون کا بھی اپنی قید توڑ
توڑ کر سولینے سے لڑکر شکست دینے کا اور جو کچھ سانحہ اور حادثہ راہ کا گذرا تھا من وعن سب یاقوت شاہ کے سامنے
بیان کیا یاقوت شاہ سنکے نہایت متاسف ہوا اور کنجاب کی بہت سی دلجوئی اور تقویت کر کے صبح کو کنجاب کو مع
ہرمز بن نوشیروان و فرامرز بن نوشیروان اور ملک بختیارک شوم کافر بیدین بھی ہمراہ لیے قبلہ لقا پر لیچلے
کے جس وقت کہ قدمگاہ پر یاقوت شاہ نے قدم رکھا تو ایک آواز وہان سے آئی کہ اے بندۂ قدرت من چہ خبر گردم یاقوت شاہ
نے کہا کہ یا خداوند جبرئیل قدرت تیرا حاضر ہو یاقوت شاہ کے اتنے کہنے کے ساتھ ایک آواز نقارہ کے بجنے کی اندر سے
آئی اور پھر جو آواز آئی کہ اے یاقوت شاہ میں نے تجھے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے بیخوف و خطر عرض کر کس لیے کیا تقدیر
کی یاقوت شاہ نے کہا کہ خداوند تو نے عجب تقدیر کی ہے کہ حمزۂ صاحبقران دریاے زخّار سے عبور کر کے مع تمام اپنی
فوج و سپاہ کے سنجان میں پہونچا اور اسکے بیٹے بدیع الزمان نے کنجاب تیرے پیغمبر مرسل سے انواع
انواع طرح کی عداوتیں کین اور مقابلہ کر کے بعد کتنی لڑائیون کے ہزارہا بڑے بڑے جلیل القدر تیرے بندون کو قتل
کر کے کنجاب کو شکست دی اور کنجاب عاجز و بیچارہ ہو کر تباہ اور برباد ہوا اور بھاگ کر تیرے ظل عاطفت میں آیا ہے
لقا نے یہ حال سنکے نہایت درہم اور برہم ہو کر کہا اچھا اسکو میرے سامنے لاؤ جس وقت کہ حسب الطلب کنجاب روبرو لقا
کے گیا تو لقا نے کنجاب پر بہت سا عتاب اور خطاب کر کے کہا کہ اس بندۂ مغضوب کو ابھی کے دوزخ بادیہ میں ڈالدو وہ جو
فرشتگان عذاب وہان حاضر تھے وہ سب دوڑ کر کنجاب کو لے لپٹے اور کشان کشان دوزخ کیطرف لے چلے یاقوت شاہ
نے پکارا کہ یا خداوند کیا جرم کنجاب کا ثابت ہوا کہ اس بیچارے خانمان برباد شکستہ دل خستہ جان ضعیف اور ناتوان کو
مالکان عذاب سمت دوزخ لیے جاتے ہیں کنجاب نے اپنے حتی المقدور لڑنے مرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں
کی مگر تیری مشیت سے مجبور و ناچار ہو کر شکست فاش کھا گیا اور جب مال و اسباب گھربار ملک کچھ اسکے قبضہ اختیار میں
رہا تب تباہ و برباد ہو کر فراری ہوا حمزہ نے ہر چند اسے پناہ دیا اور کہا کیا اغوا کیا اور کہا کہ لقائی پرستش چھوڑ کر مسلمان
ہو جا تو میں کل باختر کی سلطنت تجھے دون مگر کنجاب نے تیری بندگی اور پرستش نہ چھوڑی سو اسکا کیا خوب صلہ اسکو
ملا کہ مغضوب اور مقہور بارگاہ خداوندی ہو کر اب دوزخ بادیہ میں ڈالا جاتا ہے ہرمز تاجدار اور فرامرز نامدار دونون
بیٹے نوشیروان ملک العادل کسریٰ کے بھی جو حاضر تھے انھون نے بھی تائید کلام یاقوت شاہ کی کر کے بعد سے سعی
کنجاب بہت سا کچھ اسکو لقا سے کہا کہ فی الواقع یا خداوند تیرے پیغمبر مرسل کا کچھ قصور نہیں محض بیقصور اور بیجا رحم
ہوا ہے یاقوت شاہ کے ساعی ہونے اور اسکے کہنے سے اور ہرمز بن نوشیروان و فرامرز بن نوشیروان
کی گواہی سے کنجاب کی بیقصوری کا حال سنکے لقا نے کہا کہ میں نے کنجاب کا قصور معاف کیا اسے دوزخ میں نہ لیجاؤ
یہ ہمارا بندۂ خاص الخاص ہے وہ بھی ہمارے پاس حاضر رہے ابھی لقا یہی کہ رہا تھا کہ ناگاہ بختیارک نے جو
برابر کھڑا تھا بیساختہ واویلا و فریاد کرنا شروع کی لقا نے یہ شور و غل سنکے بختیارک کو جو دیکھا کہ ایک شیطان مشرب بوم طلعت
کوتہ گردن تنگ پیشانی کمر بار کی سی آنکھیں زرد زرد رو چہرہ مردگی کی نشانیان منھ پر پیدا اور ہو چکی ہین پوچھا کہ یہ کون ہے
یاقوت شاہ نے عرض کیا کہ وزیر اعظم اس بادشاہ کا ہے کہ جسکی بارگاہ میں چہل سو حکیم چہل سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی نشین بیٹھا
سولہ سو امیدوار سلطنت ہمیشہ حاضر رہتے ہیں اور یہ وقت سواری کے ایک کروڑ سوار کا حکم فرماتا ہے فرمانروا شہنشاہ ذی حشم ذی مرتبہ فخر دودمان

ساسانیان بادشاہ ہفت اقلیم پشت در پشت نوشیروان بن قباد بن کیقباد بن منوچہر بن فریدون بن جمشید جم
سو آج یہ اس حال تباہ ہے بعد فریاد و آہ یہاں کہ جب لقا نے پوچھا کہ ہمیں کسی نے [illegible]
کرتا ہے بختیارک بول اٹھا کہ یہ وہی شخص ہے جو خداوند کی داڑھی پر پیشاب [illegible] کر کے مونڈ لیگیا تھا لقا نے کہا
ہیں یہ تو نے کیا کہا وہ کون ہے اسکا ذکر ہے بختیارک نے پھر کہا کہ وہی دزد [illegible] گردن ساسانیان وہ عیار حمزہ کا لقا
کہنے لگا کہ معلوم ہوا کہ میں نے ہی تو اسے پیدا کیا ہے میں اسے خوب جانتا ہوں بختیارک بولا کہ خداوند یہ تمہاری
سبب سے وہ ڈاڑھی خداوندی پیشاب کر کے مونڈ لیگیا واہ واہ خداوند خوب [illegible] لقا نے یہ گفتگو بید [illegible]
بختیارک کی جو مکر [illegible] سنی تو جھنجھلا کے کہنے لگا کہ معلوم ہوا تو شیطان مجسم ہے [illegible] زمین کے
میں سلوک خوبی انتظام دیا تھا فقط ایک شیطان نہ تھا سو آج سے میں نے تجھے شیطان بنایا [illegible] آسمانی کا جو
شیطان ہو اسکے گلے میں طوق لعنت پڑا ہے سو میں بھی تیرے گلے میں ایک طوق لعنتی ڈال دیتا ہوں بعد
اسکے جانب یاقوت شاہ متوجہ ہو کے حکم دیا کہ اے یاقوت شاہ ایک طوق طلائی چالیس من کا بنوا کے اسکے گلے
میں ڈلوا دے بختیارک نے یہ جو سنا تو نہایت بیقرار ہو کر رونے لگا اور ہائے وائے کر کے بولا کہ یا خداوند میں تو اتنے
بوجھ سے مر جاؤنگا کسی صورت سے جیتا نہ بچونگا سوائے اسکے وہ دزد [illegible] گردن جو تیری ریش [illegible] پر شاش کر گیا اور
[illegible] لعل و یاقوت موڈ لیگیا اسکو تو نے اسقدر طامع اور حریص پیدا کیا ہے کہ ایک کوڑی اگر کہیں پڑی دیکھے تو اٹھا
کے اپنی زنبیل میں رکھ لے قطعہ اژدہیست کہ زہرا دہن او ہمہ دزد [illegible] خال [illegible] زنگی [illegible] ہمہ دزد [illegible]
[illegible] یک [illegible] نعل [illegible] قدم [illegible] ہموار ہمہ دزد وہ چالیس من طلائے احمر کا طوق اگر میرے گلے میں
من پائیگا تو اسیوقت وہ [illegible] یک [illegible] جان ہوگا آکے مجھے زندہ نہ چھوڑیگا بجز ق دخطر مجکو بصورت بزو یش
ذبح کر کے اتار لیجائیگا غرض جب بختیارک نے بہت سی واویلا کی تب لقا نے چالیس من کا طوق طلائی بنوا کے
بختیارک کی گردن میں ڈلوا دیا بعد اسکے دوسرے دن ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار دونوں بیٹے نوشیروان
کے جو سامنے لقا کے آئے تو بخیال اپنی سلطنت کی بربادی اور تاج و تخت کے چھوٹ جانے اور انواع اقسام مصائب
اور تباہی کے کچھ مکدر اور مغموم تھے لقا نے ان دونوں کا پریشان حال دیکھکر کہا کہ اے ہرمز میں نے تقدیر کی کہ حمزہ
کو مع تمام اسکے سرداروں اور فوج و سپاہ کے غارت کرونگا اپنی قدرت خداوندی سے پھر تجھے بادشاہ سرزمین
ایران اور توران کا کر کے صاحب تاج و دیہیم فرمانروائے فوج و اقالیم کرونگا لیکن تم مجھے سجدہ کر کے خداوند یا جانکر
پرستش کرو ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار اور بختیارک نے لاعلاج ہو کر لقا کو سجدہ کیا تب لقا نے گنجاب
کی طرف خطاب کیا کہ اے گنجاب تو میرا پرستندہ سابق پیغمبر مرسل ہے تو خاطر جمع رکھ کسیطرح سے گھبرا نہیں پھر میں تیرا
وہی رتبہ کر دونگا میں نے تو القاش خون آشام کو اسواسطے روانہ کیا کہ استیصال لشکر حمزہ کرآئے پھر نہیں
معلوم کہ اسے کیا ہو گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند عجب تیری خداوندی ہے کہ تجھے اپنی تقدیر کا آپ کچھ حال نہیں
معلوم ہوتا پھر کیا واہیات اور خرافات تیری خدائی ہے لقا نے نہایت درہم برہم ہو کر کہا کہ اے مردک بدذات یہ تو کیسی
گستاخانہ اور بیباکانہ گفتگو کرتا ہے بختیارک نے کہا شیطان کی گفتگو یہی ہوتی ہے تو جو القاش خون آشام
کا حال پوچھتا ہے مجھے سن کہ القاش اول مرتبہ جو گیا تھا تو بدیع الزمان پسر حمزہ سے جنگ و جدل
میں بدیع الزمان کو اسنے زخمی کیا دوسری مرتبہ میدان رزم میں القاش بدیع الزمان کی ضرب
تیغ سے زخم کھا کے جانب سرزمین مسافرہ آباد واسطے اپنے زخم اچھا کرنے کے نکلگیا [illegible] صورت پا کے خدمتمین

خداوندی کی حاضر ہوگا لقانے کہا او شیطان درگاہ اگر حمزہ ہوقت میرے سامنے آتا تو کیا جانون مین کیا بلا اُسکے سر پر نازل
کرتا مگر اب مجھے اپنی خدائی کی قسم کہ قیطولون سے نیچے اُترکے مع تمام اپنے لشکر کے جہان وہ عرب ہو کہ وہان جاکے اُس سرزمین
کو ایک نگاہ قہر سے نیست و نابود کرونگا اور حمزہ کو مع تمام مسلمانون اور اُسکے ساتھ کے سردارون کے کام تمام کرونگا
بختیارک نے کہا کہ یا خداوندا اسقدر تکلیف اور تصدیع وہ تجھے کبھی نہین دیگا کہ تو آپ جائے حمزہ خود مع اپنے بیٹے
پوتون اور تمام شاہ و شہریارون کے عنقریب اس ملک مین تیرا داشی آتا ہو اے خداوند مین بھی آتے سر خود اور
حضور مین کہتا چند روز صبر کرو دیکھئے کہ حمزہ آتا ہو یا نہین تب لقانے جسوقت یہ زبانی بختیارک کے یہ حال
سلطان با اقبال کا شہر سبائل کی طرف آنے کا سُنا اُسیوقت دبیر حرج کو اپنے طلب کرکے حکم دیا کہ پیغمبران مرسل
اور نامرسل پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ اور سب شاہان ذیشان واہان اور سرداران کی باختر کو نامے
اور پروانے لکھکر طلب کرو اور ہر ایک ایلچی اور وکیل اور متوسل جو جو جہان جہان جس ملک کے یہان قیطولون پر لقا
کے پاس حاضر رہتے تھے اُنسے بھی اشارہ کیا کہ تم بھی سب جاکے اپنے اپنے مالکون سے اطلاع کرو کہ وہ زیر قیطول خداوندی
جلد آکے حاضر ہون پھر بعد دم بھر کے کہا کہ بادشاہان ہفت دربند کو مثل اکوان شاہ اور کیوان شاہ
جالندھری اور گرشاسپ شاہ بادشاہ دربند گرشاسپیہ اور عنقاشاہ دربند قران کوہ اور نوح درشت
ہیکل بادشاہ دربند ہیکلیہ اور ہومان دربندی بادشاہ دربند آہنین کوہ اور ملک زرمان حاکم زرد آبہ
و دیر حارالکن حاکم دربند تا ساگین کوہ مثل پل طاؤسیہ ہو غرض ان سبکو بھی بتاکید نامے بدین مضمون
لکھو کہ اگر حمزہ اور فوج اسلام اسطرف آنے کا ارادہ کرے خبردار خبردار بڑی ہوشیاری سے اپنے دربند کو خوب
مستحکم رکھنا اور کسی صورت سے حمزہ کو ادھر آنے نہ دینا آگے جیسا میری مشیت مین ہوگا تم سبکو معلوم ہوجائیگا
غرض اُس منشی نے حسب الحکم لقا کے نامے لکھکر ہر طرف ہر بد مین روانہ کیے اور ایلچی اور وکیل اور متوسل بھی ہر ایک
ملک کے اپنے اپنے مالکون کے پاس جمع کرنے کو لقا سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے

اب شمہ داستان عشرت بیان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان والاشان امیر صاحبقران و شادی بدیع الزمان سے گذارش کیا جاتا ہے

کہ جسوقت امیر عرب قدر دار ذیشان سلطان صاحبقران نے شاہزادہ بدیع الزمان کو بادشاہ کیا اور خود ہر طریقہ
وساطت و شجاعت صاحب عزم و رزم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم مثل خفقان خونریز خاوری رنجیدہ خاطر اور
نہایت شکستہ دل ہوکر بحیلہ سیر و شکار بارگاہ سلیمانی سے نکل گیا تھا اور یہان بارگاہ گردون اشتباہ سلیمانی مین
حسب الاحکام عالم سلطان عالیمقام کے چالیس دن کے جشن نشاط اور محفل انبساط کی تیاری ہو رہی تھی تمام
ملک عجم مین دھوم شادی کی اور غلغلہ مبارکبادی کا بلند ہر کوچہ و بازار مین ڈھول و طبلے بج رہے ہین چار طرف
چوندی چوک اردو و لشکر اسلام بازار کشمیری بازار جوہری بازار صرافی بزازے کی دُکانون میں مرصع جڑاؤ جھلمل جگمگ جلیت
پر دے ہر ایک دُکان مین بہت بے تکلف لگے ہوئے فرش پاکیزہ بچھے ہین دُکاندار و شاکین نفیس پوشاک پہنے ہوئے بیٹھے
تماشا دکھلانے کو لاکے بیٹھے ہین جتنے درخت ہین سب نارنج بادے تمامی مشجر سادری اطلس سے منڈھے ہوئے
قمقمے ٹہنیون مین لٹکتے ہین کوسون تک کٹہرہ بندی بانسون کی ہر سر چراغان کی تیاری بہت معقول ہزارون مزدور
بیلدار مزدور نے نشیب و فراز کو ہموار کرکے راستے پاک و صاف کر رکھے ہین ہزارہا سقے آبپاشی پر جھکے ہوئے ہزارہا چوبدار
قراول و خلائق اور دستیان مشعلچی اور شمعی لیے ہوئے منتظر شام کے ہین فرسنگون تک فقط برج بارہ دریان جو ...

سند ولے چرخیان آتشبازی کی گڑی ہوئین ہزاروں ہاتھی اپنے مینڈھے برن تا دم ستھرے ہوئے اونٹ اور چھڑون تک
جاتی جو ہیان انار وغیرہ آتشبازی کچھ تو ٹوکرون مین جہان تہان رکھی ہے کچھ جابجا گڑی ہے آتشبازی جہان تہان ان
گردنے سرگرم کار ہین ہر ایک رسالے مین ہر ایک پلٹن مین طائفون کا مجمع ہے ڈھنڈھیے نقالون وغیرہ جنکے گانے
والون کی دھوم دھام ہے ہر ایک سپہ سالار رسالدار وغیرہ افسرون کے خیمے ڈیرے چوب چوبے کنڈے بنگلے بارگیون تک
دروازے پر دو نوبت کی بج رہی ہے چاروطرف غارغلے بہت پرتکلف بنے ہوئے انپر نوبت کی گت ہی ہے تماشائیون کا ہجوم
مجمع خاص و عام نظر آتا ہے بارگاہ سلیمانی مین سریر سلطنت پر شاہزادہ والا قدر عالی منزلت فرزند جگر پیوند بخت و راحت روح و جان
شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان جلوس فرمائے ہوئے سلطان جمشید قدر پاس ان کے دنگل تا دعنبر پر جلوہ فرما شاہ عیار
عمرو بن اُمیہ نامدار بکمال بشاشت باتین کر رہے ہین پانچہزار پانسو چین شہریار زادے اور سرداران دست راستی و
دست چپی اپنے دوگلون کرسیون پر شادمان بیٹھے دیکھے کرتے تھے چنانچہ کئی ہزار طائفے پنچہزاری و ہفت ہزاری
اور بارہ ہزاری پاپ نشاط کے اور ہزارون دیہات کے دھوم دھامی جوڑے اور جبیتوا زین زرق و برق کی پہنے ہاتھ مین
ساز سرود سارنگی پکھاوج جیسے تال کی جوڑی والے کوئی سارنگی والا ہے کوئی طبلون کچھ جون دو گلون ڈھولکون
کے تھے کھینچا ہوا آب دار دیکر انگی صداؤن کا آس لے رہا ہے اکثر طنبورے ستارون کی سندریون کو کھینچ کھینچکر دھم تھم
نکل رہے ستارون کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہے ہین کوئی قانون مین رباب چنگ مچنگ کو چھیڑ کرکے سرون کو دیکھ بھال رہا ہے
کشتیان شراب ناب کی رکھی ہوئی ہین انمین گلابیان شراب عتیق احمر خون کبوتر کے رنگ کی بھری ہوئی مقابل اور تمامی
کی ڈبیان گلابیون پر چڑھی ہوئی ہین عجب ایک تکلف سے چنی ہوئی ہین دوسرے پوش کشتیون پر پڑے ہوئے ہزار انگیرین
میوون کی ڈالیان میووں کی عطر دان اور ان چنگیرون چوگھڑے قرینے قرینے سے رکھے ہوئے بارگاہ مین کئی ہزار جھاڑ شیشے
کے الماس تراش ہزارون کنول مردنگیان فانوسین انمین شمعین مومی اور کافوری چڑھی ہوئین آئینے حلبی قد آدم
صنایان چاروطرف لگے ہوئے انجام کار چاروطرف. اہتمام مین سرگرم کار ہتھے ساقیان خلعت در صورت جام و صراحی بکف
صف بصف کچھ بیٹھے ہین کچھ کھڑے ہین ناگاہ نگاہ سلطان صاحبقران عرش جاہ کی قاسم کے دنگل کیطرف جو جا پڑی
تو دیکھا کہ دنگل خالی پڑا ہے شاہزادہ خاور سیاہ نہین ہے امیر باتوقیر نے پوچھا کہ قاسم کہان ہے سرداران دست چپ اخوان
شاہزادہ قاسم نے عرض کی کہ شاہزادہ عالم ابھی جنگل شکار چالیس دن کا قرار کرکے سوار ہو گئے ہین صاحبقران دوران نے
فرمایا کہ بدون قاسم کے لطف محفل کا نہین کوئی بہادر ایسا ہو کہ وہ جاکے قاسم کو لائے وہ جو قاسم کو وہ نہ سکے تو پھر وہ
اس بارگاہ مین نہ آئے اور عمر بھر ہمکو اپنا منھ نہ دکھلائے یہ کلام سلطان عالی مقام کا سنکے جتنے سردار اور شاہ و شہریار
حاضرین محفل حشمت مشاکل کے تھے بخیال اس مآل اندیشی کے کہ قاسم نہایت تندخو آتش مزاج ہے اگر ہمارے جانے
و کہنے سے نہ آئے تو ہم اسکا کیا کرسکینگے سرنگون ہوکر لب بسکوت بیٹھے رہ گئے کچھ کسینے جواب نہ دیا امیر باتوقیر نے جام طلا
عقربت شربت سے مملو اور لبریز کرکے اور ایک خلعت سلیمانی کشتی مین منگا کے حضرت ظل اللہ کے تخت کے ایک کونے پر رکھوایا
اور آواز بلند فرمایا کہ یہان کوئی مرد مردانہ اور شیر فرزانہ دلاور ایسا ہو کہ یہ جام شربت کا پئے اور خلعت سلیمانی سے مخلع
ہوکر قاسم کو جاکر لائے پھر کسینے جواب نہ دیا سب خاموش تھے اُسوقت امیر صاحبقران دوران نے
پیش خود یہ تجویز کرکے کہ ابکی تیسری مرتبہ پھر مین سب صاحبون سے بآواز بلند کہتا ہون اور ضمیر سبکا دریافت کرلون اگر
کسینے حوصلہ کیا تو خیر ورنہ مین آپ سوار ہوکر تلاش شاہزادہ خاور سیاہ دونگا اور جہان وہ ملیگا لا دونگا سب
سرداروں اور بارگاہ نشینون کی جانب مخاطب ہوکے فرمایا کہ ہو بہادر و کیا تم مین ایسا بہادر و دلاور کوئی نہین جو مردانہ

اپنی جا پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور شرط خدمت بجا لائے ساتھ فرمانے سلطان صاحبقران کے شہزادہ فرامرز عاد مغربی
پسر خواندہ امیر والا قدر بھی اپنی جگہ پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلطان عالیجناب کو آداب بجا لا کے وہ جامہ کہ عفریت شریر
کا پوشش رہا بعد ازان خلعت سلیمانی کشتی میں سے اُٹھا کے چھین لیا اور یہ عرض کرکے کہ افغان تھی اور اقبال شاہنشاہی
سے فدوی جاکر شہزادہ خادر سیاہ ملک قاسم حلی ختنان خونریز خادری کو لیے آتا ہے امیر نے فرمایا کہ اے فرامرز جاتے
تو ہو لیکن ہوا ان قاسم کے ادب سے پھر آ کے پیچھے اپنا منہ نہ دکھلانا یہ فرامرز عاد مغربی نے عرض کی کہ آمین جو مشیت
ایزدی ہو گا سو ہو گا یہ کہہ کے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلا اور بیٹھ اپنے مرکب پر اس قدر
دوڑ دوڑ کر گیا جیسے ملک قاسم کو جا کے لاؤں غرض سوچتے سوچتے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی بھی
بطریق صید افگنی اور ساتھ اپنے ایک سامان شکار کا لے جا قراول سبزہ و سُرخ صندلی ہوئے کپڑے پہنے ہوئے
بندوقیں ہاتھوں میں لیے ہوئے اور ان کے بیچ میں ڈولے باز دار بہری بچہ کوہی کوئل مُرغ دبیل گھر جھگڑ جھموی ترمتی
دروی وغیرہ جانور [illegible] ننگی اور شاہین جنگ باز شکرا زمتی باز شہباز عقاب تیز پرواز وجرہ وغیرہ
جانوران شکاری [illegible] ہاتھوں میں پہنے ہاتھوں پر بٹھلائے گرد اپنے سدھائے ہوئے بہلوں
کو سدھائے چیتے [illegible] ہر ایک چیتے ان کی پشت پر ایک ایک چیتہ کا سروں پر ہاتھوں کی آنکھوں
پر چڑھی ہوئی ڈوری [illegible] ایک ایک ڈوریے شکاری کے ہاتھ [illegible] کی
[illegible] ہوئے بیچ میں ٹکی ہوئی ڈوری [illegible] ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے بعض
ہوا [illegible] مختصر یہ کہ شاہزادہ [illegible] روانہ ہوا صاحب تعاقب شاہزادہ فرامرز کے پاس
ایک باز ایسا تھا کہ عدیل نظیر [illegible] زمین پر کسی نے نہیں دیکھا اور کسی کارخانہ سلطانی میں نہ کسی سردار
اور شاہ اور شہریار کے پاس ایسا باز بھی بہم پہونچا تھا چنانچہ اکثر امیر حمزہ صاحبقران نے اور بادشاہ اسلام نے
اُس باز کی تعریف کی مگر فرامرز عاد مغربی سنتے خاموش ہو رہا اور یہ کبھی نہ کہا کہ یہ باز نذر ہو حاضر ہے اسی سبب سے
صاحبقران عالی مقام نے اور شہنشاہ شیر اسلام نے طلب بھی اُس باز کی فرامرز سے نہیں کی غرض یہ کہ شاہزادہ
فرامرز عاد مغربی شکار کھیلتا ہوا اور اُن تک جا پہونچا جس صحرا میں شاہزادہ خادر سیاہ ملک قاسم شکار کھیل
رہا تھا اور ایکبار شاہزادہ قاسم سے دو چار ہوا تو فرامرز عاد مغربی نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کے نہایت ادب
جھک کر قاسم کو مجرا کیا اور دعا و ثنا میں رطب اللسان ہوا قاسم نے فرامرز کو دیکھ کر پوچھا کہ اے فرامرز عاد تو تو ہوا خواہ
بدیع الزمان ہے اور تکلف یہ کہ ان دنوں دادا جان نے بدیع الزمان کو بادشاہ کیا پھر تو کیوں کر بدیع الزمان کی شادی
اور جشن مبارکبادی سلطنت سے یہاں آیا فرامرز عاد مغربی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ اے شہریار میں ان
دنوں کچھ شکستہ خاطر اور افسردہ دل تھا شاہزادہ کا بدیع الزمان کو مبارکبادی دیکر واسطے تفریح طبع کے شکار
کھیلنے کو چلا آیا اور میری نگاہ میں جو شہرت شاہزادہ خادر سیاہ جو رتبہ اور مرتبہ شاہزادہ بدیع الزمان کا ہو وہی
آپ کا میں دونوں صاحبوں کو اپنا آقا و خداوند نعمت جانتا ہوں وہ کون اور آپ کون دونوں صاحب برابر
ہیں جیسا اُن کا مطیع و فرمانبردار ویسا آپ کا بعد از ملک قاسم کو یہ گفتگو فرامرز عاد مغربی کی بہت پسند آئی اور عجز
انکسار اُسکا دیکھ کر نہایت خوش ہو کر باتفاق باہم متوجہ شکار ہوئے چنانچہ قاسم کے پاس بھی ایک باز تھا اور قاسم
اُس باز کو جان سے سوا عزیز رکھتا اور ناز کرتا تھا قضا کار سامنے ایک تیتر پرواز کنان جاتا تھا قاسم نے اپنے باز
کو اس تیتر پر چھوڑا اور وہ تیتر قاسم کے باز سے صاف بچکر نکل گیا یکطرف سے شاہزادہ فرامرز نے بھی اپنے باز کو جو

اُس تیہو پر چھوڑا تو اس باز نے بکمال تیزپروازی جھٹ پٹ جا کے اُس تیہو کو پنجے مین پکڑ لیا قاسم نے حالت غیظ و غضب مین اپنے باز کے بال و پر نوچ کر زمین پر پٹک کر مار ڈالا شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے قاسم کو رنجیدہ اور خشمگین دیکھکر عرض کیا کہ اے شہریار باعث تکدر خاطر قدسی کیا ہی ملک قاسم نے کہا کہ ہم فرامرز مین اس اپنے باز کو بہت پیار کرتا تھا اس کمبخت نے تیہو کو نہ پکڑا مین نے جھنجھلا کر اسے مار ڈالا اس باعث سے میرے دلکو بہت ملال اور صدمہ ہی شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے اُسوقت اپنے دلمین خیال کیا کہ بس اس سے بہتر موقع اور گھات کا وقت پھر نہین ملیگا اگر قاسم کو بہلا کر شکارگاہ سے پھیر کر اپنے ہمراہ لیجاؤن تو بہی ثواب مجھے لازم ہی کہ بایں قاسم تواضع کرون یہ سبق خود تجویز کر کے فرامرز عاد مغربی نے عرض کی کہ اے شہریار اگر آپنے اُس باز کو ہلاک کیا صدمے باہوش سے میرا یہ باز حاضر ہی اسکو رکھیے اسکے شکار کا تماشا ملاحظہ فرمائیے یکسان ہی یہ بھی حضور ہی کا ہی قاسم یہ گفتگو فرامرز کی سُنکے اور باز کو دیکھکے نہایت خوش ہوا اور باز کو فرامرز سے لیکر فرامرز کا ہاتھ پکڑ کے اپنے خیمے مین لایا اور دونون صاحب گھوڑون سے اُتر کے بیٹھے اور جب دو چار پیالے شراب کے پیے دونون صاحبون کے دماغ کو ایک سرور حاصل ہوا تو ایک مرتبہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کے شاہزادہ خاور سیاہ کو دیا اور قاسم نے وہ پیالہ فرامرز کے ہاتھ سے لیا اور نوش کر کے پوچھا کہ اے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی سچ کہہ کہ تیرا خلاصۂ مطلب اور مدعا دلی کیا ہی شاہزادہ فرامرز نے اپنے دونون ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ اے شہریار جناب احدیت تجھے ہزار سال بجاہ و حشمت رکھے اصل حقیقت یہ ہی کہ اگر اسوقت میری عزت اور آبرو رکھو گے تو تمام عمر کا مین تیرا ممنون اور مشکور رہونگا جہان امیر عالی مقام نے ایک جام کا خلعت خسروانہ منگوا کے اور ایک خلعت سلیمانی کشتی مین رکھ کے بارگاہ سلیمانی مین رکھ دیا اور تین مرتبہ پکار کے کہا کہ کوئی ایسا ہی جو اس جام کو پی کے اور خلعت کو پہن کے جائے اور شاہزادہ خاور سیاہ کو اپنے ہمراہ لائے اور جو نہ لائے تو تمام عمر اپنا منھ پھر مجھے نہ دکھلائے یہ پکار ایسی تھی کہ ہمین سردارون مین سے کسیکا حوصلہ حضور کے لانے کا نہ پڑا اور نہ قرار کیا مگر مین نے وہ جام شراب کا اُٹھا کر پی لیا اور خلعت پہنکر حضور کے لانیکا سلطان صاحبقران سے اقرار کیا ہی لہذا اب امیدوار ہون کہ از راہ عنایات خاقانی و مراحم خسروانی آپ اسوقت میرے ہمراہ بارگاہ سلیمانی مین بحضور امیر حمزۂ صاحبقران تشریف لیچلین قاسم نے جو یہ تقریر فرامرز عاد کی سُنی تو کچھ اپنے دل مین محجوب ہو کر پھر دو جواب فرامرز کا نہ کر سکا اور اُسیوقت سوار ہو کے مع اپنے تمام نوکرون چاکرون کے ہمراہ فرامرز عاد مغربی جانب لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا اور عرصۂ راہ کو طی کر کے جسوقت کہ بارگاہ سلیمانی مین قدم زن ہوا تو ایک فرد گنج و فرکی جو طلسم افراسیابی سے لایا تھا وہ برابر تخت کے جا کے بدیع الزمان کو بطریق پیشکش کے دی شاہزادہ بدیع الزمان وہ فرد قاسم سے لیکر خزانہ طلسم رفعت سلیمانی سے اپنے ہمراہ لایا تھا اُسکی فرد شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے تواضع کی اور کہا کہ قاسم آکر صندلی آصف پر بیٹھو قاسم نے کہا کہ میری مجال نہین کہ صندلی آصف پر بیٹھون یہ کہکے دعل رستم اپنے باپ کا اُٹھا کے جہان صندلی آصف بچھی تھی وہان بچھا کر بیٹھ گیا شاہزادہ بدیع الزمان قاسم کی یہ حرکت دیکھکر نہایت آزردہ ہوا اور خوب سا آپ کو ضبط کر کے اور اپنے دلکو سنبھال کے خاموش ہو رہا لیکن اپنے عیار امیہ بن عمرو کی جانب مخاطب ہو کر اشارہ کیا کہ تو کرسی پر جا کے اپنے باپ کا جانشین ہی حسب الحکم امیہ بن عمرو اپنے باپ کی کرسی پر جا بیٹھا قاسم نے اپنے دل مین یہ کہا کہ بدیع الزمان کا مطلب یہ ہی کہ کوئی کہین امیہ بقید حیات

عمرو کی جانشین اُسکا ہوا یہ کہکے ضبط کیے بیٹھا رہا جب وقت شام کا ہوا قاسم بارگاہ سے اُٹھکے اپنے خیمے میں آیا اور سیارہ
بن عمرو اپنے عیاروں کو بلا کے تاکید تمام کہا کہ اگر تم نے آج جلکے کوئی عیاری اُمیہ بن عمرو کے ساتھ نہ کی تو پھر خبردار اور
تمہارا سبھی پاس نہ آنا سیارہ بن عمرو نے کہا بہت خوب اقبال عالی میں وہ عیاری دھوم دھام کی کرونگا جو ہونکا یاد
عمرو برسون کف افسوس ملا کرے سیارہ بن عمرو اپنی ہیئت تبدیل کرکے ایک مشعلچی کی صورت بنا اُمیہ بن عمرو
کے خیمے میں گیا اور فتیلے اور شمعوں کے دیکھنے اور گلگیر کرنے میں تھوڑی تھوڑی بیہوشی ہر ایک کی لو پر رکھکے علیحدہ
کہیں ٹھہر گیا جسوقت بو بیہوشی کی اُمیہ کے دماغ میں پہونچی بیہوش ہوکر سو گیا سیارہ بن عمرو نے تمام اسباب اسکے
خیمے کا لوٹ لیا مسند جا بجا پر بوسیدہ و دریدہ کپڑے اور گہنے جھوٹے محض بے آب خنجر زنگ آغشتہ رکھکے اسباب
جو تھا وہ گٹھری باندھکے لے گیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کے وقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو اُمیہ بن عمرو کے دماغ
کو لگی تو اُسکو ہوش آیا اور آنکھیں کھولکر چار طرف غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئی رات کو آکے مجھے بیہوش کرکے
سب اسباب چُرا لیگیا بیساختہ گھبراکر جو اُٹھا تو ایک جا پر نشان قدم سیارہ بن عمرو اپنے بھائی کا دیکھکر پہچانا اُسوقت
بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان آکے اُسنے ساری سرگذشت شب کی بیان کی شاہزادہ بدیع الزمان نے
فرمایا کہ اگر تو اسکا عوض جاکے سیارہ سے نہ لیگا تو میں تجھے پھر اپنے پاس نہ رکھونگا اور تمام عمر تیرا منھ نہ دیکھونگا
اُمیہ بن عمرو شاہزادہ بدیع الزمان کا موکد ہم و برہم اپنے وہ یہ خطاب درعتاب اسکا دیکھکر اُٹھکر روانہ
ہوا اور شب کے وقت تلاش سیارہ جاتا تھا کہ اثنائے راہ میں دور سے دیکھی زاغچہ عیار طرف دار سیارہ کا نظر
آیا اُمیہ بن عمرو نے سر راہ چند حلقے کمند کے بچھا پھر خاک ڈالدی معلوم نہوں اور سر کمند کا پکڑ کے ایک جا پر چھپکر
بیٹھ رہا زاغچہ جستیں زنان جہاں اُس مقام پر جہاں حلقے کمند کے بچھے تھے قدم زن ہوا اُمیہ بن عمرو نے زور سے
جھٹکا دیا سب حلقے کمند کے زاغچہ کی گردن اور بازوں میں پڑگئے اور زاغچہ چاروں شانے چت گر پڑا اور
اُمیہ نے جیب تمام و چند پر زاغچہ کے پہونچکے زاغچہ عیار کو تو اُسی ہیئت سے مبتلائے حلقہ کمند
وہیں پر چھوڑ دیا اور اپنی صورت زاغچہ کی بناکے سیارہ بن عمرو کے خیمے میں گیا اور منتظر وقت کا تھا
جب سیارہ بن عمرو سو گیا تو اُمیہ نے تمام اسباب سیارہ کا اُٹھاکے ایک گٹھری میں باندھکر کہیں علیحدہ جا
کے رکھدیا اور پھر اُسی جا پر آکے سیارہ کے شاگردوں میں باہم بیٹھکر باتیں کرنے لگا اس عرصہ میں سیارہ نے
آنکھ کھولکر دیکھا کہ زاغچہ سامنے میرے بیٹھا ہوا ہے پکار کے کہا بھائی زاغچہ تھوڑی سی شراب لاکے مجھے پلا وہ زاغچہ
کردہ اصل اُمیہ بن عمرو تو طالب تھا اُسنے کہا بہت خوب میں لایا اور یہ کہکے ایک صراحی میں شراب کی بیہوشی ملاکے
سیارہ اور اُسکے سب شاگردوں کو جو کہ اُسوقت وہاں موجود تھے پلا کے جبکہ خوب بیہوش کرچکا تب اُمیہ
بن عمرو نے سبکو برہنہ کر اور انتہا یہ کہ پاجامے تک سبکے اُتار لیے تھے پڑا رہنے دیا اور آپ بہ مجمع تمام سب
اسباب سیارہ کا لیکر خیمے سے نکلگیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آکے سارا حال اپنی عیاری کرنے
کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان نہایت خوش ہوا اور دست شفقت اُسکی پشت پر رکھکے کہا مرحبا صد مرحبا
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ؛ غرض یہ کہکے سات شبانہ روز ہنگامہ شادی اور غلغلہ مبارکبادی
کا روز بروز بلند رہا اور تمام ملک میں جہت ہر کوی و برزن میں جلسہ گانے بجانے کا تھا اور عجب طرح کا لطف و جلال
میخواروں اور مستوں کی صحبت میں نظر آتا تھا کہ ایک ایک پیر مغان بجائے خود دعوی سلطنت اور فرمانروائی کا
اور ہر ایک چھوٹے بڑے اپنے زعم میں بادشاہ بنا ہوا حکمران تھا ہر ایک میخانے کے روبرو دیکھا کہ مجمع کثیر اور انبوہ غفیر ہے

شہر میں لوگ کہتے جاتے ہیں اشعار مثنوی ست در کوچہ میفروشی + کز امروز در ہر کوچہ پابند ہوش + گریبان گیر زند دامان کشند + کشاکش بہ یاران مست ن برند + نہ وہ آج کا سا دن خوشی کا پھر کہاں میسر ہوگا قاضی کہاں اور محتسب کہاں رہتا ہو واللہ اعلم بالصواب کل کیا ہو حور قصور اور بہشت و دوزخ کے جھگڑے میں نہ پڑو جلد دو پیالے شراب کے پیو عیش کرو دریا بگاہ گردون شتاب دیلمانی میں وہ مجمع ہزار در طوائفون کا تھا وہ جمع ہے کہ شاہزادہ خاور سیاہ نے آکے اندرون بارگاہ قدم رکھا تھا تب طبلون پر پڑتی تھی ایسی کہ فلک آسمان کو جاتی تھی نور ناسا رنگی کا کھینچ رہا تھا ہر ایک طرف قانون بین رباب چنگ مرچنگ دف دائرہ جھانجھ کنگری جلترنگ سوئی سرمنڈل رگ جھانگ سرسنگا . پونگی الگوجا وغیرہ بج رہے تھے مغنیان شوخ وضع اور لولیان کرشمہ سنج سحر انداز حالت رقص وسماع میں پاسے کوئی نہیں کرتے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بوفور عطیات صاحبقرانی از بسکہ کروڑہا روپیہ اور اشرفیاں تمام ارام میں پاتی ہیں تو مال و دولت سے مستغنی ہو کر تعلقات دنیوی پر پشت دیا مار رہے ہیں اور واسطے بقائے سلطنت ودر خاقانی کشورستانی بادشاہ لشکر اسلام اور صاحبقران عالی مقام کے ہاتھ دعا کے سوئے آسمان بلند کرتے ہیں زنگولے رگملے عشاق پرشور انگیز تھے اور جھنکیاں بجانا رنڈیون کا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تھارن کلفت کو آشیانون سے دلہائے حاضرین صحبت کے اڑا رہی ہیں بارگاہ نشین اور حاضرین اُس محفل بہشت مشاکل کے مانند عاشقان بیدل وحشت قالبیل غلغلہ پروانہ تھے شعر فغان کین لولیان شوخ شیرین کار شہر آشوب چنان برند صبر از دل کہ ترکان خوان یغمارا ہر ایک ساقی مہ سیما کا ستارہ بخت چمکا ہو معشوقون کا دماغ آسمان پر چڑھا ہوا ہے ایک شاہ وشہریار محفل رقص وسرود میں مصروف ومدہوش تھا اور تمام سردار اور دلاوران نامدار نشۂ صہبائے طرب سے مدہوش اور خود فراموش جھوم رہے تھے کوئی کہتا تھا اشعار یہ ہی کب سے تھا محو اشتیاق ساقی بمدت میں ہوا ہو تو ملاقی ساقی جام نہ دیو دو جلد بھر دے پیالہ شیشہ میں جو کچھ رہی ہو باقی ساقی اور کوئی کہتا تھا شعر ہون بندۂ پیرمغان ساقی کچھ جانے تکلف تجھے نہیں لا دے ہی جو گر صاف نہیں دے جلوہ ہی میں گر جام نہیں + القصہ روز ہشتم کہ یہ دھوم دھام شادی اور ایک شاہ وشہزادۂ نامدار کی عروسی اور دامادی کی ہوچکی تو حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام نے بارگاہ سلیمانی میں آکر تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا اور امیر باعث شب بیداریون اور کثرت خمار کے کہ سات دن رات برابر جاگے تھے اُس روز حرم محترم سے برآمد نہیں ہوئے تھے باقی سب سردار دست راست اور دست چپ اپنے دنگلون کرسیون پر بقاعدۂ مستمرہ آکر بیٹھے کہ ایک بیک شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے اپنے باپ علمشاہ رومی کے دنگل کو اُٹھا کے دست چپ رکھا اور اسپر متمکن ہوا شاہزادہ بدیع الزمان یہ حرکت قاسم کی دیکھکر بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے قاسم تو اپنے دل میں خجل اور جی میں منفعل نہیں ہوتا اور کچھ تجھے کسی نیک وبد بات کا خیال نہیں آتا یہ دنگل میرا ہی امیر تو کیون بیٹھا قاسم نے جواب دیا کہ یہ دنگل میرے باپ کا ہو اسکا مالک وارث میں ہون تجھے اس دنگل سے کیا تعلق اور کس واسطے ہو شاہزادہ بدیع الزمان نے در جواب اسکے تکرار کرکے کہا کہ اول تو تجھے قوت منظور نہیں بیجا ئی تو نے اختیار کرلی ہو جو ہمیشہ تو اسی پر ہٹ اور تکرار کیا کرتا ہو دوم یہ کہ اس دنگل کو تیرے باپ نے کچھ روپیہ خرچ کرکے تیار نہیں کیا اگر مالک اسکا ہو اور دعوے کرے تو شاہ سعد بن قباد کو زیب ہو کہ قباد شہریار نے اس دنگل کو بنوایا تھا اور امیر ابو قمر حمزۂ کشور گیر نے یہ دنگل بڑے بھائی صاحب شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی کو عطا فرمایا وے شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی نے تحفہ اپنے شاہزادۂ علمشاہ رومی کو عنایت کیا جب شاہزادۂ علمشاہ

روی طلسم مین تشریف لے گئے اور زرنگار جادو نے شاہزادہ علمشاہ کو بزور سحر دیوانہ بنا دیا اور توسن جادو
حرامزادہ بر سر حریان چوم شاہزادہ علمشاہ وہین رومی گیا تھا مین نے وہان جا کے توسن جادو کو شکست دی
علاوہ اسکے جنگل مین شاہزادہ علمشاہ کو قتل ہوتے بچایا انہون نے عوض اُن حقوق کے کہ مین نے
اُنکے ساتھ کیے تھے یہ جنگل مجھے بخش دیا وہ ہبہ کیا مین صورت حال اسکا بمہر علمشاہ لکھتا ہون قاسم نے
کہا مین یہ کچھ نہین سمجھتا اور نہ مہر کو جانتا ہون کیسی مہر شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اگر کسی بات کو نہین مانتا تو اپنا
سر کہا پھر تیرے ہزار ٹکڑے کر دونگا غرض گفتگو کو طول ہوا اور نوبت یہانتک پہونچی کہ قاسم کے ہاتھ مین ایک
اژدر ولایتی تھا حالت غیظ و غضب مین اُس اژدر کو بزور کھینچ کر شاہزادہ بدیع الزمان پر مارا کہ وہ اژدر جونہی شاہزادہ
بدیع الزمان کی ٹک کر ٹوٹ گیا اور دانے اُسکے مانند دانہ مروارید شاہزادہ بدیع الزمان کے سر پر نثار ہوکے
چار سمت گرے اُسوقت شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی نہایت درہم برہم ہوکر ایک گھونسا قاسم کو مارا اور
دونون باہم آمادہ جنگ ہوئے خسرو ہند و ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان نے کہا کہ ملک قاسم
کو یہ بات شایان نہین کہ اپنے عم بزرگوار شاہزادہ بدیع الزمان سے برابری کرین مالک اژدر بگڑ کر
بولا کہ تجھے دخل در معقولات کرنے کی ضرورت نہین ہو جو شاہزادون کے مقدمے مین بولتا ہو یہ کہکے مالک نے ایک
گھونسا لندھور کے مارا لندھور اور مالک آپس مین لپٹ گئے اور باہم لڑنے لگے القصہ بطول کیجیے تا چند
اسیصورت سے جتنے سردار دست رستی اور دست جیبی تھے سب ہاتھا پائی اور دست رسی ہوا خواہی بدیع الزمان
مین اور دست جیبی طرفداری قاسم سے باہم جنگ و جدل مین مصروف ہوئے کسیکا شانہ اُتر گیا کسیکا ہاتھ اُکھڑ گیا کسیکا گھٹنا
کسیکے ہونٹ پھوٹ گئے کسیکے سر پھوٹے کسیکی ناک سے خون جاری تھا عجب طرح کا ہنگامہ بپا اور
شور و غل اُٹھا تھا کہ کوئی کسیکی نہ سنتا تھا نہ کوئی کسیکو مانتا تھا حضرت خواجہ سعد بن قباد ہر چند ہان ہان کرکے
ممانعت فرماتے تھے مگر وہ کوئی بادشاہ کی بات کو بھی خیال نہین کرتا تھا جسطرح سے لڑ رہے تھے اسیطرح سے چارطرف
سے پسینہ اور گلہ بجا کر کے بیٹھے ہوئے زد و کشمکش کا کر رہے تھے کہ یکایک یہ غل اندرون خادمان محل
تک پہونچا تو سلطان صاحبقران سنکے بہت متعجب ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہو محل سے باہر نکل آئے سب
سردارون نے جو امیر باتوقیر کو برآمد ہوتے دیکھا وہ سراسیمہ اور مضطر ہوکر ایکبار سب متفرق ہوگئے اور جابجا بخون
دگلون اپنی کرسیون پر جا کے خاموش بیٹھ رہے صاحبقران دوران نے جو محل سے نکلکر بغور دیکھا تو لندھور
کے سر پر تاج مالک اژدر کا اور مالک کے سر پر لندھور کا تاج رکھا ہو تو عجب لطف و کیفیت ہی کہ لندھور
کا سر بہت بڑا اور مالک کا تاج چھوٹا آدھے سر پر لندھور کے رکھا باقی تمام آدھا سر کھلا ہوا اور مالک کے
سر پر جو تاج لندھور کا ہو بہت بڑا ہو مالک نے جو گھبراہٹ اور جلدی مین اُٹھا کے اپنے سر پر رکھ لیا ہو
اسکی دونون کنپٹیون تک مالک کی تاج کے اندر چھپ گئی ہین اسیطرح سے اکثر دست رسی دست جیبیون کے بغل کرسیون
پر بہت سے دست جیبی دست رسیون کے بغل کرسیون پر بیٹھے جسم سے جابجا خون بہتا ہوا اور تمام فرش بارگاہ
کا تماشا ہوا جابجا صرف کرسیون پر ہوئے ہین امیر باتوقیر نے نہایت خشمگین ہوکر شاہ سعد بن قباد سے پوچھا کہ یہ کیا
ماجرا تھا شاہ سعد نے از ابتدا تا انتہا مفصل اور مشروحاً بیان کیا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ مین کیا کرون
مین نے تو بارہا ہر چند چاہا کہ حقدار کا حق دلا دون اور جو مستحق ہو وہ لے مگر ہر مرتبہ جو شرط مشروط قرار پائی ہو
دونون برابر رہتے ہین شاہزادہ بدیع الزمان سے سنتے خوش گیا ہی سلطان عالیمقام گذشتہ مین کلام نہین

اب فی الحال میں ایک قرار و شرط کرتا ہوں کہ جو ہم دونوں میں سے زمرد شاہ لقا خدائے باختر کو جا کے جہنم واصل کرے
وہی شخص دنگل رستم کا مالک ہو یہ کہکے دنگل رستم کو اٹھا کے بارگاہ سلیمانی کے تلے لٹکا دیا ابھی امیر والا توقیر نے کچھ نہیں سنا
کیا تھا کہ بیرون بارگاہ جو عیار دست راسی دست چپی ہوا خواہان شہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ خاور سیاہ تھے انھوں
نے جو یہ بحث اور تکرار و فساد فیما بین شاہزادگان دو عین بدیع الزمان اور قاسم کے سنا تو امیہ بن عمرو نے کہا کہ
شاہزادہ خاور سیاہ تو فقط حجابات کو کام فرماتے ہیں دنگل رستم پر بہر نوع ملکیت اور حقیقت شاہزادہ بدیع الزمان کی ہے
سیارہ بن عمرو نے تیوری چڑھا کے کہا کہ محض غلط ہے یہ دنگل شاہزادہ عالم ملک قاسم کا ہو دیکھ لینا کہ کل شاہزادہ خاور سیاہ
اس دنگل پر جلوہ گر ہوگا امیہ بن عمرو نے کہا کہ یہ بات تو خلاف عقل و بعید از قیاس ہے کہ ملک قاسم اُسپر قابض ہو سکے
القصہ یہانتک طرفین سے تکرار ہوئی اور گفتگو بڑھی کہ نوبت گالی کی پہونچی اور دونون خنجر کھینچ کھینچکر دوڑے اور باہم
لڑنے لگے دست راسی اور دست چپی جو اور سب عیار تھے انھون نے امیہ بن عمرو اور سیارہ کو جو بحث و تکرار کرکے
آپسمین آمادہ جنگ دیکھ دست راسیون نے تو یہ کہا کہ اے سیارہ امیہ بن عمرو تیرا بڑا بھائی ہے تجھے اُسکی بزرگی کا لحاظ
اور اپنی خُردی کا آداب کرنا چاہیے نہ کہ بالعکس اُسکے تو وہ بر وگفتگو سخت اور درشت کرکے لڑنے کو کھڑا ہو گیا دست
چپیون نے ٹھہر ٹھہر خنجر کر بیٹھے اور بولے کہ تم سب کیا جھک مارتے ہو ایسے بزرگ ذات اُٹھاتے ہیں کیا معنی امیہ بن عمرو کو
اتنا تحمل نہ آیا کہ فرض کرو ہم سیارہ چھوٹا ہے اور جوان بیٹے بدکا پاس کرنا چاہیے نہ کہ برابر کا بھائی ہیں امیہ
کیون اُس کے منھ چڑھتا ہے جو جیسی کہیگا جو جیسا کریگا ویسا جواب سنیگا ویسا عوض پائیگا امیہ نے آواز
بلند کہا کہ اے سیارہ جہان میں ہون تیری کیا اصل درحقیقت کہ منھ سے نام عیاری کا نکال سکے سیارہ نے بھی ہی جواب
دیا او فیما بین دست راسیون و دست چپیون سب عیارون میں نوبت خنجر زنی و عیاری کی پہونچی غل جو زیادہ ہوا تو
صاحبقران نے سنکر تحقیقات کی کہ یہ بیرون بارگاہ ہنگامہ کیسا ہے لوگون نے عرض کی یا کریم و مرشد اول کچھ بحث و تکرار
بمقدمہ ملکیت دنگل امیہ اور سیارہ سے ہوئی تھی اُسپر جو گفتگو کو طول کھینچا اور دونون نے خنجرون پر ہاتھ ڈالا تو جتنے عیار
دست راسی دست چپی تھے اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہم آمادہ رزم و پیکار ہیں امیر حمزہ صاحبقران یہ کیفیت سنکے نہایت درہم
اور برہم ہوئے او بحالت غیظ میں حکم دیا کہ ابن مہتر قران اور سماک یدقانی تم دونون جائے امیہ اور سیارہ
کو پکڑ لاؤ حسب الحکم سلطان با کرم کے مہتر قران اور سماک نے امیہ بن عمرو اور سیارہ ابن عمرو کو لاکے
بحضور صاحبقران حاضر کیا ابھی امیر والا توقیر نے کچھ دونون کے حق میں ارشاد نہیں فرمایا تھا کہ جب خستہ عمرو
سلطان صاحبقران سے عرض کیا کہ یا امیر یہ سارا فساد و فتنہ بپا کیا ہوا سیارہ کا ہے جلاد کو حکم دیجیے کہ اُسے
لیجا کے گردن مارے اور یہ کہکے قاسم کی طرف دیکھنے لگا قاسم نے اپنی انگلی اُٹھا کے اشارے سے کہا کہ اگر آپ
سیارہ کو اس مواخذہ سے بری کر دیجیے تو ہزار اشرفیان میں آپکی نذر کرونگا عمرو کو ہزار اشرفیون کا لالچ جو
ہوا تو جلاد کی جانب مخاطب ہو کہنے لگا کہ او جلاد تو سیارہ کو نہ لیجا مجھے خوب تحقیق اور تصدیق ہوچکا کہ سیارہ
کا جرم اسمین کچھ نہ تھا سب تقصیر امیہ کی ہے تو امیہ کو لیجا کے قتل کر یہ کہکے سمت شاہزادہ بدیع الزمان متوجہ ہوا
شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنے دل میں یہ سمجھکر کہ قاسم نے کچھ رشوت عمرو کو دیکر سیارہ کو بچا لیا ہے عمرو کو اشارہ
کیا کہ اگر آپ امیہ بن عمرو کو اسوقت آبرو بخشی کریں اور اس آفت سے بچالیں تو میں دو ہزار اشرفیان آپکی
تواضع کرتا ہون عمرو نے اپنے جی میں نہایت خوش ہوکے سلطان صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ میں کچھ
خدمت میں ایک بات گستاخانہ عرض کرتا ہون لیکن بنظر عدالت اور بچشم انصاف تو شاہ جواب دے تو کیا خوب

ورنہ تو حاکم ہے جو چاہے سو کرے لیکن حق تو یہ ہے کہ میرے بیٹوں کا کچھ قصور نہیں یہ دونوں محض بیگناہ ہیں اگر مجرم اور
تقصیروار ہیں تو بدیع الزمان اور قاسم تیرے بیٹے اور پوتے ہیں انھیں دونوں کو کیوں نہیں تعزیر دیتا اور قتل کا
حکم فرماتا کہ ہمیشہ کا یہ مفسدہ اور شور وغوغا برطرف اور دور ہو جائے سلطان صاحبقران یہ گفتگو عمرو کی سُنکے بیساختہ
ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ اے عمرو مجھے دریافت ہے کہ تو نے دونوں طرف سے خوب رشوت لے لی ہے مجھے تو
اس مقدمے میں کوئی بات کہتے بن نہیں پڑتی تو ہی اب کوئی تدبیر ایسی نکال جس سے یہ فساد رفع ہو عمرو نے کہا کہ
حمزہ میری رائے میں تو یہ بات بہت خوب ہے کہ اُمیہ اور سیارہ دونوں دوڑیں اور دیکھیے کہ زیادہ کون دوڑتا ہے
جو بہت دوڑے اُسی کے آقا کا وہ دنگل قرار پائے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ شاہزادہ بدیع الزمان اور
قاسم نے بھی یہ بات پسند کی اور وہ دونوں راضی ہو کر کہنے لگے کہ ہم کو قبول ہے صاحبقران نے عمرو سے پوچھا کہ
پھر کون سی راہ دوڑنے کی نکالیں عمرو نے کہا کہ یا امیر دو تیر کسی سردار کو دیکر یہ کہدے کہ تو ان دونوں تیروں کو شہر
سے باہر ستر فرسنگ پر جو تل عجم مشہور ہے لیجائے اور زمین ایک سو چالیس فرسنگ کا فاصلہ پڑ جائیگا وہ سردار دونوں
تیر لیکر وہاں تل عجم پر کھڑا ہو اُمیہ اور سیارہ دونوں یہاں سے دوڑتے جائیں اور وہ سردار اپنے دونوں ہاتھوں
میں تیر لیکے برابر ایک تیر اُمیہ کو ایک تیر سیارہ کو حوالہ کردے یہ دونوں تیز روی کرکے جو پہلے وہ تیر لاکے مجھے دے
اُسیکا آقا مالک دنگل رستم کا ہو دوسرے کے ملک کا دعوےٰ پھر باطل ہو جائے سلطان والا شان نے کہا کہ بھلا
اگر میں کسی دست راستی سردار طرفدار بدیع الزمان کو تیر دیکر بھیجوں اور وہ بخیال جنبہ بدیع الزمان اُمیہ کو
پہلے تیر دیکر روانہ کردے اور سیارہ کو پیچھے دے اور کسی سردار دست چپی کو اس کام پر متعین کروں تو وہ بپاس
ہواخواہی قاسم سیارہ کو تیر حوالہ کرے اُمیہ کے دینے میں توقف کرے عمرو نے کہا حمزہ یہ تو سہل بات ہے ایجوب خان
ششگرزی نہ دست راستیوں سے واسطہ نہ دست چپیوں سے علاقہ رکھتا ہے اور پھر سب سے علحدہ ورنہ وکار
سب میں بڑا جُھوار رہتا ہے اُسے اس خدمت پر متعین کیجیے امیر باتوقیر نے فرمایا خوب تو نے کہا کیا قباحت ہے اور یہ
فرماکے ایجوب خان ششگرزی کو اپنے پاس بلایا اور وہ تیر ترکش سے نکالکر اُسے دیے اور بتاکید تمام یہ کہدیا
کہ ایجوب خان خبردار جنبہ اور رعایت کسیطرح نہ کرنا ایک تیر اُمیہ کو ایک تیر سیارہ کو دیجیو دیکر برابر روانہ
کرنا حسب الحکم ایجوب خان ششگرزی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے مع اپنے لشکر کے سمت تل عجم روانہ
ہوا اور وہاں جاکے اپنا خیمہ ڈیرہ استادہ کروا کے اُتر پڑا اور ایک کرسی میدان میں ایک بڑے اونچے ٹیکرے پر کہ وہاں
سے پانچ پانچ کوس تک کا آدمی نظر آتا تھا بچھوا کے دونوں تیر ہاتھ میں لیے انتظار میں اُمیہ اور سیارہ کے بیٹھا تھا
وہاں تمام راہ میں اُس تل عجم سے تا بارگاہ سلیمانی کوس کوس بھر کے فاصلے پر حوض شراب کے اور شربت کے
بھروا دیے تھے اور اکثر میوہ تر و خشک بھی رکھوا دیا تھا روز دوم یہاں بارگاہ میں تمام سردار دست راستی اور دست
چپی اپنی اپنی جا پر بیٹھے تھے کہ ناگاہ امیر عالیجاہ نے اُمیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کو بلا کے فرمایا کہ تم دونوں
میرے ہاتھ پر ہاتھ اپنے مار کر تل عجم تک جاؤ وہاں ایجوب خان ششگرزی سے دو تیر ایک تو اُمیہ
اور ایک سیارہ دونوں لے کے جو پہلے اپنے تیر مجھے دے اُسکا دنگل رستم پر قابض و متصرف
ہوگا اور پھر کبھی آگے کو کوئی اس مقدمہ میں کسیطرح کا عذر و مباحثہ نہیں کرسکیگا اُمیہ اور سیارہ دونوں
شادان و خندان امیر باتوقیر کے دست مبارک پر اپنے اپنے ہاتھ مار کر سمت تل عجم مثل برق و باد جستن کرتے
ہوا ہو گئے امیر باتوقیر اور تمام سردار دیکھتے تھے کہ دونوں برابر ہمچنین تیز گامی سے چلے جاتے ہیں لیکن ایک قدم دوسرے

قدم سے کسی صورت سے بڑھ کے نہیں پڑتا بار قدم بقدم اُٹھے ہوئے چلے جاتے ہیں ایک مرتبہ قاسم نے
تہمتن خان خاوری سے ایما کیا کہ تو بارگاہ کے سراپچون کی پشت پر سے کسی تدبیر سے سوار ہو کے جا تاکہ
امیر سپہ نہ دیکھیں اور جہاں اُمیہ کو سیارہ سے آگے نکلتا دیکھنا تو بخوف دختر اُمیہ کو روک لینا جب
سیارہ پچاس قدم اُمیہ سے آگے نکل جائے تب اُمیہ کو چھوڑنا بموجب تاکید شاہزادہ خاورسپہ اُسی وقت
تہمتن خان خاوری صاحبقران سے آنکھ بچا کر باہر نکلا اور اپنے گھوڑے پر بیٹھ کے پیچھے پیچھے اُمیہ اور
سیارہ کے روانہ ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے جو تہمتن خان کو جاتے دیکھا تو اپنے دل میں سمجھے کہ قاسم نے اِسکو جنگ
اُمیہ کے روکنے کے واسطے بھیجا ہے اُسی وقت ورقاے زنجیر خاے کو اشارہ کیا کہ اگر تہمتن خان خاوری
اثنائے راہ میں کہیں اُمیہ بن عمرو کو روکے تو تو بھی بپاس خاطر سیارہ بن عمرو کو روک لینا ہرگز ہرگز ایک قدم بڑھ
سکے امیہ بن عمرو سے آگے جانے نہ دینا قاسم نے ورقاے زنجیر خاے کو جاتے دیکھکر قیماس خان
خاوری کو تہمتن خان خاوری کی اعانت کے واسطے بھیجا شاہزادہ بدیع الزمان نے قیماس خان کو
جاتے ہوئے قاسم تعاقب میں ورقاے زنجیر خاے کے اُٹھتے اور بارگاہ سے نکلتے جو دیکھا تو فضل بن گیا ہو خون
آتشام کو ورقاے زنجیر خاے کے شریک حال ہونے کے لیے قیماس خان کے پیچھے روانہ کیا
قاسم نے جو فضل بن گیا ہو خون آتشام کو جاتے دیکھا تو بیتاب ہو کر ضبط نہ کر سکا سلطان صاحبقران
کو غافل دیکھکر اُنگلی اپنی ناک پر اس زور سے ماری کہ نکسیر پھوٹ گئی اور ناک سے خون جاری ہوا اس بہانے سے باہر
بیرون بارگاہ گیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بگٹٹ گھوڑے کو تیز گام کیے تعاقب فضل بن گیا ہو خون آتشام
آمادہ پرخاش چلا یہ عیاری قاسم کی شاہزادہ بدیع الزمان نے دیکھی یہ سوچکر کسی حیلے سے یہ بھی بارگاہ سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکلکے اپنے گھوڑے پر تعاقب میں ملک قاسم کے سمت تل عجم عنان گسستہ روانہ ہوا اس
عرصے میں سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کی نگاہ جو شاہزادہ بدیع الزمان اور خاورسپاہ کے
دنگلوں پر جا پڑی تو دیکھا کہ دونوں کے دنگل خالی پڑے ہیں دونوں نہیں نظر آتے امیر با توقیر اپنے دل میں
سمجھکر کہ یہ دونوں اپنی اپنی حق پروری اور اپنے اپنے عیاروں کی تائید کیواسطے گئے ہیں امیر نے طوسرکن کو
اپنے قریب طلب کر کے اپنا نیزہ دیا اور شاہزادہ قباد دین ستون اسلام کرب غازی کو تاکید کرکے فرمایا کہ تم دونوں
صاحب جلدی جاؤ جہاں قاسم اور بدیع الزمان سے ملاقات ہو جلد پھیر لاؤ قصہ مختصر اب تو یہ دونوں اُدھر جا رہے
ہیں اِنکو تو جانے دیجیے جب تک تتمۂ ازحال اُمیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ دونوں
بہ کمال تیزروی پہلو بہ پہلو قدم بہ قدم برابر تل عجم پر پہنچے اور دونوں ایوب خان شمشیر گزری کے
ہاتھ سے تیر ہوا ہو کر اسی صورت سے جستیں کرتے ہوئے چلے آتے تھے کہ یکایک اُدھر سے تہمتن خان خاوری
دونوں کے برابر ہو پہنچا اور اُسنے دیکھا کہ فی الواقع اُمیہ اور سیارہ دونوں برابر ہیں کوئی ایک قدم آگے پیچھے
نہیں تہمتن خان نے اُمیہ بن عمرو کو سد راہ ہو کر روک لیا اور جب دیکھا کہ سیارہ جو قریب آدھے فرسنگ کے
نکل گیا تب تہمتن خان نے اُمیہ بن عمرو کو چھوڑا اور اُمیہ دوانے اسطرف جب تہمتن خان کے پیچھے جو
ورقاے زنجیر خاے روانہ ہوا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ سیارہ بن عمرو آتا ہے اور اُمیہ بن عمرو کا کہوں
تک کہیں پتا نہیں ورقاے زنجیر خاے اپنے مرکب کو روک کر سیارہ بن عمرو کے سد راہ ہوا اور بہت
تک روکے رہا کہ اُمیہ بن عمرو سامنے سے نمودار ہوا اور وہاں پہنچکر کوئی ایک فرسنگ زمین آگے نکل آیا تب سیارہ

کو چھوڑ دیا ناگاہ اُدھر سے قیماس خان خاوری جو تعاقب مین درفاے زنجیر خان کے جاتا تھا وہ جو پہونچا تو
اُسنے پھر اُمیہ بن عمرو کو یکہ و تنہا آتے دیکھکر روک لیا اور سیارہ جب پہونچا اور تھوڑی دور آگے نکل آیا تب اُمیہ کو
چھوڑا ابھی اُمیہ بن عمرو ہر چند کہ تیز گامی کرتا آتا تھا لیکن برابر سیارہ بن عمرو کے نہین پہونچ سکا تھا سیارہ بن عمرو کوئی
آدھ کوس آگے بڑھا جانب لشکر چلا آتا تھا کہ اسطرف سے فضل بن گیا ہورنے جو قیماس خان کے پیچھے جاتا تھا
اُسنے سیارہ کو تنہا آتے دیکھا اُس نے جانا کہ کسی نے اُمیہ بن عمرو کو لاشک و لاریب کچھ فریب دیکر روک لیا
ہوا س نے بڑھکر سیارہ بن عمرو کا محاصرہ کیا اور اپنے مرکب کو اس تیزی اور جلدی سے کاوون پر ڈالدیا کہ کسیطرح سے
سیارہ بن عمرو کو نکل جانے کی راہ نہین ملتی تھی جب فضل نے دیکھا کہ اُمیہ اُفتان و خیزان عرق عرق تر بتر دوڑتا
آپہونچا اُسوقت فضل نے بپاس خاطر قاسم جب اُمیہ اور سیارہ برابر ہوچکے تب سیارہ کو بھی چھوڑ دیا تھا
اور سیارہ اور اُمیہ دونون شاد و خرم برابر قدم بقدم دوڑے چلے آتے تھے ناگاہ اسطرف سے شاہزادہ خاور سیاہ
جو پہونچا تو اُسنے سیارہ کو اور اُمیہ کو برابر آتے دیکھکر اُمیہ سے کہا شاباش اُمیہ از راہ آداب شاہزادہ قاسم کو دیکھکر
کھڑا ہو رہا قاسم نے اُدھر تو اُمیہ کو روکا ادھر سیارہ کا کمر بند پکڑ کے اپنے گھوڑے کی پشت پر بٹھلایا اور چاہا کہ گھوڑے
کو سبکبار کرکے روانہ ہو اُمیہ بن عمرو قاسم کے گھوڑے کے پیٹ کے نیچے ہوکر جست کرتا ہوا اُس قدم آگے جا پہونچا قاسم
ہر چند اپنے مرکب کو تازیانہ مارکے چاہتا تھا کہ اُمیہ سے آگے نکلجاے لیکن کسیطرح گھوڑا قاسم کا اُمیہ کی چال
سے آگے نہ جا سکا آخر ناچار ہوکر قاسم نے سیارہ کو اپنے گھوڑے پر سے اُتار دیا اور روانہ ہوا جب سیارہ تھوڑی دور
نکلگیا تب قاسم نے بغور اپنے گھوڑے کے سمون کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُمیہ جسوقت کہ گھوڑے کے پیٹ کے نیچے
ہوکر نکلا تو ایک سوزن سم مرکب مین مار گیا ہے اس باعث سے گھوڑا تیز روی مین سستی کرتا ہے قاسم نے نہایت
آزردہ ہوکر اُس سوزن کو سم مرکب سے نکالا اور آپ پھر گھوڑے پر سوار ہوکر چلا اسطرف شاہزادہ بدیع الزمان جو
تعاقب مین خاور سیاہ کے سوار ہوکر چلا تھا کہ سامنے سے اُمیہ بن عمرو کو آتے دیکھکر بچستی تمام اُمیہ کو اپنے گھوڑے
کی پیٹھ پر بٹھلا لیا اور چلا ناگاہ قاسم نمودار ہوا اور اُمیہ کو پشت پر شاہزادہ بدیع الزمان کے گلگون باحزی
کی سوار دیکھکر کہا سبحان اللہ یہ کیا حرکت تھی کہ ادھر کشتی گیر تو اپنے عیار کو گھوڑے پر سوار کرکے لیچلا ہو شاہزادہ
بدیع الزمان نے جواب دیا کہ یہ رسم تو پہلے تیری طرف سے نکلی تھی ابھی قاسم کچھ نہین کہنے پایا تھا کہ سامنے
سے طور سرکن نیزۂ سلطان صاحبقران کا ہاتھ مین لیے اور کرب غازی دونون قریب آپہونچے
اور ابلاغ حکم صاحبقران دونون کا کیا اُسوقت حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم بلا عذر و حیلہ ہمراہ
طور سرکن اور کرب غازی کے سمت بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے اور طور سرکن دونون شاہزادون کو لیے
بحضور امیر با توقیر آیا اور دونون صاحب یعنی شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم سرنگون خاموش آکے
اپنی اپنی صندلیون پر بیٹھ گئے کہ ساتھ ہی شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کے داخل ہونے کے اُمیہ اور
سیارہ بھی بارگاہ سلیمانی کے سراپردہ مین کہ چار چار کوس تک استادہ تھے آپہونچے تھے اور سلطان صاحبقران
و بادشاہ اسلام اور تمام سردارون کی دہین سے نگاہ اُمیہ اور سیارہ پر جا پڑی کہ دونون عیار پہلو بہ پہلو قدم
بقدم مثل برق حسین کرتے جہان کسیکو غلبہ تشنگی کا ہوتا ہو تو وہ حوض جو شناے راہ مین ہین انمین دونون برابر
شربت یا شراب یا پانی پیتے ہین اور برابر دونون دوڑے چلے آتے ہین آخر یہ کہ وقت شام کا ہوچکا تھا کہ اُمیہ
اور سیارہ دونون قریب دروازہ بارگاہ کے پہونچے حسن اتفاق دروازہ بارگاہ پر از بسکہ آبپاشی ہوچکی تھی اُمیہ

نے چاہا کہ جلدی سے میں آگے جاؤں بہ مجرد تیر امیر والا توقیر کو دو دن جو نہیں قدم رکھتا تھا کہ پاؤں ہو گیا کبس تو جو روش ثانی نے
چپت زمین پر گر پڑا تھی دیر میں سیارہ اُمیہ سے آگے نکل گیا جب اُمیہ بن عمرو نے دیکھا کہ سیارہ مجھ سے آگے جاتا ہے جبھی
تمام تیر کو اپنے ترکش میں بیٹ کر سلطان صاحبقران کے پاس پھینکا یا اور عرض کی کہ یا سلطان عالی مقام غلام کا پاؤں
پھسل گیا مگر یہ تیر حاضر ہے ادھر سیارہ بن عمرو نے بھی قریب امیر با توقیر کے جا کے وہ تیر حوالہ کیا صاحبقران نے
دیکھا کہ اُمیہ بن عمرو کا تیر تو میری گود میں پڑا ہے اور سیارہ بن عمرو نے تیر میرے ہاتھ میں دیا مگر دونوں تیر برابر مجھے
ملے سر مو فرق نہیں ہوا قاسم نے کہا کہ سیارہ نے تیر امیر والا توقیر کو پہلے لا کے دیا سلطان صاحبقران نے
فرمایا کہ بیشک اُمیہ اگر گر نہ پڑتا تو وہی پہلے اپنا تیر لا کے میرے ہاتھ میں دیتا بسبب گر پڑنے کے اُسنے تیر وہاں سے
اپنا میرے پاس پھینکدیا اب بہ نظر عدالت اور نصفت میں تو دونوں کو جیتا جانتا ہوں کہ برابر میں یہ کہکے پھر
صاحبقران دہلت نادیدنی زبان مبارک سے اُمیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کی بہت سی تعریف کیا کیے
اس عرصے میں بادشاہ شکر اسلام نے سلطان عالی مقام سے فرمایا کہ یا امیر میں بھی کچھ التماس کیا چاہتا
ہوں امیر والا توقیر نے کہا جو ارشاد ہو سعد بن عماد نے کہا کہ اے حمزہ صاحبقران جسوقت کہ میں کشتی
پر سوار ہو کے دریائے باختر سے عبور کرکے اُسطرف نکلا تو بندر سہمانیہ میں جا کے وارد ہوا تھا سہمان شاہ
جو وہاں کا فرمانروا تھا اُسنے بمعرفت بیعنا دین اسلام قبول کرکے کلمہ پڑھا اور بتقریب دعوت مجھے اپنے مکان
لیجاکے شراب بیہوشی آغشتہ پلائی اور جسی حالت میں کہ میں بیہوش ہو گیا تو وہ مکار مطوق اور مسلسل کرکے
گنجاب کے پاس بسمت سنجان لیے جاتا تھا اثنائے راہ میں فضل بن گیا ہور خون آشام سے نے میری
اعانت اور امداد کرکے سہمان شاہ کی قید سے مجھے نجات دلوائی تھی اُسوقت اس جان نثاری کے صلہ
میں فضل بن گیا ہور خون آشام سے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں تجکو بار حمزہ صاحبقران کے
بیٹے پوتوں کے کرسی بیٹھنے کو دلوا دونگا سلطان ذیحشم امیر با توقیر نے فرمایا کہ آپ مالک و مختار ہیں یہ ذکر تھا کہ
شہزادہ بدیع الزمان شکار کی اجازت لیکر روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان سیاحت و عشق بیان روانگی قاسم و بدیع الزمان جانب صحرا واسطے سیر و شکار کے اور پہونچنا قاسم کا شمالیہ باختر میں اور عاشق ہونا ملکہ ماہ تاجدار دختر سیف الملک پر۔ اشعار

پلا ساقیا بادۂ مشکناب
وہ جسکا نشہ کبھی ہو نہ کم
جھکا دے جب مجھے ساقیا بیخطر

جسے دیکھکر ہو خجل آفتاب
بڑھے جائے سکر اور بھی دمبدم
کروں باغ وحدت کا میں سیر

دیے جا مجھے جام پر بھر کے جام
پلا بادۂ ارغوانی مجھے
لگی ہو مجھے عشق صادق کی لو

بڑھے تیری بڑھتی چلے تیرا کام
بہت اسلیے مرغوب ہو جو مجھے
مرے دل میں ہو نور وحدت کی ضو

محرران اخبار صداقت آثار و نکتہ دانان مضامین دلدوز و جگر انگار راویان روایات عشق انگیز و ناقلان احادیث جودت خیز
اس داستان فرحت بیان کو صفحۂ قرطاس پر قلم مرصع رقم سے یوں تحریر و تسطیر کرتے ہیں کہ جب لشکر ظفر پیکر شاہ کشور گیر
ملک عراق عجم میں خیمہ زن ہوا اور ہر ایک نوجوان بعد درستی اسباب عیش و اطمینان شاہزادہ بدیع الزمان
کے پاس آکر معروف سخن ہوا سیر و سیاحت کا تذکرہ ہونے لگا اثنائے سخن میں صحرائے عجم کی بہار اور کثرت شکار
کا بھی ذکر آگیا بدیع الزمان کا دم تو گھبرا ہی رہا تھا اُسیوقت تیاری اسباب شکار کا حکم دیا آن واحد میں کل
سامان شکار مہیا ہو گیا اور بدیع الزمان سوار ہو کر صحرائے عجم میں شکار کے لیے تشریف لے گئے اتفاقاً یہ خبر

ملک قاسم کو بھی جو دیکھی وہ بھی اپنے ماموون کو ہمراہ لیکر مع چالیس ہزار تیغ پوشون کے جانب صحرا روانہ ہوئے اور ایک تھوڑے ہی عرصے مین اُس صحراے بے پایان مین داخل ہوکر مصروف شکار ہوئے ناگاہ یک دنبالہ کوہ سے ایک آہو پیدا ہوا ملک قاسم نے تیر بے تدبیر چلہ کمان مین جوڑکر اُس آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالدیا اُس آہو نے جو صیاد کو آتے دیکھا چوکڑیان بھرتا ہوا ایک جانب کو چلا گیا ملک قاسم نے بھی یکہ و تنہا اُس آہو کے تعاقب مین بادپیمائی شروع کی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ملک قاسم نظر لشکر سے غائب ہوگئے قیماس خان نے جو یہ ماجرا دیکھا متوحش ہوکر تلاش قاسم مین گھوڑا ڈالدیا تہمتن خان وغیرہ بھی قیماس خان کے ہمراہ ہوئے تمامی دن چار و طرف تلاشی رہے جب شام ہوئی اور کہین پتہ نہ لگا تو سب کے سب مجبور و ناچار ہوکر لشکر امیر مین واپس ہوئے اور اُدھر کا حال سُنیے کہ ملک قاسم نے اسقدر تیزی کی کہ اُس آہو کے برابر پہونچگئے آہو نے ملک قاسم کو دیکھکر اور تیز بھاگنا شروع کیا یہانتک کہ جاتے جاتے وہ آہو ایک لشکر مین چلا گیا قاسم بھی بیخوف و خطر گھوڑا اُٹھائے ہوئے اُس لشکر مین چلے گئے اب جدھر جدھر وہ آہو جاتا ہے اُدھر اُدھر قاسم بھی جاتے ہین لیکن کسی طرح وہ آہو زد پر نہین آتا کہ قاسم شکار کرین تاآنکہ وہ آہو لشکر کو طے کرکے بارگاہ مین چلا گیا قاسم بھی مع مرکب بارگاہ کے دروازے پر پہونچ ہی تو گئے اور اسی حالت مین قصد اندر جانے کا کیا دربانون نے ہر چند منع کیا کہ ہائین ہائین یہ کیا بے ادبی ہے کہ مع مرکب بارگاہ کے اندر جانے کا قصد کرتا ہے نہین جانتا کہ یہ بارگاہ والی لشکر عظیم کوہ بازو پہلوان سیف الملک صف شکن شمالی کا ہے وہ اپنے بیٹے فولاد کوہ بازو کی شادی کرنے کو یہان آیا ہوا ہے لیکن قاسم کب سنتے ہین بے تردد مع مرکب داخل بارگاہ ہوئے اور اُس آہو کا حال سُنیے کہ وہ بارگاہ مین جاتے ہی عظیم کوہ بازو کے دنگل کے نیچے پوشیدہ ہوا ابھی عظیم اپنے مقام سے بیٹھا ہوا یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ آخر اس جانور صحرائی کو میری بارگاہ مین آکر زیر دنگل پوشیدہ ہونیکی وجہ کیا ہے بھلا یہ جانور صحرائی آدمی کی شکل دیکھنے سے تو متنفر ہوتے ہین نہ کہ آدمیون کے پاس آکر پوشیدہ ہونا کیسا معلوم ہوا کہ کسی صیاد نے تعاقب اسکا کیا ہے اور یہ آہو میری بارگاہ کو جاے امن سمجھکر بھاگ آیا ہے کہ یکایک ملک قاسم اسپ دور کا پہ سوار سامنے سے نمودار ہوئے اور بے لحاظ و پاس اپنے صید کو چار و طرف دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے نظر قاسم زیر دنگل عظیم جو پڑی تو اپنے صید کو بیٹھے پایا ہمیشہ کرتیغ بلارک آمادہ قتل آہو ہوا عظیم کوہ بازو نے قصد قاسم کا دیکھکر بہت جلد اپنے دنگل سے اُٹھا اور قاسم کے رعب و جلال کو دیکھکر یون کہنے لگا کہ اے جوان مناسب یہ ہے کہ پہلے میری بات کا جواب دیدے بعد اسکے اس آہو کو قتل کرنا یہ سُنکر قاسم نے کہا کہ کیا کہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار دلیر و فارو فا آپ کی صفدری اور دلاوری مین کسیطرح کا شک نہین ہے سواے آپکے اور کسیکا کام نہین ہے کہ یکہ و تنہا اتنے بڑے لشکر کو طے کرکے بیخوف و خطر مع مرکب بارگاہ مین چلے آئے ماشاء اللہ ماشاء اللہ لیکن اے شہریار آپ ہمسے بھی واقف ہین کہ ہم کون ہین ہم سبکے سب پیغمبر زادہ کے ملازم ہین اور یہ سرحد شمالیہ باختر ہے ہم لوگون سے خلاف عدل و انصاف کوئی بات ظہور پذیر نہین ہوتی اے شہریار خیال کرنے کی بات ہے کہ یہ آہوے بے زبان بخوف جان یہان آکر پوشیدہ ہوا ہے اور آپ اُسکے قتل پر آمادہ ہین بہتر یہ ہے کہ آپ میری خاطر سے اس جانور بیزبان کو آزاد کر دیجیے یہ سُنکر قاسم نے کہا یہ میرا صید ہے اور میرا دل اسکے کباب کھانے کو چاہتا ہے مین ہرگز نہ مانونگا یہ سُنکے عظیم نے کہا کہ بہت اچھا آپ تشریف رکھیے مین بعوض اس آہو کے ہر قسم کا طعام لذیذ حضور کیواسطے مہیا کرتا ہون یہ سُنکے قاسم قتل آہو سے دست بردار ہوا اور دنگل پہ آکے بیٹھ گیا عظیم کوہ بازو تو یہ کہکر کھانا لینے چلا گیا اور یہان آپس مین کھسر پھسر ہونے لگین کہ بھئی کیا خوشتر جوان ہے کوئی بلا کہ یا مرد جوان لعل پوش جسکا شور سنا ہے وہ یہی جوان ہے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ عظیم کوہ بازو کشتیون مین میوہ ہاے لذیذہ اور اطعمہ لطیفہ نہایت تکلف سے لیے ہوئے آیا اور سامنے

ملک قاسم کے ہمراہ کوہ مین یہ تو شدت سے بھوکے تھے ہی خوب میوہ سیر ہو کر نوش جان کیا ابھی عظیمہ اور ملک قاسم مین اچھی طرح
کوئی بات چیت بھی نہونے پائی تھی کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر ایک غلغلہ پیدا ہوا کہ ہٹ ہٹ بچو بڑھو دو باادب سے
ہو جاؤ عظیمہ نے لوگون سے پوچھا یہ کیسا غلغلہ ہے لوگون نے بیان کیا کہ خبر نہین ہے ملکہ ماہ تاجدار آتی ہے یہ سنکر عظیمہ کوہ بانہ
گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا اپنے دل مین سوچا کہ ملکہ ماہ تاجدار آفت روزگار ہے اپنی شوخی پر وہ آتی ہے اور ملک قاسم بھی نہایت ہی
حسین و خوبصورت ہے ایسا نہ ہو کہ آتش عشق کو اشتعال ہو اور یہ اسے دیکھکر مفتون ہو جائے اور وہ اسے دیکھکر بیٹھے بٹھائے
مفت مین بدنامی حاصل ہو بہتر یہ ہے کہ ملک قاسم کو یہان سے ہٹا دیجیے یہ سوچکر ملک قاسم سے کہنے لگا کہ اے شہزادے کچھ ایک ذرا
تکلیف ہوگی ہمارے بادشاہ کی بیٹی آتی ہے آپ ذرا پردے کے واسطے یہان سے ہٹ جائیے تو بہتر ہو ملک قاسم نے کہا بہتر آتی ہے
تو اسے روبرو کیا کام ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک سواری ملکہ کی نمود ہوئی ادھر تو ملک قاسم نے آنکھ
اُٹھا کر ملکہ کو دیکھا اُدھر ملکہ کی نگاہ ملک قاسم پر پڑی یہ دونون جان سے شیدا ہوئے اور وہ ایک حسن پر فریفتہ ہوئی تیر عشق دل کے
پار ہوا دل دونون کے بیقرار ہوئے مگر ملکہ ملک قاسم کا استفسار حال کرنا خلاف موقع سمجھی اور ملک قاسم اسکا حال پوچھنا نامناسب سمجھے
ملکہ بارہ دری مین چلی گئی اور ملک قاسم بارگاہ سے نکل کر باہر آئے عظیمہ کوہ بانہ نے ملک قاسم کے لیے بھی ایک خیمہ علیحدہ
استادہ کر دیا ملک قاسم اُس خیمہ مین فروکش ہوئے ملکہ ماہ تاجدار پر عشق قاسم نے ایسا اثر کیا کہ خواب و خور
حرام ہو گیا بارہ دری مین جاکر ایک علیحدہ کمرے مین منھ لپیٹ کر پڑ رہی اور تصور ملک قاسم کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی اور
اُدھر ملک قاسم بھی ملکہ کے تصور مین بیقراری کرنے لگا جب دو پہر رات ملکہ کو اسی حالت مین گذری تو پریچہرہ وزیرزادی نے
اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ جب سے ملکہ آئی ہے منھ لپیٹے پڑی ہے معلوم نہین کس طرح پڑی ہے اسکی وجہ کیا ہے دریافت کرنا چاہیے یہ سوچکر
پریچہرہ ملکہ کے پاس آئی اور دوپٹہ منھ سے سرکانے لگی کہ ملکہ ذرا آنکھ تو کھولو تمھارا یہ حال کیا ہے جب سے یہان آئی ہو
اسی حالت سے پڑی ہوئی ہو یہ سنکر ملکہ نے آنکھ کھولی آنکھ کھولتے ہی آنسو ٹپک پڑے پریچہرہ نے عرض کیا کہ کیون ملکہ
خیر باشد معلوم نہین کیا حال ہے اے ملکہ آخر سبب تو کہو دو پہر رات مین ہمارے دونون کی شکل سے بھی بدتر حالت ہوگئی رنگ زرد
معلوم ہوتا ہے آنکھین لال لال ہو رہی ہین ملکہ تم تو شادی مین آئی ہو بارگاہ مین چلو تم دیکھو اور دل بہلے یہ سنکر ملکہ نے کہا
کہ نہین مجھے یہین رہنے دو میری طبیعت بہت سست ہے پریچہرہ نے کہا بی بی صاحب تم بُرا مانو چاہے بھلا مانو مجھے تو
کچھ آثار ہی اور معلوم ہوتے ہین بھلا یہ قصہ کبھی کا ہیکو تھا آخر لونڈی تو آپ کی ہمدم و ہمراز ہے مجھسے اظہار حال مین
کیا باک ہے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اے پریچہرہ ہر چند کہ یہ لائق اظہار نہین ہوگا تمھارے اصرار سے مجبور ہون اگر تم قسما
نہ تم واقعی قسم کھاؤ کہ مجھسے عہد کرو کہ افشائے راز نہ ہوگا تو مین بیان کرون پریچہرہ نے کہا کہ اے ملکہ آپ ہی کے نمک کی
قسم جو مین کسی سے بھی اس امر کا تذکرہ کرون بلکہ اگر کوئی امر لائق تدبیر ہوگا تو اسکی فکر و چارہ جوئی کرونگی آپ فرمائین
تو سہی یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اے پریچہرہ کیا کہون بیت ۔ امروز فیست مند دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم درکشم ترسم کہ مغز
استخوان سوزد پس اے پریچہرہ حقیقت حال اس پر اختصار کی ہے کہ مین نے جب سے اُس جوان لال پوش کو جو
عظیمہ کے پلنگ کے برابر بیٹھا تھا دیکھا ہے اُسوقت سے دل بیقرار کو کسیطرح قرار نہین آتا ہر دم قلق و اضطراب بڑھتا ہی
جاتا ہے ہر چند دل کو سمجھاتی ہون اور صبر کرتی ہون مگر کسیطرح تسکین نہین ہوتی کسیطرح اُس جوان لال پوش
کی آنکھون کے سامنے سے نہین ہٹتی یہ سنکر پریچہرہ نے کہا خیر اتنی رات تو جون تون کر کے کاٹ دیجیے صبح ہو تو سمجھا جائے
ملکہ نے کہا کہ اے پریچہرہ صبح تک تو اپنا کام ہی تمام ہو جائیگا تم صبح کو بیٹھی ہوئی بیٹھی رہنا ہوئے کوئی تدبیر ایسی کرو کہ میرا نجھڑ
ورنہ مین تو اب اپنی زندگی سے مایوس ہی ہون یہ سنکر پریچہرہ نے کہا کہ آپ کیون گھبراتی ہین مین ابھی ابھی جاتی ہون اور

اور اب کچھ حال شہزادہ ملک قاسم اور آمد شمالیہ باختر کا سُنئے کہ جب تیسرے روز ملک قاسم کو ہوش
آیا تو اُس کسان کی عورت نے فوراً تنبے لطیف حسب خواہش قاسم لاکر حاضر کی ملک قاسم نے کچی کھایا پانی
پیا شکر خدا ادا کیا اسی طرح چند ہی روز میں ملک قاسم کو اسقدر قوت آگئی کہ اچھی طرح چلنے پھرنے لگا زخم بھی اچھے
ہوگئے بعد ایک ہفتہ کے غسل صحت کیا اور اُس کسان سے پوچھا کہ کیوں بھائی یہان سے شمالیہ باختر کتنی دور ہے اُسنے کہا کہ
اسی شہر یہ سرحد شمالیہ باختر ہی کی ہے اور شہر شمالیہ یہان سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہے یہ خبر سُنکر قاسم نہایت شاد ہوئے
اور اُس کسان سے کہا کہ بھائی تمنے ہمارے ساتھ وہ احسان کیا شعر ترے ہوتے میں گر دم نہ نکلے تو ہوا یا ذمین ایشاں شاد
بیاں نہ ہوا اب اسقدر تمھاری عنایت کے اور اُمید وار ہیں کہ ہمیں ایک گھوڑا مع زین کے اور ایک تلوار بھی تلاش کر دو کسان نے
اُسیوقت ہر ذریعہ کی تلوار اور ایک نہایت عمدہ لاکر حاضر کیا اور اپنے ہاتھ سے گھوڑے پر زین کسا قاسم اُسیوقت سوار ہو کر جانب
شہر شمالیہ روانہ ہوئے اور بہت جلد قطع منازل و طے مراحل کر کے داخل شہر شمالیہ ہوئے دیکھا کہ تو نقار سواری کی
چھاؤنی پڑی ہے کنٹھا کھنک رہا ہے ہر کوچہ و بازار میں ہر دو دستہ قائم ہے بیچ شہر میں آ کر گھوڑے کی باگ روکی اور پوچھنا
شروع کیا کہ ایہا الناس اس شہر میں عظیم کوہ بازو کا مکان کہاں ہے اور ہم تک نہ آ جاتا کس مقام پر ہے یہ سُنکر بالغ
لوگ دوڑ پڑے یا کچھ لوگ انکے گرد آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ عظیم تو ایک پہلوان ہے جو یہان ہے وہان ہے ہر چند کہ وہ بھی ایک نام
پیدا کرنے والا شخص ہے مگر خیر لیکن اسوجہ سے وہ عنبر نامرسل کی دختر ملک اختر کا نام اس حیثیت سے نہ لیا ہے دار کلام ہو
یہ سُنکر قاسم نے کہا کہ تم لوگ جتنے کہ ہو وہ پہلوان ہو کیا عیدی زدہ اُس کا گرز بند تو سہی دیکھوں تو کیسا پہلوان ہے اب اتنی
گفتگو میں تو قاسم کو چار پانچ سو آدمی نے گھیر لیا اور ہر ایک اپنی اپنی بات بیان کرنے لگا ان تماشائیوں میں مسلسل جو ایک دوسرا
پہلوان عزیز الملک کا دربار سے چلا آتا تھا اُسنے جو یہ حال دیکھا تو وہ آ کھڑا ہوا اور لوگوں سے پوچھنے لگا کہ بھائیو یہ کیا ماجرا ہے کچھ
لوگوں نے کہا کہ ہو گیا معلوم نہیں یہ جوان کہاں سے آیا ہے اور کسکی غرض کیا ہے کیا کہیں عجب طرح کا منخرہ اور تیز کلام
شخص ہے پہلوان دوران عظیم کوہ بازو اور دختر عنبر نامرسل کی شان میں کلمات گستاخانہ کر رہا ہے یہ سُنکر مسلسل مجمع
کو ہٹا کر قاسم کے پاس آیا لیکن جلال و رعب قاسم کو دیکھ کر گو یا ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور لپک کر باگ گھوڑے کی
پکڑ لی اور کہنے لگا کہ اے شہریار ان کلمات گستاخی آمیز سے کیا نفع ہے آپ میرے مکان پر تشریف لے چلیے میں عظیم کا پتہ
لگا دونگا یہ کہکر قاسم کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے مکان پر آیا اور تمام اسباب عیش اور سامان نشاط لاکر مہیا کیا بارہ دری میں
لیجا کر مسند زرنگار پر بٹھایا اور استفسار حال کیا قاسم نے تمام کیفیت من وعن بیان کی مسلسل یہ حالات سُن کے
مسلسل پیشاب کے بہانے اُٹھکر اپنے ملازموں کو مطلع کر کے جانب بارگاہ روانہ ہوا اور وہان دربار میں ہمیشہ روز
عظیم لاف زنی کیا کرتا تھا کہ میں نے یوں بہادری کی اور اتنے بڑے پہلوان کو یوں زیر کر ڈالا چنانچہ آج بھی جب
مسلسل پہونچا ہے تو اُسوقت بھی یہی تذکرہ ہو رہا تھا جب عظیم سب کچھ لاف و گزاف ہانک چکا تو مسلسل
نے جھلا کر کہا کہ بس لے بس میاں عظیم خاموش رہو اب اور تو کیا کہوں مگر اتنا ضرور کہونگا کہ جھوٹے کی ایسی تیسی یہ کلمہ
سُنکر عظیم بھی آگ ہو گیا اور نہایت درجہ غیظ و غضب میں آ کر کہنے لگا کہ کیوں بھائی مسلسل یہ تمنے کیا کہا یہ سُنکر مسلسل
کہنے لگا کہ کہا کیا یہی کہا کہ تو جھوٹا ہے اسے تو کہتا کیا ہے وہ نوجوان تو میرے ہی مکان پر موجود ہے ابھی ابھی اُسے بٹھلا کر آیا
ہوں ایک ذرا اُسکے منھ پر چلکے کہو تو پھر تمھاری سچائی اور دروغ گوئی معلوم ہو اتنی گفتگو میں مسلسل کو جو کچھ دیر
ہوا تو قاسم کا دم گھبرانے لگا ملازموں سے پوچھا کہ مسلسل کہاں گیا ہے آخر اسقدر دیر کی وجہ کیا ہے کیا خوب مہمان
طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت ملازمان مسلسل نے کہا کہ آپ تشریف رکھیے وہ آتے ہی ہونگے

تھوڑی ہی دور نکلے ہین ملک قاسم نے کہا کہ اب ہم ایک لحظہ نہ ٹھہرینگے کیا کوئی ہمین قیدی بنا یا ہی یہ کہکر بارگاہ سے باہر
نکل آیا تھوڑی دور کے بعد جاکر کیا دیکھتے ہین کہ ایک بارگاہ دقیق بنا ہی اور تمام تزک و احتشام سلطانی مہیا ہی دروازہ
بارگاہ پر ایک فیروزہ نشان استادہ ہی اور نیچے اُس نگہبان کے شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی تخمین کا مرکب بندھا ہوا
ہی دریافت جو کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ جب عظیم کوہ بازو نے انکا نیشانہ باندھکر پھینکا تھا اور عظیم کو محافہ مین سوار کرکے
بھجا ہی تو یہ کل سو... گھوڑا عظیم کوہ بازو کے تعاقب ... یہ سُنتے ہی قاسم نے وہین سے جیتے شبرنگ بہایا شبرنگ
ہنکار... شروع کیا مرکب نے جو اپنے سوار کی آواز سُنی دونون گھوڑون نے ہنہنانے لگے پس قاسم بعجلت تمام آگے بڑھے
دروازہ بارگاہ پہونچکر جھٹ پٹ سوار ہوکر مع مرکب داخل بارگاہ ہونیکا قصد کیا ہر چند دربانون نے روکا مگر ایک نہ سُنی
مع مرکب داخل بارگاہ ہوئے مسلسل نگاہ جو قاسم پر پڑی عظیم سے کہنے لگا کہ لو میان عظیم وہ نوجوان آپہونچا پہنچے
عظیم تو فورًا چالاکی کرکے بھاگ گیا اور قاسم اِدھر اُدھر دیکھکر کہنے لگا کہ وہ مردک عظیم کسطرف ہی اس وقت ہوتا تو
قدر عافیت کی ... اثنائے گفتگو مین اب جو بیچ بارگاہ مین دیکھا تو دیکھا اپنے ہتھیار رکھے ہوئے ہین بس لپک کر کل اسلحہ
اُٹھا کر زیب بدن کیے اور خنجر آبدار پر ہاتھ ڈالکے بطریق اہل اسلام سلام کیا اور آواز دی کہ اے شہریار آگاہ ہو مَین بیٹا حضرت
امیر حمزہ صاحبقران شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لال پوش مین ہی وہ شخص ہون کہ جسنے سنجان کو تباہ و برباد
کرکے کنجاب بن جمہور بن ملک حرمان دیوکش کو بھگا یا اے شاہ جلد مجھے آگاہ کرو کہ وہ مردک عظیم کوہ بازو کہان
ہی اور میری محبوبہ دلفریب ملکہ ماہ تاجدار کس مقام پر ہی اور یہ کہکر ایک دنگل پر جو سامنے قاسم کے خالی رکھا
تھا بے تکلف بیٹھ گیا یہ دیکھکر عزیز الملک اور سیف الملک نے کہا کہ اے جوان یہ کیا غضب کیا تو نے کہ ایک تو ہماری
دختر نیک اختر کا نام سر دربار اس بے ادبی سے لیا اور دوسرے تو اُس شخص کے دنگل پر بیٹھ گیا کہ آج جسکا ملک
شمالیہ باختر مین جواب دینے والا نہین ہی قاسم نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہی اور کیا نام و نسب رکھتا ہی عزیز الملک
نے کہا کہ وہ ہمارا فرزند تاج الملک ہی قاسم نے کہا کہ خیر کوئی ہوگا اور ہو تو کیا کیدی ہی اسی اثنا مین تاج الملک
بھی دربار مین آگیا دیکھا کہ ایک جوان لال پوش بے تکلف میرے دنگل پر بیٹھا ہی سامنے آکر کہنے لگا کہ اے جوان اُٹھ میرے
دنگل سے تو کون ہی کہ اس بے تکلفی سے میرے دنگل پر بیٹھا ہوا ہی یہ سُنکر قاسم نے کہا کہ جا دور ہو سامنے سے تو کیا بکتا ہی
ایسے غضب ناجانی جنید مرد میدان کہین جگہ کر چھوڑ بھی دیتے ہین اگر تجھکو دعوے بہادری کا ہی تو مجھے یہان سے اُٹھادے
مین تو عظیم مردک کی تلاش مین بیٹھا ہوا ہون وہ آجائے تو جاؤن غرض بعد گفتگوے بسیار جب قاسم نہ اُٹھے تو
تاج الملک نے دوسرا دنگل منگوایا اور اُس دنگل پر بیٹھکے کہنے لگا کہ اے جوان بیشک مجھے بہادری کا دعوی ہی
قاسم نے کہا کہ بہتر ہی جس طرح جی چاہے مجھسے زورآزمائی کر لے یہ سُنکر تاج الملک نے کہا کہ خیر آئیے پہلے ایک زور پنجہ کا تو ہوجائے
یہ سُنکر قاسم نے ہاتھ بڑھا دیا اور کہا بسم اللہ غرض دونون مین پنجہ کشی ہونے لگی آن واحد مین قاسم نے ایک
اُنگلی تاج الملک کی توڑ ڈالی جب انگلی ٹوٹی تو تاج الملک کچھ کھسیانا سا ہوکر کہنے لگا کہ اے جوان اگرچہ
میری اُنگلی ٹوٹ گئی مگر یہ کوئی بڑی بات نہین ہی اب مین تجھسے کُشتی لڑونگا قاسم نے کہا یہ بھی سہی مین کسی بات
مین بند نہین ہون تاج الملک نے کہا کہ بہتر ہی کل کا دن معین ہو تو بہتر ہی قاسم نے کہا بہت اچھا کل ہی سہی
مگر پہلے اُس مردک عظیم کوہ بازو اور میری محبوبہ ملکہ ماہ تاجدار کا پتہ بتا دے کہ وہ کہان ہی پھر جب کل ہوگی تو
دیکھا جائیگا یہ کلمہ سُنکر تاج الملک آگ ہوگیا کہ بس خاموش کیا بکتا ہی اگر اب ایسا کلام گستاخانہ مُنھ سے نکالا تو زبان
گُدی سے کھینچ لیجائیگی اور اگر تو تنہا نہوتا تو ابھی تیری گردن زدنی کا حکم نافذ کیا جاتا قاسم نے کہا کہ وہ جتا یا ہوا ہے کُشتی

تو سہی دیکھو تو مین تماشا کیا مزہ دیکھتا ہون القصہ بعد گفتگوے بسیار دوسرا دن کشتی کا مقرر ہوا اور تمام شہر مین منادی کرا دی
گئی کہ کل ایک جوان لال پوش قاسم نام اور تاج الملک سے کشتی معین ہوئی ہی جب یہ خبر محل مین شدہ شدہ پہونچی
اور ملکہ ماہ تاجدار کو اطلاع ہوئی تو اپنی مان سے کہنے لگی کہ کیون اماجان خداے آسمان کیسا برحق خدا ہی ان کافرون نے
تو اپنے زعم مین قاسم کا کام تمام کرکے پشتارہ باندھکر پھینکدیا تھا مگر صدقے اُس خدا کے کہ جسنے اُسے حیات تازہ
مرحمت فرمائی یہ سنکر مادر ملکہ کا اعتقاد نسبت دین اسلام مضبوط ہوا اور از سر صدق اسیوقت کلمہ توحید پڑھکر دائرہ اسلام
مین داخل ہوئی جب دوسرا دن ہوا تو مادر ملکہ نے تاج الملک سے کہا کہ اے فرزند ہم بھی کشتی کا تماشا دیکھنا چاہتے
ہین تاج الملک نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہوا اور ایک برج ملکہ اور مادر ملکہ کی نشست کیلیے علیحدہ خالی کرا دیا اور
سیف الملک اور عزیز الملک اور تاج الملک اپنے اپنے پہلوانون کو لیکر اکھاڑے پر آئے اور تاج الملک
اور خاور سیاہ دونون لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین اُترے اور کشتی ہونا شروع ہوئی تین دن تک متواتر کلہ جنگ کشتی
ہوکی تیسرے دن قاسم نے اکھاڑے کی چینٹ پر لاکر اس زور سے ایک اڑنگا مارا کہ تاج الملک کا کولا ٹوٹ
گیا جب تو تاج الملک بیجبر ہوا مگر فرط شجاعت سے اُسی طرح مصروف کشتی رہا یکایک خاور سیاہ کی
نگاہ جو تاج الملک کے چہرے پر پڑی تو دیکھا کہ بسبب فرط الم کے رنگ چہرہ کا متغیر ہوگیا ہی یہ دیکھکر قاسم نے
دونون شانے تاج الملک کے پکڑلیے اور کہا کہ اے تاج الملک رنگ تیرا کیون متغیر ہوگیا ہی تاج الملک
نے کہا کہ اے شہریار آپ کو اس سے کیا بحث ہی آپ اپنے کام مین مشغول رہیے قاسم نے کہا کہ نہین اے تاج الملک
قسم بخدا مین تجھسے ہرگز نہ لڑونگا بخدا مین نے آجتک کسی لنگڑے لولے کو نہین بدھا جب تو اچھا ہوجائیگا جب
مین لڑونگا یہ سنکر تاج الملک بدل و جان سے مفتون ہوگیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ واقعی یہ شخص تو مجھسے بھی
زیادہ صاحب مروت و انصاف معلوم ہوتا ہی غرض قاسم نے تاج الملک کو چھوڑ دیا اور سیف الملک
اور عزیز الملک قاسم کو بعزت تمام بارگاہ مین لائے اور تمام اسباب جشن مہیا کردیا ناچ ہونے لگا جام مے گلگون کا
دور شروع ہوا اور وہان ملکہ ماہ تاجدار یہ معرکہ دیکھکر انتہاسے زیادہ خرم و شاد ہوئی اور اپنی مان سے کہنے لگی کہ
کیون امان جان تمنے دیکھا کہ اس شہزادہ رسالی و فا نے کس وقت مین تاج الملک کو چھوڑ دیا کسقدر صاحب
عدل و کرم ہی القصہ قاسم ذیحشمت پر بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک مار سیاہ بارگاہ مین
پیدا ہوا اور کفچہ بلند کرکے ادھر اُدھر دیکھنے لگا تمام بارگاہ سانپ کو دیکھکر حیران و پریشان ہوگئی اور بعض بعض تو
اپنی جان بچا بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر ملک قاسم تیغ بارک کھینچکے اُسکے قتل کیلیے آمادہ ہوے اسنے جو قاسم
کو آتے دیکھا تو اور زیادہ سر بلند کرکے منھ سے آگ کے شعلے چھوڑنے لگا قاسم نے تیغ مارا سانپ نے کفچہ زمین پر مارا
وار قاسم کا خالی گیا قاسم دوسرا ہاتھ مارا ہی چاہتے تھے کہ وہ سانپ بعجلت تمام بیرون مین قاسم کے آکر لپٹ گیا
ایک سناٹا بھرکے ہمراہ قاسم ہوا سے آسمان ہوگیا یہ سب ملک قاسم کیلیے متاسف اور متالم ہوے اور آپس مین کہنے
لگے کہ معلوم نہین یہ سانپ کہان سے پیدا ہوا اور کدھر سے آیا یہ تعاقب ہوا کارسازی سحر معلوم ہوتی ہی کیونکہ اسقسم
کا سانپ آجتک ہماری نظر سے نہین گذرا اب ان سبکو تو یہ نہین متاسف اور متالم چھوڑیے اور دو کلمہ
داستان حال قاسم کے سُنیے کہ اُس سانپ نے ملک قاسم کو ایک ہیولا مین لیجا کر اُتارا جو اب جو آنکھ کھلتی
ہی تو اپنے تئین یکہ و تنہا ایک تالاب مین پایا اپنے حال زبون پر بیساختہ گریہ کیا ابھی تھوڑی ہی دیر گذرنے پائی تھی کہ یکایک
ایک کشتی سامنے سے نمودار ہوئی اب جو قاسم نے اُس کشتی کی طرف دیکھا تو کیا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین زہرہ جبین

کنیزان ماہ طلعت ساتھ لیے ہوئے کشتی پر سوار چلی آتی ہے قاسم کے برابر آکر کشتی کو روک لیا وہ کشتی سے اُتر کر ہاتھ ملک
قاسم کا پکڑ لیا قاسم نے اُس ماہ جبین کو دیکھکر سجدہ شکر ادا کیا اور نام اُس گل اندام کا استفسار کیا اُسنے کہا کہ اے شہزادے
نام میرا ابریق جادو ہے اگر تجھکو اس بلا سے نجات منظور ہے تو مجھکو قبول کر ورنہ تمام عمر اس بلا سے نجات ناممکن ہے یہ سُنکر
قاسم نے یک لخت ہاتھ اُسکے مُنھ پر مارا کہ دو دانت اُسکے ٹوٹ کر حلق میں چلے گئے بس غیظ میں آکر قاسم کے کمربند
میں ہاتھ ڈالکر جانب آسمان لیکر اڑی اور پانچ سو کوس کی بلندی پر پہنچکے کہنے لگی کہ اے قاسم بہتر یہ ہے کہ اب بھی مجھکو
قبول کر ورنہ ابھی میں تجھکو یہاں سے اُٹھا کر پھینکدونگی کہ ہڈیوں کا بھی پتا نہ لگیگا قاسم نے کہا کہ او لکاتہ جو تیرے مزاج
میں آئے وہ کر مگر میں ہرگز قبول نہ کرونگا یہ سُنتے ہی قاسم کو اُٹھا کر بہت اونچا سے اُس لکاتہ نے پھینکدیا قاسم
الحفیظ والامان کہتے ہوئے ایک پہاڑ پر جاکے گرے مگر کسیطرح کی چوٹ چپیٹ نہیں آئی ایک تھوڑی دیر کے بعد پھر
ابریق جادو کا سامنا ہوا اور پاس آکر کہنے لگی کہ اے نبیرۂ حمزہ اب بھی مجھکو قبول کر میں تجھے سارے جہان کا حاکم کردونگی
قاسم نے کہا کہ او لکاتہ تو نے کیا ہم ساحرہ کو حرام سمجھتے ہیں یہ سُنکر وہ ساحرہ یہ سمجھی کہ اب تحکم سے کام نہ نکلے گا بلکہ رفق
و مدارات کی ضرورت ہے یہ خیال کرکے کہنے لگی کہ اچھا اے شہزادہ خفا نہو چلو میں تمکو گنبد عجائب کی سیر دکھاؤں یہ کہکر
کمربند میں ہاتھ ڈالکر قاسم کو اُڑا لیگئی اور ایک مقام عجیب و غریب میں لیجا کر اُتارا آپ تخت جواہر نگار پر بیٹھی اور
قاسم کو مسند زرنگار پر پہلو میں بٹھایا باہر اُس گنبد کے خلق کثیر جمع ہوئی ابریق جادو نے اندرون گنبد سے آواز
دی کہ اے بندگان من سجدہ کنید یہ سُنکر قاسم نے دل میں کہا کہ واہ واہ یہ لکاتہ خداوندی کا دعوی کرتی ہے ابھی
تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ چند لوگ ایک شخص کو گرفتار کیے ہوئے سامنے لائے اور بیان کیا کہ اس شخص نے خون کیا ہے یہ
سنتے ہی اُسنے جانب آسمان اشارہ کیا ایک برق چمکی اور اُس شخص پر گرکے اُسکے دو ٹکڑے کالے کردیے اسکے بعد قاسم
نے دیکھا کہ چند لوگ قیماس خان کو لیے ہوئے چلے آتے ہیں قاسم نے جو اپنے ماموں کو دیکھا کہنے لگے خدا خیر
کرے مقصد قیماس خان نے داخل گنبد ہوکر بطریق اہل اسلام سلام کیا قاسم نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ
ماموں آپ کہاں قیماس خان نے کہا کہ میں تمھاری تلاش میں سرگردان و پریشان پھرتا تھا جب سے تم غائب
ہوئے لشکر امیر میں نہیں گو ایک صحرائے لق و دق میں ہوچکا اس آفت میں مبتلا ہوا کہ ایک پنجہ آسمان سے
گرکے مجھے یہاں اُٹھا لیا بات چیت قیماس خان اور قاسم کی سُنکر وہ لکاتہ کہنے لگی کہ اے قاسم خاموش تو میری
خداوندی میں فرق لاتا ہے قاسم اپنے دل میں یہ سوچے کہ ایسا نہو کہ یہ لکاتہ مثل شخص سابق میرے ماموں کے
ساتھ بھی یہی کرے یہ سوچ کر کہنے لگے کہ خبردار انھیں کوئی تکلیف نہونے پائے یہ میرے ماموں جان ہیں اگر
انکو تکلیف و صدمہ ہوا تو میں اپنی جان دیدونگا مگر وہ لکاتہ کب سُنتی ہے قیماس خان کو قید کرکے ملک
افریقیہ میں برق بریق کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اے برق بریق میں اس خدا پرست کو بمصلحت وقت
تمھارے پاس بھیجتی ہوں ہم قدیمانہ کے لحاظ سے نہایت حفاظت اور قید شدید میں رکھنا خبردار غفلت
نکرنا اور ابریق نے ملک قاسم سے کہا کہ اب بھی مجھکو قبول کرو ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی قاسم نے کہا کہ ایک
شرط سے میں قبول کرتا ہوں ابریق نے کہا بیان کرو قاسم نے کہا کہ میں ملکہ ماہ تاجدار دختر سیف الملک
پر عاشق ہوں اگر تو اُسے لادے تو میں تجھے قبول کروں ورنہ ملکہ ماہ تاجدار کے بغیر یہ امر ہرگز ہرگز وقوع پذیر نہیں
یہ سُنکر ابریق نے کہا کہ میں ابھی لاتی قاسم کو گنبد میں چھوڑ کر ایک بار بلند پرواز کی شکل بنکے شمالیہ باختر کیطرف
روانہ ہوئی قاسم کو اب یقین ہوگیا کہ ابریق جادو ملکہ ماہ تاجدار کو ضرور بالضرور لے آئیگی اور اب مقصد

دل عزیز حاصل ہوگا اب بیان ہے ابریق جادو کو تلاش ملکہ ماہ تاجدار مین صحرانوردی چھوٹے اور دو کلمہ
داستان قیماس خان اور ستیارہ بن عمرو کا تلاش قاسم مین جانا اور بیخبر کرنا اور قیماس خان کا
لیجانا ملاحظہ ہو کہ جب قاسم صحرائے عجم سے تو قب شکار مین غائب ہوگئے اور انکے ہمراہی سب روتے پیٹتے خدمت
امیر مین پہونچے اور سب حال امیر کشور گیر سے بیان کیا اُسوقت امیر نے منجمون کو بُلا کر استفسار کیا کہ جو حال قاسم
کا بیان کرو کہ اُسپر کیا گذری اور وہ کسطرف ہے اُسیوقت منجمون نے بقاعدہ نجوم خدمت امیر مین عرض کیا کہ حضور
شکر و مژدہ مضمون شاہزادہ خاور سیاہ ایک آہو کی تلاش مین جانب صحرا نکلگئے ہین اور بعد چند روز کے ایک صحرا
ہی مین اُنکا پتا لگیگا اور حضور کی قدمبوسی سے مشرف ہونگے کچھ مردان بجربہ کار اور آزمودہ روزگار تلاش کے
لیے روانہ فرمائیے یہ سنکر امیر قلعہ گیر نے اُسیوقت سیارہ بن عمرو اور قیماس خان کو تلاش ملک قاسم کے
لیے بہت سا زر و جواہر دیکر روانہ کیا اور یہ دونون کمر ہمت کو مستحکم باندھکر تلاش قاسم کے لیے روانہ ہوئے بہت جلد
طومار اسل اور قطع منازل کرتے ہوئے ایک دن کی راہ پہر بھر مین طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک
صحرائے لق و دق مین ان دونون کا گذر ہوا اور پیاس نے ان دونون پر غلبہ کیا جستجوئے آب مین ایک جانب کو
منھ اُٹھائے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک سامنے سے ایک گرد نمودار ہوئی قیماس خان متحیر ہو کر اُس گرد
کی طرف دیکھنے لگا کہ یکایک دامن گرد کا پھٹا اور ایک پنجہ آسمان سے زمین پر گرا اور قیماس خان
کو اُٹھا لیگیا اور بعد چند روز کے گنبد عجائب مین لیجاکر روبرو ابریق جادو کے اُسوقت حاضر کیا کہ جب
ملک قاسم بیٹھے ہوئے تھے جیساکہ قبل مین گذارش ہوا اب بیچارہ سیارہ تن تنہا باقی رہگیا مگر پیاس کا وہ عالم
ہو کہ زبان کھنچی جاتی ہو درگاہ باری تعالیٰ مین دعا کرتا ہوا چلا جاتا ہو کہ سامنے سے ایک چشمہ آب نمودار ہوا شکر خداداد
کیا اور اُس چشمہ پر جاکے ہاتھ منھ دھو کر پانی پیا اور کنارے پر اُس چشمہ کے بیٹھ گیا کہ ذرا حواس درست ہون تو مین
آگے بڑھون تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک گرد سامنے سے نمودار ہوئی جب دامن گرد کا شق ہوا تو کیا دیکھا
کہ گردمرد و رنجیار رگ پاے شاطری مارتے ہوئے جلد جلد راہ طے کرتے ہوئے چلے آتے ہین دل مین کہا کہ
اے ستیارہ لو اس مردک کو یہ خیال کرکے اپنی جگہ سے اُٹھا اور صورت اپنی تبدیل کرکے گردمرد کے پیچھے ہوا
تھوڑی دور جاکے یہ سوچا کہ نہین ای ستیارہ گرفتار کرنا اسکا مناسب نہین ہو اسکے پیچھے پیچھے چلے چلو دیکھو
کہ یہ دونون کہان جاتے ہین اور خدا کیا دکھاتا ہو یہ سوچ کر گردمرد کے پیچھے پیچھے چلا یہ بعد چند روز کے بارگاہ
سیف الملک مین داخل ہوئے ستیارہ بھی انکے ساتھ ساتھ ہو الغرض داخل بارگاہ ہو کر پگڑی سے
نامہ زمرد شاہ باختری کا نکالکر عزیز الملک کے حوالہ کیا عزیز الملک نے لفافہ چاک کرکے جو پڑھا
لکھا تھا کہ اس نامہ کے دیکھتے ہی ہمراہی طاؤس الحر مین ہماری بہو کو جلد روانہ کرو خبردار خبردار تعویق
نکرنا عزیز الملک نے سیف الملک سے کہا کہ ای برادر خداوند نے اپنی بہو کو طلب کیا ہو اب بھیج ہی
دینا مناسب ہو یہ سنکر سیف الملک اندر گیا اور ملکہ کو آراستہ و پیراستہ کرکے ایک تخت پر سوار کرکے روانہ کیا
اور بیرون شہر تک تمام اراکین دولت و راعوان سلطنت پہونچانے گئے اب اتفاقات روزگار ملاحظہ ہو کہ
اودھر سے تو ملکہ ماہ تاجدار جاتی ہو اور ادھر سے ابریق جادو تلاش کرتی ہوئی آتی ہو اُسنے جو یہ سامان
دیکھا کہ ملکہ ماہ تاجدار چلی جاتی ہو فوراً اُسنے جلتے سحر کے نکال کے اسم سحر دم کرکے زمین پر مارے لیکن
اُن جلون کے گرتے ہی یکایک ایک تتق گرد کا نمودار ہوا اور ایک آواز زلزلے کی پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ زیر

قریب ایک شہر کے پہونچے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے لوگون نے بیان کیا کہ اس شہر کو افریقیہ کہتے ہین بادشاہ یہان کا
برق بریق ہے یہ سُنکر قاسم نے سیارہ سے کہا کہ اس شہر مین چلنا چاہیے یہین ہمارے ماموں قیماس خان
مقید ہین سیارہ نے پوچھا کہ یہان وہ کیونکر مقید ہین وہ تو میرے ساتھ آپکی تلاش مین نکلے تھے راہ مین یک پنجہ گرا
اور انکو اُٹھا لیگیا تھا ملک قاسم نے کل کیفیت اپنی اور قیماس خان کی بیان کی اور باتین کرتے ہوئے داخل
شہر ہوئے اور بسبب ناواقفیت کے ایک صراف کی دُکان پر جا بیٹھے ابھی تھوڑی دیر نگذری تھی کہ ایک شُہرہ ہوگیا
کہ اعظم صف شکن اور آفرید کوہ پیشانی مع دس ہزار سوارون کے سیف الملک شمالی کا نامہ لیکر آتے
ہین اور افریق شمشیر پرست فریدون شمشیر پرست کی جانب سے پشت شہر آکر اُترا ہے جب یہ خبر برق بریق
کو ہوئی تو اُسنے حکم دیا کہ خبردار نامہ والے سیف الملک کو آنے دو انھین کوئی نہ روکے کہ اتنے عرصہ مین
آفرید کوہ پیشانی دو سو پہلوانون سے نامہ لیے ہوئے داخل شہر ہوا اور بارگاہ سلطانی کا پوچھتا ہوا داخل بارگاہ ہوا اور
نامہ سیف الملک کا برق بریق کو دیا برق بریق جو نامہ چاک کرکے دیکھتا ہے تو اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای
برق بریق تجکو لازم ہے کہ اس نامہ کے دیکھتے ہی خداوند زمرد شاہ باختری کو سجدہ کر اور لقا پرستی اختیار کر
ورنہ یاد رکھنا کہ مین تیرے ملک کو تباہ و برباد کر دونگا اور تجھکو بھی پیوند خاک کر دونگا برق بریق اس عبارت کو
دیکھکر آگ ہوگیا اور قصد کیا کہ نامہ کو چاک کر ڈالے یہ قصد دیکھکر آفرید کوہ پیشانی نے نامہ ہاتھ سے چھین لیا
برق بریق اور زیادہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اسیوقت آفرید کوہ پیشانی کو اُسکے پہلوانون سمیت گرفتار کرو
اُسیوقت برق بریق کے پہلوانون نے ان سبکو طوق و زنجیر مین گرفتار کر لیا برق بریق اُسیوقت ان سبکو
ارابون پر ڈالکے افریق شمشیر پرست کے پاس لیچلا اتفاقاً برق بریق کا اُسی راستے سے گذر ہوا کہ جس راہ
مین ملک قاسم اور سیارہ دُکان صراف پر بیٹھے تھے ملک قاسم نے جو آفرید کوہ پیشانی کو مع دو سو پہلوانون
کے اس حالت سے پایا تو سیارہ سے کہا کہ ای سیارہ یہ تو سیف الملک صف شکن شمالی کا پہلوان
آفرید کوہ پیشانی ہے مین اسے اس قید سے ضرور چھڑا دونگا سیارہ ہر چند مانع ہوا مگر قاسم کب سُنتے
ہین گھسیٹ کے تیغ بلارک اُنکے سر پر جا ہی پہونچے سیکڑون کو درہم برہم کرکے آفرید کوہ پیشانی کے
پاس پہونچے آفرید کوہ پیشانی قاسم کو آتے دیکھکر اور بیکڑا ہو گیا قاسم کی جرأت اور اپنی اعانت پیدا
ہونے کی خوشی مین اکر جو زور کرتا ہے تو تمام قید کے ٹکڑے ہوگئے یہ حال دیکھکر اُن دو سو پہلوانون
نے بھی اپنی قید کو توڑ ڈالا اور سب کے سب آکر ملک قاسم کے شریک ہوئے اور خوب تلوار چلنے لگی ملک قاسم
تلوارین مارتے ہوئے اس صف سے اُس صف پر جاتے ہین اور اس صف سے اُبھر آتے ہین اسقدر لڑائی ہوئی اور
جوش شجاعت مین اسقدر زور زور قاسم نے نعرے مارے کہ یہ آواز محبس تک پہونچی اور قیماس خان
کے گوش زد ہوئی اُنھون نے بھی بیقرار و بیتاب ہوکر قید کو توڑ ڈالا اور زندان خانہ سے نکلکر قاسم کے
شریک ہوئے قاسم قیماس خان کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور ماموں بھانجے دونون شریک ہو کر
لڑنے لگے تا اینکہ شام ہوگئی آفرید کوہ پیشانی نے قاسم اور قیماس خان کو بیچ مین کر لیا اور دو سو
پہلوانون سے تلوارین مارتا ہوا ایک جانب کو نکل گیا برق بریق اپنے شہر مین پھر آیا راہ مین
آفرید کوہ پیشانی قاسم کے قدمون پر گر پڑا اور اُن دو سو پہلوانون سمیت کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا
اور قاسم کو ہمراہ لیکر اعظم صف شکن کے پاس آیا اور تمام ماجرا شروع سے بیان کیا اعظم صف شکن

نے قاسم سے کہا کہ ای شہریار اگر آپ مجکو زیر کرین تو مین بھی آپ کا دین قبول کرون قاسم نے کہا کہ بہتر کل ہی ہمارے
آپکے آزمائش ہو جاوے یہ سُنکر اعظم صف شکن نے اکھاڑا کھدوایا اور قاسم و اعظم صف شکن دونون لنگوٹ
باندھکر اکھاڑے مین کودے کشتی ہونا شروع ہوئی دو روز تک خوب زور آزمائی ہوئی تیسرے دن قاسم
نے اعظم صف شکن کو زیر کیا اور چارون شانے چت کرکے اعظم کے سینہ پر سوار ہوا اور کہا کہ ای اعظم
اکنون در معرفت باری تعالی و تقبیل دین اسلام چہ میگوئی اعظم نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم قاسم نے سینہ پر سے
اُترکے تلقین دین اسلام کی اعظم قدمون پر گر پڑا اور بعد عذر و معذرت کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوا قاسم کو اعظم
کے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہوئی وہ شب تو عیش و عشرت مین بسر ہوئی جب صبح ہوئی تو قاسم مع تمام فوج کے شہر
افریقیہ مین داخل ہوا جب یہ خبر برق بریق کو پہونچی تو اُسنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور گولندازون کو حکم دیا کہ جو جاب
قلعہ تک آئے اُسے بے تامل گولہ مارو جب ملک قاسم نزدیک قلعہ کے پہنچے دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہے گولندازان
سنا مین لیے فیر کرنے پر موجود ہین یہ دیکھکر قاسم مع اعظم صف شکن اور آفریدکوہ پیشانی کے گرز لیکر جانب
قلعہ چلے گولندازون نے گولے برسانا شروع کیے مگر یہ تینون غل علی علی کرتے ہوئے قریب خندق پہونچ گئے قاسم
شاہی ہوکے دروازہ قلعہ پر آیا اور ایک ہی گرز مین دروازہ قلعہ کا توڑکر داخل قلعہ ہوا اب آفریدکوہ پیشانی و
اعظم صف شکن بھی مع فوج داخل قلعہ ہوئے کافرون کو قتل کرنا شروع کیا یہ ماجرا دیکھکر گویا برق بریق کا دم
نکل گیا اور دوڑکر قاسم کے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ ای شہریار الامان الامان قاسم نے کہا بشرط ایمان
برق بریق نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم قاسم نے کلمہ تعلیم کیا برق بریق کلمہ پڑھکر بخوف جان اسلام لایا
اور ملک قاسم کو تخت شوکت پر بٹھایا اور بڑی تعظیم و تکریم کی وہ روز و شب تو قاسم نے وہین بسر کیا صبح کو ملک قاسم
سبکو اپنے ہمراہ لیکر افریق شمشیر پرست کے مقابلہ کو چلا جب برابر لشکر کے پہنچے اور افریق شمشیر پرست کو
اطلاع ہوئی اُسنے اسپ و فیل جنگ بجوایا اور دو طرفین لڑائی کا قرار پایا علی الصباح دونون لشکر میدان مین
آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین افریق شمشیر پرست اپنے گینڈے کو اُڑا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا
قاسم نے بھی اپنے مرکب کو آگے بڑھایا بعد نگاہ ورزی کے افریق نے برچھہ مارا قاسم نے نیزہ اُسکا چھین کر پھینک
دیا افریق نے جھنجھلا کر تیغ لب ثنت نہنگ کا وار کیا قاسم نے وہ بھی چھین کر پھینک دیا اور خنجر جمدھر دار کمر سے نکالکر ایک
کا جو ایک ہاتھ مارا تو افریق کے دو ٹکڑے ہو گئے تمام فوج ملک قاسم پر ٹوٹ پڑی قاسم بھی فوج مین ڈوب
گیا اور ادھر سے اعظم صف شکن اور آفریدکوہ پیشانی وغیرہ سب مع فوج قاسم کے شریک ہوئے اور
سبکو مار کے بھگا دیا خیمہ و دول و اسباب افریق کا سب لوٹ لیا ہمراہیان افریق لاش افریق کی لیکر بھاگ
کھڑے ہوئے قاسم نے وہین بارگاہ برپا کی اور دو تین روز قیام کیا بعد اُسکے قیماس خان سے کہا کہ ماموں جان
آپ مع فوج قلعہ افریقیہ مین چلکر قیام فرمایئے مین شکار کو جاتا ہون قیماس خان فوج لیکر قلعہ مین پہونچے اور
قاسم مرکب پر سوار ہوکے تن تنہا شکار کے واسطے روانہ ہوا اب تھوڑا حال سنئے کہ ہمراہیان افریق نعش افریق
کی لیکر فریدون شمشیر پرست کے پاس جاتے ہین اور فریدون اپنے قیامگاہ سے شکار کو بحکم شوق شکار
مین جاتے جاتے گذرا اُسکا شہر مین جوالہ زرون کے ہوا اور یہ سب فریدون کے خراج گذار تھے جب فریدون کے
آنے کی خبر زرتاج زرین جوالہ کو ہوئی کہ جو وہان کا بادشاہ تھا تو وہ مع فوج استقبال کرکے اپنی بارگاہ مین لایا
تخت جواہر نگار پر بٹھلا کے کل اسباب عیش مہیا کیا القصہ فریدون شمشیر پرست بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا کہ

اُسکے لڑکے لاش افریق شمشیر پرست کی لیکر حاضر ہوئے زرتاج زرین جوالہ نے پوچھا کہ اسکو کسنے مارا وہ سپہر کیا گذری
اُن سب نے کل کیفیت ملک قاسم کی لڑائی اور اُسکے مارے جانیکی بیان کرکے بیان کیا کہ قاسم اب شہر سنبھالیہ
باختر کو تاراج کر رہا ہے اور وہ ہزارون پہلوانون پر فتحیاب ہوا اور فتح حاصل کر رہا ہے یہ سُنکر زرتاج کو غصہ آگیا
گجناک جوالہ زن کو مع چالیس ہزار جوالہ زنون کے قاسم کے مقابلے کے لیے روانہ کیا بعد قطع منازل و مراحل
گجناک جوالہ زن شہر افریقیہ مین داخل ہوا جب برق بریق کو یہ خبر پہونچی اُسوقت قیماس خان اور
اعظم صف شکن نے کہا کہ اے برق بریق تم ہرگز ہرگز خائف نہو اور مع لشکر کے جاری ہمراہی مین اُسکے مقابلہ
کو چلو قیماس خان کی ہدایت کے بموجب برق بریق سب فوج کو ہمراہ لیکر مقابلہ کو باہر آیا اور مقابل بارگاہ
گجناک اپنی بارگاہ برپا کی، وہ کل فوج اُس بارگاہ مین جمع ہوئی دورہ جام مے گلگون چلنے لگا جب دماغ
بادہ ناب سے گرم ہوا تو طبل رزمی بجنے کا حکم دیا اُسیوقت برق بریق کی فوج مین طبل جنگ پر چوب پڑی جب یہ
خبر گجناک کو ہوئی تو اُسنے نقارہ رزمی پر چوب لگوائی الغرض رات بھر دونون طرف تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر صف آرائے میدان جنگ ہوئے گجناک سامنے بعد رجز خوانی کے گھوڑا اپنا بڑھایا اور مبارز طلبی
کی اسطرف سے اعظم صف شکن مقابلہ گجناک کو باہر آیا گجناک نے مثل شعلۂ جوالہ کے چار پانچ ہاتھ تلوار کے
اعظم صف شکن کے حوالہ کیے کہ اعظم صف شکن زمین پر گر پڑا فوراً گجناک نے اعظم کو گرفتار کرکے اپنے لشکر
مین بھیجدیا اور طبل بازگشت بجوا کے اپنے لشکر مین واپس ہوا جب شب ہوئی تو گجناک قید اعظم کی لیکر پاس
زرتاج زرین جوالہ کے روانہ ہوا اور یہان جو قاسم شکار کرکے واپس آیا تو اُسنے کل احوال جنگ اور گرفتاری اعظم
صف شکن کا مفصلاً سُنا اور سُنتے ہی غیظ مین آکر اُسیوقت شہر جوالہ زنان کیطرف یکہ و تنہا روانہ ہوا اور یہان
گجناک نے اعظم کو روبرو زرتاج کے حاضر کیا زرتاج نے اعظم صف شکن کو دیکھکر کہا کہ اے اعظم اگر تو دین
شمشیر پرستی اختیار کرے تو مین تجھکو ابھی چھوڑ دون اعظم نے کہا کہ تو کیا مجھے گرفتار سمجھکر ڈراتا ہے ہم سپاہی جان دینا قبول
کرتے ہین مگر استقلال کو نہین چھوڑتے ہم بے شبہ خدا پرست ہین اور شمشیر پرستی اور لق پرستی دونون پر لعنت کرتے ہین
یہ سُنکر زرتاج کو غیظ آگیا اور اعظم کو زیر دار کھڑا کر حکم قتل دیا اور اعظم سے کہا کہ اب بھی شمشیر پرستی اختیار کر کیون اپنی
جان کے پیچھے پڑا ہے اعظم نے کہا اگر تو مجھکو قتل بھی کر ڈالے تب بھی مین خدا پرستی کو ترک نہین کر سکتا ابھی اعظم صف شکن
زیر دار بیٹھا ہی ہوا تھا کہ یکایک ملک قاسم مع مرکب درانہ بارگاہ کے اندر داخل ہوا اعظم مین تو قاسم کو دیکھتے ہی جان
آگئی اور تمام روداد اپنی گذشتہ بیان کی قاسم نے کہا کہ اے اعظم تو بیخوف اُٹھ کھڑا ہو اعظم نے کہا کہ اے شہریار مین تو زیر
دار بیٹھا ہون کیونکر اُٹھون یہ سُنتے قاسم اعظم کی قید کاٹنے کو آگے بڑھا یہ دیکھکر زرتاج کو غصہ آگیا اور حکم دیا کہ جلد اس
جوان کو مارو یہ سُنتے ہی گجناک اُٹھ کھڑا ہوا اور قاسم اور گجناک مین مقابلہ ہوا گجناک قاسم کو للکار کر کہنے لگا
کہ دشمن بیہوش کہان جاتا ہے دیکھ ابھی ابھی تجھے بھی قید کرتا ہون یہ سُنکر ملک قاسم نے کہا کہ او مردک تو کیا مجھے قید کریگا
مین ہی تجھے ایک دم مین باندھے لیتا ہون یہ سُنکر گجناک کو غصہ آگیا اور کہنے لگا او مرغ بیہوش کہان جاتا ہے یہ سُنکر ملک
قاسم بھی آگے بڑھے اور وار چلنا شروع ہوئے ملک قاسم نے کل وار اُسکے خالی دیے اور ایک ہی ہاتھ مین کام اُسکا
تمام کیا یہ دیکھکر جتنے پہلوان حاضر دربار تھے وہ سب قاسم پر ٹوٹ پڑے قاسم نے بھی تیغ مبارک گھسیٹ کر جنگ
قتال کرنا شروع کیا مگر فریدون شمشیر پرست اپنے مقام پر بیٹھا رہا اعظم صف شکن نے جو یہ ماجرا دیکھا ایک
انگڑائی جوش شجاعت مین لیکر تمام قید کو توڑ ڈالا اور ہمراہ قاسم کے لڑنے لگا جب تو زرتاج بھی تلوار گھسیٹ کے

قاسم کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ او جوان لال پوش تو نے میرے بہت سے پہلوانون کو قتل کیا مین بھی اب تجھکو قتل کرونگا یہ سنکر ملک قاسم کو غصہ آگیا اور زرد تاج زرین جوالہ اور قاسم سے تلوار چلنے لگی زرد تاج زرین جوالہ نے جو ایک ہاتھ تلوار کا قاسم کے سر پر مارا تو تا ابرو اتر آیا قاسم نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکلگئی مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوگئی قاسم نے چاہا کہ مین بھی حملہ آور ہون مگر اتنے مین پہلوان آنکے آپہنچے اور چار طرف سے گھیر کر قاسم کو تلوارین مارنے لگے قاسم شکل خیبر مجروح زخمون کی کثرت سے چور چور ہو کر جھومنے لگا اور زرد تاج نے حکم دیا کہ سر اس جوان کا کاٹ لو یہ دیکھکر فریدون بیتاب ہو کر تلوار ٹیک کے اٹھ کھڑا ہوا اور سب کو ہٹا کر ملک قاسم و ماہ اعظم کا ہاتھ پکڑ کے اپنی بارگاہ مین لایا اور جراحون کو بلوا کر اعظم و ملک قاسم کے ٹانکے دلوائے بقدرت خدا دو ہی روز مین صحت ہوگئی فریدون نے اسباب عیش مہیا کیا دور شراب چلنے لگا قاسم نے اعظم سے گیجاک کے مقابلے کو استفسار کیا اعظم نے کل قصہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا قاسم کو سنکر غیظ آگیا اور اسی وقت حکم دیا کہ بستے یہان سے نکالدو اس نامرد کا میرے پاس کچھ کام نہین ہرچند فریدون نے اصرار کیا کہ شہریار ایسے بہادر کو آپ نکالتے ہین کیا غضب کرتے ہین مگر قاسم نے بالکل اعتنا نکی اور اسیوقت اعظم کو نکلوا دیا وہ قہر و تابہ صحرا کی طرف نکل گیا اور ملک قاسم نے بارگاہ فریدون مین قیام کیا اب انکو تو یہین چھوڑیے اور قاطمہ افریقیہ کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ برق بریق نے جو یال نائی دیا وقت فرصت غنیمت جانکر شب کو جب سب کے سب بیخبر ہوگئے تو تنہا وہ بیدار تھا اور ایک مہرے سے سوائے قیاس خان اور آفرید کوہ پیشانی کے کل ہمراہیان قاسم کے سرکاٹکر لشکرون مین لٹکوا دیے اور قیاس خان اور آفرید کوہ پیشانی کو قید کر کے سیف الملک کے پاس شمالیہ باختر لیچلا یہ خبر ہلکارون نے فریدون شمشیر پرست کو پہنچائی تو وہ زرد تاج زرین جوالہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے زرد تاج مین تو صورت جاتا ہون اور قاسم کو یہین چھوڑے جاتا ہون خبردار اسے کوئی تکلیف ہونے پائے اور اگر وہ تجسے آکر پوچھے کہ فریدون کہان گیا ہے تو کہدینا کہ وہ اپنے ملک کے بند و بست کو گیا ہے اور یہ کہکر تنہا مرکب پر سوار ہوکے شہر شمالیہ باختر کو روانہ ہوا اب اسکو تو راہ شمالیہ باختر مین رہرو چھوڑیے

اور دیکھیے داستان روانگی بدیع الزمان کی تلاش ملک قاسم مین ملاحظہ فرمائیے

کہ جب بدیع الزمان شکار سے واپس آئے اور حال قاسم کا سنا نہایت متالم ہوئے اور بعد روانگی قیاس خان اور سیارہ بن عمرو جب عرصہ بعید اور مدت مدید منقضی ہوگئی اور کوئی خبر ملک قاسم کی امیر کشورگیر کو نملی نہ سیارہ پھرا اور نہ قیاس خان نے مراجعت کی تو امیر کشورگیر نہایت متحیر ہوئے اور سخت حزن و قلق حال ہوا ادھر بدیع الزمان کا بھی بہت ہی دم گھبرایا امیر کشورگیر سے اجازت حاصل کر کے شکار کھیلتے ہوئے ملک قاسم کی تلاش مین روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرائے لق و دق مین گذر ہوا کہ جہان ایک قافلہ تجار کا خیمہ زن تھا بدیع الزمان اہل قافلہ سے مستفسر ہوئے کہ سردار اس قافلے کا کون ہے معلوم ہوا کہ میر قافلہ خواجہ سعید تاجر ہے بدیع الزمان یہ سنکر خواجہ سعید کے پاس آئے وہ صورت دیکھتے ہی بدیع الزمان کو پہچان گیا اور کہنے لگا کہ اے شہریار آپ اس صحرا مین کہان بدیع الزمان نے کہا کہ خواجہ کیا کہون خلاصہ یہ کہ ملک قاسم کو ڈھونڈھنے نکلا ہون اب تم بتاؤ کہان کا قصد رکھتے ہو خواجہ سعید نے کہا مین تو شہر شمالیہ کا قصد رکھتا ہون بدیع الزمان نے کہا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے خواجہ سعید نے کہا کہ بسم اللہ چشم ما روشن دل ما شاد تشریف لے چلیے غرض اس شب کو وہ سب اسی صحرا مین خیمہ زن رہے اور صبح کو خواجہ سعید نے چلنے کا قصد کیا بدیع الزمان بھی خال ابرو ہی اور گیسوان خلیلی کو چھپا کر تاجرون کی شکل بنکے خواجہ سعید کے ہمراہ ہوئے بعد چند روز کے باغ عشرت مین داخل ہوئے اور وہان کے باشندون سے حال ملک قاسم کا استفسار

کیا اُن لوگون نے کل واردات سن وعن بدیع الزمان سے بیان کی بدیع الزمان حال قاسم کے چو رنگ ہونیکا
سُنکر نہایت متاسف ہوئے اور ایک کوہ عظیم دل پر بدیع الزمان کے گر پڑا اور مع رجعت کا قصد کیا مگر خواجہ سعید
نے بہت اصرار کیا کہ نہین شہر شالیہ تک تو میرے ساتھ چلے چلیے کچھ خاطر جمع ہوے اور یہ صدمۂ عظیم دل سے ہٹ لے
تو پھر تشریف لیجایئے گا غرض بدیع الزمان خواجہ سعید کے ہمراہ ہوئے اور بعد طے مراحل وقطع منازل بارگاہ عزیز الملک
مین داخل ہوئے اتفاقاً اُسوقت بختیارک بھی مع ہرمز و فرامرز کے بارگاہ مین موجود تھا خواجہ سعید جبرا کر کے
صف تجار مین بیٹھ گیا اور بدیع الزمان بھی خواجہ سعید کے پاس جاگزین ہوئے بختیارک نے بہ نگاہ اول ہی
بدیع الزمان کو پہچان کر ہرمز و فرامرز کے کان مین کہا کہ دیکھو وہ بدیع الزمان تاجر بنا بیٹھا ہے ہرمز کہنے لگا کہ
اوس نے کیا بکتا ہے بدیع الزمان کہان آسے یہان آنے کی کیا غرض اور اگر آ بھی تو اپنے کو مخفی کرنے کی کیا ضرورت
تھی بختیارک نے کہا خیر دیکھتے رہو کوئی دم مین حال کھلا جاتا ہے مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدیع الزمان تخت
عزیز الملک کو تختہ تابوت کرنے آیا ہے ابھی بختیارک یہ کہی رہا تھا کہ خواجہ سعید نے کچھ جواہر عزیز الملک کو
دکھایا عزیز الملک نے وہ جواہر لیکر خواجہ سعید سے پوچھا کہ یہ نیا جو تمھارے ساتھ کون ہے خواجہ سعید نے کہا کہ یہ میرا
بھائی ہے اصفہان سے آیا ہے عزیز الملک نے بدیع الزمان سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے بدیع الزمان نے کہا
میرا نام بدیع الزمان تاجر ہے عزیز الملک نے کہا کہ کچھ جواہر تم بھی اپنا ہمین دکھاؤ بدیع الزمان نے دو تین گوہر
بے بہا عزیز الملک کے سامنے پیشکش کیے وہ موتی عزیز الملک کے بہت پسند آئے ابھی اور کچھ گفتگو ہونے پائی
تھی کہ ہلکارون نے آکر اطلاع دی کہ برق بریق آفریدہ کوہ پیشانی اور قیماس خان کو قید کیکر حاضر درگاہ
ہوا ہے اور کل ماجرا اعظم صف شکن اور آفریدہ کوہ پیشانی اور قیماس خان کا بیان کیا عزیز الملک نے
اُسیوقت حکم دیا کہ ان دونون کی گردن ماری جائے کہ یہ لوگ ہرگز لائق عفو نہین ہین الغرض برق بریق کو کرسی عنایت
ہوئی اور قیماس خان اور آفریدہ کوہ پیشانی اُسیطرح سامنے مقید و مسلسل کھڑے ہوئے تھے کہ یکایک
نظر قیماس خان کی بدیع الزمان پر پڑی اور بدیع الزمان نے قیماس کو دیکھا اُنھون نے انکو پہچانا اور
انھون نے نہین پہچانا ادھر بدیع الزمان اپنے دل مین سوچنے لگے کہ بھئی اچھے وقت پر پہونچے اور خوب موقع
ہاتھ لگا قیماس خان جسوقت تیغ تلے ہے اُسیوقت لپککر اُسے رہا کرو اگر آج قیماس خان کو رہا کرا دیا تو بہت بڑا
احسان قاسم پر ہوگا اور قیماس خان بھی تمھے سرنگون ہوگا اور علاوہ اس احسان کے ایک برادر مومن
کی اعانت اور اُسے ایسے سخت مہلکہ سے بچانا کسقدر ثواب عظیم ہے اُمید قوی حق تعالے سے یہی ہے کہ دودان کا فرد یر
فتح دیگا اور قیماس خان چھوٹ جائیگا تو ثواب کا ثواب اور احسان کا احسان ہوگا اور اگر مارے بھی گئے تو اجر شہادت
کہان گیا ہے وہ حاصل ہوگا اور اُدھر قیماس خان یہ خیال کر رہے ہین کہ اگر مین زیر تیغ بٹھایا گیا اور میرے
قتل کا سامان ہوا تو یہ ممکن نہین کہ بدیع الزمان میری مدد کے لیے نہ اُٹھے اور میری رہائی کے لیے کوشش
نہ کرے تلوار نہ کھینچے بھی اگر مین اسکے ہاتھ سے رہا ہونگا تو علاوہ میرے سرنگون ہونے کے قاسم پر بڑا احسان
ہوگا اور وہ سرنگون ہوگا تمام عمر شرمساری رہیگی ایسے احسان لینے سے تو جان دیدینا بہتر معلوم ہوتا ہے چلنے
رہے یا نہ رہے مگر بدیع الزمان کا احسان اپنے اوپر نہو ابھی یہ دونون اپنے اپنے مقام پر یہ منصوبہ کر ہی رہے
تھے کہ یکایک جلاد تیغ بکف سامنے آیا اور سامنے اذن قتل لیکر میدان خونی تیار کیا اور ریگ کا چبوترہ باندھکر اور
نطع ڈالکے قیماس خان کو اُسپر بٹھایا اور کوئلے کی لکیر گردن پر لگانے چاہتا تھا کہ تلوار قیماس خان

کی گردن پر پہونچی بس یہ دیکھتے ہی یکایک شاہزادہ بدیع الزمان اپنی کرسی سے تیغ بکف اٹھے اور نعرہ کیا کہ خبردار او نامرد
قیماس خان پر تلوار نہ پڑے ورنہ میں تجکو اور تیرے بادشاہ کو زندہ نہ چھوڑونگا کیا مجال ہے تیری اور تیرے بادشاہ کی
کہ قیماس خان کے ہاتھ لگا سکے آگاہ ہو کہ میں ہی شاہزادہ بدیع الزمان نامور خلف الرشید امیر کشورگیر جناب
حمزۂ صاحبقران ہوں یہ کہکر چاہتے تھے کہ قید کو قیماس خان کی کاٹ دیں الغرض جب قیماس خان نے بدیع الزمان کو برآ
مد ہوتے دیکھا تو اسکو غیظ آگیا اور زور شجاعت میں آکر اس زور سے ایک انگڑائی لی کہ تمام قید ہاتھ پاؤں کی ٹوٹکر دور جا پڑی
اور جلاد کے ہاتھ سے تیغہ چھینکر چاہتے تھے کہ جلاد کو ماریں کہ یکایک در بارگاہ سے ایک گرد اٹھی اور فریدون
شمشیر پرست مع مرکب داخل بارگاہ ہوا اور پکارکر کہنے لگا کہ ای قیماس خان تم ہرگز ہرگز خائف و متالم نہ ہونا میں
بھی تمہاری کمک کو آپہونچا یہ دیکھکر بختیارک ہنسا اور حمزہ فرامرز سے کہنے لگا کہ لیجیے جو ہم کہتے تھے اسکا سامنا
ہوگیا آپ تو فرماتے تھے کہ بدیع الزمان یہاں کہاں اور اُسے یہاں آنے کی کیا غرض اب تو آپ کو اُسکے آنے کا
سبب معلوم ہوگیا ارے جناب اب دیکھیے گا کہ بدیع الزمان کس کس کا کام تمام کیا ارے صاحب
سیف الملک کا تخت تختۂ تابوت ہی نہ ہو جائے تو میرا نام بختیارک نہ رکھیے گا الغرض یہ ماجرا دیکھکر آفرید
کوہ پیشانی نے بھی اپنی قید کو توڑ ڈالا اور نعرہ کیا کہ ای نامردو اب کہاں جاؤگے یہ سنکر سیف الملک نے
حکم دیا کہ کل پہلوان یکبارگی ان سب پر ٹوٹ پڑیں اور چاروں طرف سے گھیر کر انھیں پکڑ لیں اور ہر چہار جانب پہرے
بیٹھ جائیں کہ انمیں سے کوئی بھاگ کر نہ جانے پائے یہ سنکر اسیوقت سب پہلوان ٹوٹ پڑے اور پہرے بیٹھ گئے لڑائی ہونے
لگی اب ادھر فریدون مقابلہ کر رہا ہے ادھر قیماس خان اور بدیع الزمان اور آفرید کوہ پیشانی جنگ کر رہے
ہیں جب کئی پہلوان بڑے بڑے زبردست لشکر سیف الملک کے مارے گئے تو فریدون کا حوصلہ اور زیادہ
ہوا اور مثل شیر غران برق بریق پر حملہ آور ہوا یہ دیکھکر برق بریق بھی اپنی جگہ سے اٹھکھڑا ہوا اور ایک تلوار فریدون
پر ماری فریدون نے اس ضرب کو خالی دیکر ایک ہاتھ تیغ بیدریغ کا برق بریق پر ایسا مارا کہ برابر سے اسکے دو حصے
ہوگئے یہ دیکھکر تاج الملک کو غیظ آگیا اور تلوار کھینچکے فریدون پر چلا اور ایک تلوار جو سر پر فریدون کے
ماری تو تا دو ابرو اتر آئی فریدون نے خون پاک کرکے جواب میں تلوار لگائی تو تاج الملک کے بھی کوئی دو انگل کا زخم آیا
یہ ماجرا دیکھکر قیماس خان بھی اسطرف متوجہ ہوگئے اور تاج الملک کے ایک تلوار لگائی اُسنے خالی دیکر جو ایک تلوار
قیماس خان کے ماری تو تا دو ابرو اتر آئی یہ کیفیت دیکھکر آفرید کوہ پیشانی بھی اسطرف آپڑا اور پہلوانوں سے
لڑنے لگا اب دیکھیے ہیں بدیع الزمان بھی اسطرف آگئے اور آتے ہی ایک تلوار تاج الملک کے ایسی ماری
کہ تا دو ابرو اتر آئی یہ دیکھکر سیف الملک کو بھی تاب باقی نہ رہی اور اپنے دنگل سے اٹھکر ایک تلوار بدیع الزمان
کے لگائی بدیع الزمان نے خالی دیکر ایک ہاتھ تیغ طوریث کا ایسا مارا کہ اسکے بھی تا دو ابرو اتر آیا یہ دیکھکر عزیز الملک
نے اپنے فرزند بدیع الملک سے کہا کہ اے فرزند اٹھو اور جلد اس پسر حمزہ کو مار ڈالو یہ سنکر بدیع الملک اٹھا اور تلوار کھینچکے
بدیع الزمان پر آیا اور شاباش شاباش کہکے ایک ہاتھ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے خالی دیکر بند دست پکڑ کے
اس زور سے جھٹکا دیا کہ بدیع الملک منہ کے بل آرہا اسکے گرتے ہی بدیع الزمان نے کمربند میں اسکے ہاتھ ڈالکے زمین
سے اٹھاکر چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور دونوں پاؤں پکڑکے جو زور سے جھٹکا دیتے ہیں تو برابر دو حصے ہوگئے بیٹے کی لاش جو
عزیز الملک نے دیکھی دنیا نظروں میں تیرہ و تاریک ہوگئی بس فوراً تخت پر سے کود پڑا اور بدیع الزمان کے ایک گرز آتے
ہی اس زور سے ماری کہ اگر ہٹ نہ جائیں تو سر پاش پاش ہو جائے مگر خیر سر تو بچگیا شانے پر پڑی گرزہ کو ٹوٹکر پڑی

پر تھوڑی خون پونچھکر بدیع الزمان چاہتے ہی تھے کہ آسیر بھی وار کرین کہ یکایک کئی پہلوان اُسکے بیچ مین آگئے اور لڑائی
ہونے لگی یہ جرأت و صفدری بدیع الزمان کی دیکھ دیکھکر فریدون کہہ رہا تھا کہ خدا اس جوان کو نظر بد سے بچائے کیا بانکا
شخص ہی جب یہ سب کے سب لڑتے لڑتے باہر آگئے تو عزیز الملک نے حکم دیا کہ تمام ناکون پر شہر کے فوجی پہرے بیٹھ جائین جو
جسطرف جائے بے تامل اسکا سر کاٹ لو القصہ قیاس خان مارتے پیٹتے اسی حالت زخمداری مین ایک طرف
نکلگئے فریدون شمشیر پرست ایک طرف مارتا ہوا نکلگیا آفرید ایکطرف کو چلا گیا مگر بدیع الزمان جس راہ سے چلے اُسطرف
مسلسل آہن قبا پہرے پر کھڑا ہوا تھا بدیع الزمان کو آتے دیکھکر اُسنے خوف سے راہ دیدی بدیع الزمان
گھوڑا دبائے ہوئے نکلگئے اور آفرید کوہ پیشانی جو گھوڑا دبا کر چلا تو اُس سے عظیم کوہ بازو سے سامنا
ہوا آفرید نے چاہا کہ گھوڑا دبا کر نکل جائے مگر ممکن نہ ہوا عظیم نے اپنے ساتھیون کو حکم دیا کہ اس نمک حرام کو گرفتار کرو یہ سنکر
فوج آفرید دوڑ پڑی آفرید نے جو گھوڑا دبایا تو راہ مین ایک خندق تھی راکب و مرکب دونون اُس خندق مین جا پڑے
کچھ لوگ آفرید پر ٹوٹ پڑے اور اُسے گرفتار کر لیا رات بھر قید رکھا صبح کو مطوق و مسلسل کرکے دربار عزیز الملک
مین حاضر کیا عزیز الملک نے آفرید سے کہا کہ ای آفرید اگر تو خدا لقا کو سجدہ کرے اور ملک قاسم کی الفت کو اپنے
دل سے بھلا دے تو مین تجھے ابھی رہا کر دون اور تیرے قصور کو عفو کر دون یہ سنکر آفرید لقا کو سخت و سست کہنے لگا اور کہنے لگا
کہ وہ خداوند تیرا کیا مسخرہ ہے جسے مین سجدہ کرون اگر مین قتل بھی کیا جاؤن تب بھی خدا پرستی کو نہین چھوڑ سکتا یہ سنکر
عزیز الملک نے حکم دیا کہ خیر ابھی اسے قید رکھو پھر دیکھا جائیگا اب اسکو تو یہین مقید چھوڑیے

اور دو کلمہ داستان فریدون شمشیر پرست کے پہونچنا اُسکا شہر سحر ابیہ مین اور بعد قتل دیو سنجر کے محراب شاہ کو شمشیر پرست کرنا ملاحظہ فرمایئے

عندلیبان گلشن معانی و زمزمہ سنجان گلستان خوش بیانی اس داستان صحت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ فریدون
شمشیر پرست جو بارگاہ سیف الملک سے لڑتا بھڑتا ہوا نکلا اور طے مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا چلا جب قریب دو
منزل کے پہونچا تو ایک جگہ زیر سایہ درخت بیٹھکر تھوڑی زخمون پر مرہم کی چڑھائی اور پھر مرکب پر سوار ہوکے ایک جانب کو
روانہ ہوا بعد دو روز کے ایک شہر کے ناکے پر پہونچا سیر کرتا ہوا داخل شہر ہوا جاتے جاتے ایک مقام پر کیا دیکھتا ہے کہ
پانچ چار آدمی ایک کمرے مین باہر بیٹھے ہوئے ہین فریدون نے گھوڑا روک کر ان لوگون سے کہا کہ اگر آپ حضرات کی
اجازت ہو تو مین بھی حاضر ہون اب جو ان لوگون نے فریدون کو دیکھا سطوت و جلالت فریدون کی دیکھکر خیال کیا
کہ یہ کوئی شخص جلیل القدر معلوم ہوتا ہے یہ سوچ کر کہنے لگے کہ بسم اللہ تشریف لائیے فریدون گھوڑے سے اُترکر
حسب دستور خود ملا ان لوگون نے فریدون کی تعظیم کی جب شام ہوئی تو ان لوگون نے فریدون سے کہا کہ ای بھائی
مسافر اب شام ہوئی جسطرف تمکو جانا ہو چلے جاؤ یہان شب باش ہونے کا حکم نہین ہے یہ سنکر فریدون نے کہا
کہ جہان آپ حضرات نے میری اتنی خاطر کی ہے وہان اتنی مہربانی اور فرمایئے کہ آج شب کی شب مجھے سو رہنے دیجیے
علی الصباح مین اٹھکر چلا جاؤنگا ان سب نے کہا کہ ہرچند ہمارے شاہ کا حکم نہین ہے مگر خیر تمہاری خاطر ہے بہتر آج شب کی
شب سو رہو صبح کو اُٹھتے ہی چلے جانا کہ کسیکو خبر نہ ہو ورنہ ہمارے واسطے خرابی متصور ہے فریدون نے کہا کہ اس سے
آپ خاطر جمع رکھیے عوض احسان کا احسان ہے احسان کا بدلہ بدی نہین ہے اگر مین بعوض احسان آپ سے کوئی احسان
آپ کے ساتھ نہ کر سکا تو کیا یہ کسی شریف آدمی کا کام ہے کہ عوض احسان کے ضرر پہونچائے غرض رات تو فریدون
نے وہین بسر کی علی الصباح اٹھکر اپنے مرکب پر سوار ہوکے چند قدم آگے بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک برات پیدا ہوئی فریدون

گھوڑا روک کر سر راہ کھڑا ہو گیا جو لوگ کہ برات کے ہمراہ تھے اُنسے پوچھا کہ کہیں بھائیو یہ کسکی برات ہے لوگون نے بیان کیا کہ
ہمارا بادشاہ محراب شاہ اپنے بیٹے کی برات لیے جاتا ہے فریدون یہ سنکر خاموش ہو گیا اور سیر برات کی دیکھنے لگا جب ہاتھی
بادشاہ کا برابر آیا تو ایک شخص نے آگے بڑھکر ایک رقعہ بادشاہ کو دیا شاہ اُس رقعہ کو دیکھتے ہی ہاے کر کے زمین پر گر پڑا ا
ور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا فریدون یہ ماجرا دیکھکر بہت متعجب ہوا اور آگے بڑھکر براتیون سے پوچھا کہ ایہا الناس یہ کیا
ماجرا ہے کہ تم سب اس خوشی مین دفعتہً ایسے بیتاب ہو گئے ان سب نے کہا کہ اے جوان یہ عجیب سانحہ ظہور فرما ہوا ہے بہت
ہم تجھسے کیا بیان کرین فریدون نے کہا کہ تم بیان تو کرو ہر چند کہ مین مرد مسافر ہون مگر انسان ہی انسان کے کام آتا ہے اگر کوئی
امر ایسا ہوگا کہ جو میری تدبیر سے بنجانے والا ہو گا تو مین ضرور کوشش کرونگا اُن سب نے کہا کہ اے جوان جب ہمارا شاہ عاجز ہو گیا
تو تم ایک تن تنہا کیا کر سکتے ہو فریدون نے کہا کہ بھلا خیر کچھ کہو تو سہی اُن لوگون نے کہا کہ اے جوان اس شہر مین ہر سال
ایک بلاے عظیم آیا کرتی تھی اور ہزارہا مردمان شہر کو کھا جاتی تھی ہر سال شہر آباد ہوتا تھا اور ہر سال صحرا سے بدتر ہو جاتا تھا
آخرکار ہمارے بادشاہ نے مجبور ہو کر اُس سے عہد و پیمان کر لیا کہ تو ہر سال مین تباہ نہ کیا کر ہم تجھے ایک آدم زاد دے دیا کرینگے پس
اے جوان اب ہر روز کا یہ معمول ہے کہ جسکا نام وہ کمبخت لکھکر بھیجتا ہے بادشاہ اُسے بھجوا دیتا ہے خواہ امیر ہو خواہ غریب آج جو حسب معمول
اُسکا رقعہ آیا ہے تو اُسمین اُسی شاہزادے کا نام لکھا ہے جسکی یہ برات جاتی ہے اور بادشاہ کا یہی ایک لڑکا ہے اسلیے ہم سب مع بادشاہ
مصروف گریہ و بکا ہین یہ سنکر فریدون بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے بادشاہ اگر ہم اس بلا سے تمکو نجات دلوا دین اور
اُس دیو کو مار ڈالین تو تم ہمارا دین و آئین قبول کروگے یہ سنکر بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اے جوان تو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے جب
ہم والی ملک اور صاحب لشکر ہو کر کچھ نہ بنا سکے تو تو تنہا کیا کر سکتا ہے فریدون نے کہا کہ آپکو اس سے کیا بحث ہے آپ مجھکو
جانے تو دین اگر مین فتحیاب ہوا تو آپکا کام بالتمام ہو گیا اور اگر مین بھی اُسکا لقمہ ہو گیا تو آپ کا کوئی حرج نہین آج آپ کا
شاہزادہ بچ جائیگا آپ فقط یہ اقرار کر لیجیے کہ اگر مین مظفر و منصور پھرا تو آپ میرا دین قبول کرینگے یا نہین بادشاہ
کچھ سوچ کر کہنے لگا کہ بہتر آپ جائیے اگر آپ مظفر و منصور پھرینگے تو مین آپکا دین و مذہب قبول کرنے مین کچھ عذر نہ
کرونگا آپ کا ایمان قبول کرنا کیسا تمام زندگی آپ کی اطاعت سے سر نہ اُٹھاؤنگا یہ کہکر بادشاہ نے فریدون کو اُس فرستادہ
دیو کے ہمراہ کر دیا جب فریدون قریب باغ دیو کے پہونچا تو اُس فرستادہ نے اُنکو دروازے پر ٹھہرایا اور خود جاکر اطلاع
دی کہ وہ آدمزاد دروازہ باغ پر حاضر ہے یہ سنتا تھا کہ اُس دیو کی باچھین کھل گئین اور قلقاریان مارتا ہوا دروازۂ باغ پر آیا
پہلے تو فریدون کچھ ڈرا پھر دلکو مضبوط کر کے یا خداوند شمشیر کہکے گھوڑے سے اُتر کے دیو کے سامنے آیا دیو نے
فریدون سے کہا کہ او آدمزاد مین آنکھین بند کر کے بیٹھتا ہون تو آکر میرے منھ مین کود پڑ مین بے دانت سے لڑ والے لگائے
ہوئے تجکو نگل جاؤنگا فریدون نے کہا خیر بہتر بیٹھیے تو یہ سنکر وہ دیو مثل غار کے منھ کھولکے بیٹھ گیا اور آنکھین بند کر لین اب
جو فریدون ادھر اُدھر دیکھتا ہے تو دیکھا کہ ایک پتھر کئی سو من کا سامنے پڑا ہوا ہے وہی پتھر اُٹھا کے اُس دیو کے منھ مین
ڈال دیا کوئی دو تین لات دیو کے ماری اُس پتھر کے ساتھ حلق مین جا رہے دیو نے تھوتھو کر کے کہا کہ او آدمزاد تو کسقدر
لقمۂ سخت تھا یہ کہکر آنکھ جو کھولی تو فریدون کو سامنے پایا جب تو دیو کو غصہ آگیا اور دو ہاتھ شمشاد اُٹھا کر فریدون
کو مارنے چلا فریدون تیغ کھینچے کھڑا تھا اور دل مین سوچتا تھا کہ کسطرف جاؤن جب دیو اُسکے قریب آیا تو فریدون
نے دیکھا کہ بغل اُسکی بالکل دروازے کے کشادہ ہے فریدون جھپٹکر بغل کی طرف سے دیو کی پشت پر چلا گیا
دار شمشاد زمین پر پڑی تو گرد کا جلد بلند ہوا اور دیو نے کہا کہ او آدمزاد گوشت بھی تیرا کرکرا ہو گیا ہوگا فریدون نے پیچھے سے نعرہ
کیا کہ کیا بکتا ہے یہ سنکر دیو نے جیسے ہی پشت کر دیکھا ویسے ہی فریدون نے یا خداوند شمشیر کہکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا

تو وہ اسکی کمر پر پڑا مثل خیار تر کے اسکے دو حصے ہوگئے اور اس زور سے لاش زمین پر گری کہ گویا ایک پہاڑ پھٹ پڑا فریدون نے جلدی سے دیو کا سر کاٹ لیا اور فتراک میں باندھ کر خدمت شاہ میں روانہ ہوا اور جاتے ہی سر دیو ناپاک کا فتراک سے کھولکر بادشاہ کے سامنے ڈالدیا سبکے سب دیکھکر دنگ ہو گئے اور بادشاہ مع کل اہل شہر اور تمام فوج کے شمشیر پرست ہوا اور بڑے تزک اور احتشام سے فریدون شمشیر پرست کو بارگاہ میں لا کر بٹھایا صحبت عیش شروع ہوئی دور دورہ سے گلگون چلنے لگا ناچ شروع ہوا تمام فضا بارگاہ اور کل افسران سپاہ اور رئیسان شہر نے آکر نذریں گذرانیں ہر ایک طرف نوبتیں خوشی کی بجنے لگیں دن عید اور رات شب برات ہو گئی فریدون شمشیر پرست شہر محرابیہ میں مقیم ہوا اب اسکو تو یہیں چھوڑ دیجیے

اب دو ورقے داستان شہر مضرابیہ کے ملاحظہ فرمائیے

کہ یہ ایک شہر تھا مینو سواد نہایت آباد اسکا بادشاہ وہان کا مضراب شاہ عدل پناہ تھا خزانہ لا انتہا اور فوج بیشمار کا مالک تھا صاحب حوصلہ و عالی ہمت تھا اور اسکی ایک دختر نہایت حسین و جمیل بے عدیل تھی اتفاقاً وہ دختر ایک روز بام خانہ پر کھڑی تھی اور منقار تبرزن مضراب شاہ کا پہلوان حمام سے آتا تھا اتفاقات روزگار تقاضائے کار نظر اس پہلوان کی اس دختر پر پڑ گئی ہزار جان سے مفتون ہو گیا گویا رگ دل لوٹ گئی اور عنان صبر ہاتھ سے چھوٹ گئی بیتاب و بیقرار دیوانہ وار آنکھیں بند کیے ہوئے بے خوف و خطر محل شاہی کے اندر چلا آیا اور اس طرح فریب کر گود میں اٹھا کر جانب صحرا لے بھاگا جب یہ خبر مضراب شاہ کو پہونچی کہ منقار تبرزن میری دختر نیک اختر کو محل شاہی کے اندر سے لے بھاگا تو بادشاہ نہایت غضبناک ہوا اور کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ تو ابھی جا کر منقار تبرزن کو مع اسکے عیال و اطفال کے میرے روبرو گرفتار کر لا کوتوال بحکم شاہی مکان پر منقار تبرزن کے دوڑ لیکر آیا اور چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا یہ ماجرا دیکھکر منقار تبرزن کی بیوی اپنے مال بچوں کو لیکر مع دو چار کنیزوں کے پشت مکان کی کھڑکی کھولکر صحرا کی طرف نکل گئی کوتوال جو مکان کے اندر آتا ہے تو وہاں بجز اناج رہا ہے کسی متنفس کا پتا نہیں کوتوال یہ دیکھکر بہت متعجب ہوا اگر کل اسباب وہاں دیکھا سامنے بادشاہ کے آیا اور عرض کیا کہ حضور منقار کا پتا ملتا کیسا کسی عورتوں اور بچوں کا بھی نہیں سراغ لگا مگر یہ اسباب وہاں تھا وہ جو اسکی ضبطی کرلایا ہے حاضر ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک ہرکارہ دوڑ سے آکر اطلاع دی کہ منقار تبرزن مع ملکہ کے فلاں صحرا میں موجود ہے یہ سنکر بادشاہ کچھ فوج لیکر اس صحرا میں آیا اور منقار کو مع ملکہ گرفتار کر لیا ملکہ کو تو محافے میں سوار کرکے روانہ کر دیا اور منقار کو مطوق اور مسلسل کرکے لیچلا اسکو تو یہیں چھوڑیے اب

دو ورقے داستان قیماس خان کے پہونچنا اسکا صحرائے مضرابیہ میں اور عاشق ہونا خواہر منقار تبرزن پر ملاحظہ فرمائیے

کہ قیماس خان جو اس جنگ سے نکلکر چلے تو انکے مرکب نے دو سواے مضرابیہ میں لا کر کنارے ایک جھیل کے پہونچا دیا قیماس خان مرکب سے اترے اور زخم دھو کرکے منھ ہاتھ دھو رہے تھے کہ اتفاقاً ایک کنیز اس جھیل پر پانی لینے آئی دیکھا اسنے ایک جوان دیو خصال جھیل کے کنارے مجروح و مقروح پڑا ہوا ہے اسنے جا کر منقار کی بہن سے بیان کیا کہ اے بی بی ایک جوان جھیل کے کنارے زخمی پڑا ہوا ہے یہ سنکر وہ نازنین مہ جبین جھیل کے کنارے آئی اور قیماس خان کو دیکھکر مفتون ہو گئی اور ایک کنیز سے بولی کہ ذرا اس جوان کو ہوشیار تو کرو اس کنیز نے حسب ارشاد قیماس خان کو ہوشیار کیا جب یہ ہوشیار ہوئے تو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین سرہانے کھڑی ہوئی ہے دیکھتے ہی یہ بھی ہزار جان سے عاشق ہو گئے اس نازنین مہ جبین نے شراب و کباب حاضر کیا اور عرض کیا کہ اے جوان یہ شراب و کباب حاضر ہے نوش فرمائیے قیماس خان نے کہا ہمارا یہ مذہب ہے اسلام کہتا ہے یہ سنکر اس نازنین نے کہا کہ پھر اپنے مذہب کے اصول مجھے بھی تعلیم فرمائیے میں بھی شرف اسلام سے مشرف ہونگی قیماس خان نے یہ سنکر کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور اس نازنین مہ جبین نے کلمہ طیبہ پڑھکر اسلام اختیار کیا پھر تو دور شراب و کباب چلنے لگا

اب ادھر تو قیاس خان کی یہ خواہش ہے کہ کون سی تدبیر ایسی ہو کہ اس سے ہمکنار ہو جیسا دردل، شاد کو شاد کیجیے اور ادھر اس
مہ جبین کا یہ خیال ہے کہ کیونکر اس جوان کو اپنی طرف متوجہ کیجیے کہ مطلب حاصل ہو اور اپنی خواہش ظاہر ہو اب اپنی اپنی جگہ
یہ دونون فکرین کر رہے ہین کہ کیا کیجیے اور کیا نہ کیجیے سوچتے سوچتے اس نازنین کو یہ تدبیر سوجھی کہ اس جوان سے کچھ تذکرۂ عشق
اور قصہائے الفت بیان کرنا شروع کیجیے کہ بسبب صداقت ہین اور بجودت طبیعت کے طبیعت اسکی ان قصّون
سے متاثر ہو اور یہ خود ہی ابتدا کرے۔ ابھی یہ نازنین کوئی بات نہ کرنے پائی تھی کہ قیاس خان یہ سوچے کہ اب اس سے
کچھ بات شروع کیجیے اثنائے سخن مین کوئی بات نکل ہی آئیگی یہ سوچ کر قیاس خان نے کہا کہ ای حسینہ دلفریب کچھ
بات کرو کہ فی الجملہ غم غلط ہو یہ نازنین تو اسکی جو یاء لب تھی ہی اسنے کہا کہ ای جوان کیا باتین کرون میرا دل خود ہی متعشق
ہو رہا ہے تم ہی کچھ باتین شروع کرو قیاس خان نے کہا کہ اچھا باتین تو ہوتی ہی رہینگی پہلے تم اپنے آنے کا سبب تو اس
دشت مین بیان کرو یہ سنکر اسنے کہا کہ ای جوان ہم بسبب خوف شاہ کے یہان آکر مخفی ہوئے ہین قیاس خان نے
کہا کہ یہان کا بادشاہ کون ہے اور یہ صحرا اسکی سرحد مین ہے اس نازنین نے کہا کہ یہ سب سواد شہر شمالیہ کی ہے اور بادشاہ
یہان کا مضراب شاہ ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ میرا بھائی منقار تبرزن اسکا سپہ سالار تھا ایک روز وہ حمام سے آتا تھا
اور بیٹی بادشاہ کی بالاخانہ پر بیٹھی تھی منقار ملکہ کو دیکھکر عاشق ہو گیا اور بے خوف و خطر محل کے اندر گھسکر ملکہ کو نکال لایا اور
کسی صحرا کیطرف چلا گیا بادشاہ نے یہ سنکر دوڑ بھیجی ہم لوگ ہراس سے یہان بھاگ آئے اور کل گھر ہمارا ضبط ہو گیا
اور منقار بھی مع ملکہ گرفتار ہو گیا اگر آپ ہم سب کی عزت بچائینگے تو آپکا احسان ہوگا اور ہمارا قبیلہ مسلمان ہوگا یہ سنکر
قیاس خان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو وہ بادشاہ تو کیا شے ہے جو تمھارے بھائی کو نہ چھوڑیگا مین اس مردود کو مار کے تمھارے
بھائی کو چھڑا دونگا اور اسکی معشوقہ بھی اسے دلوا دونگا آگاہ ہو کہ مین ہی قیاس خان خاوری شاہزادۂ خاور سپاہ
ملک قاسم کا ماموں ہوں قاسم وہ ہے کہ جسنے سنجان کو تباہ و برباد کرکے اب شمالیہ باختر مین آگ لگا رکھی ہے کیا اب بھی
دنیا مین کوئی شخص ایسا ہے جو تمھارے بھائی کی جانب نگاہ بد دیکھے قیاس کی زندگی مین تو ناممکن ہے اس نازنین نے
کہا کہ ہم شہر یار مین مختفی ہون کہ اس جانب سے منقار کی قید جائیگی قیاس خان نے کہا کہ انشاء اللہ یہی جگہ سب
کام بنا دیگا تم ہر طرح اطمینان رکھو اب یہ قصہ تو یہین چھوڑیے اور اب

روشنی داستان ملک قاسم کے زرتاج سے پوچھکر شہر شمالیہ کی جانب روانہ ہونا اور مضراب شاہ
کو جنگ قیاس خان مین مسلمان کرنا ملاحظہ فرمائیے

کہ جب فریدون شمشیر پرست کو قاسم کے پاس سے گئے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا اور کوئی حال مفصل نہ معلوم ہوا تو
قاسم کا دم بہت گھبرایا مرکب پہ سوار ہو کے بارگاہ زرتاج مین آیا زرتاج نے بڑی تعظیم و تواضع کی اور اپنے برابر جگہ دی
برابر جگہ دی قاسم دنگل بیٹھے زرتاج سے پوچھا کہ فریدون کہان گیا ہے اسنے کہا کہ ای شہزادے فریدون اپنے ملک کے
بندوبست کو گیا ہے آپ تشریف فرما ہون وہ بھی دو تین روز مین آجائیگا یہ سنکر قاسم نے زرتاج سے کہا کہ نہین سچ بتاؤ وہ
کہان گیا ہے پہلے تو وہ ٹالتی گئی کہ شہر یار وہ اپنے ملک کے بندوبست کو گیا ہے جب قاسم سست ہو گئے تو اسنے کہا کہ ای شہزادے
آپ کے ... قیاس ... شہر شمالیہ مین رقیب ... یہ سنکر ملک قاسم نے مرکب طلب کیا ...
تنہا شہر شمالیہ کو ... وہان کا حال سنیے کہ قیاس خان ... مین چھپے ہوئے تھے دیکھا ...
شہریار مضراب شاہ قید منقار کیلیے جاتا ہے یہ سنتے ہی قیاس خان ... آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہو کر
سر راہ آکھڑا ہوا جب بادشاہ مع فوج قیاس خان کے برابر آیا قیاس خان نے ... حملہ ...

یہ سنتے ہی فوج مضراب شاہ قیماس جنگجو قیماس خان بھی تلوار کھینچکے فوج مین در آیا اور کشتون کے پشتے اور لاشون کے
انبار لگا دیئے یہ دیکھکر بادشاہ نے حکم دیا کہ اب کل فوج یکبارگی ٹوٹ پڑے یہ سنتے ہی فوج چار جانب سے ٹوٹ پڑی اور
قیماس خان زخمی ہونے لگے یہ ریلا دیکھکر قیماس نے سر سوے آسمان بلند کرکے دعا کی کہ خداوندا بحق محمد و آلہ الامجاد دین
کافرون کی شر سے مجکو بچا اور انپر مجھے فتحیاب کر ابھی مناجات قیماس خان کی تمام نہ ہوئی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے ایک
گرد آشکار ہوئی اور ملک قاسم کیہ دتمار کب پر سوار نمودار ہوئے ملک قاسم قیماس کو اس حالت مین دیکھکر تلوار کھینچکے فوج
پر گرے اور ہزارون کو درہم و برہم کر دیا قیماس خان شکر خداوند زمین و آسمان بجا لائے اور قوت دونی ہوگئی منقار تیرزن
ادا بے پر سے جنگ قاسم کی دیکھ رہا تھا اور اپنے جی مین کہہ رہا تھا کہ یہ جوان لال پوش قیامت کا زور اور دلاور ہے اگر اسکا ساتھ
ہوتا تو نہایت مناسب تھا اسی خیال [illegible] کرتے ہی زور شجاعت مین آکر ایک انگڑائی اس زور سے لی کہ تمام قید ٹوٹ کر دور جا پڑی
اور ادا بے پر سے کود کر ایک [illegible] چھینکر جنگ کرنے لگا اور ملک قاسم جنگ کرتے ہوئے مضراب شاہ
کے برابر پہونچے مضراب شاہ نے خبردار خبردار کہکر ایک تلوار قاسم کے ماری قاسم نے ضرب اسکی خالی دیکر شکنجے مین ہاتھ
ڈالکے تلوار اسکی چھینکر پھینکدی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر سر سے اوٹھا لیا چاہتے تھے کہ پیچ دیکر زمین پر دے ماریں کہ اوسنے عرض کیا کہ
شہریارا الامان الامان قاسم نے کہا کہ امان بشرط ایمان یہ سنکر مضراب شاہ نے فوج کو منع کیا کہ جنگ موقوف کرو جب
جنگ موقوف ہوئی تو قاسم نے مضراب شاہ کو چھوڑ دیا اور کلمہ طیبہ تعلیم کیا مضراب شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق
مسلمان ہوا ملک قاسم اور قیماس خان بغلگیر ہوئے منقار بھی آکر قدمون پر گر پڑا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا جب
سب طرح امن و امان ہوئی تو مضراب شاہ مع قاسم و قیماس خان اور منقار تیرزن شہر مین آیا بارگاہ برپا
کروائی ملک قاسم کو دخل شوکت پر بٹھایا اور تمام افسران فوج امرا ارکان شہر سے نذرین دلوائین صحبت عیش مہیا ہوئی دور ساغر
مے گلگون چلنے لگا قاسم نے کل حال برق بریق کی دغا اور اس صحرا مین آنے کا استفسار کیا قیماس خان نے
من وعن کل حال بیان کیا جب سب حال ملک قاسم سن چکے تو مضراب شاہ سے کہا کہ اے مضراب شاہ اب
تجکو لازم ہے کہ تو اپنی دختر منقار تیرزن کے ساتھ منسوب کردے اور منقار سے کہا کہ تو اپنی بہن قیماس خان کو دیدے
دونون نے اس امر کو منظور کیا قیماس کو منقار تیرزن کی بہن منسوب ہوئی اور منقار تیرزن کو مضراب
کی دختر ملی سب کے سب شاد و خرم ہوئے بعد اسکے مضراب شاہ نے کئی روز تک دعوت و ضیافت کی جب فرصت ہوئی
ملک قاسم کل فوج و سپاہ اپنے ہمراہ لیکر مع مضراب شاہ و قیماس خان اور منقار تیرزن کے شمالیہ باختر کو
روانہ ہوئے جب قریب شہر شمالیہ کے پہونچے اور یہ خبر عزیز الملک کو معلوم ہوئی کہ ملک قاسم نے شہر مضرابیہ کو مسخر کیا
اور اب مع مضراب شاہ فوج و سپاہ لیکر آپ سے جنگ کرنے آتے ہین تو یہ سنتے ہی عزیز الملک نے اپنے فرزند
تاج الملک سے کہا کہ اے فرزند تو جا کر اس نبیرۂ حمزہ کو مار لے تاج الملک بحکم عزیز الملک ایک لاکھ سوار
لیکر ملک قاسم سے لڑنے چلا ملک قاسم کوئی دو ہی منزل شہر مضرابیہ سے آگے بڑھا تھا کہ تاج الملک آپہونچا
جب ملک قاسم کو خبر ہوئی کہ تاج الملک آ گیا ہے تو قاسم نے کہا کہ آنے دو وہ مردود کیا چیز ہے ابھی کل کا ذکر ہے کہ مین
اسکو کشتی مین پٹک چکا ہون الغرض تاج الملک نے بمقابلہ قاسم آکر بارگاہ برپا کروائی جب بارگاہ برپا ہوئی تو
تاج الملک آکر دنگل پر بیٹھا اور شراب چلنے لگا دو چار جام پی کر نشے مین آکر حکم دیا کہ نقارہ رزمی پر چوب پڑے
بحکم تاج الملک اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی جب ملک قاسم کو یہ خبر پہونچی کہ تاج الملک نے
طبل جنگ بجوایا تو ملک قاسم نے بھی حکم دیا کہ بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے جب علم

یہان بھی اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی الغرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی طبل جنگ بجا کیے علی الصباح دونون
لشکر آراستہ ہوئے اور میدان جدال درست ہوا صفوف قتال بندھ گئے جب نقیب دیگر جا چکے تو ایک پہلوان پلتن لشکر
تاج الملک سے باہر آیا اور آکر مبارز طلب ہوا ادھر سے قیماس خان خاوری ملک قاسم سے اجازت لیکر
وارد میدان ہوئے بعد گفتگوے بسیار اُس پہلوان نے ایک تلوار ماری قیماس خان نے تلوار اُسکی روک کے جو ایک ہاتھ
مارا تو مثل خیار تر اُس خیرہ سر کے دو حصے ہوگئے بعد اسکے پھر تو برابر لشکر تاج الملک سے پہلوان آیا کیے اور واصل جہنم ہوتے گئے
تا اینکہ تمام دن لڑائی ہوا کی اور شام تک قیماس خان نے دس بارہ پہلوانان نامی کو واصل جہنم کیا جب بالکل شام
ہوگئی تو طبل بازگشت بجا کر دونون لشکر اپنی اپنی قیامگاہ کو واپس آئے رات کو پھر طبل جنگ بجا صبح کو پھر میدان قتال
آراستہ ہوا اور پھر تا شام بہت سے پہلوان لشکر تاج الملک کے راہی جہنم ہوئے تا اینکہ تین روز کی میدان داری مین
قیماس خان نے ساٹھ پہلوان لشکر تاج الملک کے تہ تیغ کیے اب تو تاج الملک کو بھی غصہ آگیا اور کہنے لگا کہ عجب
بات ہے جو پہلوان میرا جاتا ہے یہ مردک اُسے مار لیتا ہے اب کل مین ہی سے جا کر مقابلہ کرونگا دیکھون تو کیسا پہلوان ہے غرض کہ
جب شام ہوئی اور دونون لشکر اپنی قیامگاہ کو واپس آئے تو تاج الملک نے پھر طبل جنگ بجوایا اُدھر ملک قاسم کے
لشکر مین بھی نقارہ جنگی پر چوب پڑی رات بھر ہر دو جانب تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ادھر سے
تاج الملک اور اُدھر سے قیماس خان مرکبون کو اڑا کر میدان مین نکلے بعد تکاورزنی کے تاج الملک نے
کہا کہ ای جوان تو نے میرے بہت سے پہلوان کشتہ کیے اب آج مین تجھ سے مقابلہ کرونگا دیکھون تو کیسا پہلوان ہے یہ کہکر
تاج الملک نے کہا کہ لا اپنی ضرب قیماس خان نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہیں ہے تو ضرب لگا اگر ہمارا اللہ تیری ضرب
سے ہمین بچا لیگا تو پھر ہم بھی حملہ آور ہونگے تاج الملک تو غصے مین بھرا ہی ہوا تھا کھینچکے تیغ ایک ہاتھ قیماس
کے مارا قیماس خان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اگرچہ تلوار تاج الملک کی سپر کو کاٹکر تا دو ابرو اُتر آئی قیماس خان کو
زخمی دیکھکر منقار تبرزن کہ نائب ہی قاسم سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور ایک تبر تاج الملک کے مارا
تاج الملک نے وہی تبر چھینکر منقار کے مارا تو منقار چکر کھا کے زمین پر گر پڑا یہ ماجرا دیکھکر ملک قاسم کو
غصہ آگیا اور آنکھون مین خون اتر آیا مگر چونکہ شام ہوچکی تھی سب سے کہنے لگے کہ خیر آج تو شام ہوگئی کل انشاء اللہ اس سے
عوض لونگا یہ کہکر قاسم اپنی بارگاہ مین آیا تاج الملک بھی اپنی بارگاہ مین گیا اور دو شیشے گلگون چلنے لگا جب دماغ
بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم نقارۂ رزمی بجنے کا دیا اُسیوقت نقارۂ جنگی پر چوب پڑی ادھر ملک قاسم کو یہ خبر معلوم ہوئی
اُسنے بھی نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا غرض دونون لشکرون مین شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے تاج الملک نے نصف میدان مین آکر نقیب دی قاسم تو منقار کے مرنے سے جلا ہی ہوا تھا
تاج الملک کی آواز سنتے ہی گھوڑا اُٹھاتا ہوا میدان مین آیا اور آتے ہی جو ایک ادھ جلہ ماری تو تاج الملک گرد برد
ہوگیا قاسم سے کہا کہ اگر دعوی بہادری ہے تو لا ضرب شجاعت تاج الملک نے یہ سنتے ہی برچھے کو اُٹھایا اودھر
قاسم نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا بڑے زور و شور سے برچھیتی ہونے لگی غرض ستر طعنون مین ملک قاسم نے نیزہ
تاج الملک کا ہوائی کیا تاج الملک کو غصہ آگیا اور سا بے بر سے گرز لیکر دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے
المدد یا زہرو شاہ باختری کہکر قاسم کی جانب سر کیا قاسم نے گرز کو گرز پر روکا اور تیغ گرد کا بلند ہوا قاسم مع
مرکب اندر گرد کے دریا تاج الملک پکارا کہ تردم و پست گردم حریف ماآب اگر چھلنی لیکر خاک تک چھان ڈالو گے
تو پوست و استخوان کا بھی پتا نہ لگیگا ستارہ تو اسکے ساتھ تھا ہی بس وہ بعجلت تمام اُس تیغ گرد مین در آیا اور

چھاگل سے پانی نکالکر قاسم کے منھ پر چھینٹا دیا اور کہا کہ ای شہریار حریف زیادتی کرتا ہی اگر طاقت حرب وضرب نہو تو میدان
سے چلے جائیے پھر سمجھ لیجیے کہ یہ سنتے ہی قاسم بتقاضائی سپاہ گری سے کہا نہ ہٹ کیا کرتا ہی بچایا تو خداوند عالم نے یہ کہکر
مرکب کو ایڑ لگائی شبرنگ نے ہرو جبین سلیمانی شش برق چمک کر باہر آیا قاسم نے للکار کر کہا کہ او کافر آزاد دی نذر کرا ایست
کردی ہین تو تیر اولین نمفسار ہون یہ کہکر ملک قاسم نے بھی تاج الملک کے ایک گرز مارا تاج الملک نے گرز پر گرز
پر روکا مگر تاج الملک کے مرکب کی ہڈی ٹوٹ گئی اور تاج الملک تیغ گردین در آیا تو عیار نے اسے چھینٹا دیکر اسکو ہوشیار کیا
عیار سے پوچھا کیون حریف کیا کرتا ہی عیار نے کہا کہ حریف خاموش کھڑا ہی تاج الملک نے کہا کہ بچایا تو خداوند
تعالے مگر بل بے تیرا زور ابھی جو قاسم پھر گرز رکھدے تو اٹھ نہین سکتا یہ کہکر مرکب کو اٹھایا مگر مرکب کی کمر ٹوٹ چکی
تھی تو وہ اپنے مقام سے نہ ہٹ سکا آخر کار شبرنگ سے اتر کر اسکو تو وہین چھوڑا اور تلوار کھینچکے تیغ گردے سے باہر آیا اور کہنے لگا
کہ خیر آپ نے میرے مرکب کی کمر توڑ دی ہی مین بھی آپ کے مرکب کی کمر نہ توڑون تو کچھ کام ہی نہ کیا قاسم بات دن شرکر
کہکے کود پڑا اور کودا تو اسطرح کہ آگے آپ اور پیچھے گھوڑا تاج الملک نے یہ دیکھکر ملک قاسم کو ایک تلوار ماری قاسم
نے پیترا بدلکے ضرب اسکی خالی دی اور قبضے مین ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا تاج الملک نے تلوار جلدی سے دوسرے ہاتھ مین لیکر
پھینکدی اور دوڑکے لپٹ گئے کشتی ہونے لگی غرض تین شبانہ روز دونون مین خوب زور آزمائی ہوئی تیسرے
روز قاسم نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے اٹھالیا اور سر سے بلند کرکے ایک چکر جو دیا تو تاج الملک کو یقین مرگ ہوگیا
چلا کر الامان الامان قاسم نے کہا کہ امان بشرط الایمان تاج الملک نے کہا کہ ای شہریار مین ایمان لاتا ہون یہ
سنکر قاسم نے تاج الملک کو زمین پر رکھدیا تاج الملک اُٹھکر قدمون پر گر پڑا قاسم نے کلمہ تعلیم کیا تاج الملک
کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنی فوج کو بھی مسلمان کیا قاسم مع تاج الملک اور کل فوج کے اپنی بارگاہ
مین آیا تاج الملک کو ملک قاسم نے دست راست مین دنگل شوکت پر جگہ دی صحبت عیش تیار ہوئی جام مے گلگون
گردش مین آیا ناچ رنگ شروع ہوا سب کے سب شاد و بشاش ہوئے غرض رات عیش و عشرت مین بسر ہوئی جب
صبح ہوئی تو ملک قاسم مع تاج الملک اور کل فوج کے شہر شمالیہ کی جانب روانہ ہوئے اب ان سب کو
رہگرائے منازل شمالیہ باختر چھوڑیے اور

دو کلمے داستان اعظم صف شکن کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب اعظم صف شکن کو ملک قاسم نے بارگاہ سے نکلوا دیا اور یہ جانب صحرا روانہ ہوا تو چلتے چلتے ایک
صحرا مین جا کر اعظم کے دل مین یہ آیا کہ ای اعظم ایسی زندگی سے تو موت بہتر معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ اب منھ کیسے
دکھلانے کے لائق نہین ہی موت کی تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک درخت سیب مین کمند کی پھانسی لگائی اور اس
درخت پر چڑھکے گلا اپنا حلقہ کمند مین ڈالکے لٹک گیا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا جب سارے جسم کا دم
نکل گیا اور صرف سینے مین سانس باقی رہگئی تو اسوقت یکایک حضرت خضر علیہ السلام اس صحرا مین ظاہر ہوئے
اور بعجلت تمام حلقہ کمند کو کاٹ دیا اعظم بیہوش ہوکے گر پڑا حضرت خضر نے اعظم کے سینے پر ہاتھ رکھدیا تمام
جسم مین جان آگئی اور آنکھ کھلگئی دیکھا کہ ایک مرد بزرگوار سرھانے کھڑے ہوئے ہین اعظم اٹھکے قدمون پر
گر پڑا اور کہنے لگا کہ یا حضرت جب آپ نے مجھکو اس کمند ہلاکت سے نجات دی تو اب آپ ہی یہ بھی فرما دیجیے
کہ اب مین کس طرف جاؤن میرے آقا نے تو مجھکو بارگاہ سے نکالدیا اور وہ مجھسے سخت بیزار ہی یہ سنکر
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جا جہان سے آیا ہی وہین چلا جا اب تیرا آقا تیری بڑی خاطر اور تکریم کریگا یہ سنکر اعظم

نے کہا یا حضرت یہ علامات تو نظر کردہ ہونے کے معلوم ہوتے ہیں یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کہ ہان میں نے تجھکو نظر کردہ کیا ہے
مجھے کوئی پشت بزمین نکر سکیگا مگر حمزہ اور اولاد حمزہ خبردار حمزہ اور اولاد حمزہ سے سرتابی نکرنا کہ انکا حق تعالیٰ ہر حال
اور ہر محال میں شریک و رفیق ہے اور جو کوئی تجھسے پوچھے کہ کسنے تجھے نظر کردہ کیا تو کہدینا کہ مجھکو حضرت خضرؑ نے نظر کردہ کیا ہے
یہ کہکر حضرت خضر غائب ہوگئے اور برقع نور اعظم کی آنکھوں سے ناپدید ہوگیا اب جو اعظم نے اپنے زور کو خیال کیا تو پہلے سے
دو چند اور چار چند پایا امتحاناً کئی درختوں کو کوے میں لیکر زور جو کیا تو جڑ سے اُکھڑ کر پھینکدیے جب تو اعظم فیل پیل مست مرکب
پر سوار ہوکے ایک طرف کو روانہ ہوئے اب جو قلعہ راستے میں ملتا ہے اُسے فتح کرکے اہل قلعہ کو مسلمان کرکے کچھ فوج
ہمراہ لے لیتے ہیں تا اینکہ دس پانچ قلعے سر کرکے شہر فریدون شمشیر پرست میں پہونچے اور بارادہ جنگ بارگاہ
برپا کروائی جب یہ خبر مشتہر ہوئی تو سب افسران فوج اعظم کے پاس آئے اور کہا کہ ای شہریار بادشاہ ہمارا یہان موجود نہیں ہے
یہ سُنکر اعظم نے وہان سے کوچ کرکے شہر مہرانیہ کا محاصرہ کیا جب مہران شاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ فوج و
سپاہ لیکر بارادۂ جنگ باہر آیا رات بھر دونوں لشکروں میں نقارۂ رزمی بجا کیے صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے
صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئیں ادھر سے اعظم صف شکن نکلا اور ادھر سے مہران شاہ آیا لڑائی شروع ہوئی
اعظم لڑتا لڑتا مہران شاہ کے قریب پہونچا مہران شاہ نے تلوار ماری اعظم نے سپر پر لے ضرب اُسکی خالی دی اور
لپک کر زین سے اُٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر دے مارے مہران شاہ نے کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں اعظم نے زمین پر رکھدیا
مہران شاہ کلمہ پڑھکر بخوف جان مسلمان ہوا اور اعظم کو اپنی بارگاہ میں لاکر تخت شوکت پر بٹھایا اب سُنئے کہ یہ تو
یہان قیام پذیر ہیں اور وہان فریدون شمشیر پرست شہر مہرانیہ میں پھرکر و بغرور تمام سے چند در چند اپنے ملک میں
آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ اعظم صف شکن بارادۂ جنگ و پیکار یہان آیا تھا مجھے چونکہ نہ پایا اس لحاظ سے چلا گیا اور
شہر مہرانیہ کو جاکر سر کیا ہے یہ سنتے ہی فریدون اُلٹے پاؤں پھرا اور فوج و لشکر ہمراہ لیکر شہر مہرانیہ کو روانہ ہوا بعد طے
مراحل و قطع منازل جب شہر مہرانیہ میں داخل ہوا تو اُسے معلوم ہوا کہ اعظم صف شکن نے مہران شاہ کو زیر کرلیا اور
وہ شرف اسلام سے بھی مشرف ہوا یہ سُنکر فریدون مع فوج قلعے کے سامنے فروکش ہوا جب یہ خبر اعظم صف شکن
کو معلوم ہوئی تو یہ بھی مع فوج و سپاہ قلعے سے باہر آیا اور مقابل فریدون کے بارگاہ برپا کروائی فریدون نے یہ خبر سُنکر
نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا اور طبل جنگ پر چوٹ پڑنے لگی جب یہ حال اعظم کو معلوم ہوا تو اُسنے بھی اپنے لشکر میں
طبل جنگ بجوادیا غرض رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح کو دونوں فوجیں میدان میں آئیں بعد
آراستگی صفوف جدال وقتال فریدون اپنا مرکب بڑھا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے
اعظم صف شکن برآمد ہوا پہلے نگاہ دو بنی ہوئی چار چار قدم مرکب پیچھے ہٹے غرض بعد گفتگوے بسیار اور رد و بدل
اسلحہ فریدون شمشیر پرست نے نیزہ مارا اعظم نے نیزے کو نیزے پر روکا سنان بر سنان اور زبان بزبان چُبنے لگی
جب سنانیں ناکارہ ہوگئیں تو پہلے فریدون نے نیزے کو پھینکدیا اور اپنے پر سے گرز لیکر اعظم کے سر پر
دو دستی وار کیا اعظم نے گرز کو گرز پر روکا آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی تیغ گرد کا بلند ہوا اعظم تیغ گرد میں غائب ہوگیا
فریدون نے پکار کہا کہ سوم دست کردم حریف را یہ آواز سُنتے ہی اعظم گھوڑے کو چمکا کر سامنے آیا اور پکارا او مردود
کیا بکتا ہے گرا دی و کر اپست کردی میں حریف تیرا تو زندہ و سالم موجود ہوں یہ کہکر اعظم نے ایک گرز فریدون کے
مرکب پر مارا کہ مرکب اُسکا مرگیا فریدون مرکب پر سے کود کر تلوار کھینچ کے جھپٹا اور پکارا کہ تو نے میرے مرکب کو پا کیا
ہم بھی تیرے مرکب کو پا کردونگا یہ سُنتے ہی اعظم گھوڑے سے کود پڑا فریدون نے اعظم کے تلوار ماری اعظم نے

پیترا بدلکے ضرب اُسکی خالی دی اور قبضے پر ہاتھ ڈالکے ایک جھٹکا دیا فریدون نے تلوار تو دوسرے ہاتھ مین لیکر
پھینکدی اور گریبان مین ہاتھ ڈالکے لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی دو روز تک خوب کشتی ہوئی تیسرے روز
اعظم صف شکن فریدون کو لیکر جو چلا تو پاؤن فریدون کا موشخانے مین اٹک گیا اعظم صف شکن نے
جھٹکا دیا فریدون کا پاؤن موشخانے سے نکل تو آیا مگر چہرہ اُسکا متغیر ہو گیا اعظم کی نگاہ جو فریدون پر پڑی کہنے لگا
کیون فریدون کیا حال ہے فریدون نے کہا کہ کچھ نہین آپ اپنا کام کیے جائیے اعظم نے کہا کہ نہین معلوم
ہوتا ہے کہ تیرا پاؤن موشخانے مین اٹک کر لوٹ گیا ہے اب مین تجھ سے ہرگز ہرگز نہ لڑونگا ہر چند فریدون نے کہا کہ
نہین مین صحیح و سالم ہون مگر اعظم نے ہرگز نہ مانا اور زمین سے اُٹھکے کہنے لگا کہ قسم بخدا مین آج تک کسی لنگڑے لولے
سے نہین لڑا جب تم اچھے ہو لوگے تب لڑ لینا الغرض اعظم اپنی بارگاہ مین چلا آیا اور فریدون پالکی مین سوار
ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا اور اُسی وقت شکست بندون کو بلا کر دکھلایا اُنھون نے کہا کہ اے شہریار کولا آپ کا
اُکھڑ گیا ہے فریدون نے کہا کہ خیر جلد بٹھلا دو غرض کولا فریدون کا بٹھایا گیا دوا دارو ہونے لگی اور اعظم جو اپنی
بارگاہ مین آیا تو اُسکے آتے ہی ہمدمے گلگون چلنے لگا ناچ ہونے لگا صحبت عیش مہیا ہوئی تا اینکہ نصف شب قریب ہوئی
اعظم کھانا کھا کر سو رہا سبکے سب اپنی اپنی تنبیا شگاہ کو واپس آئے جب بالا اچھی طرح خالی ہو لیا تو مہران شاہ کو وقت فرصت
غنیمت معلوم ہوا کیونکہ اس کمبخت نے تو ظاہرا بخوف جان ایمان قبول کیا تھا اس موقع کو غنیمت جانکر بارگاہ اعظم کی
پشت پر آکے پردہ خیمے کا کاٹ کر خیمے کے اندر آیا اور اعظم کو سوتا پاکر بیہوشی دے کے راتون رات اُٹھائے ہوئے
منزلیہ مسلسل کرکے شہر شمالیہ باختر کی جانب روانہ ہوا جب صبح ہوئی تو بارگاہ اعظم مین ایک ہُلڑ پڑ گیا کہ کوئی شخص
راتا رات اعظم کو اُٹھا لیگیا جب لوگون نے مہران شاہ کے پاس جانے کا قصد کیا تو ملازمان مہران شاہ نے کہا کہ
مہران شاہ شب ہی کو جانب شہر شمالیہ باختر روانہ ہو گیا وہ یہان کہان بس سب لوگ پہچان گئے کہ شبکو مہران شاہ
ہی اعظم کو بیہوش کرکے لیگیا ہے بارگاہ اعظم مین سبکے سب متالم و متاسف ہوئے کہ افسوس ہم سب کیسے غافل ہو گئے
تھے الغرض جب یہ خبر فریدون شمشیر پرست کو ہوئی تو یہ نہایت ہی غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ قسم خداوند بخشش
کی کہ مین اس کمبخت کو جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر مع فوج و سپاہ تعاقب مین مہران شاہ کے جانب شمالیہ باختر روانہ
ہوا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ سامنے سے ایک گرد نمودار ہوئی اور شاہزادۂ خاور سپاہ تاج الملک وغیرہ
کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوئے فریدون نے آگے بڑھکر استقبال کیا دونون آپس مین بغلگیر ہوئے قاسم نے
فریدون سے کہا کہ فریدون کہان جاتے ہو فریدون نے کہا اے شہریار عالیجاہ مہران شاہ اعظم صف شکن کو
دغا سے جانب شمالیہ باختر کو لیگیا ہے اُسکے تعاقب مین جاتا ہون یہ سنکر قاسم نے کہا کہ اچھا تھوڑی دیر توقف کرو
ہم بھی اُسیطرف چلتے ہین فریدون نے کہا بہتر ہے آپکو اختیار ہے مین آپ کا تابع ہون الغرض قاسم نے وہین بارگاہ
برپا کرائی صحبت عیش و عشرت مہیا ہوئی ملک قاسم اورنگ شوکت پر بیٹھے دست راست مین قیماس خان
اور دست چپ مین فریدون شمشیر پرست متمکن ہوئے رات بھر ہنگامۂ عیش بپا رہا صبح کو ملک قاسم مع
فریدون شمشیر پرست اور تاج الملک اور قیماس خان کے راہی شہر شمالیہ باختر ہوئے جب شہر
شمالیہ باختر کے قریب پہونچ گئے اور یہ خبر عزیز الملک کو ہوئی کہ ملک قاسم مع تاج الملک و فریدون شمشیر پرست
اور قیماس خان کے اسطرف آتا ہے اور تاج الملک ملک قاسم کا مطیع و منقاد ہو گیا ہے اور اس سے زیر ہوکر
دائرہ اسلام مین داخل ہو گیا بس یہ خبر سنتے ہی عزیز الملک بہت پریشان خاطر ہوا اور سیف الملک صف شکن شمالی

سے گویا ہوا کہ اے بھائی تاج الملک قاسم کا مطیع و منقاد ہو گیا اور اُس سے زیر ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا اور اب
قاسم کے ہمراہ بارادۂ جنگ اسطرف آتا ہے تو اے بھائی تم جا کر ملک قاسم کو قتل کرو اور تاج الملک کو سمجھا کر میرے پاس لے آؤ
سیف الملک حکم عزیز الملک سے دو لاکھ سوار ہمراہ لیکر شمالیہ باختر سے کوچ کر کے روانہ ہوا بعد طے مراحل اور قطع
منازل جب قریب لشکر ملک قاسم کے پہونچا ادھر ملک قاسم کو ہرکاروں نے آکر اطلاع دی کہ سیف الملک دو لاکھ
سوار ہمراہ لیے ہوئے آپ سے مقابلے کے لیے آتا ہے قاسم نے کہا کیا خوف ہے خدائے عاجز کش ہست جنگ کی تیاری کرو اور
مقابلہ و مجادلہ پر مستعد ہو جاؤ حکم کے ساتھ ہی تیاری جنگ شروع ہوئی اور ادھر سیف الملک بھی آ پہونچا اور لشکر قاسم
کے برابر بارگاہ برپا کرائی و محفل گستری کر کے بیٹھا اور دور شراب چلنے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو سیف الملک
نے نقارۂ رزمی کے بجنے کا حکم دیا بموجب حکم اُسیوقت طبل جنگی پر چوٹ پڑی اور تیاری جنگ کی ہونے لگی ہرکاروں نے یہ خبر ملک قاسم
کو پہونچائی کہ سیف الملک نے طبل جنگ بجوایا ہے یہ سنکر ملک قاسم نے بھی طبل جنگ بجوا دیا دونوں لشکروں میں
رات بھر جنگ کی تیاری رہی کہ صبح کو لڑائی ہو گی الغرض جب نصف شب سے رات تجاوز ہو گئی تو فریدون شمشیر پرست خدمت
ملک قاسم میں عرض رسا ہوا کہ اے شہریار عالی وقار مجکو ایک عرصۂ بعید اور مدت مدید سے سیف الملک سے مقابلے کا
اشتیاق ہے امیدوار ہوں کہ حضور مجھے سیف الملک سے لڑنے کی اجازت دیں ملک قاسم نے کہا کہ خیر صبح تو ہونے دو
دیکھا جائیگا یہ سنکر تاج الملک بول اُٹھا کہ اے شہریار عالی وقار سیف الملک بھی کسی سے پایہ گری کا نہیں رکھتا وہ بھی بہادران
روزگار میں فرد ہے ملک قاسم نے کہا کہ اے بھائی سچ ہے صبح ہونے دو دیکھا جائیگا الغرض وہ رات تو اسی قیل و قال میں بسر ہوئی
صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکیں تو سیف الملک صف شکن
نے مرکب اپنا آگے بڑھایا اور نصف میدان میں آکر نہیب دی ادھر سے فریدون شمشیر پرست ملک قاسم سے
اجازت لیکر میدان میں آیا دونوں میں تکاورزی ہوئی کوئی چار چار قدم دونوں کے مرکب پیچھے ہٹے الغرض بعد گفتگوے
بسیار سیف الملک نے برچھا اُٹھایا دونوں میں نیزہ بازی ہونے لگی سنان سے سنان اور بنان سے بنان لڑنے لگی
سیکڑوں طعن کی ردو بدل ہوئی دونوں نیزے مثل زلف محبوب کے آپس میں چمٹ گئے تا اینکہ سنانیں اور بنانیں
ناکارہ ہو گئیں دونوں نے برچھے ہاتھوں سے پھینک کر تلواریں میان سے کھینچیں اب وار پر وار ضرب پر ضرب
تلواریں چلنے لگیں سیکڑوں ہی وار کی ردو بدل ہو گئی بس ایک مرتبہ فریدون شمشیر پرست نے موقع پاکر ایک تلوار ایسی
گھوڑے کی گردن پر ماری مرکب سیف الملک پیچھے ہٹ گیا تلوار زمین پر پڑی اور فریدون شمشیر پرست جھک گیا
بس اُسکا جھکنا کہ سیف الملک نے لپک کر ایک ہاتھ مرکب فریدون کی کمر پر مارا کہ گھوڑا فریدون کا مارا گیا
اور زمین پر گرا گھوڑے کے گرتے ہی فریدون مرکب سے کود پڑا اور سیف الملک کے گھوڑے کو مارنا چاہا
یہ دیکھکر سیف الملک گھوڑے سے کود پڑا اور فریدون سے لپٹ گیا دونوں میں کشتی ہونے لگی ایک شب و روز
خوب زور آزمائی ہوا کی دوسرے روز سیف الملک فریدون کو جوت کر لیچلا بیچ میں موشخانہ تھا پانون فریدون کا
اُس موش خانے میں جا رہا سیف الملک نے جھٹکا دیا پانون فریدون کا نکل تو آیا مگر کولا اُسکا اکھڑ گیا
لیکن فریدون کی جرأت کو دیکھیے کہ یہ اُسیطرح لڑتا رہا ایک نظر سیف الملک کی فریدون کے چہرے پر
پڑگئی دیکھا کہ چہرہ فریدون کا سخت متغیر ہے پوچھا کہ کیوں فریدون کیا حال ہے فریدون نے کہا کہ کچھ نہیں
خیریت ہے تم اپنے کام میں مصروف ہو میں اچھا ہوں سیف الملک نے کہا کہ یہ کوئی بات ہی نہیں کہ تجھسا
بہادر یوں متغیر الوان ہو جائے معلوم ہوا کہ پانون تیرا موش خانے میں اٹک کر ضرب کھا گیا ہے جا اب میں

تجھے نہیں لڑونگا قسم ہے خداوند تعالیٰ کی کہ آج تک مین کسی لنگڑے لولے سے نہیں لڑا جب تو اچھا ہو جائیگا تو دیکھا جائیگا تیرا جی چاہیگا تو لڑ لینا یہ کہکر فریدون کو زمین پر رکھدیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کے اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا اور فریدون کو توپ بالکی مین ڈالکر ملک قاسم کی بارگاہ مین سے آئے شکست بند طلب ہوئے کو لافریدون کا اُسیوقت بجھا گیا ملک قاسم کو اس امر سے نہایت صدمہ ہوا کہنے لگا کہ خیر کل دیکھا جائیگا یہ کہکر دنگل شوکت پر آکے متمکن ہوا اور دوشیزگان چلنے لگے ادہر بارگاہ سیف الملک مین بھی سامان عیش مہیا ہوا جام مے گلگون گردش مین آیا جب دماغ باد و نہ سب سے گرم ہوا تو سیف الملک نے نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا بموجب حکم اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی ہونے لگی ہلکاروں نے یہ خبر لشکر قاسم مین پہونچائی اُسطرف بھی طبل جنگ بجنے لگا غرض رات بھر دو جانب نقارہ شترلی بجے اور آلات حرب و ضرب درست ہوا کیے صدا ہوشیار باش بیدار باش کی بلند رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال اُدہر سے سیف الملک نے مرکب بڑھایا اور اُدہر سے ملک قاسم نے شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو مہمیز کیا بڑے شد و مد سے تگاور تلی ہوئی کوئی بیان قدم مرکب سیف الملک کا پیچھے ہٹ گیا اور شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی اُسیطرح اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا یہ دیکھکر سیف الملک بہت متحیر ہوا اور جھنجھلا کر شاہزادۂ خاور سپاہ سے کہنے لگا کہ لائیے ضرب اپنی قاسم نے کہا اے سیف الملک یہ ہمارا دستور نہیں ہے اہل اسلام حریف پر پیشدستی کو جائز نہیں سمجھتے اگر تجھے جنگ منظور ہے تو پہلے تو اپنا وار کر جو خداوند برحق تیرے وار سے ہمین بچائیگا تو پھر ہم بھی وار کر لینگے یہ سنکر سیف الملک نے کہا کہ بہت اچھا ہمین چل کرتے ہین رو کیے تو سہی دیکھین تو آپ کیسے بہادر ہین یہ کہکر سیف الملک نے برچھا اُٹھا کر بڑے ہی زور مین قاسم کے حوالے کیا ملک قاسم نے یا علی ولی کہکر سنان کو سنان پر روکا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون نیزے مثل زلف محبوب کے گتھ گئے سنان پر سنان پڑنے لگی خلاصہ ایک بعد ساٹھ ستر طعنون کے ملک قاسم نے نیزہ سیف الملک کا ہوائی کیا جب تو سیف الملک جھنجھلا گیا اور شمشیر آبدار نیام سے لیکر قاسم کی طرف جھپٹا اور جاتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا یا خداوند لقا کہکر قاسم کے مارا قاسم نے یا علی ولی کہکر سپر اپنے سر پر لے کے ضرب اسکی خالی دی اور تلوار افراسیابی میان سے لیکر سیف الملک کے ماری سیف الملک نے بھی اُس وار کو خالی دیا باہم رد و بدل ہونے لگی جب سیف الملک نے دیکھا کہ اب تلوار سے بھی کام چلتا نہیں معلوم ہوتا تو تلوار کو پھینک کر گرز گاؤ سر کو ارابے سے اُٹھالیا اور پوری قوت سے یا خداوند لقا کہکر دو دستہ وار ملک قاسم پر کیا شاہزادہ خاور سپاہ نے گرز کو گرز پر روکا آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی تیغ گرد کا بلند ہوا ملک قاسم مع مرکب تیغ گرد مین غائب ہو گیا یہ دیکھتے ہی سیف الملک نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم حریف را اب اگر چھلنی لیکر خاک بھی چھانی جائے تو پتا نہ لگے گا یہ آواز جو ملک قاسم کے گوش زد ہوئی مرکب کو مہمیز کر کے دامن گرد سے باہر آیا اور آواز دی کہ او کاذب تو نے کیا ہو کرادی و کیا پست کر دی مین حریف تیرا تو زندہ و سالم موجود ہون یہ کہکر ایک وار دو دستی گرز گاؤ سر کا سیف الملک پر کیا سیف الملک نے گرز کو گرز پر روکا آواز سے تڑاقے کی گردون گردان ہو گیا اور سیف الملک تیغ گرد مین غائب ہو گیا لیکن ملک قاسم خاموش کھڑے رہے عیار سیف الملک کا پانی کی چھاگل لیکر تیغ گرد مین در آیا اور چھاگل سے پانی نکالکر سیف الملک پر چھینٹے دینا شروع کیے جب تیسرے چھینٹے مین سیف الملک کو ہوش آیا تو کہنے لگا کہ ہی یا خداوند لقا نے گرز بل بے تیرا زور اگر کہیں قاسم ایک گرز اور مارے تو میرا پتا بھی نہ لگے یہ کہکر مرکب کو جنبش دیا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا اب جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کمر اسکی ٹوٹ گئی ہے آخرکار تنگ آکر مرکب سے کود پڑا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالکے باہر نکلا دیکھا کہ قاسم مرکب پر سوار کھڑا ہے بس تلوار کھینچ کے یہ کہتا ہوا جھپٹا کہ خیر تم نے میرے مرکب کی کمر توڑی ہے اگر مین بھی تمہارے مرکب کو پیدل نہ کردون تو نام اپنا بدل ڈالون یہ سنکر قاسم ہان ہان کہتا ہوا

اسطرح مرکب سے کودا کہ آگے آپ پیچھے مرکب سیف الملک نے لپک کر جھپٹا کے ایک تلوار قاسم کے ماری قاسم نے
پیترا بدلکے ضرب اسکی خالی دی اور قبضہ پکڑ کے جھٹکا جو دیا تو تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی بس وہ جھلا کر ملک قاسم سے
لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تین روز تک خوب زور آزمائی رہی چوتھے روز قاسم نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سیف الملک کو
اٹھا لیا اور سر سے اونچا کر کے خوب سا چکر دیکر زمین پر دے پٹکا سیف الملک چارون شانے چت زمین پر آیا ملک قاسم
سیف الملک کے گرتے ہی جھٹ اسکے سینے پر جا بیٹھا اور حلقہاے کمند ڈالکر سیف الملک کی مشکین باندھ لین
اور نقارہ ہاے شادی بجواتا ہوا با چشم خندان اپنی بارگاہ کو واپس آیا سامان عیش و عشرت مہیا ہوا تمام افسران فوج او سرداران
سپاہ نے تہنیت فتح کی نذرین گذرانین پیکے سب آ آ کر اپنے ڈنگلون پر مقیم ہوئے ملک قاسم بھی دنگل شوکت پر متمکن
ہوئے دست راست مین قیماس خان دست چپ مین تاج الملک بیٹھے ناچ رنگ شروع ہوا جام مے گلگون
گردش مین آیا جب دماغ بادۂ ناب سے سرگرم ہوا اور دل مطمئن ہوا تو ہشیار و سیف الملک کو لیے ہوئے سامنے
حاضر ہوا ملک قاسم نے سیف الملک سے پوچھا کہ کیون سیف الملک مین نے تجھے کیونکر زیر کیا سیف الملک
نے کہا کہ جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین یہ سنکر ملک قاسم نے فرمایا کہ پھر اب تمکو ہمارا مذہب قبول کرنے مین کیا عذر
و تامل ہے سیف الملک نے کہا اب جبکہ ہم آپ سے زیر ہوگئے اور کوئی بس ہمارا نہ چل سکا تو پھر آپ کی تعمیل ارشاد مین
کیا تامل ہے بیشک آپ کا دین سچا ہے اور آپ حق پر ہین آپ اپنے اصول مذہب تعلیم کیجیے مین سچے دل سے اسلام لاتا ہون
یہ سنکر ملک قاسم نے اصول دین تعلیم کیے اور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا سیف الملک کلمہ طیبہ پڑھکر از سر صدق مسلمان
ہوا اور بعد اسکے اپنی فوج کو طلب کر کے مخاطب ہوا کہ اے بھائیو مین نے مذہب ملک قاسم کا قبول کیا اور دائرہ اسلام
مین داخل ہوا لہذا تم سب کو بھی میری متابعت کرنا چاہیے سبھون نے عرض کیا کہ اے شہریار ہمین تعمیل ارشاد مین کیا
عذر ہے مثل مشہور ہے کہ الناس علے دین ملوکہم یہ سنکر سیف الملک نے سبھون کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اسکے سب کلمہ پڑھ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئے بعد اسکے قاسم نے سیف الملک کو دنگل شوکت پر اپنے برابر جگہ دی ہر طرح
سے اطمینان دلایا جام مے گلگون منگوایا تمام افسران فوج اور سرداران لشکر کو سیف الملک سے بغلگیر کرایا
ناچ رنگ شروع ہوا جب دل مطمئن ہو لیا اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہو تو قاسم کو ملکہ ماہ تاجدار کا خیال آیا
بے اختیار آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر سیف الملک سے پوچھا کہ کیون بھائی تمہین ملکہ ماہ تاجدار کا بھی کچھ حال
معلوم ہے سیف الملک نے کہا کہ جی کیون نہین قاسم نے کہا کہ پھر بھائی بیان کرو ذکر محبوب ہی سنکر دل کو ٹھنڈا
کرلین یہ سنکر سیف الملک نے کل حال ملکہ ماہ تاجدار کا از ابتدا تا انتہا بیان کیا بس یہ حال پر ملال
سنکر ملک قاسم کے دل پر گویا ایک پہاڑ گر پڑا بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل آئے اور رو رو کر جناب باری
مین عرض کیا کہ اے جامع المتفرقین و اے مسکن المضطرین تو ہی امیدوار کی امید ہے مجھے ہر طرح کی توقع ہے خداوندا
سواے تیرے کس سے عرض کرون تو ہی ملکہ ماہ تاجدار کو پھر دکھاے گا ابھی ملک قاسم دعا مین مصروف ہی تھے کہ
یکایک جوڑی ہرکارے کی حاضر ہوئی اور مجرا گاہ پر سے مجرا کر کے بعد دعا و ثنا عرض رسا ہوئی کہ خداوند نعمت مہران شاہ
اعظم صف شکن کو قید کر کے عزیز الملک کے پاس پہونچایا ہے اطلاعاً گذارش ہوا بس یہ سنکر ملک قاسم یارب جلیل
شکر تیرا بجا لا کر تکیہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سبھون سے حکم دیا کہ ہم یہان سے آگے بڑھتے ہین تم سب اپنی
درستی کر کے اسباب و سامان لیکر بہت جلد چلے آؤ یہ کہکر خود بدولت تنہا جانب شمالیہ باختر روانہ ہوئے ادہر یہان بھی سبکے
سب سامان و اسباب کی درستی مین مصروف ہوئے دوسرے ہی روز کل اسباب و سامان درست کر کے وہ لوگ شمالیہ باختر

ہوئے اب انھین تو راہ نورد شمالیہ باختر چھوڑیئے اور

دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے ملاحظہ کیجیے

کہ شاہزادہ بدیع الزمان نامور جو بارگاہ عزیز الملک سے زخمی ہو کر نکلے تو جاتے جاتے ایک صحرا سے پُر فضا مین انکا
گذر ہوا ایک مقام پر ایک چشمۂ آب باصفا اور گیاہ سبز پُر فضا موجود پا کر انکے مرکب نے کچھ توقف کیا پانی پی کر گھاس چرنے لگا
بدیع الزمان تو کئی روز کی گرسنگی سے جان بلب اور بیہوش تھے ہی گھوڑے کے جھکتے ہی یہ بیچارے زمین پر گر پڑے
اتفاقاً اُس صحرا مین سہراب تیغ زن وہان کا بادشاہ شکار کھیلنے آیا ہوا تھا اور مصروف شکار تھا کہ کچھ خادمون نے
جا کر عرض کیا کہ خداوند نعمت ایک جوان حسین نہایت خوشرو بظاہر قطاع الطریق کے ہاتھ سے زخمی مثل شیر مجروح کے
بیہوش پڑا ہے خداوند نعمت وہ جوان قابل دید ہے اگر اچھا ہو جائے اور ملازمت حضور اختیار کرے تو لشکر شاہی
مین یہ جوان ایک ہی نکلیگا یہ سنکر سہراب مرکب اُٹھا کر قریب بدیع الزمان کے آیا اور شکل و شمائل دیکھکر ہزار جان سے
مفتون ہو گیا اور انگشت بدندان ہو کر کہنے لگا کہ افسوس ایسے جوان خوشرو کو کسنے زخمی کیا اور ایسے پہلوان کو کیونکر زیر کیا
یہ کہکر اُسیوقت بدیع الزمان کو اُٹھوا کر اپنے خیمے مین لایا اور جراحان چابکدست کو بلوا کر بدیع الزمان کی زخمونکی
کی مرہم کی پٹیان چڑھوائین ادویۂ معطرہ دماغ پر لگائین اور سنگھائین تا اینکہ بدیع الزمان کو ہوش آیا جب بدیع الزمان
نے آنکھ کھولی تو سہراب نے پوچھا کہ حضور کا اسم اقدس بدیع الزمان نے کہا کہ سید بود اگر سہراب نے پوچھا
یہان آنے کا سبب بدیع الزمان نے کہا حیلۂ تجارت سہراب نے کہا کہ پھر یہ جراحات کہان لگے مال اسباب
کہان گیا بدیع الزمان نے کہا کہ راہ شمالیہ باختر مین کل مال و اسباب میرا قزاقون نے لوٹ کر چار طرف سے مجھے گھیر کر
زخمی کر ڈالا وہ سیکڑون مین تن تنہا کچھ نہ کر سکا یہ سنکر سہراب نے کہا کہ نہین آپکو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی سچ سچ بیان
کیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ اگر سچ ہی سچ پوچھتے ہو تو سچ تو یون ہے کہ مین امیر حمزہ صاحبقران مظہر الرحمن کا بیٹا
بدیع الزمان ہون سہراب نے کہا کہ پھر ہم سب تو لقا پرست ہین آپ بھی لقا پرستی اختیار کیجیے بدیع الزمان نے
کہا کہ اگر تم مجھے زیر کرو تو کیا مضائقہ ہے سہراب نے کہا کہ بہتر آپ اچھے ہو لیجیے تو ہمارے آپکے زور آزمائی ہو جائے
بدیع الزمان نے کہا کہ انشاء اللہ لیکن اگر مین نے تمہین زیر کر لیا تو سہراب نے کہا کہ پھر ہم آپکا مذہب قبول کر لینگے
بدیع الزمان نے کہا کہ بس پھر کیا ہے ہمکو اچھا ہو لینے دو غرض علاج و معالجہ بدیع الزمان کا ہونے لگا بقدرت خدا
کوئی آٹھ ہی روز مین بدیع الزمان کو صحت ہو گئی نوین روز بدیع الزمان نے غسل صحت کیا دسوین روز سہراب اور
بدیع الزمان مین مقابلہ ہوا تین روز کی کشتی کے بعد سہراب کو بدیع الزمان نے چارون شانے چت کرا کے اُسکے
سینے پر مقام کیا اور کہا کہ اب اسلام لانے مین کچھ عذر ہے سہراب نے کہا اب کیا عذر ہے جو کہا ہے وہ کرینگے تا زندہ ہم بندہ ہم
یہ سنکر بدیع الزمان سینے پر سے اُتر آئے اور سہراب کو کلمہ تلقین کیا سہراب مع اپنی فوج و سپاہ و اہل شہر کے کلمہ
پڑھا مسلمان ہوا صدا اے تکبیر کوچہ و بازار سے بلند ہوئی مسجدون کی بنا ڈالی بتکدے کھود ڈالے گئے بارگاہ برپا ہوئی
جشن عیش و عشرت کی تیاری ہوئی اب بدیع الزمان کو تو شہر شہرابیہ مین مقیم چھوڑیئے اور

دو کلمے داستان ملکہ ماہ تاجدار کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب دیو سنجر شہر محرابیہ مین ہاتھ سے اعظم صف شکن کے مارا گیا اور یہ خبر ملکہ ماہ تاجدار کو معلوم ہوئی تو یہ بیچاری
نہایت حیران و پریشان ہوئی اور سخت متفکر ہوئی کہ اب کیا کرون کیونکہ اتنے دن تو اس انتظار مین کٹ گئے کہ شاید دیو
بلعت دیو سنجر ہی آ جائیگا تو یہ تنہائی اور بیکسی تو جاتی رہیگی اسلیے کہ دیو سنجر اسے ہاں سلیمانی مین چھوڑ کر شہر محرابیہ کو آیا

چلا گیا تھا اور کہہ گیا تھا کہ خبردار ملکہ یہان سے کہین نہ جانا ورنہ جب مین پھر آؤنگا تو بہت بری طرح پیش آؤنگا۔ اب جب اُسکے آنے سے بھی یاس ہوئی تو بیچاری زار زار مین بار بار کے رونے لگی اور کہتی تھی کہ اے اب مین کدھر جاؤن وہ کمبخت دیو بھی مرڈالا گیا کاش وہی کمبخت جیتا ہوتا پھر تو مین اُس سے روٹھتی بگڑتی منت و عاجزی کرتی منتین کرتی تو مجھے قاسم کے پاس پہونچا دے وہ اگر نہ بھی پہونچاتا تو اتنا تو میری خاطر سے ضرور کرتا کہ کسی نہ کسی طرح مجھے ایک نظر دکھلا تو دیتا اے اب تو کوئی سہارا نہ رہا یا رب خدایا اب یہ مصیبت اپنی مین کس سے کہون اور کہان اپنا سین پیدا کرون بیت دن کٹا فریاد مین رات آہ و زاری مین کٹی ٭ عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی ٭ خداوندا اس زندگی سے تو اب موت بہتر معلوم ہوتی ہے الٰہی مین اب ملک الموت کو جلد حکم کر کہ وہ آکر اس کنیز بے تمیز کی قبض روح کرین کہ مین اس دنیا کے بکھیڑے سے اور اس آٹھون پہر کی سوزش قلب سے نجات پاؤن ایسے دکھ درد مین جینا بیفائدہ اور لاحاصل ہے یہ فقرات یاس کہتی تھی اور اُسی کوہ سلیمانی پر کھڑی ہوئی رو رہی تھی کہ ناگاہ ایک سوداگر جلیل القدر اپنا جہاز لیے ہوئے اُسی دریا سے جا رہا تھا کہ جو اس پہاڑ کے نیچے بہ رہا تھا ملکہ کی بیقراری اور نالہ و زاری سنکر اس سوداگر نے لنگر جہاز کا ڈالدیا اور اپنے جہاز سے اُتر کے اُس پہاڑ پر آیا ملکہ کے حسن و جمال کو دیکھکر ہزار جان سے مفتون ہوگیا اور ملکہ کے حال کا مستفسر ہوا ملکہ نے کل کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کر کے اُس سوداگر سے کہا کہ اے سوداگر اگر تو میرے محبوب اور میرے وارث ملک قاسم تک مجھے پہونچا دیگا تو مین تیری بڑی ممنون ہونگی اور قاسم تیرے ساتھ بہت کچھ سلوک نیک کریگا اور زر و جواہر سے تجھے مالا مال کر دیگا یہ سنکر سوداگر نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے آپ چلکر میرے جہاز پر بیٹھ لیجیے انشاء اللہ مین آپ کو ملک قاسم تک پہونچا دونگا یہ کہکر ملکہ کو اُس پہاڑ سے اُتار کر اپنے جہاز پر لایا اور نہایت تزک و احتشام اور عزت و احترام سے بٹھا کر لیچلا تھوڑی ہی راہ طے کرنے پایا تھا کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور ملکہ کو اُٹھا لیگیا اس سانحے سے وہ تاجر نہایت متالم ہوا اور دست تاسف ملتا ہوا وہان سے روانہ ہوا جب بعد چند روز کے پھرتا پھرتا داخل شہر سہرابیہ ہوا اور حسب دستور بارگاہ شاہی مین پہونچا تو حسب اتفاق اُس وقت بدیع الزمان بھی بیٹھے ہوئے تھے یہ تاجر صف تجار مین بیٹھ گیا اور بعد ادائے رسوم خدمت اسباب تجارت پیشکش کیا مگر حال اس سوداگر کا یہ ہے کہ اسباب تجارت دکھاتا جاتا ہے اور خیال ملکہ مین آہ سرد بھرتا جاتا ہے جب بدیع الزمان نے یہ رنگ دیکھا کہ یہ تاجر جب سے آیا ہے برابر آہ سرد کھینچ رہا ہے تو بدیع الزمان نے پوچھا کہ ارے بھائی مال و اسباب پیچھے دکھانا پہلے یہ تو بتا کہ تو آہ سرد بار بار کیون بھر رہا ہے یہ سنکر سوداگر گویا ہوا کہ بیت مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ٭ اے شہریار عالی وقار یہ حال پر ملال اظہار کی قابلیت نہین رکھتا بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا کچھ تو بیان کر تب تو سوداگر بولا کہ اے شہریار گستاخی معاف آپ تو مجھے اس جگہ کے باشندے نہین معلوم ہوتے یہ بتلائیے کہ آپ ملک قاسم تو نہین ہین بدیع الزمان نے کہا کہ ملک قاسم سے کیا کام ہے یہ سنکر سوداگر نے کل قصہ ملکہ کا بیان کیا بس یہ سنتے ہی بدیع الزمان کے چہرے پر خوشی کے مارے سُرخی آگئی اور کہنے لگے کہ اے تاجر خوش آمدی و صفا آوردی ہم تو مدت سے اسی فکر مین تھے مین بدیع الزمان ہون اور قاسم میرا بھتیجا ہے یہ کہکر خدا حافظ و ناصر کہکے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مرکب پر سوار ہو کے طرف باغ سلیمانی کے روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا کیا دیکھتے ہین کہ ایک ہرن بہت تیز رفتاری سے چوکڑیان بھرتا چلا جاتا ہے بدیع الزمان نے ایک تیر اُسکی پیشانی پر ایسا تاک کے مارا کہ وہ ہرن گر پڑا اب جو قریب جا کر دیکھتے ہین تو دیکھا کہ ایک اور تیر اُسکی پشت پر لگا ہوا ہے بدیع الزمان سمجھے کہ کسی اور نے بھی اسکے تیر مارا ہے غرض شاہزادہ اس ہرن کو ذبح کرنے مین مشغول تھا کہ ایک گرد سامنے سے نمودار ہوئی جب وہ گرد شق ہوا تو دفعتاً ایک سوار

بگشت گھوڑا دوڑاتا ہوا اور پیچھے پیچھے آسکے اور چند سوار بھی آشکار ہوئے اُس سوار نے جو بدیع الزمان کو دیکھا کہنے لگا کہ
اے شخص تو نے میرے صید کو کیون صید کیا شاہزادے نے فرمایا معاف فرمائیے مین لاعلم تھا ۔ یہ صید حاضر ہے
یہ حال دیکھکر اُس سوار نے کہا کہ تم مجھے جانتے بھی ہو کہ مین کون شخص ہون آگاہ ہو کہ میرا نام منقوچ دیو وش ہے اگر اس
صید کو اپنے کاندھے پر اُٹھا کے میری قیامگاہ تک لیجاؤ گے تو خیر ورنہ ایک ایسا ہاتھ صید کرونگا کہ ہمین گرد برد ہو جاؤ گے
یہ سنکر شاہزادے کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اگر دعوی بہادری ہو تو مقابلہ کر یہ بھبکیان کیسی یہ سنکر اُسنے شاہزادے کے
تلوار ماری شاہزادے نے دستانہ مار کے تلوار دور جا گری اور بدیع الزمان نے کمر زنجیر مین اُسکے ہاتھ ڈالکر قاش زین سے
اُٹھا لیا اور چاہتے تھے کہ زمین پر دے پٹکین کہ اُسنے نہایت لجاجت سے کہا کہ اے شہریار الامان بدیع الزمان نے فرمایا کہ بشرط
ایمان اُسنے کہا کہ جو آپ کا ایمان قبول کرے وہ کیا کہے بدیع الزمان نے اُسے زمین پر رکھ دیا کلمہ تعلیم کیا منقوچ اُسوقت
مع چالیس ہزار فوج کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ اے شہریار میرے ملک کے قریب تمتن بجکلاہ ایک بادشاہ
صاحب ملک ہے وہ مجھسے بھی ہر سال خراج لیتا ہے اور دیگر بندگان خدا پر بھی ظلم کیا کرتا ہے جوالہ جادو نام ایک ساحرہ اسپر
عاشق ہوا اور ہر چند طالب وصل ہوتی ہے مگر وہ قبول نہین کرتا ایک روز باغ سلیمانی سے وہ ساحرہ ایک حسین و نازنین
ملکہ ماہ تاجدار نامے ایک عورت کو اُٹھا لائی وہ مردود اس عورت کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور اس ساحرہ
سے بے اعتنائی کرکے اس ملکہ سے طالب وصل ہوا یہ دیکھکر جوالہ تو خفا ہو کر چلی گئی اور یہ مردود اُسے اپنی خلوتگاہ مین لایا
بس وہ نیکبخت ہیرے کی انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر چبا گئی اور اس ذلت و ننگ کے بدلے اپنی جان دیدی یہ سنتے ہی
بدیع الزمان نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور مع منقوچ اسیطرف کو روانہ ہوئے بعد طے مراحل رہ وہ اسوقت پہونچے
کہ لاش اُٹھنے کی تدبیر ہو رہی تھی اور لکڑیون کا انبار لاش جلانے کے لیے تجویز ہو رہا تھا شاہزادے نے
پہونچتے ہی ممانعت کی کہ خبردار لاش کو ملکہ کی کوئی جلانے نہ پائے تمتن نے کہا کہ آپ کون ہین اور آپ کو اس سے
کیا غرض ہے شاہزادے نے کہا کہ تجھے معلوم بھی ہے کہ ملکہ کون تھی ارے یہ ملکہ ہمارے بھتیجے ملک قاسم کی محبوبہ تھی جو
تیرے دست ظلم سے ہلاک ہوگئی یہ سنکر تمتن کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ ابھی اس جوان کو مار ڈالو یہ حکم دیتے ہی تمام فوج یکبارگی
بدیع الزمان پر ٹوٹ پڑی اور چاروں طرف سے تلوار برسنے لگی لیکن بدیع الزمان بھی شمشیر آبدار کھینچ کے فوج مین
در آئے اور ہزاروں کے وارے نیارے کر دیے جب تمتن نے دیکھا کہ اب فوج کے پاؤں اکھڑے جاتے ہین تو یہ
خود بنفس نفیس آگے بڑھکے مقابل بدیع الزمان ہوا اور ایک ضرب شمشیر آبدار کی بدیع الزمان کے لگائی
بدیع الزمان نے ضرب اُسکی خالی دیکر ڈھال سی چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکے قاش زین سے اُٹھا لیا اور
بالائے سر چرخ دیکر زمین پر پٹکنے چاہتے تھے کہ اُسنے شور الامان الامان بلند کیا بدیع الزمان نے کہا کہ بشرط
ایمان تمتن نے کہا کہ مین نے دین آپ کا قبول کیا بدیع الزمان نے اُسے زمین پر رکھدیا اور کلمہ طیبہ
تعلیم کیا تمتن مع کل فوج کے مسلمان ہوا اور لاش ملکہ کی بطریق اہل اسلام بڑے تزک و احتشام سے اُٹھوائی
جب لاش ملکہ کی اُٹھا کر لیچلے تو بدیع الزمان کی یہ حالت تھی کہ برابر روتے جاتے تھے اور تمتن کی تو یہ کیفیت
تھی کہ غش پر غش آتے تھے کہ اس اثنا مین ایک خواص بدیع الزمان کے سامنے آئی اور بعد تسلیم عرض پیرا ہوئی
کہ اے شہریار عالی وقار ملکہ نے قبل انتقال کے یہ رقعہ مجکو لکھکر دیدیا تھا اور کہدیا تھا کہ اگر اتفاقاً ملک قاسم
کبھی اس شہر مین ہمارے تلاش کو آئین تو تیری رسائی بھی وہان تک ہو جائے تو اس رقعے کو ملک قاسم کے
پاس لیجانا اور کہنا کہ اے قاسم ملکہ نے تو تمہارے فراق مین اپنی جان دیدی اور تم اب پہونچے کہ جب وہ نہین

بھی ہو چکی خیر مثل اب پچھتائے کیا ہوت ہی جب چڑیاں چگ گئیں کھیت ۔ مگر یہ رقعہ تمہیں لکھکر دیئے گئی ہین تو اے شہریار معلوم
نہیں کہ قاسم یہان ہین یا نہ آئین اور آئین بھی تو معلوم نہیں کہ کب آئین مین آپ کو امین و معتمد جانکر عرض رسا ہون
کہ جب آپ سے قاسم سے ملاقات ہوجائے تو یہ رقعہ انہیں دیدیجیے گا بدیع الزمان نے اُس رقعے کو لے لیا
اور جب وہ چلی گئی تو اُسے کھولکر پڑھا مگر کیا حالت تھی اُس رقعے کی کہ جابجا آنسو ٹپکے ہوئے حرف مٹے ہوئے مِن و عن
جو حرف صاف ہین اُنکی بھی یہ کیفیت ہی کہ معلوم ہوتا ہی کسی نے کانپتے ہاتھون سے لکھا ہی یہ حال زار اُس رقعے کا دیکھکر
پہلے تو بدیع الزمان خوب سا روئے بعد اُسکے جب مضمون پر نگاہ کی تو لکھا تھا کہ ای یار جانی و دوست جاودانی
افسوس کہ ہم تمہاری آتش فراق سے جلتے جلتے جان بحق تسلیم ہوگئے اور ہائے افسوس تمہارے دیدار سے آنکھین
خنک نہ ہوئین اے ای قاسم آرزو تو یہ تھی کہ شعر تمہین آر ۔ والحدمین تمہین پڑھو تلقین ٭ بجی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے
مگر کیا کرین کہ مقدر مین ہمارے یون نہین لکھا تھا کہ ہم کفن بھی تمہارے ہاتھ سے ۔ پائین خیر شعر ہم تو دنیا سے پیچھے
تسے کے جاتے ہین ٭ فاتحہ سے نہ فراموش ہمین کرجانا ٭ والسلام خیر ختام بس یہ مضمون دیکھتے ہی بدیع الزمان
اور بھوٹ پھوٹ اور ڈاڑھین مار مار کر رونے لگے الغرض بعد دفن و کفن کے قبر تیار کر کے بدیع الزمان نے
جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ قبر پر جابجا دراڑین پڑ گئین ہین اور بعض بعض مقام سے قبر شق بھی ہوگئی ہی اُسوقت بدیع الزمان
نے خود اپنے ہاتھ سے یہ شعر لوح قبر پر تحریر فرمایا شعر شق جابجا سے آہ جو سب یہ مزار ہی ٭ دفن اسمین اے ہاے
دل بیقرار ہی ٭ القصہ بعد سوم و فاتحہ خوانی بدیع الزمان نے مع مفتوح دیوکش شہر امیہ کا راستہ لیا اور
چند روز وہان سیکر شہر شمالیہ باختر کی طرف راہی ہوا

چند کلمے داستان ملک قاسم کے ملاحظہ فرمایئے

کہ جب قاسم قریب شہر شمالیہ کے پہونچے اور خبر عزیز الملک کو معلوم ہوئی کہ سیف الملک بھی قاسم سے زیر ہو کر
مسلمان ہوگیا اور اُسکا تابع ہوگیا اب قاسم مع سیف الملک اور تاج الملک وغیرہ کے اسطرف آتا ہی یہ
خبر سنکر عزیز الملک سات لاکھ سپاہ اپنے ہمراہ لیکر قاسم کے مقابلے کو نکلا اور مقابل قاسم آکر بارگاہ برپا کروا کے
طبل جنگ بجوایا ملک قاسم نے بھی یہ خبر سنکر طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری جنگ رہی دونون جانب ہمدلسے بیدار باش
اور ہوشیار باش بلند رہی اتفاقاً اُسی شب کو شاہزادہ بدیع الزمان بھی قریب پہونچ گئے اور عزیز الملک
اور قاسم کے مقابلے کی خبر سنکر وہین سے صورت اپنی تبدیل کر کے اور اقابدار گلگون پوش بنکر جلد جلد راہ طے کرتے ہوئے
چلے قریب صبح بدیع الزمان بھی پہونچ گئے اور یہان کا حال سُنئے کہ بعد ادائے فریضہ سحری ملک قاسم میدان
مین آئے اور اُدھر سے عزیز الملک نے فوج لیکر میدان مین مرکب کو جولان کیا ابھی جنگ آغاز نہ ہونے پائی تھی کہ یکایک
از دامن بیابان گرد سے برخاست جب دامن گرد کا شق ہوا تو دیکھا کہ ایک تیس ہزار علم نصرت شیم نمودار ہوئے اور
فوج کثیر آشکارا ہوئی اور پیچھے پیچھے اُس فوج کے نقاب رنگگون پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار پس پشت
اُسکے پانچ لاکھ سوار جرار چلے آتے ہین اور آتے آتے اُس فوج نے ایک جانب اُس صحرا مین قیام کیا اس عرصے
مین عزیز الملک نے میدان مین آکر چند ہاتھ نیزے کے ہلانے اور بعد اُسکے مبارزطلبی کی اُسوقت تاج الملک
نے عزیز الملک سے مقابلے کا قصد کیا عزیز الملک نے تاج الملک کا یہ ارادہ دیکھکر آواز دی کہ ای فرزند
تم مجھسے کیا مقابلہ کروگے البتہ جو تمہارا اغوی ہوا ہی تمکو تمہارے دین قدیم سے پھیر کر مسلمان کیا اگر وہ نکلے تو کیا مضائقہ
یہ بات سنکر ملک قاسم کو غیظ آگیا اور مرکب کو جولان دے کے مقابلہ کیا پہلے بڑے جوش و خروش سے للکار [illegible]

ہوئی تین قدم ملک قاسم کا مرکب پیچھے ہٹا اور چھ قدم عزیز الملک کا مرکب پیچھے ہٹا بعدہٗ عزیز الملک نے کہا کہ
اے قاسم اگر میرا مرکب چھ قدم آگے ہٹ گیا تو اسپر ناز نہ کر ہٹ گیا تو ہٹ جانے دے اگر دعوی شجاعت ہے تو لا ضرب شجاعت
کی قاسم نے کہا کہ اے عزیز الملک پیشدستی ہمارا دستور نہیں ہے ورنہ بیخ کفر دنیا بھر سے اُکھاڑ کر پھینک دیتے گو یا کریں کرم
صاحبقران زمین ہے اور یہ تمہاری نیزہ بازی تو ہماری دیکھی بھالی ہے یہ سنکر عزیز الملک نے نیزہ اُٹھایا اور قاسم کے
سینے پر مارا قاسم نے بھی اُسکا جواب دیا گئی نیزہ بازی ہونے لگی شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر + تو گویا کہ جھپٹے دو نرہ
شیر + غرض بعد نیزہ و سو طعن کے جب کوئی عاجز نہ ہوا تو نقابدار نے ہنسکر اپنے ایک سردار سے کہا کہ واہ قاسم
نیزہ بازی کی تو بڑی دھوم تھی مگر آج دیکھ لیا بس یہ سنکر قاسم کو غیظ آگیا اور ایک ہی طعن جو ماری تو نیزہ اُسکا شق ہو
عاشقان آسمان پر جا پہونچا صدائے آفرین و تحسین لشکر سے بلند ہوئی اُسوقت نقابدار کو قاسم نے آواز دی کہ اے نقابدار ہماری
نیزہ بازی تمنے دیکھی کہ کیونکر نیزہ عزیز الملک کا ہوائی کر دیا یہ سنکر عزیز الملک نے آواز دی کہ اگرچہ نیزہ میرے ہاتھ
سے نکل گیا مگر میں کسیطرح تجھسے دبنے والا نہیں ہوں بھلا اب تو میری ضرب گرز روک دیکھوں تو تو کیسا بہادر ہے یہ کہکر بڑے
جوش و خروش سے قاسم پر دو دستی گرز کا وار کیا قاسم نے گرز کو گرز پر روکا آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی قاسم مع مرکب
تحت گردن غائب ہو گیا یہ دیکھکر عزیز الملک نے آواز دی کہ زدم و پست کردم حریف را یہ سنکر ستیارہ تحت گردن میں ڈوبا
اور چھ گل سے پانی نکالکر قاسم کے منہ پر چھینٹے دیے جب قاسم کی آنکھ کھلی تو ستیارہ نے کہا کہ اے شہریار حریف زیادتی
کرتا ہے یہ سنکر قاسم نے گھوڑے کو ایڑ دی مرکب طبقہ زمین کا لیکر باہر آیا قاسم نے آواز دی کہ [illegible]
میں تو زندہ و سالم موجود ہوں بھلا میری ضرب کو تو روک یہ کہکر قاسم نے بھی گرز مارا عزیز الملک تحت گردن چھپ گیا
قاسم گرز مار کے خاموش کھڑے رہے عیار عزیز الملک تحت گردن در آیا اور عزیز الملک کو کئی آوازیں دیں جب
عزیز الملک نے آنکھ کھولی تو عیار نے پوچھا کیا حال ہے عزیز الملک نے کہا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ساتوں آسمان مجھپر
ٹوٹ پڑے یہ کہکر عزیز الملک نے مرکب کو ایڑ دی لیکن وہ مرکب مطلق نہ ہلا مرکب گل ہو گیا عیار نے کہا کہ اب وقت
تاخیر کا نہیں مرکب رانوں تک زمین میں گڑ گیا کام اُسکا تمام ہو چکا نکلنا اسکا دشوار ہے یہ سنکر عزیز الملک مرکب سے کود کر تیغہ
کھینچتے آیا اور قاسم سے بولا کہ تمنے میرے مرکب کا خون کیا میں بھی تمہارے گھوڑے کو ذبح کرونگا یہ کہکر جھپٹا ہی تھا کہ قاسم مرکب
سے کود پڑے اور ہاں ہاں کرتے ہوئے دوڑے اتفاقاً زمین وہاں کی پول تھی پاؤں قاسم کا گڑھے میں جا پڑا
تلوار عزیز الملک کی قاسم کے سر پر پڑی کتارہ وار ہو آئی قاسم نے دست نما تلوار تو سر سے نکل گئی مگر زخم آیا
عزیز الملک چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے دفعتہً قیماس خان بیچ میں آگئے اور عزیز الملک کی تلوار کو روکی
خود تلوار لگائی بس یہ دیکھتے ہی لشکر مخالف بھی آپڑا اور لشکر قاسم کے بھی لوگ آپڑے تلوار چلنے لگی قاسم بھی
شمشیر مجروح کے حملہ آور تھے اور نقابدار یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ یکایک فرتیہ کوک عقرب چشم پانچ لاکھ سوار
جرار سے آپہونچا اور لشکر قاسم پر حملہ آور ہوا یہ دیکھکر نقابدار کو تاب نہ رہی اور مع کل فوج کے فرتیہ کوک پر
جا پڑا اور آن واحد میں ہزاروں کے وارے نیارے کر دیے کہ قدم فوج کے اُٹھنے لگے یہ ماجرا عزیز الملک نے دیکھکر
بجوائے تمام طبل امان بجوادیا سب لشکر الگ الگ ہو گئے شاہزادہ قاسم اپنی بارگاہ میں آئے نقابدار اپنے خیمے میں
جا گزیں ہوا اور عزیز الملک مع فرتیہ کوک کے اپنے خیمے میں مقیم ہوا اور ہر ایک نے اپنے اپنے لشکر کے کشتوں کو
بطریق خود دفن و کفن کیا غرض عزیز الملک نے فرتیہ کوک سے پوچھا کہ تم اسطرف کیونکر چلے آئے اور تمہیں ہمارا
مقابلے کی اطلاع کیونکر ہوئی فرتیہ کوک نے کہا کہ لشکر امیر کا برابر قبیل خداوند کے آگیا ہے لڑائیاں ہو رہی ہیں

ہنگامۂ عظیم برپا ہو لہذا میرے نام خط خداوند کا بمضمون طلب صادر ہوا خط کے پہونچتے ہی مین نے کوچ کر دیا اور مین نے مجھے اس
جنگ کی خبر پہنچی تھی یہ سوچا کہ جب تک تو ہون مین لاؤ استرف بھی ہوتا جاؤن یہ سنکر عزیز الملک نے فرتیہ کوک کی بڑی تعظیم و
تواضع کی دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا اور دوسرے دن فرتیہ کوک کو رخصت کیا غرض فرتیہ کوک تو [illegible]
رخصت ہوا اور یہان عزیز الملک نے پھر طبل جنگ کا حکم دیا ادھر لشکر عزیز الملک مین طبل جنگ بجا اور ادھر لشکر
قاسم اور لشکر نقابدار مین آواز نقارۂ رزمی کی بلند ہوئی وہ دن اور رات تو تیاری جنگ مین بسر ہوئی صداے ہوشیار باش
اور بیدار باش ہر سو جانب بلند ہی خدا خدا کرکے جب رات تمام ہوئی اور صحبت سیارات آسمان پر درہم برہم ہوئی تو چراغ
ظلمت مہر سے آنکھ چھپا کر دامن فلک مین پوشیدہ ہوا سفیدۂ سحری آغاز جلوہ گر ہوا ایک خدا پرست مستعد نماز ہوا نسیم
عنبر شمیم باغ جنت النعیم سے آنے لگی دم سے صبا بالاے فلک جانے لگی مرغان چمن نغمہ زن ہوئے اور سب نمازی بعد
نماز مصافحہ و معانقہ کرکے باہم خندہ زن ہوئے اور ایک سے ایک کہنے لگا کہ دیکھین آج جام شہادت پی کر عروس اجل
سے کون ہمکنار ہوتا ہے اور کون مظفر و منصور میدان سے مراجعت کرتا ہے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک لشکر
عزیز الملک سے آواز طبل جنگی کی بلند ہوئی سبھون نے تیاری کر دی ایک طرف سے ملک قاسم اپنے زخم پہنچا [illegible]
کی بدولت [illegible] فریدون شمشیر پرست میدان مین آئے اور ایک جانب سے نقابدار گلگون پوشش مع کل
فوج [illegible] عزیز الملک میدان مین آیا اور لشکر نقابدار کی طرف منہ کرکے نعرہ زن ہوا کہ او
نقابدار اگر دعوی شجاعت ہو تو آگے بڑھ [illegible] یہ سنکر نقابدار نے مرکب کو مہمیز کیا دونون جوان
باہم نگاور [illegible] ہوئے تین قدم نقابدار کا مرکب ہٹا اور سات قدم عزیز الملک کا مرکب پیچھے ہٹا بس عزیز الملک
غیظ مین [illegible] آگے بڑھا اور گرز اٹھا کر نقابدار پر حملہ آور ہوا نقابدار نے بھی مرکب کو آگے بڑھایا جیسے ہی گرز
[illegible] نقابدار نے ہاتھ بلند کرکے گرز کو پکڑ لیا اور وہی گرز چھین کر عزیز الملک پر چلایا عزیز الملک نے
[illegible] سر پر پڑا کر سر گھوڑے کا پاش پاش ہو گیا عزیز الملک مرکب پر سے کودنے لگا پاؤن
رکاب مین الجھ [illegible] اور گھوڑا نقابدار نے ایک کر ایک تلوار اور گھوڑے کی پیٹھ پر رسید کی کہ [illegible] پشت
سے اترا [illegible] عزیز الملک [illegible] بدن پر جا [illegible] لوگ عزیز الملک کے دوڑ پڑے اور اسے اٹھا لیگئے یہ دیکھکر قاسم
دیا ہوا [illegible] نقابدار کے ہاتھ سے عزیز الملک خوب ہی بچا ورنہ اسنے تو مار ہی لیا تھا فریدون شمشیر پرست
[illegible] علم ہو کو مین جا کر اس نقابدار کو باندھ لاؤن یہ کہکر فریدون نے گھوڑا اٹھایا اور نقابدار کے سامنے آکر
آواز [illegible] مقابلہ [illegible] نقابدار نے بھی مرکب کو مہمیز کیا اور دونون نگاور زن ہوئے کوئی
چار قدم [illegible] فریدون کا اور کوئی تین قدم مرکب نقابدار [illegible] ہٹا القصہ بعد نگاورزنی کے نیزہ بازی شروع ہوئی
[illegible] نقابدار نے نیزہ فریدون کا [illegible] فریدون [illegible] قبضۂ شمشیر [illegible] یا خداوند شمشیر کھینچکر ایک وار
نقابدار کے لگایا جب تلوار سر نقابدار کے قریب آئی نقابدار نے ایک دست [illegible] اس زور سے مارا کہ تلوار فریدون کے ہاتھ
چھوٹ کر دور جا پڑی فریدون نے لپک کر [illegible] ہاتھ ڈالا نقابدار بھی دست گریبان ہوا اور [illegible] ہونے لگے القصہ
زور آزمائی ہوتے ہوتے دونون مرکبون پر سے کود پڑے اور کشتی ہونے لگی تین روز تک خوب ہی کشتی رہی چوتھے روز
فریدون خبردار خبردار کہکے نقابدار کی بغلون مین ہاتھ ڈالکر [illegible] بالاے لیجا تین قدم پر جا کے نقابدار کا گھٹنا
زمین سے لگ گیا بس تڑپ کر نقابدار نے اپنے ہاتھ کو ڈال لیے اور فریدون کی بغلون مین ہاتھ دے کے کھینچا چھ قدم
جاکے فریدون کا گھٹنا زمین سے [illegible]

دو ورقے داستان جانا قماس خان خاوری کا مع سیارہ بن عمرو و جملہ لشکر کے خدمت امیر حمزہ صاحبقران عالیشان میں ملاحظہ فرمائیے

کہ جب نقد بدار پلنگینہ پوش قاسم کو اٹھا لیگیا تو قماس خان وغیرہ پر قیام اُس مقام کا بہت شاق گذرا اور بیچارے سب بحال تباہ خدمت امیر با توقیر میں روانہ ہوئے جب طے منازل اور قطع مراحل کے بعد خدمت امیر میں پہونچکر شرف قدمبوسی سے مشرف ہوئے تو سارا احال گذشتہ بیان کیا اور عرض کی کہ حضور اب کوئی تدبیر معقول غور فرمائیے امیر نے اُسیوقت جام کلاہ عفریت بارگاہ میں رکھوا دیا اور آواز دی کہ کون ایسا بہادر ہے جو جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو اُس قید ستم سے چھڑا لائے بس ابھی یہ کلام امیر عالی مقام تمام بھی نہ ہوا تھا کہ مالک اژدر غلام نبی جاکر جیدر اپنے پلنگ سے اٹھے اور آگے بڑھکر اُس جام کو نوش جان کیا اور کہا کہ اب تو حضور میں یہ بات ثابت ہو چکی [illegible] اور امیر کو مجرا کرکے ایک [illegible] سی [illegible] اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب مالک اژدر روانہ ہو چکے تو عمرو نے امیر سے عرض کی کہ ہرچند مالک اژدر نہایت مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہے مگر حضور کا عزیمت فرمانا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے یہ سنکر امیر نے اُسیوقت پہلوان عادی کو طلب کیا اور پیش خیمہ روانہ کرنے کا حکم صادر فرمایا اُسیوقت پہلوان عادی نے پیش خیمہ سلطانی شتر پر بار کرا کے شمالیہ باختر کی راہ لی بعد اسکے امیر با توقیر نے بھی مع فوج جانب شمالیہ باختر عنان عزیمت کو منعطف فرمایا اب انکو تو راہ میں چھوڑ دیجئے اور

دو ورقے داستان حال قاسم اور بدیع الزمان ملاحظہ فرمائیے

کہ جب نقد بدار پلنگینہ پوش کو اٹھا لیگیا اور بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک باغ روح افزا میں یہ دونوں لیٹے ہوئے ہیں سمجھے کہ کار [illegible] معلوم ہوتا ہے غرض قاسم نے [illegible] چہرے کی نقاب الٹ دی اب جو غور سے دیکھتے ہیں تو حضرت بدیع الزمان عالیشان تشریف رکھتے ہیں متعجب ہو کر کہنے لگے کہ واہ عمو جان واہ ماشاءاللہ کس ترکیب سے آپ نے یہ مقابلہ کیا ہوگا یاشی کی آنکھ بچا کر کھیلا آپ نے فریدون شمشیر پرست کو بس حیلہ گری سے زیر کیا ورنہ وہ بھی ایک میرا مددگار ہوتا بدیع الزمان نے کہا کہ تو دیکھ ہوا وہ ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ تمھاری ہماری دونوں کی گرفتاری ہوگئی ایک نقد بدار نے دونوں کو باندھ لیا ہے [illegible] اتنے میں قاسم جو اپنی قوت کو خیال کرتے ہیں تو مثل پشہ ہی کے پاتے ہیں سمجھے کہ اثر سو مجھ سے زائل ہوگیا اور بدیع الزمان کی آہستہ کلامی سے سمجھے کہ یہ ابھی تک بتلائے سحر ہیں یہ خیال کرکے کہنے لگے کہ اچھی عمو جان جو بات ہونا تھی وہ تو ہو چکی اب خیریت اسی میں ہے کہ اب دنگل رستم آپ مجھے [illegible] بدیع الزمان یہ سنکر [illegible] بس قاسم نے لپک کر شانے بدیع الزمان کے پکڑ لیے اور قصد کیا کہ [illegible] اتفاق سے سحر انکا بھی دفع ہو چکا تھا یہ بھی لپٹ گئے کشتی ہونے لگی کہ اتنے میں نقد بدار بھی آپہونچا اور کہا کہ دونوں عادت زیادہ سرکشی کرتے ہو میں تمہیں قید کر دونگا یہ کہکر مثل سابق دونوں کو اٹھا کر [illegible] اور کچھ پڑھکر [illegible] ایک نہنگ [illegible] دریا سے پیدا ہوا اور نقد بدار کے قریب آیا نقد بدار نے ان دونوں کو [illegible] کر دیا اور [illegible] نہنگ [illegible] میں چلا گیا جب نہنگ دریا میں چلا گیا تو نقد بدار بھی وہاں سے چلا آیا اب اس قصے کو [illegible] چھوڑ دیجئے اور

دو ورقے داستان عمرو کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب لشکر فیروزی اثر امیر با توقیر قریب صحرائے شمالیہ کے پہونچا تو خواجہ عمرو برائے تلاش فرودگاہ کچھ آگے بڑھ گئے جاتے جاتے ایک تھوڑی دور پر گیا دیکھتے ہیں کہ ایک جم غفیر اور مجمع کثیر سات جوان دلیر ایک جگہ پر اور ایک

نازنین مہ جبین دو مہ تمکین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غرق بیچ مین اُن عورتون کے جلوہ فروز ہے گرد رو
قطار مثل ابر بہار اشک فشان ہے اور ایک خواص اُسکی نہایت کبیر السن اُسکے برابر بیٹھی ہوئی ہے اور باقسام طرق سمجھا رہی ہے اور وہ
سب عورتین بھی اُسکی ہمزبان ہین مگر اُس نازنین کو کسیطرح تسکین نہین ہوتی ہے اسی اثنا مین یکایک ایک زن کبیر السن
کوژ پشت نمودار ہوئی اور قریب آکر کہنے لگی کہ کیون صاحبو تم کون لوگ ہو اور یہ نازنین کون ہے اور کیون رو رہی ہے وہ
خواص جو ملکہ کے برابر بیٹھی ہوئی تھی کہنے لگی کہ میرا نام سیتنوہ ہے اور اس نازنین کو ماہ دیتن کہتے ہین نانی کو اسکی
عجائب شاہ نے قید کر لیا ہے اور اسکو واسطے عروسی کے لیے طلب کیا ہے اس سبب سے یہ رو رہی ہے یہ سُنکر وہ زن
کوژ پشت آگے بڑھی اور بلائین لیکر کہنے لگی کہ بلاؤن آپ اسقدر بد حواس کیون ہین مصرع مشکلے نیست کہ آسان نشود
یہ کہکر وہ بڑھیا پیچھے ہٹی اُسکا ہٹنا کہ ملکہ بیہوش ہو کر گر پڑی عمرو یہ دیکھکر سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے نا بابا بیہوشی اسکے ہاتھ مین
تھا غرض وہ بڑھیا تو غائب ہوگئی اور عمرو ایک چوٹ مار کے اُس عورت کی قطع بنکے آگے بڑھے اور سر اُس
نازنین کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا دارو سے رفع بیہوشی آسے سُنگھا کر ہوشیار کیا مگر حال اُسکا یہ ہے کہ جون جون
دن اخیر ہوتا ہے وہ نازنین سہمی جاتی ہے اور چہرے پر زردی چھائی جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی روح نکالے لیتا ہے اور بار بار یہ شعر
زبان پر آتا ہے شعر تم جو دو ہی تو کیون نہ بے جان ہوا جاتے ہو ان جگو + خدا جانے وہ کیا پوچھے یہان سے میری کیا نکلے + غرض
وہ حالت خفقان کی ہے کہ اب زیادہ اسکی زندگی کی امید نہین ہے یہ حال دیکھکر عمرو یعنی زن مصنوعی نے کہا کہ مجھے ایک اسم رفع خفقان
اور دہشت کا یاد ہے اگر تم سب کہو تو مین اُلٹے پیچھے لا سکے کان مین پڑھ دون وہ سب بولین ابھی تو [illegible] مین پڑھنا
پڑھ [illegible] مگر حکم ہے استاد کے مجبور ہون [illegible] سامنے نہین ہو سکتی [illegible] سب نے کہا بیا [illegible] عمرو اُس نازنین کو
ایک گوشے مین لیگئے اور بیہوش اسکے نزدیک لیا اور آپ اُس نازنین کی صورت بنا کر اُس مجمع مین واپس آئے کہ
[illegible] اسیوقت ایک محافہ چار نقاب پیدا ہوئے اور ملکہ نقلی سے کہا کہ چلو سوار ہو ملکہ نقلی اپنی جلیسون سے
خدا حافظ کہکے اُس محافے مین جا بیٹھی اسکے بیٹھتے ہی وہ محافہ اُڑا اور آن واحد مین اوڑ کر ایک مکان پر [illegible]
آکر اُترا کہ دیوارین جسکی سنہری تھین اور ہر درخت کے پتے بھی سنہرے تھے اور تمام عمارت گنگا جمنی نہایت آب و تاب کی
تھی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی غرض اس ملکہ نقلی کے پہونچتے ہی جتنی سہیلیان اور کہاریان ہر قسم کی
حسن [illegible] عورتین آموجود ہوئین اور ملکہ کو ایک بارہ دری مین بٹھا کر انتظام عیش و نشاط کا اسباب مہیا ایک عورت سرو ناز
نام جو عجائب شاہ کی بڑی مقرب تھی وہ اسکے آرام و آسائش کے اہتمام کے لیے آموجود ہوئی اور کہا حضور کا جو حکم ہو
ہم بجا لائین ملکہ نے کہا پہلے یہ تو بتاؤ کہ یہ شہر [illegible] جو اس بارہ دری مین لگے ہین یہ اصلی ہین یا نقلی سرو ناز نے کہا کہ
بی بی آپ کی بھی کیا باتین ہین بھلا راجے کے گھر [illegible] کا کال یہان نقلی چیز کا کیا کام ملکہ نے کہا ذرا ایک [illegible] اُتروا لو تو سہی سرو ناز
تو بہت اچھی کہکے بجا لانے کو گئی اور [illegible] حضرت نے ایک میر فرش [illegible] داخل زنبیل کیا اب جو سرو ناز نے
مڑ کر دیکھا تو ایک میر فرش ندارد تھی وہین سے چلا کر کہا کہ [illegible] دیکھنا ایک میر فرش نہین دکھائی دیتا مجھکو نہین معلوم
پڑی ہی نہین یہ کہکر وہ پھر جا [illegible] رہے مین مصروف ہوئی انھون نے دوسرا میر فرش بھی [illegible] داخل زنبیل کیا اب جو سرو ناز
دوسری مرتبہ پھر کے دیکھتی ہے تو دوسرا میر فرش بھی ندارد [illegible] تو وہ بھول گئی دونون ہاتھون سے سر پکڑ کے بیٹھ ہی
گئی [illegible] آنکھون ہی آنکھون مین دو میر فرش غائب ہوگئے کہ یکایک ایک تخت جواہر نگار نمودار ہوا اور آواز ہوشیار باش
کی بلند ہوئی جیسے ہی نگاہ لوگون کی اُس تخت پر پڑی سب کے سب یا خداوند عجائب شاہ کہکے سجدے کو جھک
گئے مگر اُس نازنین نے سجدہ نہ کیا عجائب شاہ تخت سے اُتر کر داخل بارہ دری ہوا اور اُس نازنین سے کہا

تنے مجھے کیوں نہ سجدہ کیا یہ تو تھرتھرانے لگے مگر سرو قد نے کہا کہ ابھی تحقیق امر خداوندی سے واقفیت نہیں ہے مرد کی صحبت مین
کبھی کا ہے کو بیٹھی ہونگی اب سب کچھ آ جائیگا عجائب شاہ یہ سنکر ہنسنے لگا اور ایک جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر
اُس نازنین کو دیا اور کہا کہ یہ جام پیام وصل ہے اُس نازنین نے آنکھیں نیچی کرکے کہا کہ یہ کام تو جاسا تھا مناسب یہ تھا کہ
مین آپ کو جام بھر کے دیتی عجائب شاہ نے کہا کہ خیر اب تو میری خاطر سے پی لو اُس نازنین نے ایک دو گھونٹ پی کر جام
رکھدیا اور کہا کہ مین ایسی شراب نہیں پیتی مگر مین اپنے پینے کی شراب نکالتی ہوں اپنے ساتھ تھوڑی سی لیتی آئی تھی یہ کہکر
ایک قلم شراب یاقوت رنگ کی نکالکر ایک چھوٹے سے جام مین اونڈیل کر خود نوش جان کی عجائب شاہ نے
کہا کہ کچھ تو ہمین بھی دو اُس نازنین نے مسکراکر ایک جام بھر کے کچھ کھائی سے اُس شراب مین ڈال کے اور چند قطرے زمین
ٹپکا کے عجائب شاہ کو دیا عجائب شاہ نے اُس جام کو لیکر منھ سے لگالیا جیسے ہی وہ جام لبون سے متصل ہوا
ویسے ہی وہ شراب برنگ آفتاب جانب آسمان اُڑ گئی اُس شراب کے اُڑتے ہی اسے تو زمین نے پکڑ لیا اور دفعۃً
ایک کوندا سا چمکا کہ برجوت جادو نمودار ہوئی عجائب شاہ نے برجوت سے کہا کہ ذرا دیکھ تو یہ کون بیٹھا ہے
اس نے عمرو ہماری صحبت مین آجانے اور ترا اطلاع نہ کرنے سے ہم تو تیری وجہ سے غافل رہین اور تیری یہ حرکتین یہ سنکر
برجوت تو مثل بید کانپنے لگی اور میان عمرو بولے کہ ای خداوند عجائب شاہ جیسا آپ کو سنا تھا ویسا ہی پایا اور مین
تو آپ کو ... اپنا کمال دکھانے آیا تھا مگر معلوم ہوا کہ آپ کے آگے کامل کا کمال پیش نہیں جا سکتا ای عجائب شاہ
تا زندہ ... اصل یہ ہے کہ امیر حمزہ کا ملازم تھا وہ مجھے تین روپیہ ماہواری اور گھوڑے سے پیچھے مٹھی بھر چنے دیا کرتا
ہے امین میری بسر ... نا ممکن ہے ... تو نوکری اسکی چھوڑ کے بیکار بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی قدر دانی کا شہرہ گوش زد
ہوا اپنی جان پر کھیل کے اس نیت سے حاضر خدمت ہوا اب بمصرع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے عجائب شاہ
اس تقریر کو سنکر حیران ہوا اور برجوت جادو سے کہا کہ ای برجوت اب تو ہم جاتے ہیں تو اسے اپنے پاس قید رکھ
صبح کو ہم اسکا دیوان کرینگے یہ کہکر عجائب شاہ تو اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا اور برجوت نے اپنے مکان پر
لاکر عمرو کو ایک آہنی قفس مین قید کیا شب بھر عمرو قید رہے جب صبح ہوئی اور عجائب شاہ آکر تخت پر بیٹھا تو کل
جادوگر مثل سنگ جادو اور پالنگ جادو اور سرمست جادو سب کے سب حاضر ہوئے اور اپنے اپنے
قیدیون کو لاکر حاضر کیا سنگ جادو نے بدیع الزمان اور قاسم کو پیش کیا اور برجوت جادو نے عمرو کو حاضر کیا
عجائب شاہ نے قاسم سے کہا کہ ای قاسم اگر تو مجھے سجدہ کرے تو مین تجھے مرتبہ صاحبقرانی سے زیادہ تر مرتبہ عطا کرون
قاسم نے کہا کہ مین تجھ پر اور تیرے پرستارون پر بھی لعنت کرتا ہون تو بکتا کیا ہے اور ایسا ہی کچھ بدیع الزمان نے بھی کہا یہ سنکر
عجائب شاہ نے قاسم سے کہا کہ ای قاسم تیری محبوبہ ملکہ ماہ تاجدار سیف الملک ... شکن شمالی کی بیٹی ہے جسے بدیع الزمان
نے سمرابیہ مین دفن کیا تھا مین نے اُسے بزور خداوندی طلب کر لیا اور شبیہ اُسکی دفن ہوگئی اور پکار اُٹھا کہ ای
برجوت جادو نے تو اُس ملکہ ماہ تاجدار کو اُسی وقت برجوت جادو نے ملکہ ماہ تاجدار کو حاضر کیا ملکہ کو دیکھتے ہی
قاسم کے تو جان مین جان آگئی اور عجائب شاہ نے قاسم سے کہا کہ جب دیو سنجر اعظم سیف شکن کے
ہاتھ سے مدد کیا اور شعلہ نے اُٹھالیگئی تو یہ احتمال سے زیادہ بیتاب و بیقرار ہوئی تا اینکہ یہ قریب الموت پہونچ گئی تو ہم نے
اسے تو اپنے پاس بلالیا اور اسکی شبیہ کو وہان بھیجا تھا جو وہان جاکر مر گئی اور بدیع الزمان نے اُسے دفن
کیا یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ مجھے سجدہ کر ملکہ نے کہا کہ اگر قاسم سجدہ کرے تو مین بھی سجدہ کرون یہ سنکر
عجائب شاہ نے پھر قاسم سے کہا کہ ای قاسم مجھے سجدہ کر قاسم نے پھر وہی جواب دیا عجائب شاہ نے کہا

گذاری بر جوت پھر انھیں لیجا کر قید کر جوت تو ان دونوں کو اُدھر لیگئی اور یہاں عجائب شاہ عمرو کی جانب متوجہ ہوا اور
کہا او عمرو تو مجھے فقرہ دیتا ہے اور بے وقوف بناتا ہے عمرو نے کہا کہ خداوند کیا مجال ہے اور آپ کو فقرہ دوں عجائب شاہ
نے کہا کہ خیر جو ہوا سو ہوا اُس نازنین کو تو مجھے دیدے عمرو نے کہا کہ میں نوکر قدیم ہوں مجھے الزام سے رہا کیجیے تو میں اُسے
دیدوں بعد اسکے اگر آپ مجھ سے ناخوش ہونگے تو میں کسی سمت کو چلا جاؤنگا یہ سنکر عجائب شاہ نے پالنگ جادو سے
کہا کہ اسے یہاں سے لیجا اور اس نازنین کو اس سے لیکر اسے جنگل کی طرف پھینک دے یہ سنکر پالنگ جادو عمرو کو اپنے
مکان پر لایا اور عمرو سے دام مکر کو دفع کرکے اُس نازنین کو طلب کیا عمرو نے ایک گوشے میں جا کر ایک زن نازنین کو زنبیل
سے نکالکر پالنگ جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ یہی ہے ملکہ ماہ سیتن ہے پالنگ نے پوچھا کہ کیوں خواجہ کہاں
تھی عمرو نے کہا کہ میری زنبیل میں تھی پالنگ جادو میری زنبیل میں چار سو دریا ہیں چار بادشاہ ہیں اور انواع
واقسام کی عجائب وغرائب سیاحت ہے پالنگ نے کہا کہ بھلا ہم بھی دیکھ سکتے ہیں عمرو نے کہا کہ جی ہاں اِس
زنبیل میں سر ڈالکر ملاحظہ فرمائیے یہ سنکر پالنگ نے سر ڈالا عمرو نے دونوں ٹانگیں پالنگ کی پکڑ کر اُسکو زنبیل
میں داخل کیا اور آپ اُسکی قطع پر شکل ہوئے اور اُس عورت کو ماہ سیتن بنا کر ایک گوشے میں بٹھلا کر خود
خدمت عجائب شاہ میں آیا عجائب شاہ اُسوقت رقعہ جمشیدی میں حال حیات وممات دیکھ رہا تھا اُسمیں
لکھا تھا کہ عجائب شاہ عمرو کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور عمرو زندہ رہیگا یہ حال دیکھکر عجائب شاہ خوف سے
کانپ رہا تھا کہ یہ پالنگ نقل سامنے حاضر ہوا عجائب شاہ نے کہا کہو پالنگ کیا حال ہے پالنگ نے
کہا کہ حضور عمرو کو تو میرے ہاتھ میں سے جانب صحرا پھینکوا دیا اور ملکہ کو ایک علیحدہ مکان میں فروکش کردیا ہے
بس یہ سنکر عجائب شاہ اُٹھ کھڑا ہوا برخاست کرکے پالنگ کے ساتھ ہوا جب قریب اُس مکان کے پہونچا تو پالنگ
نے کہا کہ حضور آپ کے چہرے پر کچھ گرد پڑی ہے یہ کہکر اپنے رومال سے گرد چہرے کی پاک کی اُس رومال میں عطر بیہوشی
ملا ہوا تھا اُسکی خوشبو سے عجائب شاہ کو چھینک آئی اور تڑسے زمین پر گرپڑا عجائب شاہ کے گرتے ہی فوراً ایک
شیر پیدا ہوا اور آتے ہی ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا عمرو نے کہا کہ بھائی تو میرا ہاتھ چھوڑ دے اب مجھ سے ایسی خطا نہ ہوگی جب شیر
نے ہاتھ اسکا نہ چھوڑا اور ملازمان عجائب شاہ نے یہ شور دیکھا تو عجائب شاہ کو آکر ہوشیار کیا جب عجائب شاہ ہوشیار ہوا
تو اُسنے دیکھا کہ شیر پالنگ کے ہاتھ کو پکڑے کھڑا ہے عجائب شاہ متحیر ہوکر کہنے لگا کہ یہ شیر تو میں نے عمرو کے
واسطے مقرر کیا تھا ارے پالنگ اِس شیر نے تیرا ہاتھ کیوں پکڑ لیا عمرو نے کہا کہ شیر کو کچھ دھوکا ہوا ہوگا دیکھیے
میرا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ گرپڑے مجھے تو صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مسخ ہوا اور شیر کے برج میں آگئی ہے یہ سنکر عجائب شاہ
نے اُس شیر کی طرف دیکھکر کہ یہ کون ہے شیر نے کہا عمرو عجائب شاہ نے کہا کہ ارے عمرو یہ کیا غضب کیا پالنگ
کو تو نے کیا کیا عمرو نے عرض کیا کہ وہ سیر زنبیل میں مصروف ہے یہ سنکر عجائب شاہ نے عمرو کو بشکل آہو بنا کر جانب
صحرا بھیجدیا اور خود جانب گنبد جمشیدی روانہ ہوا اب عجائب شاہ کو تو گنبد عجائب جمشیدی میں چھوڑ دیجیے اور

دو کلمے داستان امیر ابو فیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے ملاحظہ فرمایئے

کہ جب امیر ابو فیر شہر شمالیہ باختر میں پہونچے اور حال ملک قاسم کا سنا تو اب امیر کو شمالیہ باختر میں ٹھہرنا
شاق ہوا اُسیوقت ملک عجائب شاہ کا راستہ لیا بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب ملک عجائب شاہ کے
پہونچے تو سنا کہ عجائب شاہ گنبد عجائب جمشیدی میں متحصن ہے اور کل سردار اُسکے اُسکے پاس موجود ہیں یہ سنکر
امیر نے ایک نامہ لکھکر بدست ملک اشتر روانہ کیا اور خود شکار کے لیے جانب صحرا روانہ ہوئے چلتے جاتے ایک

دامن کوہ کے برابر پہونچے شکار مین مشغول ہوے کہ ایک آہو سامنے سے پیدا ہوا اور سامنے امیر کی جانب آنے لگا تو امیر نے
تیر چلا کمان مین جوڑا تھا یا اب جو اسکو آتے دیکھا تو ٹھہر گئے وہ آہو امیر کے قریب آکر سیدھا کھڑا ہو گیا اور سر پا کر رونے لگا
امیر اُس آہو کے قریب گئے اور اُسکے سر پر ہاتھ پھیرا بشفقت امیر کی دیکھکر اُس آہو نے اپنے اگلے پنجون سے زمین پر
تحریر کیا کہ ای امیر با توقیر مین عمرو ہون جلد اسم رفع سحر پڑھ کے مجھپر دم کرو کہ مین جامۂ انسانیت مین آؤن یہ دیکھکر
اسم رفع سحر امیر نے پڑھکر دم کیا اور ایک خاک کی چٹکی اُٹھا کر عمرو پر ڈالی اسیوقت عمرو بصورت اصلی ہو گئے اور
کل حال قید قاسم اور بدیع الزمان اور اپنی عیاری کا بیان کیا اور عرض کیا کہ ہم تو اب یہان ہرگز نہ رہینگے جاتے ہین
آپ کو اپنے فعل کا اختیار ہو واہ واہ عمرو کو امیر روکا کیے مگر عمرو نے نہ مانا اور چلا گیا اور امیر سے کہتا گیا کہ از برائے
خدا امیر احوال کسی سے نہ بیان کیجیے گا عمرو تو اپنی طرف راہی ہوا اور امیر اپنے لشکر مین داخل ہوئے لیکن جب
مالک اژدر قریب گنبد جمشیدی کے پہونچے تو دیکھا کہ بعینہ ایک جوان میری ہی شکل و صورت اور ایسی ہی قد و قامت
اور ایسی ہی گھوڑے پر سوار کھڑا ہے مالک اُسے دیکھکر بہت متعجب ہوئے کہ یہ شخص بعینہ میرے ہی ہمشکل کون ہے اور کہان
سے آیا ہے غرض جب مالک اُسکے قریب پہونچے تو اُس شخص نے مالک سے نام امیر کا طلب کیا مالک نے
انکار کیا اُسنے کہا کہ ای مالک سنو مین تمھارا ہمشکل اور خداوند کا تابعدار ہون ہر وقت اُسے سجدہ کیا کرتا ہون اور تو بھی
خداپرست سجدہ کر نہین تجھے تامل ضروری ہوگا اور یہ تامل باعث خشونت خداوند ہوگا اور تو مستحق عقوبت
ہوگا مالک نے کہا کہ جا ہے کہ مین نام نہین دونگا اسیطرح گفتگو زیادہ بڑھی اور نوبت بہ جنگ پہونچی اور نیزہ بازی
ہونے لگی جب نیزے دونون کے بیکار ہو گئے تو نقل مالک نے اصل مالک کے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اور کھینچتا
ہوا سامنے عجائب شاہ کے لے آیا عجائب شاہ نے برروت جادو کے حوالے کرکے کہا کہ اسے لیجا کر قید کرو
جب یہ خبر امیر کو پہونچی تو فی الجملہ امیر کو سکوت ہوا اور یہان عجائب شاہ نے طبل جنگ بجوایا جب امیر کو یہ خبر ہوئی تو انھون
نے بھی نقارہ جنگی بجوا دیا شب بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے
اُدھر سے عجائب شاہ مع اپنے سردارون کے میدان مین آیا اور اُسطرف سے امیر شوکت سریر فرما ہوئے لڑائی شروع ہوئی
طماس زور آور سردار عجائب شاہ کے ہاتھ سے بہت سے پہلوان لشکر امیر کے زخمی ہوئے جب آٹھ پہلوان
زخمی ہو چکے دیکھا کہ یکایک لشکر امیر سے کرب غازی کا نعرہ بلند ہوا اور خدنگ کرب غازی آتے ہی طماس سے
نگاورزن ہوا بعد نگاورزنی کے دونون نے نیزے اُٹھائے لگی نیزہ بازی ہونے سترھوین طعن مین کرب
نے نیزہ طماس کا خالی طماس نے تلوار ماری کرب نے ضرب اُسکی رد کرکے جو ایک ہاتھ مارا تو برابر سے
دو پرکالے ہو گئے غرض اسیطرح پانچ سردار لشکر عجائب شاہ کے کرب کے ہاتھ سے مارے گئے کہ اسی اثنا مین شام
ہو گئی عجائب شاہ طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر کو واپس ہوا اور وہ جادو جام شراب پی کر طبل جنگ بجا کر عجائب خانہ
سامری مین آکر داخل ہوا اور کل سرداران امیر کے ہمشکل و ہمصورت شیشے سے نکلکر وہ صف جنگ مین برآمد ہوا
اور بڑے دھوم دھام سے آکر نعرہ زن ہوا کہ ای حمزہ اور لشکریان حمزہ دیکھو تو سہی ہمارے ساتھ بھی تم ہی جیسے
سردار ہین یا نہین اب جو امیر دیکھتے ہین تو جو سردار انکے یہان ہین ویسے ہی سردار اُسکے یہان بھی موجود
ہین تمیز یہ کہ جو سردار لشکر امیر سے نکلا اُسی قطع کا ایک سردار لشکر عجائب شاہ سے بھی نکلا اور سردار
امیر حمزہ کو باندھ لیگیا غرض کہ شام تک کل سردار امیر لشکر عجائب شاہ مین مقید ہو گئے جب خواجہ زادون
نے یہ معرکہ دیکھا تو امیر سے عرض کیا کہ خداوند آپ ایک ہفتے کی مہلت عجائب شاہ سے طلب کیجیے پھر

امیر نے عجائب شاہ سے ایک ہفتے کی مہلت طلب کی عجائب شاہ نے مہلت دیدی اور طبل شادمانی بجواتا ہوا اپنے مقام پر واپس ہوا اب ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑیے اور

دو کلمے داستان عمرو کے ملاحظہ فرمائیے

کہ یہ جو امیر کے پاس سے چلے جاتے چلتے ایک صحرائے لق و دق بے آب و گیاہ مین پہونچکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر اپنے ہاتھ کی لکیرین دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے کچھ خیال جو آیا تو ملکہ ماہ سیتن کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا وہ بیچاری ہوشیار ہوکر حیران ہوئی اور پوچھا کہ آپ کون ہین عمرو نے سارا حال گذشتہ اسکے سامنے بیان کیا یہ سنکر نازنین نے کہا کہ آہا آپ کا نام عمرو عیار تو نہین ہے عمرو نے کہا کہ ہان مین ہی عمرو ہون یہ سنکر ماہ سیتن نے کہا کہ اے خواجہ میری نانی سلطانہ جادو ہے اُسنے میرے بازو پر ایک پرچہ باندھ دیا تھا اور کہا تھا کہ اے ماہ سیتن اب زمانہ میری قید کا قریب ہے بعد میرے قید ہو جانے کے اگر تجھسے اور عمرو سے ملاقات ہو تو یہ پرچہ عمرو کو دینا عمرو نے کہا کہ اچھا وہ پرچہ لاؤ تب ملکہ ماہ سیتن نے وہ پرچہ اپنے بازو سے کھولکر عمرو کے حوالے کیا عمرو جو کھولکر پڑھتے ہین تو اسمین لکھا تھا کہ اے خواجہ جب تم میدان لالہ زار کے قریب پہونچنا تو وہان کے جانے مین ضرور جانا وہین تم عجائب شاہ کو پاؤ اور گرفتار کرو گے اور یاد رہے کہ بادشاہ وہان کا لالہ زار شاہ ہے اکثرون پر وہ خداوندی کرتا ہے اور اسی سرزمین پر ایک دریا ہے جب تم اُس دریا کے قریب پہونچو تو کنارے پر اُسکے ایک درخت خوشرنگ پاؤ گے اور اُسکی ایک شاخ پر ایک خوشرنگ طوطی کو دیکھو گے اگر یہ پرچہ اُسے دکھاؤ گے تو وہ سارا حال ہمارا بیان کریگی کیونکہ ہمنے اُسے پہلے سے اُسے مقرر کر دیا ہے اس پرچے کو دیکھکر عمرو نے ماہ سیتن کو تو زنبیل مین ڈال لیا اور خود بیابان لالہ زار کا راستہ لیا جب بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب اُس دریا کے پہونچے جہان کا پتا اُس پرچے مین لکھا تھا تو دیکھا کہ واقعی وہی درخت اور وہی طوطی اسپر بیٹھی ہے عمرو نے وہ پرچہ اُس طوطی کو دکھا دیا طوطی اُس پرچے کے دیکھتے ہی زمین پر گری اور بہیئت انسانی پیدا ہوکے عمرو سے ملاقات کی اور کہا کہ اے خواجہ آپ بیابان لالہ زار کے قریب آپہونچے ہین اور ملکہ سلطانہ جادو حباب جادو کی قید مین ہین اور حباب جادو جوگی بنا ہوا دمہ کوہ کے اندر بیٹھا ہے اور ایک قفس مین سلطانہ جادو مقید ہین اگر آپ اُسے مارین تو سلطانہ جادو رہا ہو جائین یہ سنکر عمرو ایک جوگی کی قطع بنکر اُس جوگی کے پاس آئے اور صاحب سلامت کی اُس جوگی نے کہا کہ ارے بھائی یہان سے چلا جا یہ مقام ٹھیرنے کا نہین ہے وہ مصنوعی جوگی نے کہا کہ بابا آگ چاہیے ہے اگر اجازت ہو تو ذرا سی آگ لیکر چلم بھر کے ایک دم لگاؤن پھر چلا جاؤن لگا مین خود نہ ٹھیرونگا اُس جوگی نے کہا کہ اچھا آگ لیکر جلد یہان سے چلا جا اُس مصنوعی جوگی نے جھک کر اُس ٹھیک مین سے آگ نکالی اور تھوڑی سی بیہوشی آنکھ بچا کر اُس ٹھیک مین ڈالدی یہ تو آگ لیکر ایک کھو مین پہاڑ کی چھپ رہا اور وہان پر ہوا چلی اور دھونی ہوئی اور وہ دھوان اُس جوگی کے دماغ مین پہونچا زور سے ایک چھینک آئی اور وہ جوگی بیہوش ہوکر گرا اُسکے گرتے ہی عمرو جلدی سے لپک کے اور آتے ہی ایک ہی ہاتھ مین خنجر کے کام اُسکا تمام کیا اُسکے مرتے ہی ایک دھوان سا بلند ہوا اور آواز آئی کہ افسوس مارا ہائے کشتی نام من حباب جادو بود جب دھوان برطرف ہوا تو وہ قفس خود بخود زمین پر گر پڑا اور سلطانہ جادو رہا ہوکر اپنی ہیئت اصلی پر آئی اور عمرو کی بہت کچھ مدح و ثنا کی اور کہا کہ اے خواجہ اب آپ کو مناسب ہے کہ آپ گنبد جمشیدی کی راہ لین مین بھی آتی ہون یہ سنکر عمرو ایک مرد دہقانی مجذوب کی قطع بنکر طرف گنبد جمشیدی کے روانہ ہوئے جب بعد طے مراحل اور قطع منازل گنبد جمشیدی کے دروازے پر پہونچے تو دربانون نے ممانعت

کی اور کہا کہ یہان سے چلا جا سوا سے میلے کے دن کے اور روز یہان کوئی جانے نہین پاتا عمرو نے کہا کہ ارے یار و
مجھے جانے دو مین ایک بیچارہ غریب آدمی ہون اس شدت مرض سے رنجور و مجبور ہون مجھے خواب مین بشارت ہوئی ہو کہ
تجھے خداوند جمشید نے طلب کیا ہو مین تجکو شفا ہوگی تو بھائی بڑی مصیبت و تکلیف اُٹھا کے مین یہان تک آیا ہون
صدقہ خداوند جمشید کا مجھے جانے دو القصہ جب عمرو نے بہت کچھ آہ وزاری کی تو دربانون نے جانے کی اجازت
دی عمرو جب گنبد کے اندر آیا تو پہلے کئی مرتبہ ایک بڑے بُت کے گرد طواف کیا اور بعد طواف ایک گوشے
مین جا بیٹھا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک اٹھارہ برس کے سِن کا جوان بنکر ٹہلنے لگا اب جو دربانون نے اندر
آکے دیکھا تو یہ ماجرا ملاحظہ کیا متعجب ہوکر پوچھا کہ ارے تو کون ہو اسنے کہا کہ مین وہی مریض ہون خداوند جمشید
کے الطاف سے ایسا صحیح و سالم ہوگیا بس یہ سنکر پھر تو سب کے سب اسکے گرد آکر جمع ہوگئے اور اسکے کپڑے
تبرک سمجھ کے نوچ لیگئے اور تمام ساکنان بتکدہ اور پرستاران جمشید نے اسکو بتخانے کا مالک کیا ان حضرت نے
جہان تک ممکن ہوا خوب سامال و اسباب اور زر و جواہر بتخانے کا نذر زنبیل کیا اب انکو تو اس خرد برد مین چھوڑیے اور

دوسرے داستان عجائب شاہ کے ملاحظہ فرمایئے

کہ امیر باتوقیر کو جب عجائب شاہ نے ایک ہفتے کی مہلت دیدی تو امیر باتوقیر تو اپنے ساز و سامان مین مصروف
ہوئے اور عجائب شاہ پھر کر گنبد جمشیدی کی جانب روانہ ہوا جب داخل گنبد ہوا تو میان عمرو کو دیکھکر حال انکا دریافت
کیا لوگون نے تمام حال انکا بیان کیا عجائب شاہ متحیر ہوکر عمرو کے پاس گیا اور پوچھا کہ تجھے کس بت سے
شفا پائی عمرو نے اشارے سے بتایا کہ دیکھو اس بڑے بت سے جو سب کے بیچ مین رکھا ہو کہیے تو مین آپ کے
واسطے بھی اجازت لاؤن یہ کہکر عمرو بتخانے مین داخل ہوا اور گلیم عیاری اوڑھکر ایک گوشے مین چھپ کے آواز
بدل کے پکارا کہ ای عجائب شاہ تو متعجب نہو ہمارے ایسے بہت سے کھیل ہوا کرتے ہین تو بھی چلا آ کہ تجھ پر بھی
برکت و شفا کا ہاتھ پھیر دین بس عجائب شاہ یہ آواز سُنکر یا خداوندا یا خداوند کہتا ہوا داخل بتخانہ ہوا یہان تو
عمرو نے جاتے ہی حلقہا ے کمند پھیلا رکھے تھے عجائب شاہ جیسے ہی داخل ہوا ویسے ہی اپنے حلقہا ے کمند مین
پھانس کے بیہوشی سنگھا کر داخل زنبیل کیا اور خود عجائب شاہ کی شکل پر شکل ہوکے بتخانے سے باہر
آیا اور آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ وہ شخص عمرو عیار تھا مین نے اُسکو قتل کیا تم سب بھی اُسکے قتل
سے خوش ہو اور نقارے خوشی کے بجاؤ کہ اُسکے ہیر چلا رہے ہین آواز اُنکی تم سب کے کانون تک نہ پہونچے
تو بہتر ہو وہ سب تو نقارہ بجانے مین مصروف ہوئے اور اُنھون نے عجائب شاہ کے قتل کا ارادہ کیا مگر اُنکے
ارادے کے زمین شق ہوئی اور ایک شیر آہنی پیدا ہوا اور ہاتھ انکا پکڑ لیا اور کہا ہوا کہ او دزد بار یک گردن
عجائب شاہ ایسا غافل نہین ہو عمرو نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ ہاتھ پنجہ شیر سے چھوٹے مگر ممکن نہوا درگاہ
خالق بے نیاز مین دست دعا بلند کیے اور عرض کیا کہ خداوندا اس بلا کو جلد دفع کر اس دعا کے ساتھ ایک
برق آسمان سے گری اور اُس شیر کے دو ٹکڑے کر دیے جب چمک اُس برق کی رفع ہوئی تو عمرو نے دیکھا کہ
سلطانہ جادو آموجود ہوئی اور عمرو سے کہا کہ او خواجہ بڑا غضب کیا تمنے کوئی ایسی بھی غفلت کرتا ہو بس عمرو کو
یاد آگیا فوراً انکا انکا ٹکڑا زبان مین سوزن کر دیا اور خود عجائب شاہ بنا اور سلطانہ جادو کو اپنی شکل پر شکل
کیا اور اب یہ عجائب شاہ نقلی اور عمرو نقلی یعنے سلطانہ جادو مال و اسباب بتخانے کا لیکر وہان
سے چلتے ہوئے اب جو مستفسر حال ہوتا ہو یہ کہدیتے ہین کہ مین اس نظر کردہ جمشید کو لیکر ملک خداوند کی

ہدایت کو جاتا ہون تا اینکہ بعد قطع منازل اور طے مراحل داخل بارگاہ عجائب شاہ جلی ہوئے اب یہ تو عجائب شاہ
بنے ہی ہوئے ہین آتے ہی برحوت جادو کو طلب کیا اور حکم دیا کہ کل سرداران امیر کو رہا کردو اور کل قیدیون کو
بھی چھوڑ دو برحوت جادو نے اسیوقت کل سرداران امیر کو مع کل قیدیون کے رہا کردیا اور عجائب شاہ نقلی نے
ان سب سے کہا کہ جا کر امیر کو خبر کردو ہم تمھاری ملاقات کو آتے ہین کل سرداران امیر یہان سے خوشی خوشی خدمت
امیر مین روانہ ہوئے اور جا کر امیر باتوقیر سے بیان کیا کہ ای امیر عجائب شاہ آپ کی ملاقات کو آتا ہی امیر یہ سنکر
بہت حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ بھلا عجائب شاہ یہان کیون آتا ہی اور یہان آکر کیا کریگا القصہ
سرداران امیر تو خدمت امیر مین روانہ ہوئے اور یہان برحوت جادو نے بزور سحر بڑا تزک و احتشام سواری
عجائب شاہ کا مہیا کیا اور یہ سوار ہو کر بارگاہ امیر کی جانب روانہ ہوئے یہان امیر ابھی اسی فکر ہی مین تھے
کہ دفعۃً سامنے سے ایک تخت نمایان ہوا اور اس تخت پر عجائب شاہ تاج شاہی بر سر اور چار قبہ شہنشاہی در بر
بڑے کرّ و فر سے باین ہیئت نمایان ہوا کہ ایک پہلو مین برحوت جادو اور ایک پہلو مین وہی نظر کردۂ جمشید
سر پر ابر سایہ فگن برق اس ابر مین سے چمکتی ہوئی بارش لعل و گوہر ہوتی ہوئی القصہ جب امیر نے یہ خبر سنی کہ
عجائب شاہ برابر بارگاہ کے آپہونچا تو امیر بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلے اور عجائب شاہ سے فرمایا کہ او
گبر نابہنجار تو مجھے ان برقون اور اس ساز اور سامان سے ڈرانے آیا ہی تو اپنے دل مین سمجھا کیا ہی عجائب شاہ
نے کہا کہ امیر تم بڑے ہی ناحق شناس شخص ہو مین نے تو تم پر اتنا بڑا احسان کیا کہ تمھارے کل سردارون کو
پکڑ کے چھوڑ دیا اور اب بھی تمکو ہماری جانب اعتقاد نہین ہوتا ای تو سہی جو تمکو اس عذاب سے نہ
مارون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ کنان ہون امیر یہ سنکر نہایت برہم ہوئے اور
فرمایا کہ بس خیریت اسی مین ہی کہ جادوگر ہو یہان سے یہ سنکر عجائب شاہ نے کہا کہ تخت ہمارا زمین پر رکھدو پس
جیسے ہی تخت زمین پر آیا ویسے ہی عجائب شاہ نے برحوت جادو سے کہا کہ ابھی حمزہ کو نگل لے بس یہ
کہنا تھا کہ برحوت جادو زمین مین لوٹ مار کر ایک اژدر کی قطع پر متشکل ہو کے امیر پر جھپٹا امیر نے ایک
مشت خاک اسم اعظم پڑھکر اس اژدر پر ماری اس خاک کے پڑتے ہی اس اژدر نے ہئیت اصلی پیدا کی امیر نے
ایک ہاتھ مار کے اسکے دو ٹکڑے کر دیے اور برکت سے اسم اعظم کی رعد گرجا اور بجلی کڑکی اور تمام جہان
تیرہ و تاریک ہو گیا بعد رفع ہونے اس تاریکی کے آواز آئی کہ مارا جوان کشتی ای جوان نام من برحوت جادو
بود اب جو امیر نے غور سے دیکھا تو عجائب شاہ کو اسیطرح تخت پر متمکن پایا چاہتے تھے کہ اسپر
حملہ آور ہون کہ عجائب شاہ نے آواز دی کہ ای حمزہ جو تمھارے مذہب مین آئے وہ کیا کرے یہ سنکر
امیر نے ہاتھ روک لیا اور [illegible] ہو کر کلمۂ طیبہ تعلیم کیا عجائب شاہ نے کلمہ پڑھکر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ ہمنے
تو اطاعت حمزہ کی قبول کی جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ آئے اور سحر سے توبہ کرکے دائرۂ اسلام مین داخل ہو یہ سنکر
سب کے سب حاضر ہوئے اور سحر سے توبہ کرکے ہمراہ عجائب شاہ کے بارگاہ صاحبقرانی مین آئے اور
کلمہ پڑھکر دائرۂ اسلام مین داخل ہوئے اور بہ برکت دعاے صاحبقران ہماری سحر و ساحری کو فراموش
کر گئے اور کل اسمائے سحر لوح دل سے محو ہو گئے جب مطمئن ہو کر بیٹھ لیے تو عجائب شاہ نے امیر
سے کہا کہ ای امیر میرے پانچ کرور روپیے اس جنگ مین صرف ہوئے ہین وہ دیدو تو خیر ورنہ مین پھر اپنے
مذہب اصلی پر آجاونگا یہ سنکر امیر باتوقیر کچھ سمجھے اور کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ واہ خواجہ واہ کیا عیاری کی ہی کیا کہنا یہ لنگر

کہ بس لے بس عجائب شاہ کو تو نکالیے اُسیوقت عمرو نے اپنی زنبیل سے عجائب شاہ کو نکالکر باندھ دیا امیر نے عمرو سے کہا کہ اسے ہوشیار تو کرو جب وہ ہوشیار ہوا تو امیر نے پوچھا کہ اسلام قبول کریگا یا نہیں چونکہ زبان بیرون چھپا ہوا تھا غصے سے نہ بولا مگر گردن ہلا گویا انکار کیا کہ اسلام نہ قبول کرونگا بس امیر نے اسی وقت عجائب شاہ کو تیر باران کروا دیا کہ کام اُس کا تمام ہوگیا اور اس کے مرتے ہی ایک دھواں سا بلند ہوا جب دھواں دفع ہوا تو آواز آئی کہ مارا جان کرتی ایران نام میں عجائب شاہ ہوں اب جو دیکھتے ہیں نہ وہ ساز ہے نہ سامان نہ شاہ ہے نہ شاہی سبحان خدا کی ذات نظر آتی ہے الغرض امیر نے شکر خدا ادا کیا اور سلطنت جادو کی وہاں کا بادشاہ مقرر کیا بعد اُس کے عزیز الملک کو بلا کر تسلیم کرکے سلام کیا اور ملکہ ماہ تاجدار کو قاسم کے ساتھ منسوب کیا اور سیف الملک وغیرہ کو شہر شمالیہ میں بھیجکر خود مع شاہزادہ بدیع الزمان شہر عجم کا راستہ لیا بعد چندے کے امیر باتوقیر صحرائے عجم میں پہونچکر بارگاہ برپا کرواتے ہیں اور چندے وہاں قیام کرتے ہیں اب ان کو تو صحرائے عجم میں چھوڑیے اور

دو کلمے داستان خوبان مردار خوار کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب اس کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ امیر صحرائے عجم میں مقیم ہیں تو یہ اس خبر کو سنکر بقصد مقابلہ امیر اپنے عیار شبرنگ مردار خوار اور اُسکے شاگردوں کو لیکر صحرائے عجم کو روانہ ہوا جب قریب صحرائے عجم کے پہونچا تو عیار شبرنگ مردار خوار صورت اپنی تبدیل کرکے باسوسی لشکر امیر کے لئے چلا جب داخل لشکر امیر ہوا تو تزک و احتشام لشکر دیکھ کر دنگ ہوگیا جب شب ہوئی تو جھاڑ ساز کی شکل بنکر داخل خیمہ صاحبقرانی ہوا اور روشنی کرنے لگا جس میں روشنی ہوچکی اور دھواں اُس کا سب کے دماغ میں پہونچا تو ایک ہی دفعہ سب کے سب بیہوش ہوگئے کسی میں ہوش نہ رہا بس شبرنگ مردار خوار نے کرب غازی کو باندھکر پشتارہ باندھ لیا اور بارگاہ سے نکلکر خوبان مردار خوار کے پاس روانہ ہوا اور یہاں اس عرصے میں حسن اتفاق سے خواجہ عمرو بھی آنکلے چنانچہ دیکھتے ہیں تو روشنی تو ہو رہی ہے مگر سب کے سب بیہوش و مدہوش پڑے ہیں اب ان پر بھی بیہوشی اثر کرنے لگی بس جلدی سے عمرو نے انگشت کے اُس روشنی کو گل کر دیا اور سب کو ہوشیار کیا اس وقت اندلس بن عمرو نے کہا کہ میرے نزدیک وہ جھاڑ ساز جو آج روشنی کرنے آیا تھا وہ جھاڑ ساز نہ تھا کوئی عیار تھا اب جو عمرو نے غور سے دیکھا تو پتہ شبرنگ کا چلا اور اُسے ڈھونڈھتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں شبرنگ نے خوبان کے پاس پہونچ کے عرض کیا کہ لیجئے خداوند آج کیا ہی تحفہ جیب میں آپ کے واسطے لایا ہوں اگر آپ یہاں قیام کیجئے گا تو ایسا ہی آدم زاد روز لا دیا کرونگا یہ سنکر خوبان بہت خوش ہوا اور کہا کہ آج رات کو اسے اپنے ہی پاس رہنے دو صبح کو لانا اب

دو کلمے داستان عمرو کے ملاحظہ کیجئے

کہ یہ جو تلاش شبرنگ میں چلے تو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے قریب ایک لشکر کے پہونچے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ لشکر خوبان مردار خوار کا ہے امیر سے مقابلہ کرنے کو آیا ہے یہ سنکر عمرو خاموش ہو رہا اور صبح کو ایک کبابی کی صورت بنکر داخل دربار خوبان ہوا ابھی یہ پہونچے کہ اتنے میں شبرنگ کرب کو لیکر حاضر ہوا خوبان اسوقت شراب خواری میں مصروف تھا اس نے کبابی سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں کبابی ہوں کباب خوب بناتا ہوں یہ سنکر خوبان نے شبرنگ سے کہا کہ اسے شبرنگ اس آدم زاد کو اس کبابی کو

آرمزاد کو اس رکابدار کے حوالے کر کے یہ کہا کہ اسکے کباب لگا دے شبرنگ نے کرب کو اس رکابدار کے حوالے کیا اور سیخین اور کوئلے وغیرہ بھی سب موجود کر دیے رکابدار نے پوچھا کہ اسے ہوشیار کر کے حلال کرون یا یونہین کاٹ کے کباب لگا دون خوبان نے کہا کہ ارے جگانے سے اسکا خون خشک ہو جائیگا اور خون خشک ہو جانے سے گوشت کم ہو جائیگا یونہین کاٹ کے کباب لگا دے یہ سنکر رکابدار نے کوئلے سلگائے اور تھوڑی بیہوشی اس آگ پر ڈالدی دھوان جو بلند ہوا اور سبکے دماغ مین پہونچا تو یکایک سب بیہوش ہو گئے میان رکابدار نے عیار اور سردار دونون کو اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور کرب کو ہوشیار کر کے کل کیفیت بیان کی کرب نے ہوشیار ہو کر اُس فوج کو درہم و برہم کیا اور عمرو و کرب اُن دونون کو لیکر داخل لشکر امیر ہوئے اور سامنے امیر کے اُن قیدیون کو ڈالدیا امیر نے ہوشیار کرنے کا حکم دیا عمرو نے ہوشیار کیا امیر نے اُنسے پوچھا کہ مذہب اسلام قبول کرنے مین کیا کلام ہے اُنھون نے انکار کیا اور قید توڑ کر امیر پر حملہ آور ہوئے امیر نے اُٹھکر ایک ایک طمانچہ رسید کیا دونون زمین پر گر پڑے فوراً دونون کی گردنین مارنے کا حکم دیا جب وہ دونون قتل ہو چکے تو امیر نے عمرو کو ایک خلعت عنایت کیا اور حکم جشن صادر فرمایا اُسیوقت تمام اسباب جشن مہیا ہوا سبکے سب اپنے اپنے دنگلون پر آکے بیٹھے ناچ رنگ شروع ہوا اُسوقت بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے امیر مین نے فضل بن گیاہور خون آشام سے وعدہ کیا تھا کہ مین ایک جلسہ کر کے تجکو اولاد حمزہ کے برابر جگہ دونگا تو اسکے قبل وہ جلسہ بسبب غائب ہو جانے بدیع الزمان اور قاسم کے ملتوی رہا تھا میرے نزدیک آج سے بہتر کوئی موقع نہین ہے امیر نے فرمایا جو آپ کی مرضی مجھے کیا عذر ہے یہ سنکر بادشاہ نے چارطرف ملاحظہ کیا دنگل عمرو بن رستم کا خالی پایا فضل بن گیاہور خون آشام کو اس دنگل پر بٹھلا دیا قاسم کو یہ امر بہت ناگوار ہوا کیونکہ عمرو بن رستم قاسم کا چچا بھائی تھا غرض اُسوقت تو قاسم چپ ہو رہے شام کو بعد برخاستگی دربار اپنے مقام پر آئے اور سیارہ بن عمرو کے ہاتھ بدیع الزمان سے کہلا بھیجا کہ اگر دعوی شجاعت ہو تو مین دربند جالندریہ پر جاتا ہون وہان آکر سمجھ لینا تمہارا ہوا خواہ میرے بھائی کے دنگل پر بیٹھے یہ کہکر سیارہ کو اُدھر بھیجا اور خود دربند جالندریہ کی راہ لی فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

کہان ہین وہ شائقین والا تمکین جنکے گوش حق نیوش ہمیشہ ہوش ربا داستانون اور دلچسپ قصون کے سننے کے مشتاق رہتے ہین اور کدھر ہین وہ ناظرین ذکی جنکی آنکھین نوادرات عمدہ عمدہ دفترون کی سیر مین مصروف رہتی ہین بسم اللہ جلد دوم فردہ تازہ کے سننے کو تشریف لائین کہ بعد مدت دیر اور عرصہ بعید سے جس معشوق شہرۂ آفاق کا از حد اشتیاق تھا اور جسکا ہجر دل کو نہایت شاق تھا فی الحال اُس شاہد مراد نے دوبارہ حجاب سے اپنا چہرہ بے نقاب نکالا یعنی داستان امیر حمزہ صاحبقران کا دفتر دوم موسوم بہ کوچک باختر جسکو گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے منجانب مطبع اودھ اخبار نہایت سلیس [illegible] زبان مین ترجمہ کیا ہے اور جو جلد اول طبع ہو کر اطراف ممالک مین جلوہ گر ہو چکی ہے اب بار دوم حسب خواہش شائقین زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منصۂ ظہور مین آیا سے بماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین بمالکی جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع موصوف بحسن سعی کارپردازان مطبع حلیۂ طبع سے آراستہ ہوا۔